بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

الحمد للہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین زمن و بعض مشائخ ہند بخط خوش

بمطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع آراستہ شد

اطلاع - اس مطبع میں ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود
مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقان
معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحے جو سادے ہیں
تواریخ اردو وفارسی کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب
سے قدردانوں کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
اردو تواریخ شاہان راجگان	
ارشاد الملوک - ترجمہ بزبان اردو اسپیچ لارڈ لینسڈون صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر مغربی وشمالی و اودھ بالقابہ کاغذ سفید گندہ -	سے
ایضاً - ترجمہ بزبان اردو اسپیچ لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ نواب گورنر جنرل کشور ہند	عہ/
ترجمہ کارنامہ کالون صاحب مشتمل بر مجموعہ یعنی مجموعہ ارشادات خاص ومختصر تذکرہ کارروائیہائے انتظامی وعملی وترقیات متعلقہ صدر کونسل آف ڈفرن فنڈ ممالک مغربی وشمالی و اودھ عہد حکومت عالیجناب آنریبل سر آکلینڈ کالون صاحب بہادر بالقابہ کاغذ سفید	عہ/
تاریخ تاڈ راجستان - مؤلفہ کرنیل جیمس تاڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ جسمین ریاستہائے راجپوتانہ کے صحیح حالات سنسکرت وعربی وانگریزی تاریخوں سے جمع ہیں بسرپرستی مہارانا سجن سنگھ صاحب بہادر والی اودیپور اردو ترجمہ ہوکر طبع ہوئی جسکی قیمت سابق میں پچاس روپیہ تھی مشہور مقامات کے نقشے اور تصویریں بھی منقش ہیں کامل دو جلد میں کاغذ سفید ولایتی -	صہ/
تاریخ عہدنامجات واقرارنامجات - و	

نام کتاب
عہدنامے سند متعلقہ ریاستہائے مؤلفہ سر چارلیس ایچیسن صاحب پنڈت کنھیالال کامل سات جلد بتفصیل ذیل -
جلد اول - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ شرقی پریزیڈنسی بنگال مع آسام
جلد دوم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ مغربی وشمالی تا پنجاب مع نیپال
جلد سوم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ
جلد چہارم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ ریاستہائے راجپوتانہ ومالوہ وغ
جلد پنجم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ مدراس تا جزیرہ سیلون -
جلد ششم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ پریزیڈنسی بمبئی -
جلد ہفتم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ دیگر ممالک ایشیائی بیرونی -
تاریخ بغاوت ہند مسمی بہ محاربہ عظیم
تاریخ غدر مترجمہ پنڈت کنھیالال
ترجمہ سیر المتاخرین مسمی بمرآۃ الصفا تا شاہ عالم ہر سہ جلد یکجائی -
تواریخ راجگان اودھ مع تصاویر فوٹو کاغذ سفید گندہ مجلد نقش ونگار نقرئی طلائی

فہرست مطالب تاریخ فرشتہ اردو جلد اول مکمل

بعون صانع مکین و مکان فضل و خلاق زمین و زمان

الحمد للہ کہ صحیفہ یادگار زمانہ و نسخہ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین زمن و بعض مشائخ ہند بخط خوش

الموسوم بہ

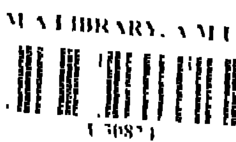






بکمال تصحیح و صرف زر کثیر بنظر اتحاف مشتاقان فن سیر وافادۂ عام اردو زبان سلیس میں جلیۂ ترجمہ سے مزین کر

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع سے آراستہ ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرعہ برجستہ بسم اللہ ہی + ہر یہ لاثانی خدا آگاہ ہی + آئین ہو نام خدا نام خدا + جو محیط کل ہی اور سب سے جدا + جسنے بسم اللہ سے کی ابتدا + ہی یقینی اُسکو حاصل انتہا + اما بعد راے عالم دانشمندان روشن ضمیر پر مخفی نرہے کہ تمہید اس مجموعہ کی اوپر ایک مقدمہ اور بارہ مقالہ اور خاتمہ کے ہی مقدمہ ظہور اسلام کی کیفیت مین۔ مقالہ اول سلاطین لاہور کے ذکر مین۔ مقالہ دوسرا دہلی کے بادشاہون کے بیان مین۔ مقالہ تیسرا شاہان دکن کے ذکر مین مقالہ چوتھا شاہان گجرات کے اذکار مین۔ مقالہ پانچوان سلاطین مالوہ کے تذکرہ مین مقالہ چھٹا شاہان خاندیس کے بیان مین۔ مقالہ ساتوان ذکر شاہان بنگالہ مین۔ مقالہ آٹھوان ملتان کے شاہون کے تذکرہ مین۔ مقالہ نوان سندھ کے شاہون کے ذکر مین۔ مقالہ دسوان کشمیر کے شاہون کی صفت مین۔ مقالہ گیارھوان ملیبار کے فرمانروایون کی توصیف مین۔ مقالہ بارھوان مشائخین ہندوستان کے حالات مین مقدمہ معتقدات اہل ہند مین اور ذکر راجون کا اور بیان کیفیت ظہور اسلام کا اس بلاد مین واضح ہو کہ کتاب مہابھارت سے زیادہ کوئی کتاب مبسوط[1] اور معتبر درمیان اس طائفہ[مراد ہنود ۱۲] کے نہین ہی اور اُسے شیخ ابوالفضل فیضی بن شیخ مبارک نے عہد سلطنت جلال الدین محمد اکبر شاہ مین ہندی عبارت سے فارسی مین ترجمہ کیا اور اُسمین ایک لاکھ بیت سے متجاوز ہی مصنف اس کتاب کا بطور کوتاہ کرنے سخن اور اختصار کلام کے خلاصہ اُسکا اس مقام مین تحریر کرتا ہی تاکہ طالبان آثار اُسکے مطالعہ سے حظ وافی اُٹھا کر آغاز سے انجام تک مستفید ہون مخفی نرہے کہ ممالک ہند مین کیا خانوادہ حکمت اور کیا زمرۂ ریاضت اور کیا اصحاب فقاہت نے کیفیت پیدایش عالم مین اختلاف کیا ہی اُنمین سے تیرہ طریق کتاب مہابھارت مین مذکور ہین لیکن دلیل پر اعتماد کرنے والون کے نزدیک اُنمین سے کوئی طریق اس قبیل کا نہین کہ

لہ مبسوط کشادہ و دراز [illegible]

جس سے خاطر تحقیق طلب کو گونہ اطمینان حاصل ہو اور آرزو اُسکی قدرے برآوے **نظم** سررشتۂ کار آفرینش ✤ دیدن نتوان بچشم بینش ✤ این رشتہ قضا نہ آنچنان تافت ✤ کورا سر رشتۂ توان یافت ✤ سر رشتۂ قدرت خدائی ✤ ہر کس نکند گرہ کشائی ✤ مدار گردش روزگار پر بوقلمون کا ہنود کے اعتقاد ناقص مین چار دور پر ہی اول ست جگ ـ دوسرا ترتا جگ تیسرا دواپر جگ چوتھا کلجگ جسوقت کہ دور کلجگ تمام ہوتا ہی پھر سر نو دور ست جگ آتا ہی اور کلجگ پر منتہی ہوتا ہی وعلی ہذا القیاس ہمیشہ احوال اس جہان کا اوپر اسی طریق کے رہا اور رہیگا اور ابتدا اور انتہا سے کوئی نشان پیدا نہین ہی اور بعضی کتب معتبرہ سے مطالعہ ہوا کہ ایک شخص نے صاحب سلونی مادون العرش وفوق الفرش یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یا امیر المؤمنین آدم سے تین ہزار سال پیشتر کون تھا فرمایا کہ آدم جب یہ معنی تین مرتبہ تکرار پائے وہ سائل سر بگریبان و ساکت ہوا اُسوقت حضرت شاہ ولایت پناہ نے ارشاد کیا کہ اگر تو مجھسے تیس مرتبہ پوچھتا کہ آدم سے پیشتر کون تھا یہی کہتا مین کہ آدم اُس سے بھی کہنگی عالم کی استنباط اور استخراج ہوسکتی ہی اور ہنود کے اقوال بھی محض ترہات یعنی باطل اور ارو آمیز شمار نہین ہوسکتے اور بعضے برآئمہ سلف کے قول سے مستفاد ہوتا ہی کہ عالم منتہی ہوتا ہی اور حشر و نشر کا روز حق ہی اور مدققین یعنی کام باریک کرنے والے اور محققین یعنی تحقیق کرنے والے اُنکے ان باتون کی تاویل کرتے ہین بہرحال مدت ست جگ کی سترہ لاکھ اور اٹھائیس ہزار سال مشہور ہی اور اس دور مین اوضاع جہانیان کے صلاح و سداد یعنی نیکی و راستی اور درستی کردار اور گفتار کی ہی اور وضیع و شریف اور فقیر و غنی راہ راستی و درستی اور مرضیات الٰہی سے تجاوز اور تفاوت نہین کرتے ہین اور اس عہد مین انسان کی عمر طبیعی لاکھ برس کی مشہور ہی سبحان اللہ کیا بات ہی اور کیا عمر **رباعی** زین ششدرہ کہن بجز نام کہ یافت ✤ ماہیت این جنبش و آرام کہ یافت ✤ اندیشہ درین طلسم سربستہ خطا ست ✤ آغاز جہان کہ دید انجام کہ یافت ✤ اور امتداد یعنی درازی ایام ترتا جگ کی بارہ لاکھ اور چھیانوے ہزار سال متعارف ہی اور اس زمانہ مین تین حصہ اوضاع مردم کے رضائے الٰہی کے موافق ہوتے ہین اور عمر طبیعی انسان کی دس ہزار سال معروف ہی اور تیسرا دور کہ عبارت دواپر جگ سے ہی آٹھ لاکھ اور چونسٹھ ہزار سال متداول یعنی از یکدیگر نوبت بنوبت گرفتہ شدہ و دست بدست گردانیدہ شدہ ہی اور ان اوقات مین طرز و روش عالم کے رہنے والون کی درست گفتاری اور راست کرداری ہو اور عمر طبیعی انسان کی ہزار سال مشہور ہی اور عمر بابا آدم اور نوح اور مثل ان بزرگوارون کی جو ہزار اور قریب ہزار سال کے نشان دیتے ہین اہل ہند قبول کرتے ہین اور کہتے ہین چونکہ یہ لوگ اواخر دور دواپر جگ مین پیدا ہوئے تھے اسوجہ سے اسیقدر انکی عمر واقع ہوئی اور مدت دور چہارم یعنی کلجگ کی چار لاکھ اور بتیس ہزار سال مستقل ہی اور اس دور مین تین حصہ اطوار ساکنان عالم کے ناراستی اور نادرستی پر ہین اور عمر طبیعی اس عہد مین سو برس اور ضابطہ ایام ہر دور کا وہ ہی کہ مقدار کلجگ کی جسوقت ایزاد ہووے دواپر جگ کی مدت ہی اور جسوقت مقدار دواپر جگ اضعاف ہو مدت ترتا جگ ہو اور جب مقدار ترتا جگ زیادہ ہووے ست جگ کی مدت ہی اور اب اہل ہند کے حساب سے کہ تاریخ ہجرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار اور سینتیس کی پہونچی ہی

دور کلجگ سے چار ہزار اور چھ سو اور چوراسی برس آخر ہوتے ہین زہے کہنگی عالم دنخے طرفگی آدم رباعی
سررشتۂ عالم کہن پیدا نیست ؛ زین کہنہ صحیفہ یک سخن پیدا نیست ؛ ہر چند بگرد این جہان میگردم ؛
زین چنبر گردون سروبن پیدا نیست ؛ اور اہل ہند کا اتفاق ہی کہ حضرت باری نے پہلے پانچ عنصر پیدا کیے
چار مشہور یعنی خاک - باد - آب - آتش اور پانچوان اکاس اور اوسکے بعد ایک شخص مجرد وتنہا دو آتش نژاد
کہ مسمی بہ برہما ہی باختلاف روایات پردۂ نیستی سے جلوۂ ہستی مین لایا اوسکو وسیلہ ابداع آفرینش یعنی پیدا کرنا ایک
چیز کا تازہ اور نئی ہو اور سبب ایجاد عالم کیا اور مراد عنصر آکاس سے عوام ہند کہتے ہین آسمان ہی اور خواص
اونکے تکذیب آسمان کی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حکماے ہند وجود آسمانی کے قائل نہین ہین اور جو کچھ دکھائی دیتا ہی
ہوا ہی اور یہ کواکب جو نظر آتے ہین ذات قدسیہ بزرگان سلف کی ہی کہ ریاضات نفس الامریہ وعبادات قدسیہ
کے وسیلہ سے نورانی ہیکل اور روحانی پیکر ہوکر کے تخلق ساتھ اخلاق الٰہی اور تشبہ ساتھ اوصاف نامتناہی کے
پیدا کرکے اوپر مدارج ارتفاع کے سیر کرتے ہین اور ساتھ ارادت نفسیہ کے بیچ عالم علوی کے پرواز فرماتے
ہین اور بعض کہ مرتبہ کمال کو پہونچے ہین ستارے بزرگ ہوکر کے عالم سفلی کی طرف ہرگز رجوع نہین کرتے ہین اور
بعض کہ دون مرتبہ کمال ہین بقدر حال اوپر آسمان بلندی اور سرواری کے صعود کرکے پھر عالم سفلی کی طرف ہبوط
کرتے ہین پس عنصر آکاسی جیسا کہ انکی کتب مبسوطہ مین مذکور ہی اور معنی رکھتے ہین اوسے مطالعہ فرماکر دریافت کرین
کہ بیان اوسکا اس مقام مین موجب تطویل سمجھکر قلم انداز ہوا رباعی بہر سر نوک خامہ حرفے دگر است ؛ وان
دُر یقین بہ بحر ژرفے دگر است ؛ از حرف نگار این گرہ نکشاید ؛ دانندۂ راز این شگرفی دگر است ؛ اور
خالق کے اذن سے برہما نے انسان کو مکمن خفا سے بیچ منصۂ ظہور کے جلوہ گر کرکے چار گروہ کیے برہمن چھتری بیس
سودر البشر نے طائفہ اولی کو مجاہدات اور ریاضات اور حفظ احکام اور حدود کے لیے معین کرکے عالم معنوی کی
پیشوائی سپرد فرمائی اور گروہ ثانی کو مسند ریاست اور حکومت صوری پر نصب کرکے مقتدائی عالم ظاہری کی
عنایت فرماکر ذریعہ انتظام عالمیان کیا اور فرقۂ ثالث کو واسطے کاشتکاری اور حصول مکاسب اور تمام
پیشون کے تعین کیا اور جماعت رابع کو اقدام خدمت پر مقرر فرمایا اور بمقتضاے تائیدات یزدانی اور
الہامات ربانی برہما مذکور ایسی کتاب کہ متضمن صلاح معاد اور معاش کے ہو ظہور مین لایا اور اوس کو بید
کہتے ہین اور القاے الٰہی سے عقل مجرد شعار نے اوسکو ایسا قانون کہ کثرت کو خلوت خانۂ وحدت مین پھیلاوے
اور انتظام اجناس خلائق اور صنوف طوائف دیوے اختراع کیا اور ضوابط جید اور مسائل منفعت مند رائج
کرکے ساتھ کتاب الٰہی کے مشہور کیا تا کہ عوام الناس کے واسطے مہار دینی ہو کر ایک قائد آگے اور سائق پیچھے سے
ہو اور مفازۂ ظلم اور لا پر نہ بھٹکین تابع راہ راست کے رہین اور بید کی کتاب مین لاکھ اشلوک ہین اور اشلوک چار چرن
سے عبارت ہی اور چار چرن کمتر ایک اچھر اور زیادہ چھبیس اچھر سے نہین ہوتا ہی اور اچھر سنسکرت زبان مین
ایک حرف کو کہتے ہین یا دو حرف ثانی ساکن کو اور دانایان ہند کا اتفاق ہی کہ عمر گرامی اس اعجوبۃ الخلائق کی کہ
مخترع کتاب مذکور ہی سو سال غیر عرفی ہی کسواسطے کہ ہر سال اوسکا تین سو اور ساٹھ دن شانی ہین اور ہر ایک دن
شامل کیا گیا اور یہ چار ہزار سال دورہ مذکور کے ہر دور ہر ایک شب بدستور اور ہر ایک دن متضمن برابر جگ مسطور کے ہی

[illegible]

اور براہمہ دانشور متفق ہین کہ اس زمانہ تک کہ قلم مشکبین رقم بیچ تحریر اس بیاض کے ہو بہت سے برھما عالم ظہور مین آئے ہین اور بپردۂ نیستی مین خرامان ہوئے ہین اور ثقات براہمہ سے سُنا گیا کہ یہ برہما موجود ہزارہ یکم ہو کہ اُسکی عمر سے پچاس برس اور نصف روز گذرا اور شروع نصف آخر روز ہو نظم اے دو جہان ذرۂ از راہ تو ٭ ہیچ تر از ہیچ بدرگاہ تو ٭ فکرت ما را بدرت راہ نیست ٭ جز تو کس از سر تو آگاہ نیست ٭ بہ کر ز بیچارگی جان خویش ٭ معترف آئیم بہ نقصان خویش ٭ بر درت اے مایہ دہ زندگی ٭ پیشۂ ما نیست بجز بندگی ٭ حکایت راویان حکایت اور ناقلان روایت یون بیان کرتے ہین کہ نصف آخر دواپر جگ مین شہر ہاے ہندوستان جنت نشان سے جسکا نام ہستنا پور ہو ایک راجہ کھتری تھا اور وہ تخت داد گستری پر متمکن ہو کر رعیت پروری کرتا تھا اور نام نامی اُسکا راجہ بھرت تھا اُسکے بعد سات فرزند اُسکے بطناً بعد بطن تخت فرمانروائی پر اجلاس کرکے خلوتخانہ ممات کی طرف راہی ہوے اور آٹھوین بار اُسکی نسل سے ایک فرزند پیدا ہوا کہ اسم اُسکا راجہ کور تھا اور کورکھیت تھانیسر کہ ایک شہر بزرگ ہو اُسی کے اسم پر شہرت رکھتا ہو اور اُسکی اولاد کو کوروان کہتے ہین اور چھٹی مرتبہ ایک فرزند اُسکی اولاد سے پیدا ہوا اور اسم اُسکا چترسج رکھا اور وہ راجہ بزرگ ہوا اس سے دو فرزند متولد ہوئے ایک دھتراشٹر دوسرا پنڈ اگرچہ دھتراشٹر خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا تھا لیکن بسبب نابینا ہونے کے ریاست اور راج اُسکے چھوٹے بھائی کو کہ پنڈ تھا متعلق ہوا اور بزرگی اُسکی حد نہایت اور غایت پہ گذری کہ فرزند اُسکے اُسکے اسم سے ہمنام ہوئے اور خلائق اُنہین پنڈوان کہنے لگی اور پنڈ کے پانچ فرزند تھے جد ہشترا اور بھیم سین اور ارجن اور ان تینون کی مان مسماۃ کنتی تھی اور چوتھے کا نام نکل اور پانچوین کا سہدیو تھا اُن دونون کی مان مسماۃ مادری ہو اور دھتراشٹر کے ایکسو اور ایک فرزند تھے سو فرزند مسماۃ گندھاری کے شکم سے کہ دختر قندھار کے راجہ کی بیٹی تھی متولد ہوئے اور سب سے بزرگ مسمے دریودھن تھا اور ایک بیٹا اور یویچہ نام دختر بقال سے پیدا ہوا اور کوروان مشہور عبارت ان فرزندون سے ہو القصہ جب پنڈ نے قضاے الٰہی سے رخت ہستی عالم باقی کیطرف کھینچا ظاہرا حکومت دھتراشٹر کے تعلق ہوئی اور معنیً یعنی باطن مین سلطنت اُسکے فرزندون کے نصیب تھی اور بالتخصیص دریودھن کو کہ بڑا بیٹا اُسکا تھا اور دریودھن کہ دشمن گدازی دین سلطنت مین ضروریات سے اور دفع کرنا دشمنون کا شریعت اہل طمع مین مرضیات سے ہو پنڈون سے متوہم ہو کر اُنکے اخراج کی فکر مین ہوا اور دھتراشٹر نے بھی اُس جماعت کی مخاصمت سمجھکر حکم نافذ فرمایا کہ پنڈے شہر سے بہت دور مکان تعمیر کرکے سکونت کرین شاید کہ بعد الکنہ سے عداوت مین کچھ تخفیف حاصل ہو اور دریودھن نے معماران چابکدست سے اشارہ کیا کہ چھت اور دیوار پر اس مکان کے اسقدر لاک اور روغن قیر لیپین کہ اندک شعلۂ آتش سے وہ مکان تمام و کمال جلکر خاکستر ہو اور پنڈون سے ایک اثر نرہے اور پنڈے بھی اصل مطلب کو سمجھکر جویاے وقت تھے جب وہ مکان تیار ہوا ایک رات کو پنڈون نے اپنے ہاتھ سے آگ اس مکان مین لگائی اور اپنی والدہ کے ہمراہ دشت کی طرف روانہ ہوے اور بھیل نام ایک عورت کہ پانچ بیٹے اُسکے ہمراہ تھے اور وہ دریودھن کی طرف سے آگ لگانے کے واسطے اس مکان مین ساکن ہو کر جویاے وقت اور طالب فرصت تھی اُس رات وہ عورت مع اپنے فرزندون کے اس کورۂ آتش مین جلگئی اور مضمون من حفر بئراً لاخیہ فقد وقع فیہ واضح ہوا اور دریودھن

کے مخبرون نے اُس عورت اور اُسکے فرزندون کا جلنا پنڈون اور اُنکی مان کا جلنا تصور کرکے مژدہ روح افزا کوروان
کے گوش زد کیا اور یہ لوازم خوشحالی اور مراسم فارغبالی بجالائے اور پنڈے اس سرگذشت کے بعد کہ ترجمہ
مہابھارت کا شہد اسکا ہو تغیر اسما اور اوضاع کرکے خرابہ سے آبادی مین آئے اور شہر کنبلا مین بنیاد اقامت
کی ڈالی اور بطالف الحیل سے پانچون بھائی مسماۃ دروپدی یعنی راجہ کنبلا کی بیٹی کو بشرکت حبالۂ ازدواج مین لائے
اور ستر روز نوبت ہر ایک کی قرار دیکر کمال اتحاد اور یگانگی اس امر مین سمجھے اور بعض ہنود اسواسطے کہ ایسا فعل انکے طریق مین
جائز نہین اس واقعہ کو تاویل کرتے ہین واللہ اعلم بالصواب یہانتک کہ جب آثار رشد اُنکی پیشانی اقبال سے لائح اور
آوازہ بزرگیون کا واضح ہونے لگا دریودھن اور خاندانی اُسکے متنبہ ہو کر مقام تحقیق مین در آئے اور کنہ معاملہ مین
پہونچکر سمجھے کہ پنڈوان کا جلنا اراجیف تھا پھر ساختہ توجہات دوستانہ اور تفقدات خویشانہ کے اُن سب کو ہستناپور
مین لائے اور بعد تقدیم مراسم مہانداری کے ولایت موروثی بھائیون پر قسمت کی اندرپت کہ دہلی کہنہ اُسکے قریب
ہے مع نصف ولایت پنڈون کے تصرف مین آئی اور ہستناپور مع نصف دیگر ولایت کے کوروان کے قبضہ مین
رہا اور چند روز کے بعد اکثر امراے بزرگ نے علامات رشد اور اقبال پنڈون کی پیشانی مین مشاہدہ کرکے نوکری
اُنکی اختیار کی اور کوروان ظاہراً تابع مطلق اور باطناً مقام نفاق اور خلاف مین پڑے اور اُس عرصہ مین یہ امر
جدشٹر کے خاطرنشین ہوا کہ جگ راجسوئی کرے اور جگ راجسوئی عبارت اُس سے ہے کہ آتش عظیم روشن کرین
اور قسم قسم کی خوشبو اور میوے اور غلہ اور تمام جنسین جمع کرکے انوار جلیہ ام العناصر مین کہ مراد آگ سے ہے ڈالین
اور انواع تصدقات اور اصناف مبرات ظہور مین پہونچاوین اور بسبب اس امر کے تقرب درگاہ ایزدی ڈھونڈھین
اور ایک شرائط جگ راجسوئی سے یہ ہے کہ راے ہفت اقلیم جمع ہو کر اس جشن کے لوازم خدمات بجالاوین پھر
جدشٹر نے اپنے چارون بھائیون کو بقیہ اقالیم کی تسخیر کے واسطے چار سمت عالم مین تعیین فرمایا اور تائید الٰہی سے
یہ آرزو چند روز مین حاصل ہوئی اور چارون بھائی کہ کاردان و کارفرما تھے بسبب رہبری افواج تائید الٰہی اور
جنود حمایت نامتناہی سے عالم کی سیر فرما کر سلاطین روزگار اور فرمان روایان ہر دیار کو خطا اور روم اور حبش
اور عرب اور عجم اور ترکستان اور ماوراءالنہر اور تمام آبادی عالم سے مع خزینہ ہاے بسیار پاے تخت اندرپت مین
حاضر لائے اور مہمات جگ راجسوئی مین مشغول ہوئے اور جسطرح سے دل چاہتا تھا صورت انجام پائی دریودھن
نہ دولت اور دارائی اور عظمت اور فرمانروائی مشاہدہ کرکے مقتضاے بشریت کام سے گیا اور حسد کی آگ کہ
اُسکے کانون سینہ مین مخفی تھی شعلہ زن ہوئی اسواسطے محیلان روزگار اور مدبران مصار سے تدبیر اُسکی ڈھونڈھی
جو کہ اس عہد مین قمار بازی نہایت درجہ مروج تھی کعبتین لتوری کو کہ وہ ایک قسم نرد لعبت قمار سے ہے قلب بنائی
اور یہ تجویز کیا کہ دریودھن ساتھ جدشٹر اور دوسرے بھائیون کے قمار کھیلے پھر حسن ملائمت سے پنڈون کو اندرپت
سے کہ پاے تخت اُنکا تھا ہستناپور مین طلب کرکے مراسم ضیافت مین مشغول ہوئے اور ہنگامہ قمار کا گرم کرکے
کعبتین مذکور درمیان مین لائے اور پنڈے کہ راستی طبع اپنی سے ناراستی حریف وغاپیشہ اور کعبتین قلبی سے
مطلق اطلاع اور آگاہی نرکھتے تھے مال اور ملک تمام ہار گئے اور دریودھن نے کہ چاہتا تھا کہ اُنھین دشت ادبار
مین آوارہ کرے اور کعبتین کی طرف سے دلجمعی رکھتا تھا آخر کو یہ شرط کی اور ہاتھ آستین مارا کہ اگر تم یہ بازی جیتو

توجو کچھ مال تمنّا راہی مجھسے پھیر لو اور جو یہ بازی مین جیتون تو تم سب پنڈے بارہ برس آبادی چھوڑ کر بہ لباس فقر صحرا مین ساتھ وحوش اور طیور کے بسر لیجاؤ اور انقضاے مدت معہودہ کے بعد آبادی مین آنکر اسطرح سے سال بھر کا زمانہ گذرانو کہ کوئی شخص تمھین نہ پہچانے اور جو یہ شرط پوری نہو تو پھر مدت مذکور یعنی بارہ برس جنگل مین بدستور سابق ایام گذاری کرو ناگاہ کعبتین طالع کی نحوست سے پنڈون نے شرط آخر جوے کی ہاری اور شرط کے موافق پانچون بھائی جلاوطن ہوکر بارہ برس تک دست و صحرا مین پھرے اور تیرھوین برس ولایت واٹین مین کہ پرگنات دکن سے ہے آئے اور ایک برس اقرار کے موافق اسیطور سے بسر لیگئے دریودھن نے ہرچند جستجو کی اُنکا نشان نپایا اور پنڈون نے انقضاے ایام موعود کے بعد کشن بن بسدیو کو بطریق رسالت بھیجکر مملکت اپنی طلب کی دریودھن نے عدم وفاے شرط مین کلام کیا جو کہ دریودھن صدق سے فروغ نرکھتا تھا دروغ اُسکا اثر پذیر نہوا اور پنڈون کی حقیقت اعیان سلطنت اور ارکان مملکت پر ظاہر ہوئی کارزار پر قرار دیا پنڈے اجتماع جنود اور فراہمی افواج مین آمادہ ہوے اور طرفین کی فوج کورکھیت کے میدان مین کہ تھانیسر کے قریب واقع ہے دور کلجگ کے اوائل مین حاضر ہوئی آراستگی افواج اور تسویہ صفوف کے بعد طرفین کے پہلوانان نامی اور مبارزان گرامی نے ساتھ ایسی آئین کے کہ مقابلہ کے مذہب اور مقابلہ کے ملت مین مروج اور تجویز ہے جنگ شروع کی اور اٹھارہ دن تک جنگ قائم رہی اور غالب مغلوب سے متمیز نہوا چونکہ انجام کار ارباب تزویر کا ذلت و رسوائی ہے آخر دریودھن اور منتسب اُسکے مقہور اور مغلوب ہوگئے اور میدان جانستان اور معرکہ مبارزت مین شربت ہلاک چکھکر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور ہنود کا اعتقاد یہ ہے کہ اس معرکہ مین گیارہ کشون لشکر کوروان کی طرف تھا اور سات کشون پنڈون کیجانب تھا اور کشون ہنود کی اصطلاح مین عبارت اکیس ہزار چھ سو ستر شخص فیل سوار سے ہے اور موافق اس عدد کے علاوہ سوار و پینسٹھ ہزار و چھ سو شخص اسپ سوار اور ایک لاکھ اور نو ہزار اور چھ سو اور پچاس پیادہ اور سب سے طرفہ تر یہ کہ کہتے ہین کہ اس معرکہ جدال و قتال مین طرفین سے زیادہ بارہ آدمیون سے زندہ اور سلامت نہ رہے چار نفر دریودھن کے لشکر سے ایک کرپاچاریج برہمن کہ فریقین کا استاد اور صاحب السیف والقلم تھا دوسرا اشوتھامان بیٹا حکیم دودن کا کہ وہ بھی جانبین کا معلم تھا تیسرے کرت برمان کہ یادوان کی جماعت سے تھا چوتھا سنجے کہ باوفور دانش پہلوان دھنراشٹر تھا اور آٹھ نفر پنڈون کی طرف سے پانچ بھائی جدشٹر وغیرہم باقی رہے چھٹا ساتک کہ وہ بھی یادوان کی قوم سے تھا اور جرأت اور شہامت مین شہرۂ آفاق ساتوان ججتش کہ برادر غیر مادری یعنی سوتیلا بھائی دریودھن کا تھا آٹھوین کشن اگرچہ شہرت کمال کے باعث صفات و بیان سے مستغنی ہے لیکن احوال اُسکے سے مختصر لکھتا ہون اور بعض اُسے مثل واجب الوجود کے پرستش کرتے ہین اور مشہور ہے کہ منجمون نے اُسکے طالع کے زائچہ سے بدبختیان مشاہدہ کرکے راجہ کنس کو جو یادوان کا رئیس تھا خبر دی اور راجہ نے کشن کے قتل کا حکم نافذ کیا اور کشن مقام نند گانون نام مین کہ شیوہ شیرفروشی اور گاؤ چرائی کا رکھتا تھا گیارہ برس پوشیدہ رہا اور آخرالامر بسبب مکر اور فریب اور طلسمات اور شعبدہ کے راجہ کنس کو قتل کرکے ظاہر مین کاروبار سلطنت اوگرسین کے متعلق رکھا اور آپ معنی مین حکومت صوری کرتا تھا رفتہ رفتہ بسبب قدرت بشر تجاوز کر بل محض ترو دیرا است

دعوی الوہیت کا کیا اور خلق کثیر اُسکے دعوی باطل کو تصدیق کرتی تھی اور تیئیس برس کا زمانہ خانۂ نند کے نکلنے کے
بعد شہر متھرا مین ساتھ اوباشی کے گذرانا اور چیزہاے لطیف اور افسانہاے بدیع اس سے مشہور اور معروف ہین
عاقبت الامر راجہ جراسنگ ولایت بہار اور پٹنہ سے مع لشکر بیشمار اُسکے دفع کی عزیمت کر کے شہر متھرا
کی طرف متوجہ ہوا اور مغرب کی جانب سے بھی کالیون نام راجہ ملیچھان سے یعنی اس گروہ سے کہ وہ آئین دین ہنود
پر نہ تھے اسکے دفع کے واسطے متوجہ ہوا راوی کہتا ہی کہ وہ راجہ عربستان کا تھا بہرحال کشن تاب مقاومت ان ہر دون
راجہ کی نہ لایا اور دوارکا کی طرف کہ سمندر کے ساحل پر واقع ہی اور احمد آباد گجرات سے سو کوس مسافت
رکھتا ہی بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور آٹھ سات برس اُس حدود مین مقیم ہو کر فکر اپنی خلاصی کی کرتا تھا اور کچھ مفید نہ ہوتی تھی
یہانتک کہ ایک سو اور پچیس برس کے سن مین دریودھن کی مان کی نفرین کے سبب سے بدترین طریق اور گوناگون
صعوبات سے راہ عدم کا مسافر ہوا اور بعضون کا اعتقاد وہ ہی کہ وہ غیبت یعنی چشم خلائق سے پوشیدگی اختیار کر کے زندہ جاوید
ہی اور چونکہ گندھاری کی نفرین کو ایک امر غریب مذکور کیا ہی لہذا خامۂ دوزبان اُس کی شرح مین مشغول ہوتا ہی
بیان کرتے ہین کہ جب وضع حمل اُسکا نزدیک ہوا اُسکے دل مین گذرا کہ میرا شوہر دھرتراشٹر نابینائی کی جہت سے
دیدار فرزند سے بے بہرہ ہی بہتر یہ ہی کہ مین بھی آنکھ فرزند کے دیکھنے سے دنیا مافیہا مین بند کرون اور اپنے شوہر کی
ہمدرد اور شریک ہون پس جس روز کہ دریودھن پردۂ عدم سے وجود مین آیا مسماۃ گندھاری نے چشم جہان
مین عمداً بند کی اور اسی طور سے سالہا سال آنکھیں بند رکھیں یہانتک کہ اُسکا بڑا بیٹا جوان ہوا اور پنڈون کے
ساتھ مخاصمت کی اور طرفین اپنے فرودگاہ مین ہو کر فوج فوج سپاہ سے حرگاہ کیطرف متوجہ ہوئے اور بُعد بسبب
قرب کے مبدل ہوا اور آپسمین قرار پایا کہ کل تنور حرب آتش ضرب سے گرم ہوگا گندھاری نے اپنے فرزند سے کہا
کہ اے قرۃ العین اور چشم والدین بلنہیار مضبوط انسان کے جسم کو آفتون اور جملہ بلاؤن سے محروس و مصئون رکھتا ہی کل کہ کارزار
شروع ہوگی جو تن نازنین تیرا اس جوشن سے عاری ہی مجھے اندیشہ ہی کہ مبادا تجھے آسیب پہنچے پس تو برہنہ ہو کر
میرے سامنے حاضر ہو تو آنکھ کھول کر تیرے تمام جسم پر نظر ڈالون دریودھن نے اُس سے ملازمت کا طریق
پوچھا اُسنے جواب دیا کہ اس زمانہ مین کوئی شخص عقل و دانش اور فضل و بینش اور راستی اور درستی مین مثل پنڈون کے
نہین ہی اُنکی خدمت مین جاکر استفسار کر دریودھن حسب ایما پنڈون کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنے آنیکا سبب
اظہار کیا وہ لوازم مہمانداری بجا لائے باوصف اسکے وہ خوب جانتے تھے کہ یہ ہمارا نہایت دشمن ہی سررشتہ صلاح اور
راستی کا ہاتھ سے نہ دیکر سخن راست زبان پر لائے اور بولے کہ فرزند شکم مادر سے برہنہ وجود مین آتا ہی اور آنکھ والدین
کی بھی اُس حالت مین اُسپر پڑتی ہی اور یہ پہلی دفعہ ہی کہ تیری مان تجھے دیکھا چاہتی ہی تحقیق آج ہی تیرا روز تولد ہی بہتر ہی کہ
تو برہنہ اپنی مان کے حضور حاضر ہو تو نور نظر اُسکا تیرے سراپا پر پڑے اور تجھے بلیات سے محفوظ کرے دریودھن پنڈون
سے رخصت ہو کر والدہ کیطرف عازم ہوا اثناے راہ مین کشن اُس سے دوچار ہوا اور سبب تنہا فوج دشمن مین آنیکا
پوچھا دریودھن نے شرح ماجرا بیان کیا کشن نے اپنے دل مین سوچ لیا اور احساس کیا کہ اگر وہ پنڈون کے کہنے پر
عمل کرے بیشک روئین تن ہو اور کوئی حربہ اسکے جسم پر اثر نہ کرے اور ہماری ہلاکی کا باعث ہو یہ مکاری و پرکاری سے
قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا اے نادان جو شخص کہ دشمنون سے طریق صواب ڈھونڈھے ظلم کی راہ ناپے بلکہ چاہ خطا مین سرنگون

کہتے ہین جان کر پنڈون نے تجھسے استہزا کی ہی بغور سُن کہ جسوقت تو متولد ہوا تھا بتر اعضو تناسل نہایت خُرد سی اور حقارت سے خوب مرئی اور معائنہ ہوتا تھا اب کہ مصداق جزو اعظم کل سے ہوا اپنی ماں کو کیونکر بیجا با دکھلائیگا دریودھن نے اصل مطلب سے غافل ہوکر فریب کھایا اور دست توسل اُسکے دامن قول لاپنے پر مستحکم کیا پھر اُسنے یہ کہا کہ پنڈون نے جو کچھ کہا ہی خوب اور مرغوب ہی لیکن تو شرم وحیا کا لحاظ کرکے ہار طویل الذیل پھولون کے اپنی گردن مین ڈال تو بتیرا عضو تناسل پوشیدہ رہے دریودھن نے اُسکے کہنے کے موافق عمل کیا یعنی پھولون کے ہار طویل گلے مین ڈالکر اپنی ماں کے مقابل ایستادہ ہوا اور عرض کی مین حاضر ہون آنکھین کھولکر نظر اپنے قرۃ العین پر ڈال اُسنے اس گمان سے کہ یہ پنڈون سے تعلیم لیکر آیا ہی اور انھون نے اسے بدتھابُن ذکی ہوگی بیساختہ اور بے دفعۃً آنکھ کھولی جب حمائل گل کی نظر آئی نعرہ مارکر بیہوش ہوگئی اور کچھ دیر کے بعد ہوش مین آنکر بکا عظیم برپا کیا اور کہا اے فرزند یہ پھولون کا ہار پنڈون نے تجویز کیا ہی اُسنے کہا نہین البشر کی قسم کشن نے تجویز کیا ہی گندھاری نے سوہانتہ دعاے بد کے واسطے اُٹھاکر سوز دل سے کشن کو نفرین کی اور دست دریغ آستین ملکر بولی کہ دلبند اس مقام پر جو میرے نور نظر سے پوشیدہ رہا ہی تو حربہ کھاکر قتل ہوگا اور کشن بھی اُسکی دعاے بد کے اثر سے انواع عقوبات سے جیسا کہ سابق مین گذارش ہوئی راہ عدم کا مسافر ہوا القصہ جدھشٹر دریودھن کے قتل و برباد کرنے کو روان کے بعد تمام ممالک ہندوستان وغیرہ مین مستقل ہوکر عالم کا فرمانروا ہوا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس قصہ کے چھتیس برس کے بعد بسبب توفیقات یزدانی کے جدھشٹر نے بقاے دنیاے بے ثبات پر اطلاع پاکر قبل اس کے کہ وہ مقام ادبار مین آوے دنیاے دنی کو ہیچ و پوچ سمجھکر ترک کیا اور ساتھ رفاقت چارون بھائی کے طریق تجرد اختیار کیا (یعنی جوگی ہوگیا) اور پھر عدم کی طرف راہی ہوا فرد گفتی کہ کجا رفتند آن تاجوران اتابک * زا ایشان شکم خاک است آبستن جاویدان * حاصل کلام کوروان اور پنڈون نے باتفاق یکدیگر چھتیس برس ملک رانی کی اور دریودھن تیرہ برس باستقلال تمام روے زمین کا حاکم رہا اور جنگ مذکور کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا جدھشٹر بھی چھتیس سال تمام عالم کو زیر نگین کرکے فرمانروا رہا اور مجموع ایام سلطنت فریقین ایک سو اور پچیس سال تھے سبحان اللہ ایسی حکایت عجیب و غریب ہندوستان کے سوا کسی تواریخ ہفت اقلیم مین مندرج نہین کہ فرد سشن بازار شعوری کے ایسا دکھلاتے ہین کہ بعد مرور ایام ارجن کی اولاد سے ایک فرزند پیچ وجود مین آیا اور وہ سریر سلطنت اور ریاضت صوری و معنوی پر متمکن ہوا اور ابواب عدل و رافت کے زمانہ کے منھ پر کھولے اور احوال گذشتہ کو تنبیہ اوضاع آیندہ کرکے مرضیات الٰہی مین بسر لیجاتا تھا ایک روز اُسکے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ تنازع اسلاف کا میرے کیا سبب تھا اور احوال بزم و رزم اُنکا کیا تھا پھر اُس زمانہ کے داناؤن سے کہ بیشم پاین نام رکھتا تھا اس سے بیان کی استدعا کی بیشم پاین نے کہا کہ میرا استاد بیاس نام حکیم دانا ہی اور اُن واقعات مین حاضر تھا وہ خوب اس سرگذشت سے واقف ہی اُسی سے سوال کیجیے اُسنے حکیم مزبور کو بلاکر باہتمام شایانہ و تلطفات خسروانہ سے نوازا پھر درخواست اس مطلب کی کی اُسنے بھی ضعف پیری اور اشتغال معنوی کا بہانہ کرکے ادای خدمات سے بیان مین تامل کیا لیکن یہ داستان باہمگی تمام کہ شامل وعظ و نصائح پر ہی قید عبارت مین کھینچکر شلوک سے کتاب مین لایا اور اُسکا مہابھارت نام رکھا وجہ تسمیہ جو افواہ سے مسموع ہوتی ہی یہ ہی کہ مہا بمعنی بزرگ ہی اور بھارت بمعنی جنگ

چونکہ وہ کتاب مخبر جنگہائے بزرگ و اقوات سترگ ہی اسواسطے اسکا نام مہابھارت رکھا لیکن بصریح نکلنے کے معلوم ہوتا ہی کسواسطے کہ بھارت اہل ہند کی لغت میں بمعنی جنگ نظر نہیں آیا ظاہرا جو اس کتاب میں احوال اولاد عالی نژاد راجہ بھرت کا ہی یہ کتاب اسکے نام پر موسوم ہوئی اور استعمال کی کثرت سے الف بڑہا ہوا واللہ اعلم بالصواب والامور الحقائق اور اس بیاس کو نفوس قدسیہ سے جانتے ہیں اور کہتے ہیں زندہ جاوید ہی اور بعض ہنود کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ ہر دواپر جگ میں ایک شخص جسے بیاس صلاح احوال سائر الناس کے واسطے ظہور میں آتا ہی اور چند لوگوں کا عقیدہ وہ ہی کہ ایک شخص ہی کہ مختلف مظاہر میں ظہور کرتا ہی بہر تقدیر بیاس نے بید کی کتاب کو کچھ برہما کی زبانی سنی ہی مفصل کر کے چار کتابیں کیں ایک رگ بید دوسرا ججر بید تیسرا سام بید چوتھا اتھربن بید اور اسی سبب سے اُسے بیاس کہتے ہیں اسلیے کہ بیاس کے لغوی معنی تفصیل دینے والا اور حل کرنے والا ہی دیگر ثانی نام اسکا کہ والا بیتہ سپانہ دواپ میں پیدا ہوا تھا دوسرے پاین تھا اور بیاس کی خلقت میں افسانہ بدیع دور از کار نقل کیا ہی مولف نے تطویل سے اندیشہ کر کے تحریر نہ کیا اور بیاس نے اس نادر کتاب کو ساٹھ لاکھ شلوک پر مبنی کیا اور اس کتاب کے اختتام کے بعد سرستی کے کنارے جو تھانیسر کے اطراف میں واقع ہی اس مقام کو اپنے بندوں کے ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور دانایان اطراف اور اکناف عالم طلب کر کے مدت مدید تک جشن کی بساط بچھا کر خلق کو ساتھ اکرام اور انعام کے مالا مال اور مستفید کیا اور ساٹھ لاکھ شلوک یوں قسمت کیے تیس لاکھ مخصوص طائفہ دیوتا کو کہ عبارت نفوس مقدسہ علویہ سے ہی کیا اور پندرہ لاکھ شلوک کے بہشت والوں کو کہ وہ بھی عالم بالا میں سکون رکھتے ہیں اختصاص بخشا اور چودہ لاکھ جنوں اور راکشسوں و گندھرب کو اقسام مخلوقات سے ہیں اور ساتھ صفت حیات کے موصوف ہیں مخصوص کیے اور ایک لاکھ آدمیوں کے استفادہ کے واسطے چھوڑے اور انہیں اٹھارہ پرب یعنی باب میں ترتیب دیکر ارباب استعداد کا فیض رسان ہوا اور یہ ایک لاکھ شلوک آدمیوں کے درمیان میں موجود ہیں اور ساتھ مہابھارت کے موسوم ہیں اور چوبیس لاکھ شلوک کوروان اور پنڈوؤں کی جنگ میں مذکور ہیں اور باقی نصائح اور مواعظ اور حکایات اور روایات اور شرح و بسط رسوم و رزم گذشتگان میں مسطور ہی اور برہمنوں کا اعتقاد وہ ہی کہ ہر جگ میں ایک پیغمبر یا ایک مجتہد نے ایک کتاب تحریر کی اور باوصف اس تمام ہند اور زمان کے وہ نسخ اب تک درمیان میں ہیں اور خطا اور ختن اور چین اور ہند کے کفار بھی کہتے ہیں کہ طوفان نوح ہمارے ممالک میں واقع اور برپا نہیں ہوا بلکہ طوفان نوح کا در اصل اعتقاد نہیں رکھتے اور دوسرا اعتقاد انہیں سے بعضوں کا وہ ہی کہ برہمن اور کھتری کی ذات قدیم الایام سے تھی اور بہت سے طائفے ہیں کہ وہ دواپر جگ سوم کے آخر اور اول کلجگ چہارم میں ظاہر ہوئے ہیں جیسا کہ راجپوت اول برہمن تھے اسکے بعد ظاہر ہوئے اور راجہ بکرماجیت پال کھتری کے بعد کہ قبل زمان تحریر سے سنہ ایک ہزار چھ سو سال زیادہ تھے کھتری تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور طریق انکے بہم پہونچنے کا یوں منقول ہی کہ راجایان کھتری اپنی کنیزوں کو جیسا کہ اب بھی ہنود کی رسم ہی دان کو حکم پرستش مرحمت فرما کر شب کو استطلاق القاء کرتے ہیں اور ہر ایک اشتیاق بہم پہونچا کر لڑکے جنتی ہیں اور تیج کمال حرمت کے پرورش کر کے مثل فرزندان راجایان کے پرورش کر کے معزز رکھتے تھے اور یہ جو کہ راجپوت خانہ زادوں کے ہوتے ہیں اپنے تئیں اصیل اور نجیب ظاہر کر کے آپ کو راجاؤں کی فرزند جانتے تھے شخص ان سے پوچھتا تو کم کسیکا

کہتے تھے ہم راجپوت ہیں یعنی راجہ کے فرزند ہیں کسواسطے کہ راج راجہ سے مراد ہے اور پوت پسر سے عبارت ہے روایت ہیں یون بھی ہے کہ راجہ سورج کے فرزندون کو کہ عنقریب اُنکا احوال مرقوم ہوگا راجپوت کہتے ہیں سلیے ہنود کا اعتقاد وہ ہے کہ عالم کی ابتدا سے آفرینش سے آدم خاکی نہاد تھے اور اُسکے بعد بھی معمور یہی ہوگا اور یہ ہرگز فانی نہ ہوگا لیکن ارباب دانش و بینش پر یہ امر مخفی نہ رہے کہ اگرچہ ابتدا سے آفرینش کو آٹھ لاکھ سال کا احتمال رکھتا ہے شاید اتنے ہزار آدم عرصۂ ظہور میں آکر پھر پردۂ خفا میں خرامان ہوگئے ہون اور جن ابوالجان کہ انکا احوال کلام مجید میں وارد ہوا از انجملہ ہیں لیکن وہ خاکی نہاد نہ تھے جنکی اصل ہوا سے انکی اصل نار سموم سے تھی اور جسوقت ایک قوم سے نافرمانی اور سرکشی آپسمین واقع ہوئی حسب بارگاہ لاانتہا کے حکم سے معدوم ہوئی اور دوسری قوم موجود ہوئی لیکن خاک سے ظاہر ہنود نے آدم خاکی نہاد تنہا ہے کسواسطے اُنکے عظمت جثہ اور طول عمر کا بیان کرتے ہیں اور امور عجیب و غریب کو ساتھ رام اور لچھمن وغیرہ کے منسوب کرتے ہیں موافق حال بشر کے نہیں ہے تمام حرف اور صوت ہے اور عقل کی ترازو میں کچھ وزن نہیں رکھتے اور برتقدیر وجود وہ بھی اُسی قوم اجنہ سے کہ مذکور ہوا ہونگے اور آدم ابوالبشر علیہ السلام سے پیشتر آدم خاکی نہاد نہ تھا اور آدم ابوالبشر کا زمانہ حالت تحریر اس سطور تک سات ہزار سال سے زیادہ نہیں گذرا اور جو کچھ کہتے ہیں کہ لاکھ برس سے زیادہ ہے محض دروغ ہے اور تحقیق وہ ہے کہ مملکت ہند بھی مثل اور ممالک ربع مسکون وجود فرزندان آدم علیہ السلام سے آبادی کی قبول کی ہے اور شرح اس اجمال کی وہ ہے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تینوں فرزند نامدار یافث اور حام اور سام کو خالق ارض و سما کے حکم سے اطراف ربع مسکون میں بھیجکر کشت و کار کے واسطے حکم فرمایا

فرزندان سام بن نوح علیہ السلام کا سام کہ وصی اور اولاد اکبر حضرت نوح کا تھا حق تعالی نے اسے نو فرزند عطا فرمائے ارشد - ارفخشد - کے - نود - لود - ارم - قبطر - عاد - قحطان - قحطان کے فرزند اور عرب کے تمام طائفے اور قبیلے انھیں کی نسل سے ہیں چنانچہ حضرت ہود اور صالح اور ابراہیم علیہم السلام اپنا نسب کا سلسلہ ساتھ ارفخشد کے پہنچاتے ہیں اور ارفخشد کا دوسرا فرزند کیومرث کہ شاہان عجم کا جد بزرگوار ہے اُسکے چھ بیٹے پیدا ہوئے سیامک - فارس - عراق - نور - عمان - شام - انہین سے سیامک کیومرث کا جانشین ہوا اور باقی فرزند جس ملک پر روانہ ہوئے وہ ولایت انھیں کے نام سے موسوم ہوئی اور بعضون کا یہ بھی مذہب ہے کہ کیان فرس سے ایک کا نام عجم تھا اور عجمی اسی کی اولاد سے مراد ہے اور ارشد کا بیٹا سیامک ہوشنگ ہے کہ ملک عجم پیشدادیان تک تمام اُسکی صلب سے ہیں ذکر یافث کے فرزندون کا - یافث اپنے باپ کے حکم کے موافق مشرق و شمال میں متوجہ ہوا اور اس ملک میں اسکے فرزند پیدا ہوئے اول ارشد اور ترکی اولاد ترک تمام ترکستان کے مغل اور ازبک اور چغتائی اور ترکمان ایرانیہ اور روسیہ اُسکی نسل سے ہیں اور دوسرا بیٹا یافث کا حلیم رکھتا تھا اور چین کا ملک ساتھ اُسکے موسوم ہے اور یافث کا تیسرا فرزند آرس ہے کہ اُسکی اولاد نے سرحد مملکت سے تو ظلمات تک فروکش ہو کر آباد کیا ہے اہل تاجیک و بلغور اور سقلاب اسکی نسل سے ہیں تذکرہ حام کے فرزندون کا اور کیفیت آبادی مملکت ہند کی بسبیل اختصار - حام اپنے پدر عالی مقام کے حکم سے ارض جنوب کی طرف متوجہ ہوا اور اسکی آبادی اور معموری میں جہد بلیغ اور سعی موفور عمل میں لایا اور اُسکے بھی فرزند ہوئے

عالم نے چھ بیٹے عطا فرمائے ایک ہند اور دوسرا سندھ تیسرا حبش چوتھا افرنج پانچواں ہرمز چھٹا بوبہ اور ممالک مذکورہ انکے
نام سے موسوم ہوئے لیکن بیٹا ارشد کا حام کا ہند نام رکھتا تھا ملک ہند کا ساتھ اسکے موسوم ہے اسکی آبادی میں بہت
مصروف ہوا اور اسکا بھائی سند ملک سند میں فروکش ہوا شہر ٹھٹھہ اور ملتان اپنے فرزندوں کے نام پر بنا کیا اور ہند
کے چار فرزند پیدا ہوئے انہیں ایک پورب نام رکھتا تھا اور دوسرا بنگ اور تیسرا دکن اور چوتھا نہروال اور ہر ایک
ملک در بار کہ باقبال ہر ایک کے نام پر مشہور ہیں آباد کیے اور دکن بن ہند کے تین فرزند متولد ہوئے دکن کا ملک انھیں
قسمت کیا انکا نام مرہٹ اور کنہر اور تلنگ تھا اور ابتک یہ تینوں قومیں دکن میں انھیں کی نسل سے موجود ہیں اور نہروال
کے بھی تین فرزند موجود ہوئے بھروج اور کنباج اور مالراج انکا نام رکھا اور چند شہر انکے نام پر آباد کیے اور بنگ کے بھی
لڑکے پیدا ہوئے بنگالہ کا ملک انکے سبب سے معمور ہوا اور پورب بن ہند کہ فرزند ارشد تھا حق تعالی نے اسے بیالیس
فرزند عنایت فرمائے اور تھوڑے عرصہ میں انکی اولاد کثرت سے ہوئی اسوقت ایک کو اپنے درمیان سے ملک کے انتظام کے
واسطے مقرر کیا اور نام ہکاکشن تھا ذکر کشن کی حکومت کا مخفی نرہے کہ ملک ہندوستان میں اول جس شخص نے قدم مسند
حکومت پر رکھا کشن تھا اور یہ کشن وہ نہیں ہے کہ جو مشہور ہے اور اہل ہند نے اسکے حال میں افسانہائے بے سروپا اور حکایات
دور از کار تیار کیے ہیں اور اسکی معبودیت کے قائل ہیں یہ کشن ایک مرد عاقل اور فرزانہ اور شجاع اور مردانہ تھا اور
چونکہ عظیم الجثہ تھا کوئی گھوڑا متحمل اسکی سواری کا نہ ہوتا تھا اسنے اپنی عقل کی تیزی اور اندیشہ صحیح سے فرمایا تو اسکے
کارندے پیل وحشی کو زنجیر فکر سے دام عقل کے زور سے کوہ میں گرفتار کر لائے اور حسن تدبیر سے اسکی وحشت دور کرکے
رام کیا اسوقت کشن اسپر سوار ہوا اور اسی کے عہد میں ایک شخص برہمن نام نسل بنگ میں ہند سے کہ عقل و فراست میں اپنا
نظیر نرکھتا تھا ظاہر ہوا کشن نے اسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور اکثر صناعات مثل دروگری اور آہنگری برہمن کی
دانش سے پیدا ہوئے اور بعضوں کا یہ بھی قول ہے کہ لکھنے اور پڑھنے کا بھی وہی موجد ہوا اور اسی زمانہ کے اول میں جو شہر
کہ ملک ہند میں معمور ہوا وہ بلدہ اودھ تھا اور کشن کو طمورث کا معاصر تھا اور چارسو سال حکومت کرکے جہان فانی کو پدرود
کیا اور اسکے عہد میں تخمیناً دو ہزار قصبے اور قریہ آباد ہوئے تھے اور تینتیس فرزند اس سے باقی رہے چنانچہ فرزند ارشد اسکا مہاراج
اسکا جانشین ہوا ذکر مہاراج ابن کشن کی حکومت کا جب مہاراج نے سرداران قوم اور بھائیوں کے اتفاق سے تخت جہانبانی
پر قدم رکھا اپنے باپ سے کہیں بہتر اور بیشتر ملک کی آبادی اور سلطنت کے نظم و نسق میں کوشش کی اور بہت لوگوں کو برہمن
کی اولاد سے تھا انکی عمارات اور حکومت کا امر شروع کیا اور چونکہ برہمن کی نسل سے تھا وزارت اور عہدہ منجم اور نجوم اور
علم اسپر مقرر فرمایا اور ایک گروہ کو کشت و زراعت پر نصب کیا اور ارباب قوم کو اصناف حرفہ اور پیشہ کا تابع ہوا اور
مہاراج نے زراعت کی ترقی میں اسقدر سعی کی کہ اکثر ولایت جو ہندوستان سے دور دست تھیں وہ بھی آباد ہوئیں
بہت ملک بہار کو آباد کیا اور اہل علم و فضل کو اطراف اور اکناف سے طلب کرکے اس شہر میں متوطن فرمایا اور مدارس
اور [illegible] اور شہر بہت تیار کروائے اور [illegible] طلبا کو وظیفہ کیا اور [illegible]
اور [illegible] کے مشغول رہے اور ایام سلطنت نے اسکے ساتھ سو برس کا زمانہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

مثل راٹھور اور چوہان اور پوار وغیرہ ہیں ساتھ بزرگ نام اُس قوم کے موسوم کیا اور شاہان ایران سے ہمیشہ طریقہ محبت اور دوا و سلوک رکھتا تھا لیکن آخرکار اُسکا بھتیجا رنجیدہ ہو کر فریدون کی خدمت میں حاضر ہوا اور فریدون نے گرشسپ بن اطرود کو مع سپاہ جنگی اُسکی کُمک کو تعین فرمایا اور جب گرشسپ بن اطرود نے دیار ہند میں داخل ہو کر بہت سی خرابیاں اس دیار میں پہونچائیں اور تاخت و تاراج کا عرصہ دس برس کھینچا مہاراج نے قدرے ولایت اپنے بھتیجے کو دیکر رضامند کیا اور پیشکش خوب اور تحائف مرغوب گرشسپ کے ہمراہ فریدون کے واسطے ارسال کیے اور مہاراج کے اخیر عہد میں سنگلدیپ اور کرناٹک کے زمینداروں نے یورش کر کے دکن کے حاکم کو جسکا نام شیوراے تھا نکال دیا اور اُسنے مہاراج کی خدمت میں حاضر ہو کر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے صاحبزادہ مسمی ارشد کو مع سپاہ گران اور فیلان کوہ توان شیوراے کے ہمراہ روانہ کیا اور زمینداران دکن نے بھی اتفاق کر کے بشوکت و عدت تمام مستعد ہوئے اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور مہاراج کا بیٹا اس معرکہ میں مارا گیا اور افواج کی اور شیوراے اپنے سردار کے مارے جانے سے بدحواس ہوئے اور ساز و سلب اور گھوڑے ہاتھی چھوڑ کر خستہ و مجروح وادی کی طرف بھاگ گئے اور مہاراج یہ خبر وحشت اثر سنکر سانپ کی طرح پیچ و تاب کے ہاتھ افسوس کا دندان حسرت سے کاٹنے لگا اسواسطے کہ اس زمانے میں کسی کو زمینداران ہند پر دور و دست سے مثل راجہ تلنگانہ اور بنگالہ اور ملیبار کو بھی قوت سرتابی و نافرمانی کا یارا نہ تھا چہ جائے زمینداران دکن اور اسکے سوا اسی عرصہ میں سام نریمان ایران کے فرمانروا کی طرف سے ہندوستان کے لینے کے واسطے پنجاب میں آیا تھا اور مالچند سپہ سالار ہند کا خاص لشکر ہمراہ لیکر اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا تھا چونکہ صبر کے سوا چارہ نہ تھا لہذا مالچند نے ایلچیان چرب زبان کے ذریعہ سے زر و جواہر اور فیلان کوہ پیکر بھیجے اور ملک پنجاب بیچ پر سام نریمان سے صلح کر کے مراجعت کی اور بعض یہ بھی لکھتے ہیں کہ فریدون کے عہد سے پنجاب پٹھان عجم کے تصرف میں رہا اور گرشسپ کی اولاد کہ رستم اور اسکے آبا و اجداد سے مراد ہے پنجاب اور کابل اور زابل اور سند اور نیمروز ان کی جاگیر تھی اور مالچند کہ سپہ سالار با شکوہ تھا اور مالوہ کی حکمرانی اسکے نام پر تھا رہا یعنی مہاراج کی خدمت میں پہونچنے کے بعد بسبیل استعجال صلاحیت اور شوکت کے ساتھ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور مخالف اسکے فتح کی خبر سنتے ہی بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان ہوئے اور مالچند نے انکا تعاقب کر کے اس گروہ کو تہ تیغ رکھکر اُسکا نام و نشان باقی نہ رکھا اور جا بجا تھانے مقرر کر کے پلٹا اور اثناء راہ میں گوالیار اور بیانہ کا قلعہ احداث کیا اور مالچند علم راگ یعنی موسیقی ہندی تلنگانہ اور ملک دکن سے لایا اور چونکہ مالچند اکثر اوقات گوالیار کے قلعہ میں رہتا تھا اس مقام میں کلاونت موسیقی دان کی نسل سے کہ ہمراہ لایا تھا اولاد کثرت سے بہم پہونچی اور علم راگ نے وہاں بخوبی رواج پایا اور مہاراج سات سو برس کے بعد رخت ہستی باندھکر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور چودہ فرزند اُن سے یادگار رہے اور کیشوراج نے کہ خلف الصدق تھا ہندوستان کے تخت عظیم پر قدم رکھا

تذکرہ کیشوراج بن مہاراج کی حکومت کا

کیشوراج نے ابتداے سلطنت میں ہر ایک بھائی کو ایک سمت روانہ کیا اور آپ بلدہ کالپی کے راستہ سے گونڈوارہ میں داخل ہوئے اور سرحد دکن سے سنگلدیپ کی حد تک سیر و سیاحت فرمائی اور سرکش راؤں سے پیشکش لیکر طوائف انام کے نظم و نسق کے بارے میں مساعی موفورہ بجا لائے لیکن مراجعت کے وقت دکن کے زمینداروں نے اتفاق کر کے مخالفت کا نشان بلند کیا اور دست تعدی جو قوت و رکھتے تھے زیادہ کی ۲۰

کیشوراج کے مقابلہ کو آئے کیشوراج نے ازراہ دور اندیشی کے قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور صلح کا پیغام درمیان
مین لا کر معاودت فرمائی اور عریضہ مع پیشکش فراوان منوچہر کی خدمت مین ارسال کر کے کمک طلب کی منوچہر نے حسب
استدعا سام نریمان کو فوج جرار سے روانہ کیا کیشوراج نے موضع جالندھر تک استقبال کیا اور لوازم ضیافت پیش
پہونچائے اور سام نریمان کے ہمراہ دکن کی طرف روانہ ہوا دکن کے راؤ فوج ایرانی کی ہیبت سے پریشان ہو گئے
اور دکن کا ملک پھر ہند کے راجہ کے تصرف مین آیا اسکے بعد کیشوراج سام نریمان کے شرائط خدمت بجا لانے کے بعد
پنجاب کی سرحد تک بطریق مشایعت ہمراہ گیا اور تحف و ہدایا منوچہر کے واسطے ارسال کر کے خود بلدہ اودھ مین آیا اور
چتر عدالت کا سایہ سکنۂ ہند کے سر پر ڈالکر خلائق کو مرفہ الحال و فارغ البال فرمایا اور دوسو اور بیس برس کے بعد اسکی
سلطنت آخر ہوئی اور بڑا بیٹا اسکا فیروزرا ے جانشین ہوا فیروزرا ے ولد کیشوراج کی حکومت کا جو کم
فیروزرا ے علم شاستر ہندی یعنی کتب علمی سے وقوف تام اور بہرہ وافی رکھتا تھا علما اور فضلا کی صحبت اختیار کر کے
سواری اور لشکر کشی یکقلم برطرف کی اور مدار سلطنت اہل فضل اور ارباب کمال پر منحصر کر کے زر کثیر فقرا اور مستحقین کو
پہونچاتا تھا اور دو مرتبہ بلدۂ بہار مین جا کر خیرات بسیار کی بلدۂ منیر اسکے عہد مین احداث ہوا اور وہ امر ناشائستہ
کہ اس سے واقع ہوا یہ تھا کہ جب سام نریمان کے مرنے سے ایک ضعف منوچہر کی سلطنت مین ظاہر ہوا اور افراسیاب
کو فرصت کا موقع دیکھنا تھا اسپر فوج کھینچکر غالب ہوا فیروزرا ے نے منوچہر اور سام نریمان کے حقوق طاق نسیان
پر چھوڑکر پنجاب پر فوج کشی کی اور وہ ملک زال بن سام نریمان کے قبضۂ تصرف سے برآورده کر کے جالندھر کو اپنا
دار الملک بنایا اور ایلچی افراسیاب کی خدمت مین روانہ کیے اور آپکو اسکے خیر خواہان کے زمرہ مین شمار کیا کیقباد کے عہد
تک پنجاب ہند کے راؤن کے تصرف مین تھا لیکن جب جہان کے پہلوان رستم دستان نے پہلوانی کی مسند کو اپنے
وجود سے مزین کیا پنجاب کے استرداد کے واسطے ہند کی طرف متوجہ ہوا فیروزرا ے تاب صدمہ رستمی نہ لایا
ہزیمت کی باگ ترہت کے پہاڑون کی طرف معطوف کی اور جب رستم سند اور ملتان اور پنجاب کو زیر نگین کر کے
ترہت کی سمت روانہ ہوا فیروزرا ے نہایت ہراسان ہوا بھاگ کر جھارکھنڈ اور گوندوارہ کے پہاڑون پر دم لیا
اور اپنے آفتاب سعادت کو زوال مین دیکھکر اسی عرصہ مین اپنی نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اسکی حکومت کے ایام
پانسو اور سینتیس برس تھے شرح تفویض کرنا رستم کا دوارا ے ہند سورج کو منقول ہے کہ جب فیروزرا ے کے
فوت کی خبر رستم کو پہونچی بسبب بے حقوقی اور بیوفائی کے کہ را ے مذکور سے واقع ہوئی تھی جہان کے پہلوان نے یہ
چاہا کہ اسکے فرزند بھی مسند حکومت پر متمکن نہون پھر ہند کے ایک سردارون مین سے ایک کو کہ سورج نام رکھتا تھا اور اس عرصہ
مین وہ اسکی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا ہندوستان کے تخت پر بٹھایا اور خود ایران کی طرف متوجہ ہوا اور سورج
استقلال تمام حاصل کر کے بادشاہ عظیم الشان ہوا اور دریا ے بنگالہ کے ساحل سے دکن کی سرحد تک تمام حکام اور
عمال اسنے بٹھلائے اور عمارت اور زراعت کے بارہ مین تاکید اکید اور قدغن بلیغ پہونچائی اور اسکے عہد مین ایک
برہمن جھارکھنڈ کیطرف سے اسکی ملازمت مین حاضر ہوا چونکہ برہمن مذکور علوم غریبہ اور سحر مین واقف اور دانا تھا
سورج کے مزاج مین تصرف تمام پہونچا کر بت پرستی کا معاملہ تعلیم کیا بیان شیوہ بت پرستی کے رواج کا کہتے ہین کہ
ہند نے جیسا کہ اپنے پدر حام بن نوح علیہ السلام سے مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا خالق بیچون کی طاعت اور عبادت مین

مصروف رہتا تھا اور اسکے فرزند لبطناً بعد لبطن اُسکی پیروی کرتے تھے یہانتک کہ مہاراج کے عہد میں ایک شخص ایران کی طرف سے آیا اور آفتاب کی پرستش کا مضمون ہوا اور اس پرستش کے رواج ہونے سے بعضے ستارہ پرست اور آتش پرست بھی ہوتے لیکن جب بت پرستی کی رسم ظاہر آئی سب سے زیادہ وہ شائع ہوئی سو اسطے کہ اس برہمن نے سورج سے یہ فہمایش کی کہ جو شخص اپنے بزرگ کی شبیہ چاندی اور سونے اور پتھر سے تیار کرکے پرستش کرے راہ صواب میں قدم رکھے اسوجہ سے خرد و بزرگ نے ہوس سے اپنے بزرگون کی شبیہ جو گذر گئے تھے تیار کرکے اُسکی پرستش مین قیام کیا اور سورج نے بلدۂ قنوج احداث کیا اور آب گنگ کے ساحل پر بت پرستی مین مشغول ہوا اور خلائق بھی اپنے دل سے ہر ایک طرز خاص کرکے بت پرستی کرنے لگی چلیا کہ لوگ گروہ ہر ایک سا تھا ایک طریق سے بت پرستی کرتے تھے جب سورج بلدۂ قنوج کو پایۂ تخت قرار دیکر اکثر اوقات وہان سکونت اختیار کرتا تھا اور اسکے عہد مین قنوج کی آبادی پچیس کوس تک پہونچی تھی اور سورج دو سو اور پچاس برس تک حکومت کرکے قضا الٰہی سے مرگیا اور وہ کیقباد کا معاصر تھا وہ ہرسال باج یعنی خراج بھیجتا تھا اور رستم دستان کبھی حقوق کی رعایت کرکے اپنی خواہزادی اُسکے حبالۂ نکاح مین لایا تھا اور ہمیشہ تحفے اور ہدیے ارسال کرتا تھا اور سورج پینتیس فرزند چھوڑکر فوت ہوا تھا اُسکا بڑا بیٹا مسمے بہراج اپنے باپ کا قائم مقام ہوا تا کہ **ذکر بہراج ولد سورج کے راج کا** ۔ جب وہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا بلدۂ بہراج کو اپنے نام پر آباد کیا اور علم موسیقی مین مشغول رہا اور بلدۂ بنارس کی آبادی مین کہ اُسکے باپ نے انتہا سے عمر مین اُسکی بنا شروع کی تھی اور وہ تا تمام پڑی تھی جہد بلیغ اور کوشش موفورہ بہم پہونچائی اور اپنے بھائیون کو عزیز اور مکرم جانکر جاگیرین اُنکی شان کے لائق دیکر راضی و خوش کیا اور بعض یون بھی کہتے ہیں کہ بہراج نے اپنے بھائیون کو جو سورج کی صاحب سے تھے راجپوت نام رکھا اور باقی فرزندون کے بھی نام رکھے لیکن مہاراج کے صنوابط یعنی آئین اسے قدیم کو کہ متضمن صلاح دولت تھے مختل کیا اور مملکت کا معاملہ نظم ونسق سے گرا اور ہر سمت ایک فتور اور سودا برپا ہوا از انجملہ کیدار نام ایک برہمن نے کوہستان کے رہنون سے آنکر اُسپر خروج کیا اور جنگ عظیم اور ضرب حرب کے بعد غالب ہوا اور ہند کی سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا مدت بہراج کی حکومت کی چھتیس برس تھی ۔ **ذکر کیدار برہمن کی حکومت کا** کہتے ہیں جب سے عروس مملکت ہند کو اپنے آغوش مین لیا اور چونکہ جہانداری کے حکم سے خوب ماہر تھا بادشاہ بزرگ ہوا اور کیکاؤس اور کیخسرو کی اطاعت کا زین اپنے دوش سے نہ اُتارا اور تحفے و تحائف اُنکے حضور بھیجتا رہا اور کالنجر کا قلعہ اُسنے بنا کرکے اتمام کو پہونچایا اور اُسکے اخیر عہد مین شنگل نام ایک زبردست نے کوچ کے نواح سے خروج کیا اول ملک بنگ اور بہار پر متصرف و قابض ہوا اور جمعیت کثیر اور انبوہ عظیم بہم پہونچاکر کیدار سے مکرر سخت لڑائیاں کرکے غالب و فائق ہوا سبب سے کیدار کی مدت حکومت اُنیس[19] برس تھی ۔ **ذکر شنگل کی حکومت کا** ۔ اُس کے بعد شنگل تخت حکومت پر بیٹھا اور اُسنے شوکت و حشمت کے لوازم مین نہایت کوشش کی اور شہر لکھنوتی کہ معروف و مشہور ساتھ گور کے ہے اُسنے احداث کیا اور وہ شہر دو ہزار برس تک بنگ کا دار الملک تھا لیکن امیر تیمور صاحبقران کی اولاد کے عہد مین ویران ہوا اور اُسکے بدلے بلدہ ٹانڈہ نشیمن گاہ حکام ہوا اور شنگل چار ہزار فیل کوہ تمثیل اور لاکھ سوار جرار اور چار لاکھ پیادہ جنگی بہم پہونچائے اور طریق نخوت اور غرور کا کہ بدترین افعال سے ہے اسکے سر مغز مین جاگزین ہوا

اور اسی عرصہ مین جب افراسیاب نے ایلچی باج اور خراج کے طلب مین بھیجا اُسنے اہانت اور زجر سے اُسے دربار سے نکالدیا افراسیاب اس حرکت سے نہایت غضبناک ہوا اور پیران ویسہ کو کہ اسکا سپہ سالار تھا پچاس ہزار ترک خونخوار سے ہندوستان کی طرف رخصت کیا اور شنگل نے بھی علم جبارت بلند کرکے ایک حشر عظیم برپا کیا اور باطمینان کمال اُسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور کوچ کے پہاڑون مین جو بنگالہ کی سرحد کے نزدیک واقع ہین جا کر ستمکھ ہوا اور دو شبانہ روز تک تنور جنگ گرم اور لڑائی قائم رہی ترکون نے داد جوانمردی اور شجاعت دیکر پچاس ہزار مرد مقابل شنگل کی طرف کے تیغ قہر سے ہلاک کیے لیکن دشمن کی کثرت اور انبوہ سے کچھ پیش رفت نہ گیا اور انکی طرف کے بھی تیرہ ہزار مرد اہل نبرد کام آئے عاقبت الامر اثر ضعف ترکون کے چہرہ حال سے ظاہر اور ہویدا ہوا ناچار تیسرے دن جنگ سے پہلو تہی کی اسواسطے کہ ولایت انکی دور تھی اور غنیم غلبہ کمال رکھتا تھا پائے ثبات جگہ سے ہلایا اور بھاگ کر اس فوج کے پہاڑون مین دم لیا اور ایک جگہ مستحکم اور سنگین بہم پہونچائی اور پیران ویسہ نے جوانان جنگجو کے اتفاق سے عریضہ مفصل حقیقت حال تحریر کرکے افراسیاب کی خدمت مین روانہ کیا اور خود شب و روز ہنود کی حرب و ضرب مین مشغول رہا لیکن ہنود اطراف و جوانب سے ہجوم کرکے دلیرانہ حملہ آور ہوتے تھے ترک تیر سنداں گذار سے اُنہیں زخمی کرتے تھے اور حیران تھے کہ اس امر کا انجام کہان تک پہونچے گا۔ تذکرہ افراسیاب کے ہندمین آنے کا اور رہا کرنا پیران ویسہ کو دشمنون کے ترغہ سے منقول ہے کہ افراسیاب اُن روزون مین کہ پیران ویسہ ہنود کے نرغہ مین مبتلا تھا شہر کنگ دز مین کہ خطا اور ختن کے مابین مین واقع ہے اور شہر خان بالغ سے ایک مہینے کی راہ اُسطرف ہے وارد تھا جب سنے پیران ویسہ کے حال سے اطلاع پائی بسبیل استعجال ایک لاکھ سوار جرار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر اُسکی کمک کو روانہ ہوا اور چند روز مین قطع مسافت بعیدہ کرکے اُس نواح مین پہونچا کہ شنگل نے اُسطرف کے راؤن کو فراہم کرکے حشر برپا کیا تھا اور سب طرف سے پیران ویسہ پر نقطۂ پرکار کی طرح محاصرہ کرکے تنگ کیا تھا آتے ہی بلا توقف برق کی طرح سے حملہ آور ہوا ہنود کے دل پر اُسکا خوف و ہراس اسقدر چھایا کہ انکی جمعیت کہ عقد ثریا کی طرح متفق تھی بنات النعش کے مانند پریشان ہوئی اور بدحواسی مین تمام سلب و سامان اور مال متاع چھوڑکر راہ فرار لی اور پیران ویسہ تنگی محاصرہ سے نجات پاکر افراسیاب کے شرف خدمت مین مشرف ہوا اور افراسیاب شنگل کے تعاقب مین روانہ ہوا جو شخص اس کے روبرو آتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسکا کام تمام کرتا تھا اور شنگل اسکے پنجۂ قہر سے نجات پاکر ترہت کی ولایت مین پہونچا اور شہر لکھنو مین داخل ہوا اور ترکون کے تعاقب سے ایک روز سے زیادہ تر مجال توقف نہ پائی وہان سے بھی ترہت کے پہاڑون پر بھاگا اور ترکون نے لوٹ کی جھاڑو سے بنگ کی سلطنت جھاڑکر بالکل جھنگ بلی لینی آبادی کا اثر مطلق نہ چھوڑا اور اُسکے بعد افراسیاب نے شنگل کا سراغ بہم پہونچا کر اُسطرف جانے کا ارادہ کیا شنگل مضطرب اور پریشان ہوا آخر کو مردمان عقیل اور فہیم کو افراسیاب کی خدمت مین روانہ کرکے پیغام دیا کہ اگر آپ میری خطا و تقصیر معاف فرمائیے پابوسی کے واسطے حاضر ہون افراسیاب نے اسکی عرض قبول فرمائی اور شنگل نے تیغ اور کفن پہنکر اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر التماس کی کہ مجھے اپنے ہمراہ رکاب توران کی ولایت مین لیجلیے افراسیاب کو اسکی حسن عقیدت پسند آئی اور مسند راج پر اُسکے فرزند کو بٹھایا اور شنگل کو اُسکی درخواست کے موافق اپنے ہمراہ لیگیا اور وہ بھی ذوق شوق سے اُسکی خدمت مین حاضر رہتا تھا یہانتک کہ وہ ہماون کی جنگ مین رستم کے ہاتھ سے قتل ہوا

ف فرزند شنگل کا ... ١٢

... ہماوران

شنگل کے حکومت کی تعداد چونسٹھ برس تھی بیان راج دہنا افراسیاب کا بر بہت ابن شنگل کو بہت راجہ عابد اور سیرچشم اور نیک اندیش اور خوش خلق تھا حاصل اپنے ممالک محروسہ کا جو گنڈھی سے مالوہ کی سرحد تک تھا تین حصے تیسرا حصہ خیرات کرتا تھا اور دوسرا حصہ اپنے باپ شنگل کے مصارف لابدی اور افراسیاب کے پیشکش کے واسطے بھیجتا تھا اور ایک حصہ سپاہ اور رعایا میں صرف کرتا تھا اسواسطے اُسکا لشکر کم ہوا اور مالوہ کا راجہ کہ اسکا مطیع اور باجگذار تھا اس کی اطاعت سے سرتاب ہوا اور گوالیار کا قلعہ اسکے گماشتوں کے تصرف سے برآوردہ کیا اور بہت راجہ جس نے قصبہ سونال میں بڑا بتخانہ بنا کر وہاں عبادت اختیار کی تھی بہت سے مخرف ہو گیا بر بہت بھی اکانوی برس حکومت کر کے فوت ہوا اور کہ لاولدی سے فرزند پوشیدہ رکھتا تھا اسواسطے قنوج کے راج میں کہ دارالراج تھا ہرج و مرج ظاہر ہوا اور ایک شخص مہراج نام قوم کچھواہہ نے زمین مارواڑ سے خروج کیا اور بلدۂ قنوج پر متصرف ہو کر بادشاہ ہوا۔ تذکرہ مہراج کچھواہہ کے راج کا - مہراج کچھواہہ نے تھوڑی مدت کے بعد مکنت اور قوت تمام بہم پہونچائی ولایت بنگالہ پر فوج کشی کی اور اس ملک کو وہاں کے زمینداروں کے ہاتھ سے کہ اکثر انمیں اہیر یعنی گائے چرانے والے تھے بزور شمشیر چھین لیا اور دریائے شور کے کنارے عوام کے آمدوشد کے واسطے بنادر بنا کیے اور کشتیاں تیار کروائیں اور تھوڑے دنوں میں ڈالکر واپس آیا اور چالیس برس سلطنت کر کے رخت ہستی باندھا اور یہ راجہ گشتاسپ کا معاصر تھا اور ہر سال پیشکش بھیجتا تھا

بیان کیدر راج کی حکومت کا - کیدر راج خواہرزادہ (یعنی ہمشیرزادہ) یعنی بھانجا مہراج کا بحسب وصیت جانشین ہوا چونکہ بہمن عصر میں رستم دستان قتل ہوا تھا اور چونکہ بلاد پنجاب میں حاکم صاحب قدرت نہ تھا اسطرف لشکرکشی ہو کر بسہولت و آسانی تمام اسپر متصرف ہوا اور چند سے شہر بھیرہ میں کہ وہ شہرہائے قدیم سے ہے اقامت کی اور قلعہ جمو تیار کیا اور اپنے عزیزوں میں سے ایک کو کہ وہ قوم گکھران سے تھا اور اسکا نام درگ تھا وہاں کا حاکم کیا اور اسوقت سے جبتک وہ قلعہ اس قوم کے قبضہ میں ہے اور ایک مدت کے بعد قوم گکھران اور چوبیہ کہ پنجاب کے مشہور زمینداروں سے تھی مردان صحرانشین اور پہاڑیوں سے کہ کابل اور قندھار کے مابین رہتے تھے جمعیت کر کے کیدر راج پر فوج کشی ہوئے اور اُسنے عاجز ہو کر وہ ملک انھیں کے قبضہ میں واگذاشت کیا اور اسوقت سے یہ قوم پراگندہ ہوئی اور ایک پہاڑ پر جو سرحد پر تھا اس مقام پر خود مختار متصرف ہوا طائفہ راہ وہی قوم افغان ہو گئے جو اب بھی موجود ہیں اور کیدر راج کے راج کی مدت تینتالیس برس تھی - تذکرہ جیچند کے راج کا - یہ جیچند کیدر راج کا سپہ سالار تھا قدرت پاکر تخت ریاست پر قدم رکھا اور اسکے عہد میں قحط اعظم پڑا چونکہ وہ خاندان سلطنت سے نہ تھا بندگان خدا کی کہ ودائع بدائع خالق ہیں پروا نہ کرکے بلدۂ پاتھ میں عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور خلق کثیر سپاہ اور رعیت سے ہلاک اور تلف ہوئی اور اکثر قصبہ اور قریہ ویران ہو گئے اور اسکی بے پروائی کی حیثیت سے ہندوستان سالہا سال حالت اصلی پر نہ آیا اور بے رونق رہا اور جیچند بعد ساٹھ برس حکومت کے ملک عدم کی راہ راہی ہوا اور وہ بہمن اور دارا کا ہمعصر تھا اور ہمیشہ پیشکش ارسال کرتا تھا اور ایک فرزند خردسال اس سے باقی رہا اسکی ماں اسے تخت پر بٹھا کر خود متکفل اور متصدی امور سلطنت ہوئی لیکن جے چند کے بھائی نے کہ اسکا نام دہلو تھا سرداروں سے اتفاق کر کے جے چند کے فرزند کو درمیان سے اُٹھا کر کارخانہ سلطنت کا اپنے ہاتھ میں ڈالا - تذکرہ راجہ دہلو کے خروج کا - واضح ہو کہ راجہ

نہایت شجاع اور دلیر اور خلق پر شفیق اور مہربان تھا اور ہمگی ہمت اسکی اس امر مین مصروف تھی کہ بندگان خدا مرفہ
اور آسودہ رہین اور بلدۂ دہلی اُسی نے بنایا اور آباد کیا تھا اور جب چالیس برس اُسکی سلطنت کے آخر ہوئے
فور نامے کہ کمایون کے راجاؤن سے خویشی کی نسبت رکھتا تھا اور کمایون مین رہتا تھا خروج کرکے اول کمایون کی
ولایت پر مسلط اور متصرف ہوا اسکے بعد قنوج کے قلعہ پر آیا اور اس سے اور راجہ دہلو سے حرب عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی
اور دہلو اسکے پنجہ ظلم مین اسیر ہوا فور نے بر فور اُسے رہتاس کے قلعہ مین بھیجکر قید کیا۔ تذکرہ راجہ فور کے راج کا
راجہ فور اسکے بعد لشکر بنگ کی طرف روانہ کرکے دریاے شور تک متصرف ہوا اور راجہ عظیم الشان ہوا اور مورخون کا یہ
بھی اتفاق ہے کہ فور کے مقابل کوئی راجہ بزرگ نہوا اور چونکہ راجایان گذشتہ کے برخلاف فور نے پیشکش بھیجنا شاہان
ایران کے واسطے بالکل موقوف اور برطرف کیا اسکندر نے لشکر ہند پر کھینچا فور نے ہرگز فروتنی نہ کی اور سپاہ مور و ملخ سے افزون
اپنے ہمراہ لیکر استقبال کرکے اسکے مقابل ہوا اور حدود سرہند مین مصاف عظیم کی اور تہ تیغ ہوا اور ستر برس سے
حکومت کی راجگان دکن اور پر طبایع نقاب شجاع سخنوران عالم کیان و مکان کے پوشیدہ نرہے کہ مملکت دکن مین بھی راجہ
عظیم الشان گذرے ہین مثل گلچند کہ بلدۂ گلبرگہ بنا کیا اور مرج چند کہ قصبہ مرج اُسکے نام پر موسوم ہوا اور بیجے چند کہ بلدۂ بیجانگر
کو آباد کرکے دار الراج دکن کیا اور علاوہ اسکے اور راجے کہ شمار اُنکے نامون کا سبب تطویل ہے بہت گذرے اور جب
اسکندر رومی ہند مین آیا راجہ بیدر نام کہ راجہ بزرگ تھا اور بیدر کا قلعہ اُسی کا ساختہ اور پرداختہ ہے اور قوم
راج بیدر کہ اب موجود ہے اور تمام فرق دکن مین شجاعت اور جوانمردی مین مشہور و معروف ہین اور دکن مین
حسب نوبت تخت حکومت اور مسند ریاست پر متمکن ہوتے ہین اسی کی نسل سے ہین سکندر کی آمد اور فور کے مقتول
ہونے کی خبر سنکر متوہم اور پریشان ہوا اور مال و منال اور فیال جو کچھ رکھتا تھا اپنی بیٹی کی معیت مین سکندر کے حضور ارسال
کیا یہانتک کہ وہ اسکے حسن عقیدت سے راضی ہوا اور اسکے مملکت کے تسخیر کا خیال برطرف کرکے ایران کی طرف روانہ ہوا
اور فور کے قتل ہونے اور سکندر کی معاودت کے بعد سنسار چند نامے ہندوستان کی حکومت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا
اور چند عرصہ مین تمام ہندوستان کو خار و خاشاک برہمی سے صاف کیا اور چونکہ فور کا قتل ہونا اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا
تھا اسکندر کے خوف سے پیشکش بے مانگے ہر سال گودرز شاہ ایران کی خدمت مین بھیجتا تھا اور گودرز ان دنون ایران کی
سلطنت پر مسلط تھا جب کہ ستر برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے جونہ نامے اسیر خروج کرکے غالب ہوا۔ تذکرہ جونہ
کے خروج کا۔ بعضے راویون کا یہ قول ہے کہ جونہ فور کا بھانجا ہے اور جب تخت حکومت پر بیٹھا اخلاق پسندیدہ اور خصال
برگزیدہ اظہار کرکے ملک کی آبادی مین مصروف ہوا اور گنگا اور جمنا کے کنارے قریات اور قصبات احداث فرمائے
اور عدل و انصاف مین جہد بلیغ اور سعی موفور بجا لایا اور اردشیر بابکان کا ہمعصر تھا جس سال کہ اردشیر بابکان ہند کی
تسخیر کی عزیمت کرکے ہند کی سرحد پر آیا جونہ مضطرب ہوکر اسکی خدمت مین حاضر ہوا اور زر و جواہر بیشمار اور بہت
ہاتھی اُسکو دیکر وہ پیشکش کرکے رخصت ہوا اور قنوج مین آنکر مدت مدید استراحت کے بستر پر لیٹا رہا اور نوے
برس کے بعد اسکا پیمانہ عمر آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور پینتیس فرزند اسکے باقی رہے اور خلف الصدق
یعنی بڑا بیٹا اسکا مسمیٰ کلیان چند قائم مقام ہوا۔ ذکر راجہ کلیان چند کا۔ وہ ایسا ظالم اور نہایت سفاک تھا کہ بے
جرم بندگان خدا کی خونریزی کرتا تھا اور لوگون کو بیگناہ متہم کرکے مال و منال لیتا تھا اور رعیت سے بسختی طلب زر جرمانہ

تمام سے زر لگان تحصیل کرتا تھا لہذا رعایا اُسکے ظلم و جور سے حیران و پریشان ہوئی اور جسطرف جسکے سینگ سمائے بھاگ گئی
اور ہندوستان خراب ہوا اور قنوج کا پایہ تخت ایسا ویران اور برباد ہوا کہ راجہ کلیان چند کے پاس فوج اور رعایا قلیل رہی اور
اسکے دربار کی رونق زائل ہوئی اور ہند کی سلطنت پُر آشوب ہوگئی اور اطراف کے راجہ قوی اور عظیم الشان ہوگئے پس راقم نے چاہا
جانا کہ انکا بھی احوال لکھے اور مقید اسکا نہو سے کہ احوال رایان ہندا و قنوج ہی لکھنا چاہیے اسواسطے راجہ بکرماجیت کا احوال
کہ مالک مالوہ کی سلطنت کے تھے لکھتا ہے۔ **ذکر راجہ بکرماجیت کی حکومت کا کہ اوکی تعریف شہرہ آفاق ہے** ۔
راجہ مذکور قوم پوار سے تھا نیک نہاد ہی آئی ہنود کے حکایات اور روایات سے کہ بطریق افسانہ کے مذکور اور مشہور ہیں
دریافت کر لینا ممکن ہے ابتدائی حال یہ کہ راجہ بکرماجیت نے آغاز شباب میں فقیرانہ لباس پہنکر فقرا کے ہمراہ اکثر ممالک کی سیر کی
تھی اور محنت ریاضتین انکی صحبت میں کھینچین چنانچہ پچاس سال اسکے عمر کا پچاس کا ہوتا سر روش آسانی کے سبب پایہ سیاہ گری پر
قدم رکھا جو کہ حکمت ازلی ساتھ اسکے متعلق تھی کہ وہ دولت عظمی پر فائز ہو اور خلق اللہ جفا پیشہ لوگوں کے پنجہ ظلم و ستم سے
نجات پاویں روز بروز اسکے کام نے درجہ بدرجہ ترقی اور افزونی پکڑی اور چند عرصہ میں ملک نہروالہ اور مالوہ اسکے
حیطہ تصرف میں آیا اور اُسنے نیک نیتی سے عدل وداد کا فرش بچھایا اور چتر احسان کا سایہ ہر شہر و دیار کے
سکنہ کے سرون پر ڈالکر اسقدر عدل و انصاف میں سعی جمیلہ پیش بہ پہنچائے کہ تھا ظلم چند آہن یعنی لوہا کھینچنے کے خیال سے
باز رہا اور کہربا نے دست تصرف کا دامن کاہ سے کوتاہ کیا اور ہنود کا اعتقاد وہ ہے کہ اسکی اہل دنیا کے حال کے سوا یہ حالت تھی
کہ جو کچھ اسکے پیشگاہ ضمیر میں گذرتا تھا بیقصور نقصان یعنی ہوبہو وہی ظہور میں آتا تھا اور جو کچھ شخص کے خیر و شر اور نفع
ضرر سے اسکے ممالک محروسہ میں سرزد اور واقع ہوتا تھا صبح کو بے خلل و فتور روز روشن کی طرح ظہیر روشن اور بیین
ہوتا تھا اور باوصف سلطنت اور شوکت کے خلق خدا سے برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اپنے مکان اور پھٹی کے کوزہ اور بوریہ
کے سوا نہ رکھتا تھا اور شہر اُجین اور قلعہ دھاراسی کے عہد دولت میں بنکر آباد ہوا اور بکرماجیت نے اُجین سکونت
اختیار کی تھی اور اُجین میں مہاکال بتخانہ تیار کر کے برہمنوں اور جوگیون کا وظیفہ مقرر کیا اور بتخانہ میں بیٹھے اور عبادت
کرنے کا اشارہ فرمایا اور وہ اکثر اپنی اوقات خلق کی پرستش و رخالق کی پرستش میں بسر کرتا تھا اور اہل ہند بہت اعتقاد
بہت رکھتے ہیں اور افسانہ غریبہ اور قصص عجیبہ اسکے واسطے ساختہ اور پرداختہ کیے ہیں اور تاریخ سال ماہ اس کے
فوت سے دفترون میں ثبت کرتے ہیں اور حالات تحریر اس سطر تک داخل کتاب کی تا بیعت سے مراد یہ کہ
ایک ہزار اور پندرہ برس خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت سے پہلے ہنود کے حساب سے ۱۶۶۳ سو لہ سو تریسٹھ برس
کے فوت کو گذرے ہیں اور راجہ بکرماجیت اردشیر کا معاصر ہے اور بعضون کا یہ بھی قول ہے کہ شاپور کا ہم عصر تھا اور اسکے
آخر عہد میں اسکے سالہا میں زمینداروں نے اسپر خروج کیا اور دولت مزیدہ کے کنارے پر آیا اور واقفین نے آتش زار
افروختہ کی عاقبت الامر سیالیاہن نے ... اور بکرماجیت قتل ہوا اور اسکے ایام دولت کے بارہ میں بہت سی روایتیں
ہیں اور چونکہ انمین سے کوئی اس قسم کا نہ تھی کہ عقل خردمند اُسے قبول کرے لہذا ترک کیا اور بکرماجیت کے بعد مدت
دراز تک مالوہ کا ملک حاکم عادل و صاحب وجود نہونے کے سبب خراب رہا آخر کو راجہ بھوج نے حکومت کی باگ
اپنے دست قدرت میں لایا۔ **تذکرہ راجہ بھوج کی حکومت کا** ۔ وہ بھی قوم پوار سے تھا اور عدالت اور سخاوت میں
بکرماجیت کی پیروی کرتا تھا اور راتوں کو تغیر وضع کر کے شہر کے گرد پھرتا تھا اور فقرا اور مساکین کے حال کی خبر لیتا تھا

[illegible]

اور ہمیشہ بہمت و الا ہمت آبادی اور آسودگی حال رعایا اور برایا میں مصروف رہتا تھا اسی کے عہد میں شہر کھرگون اور
بیجاگڑھ اور قصبہ ہندیہ آباد ہوا اور روپیہ خزانوں کے جمع کرنے میں حریص تھا اور سال میں دو مرتبہ جشن عالی ترتیب دیتا تھا اور
ہندوستان کے اطراف سے سازندے اور نوازندے کثرت کے ساتھ اسکے دربار میں آتے تھے اور چالیس ہزار مطرب
و عشرت کی محفل جشن میں ترتیب پاتی تھی اور گانے اور بجانے اور عیش و نشاط کے سوا دوسرا کام نہ تھا اور ان دنوں میں تمام ارباب
نشاط کے واسطے طعام و شراب اور پان سرکار سے مقرر تھے اور رخصت کے وقت ہر ایک ایک خلعت اور دس مثقال طلا پاتا تھا
اسنے پچاس برس سلطنت کر کے رخت ہستی باندھا اور اسی عرصہ میں باسدیو نامی تخت قنوج پر متمکن ہوا اور ملک بہار کو بنگالہ کی
طرح قنوج کے راجاؤں کے تصرف سے نکال کر اپنا خالصہ فرمایا باقی الحال شوکت اور حکمت تمام رکھتا تھا اور بہرام گور اسی کے
عہد میں تاجری کا لباس زیب تن کر کے تماشائے ہند کی تحقیق اور ہند کے اوضاع اور اطوار دریافت کرنے کے واسطے دارالراج
قنوج میں آیا تھا کہتے ہیں کہ انہی ایام میں ایک فیل مست تھی اور وہ نواح قنوج میں ہنگامہ برپا کرتی تھی اور ایسا کوئی دن
نہ تھا کہ وہ سوداگری اپنے ہاتھ سے ایک جماعت مسافرین اور مترددین کو پامال ہلاکت نہ کرتا اور باسدیو اسکے دفع کا قصد کر کے
عاجز ہوا تھا اور یہ کام دشوار تھا اتفاقات سے جس دن کہ بہرام گور بلدہ قنوج میں داخل ہوا وہ فیل مست ناگہاں اسکی طرف متوجہ
ہوا اور شہر کے لوگ [illegible] میں بھاگ گئے نے حکم دیا کہ شہر کے دروازے بند کرو بہرام تنہا اسکے دفع کے واسطے آمادہ ہوا
ایک ہی تیر سے اسے ہلاک کیا اور شہر کی خلقت نے کہ صبح سے تماشائی شہر سے برآمد ہوئے تھے اسکے ہاتھ کو چوم کر قدم بوسی کی
اور آفرین و تحسین اور غلغلہ آفرین کا جو دشت گردون میں گیا اور باسدیو نے یہ خبر سنکر بہرام گور کو اپنے دربار میں طلب کیا اور بہرام
کے پاس گیا اور [illegible] سے کہ سال گذشتہ میں ایلچی بہرام کے واسطے اسی کے سامنے گیا تھا پہچانا اور حقیقت
آگاہ ہو کر اسکی بزرگی کا اعتراف کیا اور تخت سے اتر کر بہرام کی ملازمت کی اور اپنی لڑکی اسکو دی اور بہت سا جواہر و نفائس
اور اسکے ہمراہ ایران کی طرف نفیس اسباب بھیجا اور بہت برس حکومت کر کے دنیا سے گذرا اور اسکے بعد اسکی اولاد
سے کئی اور وہ فرزند اس سے باقی رہے اور بھائیوں میں دس برس کے عرصہ تک سر تخت تھا اور اسی طرح [illegible]
جنگ و جدال میں گذرتے تھے آخرالامر رامدیو نامی کہ باسدیو کا سپہ سالار تھا اہل فوج کے اتفاق سے قنوج کے
تخت پر متمکن ہو کر عظیم الشان راجہ ہوا۔ ذکر رامدیو راٹھور کے راج کا۔ واضح ہو کہ رامدیو قوم راٹھور سے تھا
نہایت دلیر اور شجاع اور مدبر اور دل سے سرداران سرکش کو کہ جنکی طبیعت میں فتنہ و فسادی جا گزین تھی ان کا تمام قلع قمع
کیا اور ملک کے فساد سے خالی ہو کر سپاہ و جرار ہمراہ رکھا ملک مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور اسی طرف اپنے لوگ تھے
بچھوا کے تصرف سے برآوردہ کر کے اپنی قوم کو راٹھوری کی جماعت سے ہمراہ ہو کر مالوہ آباد کیا اور اسی تاریخ سے
اس قوم نے اس ولایت میں قیام کیا اور قوم کچھواہہ کو اس ملک سے نکال کر نواح بنگالہ کی حدود میں آباد کیا اور اس
قوم کے سرداروں کی بیٹیوں کو اپنے حرم میں جگہ دی اور اسکے بعد سرحد گنگا کی پہاڑ [illegible] اور وہ شہر اسکے
کو عطا کر کے مطیع و منقاد اپنے قبضہ میں لایا اور تین برس کے بعد قنوج میں مراجعت فرمائی اور وہ پھر لشکر
جمع کر کے لشکر ظفر پیکر کو مالوہ کی طرف روانہ کیا اور اس ملک کو بھی اپنے قبضہ میں لایا اور اسکے بعد [illegible]
سے قصبہ اور قریہ آباد فرمائے اور قلعہ گوالیار کی بھی مرمت کی اور [illegible] کہ وہ [illegible] تھا
وہاں کا حاکم ہوا پھر بنگالہ کے راجہ سے بہت جنگ کی اور شیو راے کہ نامی بہادر تھا اسکے [illegible] کی

زمام اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا رام دیو کی شوکت سے ہراساں ہوا اور خود اپنی بیٹی مع جہیز لائق ارسال کی رام دیو
دو برس کونڈوارہ میں بسر لیگیا اور اکثر معمورہ زمین [illegible] کو قتل کرکے قنوج کی طرف مراجعت کی اور زمانہ بعیش و عشرت مشغول
رہا اسکے بعد سوالک کے پہاڑوں پر جاکر اس نواح کے تمام راؤں کو خراج گذار بنایا اور کہا جاتا ہے کہ ان پہاڑوں پر [illegible]
اور اس سے پیشتر دو ہزار برس کے قریب اسکے باپ اور اجداد اس ملک کے حاکم تھے رام دیو سے سلطنت کی [illegible] مشغول
ہوا اور صبح سے شام تک معرکہ قتال و جدال گرم رہا اور بہت سے دلاور اور جرار طرفین کے آتش کارزار میں جل کر اپنا نام دفتر
میں ثبت کر گئے اور [illegible] ان کے خاندان سے ہوا آخر الامر نسیم فتح و ظفر کی پرچم اقبال رام دیو پر چلی اور [illegible]
راجہ کا پاے ثبات میدان دغا سے [illegible] کیا اور سلب و سامان اور ہاتھی اور گھوڑے چھوڑ کر کوہستان میں جا [illegible] رام دیو
نے دختر اور پیشکش لیکر ملک [illegible] سپرد کرکے عنان توجہ نگرکوٹ کے پہاڑوں کی سمت معطوف فرمائی اور [illegible]
غارت کی جھاڑو سے جھاڑتا ہوا جاتا تھا یہانتک کہ [illegible] میں پہونچا [illegible]
جو نگرکوٹ کے قلعہ کی حوالی میں واقع تھا عنان عزیمت پھیری اور آگے بڑھا [illegible] راجہ کو طلب کیا راجہ
[illegible] آخر راجہ [illegible] میں آئے اور یوں تجویز ہوئی کہ رام دیو [illegible]
راجہ اس مقام میں [illegible] کرے غرض اس تقریب سے دونوں میں ملاقات ہوئی اور رام دیو نے [illegible]
کو [illegible] راجہ نگرکوٹ کی دختر اپنے فرزند کے واسطے خواستگاری کی [illegible] قلعہ کی طرف روانہ ہوا [illegible]
لے اپنے لشکر کی [illegible] اور استواری قلعہ اور صعوبت راہ اور [illegible]
تنگی اور [illegible] آمادہ ہوا [illegible] مرد میدان [illegible] اور رام دیو کا [illegible]
اور رام دیو نے ایک جماعت اسکے [illegible] روانہ کی اور قلعہ کو خود راجہ رام دیو نے [illegible]
میں مفتوح کیا اور خلق کثیر اسیر و دستگیر ہوئی اور مال فراوان [illegible] اسکے ہاتھ آیا [illegible]
حاضر ہوا رام دیو نے اسکی بیٹی اپنے دوسرے فرزند کے واسطے خواستگاری کی [illegible] کوچ کیا اور [illegible]
[illegible] سے کہ کشمیر جنت نظیر کے پہاڑ سے پنجاب کی زمین [illegible] کوہستان
سوالک کی حد وہاں منتہی ہوتی ہے اور شاید کہ پانچ مہینے کا راستہ ہو سیر فرمائی اور [illegible] راجہ کہ آپ
کوہستان میں استقامت رکھتے تھے انہیں سیاست پیش آن کر زیر و زبر اور پامال کیا اور وہاں سے [illegible] جواہر
اور ساز و سلب اور مال و منال و افیال بیشمار لیکر قنوج کی طرف مراجعت فرمائی اور اسکے بعد اپنے پایہ تخت
میں ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور تمام فوج کی تنخواہ مضاعف فرمائی اور ہر جوان شجاع کو انعامات سے سرفراز کرکے
ثلث غنیمت خلق پر قسمت فرمائی پھر مسند فراغت اور استراحت پر متمکن ہوکر کسی طرف سوار نہ ہوا اور چون برس سلطنت
کرکے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور اہل ہند متفق ہیں کہ رام دیو کے مانند ہندوستان میں کوئی راجہ
عظیم الشان نہیں ہوا اور وہ فیروز شاہ ساسانی ولد کیقباد کا ہمعصر تھا ہر سال باج و خراج بھیجتا تھا اور کوئی
دقیقہ اطاعت و فرمانبرداری کا فروگذاشت نہیں کیا تذکرہ پرتاب چند سیسودیہ کا واضح ہو کہ [illegible]
کے فوت کے بعد اسکی اولاد میں نزاع واقع ہوئی اور آپس میں نوبت [illegible] کی آئی اور اس سبب سے قنوج کے
پایہ تخت میں بہت سی خرابیاں اور فتور واقع ہوئے رام دیو کا خزانہ [illegible]

تلف ہوا اور ایک شخص فہیم سپہ سالاران رام دیو سے کہ پرتاب چند نام رکھتا تھا بھائیوں کے منافقہ اور محاربہ کو غنیمت جان کر سپاہ کثیر اور لشکر خطیر اپنے پاس فراہم کیا اسکے بعد قنوج پر فوج کشی کر کے بسہولت آسانی تمام قابض اور متصرف ہوا اور پرتاب چند نے اول رام دیو کے بیٹوں کو جو وارث ملک تھے تباہ کر کے ان کا اثر مطلق نہ چھوڑا پھر ان زمینداروں کو کہ قنوج کے اطراف و جوانب میں تغلب سے مسلط ہو گئے تھے رفتہ رفتہ ان کے درخت ہستی کو بھی تبر سیاست سے یک لخت بیخ و بن سے منقطع کیا اور آپ راجہ عظیم الشان بن بیٹھا جب اس نے اکثر کام اپنی مراد کے موافق ساختہ اور پرداختہ دیکھے عجب و تکبر کی شراب نے اسقدر اُسے مبہوت اور بیخود کیا کہ سلاطین ایران کو پیشکش بھیجنا یکقلم موقوف کیا اور نوشیروان کا ایلچی کہ مال مقرری لینے کو آیا تھا محروم اور ناکام واپس گیا اور جب سپاہ ایرانی شاہ ایران کے حکم سے ملتان اور پنجاب کے ممالک سے متعرض ہوئی تو سراسیمہ اور پریشان ہوا اور اپنے کیے ہوئے سے شرمندہ ہو کر استغفار کی اور زر و جواہر وافر سپاہ ایران کے پاس ارسال کیا تو انھوں نے ہاتھ نہب و غارت سے کوتاہ کیا اور پرتاب چند اپنی قید حیات میں ہر سال خراج بھیجتا تھا اور اُسکے فوت ہونے کے بعد اطراف کے راؤن نے سر اٹھایا اور بزور شمشیر اکثر اطراف پر قابض و دخیل ہوئے اور تھوڑی مملکت پرتاب چند کے فرزندوں کے تحت حکومت میں رہی اس سبب انکا لقب رانا ہوا اسلیے کہ کم مالک والے راجہ کو ہندی میں رانا کہتے ہیں اور حالت تحریر اس سطور تک حکومت پرتاب چند کے سلسلے میں ہے لیکن فقط کوہستان کولمیری اور اُسکا اطراف اپنے تحت و تصرف میں رکھتے ہیں اور چیتور اور مندسور اور باقی بہت ممالک انکے امیر تیمور صاحبقران کی اولاد کے قبضہ میں ہیں بیان راجہ اننددیو راجپوت کا وہ راجہ بیس کی قوم سے تھا اور پرتاب چند کے مرنے کے بعد مالوہ کی مملکت سے خروج کیا اور دن بدن اُسکے کام نے عروج پکڑا اور مالوہ اور نہروالہ اور مرہٹ اور دکن اور برار کی سرزمین پر متصرف ہوا اور رام گڑھ اور مانڈو کا قلعہ اسی کے عہد میں بنا ہوا اور قلعہ مندو بھی اسکی تعمیرات سے ہے اور یہ خسرو پرویز کا معاصر تھا اور سو برس راج کر کے اُسنے شربت ناگوار موت کا چکھا اور انھیں سنوات ہندی میں مالدیو نام نے دو آبہ کے درمیان سے جمعیت عظیم بہم پہنچائی اور دہلی پرتاب چند کے فرزندوں سے برآوردہ کی اور دہلی پر قبضہ کرنے کے بعد عنان عزیمت قنوج کی طرف معطوف کی اور اسے بھی اپنے تحت و تصرف میں لایا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ شہر قنوج اُسکے عہد میں نہایت آباد ہوا کہ ایک قسم تنبولی کی دکانیں تیس ہزار ہو گئیں اور سازندوں اور مطرب ہندوؤں کے ساٹھ ہزار مکان یک لخت آباد ہو گئے اور باقی خصوصیات کو بھی اسی سے قیاس کرنا چاہیے اور مالدیو چالیس برس کے بعد اس جہان فانی سے سفر کر کے آنجہانی ہوا اور چونکہ لاولد تھا ہر ایک سرزمین میں ایک ایک خود راے بن بیٹھا پھر اس ماہ سے طلوع ہونے آفتاب جہانتاب دین مبین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ممالک ہند میں کوئی راجہ عظیم الشان مسند حکومت پر متمکن نہ ہوا چنانچہ جس زمانے میں کہ سلطان محمود غزنوی غزا اور جہاد کا آہنگ کر کے ہندوستان میں آیا تو قنوج میں کورنامی ایک راجہ فرمانروا تھا اور میرٹھ میں دھرم دت اور مہاون میں گلچند اور لاہور میں جیپال بن اسپتال اور کالنجر میں بجیرا اور اسی طرح سے اجمیر اور گجرات اور گوالیار میں جدا جدا ایک ایک حاکم تھا اسواسطے انکے احوال کا تذکرہ قلم انداز ہوا اب شروع واقعات سلاطین اسلام ادام اللہ آثارہم الی یوم القیامۃ کہ مراد اس کتاب کی تالیف سے ذکر خیر انکا ہی کرتا ہے - تذکرہ ظہور نیر اسلام کا ممالک ہندوستان ناظرین کتاب کے ملاحظہ

آفتاب شعاع پر مخفی اور پوشیدہ نہ ہے کہ اول جس شخص نے کہ ارباب اسلام سے ہندوستان کی سرحد میں قدم رکھا
اور وہاں کے اہالی کے ساتھ غزا کی مہلب بن ابی صفرہ ہے اور تفصیل اس سخن مجمل کی وہ ہے کہ سنہ ۲۸ اٹھائیس ہجری میں
عبداللہ بن عامر بصرہ کا حاکم تھا اور امیر المومنین کے حکم سے فارس کی سمت کہ وہاں کے اہالی نے امیر المومنین
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نقض عہد پر کمر باندھی تھی فوج فتح موج لیجا کر مظفر و منصور بصرہ
کی طرف معاودت کی اور سنہ تیس میں امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو شرب مدام کے سبب
کوفہ کی حکومت سے معزول فرمایا اور سعید بن العاص کو اسکا قائم مقام کیا اور سعید اسی سال طبرستان کی طرف روانہ ہوئے
اور امیر المومنین حسن اور حسین علیہما السلام بھی اس یورش میں تشریف رکھتے تھے اور انکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے آں
جرجان کہ دار الملک استر آباد ہے مفتوح ہوئی اور جرجان کے آدمیوں نے صلح کے عوض میں دو لاکھ دینار پیشکش کیلئے اور خود دولت
اسلام سے مالامال ہو کر اپنے مکانوں میں آباد ہوئے اور سنہ اکتیس ہجری میں عبداللہ بن عامر امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے
خراسان کی فتح کے واسطے مقرر ہوئے اور لشکر گران سے کرمان کے راستہ سے خراسان کو عازم ہوئے اور مقدمہ لشکر پر احنف
بن قیس تھے چنانچہ انھوں نے سیستان اور قہستان اور نیشاپور کو مسخر کیا اور طوس کے مرزبان نے بھی [illegible] موافقت کا دم بھرا اور
سرخس اور ہرات اور بادغیس اور غور اور غرجستان اور مرو اور طالقان اور بلخ بھی مسلمانوں کے تصرف میں آیا اور عبداللہ کو جب
تائید الٰہی سے چند عرصہ میں فتوحات کلی حاصل ہوئیں تو قیس بن ہاشم کو خراسان میں اور [illegible] کو مرو اور طالقان اور فاریاب
میں اور خالد بن عبداللہ کو ہرات اور غور اور غرجستان میں والی کیا اور عبداللہ نے خود طواف کعبہ کا احرام باندھا اور حجاز کی
طرف متوجہ ہوئے اور سنہ ۳۲ بتیس ہجری میں عبدالرحمن بن ربیعہ کہ حضرت عثمان کے حکم سے بلخ کے جہاد کو گئے تھے مع بہت سے
مسلمانوں کے شہد شہادت نوش کر کے جنت سدھارے اور مسلمانان بقیۃ السیف کا پائے ثبات [illegible] اور مسلمان
اور جرجان کی طرف روانہ ہوئے اور اسی سال قارن نامی کہ امرائے عجم سے تھا [illegible] امیر المومنین حرمین
الشریفین زادہما اللہ شرفاً کی زیارت کو روانہ ہوا ہے اور خراسان کا میدان سواران اسلام سے خالی ہو گیا ہے چالیس ہزار آدمی طوس
اور ہرات اور بادغیس اور قہستان اور غور وغیرہ سے فراہم کر کے مسلمانوں پر خروج کیا اور [illegible] نیشاپور میں [illegible]
کے ساتھ مقیم تھے فقط چار ہزار مرد سے اسکا قلع قمع کیا اور اسی حسن خدمت اور [illegible] کی برکت سے خراسان کی حکومت
پر سرفراز ہوئے اور سنہ ۴۴ چوالیس ہجری میں معاویہ ابن ابی سفیان نے زیاد بن ابیہ کو بصرہ اور خراسان اور سیستان کا حاکم کیا اور
اسی برس عبدالرحمن بن سمرہ نے زیاد کے حکم کے موافق کابل فتح کر کے وہاں کے باشندوں کو مطیع کیا اور اسی عرصہ میں مہلب
بن ابی صفرہ کہ امرائے عرب کے کبار سے تھا مرو کے اطراف سے کابل اور زابل ہوتا ہوا ہندوستان میں آیا اور وہاں کے کفار سے
جہاد کر کے دس بارہ ہزار ہندی اسیر کیے اور اسی عرصہ میں بعض مردم ہند رفتہ رفتہ [illegible] اور رسالت پناہ کی
نبوت کا صدق دل سے اقرار کر کے مسلمان ہوئے اور سنہ ۵۳ ترپن ہجری میں طاعون زیاد بن ابیہ کی انگلی میں ظاہر ہوا اور اس
صدمہ سے وہ جانبر نہ ہوا اسکے فوت ہونے کے بعد معاویہ نے اسکے فرزند عبیداللہ کو کوفہ کی امارت پر مقرر کیا اور عبیداللہ
نے بھی چند مرتبہ ماوراء النہر کی طرف جا کر بعض شہر مفتوح کر کے مراجعت کی اور بصرہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور اپنی طرف
سے اسلم بن زرعہ الکلابی کو خراسان کی امارت پر روانہ کیا اور سنہ ۵۰ پچاس ہجری میں معاویہ نے خراسان کی حکومت
سعد بن عثمان ابن عفان کو دی اور سنہ ۶۲ باسٹھ ہجری میں یزید بن معاویہ نے سلم بن زیاد کو خراسان اور سیستان کی

حکومت پر تعین کیا اور اُن لوگوں میں سے کہ یزید نے مسلم کے ہمراہ کیے تھے مہلب بن ابی صفرہ تھا اور مسلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کی امارت پر بھیجا جب اُسنے سُنا کہ کابل کے بادشاہ نے تمرد کر کے ابوعبیدہ ابن زیاد کو کہ حاکم تھا قید کیا ہے لہٰذا لشکر جمع کر کے اہل کابل کے محاربہ کو متوجہ ہوا اور جنگ عظیم اور معرکۂ شدید کے بعد ہزیمت کھائی اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور جب یہ خبر مسلم بن زیاد کو پہونچی طلحہ بن عبداللہ بن حنیفہ خزاعی کو کہ طلحۃ الطلحات مشہور ہے کابل کی طرف روانہ کیا اور اُسنے جا کر ابوعبیدہ کو پانچ لاکھ درم دیکر کابلیوں کی قید سے نجات بخشی اسکے بعد مسلم نے سیستان کی حکومت طلحہ کو ارزانی رکھی اور غور اور بادغیس کی فوج کابل کی طرف بھیجی اور وہاں کے باشندوں کو جبراً اور قہراً مطیع اور فرمانبردار کیا اور خالد بن عبداللہ جسکو بعض کہتے ہیں نسل خالد بن ولید سے تھا اور بعض کہتے ہیں ابوجہل کی نسل سے ہے جب کابل کی حکومت سے معزول ہوا عراق عرب کی طرف مراجعت شاق اور دشوار تر جانکر حاکم جدید کے خوف سے مع عیال و اطفال اور ایک جماعت مردم عرب سے اعیان کابل کی ہدایت سے کوہ سلیمان پر کہ ملتان اور پشاور کے مابین میں واقع ہے جا کر متوطن ہوا اور اپنی بیٹی ایک افغان معتبر کے کہ شرف اسلام سے مشرف ہوا تھا حبالۂ نکاح میں لایا اور اُس لڑکی سے بہت فرزند متولد ہوئے انہیں سے دو شخص ساتھ مزید شہرت کے ممتاز ہوئے ایک لودی اور دوسرا سور اور گروہ افغانان لودی اور سور انہی جماعت سے ہیں اور مطلع الانوار کہ ایک مردم ثقہ کی تصنیف ہے اور وہ کتاب برہانپور خاندیس میں مطالعہ ہوئی اُسمیں یوں تحریر تھا کہ افغان قبطیۂ فرعون میں جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کافر پر غالب ہوئے اکثر قبطیوں نے تائب ہو کر دین موسیٰ میں آراستہ ہوئے اور ایک جماعت کہ فرعون کی دوستی اور اُس کی خدائی میں صلب تھی نہایت جہل سے اسلام اختیار نہ کیا اور جلاوطن ہوئے اور ہندوستان میں آن کر کوہ سلیمان میں اقامت کی اور قبائل کی کثرت سے افغان موسوم ہوئے جسوقت کہ ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی بہت سے کفار دور و نزدیک نے اُسکی متابعت اختیار کی ازانجملہ افغانوں کے گروہ نے بھی وقت معہود پر ابرہہ کا ساتھ دیا اور جب کہ مغلوب ہو گئے قہر الٰہی سے سزایاب ہو کر بحر عدم میں غرق ہوئے القصہ افغانان مسلمان کا گروہ زراعت اور تحصیل مائدہ معاش میں مشغول ہوئے اور خداوند اسپ و گاؤ و گوسفند بسیار ہوئے اور ہمراہ اہل اسلام جو محمد قاسم کے ساتھ سندھ کے راستہ سے ملتان میں آن کر متوطن ہوئے تھے رابطۂ آشنائی اور ضابطۂ آمد و شد کا ہم پہونچایا اور سنہ ۱۴۳ میں جب اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی کوہستان سے نکل کر مواضع معمورہ ہندوستان پر مثل کرمان اور پشاور اور شنوران کے متصرف ہوئے اور لاہور کے راجہ نے کہ اجمیر کے راجہ سے قرابت رکھتا تھا افغانوں کے دفع فساد کا آہنگ کر کے ایک اپنے امراء میں سے ہزار سوار سے اُنپر تعین کیا اور افغان بھی جنگ و جدال پر آمادہ ہو کر مقابل آئے اور اکثر ہندوؤں کو تہ تیغ کیا اور اُس قضیہ کے بعد لاہور کے راجہ نے اپنے بھتیجے کو دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ سے افغانان سرکش کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور اس مرتبہ خلج اور غور اور کابل کے آدمی کہ زیور اسلام سے مزین تھے افغانوں کی امداد اپنے ذمہ ہمت پر واجب اور مفروض سمجھکر چار ہزار مرد مقابل ہو کر آئے اور اُن لوگوں نے مستظہر ہو کر علم مقاومت کا بلند کیا اور پانچ مہینے کے عرصہ میں ستر بار کفار سے لڑے اور اکثر محاربات میں غالب ہوئے آخر زمستان میں سرما کی فوج نے کفار پر تاخت لا کر عاجز کیا سبب جنگ سے دست کش ہو کر پلٹ آئے اور موسم زمستان کے بعد لاہور کے راجہ کا بھتیجا لشکر

تازہ وجرار لیکر اسطرف متوجہ ہوا اور اس مرتبہ بھی اہل کابل اور خلج بدستور سابق افغانون کی کمک کو پہونچے اور کرماج اور پیشاور کے مابین مین فریقین نے داد جوانمردی اور دلاوری کی دی کبھی کفار جنگ پیش لیجا کر مسلمانون کو کوہستان تک پسپا کرتے تھے اور گاہے اہل اسلام شیر کی طرح حملہ آور ہو کر کفار کو بارش تیر اور ضرب شمشیر سے اپنے مکانون کی طرف سے ہٹاتے تھے جب موسم برسات کا آیا فوج کفار نے آب سیلاب کی سیلابی کے اندیشہ سے بغیر اسکے کہ غالب مغلوب سے تمیز ہو اپنے مقام مین مراجعت کی اور باشندہائے کابل اور خلج بھی اپنی جگہ اور مقام کیطرف راہی ہوئے جو شخص اُنسے پوچھتا تھا کہ احوال مسلمانان کوہستان کا کہانتک پہونچا ہے اور کیا صورت پیدا کی ہے یہ جواب دیتے تھے کہ کوہستان نہ کہو افغانستان کہو کسواسطے کہ وہان افغان اور غوغا کے سوا دوسری چیز نہین ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ خلائق (کفار ۱۲) اسی سبب سے اپنی بولی مین انکو افغان اور اُنکے مکانات کو افغانستان کہتے ہین لیکن جو ہندی اپنی زبان مین اس فرقہ کو (افغانان ۱۲) افغان یعنی پٹھان کہتے ہین وجہ تسمیہ کی معلوم نہین ہے لیکن ذہن نشین یہ ہوتا ہے کہ عہد سلاطین اسلام مین پہلی مرتبہ کہ ہند مین آئے جو شہر پٹنہ مین ساکن ہوئے اہل ہند انکو پٹھان کہنے لگے والعلم عند اللہ پھر جب لاہور کے راجہ اور کفار گکھر کے درمیان موافقت سابقہ مخالفت کے مبدل ہوئی گکھر قرب وجوار کے سبب افغانون کے شریک اور متفق ہوگئے اور راجہ نے افغانون سے صلح کی اور منازعت کی بساط لپیٹی اور چند مواضع لمغانات سے افغانون کو واگذاشت کیے اور قوم خلج کو کہ افغانون کے طفیل اس صحرا مین بیٹھے تھے اس شرط سے اُنکا شریک کیا کہ سرحدون کی محافظت مین مشغول ہون ایسا نہو کہ لشکر اسلام ہندوستان مین داخل ہو اور افغانون نے کوہستان پیشاور مین ایک حصار بنا کر کے خیبر نام رکھا اور ولایت روہ پر متصرف ہوئے اور عہد ملوک سامانیہ مین یہ پڑا کہ مزاحمت اُنکی ولایت لاہور مین پہونچی اس سبب سے تاخت اور تاراج سامانیہ اول سے آخر تک سندھ اور بہاطیہ کی طرف تھی اور وہ عبارت ہے کوہستان مخصوص سے کہ باعتبار طول سواد بجور سے ہے قصبہ سیوی تک کہ بکر کے تابع ہے اور باعتبار عرض حسن ابدال سے کابل اور قندھار اور علاوہ اس کوہستان تک واقع ہوئی اور جب حکومت غزنین کی نوبت الپتگین کو پہونچی سبکتگین کہ ایک سپہ سالار تھا اور وہ اکثر اوقات لمغان اور ملتان پر تاخت لاکر غلمان اور جواری کو اسیر اور قید کرتا تھا افغان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوئے اور پنجاب کے راجہ کو جسکا نام جیپال تھا سبکتگین کے تسلط سے آگاہ کیا جیپال خوب جانتا تھا کہ ہندوستان کی فوج شدت سرما سے اُن سرحدون مین متوطن نہو سکیگی اسواسطے بہاطیہ کے راجہ سے مشورہ کیا اور اسکے کہنے سے شیخ حمید کو کہ افغانون کے درمیان مین صاحب اعتبار تھا اپنے روبرو بلا کر منصب امارت پر منصوب فرمایا اور اسنے ولایت لمغان اور ملتان کے نظم و نسق کا تعہد اپنے ذمہ لیا اور ہر ایک مواضع مذکور مین ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا اس تاریخ سے افغانون نے صدر امارت پر قدم رکھا اور صاحب جاہ ہوئے اسکے بعد جب الپتگین فوت اور سبکتگین اسکا قائم مقام ہوا شیخ حمید نے پرخاش مین صلاح اور فلاح نہ دیکھی اور پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے اسلام کی شرکت کے سبب سے نہایت یگانگی ہے سزاوار مراحم خداوندی وہ ہے کہ اس گروہ کو اپنے وابستگون سے تصور فرما کر عساکر منصورہ کو مامور کرین کہ ممالک ہند کے تاراج کیوقت اس جماعت خیرخواہ کے احوال مین تعرض اور مزاحمت نہ پہونچائین سبکتگین نے بمقتضائے وقت اسکے ملتمس کو قبول کیا اور جیپال کی فتح کے بعد ہمدردی تمام پیش آیا اور ملتان کی جاگیر اسکے نام مقرر کی لیکن سلطان محمود نے اپنے عہد سلطنت مین اپنے باپ کے خلاف عمل کیا اور افغانون کے قبائل کو مقہور اور مخذول کر کے اُنمین کے سرکشون کو تیغ کے گھاٹ اوتارا اور فرمانبردار

کو ملازم رکاب کرکے نوکروں کیطرح خدمت لینے لگا

مقالہ اول سلاطین لاہور کے ذکر میں کہ سلاطین غزنویہ مشہور ہیں۔

ذکر امیر ناصر الدین سبکتگین کی سلطنت کا

ہرچند امیر ناصر الدین سبکتگین نے آب نیلاب سے عبور فرمایا اور پنجاب کی حکومت میں قائم ہوا لیکن بعض مورخین اُسے سلاطین لاہور کے سلک میں منسلک فرماتے ہیں عارفان فضائل نفسانی اور واقفان کمالات انسانی بیان کرتے ہیں کہ امیر سبکتگین غلام ترک نژاد اور مملوک الپتگین کا ہے اور الپتگین ایام دولت سامانیہ میں خراسان کی سرداری پر قائم ہوا اور کثرت لا انتہا اس ولایت میں بہم پہنچائی اور جب عبدالملک نے وفات پائی تو امرائے بخارا نے ایک ایلچی الپتگین کے پاس بھیجکر استمزاج کیا کہ اولاد سامان میں مسند خلافت کے لائق کون ہے الپتگین نے قاصد سے ارشاد کیا کہ منصور بن عبدالملک نوجوان ہے اور وہ سلطنت کا شائستہ نہیں ہے اس کام کا سزاوار اُسکا چچا ہے لیکن امرائے بخارا نے قاصد کی مراجعت سے پیشتر آپسمیں اتفاق کرکے منصور کو تخت سلطنت پر متمکن کیا اور جب منصور نے الپتگین کو بخارا میں طلب فرمایا تو وہ متوہم ہوا اور قدم جادۂ اطاعت میں نہ رکھا بلکہ سنہ ۳۵۱ تین سو اکاون ہجری میں علم طغیان کا بلند کیا اور تین ہزار سوار کہ سب اسکے غلامان خاص تھے خراسان سے ہمراہ لیکر غزنین کیطرف نہضت فرمائی وہاں ولایت کو ضرب شمشیر سے مسخر کرکے نشان استقلال کا برپا کیا اور جب خبر خلو عرصۂ خراسان کی امیر منصور کے سمع مبارک میں پہونچی سرداری اس مملکت کی ابوالحسن محمد بن ابراہیم سمجوری کو ارزانی رکھی اور دو مرتبہ لشکر الپتگین کے محاربہ کو بھیجا اور ہر مرتبہ الپتگین ظفریاب ہوا اور لشکر منصور کا مقہور رہا اور حمد اللہ مستوفی کی روایت سے پندرہ برس ایام دولت و اقبال سے گذرانے اور اُس مدت میں کئی بار اُسکے سپہ سالار سبکتگین نے ہندوؤں کے ساتھ غزوات کیے اور ظفر اور منصور رہا اور جب الپتگین نے سنہ ۳۶۵ تین سو پینسٹھ میں اس جہان گذران سے رحلت کی اُسکا بیٹا ابو اسحاق سبکتگین کے ہمراہ بخارا کیطرف روانہ ہوا اور امیر منصور نے ابو اسحاق کو غزنین کی حکومت عطا فرمائی اور انتظام امور ملکی و مالی امیر سبکتگین کی رائے صواب کے مفوض ہوا لیکن جب چند عرصہ میں ابو اسحاق کا پیمانۂ حیات آب فنا سے لبریز ہوا اعیان غزنین نے آثار رشد اور متانت کے امیر سبکتگین کے ناصیۂ احوال سے مشاہدہ کرکے سنہ ۳۶۷ تین سو سرسٹھ ہجری میں اُسے اپنا حاکم کیا اور الپتگین کی دختر کو بھی اُسکے سلک ازدواج میں کھینچا امیر سبکتگین نے بساط عدل و داد کے بچھانے میں مبالغہ فرمایا اور بنیاد ظلم اور جور کی یکقلم منہدم کی اور امیروں اور اعیان اور اشراف کو اقسام الطاف اور انواع عطاف سے نوازا لیکن تاریخ منہاج السراج جرجانی ناطق ہے کہ ایک سوداگر مشہور نصر حاجی امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا میں لایا اور الپتگین کے ہاتھ فروخت کیا اور الپتگین نے کیاست اور جلادت کے آثار اُسکے ناصیۂ حال سے معائنہ کرکے منظور نظر عنایت کیا یہانتک کہ غزنین میں اپنے لشکر کی امیر الامرائی اُسے عنایت فرمائی اور وکیل مطلق کیا اور وہ یزد جرد شہریار کی نسل سے ہے اور جسوقت کہ یزدجرد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ولایت مرو میں چکی کے گھر میں مارا گیا اولاد اُسکی تا بعد اُسکے ترکستان میں رہے اور ترکوں سے وصلت یعنی شادی بیاہ کرکے دو تین پشت میں خالص ترک ہو گئے اور نسب اُسکا یہ ہے کہ امیر سبکتگین بن جوقان بن قرا الحکم بن قزل ارسلان بن قرنامان بن فیروز بن یزد جرد ملک عجم اور جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا طغا نامی ظلعہ بست پر مستولی ہوا اور ایک شخص مسمی بایتور نے طغا کی عداوت کا پٹکا کمر پر باندھا اور اُسے قلعہ سے نکالدیا اور طغا امیر سبکتگین کے دربار میں حاضر ہوا اور امیر سے یہ عہد کیا کہ اگر امیر کی اعانت سے میں قلعہ

دوبارہ قابض و متصرف ہوں تو خواہش خدمتگاری اور خراج گذاری امیر کا دوش پر رکھکر بہ تہ اطاعت سے
انحراف نکرونگا امیر سبکتگین نے اُسکی ملتمس[۱۲ زمین پوسی] قبول فرمائی اور لسبت پر فوج کشی ہوا اور پایتور کو شکست فاش دیکر طغا کو مقصود
دلی پر فائز کیا اور وہ مواعید کے بارہ مین کہ بموجب شرط کے وفا اُسکا اُسکی ذمہ ہمت پر واجب تھا تغافل و تساہل عمل مین
لایا امیر سبکتگین نے علامات مکر اور آثار خدعہ اُسکے حرکات و سکنات سے مشاہدہ فرمائے ایک روز امیر سبکتگین نے صحرائے
شکار مین طغا سے بزبان خشونت اُس سے خراج مقبولہ طلب کیا طغا نے زبان سا لغو جواب ناصواب کے گویا کی
اور شامت اعمال سے دست بشمشیر ہوا اور امیر سبکتگین کے احسان کو نسیاً منسیاً کر کے اُسکا ہاتھ مجروح کیا امیر سبکتگین نے
بھی طیش مین آکر سر دست اُسی دست زخم رسیدہ سے طغا پر ضربت تیغ ماری اور چاہا کہ دوسری ضرب سے اُس سفاک کا کام
تمام کرے اُسوقت دونون سردارون کے ملازمون کی تک و دو کی کثرت سے غبار مرتفع ہوا طغا فرصت پاکر کرا ج
کیطرف بھاگ گیا اور لسبت کا قلعہ سبکتگین کے تصرف مین آیا اور سب سے عمدہ فائدہ جو امیر سبکتگین کو اس ملک سے حاصل
ہوا ملازمت کرنی ابو الفتح کی ہو کہ وہ انواع فنون سے ماہر اور ممدوح خواص و عوام تھا بالتخصیص انشا پردازی اور خوشنویسی
مین عدیل و نظیر رکھتا تھا اور ابو الفتح پایتور کا منشی تھا اور پایتور کے اخراج کے بعد وہ لسبت کے گوشہ مین پوشیدہ تھا
امیر سبکتگین اُسکے حال سے واقف ہو کر مشتاق ہوا اور اُس فاضل بلاغت شعار کو حاضر ہونیکا حکم دیا جب وہ حاضر ہوا
اُسکی قابلیت کے قامت کو خلعت فاخرہ اور انواع انعام سے آراستہ کر کے میر منشی گری کے منصب پر سرفراز اور ممتاز
کیا اور سلطان محمود غزنوی کے ابتدائے ایام دولت سے وہ مہمات ملکی کا متکفل تھا اُسکے بعد اس سے رنجیدہ ہو کر ترکستان
کی طرف چلا گیا القصہ جب امیر ناصر الدین سبکتگین لسبت کیطرف سے فارغ ہو اعنان عزیمت موضع قصدار کی سمت معطوف
فرمائی اور دفعۃً اُس مقام مین پہونچکر وہان کے حاکم کو اسیر کیا اور اپنے ملازمونکی سکونت مین منتظم کر کے قصدار کی
جاگیر عطا کی اور اس فتح کے بعد ہندوستان کے غزا کا عازم ہوا اور آخر ۳۶۷ہجری مین دیار ہند کیطرف متوجہ ہوا اور
ہندوستان کے چند قلعہ مفتوح کر کے جابجا مسجدین تعمیر فرمائین و تاخت و تاراج سے غنائم وافر اپنے تصرف مین
لایا اور مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت کی اور جیپال بن ہتپال کہ قوم برہمن سے تھا اور ولایت لاہور کو سرہند
سے لمغان تک اور کشمیر سے ملتان تک اپنے قبضہ تصرف مین رکھتا تھا اور اُس عرصہ مین حکام اسلام کے صدمہ زحمت
کے دفعیہ کیواسطے قلعہ بٹھنڈہ[قلعہ بہنڈا] مین متحصن ہوا تھا اور اس حال کے مشاہدہ سے کہ مجاہدان اسلام کا دست تعرض اُسکے میدان
حکومت مین دراز ہوا تھا نہایت مضطرب و پریشان ہوا اور کام کے انجام کی بابت بہ اندیشہ کی کہ افواج جرار جمع کر کے
اور فیلان کوہ پیکر ہمراہ لیکر دیار اسلام کیطرف متوجہ ہوا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے بھی لشکر ہمراہ رکاب لیکر غزنین سے
جنبش کی اور دونون سردار سرحد ملتان کی جانب آپسمین ہمسنگ ہو گئے اور چند روز باہم سرگرم وغا رہے
اور اُن معرکون مین سلطان محمود سے کہ ہمراہ اپنے باپ کے تھا باوصف خردسالی کے ایسے آثار شجاعت و مردانگی کے
ظاہر ہوے کہ دیدۂ فلک پیر اُسکے مشاہدہ سے خیرہ ہوئے اور چند روز تک تنور مقابلہ اور مجادلہ کا گرم رہا اور غالب و مغلوب سے
تمیز نہوا ایک جماعت نے سلطان محمود کو یہ خبر پہونچائی کہ جیپال کے لشکر گاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے کہ جسوقت اُس مقام مین
قدرے نجاسات سے ڈالین ابر تیرہ اور باد صرصر اور صاعقہ اور رعد اور سرما پیدا ہو سلطان محمود نے ارشاد کیا کہ
اندک نجاست اُس چشمہ مین ڈالو جب لوگ اُسکے کہنے کے موافق کاربند ہوئے خاصیت اُسکی حیرت اثر ظہور مین آئی اور فوراً

[illegible]

آسمان پر تیرہ اور رعد اور صاعقہ ظاہر ہوا اور روز روشن شب تار ہوا اور سرا سے سخت اسقدر جو ہر ہوا پر غالب ہوا کہ
گھوڑے اور تمام حیوانات کثرت سے تلف ہوئے اور سردی کے سبب خون ہندوں کی رگوں میں منجمد ہوا اور انمین حرکت
کی طاقت مطلق نرہی اور سب تضرع و زاری مین مشغول ہوئے جیپال نے یہ حالت انکی دیکھکر ایلچی مع تحف و ہدایا امیر
ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر امیر صلح کرے تو مین حکم اسکا اپنے ملک مین نافذ کرون اور چند
زنجیر فیل کوہ پیکر اور علاوہ اسکے اور تحفہ بھی آپکی خدمت مین بھیجونگا امیر ناصر الدین سبکتگین نے وفور مروت سے چاہا
کہ فوراً ملتمس اسکی قبول کرے لیکن اسکے فرزند سلطان محمود نے اس امر کے پذیرا کرنے سے ممانعت کی اسواسطے اتقاع
صلح مین توقف واقع ہوا جیپال نے ایک ایلچی دانا سلطان محمود کے روبرو روانہ کرکے یہ گذارش کی کہ جہل و تعصب اہل ہند
خصوصاً فرقہ راجپوت کا شاید ضمیر انور پر روشن نہین جاہلی اور سبکری انکے ساتھ اس نہایت کی ہے کہ شدت کے وقت اور اضطرار
کی حالت مین اول جو کچھ اموال اور نفائس سے کہ انکے تصرف مین ہے تمام و کمال اُس آگ مین کہ جسکی پرستش کرتے مین
ترقی درجات اخروی کا سبب جانکر ڈالتے ہین پھر ملاحظہ کرتے ہین اگر رہائی اور نجات کی راہ بالکل مسدود ہے اپنے
قاعدہ پر عمل کرکے جوارو اور دراری اپنے آگ مین ڈالتے ہین اور جب دیکھتے ہین کہ متاع دنیوی سے ہمارے پاس اب
کچھ باقی نہین رہا ایک دوسرے کو رخصت کرکے اسقدر دشمن سے حرب و ضرب کرتے ہین کہ تمام ہلاک ہو جاتے ہین اور خاک
کے سوا انسے کچھ باقی نہین رہتا ہے اب کام ساتھ اس نہایت کے پہونچا ہے کہ ساتھ دستور اور قاعدہ اپنے کے ہم عمل کرین اگر
آپ اسمین فائدہ دیکھتے ہین تو مختار ہین ورنہ صلح کرکے ہمپر بار احسان رکھین سلطان محمود کو ہنود کے صدق گفتار مین جب شک
باقی نرہا صلح کی اجازت دی اور یہ تجویز ہوا کہ جیپال دس لاکھ درم اور پچاس فیل پیشکش کرے پھر جیپال نے ایک مردم عمدہ اپنے
سے بطور گرو اور ضمانت سپرد کرکے ایک جماعت مسلمانون کو مال اور افیال سپرد کرنیکے واسطے ہمراہ لیگیا اور لاہور مین
پہونچکر نقض عہد کرکے امیر ناصر الدین کے ایلچیون کو مقید کیا اور کہا جبتک امیر ہمارے آدمیون کو کہ گرو لیگیا ہے نہ بھیجے گا
مین بھی انھین رہا نکرونگا کہتے ہین کہ اُس زمانے مین یہ قاعدہ تھا کہ راجاؤن کی دیوان داری کیوقت چند برہمن
دانشمند داہنی طرف بیٹھتے تھے اور ایک جماعت کھتریون کی بائین طرف اور جسوقت کوئی عمدہ مہم کا سامان ہوتا تھا
یہ لوگ راجاؤن کو رائے دیتے تھے یعنی حسن عقیدت سے فہمایش کرتے تھے جب انھون نے دیکھا کہ جیپال ایسا کارنا شایستہ
کیا چاہتا ہے سبھون نے متفق ہوکر راجہ جیپال کی خدمت مین عرض کی کہ ہم آئین احتیاط اور عاقبت اندیشی مین
ایسا مشاہدہ کرتے ہین کہ نقض عہد کی شامت سے ادبار اس ملک پر دو اسپہ تاخت لاویگا اور ہم برباد ہون گے
راجہ اس نزک سے کہ جسکا خوف خواص و عوام کے دل پر جاگزین ہوا ہے مخاصمت اور ستیزہ کرے اور جن اشیا کا
بھیجنا اپنے ذمہ ہمت پر قبول اور منظور کیا ہے فوراً ارسال فرماوے اور ایک خلق کو امن و امان کے مہد مین سلا رکھے جیپال
نے کہ جسپر وقت ادبار و نکبت پہونچا تھا انکی التماس قبول نہ کی امیر ناصر الدین سبکتگین حقیقت حال کی اطلاع کے بعد بقصد
انتقام دریائے جوشان و خروشان کیطرح لشکر گران لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوا اور جیپال نے بھی اور راجاؤن سے
استعانت و استمداد طلب کرکے سپاہ بیشمار فراہم کرکے جنگ کیواسطے تیاری کی منقول ہے کہ اُس سال تمام راجاؤن نے اپنی
بقائے دولت کا باعث سمجھکر اسکی مدد کی اور لشکر اور زر نقد و جنس بھیجنے مین کسیطرح کی کمی کی بالتخصیص دہلی اور اجمیر اور کالنجر اور قنوج
کے راجہ نے کمک کے بارہ مین دریغ جایز نرکھا اور اپنے لشکر کے انتخاب اور خلاصہ کو مع خزانہ خوب پنجاب مین روانہ کیا

ع کیفیت ... جو ... [illegible] ... ۱۲

خلاصہ یہ ہے کہ جیپال ایک لاکھ سوار اور پیادہ بیشمار اپنے علم کے سایہ مین مجتمع دیکھکر دلیرانہ اسلامیون کی حرب کے لیے روانہ ہوا اور جب دونون سپاہ مقابل ہوئین امیر ناصر الدین سبکتگین نے جیپال کے لشکر کی کیفیت اور کمیت تحقیق کرنیکے واسطے ایک پہاڑ پر چڑھکے ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ ایک دریا ہے پایان اور ایک لشکر مثل مور و ملخ کے فراوان لیکن اپنے تئین ایک قصاب سمجھا کہ گوسفندون کی کثرت سے نہین اندیشہ کرتا ہے اور ایک شاہین تصویر کیا کہ کلنگون کی صف سے نہین ہراسان ہوتا اُسکے بعد سپاہ کے سردارون کو روبرو اپنے بلایا اور ہر ایک کو باستمالت تمام جہاد اور غزا کے بارہ مین تحریص اور ترغیب دیکر فرمایا کہ اپنی اپنی باری پانسو مرد کاری میدان کارزار مین قدم رکھکر داد جوانمردی دین اور جب وہ لڑتے لڑتے تھک جاوین پانسو مرد اہل ہنر اور تازہ زور دشمن کے مقابلہ مین مشغول ہووین القصہ سپاہ اسلام نے ساتھ طریق مذکور کے کارزار کی اور کام اس نہایت کو پہونچا یا کہ باوصف کثرت افواج اثر ضعف کا کفار کے بشرہ پر ظاہر ہوا اسوقت میان خوزہ اسلام نے ہیئت اجتماعی کے ساتھ حملہ کیا اور کفار بیشمار قتل کیے اور بقیۃ السیف نے راہ فرار پائی غازیان اسلام نے نہر نیلاب کے ساحل تک تعاقب کرکے قتل و خونریزی مین تقصیر کی اور غنیمت وافر لیکر ولایت لمغان اور پشاور اور نہر نیلاب کے کنارہ تک اُنکے عمال کے تصرف مین آئی اور مشاعر اسلام نے اس ولایت مین رواج پایا اور سکہ و خطبہ امیر ناصر الدین کے نام نامی پر پڑھنے لگے اور اس فتح شایان کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین نے ایک کو امرا نامدار سے دو ہزار سوار سے پشاور مین تعین کیا اور افغانان اور خلج کہ اُس حدود مین صحرا نشین تھے اپنے لشکر کے زمرہ مین جگہ دیکر غزنین کیطرف روانہ ہوا اور اُس عرصہ مین امیر نوح سامانی نے ابو نصر فارسی کو امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجا اُسنے نوفائق کی بدفعالیان ظاہر کین اور فوجی مدد چاہی امیر ناصر الدین سبکتگین نے جب آل سامان کی بے سامانی سے اطلاع پائی رگ حمیت حرکت مین آئی اور بسبیل استعجال ماوراء النہر کی طرف نہضت فرمائی امیر نوح ولایت کش تک امیر ناصر الدین کی پیشوائی کو آیا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے ملاقات سے پیشتر التماس کی تھی کہ اسے ضعف پیری کے سبب گھوڑے سے اترنے اور رکاب کے بوسہ دینے سے معاف رکھین امیر نوح نے اس کو منظور کر لیا تھا لیکن جب امیر ناصر الدین سبکتگین کی آنکھ امیر نوح کے طلعت پر پڑی ہیبت سلطانی امیر ناصر الدین پر ایسی چھائی کہ بیساختہ گھوڑے سے اتر کر رکاب چومی اور امیر نوح نے بھی باعزاز و بشاشت تمام اُسے آغوش مین کھینچا اور اُن دونون سعادتمند کی ملاقات سے ایک راحت دلون کو پہونچی اور خوشی و مسرت کا پھول خواص و عوام کے باغ دل مین اور چمن خاطر مین شگفتہ ہوا اور ایسی صحبت منعقد ہوئی کہ کسی زمانے مین اسکے ماننذ میسر ہوئی تھی القصہ بعد فراغ صحبت اور ضیافت کے تقریباً کلام انتظام مملکت و دفع منازعان مین واقع ہوا اس پر قرار پایا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین جاکر فوج کے جمع مین کوشش کرے پھر امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین اور اسکی اولاد اور توابع کو خلعتہاے فاخرہ شاہانہ اور الطاف خسروانہ سے ممتاز کرکے مراجعت کی اجازت دی اور خود بخارا کی طرف جاکر فوج کشی کے تہیہ مین مشغول ہوا اور جو امیر ابو علی سیمجوری نے نوفائق ساتھ اسکے پناہ لیگیا تھا اوپر اس قضیہ کے اطلاع پائی حیرت کا دھوان اسکے کاخ دماغ مین صعود کرنے لگا اور اپنے خواص سے اس بارہ مین مشورہ کرکے فرمایا کہ اگر خدانخواستہ کسی حادثہ کا سامنا ہو تو کس ولایت یا کس صاحب حشمت سے پناہ لیجانا انسب ہے سبھون کی رائے نے اسپر قرار پکڑا کہ فخر الدولہ دیلمی سے محبت کا طریق مسلوک رکھکر اُسکی دوستی کو حبل المتین جاننا چاہیے پھر ابو علی سیمجوری نے جعفر ذو القرنین کو جرجان کی سفارت پر مقرر فرمایا اور خراسان کے نفائس

اور ترکستان کے تحائف جو کچھ ممکن تھے اسکے مصاحبت سے فخر الدولہ دیلمی اور اُسکے وزیر خوش تدبیر کیواسطے ارسال کیے اور بنیاد دوستی اور محبت آپس مین مستحکم اور آمد و شد کے دروازے انکے درمیان کشادہ ہوئے اور اسی عرصہ مین امیر ناصر الدین سبکتگین بلخ مین داخل ہوا اور امیر نوح بھی بخارا سے نہضت کر کے اُس سے جا ملا اور فائق اور ابو علی سیمجوری جب انکی توجہ سے خبردار ہوئے افواج گران سے ساتھ باتفاق دارا ابن شمس المعالی قابوس بن وشمگیر فخر الدولہ دیلمی کیطرف سے دو ہزار سوار بہ معاونت اور امداد کیواسطے آیا تھا جنگ پر آمادہ ہو کر ہرات سے برآمد ہوئے امیر ناصر الدین سبکتگین نے صحرائے وسیع پسند کر کے صفوف میمنہ اور میسرہ آراستہ کین اور خود اپنے فرزند دلبند سلطان محمود اور امیر نوح کے قلب لشکر مین قیام فرمایا جب طرفین کی صفین مقابل مین صف آرا ہوئین میمنہ اور میسرہ ابو علی سیمجوری کا امیر نوح کے برانغار و جرانغار پر غالب آیا اور پسپا کیا اور قریب تھا کہ لڑائی بگڑنے سے کام ہاتھ سے جاتا رہے ناگاہ دارا بن قابوس قلب لشکر امیر علی سیمجوری سے برآمد ہو کر مسلح آور ہوا اور جب درمیان دونون صف کے پہونچا سپر پس پشت ڈالی اور امیر نوح کی خدمت مین آیا اور بقدر رخصت حاصل کر کے سپاہ خراسان کے مقابل متوجہ ہوا امرائے عاصی اور تمام سپاہ اس اندیشہ سے کہ عذر دارا لیے موافقت ایک جماعت کثیر کے ہو گا دل شکستہ ہوئے اور حیرت زدہ ایستادہ رہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ضعف اور عاجزی کے آثار مخالفون کے رخسارون سے مشاہدہ کر کے ساتھ ایک جماعت بہادران پرخاش جو کے حملہ کیا اور مخالف اُس کے خوف اور ہیبت سے سراسیمہ اور بدحواس ہو کر بھاگے اور سلطان محمود نے مفرورون کا تعاقب کر کے ایک جماعت کو قتل اور ایک گروہ کو اسیر کیا اور یہ بدبخت لوگ جنھون نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ علم مخالفت اور محاربت بلند کیا تھا اسقدر غنیمت اور سلاح اور سلب و سامان چھوڑ گئے کہ اگر عشر عشیر اسکا دغا بہ عرض و ناموس اپنے کا کرتے زمانے کے آسیب سے سالم رہتے اور جو فائق اور امیر علی سیمجوری نے بھاگ کر نیشاپور مین دم لیا امیر نوح نے امیر سبکتگین کو ساتھ لقب ناصر الدین کے بلند آوازہ کیا اور اُسکے فرزند سلطان محمود کو سیف الدولہ ملقب فرما کر مشرف کیا اور منصب امیر الامرائی کا جو ابو علی سیمجوری کے نام زد تھا ساتھ سیف الدولہ کے مفوض فرمایا اور خود مظفر و منصور ہو کر بخارا کیطرف نہضت فرمائی اور امیر ناصر الدین سبکتگین اور سیف الدولہ سلطان محمود جب افواج بحر امواج لیکر نیشاپور کی سمت روانہ ہوئے فائق اور ابو علی سیمجوری مضطرب ہو کر جرجان کی طرف راہی ہوئے اور فخر الدولہ دیلمی کے پاس پناہ لیگئے اسکے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین تشریف فرما ہوئے سیف الدولہ سلطان محمود نیشاپور مین تنہا رہے امیر ابو علی سیمجوری اور فائق فرصت وقت غنیمت جانکر نیشاپور مین عازم ہوئے در قبل اسکے کہ کمک امیر نوح اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی پہونچے سیف الدولہ محمود سے محاربہ کر کے فائق ہوئے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیگئے امیر ناصر الدین سبکتگین اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ایک لشکر جرار اور مستعد ستیز فراہم کر کے نیشاپور کیطرف روانہ ہوئے اور طوس کے حوالی مین امیر ابو علی اور فائق سے دوچار ہو کر جنگ مین مشغول ہوا اور اُس درمیان مین کہ آتش حرب مشتعل تھی یک بیک امیر ابو علی سیمجوری کے عقب فوج سے ایک غبار اٹھا اور انکشاف کے بعد سیف الدولہ محمود مع سامان صف شکن کی ایک جماعت کثیر سے ظاہر ہوئے امیر ابو علی کو اسکے سوا کوئی تدبیر بن نہ آئی کہ دونون جناح کو یعنی فوج میمنہ اور میسرہ کو ساتھ قلب کے متفق کر کے فائق کے اتفاق سے امیر ناصر الدین سبکتگین کے قلب لشکر پر حملہ آور ہو اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے پائے ثبات زمین کین مین محکم کر کے اس حملہ کو رد کیا کہ اسی حال مین سیف الدولہ سلطان محمود شیر خشمگین کے مانند پہونچکر اسپر حملہ آور ہوا اور برق شمشیر کی تابش سے انکی جمعیت مضطرب کر دی امیر

ابو علی سمجوری اور فائق اپنی جانبری کیواسطے میدان جانستان سے بدحواس ہو کر بھاگے اور قلعۂ کلات میں قیام لیا اور اس فتح
کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین بکام دل صدر فرماندہی پر متمکن رہا اور شعبان کے مہینے سنہ ۳۸۷ھ تین سو ستاسی میں کہ عمر اسکی سے
چھپن سال گذرے تھے حدود بلخ کے موضع ترمذ میں بادم لذات یعنی پیک اجل اسکے سر پر دوڑا ہوا تاخت لایا اور قالب
بیجان کو عماری میں رکھکر غزنین میں منتقل کیا اسکی حکومت کے ایام بیس برس تھے اسکے بعد چودہ آدمی اسکی اولاد سے
نوبت بنوبت سلطنت کی باگ اپنے کف میں رکھکر لاہور اور اسکے اطراف پر متصرف رہے اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وزارت
ابو العباس فضل بن احمد اسفراینی کے متعلق رہی اور وہ انتظام امور مملکت و سرانجام مہام سپاہ و رعیت میں ید بیضا رکھتا
تھا اور جامع الحکایات میں منقول ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین اوائل حال میں کہ الپتگین کی خدمت میں شہر نیشاپور میں رہتا تھا
ایک گھوڑے سے زیادہ اسکے پاس نہ تھا تمام روز صحرا میں جا کر شکار کرتا تھا ایک روز حسب عادت صحرا میں پھرتا تھا ناگاہ ایک
ہرنی دیکھی کہ وہ اپنا بچہ لیے چرتی ہے اُسنے اُسکے دیکھتے ہی گھوڑا سرپٹ پھینکا اور ہرن کے بچہ کو زندہ گرفتار کیا اور اسکے ہاتھ پاؤں
باندھکر زین پوش پر رکھ لیا اور شہر کیطرف متوجہ ہوا جب قدرے راہ طے ہوئی منہ پھیر کر دیکھا کہ اُس بچہ کی ماں الفت مادری
کے جوش سے پیچھے چلی آتی ہے اور اضطراب کرتی ہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے رحم و شفقت کی نظر مبذول کر کے اسکے بچہ کو
چھوڑ دیا اور ہرنی اپنے بچہ کے رہا ہونے سے خوش وقت ہو کر صحرا کیطرف روانہ ہوئی اور روانگی کیوقت منہ پھیر کر امیر ناصر الدین
کو دیکھتی تھی اور دم واپسین تک شادمانی اور کامرانی سے زندہ رہی الغرض اُس شب کو امیر ناصر الدین سبکتگین نے حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے امیر ناصر الدین سبکتگین اس تیری شفقت اور رحمت نے جو
ایک جاندار عاجز اور پریشان کے حال پر بجا لایا درگاہ صمدیت میں قبولیت کی عزت پائی اور دیوان احدیت میں سلطنت کا
فرمان تیرے نام تحریر ہوا چاہیے کہ تو عامہ خلائق کی نسبت بھی یہی شیوۂ پسندیدہ مبذول رکھے اور کسی حال میں صفت شفقت
دست حق پرست سے نہ چھوڑے کہ سرمایۂ سعادت دارین یہی ہے اور ماثر الملوک میں لائے ہیں کہ سلطان محمود غازی ایام جوانی
میں اپنے باپ کے ظل عنایت اور سایۂ رعایت میں العیشت و کامرانی بسر کرتا تھا اور اسنے غزنین میں ایک باغ جنت نشان نہایت
نزہت اور زینت سے بنیاد کیا جب وہ باغ دلکشا اور روضۂ روح افزا تیار ہوا ایک جشن عظیم کو ترتیب دیا اور اپنے پدر
بزرگوار اور اعیان دولت نامدار کو اس باغ میں طلب کیا امیر ناصر الدین سبکتگین نے فرمایا کہ اے فرزند یہ باغ اور عمارت نہایت
مطبوع اور مقبول ہے لیکن اسطرح کا باغ اور عمارت ہر ایک ملازم اس سلسلہ کا تیار کر سکتا ہے سلاطین خوش تدبیر کے لائق
حال وہ ہے کہ ساتھ تیاری اور نزہت گاہ ایسے مکانوں کے مشغول ہوں کہ دوسرے اسطرح کی تعمیر سے عاجز آویں سلطان محمود نے زمین
خدمت کو بوسہ دیکر استفسار کیا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ اہل فضل و علم کے دلوں کی تعمیر ہے نہال احسان اُنکے زمین دل میں بٹھا اور
سعادت جاوید کا ثمر چن اور ذکر جمیل ایام قیامت تک صفحۂ روزگار پر چھوڑ جیسا کہ نظامی عروضی سمرقندی فرماتا ہے نظم بسا کاخا کہ
محمودش بنا کرد ؂ کہ از رفعت تفاخر بر سما کرد ؂ نبینی زان ہمہ یک خشت برجاے ؂ بنائے عنصری ماندست برپاے ؂ تاریخ
یمینی کے ترجمہ میں مسطور ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین مرض الموت سے چند روز پیشتر اثنائے محاورات میں شیخ ابو الفتح بستی سے کہتا
تھا کہ ہم نوازل اسقام اور عوارض امراض کے مقاساۃ میں گوسفند کے مانند ہیں کہ جب قصاب اسے اول مرتبہ پشم تراشی
کیواسطے زمین پر گراتا ہے اور ہاتھ اسکے محکم باندھتا ہے ایک شکل نامعہود اور ایک حال ہمیشگی کے خلاف دیکھتی ہے ناامید ہو کر
دل مرگ پر رکھتی ہے یہانتک کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر رہا کرے اور آرام پاکر خوش وقت ہوتی ہے اور دوسرے مرتبہ جب وہ قصاب اسکے

جمع سقم یعنے بیماری ۱۲ — یعنے بے ظہر ۱۲

ہاتھ پڑتی ہے حال اُسکا خوف و رجا کے مابین ہوتا ہے اور اُس حالت کی نجات کے بعد اُنس کرنیوالی ہوتی ہے اور نفرت ہر صورت سے نقصان قبول کرتی ہے اور تیسری مرتبہ کہ قصاب ذبح کرنیکے واسطے زمین پر گراتا ہے وہ خوف وہراس کو اپنے دل میں مطلق راہ نہیں دیتی اور عادت سابق پر واثق رہتی ہے یہانتک کہ بجری بے تیغ ظلم سے اسکی حلق بریدہ اور جان شیرین جو صرف فنا سے برباد ہو جاتی ہے ہم بھی اقسام اسقام اور انواع آلام میں افاقت کی امید پر مغرور اور مسرور رہتے ہیں اور مرگ ناگہان سے غافل ہو کر زندگی کرتے ہیں اور دفعتاً ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کمند قضا گردن میں پڑتی ہے اور ہادم لذات بیداجل مضبوط کرتی ہے کہ مرغ روح قفس عنصری توڑ کر پرواز کر جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ اس مثل کے درمیان اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے انقضائے عمر میں چار روز سے فاصلہ زیادہ نہ تھا **ذکر امیر اسمٰعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین کی تخت نشینی اور فرمانروائی کا** جسوقت کہ امیر ناصر الدین اس دار گذران سے رخت سفر آخرت باندھکر اول منزل ہوئے سیف الدولہ محمود نیشاپور میں تھا لہذا چھوٹا بھائی اسکا امیر اسمٰعیل اپنے باپ کی وصیت کے بموجب قبۃ الاسلام بلخ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور دلجوئی دلہا سے رعایا اور استمالت خواطر ابرا لکے بارہ میں سعی موفور پیش بہ بجالائی اور باپکے خزانون کے دروازے کھولے اور زر خطیر سپاہیون کو عنایت کیا اور دلجوئی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بالیکن باوجود ہیچ و ادا احسانکے امرائے بے انصاف اور دنیا پرست بطمع گردن طمع بلند کرکے مطالبات بیجا کرتے تھے اور ضبط میں نہیں آتے تھے سیف الدولہ محمود نے جب یہ خبار سنے تعزیت نامہ تحریر کرکے ابوالحسن جموی کے مصاحبت سے اپنے بھائی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر ناصر الدین جو ہمارا قبلہ گاہ اور پشت پناہ تھا اُسنے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اب میرے نزدیک جہان میں تجھسے گرامی تر کوئی نہیں ہے اور تو میری آنکھ کا تارا ہے جس شے کی تو مجھسے آرزو کریگا میں ہرگز دریغ نکرونگا لیکن کبرسنی اور تجربۂ ایام اور وقوف و قائق امور سلطنت پر ملک کے ثبات اور دوام دولت میں دخل تمام رکھتا ہے اگر یہ صفات تیری ذات میں موجود ہوتیں تو میں سب سے پہلے راضی ہوتا اور یہ کہ باپ نے تجھے ولیعہد کیا اسکا باعث بعد مسافت اور اسطرف کی محافظت کا اہتمام تھا اب مصلحت وہ ہے کہ تو سر انصاف اور بصیرت سے غور کرکے وجہ صواب کو خطا سے پہچانے اور جو کچھ باپ کے متروکات سے ہے اُسے شریعت کے موافق تقسیم کرے غزنین کو کہ مطلع سعادت اور منشاء دولت ہے مجھے واگذاشت کرے تو میں ولایت بلخ کو مخالفون کے خار وجود سے مصفا کرکے مع تمامی ولایت خراسان تیرے سپرد کرونگا امیر اسمٰعیل نے یہ کلمات مشفقانہ گوش ہوش سے نہ سنے اور برادر شفیق کی مخالفت پر اصرار کیا اور سیف الدولہ محمود نے بھی بمقتضائے آخر الدواء الکی کے برادر کے قلع اور قمع کے سوائے علاج نہ دیکھا اور اپنے عم معز الحق اور اپنے بھائی امیر نصر بن امیر ناصر الدین سبکتگین کو اپنا متفق اور شریک کرکے نیشاپور سے عزیمت کا نشان غزنین کیطرف بلند کیا امیر اسمٰعیل بھی بلخ سے اسطرف دوڑا جب دونون لشکر مقابل ہوئے سیف الدولہ محمود نے مساعی جمیلہ مبذول رکھے کہ امیر اسمٰعیل مقام مقاتلہ سے تجاوز کرے اور صلح کا دروازہ اپنے منھ پر کھولے لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا ناچار لشکر کا جائزہ لیکر صفیں آراستہ کیں اور امیر اسمٰعیل بھی اپنے یارون سے آیا اور قلب و جناح پیلان کوہ پیکر کے مانند استوار کیے اُسوقت لشکر طرفین نے تیغ میان سے لی اسقدر قتل میں کوشش کی کہ شمشیر آہنی ضمیر مردان کارزار کی زاری اور خانہ خرابی پر خون رو تی تھی عاقبت الامر سیف الدولہ محمود کے حملہ سے کہ قلب میں قیام رکھتا تھا اسمٰعیل کے ارکان لشکر میں تزلزل واقع ہوا اور بھاگ کر غزنین کے قلعہ میں متحصن ہوا سیف الدولہ محمود نے اسی عہود و مواثیق پر قلعہ سے برآوردہ کرکے کنجیان خزاین کی اُس سے لیں اور اعمال معتمد علاقون میں مقرر کیے اور خود بلخ کیطرف متوجہ ہوا اور چند روز کے بعد کہ امیر اسمٰعیل اپنے بھائی کی مصاحبت میں بسر کرتا تھا سیف الدولہ محمود نے

[illegible] ۱۲منہ

ایک روز مجلس انس ترتیب دیکر کسی تقریب سے اپنے بھائی امیر اسمٰعیل سے استفسار کیا کہ اگر اس معرکہ مین تیرا ستارہ موافقت کرتا اور تو فتحیاب ہوکر مجھے اپنے پنجہ مین گرفتار کرتا میرے حق مین کیا تجویز کیا تھا جواب دیا کہ میرے دل مین یہ امر جاگزین ہوا تھا کہ جو مین تجھپر ظفریاب ہون ایک قلعہ مین محبوس کرکے سامان فراغت اور آسودگی کا مہیا اور موجود کرون جب سیف الدولہ محمود اپنے بھائی کے مافی الضمیر سے کہ جو مکنون خاطر تھا اطلاع ہوا اس مجلس مین خاموش رہا اور چند روز کے بعد اسے ایک قلعہ مین جرجان کے محبوس کیا اور رفاہ غیابی کے سامان اور واجبات سے جو کچھ چاہیے ہم ترتیب فرمایا اور امیر اسمٰعیل نے جیسا کہ اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کیا تھا مدت حیات اس محل مین آخر ہوئی من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ ۔ تذکرہ

واقعات امین الملۃ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی کے ایام دولت کا ۔ حاویان خصائل حمیدی وحاکیان فضائل معنوی اقلام خجستہ ارقام سے صفحات مولفات پر یون ثبت کر گئے ہین کہ سلطان محمود غزنوی ایسا بادشاہ تھا کہ اقسام سعادت دینی اور دنیوی سے فائز ہوا اور شہرہ اسکی عدالت اور جہانبانی کا اور آوازہ اسکی شجاعت و کشورستانی کا قاف تا قاف تک پہونچا اور اجتہاد کی برکات سے امر عزا مین اعلام اسلام مرتفع اور بلند فرمائی اور بنیاد ارباب کفر و ظلام کی اکھاڑی اور بہ ہنگام عبور میدان مبارزت اور پہلوانی بیچ سیل کے مانند نشیب و فراز سے اندیشہ نکرتا تھا اور وقت جلوس سریر سلطنت کامرانی پر انوار معدلت اسکا ضیاے خورشید کے مانند سب جگہ پہونچا بیت ہمش ہوش دل بود و ہم زر بدست ٭ بدین ہر دو بر تخت باید نشست ٭ لیکن بعض کتب مین معائنہ ہوا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ باوصف اس صفات حمیدہ کے مال دنیوی فراہم کرنے مین نہایت حریص تھا اور بخل و امساک کے طریقہ ناستودہ مین مبالغہ کرتا تھا قطعہ بود دل ز فضل و سخاوت شرفت ٭ نگہ داشتی در لبیان ضرورت ٭ خزائن بسے داشت پر از گہر ٭ ولے زان نشد مفلسے بہرہ ور ٭ اس کتاب کا مولف محمد قاسم فرشتہ فرماتا ہے کہ بخل کی نسبت ساتھ اس سلطان والاشان کی عزیزان روزگار کی بے انصافی ستے ہے بالن اسکے زر دوست ہونے مین شک نہین اور خزانہ بھی جمع کرتا تھا لیکن فتح بلاد مین دل کھولکر خرچ کرتا تھا کتاب مقامات ابو نصر مشکانی اور مجلدات ابو الفضل اس قول کی شاہد ہین کہ اسقدر علما اور فضلا اور سپاہ اسکے دربار مین جمع ہوتے تھے اور خوان جود اور مائدہ احسان اسکے سے بہرہ مند ہوتے تھے کہ ایسے عمائد زمانے کے اور بادشاہونکو کم نصیب ہوتے اور نہ ہوسکے اور اہل عرفان جانتے ہین کہ یہ امر بدون صرف درم و دینار میسر نہین ہوتا اہل حیثیت اور ہنرمندونکو دوست رکھتا تھا اور انھین مین رد انعام فرماتا تھا اور انعامات کے علاوہ وظائف مقرری ہر سال چار ہزار درم ساتھ انکے عطا کرتا اور انواع الطاف اور اصناف اعطاف سے انھین نوازتا ہان دو چیزین اس بادشاہ کے اشتہار بخل کا باعث ہوئین ایک قصہ فردوسی کا دوسرے آخر عمر مین بے سبب رعایا اور تونگرون سے زر لینا کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی حسن و جمال ظاہری سے عاری تھا ایک روز اسنے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی اور اپنی بدصورتی مشاہدہ کرکے متالم و متفکر ہوکر اپنے وزیر سے کہا مشہور ہے کہ بادشاہون کے دیکھنے سے آنکھ مین بینائی زیادہ ہوتی ہے اور یہان معاملہ بالعکس ہوا اور اس میری شکل سے دیکھنے والے نہایت صدمہ اٹھاتے ہین وزیر نے جواب دیا صورت تیری ہزار مین سے ایک نے دیکھی خصلت تیری سبھون کو شامل ہو پس خصائل پسندیدہ اور شمائل حمیدہ پر قیام فرما تو دلونکا محبوب سبہے یمین الدولہ کو کلام اسکا نہایت پسند آیا اور اسکے کہنے کے موافق سیرت پسندیدہ اس انتہا کو پہونچائی کہ تمام بادشاہون سے سبقت لیگیا سلطان محمود کا باپ امیر ناصر الدین سبکتگین ہے اور والدہ اسکی اعیان زابلستان کی نسل سے تھی اسواسطے اسکو زابلی کہتے ہین جیسا کہ فردوسی کہتا ہے قطعہ خجستہ درگہ

محمود زابلی دریاست ❁ کدام دریا کہ آنرا کنارا پدید نیست ❁ شدم در دریا و غوطہ زدم ندیدم در وے گہر ❁ گناہ بخت منست این گناہ دریا نیست ❁ سلطان محمود شب عاشورہ ۳۵۷ھ تین سو ستاون ہجری میں پیدا ہوا اور کتاب منہاج السراج جرجانی اس امر کی مخبر ہے کہ سلطان محمود کا ستارہ صاحب ملت اسلام کے طالع سے موافق تھا اور ایک ساعت اسکی ولادت کے پیشتر امیر ناصرالدین سبکتگین نے خواب میں دیکھا کہ اسکی محل سرا کے آتشدان سے ایک شجر نہایت رفیع اور گھنا نکل کر ظاہر ہوا کہ خلقت تمام عالم کی اسکے سایہ میں بیٹھ سکے جب بیدار ہوا اسکی تعبیر کے اندیشہ میں تھا کہ ایک مبشر نے محمود کے تولد کی بشارت دی امیر ناصرالدین سبکتگین کا غنچہ دل نسیم شاہانہ سے شاخسار کامرانی پر شگفتہ اور رویائے محمود الابتداء و مسعود الانتہا کا امیدوار ہوا جب ❁ فرزند ارجمند برج حمل سے ساطع ہوا اسکا نام محمود رکھا چند عرصے کے بعد اسکا نہال اقبال اس طرح سے سایہ گستر ہوا کہ ربع مسکون کے باشندے اسکے ظلال میں استظلال کرتے تھے۔ اور شاہنامہ فردوسی طوسی اس امر کا شاہد عادل ہے کہ دو بیتیں آئین ہند میں ایسا ہے ❁ جہاندار محمود شاہ بزرگ ❁ بآبشخور آرد ہمی میش و گرگ ❁ چو کودک لب از شیر مادر بشست ❁ ز گہوارہ محمود گوید نخست ❁ امیر ناصرالدین سبکتگین نے انہی ہفوات میں اس مولود کے شکرانہ کے واسطے ہند کے بتخانہ کو کہ اسکے جوار کے کنارے سے واقع تھا توڑ کر مسمار کیا اور موافقت طالع اسکے جیسا کہ طالع صاحب دین متین کا تھا کام کیا اور اسکے جلوس کے سال اول میں ایک معدن زر سیستان میں ایک درخت کی شکل سے نمایاں ہوا زمین سے برآمد ہوئی اور جس قدر اسے کھودتے تھے زر خالص نکلتا تھا اور اسکا تنا گز بھر ہوا اور وہ کان امیر مسعود کے عہد تک باقی رہی اور امیر مسعود کے عہد سلطنت میں زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی اسکا ذکر عنقریب مذکور ہوگا جب سلطان محمود اپنے بھائی کی جنگ سے فارغ ہوا بلخ کی طرف نہضت فرمائی اور سبب اسکا یہ تھا کہ امیر الامرائی خراسان کا بکتوزون کے مفوض ہوا تھا اور ایک ایلچی بخارا میں امیر منصور کے پاس بھیجکر اظہار رنجش کیا اور اسنے جواب دیا کہ میں نے بلخ اور ترمذ اور ہرات کی امارت تجھے عطا فرمائی لیکن بکتوزون کی حکومت کا بندہ ہوں اسکے عزل کا فرمان دینا مناسب نہیں ہے سلطان محمود نے ابوالحسن حموی کو ساتھ تبرکات اور تحائف بیشمار بخارا میں بھیجکر امیر منصور کو پیغام دیا کہ توقع ایسی ہے کہ سر رشتہ دوستی اور اخلاص کو بے التفاتی کے خار و خاشاک سے مکدر اور تیرہ نکریں اور میرے اور باپ کے حقوق جو آل سامان کے ذمہ میں ثابت ہیں کسی طرح سے فراموش نہ فرمائیں اور رشتہ الفت شکستہ نہ ہوئے اور متابعت اور مطاوعت کی بنا انہدام سے مصئون رہے جب ابوالحسن حموی بخارا میں پہونچا امیر منصور نے اسے منصب وزارت کی نوید دیکر اپنی ملازمت میں رکھا اور سلطان محمود کے جواب پیغام کیطرف ہرگز توجہ نفرمائی سلطان محمود بضرورت نیشاپور کیطرف متوجہ ہوا اور بکتوزون اسکی غرض سے واقف ہوکر کسی طرف نکل گیا اور ایک عرضداشت بخارا میں بھیجکر صورت حال گذارش کی امیر منصور مغرورانہ جوانی کے نشہ سے سپاہ فراہم کرکے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور سرخس تک کسی مقام میں توقف نہ کیا سلطان محمود اگرچہ جانتا تھا کہ امیر منصور تاب مقابلہ کی نہیں رکھتا ہے لیکن سرزنش اور کفران نعمت کی بدنامی سے اندیشہ کرکے نیشاپور کی حکومت سے دستکش ہوکر اسے واگذاشت کی اور آپ مرغاب کی طرف راہی ہوا ناگاہ بکتوزون نے فائق کی صلاح سے غدر کرکے امیر منصور کو گرفتار کیا اور اسکی آنکھوں میں سلائی کھینچی اور اسکے بھائی عبدالملک کو کہ خردسالی سے سن تمیز کو نہ پہنچا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان محمود کے خوف سے مرو کیطرف بھاگ گیا سلطان محمود اسکے تعاقب میں مرو میں داخل ہوا بکتوزون اور فائق نے اسکا مقابلہ کیا اور کفران نعمت انکے شامل حال ہوئی نسیم نصرت نے سلطان محمود کے پرچم رایات پر چلنا شروع کیا اور فائق عبدالملک کو لیکر بخارا کیطرف روانہ ہوا

اور بکتوزون نے نیشاپور کی راہ لی اور پھر چند روز کے بعد بخارا میں جاکر لشکر پراگندہ کی فراہمی کے درپے ہوا اتفاقاً اُس درمیان
میں فائق نے مرض الموت میں مبتلا ہوکر داعی حق کو لبیک اجابت کیا اور ایلک خان نے کاشغر سے بخارا میں آکر عبدالملک اور
اُسکے توابع کو مستاصل کیا اور آل سامان کی دولت کہ اُنکی مدت ایکسو اٹھائیس برس تھی انتہا کو پہونچی اور سلطان محمود باستقلال
تمام بلخ اور خراسان کی حکومت میں مشغول ہوا اور جب آوازہ اُسکے اقبال کا اطراف عالم میں پہونچا بغداد کے خلیفہ القادر باللہ عباسی
نے ایک خلعت بیش قیمت کہ اس سے پیشتر کسی خلیفہ نے کسی بادشاہ کو نہ بھیجا تھا ارسال کرکے ساتھ لقب یمین الدولہ کے
سرفراز فرمایا اور ذیقعدہ کے آخر مہینے سنہ ۳۹۰ھ تین سو نوے میں بلخ سے ہرات میں دوڑا اور ہرات سے سیستان گیا اور خلف
بن احمد کو جو وہاں کا والی تھا مطیع کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسی عرصہ میں ہندوستان کیطرف متوجہ ہوکر چند قلعہ مفتوح
کیے اور وہاں سے مال غنائم تمام مراجعت کی اور حسب عادت قدیم سے عدل و داد کا فرش بسیط زمین پر بچھایا کہ اس کی محبت
خاص و عام کے دل میں جاگزین ہوئی اور ایلک خان نے ماوراء النہر ایکبارگی آل سامان کے تصرف سے برآوردہ کی اور تحفہ تہنیت
استیلا سے ممالک خراسان کا سلطان محمود کی خدمت میں ارسال کیا اسواسطے دونوں بادشاہوں کے درمیان میں بناے
دوستی اور یگانگی نے استحکام قبول کیا اور سلطان محمود نے بھی ابو الطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کو کہ ائمہ اہل حدیث سے تھا برسالت ایلک خان
کے حضور میں بھیجکر ساتھ خطبہ کریمہ کے کریم اُسکے سے رغبت کی اور نفائس بیحد یواقیت اور لعل ہاے قیمتی اور لآلی مروارید و مرجان
اور بیضہ عنبر و اوانی سیم و زر مشحون بمشمومات کافور اور تبرکات ہند اور عود کے درخت اور شمشیر ہاے آبدار اور پیلان جنگی کوہ پیکر و ملابس
اور مناطق مرصع سے آراستہ کہ دیکھنے والونکی آنکھ انکی چمک سے خیرہ ہوتی تھی اور گھوڑے رہوار با زین زر و ساز ہاے مرصع
اسکی صحابت طبقوں سے روانہ کیے اور امام ابو الطیب سہل جب ترکستان کے ملک میں پہونچا اس ملک کے اہالی اور سردار ایلک خان
کے حکم کے موافق کہ اکثر لوگ ترکستان کے اُسکے عہد فرخندہ مہد میں شرف اسلام سے مشرف ہوے تھے اُسکے اعزاز و اکرام میں
نہایت مبالغہ بجالائے اور امام ابو الطیب کو اسوقت تک کہ ایلکخان کی ملازمت میں فائز ہوا اوزکند میں مقیم کیا اور ایسے ترتیب
کو کہ واسطے تحصیل اُس در کے دریاے ترکستان کی غواصی کی تھی دستیاب کرکے ساتھ نفائس اور غرائب اُس ولایت کے مشک
زر خالص اور سیم ناب اور کنیزان خطائی اور ماہرویان چینی اور قاقم اور سنجاب و سمور اور انواع تبرکات دیگر بازگشت کی اور فائز المرام
ہوکر سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا اور بسبب اس خدمت پسندیدہ اور کار نمایاں کے مصدر انواع عواطف شاہانہ
اور مورد اقسام مراحم خسروانہ ہوا اور اُسکے بعد مدت ہاے مدید اور عرصہ ہاے بعید تک سلطان محمود اور ایلک خان
کے درمیان میں دوستی اور یگانگی کی بساط گستردہ تھی یہانتک کہ چشم زخم ایام نافرجام اور سعایت نمام بدانجام سے محبت ساتھ
عداوت کے مبدل ہوئی جیسا کہ عنقریب اسکا شمہ اللہ کی توفیق سے قلمی ہوگا اور سلطان محمود اس قول کے لحاظ سے جو تمام
ممالک میں مشہور ہوا تھا کہ میں اکثر سنوات میں مہمات سلطنت سے فارغ ہوکر دیار ہند میں جاکر مراسم غزا اور لوازم جہاد بجالاؤنگا اس
واسطے ماہ شوال سنہ ۳۹۱ھ تین سو اکیانوے ہجری میں غزنین سے بعزیمت ہندوستان کی اور دس ہزار سوار ہمراہ رکاب
ظفر انتساب لیکر پشاور میں آیا اور جیپال نے بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ و تین سو زنجیر فیل سے مقابل آکر معرکہ جنگ
آراستہ کیا اور محرم کی آٹھویں تاریخ دوشنبہ کے دن کہ سنہ ۳۹۲ھ تین سو بانوے ہجری سے تھے فریق ناجی اور فریق ناری سے کوشش کرکے لوازم
شجاعت بجالائے سلطان محمود ساتھ فتح اور فیروزی کے اختصاص پاکر غازی ملقب ہوا اور جیپال پندرہ تن فرزندوں
اور عزیزوں سے اسیر ہوا اور پانچ ہزار ہندو قتل ہوے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئی ان میں سے سولہ حمائل مرصع یعنی مالے

اور دولڑی گوہر ہموار اور خوش آب اسیروں کی گردن سے اتار کر سلطان محمود کے ملاحظہ میں گذرے تھے بمصر جوہریوں نے
قیمت ایک مالے کی ایک لاکھ اسی ہزار دینار سرخ مشخص اور مقرر کی اُسکے بعد سلطان محمود پشیاور سے قلعہ بٹھنڈہ میں گیا
اور افضال الٰہی سے اُسے بھی مسخر کیا اور جو کہ موسم بہار قریب پہونچا تھا سلطان محمود نے اولیاء العزمی سے جیپال اور دوسرے
اسیروں کو باج اور خراج قبول کرنیکے بعد امان دیکر رہائی بخشی اور بہت سے افغان کے رئیسوں کو تہ تیغ کیا اور بعضوں کو
چاکروں میں منسلک فرماکے معاودت فرمائی کہتے ہیں ہنود کے طریقہ میں دہ ہیکہ جو راجہ کہ دو مرتبہ مسلمانوں سے شکست پاوے
یا قید ہووے دوبارہ سلطنت کا شائستہ نہوا اور گناہ اُسکا آگ کے سوا پاک نہووے اسواسطے جیپال نے اپنے فرزند انندپال
کو ولیعہد کرکے اپنے تئین آگ میں ڈالکر جلایا اور سلطان محمود ماہ محرم ۳۹۳؁ تین سو ترانوے میں سیستان کیطرف روانہ ہوا اور خلف
کو اس مرتبہ غزنین میں لایا اور دوبارہ ہندوستان جانیکی اُسے ہوس ہوئی اور ۳۹۵؁ تین سو پچانوے میں شہر بھاطیہ کی سمت نہضت
فرمائی اور ملتان کی حدود سے گذر کے ملتان کے باہر وارد ہوا اور وہ ایسی دیوار رکھتا تھا کہ نسر طائر اُسکے شرفات میں نہ پہونچ سکتا تھا
اور خندق اُسکے گرداگرد بحر محیط کے مانند وسیع اور عمیق تھا بجے راو نامی وہانکا راجہ تھا اور بہال و رافیال کی کثرت سے نہایت
غرور اُسکے سر پر غز میں جاگزین تھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے امرا کی جو ہندوستان میں رہتے تھے اپنی عزت نکرتا تھا اور جیپال
سے بھی جیسا کہ شرط فرمانبرداری ہے پیش نہ آتا تھا جب سلطان محمود اُسکے دفع کیواسطے اسطرف فوجکش ہوا بجے راو بھی اپنی سپاہ فراہم
کرکے لشکر اسلام کے مقابل صف آرا ہوا اور درمیان میں دونوں گروہ کے تین روز علی الاتصال کارزار اور حرب و ضرب
قائم رہی اور مقہور منصور سے مشخص ہوا قریب تھا کہ مجاہدان اسلام کو چشم زخم پہونچے اس سبب سے چوتھے روز سلطان محمود نے
اپنے لشکر میں یہ منادی کی کہ آج جنگ سلطانی ہوگی چاہیے کہ مردم آزمودہ ملازم اور غیر ملازم جوان اور پیر جہاد پر مستعد ہو کر میدان جنگ
میں پیش قدمی کریں اور راجہ بجے راو بھی مسلمانوں کی عزیمت سے واقف ہوا اور بتخانہ میں آیا اور اپنے معبود سے کمک طلب کی
اور ہندوؤں کو سلاح بندی کا حکم دیا اور نہایت شان و شوکت سے شہر سے برآمد ہو کر رزمگاہ کی طرف روانہ ہوا امرا سے
اسلام میمنہ اور میسرہ سے دست بقبضہ جوش و خروش میں آنکر یکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور چاشت کیوقت سے
ظہر تک لوازم حرب و ضرب بپیش پہونچائے اور طرفین سے کشتوں کے پشتے ہوئے لیکن عجز و ضعف کی علامت کسیکے چہرہ
پر عیان نہوئی تھی سلطان محمود بھی قادر ذو الجلال اور معبود لایزال کی درگاہ کیطرف رجوع لایا اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح سے استمداد اور استعانت طلب کی اور بنفس نفیس قلب لشکر کو ہمراہ لیکر لشکر کفار کے قلب پر تاخت
لایا اور ان کی جمعیت کو پریشان کرکے پسپا کیا اور بجے راو لشکر شکستہ کو ہمراہ لیکر قلعہ بند ہوا سلطان محمود نے محاصرہ کرکے
خندق کے پاٹنے کا حکم صادر کیا قریب تھا کہ خندق خاک اور سنگ اور چوب سے پر ہو بجے راو نہایت مضطرب ہوا اور لشکر
اپنا سلطان محمود کی سپاہ کے مقابل چھوڑا اور رات کو اپنی خواصوں کو لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور بھاگ کر ایک جنگل میں جو کنارے
آب سند کی حوالی میں پناہ لیکیا سلطان محمود نے اس حال سے مطلع ہو کر ایک فوج دلیران اسلام سے اس کے تعاقب
میں تعیین فرمائی اور شیران بیشۂ وغا نے اس گاؤ پر دغا کو اس بیشہ میں جاتے ہی نقطۂ پرکار کی صورت چاروں طرف سے
گھیر لیا اور راہ گریز بند پاکے بجے راو نے مرنیکے سوا اپنا مفر نہ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے خنجر بران کھینچکر اپنے سینۂ پر کینہ کو چاک کیا غازیان
اسلام نے اسکا سر سلطان محمود کے پاس روانہ کیا اور تیغ بیدریغ اُسکے ہمراہیوں اور تابعوں پر علم کرکے ایک خلق کثیر مقتول کی اُسکے
بعد دو سو اور اسی زنجیر فیل اور بردہ اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور وہ شہر اور اُسکے باشندے سلطان محمود کے ممالک محروسہ میں شامل ہوئے

اور سلطان محمود نے مظفر و منصور ہو کر غزنین میں مراجعت فرمائی اور ۳۹۶ھ تین سو چھیانوے ہجری میں ملتان کے تسخیر کی عزیمت
کی اور لشکر کے حصار کا حکم نافذ کیا اسلیے کہ ملتان کا والی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا طریقہ مسلوک رکھکر
خدمات شائستہ پیش پہونچاتا تھا اُسکے بعد اسکا پوتا ابوالفتح داود بن نصیر بن شیخ حمید کہ ملاحدہ سے تھا ابتدا میں اپنے باپ
دادا کی سنت پر عمل کر کے آپکو سلطان کے ملازموں میں شمار کرتا تھا لیکن اُس زمانے میں کہ لشکر اسلام بلدہ بھاطیہ کے محاصرہ
میں مشغول تھا اداہاے خارج عقل سے سرزد اعمال ناشائستہ کا مصدر رہا سلطان محمود نے اس سال صلاح وقت نہ دیکھکر
عین اغماض سے طرح دیکر کچھ نہ کہا دوسرے سال انتقام کا عازم ہوا اور زین الاخبار کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ سلطان
نے اس نظر سے کہ وہ واقف نہونے پاوے انندپال کیطرف سے راستہ اختیار کیا لیکن کمبخت انندپال منحرف ہو کر سدراہ ہوا اور
شکست کھا کر کشمیر کیطرف بھاگا اور الفی نے یوں لکھا ہے کہ جب ابوالفتح سلطان محمود کی خبر آمد سنکر سراسیمہ ہوا تو انندپال کو سلطان کے
ارادہ سے آگاہ کر کے کمک چاہی اور اسنے اُسکی مدد پہمت باندی لاہور سے پشاور روانہ ہوا اور اپنے امیروں کی ایک جماعت
بھیجکر سلطان محمود کی سدراہ کی تو اُسکی روانگی کے مانع ہوں سلطان محمود یہ ماجرا دیکھکر غضبناک ہوا اور لشکر کو انندپال کی
جنگ اور اُسکے بلاد کی پامالی کا حکم دیا غازیوں نے حکم کے موافق اُسکے سرداروں کو کہ جسارت کا علم بلند کر کے روبرو آئے
تھے تیغ قہر سے پامال کیا اور سنگ تفرقہ انکی جمعیت میں ڈالا اور انندپال اس حال سے آگہی پاکر بھاگ گیا جب سلطان محمود کا
لشکر اُسکے تعاقب میں سودرہ کے اطراف اور آب چناب کے ساحل پر پہونچا انندپال ہراسان ہو کر کشمیر کے پہاڑوں پر بھاگا
اور سلطان نے اُسکا تعاقب مناسب نہ دیکھا اور بھٹنڈہ کے راستہ سے ملتان کیطرف کہ اس یورش سے غرض اصلی اُسکی ملتان کی
تسخیر سے تھی روانہ ہوا اور ابوالفتح نے جب مشاہدہ کیا کہ مقدم ملوک ہند کو کیا پیش آیا ناچار مقاومت کی صلاح نہ دیکھی اور قلعہ بند
ہوا اور عجز و زاری کا دروازہ مفتوح کر کے متعہد ہوا کہ میں ہر سال بیس ہزار درم سرخ بلاعذر داخل کرونگا اور احکام شرعی جاری کر کے
مذہب الحاد سے احتراز کرونگا سلطان محمود نے بعد سات روز ملتان کو محاصرہ کرنیکے اس اقرار پر صلح کر کے معاودت کے تہیہ
میں تھا کہ دفعتہ ایلچی ارسلان جاذب حاکم ہرات کے پاس سے پہونچا کہ ایلک خان کے لشکر ادھر آئے ہیں اور ملک کو خراب کرتے
ہیں سلطان محمود نے بتعجیل تمام مہمات بھٹنڈہ کے سکھپال کو سپرد کیے جو کہ راجہاے ہند کے فرزندوں میں سے تھا اور پشاور میں
ابوعلی سمجوری کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر مسلمان ہوا تھا اور اُسے آب سا بھی کہتے تھے اور خود غزنین گیا اور شرح ایلک خان کی
داستان کی یوں ہے کہ مدت مدید تک بساط محبت و مودت درمیان سلطان محمود اور ایلک خان کے گسترده رہی اور علاقہ
مصاہرت اور دامادی کا مستحکم اور استوار رہا یہانتک کہ مفسدوں کے فساد اور سخن چینوں اور چغلخوروں کی چغلخوری کے
سبب وہ صداقت عداوت کے ساتھ مبدل ہوئی اور جب سلطان محمود نے ملتان کی طرف نہضت فرمائی اور خراسان
کا میدان دلیران شیرافگن کی مہابت سے خالی ہوا ایلک خان نے فرصت پاکر اس ولایت کی تسخیر کی طمع کی
اور سباشی تگین کو کہ اُسکا سپہ سالار تھا اطراف و جوانب سے فوج بیحساب جمع کر کے خراسان کی طرف روانہ کی اور
جعفر تگین کو بطور شحنگی کے دارالملک میں مقرر کیا ارسلان جاذب حاکم ہرات اس حال سے واقف ہو کر تختگاہ کی
حفاظت کیواسطے ہرات سے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور اعیان خراسان کی ایک جماعت نے سلطان محمود کے
ایام غیبت کی درازی اور انواع اراجیف کے انتشار کے سبب ایلک خان کے ساتھ مطاوعت اور فرمانبرداری کا
طریق اختیار کیا جب سلطان محمود غزنین میں داخل ہوا ایک لشکر باشکوہ اور ایک حشر انبوہ بحر مواج کے مانند فراہم کر کے

بلخ کی سمت روانہ ہوا اور جعفر تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہوکر ترمذ مین بھاگ گیا اور ارسلان جاذب سلطان کے
حکم کے موافق سیاوش تگین کیطرف متوجہ ہوا اور ہرات سے برآمد ہوکر ماوراءالنہر کی عزیمت کی ایلک خان نے قدر خان سے
جو شاہ چین تھا مدد چاہی اور قدر خان پانچ ہزار فوج سے اسکی کمک کو آیا ایلک خان نے اسکے اتفاق سے آب
جیحون سے عبور کیا اور بلخ کے چار فرسخ پہونچکر سلطان محمود کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا سلطان محمود نے بہ نفس نفیس
صف کارزار آراستہ کی قلب لشکر پر اپنے چھوٹے بھائی امیر نصیر الدین والی جرجان اور ابو نصر فریغون اور عبداللہ طائی کے
سپرد کی اور میمنہ التونتاش حاجب کے حوالہ کی اور میسرہ ارسلان جاذب اور امراے افغانان اور خلج کے تفویض فرمائی اور پانسو
فیل کوہ تمثیل افواج بحر مواج کے آگے ایستادہ کئے اسطرف ایلک خان نے بھی قلب لشکر مین قرار کیا اور قدر خان کو میمنہ اور جعفر تگین کو
میسرہ مین مقرر کیا جب طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی یہانتک پیک نظر جا تا تھا سوارون کا پرا نظر آتا تھا **فردوسی**
نہان گشت خورشید گیتی فروز ٭ تو گفتی ندشب بود پیدا نہ روز ٭ شد از سم اسپان زمین اللہ رنگ ٭ ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ +
پھر دونون لشکر مثل دو بحر زخار ایک دوسرے کے مقابلے کو آئے اور گھوڑون کی صدا نے آسمان کے کان بہرے کیے
اور تازیون نے اپنے سم کے غبار سے فضاے سپہر تیرہ کیا اور آتش حملہ کی ہوا سے افروختہ ہوئی اور شمشیر آبدار اور سنان
شعلہ کردار کی آبیاری سے خون دلاوران کا معرکہ کی خاک مین آمیختہ ہوا اور ایلک خان غلامان خاصہ کی افواج ہمراہ لیکر اپنی صف
سے برآمد ہوکر دار و گیر مین مشغول ہوا سلطان محمود شدت ترکان ایلک خان کی مشاہدہ کرکے گھوڑے سے اترا اور تضرع و زاری سے
منہ اپنا خاک عجز پر رکھکر حضرت ذوالجلال سے ظفر و نصرت کی مسئلت کی اور نذر اور صدقات اپنے اوپر واجب کیے اور افضال الہی
پر اعتماد کرکے فیل مست پر سوار ہوا اور شیر ژیان کے مانند ایلک خان کے قلب لشکر پر جا پڑا جو کہ اسکی نظر فضل رب پر تھی ناگاہ
عنایت سبحانی سے اول مرتبہ سلطان محمود کے فیل مست نے ایلک خان کے علمدار کو خرطوم مین لپیٹ کر سنگریزہ
کی طرح پھینک دیا اسکے بعد ترکون کی صف کیطرف جھکا اور خلق کثیر اور جم غفیر کو عرصہ ہلاک مین داخل کیا جب دلیران صف
شکن سلطان نے مشاہدہ کیا کہ سلطان محمود قادر بیہمال کے افضال سے اپنے فیل مست سے دشمنون پر حملہ آور ہوا یکبارگی
جوش و خروش مین آنکر چپ و راست سے صفوف اعدا پر جا پڑے اور تیغ بید سریغ کی ضرب اور طعن سنان جانستان
سے ترکون کو خاک ذلت پر ڈالا یہانتک کہ ایلک خان اور قدر خان اپنی زندگی سے مایوس ہوے اور ہزار حیلہ معرکہ سے باہر
گئے اور برق کے مانند بھاگ کر آب جیحون سے عبور کیا اور اپنے ممالک محروسہ مین کسی مقام پر باگ نہ روکی اور دوبارہ خراسان
کے تسخیر کا خیال اپنے سر بیمغز مین نہ لائے اور تاریخ یمینی مین مسطور ہے کہ یمین الدولہ سلطان محمود نے ایلک خان کی ہزیمت کے بعد
تعاقب کی عزیمت فرمائی چونکہ موسم سرما تھا اور اس حدود مین سردی اور برف باری اس کثرت سے تھی کہ تمام لشکر اسکی تاب
نہ لاسکتا اکثر امرا اس امر سے راضی نہ تھے لیکن سلطان محمود بنفس نفیس اسبارہ مین بجد تھا ناچار دو کوچ اسکے تعاقب مین
گیا تیسری شب کو بیابان مین برف عظیم اور سرماے شدید نے زور و شور کیا اہلکارون نے سلطان محمود کیواسطے ایک بارگاہ
ایستادہ کرکے منقل ہیزم پر حاضر کین جیسا کہ اکثر حضار مجلس گرمی کے سبب سے چاہتے تھے کہ جامہاے زمستانی بدن سے
دور کرین اتنے مین مسمے دلچک سلطان محمود کی بارگاہ مین حاضر ہوا سلطان نے از روے ظرافت دلچک سے فرمایا کہ تو باہر جا
اور میری طرف سے سرما سے کہہ جان کندنی تیری کیا ہے ہم یہان گرمی کے سبب سے قریب ہے کہ سرد کیا جامہ اپنے بدن سے
تبدیل کرین دلچک حکم کے موافق باہر گیا اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ غلام نے حضور کا پیغام

الکرمانی ابن ... ثمن جلالی کا نام امیر نصیر ناصر الدین ... کا اور ابوالفر فریغونی ... بلکہ ... علی ۱۲

سرا کو پہونچا یا وہ کہتا ہی کہ اگرچہ سر دست میرا ہاتھ سلطان اور اسکے مقربون کے دامن تک نہین پہونچتا ہی لیکن متوقع ہون
اور شاگرد پیشہ کی آج شب کو ایسی خدمت کرونگا کہ کل حضرت سلطانی اور اسکے مقرب دسترخوان کی تیاری اور اور خدمت
کرینگے اور ہماری طرف سے غبار خاطر شریف مین نہ بیٹھے سلطان نے اگرچہ اسوقت خوش طبعی سے ظاہر کچھ نہ کہا لیکن اس
عزیمت سے دلمین پشیمان ہوا اور واپسی کا قصد کر لیا ناگاہ اسی شب کو ہندوستان کی طرف سے یہ خبر سریع مجلس مبارک مین پہونچی کہ آب
سار تمردی سے مرتد ہو کر دین حق سے پھر گیا اور اس میدان کو خالی دیکھکر پادشاہی عمال کو اس دیار سے نکال دیا اسواسطے
سلطان نے علی الصباح عنان عزیمت ہندوستان کیطرف معطوف فرمائی اور کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور ان امرا کو جنکی جاگیرین ہندوستان
مین تھین بجناح استعجال پیشتر روانہ فرمایا وہ لوگ آب سار کو گرفتار کرکے دربار مین حاضر لائے کہ سلطان محمود نے چار
لاکھ درم اس سے لیکر اپنے خزانچی سبکتگین کو عنایت کیے اور آب سار کو قید کیا یہانتک کہ وہ قید ہی مین مر گیا اور اس
وقت آنحضرت نے عطف عنان کر کے غزنین مین رونق افروزی کی اور بستر استراحت پر تکیہ زن ہو کر آرام فرمایا اور سنہ ۳۹۹
تین سو ننانوے ہجری مین انندپال کی گوشمالی کا آہنگ کیا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ آگے جو قصد تسخیر ملتان مین بے ادبی
کی تھی اور لشکر فراہم کرکے ہندوستان کے یورش کا عازم ہوا اور یہ خبر مشتہر ہوئی انندپال بحقیقت پریشان ہوا اور ہندوستانی راجاؤن
سے استمداد و طلب کی یہ لوگ جو اہل اسلام کی دفع ایذا کو موجب سعادت اور ترقی درجات جانتے تھے ناچار بقصد ثواب ہند
اور اطراف کے تمام راجہ اسکی استمداد پر آمادہ ہوئے یہانتک اوجین اور گوالیار اور کالنجر اور قنوج اور دہلی کے راجہ
فوج و لشکر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوئے اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد مین جس قدر لشکر جمع ہوا تھا اسکی اس
بھی زیادہ تھا اس مرتبہ خروج کا جائزہ لیکر انندپال کو سردار کرکے سلطان کی حرب پر آمادہ ہوئے اور پشاور کے صحرا مین
سلطان محمود کے لشکر کے قریب جاکر چالیس روز تک مقابل خیمے برپا کیے اور طرفین سے کوئی شخص سبقت اور پیش قدمی
نکرنے پاتا تھا کیونکہ روز بروز لشکر کفار افزون ہوتا جاتا تھا اور اطراف و جوانب سے تیس ہزار مرد کھکہر بھی ننگے پانو آ پہنچے تھے کفار بھی اس سلسلہ
مین ہندو بہت مستعد ہوئے اور ایک جشن عظیم برپا کیا اور مسلمانون کی حرب مین ایسے ساعی ہوئے کہ انکی عورتین اپنا زیور فروخت کرکے
اور دور دور سے اپنے شوہرون کیواسطے بھیجتی تھین تو مصارف ضروری سفر مین صرف کرکے مسلمانون کی حرب مین کوشش
کرین اور جو عورتین کہ مقدرت نہ رکھتی تھین چرخہ زنی اور مزدوری کرکے جو کچھ ہمپہونچتا مردم لشکر کیواسطے ارسال کرتی تھین جب
سلطان نے بخوبی دریافت کیا کہ کفار اس مرتبہ فدویون کے مانند سلوک کرتے ہین بالقابل جنگ مین شرائط احتیاط بجا لایا یعنی
اپنے لشکر کے دو طرف خندق وسیع اور عمیق کہدوائی تو جانبین سے کفار دلیرانہ نہ آسکین اور خود بسبب اسکے مین قیام کرکے چھ ہزار جوان
تیرانداز حکم کیمطابق آگے جاتے تھے اور کفار کو حیلہ ہاے سپاہیانہ سے جنگ پر آمادہ کرکے اپنے لشکرگاہ کیطرف کھینچ لاتے تھے
اور غازیان اسلام اتفاق حسنہ سے انکے دفع مین مشغول ہوتے تھے اور باوصف اس احتیاط کے کہ سلطان نے عمل مین لایا تھا تیس ہزار
کفار سر و پا برہنہ اور ہر ایک حربہ غیر مکرر ہاتھ مین لیکر دونون طرف سے عین کارزار مین دو طرفہ خندق سے عبور کرکے آئے اور سواران اسلام
پر آپڑے اور انسان و اسپ کو لشکر اسلام کے زخمی شمشیر اور خنجر اور برچھی سے کرتے تھے خلاصہ یہ کہ طرفۃ العین مین تین چار ہزار مسلمانون
کو شربت شہادت پلا کر روضہ رضوان مین داخل کیا اور اس اولوالعزمی سے انکی نیت خاص یہ تھی کہ سلطان تھکا کے پیادون
کے شر سے معرکہ سے کنارہ کش ہو کر اس روز جنگ موقوف رکھے جو کہ خدا کفیل تھا قدرت سے قضیہ بالعکس ظہور مین
آیا کہ ناگاہ وہ فیل کہ جسپر انندپال سوار تھا صداے نفط و خدنگ سے سراسیمہ ہو کر بھاگا اور اطراف کے لشکر نے ملوک ہند کو

مقدم پر فرار کا گمان کر کے سب نے ہزیمت کی راہ پائی اور عبداللہ طائی نے پانچہزار سوار عرب سے اور ارسلان جاذب نے
دو ہزار ترک افغان اور خلج سے دو شبانہ روز مفروریوں کا تعاقب کیا اور آٹھ ہزار تیغ کے گھاٹ اتارے اور تیس زنجیر فیل
اور غنیمت بیشمار فراہم کر کے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے سلطان اس فتح کے بعد تقویت دین محمدی کیواسطے
نگرکوٹ کے جہاد اور وہانکی بت شکنی کا عزم بالجزم کر کے روانہ ہوا اور اس عہد میں وہ قلعہ ساتھ قلعہ بھیم کے موسوم اور مشہور
تھا سلطان طے مراحل اور منازل کے بعد جب قلعہ بھیم کے اطراف میں پہونچا حکم اسکے محاصرہ کا دیا اور اسکے اطراف و جوانب
کے باشندوں کے قتل سے اپنے تئین معاف نرکھا اور وہ قلعہ راجہ بھیم کے عہد میں ایک پہاڑ کے قلہ پر تعمیر ہوا تھا اہل ہند
اسکو بتونکا مخزن جانتے تھے اور اطراف و اکناف کے راجہ زر نقد اور جواہر کے علاوہ انواع نفائس اور تحائف وہاں بھیجتے
تھے اور اس امر کو سبب تقرب درگاہ احدیت تصور کرتے تھے اسوجہ سے طلا اور نقرہ اور جواہر اور در و مرجان اس قلعہ میں اس
قدر جمع ہوا تھا کہ جوہری وہم اسکا حساب نکر سکے اور کسی بادشاہ کے خزانہ میں فراہم نہ تھا چونکہ قلعہ ابطال رجال سے خالی تھا
اور سوائے براہمہ اور بت پرستوں کے کہ خادمان اصنام سے مراد ہے اسمین ساکن نہ تھا اسواسطے رعب اور ہراس افواج سلطانی
وہانکے باشندوں کے دلوں پر طاری ہوا الامان کی صدا ایوان کیوان تک پہونچائی اور تیسرے دن قلعہ کا دروازہ کھولکر سلطان کے روبرو
خاک مذلت پر گرے سلطان چند خواص اپنے ہمراہ لیکر قلعہ میں داخل ہوا سات لاکھ دینار سرخ اور سات سو من آلات چاندی
سونے اور دو سو من کندن اور دو ہزار من چاندی خالص اور بیس من انواع جواہر کہ بھیم کے عہد حکومت سے فراہم ہوا تھا
اہالیان سلطانی کے تصرف میں آیا پھر سلطان فتح سالماً اور غانماً غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ ۴۰۰ چار سو ہجری میں شہر کے
باہر چند تخت طلا اور نقرہ کے بارگاہ میں رکھوائے اور وہ غنائم کہ اس سفر میں ہاتھ آئے تھے صحرا میں لیجا کر انبار کیے اہل شہر
اور دیہات اسکے تماشے کو جمع ہوئے تین روز تک یہ صحبت اور مجمع رہا سلطان محمود نے جشن عظیم فرمایا اور مستحقوں اور
پرہیزگاروں کو بذل اور احسان سے مستغنی کیا اور جذب قلوب میں کسی طور تقصیر نکی اور سنہ ۴۰۱ چار سو ایک ہجری میں سلطان
محمود نے غور پر لشکر کشی فرمائی اور وہاں کا حاکم جسے محمد بن سوری دس ہزار مرد آراستہ کر کے سلطان محمود کی صفوف
کے مقابل آیا اور صف آرائی کے بعد طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتش حرب و ضرب شعلہ زن کر کے داد مردانگی اور
جوانمردی کی دی جب سلطان محمود نے غوریوں کی جانبازیاں مشاہدہ کین اپنے لشکر کو از روئے فریب کے معرکہ جدال
سے روگردان اور پسپا کیا اہل غور نے اس گمان سے کہ سپاہ سلطان نے ہزیمت پائی کھائی سے کہ اپنے گرداگرد تیار کی تھی
برآمد ہو کر پیچھا کیا جب فضائے صحرا میں پہونچے سلطان محمود کی افواج دریا موج سیل شدید کے مانند پھر پڑی انمین اکثروں کو طعمہ شمشیر آبدار
کیا اور جرأت کا قدم بڑھا کر محمد ابن سوری کو دستگیر کر کے سلطان محمود کے روبرو حاضر کیا محمد ابن سوری نے وفور الم اور ہجوم غم
سے ہیرہ کا نگینہ کھا کے مجلس سلطان میں اس عالم فانی سے کوچ کیا اور وہ ولایت اہالیان سلطان کے تحت تصرف میں آئی اور
تاریخ یمینی میں مرقوم ہے کہ غور کے حکام اور وہاں کی رعایا نے اس عہد تک دین اسلام نہ قبول کیا تھا لیکن صاحب طبقات
ناصری اور فخر الدین مبارک شاہ مرودی کہ سلاطین غور کی تاریخ سلک نظم میں کھینچی ہے انکا یہ قول ہے کہ اہل غور امیر المومنین اور
یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمان ہوئے ہیں اور بنی امیہ کے
عہد میں تمام ممالک اسلام نے جرأت بیجا حضرت رسالت پناہ کے خاندان پر کیا ہے لیکن غور کی مملکت میں کسی وجہ سے مرتکب
اسکے نہوئے اس سبب سے اس مملکت کو تمام ممالک پر فخر اور مباہات ہے اور اسی سال سلطان محمود دوبارہ غزنین سے ملتان آیا اور اسنے بجبر و قہر

مفتوح کیا بہت سے قرامطہ اور ملاحدہ کو تہ تیغ کرکے دار البوار پہونچایا اور بہتونکے ہاتھ اور پاؤن قطع کیے اور داؤد بن نصیر کو
زندہ گرفتار کرکے اپنے ہمراہ غزنین مین لیگیا اور غور کے قلعہ مین محبوس کیا یہانتک کہ وہین ہلاک ہوا اور سنہ چار سو دو ہجری مین
سلطان محمود کے دلمین دوبارہ جہاد کی ہوس پیدا ہوئی تھانیسر کیطرف کہ ممالک ہندوستان سے ہی متوجہ ہوا اور عزیمت کا سبب
یہ تھا کہ یہ خبر اُسکے سمع مبارک مین گوش زد ہوئی تھی کہ تھانیسر کفار کے نزدیک عزت و احترام مین بلا تشبیہ مثل مکہ معظمہ کے ہی اور
وہان قدیمی ایک بتخانہ ہی اور اسمین بت کثرت سے نصب کیے ہین اور اعظم اصنام اُنکا جگ سوم نام رکھتا ہی اور کفار
کے اعتقاد مین جب سے کہ جہان پیدا ہوا ہی وہ بت بھی تھا اور سلطان غازی جب ممالک پنجاب مین داخل ہو اچاہتا تھا
بسبب اُس عہد اور پیمان کے کہ اُسکے اور انندپال کے درمیان واقع ہوا تخلف نہووے اور کسی طور کا صدمہ اور لغزش
عبور راہ کی وجہ سے اُسکی مملکت کو نہ پہونچے اسوجہ سے ایلچی انندپال کے روبرو بھیجکر اعلام کیا کہ مین تھانیسر کی عزیمت رکھتا ہون
تجھے لازم ہی کہ ایک جماعت اپنے معتمدین سے ہماری موکب ہمایون مین ملازم کرے تو جو پرگنہ کہ تیرے متعلق ہو سپاہ گردون شتاباہ
کے صدمہ سے محفوظ رہے انندپال نے فرمانبرداری فرمان واجب الاذعان اپنی بقاے دولت کا سبب جانکر بسرعت تمام
اسباب ضیافت مہیا کیا اور اپنی مملکت کے تجار اور بقالون کو حکم دیا تو ہر قسم کے اشیا مثل روغن اور غلہ اور جمیع مایحتاج
لشکر سلطان کے اردو مین لیجا کر ایسا انتظام کرین کہ لشکر مین آسودگی ظاہر ہووے اور دو ہزار سوار اپنے بھائی کے
ہمراہ کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجکر عرضی لکھی کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہی اور وفور اخلاص اور اعتقاد سے مقربان بارگاہ
کی خدمت مین عرض گذار ہی کہ تھانیسر کا بتخانہ اس ملک کے باشندون کا معبد ہی اگرچہ حضور کے مذہب مین بتونکا توڑنا
حصول حسنات اور رفع سیآت کا سبب ہی اور یہ امر قلعہ نگرکوٹ کی بت شکنی مین حاصل ہوا امید یہ خدمتگار جان نثار عرض کرتا ہی
اگر سلطان نقل بہائی قرار دیکر ہر سال خراج اس ملک کی رعایا پر لازم کرکے مراجعت فرماوین یہ کمترین بھی اس شکریہ مین کہ
التماس اس ذرہ بیمقدار کی معرض قبول مین پذیرا فرمائی ہی ہر سال پچاس زنجیر فیل مع تحف و ہدایاے نفیسہ درگاہ عرش اشتباہ
مین مرسول کریگا سلطان نے جواب دیا کہ مسلمانون کے مذہب مین ایسا ہی کہ جسقدر شریعت غرا کی رواج اور کفار کے معبد
یعنی بتخانون کے انہدام مین کوشش کرین یوم الجزا مین اجر زیادہ تر پاوین اور جو نیت ہمایون وہ ہی کہ ہم مساعی جمیلہ سے بت پرستی
کی رسم ہندوستان کے تمام شہرونسے بالکل زائل کرین کیونکر سفر تھانیسر کے عزیمت فسخ کرین الغرض جب یہ خبر دہلی کے راجہ
کو پہونچی اہالی اسلام کے حرب پر آمادہ ہوا اور ہندوستان کے اطراف و جوانب مین ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان محمود
جنود نامعدود سے تھانیسر کیطرف کہ ہمارے ممالک سے ہی متوجہ ہوا ہی اگر پیشتر سے اس سیلاب تند کا بند محکم نہ باندھینگے
عنقریب وہ اس مملکت کے صحرا مین پہن ہوکر جور کے تیر سے صغیر و کبیر کے دولت کا نہال بیخ و بن سے اکھاڑیگا بہتر یہ
ہی کہ تم سب عالی ہمم اپنی افواج سے تھانیسر مین مجتمع ہوا اور ہم سب یکدل ہوکر غوغا برطرف کرین لیکن سلطان محمود لشکر کفار
کے اجتماع سے پیشتر تھانیسر مین پہونچا اور شہر خالی دیکھکر بجمعی تمام غارت کیا اور حضرت ابراہیم کی طرح بتون کو توڑا اور جگ سوم کو
غزنین مین بھیجا تاکہ خلائق کے سرراہ اُسے ڈالکر پے سپر بناوین اور اسقدر زر خزینے بتکدون سے دستیاب ہوے کہ شمار اُسکا
حد سے باہر ہی اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہی کہ ان بتخانون مین سے ایک قطعہ یاقوت سرخ کا ایسا
دستیاب ہوا تھا کہ اُسکا وزن چار سو پچاس مثقال تھا اور راس سنگ اور ڈھنگ اور رنگ کا جوہر نفیس کسی نے نہ دیکھا نہ سنا
تھا سلطان نے اُس فتح کے بعد دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا ارکان دولت نے عرض کی کہ دہلی ہوقت تسخیر ہوگی کہ پنجاب کی سلطنت

یکقلم اہالیان سرکار کے تصرف مین آوے اور انندپال کے طرف سے بالکل دلجمعی ہووے سلطان کو یہ بات پسند آئی اور وہ عزیمت فسخ کی اور تخمیناً دو لاکھ ہندی اس ولایت سے غزنین مین لیگیا کہتے ہین غزنین کو بھی اس سال بلاد ہندوستان سے شمار کرتے تھے کس واسطے کہ لشکر سلطان کا ہر فرد بہت سے کنیز اور غلام کا مالک ہوا تھا اور سنہ چار سو اور تین ہجری مین التونتاش سپہ سالار اور ارسلان خان حاجب نے غرجستان فتح کرکے شاہ سار ابونصر کو جو وہان کا حاکم تھا غزنین مین گرفتار کر لائے اور کہتے ہین کہ جس وقت شاہ سار کو قید کرکے غزنین مین لاتے تھے ایک غلام جو شاہ سار کا موکل تھا اُسنے ارادہ کیا کہ غزنین کے پہونچنے سے پیشتر خاتون کو اپنے مجاری احوال پر مخبر کرے پھر شاہ سار کو نامہ تحریر کرنیکی تکلیف دی ہرچند شاہ سار نے اس امر سے انکار کیا فائدہ نہ بخشا شاہ سار نے ناچار قلم اُٹھایا اور یہ عبارت تحریر کی کہ اے قحبۂ نابکار و اے شوخ چشم تیرہ روزگار مجھے یہ تصور اور خیال ہے کہ تیرے افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ میرے گوش زد نہوئے اور ضائع کرنا میرے مال کا اپنے تحصیل مرادات مین میرے خاطر نشان نہوا مین خوب واقف ہون کہ تو زمانہ شراب خواری اور اوقات حریف کی نازبرداری مین سراپا بسر کرتی ہے اور میرے خانمان کو غبار صرصر بدنامی سے برباد کرتی ہے اور میری آبروریزی کرکے خاک مذلت و رسوائی میرے سر پر گرائی اگر حق سبحانہ تعالی کے افضال سے مع الخیر و عافیت پھر وطن پہونچا ہون تیرے کردار بد کی سزا دیتا ہون اور تیرے اعمال زشت کی جزا تیری آغوش مین رکھتا ہون پھر نامہ اختتام کرکے سر نامہ پر مہر کی اور غلام کے سپرد کیا جب وہ نامہ خاتون کو پہونچا اور مضمون معلوم ہوا دود غم کا اُس ضعیفہ بیچاری کے دماغ سے برآمد ہوا اور اپنے دلمین یقین کیا کہ دشمنون نے میرے شوہر سے سخنان دروغ آمیز میری نسبت تہمت چیند کی ہین اسلیئے وہ شوہر کے خوف سے اپنی توجہون کو لیکر مکان سے نکل گئی اور گوشہ مین پوشیدہ ہوئی اور غلام نے شاہ سار کو غزنین مین پہونچایا اور اپنے مکان مین گیا دیکھا کہ محل سرا کا دروازہ بند ہے اور آبادی کا نشان مطلقاً باقی نہین رہا حیران ہوا اور دروازہ کھولا اُس مکان کو کہ گلزار ارم کے مانند نزہت افزا تھا بیابان لوط کی طرح خشک اور خالی پایا اور کدبانو کا اثر اور پرستارون کا نشان نہ ملا کالکنے ہمسایہ کے باشندون سے حقیقت حال پوچھی اُنھون نے نامہ کے مضمون اور قبائح اور فضائح سے جو اسمین ثبت تھے آگاہ کیا کالکنے فریاد و شور برپا کیا کہ مین اس سے وقفیت نہین رکھتا پھر خاتون کو طلب کرکے عذرخواہی کی اور اول مرتبہ جب شاہ سار کو سلطان کے دربار مین لیگئے یاران خوش طبع نے یہ ماجرا سلطان کے گوش زد کیا سلطان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ جو شخص اپنے جادۂ اعتدال سے باہر قدم رکھتا ہے اور اپنے بزرگ تر سے بطریق ادب پیش نہین آتا اُسکی یہی سزا ہے اور سلطان نے انھین دنون مین ایک مکتوب خلیفہ عباسی القادر باللہ کو تحریر کیا کہ جو اکثر بلاد خراسان از قسم متعلق ہین امیدوار ہون کہ بعضے بلاد خراسان جو آپکے غلامون کے تصرف مین ہین اس طرف کے لوگون کو معاف فرماوین خلیفہ نے سلطان کے ملاحظہ سے یہ التماس پذیرا کی سلطان محمود نے جب دوبارہ خلیفہ بغداد القادر کو نامہ سمرقند کی طلب اور عطا سے فرمان مین لکھا خلیفہ نے فرمایا معاذ اللہ مین یہ امر قبول نکرونگا اور اگر تو میری بغیر مرضی اُسکے لینے کا ارادہ کریگا ایک عالم تیرے اوپر چڑھا لاؤنگا سلطان رنجیدہ ہوا اور خلیفہ کے ایلچی سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین ہزار فیل جنگی لیکر دار الخلافت ویران کرون اور اسکی خاک ہاتھیون کی پیٹھ پر لادکر غزنین مین لاؤن ایلچی روانہ ہوا اور چند عرصہ کے بعد خلیفہ کا نامہ لیکر آیا اُسوقت سلطان محمود دربار مین بیٹھا تھا اور غلام صف باندھکر ادب سے ایستادہ ہوگئے تھے اور پیلان کوہ پیکر دربارگاہ پر ایستادہ کیئے اور لشکر کو تعبیہ کیا رسول حاضر ہوا اور نامہ سر بمہر تخت کے روبرو رکھا اور امیر المومنین قادر باللہ کی طرف سے عرض کی کہ خلیفہ فرماتا ہے تیرا جواب یہ ہے خواجہ بونصر

روزنی نے کہ امیر دیوان رسالت تھا نامہ کھولکر دیکھا کہ اول سرنامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہے اور اسکے بعد ایک سطر بحروف مقطعات ال م ال م لکھکر آخر اسکے یون علمی ہوا الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علے رسولہ محمد و آلہ اجمعین اس کے سوا اور کچھ قلمی نہ تھا سلطان اور تمام کاتب اور منشی حیران تھے کہ آیا آیتین کیا رمز اور کنایہ لکھا ہی ہر ایک آیت جو قرآن مین وارد ہی تمام پڑھین اور تفسیر کی کچھ دریافت نہوا خواجہ ابو بکر قہستانی کہ اتبک کسی مدارج اور مناصب پر منصوب نہ تھا قدم جرأت کا بڑھا کر عرض کی جو حضور نے دار الخلافت کی پایمالی پاے پیلان سے تجویز کرکے ہاتھیون سے تہدید کی تھی شاید کہ اسکا جواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل تحریر کیا ہو سلطان محمود اس امر کے سنتے ہی بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا گریہ وزاری کرکے ایلچی سے معذرت چاہی اور مع تحف و ہدایا رخصت کیا اور ابو بکر قہستانی کو خلعت خاص سے سرفراز فرماکر صدر امارت پر تمکن کیا اور سنہ ۴۰۴ چار سو چار ہجری مین سلطان نے قلعہ نندونہ پر کہ بافضات کے پہاڑ پر واقع ہی لشکر کشی کی اُس عرصہ مین انندپال کے فوت ہونے سے اُسکا بیٹا یعنی جیپال کا پوتا لاہور کا حاکم تھا جو کہ وہ سلطان کے مقابلہ کی طاقت نرکھتا تھا مردان جنگی کارآزمودہ قلعہ نندونہ مین چھوڑکے آپ کشمیر کے درہ مین روانہ ہوا سلطان قلعہ کا محاصرہ کرکے نقب یعنی سرنگ وغیرہ اور آلات و اسباب قلعہ کشائی مین مشغول ہوا اہل قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی اور اہالیان سلطانی کو قلعہ سپرد کیا سلطان قلعہ کے اسباب پر متصرف ہوا اور اپنے معتمدین مین سے ایک کو قلعہ سپرد کرکے کشمیر کے درہ کیطرف متوجہ ہوا جیپال کا نبیرہ اُس امر سے آگاہ ہوکر وہان سے بھی دوسرے مقام مین بھاگ گیا سلطان اس درہ سے بھی غنیمت بیشمار اپنے تصرف مین لایا اور ایک خلق کو دین اسلام سے آشنا کرکے غزنین مین آیا اور سنہ ۴۰۶ چار سو چھ ہجری مین بھی کشمیر کی عزیمت کی اور قلعہ لوہ کوٹ کو کہ رفعت اور متانت مین مشہور و معروف تھا محاصرہ کیا جب چند ماہ کا عرصہ منقضی ہوا اور موسم برف باری اور شدت سرما کا آیا اور کشمیر کی کمک بھی اُسکے پاس پہونچی ترک محاصرہ کرکے راہ غزنین کی آگے لی اور سفر مین راہ گم کرکے ایسے مقام مین جا پڑے کہ تمام صحرا پر آب تھا اور جس طرف جاتے تھے پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اور پانی مین ایک خلقت کثیر ہلاک ہوئی اور یہ پہلا چشم زخم اور صدمہ تھا کہ سلطان محمود کے لشکر کو ہندوستان کے سفرون مین پہونچا اور چند روز کے بعد اُس آب مواج سے بہزار مشقت اور حیلہ کے نجات پائی اور اسی سال ابو العباس مامون خوارزم شاہ نے سلطان محمود کو نامہ تحریر کرکے اُسکی ہمشیرہ کی خواستگاری کی سلطان نے اُسکے پنجہ عروس تمنا کو حناے اجابت سے رنگین کیا یعنی اپنی بہن کہ خوارزم مین بھیجدیا اور سنہ ۴۰۷ چار سو سات ہجری مین خوارزم شاہ پر ایک جماعت اوباش نے ہجوم کرکے یورش کیا اور شاہ ممدوح اُنکے دست تسلط سے مقتول ہوا سلطان یہ سانحہ سنتے ہی بسبیل عجلت غزنین سے بلخ آیا اور وہان سے پیک نظر کی طرح خوارزم کی جانب متوجہ ہوا جب خضر پند مین کہ وہ خوارزم کا سرحد ہی پہونچا محمد طائی کو مقدمۃ لشکر کرکے پیشتر بھیجا جس وقت کہ غزنویون نے منزل مین اقامت کرکے صبح کی نماز مین قیام کیا خمارتاش کہ خوارزمیون کا سپہ سالار تھا قابو پاکر کمین گاہ سے برآمد ہوکر ابلیس کی طرح نمازیون پر تاخت لایا اور ایک جماعت کثیر کو تہ تیغ کرکے روضہ رضوان مین داخل کیا اور بقیۃ السیف منہزم ہوکے سلطان نے غلامان خاصہ کی فوج جرار بیشمار اس جماعت کی سرکوبی کیواسطے تعین فرمائی اور آن جانبازون نے تعاقب کرکے خمارتاش کو گرفتار کیا اور سلطان کے حضور حاضر لائے اُسکے بعد سلطان قلعہ ہزار اسپ مین پہونچا خوارزم کی سپاہ اجتماع کرکے مقابل ہوئی حرب شدید اور معرکہ عظیم کے بعد راہ ہزیمت شکست پائی اور البتگین بخاری جو اُنکا سپہ سالار تھا اسیر ہوا پھر سلطان نے خوارزم مین نہضت فرمائی اور ابو العباس کے قاتلون کو اُسکے انتقام خون مین قتل کیا اسوقت امیر حاجب التونتاش کو خوارزم شاہی کے خطاب سے

مخاطب فرماکر خوارزم کی ولایت کا والی کرکے بطور جاگیر کے عنایت کی اور وہان سے بلخ مین مراجعت فرمائی اور ولایت ہرات کی اپنے فرزند امیر مسعود کو بخشی اور ابوسہل محمد بن حسین زوزنی کو اُسکا وکیل کرکے اُسکے ہمراہ روانہ کیا اور ولایت گورکان اپنے پسر امیر محمد کو دی اور ابوبکر قہستانی کو اُسکے ہمراہ کیا اور جب سلطان محمود خوارزم کی مہم سے مطمئن ہوا اُس سال کے زمستان در بست مین توقف فرمایا تاکہ سپاہ آرام پاوے اور سنہ ۴۰۹ھ چار سو نو ہجری مین اول بہار اور ہنگام اعتدال لیل و نہار مین کہ سلطان نامیہ نے سبزہ اور پھولون کی سپاہ فضائے صحرا اور بوستان مین کھینچی اور ہوائے اردی بہشت کی اعتدال اور نسیم فروردین نے اہتزاز سے غنچہ طرب منفتح ہوئے سلطان محمود ایک لاکھ سوار خاصہ اور بیس ہزار مرد مطوعۃ الاسلام جو نواح بلاد ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان وغیرہ سے بہ نیت جہاد آنکر سلطان کی فوج کے منتظر رہتے تھے ساتھ لیکر متوجہ بلاد قنوج ہوا اور قنوج گشتاسپ کے زمانے سے سلطان کے عہد تک کسی بیگانہ کا ہاتھ اُسکے دامن مین نہ پہونچا تھا اور غزنین سے اس ولایت تک تین مہینے کا راستہ ہے اور سات دریا مواج اور ہولناک سے عبور کرنا پڑتا ہے جب کشمیر کی سرحد مین پہونچا وہانکے والی نے تحف اور ہدایا سے لائق پیشکش کرکے عنایات خسروانہ سے مفتخر ہوا اور حکم محکم کے موافق مقدمہ لشکر ظفر اثر بنکر روان ہوا اور جب سپاہ اسلام قطع کرنے مراحل اور منازل کے بعد قنوج مین داخل ہوئی ایک قلعہ نظر آیا کہ رفعت سے سر بفلک کشیدہ اور متانت و حصانت مین بے عدیل واقع ہوا وہان کے راجہ ذی شوکت کا نام کورہ تھا سلطان محمود کی افواج دریا امواج کی کثرت اور شاہ کا تجمل و حشمت دیکھکر حیران اور مبہوت ہوا اور مقابلہ اور مجادلہ کا خیال اپنے دل سے محو کرکے ایلچی کاردان اور مدبر بھیجکر اظہار اطاعت و فرمانبرداری کیا اور جوکہ سعادت ازلی اُسکے دامنگیر ہوئی برغبت تمام فرزندون اور ملازمون کو ساتھ لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور عنایات سلطانی اور مراحم خاقانی کے ساتھ مخصوص ہوا اور حبیب السیر کے قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور سلطان محمود تین روز کے بعد میرٹھ کے قلعہ کیطرف متوجہ ہوا وہان کا راجہ مسمّی ہردت وہ قلعہ مردم معتبر کے سپرد کرکے خود کسی طرف نکل گیا اور اہل قلعہ نے تاب مقاومت کی نہ لاکے دو لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ اور تیس زنجیر فیل پیشکش کرکے امان پائی سلطان بھی وہان سے کوچ کرکے قلعہ مہاون پر جو آب جون یعنی جمنا کے کنارے سے واقع ہے متوجہ ہوا وہانکا راجہ گلچند نام ہاتھی پر سوار ہوا اور چاہا کہ دریا سے عبور کرے فوج سلطانی پہلے سے تند کیطرح تعاقب کنان اُسکے سر پر پہنچ گئی اُسنے خنجر بیداد کھینچکے پہلے اپنی رانی اور فرزند کا سر کاٹا اُسکے بعد خنجر اپنے سینہ پر مار کر رخت ہستی دار البوار مین کھینچا اور اُس ولایت سے اس قدر غنیمت ہاتھ آئی کہ خامہ و زبان اُس کی شرح سے عاجز ہے چنانچہ ازانجملہ اسّی فیل کوہ تمثیل تھے اس مہم کے فراغ کے بعد سمع شریف مین پہونچا کہ اس حدود مین ایک شہر متھرا کے مشہور ہے اور کشن باسدیو کا مولد ہے اور ہنود اسے پیغمبر اور محل حلول واجب تعالیٰ جانتے ہین اور شہر متھرا معموری اور آبادی مین نظیر نہین رکھتا اور اسقدر عجائب اور غرائب اُس شہر مین ہے کہ زبان ناطقہ اُسکے وصف سے عاجز ہے سلطان محمود ادام اللہ آثارہ یہ کلام سنتے ہی اُس شہر کیطرف روانہ ہوا اور باوصف اُسکے کہ وہ شہر دہلی کے راجہ سے علاقہ رکھتا تھا اور کسی نے قدم ممانعت آگے نہ بڑھایا تھا سلطان نے تائید ایزدی سے بلا مزاحمت اور ممانعت قائم الدوام ہوکر اُس شہر کو غارت فرمایا اور بتخانون کو کہ اصل شہر اور حوالی مین تھے آتش زنی وغیرہ سے ویران کرکے مال وافر اپنے تصرف مین لایا اور وہان کی عمارات عالیہ و بتخانے کی تعمیر مشاہدہ کرکے تعجب مین رہا اور ایک نامہ اشراف اور اعیان غزنین کے نام تحریر کرکے تحسین اس عمارت کا نقشہ درج فرمایا کہ اس شہر مین ہزار قصر آسمان اساس ہے لیکن اکثر انکے سنگ رخام سے ساختہ ہین اور بتخانے اس قدر ہین کہ انکا شمار نہین ہوسکتا اور اگر کسی شخص کو ایسی عمارت تعمیر کرنا منظور ہووے

ایک لاکھ دینار صرف کرکے اور استادان چابکدست کی سعی سے دوسو برس مین انجام کو پہونچے اور یہ بھی کہتے ہین کہ سلطان محمود کے لوگون نے اس مین پانچ بت طلاے خالص کے پائے اور صناع نے ان اصنام کی آنکھون مین یاقوت سرخ نصب کیے تھے کہ مجموع پچاس ہزار دینار قیمت کے سزاوار تھے اور علاوہ اسکے ان طلائی بتون مین ایک قطعہ یاقوت برنگ ازرق یعنی نیلگون جڑا تھا کہ چارسو مثقال وزن رکھتا تھا جب وہ بت توڑا گیا اس مین سے اٹھانوے ہزار اور تین سو مثقال طلاے احمر حاصل ہوا اور چاندی کے بت خرد و بزرگ سو عدد سے زیادہ تھے جب انھین بھی توڑا سو شتر بار ہوے اسکے بعد عمارات مین آگ لگائی اور بیس روز کے بعد وہان سے کوچ کیا اور تاریخ الفی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ جب سلطان نے سنا کہ اس اطراف مین دریا کے کنارے سات قلعے واقع ہین کہ رفعت اور استحکام مین فلک البروج کے ساتھ ہمسری کا دم مارتے ہین یہ سنتے ہی سلطان ان قلعون کی طرف متوجہ ہوا اور ان قلعون کا والی دہلی کے راجہ کا باج گذار تھا مضطرب الحواس ہوکر بھاگ گیا سلطان ان قلعون مین داخل ہوکر سیر و تماشے مین مشغول ہوا اس درمیان مین انکی نظر چند بتخانے پر پڑی کہ ہنود کے اعتقاد مین تاریخ عمارت انکی سے چار ہزار سال گذرے تھے اہالی اسلام ان قلعون مین سے جو کچھ پایا متصرف ہوے پھر سلطان کے ہمراہ رکاب قلعہ منج کیطرف راہی ہوئے اور وہ قلعہ مردان مقاتل اور آذوقہ سے مملو تھا سلطان پندرہ دن تک انکے محاصرہ مین مشغول رہا اور راہ آمد کی انپر مسدود کی جب اس امر پر آمادہ ہوا کہ سلطان بجبر و قہر اسے مفتوح کرین کفار کی ایک جماعت نے عمداً قلعہ سے اترکر اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے مع زن و فرزند آگ مین گرکر جل گئے اور انمین سے کچھ لوگون نے زیست سے سیر ہوکر قلعہ کا دروازہ کھولکر دست بخنجر و جمدھر کیا اور مسلمانون سے ایسا لڑے کہ انمین سے ایک زندہ نہ بچا سب تیغ اسلام کے گھاٹ اترے سلطان غنائم اور اموال قلعہ کا ضبط کرکے قلعہ چندپال کے سمت روانہ ہوا اور چندپال نے مقاومت کی طاقت اپنے سے مسلوب دیکھکر سلطان کے نزول اقبال سے پیشتر مال اور متاع عمدہ اور اولاد اور اتباع ہمراہ لیکر اس ملک کے پہاڑون پر پناہ لی اور سلطان محمود اس قلعہ کے مال بقیہ کو اپنے تصرف مین لایا اور غلہ کثرت سے وہان انبار تھا سپاہ پر قسمت کیا اسکے بعد عنان عزیمت چندراے کے مسکن کیطرف کہ وہ بھی کافر خودراے تھا معطوف فرمائی وہ بھی چندپال کی روش پر قدم زن ہوکر مع اموال و اسباب و اتباع اور اشیا کے پہاڑون پر بھاگ گیا منقول ہے چندراے کے پاس ایک فیل نہایت قوی ہیکل اور نامی تھا جیسا کہ ہندوستانی ساتھ اس فیل کے تمثیل مار کر مباہات کرتے تھے اور سلطان نے چندراے سے چند بار بقیمت گران خریدار ہوکر طلب کیا تھا میسر نہوا اب اللہ کے فضل تھا وہ فیل اسوقت مین ایک شب کو بے فیلبان چندراے کے اردو سے بھاگ کر سلطان کے سراپردہ کے قریب آیا بادشاہ اسے دستیاب کرکے بہت شاد اور غم سے آزاد ہوا اور خداداد اسکا نام رکھا جب غزنین مین پہونچا غنائم سفر قنوج کا شمار کیا ایک لاکھ دینار اور کئی کروڑ درہم شمار مین آگئے اور پچاس ہزار بردہ اور ساڑھے تین سو ہاتھی اور نفائس اسکے علاوہ تھے سلطان محمود نے جب مظفر و منصور ہوکر اس سفر سے مراجعت فرمائی حکم دیا کہ غزنین مین ایک مسجد جامع بناکرین اور اس مسجد کی اصل عمارت سنگ مرمر اور سنگ رخام مربع اور مسدس اور مثمن لیکر اس طرز سے تیار کرین کہ دیکھنے والے اسکی استواری اور راستی سے تحیر اور ششدر رہین اور اس مسجد کی عمارت تیار ہونیکے بعد حکم کے بموجب اسے اس طرح سے ساتھ اقسام زینت اور فروش اور قندیل وغیرہ کے سجا کر ظرفاے وقت شناس اس مسجد کو عروس فلک کہتے تھے اور اس مسجد کے جوار مین ایک مدرسہ بنا کیا اور کتب نفائس اور نسخ غرائب سے موشح کرکے بہت سے دیہات مسجد اور مدرسہ پر وقف فرمائے جب سلطان محمود کو بناے مسجد کا شوق اور مدرسہ کی تعمیر کا ذوق ہوا بمقتضاے

الناس علی دین ملوکھم ہر ایک امرا و اعیان دولت نے بنائے مسجد اور مدارس اور رباطات اور خانقاہون مین مبادرت کی
تھوڑے عرصہ مین اس قدر عمارات عالیہ انجام کو پہونچین کہ محاسب سریع الحساب اُنکے شمار سے عاجز ہوا اور تمام چیزونکے
نفیس سے جو کہ سلطان اس مرتبہ ولایت ہند سے لایا تھا ایک جانور پرندہ قمری کی شکل تھا اُسکی عادت تھی کہ جسوقت طعام
زہرآلود مجلس سلطانی مین حاضر ہوتا تھا وہ مرغ اضطراب کرتا تھا اور بے اختیار آنسو اُسکی آنکھون سے روان ہوتے تھے شاہ نے
اُسے اور تحف ہدایا کے ساتھ خلیفہ القادر باللہ کیواسطے بغداد مین ارسال کیا اور دوسرے ایک سنگ کہ ہندوستانکی
مملکت مین پایا تھا اُسکا خواص یہ تھا کہ ہر چند کسی کو زخم عظیم پہونچتا بمجرد اُسکے کہ وہ سنگ پانی مین گھسکر اس زخم پر لگاتے اچھا ہوتا
اور سلطان نے سنہ ۴۱۰ھ چارسو دس ہجری مین ایک فتحنامہ مفصل جمیع فتوحات کہ تائید ایزدی سے اُسے نصیب ہوئی تھین
بغداد مین روانہ کیا خلیفہ القادر باللہ عباسی نے اُسدن ایک مجلس عظیم آراستہ فرمائی اور ارشاد کیا تو وہ فتحنامہ منبرون پر خلائق
کے روبرو باآواز بلند پڑھین اور تمام خلائق خرد و بزرگ بسبب بلند ہونے اعلام اسلام اور منہدم ہونے بنیاد کفر اور
ظلام کے پروردگار عالم کا شکر بجالا دین اور سلطان محمود کی تعریف و توصیف مین تر زبان ہوکر حق سبحانہ تعالی سے اُسکے
واسطے نصرت اور ظفر سوال کرین اور اُسدن بغداد مین اس قدر سرور اور خوشحالی نے انتشار پایا تھا کہ گویا یہ روز بھی ایک
عیدہاے متبرکہ اسلام سے ظہور مین آیا ہوا اسلیئے کہ جو کچھ صحابہ کرام بلاد عرب اور عجم اور روم و شام مین حسنات بجالائے
تھے سلطان محمود نے ممالک ہندوستان مین ظاہر کیے اور دنیا اور آخرت کا مکان اپنے لیے آباد کیا اور سنہ ۴۱۲ھ
چارسو بارہ ہجری مین ایک جماعت کثیر علما اور صلحا اور اہل اسلام کے متفق ہوکر درگاہ سلطانی مین عرض گذار ہوئے کہ سلطان
ہر سال حصول نقد ثواب کے واسطے ہندوستان جاتا اور وہان اسلام کے آثار ظاہر کرتا ہو لیکن عرصہ دراز سے اعراب
اور قرامطہ کے دست جور سے بیت الحرام کا راستہ مسدود ہوگیا ہے اور مسلمان اُنکی خوف اور ضعف خلفائے عباسی سے ثواب
حج کے حاصل کرنے سے محروم اور ناکام ہین سلطان محمود نے انکی عرض قبول فرمائی اور ابو محمد ناصحی کو جو ممالک محروسہ کا
قاضی القضات تھا امیر حاج یعنی حاجیونکا سردار کیا اور تیس ہزار دینار زر بسبب اعراب کیواسطے جو سرراہ قافلہ لوٹتے تھے
اُسے سپرد کرکے بیت الحرام کیطرف روانہ کیا اور اعیان و اشراف اور اکابر و اصاغر کثرت سے اُسکے ہمراہ ہوئے اور قطع مراحل
اور طے منازل کے بعد بادیہ مین داخل ہوکر ایک موضع مین کہ جسکا نام فید ہے پہونچے اعراب سر راہ بطریق سیاہ حائل ہوکر مانع
ہوئے قاضی ابو محمد ناصحی نے مصلحتاً مصالحہ تجویز کیا اور پانچہزار دینار اُنکے واسطے بھیجے کہ سنگ راہ نہون اور کسی طرف چلے جائین
اعراب کا سردار کہ جسکا نام حماد بن علی تھا قاضی القضات کے فرمان سے روگردان ہوا اور اپنے لشکر کو قافلہ کے نہب و غارت
پر مستعد کیا اتفاقات سے اس مابین مین ایک غلام ترک نے جو قافلہ کی جماعت مین کہ تیراندازی مین صاحب قدرت
تھا ایک تیر حماد کیطرف پھینکا اور اُس خود سر کے سر پر پہونچتے ہی مقابل سے گذر گیا اور خانہ زین سے نیچے آیا اعراب
بے توقف اُسکی لاش اُٹھا کر بھاگ گئے قاضی ابو محمد ناصحی نے اُس سال بجمعی تمام مناسک حج ادا کیے اور سالماً غانماً مراجعت
کی الحمد للہ الملک المعبود علی ذالک اُسی سال یعنی سنہ ۴۱۲ھ چارسو بارہ ہجری مین سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا کہ ہندوستان
کے کفار نے کورہ راجہ قنوج پر زبان سرزنش اور ملامت کی دراز کی اور کالنجر کے راجہ نندا نے جو خیل و حشم مین زبردست تھا
قنوج پر لشکر کشی کرکے راجہ کورہ کو قتل کیا سلطان محمود کو یہ امر نہایت ناگوار خاطر ہوا اور ایکبار پھر مرتبہ سے
زیادہ تر لشکر فراہم کرکے با ساز و یراق فراوان نندا سے کورہ کا انتقام لینے کا آہنگ کرکے ہندوستان کیطرف متوجہ

ہوا جب جون کے ساحل پر پہونچا پنجاب کا راجہ یعنی جیپال کا پوتا کہ چند مرتبہ سلطان کے لشکر کے مقابلہ سے بھاگا تھا نندا کی کمک کیواسطے جمنا کے لشکر ہمراہ لیکر قتال پر مستعد ہوا اور سلطان کے سرراہ آیا چونکہ آب تھا راہ عمیق مانع تھا سلطان کے مقربون مین سے کوئی اس دریا سے عبور نکر سکا اتفاقاً آٹھ نفر غلام خاصہ سلطان نے ایکبارگی دریا سے عبور کر کے نبیرہ جیپال کے تمام لشکر کو درہم برہم کیا اور نبیرہ جیپال کا انکے حملہ کی تاب نہ لایا کچھ لوگون نے راہ فرار نا پائی اور غلامون نے وہان سے ایک شہر مین کہ وہان سے قریب تھا جا کر غارت اور تاراج کیا اور بتخانون کو بھی یکلخت ویران اور مسمار کیا اور یہ امر بھی ذوی العقول پر مخفی اور متعجب نہ ہے کہ آٹھ نفر ایک لشکر کو ہزیمت نہین دے سکتے لیقین ہی کہ یہ آٹھ نفر امرا سے تھے جنھون نے مع اپنے لشکر دریا سے عبور کر کے ایسا کام نمایان کیا اور دشمن سے سبقت لیگئے الغرض وہان سے راجہ نندا کے ممالک محروسہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی جرات کو کام فرما کر جنگ پر آمادہ ہوا اور چھتیس ہزار سوار اور پینتالیس ہزار پیادہ اور چھ سو فیل لیکر سلطان کے مقابل آنکر ڈیرہ کیا اور سلطان نے بلندی پر چڑھکر اُسکے لشکر کو چشم قیاس سے مشاہدہ فرمایا اور اُسکے افواج کثیر اور اپنا لشکر قلیل دیکھکر اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اسوقت جبین نیاز خضوع اور خشوع کی زمین پر رکھکر درگاہ الٰہی سے فتح و ظفر مسئلت کی اور اُسکا تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے کہ دفعتاً نندا کا آفتاب اقبال برج زوال مین آیا اور شب کو ایک خوف عظیم اُسکے دل پر طاری ہوا اور بدحواسی کے عالم مین تمام اسباب و سامان اپنا فرودگاہ مین چھوڑکر راہ فرار نا پائی اور دوسرے روز سلطان اُسکی مفروری سے مطلع ہوکر سوار ہوا اور اول کمین کا ہونا اپنے دل مین خیال کیا پھر کفار کے غدر اور مکر سے مطمئن ہوکر غارت کا حکم صادر کیا اور غنیمت وافر اور خزانہ تمکا تر سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا اور اسکے اطراف کے جنگل مین سے پانسو اور اسی زنجیر فیل دستیاب ہوئے اور چونکہ سلطان کو ولایات عقب سے یعنی پنجاب وغیرہ سے دلجمعی نہ تھی اس سے اسی فتح پر اکتفا کر کے غزنین مین معاودت فرمائی **تذکرہ ولایات قیرات اور ناردین کے مفتوح ہونیکا** - اس سال خبر پہونچی کہ قیرات اور ناردین کہ ممالک سرحد ہندوستان سے ہے وہانکے باشندون نے مسلمانی کا حلقہ اپنی گردن مین نہین ڈالا ہے اور شرع محمدی کی اطاعت اور پیروی سے روگردان ہوکر اکثر لوگون نے بت پرستی اختیار کی ہے سلطان لشکر عظیم فراہم کر کے درودگر و آہنگر اور سنگتراش کی ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر اس دیار کی طرف روانہ ہوا پہلے قیرات پر حملہ آور ہوا اور فتوحات غیبی سے اُسے مفتوح کیا اور ظاہرا قیرات ایک مقام سرد و سیرا بین ہند اور ترکستان کے واقع ہے میوہ افراط سے پیدا ہوتا ہے اور آخر وہان کے حاکم نے سلطان کی اطاعت بدل قبول کی اور مع باشندہاے اس دیار کے شرف اسلام سے مشرف ہوا اور سلطان نے حاجب علی بن ارسلان جاذب کو ناردین کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا اُسنے جلتے ہی اس مقام کو بھی سر کیا اور اموال بیشمار اور بردے ہزارہا ہزار اُسکے ہاتھ لگے جب وہان کے بتخانہ کلان کو مسمار کیا اسمین سے ایک لوح سنگین کندہ ہوئی برآمد ہوئی کہ ہنود کے اعتقاد مین اسکی تعمیر سے چالیس ہزار سال منقضی ہوئے تھے سلطان نے وہان جاتے ہی ایک قلعہ تعمیر فرمایا اور علی بن قدر سلجوقی کو کوتوال کر کے اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی - **تذکرہ لاہور کے تسخیر کا** - سلطان محمود نے سنہ ۴۱۲ چار سو بارہ ہجری مین آہنگ کشمیر مصمم کیا اور قلعہ لوہ کوٹ کو محاصرہ کر کے ایک مہینے کامل اوقات صرف کی اور چونکہ وہ قلعہ نہایت سنگین تھا باوصف مساعی جمیلہ تسخیر نہوا وہان سے برآمد ہوکر لاہور مین آیا اور وہان فروکش ہوکر لشکر لاہور کے اطراف و جوانب مین تاخت و تاراج کیواسطے پراگندہ کیا اور غنیمت حد و حصر سے افزون اُسکے تصرف مین آئی اور

اس مرتبہ جو جیپال کا پوتا ضعیف اور زبون ہوا تھا اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا سلطان بلدۂ لاہور پر قابض ہوا اور ایک امیر معتمد کے سپرد کیا اور بہت عمال امین اور صاحب تدبیر ولایت پنجاب پر مقرر فرمائے تاخت اور تاراج سے مملکت گیری پر توجہ فرمائی اور لشکر ظفر پیکر اس ملک میں متعین کر کے خطبہ اس ملک کا اپنے نام پڑھوایا اور ابتدائے بہار میں غزنین میں گیا اور سنہ ۴۱۳ھ چار سو اور تیرہ ہجری میں لاہور کے راستہ سے پھر ولایت نندا کا آہنگ کیا جب گوالیار کے قلعہ میں پہونچا اُسکے لینے کی طمع کر کے محاصرہ کیا اور چار روز کے بعد اس قلعہ کے راجہ نے ایلچی کاردان اور چرب زبان کی صحابت سے پینتیس زنجیر فیل سلطان کے حضور بھیجے اور صلح کی پھر سلطان نے کالنجر کیطرف کہ نندا کا مسکن تھا رجوع کی اور وہاں پہونچتے ہی نندا کو قلعہ بند کیا نندا تین سو زنجیر فیل قبول کر کے صلح کا طالب ہوا جب سلطان نے اسکی استدعا منظور فرمائی نندا نے ہتھیانا تین سو ہاتھی بے مہاوت نکے بھگا کر صحرا میں چھوڑ دیئے اُسوقت سلطان کے حکم سے ترک نہنگ گرفتار کر کے سوار ہوئے اور اہل قلعہ یہ جرأت دیکھکر متحیر ہوئے اور ترکوں کا حساب کرنے لگے اور نندا نے سلطان کی مدح میں بزبان ہندی ایک شعر موزون کر کے بھیجدیا سلطان نے وہ شعر فضلائے ہند اور عرب و عجم کو کہ اُسکی ملازمت میں حاضر تھے دکھلایا سب نے متفق ہو کر اُسکی تحسین کی سلطان نے اس شعر پر مباہات کر کے پندرہ قلعہ کی حکومت کا فرمان کہ ایک اُنمیں کالنجر تھا مع تحائف دیگر اُسکے صلہ میں صادر فرمایا نندا نے بھی اموال و جواہر بے نہایت اُسکے عوض سلطان کی خدمت میں ارسال کیا یہانتک کہ اس ملک سے دست بازکش ہو کر غزنین معاودت فرمائی اور سنہ ۴۱۵ھ چار سو پندرہ ہجری میں اپنے لشکر کا جائزہ لیا اس لشکر کے سوا جو اطراف ولایت میں تعینات تھا چون ہزار سوار اور تین سو ہاتھی قلمبند ہوئے اس عظمت و شوکت سے بلخ میں گیا اُن روزوں ماوراءالنہر کے باشندے علی تگین کے دست جور سے شاکی اور فریادی ہوئے **تذکرہ سلطان کی روانگی کا بلخ کی طرف** سلطان نے اسکے دفع کرنیکا آہنگ کر کے جیحون سے عبور کیا ماوراءالنہر کے سردار اسکے استقبال کو حاضر ہوئے اور اپنے حوصلہ کے موافق نذریں گذرانیں اور یوسف قدر خان جو تمام ترکستان کا شاہ تھا استقبال کو آیا اور از راہ محبت و تپاک سلطان سے ملاقات کی اور سلطان اُسکے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور جشن کی محفل آراستہ کر کے ایک نے دوسرے کو ہدایا اور سوغاتیں دیں اور صلح اور صفائی کے ساتھ رخصت ہوئے اور علی تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہو کر بھاگا سلطان نے لوگ اُسکے تعاقب میں بھیجے اور وہ اُسے گرفتار کر لائے سلطان نے اُسے طوق و سلاسل میں مسلسل کر کے ہندوستان کے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور خود غزنین میں آیا اور اسی سال یعنی سنہ ۴۱۵ھ چار سو پندرہ ہجری میں وقائع نگاروں نے اُسے یہ خبر پہونچائی کہ اہل ہند کہتے ہیں کہ ارواح اجسام سے جدا ہونیکے بعد سومنات کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور وہ پھر ایک روح کو ارواح مذکورہ سے جس بدن کے لائق جانتا ہے حوالہ کرتا ہے لیکن بطریق تناسخ اور اسی طرح اعتقاد اُنکا سومنات کے حق میں یہ ہے کہ مد و جزر دریا کا اُسکی عبادت کیواسطے ہے اور براہمہ کہتے ہیں کہ جو سومنات اُن بتوں سے کہ جنھیں سلطان محمود نے توڑا ہے رنجیدہ تھا اسیلئے اُسنے اُنکی حمایت نہ کی والا جسم زدن میں جسکو چاہے ہلاک کر سکتا ہے اور علاوہ اسکے یہ بھی اُنکا عقیدہ ہے کہ سومنات بادشاہ ہے اور باقی اصنام اسکے نوکر چاکر ہیں یہ سنتے ہی سلطان محمود نے ارادہ فتح سومنات اور عزیمت قتل بت پرستان نکو ہیدہ صفات کر کے دسویں شعبان کو ساتھ لشکر خاصہ اور تیس ہزار سوار مطوعہ یعنی بوشاہ اور مواجب دلیے جو ترکستان کی ولایت سے آنکر اسکے اردوے ظفر قرین میں حاضر تھے اپنے ہمراہ لیکر سومنات کیطرف عازم ہوا اور وہ ایک شہر ہے وسیع دریائے عمان کے ساحل پر واقع ہے اور جائے عبادت براہمہ اور تمام کفار نکو ہیدہ کردار ہے اور سومنات

وہاں تھا اور اُن دنوں بندر دیو کے تحت میں ہے اور اہل فرنگ متصرف ہیں اور تواریخ میں تحریر ہوا کہ حضرت ختمی پناہ کے عہد رسالت میں ایک بڑے بت کا بھی نام سومنات تھا خانہ کعبہ سے اٹھا کر وہاں لائے اور وہ شہر اسکے نام پر بنا کیا لیکن براہمہ کے کتب متقدمین سے کہ ظہور اسلام سے کئی ہزار سال پیشتر تحریر ہوئیں مستفاد ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہے اور یہ بت کرشن کے عہد سے کہ چار ہزار سال کا عرصہ گذرا براہمہ کا معبود ہے اور بقول براہمہ کرشن نے وہاں غیبت کی (پوشیدہ ہوگئے)

خلاصہ یہ کہ سلطان نصف رمضان میں بلدہ ملتان میں داخل ہوا چونکہ بیابان بے آب و علف درپیش تھا حکم دیا کہ ہر شخص چند روز کا آب و علف بار کریں اور بادشاہ خود بھی علاوہ اسکے کہ مردم لشکر نے آب و علف بار کیا تھا احتیاطاً بیس ہزار شتر تھا آب و علف سے بار کر کے ملتان سے آگے بڑھا اور اُس بیابان خونخوار کو طے کر کے شہر اجمیر کے قلعہ میں پہونچا اور وہاں کا راجہ سر راہ سے ہٹ گیا تھا سپاہ سلطان حسب الحکم براسم قتل و غارت مشغول ہوئی اور چونکہ اصل عزیمت اور وجہ ہمت سومنات کا توڑنا تھا قلعہ کے لینے پر مقید نہوا مسافت کے طے میں مشغول ہوا اور درمیان میں چند قلعے دیکھے کہ مردان خنجر گذار اور آلات و ادوات پیکار سے مملو تھے لیکن قادر ذوالجلال نے ایسا رعب و ہراس اُنکے دلمیں ڈالا کہ بے حرب و ضرب شاہ کے مطیع فرمان ہو گئے اور بلا جدو کد تمام متاع اُن قلعوں کا اولیائے سلطان کے تفویض کیا اُسکے بعد نہروالہ میں کہ پٹن گجرات سے مراد ہے نزول اجلال فرمایا اور اس شہر کو خالی دیکھکر حکم دیا کہ وہاں سے بھی علف بکثرت بار کریں اہلکاران سلطانی حکم کے موافق کاربند ہوئے اور بسبیل عجلت قطع منازل و مراحل کر کے سومنات پہونچے اور دریا کے کنارہ پر ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ دیکھا اور آب دریا اُس کی فصیل تک پہونچا تھا اور کفار بیشمار سر دیوار پر آمدہ ہو کر مسلمانوں کو دیکھتے تھے اور آواز بلند لیتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تمہیں یہاں لایا اور ایکبارگی تم سبکو ہلاک کریگا اور انتقام میں تمام اصنام کے جو تم نے ہندوستان میں توڑے ہیں تمہارے بھی دست و پا شکستہ کر کے مار ڈالیگا شعر روز دیگر کہ جہان پر غرور * یافت از سر چشمۂ خورشید نور * غازیان اسلام کا لشکر دارا سے سپہر احتشام کے حکم سے زیر قلعہ جا کر جنگ میں مصروف ہوا اور داد جوانمردی کی جب ہنود نے جلادت اور شجاعت انکی مشاہدہ کی لاچار تیر اندازوں کے خوف سے قلعہ کی دیوار پر سے اُترے اور بتخانوں میں کہ اُنکا راستہ قلعہ کے اندر سے تھا جا کر سومنات سے طالب امداد ہوئے مسلمان فرصت وقت پا کر سیڑھیاں قلعہ کی دیوار پر لگا کر چڑھ گئے اور بشاشت سے غلغلۂ تکبیر کا بلند کیا ہنود نے دوبارہ اتفاق کر کے جنگ آغاز کی اور اُس روز جب سے بادشاہ خورشید اس حصار فیروزہ فام پر چڑھ آیا تھا اور جبتک عروس چہرۂ کواکب نے شبستان آسمان پر جلوہ گری کی دونوں طرف سے تنور جنگ گرم رہا جب ظلمت لیل رویت اشتباہ سے مانع ہوئی عساکر اسلام نے مراجعت کی دوسرے روز فوج اسلام مسلح مکمل ہو کر معرکۂ قتال میں بکمال اطمینان حملہ آور ہوئی اور نوک سنان اور پیکان جانستان کی زد سے ہنود کو دیوار بارہ سے آوارہ کیا اور بطریق روز گذشتہ زینے رکھکر اطراف و جوانب سے قلعہ پر ہجوم لائے

بیان راجایان سومنات کی جنگ کا

ہنود صدمہ سپاہ اسلام سے بیتاب ہوئے اور فوج سومنات کو بغل میں لیکر گریان اور بریان وداع و دار و گیر اور مار مار کا شور کر کے بکثرت تمام جنگ میں گھس پڑے لیکن جسقدر جہد کرتے تھے قتل ہوتے تھے تیسرے روز افواج ہند جو قلعہ بتخانہ کے اطراف و جوانب میں تھی وہ ہر طرف سے بقدر کمک آئی اور جنگ پر آمادہ ہو کر صفیں آراستہ کیں اور سلطان محمود ایک جماعت کو محاصرہ قلعہ کیواسطے مقرر کر کے اس جماعت کے مدافعہ کیواسطے مشغول ہوا پھر فریقین نے جدو جہد لاکلام سے میدان رزم کو کین و غضب کی آگ سے ایسا شعلہ زن کیا کہ

گرمی کی مدت سے آتش کنارہ ڈھونڈھتی تھی اور شعلہ ہاے جوالہ کا دل مرہم کارزار کے حال زار پر جلتا تھا اور امراے عجم دو
اور وابتسلیم کے پے در پے ہو پہنچنے سے یہ توہم ہوتا تھا کہ ایسا ضعف لشکر اسلام مین ظاہر ہو سلطان محمود نے مضطرب ہوکر گو
مین جاکر شیخ ابوالحسن خرقانی کا خرقہ ہاتھ مین لیا اور منھ نیاز کا خاک پر رکھکر از روے اخلاص فتح و ظفر درگاہ ایزدی سے مسئلت
کی پھر اپنی فوج مین آیا اور ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوا عون ربانی سے لشکر کفر مین ہزیمت پڑی اور سلطان مظفر اور
منصور ہوا جب پانچ ہزار مرد مشرکون کے مقتول ہوئے رعب و ہراس اہل قلعہ پر غالب ہوا اور جنگ سے دست کش ہوئے
اور بقیۃ السیف یعنی سومنات کے برہمن اور خدمتگار کہ وہ تخمیناً چار ہزار تھے دریاے عمان کیطرف متوجہ ہوکر کشتیون پر سوار
ہوئے اور سراندیپ کے جزیرہ کا ارادہ کیا سلطان نے پیشتر اس امر کی فکر کرلی تھی اور چند کشتی پر بہادرون کو سوار کر کے سد راہ
انکا کیا تھا مجبور موجود ہوئے کشتیہاے کفار کے نہنگ طوفان کی طرح حملہ کیا اور چابکدستی سے اکثر مشرکون کو انھون نے
سیل فنا مین غرق کیا پھر سلطان محمود باطمینان تمام مع اپنی اولاد و اعیان درگاہ قلعہ مین داخل ہوا اور وہان کے تمام عمارات
کی سیر کی اور پھر قلعہ سے بتخانہ مین آیا ایک جگہ نہایت عریض اور طویل دیکھی چنانچہ چھپن ستون صنع پر اسکی چھت رکھی تھی
اور سومنات ایک بت تھا سنگ سے تراشا ہوا اور اسکا طول پانچ گز تھا دو گز زمین مین پوشیدہ اور تین گز ظاہر تھا جیسے ہی
سلطان کی نظر اس بت پر پڑی جذبہ مین آنکر ایک گرز کہ اسکے ہاتھ مین تھا اس زور سے اسکے منھ پر مارا کہ چہرہ بنا ہوا اسکا بگڑ گیا
ذکر سومنات کے توڑنیکا اسکے بعد حکم دیا کہ دو قطعہ پتھر کے اسمین سے قطع کرکے غزنین مین لیگئے اور مسجد جامع کے آستانہ
کے نیچے اور کوشک سلطنت کی چوکھٹ کے نیچے ڈلواے چنانچہ آجکے دن تک کہ چھ سو برس سے کچھ زیادہ گذرے ہین وہ سنگ غزنین
مین افتادہ ہین اور لوگ دیکھتے ہین اور دو قطعہ سومنات سے جدا کرکے مدینہ اور مکہ مین بھیجے تو شارع عام مین ڈالے جاوین اور یہ خبر بھی
صحیح اور درست ہے کہ جب سلطان نے سومنات توڑنیکا ارادہ کیا براہمہ کی ایک جماعت نے مقربان درگاہ کے ذریعہ سے عرض کیا کہ
اگر بادشاہ اس بت کو نہ توڑے اور اسے سالم چھوڑدے تو ہم اسکے برابر سونا خزانہ عامرہ مین داخل کرین ارکان دولت نے یہ بات سمع سلطانی
مین پہونچائی کہ اس بت کے توڑنے سے بت پرستی کی رسم اس ملک سے نجاویگی اور اسکے توڑنے سے کچھ نفع بھی متصور نہین اگر آپ یہ نقد
مبالغ کفار سے لیکر مستحقون اور مسلمانون کو تقسیم کرین انسب معلوم ہوتا ہے سلطان نے ارشاد کیا کہ قول تمھارا مسلمانون کے
حق مین کچھ مصلحت ہے لیکن اگر یہ کام کرونگا خلائق مجھے ابد الآباد تک محمود بت فروش کہیگی اور اگر توڑتا ہون محمود بت شکن
مشہور ہونگا بہتر یہ ہے کہ دنیا اور آخرت مین مجھے محمود بت شکن کہین نہ محمود بت فروش خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے کہ اسکے
حسن اعتقاد کا نتیجہ اسیوقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ جسوقت سومنات کو توڑا اسکے پیٹ مین سے کہ مجوف کیا تھا اسقدر سونا و
جواہر نفیس و لآلی شاہوار برآمد ہوئے کہ قیمت اُس کی سو حصے زیادہ برہمنون کے پیشکش سے تھی اور حبیب السیر مین مسطور ہے کہ
سومنات ارباب تواریخ کے اتفاق مین ایک بت کا نام ہے کہ ہنود اسے اعظم اصنام جانتے ہین ولیکن شیخ فرید الدین عطار کے قول سے
خلاف اس بات کے مستفاد ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے بیت لشکر محمود اندر سومنات ٭ یافتند آن بت کہ نامش بود لات ٭ اور اس
بیت سے واضح ہوتا ہے کہ سومنات نام بتخانہ کا ہے اور منات نام اس بت کا جو اسمین نصب تھا لات ہے اور لکھنے والا ان اوراق کا مرقوم خامہ
تحقیق کرتا ہے کہ جو کچھ مورخین سلف رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے مقرون بصواب ہے اور جو کچھ شیخ فرید الدین عطار نے ارشاد
کیا ہے وہ بھی مخالفت ساتھ اس کے نہین رکھتا ہے کسواسطے کہ یہ لفظ مرکب ہے سوم اور منات سے اور سوم ایک
بادشاہ کا نام ہے جس نے اس بت کو بنایا اور منات اس بت کا نام رکھا پس دونون لفظ کثرت استعمال سے مانند بعلبک کے ایک ہوگئے

اور مشہور ہو کر علم اس بت بلکہ اس بتخانہ اور علم اس شہر کا بھی ہوئے ہین پس اگر سومنات کو نام اس بت کا جانین یا
نات کو تنہا اس بت کا نام رکھین دونون درست ہین اور اصل معنے نات کے زبان ہندی مین بزرگ ہی اور لفظ ایسا
کہ جو ہندی لغت مین مستعمل ہوتا ہی اس قسم سے ہی کسواسطے کہ جگ بمعنی خلائق اور نات بمعنی صاحب خلائق ہی اور
بالفعل اکثر محاورات مین بطریق علم استعمال کرتے ہین اور معنی لغوی ملحوظ نہین ہی اور بتخانہ سومنات مین جب رات کو خسوف
یعنی چاند گہن یا دن کو کسوف یعنی سورج گہن واقع ہوتا تھا دو تین لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہوتے تھے اور دور دور ممالک سے
نذرین اُس جگہ لاتے تھے اور جمیع قریات جو حکام ہندوستان نے سومنات پر وقف کیے تھے قریب دو ہزار کے ہوتے
تھے اور ہمیشہ دو ہزار برہمن سومنات کی پرستش کرتے تھے اور شب کو سومنات کو گنگا کے تازہ پانی سے غسل دیتے تھے
باوصف اسکے کہ سومنات اور نہر گنگ مین مسافت چھ سو کوس سے زیادہ ہوگی اور ایک زنجیر طلاے خالص وسو من کی کہ گھڑیال
خواہ گھنٹے اسکے اطراف مین آویزان تھے ایک گوشہ کنبہ سے تعبیہ کی تھی اور ساعت معین پر اُسے حرکت دیتے تھے تاکہ اُسکی صدا سے برہمنون
کو عبادت کا وقت معلوم ہوئے اور پانسو ناچنے گانے والی عورتین اور تین سو مرد سازندہ اس بتخانہ مین ملازم رہتے تھے اور اُنکا
ایحتاج جاگیرات وقف کے حاصلات اور چڑھاوے سے مہیا ہوتا تھا اور اسیطرح سے تین سو آدمی زائرون یعنی تیرتھ کرنیوالونکے مونے
سر تراشی اور ریش تراشی کیواسطے معین تھے اور اکثر ہندوستان کے راجہ اپنی بیٹیان سومنات کی نذر خدمت کرکے اُس بتخانہ مین بھیجتے
تھے القصہ اسقدر جواہر نفیسہ اور نقود وافرہ اُس بتخانہ سے خزانہ سلطانی مین داخل ہوا کہ عشر عشیر اُسکا کسی بادشاہ ہندستان
کے خزانہ مین نتھا اور تاریخ زین المآثر مین مسطور ہی کہ اس بتخانہ مین جس مقام مین سومنات تھا در اصل اندھیرا تھا اور
اس مکان کی روشنی اُن جواہر کی شعاع سے تھی جو قندیلون مین اس بتخانے کے نصب تھے اور سومنات کے خزانہ سے اسقدر
چھوٹے بڑے بت سونے اور چاندی کے دستیاب ہوئے جنکا شمار نہ تھا جیسا کہ حکیم سنائی فرماتا ہی **نظم** کعبہ و سومنات چون افلاک ٭
شد ز محمود و از محمد پاک ٭ این ز کعبہ بتان برون انداخت ٭ وین ز کین سومنات را پرداخت ٭ القصہ جب سلطان محمود
سومنات کی مہم سے فارغ ہوا راجہ پرم دیو کی گوشمالی پر جو نہروالہ کا راجہ عظیم الشان تھا عنان عزیمت معطوف فرمائی
کسواسطے کہ پرم دیو نے اسوقت کہ محمود محاربت محمود قلعہ اور بتخانہ کے محاصرہ مین مشغول تھا جسارت کرکے
سومنات کی مدد کو لشکر بھیجا تھا اور لشکر اسلام کے غازی قریب دو تین ہزار اُسکی سپاہ کے معرکہ مین شربت شہادت چکھکر
روضہ رضوان مین سدھارے تھے اور فتحیابی سلطان اور شکستہ ہونے سومنات کے بعد راجہ پرم دیو بلدہ نہروالہ سے
جو مملکت گجرات کا پایہ تخت تھا بھاگ کر قلعہ کھندہہ مین متحصن ہوا تھا اور سومنات سے اُس قلعہ تک کہ خشکی کا رستہ چالیس فرسخ
ہی اور سلطان جب بدولت وسعادت اس قلعہ کے حدود مین پہونچا دیکھا کہ ایک دریا نہایت عمیق اور عظیم اُس قلعہ کے دور کو احاطہ
کیے ہی اور ظاہر اُسکی طرف محل عبور نہین ہی اور دوسے ظفر قرین کے غوطہ خورون نے سلطان کے فرمانے سے ہرچند غوطہ لگاکر
تدبیرین کین عبور کا موقع ہاتھ نہ آیا یہانتک کہ وہانکے غواصون کی جماعت ہاتھ آئی انھون نے متفق ہوکر عرض کی کہ فلان
مقام سے عبور ممکن ہی لیکن عبور کیوقت اگر پانی اسکا تموج مین آوے سب ہلاک ہونگے سلطان محمود نے قرآن شریف
سے استخارہ کے بعد عنایت ایزدی پر توکل کرکے مع امراء و سپاہ کے گھوڑے پانی مین ڈالے اور حضرت نوح علیہ
السلام کے مانند آیہ فیض ہدایہ بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم پڑھتا ہوا ساحل مراد کو پہونچا اور قلعہ کی تسخیر پہ آمادہ
ہوا پرم دیو نے اپنے نفس کی سلامتی سب امور پر بہتر اور نسبت جان کی مال و ناموس سے گذر کر بکبہ وجریدہ مجہولون کے لباس مین قلعہ سے باہر ہوکر

کسی طرف فرار کیا اُسکے بعد جوانون اور بہادرون نے داخل قلعہ ہوکر کفار مقہور کو تہ تیغ کیا۔ فرار راجہ

پرم دیو کے بھاگنے کا اور سلطان کے تصرف مین اُسکا اموال و جواہر آنیکا

مجاہدان اسلام نے فتح کے بعد اُنکی عورتون اور لڑکون کو اسیر کیا اور راجہ کا مال و جواہر اُٹھا کر سلطان کے خزانے مین کہ ہمیشہ بل من مزید کہتا تھا سپرد کیا اور سلطان نے مظفر اور منصور ہوکر نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی اور چونکہ اُس مملکت کو آب و ہوا اور گلستان خوب صفت اور مرغزار ہاے دلکش اور آبہاے رواں و وافر فراوان تھے ہندوستان کے دیار اور امصار سے بہتر پایا سلطان نے یہ ارادہ کیا کہ چند سال وہان مقیم ہو بلکہ پایۂ تخت اپنا بناوے اور غزنین کو سلطان مسعود کے سپرد فرماوے اور بعضے کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد مین تہ خالص کی گنی کا بڑی وہان تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ نہروالہ کو دارالملک کرے اُسوقت مین اُن معادن کا وجود نہین ہے اور عجب نہین کہ اُسوقت مین موجود ہون اور اس زمانے مین برطرف یا غائب ہوگئے ہون اور ایسا اکثر ہوتا ہے جیسا کہ سلطان محمود کی اوائل سلطنت مین سیستان مین سونے کی کان ظاہر ہوئی اور اواخر وقت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی علاوہ اسکے جزیرۂ سراندیب اور پیگو اور بعضے نباڈرا اور جزائر مین اسقدر طلا اور یاقوت کی معادن موجود تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ کچھ روزون کے بعد لشکر کشتیون مین سوار کرکے اُن جزیرون مین بھیجے اور اس مملکت کے اشیاے نفیسہ کو بھی اپنے حوزۂ تصرف مین لاوے لیکن اعیان سلطنت اور ارکان دولت قاہرہ نے از روے خیرخواہی کے معروض کیا کہ ہمنے خراسان کو نہایت محنت سے صفا کر کے اُس بہ جواہر نفیسہ نقوش کے فدا کیے ہین اسکو چھوڑنا اور گجرات کو دارالسلطنت بنانا مصالح ملکی سے بعید ہے آخر بات نے سلطان کی دل پر اثر کیا اور بعادت کا عازم اور خواہش ہوکر فرمایا کہ تم کسی ایسے شخص کو تجویز کر کے پسند کرو کہ ہم اُسے اس مملکت کے انتظام کے واسطے مقرر کرین اور حکومت کی مہار اُسکے قبضہ قدرت مین چھوڑین اعیان دولت نے آپس مین مشورہ کر کے عرض کی کہ جو ہین دوسری بار اس ولایت مین اتفاق عبور کا نہ پڑیگا اس ملک کے باشندونین سے کسیکو حاکم کرنا چاہیے سلطان نے سومنات کے بعضے اہلیون سے اس بارہ مین صلاح لی اُنمین سے ایک جماعت نے عرض کی کہ کوئی گروہ یہانکے اہالی سے دابشلیمون کے حسب و نسب مین نہین پہونچتا ہے اور آج اُس خاندان مین سے ایک شخص براہمہ کے لباس مین اس مقام مین ساتھ ریاضت کے مشغول ہے اگر سلطان یہ مملکت اُسکے سپرد کرے مناسب ہے اور ایک گروہ نے یہ بات تحسین نرکھی اور کہا ہو کہ دابشلیم مرتاض ایک مرد بد مزاج کہ چند مرتبہ ملک گیری کا دعویٰ کیا اور ہر بار بھائیون کے ہاتھ اسیر ہوا اور جانکی امان پاکر بتخانہ مین پناہ لیگیا ہے اور حسب ضرورت ریاضت اختیار کی ہے نہ اپنے اختیار سے بیت

سر گا و عصار از ان دور کرد است ٭ کہ از تنجیدن رسیمان کو تہ است

لیکن ایک دابشلیم اور اُسکے عزیزونمین سے ہے کہ عقل و دانش مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور تمام براہمہ ہند کے اسکی حکمت اور صحت قول کو قبول کرتے ہین اور وہ فلان دیار کا حاکم ہے اگر سلطان از روے عنایت ایک فرمان اسکے نام صادر فرماوے وہ آنکھون سے ملازمت مین حاضر ہوگا اور ولایت کو جیسا کہ حق نگاہ رکھنے کا ہے نگاہ رکھکر باج و خراج جو کہ قبول کریگا باوجود بعد مسافت کے ہر سال بلا عذر خزانۂ عامرہ مین پہونچایا کریگا سلطان نے فرمایا کہ اگر وہ خود ملازمت مین آتا اور اس امر کی التماس کرتا البتہ عرض اُسکی معرض قبول مین پڑتی لیکن ایک مملکت ساتھ اس وسعت کے تفویض کرنا ایسے شخص کو جو بالفعل ایک ملک کا حاکم ہو اور کہتا ہے کہ ہماری ملازمت سے مشرف ہو عقل و دین اور آئین سے بعید ہے سپرد کرنا دارائی گجرات کی دابشلیم مرتاض کو اسواسطے دابشلیم مرتاض کو طلب کر کے

نہروالہ کی حکومت سانتھ اُسکے رجوع کی اور اسنے باج اور خراج اپنے ذمہ لازم کرکے عرض کی کہ فلاں والشلیم میرے اقوام سے ہے اور میرے ساتھ مقام عداوت میں رہتا ہے جب سلطان کے جانے سے خبر پاویگا بیشک یہاں فوج لاکر تنور وغا گرم کریگا اور جو کہ مجھے ابتک عزت اور تمکن حاصل نہیں ہے میں مغلوب ہونگا اگر سلطان میرے حال پر نظر عنایت مبذول فرماکر اسکا شر مجھسے دفع کرے ہر سال میں کابلستان کے خراج سے دو چند خزانہ عامرہ میں داخل کرونگا سلطان نے فرمایا دو برس کا عرصہ ہوا کہ ہم بہ نیت جہاد غزنین سے برآمد ہوئے ہیں اگر دو سال پر اور چھ مہینے کی مدت گذریگی تو بہرحال ہم اسکی مہم کو فیصل فرما دینگے یہ کہکر والشلیم کی ولایت پر فوج کشی ہوا اور چند عرصہ میں اُسے مسخر اور مفتوح کیا اور اس الشلیم کو زندہ اسیر کرکے والشلیم مرتاض کے سپرد کیا اُسنے عرض کی کہ ہمارے طریق میں بادشاہ کا قتل جائز نہیں ہے بلکہ ایسا دستور ہے کہ جسوقت ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر قدرت پاوے اپنے تخت کے نیچے ایک مکان تنگ و تاریک تعمیر کرائے اور دشمن کو اس میں محبوس کرے اور ایک سوراخ اُسمیں چھوڑے اور اُسی منفذ سے آب طعام اُسے پہونچاوے اُسوقت تک کہ مدت حیات اُن دونوں حاکم غالب اور مغلوب کی انجام کو پہونچے اور جو میں ابتک ویسی ایک جگہ محفوظ موجود نہیں رکھتا بلکہ مجھے اسقدر استطاعت نہیں ہے کہ اپنے دشمن کو اس طریق سے نگاہ رکھوں اور ممکن ہے کہ جب سلطان اس حدود سے نہضت فرماوے اُسکے ہوادار اور جان نثار خروج کرکے اُسے میرے دست قبضہ سے چھین لیں امیدوار ہوں کہ ملازم درگاہ اُسے اپنے ہمراہ دارالملک غزنین میں لیجاویں جب ایک گونہ میری ملکیت ظاہر اور باہر ہوگی اسوقت ایلچی بارگاہ سلطانی میں بھیجکر اُسکی درخواست کرونگا اہالیان سرکار میری استدعا پذیرا کرکے ارسال رکھیں سلطان محمود نے یہ التماس بھی قبول و منظور فرمائی اور دو برس اور چھ مہینے کے بعد مراجعت کا نشان غزنین کی طرف بلند کیا اور جو پرم دیو اور راجہ اجمیر وغیرہم نے ایک لشکر عظیم فراہم کرکے سلطان محمود کے سرراہ تعیینہ کیا تھا اور سلطان نے جنگ و جدال میں مصلحت نہ سمجھی سندھ کے راستہ سے ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس راستہ میں بعضے مقامات میں بے علفی سے اور بعضے محال میں آب کی نایابی سے محنت تمام و سختی اتم نے افواج سلطان کے حال پر راہ پائی اور بہت مشقت سے قطع مسافت کرکے سنہ ۴۱۷ھ چار سو سترہ ہجری میں غزنین میں پہونچا کہتے ہیں جسوقت کہ سلطان بیابان سندھ کی راہ سے ملتان جاتا تھا فرمایا کہ ایک رہبر پیدا کرو ایک ہندو یہ امر قبول کرکے مسلمانوں کا راہبر ہوا اور ایسے راستہ سے لیگیا کہ اس بادیہ میں آب نایاب تھا جب ایک شبانہ روز چلے اور پانی کا کہیں نشان نہ ملا تشنگی کے غلبہ سے عجیب حالت اُردو پر ظاہر اور قیامت کے آثار نمودار ہوئے جب سلطان نے ہندو دلیل سے پرسش حال کی جواب پایا کہ میں سومنات کے فدائیوں میں سے ہوں اور تجھے اور تیرے لشکر کو اسواسطے اس بیابان میں لایا ہوں کہ ہلاک کروں سلطان یہ کلام خصومت التیام اسکا سنتے ہی غضب میں آیا اور تیغ سیاست سے اُسے ہلاک کیا اور اسی شب لشکرگاہ سے برآمد ہوکر صحرا میں گیا اور روئے نیاز زمین عجز پر رکھکر حضرت ذوالجلال سے تضرع و زاری کی اس بلیہ سے نجات طلب کی اور جب ایک پہر رات سے گذری قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے یعنی شمال کیطرف سے ایک روشنی نمایاں ہوئی لشکر حکم کے موافق اس مقام سے کوچ کرکے اس روشنی کے پیچھے روانہ ہوا اور صبح کیوقت ایک چشمہ کے کنارہ پہونچا اور بادشاہ کے خلوص کی برکت سے ایسے ورطہ ہلاک سے نجات پائی والشلیم مرتاض نے سومنات کی حکومت پر استقلال پایا اور چند سال کے بعد ایلچی بالتحفہ ہدایا بسیار اور مع جواہر اور خزائن بیشمار سلطان کے پاس بھیجا اور اپنے دشمن کو طلب کیا سلطان مروت کے سبب اُسکی روانگی میں متردد ہوا لیکن جو ارکان دولت والشلیم مرتاض سے شناسائی رکھتے تھے عرض گذار ہوئے کہ کافران مشرک پر رحم کرنا نہ چاہیے اور خلاف

کرتا جو کچھ سلطان نے قبول فرمایا لائق نہین ہے مبہر حال اُس جوانکو دابشلیم مرتاض کے ایلچیون کے سپرد کیا اور جب ان لوگون نے اُسے سومنات کی حدود مین پہونچایا دابشلیم مرتاض کے حکم سے زندان معہود یعنی وہ محبس کہ جسمین سے قیدی رہا ہو آراستہ کیا اور بسبب اس قاعدہ کے کہ اُنکے درمیان مشہور اور معروف ہے دابشلیم مرتاض خود اُس جوان کے استقبال کو شہر سے برآمد ہوا تو طشت اور آفتابہ خاصہ اپنا اُسکے سر پر رکھکر اپنے ہمراہ رکاب دوڑاوے اور اُس قیدخانہ مین پہونچاوے لیکن دابشلیم مرتاض اثنائے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اسقدر ہر طرف دوڑا کہ آفتاب کی حرارت نے اُسپر غلبہ کیا اور اُسنے ایک درخت کے سایہ مین استراحت فرمائی اور ایک رومال سرخ اپنے منھ پر کھینچا اُسیوقت تقدیر الٰہی سے جانور شکاری سخت چنگل نے رومال رنگین کو گوشت خیال کرکے ہوا سے آتے ہی ایسا چنگل اُس رومال پر مارا کہ اثر ناخن کا دابشلیم مرتاض کی آنکھ مین پہونچا اور چشم زدن مین اندھا ہو گیا اور چونکہ اُس عہد مین اعیان ہند معیوبون کی اطاعت نکرتے تھے سپاہیون کے درمیان شور برپا ہوا اور اس اثنا مین دابشلیم دوسرا آ پہونچا اور اُسکے سوا دوسرا سلطنت کا استحقاق نرکھتا تھا سبھون نے اُسکی سلطنت پر اتفاق کیا اور وہی طشت اور آفتابہ دابشلیم مرتاض کے سر پر رکھوا کر زندان معہود تک دوڑاتے لیگئے اور دابشلیم ثانی کو بڑے تزک و حشمت سے تخت پر بٹھا کر نذرین دین توپخانون مین سلامی کی شلک ہوئی پھر نہایت تجمل و شان سے آستانہ سلطنت کاشانہ دولت مین داخل کیا تمام قلمرو کا نقد و جنس اُسکے تصرف مین آیا اور سکہ بنام جاری ہوا منادی نے ندا کی دوہائی پھر گئی میر سوز کا قول صادق آیا بیت پل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ؛؛ کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہے ؛؛ سبحان اللہ کارخانۂ قدرت عجیب و غریب ہے نہ اعتماد سلطنت و حکومت پر نہ قیام عزت و عسرت پر طرفۃ العین یعنی پلک مارتے مین دابشلیم مرتاض نے جیسا کہ اس جوان کے بارہ مین اندیشہ کیا تھا خود نشین گرفتار ہوا مضمون من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ ظہور مین آیا اور اپنے کام مین متعجب ہو کر بجائے اشک خون اپنی آنکھ سے گراتا تھا اور اپنے حسب حال مضمون ہمفال کو زبان پر لاتا تھا فرد چشم و دل بدن خاکیم در آتش و آب ست ؛؛ بچشم بین و بدل رحم کن کہ حال خراب ست ؛؛ سچ ہے بقول مرزا رفیع عجیب نادان ہین جن کو ہے عجب تاج سلطانی ؛؛ فلک بال ہما کو دم مین سونپے ہے مگس رانی ؛؛ ارادت بیچون ایک کو تخت شاہی سے اُتار کر دوسرے کو شکم ماہی مین نگاہ رکھتی ہے اور جامع الحکایات مین یہ بھی مذکور ہے کہ سلطان محمود نے اس ولایت کے بتخانون مین سے ایک بتکدہ مین ایک بت ہوا مین معلق ایستادہ دیکھا اور اُسکے قدم کسی چیز پر قائم نہ تھے سلطان حیرت مین آیا اور اسکا بھید اس عصر کے حکما سے استفسار کیا سبنے عرض کی کہ اس بتخانون کی تمام چھت اور دیوارین سنگ مقناطیس سے بنی اور وہ بت آہن ہے اور قوت جاذبہ اطراف و جوانب اس بت کے نسبت حکم تساوی رکھتی ہے لاجرم بت درمیان ایستادہ ہو کر کسی طرف مائل نہین ہے جب سلطان کے حکم سے ایک دیوار اُسمین سے منہدم ہوئی وہ بت اوج ہوا سے سرنگون زمین پر آیا **ذکر صدور نامہ خلیفہ مشتمل بر القاب** اس سال جو سلطان نے سومنات کے سفر سے معاودت کی خلیفہ القادر باللہ عباسی نے القاب نامہ سلطان محمود کو تحریر کرکے نشان خراسان اور ہندوستان اور نیمروز اور خوارزم کا بھیجا اور اُسکے فرزندون اور بھائیون کے القاب نامہ مین مندرج کرکے سلطان کو کہف الدولہ والاسلام اور امیر مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملۃ اور امیر محمد کو جلال الدولہ جمال الملۃ اور امیر یوسف کو عضد الدولہ مؤید الملۃ ملقب کرکے تحریر کیا کہ تو جسے ولیعہد کریگا ہم بھی اُسے قبول کرینگے اور یہ نامہ سلطان کو بلخ مین پہونچا اور اسی سال سلطان نے اُن جٹ قومون کی گوشمالی کا آہنگ کیا کہ جنکا بسنا کوہ جودی کے نیچے دریا کے کنارے سے واقع ہوئی تھی

اوران مقہوروں نے سومنات سے مراجعت کیوقت افواج سلطانی پے انواع انواع بے اعتدالیان کین اور قسم قسم کے آزار پہونچائے تھے لشکر عظیم ملتان کیطرف کھینچا اور وہان پہونچکر ایکہزار چارسو کشتی تیار کروائین اور ہرایک کشتی مین لوہے کی تین شاخین نوکدار کمال قوت اور تیزی کے ساتھ مضبوط جڑین ایک کشتی کی پیشانی پر اور دو اسکے دونون پہلو پر نصب کین اور اسکے لگانے سے یہ غرض تھی کہ جو چیز ان شاخون کے مقابل آتی ریزہ ریزہ شکست ہوتی اور یہ تمام کشتیان پانی مین ڈالین اور ہرایک کشتی مین بیس نفر مسلح باتیر و کمان و قارورۂ نفط بٹھلائے اور جٹون کے اخراج کیواسطے متوجہ ہوئے اور جٹون نے خبردار ہوکر اپنے اہل و عیال جزیرون مین بھیجدیے اور خود جریدہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے چار ہزار کشتی اور ایک روایت مین آٹھ ہزار کشتی دریا مین ڈالین اور ہرایک کشتی مین ایک جماعت مسلح سوار کرکے مقابلہ اور مقاتلہ کو دوڑے جب طرفین کا سامنا ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی اور جو کشتی سلطان محمود کی کشتی کے مقابل آتی تھی کشتی کی شاخ سے ٹکرا کر شکستہ اور غرق ہوتی تھی یہانتک کہ تمام جٹان غرق ہوئے اور مابقی علف تیغ ہلاک ہوئے اور سلطان کے لشکر نے انکے عیال کے سر پر جاکر سبکو اسیر اور دستگیر کیا سلطان نے مظفر و منصور ہوکر غزنین مین معاودت فرمائی اور ۴۱۸ھ چارسو اٹھارہ ہجری مین سلطان محمود نے امیر طوس ابوالحرب ارسلان کو ساتھ ابی ورد و نسا کے نامزد کیا تو ترکمانان سلجوقی کو کہ آب امویہ سے عبور کرکے اس حدود مین فساد کرتے تھے جاتے ہی استیصال کرے امیر طوس نے جنگہاے عظیم اور معرکہ ہاے شدید کے بعد عرضداشت کی کہ جب تک سلطان اپنی ذات خاص سے اسطرف رونق افروز ہوگا ترکمانونکے فساد کا تدارک ممکن نہین ہے سلطان نے بنفس نفیس خود توجہ فرمائی اور انکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور چونکہ امرا اسکے ملک عراق پر مستولی ہوے اور وہ ملک آل بویہ کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا آخر شہر وہانسے رے مین گئے اور خزانے اور دفینے رے کے کہ دیالمہ کے حکام نے سالہاے دراز مین جمع کیے تھے بے مشقت اور محنت انھین دستیاب ہوئے اور باطل مذہبان اور قرامطہ سے وہان بہت تھے جس شخص پر مذہب کا اختلاف ثابت ہوا گردن ماری پھر سلطان نے رے اور صفہان کی ولایت امیر مسعود کو ارزانی فرمائی اور خود غزنین کیطرف رجوع فرمائی اور تھوڑے عرصہ مین سلطان کو مرض سوء القنیہ یا سل کا بہم پہونچا ہر روز وہ مرض قوت پکڑتا تھا اور سلطان اپنے تکلف سے خلائق کی نظر مین قوی دکھائی دیتا تھا اور اس حال سے بلخ گیا اور جب بہار آئی غزنین کیطرف روانہ ہوا اور وہ مرض قوی تر ہوا غزنین مین اسی مرض سے پنجشنبہ کے دن تئیسوین ربیع الثانی ۴۲۱ھ چارسو اکیس مین لاکھ حسرت اور آرزو مینا اس کہنہ دہر سے ترسٹھ برس کے سن مین رحلت ہوا مدت اسکی سلطنت کی پینتیس ۳۵ برس تھی اسکا جنازہ رات کو کہ مینہ برستا تھا اٹھا کر قصر فیروز غزنین مین مدفون کیا اور سلطان محمود ایک مرد میانہ قد اور خوش اندام اور چیچک رو تھا اور وہ پہلا بادشاہ ہے کہ سلطان کی لفظ اپنے اوپر اطلاق کی اور یہ خبر صحیح ہے کہ سلطان محمود نے اپنی وفات سے دو روز پیشتر حکم دیا تو خزانہ کی تھیلیان اشرفی اور روپیوں اور انواع جواہر نفیسہ اور اصناف نفائس کہ اپنی مدۃ الحیات مین جمع کیا تھا اپنے محل سرا کے صحن مین حاضر کرکے مکان کو رشک گلستان ارم کیا اور سلطان محمود اسے چشم حسرت سے دیکھتا تھا اور ہاے ہاے کے نعرہ مار کر رو دیا اور ایک ساعت کے بعد پھر خزانہ مین واپس بھیجا اور ایسے وقت مین کہ پیمانہ عمر آب بقا سے لبریز ہوچکا تھا اور زندگی سے یاس تھی اسمین سے کسیکو مستفیض اور بہرہ مند نہ کیا اور ایسی ہی وجوہ سے خلائق اس شاہ والانژاد کو ساتھ بخل کے نسبت دیتی ہے پھر دوسرے روز سلطان محفہ مین سوار ہوکر میدان کی سیر کو گیا اور اپنے حکم سے تمام ممالیک خاصہ اسپان تازی و استران بردعی و فیلان کوہ شکوہ و شتران قوی ہیکل اور سواے اسکے سلطان کی نظر ثانی کیواسطے لیگئے انھین بھی مشاہدہ کرکے متامل ہوا اور نوحہ گرون کے اندازہ چیخین مار کر رو دیا اور گریہ کنان اپنے قصر کیطرف معاود ہوا

اور ابو الحسن علی بن حسن میمندی سے منقول ہے کہ ایک روز سلطان محمود نے ابو طاہر سامانی سے پوچھا کہ آل سامان نے
جواہر قیمتی سے کسقدر جمع کیا تھا جواب دیا کہ امیر نوح سامانی کے عہد میں سات رطل جواہر نفیسہ خزانے میں تھا سلطان محمود نے
منھ خاک پر رکھکر فرمایا الحمد للہ کہ حق سبحانہ تعالی نے میرے تئین جواہر نفیسہ خاصہ سو رطل سے زیادہ ارزانی رکھا اور یہ بھی منقول
ہے کہ سلطان کے آخر عمر میں یہ خبر پہونچی کہ نیشاپور میں ایک مرد نہایت مالدار ہے سلطان نے اسکے حضار کا حکم صادر فرمایا جب وہ
حاضر ہوا سلطان نے اس سے خطاب کیا کہ اے شخص میں نے سنا ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہے اس مرد نے جواب دیا کہ اے شاہ
با انصاف دعاگو ملحد اور قرمطی نہیں غلام میں عیب یہ ہے کہ مال کثرت سے رکھتا ہے جو کچھ ہے مجھسے سرکار لے اور مجھے بدنام نکرے
سلطان محمود نے تمام مال اُس سے لیکر اور ایک نشانی اُسکے حسن عقیدت کے بارہ میں تحریر کرکے اسکے سپرد کی اور طبقات
ناصری سے مفہوم اور معلوم ہوا کہ سلطان محمود حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء کے بارہ میں متردد تھا اور قیامت کے ہونے اور ناصر الدین
سبکتگین کے منتسب ہونے میں ایک شک رکھتا تھا ایک شب کو خلوت میں کسی مقام سے آتا تھا اور فراش شمعدان طلائی میں
شمع روشن کیے ہوئے آگے جاتا تھا اور ایک طالب علم مدرسہ میں اپنا سبق یاد کرتا تھا اور تاریکی کے سبب سے محتاج مطالعہ
عبارت کتاب ہوتا تھا چراغ بقال کی روشنی میں جاتا تھا سلطان کا دل اس طالب علم کی ناداری پر کڑھا وہ شمعدان
اُسی کو مرحمت فرمایا اور اسی شب حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اُسے فرماتے ہیں یا ابن ناصر الدین
سبکتگین اعزک اللہ فی الدارین کما اعززت ورثتی اس حدیث سے تینوں مشکلیں اسکی حل ہوئیں کہتے ہیں کہ سلطان کے
فوت سے دوسرے سال غزنین میں ایک سیل عظیم واقع ہوئی اُسکے سبب اُس شہر کی بہت عمارات خراب و مسمار اور خلائق
بیشمار ہلاک ہوئی اور جو بند کہ عمرو بن لیث صفار نے اپنے عہد سلطنت میں باندھا تھا اس سیل سے بقدر خراب ہوا کہ نشان
اسکا ظاہر نرہا اور اہل بصیرت اس واقعہ کو وقوع اس شاہ عادل کے آثار فوت سے جانتے تھے کسواسطے کہ اس بادشاہ میں عدل
اس مرتبہ تھا کہ ایک روز ایک شخص فریادی آیا اور سلطان محمود نے اُس سے ملتفت ہوکر احوال پوچھا اُسنے عرض کی قصہ کا
میرا ایسی نہیں کہ سر دربار مجلس میں عرض کروں سلطان نے اُسے تخلیہ میں طلب کرکے استفسار فرمایا اُسنے عرض کی
کہ بادشاہ کا بھانجا ایک مدت مدید سے میرے گھر میں آتا ہے اور مجھے ضرب ہائے تازیانہ سے مکان سے نکالتا ہے اور میری جورو کے
ساتھ صبح تک رہتا ہے اور میں نے اس مدت میں تمام اعیان دولت سے استغاثہ کیا لیکن کسیکو یہ حوصلہ اور یارا نہیں کہ جو عرض
او نہیں مین پہونچاوے کسواسطے کہ سب اُسکا ملاحظہ کرتے ہیں اور کسیکو اسقدر حق سبحانہ تعالی کا ہراس و ترس نہیں کہ فقیر عاجز کی
خاطر فاتر کا ملاحظہ کرکے دادرسی کا درپے ہو جب میں سب سے ناامید اور مایوس ہوا آپکی درگاہ میں رجوع کرکے فرصت کا منتظر
تھا آج یہ دولت میسر ہوئی حق سبحانہ تعالی نے اپنے افضال سے تجھے بادشاہ کیا احوال رعایا اور زیر دستوں کا تجھسے پوچھیگا
اگر فریاد کو پہونچیگا فہو المراد والا صبر کرونگا تو منتقم حقیقی اپنے عدل و قہر سے انتقام تجھ عاجز کا ظالم سے لیویگا سلطان
محمود یہ کلام بصداقت انجام سنکر متاثر ہوا اور اشک گرم آنکھوں میں بھر لایا اور رحم دلی سے فرمایا کہ مسکین تو کسواسطے اب سے
پیشتر میرے پاس نہ آیا اُسنے عرض کی کہ اے شاہ عدالت پناہ ایک مدت سے میں ہر روز انتظار کھینچتا تھا آج بہزار مشقت دربانوں
اور چوبداروں کی نظر بچا کر حضور کی خدمت میں پہونچا اور نہیں تو ہم ایسے فقیروں کی کیا مجال کہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض حال
اپنا کریں سلطان محمود نے کہا کہ اب جو تو نے اپنی سرگذشت مجھے سنائی دوسرے کو اس امر سے واقف نکرنا یعنی کبھی نہ کہنا کہ میں نے
احوال اپنا بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا ہے اپنے مکان میں جاکر مطمئن بیٹھ اور جسوقت وہ ظالم اپنی عادت کے موافق آوے اور مجھے

نکالے فوراً میرے پاس آنکر مجھے خبردار کرنا اُسنے گذارش کی کہ اے سلطان مجھے پھر ایسا وقت کہاں میسر ہوگا کہ بہ ذریعہ مقدار
پھر اپنے تئین بارگاہ عرش اشتباہ میں پہونچا کر دیدار فائز الانوار سے مشرف ہو سلطان نے بانوئکہ طلب کے اُس مرد کو اپنی چھلا یا
اور یہ حکم قطعی دیا کہ جسوقت یہ آوے خبردار مانع ہونا بلا توقف جہاں میں ہوں آنے دینا اور علاوہ اسکے بادشاہ نے اُس مرد سے
آہستہ فرمایا کہ اگر ایسا وقت ہو کہ یہ یعنی دربان وغیرہ تجھسے کہیں کہ بادشاہ استراحت میں ہے یا دوسرا بہانہ کرکے روکیں تو فلاں
مقام سے آنکر آہستہ آواز دینا کہ اپنے مقصد کو پہونچیگا غرض وہ شخص مطمئن ہو کر اپنے مکان پر گیا اور اُس شب بلکہ دوسری شب وہ
اُسکے گھر میں نگیا تیسری شبکو بادشاہ کا بھانجا آدھی رات کو بعادت معہود اُسکے مکان میں آیا اور اُسے گھر سے نکالکر بفراغت
اپنے کام بد انجام میں مشغول ہوا وہ شخص بسرعت تمام افتان وخیزان بارگاہ سلطانی میں گیا دربانوں نے روکا اور بولے کہ اسوقت بادشاہ
حرم سرا میں ہے کسیکا وہاں گذر نہیں اور اگر دیوانخانہ میں رونق افروز ہوتا تو تجھکو کوئی مانع ہوتا لاچار وہ مرد اُس مقام میں کہ سلطان
محمود نے اُسے کہا تھا گیا اور آہستہ آواز دی کہ اے سلطان کیا کرتا ہے سلطان محمود نے فوراً جواب دیا کہ اے فقیر ٹھہر میں آیا یکبارگی برآمد ہوکر اُس
شخص کے ہمراہ روانہ ہوا جب اُسکے مکان میں پہونچا اپنے بھانجے کو اُسکی زوجہ کے ساتھ ایک فرش پر مست بادہ نوم پایا اور شمع کو اُن دونوں
کے حال زشت پر روتے و جلتے اور پروانہ کو سر دھنتے دیکھا سلطان نے شمع گل کی اور خنجر نکالکر اسکا سرتن سے جدا کیا اُسکے بعد
فرمایا اے مرد ایک جرعہ آب اگر ممکن ہو بسبیل استعجال لا تو میں نوش کروں اُسنے فوراً کوزہ آب حاضر کیا سلطان محمود آب نوش کرکے اُٹھا
اور کہا اے فقیر جا اب بفراغت تمام استراحت کر اُس مرد نے پانوں سلطان کے دامن میں مارا اور کہا کہ تجھے اس خدا کی سوگند ہے کہ جسنے تجھے
دولت اور حشمت کرامت فرمائی مجھے سچ بتا کہ شمع کے بجھانے کا کیا سبب تھا اور پھر پانی طلب کرنے اور پینے کی کیا وجہ تھی اور
تونے کیا کیا جو مجھسے کہتا ہے جا فراغت سے خواب کر سلطان نے فرمایا اے مظلوم میں نے شر ظالم کا تجھسے دفع کیا اور اب بھانجہ کا سر تن
جدا کرنے لیے جاتا ہوں اور شمع کے بجھانیکا یہ باعث تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صلہ رحمی کی محبت مانع نہ آوے اور پانی
طلب کرنیکی یہ وجہ تھی کہ جسوقت تونے حال اپنا مجھسے کہا میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب تک اُس ظالم کا شر اس مظلوم سے دفع
نکروں آب و طعام زبان پر نرکھوں چنانچہ اس تین شبانہ روز میں ہر وقت منتظر تھا اب جو میں نے شر اُسکا تجھسے دفع کیا تشنگی کے
غلبہ کے سبب سے اِن تین روز سے میں پیاسا تھا جرعہ آب طلب کرکے نوش کیا الغرض عقلائے نیکاندیش پر مخفی اور پوشیدہ نہوگا کہ
اگرچہ سلاطین نامدار سے حکایات عدالت شعار بکثرت تمام منقول ہیں لیکن ایسی حکایت آج تک کسی سے منقول نہیں ہے واللہ اعلم
العباد اور تواریخ بناکتی میں مرقوم ہے کہ جب سلطان محمود خراسان کی طرف متوجہ ہوا چاہا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت
کروں لیکن اس ارادہ کے بعد یہ بھی اُسکے دل میں گذرا کہ میں نے اپنے مکان سے اُنکی زیارت کا عزم نہیں کیا اس سال میں خراسان کے
مصالح کا آہنگ کرکے آیا ہوں بطفیل اس کام کے دوستان خدا کی زیارت کرنی شرط ادب سے بعید ہے اس سال خراسان
معاودت کرکے ہندوستان گیا اور وہاں سے پلٹ کر غزنین آیا اور شیخ کی زیارت کا احرام باندھکر خرقان گیا جب خرقان میں
پہونچا کسی کو شیخ کے حضور بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان آپکی زیارت کو غزنین سے خرقان میں آیا ہے اگر آپ خانقاہ سے اُسکے دیکھنے
کو بارگاہ میں آئیں مراحم ذاتی سے دور نہوگا اور ایلچی کو یہ بھی فہمائش کی کہ اگر شیخ اہل حرمت انکار کرے یہ آیہ کریمہ اسکے سامنے
پڑھنا یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم رسول نے وہ پیغام کہ سلطان نے زبانی کہا تھا ادا کیا اور جب انکار
کیا یہ آیت پڑھی شیخ نے فرمایا تو مجھے اس تکلیف سے معذور رکھ اور محمود سے کہ کہ میں اطیعوا اللہ میں ایسا مستغرق اور ڈوبا ہوں کہ
اطیعوا الرسول سے خجالت لیجاتا ہوں و رساتھ اولی الامر منکم کے کہاں مشغول ہوں ایلچی نے سلطان محمود سے ظاہر کیا سلطان نے یہ کلام سنتے ہی

کی اور اپنے مصاحبوں سے کہا اُٹھو کہ یہ وہ مرد نہیں ہے کہ میں نے گمان کیا تھا پھر اپنی پوشاک ایاز کو پہنائی اور دس کنیزوں کو جامۂ غلامان
پہنا کر خود بجائے ایاز ایستادہ ہوا اور امتحاناً شیخ کے صومعہ کیطرف متوجہ ہوا جب صومعہ کے دروازہ سے اندر آئے اور شیخ کو سلام
کیا شیخ نے جواب دیا لیکن تعظیم کیواسطے قیام نہ کیا پھر سلطان محمود کو بنظر غور دیکھا اور ایاز کی طرف کچھ التفات نہ کی محمود نے کہا
اے شیخ تو سلطان کی تعظیم و تکریم کیواسطے نہ اٹھا کیا یہ سب جال ہے شیخ نے کہا تمام جال ہے لیکن مرغ اسکا نہیں ہے اور کہ تجھے آگے کیا گیا ہے
سلطان محمود بیٹھا اور کہا مجھسے کچھ بات کیجیے فرمایا نامحرموں کو باہر کر سلطان نے لونڈیوں کو اشارہ کیا وہ صومعہ کے باہر نکل گئیں
سلطان نے کہا مجھے بایزید بسطامی کے اقوال سے کوئی بات سنایئے شیخ نے فرمایا بایزید نے یوں کہا ہے کہ جس شخص نے مجھے دیکھا رقم شقاوت سے
امین ہوا سلطان محمود نے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بایزید سے زیادہ ہے پس ابوجہل اور ابولہب آنحضرت کے دیدار
فائز الانوار سے مستفیض ہوئے تھے کس واسطے اہل شقاوت سے ہیں شیخ نے فرمایا محمود ادب نگاہ رکھ اور تصرف اپنی ولایت میں کر
مصطفیٰ کو کسی نے سوائے چار یاروں اور بعضے صحابہ کے نہ دیکھا اور دلیل یہ ہے قول خدا عزوجل ہے وتراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون
سلطان محمود کو یہ بات پسند آئی اور کہا مجھے نصیحت کیجیے فرمایا چار چیز اختیار کر اول پرہیزگاری دوسرے نماز جماعت تیسرے سخاوت
چوتھے شفقت خلق پر پھر سلطان نے التماس دعا کی فرمایا میں نماز پنجگانہ میں دعا کرتا ہوں اللھم اغفر للمومنین والمومنات کہا یہ
دعا سے عام ہے خاص کیجیے فرمایا عاقبت محمود ہو پھر سلطان نے اشرفیوں کا بدرہ روبرو رکھا شیخ نے جو کی روٹی سلطان کے روبرو
رکھی اور فرمایا اسے تناول کر سلطان محمود نے اسمیں سے ایک لقمہ منہ میں لیکر چبایا اسکے حلق میں پھنسنے لگا شیخ نے کہا کہ یہ روٹی
تیرے گلے میں پھنستی ہے کہا ہاں شیخ نے فرمایا تیرا بدرہ زر بھی اسیطور ہمارے حلق میں پھنستا ہے اٹھا لے کس واسطے کہ میں نے اسے طلاق دی
ہے سلطان نے فرمایا مجھے کوئی اپنی نشانی یادگار عنایت فرمایئے شیخ نے اپنا پیراہن کہ مراد خرقہ سے ہے عنایت کیا سلطان محمود جب رخصت
ہوا شیخ تعظیماً ایستادہ ہوا سلطان نے کہا اول آپ نے میرے آنے پر التفات نہ فرمائی اور اب تعظیم کیواسطے آپنے کیوں تکلیف کی شیخ نے
فرمایا اول تو رعونت بادشاہی اور نخوت امتحان میں آیا تھا اب تو انکسار درویشی میں جاتا ہے پھر سلطان چلا گیا جس وقت سومنات
پر تاخت کی اور جب دابشلیم اور پرم دیو کی جنگ میں اُسے شکست کا خوف ہوا سلطان مضطرب ہوکر ایک گوشہ میں گیا
اور منہ خاک پر رکھکر اس پیراہن کو ہاتھ میں لیکر درگاہ الٰہی میں عرض کی الٰہی اس صاحب خرقہ کی آبرو کے طفیل مجھے
کفار پر ظفریاب کر اور جسقدر یہاں سے غنیمت دستیاب ہوگی درویشوں پر تقسیم کرونگا دفعتہً اس طرف ایک ابر یعنی گرج اور
ظلمت پیدا ہوئی کہ کفار کو تاریکی سے دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی آپسمیں خونریزی کرکے متفرق ہوئے لشکر اسلام نے
ظفر پائی اور اسی شب کو سلطان نے خواب میں دیکھا کہ شیخ فرماتے تھے کہ اے محمود تو نے میرے خرقہ کی آبرو کچھ نہ کی اگر تو دعائے
اسلام تمام کفار کیواسطے کرتا اجابت ہوتی اور جامع الحکایات میں وارد ہے کہ سلطان جب شیخ کے پاس آیا کہا اگرچہ جہات خراسان کی
کثرت تھی لیکن میں غزنین سے بعزم زیارت اس جناب کے آیا ہوں شیخ نے فرمایا اے محمود اگر تو نے غزنین سے میرا احرام باندھا کیا
عجب کہ لوگ خانہ خدا سے احرام باندھیں اور تیرے پاس آویں یہ حالات سلطان کہ شیخ ابوالحسن خرقانی اسکے حق میں الیافوا ء
اور روضۃ الصفا میں مسطور ہے کہ ایک روز سلطان محمود اپنے محل میں بیٹھا تھا اور دریچہ سے چپ و راست نظر کرتا تھا ناگاہ اسکی
نگاہ ایک بے سروپا پر پڑی کہ تین مرغ لیے ایستادہ ہے جب سلطان کو اسنے اپنی طرف ملتفت اور متوجہ دیکھا ایک اشارہ
کیا سلطان نے اغماض سے اپنے دل میں کہا یہ اشارہ اسنے کیوں کیا پھر ایک ساعت کے بعد دوبارہ سلطان نے نگاہ اس کی
طرف کی اسنے پھر اشارہ کیا سلطان نے اُسے اپنے روبرو بلا کر استفسار کیا کہ یہ جانور کیسے ہیں اور تو نے اشارہ کیا تھا اسنے عرض کی

کہ میں ایک مرد قمار باز ہوں اور آج میں سلطان کو غائبانہ شریک کرکے جوا کھیلا تھا جو مرغ میری جیت میں آئے تھے یہ حصہ آپکا موجود ہے سلطان نے حکم دیکر وہ مرغ منگوا لیے دوسرے روز قمار باز (یعنی جوا باز ۱۲) دو مرغ اور لایا سلطان اُسسے بھی لیکر متفکر ہوا کہ آیا یہ کس مکر میں ہے تیسرے روز پھر تین مرغ لایا چوتھے روز وہ مرد ذی ہوش بیک بینی و دو گوش سلطان کے مقابل ایستادہ ہوا اور تہیدستی سے محزون اور ملول ہوکر سر جھکا لیا سلطان نے جب اُسے اس حالت میں دیکھا فرمایا آج ہمارے شریک کو حادثہ عظیم بلکہ غم کا پہاڑ ٹوٹا ہے کہ آثار ملال کے اسکے چہرہ حال سے ظاہر ہیں پھر اسے اپنے پاس بلاکر استفسار حال کیا اُسنے عرض کی کہ آج غلام نے سلطان کی شرکت میں ہزار دینار زر سرخ ہارے ہیں اور میرے ہم پیشہ نے جیتے ہیں سلطان نے متبسم ہوکر پانسو دینار اُسے دلوا دیے اور فرمایا کہ آیندہ جبتک میں حاضر ہوں میری شرکت میں جوا نہ کھیلنا اور حبیب السیر میں مرقوم ہے اول وہ شخص کہ جسنے سلطان محمود کی وزارت کی ابو العباس فضل بن احمد اسفراینی تھا اور اوائل میں وہ فائق کی کتابت میں جو امراے سلاطین سامانی کے سلک میں انتظام رکھتا تھا مصروف تھا جب فائق کا آفتاب اقبال سرحد زوال میں پہونچا اسنے تئیں امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت میں پہونچا کر مسند وزارت پر بیٹھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود نے بھی اُسی منصب پر مقرر رکھا جو ابو العباس کا جمال حال حلیہ فضل و تبحر لغت عرب سے عاری تھا مناشیر اور فرامین اور احکام سلطان جو عربی میں تحریر کرتے تھے فارسی لکھنے کا حکم دیا (مناشیر جمع منشور یعنی فرمان ۱۲) لیکن خواجہ بزرگوار یعنی خواجہ احمد میمندی نے پھر عربی کیا اور ابو العباس فضل امور مملکت کے انتظام اور سپاہ و رعیت کے سرانجام مہام میں ید بیضا دکھلاتا تھا یعنی نظیر اپنا نہ رکھتا تھا جب دس برس اسکی وزارت سے گذرے آخر کو اُسکے طالع نے اوج اقبال سے حضیض وبال کیطرف انتقال کیا یعنی وہ وزارت سے معزول ہوا اور بعض مورخوں نے اسکے عزل کا سبب یون لکھا ہے کہ سلطان محمود غلامان خورشید عذار کے فراہمی کا نہایت شوق رکھتا تھا اور ابو العباس فضل اس بارہ میں بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم عمل کرتا تھا ایکمرتبہ بعضے ولایات ترکستان سے خبر ایک غلام پری پیکر حور وش کی سنی اپنے معتمدون میں سے ایک شخص کو اُسطرف روانہ کیا کہ اس غلام کو خرید کرکے عورات کے لباس میں پہونچاوے سلطان نے کیفیت واقعہ کی ایک غماز اور نمام سے سنکر وزیر یعنی ابو العباس کے پاس آدمی بھیجا اور غلام کو طلب کیا ۔ ابو العباس فضل نے انکار کیا سلطان محمود کسی بہانہ سے بدون اطلاع اور اچانک اسکے مکان میں تشریف لیگیا فضل لوازم ایثار اور نیاز میں مشغول ہوا اور اسی اثنا میں وہ غلام مہر لقا مشتری سیما اُسکے روبرو آیا بادشاہ غضبناک ہوا اور وزیر کی ضبطی کا حکم جاری کیا ناگاہ اسی حال میں رایات ظفر آیات ہندوستان کی طرف حرکت میں آئے اور بعض امراے بدسگال نے اخذ مال کی طمع میں ابو العباس فضل کو اسطرح سے شکنجہ کیا کہ اُسکے صدمہ سے ہلاک ہوا اسکے بعد خواجہ بزرگوار احمد بن حسن میمندی منصب وزارت پر منصوب ہوا اور احمد بن حسن میمندی سلطان محمود کا برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی اور ہم سبق اور اسکا باپ حسن میمندی امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد سلطنت میں قصبہ بست کی تحصیل میں قیام کرتا تھا لیکن بسبب ایک خیانت کے کہ اُسکی طرف منسوب کی امیر ناصر الدین سبکتگین کے فرمانے سے مصلوب ہوا اور جو کہ بین الناس مشہور و معروف ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے سلک وزرا میں منسلک تھا یہ غلط اور محض خطا ہے اور احمد بن حسن کہ جو خوشنویسی اور جودت فہم اور فضل میں انصاف رکھتا تھا ابتدا میں داروغہ دیوان انشا اور رسالت کیا اور خدمات التفات سلطانی سے درجہ بدرجہ ترقی دیتی تھی یہانتک کہ منصب استیفاے ممالک پر پہونچ کر شغل جائزہ لشکر و مکاشل امر مذکورہ کے ہوا اور چند عرصہ کے بعد ضبط اموال بلاد خراسان بھی ساتھ اشغال سابقہ کے انضمام پایا اور وہ جناب اس مہام کے عہدہ سے جیسا کہ چاہیے باہر آیا جب مشرب مذہب سلطانی نے ابو العباس اسفراینی کی نسبت سمت تکدر قبول کیا زمام وزارت نے من حیث الاستقلال

اس خواجہ ستودہ خصال کے کف کفایت میں قرار پکڑا اٹھارہ برس تک کارروائی ملک ومال میں مشغول رہا اسکے بعد ایک جماعت امرا سے بزرگ سے مثل التونتاش سپہ سالار اور امیر علی خویشاوند نے محفل رفیع سلطانی میں زبان اس منبع فضل وحسنات کی غیبت اور بہتان میں کھولی اور وہ باتیں سلطان محمود کے دل میں موثر ہوئیں شاہ نے عزل کی رقم احمد کی پیشانی احوال پر کھینچی اور بہرام نام کہ ایک اسکے خواص سے تھا اُسے سپرد کرکے حکم دیا کہ اسے کشمیر کے درہ پر لیجا کر جسکی نمان نام ایک شخص کہ وہان مقرر ہے تفویض کرے تو وہ اُسے قلعہ کالنجر میں قید کرے غرض وہ تیرہ برس اس قلعہ میں مقید رہا اور سلطان مسعود کی اخیر سلطنت میں زندان ستم سے رہائی پائی اور پھر منصب وزارت پر سرفراز ہوا آخر ۴۲۴ھ میں جو بیس میں انتقال کیا اور سلطان محمود نے ایک مدت کے بعد حسن بن میکال کو جو حسنک میکال سے شہرت رکھتا تھا اور ابتدائے ایام لڑکپن و شروع اوقات نشوونما میں اسکی ملازمت میں بسر لیجاتا تھا اور تیزی طبع اور جودت گفتار و محاسن کردار میں موصوف و معروف تھا شاہ نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور وہ سلطان کی مدت الحیات تک اس امر پہ مقیم رہا مورخان تفضل الحسن کے حالات میں روایت کرتے ہیں کہ ایک دن کہ سلطان محمود امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت میں ابو علی سیمجوری کے دفع میں متوجہ تھا ایک مقام میں اسنے سنا کہ یہاں ایک درویش گرامی مذہب ہے زہد و عبادت کی صفت میں موصوف اور اظہار کرامات اور خوارق عادات میں معروف اُسے زاہد آہو پوش کہتے ہیں چونکہ سلطان درویشوں اور گوشہ نشینوں سے عقیدہ کامل رکھتا تھا زاہد کی ملاقات کی خواہش کی اور حسن سے کہنے لگا اس طبقہ کا تھا فرمایا ہر چند میں خوب جانتا ہوں کہ مجھے اہل تصوف اور ارباب ہمت سے ارادت والفت نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ زاہد آہو پوش کی زیارت کیواسطے میرا ساتھ دے حسن نے سلطان کے حکم کی موافقت کی اور سوار ہو کر اسکے دروازہ پر آیا سلطان نے باصد شوق و ہزار ارمان نیاز زاہد سے ملاقات کی درویش نے باتیں تصوف کی بیزشرع کہیں اور اُن باتوں کے سننے سے بادشاہ کا عقیدہ درویش کیطرف زیادہ ہوا اور فرمایا کہ اگر تم کہو تو آپکے خادموں کو مطلوب ہو میرے خزینہ دار دون وصول فرمایئے زاہد نے ہاتھ بلند کیا اور ایک مٹھی بھر دینار زر سرخ بادشاہ کی ہتھیلی پر رکھکر کہا جس شخص کو خزانہ غیب سے اسیطرح ہاتھ آوے اُسے غیر کے مال کی کب احتیاج ہووے سلطان نے زاہد کی کرامات پر گمان کیا اور وہ دینار حسن کے حوالے کیے حسن نے وہ دینار سکہ کو دیکھا کہ اُن پر ابو علی سیمجوری کا سکہ ہے پوشیدہ ہوکے پاس پہونچکر باہر آئے سلطان نے حسن سے کہا کہ ان خوارق عادات کی نسبت انکار نہ کرنا چاہیے حسن نے جواب دیا کہ عظام اولیا کی کرامات کا منکر نہیں ہوں لیکن میں مناسب نہیں سمجھتا کہ ایسے شخص کی صحبت کیواسطے جاویں کہ آسمان پر جسکے نام سکہ یار تے ہیں سلطان نے اسکی حقیقت پوچھی اُسنے وہ تکلیات اُسسے کہلائے جب سلطان محمود کی نظر ابو علی سیمجوری کے سکہ پر پڑی منفعل ہوا راقم الحروف کہتا ہے کہ حسن کے کلام سچا ہیں کیواسطے کہ اسقسم کی چیزیں ہیں بموجب فرمان ایزدی کے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اور رجال الغیب یا اسی عالم سفلی سے ایک یا کسی حوالی اور جگہ سے بطریق شرع سے دستیاب کے عند الطلب اولیا کو پہونچاتے ہیں وہ کسی سکہ کے ہوں خواہ غیر سکہ کے ہوا غرض سلطان محمود جب بادشاہ ہوا حسن کو اس بہانہ سے کہ وہ مکہ معظمہ سے مراجعت کے وقت مصر میں خلفائے علویہ کا کہ الحاد شہرت رکھتا تھا پشیمانی میں قرمطی ہوا ہو تیغ میں دار پر کھینچا ذکر مشاہیر شعرا کی جو اُسوقت تھے ایک عنصری رازی تھا اور وہ سلطان محمود کے عہد میں اسکے آیا اور شعرا سے در الملک کا ہوا شاعر اور سارے شعرا اُسکے شاگرد ہوا اور سلطان کی مدح میں ایک بیت کہکر چودہ ہزار درہم انعام پائے قصیدہ کا اگر مراد بجاہ اندیشہ جاہ بال مہربون آرزو بکمال اکمال ہو من اکم نہیں تا خبر کنند وہ مہر تو ملبوس سر کہ بیت من نوسید فال

صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان * یگانہ داور دادار بے نظیر و ہمال * دگر نہ ہر دو ببخشیدے او بوقت کرم * امید بندہ نماند
بذرہ و مثقال * **استاد اسدی طوسی** سلطان محمود کے عہد میں فرقہ شعراے خراسان کا استاد تھا اور اسیسے سلطان نے نظم
شاہنامہ کی تکلیف دی اور اسنے پیری اور ضعیفی کا بہانہ کرکے استعفا کیا اور اسکا دیوان مشہور نہیں ہے اور شعرا کے مجموعوں اور تذکروں میں بھی
نظر نہیں آتا ہے وہ اپنے شاگرد فردوسی کو ہمیشہ شاہنامہ نظم کرنے کیواسطے اشارہ کرتا تھا آخر کو ایسا ہوا کہ جب فردوسی غزنین سے بھاگ کر
طوس گیا پھر وہاں سے رستمدار اور [illegible] ہوکر پھر طوس میں مراجعت کی اور مرنے سے چند روز پیشتر اسدی کو بلایا اور کہا افسوس رحلت کا
وقت آپہونچا وقت رحلت ہے اور شاہنامہ سے قلیل باقی رہا اور کسیکو قوت نہیں کہ باقی کو قید نظم میں لاوے اسدی نے فرمایا اے فرزند غمگین
مت ہو اگر میری حیات مستعار قالب عنصری میں باقی ہے میں انجام کو پہونچاتا ہوں فردوسی نے کہا اے استاد آپ ضعیف ہیں محال ہے کہ یہ کام
آپسے کفایت ہووے اسدی نے کہا انشاء اللہ تعالی انجام ہوگا اور اسنے چند روز میں شروع کیا اول سے لیکر سب سے ختم کیا اور
کہ چار ہزار بیت ہوتی ہیں قید نظم میں لایا اور فردوسی ابتک زندہ تھا کہ اسکے مطالعہ میں گذرانا اور وہ نہایت محظوظ ہوا اور اپنے
استاد کے ذہن مستقیم کی تعریف کی اسدی نے مناظرے بہت خوب موزوں کئے ہیں اور یہہ دو بیت شب و روز کے مناظرہ میں اسکی
تالیفات سے ہیں ابیات بشنو از حجت و گفتار شب و روز بہم * سرگذشتے از دل و کین بشدت غم * ہر دو را خاست جدل
از سبب بیشی و فضل * درمیان رفت فراوان سخن از مدحت و ذم * منوچہری بلخی کہ اصل اسکی بلخ سے ہے سلطان محمود کے عہد
سلطنت میں غزنین میں رہتا تھا نہایت متمول اور صاحب دستگاہ تھا اور نثر میں خصوصیت رکھتا اسکی تصنیف ہے اسکا مطلع
یہ ہے شعر ای نہادہ درمیان فرق جان خویشتن * جسم ما زندہ بجان و جان تو زندہ بتن * حکیم عنصری سلطان محمود کے
عصر میں سر آمد شعراے روزگار تھا اور علم شاعری اور فضل و کمال میں ممتاز تھا کہتے ہیں کہ سلطان محمود کی رکاب میں
چار سو شاعر ملازم تھے اور سب شاعر اسکی شاگردی کے معترف تھے اور مجلس سلطانی میں آمد و شد رکھتا تھا اور آخر کو سلطان نے
اپنے قلمرو کی ملک الشعرائی سے اسے سرفراز فرمایا اور یہہ ارشاد کیا کہ تمام شاعر اول شعر اسے سنا دیں پھر حضور بادشاہ کے
ملاحظہ میں گذرانے اور اسنے ایک قصیدہ نہایت مطول و مختصر کہ سلطان کے تمام محاربے قید نظم میں لایا ہے اور بیان کرتے
ہیں کہ ایک شب سلطان نے بدمستی کی حالت میں سر رشتہ عقل ہاتھ سے دیا اور ایاز کے چہرہ پر اور طرح سے نظر کی تا آنکہ [illegible]
شرع نے آواز بلند کہا کہ اے محمود عشق کو فسق سے ملا دیوے نفسانی ہے یہ آمیز کر سلطان اسیوقت متنبہ ہوا اور بغرض [illegible] ایاز کے
حوالہ کی کہ اس زلف دراز کو قطع کرے سلطان نے فرمایا کہ قلم تراش [illegible] ایاز نے حکم کے موافق عمل کیا سلطان کی آتش
عشق اسکی [illegible] اسکے روغن سے نہایت مشتعل ہوئی جو اہر بیشمار اسے عنایت کیا اور [illegible]
فرش خواب پر استراحت فرمائی صبح کو جب خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے کیے ہوئے سے پشیمان تھا اور [illegible]
سے کبھی اٹھتا اور کبھی بیٹھتا تھا اور کسی کو بات کرنیکا زہرہ نہ تھا [illegible] عنصری سے کہا کہ [illegible]
اسے دیکھکر سلطان نے فرمایا کہ مجھے دیکھتا ہے کہ کچھ کیا گذری ہے اس بارے میں کچھ کہہ عنصری نے فی البدیہہ کہا رباعی [illegible]
کی زلف بت از کاستن است * چہ جای بغم نشستن و خاستن است * جای شادی و طرب و می خواستن است * کاراستن سرو ز پیراستن است
سلطان یہہ رباعی سنکر نہایت خوش ہوا اور [illegible]
کرکے [illegible] عشرت کے [illegible] میں اقدام کیا اور عنصری نے [illegible] میں وفات پائی [illegible]
جریدہ پر ثبت ہوا * حکیم عسجدی مروزی الاصل ہے قصائد غرا اسکے [illegible] سلطان [illegible]

بہ قصیدہ انسی کا تالیف ہے **نظم** تا شاہ خورجہ بمین سفر سومنات کردہ ، کردار خویش را علم معجزات کردہ ، دیوان اس کا مشہور نہین ہے اور یہ رباعی شش جہت مین از اربع عناصر کیطرح معروف ہے **رباعی** از شرب مدام و لاف مشرب تو بہ ، و ز عشق بتان سیم عنغب تو بہ ، در دل ہوس شراب و برلب تو بہ ، زین تو بہ نادرست یا رب تو بہ **فرخی** بھی عنصری کا شاگرد تھا منقول ہے کہ اسکا باپ امیر خلف والی سیستان کا غلام تھا فرخی نے زمینداران سیستان مین سے ایک زمیندار کی خدمت اختیار کی تھی ہر سال دو سو پیمانہ گیہون اور سو درم بطور تنخواہ کے پاتا تھا اسکے بعد ایک عورت موالی بنی خلف سے خواستگاری کر کے اپنے نکاح مین لایا اور خرچ اسکا زیادہ ہوا یہ حال زمیندار کو سنا کر درخواست کی کہ مجھے تین سو پیمانہ اور ڈیڑھ سو درم ملنا چاہیے دہقان نے کہا تو اس سے بھی زیادہ لینے کا سزاوار ہے لیکن مجھے مقدرت اس سے زیادہ نہین ہے فرخی مایوس ہو کر سلطان محمود کے بھتیجے ابوالمظفر غزنوی کے پاس گیا اور یہ قصیدہ عرض گذرانا خلعت اور نقود وافر پایا **نظم** تا پرند نیلگون بر روی پوشد مرغزار ، پرنیان ہفت رنگ اندر سر آرد کوہسار ، خاک را چون ناف آہو مشک زاید بے قیاس ، بید را چون پر طوطی برگ روید بیشمار ، پھر سلطان محمود کے شرف ملازمت سے مشرف ہو کر مدارج عالیہ پر ترقی کی چنانچہ بیس غلام زرین کمر اسکی سواری کے جلو مین چلتے تھے **دقیقی** شعرائے مالقدم سے ہے اور سلطان محمود کے عہد مین سے ابتدا شاہنامہ کی کی اور ہزار بیت یا کم و بیش کہین پھر فردوسی نے اُسے انجام کو پہونچایا اور اسکے اشعار مین یہ قطعہ تحریر ہوا ہے **قطعہ** من انچہ و برانم خوار گشتم عزیز از ماندن ایمن شو و خوار ، چو آب اندر شمر بسیار ماند ، عفونت گیرد از آرام بسیار

تذکرہ جلال الدین جمال الملۃ محمد بن سلطان محمود غزنوی کی سلطنت کا جب سلطان محمود کا دست اختیار امور دنیوی کے تصرف سے کوتاہ ہوا اسکا بیٹا امیر محمد گورگان مین اور امیر مسعود صفاہان مین تھا پھر امیر علی بن ارسلان جو سلطان محمود کا خویش تھا امیر محمد کو غزنین مین طلب کر کے سلطان مرحوم کے حسب وصیت تاج شاہی اُسکے زیب سر کر کے تخت سلطنت پر متمکن کیا اور اُسنے سپہ سالاری کا منصب اپنے عم امیر یوسف سبکتگین اور وزارت کا منصب خواجہ ابوسہل احمد ابن الحسن ہمدانی کو ارزانی فرمایا اور خزانہ کا دروازہ کھول کر وضیع و شریف کو بہرہ مند کیا اور اسکے عہد مین ارزانی اور رفاہیت پیدا ہوئی رعیت اور سپاہی آسودہ ہوئے لیکن قلوب خلائق امیر مسعود کی بادشاہی پر نہایت راغب تھے سلطان محمود کی وفات کے بعد کہ ایک مہینے اور بیس روز کا عرصہ منقضی ہوا تھا ابوالنجم امیر ایاز بن اتق غلامون سے متفق ہو کر اور علی دایہ کو اپنا شریک کر کے روز روشن مین زبردستی طویلہ مین آئے اور خاصہ گھوڑون پر سوار ہو کر بست کیطرف روانہ ہوئے امیر محمد اسکی روانگی سے خبردار ہوا تو سوندرائے ہندو کو جو امرائے معتبر سے تھا مع افواج کثیرہ ہنود کے اس جماعت کے تعاقب مین بھیجا اور یہ اسکے قریب پہونچے تو جنگ شروع ہوگئی اور سوندرائے مع ہندون کی جماعت کثیر کے مارا گیا اور غلام بھی بہت قتل ہوئے اور جو لوگ انمین سے زندہ رہے انکے سر امیر محمد کی درگاہ مین ارسال کیے اور ابوالنجم امیر ایاز اور علی دایہ بسبیل استعجال اسطرح سے اتفاق کے ساتھ جاتے تھے یہانتک کہ نیشاپور مین جا کر امیر مسعود کی خدمت مین پہونچے کہتے ہین امیر مسعود نے ہمدان مین اپنے باپ کے رحلت کی خبر پائی اور عراق عجم مین نواب اور عمال کارگذار مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اپنے بھائی کو نامہ اس عبارت سے تحریر کیا کہ مجھے اس ولایت کی کہ باپ نے تجھے عنایت فرمائی تھی طمع نہین بلکہ بلاد جبال اور طبرستان اور عراق کہ مین نے بزور شمشیر آبدار لیے ہین کافی ہین مگر لازم کہ نام میرا خطبہ مین تو مقدم کرے منقول ہے کہ امیر مسعود اور امیر محمد ایک روز دونون متولد ہوئے تھے اور امیر مسعود اس سے چند ساعت پیشتر پیدا ہوا تھا اسی وجہ سے امیر محمد دل سے اسکی اطاعت نکرتا تھا اور انکے درمیان ہمیشہ مخالفت اور مخاصمت واقع تھی القصہ امیر محمد نے اپنے بھائی کے مکتوب کا جواب سخت لکھا اور آلات حرب سامان جنگ مہیا کرنے لگا ہر چند جماعت دولتخواہ نے سعی کی کہ دونون بھائیون مین صلح واقع ہو وے کارگر نہوئی آخر امیر محمد لشکر جرار اور حشم غفیر لیکر غزنین سے برآمد ہو کر

راہی ہوا اور غرہ رمضان سنہ ۴۳۱ھ چار سو اکیس ہجری میں موضع تکیاباد کہ حقیقت میں نکبت آباد تھا وارد ہوا اور ماہ صیام تمام اسی مقام میں
بسر لیگیا اور عید کے دن بے سبب کلاہ اُسکے فرق سے جدا ہوئی لوگ اس کو شگون بد سمجھے اور شوال کی تیسری شب کو امیر علی
خویشاوند اور امیر یوسف سبکتگین اور امیر حسن میکال نے ساتھ ایک جماعت کے اتفاق کر کے مخالفت کا علم بلند کیا اور امیر مسعود
کی خواہش سے امیر محمد کا سراپردہ گرداگرد محاصرہ کر کے گرفتار کر لائے اور قلعہ بخ میں کہ ایک دم قندھار سے قلعہ خلج کہتے ہیں
لیجا کر قید کیا اور تمام لشکر اور خزاین امیر مسعود کے استقبال کیواسطے ہرات کیطرف روانہ ہوئے اور امیر مسعود ہرات سے بلخ میں گیا اور
امیر حسن کو بسبب اس بہار گے کہ بکمشورہ سے عود کر کے خلعت خلیفہ مصر پہنایا تھا دار پر کھینچا کسواسطے کہ امیر مسعود کے سمع مبارک میں پہونچا تھا
کہ حسن ایک روز کچہری میں کہتا تھا کہ جسوقت امیر مسعود بادشاہ ہوگا مجھے دار پر کھینچیگا اسیطرح امیر علی خویشاوند کفران نعمت کی پاداش میں
قتل ہوا اور امیر یوسف سبکتگین کو قید کیا اور قیدخانے میں مرگیا اور امیر محمد اسکے حکم سے قلعہ مذکور میں نابینا ہوا امیر محمد کی مدت سلطنت
پانچ مہینے سے بھی کم تھی نو برس قید رہا اور امیر مسعود کے قتل ہونے کے بعد ایکسال او فرمانروا رہا اور پھر مودود بن مسعود کے حکم سے قتل ہوا

ذکر سلطنت شہاب الدین جمال الملۃ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کا

سلطان مسعود نہایت سخی اور شجاع تھا کہ اسکو رستم ثانی کہتے تھے اور تیر اسکا برگستوان آہنی سے گذر کر فیل کے بدن میں در آتا تھا اور گرز اسکا گرز
اسقدر وزنی تھا کہ کوئی اُسے ایک ہاتھ سے نہ اُٹھا سکتا اور جو کہ امیر مسعود اپنے باپ کو مخاطبات میں سخت جواب دیتا تھا لہذا اُسکے ہمیشہ
اپنی نظروں میں خوار اور ذلیل رکھتا تھا اور امیر محمد کی عزت و تکریم میں جہد بلیغ فرماتا تھا یہانتک کہ خلیفہ عباسی سے التماس کی کہ امیر محمد کا
نام سلطان مسعود پر مقدم لکھیں اور طبقات ناصری میں مذکور ہے کہ خواجہ ابونصر مشکانی کہتا ہے کہ جب یہ فرمان سلطان محمود کی بارگاہ میں پڑھا
گیا تمام امرا اور ملوک رنجیدہ خاطر ہوئے اور جب سلطان مسعود اس مجلس سے برآمد ہوا ابو نصر کہتا ہے کہ میں بھی اس صحبت سے
اسکے بعد میں رخصت ہوا اور سلطان مسعود سے میں نے عرض کی کہ آپ کے لقب تاخیر ہونے سے میرا دل اور تمام امرا کا دل نہایت محزون
اور مغموم ہوا سلطان مسعود نے فرمایا اسکا کچھ اندیشہ نکر السیف اصدق و انبأ من الکتب جو میں پلٹا میں سلطان نے مجھے
طلب کیا اور فرمایا کہ تو سلطان مسعود کے پیچھے کیوں گیا تھا اور کیا ہمزبانی ہوئی تھی میں نے ماجرا بے کم و کاست اظہار کیا سلطان محمود
نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ سلطان مسعود کو ہر ایک امر میں امیر محمد پر ترجیح اور فوقیت ہے اور میرے بعد سلطنت سلطان مسعود
کو پہونچیگی لیکن یہ تمام امور اسواسطے کرتا ہوں کہ امیر محمد بیچارہ کی میرے عہد میں کچھ حرمت اور توقیر بڑھے ابو نصر کہتا ہے اس
معاملہ میں دو چیز سے مجھے تعجب ہوا اول تو مسعود کے جواب سے کہ مجھے علم و فضل کی وجہ سے جواب معقول و یا دوسرے
سلطان محمود کے ضبط اور ہوشیاری سے کہ مخبروں نے یہ خبر فوراً معروض کی سلطان مسعود نے سال جلوس میں احمد بن حسن میمندی کو کہ
سلطان محمود کے حکم سے قلعہ کالنجر میں جو قلعہ سرحد ہندوستان سے ہے محبوس تھا رہا کر کے دوبارہ منصب وزارت پر سرفراز کیا اور امیر احمد
بن نیالتگین خازن کو جرمانہ کر کے زرکثیر اس سے لیا اسکے بعد اُسے ہندوستان کا سپہ سالار کر کے لاہور روانہ کیا اور محمد الدولہ دیلمی کو
جو سلطان محمود کے حکم سے ایک قلعہ سے ہندمیں مقید تھا اپنے پاس طلب کیا خطبہ پڑھنا سلطان مسعود کا بلاد کیچ
اور مکران میں سنہ ۴۳۱ھ چار سو اکیس ہجری میں سلطان مسعود بلخ سے غزنین میں آیا اور لشکر کیچ اور مکران میں بھیجکر اس ولایت میں
خطبہ اور سکہ اپنے نام مروج کیا اور وہاں کی کیفیت یہ تھی کہ والی ولایت کا قضائے الٰہی سے فوت ہوا تھا اُسکے دو بیٹے تھے
ایک ابو العساکر دوسرا عیسیٰ اور عیسیٰ باپ کی ولایت پر متصرف ہوا اور ابو العساکر کو بالکل بیدخل کیا اور ابو العساکر اپنے
بھائی کے مقابلہ سے عاجز ہوا اور سلطان مسعود کی بارگاہ میں عرضداشت کی کہ اگر بادشاہ لشکر بھیجکر ایسا کرے کہ ولایت کیچ و

کہ اگر اس فقیر کے تصرف مین آوے تینا بھی یکے دو تنخواہون کی سلک مین منسلک ہو کر اس ولایت کا سکہ اور خطبہ سلطانی ان کے نام جاری کرون سلطان مسعود نے اسکی التماس پذیرا کی اور لشکر جرار اسکے ہمراہ کیا اور افسرون سے فرمایا اگر عیسے نظام اصلاح مین آوے اور وہ ولایت کو برادرانہ تقسیم کرے فہوالمراد ورنہ الا تم اس سے چھینکر ابوالعساکر کے سپرد کرنا اور جب ابوالعساکر لشکر ہمراہ لیکر سلطان کا یہ زار ہو کر اس حدود مین پہونچا عیسے برگشتہ بخت روشنائی کی تقالب مین گرفتار ہوا اور صلح و صلاح سے انکار کیا آخر کو بہت نوبت پہونچی کہ اکثر لوگ اسکی رفاقت سے جدا ہو کر ابوالعساکر سے ملے اور وہ باوجود اس حال کے لیے مخذول ہون اور سفر ہونکو لیکر معرکہ مین آیا اور بہ قدر لڑا کہ مارا گیا ابوالعساکر ملک موروثی پر متصرف ہوا خطبہ و سکہ اس ولایت کا سلطان مسعود کے نام جاری کیا اور اسی برس سلطان مسعود نے سواد ہی ولایت رے اور ہمدان اور سائر بلاد جبل کی اپنے فراش کو جسکا نام تاش تھا ارزانی فرمائی اور تھوڑے عرصے مین اس ولایت کو ان نواب اور عمال اور امرا سے جنکو سلطان محمود نے خراسان کی مراجعت کے وقت مقرر کیا تھا اخراج کرکے خود قابض اور متصرف ہوا اور حسب الحکم سلطان مسعود علاء الدولہ کو کہ علم استقلال بلند کیے ہوئے تھا شکست دیکر اسکے عاملون کو برخاست کیا **بیان ترکمان سلجوقی کے تسلط کا** سلطان مسعود نے اس سال غزنین سے صفاہان اور رے کی عزیمت کی جب ہرات مین پہونچا وہان شہر والے ترکمانان سلجوقی سے نالشی ہوئے سلطان نے عبدالرئیس بن عبدالعزیز کو مع لشکر کثیر انکی تعیین کیا اور وہ لشکر ترکمانون پر پہونچکر چند مرتبہ جنگ مین مصروف ہوا اور سلطان اس معرکہ کے بدون تصفیہ کے غزنین کی طرف معاودت فرمائی اور سنہ ۴۲۳ چارسو تئیس ہجری مین التونتاش سپہ سالار سلطان مسعود کے حسب الحکم خوارزم سے علی تگین کے دفع کیواسطے کہ سمرقند اور بخارا پر غلبہ پایا تھا مع لشکر اس طرف سے ماوراء النہر کی طرف متوجہ ہوا دارالسلطنت غزنین سے بھی پندرہ ہزار سوار جرار التونتاش کی کمک کیواسطے تعیین فرمائے اور وہ جماعت حدود بلخ مین اس سے جا ملے التونتاش آب آمویہ سے عبور کرکے اول بخارا کی تسخیر کے بعد سمرقند روانہ ہوا اور علی تگین بعزم رزم و کین شہر سے برآمد ہوکر ایک مقام مین وارد ہوا کہ ایک سمت اسکے دریائے زخار اور درخت بسیار واقع تھے اور ایک طرف اسکے ایک پہاڑ کہ رفعت اور عظمت مین چرخ دوار سے مقابلہ کرتا تھا حائل تھا جب آتش جنگ نے اشتعال پایا ایک جماعت مردمان علی تگین سے کمین مین سے التونتاش کی فوج کے پس پشت تاخت لائے اور خلق بیشمار کو تیغ آبدار سے ہلاک کیا اور زخم کاری التونتاش کے جسم پر پہونچا اتفاقاً وہ زخم اس مقام مین پہونچا کہ پیشتر اس سے قلعہ ہند کے مفتوح کرنے کے وقت سلطان محمود کے حضور منجنیق کا پتھر اس جگہ لگا تھا التونتاش نے کیفیت حال کی غازیون سے اسقدر پوشیدہ رکھی اور پائے ثبات اسقدر معرکہ مین جمایا کہ بہت سپاہ علی تگین کے لشکر سے قتل ہوئی اور بقیۃ السیف دشت ادبار مین آوارہ ہوئی اور جب شب نے پردہ ظلمانی تمام جہان پر چھوڑا التونتاش نے افسران سپاہ کو طلب کرکے اپنے زخم کی حکایت اظہار کی اور کہا رشتہ حیات میرا کٹ چکا ہے اس زخم سے نجات ممکن نہین اب تم تدبیر اپنے کام کی کرو افسرون نے اسی شب کو ایک قاصد علی تگین کے پاس بھیجکر مصالحہ کیا کہ بخارا سلطان مسعود کے قبض و تصرف مین رہے اور سمرقند اور اسکے اطراف پر علی تگین قابض اور متصرف ہو دوسرے روز علی تگین سمرقند کی طرف کوچ کر گیا اور التونتاش خراسان کی سمت راہی ہوا دوسرے دن وفات پائی وکلا اور وزرا اسکی وفات مخفی رکھکر خوارزم مین گئے اور سلطان مسعود نے جب یہ خبر سنی خوارزم کی حکومت التونتاش کے فرزند کو جو ہارون نام رکھتا تھا عنایت فرمائی

تذکرہ خواجہ حمیدہ صفات احمد بن حسن میمندی کی وفات کا ۔ اور اسی برس خواجہ حمیدہ صفات احمد بن حسن میمندی نے عالم فانی سے عالم بقا کی طرف انتقال کیا سلطان مسعود نے ابو نصر احمد بن محمد بن عبدالصمد کو جو صاحب دیوان ہارون بن التونتاش تھا خوارزم سے طلب کرکے منصب وزارت پر سرفراز کیا اور سنہ ۴۲۴ چارسو چوبیس ہجری مین سلطان مسعود نے

ہندوستان کا آہنگ کیا اور قلعہ سرستی پر جو درۂ کشمیر میں واقع ہے جا کر محاصرہ کیا اور چونکہ اس سال حصن حصین کے
باشندون پہ غالب ہوا اور ایلچی سلطان مسعود کی خدمت میں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بالفعل ہم اسقدر روپیہ پیشکش کرتے ہین اور ہر سال بھی مبالغ بسیار
خزانہ عامرہ میں داخل کرینگے سلطان چاہتا تھا اس طریق سے صلح کرے ایک جماعت تجار اسلام نے کہ درمیان قلعہ کے محبس ستم
مین مقید تھی سلطان کو عرضداشت کی کہ ہم حسب تقدیر اس ملک مین گراس حصار مین کفار کے ہاتھ گرفتار ہوئے ہین اور جو کچھ
مال و منال سے ہمارے پاس تھا ہمسے چھینکر الف کیطرح نقطۂ وہم و دنیا رسے عاری کیا اب خوف یہ ہو کہ سلطان کی مراجعت کے بعد ہمین
نقد حیات سے بھی محروم اور ناکام کرین چونکہ مردم قلعہ کے پاس آذوقہ اور مجال مقاومت سلطانی کی بس ہے زیادہ تر ہمین یقین کہ تھوڑے سے
عرصہ مین مسخر ہوگا سلطان نے اس بات سے مطلع ہو کر فسخ صلح کی اور محاصرہ کے لوازم مین کوشش فرمائی یہانتک کہ خندق کو نیشکر سے کہ اُس اطراف مین
افراط سے تھی پاٹکر بلند کیا اور اُسپر سے قلعہ مین داخل ہوئے اور تمام کفار کو تیغ کے گھاٹ اتار کر اُنکے زن و فرزند کو اسیر کیا اور ۴۲۶ھ اسباب و سامان
غارتگر کے اور جو کچھ تجار سے لیا تھا وہ غارت سب اُنکے حوالہ کی اور یہ نیکنامی ابدالدہر صفحۂ عالم مین ثبت رہی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
اور اس سال اکثر ربع مسکون مین باران رحمت نہ برسا اور ایک قحط عظیم برپا ہوا اور قحط کے بعد وبار عام عالمگیر ہوئی چنانچہ اکثر اقلیمون مین
سرایت کی اور ایک مہینے کے عرصہ مین چالیس ہزار آدمی صفاہان مین ہلاک ہوئے اور اکثر بلاد ہندوستان کے قریون مین اس قدر
آدمی باقی نہ بچے کہ کشت اور زراعت اور انواع حرفہ مین قیام کرین اور اطراف بغداد اور موصل اور ولایت جرجان مین مرض جدری یعنی
چیچک کی بیماری اسقدر شائع ہوئی تھی کہ کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ جہان چیچک کے سبب دو یا تین آدمی ضایع نہوئے ہون اور ۴۲۷ھ چارسو ستائیس ہجری
مین قصبہ صوبہ آمل مین سارہی کیا باشندے وہانکے یکجا ہو کر جدال قتال پر مستعد ہوئے جب لشکر غزنین نے فتح و فیروزی خصاص پایا اباکالنجار
امیر طبرستان نے ایلچی بھیجکر خطبہ سلطان مسعود کے نام قبول کیا اور اُسنے اپنے فرزند کو بھی اور بھتیجے شیر یہ بن سرخاب کو گرگان بھیجا امیر
مسعود وہان سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا جب قطع مسافت کے ابد نیشاپور مین داخل ہوا وہانکی رعایا ترکمانان سلجوقی کے دست جور
جفنگ سے تنگ آکر فریادی ہوئی سلطان مسعود نے بکتغدی اور حسن بن علی میکال کو لشکر گران سے بطور تاخت اُنکے تدارک کو بھیجا جب
لشکر موضع شپید اتفاق مین پہونچا ایلچی ترکمانونکا یہ پیغام لایا کہ ہم بندہ اور مطیع درگاہ عرش اشتباہ ہین بشرطیکہ سلطان
ہمارے واسطے چراگاہ مین تعین فرمادے تاکہ ہم نہ کسی سے سروکار رکھین اور نہ کسیکو ہماری ذات سے ایذا پہونچے بکتغدی نے ایلچیون سے
درشتی کرکے یہ جواب دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان شمشیر کے سوا صلح نہین مگر اسوقت کہ تم شاہ کی اطاعت کرو اور افعال بد سے
باز آؤ اور اپنا آدمی سلطان مسعود کے حضور مین بھیجکر نوشتہ ہمارے نام لاؤ تو ہم تمہاری تنبیہ تادیب سے دستکش ہون ترکمانون نے جب
یہ مضمون ایلچیونکی زبانی سُنا فوج سلطانی کے مقابل آئے اور جنگ عظیم اور حرب شدید کی لیکن شکست کھا کر پسپا ہوگئے بکتغدی نے انکا تعاقب کیا اور
سلجوقیون کے اہل و عیال اسیر کیے اور غنیمت بہت ہاتھ آئی اور مراجعت کیوقت بکتغدی کی جمعیت لوٹ مین متفرق ہوئی تھی ترکمانون نے
فرصت غنیمت جانی پہاڑون کے درونسے برآمد ہوئے اور بکتغدی کے لشکر پر ایکبارگی تاخت لائے دو شبانروز تک جنگ قائم
رہی بکتغدی نے حسن بن علی میکال سے کہا موقع کھڑے ہونیکا نہین حسن نے اسکے کہنے پر عمل نہ کیا اور پایۂ ثبات میدان کین مین
قائم کر کے جنگ مین قیام کیا آخرالامر ترکمانونکے پنجۂ ظلم مین گرفتار ہوا **بیان لشکر سلطان مسعود کی شکست کا ترکمانان
سلجوقی کے مقابلہ سے۔** بکتغدی بھی بھاگ کر سلطان مسعود کے پاس نیشاپور مین آیا سلطان مسعود غمگین ہوا اور ۴۲۸ھ
چارسو چھبیس ہجری مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا اسقدر ان اس سال کے ہندوستان سے خبر احمد نیالتگین کے طغیان کی پہونچی امیر مسعود نے ناتھ
کو جو ہندو دہکے سردارون مین سے تھا اسکی تنبیہ کیواسطے بھیجا دونون نے مقابل ہو کر آتش جنگ مشتعل کی اور ناتھ مارا گیا اور لشکر سلطانی متفرق ہوا جب یہ

خبر سلطان مسعود کو پہونچی تو لک بن حسین کو کہ امیر الامراء سے مہنود تھا روانہ کیا اُسنے جاتے ہی تنور وغا گرم کیا اور ابن نیالتگین
کو شکست فاش ہوئی اور وہ بدحواس و پریشان ہو کر منصورہ و ٹھٹھہ و سند کیطرف مفرور ہوا تو لک نے تعاقب کیا اور اسکے
ہمراہیوں میں سے جو ہاتھ آیا اُسکی ناک و کان کاٹے اور ابن نیالتگین نہایت اضطراب سے چاہتا تھا کہ آب سند عبور کرے ناگاہ
سیل عظیم آیا اور اُسنے غرق کیا اور جب ہندوں نے اسکی نعش کنارے پھینکی سر اُسکا کاٹکر تو لک کے روبرو لائے تولک نے اُسے سلطان مسعود کے
پاس غزنین روانہ کیا اور ۴۲۷ھ چار سو ستائیس ہجری میں ایک قصر نیا غزنین میں تعمیر ہوا تخت زرین مرصع اس محل میں رکھا اور تاج زرین بھی
بوزن ستر من اُس تخت کے اوپر طلائی زنجیر سے لٹکایا سلطان مسعود نے اس تخت پر اجلاس کر کے بار عام دیا اور اسی سال بیٹے امیر مودود
کو طبل و علم دیکر بلخ کیطرف بھیجا اور خود قلعہ ہانسی کی فتح کو کہ صاحب طبقات ناصری کی روایت سے پایہ تخت سوالک ہے ہندوستان کی طرف فوج کشی
ہوا اور وہ قلعہ نہایت مضبوط اور سنگین ہے ہنود نے ایسا خیال کیا تھا کہ کسی شخص کو سلاطین اسلام سے میسر نہ ہوگا **بیان قلعہ ہانسی
کے مفتوح ہونیکا** واضح ہو کہ جب سلطان مسعود اُس مقام میں پہونچا مساعی جمیل کر کے وہ قلعہ چھ دن کے عرصہ میں فتح کیا اور غنیمت وافر ہاتھ
آئی متعمد اُسکے سپرد فرمائی پھر وہاں سے قلعہ سونپت کیطرف روانہ ہوا اُس قلعہ کا حاکم دیپال ہری تھا وہ سلطان کی خبر آمد سنکر جنگلمین بھاگ گیا
تذکرہ قلعہ سونپت کے فتح ہونیکا - لشکر اسلام نے اس قلعہ کو بھی فتح کیا اور دہانکے بتخانوں کو توڑ کر غنائم وافر اور اموال متکاثر
اپنے قبضہ میں لائے اور دیپال ہری کا پتہ لگا کر اُسکی جستجو میں سرگرم ہوئے اور وہ بھی انکے آنیکی خبر سنکر تنہا بھاگ گیا اور غازیان
اسلام نے اُسکے تمام لشکر کو قتیل اور اسیر کیا اور وہانسے درہ رام میں توجہ کی اور رام نے خبر پاکر دیپال ہری کے مال میں سے بہت
پیشکش بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ میں پیری اور ضعیفی کے سبب سے سلطان کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا سلطان مسعود نے اسکا عذر
قبول کیا اور اُسکے تعرض سے ہاتھ کھینچا اور سونپت میں ایک کو امراے کبار سے مقرر کر کے اُسکے اطراف کی تمام بلاد ضبط فرمائے اور
غزنین کیطرف معاودت کی اور جب لاہور میں پہونچا اپنے فرزند ابو المجید مجدود کو وہاں کا حاکم کر کے طبل و علم عطا فرمایا اور ایاز خاص کو اُسکا اتابک کیا
پھر غزنین میں روانہ ہوا ۴۲۸ھ چار سو اٹھائیس ہجری میں ترکمانوں کے فساد کے تدارک کیواسطے بلخ گیا اور ترکمان یہ خبر سنتے ہی ولایت بلخ
چھوڑ کر بھاگ گیا وہانکے لوگوں نے عرض کی کہ طغرل بیگ نے رایات ظفر قرین کے غیبت میں چند مرتبہ آب سے عبور کر کے مسلمانوں کے قتل
اور غارت پر ہاتھ دراز کیا ہے سلطان نے فرمایا میں اس مستان میں اُسے دفع کرتا ہوں اور بہتر ہے کہ فصل بہار میں سلجوقیوں کے اخراج میں
مشغول ہونگا اسوقت امرا اور فوج نے فریاد یون کیطرح شور و غل مچا کر عرض کی کہ دو برس کے عرصہ سے سلجوقی خراسان سے بہت مال جبراً
لیتے ہیں اور وہانکے باشندوں کو اپنے دست تعدی سے ایسا شکستہ دل کیا ہے کہ انکی حکومت پر دل کھا رہے اول اس جماعت کا تدارک واجب ہے اُسکے
بعد سر انجام اور مہام کا پیش نہاد ہمت عالی چاہیے کرنا امرا کبار شعرا نے اندنوں میں یہ قطعہ سلک نظم میں کھینچکر سلطان کے ملاحظہ میں
گذرانا **قطعہ** مخالفان تو بودند مور دار شدند ✿ بر آر از سر موران مار گشتہ دمار ✿ مدہ زمانہ مر اورا زمان بیش ✿ کہ اژدہا شود
از روزگار یابد مار ✿ جو سلطان مسعود کا طالع نا مسعود حدود نحوس میں پہونچا تھا اُن باتوں پر مطلق التفات نہ فرمائی اور اس ولایت
کے لینے کا طامع ہوا اور پل باندھکر آب جیحون سے عبور کیا اور اُس سبب سے کہ ماوراء النہر کے کسی سردار نے اُسکا مقابلہ نہ کیا بدلجمعی
و اطمینان تمام اُس ممالک پر متصرف ہوا لیکن اُس مستانین ماوراء النہر میں برف و باران شدت سے برسا اور اسی سے نہایت مشقت
غزنیوں کے شامل حال ہوئی اور اسی حال پر اختلال میں جغر بیگ برادر داؤد سلجوقی نے جدال و قتال کے خیال میں بخش سے بلخ کیطرف رجوع کی خواجہ
احمد بن عبد الصمد وزیر نے بلخ سے عرضی بھیجی کہ داؤد سلجوقی نے جمعیت کثیر سے بلخ کا آہنگ کیا ہے اور میں اسقدر جمعیت اور آلات حرب نہیں
رکھتا کہ اُسکا مقابلہ کر سکوں سلطان مسعود طبل کوچ بجا کر بلخ کے سمت متوجہ ہوا طغرل بیگ نے صحت بادشاہ کی غیبت میں غزنین میں تاخت لایا

[illegible] سلطان مسعود [illegible] ماوراء النہر [illegible] ۱۲۱ -

اور سلطان کے گھوڑے اور اونٹ غارت کرکے غزنیوں کی نہایت بے ناموسی کی سلطان جب بلخ کی نواح میں پہونچا داؤد انحراف کرکے مرو کیطرف روانہ ہوا سلطان مسعود بلخ میں پہونچتے ہی اپنے بیٹے مودود کے اتفاق سے چغر بیگ داؤد کے تعاقب میں گورگان گیا اور وہانکے چند رئیس علی تقدری کے دست جور سے عاجز ہوکر سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہوکر شاکی ہوئے اور یہ علی عیار اور سنگدل اور راہزنوں میں سے تھا اور اس نواح میں بہت دست درازی کرتا تھا سلطان مسعود نے اُسے اطاعت میں بلایا اُسنے قبول نہ کیا اور اسی طریق پر ایذائے نفس اور قتل خلق میں مشغول ہوا اور اس نواح کے ایک قلعہ میں اپنے اہل عیال لیجاکر قلعہ بند ہوا سلطان مسعود نے اُسکی سرکوبی کیواسطے فوج تعین فرمائی اسنے جاتے ہی اُس قلعہ کو فتح اور علی کو دستگیر کیا اور سلطان مسعود کے پاس حاضر لائے سلطان نے اُسے دار پر کھینچا جب ترکمانوں نے سلطان مسعود کی خبر حرکت مرو کیطرف سنی ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ ہم بندے مطیع ہیں اگر سلطان ہمارے حال پر نظر رحم مبذول فرما کر ایک مقام چراگاہ مقرر فرماوے تو ہم اپنے اہل و عیال اور چارپاؤں کو ایکجا وہاں مقیم رہوں اور ہم سب اپنی ذات سے آنکہ سرکار کی ملازمت میں حاضر ہوکر خدمت میں مشغول ہونگے مراحم سلطانی سے یہ امر بعید ہوگا سلطان مسعود نے ملتمس اُنکی قبول فرمائی کسی کو بیغو کے پاس کہ اُس جماعت کا سردار تھا بھیجکر حکم دیا کہ تو جاکر اُس سے سند کمال اس شرط کی لے کہ میں بعد تحریر اس وثیقہ کے عمل ناشائستہ کا مرتکب ہونگا پھر حد چراخوار اُنکے واسطے معین کی پھر سلطان مسعود عہد و پیمان اُنسے لیکر وہانسے ہرات کیطرف متوجہ ہوا اور اسی راہ میں ایک جماعت ترکمانوں نے سلطان مسعود کے لشکر پر تاخت کی اور چند مرد قتل کرکے تھوڑا اسباب لوٹ لیگئے سلطان مسعود نے ایک جماعت اُنکے تعاقب میں روانہ کی تو سب باغیوں کو تہ تیغ کرکے اُنکے اہل عیال کو اسیر کیا اور اُنکے سر سلطان مسعود کے پاس لائے سلطان مسعود نے وہ تمام سر گدھوں پر لادکر بیغو کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ جو شخص نقض عہد کرے سزا وار اسکا ہو بیغو نے معذرت کے بعد جواب دیا کہ مجھے اس امر کی خبر نہ تھی اور اس جماعت کی نسبت جو میں چاہتا تھا ہو چکا سلطان مسعود ہرات سے نیشاپور اور وہانسے طوس گیا اور طوس کے قریب ایک جماعت ترکمانوں نے مقابلہ کی اور جنگ کرکے انمیں کے اکثر مقتول ہوئے اسوقت یہ بھی خبر پہونچی کہ باورد کے باشندوں نے اپنا حصار ترکمانوں کو دیا ہے سلطان مسعود نے اس قلعہ کو فتح کرکے اُنکے آدمیوں کو قتل کیا اور پھر نیشاپور میں معاودت کرکے اس سال کا جاڑا وہاں کاٹا جب موسم بہار آیا سنہ ۴۳۰ چار سو تیس ہجری میں طغرل بیگ سلجوقی کے تدارک کیواسطے باورد گیا طغرل بیگ سلطان کی آمد سے خبردار ہوکر ترن اور یارد میں بھاگا سلطان مسعود مہنہ کے رستہ سے نسا کیطرف واپس آیا رعایا مہنہ کی جو خراج کے دینے میں پہلوتہی کرتی تھی اُسے گرفتار کرکے قتل کیا اور ایک قوم کے ہاتھ قطع کرکے اُنکا قلعہ ویران کیا اور وہانسے عنان عزیمت دندانقان کیطرف معطوف فرمائی اور جب وہاں پہونچا آٹھویں رمضان سنہ ۴۳۱ چار سو اکتیس ہجری میں ترکمانوں نے اطراف اور جوانب سے ہجوم لاکر راہیں غزنین کیطرف کی مسدود کیں سلطان مسعود نے لاچار ہوکر صفوف جنگ آراستہ کیں اور جنگ پر آمادہ ہوا ترکمانان بھی اپنی فوج آراستہ کرکے مقابل ہوئے اور جنگ عظیم برپا کی اسکے بیچ میں اکثر سالار لشکر غزنین نے سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور دشمن سے جاملے سلطان نے شجاعت اور تہور کو کام فرمایا بنفس نفیس خود میدان قتال میں آیا اور چند ترکمانوں کے سرداروں میں سے ضرب شمشیر و نیزہ اپنے سے گرائے اور ایسی کارزار کی کہ کسی بادشاہ نے نہ کی تھی ناگاہ ایک جماعت لشکر غزنین سے کہ سلطان کی اطاعت میں تھی اُنھوں نے بھی بیوفائی کی اور معرکہ قتال میں پشت دیکر غزنین کیطرف مفرور ہوئی اور جب کوئی شخص سلطان مسعود کے پاس نہ رہا بقوت مردانگی اُس معرکہ سے باہر آیا اور کسی کو یہ قدرت اور حوصلہ نہ تھا کہ اسکا تعاقب کرتا جب مرو میں داخل ہوا چند شخص لشکر لوٹ کر اُس سے جاملے اور وہانسے غور کی راہ سے غزنین میں آیا اور اُن افسروں کو جو بلا جنگ معرکہ سے پیٹھ دکھا کر بھاگے تھے مثل علی دایہ حاجب شیبانی و بکتغدی حاجب کو گرفتار کرکے جرمانہ کیا اور ہندوستان کے قلعوں میں بھیجکر قید فرمایا اور اکثر اسی عرصہ میں اُنکی مجلس میں ہلاک ہوئے اور امیر مسعود نے تراکمہ سلجوقی کے دفع میں عاجز ہوکر چاہا کہ لشکر کو ہند لیجاتے تا ایک قوت بہم پہونچا کر ترکمانوں کے سر پر تنبیہ لاوے

اور انکے افعال ناشائستہ کی سزا دیوے پھر دوبارہ شاہزادہ مودود کو بلخ کی امارت دیکر خواجہ محمد بن عبد الصمد وزیر کو اسکے ہمراہ کرکے اسطرف بھیجا اور ارتگین حاجب کو انکی حاجبی کیواسطے معین کیا اور چار ہزار مرد اسکے بھی ہمراہ کیے اور شاہزادہ امیر مجدود کو جو لاہور سے آیا تھا حکم دیا کہ دو ہزار مرد مقاتل لیکر ملتان کی طرف جاوے اور اس حدود کے انتظام میں مشغول ہوا اور شہزادہ امیر ایزدیار کو کوہ پایہ غزنین کی سمت بھیجا کہ وہانکے افاغنہ کو جو عاصی تھے نگاہ رکھے تو وہ ولایت انکی مضرت سے محفوظ رہے اور سلطان مسعود سلطان محمود کے تمام خزانہ جو قلعوں میں تھے غزنین میں لایا اور شتروں پر لادکر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور اثناء راہ سے کسیکو اپنے بھائی محمد مکحول کو قلعہ سے لانے کو بھیجا اور جب مسافر خانہ ماریکلہ میں پہونچے ساتھ ایک پُل کے آب جہلم میں کہ اس زمانے میں ساتھ آبادی کے شہرت رکھتا تھا بعض غلامان معتبر شتران خزانہ سے دو چار ہوکر سب غارت کیا اس اثنا میں امیر محمد وہاں پہونچا اور جب غلاموں نے جانا کہ اس قسم کا ظلم پیش نجاوے گا مگر یہ کہ امیر دوسرا ہو بالضرورت امیر محمد کے پاس گئے اور اُسے ساتھ بادشاہی کے قبول کیا اور ہجوم کرکے امیر مسعود کے سر پر گئے اور امیر مسعود اس رباط میں قلعہ بند ہوا اور بتوجہ کے خرد و کلان وطن کی جدائی اور سفر ہند سے دلگیر تھے امیر مسعود کو رباط ماریکلہ کے اندر سے کہ آب سندھ کے قریب ہو گرفتار کرکے سلطان محمد کے روبرو لیگئے سلطان محمد نے امیر مسعود سے کہا کہ میں تیرے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا اپنے واسطے کوئی جگہ اختیار کر کہ معہ حرم اور اپنی اولاد کے وہاں بود و باش کرے سلطان مسعود نے قلعہ گیری کو پسند کیا کہتے ہیں اس حصار کی طرف روانگی کیوقت مصارف ضروری سے محتاج ہوا ایلچی سلطان محمد کے روبرو بھیجکر کچھ خرچ طلب کیا سلطان محمد نے پانسو درم اسکے واسطے بھیجے سلطان مسعود نہایت متالم اور متاثر ہوا اور اشک حسرت اپنے رخسارہ پر جاری کیے اور کہا سبحان اللہ کل کے روز اس وقت میں لاکھ تین ہزار شتر خزانہ کا تھا اور آج ایسے حال میں گرفتار ہوں پھر اپنے مقربوں سے ہزار دینار قرض لیکر اس شخص کو جو پانسو درم لایا تھا عنایت فرمائے اور معہ زر مرسلہ اسکو واپس کیا اور سلطان محمد نے کہ آنکھوں کی نور بصر سے بے نصیب تھی سلطنت اپنے نور نظر احمد کو جو ساتھ خبط دماغ کے شہرت رکھتا تھا تفویض کی اور خود ساتھ ایک پیٹی کے قانع ہوا اور احمد نے باتفاق سلیمان بن یوسف سبکتگین اور پسر علی خویش باوند کے اور اپنے باپ کے بے مشورہ قلعہ گیری میں جاکر سنہ ۴۳۳ چار سو تینتیس ہجری میں مسعود کو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور بعضے کہتے ہیں ایک چاہ عمیق میں زندہ گرا کر خاک سے پٹوا دیا اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ احمد نے اپنے باپ کو اسپر آمادہ کرکے آدمی بھیجکر مسعود کو قتل کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مدت سلطنت شہاب الدولہ مسعود کی بروایت صحیح نو برس اور نو مہینے تھی اور بروایت دیگر اسکی سلطنت نے بارہ سال کا عرصہ کھینچا اور یہ بادشاہ شجاع اور کریم الاخلاق تھا سخاوت بافراط رکھتا تھا اور علما و فضلا کے ساتھ مجالست کرتا اور انپر تازہ انواع احسان و انعام مبذول فرماتا ایک جماعت کثیر نے فضلا سے اسکے نام کتابیں لکھیں از انجملہ استاد ابوریحان خوارزمی منجم اپنے وقت کا علامہ تھا اور فن ریاضیات میں اپنا نظیر نرکھتا تھا قانون مسعودی اور علم ریاضی میں اسکے نام نامی پر تحریر کیں اور ایک فیل نقرہ اسکے صلہ میں پایا اور قاضی ابو محمد ناصحی نے بھی کتاب مسعودی فقہ مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں اس شاہ افضل پناہ کے نام تالیف کی اور روضۃ الصفا میں مسطور ہے کہ شہاب الدولہ مسعود خیرات بہت مستحقوں کو تقسیم کرتا تھا چنانچہ اسنے ماہ رمضان میں ایکدفعہ لاکھ درم مستحقوں کو پہونچائے اور اوائل سلطنت میں اسکے اسقدر مدرسے اور مسجدیں تعمیر ہوئیں کہ زبان انکی تعداد کے بیان سے عاجز اور قاصر ہے۔

ذکر سلطنت ابو الفتح قطب الملۃ شہاب الدولہ امیر مودود بن امیر مسعود بن محمود غزنوی کا

جب امیر مسعود تیغ بیدریغ سے قتل ہوا امیر محمد مکحول نے جزع فزع بہت کی اور ان لوگوں کو جنہوں نے اسکے قتل کی کوشش کی تھی سرزنش اور ملامت کی اور مودود بن امیر مسعود کو کہ بلخ میں اقامت رکھتا تھا اس مضمون سے تعزیت نامہ لکھا ترجمہ اسکا یہ ہے کہ فلان فلان اشخاص نے تیرے باپ کے قصاص میں امیر مسعود کو قتل کیا اور دوسروں کو اس بارہ میں اختیار نہ تھا مودود نے اسکے جواب میں تحریر کیا کہ حق سبحانہ تعالی امیر کی عمر کو دراز کرے

کر کے سلامت رکھیو اور اُسکے فرزند دیوانہ احمد کو ایسی عقل کرامت فرمائیے کہ بسبب اُسکے معاش کر سکے اور جو وہ ایک امر عظیم کا مرتکب ہوا یعنی خون اپنے چچا کا بہایا جو ایسا بادشاہ تھا کہ امیر المومنین نے اُسے سید الملوک السلاطین کا لقب دیا تھا انتقام حقیقی جلد اُسکے اس عمل ناشائستہ کی پاداش نصیب کریگا اور خط بھیجنے کے بعد ہی چاہتا تھا کہ انتقام کے لیے مارکلہ کی طرف جاوے لیکن ابو نصر احمد بن عبد الصمد وزیر نے اس عزیمت سے اُسے باز رکھا اور غزنین میں لیگیا غزنین کے تمام باشندے اُسکے استقبال کو آئے اور اسکے شریک ہوئے پس سنہ ۴۳۲ چار سو بتیس ہجری میں غزنین سے برآمد ہوا اور محمد مکحول نے نامی نام پسر کو کہ اپنے کو سپہ سالار پشاور اور ملتان کا کرکے خود آپ سندھ کے کنارہ سے استقبال مودود کیواسطے چلا اور دشت دینور میں چچا اور بھتیجے کے درمیان نائرہ قتال مشتعل ہوا عاقبت الامر نسیم فتح و ظفر افواج مودود کے پرچم پر چلنے لگی محمد مع اپنے فرزندوں نامی و شنگین بلخی اور امیر علی خویشاوند و سلیمان بن یوسف کے جو فتنہ و فساد کے بانی تھے تمام اسیر و دستگیر ہوئے اور مودود کے غلاموں نے بہ نیت انتقام عبد الرحیم بن محمد کے سب کو قتل کیا اور سبب اُسکی نجات کا یہ تھا کہ جس وقت مسعود کو قید کیا اُسکے بھتیجے عبد الرحیم اور عبد الرحمن اُسکے دیکھنے کو گئے عبد الرحمن نے از روے تمسخر دست بے ادبی دراز کرکے کلاہ قبہ امیر مسعود کے سر سے اُتارا اور عبد الرحیم نے اُسکے ہاتھ سے چھین کر اپنے عم بزرگوار کے زیب سر کیا اور اپنے برادر بے ادب کو سرزنش کرکے دشنام دی اور اس خبر کو مضمون من عمل صالحا فلنفسہ و من اساء فعلیہا واقع میں آیا القصہ مودود جب قاتلان پدر کے انتقام سے فارغ ہوا اُس موضع میں کہ اسکو صورت فتح منہ دکھلائی تھی ایک قریہ اور ایک رباط یعنی مسافر خانہ تیار کرکے اُسکا نام فتح آباد رکھا اور تابوت اپنے باپ اور بھائیوں کا قلعہ کبری سے غزنین میں روانہ کیا اور خود بھی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور ابو نصر احمد کو منصب وزارت پر مقرر رکھا اور سنہ ۴۳۳ چار سو تینتیس ہجری میں اسے معزول کرکے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا اور ابو نصر محمد بن احمد کو کہ ایک اُسکے امرا سے تھا ہندوستان میں بھیجا تو اُس نے نامی ولد محمد مکحول بن سلطان محمود سے محاربہ کرکے قتل کیا بعد اُسکے کچھ اندیشہ سوا سے بھائی مجدود بن مسعود کے نہ رہا کہ باپ کے قضیہ کے بعد ملتان سے لاہور گیا اور ایاز خاص کی اعانت سے آب سندھ سے ہانسی اور تھانیسر تک جیسا کہ سنا اور ہی ضبط کرکے استقلال تمام بہم پہونچایا پھر اُسی سال ایک لشکر جرار اُسکے دفع کیواسطے رخصت فرمایا اور مجدود اس امر سے خبردار ہوا مع افواج کثیر بلدہ ہانسی سے کہ اس مقام میں واسطے تسخیر دار الاسلام دہلی کے توطن اختیار کرکے کمین فرصت کا جویا تھا استقبال فرمایا اور قبل اُسکے کہ لشکر مودود قلعہ لاہور پر منتصر ہوتے اپنے تئیں چھٹی تاریخ ذی الحجہ کو اُس مقام میں پہونچایا اور قریب تھا کہ اُس کے شکوہ و صلابت کے خوف سے مودود کی فوج میں سنگ تفرقہ پڑے اور اکثر امراے غزنین اُسکی ملازمت میں مشرف ہوں ناگاہ عید قربان کی صبح کو مجدود اپنی خوابگاہ میں مردہ ملا اور کیفیت اُسکی ہرگز دریافت نہوئی اور ایاز نے بھی چند روز میں قضا پائی ممالکت ہندوستان کی بقدر کہ ساتھ اُسکے تعلق رکھتی تھی بلا جنگ و جدل سلطان مودود کے متعلق ہوکے تصرف میں آئی اور ماوراء النہر کے بادشاہوں نے ابھی اُسکی اطاعت اختیار کی لیکن سلجوقی بوجہ اسکے کہ مودود چغر بیگ سلجوقی کی دختر اپنے عقد نکاح میں لایا تھا اسیطرح مقام نزاع میں تھے اور سنہ ۴۳۵ چار سو پینتیس ہجری میں راجہ دہلی اور دوسرے راجاؤں نے اتفاق کرکے بلدہ ہانسی و تھانیسر مع سائر مضافات حکام غزنویہ کے تصرف سے بر آوردہ کرکے قلعہ نگرکوٹ کیطرف توجہ کی اور اُسے بھی چار مہینے محاصرہ کیا جب مدد لاہور سے نہ پہونچی مفتوح اور مسخر کرکے منصرف ہوئے اور قلعہ نگرکوٹ میں پھر برسم قدیم بت نصب کرکے از سر نو بت پرستی کی رسمیں اُس حدود میں رواج دیں اور شرح اس قضیہ کی یوں ہے کہ راجہ دہلی نے جب آثار ضعف اور ادبار سلطنت غزنویہ میں مشاہدہ کیے ایک براہمن ملعون کی رہبری اور وسوسہ سے اپنے امراے ارکان دولت کو حاضر کرکے کہا کہ آج شب کو بت نگرکوٹ نے میرے خواب میں آکر کہا میں نے اس مدت تک غزنین میں اسواسطے توقف کیا کہ بنیاد دولت غزنویہ کو متزلزل اور ویران کروں اب جو مقصد حاصل

ہوا چاہتا ہوں کہ اپنے مرکز اصلی میں مراجعت کروں میں نے فتح و نصرت تمھیں امداد فرمائی چاہیے کہ بقدر ولایت جو تمھارے قبضۂ تصرف سے
برآوردہ ہوئی ہے اپنے تصرف میں لاؤ اور مجھے اسجگہ حاضر جانو کفار نے اُس دن کو نقل کیا ہے وزہاے عباد کے تصور کر کے جشن کیے
اور نہایت محظوظ ہوئے اور راے دہلی نے اپنے سنگ تراشان معتمد سے مخفی اور پوشیدہ فرمایا کہ ایک سنگ بہم پہونچا کر مشابہ صورت اُس بت
کے ایک شکل تیار کرو سنگ تراشوں نے فوراً کمر خدمت چست کر کے ہندوؤں کے واسطے ایک معبود اُس بت کی شبیہ مہیا کیا اور راے دہلی
نے راجہاے اطراف سے متفق ہو کر قلعہ ہانسی اور تھانیسر کو فتح کیا اور نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوا اور باہر قلعہ کے خیمہ اور خرگاہ بلند
کیا جب پردہ شب مانع اور حائل رویت ابصار ہوا اور خلق بادۂ نوم سے غافل و رست ہوئی راے دہلی نے اُس معبود کو جو مخلوق اور معبود
سنگ تراشان سحر آفرین تھا برہمن راہنمون کو دیا تو اُسے اس باغ میں کہ اس نواح میں واقع تھا موضع لائق اور مقام سزاوار میں نصب
کرے برہمن اس معبود مصنوع بستوہ رکو جو اُٹھا کر اُس باغ میں لیگیا اور جاے مناسب بہم پہونچا کر اُس مقام میں منصوب کیا اور علی الصباح
جب نگار خاوری نے سر دریچۂ قصر زمردی سے باہر نکالا باغبانان نے سر خواب غفلت سے اُٹھایا اور عادت قدیم کے موافق باغ میں متوجہ
ہوئے اور جو اُس بت کی صورت اکثر اوقات دیکھی تھی اور خوب شناسا تھے فریاد برلائے اور جوش خروش کے بعد ذوق و شوق میں
آکر اُسکے پہونچے اور آپکی آپس میں مبارکباد کہنے لگے اور یہ خبر جا بجا منتشر ہوئی اور لشکرگاہ میں شور عظیم اور غوغاے شدید برپا ہوا
اور راے دہلی اپنے فرزندوں اور عزیزوں اور بزرگوں کو اپنے ہمراہ لیکر نہایت شوکت و تجمل سے پیادہ پا برہنہ سر معبود مصنوع کی تعظیم
کیواسطے باغ کو روانہ ہوا اور رسم مرجید بجا لا کر سر اُسکے قدم پر رکھا اور شکریہ قدوم اُسکا بجا لا کر باہر آیا اور یہ فرمایا جو یہ مہاراج ایک مدت
میں غزنین سے مسافت بعید طے کر کے یہان رونق افروز ہوئے ہیں صعوبت سفر اور کوفت راہ سے آجکے دن بستر خواب پر استراحت
فرماوینگے کل بار عام ہوگا عامۂ کفار نے قبول کیا اور اپنے حال کے لائق نذریں اور صدقات اپنے اوپر معین اور لازم کیے دوسرے
روز اُس بت کی خدمت میں پہونچکے اسقدر جواہر اور اقمشہ اُسکے پاؤن پر گرایا کہ محمود کی روح پر فتوح ہزار تاسف کی طرف روانہ ہوئی اور وہ
برہمن اُس بت سنگین کے پاس ایستادہ ہوا اور جو شخص اُسکی زیارت کو آتا تھا اُس سے کہتا تھا کہ دیوتا نے حکم عام کیا ہے کہ قلعہ نگرکوٹ کو جو میرا مسکن
ہے جلد مسخر اور مفتوح کرو سپاہ ہندوستان سے خلاص اعتقاد قلعہ کی تسخیر میں ساعی اور لوازم محاصرہ میں مشغول ہوئی اور مسلمان جو اُس قلعہ کی
محافظت میں مصروف تھے پہلے ہی سے عزم شہادت کا اپنی نسبت قرار دیکر برج اور بارہ کو مستحکم کیا اور ہر چند امراے غزنیہ کے پاس جو لاہور
میں تھے ایلچی بھیجکر کمک طلب کی چونکہ انکے درمیان میں نفاق بہم پہونچا تھا اور ایک دوسرے کی خصومت میں پڑا تھا محصورون کی فریاد کو نہ پہونچے
محصورون نے ناچار ہو کر کفار سے جان و عرض و ناموس کی امان چاہی اور قلعہ اُنکے سپرد کیا اور لاہور کی طرف راہی ہوئے اور اپنے ابناے
جنس سے جا ملے اور راے دہلی نے بتخانہ کی جو سلطان محمود نے مسمار کیا تھا مرمت کی اور بت کو اپنے مقام پر نصب کیا اور جب یہ خبر بلاد ہندوستان
میں مشہور ہوئی کفار مسرور اور مبتہج ہوئے اور ایام سابق سے بھی زیادہ خلق نگرکوٹ کے تیرتھ اور زیارت کو دوڑے اور بت پرستی کا بازار
گرم کیا اور ہند کے کفار کا یہ قاعدہ ہے کہ امور معظم اور کار دشوار میں اُس بت سے مشورہ کرتے ہیں اگر اجازت ہوتی ہے تو اُس کام کو آغاز کر کے
بخوبی کوشش کرتے ہیں نہیں تو اُس کام سے دست کش ہوتے ہیں اور یہ امر اس زمانے میں بعضے مردم اس دیار میں جو دعوی ایمان
اسلام کا کرتے ہیں اثر کر گیا ہے یعنی اس جماعت مشہور سے لوازم مشورت بجا لاتے ہیں ورنہ تقدیر جنس اس بتخانہ میں تصدق
بھیجتے ہیں اور اسی عرصہ میں ممالکات پنجاب وغیرہ میں وہ راجہ جو شیران لشکر اسلام کے خوف سے لومڑی کیطرح جنگلوں اور پہاڑوں
میں دم دبا کر چھپے تھے مخلوق جمعی خاطر جمعی سے سر اٹھایا اور تین راجہ زبردست نے دس ہزار سوار اور پیادہ بیشمار لیکر لاہور کا محاصرہ کیا اور امراے اسلام
جو مودود بن مسعود کی اطاعت سے دست کش تھے اور کوچہ بندی کر کے چند سال نہینے سے اپنی جاگیرات اور مناصب کیواسطے ایک دوسرے سے جنگ

وجدل رکھتے تھے کفار کی جمعیت اور جرأت سے واقف ہوکر خصومت چھوڑ مقام موافقت میں آئے اور مودود بن امیر مسعود کی
اطاعت کے بارہ میں عہد اور پیمان بجالائے پھر بہیئت اجتماعی افواج مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوئے راجگان جب کیفیت
حال سے واقف ہوئے بلا جنگ بھاگ گئے اور ۴۳۴ھ چار سو چونتیس ہجری میں مودود نے ارتگین حاجب کو طخارستان کی طرف روانہ
کیا ارتگین جب وہاں پہونچا خبر پائی کہ داؤد ترکمان کا بیٹا ارض میں آیا ہے لشکر کثیر سے اسپر چڑھائی کی اور جب اسکے قریب پہونچا
پسر داؤد ترکمان لشکر اپنے مقام پہ چھوڑ کر اور چند اشخاص اپنے ہمراہ لیکر بھاگ گیا ارتگین نے وہاں پہونچتے ہی بہت مرد اہل
نبرد اسکے لشکر کے قتل کیے اور بلخ میں آکر قبضہ کیا اور خطبہ امیر مودود کے نام پڑھا چند عرصہ کے بعد ترکمانان اس سے لڑنے کو بلخ
کے قریب آئے ارتگین نے امیر مودود سے مدد چاہی جب التماس اسکی معرض قبول میں آئی مع فوج بجز کابل کے رستے سے غزنین
میں آیا اور امیر مودود نے ۴۳۵ھ چار سو پینتیس ہجری میں بعضے لوگوں کے اغوا اور تفہیم کے سبب بوعلی کوتوال غزنین سے کشیدہ ہوکر اسکو
محبوس کیا اور آخر کو جب بیگناہی اسکی ثابت اور متحقق ہوئی قید سے رہائی بخشی اور پھر منصب بلوائی ممالک اور کوتوالی غزنین پر بحال کیا اور دوہری
بن معتز کو کہ وہ قدیم الایام سے درگاہ عرش اشتباہ ضریح مبارک حضرت امام علی الرضا علیہ السلام میں تھا اور بس عرصہ میں دیوان ہوا تھا
اسے بھی قید کیا ہوا تھا کہ وہ محبس میں فوت ہوا اور ارتگین سے کچھ فعل زشت امیر مودود کو ناگوار خاطر ہوئے لہذا اپنے روبرو اسکی
گردن ماری اور اسی سال ترکمانان ملک غزنویہ کی طمع میں بست کی اطراف میں آئے اور سلطان مودود نے لشکر بھیجا جو لڑکر
شکست کھا کر بھاگ آئے اور ۴۳۶ھ چار سو چھتیس ہجری میں خواجہ طاہر وزیر باتدبیر نے بھی فات پائی اور خواجہ ابوالفتح عبدالرزاق بن
احمد بن حسن میمندی صدر وزارت پر متمکن ہوا اور اسی سال طغرل حاجب کو بست کیطرف روانہ کیا اسنے سیستان میں جا کر ابوالفضل کے
بھائی اور زنگی ابوالمنصور کو قید کیا اور اپنے ہمراہ غزنین میں لایا اور ۴۳۷ھ چار سو سینتیس ہجری میں ترکمانان سلجوقی جمعیت کرکے غزنین کیطرف متوجہ
ہوئے جب بست سے گذر کے امیر کے مسافرخانہ کو غارت کیا طغرل مع لشکر غزنین مقابل ہوکر جنگ میں مصروف ہوا جنگ شدید کے بعد
ترکمانوں نے ہزیمت پائی اور انمیں سے اکثر مقتول ہوئے اور اس فتح کے بعد طغرل گرم سیر فتہ بہار میں گیا اور اس ولایت کے
ترکمانوں کو کہ سرخ کلاہ مشہور ہیں قتل کیا اور انمیں سے بہت سے اسیر کرکے غزنین میں لایا اور ۴۳۸ھ چار سو اڑتیس ہجری میں امیر مودود
نے طغرل کو پھر مع لشکر انبوہ بست کی سمت بھیجا اور جب وہ تکیناباد میں پہونچا سلطان کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور عاصی ہوا
اور جب یہ خبر امیر مودود کے گوش زد ہوئی آدمی اسکی استمالت یعنی اپنی طرف مائل کرنے اور طلب کرنے کو بھیجے طغرل نے
جواب دیا کہ ایک جماعت جو امیر کی ملازمت میں ہے مجھسے دشمنی رکھتی ہے میں دربار حضور میں حاضر نہیں ہو سکتا اسلیے امیر مودود نے
علی بن خادم ربیع کو دس ہزار سوار سے اسکے دفع کیواسطے بھیجا جب وہ اس حوالی میں پہونچا طغرل چند آدمیوں سے بھاگا اور علی
نے اسکے لشکر میں گھسکر مال لوٹا اور انمیں سے چند کس غزنین میں گرفتار کرلایا اور اسی سال امیر مودود نے حاجب بزرگ بائتگین کو غور کی
طرف روانہ کیا جب غور کے قریب پہونچا ولد بیچے غوری کو ہمراہ لیکر حصار ابوعلی میں گیا اور اس قلعہ کو فتح کر کے ابوعلی کو جو غور کے
معتبر سرداروں سے تھا دستگیر کیا اور یہ ایک قلعہ تھا کہ سات سو برس امیر حاجب سے پیشتر کسی سے تسخیر قبضہ نہ پایا تھا ولد بیچے غوری اور
ابوعلی کو زنجیر میں مسلسل کرکے غزنین میں لایا اور سلطان نے ان دونوں کی گردن ماری اور اسی سال امیر حاجب بائتگین کو بہرام
نیال کے تدارک کو جو ترکمانوں کا سالار تھا روانہ کیا اور بست کے اطراف میں طرفین سے لڑکر خوب لڑے آخر کو ترکمان بھاگ گئے
اور ۴۳۹ھ چار سو انتالیس ہجری میں امیر قصدار نے حد سے گذر کر سلطان کی نافرمانی پر کمر باندھی امیر بائتگین اسپر تاخت لایا قصدار
بھی حرب میں مشغول ہوا آخر کو بھاگ گیا پھر چند عرصہ کے بعد حلقہ اطاعت اپنے کان میں ڈالکر خراج سلطانی قبول کیا اور امیر حاجب مراجعت کرکے غزنین

میں آیا اور سنہ ۴۴۰ھ چار سو چالیس ہجری میں مودود نے اپنے دونوں بڑے بیٹوں کو یعنی ابوالقاسم محمود اور منصور کو ایک ایک خلعت اور طبل و علم دیا ابوالقاسم محمود کو لاہور میں اور منصور کو پرشور کی طرف روانہ کیا اور ابو علی کوتوال غزنین کو تو چیار کرکے ہندوستان بھیجا تو وہاں کے سرکشوں کو گوشمالی دیکر راہ راست پر لاوے ابو علی پہلے پیشاور میں گیا جب قلعہ ماہیلہ کا آہنگ کیا اس نام حاکم اس قلعہ کا کہ باغی ہوا تھا جزیرہ بھاگا اور ابو علی نے ہجری یک جو ہنود کا سردار تھا اور سلطان محمود کے عہد میں خدمتیں کرکے عمر گذرانی تھی بعضے امور کے سبب سے بھاگ کر ہندوستان آیا تھا اور کوہپائے کشمیر میں بسر کرتا تھا ایلچی بھیجکر استمالت بہت کی اور اپنے روبرو طلب کیا اور عہد و پیمان اور قول و قرار کے بعد غزنین بھیجا امیر مودود بھی مقام افغانستان میں آیا اور اسے تسلی فرمائی اور اسی عرصہ میں کہ ابو علی کوتوال سند میں تھا اسکے دشمنوں نے ازروے حسد بُری خبریں امیر مودود کے خاطرنشان کی تھیں لہذا جب ابو علی کوتوال مع اموال بسیار غزنین میں آیا امیر مودود نے حکم اسکے قید کا دیکر میرک بن حسین کے سپرد کیا چار روز کے بعد دشمنوں نے اسے قید میں ہلاک کیا اور جو امیر مودود کی بے مرضی مصدر اس فعل کے ہو گئے تھے اس خون کے اخفا کے لیے امیر مودود کو ہر روز سفر کی ترغیب و تحریص کرتے تھے تو اور چیزوں میں مشغول ہونے سے چند مدت یہ عمل پوشیدہ رہے آخر الامر امیر نے سفر کابل اختیار کیا اور چاہا کہ وہاں سے خراسان جاؤں اور وہ ممالک ترکوں کے تصرف سے برآوردہ کروں جب سیحاوند اور لہوکردہ کی نواح میں پہنچا قلعہ سیالکوٹ پر گیا تاکہ جو خزانہ وہاں ہے اٹھالاؤں اتفاقاً امیر مودود اس قلعہ میں قولنج کی بیماری میں مبتلا ہوا اور روز بروز مرض نے زور اور قوت پکڑی تھا ناچار عبدالرزاق وزیر کو سیستان کی طرف جو سلجوقیوں کے تصرف میں آیا تھا بھیجا اور خود محفہ میں و رنگا ہے ہاتھی پر سوار ہو کر غزنین کی طرف مراجعت فرمائی جب غزنین میں پہنچا میرک وکیل کو عین مرض میں تکلیف دی کہ ابو علی کو قید خانہ سے رہا کرکے حاضر کرو میرک وکیل نے حیلے پیش کرکے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی ابھی ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ امیر مودود نے چوبیسویں رجب سنہ ۴۴۱ھ ہجری کو عالم فانی سے انتقال کیا مدت اسکی سلطنت کی نو برس تھی کہتے ہیں اس سال ما وراءالنہر اور بادیہ کے تمام ملوک امیر مودود سے متعہد ہوئے تھے کہ اسکی لشکر سے مدد کرکے ترکان سلجوقی کا ہاتھ بلاد خراسان سے کوتاہ کریں چونکہ طالع انکا قوی تھا یہ کام کیا **ذکر سلطنت ابو جعفر مسعود بن مودود بن مسعود بن محمود غزنوی کا** جب مودود نے رخت بعزم سفر آخرت باندھا علی بن ربیع خادم جو داعیہ بادشاہی کا رکھتا تھا مسعود بن مودود کو کہ طفل چار سالہ تھا تخت غزنین پر بٹھایا چونکہ بائتگین حاجب کہ امراے عہد سلطان محمود غزنوی سے تھا اس امر میں شریک نہوا اسکے اور علی بن ربیع کے درمیان جنگ کی نوبت آئی غزنین کے تمام باشندے مسلح ہو کر بائتگین کے مکان پر آئے اور سلطان مسعود کے تمام فرزندوں میں سے ابوالحسن علی شہر میں تھا علی بن ربیع چاہتا تھا کہ اسے دفع کرے وہ اسوقت بھاگ کر بائتگین کے پاس گیا اور بائتگین نے ارکان دولت کے اتفاق سے مسعود بن مودود کو بعد صرف اسکے کہ پانچ چھ روز بادشاہی کی تھی خلع کیا اور اسکے چچا ابوالحسن علی بن مسعود کو تخت نشین کیا **ذکر سلطنت ابوالحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی کا** جمعہ کے دن غرہ شعبان سنہ ۴۴۱ھ چار سو اکتالیس ہجری میں سلطان ابوالحسن علی بن مسعود نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مودود کی زوجہ جو چقر بیگ کی دختر تھی اپنے عقد نکاح میں لایا اور علی بن ربیع خوفزدہ ہو کر میرک وکیل کے اتفاق سے زر و جواہر جسقدر اٹھا سکا لیکر ایک جماعت امرا اور غلاموں کے اتفاق سے پیشاور کی طرف بھاگا اور اس خطہ کو ملتان اور سندھ تک اپنے قبضہ میں لایا افغانوں کو جو ظلم و جور سے خرابی کرتے تھے بضرب شمشیر مطیع و فرمان بردار کیا اور سلطان ابوالحسن علی نے اپنے بھائیوں کو جنکا مردان شاہ اور ایزد شاہ نام تھا قلعہ نای سے دارالامان غزنین میں طلب کرکے معزز اور مکرم کیا اور بعد خروج عبدالرشید کا درمیان میں تھا خزانہ کا دروازہ کھولکر بہت مال آدمیوں کو عنایت کیا لیکن مفید نہوا اور عبدالرشید نے اسی سال کے آخر میں غزنین میں پہونچکر اُسے منہزم کیا اور خود مالک تاج و تخت ہو کر عزت میں بسر لیگیا ابوالحسن علی بن مسعود کی مدت سلطنت نے دو برس درازی قبول کی **ذکر زین الملة سلطان عبدالرشید کی سلطنت کا** سلطان عبدالرشید بروایت صحیح سلطان محمود غزنوی کا بیٹا ہے

اور مودود کے حکم سے وہ اس قلعہ میں جو بست اور اسفراین کے درمیان واقع ہے محبوس تھا عبد الرزاق بن احمد بن حسن میمندی
اثنائے راہ میں مودود کے فوت کی خبر سنکر سیستان کی فتح عزیمت کی اور قلعہ تکیا آباد میں آکر چند روز مقام کیا اور خواجہ
ابوالفضل اور رشید بن التونتاش حاجب و نوشتگین حاجب کے اتفاق سے آخر سنہ ۴۴۴ھ چار سو چوالیس ہجری میں عبد الرشید کو کہ سلطان
مودود نے بھی اپنی حین حیات میں اسکی سلطنت کی وصیت کی تھی قید سے رہائی بخشی اور بادشاہ بنایا اور کوچ بر کوچ غزنین کیطرف
روانہ ہوا سلطان ابوالحسن علی بن مسعود اس کے خوف سے بھاگ گیا اور سلطان عبد الرشید بفراغ خاطر و اطمینان تمام اپنے آبا و اجداد
کے تخت پر متمکن ہو کر امور ملکی اور مالی میں مشغول ہوا اور سلطان ابوالحسن علی کو دستیاب کر کے قلعہ وندی میں قید کیا اور علی بن ربیع کو
جو ہندوستان میں تھا اور تسلط تمام پیدا کیا تھا انواع تدبیرات سے اپنے روبرو بلایا اور نوشتگین حاجب کرخی کو ہندوستان کا امیر الامرا
کیا اور امرا سے عالیشان اور سپاہ نمایاں اُسکے ہمراہ کر کے بلدہ لاہور کی حکومت پر بھیجا اور اُسنے اس جا وہین قلعہ نگر کوٹ کو کہ جسپر
کفار سابق قرنون سے متصرف ہو گئے تھے پانچ چھ روز کے عرصہ میں انکے قبضہ سے برآوردہ کیا اور طغرل حاجب کہ جو سلطان مودود
کا سالا تھا اور بہن اسکی سلطان مودود کے سلک ازدواج میں انتظام رکھتی تھی سیستان بھیجا طغرل نے سیستان کو مسخر کر کے جمعیت تمام
بہم پہنچائی اور سلطنت کی طمع میں غزنین کیطرف متوجہ ہوا عبد الرشید اسکا ارادہ سمجھکر غزنین میں تحصن ہوا طغرل نے شہر کو مسخر کر کے
عبد الرشید کو مع دیگر اولاد سلطان محمود کے کہ نو شخص تھے سب کو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور دختر مسعود کو اپنے حبالۂ نکاح میں لا کر طغرل
کافر نعمت مشہور ہوا اور نوشتگین کرخی جو عبد الرشید کے حسب الحکم لاہور سے برآمد ہو کر پشاور کے اطراف میں پہونچا تھا نامہ مشتمل محبت و دوستی
تحریر کیا لیکن نوشتگین کرخی طیش میں آیا اس کو رنکس کافر نعمت کے مکتوب کا جواب بغلظت تمام لکھا اور دختر مسعود کو مخفی ایک مکتوب
بھیجکر اسے طغرل کے قتل پر ترغیب کی اور اسی طرح بعضے امرائے غزنویہ کو جو پروردۂ نعمت خاندان محمودی تھے مکاتبات تحریر
کیے اور انکو اعمال قبیحہ طغرل سے اغماض کرنے میں نہایت تنبیہ اور سرزنش کی اس سبب سے سب کی رگ حمیت و غیرت حرکت
میں آئی اور طغرل کے قتل پر اتفاق کیا اور روز نوروز سلطانی کہ سلطان محمود نے تخت پر اجلاس کر کے بار عام کیا تھا اسنے
جرأت کا قدم آگے بڑھایا اور اس کافر نعمت صاحب کش کو کہ چالیس روز سلطنت کی تھی قتل کیا نوشتگین کرخی اس حادثہ سے چند روز
کے بعد غزنین میں پہونچا اشراف و اعیان کو جمع کر کے امیر ناصر الدین سبکتگین کی اولاد کی تلاش کی اُنمیں سے تین شخص قلعہ میں
زندہ تھے انکا نام فرخ زاد اور ابراہیم اور شجاع تھا انمین سے قرعہ اختیار سلطنت کا فرخ زاد کے نام پڑا اُسے بلوا کر ہاتھوں ہاتھ
تخت سلطنت پر بٹھایا اور اُسکا حلقۂ بیعت اپنے کان میں ڈالا عبد الرشید کی مدت سلطنت برس دن تھی اور طبقات ناصری میں
وارد ہے کہ طغرل کافر نعمت سے پوچھا کہ کس واسطے تو نے ملک و سلطنت کی طمع کی بولا جس وقت کہ سلطان عبد الرشید نے مجھے سیستان بھیجنے
لگے اور ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھکر عہد کرنے لگے اُسوقت ایسا خوف اُنپر غالب ہوا کہ ہاتھ اُنکا کانپنے لگا میں سمجھا کہ یہ جہانداری
کے لائق نہیں ہے پھر مجھے ملک و سلطنت کی طمع نے غلبہ کیا اور اس راہ میں سعی کر کے اپنی مراد کو پہونچا ۔ مصرع ۔ سلطنت گر ہمہ یک
لحظہ بود مغتنم است ۔ مدت سلطنت عبد الرشید کی برس روز سے بھی کم تھی ۔ **ذکر جمال الدولہ فرخ زاد بن سلطان مسعود**
کا جب سلطان فرخ زاد نے تاج شاہی زیب سر فرمایا تدبیر مملکت کی زمام نوشتگین کرخی کے قبضہ اہتمام میں سپرد کی اسی
عرصہ میں داؤد سلجوقی انقلاب دولت غزنویہ سے آگاہی پا کر غزنین پر تاخت لایا نوشتگین کرخی باستقلال تمام اسکے
محاربہ کے آہنگ میں غزنین سے برآمد ہوا اور بعد تلاقی کے فریقین دست شمشیر و نیزہ دراز ہو کر ہلاکی ایک دوسرے
کی کرنے لگے اور طلوع صبح سے غروب آفتاب تک دونوں قوم کے بہادروں نے کارزار میں اشتعال کیا ایک دوسرے کے نیست و نابود

کرنے کے سوا دوسرے کام میں مصروف ہوتے تھے عاقبت الامر نوشتگین کرخی مظفر اور منصور ہوا اور داؤد کا پاے قرار جگہ سے
ہلگیا راہ فرار ناپی غزنویہ سلجوقیہ کا پیچھا کرکے ساز و سلب انکا لوٹ لائے اور بلقب فتح و فیروزی غزنین میں بازگشت کی مژدۂ فتح فرخ زاد کے
لیے سبب استقامت ہوئی بار دیگر تمام سپاہ نصرت انجام ہمراہ لیکر اعلام توجہ خراسان کی طرف بلند کیے اور سلجوقیوں کی طرف سے کلیسارق نے
جو انکے امرا سے اعظم ہے تمامی لشکر فراوان استقبال کیا اور فریقین کے مقابل ہونیکے بعد آتش جدال و قتال اسقدر شعلہ زن ہوئی کہ شہسواران
میدان فصاحت اور چابک سواران معرکۂ بلاغت کی زبان اسکی صفت سے عاجز و قاصر ہے اس معرکہ میں بھی تائیدات الٰہی نسیم فتح و ظفر غزنویہ
کے مشام پر چلی کلیسارق اور چند شخص اور اعیان سلجوقیہ سرپنجۂ تقدیر میں اسیر ہوئے اور جب یہ خبر جغر بیگ سلجوقی کو پہونچی اپنے فرزند الپ ارسلان کو
سلطان فرخ زاد کے مقابلہ کو روانہ کیا اور بسبب نوشتگین کرخی اسکے محاربہ کو متوجہ ہوا اس مرتبہ سلجوقیوں کو صورت فتح مشاہدہ ہوئی اور بعض اعیان
غزنین انکے اسیر دستگیر ہوئے الپ ارسلان نے نہایت حشمت اور شوکت سے مراجعت فرمائی فرخ زاد نے جب صورت حال اسطرح سے معائنہ کی کلیسارق
کو مع تمامی متعلقان سلجوقیہ قید سے رہائی بخشی اور خلعت ہاے فاخرہ سے مخلع فرماکر آزاد کیا سلجوقیوں نے بسبب انسانیت کے انھوں نے بھی
اسیران غزنین کو رعایت کرکے مطلق العنان کیا اور سلطان فرخ زاد روضۃ الصفا کی روایت سے مسعود کا فرزند ہوا اور بقول حمد اللہ مستوفی
پسر عبد الرشید چھ برس بادشاہی کی اور سنہ چار سو پچاس ہجری میں علت قولنج کے سبب عالم باقی کی طرف متوجہ ہوا اور قبل اسکے ایک
برس کے غلاموں نے جس وقت کہ وہ حمام میں تھا اسکے قتل کا بیڑا اٹھا کر اتفاق کیا اور حمام میں داخل ہوئے اور جس نے انکے حال پر اطلاع
پاکر شمشیر میان سے لی اور استعداد کی انکی مدافعت و مقاتلت میں مشغول ہوا کہ لوگ خبردار ہوکر حمام میں آئے اور ان غلاموں کو قتل کیا اور اس قضیہ کے
بعد فرخ زاد ہمیشہ موت کا ذکر اور دنیا کی حقارت زبان پر لاتا تھا اسی سال داعی حق کو لبیک اجابت کہی اور اسکے وزیر ابو الحسن کا حسن بن
مہران تھا اور واقف بن ابو بکر بن صالح۔ ذکر سلطنت ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی کا۔ اسکے بعد کہ سلطان
فرخ زاد کوچ فنا میں مقیم ہوا سلطان ابراہیم نے اپنے وجود باجود سے صدر ایالت کو آراستہ کیا اور وہ ایک بادشاہ نہایت زاہد و پرہیزگار
تھا اور ابتدا ہی سے آغاز شباب اور ریعان جوانی میں ترک لذات نفسانی کرکے ماہ رجب و شعبان کو ماہ رمضان کے ساتھ انضمام دیتا تھا یعنی ہر سال تین مہینے
صائم رہتا تھا اور ہمیشہ لباس [illegible] اور رعیت پروری میں بدرجۂ غایت قیام کرتا تھا اور خیرات و مبرات اور داد و دہش میں مبالغہ فرماتا تھا جیسا
کہ صاحب طبقات ناصری نے لکھا ہے کہ ہر سال ایک مرتبہ امام یوسف سجاوندی کو اپنی مجلس میں بلواتا تھا اور وہ وعظ کہنے میں مشغول ہوتا وہ
لوگوں کو نصیحت کرتے اور وہ بزرگوار سلطان ابراہیم سے کلام بے محابا کرتے اور سلطان اس امام یگانہ کی درشتی سے آزردہ نہوتا
اور خط نسخ بہت خوب لکھتا اور ایام سلطنت میں ایک مصحف اپنے خط سے انجام کو پہونچا کر ایک سال مکہ معظمہ میں اور ایک سال مدینہ شریف
میں بھیجتا تھا کہتے ہیں اب تک چند مصحف انکے خط کے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب خانہ میں موجود ہیں
اور سلطان ابراہیم کے اوائل جلوس میں سلجوقیہ سے مصالحہ کا اتفاق ہوا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ [illegible] ملک دوسرے
کا ملک ہے اور [illegible] بہت [illegible] اور دختر سلطان ملکشاہ سلجوقی کو اپنے فرزند مسعود کے
عقد نکاح میں لاکر اسباب موافقت مضبوط کیے کہتے ہیں کہ پیشتر اسکے کہ صلح واقع ہو سلطان ملکشاہ سلجوقی نے ارادۂ غزنین پر
عزیمت کی سلطان ابراہیم نے یہ خبر سنکر ایک تدبیر سوچی اور [illegible] انکے امرا کے [illegible] سلطان ملکشاہ سلجوقی کے [illegible]
[illegible] پہونچا کہ سلطان ملکشاہ کو [illegible] آنے کے واسطے بہت سی ترغیب و تحریص کی ہے [illegible]
[illegible] کوشش [illegible] کر ایسا کرو کہ سلطان ملکشاہ [illegible]
اس سے نجات کلی پاویں اور [illegible] کہ تمہارے واسطے مروت کا اقرار کیا ہے [illegible] عنایت [illegible]

ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم [illegible] ۴۵۱

یہ مکتوبات ایک کو دیکر کہا کہ سلطان ملکشاہ اکثر اوقات صید و شکار میں مشغول رہتا ہے فرصت کا وقت نگاہ رکھیو تاکہ شکارگاہ میں تجھے اُسکے پاس لیجاوین اور غرض سلطان ابراہیم کی اس تعلیم سے یہ تھی کہ وہ مکتوبات ایسے مقام میں ملکشاہ کے ہاتھ آوین کہ امراء اُسکے ہمراہ ہوں اتفاقاً اُن دنوں میں سلطان ملکشاہ نے قصبہ اسفراین میں نزول کیا تھا اور ایک روز شکار کیواسطے برآمد ہوا اثنائے شکار میں جاسوس فطان جبکہ گاہ اُسے پکڑکر سلطان ملکشاہ کے روبرو لیگئے جب سلطان ملکشاہ نے پوچھا باتین پریشان کہنے لگا سلطان نے فرمایا اُسے چند تازیانہ مارو تو راست راست اقرار کرے جب اُنھوں نے شاہ کے حکم کے موافق عمل کیا بولا مین سلطان ابراہیم غزنوی کا پیک ہوں مجھے اس اردو مین بھیجکر چند مکتوب بے بین جب مکتوبات اُس سے لیکر سلطان ملکشاہ نے اُسکے مضمون پر اطلاع پائی اس مضمون کا اظہار مناسب نہ دیکھا اور عنان عزیمت اس ارادہ سے معطوف فرماکر اپنے دارالسلطنت کیطرف مراجعت کی آخرالامر بعد جستجو کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ حیلہ تدبیرات سلطان ابراہیم سے تھا اور سلطان ملکشاہ سے منقول ہے کہ حقیقت حال کے دریافت ہونیکے بعد فرماتا تھا ہرچند سلطان ابراہیم شاہ نے یہ مکر و حیلہ اسواسطے کیا تھا کہ طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا اور یقین جانتا تھا کہ اگر جنگ کی مہم واقع ہوگی مین مغلوب مطلق ہونگا لیکن جو مین اُسکے مکر و تزویر سے اس عزیمت سے باز رہا گویا وہ مجھپر غالب آیا جب ابراہیم بن مسعود کا دل سلجوقیہ کیطرف سے مطمئن ہوا لشکر ہندوستان کی سمت روانہ کیا اور اُس دیار کے بعضے مقام جو اسوقت تک فتح نہوئے تھے مسخر اور مفتوح کیے اور سنہ ۴۷۲ چار سو بہتر ہجری مین سلطان ابراہیم نے خود ہند کیطرف نہضت فرمائی اور قلعہ اجودھن کو جو اسوقت پٹن شیخ فرید شکر گنج کے مشہور ہے اور لاہور سے اس قلعہ تک سو کوس کی مسافت ہے محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور اس فتح کے بعد وہ سے قلعہ روپر جسے وہاں کہتے تھے متوجہ ہوا اور وہ قلعہ پہاڑ کے قلعہ پر واقع ہے کہ ایک سمت دریا اور دوسری طرف جنگل حائل ہے کہ درختان خاردار و غیرہ سے آفتاب کی شعاع کا وہین گذر نہین ہوسکتا اور اُسکے اکثر اشجار پر زہر دار سانپ ہوتا سکن تھا اور اس حصار کے نیچے کوڑے ہونے اور جنگ کرنیکی جگہ نہ تھی سلطان ابراہیم نے بہمت تمام اس قلعہ کی تسخیر مین مصروف تھی اور لشکر کو آراستہ کرکے جنگ کی بنیاد ڈالی اور تائیدات ربانی اور قوت سپاہ اسلام سے اُسے بھی تھوڑے عرصہ مین فتح کیا پھر وہانسے عنان عزیمت دوسرے شہر کیطرف جو اس سے قریب تھا اور دارہ نام رکھتا تھا معطوف فرمائی وہانکے باشندے خراسانیون کی نسل سے تھے کہ افراسیاب نے اُنکی سرکشی سے بتنگ آکر مع زن و فرزند ولایت خراسان سے ہندوستان کی جانب نکالدیا تھا اور آدمی اس شہر کے تمام اُس جماعت سے تھے اور بیگانہ سے پیوند و وصلت نہین کرتے تھے اور اصنام کی پرستش اور دائمی فسق پر سشیفتہ تھے اور وہ شہر نہایت آباد اور معمور تھا اور ایک حوض اس شہر مین تھا کہ قطر اُسکا نصف فرسنگ اور قعر اُسکا گہرائی کی کثرت سے دریافت نہوتا تھا اور ہرچند تمام سال آدمی اور چوپائے اُسکے پانی سے پانی پیتے تھے ہرگز تفاوت محسوس نہوتا تھا اور جنگل کی کثرت سے جو اُس قلعہ اور شہر کے گرداگرد واقع تھا آمد و شد کا رستہ دکھائی نہین دیتا تھا اور لوگ ہند بسبب اسکے کہ غلبہ اس جماعت پر جملہ محالات سے جانتے تھے اُنسے متعرض اور مزاحم نہین ہوتے تھے اور سلطان ابراہیم کو اس سفر مین راہ سے دشوار بہت پیش آئین جب اُس جنگل مین پہونچا کئی ہزار پیادہ تبردار اُن درختونکے قطع کرنیکے واسطے پیشتر روانہ کیے تھے تاکہ اُن درختونکو قطع کرکے راہ کشادہ کرین اور لشکر کے لوگ اُسمین بفراغت تمام گذر کرتے تھے خلاصہ یہ ہے کہ اسطریق سے اُس شہر کے حدود مین پہونچے موسم برشکال ہند آیا اسکے سبب سے تین مہینے تک کفار کے مستقر مین توقف کیا اور بباعث کثرت بارش بہت محنت اور مشقت کھینچی اور بعد مرور موسم برسات نہایت شوکت و شان سے اُس شہر کے کنارہ گیا پہلے ایلچی بھیجکر دعوت اسلام کی جب اُنھون نے قبول نکیا کا زار مین مصروف ہوا جبراً و قہراً اس قلعہ کو مفتوح کیا اور ایک لاکھ ہندی قید کرکے غزنین لیگیا اور غنائم کو اسپر قیاس کر سکتے ہین اور منقول ہے کہ ایک روز سلطان ابراہیم غزنین کیطرف جاتا تھا ایک حمال یعنی بوجھ اُٹھانے والے کو دیکھا کہ بھاری پتھر سر پر رکھے ہوئے عمارت سلطانی کیواسطے لیجاتا ہے

اور اس بوجھے سے رنج اور مشقت نہایت کھینچتا ہے سلطان کو اسکے حال زار پر رحم آیا فرمایا کہ یہ پتھر پھینکدے اُس بیچارہ نے پھینکدیا اور وہ پتھر بیدان میں پڑا رہا جب گھوڑے وہان پہونچتے تھے پتھر کے سنگ راہ ہونے سے دوڑ نہیں آزار کھینچتے تھے یعنی ٹھوکر کھاتے تھے ایکدن ایک مقرب نے سلطان ابراہیم کو عرضداشت کی کہ اگر حکم ہو وہ پتھر میدان سے اٹھا ڈالا جائے کہ یہ مصلحت سے خالی نہیں بادشاہ نے عرضداشت کے ناصیہ پر دستخط کیا کہ ہمنے سابق میں حکم اس پتھر کے گرا دینے کا دیا تھا اگر اب حکم اسکے اٹھا دینے کا نافذ ہو خلقت میری بے ثباتی قول پر گمان کریگی اور یہ امر بادشاہان صاحب اقتدار کو لائق و سزاوار نہیں منقول ہے کہ وہ پتھر اسی طور سے بہرام شاہ کے آخر دور تک پڑا رہا اور سلطان ابراہیم کے لفظ کی تعظیم کیو اسطے کوئی اُسے نہ اٹھاتا تھا اور سلطان ابراہیم کے چھتیس فرزند اور چالیس دختر تھین بیٹیان سادات عظام اور علما سے عالی مقام کو دین وفات اسکی ایک روایت مین سنہ ۴۸۱ھ چار سو اکاسی ہجری مین ہوئی پس ایام دولت اسکے اکتیس سال ہوئے اور ایک روایت ۴۹۲ھ پر مدت اسکے سلطنت کی بیالیس برس تھی وزارت اسکی اوائل ایام مین ساتھ ابو سہیل خجندی اور خواجہ مسعود رحجی کے تعلق رکھتی تھی اور عہد اواخر مین عبد المجید احمد بن عبد الصمد نے وزارت کا نشان بلند کیا اور اسی کی مدح مین ابو الفرج نے قصیدہ کہا کہ مطلع اسکا یہ ہے شعر ترتیب فضل و قاعدہ جود و رسم داد ٭ عبد المجید احمد عبد الصمد نہاد ٭ استاد ابو الفرج سلطان ابراہیم کا معاصر تھا سیستانی الاصل ہے اور بعض غزنوی بھی کہتے ہین اور عنصری اُسکا شاگرد ہے اور عہد دولت ابو علی سیمجوری مین کہ وہ امراے سامانیہ سے تھا فروغ پایا اور مداح اس خاندان کا رہا اور وہ ایک مرد نہایت محتشم اور صاحب جاہ تھا اور آل سیمجور سے اُسکو انعام و اکرام بیقیاس حاصل ہوتا تھا علم شعر مین نہایت ماہر اور صاحب فن تھا جیسا کہ ایک نسخہ بیچ اسکے رکھتا ہے اور اکابر رسائل مین اشعار استاد ابو الفرج کے استشہاد کے واسطے لاتے ہین اور یہ قطعہ اسی کا ہے قطعہ عنقاے مغرب است درین دور خرمی ٭ خاص از براے محنت و غم زاد آدمی ٭ ہر چند گرد عالم صورت برآمدم ٭ گفتم آدم ہر بیچارہ آدمی ٭ ہر کس بقدر خویش گرفتار محنت است ٭ کس را نداده اند برات مسلمی ٭ ذکر سلطنت علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود غزنوی کا۔ سلطان مسعود اخلاق حسنہ اور سخاوت وافر مین اتصاف رکھتا تھا اور عدل انصاف مین کوشش کرتا اور اعراض قطعی جو کہ ظہور مین آکے تھے دفع کیے جاگیرین اور تعلقہ کہ سلطان ابراہیم نے ملوک اور امرا کو عنایت فرائے تھے بحال رکھے خواہر سلطان سنجر سلجوقی مسمے مہد عراق کو اپنے عقد نکاح مین لایا اور اسکے عہد مین حاجب طغاتگین مقطع لاہور ہندوستان کی سپہ سالاری پر فائز ہوا اور آب گنگ سے عبور کر کے ایسے مقام مین پہونچا کہ سلطان محمود کے سوا کوئی شخص لشکر اسلام وہان نہ پہونچا تھا تاخت و تاراج کر کے سالمًا غانمًا لاہور کیطرف معاودت کی اسکے بعد سلطان مسعود نے سولہ برس بے تشویش خوش خوش گذرانکر آخر سنہ ۵۰۸ھ پانسو آٹھ ہجری مین عالم فانی سے دار البقا کیطرف راہی ہوا اور تاریخ گزیدہ مین تحریر ہے کہ مسعود کی وفات کے بعد اسکا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور ایک برس سلطنت کر کے سنہ ۵۰۹ھ پانسو نو ہجری مین ہاتھ سے اپنے بھائی ارسلان کے مارا گیا لیکن اور مورخون نے مسعود کے ذکر کے بعد سلطان ارسلان شاہ کا مذکور کیا ہے۔ ذکر ایالت سلطان الدولہ ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی کا۔ جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا اپنے بھائیون کو گرفتار کر کے محبوس کیا مگر بہرام شاہ بھاگ کر سلطان سنجر کے پاس پہونچا اُس وقت سلطان سنجر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملکشاہ کیطرف سے خراسان کا فرمانروا تھا ہر چند ارسلان شاہ نے بہرام شاہ کے بارہ مین خط لکھا اور الحاح کی اُسنے قبول نہ کیا بلکہ بہرام کی مدد کے واسطے خود علم توجہ غزنین کیطرف بلند کیا ارسلان شاہ نے یہ خبر سنکر اپنا ایلچی سلطان محمد کے روبرو بھیجکر اُسکے بھائی سلطان سنجر سے شکایت کر کے التماس کی کہ اُسے اس ارادہ سے باز رکھے سلطان محمد مقام صلاح مین ہوا لیکن مفید نہ پڑا ارسلان شاہ جب سلطان سنجر کیطرف سے ناامید ہوا

اپنی ماں مہد عراق کو جو سلطان سنجر کی بہن تھی مع دولاکھ دینار اور تحف بسیار سلطان سنجر کے نزدیک بھیجکر طالب مصالحہ ہوا چونکہ مہد عراق اسکے ظلم اور بھائیوں کے قتل ہونے سے انواع عقوبت میں گرفتار اور نہایت رنجیدہ تھی سلطان سنجر کو راستہ میں پہونچا تھا باتیں وحشت انگیز پہونچائیں اور غزنین کی روانگی کے باب میں بجد ہوا سلطان ارسلان اپنی والدہ کیطرف سے دلجمعی خاطر جمع کرکے تہیۂ جنگ میں مشغول ہوا تیس ہزار سوار اور پیادہ جرار ہتیار اور ایک سو ساٹھ زنجیر فیل لیکر غزنین سے ایک فرسنگ پر بادشاہ خراسانکے مقابلہ میں صفوف حرب آراستہ کیں اور دونوں طرف سے لڑائی گھمسان ہوئی اور سپاہ کثرت سے کام آئی ابوالفضل ملک سیستان کے آثار جلادت سے کہ ہمراہ ملک سنجر تھا غزنوی منہزم ہوئے ارسلان شاہ تاب مقاومت کی نہ لایا ہندوستانکی طرف روانہ ہوا اور سلطان سنجر غزنین میں داخل ہوا چالیس روز اس شہر میں توقف کیا اور وہ ولایت بہرام شاہ کو ارزانی رکھی پھر عنان توجہ اپنی ولایت کی سمت معطوف فرمائی ارسلان شاہ نے جب سلطان سنجر کی خبر معاودت سنی لشکر ہندوستان جمع کرکے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ عدم استعداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا اور قلعہ بامیان میں متحصن ہوا اور آخر کو سلطان سنجر کی تقویت اور مدد کو غزنین میں آیا اور ارسلان شاہ پہاڑ افغانوں کے درمیان میں بھاگا سلطان سنجر کے لشکر نے تعاقب کرکے گرفتار کیا اور بہرام شاہ کی سپردگی میں چھوڑا اسنے اسے قتل کیا اور حکومت میں مستقل ہوا مدت اسکی سلطنت کی تین سال تھی اور ستائیس برس کی عمر رکھتا تھا اور طبقات ناصری میں مسطور ہے کہ سلطان ارسلان کے عہد میں حوادث عظیم واقع ہوئے جیسا کہ آسمان سے آگ اور صاعقہ آئے اور اسکے سبب سے اکثر مکانات اور بازار جلنے لگے

ذکر معز الدولہ بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا

وہ بادشاہ ذی شوکت اور صاحب حشمت تھا اور علما و فضلا کے ساتھ بیٹھتا اور انکی صحبت دوست رکھتا اور ہر شخص پر بقدر علم و فضل رعایت کرتا اسواسطے اس زمانے کے فضلا نے باسم شریف اسکے کتب تالیف فرمائی ہیں اور تصنیفات میں مشغول ہوئے ہیں چنانچہ شیخ نظامی گنجوی نے مخزن الاسرار اسکے نام سے لکھی اور سید حسین غزنوی نے اسکے روز جلوس یعنی سریر سلطنت پر جلوہ گر ہونیکے دن ایک قصیدہ اسکی مدح میں انشا کرکے سلطان سنجر کے حضور پڑھا تھا اور مطلع اسکا یہ ہے مطلع منادی برآمد ز ہفت آسمان ٭ کہ بہرام شاہ است شاہ جہان ٭ اور کتاب کلیلہ و دمنہ اسکے عہد میں عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوا اسکے نام سے بھی کہتے ہیں کہ شطرنج اور کلیلہ دمنہ کو بادشاہ ہند نے نوشیروان عادل کیواسطے بھیجی بزرجمہر نے بمشقت تمام اس کتاب کو زبان پہلوی کی عبارت فرس قدیم میں ترجمہ کی اور شطرنج میں فکر بہت کرکے اسکے کھیلنے کا طریق دریافت کیا اور ساتھ ایلچی کے کہ اسکو لایا تھا کھیلا پہلی مرتبہ قائم کیا اور دوسری بار مات کیا اور مقابل اسکے نرد استخراج کرکے رائے ہندوستانکے پاس ارسال کی اس دیار کے اہل فکر اور دانشمند اسکے دریافت سے عاجز ہوئے اور آخر کو اسی سفیر سے کہ لایا تھا چالیں اسکی یاد کیں اور اہل ہند کا شطرنج کے استخراج سے اشارہ وہ ہے کہ خیر و شر انسان سے ہے اور امور عالم سعی و کوشش سے حاصل ہوتے ہیں اور امور میں قضا و قدر اور اجرام علوی کو دخل نہیں مثل ازدیاد مال و جاہ و کسب علوم اور مثل اسکے اور بزرجمہر نے اسکے مقابل نرد استنباط کی ایما یہ ہے کہ سعی کو جہانکے کارخانہ میں چندان دخل نہیں ہے اور اکثر سامان قضا و قدر کے متعلق ہے اگر تدبیر تقدیر کے موافق ہے درست آتا ہے الا طاس نرد مثل فلک اور کعبتین مثل انجم کے جو نقش کہ ساتھ خامۂ قدرت کے کعبتین میں منقش ہے موافق اسکے کھیلنا واجب ہے اور کھیلنا عقل و تدبیر سے عبارت ہے اور ہارون رشید کے عہد میں کتاب کلیلہ و دمنہ کو ابن المقفع نے زبان پہلوی سے عربی زبان میں ترجمہ کیا اور عہد سلطان بہرام شاہ میں عربی سے اس زمانے کی فارسی متعارفہ میں بنام اسکے تالیف کی اور اسکے بعد ملا حسین واعظ کاشفی نے سلطان حسین مرزا کے عصر میں اس فارسی مغلق کو بعبارت فارسی سلیس کرکے اشعار عربی موقوف کیئے اور اسکا نام انوار سہیلی رکھا اور سلطان بہرام شاہ نے اپنے عہد دولت میں چند مرتبہ ہندوستان کیطرف متوجہ ہوکر متمردوں اور مجرموں کو گوشمالی دی اور اول مرتبہ جو ہندوستان میں

داخل ہوا محمد باہلیم کو کہ سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے سپہ سالار لشکر لاہور تھا اور اعمال ناشایستہ کا مصدر ہو کر
علم مخالفت بلند کیا تھا ستائیسوین رمضان ۵۱۲ھ پانسو بارہ مین گرفتار کر کے قید کیا پھر اُسکو معاف کر کے قید سے
سے رہائی بخشی اور بدستور سابق ہندستان کا سپہ سالار کیا اور خود غزنین کی طرف مراجعت کی محمد باہلیم نے
سلطان کی غیبت مین قلعہ ناگور کو جو ولایت سوالک مین واقع ہے مفتوح کر کے اپنے اہل و عیال و سلب سامان کو وہان
چھوڑا اور عرب و عجم اور افغان اور خلج کا لشکر خوب بہم پہونچا کر تیغ اسلام سے بہت کفار سرکش نیست و نابود کیے اور اس
سبب سے بادۂ غرور اور نخوت سے اُس کے دماغ مین نشاء کبر دوبالا ہوا داعیہ سلطنت اور ملک گیری کا کیا اور بہرام شاہ نے
یہ خبر سنی دوسری مرتبہ ہند مین آیا اور وہ کافر نعمت بے نام و نشان یعنی محمد باہلیم مع دس فرزند کے سب مسند امارت پر متمکن
تھے بقصد مقابلہ و مقاتلہ بہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا اور حوالی ملتان مین دونو کا تقارب ہوا اور ایسی جنگ کہ فلک
پیر خمیدہ پشت نے مثل اسکے کمتر مشاہدہ کیا ہوگا وقوع مین آئی اور اثر کفران نعمت کا ظاہر ہوا صرصر ہمیت محمد باہلیم
کے پرچم رایت پر چلی وقت گریز مع دو فرزندان اور اتباع زمین دلدل پر گر کے ایسا غائب ہوا کہ اثر اسکے مرکوب سے
پیدا نہوا اسوقت سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار اس حدود کا کر کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسکے
اواخر سلطنت مین قطب الدین محمد غوری سوری کہ داماد اُسکا تھا غزنین مین بہرام شاہ کے حکم سے مقتول ہوا اور سیف الدین
سوری اپنے بھائی کے انتقام خون مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ مقابلہ کی طاقت نرکھتا تھا غزنین سے کرمان
گیا اور یہ کرمان نہ کرمان مشہور ہے بلکہ کرمان ایک شہر تھا درمیان غزنین اور ہند کے اور بسبب اسکے کہ اس ولایت کی نواح مین
بہت پہاڑ تھے وہان سوارون کا گذر نہایت دشوار تھا افغانون کے ساتھ اس ولایت پر متصرف ہوکر وہان قیام کیا اور سیف الدین
غزنین مین داخل ہوکر متصرف ہوا اور غزنویون پر اعتماد کر کے وہان بود و باش اختیار کی اور اپنے بھائی علاء الدین کو مع تمامی امراے
قدیم غور کیطرف بھیجا باوصف اسکے سیف الدین سوری اہالی غزنین سے ہمیشہ سلوک کرتا تھا اور غوریون کو یہ مجال نتھی کہ اُن پر
تعدی کرین غزنوی ہمیشہ خواہان بہرام شاہ کے تھے اور سیف الدین سوری سے ظاہرا دوستی کرتے تھے اور بہرام شاہ سے پوشیدہ
ابواب مراسلات مفتوح رکھتے تھے یہانتک کہ فصل سرما کی پہونچی اور غور کے راستے برف کی شدت سے بند ہوئے اور لوگون کو
دوا دوش کی طاقت نہ رہی بہرام شاہ ناگاہ مع لشکر افغانان و خلج و مردم صحرانشین حوالی غزنین مین پہونچا اور اُسوقت کہ فاصلہ
دو فرسنگ سے زیادہ نہ رہا سیف الدین سوری نے خبر پائی ساتھ غزنویون کے جو اخلاص اور دوستی کا دم بھرتے تھے در باب
جنگ اور روانگی غور کیطرف مشورہ کیا غزنویون نے نفاق کو اپنا شعار کر کے جو کہ حق مشورہ کا ہے بجا نہ پہونچایا اور واسطے
جنگ کے ترغیب اور تحریص کی سیف الدین سوری نے موافق المستشار موتمن کے اُنکو مشورہ مین امین جانا مع فوج
غزنویہ اور کچھ مردم غور سے شہر سے روانہ ہوا اور بہرام شاہ کے مقابلہ مین صف آراستہ کی ابھی لوازم حرب ظہور مین نہ پہونچے تھے
کہ غزنویون نے سیف الدین سوری کو پکڑ کے خوش طبعانہ بہرام شاہ کے سپرد کیا بہرام شاہ نے فرمایا تو سیف الدین سوری
کا منہ سیاہ کر کے گاو ضعیف و ناتوان پر کہ ساتھ ہزار تشویش کے ایک قدم اُٹھاتی تھی سوار کر کے تمام شہر مین تشہیر کیا
اور لڑکے بلکہ بوڑھے سفید ریش غزنین کے اسکے پیچھے فریاد کرتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور تشہیر کے
بعد بہ ترین عذاب سے قتل کیا اور اسکا سر تن سے جدا کر کے عراق مین سلطان سنجر کے پاس بھیجا اور سید مجد الدین کو جو وزیر
سیف الدین سوری کا تھا اُسے بھی دار پر کھینچا اور جب یہ خبر وحشت اثر علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی آتش غضب کا دھوان اُسکے

کانون سینہ سے برآمد ہوا اور اپنے بھائی کے انتقام کے عزم میں مع لشکر ستیزہ گر غزنین کی سمت متوجہ ہوا لیکن اسکے پہونچنے سے پیشتر دوست تصفا نے بہرام شاہ کے طومار حیات کو لپیٹا اور اسکے بیٹے خسرو شاہ کو محنت سنجر وزہ دنیا میں گرفتار کیا اور بروایت مشہور جب خبر توجہ سلطان علاء الدین بہرام شاہ کو مسموع ہوئی اپنے لشکر کو جمع کر کے غزنین سے بعزم رزم باہر آیا اور ایلچی علاء الدین کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ صلاح میری یہی ہے کہ ارادہ بیجا کل سے کہ تو نے کیا ہے نادم ہو کر پلٹ جا کہ میں کئی ہزار پہلوان شیر افگن و فیلان آہنین تن تیرے استیصال کیواسطے مہیا رکھتا ہوں میرے مقابلہ سے پرہیز کر اور ہاتھ دامن ستیز میں مت ڈال نہیں تو کیا رنگی خاندان سلاطین غوریہ کا سندرسل ہو معدوم ہوئے سلطان علاء الدین نے کہا یہ کام کہ بہرام شاہ سے سرزد ہوا ہے علامت زوال دولت غزنویہ کا ہے کسواسطے کہ بادشاہان ممالک یکدیگر پر لشکر کھینچتے ہیں اور آپسمین قدرت پاکر نفوس نفیسہ کو ستائل کرتے ہیں لیکن نہ ساتھ اس رسوائی اور فضیحت کے اور یقین ہے کہ زمانہ واسطے مکافات اور عبرت انتقام تجھسے کھینچیگا اور مجھے تجھپر ظفر بخشیگا بہرام شاہ نے ہاتھیوں پر نازان ہوکے کہ اگر وہ فیل رکھتا ہے اول میرا اللہ کفیل ہے دوسرے خرفیل رکھتا ہوں کہا اسپاہ سلطان علاء الدین میں دو آدمی تھے انھیں خرفیل کہتے تھے اور یہ دونوں شخص غوریوں سے شجاعت اور توانائی میں فیل آسمان شکوہ کو خانہ کنار انبساط میں شہ مات کرتے تھے اور دست خویش ایستادہ رکھتے تھے اور جب ایلچی رخصت ہوا اور وہ باتیں کسی شخص نے بہرام شاہ سے گذارش کیں اگرچہ بحسب ظاہر متغیر نہ ہوا لیکن باطن میں متاثر ہوا اور رعب سپاہ اسکے ضمیر پر مستولی ہوا القصہ جب دونوں سپاہ ستیزہ گر حرب میں مشغول ہوئیں اور آوازہ چاچاپ شمشیر و شلفاش تیر کا گوش فلک کینہ کوش میں پہونچا خرفیل خرد و کلان مثل فیل مست معرکہ میں آئے خرفیل بزرگ نے خنجر سے فیل نامی کا شکم پھاڑا اور فیل اس پر حملہ آور ہوا دونوں مرے اور خرفیل کوچک نے دوسرے فیل کو مار ڈالا اور خود تند شکم اسکے سے سلامت باہر آیا الغرض جب جسم ہاتھیوں کے اس معرکہ میں مثل گاؤ اور گاؤمیش کے بیفائدہ اور بے منفعت ہوئے علاء الدین اور اہل غور ہیئت اجتماعی کیا کہ بہرام شاہ پر حملہ آور ہوئے اور غزنویوں کو ضرب دست سے پسپا کیا اور جو دولت شاہ بن بہرام شاہ سپہ سالار لشکر دلیر اور شجاع اور مردانہ تھا اس معرکہ جانستان میں جان خازن بہشت کے سپرد کی بہرام شاہ مجروح ہو کر ہند کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ میں غم و غصہ فرزند وغیرہ سے بیمار ہوا اور سرا سے فانی سے ریاض جاودانی کیطرف انتقال کیا اور وفات اسکی بروایت اصح ۵۴۷ پانسو سینتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور مدت اسکے سلطنت کی پینتیس برس تھی اور ایک شاعر ہم عصر بہرام شاہ شیخ سنائی ہے اور وہ شیخ ابو المجید مجدود بن آدم الغزنوی تھا اور نفحات میں مسطور ہے کہ شیخ سنائی کی توبہ کا سبب یہ تھا کہ زمستان میں سلطان محمود واسطے تسخیر بعضے دیار کے غزنین سے باہر گیا تھا سلطان محمود کی مدح میں ایک قصیدہ سلک نظم میں کھینچکر متوجہ اسکے اردو کا ہوا تا کہ معرض عرض میں پہونچا دے درمیان راہ کے ایک گلخن کے دروازہ پر پہونچا کہ ایک مجذوب جسکو لای خوار کہتے تھے اپنے ساقی سے کہتا تھا قدح پر کن بکوری محمود ساقی نے کہا محمود ایک بادشاہ مسلمان ہے اور ساتھ امر جہاد کے مشغول لای خوار نے کہا محمود ایک مرد کم بہت ناخوش ہے جو کچھ اسکے تحت حکومت میں آتا ہے اسے ضبط نہیں کر سکتا ہے اور چاہتا ہے کہ ملک اور لیوے اور دو قدح کھینچا پھر کہا ایک قدح اور پر کر بکوری سنائی شاعر ساقی نے کہا سنائی ایک شاعر فاضل اور لطیف طبع ہے لای خوار نے کہا اگر وہ لطف طبع سے بہرہ ور ہوتا ایسے کام میں اشتغال کرتا کہ اسکے کام آتا کیوں چند لغو باتیں کاغذ میں لکھ لایا ہے کہ کچھ اسکے کام نہیں آویگا اور نہیں جانتا ہے کہ اسکو کسواسطے پیدا کیا ہے سنائی یہ کلام سنتے ہی متغیر ہوا اشراب غفلت سے ہوشیار ہوا اور ساتھ سلوک کے مشغول ہوا اور حدیقہ الحقیقہ میں پوشیدہ نہ رہے کہ شیخ سنائی بہرام شاہ کا معاصر تھا اور وہ کتاب ۵۲۵ پانسو پچیس ہجری میں

اس شاہ عالیجاہ کے نام نظم کی اور جب سلطان محمود غزنوی نے ۴۲۱ھ چارسو اکتالیس ہجری میں وفات پائی ملاحظان دو تاریخ سے اذکیا کے نزدیک سمت وضوح پاتا ہے کہ صحت حکایت مجذوب لائی خوار کی عہد سلطان محمود میں نہایت بعید ہے اور ظاہر ایہ امر سلطان مسعود کے عہد میں واقع ہوا اور کاتبوں نے غلطی سے سلطان محمود کا نام لکھا ہے واللہ اعلم عنداللہ وفات شیخ سنائی کی صاحب تاریخ گزیدہ کے عقیدہ میں سلطان بہرام شاہ کے عہد میں واقع ہوئی اور بقول بعضے فضلا ۵۲۵ھ پانسو پچیس ہجری میں کہ تاریخ اتمام حدیقہ ہے اس افعہ کا اتفاق پڑا۔ **ذکر سلطنت ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا** - روایت صحیح سے واضح ہوتا ہے کہ جب بہرام شاہ غزنوی نے غزنین میں وفات پائی اور خسرو شاہ امرا کے اتفاق سے مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا انھیں دنوں میں خبر علاء الدین غوری کے قریب پہونچنے کی متواتر پہونچی خسرو شاہ مع اہل و عیال ہندوستان کی طرف گیا اور شہر لاہور میں مقیم ہوا اور علاء الدین غوری نے غزنین میں جاتے ہی حکم دیا کہ غزنوی کی تخریب اور غارت اور قتل میں مضائقہ نہ کرو اسواسطے اسکی فوج نے سات روز آدمیوں کے قتل کرنے اور لوٹنے اور جلانے میں اس شہر کے اصلا تقصیر نہ کی اور علاء الدین سوری کے سمع میں پہونچا کہ سیف الدین سوری کی تشہیر کے وقت عورتین غزنویہ کوچہ بازار میں باواز دف و دائرہ سوری کی ہجو گاتی تھیں اور تمسخر کرتی تھیں علاء الدین نے بہت عورتین غزنویہ کو قتل کیا اور کسی پر رحم نہ کیا اسوقت غور کی طرف متوجہ ہوا اور راہ میں جس جگہ ایک عمارت کہ اولاد سبکتگین سے منسوب تھی سب کو ڈھا دیا اور جلا دی اسکا صلہ ملا کہ ساتھ لقب علاء الدین جہان سوز کے ملقب ہوا اور واسطے انتقام سید مجد الدین کے کہ نائب سیف الدین سوری کا تھا فرمایا کہ ایک جماعت سادات غزنویہ کی توبرہ خاک سے پر کر کے انکی گردن میں لٹکایا اور فیروزہ کوہ میں لیجا کر سب کی گردن ماری اور وہ خاک کہ اُن توبرون میں تھی اُنکے خون سے تر کر کے فیروزہ کوہ کے بروج میں صرف کی اور بعد مراجعت سلطان علاء الدین سوری خسرو شاہ نے بطمع پایۂ تخت غزنین اور چشمداشت امداد سلطان سنجر لاہور سے مع سپاہ آراستہ اُس طرف نہضت فرمائی لیکن انھیں دنوں ترکمانان غز سلطان سنجر کو پکڑ کر متوجہ غزنین ہوئے خسرو شاہ طاقت مقابلہ کی نہ لایا پھر لاہور کیطرف گیا ترکمانان غز دس برس غزنین پر متصرف رہے اسکے بعد غوریوں نے ترکان غز سے چھین لیا اور اُنسے عندالفرصہ امرائے خسرو شاہ نے غزنین کو پھر چھین لیا اور بعض کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب خسرو شاہ تنزل بسبب علاء الدین غوری سے ہندوستان میں بھاگا علاء الدین غوری جہانسوز نے گرم سیر و قندھار اور تکیناباد کو مسخر کیا اور سلطان غیاث الدین محمد کے سپرد کر کے غور گیا اور جب خسرو شاہ ہند سے مع سپاہ موفورہ غزنین کی طرف متوجہ ہوا علاء الدین جہانسوز چاہتا تھا کہ اس طریق سے مصالحہ کرے کہ خسرو شاہ شہر اور قلعہ تکیناباد کو اُسکے قبضہ میں واگذاشت کرے فقط غزنین پر قناعت کرے خسرو شاہ نے قبول نہ کیا علاء الدین غوری جہانسوز نے یہ رباعی لکھکر اُسکے پاس بھیجی۔ رباعی۔ اول پدرت نہاد کین را بنیاد ؛ تاخلق جہان جملہ بیداد افتاد ؛ ہان تا ندہی زہر بیک تکیناباد ؛ سرتا سر ملک آل محمود بباد ؛ خسرو شاہ امداد سلطان سنجر سے قوی پشت تھا سلئے اس صلح کے التفات نہ کی قضائے الٰہی چند روز میں زبونی طالع سلطان سنجر کی واضح ہوئی اور علاء الدین غوری جہانسوز کے خوف سے مجدد لاہور کی طرف بھاگا اور علاء الدین غوری جہانسوز غزنین کو لیکر غور گیا خسرو شاہ بلدۂ لاہور میں ۵۵۵ھ پانسو پچپن ہجری میں فوت ہوا مدت اسکے حکومت کی سات برس تھی - **ذکر سلطنت خاتم الملوک خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی کا** - جب خسرو شاہ بلدۂ لاہور میں اس سرائے پر فتور سے دار السرور کیطرف خرامان ہوا اسکا بیٹا خسرو ملک اُس کا قائم مقام ہوا لاہور کی دار السلطنت کو عدل و داد کی زینت سے آراستہ کیا اور جسقدر ولایت ہندوستان سے کہ سلطان ابراہیم

اور سلطان بہرام شاہ کے قبضہ تصرف میں کچھی کا حفظ اپنے تخت و ضبط میں لایا لیکن سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اختیار غزنین پر کہ دارالملک اس خاندان عظیم الشان کا تھا اکتفا نہ کیا طمع ہندوستان کی بھی کی اور پشاور اور افغانستان اور ملتان اور سندھ کو مسخر کیا اور ۵۷۶ھ پانسو چھہتر ہجری میں لاہور گیا جو کہ خسرو ملک تاب اسکے مجادلہ کی نہ رکھتا تھا متحصن ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد غوری آگر روبرو تسلط کے ملک شاہ کے بیٹے کو کہ طفل خردسال تھا مع ایک فیل نامی گرفتار کر کے پلٹ گیا اور ۵۸۰ھ پانسو اسی ہجری میں دوبارہ لاہور میں آیا خسرو ملک جب پھر قلعہ بند ہوا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اطراف و جوانب سے اس بلدہ کو تاخت و تاراج کر کے قلعہ سیالکوٹ تعمیر کیا اور اپنے ایک معتمد کے سپرد کر کے غزنین گیا اور خسرو ملک نے اسکی غیبت میں کھکروں کے اتفاق سے قلعہ سیالکوٹ کو جاکر محاصرہ کیا اور کچھ مفید نہ ہوا آخرش پلٹ آیا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے عزم بالجزم بلدۂ لاہور کی تسخیر کا کیا اور ۵۸۲ھ پانسو بیاسی ہجری میں اول بحسب ظاہر خسرو ملک سے اظہار محبت کی اور ملکشاہ بن خسرو ملک کو سامان شاہی جو کچھ مناسب تھا درست کر کے مردم معتبر کے ہمراہ باپ کی ملاقات کو لاہور کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسے ہمیشہ مے نوشی کی ترغیب کریں اور باعث ہوں کہ آہستگی جاوے اور اثنائے راہ میں چند جا مقام کریں جب خبر بہجت اثر قرۃ العین کے آنے کی خسرو ملک کو پہونچی نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور سلطان شہاب الدین کی دوستی پر اعتماد کر کے عیش و طرب میں مشغول ہوا بیت دران تخت و ملک از خلل غم بود ؛ کہ تدبیر شاہ از شبان کم بود ؛ ابھی ملکشاہ رستہ میں تھا کہ سلطان شہاب الدین محمد غوری دوسری راہ سے بیس ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ سے جریدہ اور سبک غزنین سے تاخت کر کے دریائے لاہور کے کنارہ آیا اور صبح کو جب خسرو ملک خواب غفلت سے بیدار ہوا ساحل دریا کو لشکر دشمن سے آباد دیکھا ناچار با عجز و نیاز امان کے کھولی اور خدمت میں اسکے حاضر ہوا اور بلدۂ لاہور بے خرخشا اور جنگ اس حیلہ سے سلطان شہاب الدین محمد غوری کے قبضہ میں آیا سلطنت نے خانوادۂ غزنویہ سے ساتھ غوریہ کے انتقال کیا مدت سلطنت خسرو ملک کی اٹھائیس برس تھی

مقالہ دوسرا ذکر سلاطین دہلی میں ۔ جب سر رشتہ سخن کا ساتھ اسکے ملا مناسب سمجھا کہ احوال ہند اور احداث ہونا شہر دہلی کا بطریق اختصار بیان کرے اور اسکے بعد حکام غور کو مجملاً تحریر کر کے بر سر مقصود کہ ذکر بادشاہان دہلی ہے رجوع کرے اور بر خاطر خورشید مآثر سبھوں کے ظاہر اور باہر ہو کہ حکمائے ہند نے جیسا کہ مقدمہ میں گذرا باعتبار ادوار افلاک اور کواکب جہان کو چار حصہ پر تقسیم کیا ہے ست جگ ترتیا جگ دواپر جگ کلجگ اور مدت کلجگ سے زمانہ بعثت حضرت خواجہ کائنات محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تک تین ہزار اور سات سو اور چند برس گذرے تھے اور ہر جگ کیواسطے تاثیر اور خواص علیحدہ قرار دیے ہیں اور کہتے ہیں جب مدت کلجگ کی تمام ہووے پھر زمانہ ست جگ کا آتا ہے اور تمام جگ اسی طریق سے گردش میں رہتے ہیں اور قیامت عبارت ہے انتہائے ہر جگ سے اور ہرگز جگ فانی نہیں مانتے ہیں اور بعضے براہمہ کا یہ قول ہے کہ جہان فانی ہوگا اور جگ منتہی ہونگے لیکن حجت قوی اسپر نہیں رکھتے ہیں اور عقیدہ براہمہ کا وہ ہے کہ ہر ایک جگ میں ایک پیغمبر یا ایک دانشمند یا ایک مجتہد نے ایک ایک کتاب لکھی اور باوجود اس قدر مدت گذرنے کے اب بھی وہ کتابیں موجود ہیں اسیطرح سے کفار چین و خطا و ختن و کفار زہ کہتے ہیں کہ طوفان نوح علیہ السلام ہمارے ملکت میں نہیں پہونچا بلکہ اصل طوفان نوح کا اعتقاد نہیں رکھتے ہیں اسواسطے کسی طرح کی آفت انکی کتابوں کو نہ پہونچی اور اکثر نسخے موجود ہیں دوسرا اعتقاد انکا وہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے کہ ست جگ اول ہے اس زمانے تک کہ کلجگ کا عہد ہے بنی نوع انسان ہوئے ہیں اور عالم قدیم ہے اور ہرگز دنیا آدمی سے خالی نہ تھی اور نہ ہوگی اور بعضے حادثہ آدم کیواسطے ست جگ اول زمانہ تعین کرتے ہیں اور بابا آدم اور ماما حوا کا ہر جگ میں اوضاع مختلف سے ظہور ہوا ہے لیکن دونوں میں آدمی بلند قد اور

عظیم الجثہ اور کثیر العمر ہوئے ہیں اور بعضے ادوار میں عکس اسکے اور سطور سے شجاع اور جوب بھی اسی نہج سے مختلف العوارض
ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ذات برہمن اور کھتری کی قدیم الایام سے تھی اور دوسرے طوائف بہت ہیں کہ اواخر دواپرجگ سوم
اور اوائل کلجگ چہارم میں ظاہر آئے چنانچہ طوائف راجپوت قدیم نہیں ہیں اور اواخر عہد دواپر جگ میں پیدا ہوئے ہیں اور اوائل
مدت کلجگ میں کثیر ہوئے اور شرح اس بات کی یہ ہے کہ ہر ایک ان جگوں میں راجہ ہائے بزرگ کہ حساب انکا خدا جانتا ہے ممالک ہند میں
بادشاہی کر گئے ہیں اور انکے قصوں کا کچھ حصہ مہابھارت میں ہے جو کہ کتاب معتبر اہل ہند کی ہے اور اکبرشاہ کے زمانے میں فارسی ترجمہ کرکے
تحریر ہوئی اسمیں لکھا ہے کہ چار راجایان بزرگ سے کہ آخر عہد دواپر جگ میں ہوئے ہیں جرجودھن کھتری ہے اور پایہ تخت اسکا بلدہ ہستناپور
تھا جو حوالی دہلی میں ہے اور کشن جو ہنود کا پیغمبر ہے اور مسکن اور مولد اسکا بلدہ متھرا ہے اسکو اسکا معاصر بتلاتے ہیں اور جرجودھن پانچ بھتیجے رکھتا تھا
جو مشہور بہ پنج پنڈو ان میں آثار رشد اور شجاعت چہرہ انکے سے مشاہدہ کرکے درپے بربادی انکے کے ہوا جب کسی وجہ سے دفع انکا میسر
نہوا ایک روز مجلس قمار ترتیب دیکر ساتھ انکے بازی کی اور جو کچھ کہ جائداد منقولہ رکھتے تھے جیت لی یہانتک کہ ریاست اور
علاقہ کی نوبت آئی ہر ایک ان پنج بھیوں نے جو پرگنہ کہ رکھتے تھے اندرپت سونپت پانی پت تلپت باگپت وہ بھی اپنے چچا سے قمار
میں ہارے آخر کو جب کچھ باقی نرہا شرطیہ مقرر ہوئی کہ جو شخص ہارے جلاے وطن ہوکر بارہ برس ممالک غربت میں ظاہر ہوکر مسافرت کرے
اس طرح کہ ہر شخص اسے جانیں اور پہچانیں اور ایک سال اسطرح مملکت بیگانہ میں پوشیدہ رہے کہ کوئی شخص اسکے احوال پر مطلع ہووے اور جو
اس سال میں ایک شخص بھی واقف ہووے پھر از سر نو بارہ برس ظاہرا مسافرت کرے اور ایک سال مخفی رہے جب اس نہج سے شرط عمل میں آوے اپنے
ملک میں پلٹ آوے اتفاقًا وہ بازی بھی بھتیجوں نے چچا سے ہاری اور اقرار کے موافق پانچوں بھائیوں نے سفر اختیار کیا اور اسکے ممالک
محروسہ سے نکل گئے اور ملک دکن میں جو جرجودھن کے تصرف میں نہ تھا جاکر بارہ برس اطراف سیر کرتے رہے اور جرجودھن انکے احوال
پر اطلاع رکھتا تھا اور ایک سال کے بعد تغیر وضع یعنی بھیس بدلکر اسطرح سے کہ کوئی انھیں نہ پہچانے ولایت بایمن میں جو پرگنات
دکن سے ہے اور اسوقت ساتھ ابراہیم شاہ عادل کے تعلق رکھتا ہے گئے اور وہاں اسطرح سے بسر کی کہ جرجودھن نے ہر چند تجسس کی
انسے آگاہی نہ پائی اسکے بعد پانچوں بھائیوں نے شرط کے بموجب وطن اصلی کیطرف توجہ کی اور قدم چچا کی ولایت میں رکھا جرجودھن اس
امر سے خبر پاکر رنجیدہ ہوا اسواسطے کہ غرض اصلی اسکی انکا اخراج اور دفع تھا پیغام دیا کہ ملک میرے سے نکلجاؤ یا منتظر قتل کے رہو
پانچوں بھائی اپنی کشن پیغمبر کے پاس پناہ لیگئے کہ اس عرصہ میں وہ متھرا میں تھا کشن نے جرجودھن سے سفارش کی کہ انھیں اپنے
ملازموں کی سلک میں منتظم کرکے ایک حصہ بلاد سے مقرر کرے جرجودھن نے التماس کشن کی قبول نہ کی اور چچا بھتیجوں کے درمیان
میں آتش نزاع مشتعل ہوئی اور طرفین نے لشکر کشی کرکے جنگ کی جرجودھن مارا گیا اور پانچوں پنڈے ہندوستان کی سلطنت
عظیم پر متمکن اور مستقل ہوئے اور جب یہ مرگئے انکے بیٹوں اور پوتوں اور نواسوں نے کئی قرن بادشاہی کی یہانتک کہ حکومت اس
دیار کی زمانہ کلجگ میں انکے غلاموں اور نوکروں کو منتقل ہوکر طوائف الملوکی ہوئی اور رفتہ رفتہ انسے بکرماجیت کھتری بادشاہ
اجین کیطرف انتقال کی اور اسنے بہت ملوک طوائف کے دفع کیے اور اکثر ممالک کو جو جرجودھن کے تصرف میں تھے برآوردہ کرکے اپنے
قبضہ میں لایا اور دکن کو بھی مسخر کیا اور آخر کو سالباہن کہ ایک برہمن کا بیٹا تھا اور بائیس برس کی عمر رکھتا تھا اسنے قصبہ پٹن سے
خروج کرکے وہ ولایت بکرماجیت کے تصرف سے برلایا اور بکرماجیت نے خود اسکے دفع کیواسطے نہضت کی اور آب گنگ سے عبور
کیا اور سالباہن سے ہم مصاف ہوکر مارا گیا اور سالباہن چاہتا تھا کہ آب نربدہ سے عبور کرکے ولایت بکرماجیت تسخیر کرے ناگاہ ہاتھی
گھوڑے اور آدمی بہت پانی میں غرق ہوئے اور سالباہن عبور سے پشیمان ہوا اور اجین کی حکومت بکرماجیت کے فرزند کو ارزانی رکھی دکن

کی بادشاہی پر قانع ہوا اور اہل ہند کی مراد تمھود سے ہی بکرماجیت کے جلوس سے تاریخ لکھتے ہیں اور اس عرصہ میں کہ حضرت رسالت پناہ محمد
مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی چھ سو اکیس سال اس تاریخ بکرماجیت سے گذر چکے تھے کہتے ہیں
بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک سلطنت اُسکے خاندان میں رہی آخر راجپوتوں نے کہ عبارت کھتری کی لونڈیوں کے فرزندوں سے ہے
بادشاہی وارثان ملک کے ہاتھ سے برآوردہ کرلی اور ہر ایک مملکت پر متصرف ہوئے کسواسطے کہ جمیع شاہان کھتری عہد قدیم میں بلکہ اس
سے بھی پیشتر لونڈیاں رکھتے تھے اور رسم و دستور اہالی ہند کا ہے کہ انکو لونڈیوں سے کام لیکر انکو مطلق العنان کرتے ہیں وہ ہر ایک
ایک معشوق بہم پہونچا کر لڑکے جنتی تھیں اور وہ کمال عزت سے پرورش کرتی تھیں اور چونکہ تحت سری خانہ زادوں میں ہوتی ہے آپ کو
راجاؤں کے فرزندوں سے جانتے تھے اور لفظ راجپوت دلالت اس معنی پر رکھتی ہے اور عہد اولاد بکرماجیت میں بہت سے راجپوت ساتھ دولت و
امارت کے پہونچے اور لیتے اپنا حصہ کو کہ عبارت فرزندان کنیزان اور امراء اور سائر الناس کھتری سے ہے تربیت کرتے تھے یہانتک کہ
گروہ راجپوتوں کا شمار سے گذر گیا اور لشکر بادشاہان کھتری کا اکثر راجپوتوں سے ہوا اور پیچھے طوائف ملوک ہو کر سلطان محمود کے عہد میں فراغت
سے زندگی کرتے تھے اور سلطان محمود اور اولاد اسکی جیسا کہ مذکور ہوا بتدریج و مرور راجگان لاہور اور دوسرے راجاؤں اس حدود
کو مستاصل کر کے سرہند اور تھانیسر اور قلعہ ہانسی پر متصرف ہوئے اور اندیشہ میں فتح راجہ اجمیر اور دہلی غیرہم کے تھے کہ ناگاہ انکی دولت
نے زوال قبول کیا اور وہ دولت سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے متعلقوں کے نصیب ہوئی انھوں نے بہت سے راجاؤں کو
مستاصل کیا اور جو کچھ اُنسے باقی رہے دیگر بادشاہان دہلی و گجرات و مندو نے اس جماعت کی بربادی میں تقصیر کی جب نوبت بادشاہی
ساتھ اولاد امیر تیمور صاحب قران گورکان کے پہونچی خود اکبر بادشاہ نے انکو بیخ و بن سے اوکھاڑا اور محتاج نوکری اور کشت و زراعت
کا کیا اور ملوک عہد بکرماجیت میں سے جنکا ذکر ہوا ہے اس زمانہ تک کہ سلطنت جہانگیر بادشاہ کی پہونچی ہے کوئی خاندان نرہا سوا اس ایک
رانا راجپوت کے کہ ظہور اسلام سے پہلے بھی دولت اس خاندان میں تھی اور ابتک باقی ہے لیکن اسوقت میں نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ
کے لشکر نے اس دیار میں پہونچکر اس خاندان کے اکھاڑنے میں سعی موفور اور جہد بلیغ رکھی اور دہلی شہر ہے جدید سے ہے۔

ذکر شہر دہلی کی بنا کا – مشہور ہے کہ ۳۰۷ تین سو سات ہجری میں داد یتہ راجپوت نے کہ طائفہ توران سے ہے اسکو قصبہ اندرپت
کے پہلو میں بنا کیا اور چونکہ زمین سبتہ نرم اور سست تھی کہ میخ بمشکل وہاں مضبوط ٹھنچتی تھی اسلیے اسکا نام دہلی رکھ گیا اور داد یتہ کے
بعد آٹھ نفر نے جماعت توران سے وہاں نشان حکومت کو بلند کیا تھا جو مہراج اودھن [illegible] مدت [illegible]
سال تک ہیں اور بعد زوال دولت توران دہلی کی حکومت طائفہ چوہان میں جو عمدہ راجپوتوں سے ہیں انتقال کی اور انمین چھ شخص نے
اس بلدہ میں نشان فرمانروائی کا بلند کیا مانکدیو دیو راج راول دیو جاہر دیو سہر تو پتھورا ہے راجہ پتھورا معرکہ سلطان شہاب الدین
میں مقتول ہوا اور آخر شہر ۵۸۸ پانسو اٹھاسی ہجری میں دہلی انکے تصرف سے نکلکر قبضہ دیوان ملوک غور میں آئی مورخین سخندان نے تحقیق
احوال ملوک غور میں ایسا غور کیا ہے کہ جس اوقات میں فریدون عالم سر فرازی میں تھا کہ تازی پر غالب ہوا ضحاک سے دو
بھائی ایک سوری دوسرا سام اسکے ملازم رہے اور ایک مدت کے بعد فریدون سے منہزم ہوئے اور ساتھ جمعیت اتباع اپنے کے نہاوند کیطرف
بھاگ گئے اور اسمقام کو محکم کیا سوری قبیلہ کا سردار ہوا اور سام اسکا سپہ سالار ہوا سوری نے اپنی دختر سام کے فرزند شجاع نام کو دی
اور جب سام مر گیا شجاع حشمت و حیثیت چچا کی خدمت میں رہنے لگا حاسدوں نے باتیں ناخوش سوری کے گوش زد کر کے اُسکے
مزاج کو منحرف کیا یہانتک کہ سوری نے چاہا کہ شجاع سے بیٹی کی طلاق لیکر شجاع کو جلاوطن کرے دختر نے اپنے شوہر کو خبر کی شجاع نے
شکوہ سوری سے اصطبل میں جاکر دس راس اسپ [illegible] اور چند قطار شتر بار بردار کے اور زر نقد و نقود و جواہر اور طلا و نقرہ اٹھا کر بتعجیل کوہستان غور میں

پہونچایا اور وہاں مقام کرکے کما زومیندیش اس سبب سے اُس محل کا نام زومیندیش مشہور رہا اور اس مقام میں بہت سے مضبوط قلعے بنائے
اور ایک مدت انکی اشتی سے سپاہ فریدون سے سامنا کیا اور آخر کو خراج اپنی گردن پر رکھکر امان پائی اور ذریت ضحاک کی اس ولایت
میں بڑھتی ایک دوسرے کے بعد سردار قبیلہ ہوتا تھا تا بوقت اسلام شنسب کی نوبت پہونچی اور وہ حضرت امیر المومنین اسد اللہ
الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد میں تھا اور بدست مبارک آنحضرت کے ایمان لایا اور فرمان حکومت غور کا بخط
مبارک شاہ ولایت پناہ کے پایا اور اُسکے نسب کا یوں ذکر کیا ہے کہ شنسب بن حرنیق بن ماہنیق بن کیسی بن ہزن بن حسین
بن بہرام بن حجش بن حسن بن ابراہیم بن سعد بن اسد بن شداد بن ضحاک اور وہ بسطام بن ہشام بن نجبان بن افریدون بن سام بن سفید اسپ
بن ضحاک بن شہران بن سند بن سیامک اور وہ سام بن نرشاش بن ضحاک بادشاہ سو وضع ہزار اسی جہت سے یہ وہ طبقہ ساتھ
شنسبی کے منسوب ہوا اور بنی امیہ کے عہد میں تمام ممالک اسلام میں بر سر منابر اہل بیت کو ناسزا کہتے تھے مگر غور والے مرتکب اس امر
شنیع کے نہوئے اور فولاد شنسبی ابو مسلم مروزی کے خروج کے وقت انکی مدد کو گیا اور اعدا سے اہل بیت کے قتل میں کسطرح تقصیر
کی اور جمی بن نہادن بن درمنش بن ونشان بن پرویز بن شنسب بعہد ہارون رشید کا تھا اور سوری بن محمد فرزند اوسکا جو امیر جمی
کا صفاریہ کے زمانے میں تھا او محمد بن سوری سلطان محمود غزنوی کا معاصر تھا جو کہ محمد بن سوری شاہ کی اطاعت نہیں
کرتا تھا سلطان نے بہت لشکر کھینچکر زندہ گرفتار کیا اور حکومت مندیش کی اسکے فرزند ابوعلی کے تفویض فرمائی اور جو ابوعلی بن محمد بن
سوری نے سلطان سلطان کے اظہار بندگی نہ کیا عباس بن شیث بن محمد ابوعلی کے برادرزادہ نے بسبب تعصب کے حکومت پائی اور
اسکی شومی ظلم کے سبب سے سات برس غور میں پانی نہ برسا اور آدمی و جانور کسی کے بچہ پیدا نہوا آخر کو سلطان ابراہیم سے حرب کرکے اسیر
ہوا اور محمد بن عباس اسکا قائم مقام ہوا اور سلطان کا حلقہ اطاعت اپنے کان میں ڈالا اور قطب الدین حسن بن محمد عباس جو سلاطین
غوریہ سے ہے ایک قلعہ کے محاصرے کے وقت ایک تیر اُسکی آنکھ میں لگا اسکے صدمہ سے جان بحق ہوا اور اسکا بیٹا سام سلاطین غزنویہ کے تسلط
سے ہند کیطرف بھاگ گیا اور تجارت میں مشغول ہوا اور آخر میں حب وطن غالب ہوئی مع اہل و عیال دریا کی راہ سے غور کیطرف
متوجہ ہوا ناگاہ باد مخالف نہایت شدت سے چلی اور کشتی کے شکستہ ہونے سے تمام اہل کشتی ڈوب گئے مگر عزالدین حسین بن
سام نے بمقتضائے الغریق یتشبث بکل حشیش بہم جان سے ہاتھ ایک تختہ کے ٹکڑے پر مارا درمیان آب حال یہ کہ ایک شیر درندہ
اس کشتی میں تھا وہ بھی اسکا مصاحب و ردیف ہوا وہ بھی اس تختہ کا گوشہ اپنے پنجہ تصرف میں لایا اور رفیق شفیق اسکا ہوا مصرع
خوش ست آنکہ ارگی رواکہ چہرہ سیہ نباشد بعد تین شبانہ روز کے گرداب دریا سے ... ہزار خرابی جان کنی کے
ساحل مراد سے دوچار ہوئے شیر کنارے کو دیکھ کر چلا گیا حسین اُسکے خوف سے رہا ہوا اور ... ایک شہر کہ اسے نظر آیا وہاں گیا
بطور مسافر ... ایک کالنا میں سو رہا ایک جماعت کوتوالی رونہ پھرتی ہوئی آئی اور خفتہ بخت کو سمجھے کہ چور ہے پکڑ کر قید کیا حسین
نے سات برس کال زندان ستم میں سختی و کدورت کا اٹھایا اسکے بعد حاکم شہر کو ایک عارضہ ہوا تب قیدیوں کی رہائی کا حکم دیا
حسین نے بھی نجات پائی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اثنائے راہ میں ایک گروہ رہزنوں کا کہ ہمیشہ غزنین کے اطراف میں رہزنی کرتے
تھے اُسے ملاقی ہوا انھوں نے حسین کو جوان وجیہ اور گران ڈیل اور زبردست پایا ہتھیار اور گھوڑا دیکر اپنے پاس رکھا کچھ دنوں میں انکی
صبح کو کچھ لوگ سلطان ابراہیم غزنوی کے ملازم کہ مدت مدید سے اس جماعت کی تلاش میں سرگردان تھے ان پر ظفریاب
ہوئے اور سب کو دستگیر کرکے سلطان کے روبرو لیگئے سلطان نے از راہ غضب انکے قتل کا حکم فرمایا اُس وقت جلاد حسین
کے گردن پر غلط دیگر آنکھوں پر پٹی باندھنے لگا حسین نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آسمان کیطرف منہ کرکے کہا الٰہی میں

خوب جانتا ہون کہ غلطی تو تجھسے نہین ہوسکتی اور میدان تیری کبریائی کا ظلم اور جور کے خار و خاشاک سے منزہ اور مبرا ہے کیا سبب کہ مین بیگناہ قتل ہوتا ہون یہ شنکر جلاد نے کہا تو کیونکر بیگناہ ہے حال آنکہ مدت مدید اور عرصہ دراز تک رہزنی کی اور بادشاہ سے مخالفت اختیار کی حسین نے جواب دیا کہ مین کل شب کو انسے ملحق ہوا ہون اور ماجرا اپنا مفصل بیان کیا جلاد کو اسپر رحم آیا اور اسکے قتل سے دست کش ہوا اور اپنے سردار کے وسیلہ سے سلطان سے گذارش کی سلطان نے حسین کو طلب کرکے حال پوچھا اسنے اپنی سرگذشت راست راست عرض کی بادشاہ نے نظر ترحم اسکے حال پر اختلال پر مبذول فرمائی اور آثار نجابت اسکے ناصیہ سے ہویدا دیکھے اسکی تربیت اور پرورش مین کوشش کی اور اپنے مقربونکے جرگہ مین منتظم کیا اور تھوڑے عرصہ مین امیر حاجب کرکے ایک لڑکی اپنے عزیزون مین سے اسکے حبالہ نکاح مین دی اور روز بروز درجہ زیادہ ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ سریر سلطنت پر سلطان مسعود بن ابراہیم غزنوی متمکن ہوا اور حسین اسکے منظور نظر ہوا اور غور کی حکومت پر سرفراز ہوا اور دکن از رنج شکایت کہ در طریق طلب برا جستے نرسید آنکہ نرجستے نکشید۔ اور بعضے یون بھی کہتے ہین کہ اعزالدین حسین فرزند ہے سلطان قطب الدین حسین کا ہے اور بہر تقدیر اعزالدین حسین کے اس ضعیفہ سے جو خاندان غزنویہ سے تھی سات پسر فرخندہ اختر پیدا ہوئے ایک انمین سے ملک فخر الدین مسعود ملک بامیان ہے دوسرا قطب الدین محمد داماد بہرام شاہ تیسرا شجاع الدین علی کہ عین شباب مین اس جہان فانی کو پدرود کرگیا چوتھا ناصر الدین محمد کہ ولایت زمین داور رکھتا تھا اور وہ ایک ولایت ہے اطراف غور زمین اور علاقہ قندھار سے رکھتی ہے پانچوان سیف الدین سوری چھٹا بہاء الدین سام ساتوان علاء الدین حسین اور یہ اعزالدین حسین سلطان سنجر اور سلاطین غزنویہ دونون کی اطاعت کرتا تھا اور جب وہ مرگیا اسکی اولاد سبعہ کی جنھین ہفت اختر کہتے تھے متفرق ساتھ دو فرقہ کے ہوگئی ایک ملوک بامیان کہ جنھین ملوک طخارستان اور ملوک ہیاطلہ کہتے ہین اور انکی تفصیل کتب مبسوطہ مین مذکور ہے دوسرے ملوک غور و غزنین کہ اول انکا قطب الدین محمد ہے اور ساتھ ملک الجبال کے شہرت رکھتا ہے اور بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہے جسنے فیروزہ کوہ کو تعمیر کرکے دار الملک بنایا اور شکارگاہ کیواسطے قریب دو فرسنگ کے دو طرف سے دیوار کھنچی اور جابجا قصر ملوکانہ تعمیر کئے اور روش سلاطین بزرگ کی اختیار کی اور غزنین کے تسخیر کی فکر کی بہرام شاہ اس ارادہ سے مطلع ہوا اسواسطے اسے غور سے غزنین میں طلب کرکے محبوس کیا اور بعد چند روز کے زہر دیکر مسموم کیا اور یہ اول عداوت درمیان غوریہ اور غزنویہ کے واقع ہوئی اور سلطان سیف الدین سوری اس خاندان سے اول وہ شخص ہے کہ جسنے لفظ سلطان اپنے اوپر اطلاق کی اور بھائی کے ہمراہ غزنین مین تھا اپنے بھائی کے واقعہ سے غمناک ہوکر وہانسے بھاگ کر فیروزہ کوہ کو گیا اور بقصد انتقام لشکر جمع کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوا بہرام شاہ طاقت مقاومت کی نہ لایا ہند کی سمت مفرور ہوا اور سلطان سیف الدین غزنین مین تخت محمودی پر بیٹھا اور اہل غزنین پر اعتماد کرکے اپنے بھائی بہاء الدین سام کو مع خیل و حشم غور و فیروزہ کوہ مین بھیجا جب برف ریزی کا زمانہ آگیا اور راستے غور کے برف کی کثرت سے بند ہوئے یعنی راستے ایسے بند ہوئے کہ مدد کو غزنین پہونچنا محال ہوگیا قطعہ

درآمد زمستان و شد تیرہ ماہ ٭ گرفتند ہر یک بہ کنجے پناہ ٭ دے آمد بدیوانگی تا بہار ٭ گسست آب زنجیر در جویبار ٭ بہ قعر زمین رفت ماران فرود ٭ حصاری شدہ ماہیان زیر رود ٭ بر آنکس کہ باد مخالف وزید ٭ مثل گرچہ کوہ است در موخزید ٭ برہنہ تنان را ز سر ہوش گم ٭ فرو رفتہ تا زانو در رون شکم ٭ بہرام شاہ حسب درخواست مردم غزنین ہند سے اپنے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور جیسا کہ مذکور ہوا اس ملک کو غوریہ کے ہاتھ سے انتزاع کیا اور سیف الدین سوری اور سید مجد الدین اسکے وزیر کو برسوائی تمام قتل کیا اور وہ عداوت جو اس وقت تک مخفی تھین آشکار ہوئین بہاء الدین سام بن اعزالدین حسین جو سلطان غیاث الدین محمد و شہاب الدین محمد کا والد ہے اسے بقصد

انتقام لشکر جمع کیا تھا اس درمیان میں بمرض چیچک گرفتار ہوکر مرگیا پھر علاءالدین حسین جہانسوز نے کہ وہ بھی بیٹا عزالدین حسین بن
کا ہے اور اسی کی جہت سے سلاطین غور بلند آوازہ ہوئے اپنے بھائی کے انتقام کیواسطے غزنین کی طرف گیا اور اس مقام کو جلا کر خاک سیاہ
کیا سوائے قبر سلطان محمود اور سلطان مسعود اور سلطان ابراہیم شاہ کے جمیع قبور آل سبکتگین کو کھود کر آگ انکی ہڈیوں میں ڈالی
پھر سلطنت غزنین سے بعض محال خراسان میں پہونچا جب غور کیطرف مراجعت کی اپنے بھتیجوں غیاث الدین محمد اور معزالدین محمد بن
بہاءالدین سام کو بایالت سنجہ تعین کیا چونکہ انکی طبیعت میں سخاوت اور شجاعت مرکوز تھی اس ولایت کا حاصل انکے صرف کو کفایت
نکرتا تھا اسقدر آدمیوں پر رعایت کی کہ اطراف و جوانب سے سپاہ کثیر اور جم غفیر انکے پاس فراہم ہوئی اور نام انکا بلند ہوا
ایک جمعیت اہل حسد نے اس امر کو بوجہ نالائق علاءالدین حسین کے سمع مبارک میں پہونچایا اور وہ متوہم ہوا دونوں کو
جرجستان کے قلعہ میں قید کیا اور نہایت غرور سے سلطان سنجر سے مخالفت کی اور جو کچھ اسکا باپ ہر سال بھیجتا تھا اسکے
بھیجنے میں اغماض کیا بلکہ بلخ اور ہرات کو اپنے تصرف میں لایا آخر کو سلطان سنجر کے معرکہ میں اسیر ہوا اور چند مدت اسکے
اردو میں سرگردان رہا آخر سلطان سنجر نے ترحم کر کے پھر مملکت غور اسے عنایت فرمائی لیکن ۵۵۱ھ پانچسو اکاون ہجری میں مرگیا
اور ملک سیف الدین محمد بن علاءالدین حسین باپ کے بعد بادشاہ ہوا اور اپنے چچیرے بھائیوں سلطان غیاث الدین محمد سام
اور سلطان معزالدین محمد بن بہاءالدین سام کو قلعہ جرجستان سے رہا کر کے سنجہ کی حکومت پر بحال کیا اور بعد ایک سال و چند روز بجنگ
غزان کیواسطے گیا اور لڑائی کے دن اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا غیاث الدین محمد سام بعد چچیرے بھائی کے سلطنت فیروزہ
کوہ پر حاکم ہوا اور اپنے بھائی شہاب الدین کو جو فی الحقیقت بادشاہ تھا سپہ سالار کیا اور تھوڑے عرصہ میں خراسان اور ہندوستان کو
اپنے تصرف میں لایا اور اس مملکت میں خطبہ اپنے نام پڑھایا اگرچہ سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری میں وفات پائی

ذکر سلطنت بادشاہ جم جاہ سلطان معزالدین بن بہاءالدین محمد سام بادشاہ دہلی الملقب بہ شہاب الدین غوری

جب سلطان عالیمقام غیاث الدین محمد سام سلطنت غور کا بادشاہ ہوا برادر اعیانی اپنے
معزالدین محمد کو کہ ساتھ شہاب الدین کے شہرت رکھتا تھا تکیناباد میں کہ بلاد گرمسیر سے ہے چھوڑا اور وہ ہمیشہ تکیناباد سے
غزنین پر کہ پھر اولاد سبکتگین کے تصرف میں آیا تھا فوج کشی کرتا تھا اور اس بلاد کو زحمت دیتا تھا یہاں تک کہ شہور
۵۶۷ھ پانسو سرسٹھ ہجری میں سلطان غیاث الدین محمد نے سبقت فرماکر غزنین کو تصرف اور اسے خسرو ملک سے لیکر وہ
کیا اور اسے بھی سلطان معزالدین محمد کے سپرد کیا اور وہ اپنے بھائی کے حکم کے موافق ۵۷۲ھ پانسو بہتر ہجری میں لشکر
ملتان کیطرف لیگیا اور اسکو مسخر کیا اور وہاں سے اوچہ میں گیا راجہ اس بلدہ کا قلعہ بند ہوا اور سلطان شہاب الدین اس قلعہ
کے دور میں خیمہ و خرگاہ ایستادہ کر کے لوازم محاصرہ میں مشغول ہوا اور جو جانتا تھا کہ راجہ کا جنگ سے مغلوب اور مسخر
کرنا دشوار ہے ایلچی راجہ کی رانی کے پاس جو شوہر پر مسلط تھی بھیجا اور اسے یہ فریب دیکر وعدہ کیا کہ جو تیری سعی سے یہ شہر
مفتوح ہووے تجھے اپنے عقد میں لاکر ملکہ جہان بناؤنگا رانی جو کہ حشمت و شوکت سلطان سے ہراسان تھی اور یقین جانتی تھی
کہ غلبہ اسکی طرف سے ہوگا جواب دیا کہ مجھے لیاقت اس امر کی نہیں رہی ہے لیکن ایک دختر بلند اختر کمال حسن و لطافت میں
اپنا نظیر نہیں رکھتی اگر سلطان قبول فرماوے اور اپنے عقد نکاح میں لاوے اور شہر لینے کے بعد میرے مال و اسباب خاصہ
کی طمع نکرے تو میں راجہ کو ایسا خواب مرگ میں سلاؤں کہ قیامت تک نہ چونکے سلطان شہاب الدین نے قبول کیا اس عورت
ناپاک نے چند روز میں اپنے شوہر کو ہلاک کر کے شہر کو سپرد کیا ؎ اگر زن نکو بودی ورا ے زن :: زنان را اگر زن نام بودے نہ زن نہ

سلطان شہاب الدین نے ایفاے وعدہ کرکے راجہ کی بیٹی کو شرف اسلام سے مشرف کیا اسکے بعد حسب شریعت غرّاے محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سلک ازدواج میں لایا اور دونوں کو غزنین بھیجا تا کہ آداب روزہ اور نماز کے یاد کریں اور کلام مجید پڑھیں رانی نے اسی عرصہ میں وفات پائی سلطان رانی کے عمل بد سے متنفر ہوا اعتماد نہ کر کے دختر کو بھی نہ جمال جان بخش سے کامیاب کیا یہانتک کہ دو برس کے بعد غم وغصہ کھانے سے اسکا بھی انتقال ہوا سلطان نے ناچہ اور ملتان کو علی کرماج کے حوالہ کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور ۵۷۴ھ پانسو چوہتر ہجری میں پھر ناچہ اور ملتان میں آیا اور ریگستان کے رستہ سے گجرات کی عزیمت کی اور راے بھیم دیو جو برم دیو کی نسل سے تھا اور حکومت اس ولایت کی رکھتا تھا اسکے مقابل آنکر مقابلہ اور مقاتلہ میں مشغول ہوا اور جنگ عظیم ومعرکہ شدید کے بعد لشکر اسلام نے شکست کھائی بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور سلطان نہایت مشقت سے غزنین گیا اور ۵۷۵ھ پانسو پچہتر ہجری میں پشاور کی طرف کہ کتب سلف میں ساتھ بکرام اور پرشور پرسور کے مشہور ہے لشکر لیجا کر اس ناحیت کو تسخیر کیا اور دوسرے سال لاہور کی طرف روانہ ہوا اور خسرو ملک جو دہلی کے راجہ اور دیگر راجگان اور افغانان کی مخالفت سے بادشاہی میں استقلال نہ رکھتا تھا تاب ستیز اور آویز کی نہ لاکر قلعہ میں متحصن ہوا اور رسل ورسائل کے بعد خسرو ملک نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جو نہایت خردسال اور موسوم بہ ملک شاہ تھا مع ایک زنجیر فیل کہ اس سے بہتر اسکی سرکار میں نہ تھا اس کے پاس بھیجا سلطان معزالدین محمد نے بمضمون الصلح خیر عمل کرکے مراجعت کی اور دوسرے برس دیول کیطرف کہ ولایت سندھ سے ہے لشکر لیگیا تمام بلاد سواحل بحر کو اپنے ضبط میں لایا اور سالماً غانماً بازگشت کی اور ۵۸۰ھ پانسو اسی ہجری میں دوسرے بار لاہور میں آیا خسرو ملک پھر متحصن ہوا اور سلطان معزالدین محمد نے لاہور کی نواح کو غارت وتاراج کیا اور قلعہ سیالکوٹ کو جو درمیان آب راوی اور آب چناب کے ہے بنا کیا اور حسین خرمیل کو وہاں کا حاکم کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر مراجعت کی اور خسرو ملک نے فرصت پاکر گکھران اور دوسرے قبائل کفار کے اتفاق سے حصار سیالکوٹ کو محاصرہ کیا اور ایک مدت مدید وہاں بسر لیگیا بغیر اسکی فتح کے معاودت کی اور سلطان معزالدین محمد اس سبب سے طیش میں آیا اس مرتبہ لشکر جرار وخونخوار لیکر ۵۸۲ھ پانسو بیاسی ہجری میں پھر لاہور میں آیا خسرو ملک نے تحصن ڈھونڈھا اور چند روز تلاش کرکے آخرالامر از رو عجز سلطان شہاب الدین کی ملاقات کیواسطے دوڑا اور اسے غزنین لایا سلطان شہاب الدین نے لاہور کو علی کرماج کے جو حاکم ملتان تھا سپرد کیا اور خود غزنین کی طرف رجوع کی اور خسرو ملک اور اسکے بیٹے ملکشاہ اور اقربا واعزہ کو کوہ فیروزہ میں اپنے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کے پاس بھیجا سلطان غیاث الدین محمد نے انھیں قلعہ غرجستان میں محبوس کیا اور حادثہ خوارزم شاہ کا ملاحظہ کرکے سب کو قتل کیا اس سلسلہ سے ایک اثر باقی نہ چھوڑا اور ۵۸۷ھ پانسو ستاسی ہجری میں غزنین سے ہندوستان کی عزیمت کی اور قلعہ تبہندہ کو کہ اس زمانہ میں بقبضہ راجگان عظیم الشان تھا راے اجمیر کے تصرف سے بر لایا اور ملک ضیاء الدین تولکی کو مع ایکہزار اور دو سو سوار کہ ہر ایک برگزیدہ اور انتخاب تھا اس قلعہ میں چھوڑ کر مراجعت کیا چاہتا تھا کہ ناگاہ خبر پہونچی کہ پتھورا والی اجمیر اپنے بھائی کھانڈے راے والی دہلی سے اتفاق کرکے مع چند راجہاے راجپوت اور دو لاکھ سوار اور تین ہزار فیل جنگی ہمراہ لیکر بقصد انتزاع واسترداد قلعہ تبہندہ بسبیل استعجال متوجہ ہے سلطان شہاب الدین نے فسخ عزیمت مراجعت کرکے اسکے مقابلہ کو پیش قدمی کی اور موضع تراین جو آب سرستی کے ساحل پر جو تھانیسر سے سات کوس ہے اور اب بنام تراوڑی کے شہرت رکھتا ہے اور دہلی سے چالیس کوس کی مسافت ہے مقابلہ ومقاتلہ واقع ہوا میمنہ اور میسرہ سلطان شہاب الدین کی متفرق ہوئی اور قلب میں بھی چندان فوج نہ رہی اسوقت ایک نے مقربان سے عرض کی کہ امراے میمنہ و میسرہ نے جو خانان

عالیشان کے نعمت پروردہ تھے پاے ثبات زمین کین سے متزلزل کرکے راہ فرار ناپی اور امراے افغان و خلج کہ مقدمۃ الجیش
تھے اور ہمیشہ لاف مروی و مردانگی مارتے تھے معرکہ مین اُنکا نشان پیدا نہین اگر عجالۃ الوقت عنان مراجعت لاہور کی طرف
معطوف فرماوین مناسب دکھلائی دیتا ہی سلطان کو یہ بات موافق طبع نہ آئی شمشیر میان سے لی اور لشکر قلب کے اتفاق
سے سپاہ دشمن پر حملہ کرکے حرب و ضرب آغاز کی ابیات بران تن کہ زد خنجر سخت کوش ۞ برآمد سرش پاے کوبان دوش ۞
بہر سو کہ شمشیر او کار کرد ۞ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ۞ چنانچہ ہر دوست و دشمن اُسکی میدان داری اور خنجر گذاری پر آفرین
کرکے مراسم تحسین بجا لایا ناگاہ کھنڈے راے سپہ سالار دہلی کی نظر سلطان پر پڑی فیل کوہ تمثیل کہ جسپر سوار تھا سلطان کی
طرف دوڑایا سلطان بلا توقف نیزہ ہاتھ مین لیکر اُسکی طرف متوجہ ہوا اور ایسی ضرب اُسکے دہن مین ماری کہ کئی دانت اُس کے
شکست ہوکر گر پڑے کھنڈے راے نے بھی کمال تہور اور جلادت کرکے ہاتھی پر سے ایسا زخم سلطان کے بازو پر پہونچایا کہ قریب
تھا کہ خانہ زین سے جدا ہو ناگاہ ایک خلجی بچہ پیادہ بجانب پشت سلطان کے گھوڑے پر سوار ہوا اور سلطان کو اپنے زیر بغل کرکے
رزمگاہ سے نکالکر لشکر اعدا مین کہ اُنھون نے بھاگکر بیس کوس پر دم لیا تھا بخیر و عافیت پہونچایا اور شور و واویلا کہ شکست لشکر
اسلام اور سلطان کے گم ہونے کا لشکر والون مین برپا تھا ساکن ہوا اور سلطان شہاب الدین ممالک ہند مردم معتمد کے سپرد کرکے غور کیطرف
روانہ ہوا اور افغانون سے اُسوقت مصلحتاً کچھ نہ کہا اور امراے غور و خلج و خراسان کو معاتب و مواخذ کیا اور توبڑے بھرا جو اُنکی گردن
مین لٹکائے اور شہر مین تشہیر کیا اور حکم دیا کہ جو شخص جو کچھ توبڑہ مین ہے نہ کھاے اسکا سر تن سے جدا کر دیا روان نے جان کے خوف
سے جو نوش جان کیے اور سلامتی کو بہترین امور سمجھے اور زین المآثر کے طرز کلام سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ جب سلطان شہاب الدین
زخم کھایا اور ضعف اُسپر غالب ہوا گھوڑے سے گرا لبسبب عدم معرفت اُسکے کسی نے نجانا کہ کون شخص ہی اُسکی طرف کوئی متوجہ نہوا
اور شب نے پردۂ ظلماتی جہان پر ڈالا اور جبکہ ایک پہر رات سے گذرا ایک جماعت غلامان ترک سے سلطان کے در پے
تفحص ہوئی اور معرکہ مین آنکر درمیان مقتولون کے ڈھونڈھنے لگے سلطان نے آواز اپنے غلامون کی پہچانکر انھین اپنے حال سے
مطلع کیا غلامون نے اُسکی سلامتی پر شکریہ ادا کیا اور اُسے باری باری کاندھے پر چڑھا کر تمام شب قطع مسافت مین مصروف
رہے علی الصباح اپنے ہمراہیون سے جا ملے اور بادشاہ کو محفہ مین سوار کیا اور اُسی حال مین راے پتھورا آیا اور قلعہ تبرہندہ کو کہ
ضیاء الدین تولکی دبان تھا ایک سال اور ایک مہینے محاصرہ کیا آخر کو صلح سے لیا پھر اپنے بھائی سلطان شہاب الدین سے رخصت
لیکر غزنین کیطرف خراسان گیا اور بقصد انتقام خواب و خور اپنے اوپر حرام کیا اور تھوڑے عرصہ مین سپاہ جرار خونخوار بہم پہونچا
دوسرے برس ایک لاکھ اور سات ہزار ترک و تاجیک اور افغان کہ انمین اکثر کلاہ مکلل بجواہر سر پر اور جوشن
مکلل بسیم و زر زیب بر رکھتے تھے غزنین سے آئے اور بغیر اسکے کہ اعیان درگاہ سلطان سے مشورہ کرین ہندوستان کی
طرف روانہ ہوئے حسب رایات نصرت آیات بلدہ پشاور مین پہونچا ایک پیران غور سے جو گستاخ تھا سر عجز زمین انکسار پر
رکھکر التماس کی کہ کچھ معلوم نہین ہوتا ہی کہ سلطان کہان جاتا ہی اور ارادہ کیا ہی سلطان شہاب الدین نے فرمایا کہ اے شخص
یقین جان کہ جسوقت سے مین نے ہند کے راجاؤن سے شکست کھائی ہی اپنی ہمخوابہ کے ساتھ عیش و عشرت کے
فرش پر استراحت نہ کی اور پوشاک کہ پہنے ہوون نہ بدلی یہ سال مین نے حزن و ملال مین بسر کیا ہی اور امراے غور و خلج و
خراسان باوجود قدیم الخدمتی کے مجھے معرکہ اعدا مین چھوڑکر مفرور ہوئے مین نے اُنکے دربار مین آنے کی ممانعت قدغن کی
سلام کا تو کیا ذکر آج تک اُنکا منھ نہ دیکھا اب لطف ایزدی پر اعتماد کرکے بقصد انتقام ہند کیطرف متوجہ ہوا ہون اور امراے قدیم جو عہد سے

اس عہد تک پروردہ نعمت اس خاندان کے ہین اُسنے چشمداشت خدمت کی نہین رکھتا پیر غوری اس حکایت کے سنتے ہی مین
خدمت کو بوسہ دیکر عرض گذار ہوا فتح و ظفر ہمراہ رکاب ملازمان شاہ ہو جیو انشاءاللہ تعالی ابکی مرتبہ تیرے اوراے جان نثار ایسی
جانسپاری اور میدان داری کرینگے کہ تلافی اور تدارک فرو گذاشت سابق ہو جاوے اور نام نیک صحائف روزگار پر ثبت رہے لیکن امیدوار
ہون کہ سلطان رقم عفو اُنکے جرائم پر کھینچکر مجرے کا حکم نافذ فرماوے اور الطاف خسروانہ و عنایات شاہانہ نوازش کرے تو اپنے کیے
ہوئے سے نادم ہون اور سیئات اپنے ساتھ حسنات کے مبدل کرین سلطان کو تقریر دلپذیر پیر کی پسند آئی تمام امراکو اپنے دربار
مین بلایا اور جشن عظیم کرکے ہر ایک کو اُنمین سے علی قدر مراتب اور تفاوت مدارج خلعت اور تنکہ کرا اور خنجر مرصع سے سرفراز کیا
اور انکی خجالت دفع کرکے جہاد کے بارہ مین بہت سفارش اور تاکید فرمائی دوسرے دن اس موضع سے کوچ کرکے اعلام نصرت نشان
ملتان کی طرف روانہ کیے اور اُس حدود کے امراکو جنھون نے سلطان کی غیبت مین دولتخواہی کی تھی اور سپہ سالار صوبۂ لاہور سے
سلوک پسندیدہ و خاطر خواہ کرکے جو اس طرف کے راجاؤن کو شر سے مانع ہوئے تھے پایہ اُنکی دولت کا بھی بلند کیا اور دلونکی
کشش مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور جب سراپردہ سلطان لاہور مین برپا ہوتے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو جو اعیان
ملک اور مشاہیر دولت سے تھا برسم رسالت اجمیر کیطرف بھیجکر اسلام اور اطاعت کے بارہ مین ترغیب تحریص کی پتھورانے جواب
سخت دیا اور ہندوستان کے تمام راجاؤن سے اعانت چاہی اور روایت صحیح سے واضح ہوتا ہے کہ اُس نے تین لاکھ سوار
راجپوت اور افغان وغیرہم سلطان کے مقابلہ کو بھیجے تھے سلطان نے بھی لشکر اسلام لیکر شیر غران کیطرح قدم جرأت
کا اُنکی طرف بڑھایا اور سنہ پانسو اٹھاسی ہجری مین پھر لشکر کفر و اسلام کا مقابلہ ہوا اور دونون لشکر نے آب سرستی
کے کنارے ڈیرہ کیا راجہا سے راجپوت کہ ڈیڑھ سو تھے سب نے شجاعت کا قشقہ اپنی پیشانی پر کھینچکر اپنے قاعدہ و روش
سے قسمین غلیظ اور شدید کھائین اور رقم ہزیمت کی صفحۂ خاطر سے محو کی اور یہ عہد کیا کہ جب تک دشمن کو دفع نہ کرین
کارزار سے دست بردار نہون اور جو کہ جنگ سابق مین شریک ہوئے تھے نہایت نخوت اور غرور سے نامۂ تہدید و تخویف
تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ شدت و حدت جاری سپاہ بیکران کی تجھے معلوم ہو گی کہ تواتر و توالی روز بروز لشکر اقصا سے
بلاد ہندوستان سے پہونچتا ہے اگر تو رحم اپنی ذات پر نہین کرتا بارے اس جماعت نامراد پر جو ہمراہ رکھتا ہے رحم کر اور
اپنے آنے سے خجل ہو کر علم مراجعت بلند کر کہ ہمین اپنے دیوتا اور بتون کی سوگند ہے کہ ہم تمھارا پیچھا نکرینگے اور کسی طرح کا
تعرض اور مزاحمت نہ پہونچاوینگے اور جو یہ امر تمھین منظور نہین تو ہمارا سامنا کرو کہ فیلان صف شکن تین ہزار سے
زیادہ ہین اور پیادہ توپچی اور تیرانداز کہ حساب سے افزون ہین مع لشکر کہ درمیان وہم کے نسماوے کل تمھارے آگے دو تیا
لادینگے اور حریف کو عرصۂ گیرودار مین قبل ات کرینگے سلطان شہاب الدین نے اُسکے درجواب ترقیم فرمایا کہ جو کچھ پیغام
دیا نہایت مروت اور شفقت ہے لیکن سب کو معلوم ہے کہ لشکر کشی مین اس دیار کے مجھے اختیار نہین ہے اپنے بھائی کے حکم سے
اس حدود مین آیا ہون اور ساتھ مشقت اور محنت کے قرین ہوا ہون اسقدر مجھے مہلت اور فرصت دو کہ کسی مرد سخندان
اور دانشمند کو اپنے بھائی کے پاس بھیجکر کیفیت تمھاری جمعیت اور غلبہ کی عرض کرون اور رخصت حاصل کرکے تمسے صلح
کرون کہ سرہند اور پنجاب اور ملتان ہمارے قبض و تصرف مین رہے اور باقی ممالک ہندوستان پر تم قابض ہو کفار کے
سردارون نے جب اس جواب سے لشکر اسلام کی زبونی کا سراغ پایا خواب غفلت مین سوئے اور سلطان شہاب الدین اُسی شب کو مہیا
جدال و قتال ہوا اور بعد طلوع صبح کہ راجپوت بہ تقاضاے حاجت اور منھ ہاتھ دھونے کو دائرہ سے باہر گئے تھے

صفوف حرب آراستہ کرکے کمال مردانگی و شوکت سے میدان میں آیا کفار ہر چند سراسیمہ ہوئے لیکن جو کہ موجود تھے ہر نوع فراہم ہوئے اور دانت پر دانت رکھ کر بقدر حال آلات حرب ترتیب دیکر مقابلہ کو دوڑے سلطان نے جو اہل ہند کی بہادری اور جوانمردی مشاہدہ کی تھی اپنے لشکر کے چار غول کیے کہ اپنی اپنی باری جنگ کریں یعنی جس وقت فیلان جنگی اور سواران ہندی حملہ آور ہوں الحرب خدعۃ کے موافق پشت ہزیمت انھیں دکھا کر پائے ثبات متزلزل کریں اور جب وہ فرار کا گمان کرکے تعاقب کریں پلٹ کر تیغ یمانی سے سر افشانی اور تیر سندان گذار سے اُن نابکاروں کے بدنوں کو بار سر سے سبک کریں الغرض پہر دن چڑھے سے نماز عصر کے وقت تک طرفین سے تنور حرب گرم رہا اسوقت شہاب الدین نے خود توکل کا زیب سر اور زرہ مصابرت کے جسم پر ڈالی اور بارہ ہزار سوار نے شمشیر ہائے بران کفار کے قتل کیواسطے میان سے لیں اور سنانہائے جانستان گھوڑوں کی کنوتیوں پر راست کیں اور شیر غران کیطرح نعرۂ تکبیر بلند کرکے حملہ آور ہوئے اور خاک معرکہ کو دلیروں کے خون سے رنگین کرکے طرفۃ العین میں صفوف اعدا میں تزلزل ڈالا اس درمیان میں خر فیل اور دوسرے اور نے یکبارگی چاروں طرف سے حملہ کرکے سپاہ ہند کو منہزم کیا کھانڈے راے حاکم دہلی اور بہت سے راجہ جنگ مغلوبہ میں مارے گئے اور پتھورا حدود سرستی میں گرفتار ہوا اور سلطان کے حکم سے قتل ہوا غنائم کثیر غازیوں کے ہاتھ آئی قلعہ سرستی اور ہانسی اور سمانہ اور کہرام وغیرہ مفتوح ہوگئے اسوقت سلطان شہاب الدین نے اجمیر کیطرف عنان توجہ معطوف فرمائی اس حدود کو بھی اپنے قبضۂ اقتدار میں لایا اور ہندی بہت سے اسیر کرکے انکے قتل نہیں کیا اور صلاح وقت دیکھ کر باج و خراج کی گفتگو درمیان میں لایا اور اجمیر کو پسر پتھورا کے تفویض کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا جب وہاں کا راجہ از راہ عجز و زاری حاضر ہوا اور ہر قسم کے تحفہ اور ہدیہ بھیجے سلطان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا اور ملک قطب الدین کو جو غلام اور برگزیدہ اسکا تھا قصبۂ کہرام میں کہ سرکوب دہلی ہے چھوڑا اور کوہ پایہ سوالک کہ ہندوستان کے شمال میں واقع ہے غارت و تاراج کرکے غزنین کی طرف مراجعت کی اور ملک قطب الدین ایبک اسی سال قلعہ میرٹھ اور دہلی کو فتح کرکے پتھورا اور کھانڈے راے کے عزیزوں کے تصرف سے بر لایا اور سنہ ۵۸۹ھ پانسو نواسی ہجری میں قلعہ کول کو بھی مسخر کیا اور دہلی کو دارالملک کرکے وہاں سکونت کی اور اسکے اطراف و اکناف پر انتظام وافی کرکے اسلام کے طریق ظاہر کیے سلطان شہاب الدین غزنین سے بعزیمت ہندوستان کی اور بلدۂ قنوج کی طرف متوجہ ہوا اور راے جے چند جو قنوج اور بنارس کا والی تھا اور تین سو کئی فیل کوہ پیکر رکھتا تھا اسنے سبقت کی اور قصبۂ چندوار اور اٹاوہ کی نواح میں آیا اور ملک قطب الدین ایبک سے کہ مقدمۃ الجیش تھا محاربہ کرکے شکست پائی اور مال و اقبال کو بھی برباد کیا سلطان حصار آسنی میں کہ راے جے چند کا مخزن تھا داخل ہوا اور غنیمت بہت ہاتھ آئی پھر وہاں سے بنارس گیا اور قریب ایکہزار بتخانہ میں مومنوں کا مسکن کیا اسکے بعد قلعہ کول کی سیر کیواسطے توجہ فرمائی اور بعدہ اس ممالک ہند کو بھی بدستور سابق ملک قطب الدین ایبک کے سپرد کرکے منظفر و منصور غزنین کیطرف روانہ ہوا اور انہی دنوں میں پتھورا کے عزیزوں میں سے ایک شخص کہ ہیمراج نام رکھتا تھا پسر پتھورا پر خروج کرکے اجمیر اسکے قبضہ سے بر لایا اور ملک قطب الدین ایبک سے بھی مقام مخالفت میں آیا چنانچہ سنہ ۵۹۱ھ پانسو اکانوے ہجری میں اسطرف لشکر لیگیا اور ہیمراج نے بھی لشکر کثیر فراہم کیا اور باہم مصاف ہوکر مارا گیا اجمیر اس مرتبہ مسلمانوں کے زیر حکومت ہوا اور انھیں دنوں میں ملک قطب الدین ایبک لشکر نہروالہ گجرات کی طرف لیگیا انتقام سلطان کا راے بھیم دیو سے جو وہاں کا والی تھا لیا اور غنائم وافر اسسے دستیاب ہوئی اور فرمان کے موافق غزنین کی طرف جاکر دہلی کو مراجعت کی اور سنہ ۵۹۲ھ پانسو بانوے ہجری میں سلطان شہاب الدین دوبارہ سفر ہند کی ہوس سے غزنین سے روانہ ہوکر قلعہ تھنگر کو کہ اسوقت ساتھ بیانہ کے شہرت رکھتا تھا فتح کیا اور وہاں کی

سرداری بہاء الدین طغرل کو عنایت فرمائی اور واسطے تسخیر قلعہ گوالیار کے مامور کرکے خود دار الملک غزنین کیطرف معاودت کی
اور بعد فتح گوالیار کے ملک قطب الدین ایبک سے حوالی اجمیر کے راجپوتون سے جنگ واقع ہوئی شکست فاش نے اُسے منھ
دکھایا اور ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری مین ملک قطب الدین ایبک نے نہروالہ گجرات کو مفتوح کیا اور صلح سے قلعہ کالپی اور
کالنجر اور بداؤن ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری مین سر ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد طوس و سرخس مین تھا کہ خبر وفات اُسکے
بڑے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کی کہ متمکن بہ تخت شاہی تھا پہونچی وہان سے بادغیس کیطرف متوجہ ہوا اور اُس مقام
مین شرائط عزا بجا لایا اور ممالک خراسان کو اس سال ساتھ آل سام کے اس طور سے تقسیم کیا کہ تخت فیروزکوہ اور غور اپنے چچیرے
بھائی ملک ضیاء الدین کو دیا جو سلطان غیاث الدین محمد کا داماد تھا اور بست و فراہ اور اسفزاین سلطان محمود بن غیاث الدین محمد
کو ارزانی فرمایا اور حکومت ہرات اور اُسکے توابع کی اپنے خواہرزادہ ناصر الدین محمد کو مسلم رکھی اور بہ نفس نفیس بادغیس سے پلٹ
کر غزنین مین آیا اور اپنے بھائی کی وصیت کے بموجب تاج جہانداری اپنے زیب سر کرکے تخت بلند پایہ پر متمکن ہوا اور اُن
روزون خبر شہادت محمد خیر بیگ حاکم مرو کی سنکر باستعداد تمام سنہ ۶۰۰ھ چھ سو ہجری مین خوارزم کے عزم تسخیر مین گیا خوارزم شاہ
تاب مقاومت نہ لایا قلعہ خوارزم مین متحصن ہوا جب سلطان خوارزم مین پہونچا اُس نہر کے کنارہ جو جیحون سے شرقی خوارزم
اور خلیج کے طرف کھودی ہے فروکش ہوا اور بعد چند روز کے لڑائیان واقع ہوئین کئی امراے غور شہادت کو پہونچے
اس درمیان مین خبر پہونچی کہ قرابیگ سپہ سالار گورخان بادشاہ خطا اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند خوارزم شاہ کی کمک کو
آتے ہین یہ خبر سنتے ہی ایسا خوف سلطان پر مستولی ہوا کہ احمال و اثقال زیادتی کو آگ دیکر خراسان کی طرف راہی ہوا خوارزم شاہ
نے پیچھا کیا سلطان شہاب الدین محمد پلٹ کر حرب مین مشغول ہوا اور شکست کھا کر خزانہ اور ہاتھی گھوڑے دشمن کے قبضہ مین چھوڑ کر
بھاگا کہ ناگاہ لشکر قرابیگ خطائی اور سلطان عثمان سد راہ ہوے سلطان بہزار مشقت اندخود مین پہونچا اور دونون لشکر کے درمیان
محاربہ عظیم واقع ہوا سلطان نے اس جنگ مین داد مردی و مردانگی دی باوصف اس کے کہ سو سوار ہمراہ اُسکے رہے تھے
حرب مین مشغول رہا جب تاب مقاومت نرہی قلعہ اندخود مین متحصن ہوا آخر کو سلطان عثمان کے ذریعہ سے صلح کی اور
قلعہ دیگر بحال پریشان عازم مراجعت ہوا جس وقت کہ سلطان خوارزم شاہ کے میدان سے بھاگا ایبک ناپاک جو اُسکے
مقربون سے تھا معرکہ سے باہر جا کر گمان لے گیا کہ سلطان کو آسیب پہونچا اسواسطے سلطنت سندھ اور اُس نواح کو اپنا مرکوز
خاطر کرکے بہ تعجیل تمام ملتان کی طرف متوجہ ہوا اور وقت پہونچنے کے امیر داد حسن کے ساتھ مکر کا شیوہ شروع کرکے یہ بات کہی کہ سلطان
کا فرمان صادر ہوا ہے کہ مجھے تمسے کچھ خلوت مین کہنا ہے اور ہماری احوال جو کچھ تازہ حادث ہوا ہے درمیان مین لانا ہے امیر داد حسن
بے تامل اُسکے محل مین داخل ہوا ایبک ناپاک نے اُسی خلوت مین بالا کر ادھر اُدھر کا تذکرہ کیا اسی درمیان مین ایک
غلام ترکی کو کہ اُسکے مار ڈالنے کا اقرار کیا تھا اشارہ کیا اُسنے بے ملاحظہ خنجر غدر میان ظلم سے نکالکر امیر داد حسن کا سر فور گردن نازنین
سے جدا کیا اور شہر مین یہ شہرت دی کہ مین سلطان کے حکم سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہون اور فرمان جعلی تحریر کرکے شہر
قبۃ الاسلام ملتان پر بے مشقت و منازعت متصرف ہوا اور سردار کھکران کو جو وغیرہ نے شرکہ نام رکھتا تھا سلطان کے قتل ہونے
کا یقین کرکے داعیہ سلطنت کیا اور تسخیر حصار لاہور پیش نہاد ہمت کرکے مابین آب جہلم اور سودرہ کے آتش فساد مشتعل کی اور سلطان
جب قلعہ اندخود سے غزنین مین پہونچا اُسکا غلام ایلدگز قلعہ مین راہ ندیکر جنگ پر آمادہ ہوا جو کہ سلطان کو تاب مقاومت
نہ تھی راہ ملتان کی آگے پکڑی اور ایبک ناپاک نے جب سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا سلطان نے

اُس سے جنگ کر کے گرفتار کیا اور ساتھ لشکر سرحد ہائے ہند کے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اکابر غزنین کی سفارش سے
ایلدگز کی خطا معاف فرمائی اور غزنین میں آیا اور انھیں دنوں میں خوارزم شاہ کا بھی ایلچی آیا اور درمیان انکے صلح واقع
ہوئی پھر بقصد جہاد کفار کھکران ہند کی طرف خروج کرتا ہوا جو قطب الدین ایبک بھی دہلی سے خدمت میں پہونچا کھکران کو
مالش دی اور لاہور میں جا کر قطب الدین ایبک کو دہلی کی طرف رخصت فرمائی اور جن دنوں میں کہ سلطان شہاب الدین
بلدۂ لاہور میں اقامت رکھتا تھا کھکران نے کہ ولایت اُنکی آب نیلاب کے کنارہ سے امن کوہ سوالک تک ہے مسلمانوں کی ایذا
اور اہانت پر کمر باندھی تھی کہ جس مسلمان کو پاتے تھے ساتھ اقسام شکنجہ کے آزار پہونچاتے تھے خصوصاً اُن مسلمانوں کو جو سلطان کی
طرف سے بلدہ پیشاور اور اُس نواح میں رہتے تھے بہ ہمیشہ محنت اور تشویش کے باعث پنجاب کیطرف فراغت سے آمد و شد نکر سکتے تھے کھکران
کا کچھ دین اور ملت نہ تھا اور ایسے بیحیا تھے کہ جس وقت اُنکے یہاں بیٹی پیدا ہوتی تھی اپنے دروازہ پر لڑکی کو لیکر فریاد کرتے تھے کہ آیا
کوئی شخص ہے کہ اس دختر کو اپنی زوجیت میں قبول کرے اگر کوئی شخص قبول کرتا تھا اُسے دیتے تھے و الا اُسی ساعت اُس لڑکی کو
تیغ ظلم سے ہلاک کرتے تھے اور اُنکے درمیان ایک عورت چند شوہر رکھتی تھی جو شوہر کہ اُس عورت کے پاس آتا تھا اپنا نشان
دروازہ پر چھوڑ جاتا تھا کہ اگر دوسرا شوہر آوے وہ نشانی دیکھکر پلٹ جاوے اور وہ جماعت اس وضع پر رہتی تھی کہ مسلمانوں کی عقوبت
ثواب جانتی تھی یہانتک کہ آخر ایام سلطان شہاب الدین میں ایک مسلمان انکے دست ظلم میں گرفتار ہوا اور طرح وضع ارباب اسلام کی
کسی تقریب سے بیان کی اس طائفہ کے سردار کو مسلمانوں کا شعار پسند آیا اور محظوظ ہو کر کہا اگر میں سلطان شہاب الدین کی
خدمت میں جا کر حلقۂ اسلام گردن میں ڈالوں میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرے مرد مسلمان نے کہا میں ذمہ دار ہوں کہ رعایت
شاہانہ کر کے پھر حکومت اس کوہستان کی تجھے عنایت فرما دے چنانچہ اس مسلمان نے عریضہ مشتمل اس ماجرے کا ساتھ عرضداشت
رئیس کھکران کے سلطان شہاب الدین کے حضور میں ارسال کیا سلطان نے بلا توقف خلعت فاخرہ اور کمر بند مرصع اُس رئیس
کیواسطے ارسال فرمایا من بعد وہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عنایات خسروانہ سے سرفراز ہو کر شرف اسلام سے مشرف
ہوا اور دربار سے فرامین حکومت اُس کوہستان کی لیکر آیا اور اکثر کھکروں کو مسلمان کیا اگرچہ انہین کے نادر لوگ جو دور دشت
کے باشندے تھے ساتھ شرف اسلام کے فائز ہوئے اور اسیحال کفار تیراہیہ کو کہ کوہستان غزنین اور پنجاب کے درمیان رہتے تھے
اور قتل ارباب اسلام کو موجب دخول جنت جانتے تھے بعضوں کو بہ لطف و خلق اور بعضوں کو بقہر و سیاست دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ
وسلم میں درلایا اور قریب تین چار لاکھ کفار زنار دار کو اس یورش میں جنیو توڑ کر اُنکی گردن میں طوق ایمان ڈالا اور ابتک کہ تاریخ ہجری
ایک ہزار اٹھارہ ہے دونوں قوم دین اسلام پر ثابت قدم ہیں تغیر نے اُنکے عقائد میں راہ نہ پائی اس کے بعد کہ خاطر اشرف
شہاب الدین نے فتنہ ہند سے فراغت پائی سولھوین رجب سنہ چھ سو دو ہجری میں بلدۂ لاہور سے غزنین کیطرف متوجہ
ہوا اور فرمان باسم بہاء الدین سام والی بامیان کے صادر پایا کہ خاطر ہمایون بدولت جہاد کفار ترکستان کی طرف متوجہ
ہوئی ہے لازم کہ بہ فور وصول فرمان اُس حدود میں لشکر کو فراہم کر کے ساحل آب جیحون پر نزول کرے اور پل تیار رکھے تا
سپاہ اسلام عبور کے وقت آزار نہ کھینچے اور جب سلطان دوسری شعبان سنہ مذکور کو آب نیلاب کے کنارہ پر پہونچا چنانچہ
اس منزل میں کہ دمیک کے نام سے اشتہار رکھتی تھی اور ہوا فتنا اُترا چند روز میں بیس نفر کفار کھکران کہ اکثر اُنکے عزیز و اقارب
اور فرزند سلطان شہاب الدین محمد کی جنگ میں مارے گئے تھے ہم عہد اور ہم سوگند سلطان شہاب الدین کے قتل میں
ہوئے تھے اور تدبیر میں کر کے قابو ڈھونڈھتے تھے کہ ایک وقت کہ فراش سلطان پردہ اتارنے لگے خرگاہ خاص سلطا لدین اور

سفینج اور مسکن اسکا ملاحظہ خاطر مین لائے اور تیسرے ماہ مذکور کو ایک گکھڑون مین سے پیشقدمی کرکے سلطان کے دربانون کو
چھری مار کر بھاگا جب غوغا ہوا تمام آدمی اور خدمتگار سلطان کے پاس جمع ہوئے اسوقت اس جماعت نے فرصت پاکر ایک شقہ سراپردہ
کا چھری سے کاٹا اور مع چھری و خنجر ہائے برہنہ کے خیمہ سلطانی مین داخل ہوئے اسوقت تین غلام ترک خدمتگذار کہ حاضر
تھے کمال حیرت سے مثل چوب خشک بیحس و حرکت ہوئے اور گکھڑون نے خاطر جمعی سے حالت نوم مین اُس شاہ عالیجاہ کے
بائیس چھریان مار کر درجۂ شہادت مین فائز کیا قطعہ شہادت ملک بحر و بر معز الدین * کز ابتدائے جہان مثل او نیامد یک *
سوم ز غرۂ شعبان بسال شش صد و دو * فتاد در رہ غزنین بمنزل دمیک * سلطنت اسکی ابتدائے حکومت غزنین سے آخر عمر تک
بتیس سال اور چند مہینے تھی اس سے ایک بیٹی رہی کہتے ہین وزیر اسکا خواجہ مؤید الملک بن خواجہ محمد سجستانی تھا بعضے گکھڑان غدار کو
گرفتار کرکے بسیاست غیر مکرر یعنی انواع عقوبت سے قتل کیا اور امرا اور افواج سپاہ کو متفق کرکے تابوت ہمراہ لیا اور خزانہ کی محافظت
مین کہ چار ہزار اونٹ پر لدا تھا اُنسے قسم اور سوگند لی اور غلام سلطان شہید کے چاہتے تھے کہ خزانہ تاراج کرین تہدید اور تخویف
سے انھین بھی مانع ہوا اور جنازہ اُس شاہ عالیجاہ کا اُٹھا کر بحشمت و شوکت تمام غزنین کیطرف لیگیا لیکن خاطر خواجہ مؤید الملک
اور امرائے ترک کی واسطے سلطنت غیاث الدین محمود کے تھی اور امرائے غور کہ سر مین خیال سلطنت بہاء الدین سام کا رکھتے تھے اس
سبب سے جب حوالی فرساور مین پہونچے بین الفریقین مخالفت تمام ظہور مین آئی خواجہ مؤید الملک اس راستہ سے کہ کرمان بہت
نزدیک تھا جانا چاہتا تھا اسواسطے کہ تاج الدین ایلدگز کہ ایک غلامان سلطان شہاب الدین سے تھا اور سلطان غیاث الدین سے
نہایت اخلاص اور ارتباط رکھتا تھا اسمقام مین تھا اور امرائے غور ارادہ رکھتے تھے کہ ایسی راہ سے چلین کہ بامیان سے بہت نزدیک
ہووے تا خزانہ بہاء الدین سام کو داخل کرین اور اس مقدمہ مین قریب تھا کہ تلوار آپس مین چلے اور کام ضائع ہو خواجہ مؤید الملک
نے امرائے غور کے روبرو جا کر ملائمت بہت کی اور ساتھ دلائل و براہین کے خاطر نشان کی کہ مناسب یہ ہے کہ شنیوران اور کرمان کے
راستہ سے غزنین کیطرف متوجہ ہونا چاہیے غرضکہ قبائل افغانان اور کفار تیراہیہ سے زحمت بہت کھینچکر جب کرمان کی نواح مین پہنچے
تاج الدین ایلدگز محفہ سلطان کے استقبال کیواسطے برآمد ہوا جو ہین اسکی نظر محفہ پر پڑی گھوڑے سے اُترکر زمین ادب کو بوسہ
دیا اور اسکے بعد پردہ محفہ کا اُٹھایا جب کالبد سلطان پر نظر پڑی اپنی دستار سر سے اور پیراہن تن سے پھاڑ کر گریہ و زاری
آغاز کی اور ماتم تازہ کیا القصہ تاریخ بائیسوین شہر شعبان محفہ سلطان شہاب الدین کا غزنین مین پہونچایا اور اُس حظیرہ مین
کہ جو اپنی دختر کیواسطے تیار کیا تھا مدفون کیا کہتے ہین کہ غزنین مین خزانہ بہت زر اور نقرہ اور جواہر سے کہ جس سے باقی ساز ازانجملہ
پانسو من الماس جواہر نفیسہ سے اُسکے جواہرخانہ مین موجود تھا اور دوسرے نقود اور اموال کو اسی سے قیاس کر سکتے ہین تین دفعہ سفر
ہندوستان کیا تھا دو مرتبہ شکست پائی بعد کامیاب ہوا بادشاہ عادل اور خداترس اور مشفق خلائق تھا اور علما اور صلحا کی عزت و تکریم کرتا تھا

ذکر رواج دہندۂ بخشش لک سلطان قطب الدین ایبک مشہور بہ لک بخش

سلطان قطب الدین ایبک اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مین موصوف تھا روش تہور اور دلیری اور شیوۂ جہانداری خوب جانتا تھا
اور لوازم لشکرکشی و دشمن کشی مین جیسا کہ چاہیے قیام اور اقدام کرتا تھا اور صغرسنی مین اُس جناب کو ایک تاجر ترکستان سے نیشاپور لیگیا اور قاضی
فخر الدین ابن عبد العزیز کوفی کے ہاتھ جو فرزندان امام اعظم ابوحنیفہ سے تھا بیچا چونکہ دست قدرت نے بقلم عنایت رقم
سعادت کی اُسکے ناصیۂ احوال پر کھینچی تھی اولاد قاضی کی صحبت مین مکتب مین جاکر تھوڑے عرصہ مین قرآن پڑھا اور خط
سواد بسم پہونچایا اور آداب و کمالات کی تحصیل مین نہایت کوشش کی اور قاضی کے فوت ہونے کے بعد ایک سوداگر نے

اُسے قاضی کے فرزندوں نے بقیمت گران خرید کیا اور بطریق تحفہ سلطان معز الدین ملقب بہ شہاب الدین غوری کے پاس
لایا سلطان نے اُسے اُن تاجروں سے بقیمت افزون خرید کیا چونکہ اُسکی انگشت خنصر شکستہ تھی اسواسطے اُسے ایبک کہتے تھے
اور خدمت سلطان میں از روے شعور و اخلاص مصروف رہتا تھا حتے کہ چند عرصہ میں قرب و اختصاص تمام حاصل کیا لکھا ہے کہ
ایک شب کو سلطان معز الدین ایک بزم آراستہ کرکے ساتھ مقربین خاص کے صحبت رکھتا تھا اور اُس بزم میں تمام ندیموں
اور مخصوصوں کو اپنے انعام کثیر سے سرفراز فرمایا سلطان قطب الدین ایبک کو بھی بمزید انعام اختصاص بخشا جب مجلس نے انصرام
و اختتام پایا سلطان قطب الدین ایبک نے جو کچھ انعام پایا تھا سب فراشوں اور اہل خدمت کو قسمت کیا صبح کو جب یہ خبر
سلطان کو پہونچی یہ حرکت اُسکی پسند آئی چنانچہ اُسے مرتبۂ امارت میں پہونچایا اور ساتھ خدمت حضوری کے تخت کے آگے سرفراز
ہوا اور ہمیشہ مرتبہ اُسکا ترقی پر تھا یہانتک کہ ساتھ شغل امیر آخوری کے ممتاز ہوا اور جن روزوں میں سلاطین غور اور غزنین اور
بامیان سلطان شاہ خوارزمی کے دفع کیواسطے خراسان کی طرف لشکر کش ہوئے سلطان قطب الدین ایبک بہرہ رود واسطے طلب علف کے
صحرا جاتا تھا ناگاہ بحدود آب مرو یعنی آب مرغاب پر افواج سلطان شاہ سے مقابلہ ہوا قطب الدین ایبک نے داد جوانمردی و بہادری
کی دی چونکہ جمعیت کم تھی فوج غنیم میں گرفتار ہوا اور وہ اُسے سلطان شاہ کے روبرو لیگئے سلطان شاہ نے اُسے پنجرۂ آہنی
میں قید کیا جب کہ درمیان سلطان غور اور سلطان شاہ کے جنگ واقع ہوئی سلطان شاہ منہزم ہوا سلطان قطب الدین
ایبک کو سلطان معز الدین کے ملازم مع تختہ بند آہن شتر پر بٹھا کر سلطان کی ملازمت میں لائے سلطان نے اُسے باعزاز تمام خلعت
ہائے فاخرہ اور انعامات مرحمت فرمایا اُسکے بعد سلطان نے سنہ ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی ہجری میں راے پتھورا دہلی سے انتقام لیا کہرام
اور سمانہ اور دیگر ممالک پر اُسے مقرر کرکے ہندوستان کا سپہ سالار کیا سلطان قطب الدین ایبک نے جیسا کہ چاہیے اُس
منصب جلیل کا اہتمام اور انتظام کیا اور اُس نواح کا بخوبی تمام ضبط کیا اور قلعہ میرٹھ کو اپنے قبضۂ تصرف میں لایا اور دہلی کیطرف
لشکر کشی کرکے محاصرہ کیا اور جب بنیاد جنگ کی قائم کی تو راجپوتوں نے اطراف و جوانب سے آنکر صفوف آراستہ کیں چنانچہ
سپاہ طرفین کی بہت قتل ہوئی اور خون سرکے جداول میں ندی کیطرح جاری ہوا راجپوتوں نے منہزم ہوکر شہر میں دم لیا جب کام
اُنپر تنگ ہوا اپنی جان اور ناموس کی امان چاہی اور شہر سلطان قطب الدین ایبک کے تفویض کیا اور ماہ رمضان ۵۸۹ھ
پانسو نواسی ہجری میں جیتوان جو راے پتھورا کے متعلقوں سے تھا مع لشکر کثیر بقصد تسخیر قلعہ ہانسی کے قریب آیا حاکم وہاں کا
نصرت الدین سالار متحصن ہوا اور یہ خبر دہلی میں پہونچی سلطان قطب الدین ایبک بہ تعجیل تمام اُسکی طرف متوجہ ہوا جیتوان
بھاگ کر نہروالہ گجرات کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے سنہ ۵۹۰ھ پانسو نوے ہجری میں دریا عبور کرکے قلعہ
کول کو بزور شمشیر لیا اور ایک ہزار گھوڑے راہوار اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور اُن دنوں میں جب خبر توجہ سلطان معز الدین
بقصد تسخیر قنوج و بنارس شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک کول سے پیشوائی کیواسطے گیا اور ملاقات کے بعد
سو گھوڑے تازی اور ایک زنجیر فیل طلائی اور ایک زنجیر فیل نقرہ سے مغرق پیشکش کیا اور پچاس ہزار سوار کا جائزہ
دیکر خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور سلطان کے حکم کے موافق لشکر طلیعہ ہوکر اُسکی سواری کے آگے روان ہوا اور افواج راے
بنارس کو جو سد راہ ہوئی سب کو اُٹھا دیا آخر کو جیچند راے بنارس خود قطب الدین ایبک کے مقابلہ کو میدان میں آیا اور عین
گرمی اور ہنگامہ کارزار میں ایک تیر جانستان جیچند راے کے حدقۂ چشم میں در آیا فیل کے حوضہ سے خاک مذلت پر گرا مرغ روح
اُسکا قفس تن سے پرواز کر گیا اور لشکر راجپوتوں کا متفرق ہوا کسی شخص کو اُسکے قتل ہونیکی اطلاع نہ تھی آخرالامر اُس علامت سے

کر داخت اسکے ضعف پیری کے سبب سنبھا سے طلائی سے مستحکم کیے تھے لاش اسکی مقتولونکے درمیان سے اٹھا لیگئے اسکے بعد
سلطان شہاب الدین مع افواج بزرگ پیچھے سے آنکر بنارس مین داخل ہوا اور اُس دیار کو تا بلاد بنگالہ پے سپر کیا اور تخمیناً ایکہزار
بت توڑے اور چار ہزار اونٹ نفائس اور جواہر اور زر و اقمشہ وغیرہ سے لادے اور قلعہ کول حسام الدین اوغلبک کے سپرد
کر کے مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین جب فیلان بنارس بروز بار عام سلطان کی نظر تحسین اثر مین گذرانے
تمام ہاتھیون نے فیلبانون کے اشارہ سے سلطان کو سلام کیا مگر فیل سفید کو ہر چند فیلبان نے سعی کی اُسنے سلام پر اقدام نہ کیا
اور بمقدار شرارت و شوخی کی کہ نزدیک تھا فیلبان کو ہلاک کرے سلطان نے فیل سفید کے سوا سب ہاتھی سلطان قطب الدین
ایبک کو ارزانی رکھے اسکے بعد چند منزل غزنین کیطرف روانہ ہوا فیل سفید کو بھی ساتھ فرمان فرزندی کے قطب الدین ایبک
کیواسطے ارسال فرمایا اور قطب الدین ایبک کے آخر ایام حیات تک وہ فیل زندہ تھا اسکے فوت کے بعد تیسرے دن فیل سفید بھی گیا
چنانچہ اسوقت سے زمانہ تحریر اس تاریخ جہان آرا کے کوئی سلاطین دہلی فیل سفید نہ رکھتا تھا اور حکام اطراف سے بھی نہ سنا گیا کہ
ایک فیل سفید رکھتا ہو لیکن اس مدت مین کہ میرے بخت مسعود نے یاوری کی ملازم دارا سے جمجاہ ابراہیم عادلشاہ ہوا دارالسلطنت
بیجاپور مین تجار ثقہ صادق القول سے مین نے سنا کہ سرکار بادشاہ جزیرہ پیگو مین ہمیشہ دو ہاتھی سفید رہتے ہین اور جبتک
وہ زندہ ہین ہر چند مردم بادشاہی وغیرہ جنگلون مین تیسرا تلاش کرتے ہین ہر گز فیل سفید نہین نظر آتی رہتا ہے اور جب کہ ان
دو فیل سے کوئی مرتا ہے تو قادر بیچون کے حکم سے فیل سفید پیدا ہوتا ہے اُسوقت یہ تحصیل تمام لوگ بادشاہی جنگل مین آنکر ساتھ
اُس حیلہ کے کہ جانتے ہین فیل کو گرفتار کر کے شہر مین لاتے ہین القصہ سلطان قطب الدین ایبک نے بعد مراجعت سلطان
شہاب الدین کے غزنین مین چند روز حصار ہانسی مین مقام کیا اور اس صوبہ سے خاطر جمع کر کے دہلی کیطرف روانہ ہوا تھا سے
راہ مین خبر پہونچی کہ ہیمراج راجپوت نے کوہستان سے خروج کر کے کولا راے پتھورا سے جنگ کر کے اُسے اجمیر سے رنتھمبور کیطرف
مفرور کیا اور جہتر راے نے بھی اپنا لشکر دہلی کے انتزاع و استرداد کیواسطے روانہ کیا بلکہ حوالی دہلی مین پہونچکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوا
سلطان قطب الدین عزیمت ملوکانہ اُسکے تدارک اور تلافی مین مصروف رکھکر بیس ہزار سوار اپنے لشکر سے جدا کر کے بسبیل تعجیل جہتر راے
کیطرف متوجہ ہوا جہتر راے سلطان قطب الدین ایبک کے آنیکی خبر پاکر تاب مقاومت اپنے مین مفقود دیکھکر اجمیر کیطرف راہی ہوا سلطان
قطب الدین ایبک نے اسکا تعاقب اجمیر تک کیا اور ہیمراج راجہ اجمیر نے باہر آنکر صفین آراستہ کین اور سلطان قطب الدین ایبک سے مقابلہ
کر کے مقتول ہوا اجمیر از سر نو مسلمانون کے قبضہ مین آیا اس مرتبہ حکام اسلام کا تعین ہوا اور ۵۹۱ھ پانسو اکانوے ہجری مین لشکر
نہروالہ گجرات کی طرف لیگیا اور جیتسی ان سپہ سالار بھیم دیو راے نہروالہ کا جو تھا نہروالہ کے قریب مقیم تھا سلطان قطب الدین
ایبک کی تاخت سے مضطرب ہو کر مفرور ہوا سلطان نے پیچھا کیا اور وہ ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا ایک ایسے لشکر
سلطانی سے کچھ سوار لیکر پڑا اور اُسکو قتل کیا اور سب سامان لے لیا بھیم دیو بھی یہ خبر سنتے ہی اپنی ولایت کی سمت بھاگا
اور سلطان قطب الدین ایبک اس ممالک سے غنائم بیشمار لایا پھر وہانسے قلعہ ہانسی مین گیا اور اُسے تعمیر کیا بعد کوہرام کو فتح
کر کے دہلی مین آیا اس درمیان مین قوام الملک رکن الدین حمزہ جو جاگیردار حوالی رنتھمبور تھا اُسنے عرضی بھیجی کہ راجہ پتھورا
کا بھائی کہ کوہستان مین بھاگا ہوا تھا قلعہ مذکور پر فوج کش ہوا اور پتھورا کے بیٹے کو محاصرہ مین لیا چنانچہ سلطان قطب الدین
ایبک کا مطیع اور فرمانبردار تھا بعجلت تمام اُسکی مدد کو گیا راجہ اجمیر کا بھائی یہ خبر سنتے ہی کسی طرف مفرور ہو گیا اور
کولہ نے اموال وافر اور تین خربزہ طلائی پیشکش کیے سلطان قطب الدین ایبک نے وہ اپنے عادت کی موافق [illegible]

جو بنام قطب الدین ایبک تحریر ہوئی اس سلطان کامگار کے واقعات مفصل ضمن تحریر ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب
ولایت اجمیر دوسری مرتبہ مفتوح ہوئی اور نہروالہ اور رنتھنبور کی فتح وقوع میں آئی دہلی کیطرف مراجعت کی اور مکتوب بہ تفصیل
خبر فتوحات غزنین میں روانہ کیا سلطان معز الدین نے فرمان اسکے طلب میں صادر فرمایا سلطان قطب الدین ایبک احرام
خدمت باندھکر غزنین کی طرف روانہ ہوا چنانچہ بعد طے مسافت سلطان کی پابوسی میں معزز ہوا اور اعزاز و اکرام بہت پایا من بعد
غزنین میں بیمار ہوا سلطان کی عین توجہ اور طبیب روشن رائے کے معالجہ کی برکت سے کہ جالینوس عصر تھا شفا پائی اور بعد صحت
ہندوستان کی طرف رخصت حاصل کی جب کرمان میں پہونچا دختر سلطان تاج الدین کو بحسب الحکم سلطان معز الدین کے عقد نکاح میں لایا
پھر جب دہلی میں داخل ہوا بطرز اہل اسلام باتکلف تمام آئین بندی کر کے جشن کیے اور اسی سال یعنی ۵۹۲ھ پانسو بانوے ہجری
میں مسجد جامع کہ قبل اسکے مدت سے دہلی میں بنا کی تھی انجام کو پہونچی بعد ازان بقصد تسخیر قلعہ تھنگر یعنی بیانہ کے لشکر فراہم کر کے
روانہ ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ سلطان کے آنے کی خبر ہندوستان میں شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک نے ہانسی تک استقبال کر کے
ملازمت کی اسپ تازی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اسکے ہمراہ رکاب قلعہ تھنگر یعنی بیانہ پر جا کر مفتوح و مسخر کیا سلطان
معز الدین نے حکومت اس قلعہ کی اپنے ایک غلام ترک بہاء الدین طغرل کے تفویض فرمائی پھر سلطان قطب الدین ایبک گوالیار کیطرف
روانہ ہوا اور وہانکے راجہ سلکمن رائے نے باج و خراج قبول کر کے مبالغ خطیر پیشکش بھیجے اس فتوح کے بعد سلطان نے غزنین کیطرف
معاودت کی اور سلطان قطب الدین ایبک دہلی میں مقیم ہوا فی الجملہ اسی سنوات میں خبر پہونچی کہ راجہائے نہران یعنی راجپوتان
راجہ نہروالہ سے موافقت کر کے چاہتے ہیں کہ اجمیر مسلمانوں کے تصرف سے برآوردہ کریں سلطان قطب الدین ایبک کہ ابھی
لشکر نہروالہ میں نہ پہونچا تھا اُن راجاؤں کی حرب میں مشغول ہوا لیکن اسکا گھوڑا زخم کاری اٹھا کر گر پڑا لشکر اسلام کا دل شکستہ ہوا
اور سلطان قطب الدین ایبک کو بہ جبر تعقل دوسرے گھوڑے پر سوار کر کے اجمیر میں لیگئے اور راجپوت اس فتح سے خوشحال ہوئے جب
لشکر نہروالہ ملک کو پہونچا اور اجمیر کے اطراف میں جا کر تین کوس پر فروکش ہوا اور چند مہینے متواتر جنگ میں مشغول رہا یہ خبر سلطان
معز الدین کو پہونچی چنانچہ حسب الحکم اسکے امرائے کبار مثل اسلام خان و اسد الدین و ارسلان خلج و نصیر الدین حسین و عز الدین
موید و شرف الدین محمد مع لشکر کثیر و جم غفیر غزنین سے لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوئے اور سرداروں نے بھی تیغ انتقام نیام سے
کھینچی کفار نے توقف مناسب نجانا اپنے مقاموں میں راہی ہوئے اور سلطان قطب الدین ایبک نے بہ نیت تنبیہ ہو کر رائے
گجرات کی گوشمالی مقدم سمجھکر صفر کی پندرھوین تاریخ ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری میں اجمیر سے نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی جب پالی
اور نڈول کے حدود میں پہونچا دونون قلعہ تصرف میں لایا اسوقت یہ خبر پہونچی کہ والن و دارابسی راجپوت راجہ نہروالہ سے
اتفاق کر کے قلعہ ابوگڈھ کے قریب جو بلدہ سروہی کے مضافات سے ہے بیٹھے ہیں اور چاہتے ہیں کہ گجرات کی روانگی سے مانع
ہو کر ہنگامہ کارزار برپا کریں سلطان قطب الدین ایبک انکی جنگ کو متوجہ ہوا چنانچہ اُن دونون برادرون میں قتال ہو کر رستم
کے مانند سپہداری کر کے راجپوتون کو شکست فاش دی اور پچاس ہزار ہندو اس لڑائی میں تہ تیغ کر کے شکست سابقہ کا عوض لیا
اور ہندی قریب بیس ہزار اہل اسلام کے ہاتھ آئے اور عساکر ظفر مآثر غنائم بیحد سے توانگر و مالامال ہوئے سلطان قطب الدین ایبک
جب قتل و قمع کفار راجپوت سے فارغ ہوا ولایت معمورۂ گجرات میں داخل ہوا اور انکے سرکشون کو زیر و زبر کیا غرضکہ اس مرتبہ نہروالہ
تصرف میں لا کر ایک امرائے کبار کے تفویض کیا اور اجمیر کے راستہ سے دہلی کیطرف مراجعت کی اور جواہرات و ہدایائے قیمتی اور چند
کنیز و غلام خوبصورت سلطان کیواسطے غزنین میں بھیجے اور ملوک و خوانین کو انواع لطف و احسان سے سرفراز کر کے انکے مناصب بڑھا دیے

اور جود و کرم کا ہاتھ کھولکر فقرا اور مساکین دہلی کو احتیاج کی مصیبت سے نجات بخشی اور ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری میں
سلطان قطب الدین ایبک نے کالنجر کی طرف روانہ ہوا اور جہاد کا ہمت پر چست باندھکر کالنجر کی طرف روانہ ہوا وہاں کا راجہ بھی صفوف حرب آراستہ کر
میدان میں آیا اور طرفۃ العین میں بھاگ کر قلعہ میں متحصن ہوا اور اپنی جرأت و جسارت سے نادم ہوا اور سطرح سے بزرگان
اسلاف اُسکے سلطان محمود کی اطاعت کرتے تھے اُسنے بھی سلطان قطب الدین ایبک کی فرمانبرداری بیلئے اور لازم پکڑی
دوسرے یہ کہ آمادہ ترسیل اسب و فیل و جواہر اور اموال میں تھا قضائے الٰہی سے مرگیا بعدہ اُسکے وکیل جدہ دیو نے اُس ستیمہ کے
بھروسے سے جو اس قلعہ پر ہو سر مخالفت اُٹھا کر اعلام جہاد لیا اور محاربہ بلند کیے قضارا جو وقت او بار تھا اور بخت و سعادت نے اُس سے منہ
پھیر الاجرم وہ چشمہ چند روز میں خشک ہوا اہالی قلعہ نے لاچار ہو کر امان چاہی اور قلعہ سے برآمد ہوئے او قلعہ مع ساز و سلاح و زر و جواہر
سلطان قطب الدین ایبک کے ملازمونکو سپرد کیا اور وہاں بھی پچاس ہزار کنیز و غلام قید اسیری میں مبتلا ہو کر شرف اسلام سے مشرف
ہوئے اور سلطان وہانسے شہر مہوبہ میں جو پایہ تخت بلدہ کالپی تھا روانہ ہوا اور اُسے بھی اپنے زیر نگین کیا اور اُسی راستہ سے بداون کیطرف
متوجہ ہو کر اُسے بھی اپنے تصرف میں لایا من بعد محمد بختیار خلجی بہار سے اُنکی ملازمت کو پہنچا انواع جواہر و اقسام نقود پیشکش گذرانا
سلطان قطب الدین ایبک اسکے بعد دہلی میں آیا اور جو سلطان معز الدین قضیہ خوارزم کے بعد ہندوستان میں آیا سلطان قطب الدین
ایبک اور سلطان شمس الدین التمش جو اُسکے غلام تھے طائفہ کھکران سے مردانہ لڑے اور اس طائفہ کی مغلوبیت کے بعد سلطان قطب الدین
ایبک رخصت کے موافق دہلی میں آیا اور سلطان معز الدین غزنین کے راستہ میں شہد شہادت نوش کر کے جنت کیطرف راہی ہوا
پھر اُسکے بھتیجے سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین نے تخت غور پر جلوس کیا اور سلطان قطب الدین ایبک کیواسطے کہ
اسوقت تک ملک قطب الدین کہتے تھے چتر اور جلوس شاہی اور خطاب سلطانی اور خط آزادی روانہ ہند کیا بسمع اسکے سلطان قطب الدین
ایبک برسم استقبال لاہور میں گیا جو کچھ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے بھیجا تھا اُسکے وصول سے معزز اور مباہی ہوا
اور سہ شنبہ کے دن اٹھارھویں ماہ ذیقعدہ ۶۰۲ھ چھسو دو ہجری میں تخت لاہور پر اجلاس فرمایا پھر چند عرصہ کے بعد دہلی میں آیا اور
تاج الدین یلدوز جیسا کہ چاہیے پنجاب کے درپئے تسخیر ہو کر غزنین سے لاہور کیطرف کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور وہاں کے حاکم کو
زیر کر کے متصرف ہوا سلطان قطب الدین جب اس معاملہ سے آگاہ ہوا مع لشکر دہلی پنجاب کیطرف متوجہ ہوا اور ۶۰۳ھ چھسو
تین ہجری میں درمیان فریقین کے آتش حرب افروختہ ہوئی طرفین نے لوازم شجاعت ظہور میں پہنچائے عاقبت الامر یلدوز
منہزم ہو کر کرمان اور شیوران کی طرف بھاگا اور بہار کوہ میں در آیا اور سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین کے تخت
پر جلوہ گر ہو کر داد عیش دی اور مے نوشی پر کمر باندھی مردم غزنین اسکی غفلت سے آگاہ ہوئے اور پوشیدہ سلطان
یلدوز کے پاس ایلچی بھیجکر طلب کیا تاج الدین یلدوز اس دن کا امیدوار تھا مع لشکر جرار تاخت کر کے غزنین پہنچا اور مستقر قتال ہوا
سلطان قطب الدین ایبک حقیقت حال سے مطلع ہوا اور اپنا رہنا مناسب نہ جانکر سورج سنگ کی راہ سے لاہور کیطرف
گیا بیت چو سلطان سر انداز باشد ز مے ؛؛ فتد بیخ از سر بش تاج کے ؛؛ سلطان قطب الدین ایبک غزنین سے بسبب سے کہ وہ غدغہ
بہت تاج الدین یلدوز کیطرف سے رکھتا تھا لاہور میں استقامت فرمائی اور عدل و داد و سخاوت میں اوقات بسر کی
خلائق کو مہد امن و امان میں نگاہ رکھا کہ ناگاہ ۶۰۷ھ چھسو سات ہجری میں چوگان بازی کیوقت لاہور میں گھوڑے
سے گرا اور زین کا کوہہ اُسکے سینہ پر اس زور سے لگا کہ جان بر نہوا مدت اسکے دولت کی فتح دہلی سے آخر عمر تک بیس برس
اور چند مہینے تھی از انجملہ چار برس بادشاہی میں گذرے اسکی سخاوت و جوانمردی اور شجاعت ہندوستان میں ضرب المثل ہے کہ

لاکھوں روپیہ انعام فرماتا تھا اور مستحقوں کو زیادہ اس سے جو حوصلہ میں سمائے عطا کرتا تھا اس سبب سے لقب اسکا لک بخش ہو (اور اتبک اہل ہند اسکی جود وسخاوت پر مدح کرنے میں کل قطب الدین کہتے ہیں کل اور کال بکاف عربی مفتوح مع الالف اور بدون الالف زمانہ کو کہتے ہیں یعنی قطب الدین زمانہ اور بہاء الدین کا ایک فضلائے عصر سے تھا اسکی مدح میں کہتا ہے

قطعہ

بخشش لک تو درجہان آوردہ ⁂ کان را لکت تو کار بجان آوردہ ⁂ از رشک کف تو خون گرفتہ دل کان ⁂ وز لعل بہانہ درمیان آوردہ ⁂

جو سلطان قطب الدین ایبک کے سوا اور چار نفر غلامان امرائے سلطان معز الدین سام سے مملکت ہندوستان میں تخت سلطنت پر متمکن ہوئے تھے ذکر انکا اس مقام پر مناسب ہے لکھا

ذکر سلطان تاج الدین یلدوز کا

ارباب اخبار بیان کرتے ہیں کہ سلطان معز الدین محمد سام غلامان ترک کے خریدتے اور انکی تربیت کرنے میں نہایت شفقت رکھتا تھا سو اسطے کہ اُسکے ایک دختر کے سوا کوئی فرزند نصیب نہ تھا ایکبار ایک مصاحب گستاخ نے عرض کی کہ کیا خوب ہوتا جو آفریدگار عالم سلطان زمن کو پسران سعادت نشان کرامت فرماتا تو بعد حصول اتفاق ناگزیر صاحب تاج وتخت ہوتے سلطان نے اُسکے درجواب ارشاد کیا کہ بادشاہ ہونکے فرزند گنتی کے چند ہوتے ہیں میرے کئی ہزار فرزند ہیں میرے انتقال کے بعد ممالک میرے نام پر رکھینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا سلطان نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا تھا ایک سلطان معز الدین کے غلاموں سے کہ ملک تاج الدین نگین ہوا وہ تاج الدین یلدوز ہے سلطان شہاب الدین نے اسے صغر سن میں خرید کیا تھا جو کہ صاحب اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ تھا اور حلیہ جمال باکمال سے بھی آراستہ تھا سلطان نے اُسے قرب خدمت میں اختصاص دیکر مرتبہ اُسکا بزرگ کیا اور اپنی عنایات بیغایات سے تمام بندوں پر ممتاز فرمایا اور جب مرتبہ امارت میں پہونچایا کرمان اور شنوران اُسکی وجہ جاگیر میں مرفوع القلم کیا جس وقت سلطان نے لشکر ہندوستان کران میں نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا ملک تاج الدین یلدوز نے تمام امرا کی ضیافت کی اور اکثر ارکان وقبا وخلعت دیئے اور علاوہ اُسکے تمام لشکر وحشم کو ہر شخص کی لیاقت اور عزت کے موافق انعام فرمایا اور اُسکی دو بیٹیاں تھیں ایک بیٹی سلطان کے حکم سے سلطان قطب الدین ایبک کے حبالہ نکاح میں تھی اور دوسری بیٹی ملک ناصر الدین قباچہ کے عقد نکاح میں منعقد کی تھی اور نیز سلطان تاج الدین یلدوز کے دو فرزند تھے ایک معلم کے سپرد کیا تھا معلم نے بقضائے تادیب دُرّا اُٹھا کر اُسکے سر پر مارا جو کہ اُس طفل کی اجل آ پہونچی تھی اسی ضرب سے آناً فاناً میں وفات پائی مضمون اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کا واقع ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان تاج الدین یلدوز کو پہونچی معلم کو خرچ دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ جبتک لڑکے کی ماں کو خبر ہو بچے آپ اپنا اخفا پوشیدہ ہو کر سفر اختیار کریں بس یہ حکایت ایک دلیل واضح ہے اُسکی حسن سیرت پر شرح کی حاجت نہیں تھی الغرض سلطان معز الدین آخر ایام سلطنت میں جب کران میں آیا ملک تاج الدین یلدوز کو کسوت خاص سے مخصوص کیا اور اُسے سیاہ کا نشان عنایت فرمایا اور اسکے دلمیں یہ تھا کہ سلطان کے مرنیکے بعد سلطنت ولایت غزنین یعنی بلوچستان[1] اُسے ہو جب سلطان نے وفات پائی ملوک اور امراے ترک کی یہ مرضی تھی کہ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد سام کو گرم سیر کی حد سے طلب کر کے تخت عجم پر جلوس فرماویں یہ امر قلمبند کر کے سلطان محمود کو عرضداشت کی سلطان محمود نے اُسکے درجواب لکھا کہ مجھے اپنے باپ کا تخت فیروزہ کوہ بہت بہتر ہے سلطان تاج الدین یلدوز کو خلعت بھیجکر اور خط آزادی دیکر غزنین کا تخت عنایت فرمایا چنانچہ اس فرمان کے موافق ملک تاج الدین یلدوز نے تخت غزنین پر اجلاس کیا اور اس ممالک کو اپنے قبضہ میں لا کر حکومت میں مشغول ہوا من بعد لاہور کے تسخیر کا آہنگ کر کے لشکر کشی بجانب ہندوستان کی اور سلطان قطب الدین ایبک سے حدود پنجاب میں حرب وضرب کر کے

منہزم ہوا اور غزنین سلطان قطب الدین ایبک کے تصرف میں آیا اور چند عرصہ کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا پھر سلطنت تاج الدین
یلدوز کیطرف عود کیا اور ایک بار سلطان محمود کی کمک کیواسطے ہرات پر لشکر بھیجکر وہان کے بادشاہ اعز الدین حسین خرمیل پر غالب
ہوا اور ایکمرتبہ سیستان کیطرف لشکر لیگیا اور سیستان کو بھی محاصرہ کرکے سیستان کے بادشاہ سے صلح کی اور معاودت کیوقت اثناے
راہ میں ملک نصیر الدین حسین میر شکار نے مخالفت کرکے محاربہ کیا اور شکست کھائی اور چند مدت کے بعد جب غزنین خوارزم شاہ کے
تصرف میں آیا اور تاج الدین یلدوز کرمان اور شیوران میں داخل ہوا اور اس ملک پر قناعت نکرکے تمامی ہندوستان لینے کی عزیمت
کی اور فوج کشی کرکے سلطان شمس الدین التمش سے حدود ترائن میں مصاف کیا اور گرفتار ہوا اور قید میں مرگیا اسکی حکومت
کی مدت نو برس ہے ناصر الدین قباچہ کا احوال انتقال حکام سندھ میں تحریر ہوا ہے اختیار الدین محمد خلجی کے واقعات انتقال سلاطین
بنگالہ میں مفصل مسطور ہونگے ذکر بہاء الدین طغرل کا یہ بھی بندگان کبار اور امراے نامدار سلطان معز الدین محمد سام سے تھا
اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے وہ بھی ممتاز تھا کہتے ہیں جب سلطان معز الدین محمد بن سام نے قلعہ تھنگر کو فتح کیا اور بہاء الدین
طغرل کے تفویض فرماکر قلعہ گوالیار کیطرف متوجہ ہوا اور دیکھا کہ فتح اسکی بجبر و قہر مشکل ہے پھر اپنے دلمیں ارادہ کیا کہ اول ایک مدت
اس قلعہ کو محاصرہ کرکے اہل حصار پر کام تنگ کرے اور فتح کرے اگرچہ گوالیار نے سلطان کے اندیشہ پر آگاہی پائی ملازمت میں حاضر
ہوا اور پیشکش وافر گذران کر سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھا و لیکن طغرل نے سلطان کے غزنین کی روانگی کے بعد ولایت بیانہ میں ایک
قلعہ بناکرکے وہان سکونت اختیار کی اور ہمیشہ گوالیار کیطرف سوار ہوکر اس نواح میں تاخت کرتا تھا اور سبب تاخت کا یہ تھا کہ سلطان نے گوالیار
سے مراجعت کیوقت ملک بہاء الدین طغرل سے فرمایا تھا کہ جب یہ قلعہ مفتوح ہوگا اسکی حکومت تجھے مقرر ہوگی اور جب ان سواریوں اور
تاخت و تاراج سے کوئی نتیجہ اور فائدہ حاصل نہوا لاعلاج ہوکر گوالیار سے دو فرسنگ پر ایک قلعہ محکم بنا فرمایا اور اپنی جمعیت سے ہمیشہ وہان
استقامت کرکے تاخت اور محصورون کے عاجز کرنے میں کوشش کرتا تھا یہانتک کہ مدت ایک سال منقضی ہوئی اہل قلعہ عاجز ہو
پھر ایلچی مع تحف و ہدایا سلطان قطب الدین ایبک کے پاس بھیجکر قلعہ اسکے تفویض کیا اسیج امر درمیان سلطان قطب الدین
ایبک اور ملک بہاء الدین طغرل کے باعث عداوت ہوا قریب تھا کہ طرفین سے فوجکشی ظہور میں آوے اور آتش جدال و
قتال مشتعل ہو اتنے میں ہادم اللذات یعنی ملک الموت دو اسپہ ملک بہاء الدین طغرل کے سر پر تاخت لایا بیچ تخریبات بیت
وستان ایسے معمار عظیم نے تصفیہ پایا قلعہ سلطان کوٹ ملک بہاء الدین طغرل کے آثار اور علامات سے ہے ذکر آرام شاہ بن
قطب الدین ایبک ارباب خبرت اور اصحاب فطنت نے گوہر سخن کو یون سلک بیان میں کھینچا ہے کہ آرام شاہ نے سلطان
قطب الدین ایبک کے واقعہ ناگزیر کے بعد امراے دہلی کے اتفاق سے تخت سلطنت پر قدم رکھا لیکن اسکی عدم قابلیت سے ابھی
ایکسال نہ گذرا تھا کہ ناصر الدین قباچہ سندھ کیطرف سے ملتان اور اوچہ و بھکر و سیوستان پر متصرف ہوا اور حکام خلجی نے بنگالہ
میں دم استقلال مارا اور بعض رعایا نے بھی سرحدون میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کی اسواسطے امیر علی اسمعیل اور امیر
داؤد دیلمی اور ایک جماعت امرا اپنے اتفاق سے سر منصہ ہوئی اور ایلچی پاس ملک شمس الدین التمش کے جو بندہ اور داماد
اور متبنی سلطان قطب الدین ایبک اور بداؤن کا حاکم تھا بھیجکر سلطنت کے اجلاس کی استدعا کی وہ اپنی جمعیت کو
لیکر دہلی میں آکر فالفور متصرف ہوا آرام شاہ نے جب امیر علی اسمعیل اور ملک شمس الدین التمش کی توجہ سے آگاہی پائی شہر سے
نکل گیا اور دہلی کے اطراف میں جاکر اپنے باپ کے امرا اور سپاہ کو طلب کیا اور انکی تسلی کرکے جمعیت بہم پہنچائی اور دہلی آیا ملک شمس الدین
التمش دہلی کے صحرا سے ظاہر پر صف آرا ہوا اور حرب میں مشغول ہوکر آرام شاہ کو منہزم کیا پھر استقلال تمام سے مسند سلطنت کا زینت افزا ہوا

آرام شاہ کی مدت سلطنت ایک سال بھی نہ پہونچی تھی **ذکر خان سکندر نشان سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ و برد مرقدہ کا** - کتاب طبقات ناصری سالقہ اسکے ناطق ہو کہ سلطان شمس الدین التمش بزرگ زادگان ترکان فراختائی سے ہو اور اسکا باپ قبیلہ البری سے ہو سا تھ ایلم خان کے شہرت رکھتا تھا اور خیل و حشم اور تابعین کی کثرت سے تمام عصر میں مشہور و معروف تھا اور بھائی اسکے اور بقولے بھتیجے اسکے حسن کیاست اور خوبی فراست پر اسکے حسد و رشک لیگئے بزبان حال مضمون آیہ کریمہ قالو ابانا مالک لاتامنا علی یوسف و انا لہ لناصحون ارسلہ معنا غدا یرتع و یلعب گوش پدر میں پہونچایا اور حضرت یوسف کے مانند اسے گلۂ اسپان کی سیر اور جانوران شکاری کے بہانہ سے پدر کے حجرۂ عطوفت سے جدا کیا اور اسکی خردسالی پر رحم نہ کھایا شیوۂ بیوفائی کا اختیار کر کے ایک تاجر کے ہاتھ بیچا سوداگر اُسے بخارا میں لیگیا اور صدر جہان بخاری کے ایک عزیز کے ہاتھ فروخت کیا اور چند مدت اُسکے مکان میں انواع پرورش اور اقسام تربیت پائی من بعد حسب تقدیر حاجی بخاری نام ایک سوداگر نے اُسے خرید کیا اور اُسنے حاجی جمال الدین چست قبا کے ہاتھ بیچا اور حاجی جمال الدین اُسے غزنین میں لیگیا چونکہ ان دنوں میں کوئی ترک بچہ اس سے زیادہ حسین اور عقیل غزنین میں نہ پہونچا تھا اسکا تذکرہ سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت میں عرض کیا سلطان نے اسکی قیمت مشخص کرنیکا حکم دیا ایک غلام اور ایک نام اُسکے ہمراہ تھا چنانچہ ہر ایک کے لیے ہزار دینار رکنی قیمت تجویز کی سلطان نے فرمایا تم ایکہزار دینار رکنی پر دونوں کو خرید و مالک اسکار اضی نہو اسلطان نے حکم دیا کہ اب کوئی شخص انھیں نہ خریدے حاجی جمال الدین سال بھر غزنین میں رہا کوئی انکا خریدار نہوا دونوں غلام ہمراہ لیکر بخارا گیا اور پھر غلاموں کو ساتھ لیے غزنین میں آیا برس روز اقامت کی لیکن خرید انکی حکم سلطانی کی وجہ سے آدمیوں پر دشوار تھی یہانتک کہ سلطان قطب الدین ایبک راجہ نہروالہ کی شکست کے بعد ملک نصیر الدین خرمیل کے ساتھ غزنین میں آیا اور احوال التمش کا سنکر سلطان سے اُسکے خریدنے کی اجازت چاہی سلطان نے فرمایا کہ چونکہ ہمنے منع کیا ہو کہ کوئی انھیں نہ خریدے لہذا اُنکی خرید و فروخت غزنین میں و جہیں ہو بہانہ ملی میں لیجا کر بیچے غرضکہ جبوقت سلطان قطب الدین ایبک غزنین سے معاودت کی نظام الدین وزیر کو بعضے مہمات کیواسطے وہان چھوڑا اور حکم دیا کہ حاجی جمال الدین چست قبا کو ہمراہ لادے جب وہ لایا سلطان قطب الدین ایبک نے دونوں ترک بچہ یعنی التمش اور ایبک کو ایک لاکھ جیتل کو خریدا ایبک کا طغاج نام رکھکر تبرہندہ کا امیر کیا چنانچہ وہ سلطان تاج الدین یلدوز کی جنگ میں کہ سلطان قطب الدین ایبک کے ساتھ واقع ہوئی تھی مارا گیا اور التمش کو کہ دوسرا نام رکھتا تھا ساتھ التمش کے موسوم کیا اور اپنا فرزند بنایا اور اپنے قرب سے مخصوص کر کے میر شکار کیا اور گوالیار مفتوح ہونیکے بعد حکومت وہاں کی اُسے عنایت فرمائی اسکے بعد برن اور نواح اسکی جاگیر پاکر بداؤن کی حکومت پر فائز ہوا جب سلطان معز الدین محمد سام فتنہ کوکران کی تسکین کیواسطے ہندمیں آیا اور سلطان معز الدین کے حسب الحکم سلطان قطب الدین ایبک بھی اپنا لشکر لیکر پنجاب گیا التمش بداؤن کی فوج سے سلطان قطب الدین ایبک کی خدمت میں حاضر ہوا اور چونکہ شیوۂ دلاوری و مردانگی میں سرآمد روزگار تھا آتش کارزار کے شتعال کیوقت مسلح اور مکمل ہو کر حرب پر آمادہ ہوا اور گھوڑا پانی میں ڈالکر کوکران سے لڑا اور انھیں شکستہ یکبارہ تہ ارمرد مقابل اُنکی طرف کے قتل کیے سلطان معز الدین جو انمردی اور کارپردازی اسکی مشاہدہ کر کے نہایت محظوظ ہوا تشریف خسروانہ اور انعام شاہانہ سے اُسے مخلع اور ممتاز فرمایا اور سلطان قطب الدین ایبک سے اُسکی پرورش اور تربیت کے بارہ میں سفارش کی اور خط آزادی لکھوا کر اُسے بند غلامی سے آزاد کروایا پھر التمش رفتہ رفتہ مرتبہ امیر الامرائی کے درجہ کو پہونچا اور سلطان قطب الدین ایبک کی تین بیٹیاں تھیں ایک کو التمش کے عقد نکاح میں لایا اور دو بیٹیاں ایبک کی فوت کے بعد دوسری ناصر الدین قباچہ کے سلک ازدواج میں تھیں

جب سلطان قطب الدین ایبک نے لاہور مین انتقال کیا التمش امیر علی اسمعیل سپہ سالار اور امیر داود دیلمی اور دیگر اعیان مملکت کی استدعا سے باجمعیت و لشکر بداؤن دہلی مین آیا اور اُسپر متصرف ہوا اور لقب اپنا سلطان شمس الدین رکھا اور سنہ ۶۰۷ چھ سو سات ہجری مین تخت سلطنت پر متمکن ہو کر اکثر ملوک اور امرائے قطبی کو مرہون احسان و رعایات کرکے مطیع کیا لیکن جاندار ان کے سردار یعنی خاصہ خیل نے تمرد و نزک کیا بعضے امرائے معزی اور قطبی سے موافقت کرکے اطراف دہلی مین جمعیت کی اور ترکونکی فوج خونخوار لیکر موقف کارزار مین آیا سلطان شمس الدین اسکے مقابل آکر جنگ مین مشغول ہوا چونکہ اسکا چراغ دولت نور تائید الہی سے روشنی قبول کیے ہوئے تھا فوج مخالف سے آقسنقر اور فرخ شاہ جو سردار نامی ترکونسے تھے مارے گئے اور تیر جاندار انکے کل بعضے امرا سے بھاگا اور مدت قلیل مین وہ سب علف تیغ اسلام ہوئے میدان انکی سلطنت کا اہل فتنہ کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا ہیبت ہیبا و تیر و قبل کی تیغ تنکیخت پر کہ فگندند مقبلان ہست سخت ۔ اس عرصہ مین قصبہ جالور کا حاکم اڈی بیہ نام رکھتا تھا باغی ہوکر ادائے مال واجب مین سستی کرنے لگا شمس الدین التمش اُسطرف لشکر کش ہوا اور اڈی بیہ کو مطیع کرکے اور پیشکش لیکر بازگشت کی اسکے بعد سلطان تاج الدین یلدوز نے جو غزنین کا شاہ تھا شاہی مراتب چھتر اسکے پاس بھیجا شمس الدین التمش نے حاکم غزنین کی عزت کا لحاظ کرکے قبول کیا لیکن چند عرصہ کے بعد جب سلطان تاج الدین یلدوز لشکر خوارزم سے منہزم ہو کر کرمان اور شنوران گیا ملک ہندوستان کی طمع کرکے سنہ ۶۱۲ چھ سو بارہ ہجری مین پہلے ولایت پنجاب اور تھانیسر پر متصرف ہوا اور ایلچی شمس الدین التمش کے پاس واسطے ایسے امور کے جو عزت سلطنت کو ضائع کرین روانہ کیا سلطان شمس الدین التمش طیش مین آیا اور لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیکر فوج کش ہوا ترائین کے حدود مین فریقین سے جنگ عظیم معرکہ شدید واقع ہوا سلطان تاج الدین یلدوز بھاگ گیا اور اکثر سردار اسیر ہوئے تائید الہی سے فتح و نصرت سلطان شمس الدین التمش کے قرین حال ہوئی اور ناگاہ تاج الدین یلدوز بھی گرفتار ہوا اُسے مقید کرکے دہلی مین لایا اور بداؤن مین بھیجکر قید کیا یہانتک کہ قید خانہ مین اجل طبعی یا زہر سے ہلاک ہوا اور سنہ ۶۱۴ چھ سو چودہ ہجری مین سلطان شمس الدین التمش اور ملک ناصر الدین قباچہ سے کہ یہ بھی سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا انقطاع لاہور اور حوالی منصورہ پر آب چناب کے ساحل پر جنگ واقع ہوئی وہان بھی سلطان شمس الدین التمش فتحیاب ہوا اور سنہ ۶۱۵ چھ سو پندرہ ہجری مین سلطان ناصر الدین قباچہ سے اور ملوک خلج سے جو غزنین کے اطراف مین رہتے تھے اور مضافات سندھ پر تاخت لاتے تھے جنگ واقع ہوئی ناصر الدین قباچہ غالب آیا اور خلجی سلطان شمس الدین التمش کے پاس پناہ لائے سلطان نے ناصر الدین قباچہ پر حملہ کیا اور ہر چہ ضرب کے بعد اُسے بھی شکست دی جب وہ اپنی مملکت کے اطراف مین بھاگا تو سلطان دہلی مین آیا اور سنہ ۶۱۸ چھ سو اٹھارہ ہجری مین سلطان جلال الدین خوارزم شاہ چنگیز خان سے منہزم ہو کر لاہور مین آیا سلطان شمس الدین التمش لشکر کثیر سے مقابل گیا سلطان جلال الدین تاب مقاومت نہ لایا سندھ اور سیوستان کی طرف بھاگا پھر اُسکو ناصر الدین قباچہ کے ساتھ مناقشہ اور ٹھٹھہ مین واقع ہوا اُسوقت وہانسے براہ کیچ اور مکران ہو کر بھاگ گیا اور تاریخ نظام الدین احمد بخشی اور بعض کتب تواریخ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان جلال الدین ہندوستان مین ناصر الدین قباچہ کے غرق ہونے کے بعد آیا تھا ظاہرا یہ روایت صحت نہین رکھتی چنانچہ آیندہ معلوم ہوگا اور سنہ ۶۲۲ چھ سو بائیس ہجری مین سلطان شمس الدین التمش نے لشکر لکھنوتی اور بہار کیطرف کھینچا اور سلطان غیاث الدین خلجی کو جسکا ذکر علیحدہ آویگا اور جسنے تسلط تمام پیدا کیا تھا حلقۂ اطاعت مین لایا اور سکہ و خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اڑتیس زنجیر فیل اور اسی ہزار تنگہ نقرہ اُس سے لیے اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر ولایت لکھنوتی کہ ممالک بنگالہ سے ہے اُسے سپرد کیا اور چتر و دورباش دیکر بلدہ اودھ مین اُسے چھوڑا اور خود دار الملک دہلی کی سمت مراجعت فرمائی سلطان ناصر الدین نے غیاث الدین خلجی سے جنگ کرکے اُسے قتل کیا اور غنیمت وافر وہان سے دستیاب کرکے اکثر وہان کے شناسا دہلی کو سامان انعام اور

تحفہ کے یاد کیا اور روایت صحیح یہ ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے ناصر الدین قباچہ پر فوج کشی کی اور وہ حصار اوچہ کو محکم کر کے
قلعہ بھکر کیطرف بھاگا اور سلطان شمس الدین نے نظام الملک وزیر جنگ کو ناصر الدین قباچہ کے تعاقب کیواسطے تعین کیا اور خود اوچہ
کے محاصرہ میں مشغول ہوا اور دو مہینے بیس روز کی مدت میں فتح کر کے حوزۂ تصرف میں لایا جب قلعہ اوچہ کے مفتوح ہونیکی خبر
ناصر الدین قباچہ کو پہونچی اپنے فرزند علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان کی خدمت میں بھیجکر صلح کا طالب ہوا اہنوز کلام صلح ناتمام تھا کہ یہ خبر
پہونچی کہ سلطان ناصر الدین قباچہ جو ہراسان ہوکر بقصد گریز کشتی میں سوار ہوا تھا سطوت اجل کے طوفان سے دریا میں غرق ہوا پھر ٦٢٣ سنہ
چھ سو تئیس ہجری میں رنتھنبور پر لشکر کشی کر کے اس قلعہ کو بھی مفتوح کیا اور ٦٢٤ چھ سو چوبیس ہجری میں لعزمین قلعہ مندو لشکر کشی ہوا اور اس
قلعہ کو بھی مع جملہ سوالک اپنے قبض و دخل میں لایا امیر روحانی کہ اس عہد کے افاضل سے تھا چنگیز خان کے حادثہ میں بخارا سے دہلی
آیا تھا اور ان فتوحات کی تہنیت میں اشعار بہت کہے تھے انہیں سے یہ ابیات ہیں **نظم** خبر باہل سما برد جبرئیل امین ﴿ ز فتحنامۂ سلطان
عہد شمس الدین ﴿ کہ ای ملائکۂ قدس آسمانہا را ﴿ بدین بشارت بندید کلہ و آئین ﴿ کہ از بلاد سوالک شہنشۂ اسلام ﴿ کشاد بار دگر
قلعۂ سپہر آئین ﴿ شہ مجاہد و غازی کہ دست تیغش را ﴿ رہان حیدر کرار میکند تحسین ﴿ اور ٦٢٦ سنہ چھ سو چھبیس ہجری میں عرب کے
ایلچی خلافت کا لباس سلطان شمس الدین کیواسطے لائے سلطان بھی شرط اطاعت و آداب جیسا کہ چاہیے بجا لایا اور عباسیوں کا
لباس پہنکر بہت خوش ہوا اکثر امرا کو خلعتوں سے مخلع فرمایا اور شہر کو آئین بندکر کے قبے لگائے اور نقارہ خوشی کا بجایا پھر اسی سال
خبر وفات شاہزادہ سلطان ناصر الدین لکھنوتی کے حاکم کی پہونچی سلطان شمس الدین التمش نہایت غمگین ہوا اور شرائط تعزیت بجا لایا اور
نام اسکا اپنے چھوٹے فرزند پر چھوڑ کر اس سے موانست پکڑی اور ٦٢٧ سنہ چھ سو ستائیس ہجری میں لشکر لکھنوتی کیطرف روانہ کر کے جو فتنہ
کہ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد قائم ہوا تھا دفع کر کے تسکین دی اور لکھنوتی عزت الملک ملک علاء الدین خانی کے سپرد
کیا اور خود دار السلطنت دہلی میں معاودت فرمائی اور ٦٢٩ سنہ چھ سو انتیس ہجری میں گوالیار کیطرف عزیمت کی اور سبب عزیمت کا یہ تھا کہ
گوالیار مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا تھا برس روز اس قلعہ کو محاصرہ کر کے متحصنوں پر کام تنگ کیا پھر دیو بل جو اس قلعہ کا والی تھا
شب کو بھاگ گیا اور قلعہ سلطان کے تصرف میں آیا اور ہندی کثرت سے ہاتھ آئی ان سب میں سے تین سو پر سیاست کی اور ملک
تاج الدین ریزہ جو ممالکت کا منشی تھا اسنے اس قلعہ کے فتح ہونیکی رباعی کہی اور ایک پتھر پر کندہ کرا کے قلعہ کے دروازہ پر نصب
کی وہ رباعی یہ ہے **رباعی** ہر قلعہ کہ سلطان سلاطین بگرفت ﴿ از عون خدا و نصرت دین بگرفت ﴿ آن قلعۂ گوالیار و آن حصن حصین
در ستائیس سنہ ثلاثین بگرفت ﴿ پھر ٦٣١ سنہ چھ سو اکتیس ہجری میں ولایت مالوہ کیطرف یورش فرمایا اور قلعہ بھلسیہ کو مسخر کر کے
شہر اجین کو بھی زیر نگین کیا اور بتخانہ مہاکال جو مثل بتخانہ سومنات کے تھا اور تین سو برس کے عرصہ میں تعمیر ہوا تھا اور قلعہ کی
طرح نہایت مستحکم اور سنگین تھا اور اسکی دیوار کی بلندی سو گز تھی اسے بیخ و بن سے کھود کر خراب و ویران کیا اور بکرماجیت کی
مورت جو اوجین کا بادشاہ تھا اور اہل ہند اب تک اسکی تاریخ لکھتے ہیں مع سنگ مہاکال اور چند مورتیں اور جو برنج یعنی کانسے سے
ڈھالیں تھیں سب اٹھا کر دہلی کی جامع مسجد کے دروازہ کے آگے زمین میں گاڑ دیں تا خلائق کی لگد کوب ہوں پھر دوسری مرتبہ ملتان
کی طرف فوج کشی کی لیکن یہ سفر نامبارک ہوا یعنی مرض الموت آبیر طاری ہوا ضعف و ناتوانی نے غلبہ کیا اعیان سلطنت عماری میں بٹھا کر
دہلی میں لائے چنانچہ شعبان کی بیسویں تاریخ ٦٣٣ سنہ چھ سو تینتیس ہجری میں عالم عقبیٰ کی طرف راہی ہوا اور ملفوظ خواجہ قطب الدین
بختیار رحمۃ اللہ علیہ کہ جامع شیخ فرید شکر گنج ہیں اسمیں تحریر ہے کہ سلطان کو ایک حوض تیار کرنیکی خواہش ہوئی اور اس حوض کیواسطے مقام
تعین کرنے کے واسطے خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوکر استصواب کیا سلطان سوار ہوکر ہر قطعہ زمین سے گذر کرتا تھا یہاں تک کہ

اس مقام مین کہ جہان حوض شمسی واقع ہی بہہ نکلا اس زمین کو پسند فرمایا پھر شب کو سلطان نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ سرور انبیا علیہ من الصلوۃ افضلہا اس سرزمین مین رخش پر ایستادہ ہین اور فرماتے ہین کہ شمس الدین کیا چاہتا ہی سلطان نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین حوض تعمیر کیا چاہتا ہون آپ نے ارشاد کیا اس مقام مین تیار کر چنانچہ اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رخش نے اُس سرزمین پر ٹاپ ماری ایک چشمہ آب نے جوش مارا پھر سلطان خواب سے بیدار ہوا اور ابتک کچھ رات باقی تھی کہ سلطان خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور واقعہ کو بیان کیا خواجہ قدس سرہ فرماتے ہین کہ سلطان مجھے اس سرزمین پر لیگیا اور مین نے چراغ کی روشنی سے دیکھا کہ اس مقام مین ایک چشمہ آب شان ہی یہ حکایت تھوڑے سے تغیر سے مقالۂ مشائخ مین مذکور ہی وہانسے تحریر ہوئی اور یہ جو ہے سلطان شمس الدین التمش سے مروی ہی کہ مین جسوقت بخارا مین تھا میرے صاحب نے ایک قراضہ زر مجھے انگور خرید نے کے واسطے دیکر بازار بھیجا راہ مین وہ قراضہ میرے ہاتھ سے گر پڑا اور گم ہوا مین مالک کے خوف سے رونے لگا ناگاہ ایک درویش نے اس حال سے واقف ہو کر قدرے انگور خرید کر میرے حوالہ کیئے اور تاکید مجھے فرمایا کہ خبردار جب تخت سلطنت پر تمکن ہو کر تاج شاہی زیب سر کرنا فقرا و اہل خیر سے نیکی کرنا اور اُنکے حقوق نگاہ رکھنا دوسری نقل ہی اس زمانہ مین کہ سلطان شمس الدین بغداد مین بقبل رقیب مین تھا اُسکے مالک کے مکان مین فقرا کی ایک جماعت نے مجلس سماع کی تھی اور راگ سُننے کا ذوق کہ اہل اللہ کو ہوتا ہی مشغول تھے سلطان شمس الدین التمش اس مجلس مین تمام رات اُنکی خدمت مین دست بستہ حاضر شمع کا سر گلگیر سے کاٹتا تھا اور قاضی حمید الدین ناگوری کہ اس مجلس کے عمائد سے تھا جب درویشون کو سلطان شمس الدین التمش کی خدمت پسند آئی تو لطف اکسیر ڈالی حق سبحانہ تعالی نے اُس نظر کی برکت سے اُسے درجہ سلطنت پر فائز کیا عرصہ مدید کے بعد جب سلطان شمس الدین التمش نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستان مین آکے دہلی مین ارشاد و طالبان مشغول تھے ہمیشہ اُنکی محفل مین درویش راگ اور مزامیر سنکر حال و قال مین آتے تھے اور دو شخص علماء ظاہری نے کہ ایک کا نام ملا عماد الدین اور دوسرے کا ملا جلال الدین تھا سماع کا انکار کر کے سلطان کو آمادہ کیا کہ قاضی کو سماع سے منع کرے چنانچہ سلطان نے قاضی کو طلب کیا اور اعزاز و اکرام سے بٹھایا پھر اُن دونون ملا نے قاضی سے سوال کیا کہ سماع حلال ہی یا حرام قاضی نے کہا اہل قال پر حرام اور اہل حال پر حلال ہی اسکے بعد سلطان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپکو یہ اخوب یاد ہوگا کہ ایک شب کو درویشان اہل حال راگ سنتے تھے اور آپ اپنے مالک کے حکم سے اُن اہل مجلس کی خدمت مین حاضر ہو کر شمع کا گل لیتے تھے درویشون نے ترحم سے آپ پر نظر کیمیا اثر ڈالی جسکی برکت سے آپکو یہ سلطنت نصیب ہوئی سلطان وہ بات یاد کر کے اشک اپنی آنکھون مین بھر لایا اور حالت رقت مین قاضی کو اپنے پاس بٹھا کر نوازا اور سلطان اُسکے بعد سماع سے لذت اٹھاتا اور درویشون کے نفس نفیس کا معتقد رہتا تھا اور طاعت و عبادت کا مولع تھا ہر ایک جمعہ کو جامع مسجد مین جاتا اور فرائض و نوافل کے ادا مین قیام کرتا تاکہ ملاحدہ الجانور نام کہ ملحدان دہلی کا سردار تھا اس امر سے نہایت غضب مین آیا اور ملحدون سے اتفاق کر کے آپسمین دار و مدار کیا کہ سلطان کو عین ادائے نماز مین کہ خلائق بیچ حال مین مشغول ہون قتل کرو غرض جمعہ کے روز اجماع کر کے حربہ اٹھا کر مسجد مین آئے اور تیغین کھینچکر چند اشخاص کو شہید کیا حق سبحانہ تعالی نے سلطان کو ان اشرار کے شر سے نجات بخشی اور خلقت واقف ہو کر بوار نات اور کوٹھون پر چڑھ گئی اور اُس گروہ سفاک کو زخم سنگ و تیر سے خاک ہلاک پر ڈالا اور جہان کو اُس موذی خلائق کے وجود سے خالی کیا اور سلطان کی آخر عمر مین فخر الملک عصامی وزیر بغداد کا جو تیس برس سے اس بلدہ مین وزارت کے منصب پر اشتغال رکھتا تھا اور فضائل صوری کمالات معنوی مین مشہور تھا ساتھ کسی سبب کے اسباب دنیوی سے کہ جو مایہ رنجش و ملال خاطر ارباب دولت ہوتا ہی وہانسے جدا ہو کر دہلی مین آیا سلطان اُسکا

ہونا غنیمت سمجھکر باعزاز واکرام تمام شہر میں لایا اور منصب وزارت پر منصوب فرماکر اسکے حق میں احسان خسروانہ مبذول فرمائے اور منجملہ فضلا اور اہل انشا سے نور الدین محمد عوفی بھی سلطان شمس الدین التمش کے عہد دولت میں دلی میں قیام رکھتا تھا جسنے کتاب جامع الحکایات اسکے وزیر نظام الملک محمد بن ابی سعید جنیدی کے نام سے لوح بیان میں تحریر کی سلطان شمس الدین التمش کی مدت سلطنت چھبیس برس تھی

ذکر رکن الدین فیروزشاہ بن شمس الدین التمش کی سلطنت کا۔ متون کتب تواریخ مجز ہے کہ ۶۲۵ھ چھ سو پچیس ہجری میں سلطان شمس الدین التمش نے چتر ودور باش سلطان رکن الدین کو دیکر پرگنہ بداؤں اُسے عنایات فرمایا اُسکے بعد گوالیار فتح کرکے دارالسلطنت دہلی میں مراجعت کی پھر لاہور کی بھی سرداری اُسے دیکر صاحب حشمت وشوکت کیا اور جسوقت کہ اُسکا باپ سیوستان کے سفر سے بازگشت کرکے مرگیا وہ دہلی میں تھا سہ شنبہ کے دن ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری میں تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اعیان سلطنت و ارکان مملکت لوازم نثار ومراسم ایثار بجالائے شعرا نے قطعے اور قصیدے مدح اور تہنیت میں موزوں کیے اُسکے صلہ میں شاہ نے نوازش فرمائی انہیں سے ملک تاج الدین ریزہ دبیر نے ایک قصیدہ طویل گذران کر انعام شاہانہ پایا یہ ابیات انہیں سے ہیں

نظم مبارک باد ملک جاودانی ٭ ملک را خاصہ در عہد جوانی ٭ امین الدولہ رکن الدین کہ آمد ٭ درش از یمن چون رکن یمانی ٭ لیکن

سلطان رکن الدین تخت پر اجلاس کرتے ہی عیش وطرب میں مشغول ہوا امور سلطنت سے دستکش ہوا خزانہ قطبی اور شمسی جو تھے اکثر گانے والوں اور مسخروں پر صرف کیئے مہام جہانبانی کی لگام اپنی والدہ کے ہاتھ میں جو کنیز ترکیہ تھی چھوڑی وہ اپنے مقصد دل کو پہونچی اتنی عورتیں جنہیں کہ سلطان شمس الدین کے عقد نکاح میں تھیں انکو بفضیحت تمام قتل کیا اور کنیزان ترک صاحب اعتبار شمسی کو رسوائی لاکلام پہونچائی اور سالہاسال کا رشک جو دل میں رکھتی تھی اسکا اُسنے انتقام لیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام قطب الدین تھا اُس بدبخت نے ناحق ہلاک کیا ان سانحوں کے وقوع سے جو ظلم صریح تھا رکن الدین فیروزشاہ سے صغیر وکبیر اور وضیع وشریف کا دل متنفر ہوا اور شاہزادہ غیاث الدین محمد نے جو اُسکا چھوٹا بھائی ولایت اودھ کا فرمانروا تھا محاصلات کا پھیرا اور خزانہ لکھنوتی کو جو دہلی میں لیے جاتے تھے چھین لیا اور ملک اعزالدین محمد سالار جو بداؤں کا صاحب صوبہ تھا اور ملک علاءالدین شیرخانی حاکم لاہور اور ملک اعزالدین کبیرخانی والی ملتان اور ملک سیف الدین کوچی ناظم ہانسی نے آپس میں مراسلات کرکے نشان مخالفت کا بلند کیا سلطان رکن الدین فیروزشاہ نے انکے دفع کیواسطے مع لشکر کثیر دہلی سے کوچ کیا اور کیلوکھری میں نازل ہوا درمیان اس حال کے نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا فیروزشاہ کے خوف وہراس سے کیلوکھری سے بھاگ کر قصبۂ کول میں گیا اور ملک اعزالدین محمد سالار سے جا ملا پھر یہ سب اتفاق کرکے لاہور میں گئے اور انکی حدود کے ملوک کے پاس پہونچکر متفق اللفظ والمعنی ہوئے اور سلطان رکن الدین اس فساد کے دفع کیواسطے انکی طرف متوجہ ہوا جب منصورپور کی حوالی میں پہونچا تمام امرا جو اُسکے ہمراہ تھے مثل تاج الدین اور ملک محمد دبیر اور بہاءالدین حسن اور ملک کریم الدین اور ضیاءالملک شیرخانی اور خواجہ رشید اور امیر فخرالدین لشکر سے جدا ہوکر دہلی میں آئے اور سلطانہ رضیہ کو جو بڑی بیٹی سلطان شمس الدین التمش کی تھی اس سے بیعت کرکے سریر سلطانی پر متمکن کیا پھر اُسنے شاہ ترکان یعنی سلطان رکن الدین کی والدہ کو گرفتار کرکے مقید کیا جب یہ خبر سلطان رکن الدین کو پہونچی دہلی کیطرف مراجعت کی جب کیلوکھری میں پہونچا سلطانہ رضیہ نے اٹھارھویں ربیع الاول ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری میں فوج اُسکے مقابلہ کو بھیجی اور اُسے گرفتار کرکے محبوس کیا تھوڑے عرصہ میں وہ اس زندان میں مرگیا مدت اسکی سلطنت کی چھ مہینے اور اٹھائیس دن تھی۔

بیان ملکہ دوران بلقیس جہان رضیہ سلطانہ بنت شمس الدین التمش کا۔ سلطانہ رضیہ جمیع صفات میں جو بادشاہان عالی اور کامل الرائے کو

لازم و ملزوم ہیں آراستہ و پیراستہ تھی دانشمندان صاحب نظر وکا آگاہ اسکے سوا کہ وہ عورت کی صورت میں مخلوق تھی کوئی عیب
اور برائی اسمیں بتلانے سے قرآن مجید کو باداب تمام پڑھتی تھی اور بعض علوم سے بھی کچھ بہرہ رکھتی تھی اپنے باپ کے عہد میں مہمات
ملکی میں دخل دیتی تھی اور حکمرانی کرتی تھی اور سلطان ازبس عقل و فراست و فراس سے مشاہدہ کرتا تھا بلکہ اس سال جب گوالیار کی فتح
سے بازگشت کی چند امرا کو بلا کر اسے ولیعہد کیا امرا نے عرض کی کہ شاہزادوں قابل اور رشید کے ہوتے شاہزادی کو ولیعہد کرنے میں کیا
حکمت ہے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ میں اپنے فرزندوں کو مے نوشی اور اقسام مناہی اور لہو و لعب میں مبتلا دیکھتا ہوں انکا بازو بار سلطنت
اٹھانے کے لائق نہیں پاتا ہوں رضیہ اگرچہ عورت کی صورت ہے لیکن معنی میں مرد ہے اور حقیقت میں بیٹوں سے بہتر اور افضل ہے خلاصہ یہ کہ
سلطانہ رضیہ ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری میں پردہ سے برآمد ہوئی اور مردوں کا لباس یعنی قبا زیب تن اور تاج شاہی زیب سر کر کے
بار عام میں تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور قواعد و ضوابط شمسی کو جو رکن الدین فیروزشاہ کے عہد سلطنت میں مہمل و مندرس و فروگذاشت
ہوئے تھے مروج کیا اور عدالت و سخاوت کی روش اختیار کی چونکہ نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا اور ملک علاء الدین
شیرخانی اور ملک سیف الدین کوچی اور ملک اعزالدین کبیر خانی جو اطراف سے اجتماع کر کے شہر دہلی کے باہر پہنچے تھے اور
کفران نعمت کر کے مخالف ہوئے تھے اور دیگر امراے اطراف کو نامہ و پیام کر کے مخالفت کی ترغیب دی تھی اس حال میں ملک نصیر جاگیردار اودھ
سلطانہ رضیہ کی کمک کے لئے دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب دریاے گنگ سے عبور کیا امراے مخالف نے جنکا مذکور ہوا اسکا سدراہ ہو کر اسے
گرفتار کر کے قید کیا وہ ضعف و نقاہت کے سبب سے اس شدائد کا متحمل نہ ہوا اسی حال میں وفات پائی لیکن اسکے بعد عرصہ قلیل میں
سلطانہ رضیہ نے تدبیر کامل و راے اکمل سے امراے مقہورہ مخذول کو متفرق و پریشان کیا ہر ایک نے راہ فرار نا پائی پیچھے
سلطانہ رضیہ نے فوج کا تعاقب فرمایا ملک سیف الدین کوچی اور اسکے بھائی کو گرفتار کر کے قتل کیا اور ملک علاء الدین شیرخانی پایل کے
حدود میں مارا گیا اور سر اسکا کاٹ کر دہلی میں لائے اور ملک نظام الملک وزیر کوہ سرمور پہنچکر فوت ہوا چونکہ سلطانہ رضیہ
نے ایک قوت پیدا کی تھی اسکی مملکت نے انتظام قبول کیا پھر خواجہ مہذب غزنوی کو جو نظام الملک جنیدی کا نائب تھا منصب
وزارت پر منصوب کیا اور نظام الملک کے لقب سے ملقب فرمایا اور لشکر کی نیابت ملک سیف الدین ایبک کے تفویض کر کے
قتلغ خان خطاب دیا اور ملک اعزالدین کبیر خانی نے جو اطاعت اسکی کی تھی اسے ولایت لاہور حوالہ کی اور ممالک لکھنوتی
اور دیبل اور سندھ اور تمامی بلاد اور علاقجات ہر ایک امیر کے سپرد کئے چنانچہ اسی عرصہ میں سیف الدین ایبک نے وفات پائی
اسکی جگہ پر قطب الدین حسن کو نصب کر کے مع لشکر کثیر قلعہ رنتھنبور کو بھیجا اور جو مسلمان کہ اس قلعہ میں تھے سلطان شمس الدین التمش
کی وفات کے بعد ہندوؤں نے انھیں قلعہ بند کر کے محاصرہ کیا تھا قطب الدین حسن نے انھیں محاصرہ سے نجات بخشی اور قلعہ کے
ضبط میں مقید ہوا اور اسکی روانگی رنتھنبور کے بعد ملک اختیار الدین ایتگین امیر حاجب ہوا اور جمال الدین یاقوت حبشی نے جو
امیر آخور تھا سلطانہ رضیہ کی خدمت میں تقرب تمام پیدا کیا اور امیر الامرا ہوا اور ساتھ اس مرتبہ کے صاحب نسبت ہوا کہ سلطانہ رضیہ
کو سواری کے وقت دست زیر بغل کر کے سوار کراتا تھا اس سبب سے تمام ملک کے سردار اس سے آزردہ ہوئے انہیں سے
۶۳۷ھ چھ سو سینتیس ہجری میں ملک اعزالدین حاکم لاہور نے سر اطاعت اس سے پھیرا سلطانہ رضیہ سپاہ آراستہ کر کے اسکے سر پر
نازل ہوئی ملک اعزالدین صلاح وقت دیکھکر از روے اخلاص پیش آیا اور دولتخواہوں میں داخل ہوا سلطانہ رضیہ نے
ولایت ملتان جو ملک قراقش کے سپرد تھی اسے بھی ملک اعزالدین کے حوالہ کیا پھر وہاں سے مراجعت کی اور اسی سال جب ملک التونیہ حاکم
بٹھنڈہ نے جو بزرگان جہل کانی سے تھا اور شرح اسکی مفصل بیان ہوگی جمال الدین یاقوت حبشی کی عروج سے عاجز ہو کر لباس بغاوت کا نشان بلند کیا

اور سلطانہ رضیہ نے فوج شائستہ ہمراہ رکاب لیکر بھٹنڈہ کیطرف نہضت فرمائی اثنائے راہ میں امرائے ترک نے اُس پر خروج کیا اور
جمال الدین یاقوت حبشی امیر الامرا کو قتل کیا اور سلطانہ رضیہ کو مقید کرکے قلعہ بھٹنڈہ میں بھیجدیا اور دہلی میں جاکر معز الدین بہرام شاہ
بن شمس الدین التمش کو تخت شاہی پر بٹھایا اور تھوڑے عرصہ میں ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ سلطانہ رضیہ کو اپنے عقد نکاح میں لایا پھر
سلطانہ رضیہ نے ملک التونیہ سے موافق ہوکر تھوڑے عرصہ میں جماعت گھکران وجتان وتمامی زمینداران اُس نواح کو جمع کیا اور
چند امرا کو بھی اپنا متفق کرکے لشکر دہلی کیطرف روانہ کیا سلطان معز الدین بہرام شاہ نے ملک عز الدین بلبن کو جو خطاب الغخان سے
مخاطب اور داماد سلطان شمس الدین التمش تھا مع لشکر کثیر سلطانہ رضیہ کے مقابلہ کو بھیجا دونون لشکر راہ میں ملاقی ہوئے اور تنور حرب گرم کیا
سلطانہ رضیہ نے شکست فاش کھائی اور بھاگ کر بھٹنڈہ میں دم لیا اور ایک مدت کے بعد لشکر پراگندہ فراہم کرکے از سر نو سامان
حرب درست کیا اور عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی سلطان بہرام شاہ نے پھر ملک اعز الدین بلبن کو لشکر گران سے
سلطانہ رضیہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو بھیجا چنانچہ چوتھی ربیع الاول کو سنہ ۶۳۷ چھ سو سینتیس ہجری میں فریقین کا سامنا نواح کیتھل میں
واقع ہوا پھر دوبارہ سلطانہ رضیہ کی فوج پر ہزیمت ہوئی سلطانہ رضیہ والتونیہ ہزیمت کیوقت زمینداروں کے ہاتھ گرفتار آئے
اور پچیسویں ماہ مذکور کو قتل ہوئے مدت سلطنت سلطانہ رضیہ کی تین سال اور چھ مہینے اور چھ روز تھی عارفان دور اندیش جانتے
ہیں کہ یہ صرصر ادبار کس صحرا سے اُٹھی اور گل دولت رضیہ مرضیہ کا کس طرح تند بیخ سے اُکھاڑا سچ ہے غلام حبشی کو دہلی کی امیر الامرائی
سے کیا نسبت اور مردودان حبشیں کو ایسی ملکہ تاجدار سے کیا کام مصرع این از ملک ہست از حبش نیست ذکر معز الدین بہرام شاہ
بن شمس الدین التمش کا جب سلطانہ رضیہ قلعہ بھٹنڈہ میں محبوس ہوئی بروز شنبہ اٹھائیسویں ماہ رمضان کو سنہ ۶۳۷ چھ سو سینتیس
ہجری میں سلطان معز الدین بہرام شاہ کو امرا اور ملوک نے اتفاق سے دہلی کے تخت سلطنت پر بٹھایا اور وہ سلطانہ رضیہ کے معاملے
جیسا کہ مذکور ہوا مفروغ ہوا ملک اختیار الدین ایتگین نے نظام الملک مہذب الدین وزیر مملکت کے اتفاق سے تمام امور سلطنت کی
مختاری اختیار کی اور سلطان معز الدین کی ہمشیرہ کو جو سابق میں قاضی اختیار الدین کی منکوحہ تھی اپنے عقد نکاح میں لایا اور ہمیشہ ایک ہاتھی
گجبار اپنے دروازہ پر بندھا رکھتا تھا اور اُس زمانے میں بادشاہ کے سوا دوسرا شخص ہاتھی نہ رکھتا تھا یہ امر سلطان معز الدین بہرام شاہ
کی بدگمانی کا سبب ہوا اُس نے دو نفر ترک کو جو اُسکے معتمدین میں سے تھے انہیں حکم دیا کہ اپنی متوالونکی صورت بنا کر ان دونون
شخص کو قتل کرو پھر شنبہ کے دن سنہ ۶۳۸ چھ سو اڑتیس ہجری میں قصر سفید میں دونون ترک نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اور متوالون کی
شکل سے آکر مستانہ ادائیں کرنے لگے ملک اختیار الدین ایتگین جو امرا کی صف میں سلطان معز الدین بہرام شاہ کے پاس ایستادہ تھا
اُنکی طرف متوجہ ہوکر زجر اور منع میں مشغول ہوا اور وہ وقت فرصت پاکر ہاتھ خنجر جانستان پر لیگئے اور اُسکے حصار وجود کو مشبک
کرکے کشتہ ہزار سالہ کے برابر کردیا پھر نظام الملک وزیر کے قاصد جان ہوکر دو زخم اُسکے بدن پر رسید کیے اُسوقت امرا وغیرہ
نے ہجوم کیا نظام الملک نے بہزار خرابی اپنے تئین دربار سے باہر نکالا سلطان معز الدین بہرام شاہ نے لوگوں کے مغالطہ دہی کیواسطے
دونون ترکوں کو قیدخانہ میں بھیجا اور چند روز کے بعد اُنھیں رہائی بخشی اور نظام الملک وزیر چند روز تک بستر مجبوری پر افتادہ رہا
شفا پائی پھر دیوانخانہ میں آکر کار وزارت میں مصروف ہوا لیکن ملک بدرالدین سنقر رومی جو امیر حاجب ہوا تھا نظام الملک
پر تفوق ڈھونڈھتا تھا اور زخم اُسکے آڑے رکھتا تھا یہانتک کہ مزاج ملک بدرالدین سنقر کا ایک جماعت اہل فتنہ کے اغوا سے
سلطان سے منحرف ہوا چنانچہ صفر کی سترھوین تاریخ دوشنبہ کے روز صدر الملک تاج الدین کے مکان میں جو مشرف ممالک تھا گیا
اور تمام اکابر بھی وہاں جمع ہوئے اور تبدیلی سلطنت کے بارہ میں گفتگو کرنے لگے اور صدر الملک تاج الدین مشرف کو

نظام الملک مہذب الدین کے طلب کو روانہ کیا کہ وہ بھی اس مشورہ میں شریک ہو۔ داخل ہوتے ہی اسیوقت صدر الملک تاج الدین مشرف نے ایک شخص معتمد کو سلطان معز الدین بہرام شاہ کے پاس بھیجا اس امر کی اطلاع دی اور ایک شخص معتمد سلطان سے جامہ دان کے لباس میں اپنے ہمراہ نظام الملک مہذب الدین کے مکان پر لیگیا اور مجلس کے قریب ایک گوشہ میں ایستادہ کرکے آغاز کلام کیا اور نظام الملک مہذب الدین کی خدمت میں باجتماع قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی شمس الدین اور شیخ محمد ساوجی اور دیگر آدمیوں کے داعیہ سے جو ارادہ کیا نظام الملک مہذب الدین نے دفع الوقت کرکے اپنا آنا دوسرے وقت پر منحصر رکھا۔ صدر الملک تاج الدین نے اس حقیقت کو خادم سلطان کے ذریعہ سے جو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیگیا تھا خدمت سلطان میں عرض کی سلطان نے اسیوقت انکے سر تاخت لایا اور انکی جمعیت کو متفرق کیا اور ملک بدر الدین سنقر رومی کو وقت کا موقع دیکھکر بداؤن کی جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا اور قاضی جلال الدین کاشانی کو عہدۂ قضا سے معزول فرمایا اور چند مہینے کے بعد جب ملک بدر الدین بداؤن سے درگاہ سلطان میں حاضر ہوا سلطان نے اسکی اور ملک تاج الدین موسی کی گردن ماری اور قاضی شمس الدین اور قاضی تصدیار ہرہ کو ہاتھی کے پاؤں سے روندوایا یہ سب امر سبب خوف بیم و ہراس خلائق ہوئے اور تمام لشکر اسکے فرمان سے سرتاب ہوا اور نظام الملک مہذب الدین جو انکی خون سے آزردہ تھا سلطان کی طرف سے باتیں موحش کہکر موجب زیادتی نفرت طبائع ہر خاص و عام کا ہوتا تھا اس حال میں سولھوین جمادی الآخر روز دوشنبہ کو سنہ ۶۳۹ھ چھ سو انتالیس ہجری میں افواج مغول چنگیزی نے آکر لاہور کو محاصرہ کیا اور ملک قراقش نے جو لاہور کا حاکم تھا حرکت مذبوحی کرکے جو آدمیوں سے موافقت نہ دیکھی آدھی رات کو لاہور سے کوچ کرکے دہلی کیطرف آیا اور وہ شہر چنگیزیوں کے ظلم سے خراب و برباد ہوا اور خلقت کثیر اسیر ہوئی جب یہ خبر سلطان معز الدین بہرام شاہ کو پہونچی امرا کو قصر سفید میں جمع کرکے بیعت تازہ کی اور نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری کو وکیل السلطنت کرکے مع امرائے دیگر مغلوں کے دفع شر کیواسطے لاہور کیطرف روانہ کیا جسوقت کہ لشکر آب بیاہ کے کنارے پر کہ اس عرصہ میں قصبۂ سلطان پور اسکے قریب آباد ہوا ہے پہونچا نظام الملک مہذب الدین نے کہ باطن میں سلطان سے منافق تھا امرا کو سلطان سے پھیرا اور ساتھ مکر اور فریب کے عرضداشت کی کہ ہاتھ اس جماعت منافق سے کہ ہمراہ میرے ہیں کچھ کام ظہور میں نہ آویگا اور یہ فساد دفع نہ ہوگا جبتک کہ سلطان خود اپنے نفس نفیس سے اسطرف نہضت نفرماوے یا فرمان صادر کرے کہ بندہ اور ملک قطب الدین متفق ہوکر انھیں اس درمیان سے ہٹاوین چونکہ سلطان اس سے سادگی اور خوش اعتقادگی رکھتا تھا در جواب اسکے لکھا کہ یہ جماعت واجب القتل در سیاست کیلئے قابل ہیں اپنے وقت میں بسزا پہونچیگی تم چند روز انسے مدارا کرو القصہ اس فرمان کو نظام الملک مہذب الدین نے امرائے لشکر کو دکھلایا اور عزل سلطان میں انکو متفق کیا جب سلطان اس حال سے واقف ہوا خدمت میں شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے گیا اور انھیں بہ تکلیف تمام امرا کی تسلی کے واسطے بھیجا مگر وہ کسی وجہ سے راضی و مطمئن نہوئے اور شیخ دہلی میں پلٹ آئے پھر نظام الملک مہذب الدین اور تمام امرا و سلطان معز الدین بہرام شاہ کے دفع کرنیکی عزیمت کرکے دہلی میں آئے سلطان معز الدین کو محاصرہ کرکے ساڑھے تین مہینے تک ہر روز آتش جنگ کی افروختہ رکھی چونکہ باشندے شہر کے امرا سے متفق تھے روز دوشنبہ آٹھوین ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں دہلی پر قبضہ کیا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کو دستیاب کرکے چند روز حبس میں نگاہ رکھا عاقبت الامر انھیں قتل کیا مدت انکی سلطنت کی دو برس اور ایک مہینے پندرہ دن تھی

ذکر سلطنت سلطان علاء الدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ

جب ساقی دوران کے ہاتھ سے شربت ممات معز الدین بہرام شاہ کی جان کو نصیب ہوا ملک اعز الدین بلبن بزرگ نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور شہر میں منادی فرمائی لیکن امرا اور ملوک اسکی سلطنت

راضی ہوئے فوراً شاہزادہ ناصر الدین اور جلال الدین فرزندان سلطان شمس الدین التمش اور سلطان علاء الدین مسعود شاہ پسر رکن الدین فیروز شاہ کو جو قصر سفید میں محبوس تھے باہر نکالا کہتے ہیں کہ علاء الدین مسعود شاہ پسر سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو ذیقعدہ کے مہینے ۶۳۹ھ چھ سو انتالیس ہجری میں تخت سلطنت پر اجلاس ہوا ملک قطب الدین حسن نیابت پر اور نظام الملک مہذب الدین وزارت پر سرفراز ہوئے اور ملک قراقش امیر حاجب ہوا اسی سبب نظام الملک مہذب الدین نے عروس سلطنت بے شراکت دوسرے کے اپنی آغوش میں لی امرا اور اعیان وقت کو تاب تحمل نہ رہی اور سب نے اتفاق کرکے بروز چہارشنبہ دوسری جمادی الاول ۶۴۰ھ چھ سو چالیس ہجری میں صحرائے حوض رانی میں اُسے قتل کیا بیت برخوان وہر دست از راحت مکن دراز، کالودہ کردہ اند بزہر این نوالہ را وزارت صدر الملک نجم الدین ابوبکر کے تفویض ہوئی اور غیاث الدین بلبن خورد امیر حاجب ہوا اور ناگور اور سندھ اور اجمیر کے عہدہ پر ملک عز الدین بلبن بزرگ مقرر ہوا اور بداؤن کا پرگنہ ملک تاج الدین کے سپرد ہوا اور تمام پرگنے ممالک کے فراخور حال ہر ایک امرا کے تقسیم کیے امور مملکت نے انتظام قبول کیا اور خلق نے آرام و تسکین ظاہر ہوئی اُس وقت عز الدین طغاخان کڑہ سے اپنی ولایت لکھنوتی میں آیا اور شرف الملک سنقری کو سلطان علاء الدین کی خدمت میں بھیجا سلطان نے چتر اور خلعت خاص مرصع قاضی جلال الدین کاشانی حاکم اودھ کی صحابت سے لکھنوتی کی طرف واسطے عز الدین طغاخان کے ارسال فرمایا اور اپنے دونوں چچا کو قید حبس سے رہا کیا اور اُنکی تعظیم و تکریم میں نہایت کوشش کرتا تھا چنانچہ ناصر الدین کو خطہ بہرائچ کی حکومت ارزانی رکھی اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم کیا اور اُس سے اُس دیار میں آثار پسندیدہ ظہور میں آئے پھر ۶۴۲ھ چھ سو بیالیس ہجری میں افواج مغول (یعنی مغل ۱۲) لکھنوتی کے ملک میں آئی شاید اُس سبب سے ہو کہ تمام مغل اُس راہ سے کہ محمد بختیار خلجی تبت اور خطا کی طرف گیا تھا آئے ہونگے غرضکہ سلطان علاء الدین نے طغاخان کی امداد کیواسطے ملک قراباش تیمور خان کو جو بندگان خود سے تھا مع فوج کثیر لکھنوتی میں بھیجا جبکہ مغلوں نے ہزیمت کھا کر لکھنوتی کو چھوڑا اُس کے بعد درمیان عز الدین طغاخان اور ملک قراباش تیمور خان کے مخالفت بہم پہونچی سلطان نے لکھنوتی تیمور خان کو عنایت فرمائی اور عز الدین طغاخان دہلی میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اسی عرصہ میں یعنی ۶۴۳ھ چھ سو تینتالیس ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ فوج مغول قندھار اور طالقان کی طرف سے سندھ کے اطراف میں آئی ہے اور قلعہ اوچہ کو محاصرہ کیا ہے سلطان نے بسبیل استعجال اپنے امرا کو فراہم کرکے قلعہ اوچہ کی طرف نہضت فرمائی جب آب بیاہ کے ساحل پر پہونچا مغول کا لشکر حصار اوچہ چھوڑ کر مفرور ہوا سلطان منصور اور مظفر ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور شرب شراب کی زیادتی سے طریقہ انصاف اور معدلت سے انحراف قبول کیا اور روش اخذ و قتل اختیار کی اور خلل مملکت میں ظاہر ہوا اور دولتخواہوں کی نصیحت نہ سنی ملوک و امرا نے عداوت کا پٹکا کمر پر باندھا اور ایک ایلچی مخفی اُسکے چچا شاہزادہ ناصر الدین کے پاس بہرائچ میں روانہ کیا اور اُس سے تشریف لانے کی التماس کی شاہزادہ ناصر الدین بے تامل اور توقف بسرعت تمام دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود میں پہونچتے ہی تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مسعود شاہ محرم کی چوبیسویں ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس کو زندان میں داخل ہوا اور زمانہ اُسکی زندگی کا آخر ہوا مدت اُسکے سلطنت کی چار برس اور ایک مہینا اور ایک دن تھی

ذکر سلطنت سلطان عادل باذل فاضل ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش اوام اللہ تعالیٰ آثارہ و نور مضجعہ

کامرقوم قلم زرین رقم ہوتا ہے کہ خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا سلطان شمس الدین التمش کا ناصر الدین نام رکھتا تھا جب اُسنے بلاد لکھنوتی میں وفات پائی اور یہ فرزند اُسکا سب فرزندوں سے چھوٹا تھا متولد ہوا سلطان نے فرط محبت سے اسکا بھی نام ناصر الدین رکھا اور اسکی تربیت میں مساعی جمیلہ مبذول فرمائی اور عہد میں سلطان علاء الدین مسعود شاہ کے جب اُسنے

ولایت بہرایچ پائی کفار سے غزوات کرکے اُس خطہ کو معمور اور آباد کیا اُسکی عدالت گستری اور رعیت پروری کا شہرہ تمام ممالک مین منتشر ہوا خاص و عام کی طبیعتین اُسکی خواہان ہوئین امرا اور اعیان دولت نے اُسکے قدوم میمنت لزوم کی درخواست کی اور قصر سفید مین اُسکے پدر کے تخت پر بٹھایا وہ بادشاہ عابد اور جری اور شجاع اور سخی تھا اکثر نفقہ خاص اپنا مصحف مجید کی کتابت سے کرکے زمانہ حیات مستعار کا بسر لیجاتا تھا اور سلطنت کا مال اپنے مصارف لابدی مین ہرگز صرف نہ کرتا تھا اور صلحا و علما کو دوست رکھتا تھا اور اہل ہنر کو نوازتا تھا روز جلوس شاعرون نے قصاید غرا سلطان کے ملاحظہ مین گذرانے صلہ اور انعام سے سرفراز ہوے قاضی منہاج السراج جرجانی نے کہ طبقات ناصری اُسکے نام لکھی اُسوقت مین ایک قصیدہ کہا تھا یہ چند بیت اُسمین ہین

نظم

آن خداوندے کہ حاتم بذل و رستم کوشش ست ٭ ناصر دنیا و دین محمود بن التمش است ٭ آن جہانداری کہ سقف چرخ از ایوان اُو ٭ در شلو منزلت گوئی کہ فیروزہ وش ست ٭ سکہ را ز القاب همیونش چہ اندازہست فخر ٭ خطبہ را ز اسم ہمایونش چہ پایہ نازش است ٭

منصب وزارت پر ملک غیاث الدین بلبن خرد کو جو بندہ اور داماد اُسکے باپ کا تھا منصوب کیا اور بخطاب خان اعظم الغخان کے سرفراز فرمایا اور چتر و دورباش دیکر تمام کام سلطنت اُسکے سپرد کرکے مدار المہام کیا اور اپنے چچیرے بھائی خان اعظم شیرخان کو خطاب خان معظم سے مخاطب فرما کر پنجاب اور ملتان کا حاکم کیا اور سپاہ مغول کے مقابل مین جو غزنین اور کابل اور قندھار اور بلخ اور ہرات کے بیچ تھی نگاہ رکھا اور حصار بھٹنیر اور بھٹنڈہ تعمیر کیا ہو شیرخان کا ہے کہتے ہین سلطان ناصر الدین نے تفویض مہمات کے وقت خان اعظم الغخان سے فرمایا کہ مین نے تجھے اپنا نایب کرکے امور سلطنت کا اختیار تیرے ہاتھ مین دیا خبردار ایسا کام نکرنا کہ درگاہ بے نیاز مین اُسکی جوابدہی سے عاجز ہو اور تو اپنے تئین خجل اور شرمسار کرے چنانچہ خان اعظم الغخان نے اُسیطرح نیابت کے قواعد اور ملک داری کے آئین کی بنیاد رکھی کہ تمام امور ملکی اُسکے قبضۂ اقتدار مین آئے اور کسیکی مجال تصرف کار سلطنت مین نرہی اور ماہ رجب سال جلوس مین سلطان ناصر الدین خان اعظم الغخان کے استصواب سے ملتان کی طرف فوج کش ہوا اور غرہ یعنی پہلی تاریخ ذیقعدہ کو آب لاہور سے عبور کرکے جب آب سودرہ کے ساحل پر پہونچا توقف کرکے خان اعظم الغخان کو لشکر کا سپہ سالار سودرہ
کیا اور کوہ جود اور آب سندھ کی طرف روانہ کیا اور خان اعظم الغخان نے کوہ جود اور تمام بلاد اُس نواح کو نہب غارت کیا اور گکھرون اور متمردون کو وہانکے جو سالگذشتہ مین مغلون کو رہبری کرکے ولایت ہند مین لائے تھے سب کو تہ تیغ کیا اور عورتون اور لڑکیون کو اُنکی اسیر کیا اور جب وہانسے پلٹ کر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان نے قلت علف کے سبب سے بعجلت تمام دہلی کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین ایک جماعت امرا سے کہ جس سال کہ سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد سلطنت سے حدود لاہور اور ملتان مین جاگیر رکھتی تھی اور اطاعت جیسی کہ لازم اور ملزوم ہے نہین کرتی تھی مغول کی فوج سے مقابلہ و مقاتلہ سے پہلوتہی کرکے نفاق کرنے لگی سلطان خان اعظم الغخان کی راے کے استصواب سے سب کو منصب وزارت سے معزول رکھکر اپنے ہمراہ دہلی لے گیا اور اُنکے فرزندون اور عزیزون اور بھتیجون کو اُس منصب پر سرفراز کیا اس سبب سے مہمات ملکی اور مالی پنجاب و ملتان نے استقامت تمام بہم پہونچائی بادشاہی اُسکی نے بھی قدرے درازی پائی اور کتب تواریخ متقدمین مین مسطور ہے کہ جب اسکندر ذوالقرنین نے اکثر ممالک روے زمین کے مسخر کیے ہندوستان کی روانگی کی خواہش کی بعضے امرا و اعیان دولت نے طریق بندگی سے پاؤن باہر رکھا اور ہر ایک نے دم استقلال سے مارا اسکندر اُنکے علاج مین عاجز رہا عاقبت الامر غور اور تامل کے بعد ایلچی روم مین اپنے وزیر اور استاد ارسطاطالیس کے پاس کہ اُسنے ضعف پیری کے سبب سے اُسکی ملازمت سے تخلف کیا تھا بھیجکر اس جماعت کے بارہ مین تدبیر صائب چاہی ارسطاطالیس نے ایلچی کی باتین گوش ارادت سے سماعت کین مگر کچھ جواب اُسکے سوا

ند یا یعنی بلا توقف اس ایلچی کو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ مین داخل ہوا اور باغبانون کو حکم دیا کہ اشجار بزرگ بیخ سے کھاڑو اور نہال ہائے
کوچک بجائے اُنکے بٹھاؤ جب باغبان اُسکے حکم کے موافق کاربند ہوئے ارسطاطالیس نے اپنی محلسرا کی طرف مراجعت فرمائی اور ایلچی سکندر
کے روبرو حاضر ہوا اور عرض کی کہ غلام نے وہ پیغام حکیم کو پہونچایا ہر چند مین نے سعی کی مجھے جواب ندیا نا کام مجھے رخصت کیا سکندر
سمجھا کہ حکیم نے اس شخص کو لائق جواب اور سزاوار تکلم نہ جانکر کچھ جواب نہ دیا پھر اُس سے پوچھا کہ تو نے عرض پیغام کے بعد حکیم سے
کیا مشاہدہ کیا اُسنے عرض کی جب اُسنے شاہ کا پیغام سُنا تو رگ الیناوہ ہوا اور اپنے ایک باغ ملوکانہ کیطرف متوجہ ہوا اور مجھے بھی
اپنے ہمراہ لیگیا اور باغبانون سے فرمایا کہ بڑے درختون کو جڑ سے اُکھاڑو اور پودھے کوچک اُس جگہ بٹھاؤ اور خود بھی اس کام مین مشغول
ہوا اور مجھے کچھ جواب ندیا اور اپنے مکان پر آکر مجھے رخصت کیا اسکندر نے فرمایا اُس بیچارہ نے جواب شافی کہا مگر تیری غایت
تیرے فہم مین نہین آئی پھر اسکے بعد اسکندر نے امرائے متسلط اور متغلب کو معزول کر کے اُنکے فرزندون کو اُنکے مقام پر نصب کیا
اور اس نعم سے کہ متردد تھا نجات پائی القصہ دوسری تاریخ ماہ شعبان ۶۴۵ھ چھ سو پینتالیس ہجری مین سلطان ناصر الدین نے پھر
دوآب کی طرف نہضت فرمائی اور قلعہ تبرہندہ کو نہایت کوشش سے مفتوح کیا اور اسی سال سوین ذیقعدہ کو کڑہ کی طرف عزیمت
کر کے خان اعظم الغخان کو مقدمۃ الجیش فوج کیا اور وہ جاتے ہی مواضع دلکی ملکی کو غارت کر کے خوب لڑا اور اُسکی اولاد اور اتباع کو اسیر
کر کے مع غنائم کثیر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور باتفاق دہلی مین مراجعت کی اور یہ دلکی ملکی راجہ آب جون کے اطراف کا تھا اور
سابق مین تھا نہ ہائے بادشاہی اُٹھا کر کالنجر اور کڑہ مالوہ تک تصرف مین رکھتا تھا اور چھٹی شعبان ۶۴۶ھ چھ سو چھیالیس ہجری مین
خان اعظم الغخان کو رنتھنبور اور کوہ پایہ میوات پر تعین کیا اور وہ اُس حدود کے متمردون کو گوشمالی دیکر مع غنائم بسیار درگاہ مین آیا
اور اُسکا بھائی ایبک کشلیخان اُس وقت امیر حاجب اور ایاز ریحانی وکیل السلطنۃ تھا اور اسی سال سلطان کا بھائی کہ
جلال الدین تھا اپنی جاگیر سے دہلی مین آیا اور متوہم ہو کر کوہ جینور کہ جسکا سلطان اُسکے تعاقب مین اس پہاڑ کے دامن
تک گیا اور سات آٹھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائی جب ظفر اسکا ذریعہ مقصود نہ ہوا لاچار دہلی مین مراجعت کی اور
اسی سال قاضی عماد الدین سنقور رنمائی کو ساتھ بعضے امور کے متہم کر کے قضا سے معزول کیا اور عماد الدین ریحانی کی سعی سے
گردن ماری اور ۶۴۷ھ چھ سو سینتالیس ہجری مین سلطان نے خان الغخان کی دختر اپنے عقد نکاح مین لی اور ۶۴۸ھ چھ سو اڑتالیس
ہجری مین لشکر ملتان کی طرف کھینچا اور آب بیاہ کے کنارہ شیر خان حاکم ملتان اور لاہور کا بیس ہزار سوار سے سلطان کے پاس آگیا اور
سلطان اس سال کی چھٹی ربیع الاول کو ملتان مین داخل ہوا اور چند روز کے بعد ملک عز الدین بلبن بزرگ صاحب صوبہ ناگور اور اوچہ کو
اُس طرف رخصت کر کے خود دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور ۶۵۰ھ چھ سو پچاس ہجری مین ملک عز الدین بلبن بزرگ سر اطاعت سے
پھیر کر عاصی ہوا سلطان نے فتنہ کے دفع کیواسطے ناگور کیطرف کوچ کیا اور ملک عز الدین بلبن بزرگ تاب مقاومت نلایا
اور بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو کر امان چاہی سلطان نے ترحم ذاتی سے اُس کی خطا معاف فرمائی اور اس حدود کی حکومت بدستور
اُسپر ارزانی رکھی اور مظفر و منصور دہلی مین بازگشت کی اور اسی سال چھبیسوین ماہ شعبان کو افواج بحر امواج ہمراہ لیکر قلعہ بڑور
کیطرف روانہ ہوا اور جاہر دیو نے اس نواح مین ایک حصار جدید بنا کر کے انجام کو پہونچایا تھا پانچ ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ جرار
سے سلطان کے مقابل آیا اور جنگ شدید کے بعد شکست فاحش پاکر مفرور ہوا اور سلطان ناصر الدین نے قلعہ کو محاصرہ کر کے
تھوڑے دنون مین مسخر اور مفتوح کیا اور وہاں سے چندیری اور مالوہ مین جا کر امرائے صاحب اقتدار وہان مقرر کر کے پھر
دار السلطنت دہلی مین مراجعت کی اور خان اعظم الغخان سے اس سفر مین علامتین جوانمردی و آثار مردانگی کے ظہور مین آئے

اور اسکے بعد شیر خان نے جو چچیرا بھائی خان اعظم الغخان کا ہوتا تھا اور شجاعت و سخاوت اور عقل کی تیزی میں شہرۂ آفاق تھا غزنین کو مغلوں سے لیکر چند مدت وہاں خطبہ اور سکہ سلطان ناصر الدین کے نام جاری کیا اور سلطان کے حکم کے موافق مع فوج ملتان سے قلعہ اوچہ کے لینے کی عزیمت کی ملک اعز الدین بلبن بزرگ جس سے تمرد کے آثار ظاہر ہوتے تھے شیر خان کے دبدبے سے ہراسان ہوا اور لاچار ہوکر ناگور سے اوچہ میں آیا اور حرف و حکایات سے وہ قلعہ شیر خان کے سپرد کرکے سلطان کی خدمت میں گیا اور مراحم شاہانہ سے ولایت بداؤن کی جاگیر پائی سلطان نے بائیسویں شوال ۶۵۰ھ چھ سو پچاس ہجری میں لاہور کے راستہ سے اوچہ و ملتان کی طرف کوچ کیا اور اس سفر میں سنقر قتلغخان ولایت سہسوان سے اور ملک اعز الدین بلبن بزرگ بداؤن سے مع افواج آراستہ آب بیاہ کے ساحل پر سلطان کی ملازمت میں آئے اور ابتدائے ۶۵۱ھ چھ سو اکاون ہجری میں عماد الدین ریحانی جو خان اعظم الغخان کا دست گرفتہ تھا اس وقت بعض بادشاہوں سے موافقت کرکے حسد سے خان اعظم الغخان کا قاصد جان اور درپے ہلاک ہوا جب اس کام سے ناکام ہوا سلطان کو یہ عرضداشت کی کہ صلاح دولت کی اسی میں ہے کہ خان اعظم الغخان اپنی جاگیر میں کہ ہانسی ہے جاوے اور وہاں بود و باش اختیار کرے سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خان اعظم ہانسی گیا اور عماد الدین ریحانی نے اُسکے غیبت میں فرصت پائی جو اشخاص کہ خان اعظم سے نسبت رکھتے تھے سب کو تغیر اور تبدیل کیا اور ایک کشلیخان کو کڑہ اور مانکپور کی جاگیر دیکر اُس طرف رخصت کیا اور عین الملک جنیدی کو جو دہلی میں آکر استقامت رکھتا تھا تمام ممالک کا وزیر اعظم کیا اور اعز الدین کشلوخان کو امیر حاجب کیا اور جب دہلی میں آیا دست دراز کرکے بادشاہ کے دل کو مشوش کیا اور سلطان اسی سال شوال میں دہلی سے حرکت کرکے آب بیاہ کے نواح میں گیا اور جب شیر خان ریحانی نے سندھیان متمرد سے ہزیمت کھائی تھی عماد الدین کے اغوا سے فوج کثیر بھیجکر قلعہ بھٹنڈہ اور اوچہ اور ملتان کو شیر خان کے کارندوں کے ہاتھ سے برآوردہ کرکے ارسلان خان کے حوالہ کرکے مراجعت کی اور اسی موقعہ میں جب ملک اعز الدین رضی الملک ترک نے حالت مستی میں زمینداران کیتھل اور کہرام کے ہاتھ سے شربت شہادت چکھا سلطان نے انتقام کے واسطے تشریف فرمائی اور متمردان کو سزا دی اُسکے بعد بداؤن میں گیا پھر چند روز کے بعد مرکز خلافت میں معاودت کی اُس وقت امرائے اطراف و جوانب خصوصاً کڑہ اور مانکپور اور اودھ اور بداؤن و سرہند و سنام و کہرام و لاہور سوالک ناگور نے آپس میں موافقت کرکے خان اعظم الغخان کو پیغام دیا کہ مملکت کے انتظام میں بالکل فتور واقع ہوا اور عماد الدین ریحانی نے ظلم و جور کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا مناسب وہ ہے کہ دار الخلافت دہلی میں جاکر بدستور سابق وہاں سے مہمات کو انجام دیجیے خان اعظم الغخان نے یہ بات قبول کی اور رہتگین کہرام کی نواح میں ایک جگہ جمع ہوئے اور عماد الدین ریحانی سلطان کو اُنکے دفع پر آمادہ کرکے اُنکے دفع کے واسطے روانہ ہوا جب ہانسی کے قریب پہونچا خان اعظم الغخان اور امرائے مذکور نے پیغام دیا کہ ہم سب آپکے غلام فرمانبردار ہیں اگر عماد الدین ریحانی ملازمت میں نہ رہے ہم سب قدمبوسی میں مشرف ہوں سلطان نے عماد الدین ریحانی کو عہدۂ وکالت سے معزول کرکے بداؤن کی جاگیر پر بھیجا پھر جمیع امرا خدمت سلطان میں حاضر ہوئے اور خلعت شاہانہ سے مخلع ہوکر سرفرازی پائی اور ملک جلال الدین خانی کہ ترکان خواجہ تاش سے تھا حکومت لاہور پر منصوب ہوا اور شیر خان بدستور سابق دیپالپور و ملتان و بھکر و بھٹنڈہ اور اُسکے مضافات پر مقرر ہوا سلطان مقتضی المرام ہوکر دہلی میں داخل ہوا اور خان اعظم الغخان کے آنے سے صغیر و کبیر دلی کے واسطے خوش وقت ہوئے اور اُنکے دلوں کے باغ میں گلہائے مراد شگفتہ ہوئے اور ۶۵۳ھ چھ سو ترپن ہجری میں سلطان کا مزاج اپنی والدہ ملکہ جہان سے جو قتلغخان کے نکاح میں تھی منحرف ہوا اور ولایت اودھ قتلغخان کی جاگیر کرکے اسطرف رخصت فرمایا اور تھوڑے عرصہ میں وہاں سے بھی تبدیل کرکے بہرائچ بھیجا قتلغخان باغی ہوا اور عماد الدین ریحانی اور

ملک اعز الدین کشلیخان حاکم سندھ اور بعضے امرائے دیگر نے اُس سے موافقت کی اور سلطان نے خان اعظم الغخان کو تتلغخان کے
سر پر اور ملک تاج الدین ترک کو عماد الدین ریحانی کے سر پر نامزد کیا اور عماد الدین جنگ کے بعد اسیر اور قتل ہوا اور تتلغخان نے
خان اعظم الغخان کے مقابلہ سے بھاگ کر جیتپور میں دم لیا خان اعظم خان نے اس ناحیہ کو غارت کر کے دہلی میں مراجعت کی اور ۶۵۵ھ چھ سو پچپن
میں جیتپور کا راجہ دیپال نام تتلغخان کی کمک کیواسطے بہت لوگ فراہم کر کے کشلیخان حاکم سندھ کے پاس گیا اور دونوں متفق ہو کر
حوالی سمانہ اور کہرام میں آکر خلل انداز ہوئے سلطان نے پھر اعز الدین الغخان اور کشلیخان حاجب کو مع افواج گران اُنکے سر پر تعیین
فرمایا جب فریقین نزدیک پہنچے دہلی سے مثل شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین اور قاضی شمس الدین بہرائچی نے پوشیدہ خطوط
بھیجکر تتلغخان اور کشلیخان کو دہلی کے آنے اور شہر لینے کی تحریص کی اور دہلی کے باشندوں کو اُنکی بیعت پر ترغیب دی الغخان نے اُنکے
کید پر آگاہی پاکر ایک عرضداشت میں کیفیت مفصل لکھکر دہلی کیطرف روانہ کی سلطان نے اُس جماعت کو اپنی اپنی جاگیروں کی
روانگی کا حکم دیا اور بقولے سب کو قید کیا اس حال میں تتلغخان و کشلیخان بازی روزگار سے غافل ہو کر دو روز میں سو کوس کی مسافت
قطع کر کے دہلی میں آئے جب اُس جماعت کو دہلی میں نہ پایا وہ سب متفرق ہوئے کشلیخان سندھ میں جاکر خان اعظم الغخان کے
ذریعہ سے پھر وہاں کی حکومت پر قائم ہوا اور احوال تتلغخان کا معلوم نہوا کہ کہاں گیا اور اس سال کے آخر لشکر مغول کثرت سے اوچہ
اور ملتان کی نواح میں آیا سلطان نے اُنکے دفع کا آہنگ کر کے سراپردے سرخ برپا کیے چار مہینے کے بعد افواج جمع ہو کر کوچ بر کوچ روانہ
ہوئیں اور مغلونکا لشکر بلا جنگ بھاگا سلطان نے بھی مراجعت فرمائی اور پنجاب شیر خانکے تفویض کیا اور ملک جلال الدین کو لکھنوتی
کی حکومت پر سرفراز فرمایا اور ۶۵۶ھ چھ سو چھپن ہجری میں سلطان نے عنان عزیمت گڑہ مانکپور کیطرف معطوف فرمائی ارسلانخان
اور قلیج خان کہ اسطرف بغاوت کا علم بلند کرکے باوصف طلب سفر مغول میں حاضر نہوئے تھے عہد و سوگند کرکے سلطان کی خدمت
میں حاضر ہوئے ارسلانخان کو ممالک لکھنوتی اور قلیج خان کو کوہ پایہ مرحمت ہوا اور ۶۵۷ھ چھ سو ستاون ہجری میں کشلیخان برادر
خان اعظم الغخان بیانہ اور کول اور جالیسر اور گوالیار کی حکومت پر فائز ہوا اور اس سال دو زنجیر فیل اور جواہر وافر اور پارچہ متکاثر
لکھنوتی سے آیا اور اسی سال ملک اعز الدین کشلیخان فوت ہوا اور ۶۵۸ھ چھ سو اٹھاون ہجری میں خان اعظم الغخان سلطان کے حکم
کے موافق کوہ پایہ اور سوالک اور رنتھنبور کیطرف فوج کش ہوا اور راجہائے راجپوت اور میوات اور سوالک کہ اس حصہ
میں سرکشی کی بنیاد رکھکر سوار اور پیادہ کثرت سے جمع کر کے جاہائے سخت اور دشوار گذار میں وارد ہوئے تھے الغخان نے آتش قہر
غضب کی اُنکے مضاجع میں ڈالکر کوئی دقیقہ خرابی سے نچھوڑا اور اُن دروں کے توڑنے میں جہاں اُنھوں نے ملجا کا مقرر کی
تھی داخل ہوا اور تین چار مہینے اوقات اُنکی جنگ میں صرف کی جو کفار ایسے مقاموں میں چھپے تھے کہ سواران لشکر اسلام کا گذر
محال تھا اسواسطے خان اعظم الغخان نے اپنے اُردو میں منادی فرمائی کہ جو شخص مردم مخالف کو زندہ اسیر کر لاویگا دو تنگہ نقرہ انعام
پاویگا اور جو مقتول مردہ کا سر کاٹ لاویگا ایک تنگہ نقرہ پاویگا پھر تو مردمان اُردو ہر روز تین چار سو آدمی الغخانکی
بارگاہ میں زندہ اور مردہ نظر سے گذرانتے تھے اور زر انعام خزانہ سے لیکر پھر اپنے کام میں مصروف ہوتے تھے یعنی مفقودوں
کے تجسس اور گرفتاری میں روانہ ہوتے تھے راجاؤں نے جب یہ معاملہ دیکھا مجبور اور غمگین ہو کر اُن دروں و کمینگاہوں
سے برآمد ہوئے اور افواج آراستہ کر کے میدان میں شتابان ہوئے اور خان اعظم الغخان نے بھی ترتیب سپاہ پر ہمت مقرر
کر کے میمنہ اور میسرہ اور قلب اور مقدمہ آراستہ کی اور حکم جنگ دیکر صبح سے عصر کے وقت تک جنگ میں مشغول رہا اور باوصف
اسکے کہ چند امرائے ترک اس معرکہ میں شہادت پاکر زندہ جاوید ہوئے آخر نسیم فتح و ظفر خان اعظم الغخان کے نشان کے

پرچم پرچلی اور دو سو پچاس سردار کفار اور منصب داروں کے زندہ دستگیر ہوئے اور قلعہ رنتھنبور کو جو محاصرہ کیے تھے اُسے مفتوح کیا پھر ابھتا در شوکت سے دہلی میں مراجعت کی اور ایک جماعت سرداران کفرہ کو جو طوق و زنجیر میں زندہ ہمراہ رکھتا تھا سلطان کے ملاحظہ میں درلایا سلطان نے اس جماعت کے قتل کے واسطے اشارہ کیا شہر دہلی کے رستہ اور بازاروں میں ہر ایک دوسری طرح سے معرض ہلاکت میں آئے اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ایلچی ہلاکو خان کیطرف سے حوالی دہلی میں پہونچا خان اعظم الغخان نے پچاس ہزار سوار بایراق عرب او رعجم اور ترک اور خلج اور افغان سے اور دو لاکھ پیادہ بہ تمامی سلاح اور دو ہزار فیل اور تین ہزار عرادہ آتشبازی شہر سے باہر لیجاکر ایلچی کے سر راہ پر واسطے عرض اثاثۂ سلطنت ایستادہ کیا اور آواز طبل اور دہل اور کرنا اور نفیر او ر نعرۂ پیلان اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور اسلحہ بہادروں کے چمکنے سے علامتیں روز قیامت کی ظاہر ہوئیں اور گردش فلک کر ہوئے پھر خان اعظم الغخان ایک تیر کے اندازہ راہ سے افواج سے جدا ہو کر ایلچی کے استقبال کو گیا اور درمیان اُن صفوں کے گذر کر کے فیلوں اور بہادروں کا تماشا دکھاتے ہوئے قصر سفید میں ناصر الدین سلطان کے روبرو لایا اور اس روز قصر سلطنت نے تجملات بادشاہانہ زر ینہ و سمینہ سے زیب و زینت پائی تھی اور صدور و سادات اور مشایخ اور امراے نامدار اور پچیس شاہزادہ عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کہ چنگیز خان کے عہد میں ہندوستان میں آئے تھے اور سلطان کی خدمت میں بسر لیجاتے تھے اور بہت سے راے اور راے زادے ہندوستان کے دست بستہ تخت کے گرد اگرد ایستادہ تھے اور قاضی منہاج جرجانی نے اس جشن کی تعریف میں یہ چند بیت موزوں کی تھیں

نظم

زہے جشنے کز ان اطراف چون خلد برین گشتہ ✽ خمے بزمے کز ان اکناف عدن راستین گشتہ ✽ ز فر ناصر الدین شاہ محمود بن التمش ✽ ملک نزد شہ عاخواند فلک پیشش زمین گشتہ ✽ شہنشاہے کہ در عالم ز فیض فضل ربانی ✽ سزاے چتر شاہی لائق تخت و نگین گشتہ ✽ ز ترتیب نہاد و رسم آیین نشاط او ✽ تو گفتی عرصۂ دہلی بہشت ہشتمین گشتہ ✽ مبارک باد بر اسلام این بزم شہ عالم ✽ کز ین ترتیب ہندوستان بسے خوشتر ز چین گشتہ ✽

تاریخ نظام الدین احمد میں مسطور ہے کہ ناصر الدین ہر یک سال میں دو کلام مجید لکھتا تھا اور زر ہدیہ اُسکا اپنی وجہ قوت خاص میں صرف کرتا تھا ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک قرآن شریف جو سلطان کا لکھا ہوا تھا ایک امیر نے زر ہدیہ قیمت اُسکا زیادہ دیا جب سلطان اس معاملہ سے آگاہ ہوا اُسے خوش نہ آیا حکم کیا کہ یہ میری کتابت پوشیدہ بقیمت متعارف فروخت کرتے رہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان کوئی لونڈی اور خادمہ منکوحہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور وہ سلطان کے واسطے خاصہ پکاتی تھی ایک روز سلطان سے بیگم صاحبہ نے عرض کی کہ روٹی پکانے کے سبب سے میں ہمیشہ ایذا اُٹھاتی ہوں اور ہاتھ میرے اکثر جلتے ہیں اگر سلطان عالم ایک کنیز روٹی پکانیکے واسطے خرید یں عین مناسب ہے سلطان نے در جواب فرمایا کہ بیت المال حق بندگان خدا ہے مجھے نہیں پہونچتا ہے کہ اُسمیں سے درم لیکر لونڈی خرید یں صبر کر کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجھے آخرت میں جزاے خیر دیوے

بیت

جہان خواست بیشی چشم بیدار ✽ بخواب دل نہ بند و مرد ہوشیار ✽

ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک شخص قرآن مجید کی کتابت کی وقت سلطان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور نظر اُسکی قرآن مجید کے ایک مقام پر پڑی کہ فیہ فیہ کر لکھا تھا اُسنے سلطان سے عرض کی ایک فیہ زیادہ ہے سلطان نے فوراً دوات و قلم طلب کر کے ایک فیہ کے دور میں حلقہ کھینچا پھر اُس شخص کی حاجت روائی اور فائز المرام کر کے اُسے خوشدلی سے رخصت کیا اور اُسکے جانے کے بعد قلمتراش لیکر اُس حلقہ کو تراشا اُس وقت ایک غلام حاضر تھا عرض کی حلقہ کھینچنے کی کیا وجہ تھی اور پھر حک کرنے کا کیا سبب تھا سلطان نے ارشاد کیا وہ محتاج آیا تھا اگر اُس دم میں کہتا غلط نہیں ہے اول عیب اسکا ظاہر ہوتا دوسرے شرمندہ ہوتا اسواسطے میں نے حلقہ کھینچا اور پھر دور کیا کہ رقم کاغذ حک کرنی بہت آسان ہے حک غبار اسکے دل سے کہ کسی لیبر بیٹھے اور یہ بھی مشہور ہے کہ سلطان ناصر الدین کا ایک مصاحب تھا محمد نام اور سلطان کی یہ عادت تھی کہ اُسے محمد کہکر پکارتا

ناگاہ ایک روز کسی مصاحب سے فرمایا کہ تاج الدین فلان کام کرے ندیم نے حکم کے موافق عمل کیا اور حکم کے فراغ کے بعد اپنے مکان پر گیا تین روز تک سلطان کی ملازمت میں نہ حاضر ہوا سلطان نے آدمی اُسکی طلب کو بھیجا جب دربار میں حاضر آیا سبب غیر حاضری کا استفسار فرمایا ندیم نے عرض کی خداوند جہان کی عمر دراز ہو مجھے حضرت ہمیشہ میرا نام محمد لیکر ارشاد فرماتے تھے اس روز خلاف عادت تاج الدین خطاب کے نے سے فدوی کو یقین ہوا کہ اس اعلی دولت کی نسبت مزاج سلطانی میں کچھ تغیر ظہور میں آیا ہے جو بیگانہ وار لقب سے بلایا ہے اس امر کے وقوع سے فدوی تین روز تک بیتاب اور بیقرار افتادہ رہا سلطان نے قسم یاد کرکے فرمایا کہ میں تیری طرف سے کچھ گرانی اپنی خاطر فیض مظاہر میں نہیں رکھتا لیکن اُسوقت میں بے وضو تھا مجھے شرم آئی کہ بے وضو اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان پر جاری کرون اسواسطے تجھے بلقب تاج الدین بلایا اور سنہ ۶۶۳ چھ سو ترسٹھ ہجری میں ناصر الدین مرض الموت میں مبتلا ہوا اور گیارھوین جمادی الاول سنہ ۶۶۴ چھ سو چونسٹھ ہجری میں دار دنیا سے دار البقا کی طرف انتقال کیا سلطان ناصر الدین کی مدت سلطنت بیس برس اور چند مہینے تھی

ذکر سلطنت سلطان فردوس نشیمن سلطان غیاث الدین بلبن کا

وہ شاہ فرخندہ آثار اور بادشاہ معدلت شعار تھا اور ساتھ محامد خصائل اور محاسن شمائل کے آراستہ و پیراستہ تھا بہت طالع و بخت بادشاہی اور فرخ آمد نیکخواہی اور سلطان غیاث الدین بلبن ترکان قراخطائی کے طائفہ البری سے تھا ایک سوداگر اُسکو مغلون کے ہاتھ سے کہ اس دیار پر غلبہ پاکر اسیر کیا تھا خرید کرکے بغداد میں لایا اُسکا باپ ایک قبیلہ کا افسر تھا جس میں دس ہزار مکان آباد تھے اور بغداد میں خواجہ جمال الدین بصری نے کہ ساتھ تقوی اور دیانت کے مشاہیر وقت سے تھا سنہ ۶۳۰ چھ سو تیس میں اُسے خرید کیا اور چونکہ سلطان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی بھی اُسی قبیلہ سے تھا بہت بڑی امید میں اسی سال دار السلطنت دہلی کیطرف روانہ ہوکر غیاث الدین بلبن کو مع اور چند غلام ترک کے سلطان شمس الدین کے ملاحظہ میں گذرانا سلطان نے انھیں بقیمت اعلی خرید کیا اور بہت قدر خواجہ جمال الدین بصری کو مورد انعام اور مصدر اکرام فرمایا کہ مقضی المرام ہوکر بغداد میں مراجعت کی سلطان شمس الدین التمش نے آثار شہامت اور مردانگی غیاث الدین بلبن سے مشاہدہ فرماکر بازدار خاص کیا اور قضاے آسمانی سے اپنے بھائی کشلیخان کو جو سلطان کی ملازمت میں نہایت اعتبار رکھتا تھا پہچانا اس تقرب سے نہایت صاحب عزت ہوکر مشاہیر درگاہ سے ہوا اور سلطان رکن الدین کے عہد مین تمام ترکان ہندوستان کو ہمراہ لیکر پنجاب کے نواح میں گیا اور بغاوت اختیار کی اور سلطان رضیہ کے عہد میں جب کوچ نے دہلی کے اطراف میں آکر جہاد کیا اور آخر درمیان انکے سنگ تفرقہ پڑا غیاث الدین بلبن اُنکے پنجہ ظلم میں گرفتار ہوکر محبوس ہوا اور حکمت الہی اس مقید ہونے میں یہ تھی کہ مصیبت زدون اور محتاجون کی قدر پہچانے اور سلطانہ رضیہ کے عہد میں زندان سے رہائی پاکر اُسکا میر شکار ہوا اور میر شکار ہونے سے یہ اشارہ تھا کہ عالم اسکا صید ہوگا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کے زمانہ میں عہدہ امیر آخوری پر منصوب ہوا اس سے ایما یہ تھا کہ مرکب دولت کو زیر ران کھینچے گا پھر بدر الدین سنقر رومی امیر حاجب کی دستگیری سے امیر کبیر ہوا اور پرگنہ ہانسی اور ریواڑی جاگیر پایا اور میوات کے کفار کو جو سرکش تھے اور رات دن کو دہلی پر تاخت لاکر بہت خرابیان کرتے تھے زیر کیا اس سبب سے آوازہ اسکی شجاعت اور مردانگی کا منتشر ہوا اور روز بروز دولت اُسکی ترقی میں تھی یہانتک کہ مشہور سنہ ۶۴۲ چھ سو بیالیس ہجری میں سلطان علاء الدین مسعود کے عہد میں امیر حاجب ہوا اور کار ہاے نمایان اُس سے ظہور میں آئے اور سلطان ناصر الدین محمود کے زمانے میں منصب امور مالی اور ملکی کا ساتھ اُسکے مفوض ہوا اس طور کا صاحب جاہ ہوا کہ اس سے سلطنت تک چندان فاصلہ نہ رہا اور سلطان ناصر الدین کو پادشاہی سے یہی ایک نام باقی رہا تھا اور اُسکے فوت ہونیکے بعد وہ بلا فاصلہ قصر سفید میں تخت دہلی پر متمکن ہوا اور خاص و عام اُسکی بادشاہت سے راضی اور شاکر ہوئے اور جو تواریخ میں چند شخص کو ساتھ لقب بلبن کے ذکر کیا ہے

ہوسکتا ہے کہ بلبن ایک گروہ ترکوں سے ہو واللہ اعلم عنداللہ سلطان شمس الدین التمش چالیس غلام ترکیہ دوستان ور صاحب
اعتبار رکھتا تھا انکو چہل گانی کہتے تھے سلطان شمس الدین کی فوت کے بعد سب ایک مجلس میں جمع ہو کر باہم عہد باہم سوگند
ہوئے اور مملکت ہند آپس میں تقسیم کی اور ترکوں میں خواجہ تاش مشہور ہوئے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ایک دوسرے سے فروتنی اسبب
جانکر ہر ایک لاف انا ولا غیری (یعنی ہمارے سوا دوسرا نہیں) مارنے لگے اور جبکہ سلطان غیاث الدین بلبن انہیں سے بادشاہ ہوا اول تھوڑے
ترکان خواجہ تاش کو جو استقلال تمام رکھتے تھے اور اُنسے ڈرتا تھا نیست و نابود کیا یہانتک کہ اپنے چچیرے بھائی شیر خان کو جو
بندگان خواجہ تاش کے درمیان نسب مضبوطی سے بزرگتر تھا خفاع میں زہر دیکر ہلاک کیا اور تھوڑے عرصہ میں سلطنت ہند کو ضبط کیا اور
دشمنوں اور مخالفوں سے ایک کا اثر نہ چھوڑا اور بادشاہ عظیم الشان ہوا چنانچہ سلاطین عراق اور خراسان ور ماوراء النہر اس سے
طریق دوستی ناپتے تھے اور وہ دانا و صاحب وقار اور صاحب تجربہ تھا چنانچہ کار ہائے سلطنت کو سنجیدگی سے فہمیدگی سے انجام
دیتا تھا نظم چینکو متاعیست کار آگہی: بسیار ازین نقد عالم تہی: کسے سربرآرد بعالم بلند: کہ در کار عالم بود ہوشمند چنانچہ کار مملکت
کو سوائے انکا برادر مردم دانا کے نہ سپرد کرتا اور اراذل کو کاموں میں دخل نہ دیتا اور جبتک صلاح و تقوی اور دیانت کسی شخص کی مشخص
ہوتی اُسے کار کن نہ فرماتا اور نسب کی تصحیح میں بھی مبالغہ بلیغ اور تفحص کثیر کرتا اور شغل اور عمل سپرد کرنیکے بعد کسی میں نقص ذاتی اور
صفاتی کا گمان ہوتا تو فوراً معزول کرتا اور کفار سے ہرگز عہدہ اور عمل رجوع نکرتا تا کہ مبادا مسلمانوں سے بطریق تسلط پیش آویں اور
آخر ایام بادشاہی تک کہ بائیس برس کا زمانہ گذرا اختیار اراذل اور نیا سے کبھی ہمکلام ہوا اور مسخروں کو اپنے دربار میں بار نہ دیا
کہتے ہیں فخر و باقی نام ایک رئیس کہ برسوں خدمت درگاہ کی تھی اور اپنے مقربان درگاہ سے مال کثیر قبول کرنیکے ملتجی ہوا کہ اگر
بادشاہ ایک مرتبہ ساتھ اسکے ہمزبانی فرماوے مال وافر نقد و جنس پیشکش کرے جب پیام سلطان کے سمع مبارک میں پہونچا فرمایا
کہ وہ رئیس اور امیر بازاری ہے سلطان کے ہمزبان ہونے سے مہابت بادشاہی دل میں عوام کے کم ہو گی اور حشمت و عظمت میں نقصان
راہ پاویگا اور طبقات طبقات ناصری میں جو مصنفہ شیخ معین الدین بیجاپوری ہے مرقوم ہے کہ سلطان غیاث الدین کو یہی دولت
اور سعادت کافی ہے کہ بادشاہ اور بادشاہزادے جو سلاطین ماضیہ کے عہد میں ہند میں تشریف لائے تھے انکے علاوہ پندرہ
بادشاہزادے ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان اور عراق اور آذربائیجان اور فارس اور روم و شام سے جو سپاہ چنگیزیہ
کے ظلم سے اپنے مرکز دولت سے پراگندہ ہو کر اُسکے عہد دولت میں دہلی میں پہونچے تھے ہر ایک فرش عزت اور سرداری پر
متمکن ہو کر بنہایت ذوق و شوق سے تخت کے روبرو دست بستہ کھڑے رہتے تھے لیکن دو شاہزادہ کہ پایہ تخت پر بیٹھتے تھے
وہ دونوں خلفائے عباسی کی اولاد سے تھے اور جسوقت بادشاہزادگان ولایات اور بزرگان وقت سے اُسکے عہد دولت میں
میں آتے تھے سلطان اظہار بشاشت کر کے شکر الٰہی بجا لاتا تھا اور ہر ایک کے لیے علیحدہ محلہ مقرر کرتا تھا چنانچہ دہلی میں پندرہ محلہ آباد ہوئے
تھے جنکی تفصیل یہ ہے محلہ عباسی محلہ سنجری محلہ خوارزم شاہی محلہ دیلمی محلہ علوی محلہ اتابکی محلہ غوری محلہ چنگیزی محلہ رومی
محلہ سنقری محلہ یمنی محلہ موصلی محلہ سمرقندی محلہ کاشغری محلہ خطائی اور اس سبب سے کہ زبدہ اور نخبہ اور خلاصہ عالم
از اصحاب سیف و قلم اور سازندہ اور خوانندہ ارباب ہنر سے کہ ربع مسکون میں عدیل و نظیر نہ رکھتے تھے اسکے دربار میں جمع
ہو گئے تھے اسکی درگاہ کو درگاہ محمودی اور سنجری پر ترجیح دیتے تھے کہتے ہیں جمیع علما اور فضلا اور کملا اور مشائخ اسکے بڑے
بیٹے مشہور خان شہید کے مکان میں مجتمع ہوتے تھے اور ارباب نشاط اور اہل ساز و عشرت اور قصہ خوان اور
خوش طبع اور ظریف اور ہزال اور ضحاک اسکے دوسرے فرزند بغرا خان کی مجلس میں حاضر ہو کر بزم شاہانہ آراستہ کرتے تھے

اور سپہر کی مصقل سے زنگ غم آئینہ خاطر کے چہرہ سے دفع کرتے تھے اور بمقتضائے الناس علیٰ دین ملوکہم جمیع امرا و اعیان دولت
بھی اپنی منازل اور مساکن میں ان دونوں بھائیوں کے شیوہ مستودہ پر عمل کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن آرائش لباس اور لوازم
عظمت اور شوکت اور کوکبہ بادشاہی میں مبالغہ کرتا تھا اور ہیبت تمام سے بار عام دیتا تھا چنانچہ مفسد و بدکار اسکے چہرہ کے مشاہدہ سے زہرہ
آب ہوتا تھا اور اسکی شکوہ اور عظمت اور جلال سے متمردان دور و نزدیک کے اندام پہ لرزہ پڑتا تھا اور سواری کے دن پانسو سیستانی اور
غوری اور سمرقندی اور کرد اور ترک اور عرب شمشیر ہائے برہنہ دوش پر رکھے ہوئے وضع مہیب کے ساتھ پیادہ جوش و خروش کرتے
ہوئے اسکی رکاب میں جاتے تھے اور مجلس جشن کو بھی تکلف سے آراستہ کرتا تھا اور ایام عید و نوروز کو بادشاہان عجم کے طور پر بسر
لیجاتا تھا اور ایام جشن میں صبح سے شام تک مجلس میں اجلاس کرتا تھا اور ندیمین پیشکشین خواہین اور امرا کی نظر سے گذرتی تھین مقربان
مجلس اسکے صفات پسندیدہ اور خدمات شایستہ کو معروض کہتے تھے اور فروش منقش و استعمال اوانی طلائی نقرہ اور پردہ ہائے
زربافت اور انواع فواکہ اور اطعمہ و اشربہ اور تنبول میں مبالغہ کرتا تھا اور بار ہا کہتا تھا میں نے بزرگوں سے جو سلطان شمس الدین التمش کی
مجالس میں اعتبار تمام رکھتے تھے سنا ہے کہتے تھے کہ جو بادشاہ کہ ترتیب دربار اور دبدبہ سواری میں رسمیں اور قاعدے سلطنت کی
رعایت کیے ہوئے نہ رکھے اس سے حشمت بادشاہی مشاہدہ نہیں ہوتی اور ہیبت اسکی دشمنان شاہ کے دلمیں نہیں بیٹھتی اور نقصان مملکت میں ظاہر آتا
ہے اور اسیطرح سے عدل و داد میں نہایت مبالغہ کرتا تھا اسکی عدالت کا یہ شمہ ہے کہتے ہیں ملک بقبق ابن جاندار جو ایک بزرگ سے تھا
اور چار ہزار سوار خاصہ رکھتا تھا اور ولایت بدایون اسکی جاگیر میں تھی بدمستی کی حالت میں ایک فراش کو درہ کی ضرب سے ہلاک کیا
چند مدت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن بداؤن میں گیا فراش کی زوجہ دربار عام میں آکر فریادی ہوئی سلطان نے بعد ثبوت
جرم کے ملک بقبق کو اس ستم رسیدہ کے روبرو اسقدر درے لگوائے کہ اسکے شوہر سے جا ملا اور لاش اسکی بداؤن کے دروازہ پر
آویزاں کی اور اسی طور سے اسکے ایک غلام صاحب اعتبار نے کہ جسکا نام ہیبت خان اور جاگیر اسکی اودھ تھی اسنے بھی ایک
شخص کو حالت مستی میں ہلاک کیا اسکی زوجہ دادخواہ ہوئی سلطان غیاث الدین بلبن نے ہیبت خان کو پانسو درے مارکر
اس عورت کو بخشا اور فرمایا یہ آجتک میرا غلام تھا اب تیرا مملوک ہوا تجھے اسکے قتل و رہائی کا اختیار ہے ہیبت خان نے ایک جماعت
کا ذریعہ کرکے بعد تضرع و زاری مبلغ ایک لاکھ روپیہ اس ضعیفہ کو دیکر اپنے تئین رہا کرایا پھر اس حادثہ کے بعد غیرت سے اپنے
مکان سے باہر نہ آیا یہانتک کہ مر گیا سلطان غیاث الدین بلبن اپنے فرزندون سے کہتا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش فرماتا تھا کہ میں نے
دو مرتبہ سید مبارک غزنوی سے مجلس سلطان معز الدین محمد بن بہاء الدین سام میں سنا ہے کہتا تھا کہ اکثر جو کچھ بادشاہ کرتے ہیں تمام
اشراک بخدا ہے اور بخلاف سنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور نجات انکی آتش دوزخ سے چار چیز میں منحصر ہے جو اہین بھی خلل
واقع ہو تو یقین ہے کہ عقوبت کا سزاوار ہو اور اسسے کوئی نہوگا اول وہ کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ فر اور سطوت اپنے کو اپنے محل پر صرف
رکھے اور خلق کی رفاہیت اور خوف خدا کے سوا اسکے مد نظر نہ ہو دوسرے فسق و فجور علانیہ اپنے ممالک میں واقع نہونے
دے اس بارہ میں سعی بلیغ فرماوے اور فاسقون و بیباکون کو خوار اور ذلیل رکھے تیسرے یہ کہ شغل و عمل مردم دانا اور
شائستہ اور دیانت دار اور خدا ترس کے تفویض فرماوے اور مردم بداعتقاد کو اپنے ملک میں جگہ نہ دیوے جو باعث اختلال
عقیدہ خلق ہوں چوتھے یہ کہ عدالت اور داد دہی مردم اس درجہ استفسار کرے کہ ظلم و تعدی کا آثار اسکے ممالک محروسہ میں
نرہے بیت پابیداری بعدل و داد بود * نظلم شاہی چراغ دہ باد بود * پس تم میرے فرزند اور جگر گوشہ ہو تمہین چاہئے کہ اگر تم
عاجزون پر کسی نہج کا ظلم اور تعدی روا رکھو گے میں سزا اسکی تمہین دونگا اور جسوقت کہ بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن بر سر آب

دریا یا پل یا خلیج یا خلاب کے پہونچتا اس مقام مین توقف کرتا اور امرا اور ارکان دولت کو مقرر کرتا کہ لکڑیان ہاتھ مین لیکر اہتمام کرتے
تھے اور اول مریضون اور ضعیفون اور عورات اور اطفال اور چارپایون لاغر کو بے مزاحمت اقویا کے ہنگام خوفناک سے پار اتارتے
تھے اسکے بعد اپنے تمام دواب یعنی فیل اور اسپ اور شتر وغیرہ کو پار اتارتے تھے اور آپ ایسے مقامون مین چند روز توقف کرتا تھا
تو خلائق آسانی اور آرام سے عبور کرے سلطان غیاث الدین بلبن اپنی خانی کے زمانہ مین خوشی اور جشنون کی آراستگی اور امرا و ملوک
کی مہمانی اور قمار بازی اور زر اہل مجلس کے نثار کرنے مین رغبت تمام رکھتا تھا اور ہمیشہ اسکی مجلس مین مصاحبان شیرین سخن اور مطربان
خوش آواز حاضر رہتے تھے لیکن تخت سلطنت پر متمکن ہونیکے بعد ان اعمال کے گرد نہ پھرا اور نام شراب اور تمام مناہی کا سلطنت سے نابود کیا
اور صیام ایام بیض اور نوافل اور قیام شب اور مواظبت جماعت اور نماز اشراق اور چاشت اور تہجد مین مشغول رہتا اور ہر وقت باوضو رہتا اور
علما و صلحا کے بے حضور ہاتھ طعام مین نہ لیجاتا اور ہمیشگی خاصہ تناول کرتے وقت علما سے مسائل شرعی تحقیق کرتا اور امرا اور بزرگون کے مکانو پر
جاتا اور نماز جمعہ کے بعد مشایخ اور علما کے مکان پر مثل شیخ برہان الدین بلخی اور مولانا سراج الدین سنجری اور مولانا نجم الدین دمشقی
جاتا اور بہت سی تعظیم کرتا اور زیارت قبر بھی کرتا اور اکابر کے جنازہ پر حاضر ہوتا اور تعزیت کو جاتا اور میت کے فرزندون اور عزیزون
کو خلعت عنایت فرماتا و وظیفہ میت کا اسکے وارثون پر مقرر اور بحال رکھتا اور گریہ کرتا اور باوجود اس حشمت اور دبدبہ کے اگر سواری کیوقت
خبر پاتا کہ فلان مقام مین مجلس وعظ ہے تو اسیوقت خانہ زین سے اترکر مجلس مین شریک ہوتا اور تذکرہ سنکر روتا نظم: بگنجوری ازانجا خواست *
کر جہاندار بعدل و علم آراستہ * روز خلوت گلیم پوشیدی * بنیاز و نیاز کوشیدی * روی بر ریگ دل چو دیگ بجوش * دل سخن گستر و زبان
خاموش * چشم نابیدی و دلش بیدار * دیدہ تنہاش ابن لشب فراز * کہتے ہین کوئی خدمتگاران قدیم سے جو اسکے ہم مجلس خاص تھے اُسے
کسیوقت بیباک اور بے موزہ نہ دیکھتے اور کبھی مجلس مین قہقہہ مارکر نہ ہنستا اور کہتا تھا جسقدر رعب ہیبت وقار و تمکین بادشاہ سے
خلائق کے دلمین جمتا ہے استقرار ریاست سے نہین روئیدہ ہوتا ہے اور بادشاہ مین ہیبت کا نہونا رعایا کی سرکشی اور طغیان کا سبب
ہوتا ہے اگر بادشاہ ایسا کرے مدت تک تخت پر رہتا ہے اور جو نہین کرتا بہت عرصہ گذرے کہ نقصان اور تخلل واقع ہو اور فتنہ و
فساد ظہور مین آوے اور عدالت کے قواعد مختل اور ظلم اور تعدی کے دروازے مفتوح ہون اور باوصف ان تمام اعمال اور
افعال حسنہ کے قہر اور سیاست مین اہل طغیان کا فرد مسلمان سے ہرگز محابا نہ کرتا اور قتل کرنے اور زدوکوب اور گرفتاری مین
پئے اصلاح ملک داری مشروع خواہ غیر مشروع ہون اسمین کمی نہ کرتا جیسا کہ بہت سی اولاد شمسی کو سلطان اپنی سلطنت کی عدو
جانتا تھا مکر اور علانیہ قتل کیا اور اکثر ایسا بھی واقعہ ہوا ہے کہ ملک کی بہتری کیواسطے ایک باغی کے سبب ایک لشکر اور سارا ایک شہر کو
خاک سیاہ کیا مصرع یارا بن دارو دوآن نیز ہم * اس سبب سے کوئی شخص اسکے جادۂ اطاعت سے قدم باہر نرکھتا تھا اور ضوابط
سلطنت اور قوانین مملکت نے جو سلطان شمس الدین التمش کے فرزندون کے عہد مین مختل اور مندرس ہوگئے تھے از سر نو تازگی اور
استحکام قبول کیا اور غیاث الدین بلبن شکار دوست بہت تھا اس سبب سے اسکے عہد مین میر شکار بہت صاحب جاہ و عزت تھے اور
باوجود مصالح جہانداری کے اکثر روز شکار کو جاتا تھا اور زمستان کو غنیمت جان کر اس فصل کی آرزو کرتا تھا اور دہلی کے اطراف کی
بیس کوس تک شکار کے واسطے محافظت فرماتا تھا اور آخر شب کو لعل محل سے سوار ہوتا تھا ثلث شب گئے باہر رہتا اور ہمیشہ
شکار مین بارہ ہزار سوار اور اسیقدر پیادے تیرانداز ہمراہ رہتے تھے اور خوراک انکی سرکار سے پہونچتی تھی جب شکار روائی کی
خبر ہلاکو خان کو بغداد مین پہونچی بولا غیاث الدین بلبن بادشاہ پختہ اور صاحب تجربہ ہے بظاہر شکار کو جاتا ہے اور بباطن مین سواری کی ورزش
فرماتا ہے اور لشکر اپنا ہمراہ رکھتا ہے سلطان نے یہ بات سنکر ہلاکو خان کی فہم و کیاست کی تعریف کی اور فرمایا قاعدہ ملکداری اور

جہانداری کے وہ شخص جانتا ہے کہ جنید ملک لیے ہین کہتے ہین جب اسکی سلطنت مین استقلال کمال پہونچا چند امرا نے معروض کیا کہ قوت
و قدرت بادشاہ زمان کی بدرجہ اعلیٰ ہے ممالک گجرات اور مالوہ اور دہ بلاد ہند جو شاہ قطب الدین ایبک و سلطان
شمس الدین التمش کے عہد مین تصرف مین آئے تھے انکا چھوڑنا سزاوار نہین بادشاہ نے جواب دیا کہ اسوقت مغلونکی جماعت بلاد اسلام
پر متسلط ہوئی ہے اور اکثر ممالک ہند پر تاخت لائے ہین دہلی سے تعدت کرنا اور دیگر ولایت دور دست مین جانا شرط ہوشیاری
اور دور اندیشی سے بعید ہے بلکہ اپنا ملک سنبھالے اور امین رکھنا بہتر اور انسب ہے نہ کہ دوسرے کے ملک مین مشغول ہونا اور ولایت قدیم کو ناقص
رکھنا اور سال ستہ چھ سو چونسٹھ ہجری مین جب سلطان نے تخت پر جلوس فرمایا محمد تاتار خان ابن ارسلان خان نے جو ناصر الدین محمود کے
عہد مین اسقدر اطاعت نہ رکھتا تھا تریسٹھ فیل مع دیگر تحف و ہدایا کے لکھنوتی سے بھیجے بادشاہ نے اُسے فال نیک سمجھا اور لوگون نے حکم شاہی
کے موافق شہر آئینہ بند کیا اور جا بجا قبے آویزان کرکے شاد ہوئے اور سلطان غیاث الدین بلبن نے نہایت ذوق و شوق سے ناصری چبوترہ
پر جو بداؤن کے دروازہ کے باہر واقع ہے بارعام دیا اور امراء ملوک اور صدور و اکابر نے حاضر ہو کر نذرین و پیشکشین گذرانین خلعتہائے
شاہی اور انعام سلطانی سے سرفراز ہوئے اور اس کام سے تاتار خان کو مطیع اور فرمانبردار کرکے امرائے کبار کی سلک مین منتظم کیا کہتے
ہین کہ فرزندان سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین میواتی کی ایک جماعت نے جنگلہائے انبوہ کے سبب بہت غارتگری و تاراج مین دراز کرکے
رہزنی اور قزاقی اختیار کی تھی اور رات کو شہر دہلی کے اندر آکر سیند لگا کر مال رعایا کا لیجاتے تھے اور حوالی شہر کے مکانات بھی قہر و غلبہ سے
غارت کرتے تھے سوداگرون کو مجال تردد نہ تھی اور بارہا حوض شمسی کے سقون اور کنیزان آبکش کو مزاحمت پہونچاتے تھے اور شہر کے لوگ
دروازے انکے خوف سے عصر کے وقت بند کرتے تھے اور کسیکو عصر کی نماز کے بعد زیارت بزرگونکے مقابر کی میسر ہوتی تھی اسواسطے سلطان نے
انکا دفع کرنا اور کامونپر مقدم رکھا چنانچہ جلوس کے آخر سال مین اسطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور ایک لاکھ مردم سے بدمعاشون
کو علف تیغ خون آشام کرکے بازار سیاست گرم کیا اور جنگلون کو قطع اور صاف کرکے حکم زراعت اور کاشتکاری کا نافذ فرمایا اور
چند مقام پر تھانے بٹھائے اور سرداران بزرگ اور حکام تجربہ کار اور خداترس مقرر کرکے بسعادت و اقبال معاودت فرمائی اور دوسرے
برس بہت مفسدون اور سرکشونکے قلع قمع پر جو درمیان دوآب کے تھے اور رہزنی کرتے تھے مقرر کی اور وہ ولایت مردم زبردست کے سپرد
فرمائی تاکہ لوازم قتل بجالا کر بلا کی آگ کی ذاتونسے برلاوین اسکے بعد سلطان نے دو مرتبہ کنپیل اور پٹیالے اور بھوج پور کیطرف کہ جائے پناہ
چورون اور ستمگرون کی تھی افواج ظفر امواج ہمراہ لیکر سواری فرمائی اور ہر ایک مرتبہ کئی ہزار مفسدین کو قتیل اور انکی اولاد اور اتباع
کو اسیر کرکے ہندوستان کا راستہ جو اہل ہند کی اصطلاح مین جونپور اور بہار اور بنگالہ ہے اور رہزنون کی شومی اعمال سے مسدود ہو
گیا تھا مفتوح کیا اور کنپیل اور پٹیالے اور بھوج پور مین قلعے اور مسجدین تعمیر کروائین اور تینون قلعے افغانون کو جاگیر دیے اور قلعہ
جلالی تیار کرکے مسلمانون کے سپرد فرمایا اور دارالسلطنت مین مراجعت کی اور اسی عرصہ مین فتنہ کیتھر کی خبر حاکم بداؤن اور امروہہ
کی زبانی عرض عالی مین پہونچی سلطان نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا خلائق کو یہ گمان ہوا کہ کوہ پایہ کی طرف جاوینگے لیکن تک
سراپردہ سرخ برآمد نہوا تھا کہ سلطان پانچ ہزار سوار جرار سے ایلغار گیا اور ایک شب مین دریائے گنگ سے عبور کرکے ولایت
کیتھر مین آیا اور عورتون اور لڑکون کے سوا سے حکم قتل عام جاری کرکے کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور اس ولایت کو بدمعاشون کی لوٹ
سے ایسا پاک کیا کہ بداؤن اور امروہہ اور سنبھل کے اس جماعت کی شر سے نجات پائی حتی کہ عہد جلالی تک کیتھر مین کوئی
نام ایک فسادی کا نہ سنتا تھا پھر سلطان مظفر و منصور ہو کر دہلی مین داخل ہوا اور اسکے چند روز کے بعد عنان عزیمت پایہ
جود کی طرف منعطف فرمائی اور دو برس تک وہان کے باشندون کے قلع اور استیصال مین نہایت جد و جہد ظہور مین پہونچائی

اور اسقدر گھوڑے سپاہ اسلام کے ہاتھ آئے کہ قیمت اسپ خوب کی بتیس اور چالیس تنکہ نقرہ سے زیادہ نہ ہوتی تھی جب قتل و غارت
اور تادیب اس پہاڑ کے رہنے والوں سے فارغ ہوا فتح و نصرت سے قرین ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور قاعدہ ایسا ہو گیا تھا
کہ جسوقت سلطان غیاث الدین بلبن کسی لشکر سے معاودت کرتا تھا صدور اور اکابر شہر کے دو تین منزل آگے پیشوائی کو جاتے
اور شہر میں قبے آئین بند کر کے شادی کرتے تھے اور جو کچھ نثار اور خیر ہوتا تھا سب نقد و جنس اطراف و لائقہ میں بھکاریوں اہل استحقاق
پر قسمت کرتے تھے اور چند روز کے بعد لاہور کی طرف کوچ کر کے وہاں کے قلعہ کو جو کہ اولاد شمسی کے عہد میں خراب گیا تھا سر نو سے تعمیر فرمایا
اور لاہور کے اطراف کو جو سپاہ مغل کے صدمہ سے ویران ہوا تھا آباد کر کے دہلی کے دار الملک میں آیا اس درمیان میں مقربوں نے
گذارش کی کہ ایک جماعت کثیر لشکریان عہد شمسی سے پیر و فرتوت ہو کر جنگ و تردد سواری سے باز رہے ہیں حالانکہ کچھ جاگیر لشکر میں
حاضر نہیں ہوتے ہیں سلطان نے فرمایا جو لوگ بسبب پیرانہ سالی کے خدمت سے معذور ہیں سپاہ گری سے معاف رکھکر تنخواہ مدد معاش
کیواسطے مقرر کرو اور زیادتی کو باز یافت کریں اس سبب سے ایک مصیبت لشکر میں ظاہر ہوئی تھوڑے مردم عزیز یعنی ذی عزت مع
تحف ملک فخر الدین کوتوال کے مکان پر گئے اور ہائے ہائے کے نعرے مارکر رونے لگے اور بولے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ بڑھاپے میں اس بلا کا
سامنا ہوگا اور ہم ایسے دن میں گرفتار ہونگے ورنہ ہم جوانی میں ایسے کام میں مشغول ہوتے کہ بڑھاپے میں کام آتا ملک فخر الدین کوتوال نے
انکا تحفہ نہ لیا اور کہا اگر میں تمسے رشوت لونگا میرے کلام کا اثر جاتا رہیگا پھر متأمل اور متفکر ہو کر دیوان عام میں گیا اور اپنے مقام پر مودب
کھڑا ہوا سلطان غیاث الدین نے آثار ملال اسکے چہرہ سے مشاہدہ فرماتے سبب اسکا استفسار فرمایا اسنے عرض کی میں نے سنا ہے کہ دیوان
عرض میں بوڑھوں کو برطرف کرتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ جو قیامت میں بھی اسیطرح ضعیف مردود ہوئے تو غلام کا کیا حال ہوگا سلطان
اسکا مقصد سمجھکر متنبہ ہوا اور اشک گہر رنگ صدف چشم سے گرانے لگا اور زار زار قطار رو کر فرمایا کہ انکی تنخواہ بدستور سابق مقرر رہیں
اور تغیر و تبدل اسمیں راہ نپاوے بیت قرب سلطان مبارک آنکس است که کند کار ستمدیدان راست ۱۲ اور چوتھے برس جلوس
میں خان معظم شیر خان خواجہ تاش نے جو سلطان غیاث الدین بلبن کا چچیرا بھائی تھا اور سلطان ناصر الدین محمود کے عہد سے اسوقت
تک حکومت لاہور و ملتان و بھتیر و سرہند و دیپالپور اور تمام جاگیرین جو مغل کے قبضہ میں نہیں رکھتا تھا وفات پائی اور بعضے کہتے
ہیں کہ سلطان نے قلعے میں اسکو زہر دیا اور بھتیر میں ایک مقبرہ عالی جو اپنے واسطے تیار کیا تھا مدفون ہوا اور سلطان غیاث الدین
بلبن نے سنام سمانہ تیمور[۱۲] خان کو کہ وہ بھی بندگان چہلگانی سے تھا حوالہ کیا اور دوسری ولایت اور امیروں کے سپرد فرمائی اور جو
مغل شیر خان کے ایام حکومت میں ہندوستان کے گرد نہ پھر سکتے تھے پھر سرحدوں میں مزاحمت پہنچانے لگے سلطان غیاث الدین
بلبن لاعلاج ہو کر اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کو کہ قاآن الملک اسکا خطاب تھا اور سلطان محمد خان شہید کے شہرت رکھتا تھا ولیعہد
کر کے چتر اور دور باش اور باقی لوازم شاہی عنایت فرمائے اور ملتان اور سندھ اور دیپالپور اور لاہور کو مع جمیع توابع اور مضافات
اسے مفوض فرمائے اور ایک جماعت عقلا با استعداد تمام اسکے ہمراہ کر کے ملتان کیطرف روانہ کیا اور تاریخ فیروز شاہی میں
مذکور ہے کہ بندگان شمسی کہ خاقانی اور ملکی میں ہو چکے تھے انمیں سے بعضوں نے اپنے فرزندوں کا نام محمد رکھا اور وہ اپنے آبا اور اولیا
مہربان کی تربیت کی برکت سے قابل اور صاحب حیثیت بر آئے اور ہر ایک ساتھ ایک صفت صفات حسنہ سے زمانے میں
مشہور اور معروف ہوئے اور اپنا نظیر اور عدیل نہ رکھتے تھے انمیں سے ایک ایک محمد کشلیخان تیر اندازی اور نیزہ بازی
اور شجاعت و مردانگی و صف شکنی میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور بادشاہزادگان مغل اسکے حالات اپنے دل میں لاکر رعب اور ہول
اسکی حضور ہی کے تھے اور دوسرا علاء الدین محمد بن اعز الدین کشلیخان جو سلطان غیاث الدین بلبن کا بھتیجا تھا

مجلس آرائی اور بذل و احسان میں حاتم کیطرح تمام آفاق میں مشہور ہوا اور مصر و شام و روم و بغداد و عراق و خراسان و ترکستان
وغیرہ سے مردم فاضل اور شاعر اُسکی بخشش کی امید میں ہندوستان میں آتے تھے اور ہر ایک خوان احسان اُسکے سے پس خوردہ اُٹھا کر
فائز المرام ہوکر اپنے وطن کیطرف مراجعت کرتا تھا اور اُسکی گلزار سخاوت کی نسیم صبا کے روائح شہر بشہر اور ملک بملک پہونچے کہتے ہیں سلطان
غیاث الدین بلبن نے اُسکی قابلیت اور اہلیت دریافت کرکے اُسکے باپ کا منصب اُسے رجوع فرمایا اور باربک کرکے چوگان زر اور خطاب
خان اعظم کشلیخان و اقطاع کول دیکر سرفراز فرمایا اور خواجہ شمس الدین ولد خواجہ معین الدین ندیم خاص ملک قطب الدین حسن غوری نے چند اشعار
علاء الدین محمد بن عز الدین کشلیخان کی مدح میں کہکر اور نستعلیق لکھا اور منقش اور زر افشان کرکے مطربان درگاہ بلبنی کے حوالہ کئیں تاکہ جشن
نوروزی میں کہ جمیع خوانین اور ملوک حاضر ہوتے ہیں پڑھیں مطربوں نے اُسکے کہنے کے موافق عمل کرکے اس غزل کو مجلس سلطانی میں خوش الحانی
سے گایا ایک بیت انہیں سے یہ ہے بیت علاء الدین الغ قتلغ معظم ؛ بود باربک کشلیخان اعظم ؛ علاء الدین کشلیخان اس محفل میں حاضر تھا
اپنی مدح مطربوں کی زبانی سنکر پوچھا کہ اس نظم کا ناظم کون ہے عرض کی کہ خواجہ شمس الدین ہے جب اپنی منزل اور مقام میں آیا خواجہ
شمس الدین کو بلا کر تمام اسباب مجلس نوروزی جو بہ تکلف تمام زینت پذیر تھا اُسے عنایت فرمایا اور گویوں کو دس ہزار تنکہ انعام فرمائے
اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں باربک رہا بیگاہ اور خزانہ اور اسباب تجمل کو لٹا کر متاع دنیوی سے ایک پیراہن کے سوا کچھ باقی نہ رکھا اور
محمد تاتار خان پسر ارسلان خان ہمت و شجاعت و یادامنی میں مشہور جہان ہوا اور لکھنوتی میں چند وقت خطبہ اپنے نام پڑھا اور دیگر شاہزادہ
عالم و عالمیان محمد سلطان خان شہید کہ اپنے باپ کے روبرو سلطان غیاث الدین بلبن کے اور فرزندوں سے عزیز تر تھا ساتھ مکارم
اخلاق اور محاسن اوصاف کے اتصاف رکھتا تھا اور بعہد صفات خوب جو بادشاہزادوں کو سزاوار ہیں حق سبحانہ تعالی نے اُسے
کرامت فرمائے تھے اور فضیلت اور دانش اور ہنر میں اپنا مثل اور عدیل نرکھتا تھا اور ہمیشہ اپنی مجلس ہمایوں فاضلان سعادت قرین
اور شاعران فراست آئین سے آراستہ کرکے سب کے حق میں انواع اعطاف اور اقسام الطاف مصروف رکھتا تھا اور
زمانہ اُسکے وجود فائز الجود سے بہار بہار اور چمن چمن نسیم بیلا اور زر چمپا جیب و دامن میں بھرتا امیر خسرو اور خواجہ حسن پانچ برس
ملتان میں اسکے ملازم رہے اور اسکے مصاحبین کی سلک میں انتظام رکھتے تھے اور عزت اُنکی اور ندیموں سے زیادہ تر رکھتا اور نظم
و نثر سے انکے خوش ہوتا اور ایسا مہذب اور مودب تھا کہ مجلس فرماندہی میں اگر تمام دن اور رات اجلاس کرتا تو اپنا بلند نہ کرتا
اور سوگند اسکی لفظ حقا کے سوا نہ تھی اور مجلس شراب اور اوقات غفلت و مستی میں حرف نا ملائم اُسکی زبان پر جاری نہ ہوتا بیت
ادب بزرگ کند مرد را تو شاہد طبع ؛ بحلیۂ ادب آراستہ تا بزرگ شوی ؛ اور مجلس منیف میں اُسکی شاہنامہ اور دیوان خاقانی
اور انوری اور خمسہ مولوی نظامی اور اشعار امیر خسرو پڑھتے تھے اور ارباب فہم و دانش اُنکی شعر فہمی کے مقر تھے میر خسرو
سے منقول ہے کہ میں نے جودت طبع اور دریافت معنی دقیق اور سخن شناسی اور یادداشت اشعار متقدمین اور متاخرین
میں کسی کو مثل محمد سلطان کے کم دیکھا ہے ایک بیاض رکھتا تھا کہ تخمیناً بیس ہزار بیت بسلیقۂ عالی منتخب متقدمین سے انتخاب
کرکے بخط خوب لکھے تھے امیر خسرو اور خواجہ حسن ان اشعار پسندیدہ سے محظوظ ہوے اور اسکی شعر فہمی اور ادراک بلند کے مداح
اور ثنا خوان ہوے اور اُسکی شہادت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے وہ بیاض امیر علی جامدار کو عنایت فرمائی اسکے بعد میر
خسرو کو پہونچی اور تمام صاحب طبعان نے اس بیاض کو دیکھکر اشعار منتخب اُسکے اپنی بیاضوں میں تحریر فرمائے اور شاہزادہ نوجوان
کے فوت سے تاسف کرتے تھے اور اسوقت کہ محمد سلطان ملتان میں اقامت رکھتا تھا شیخ عثمان ترمذی جو بزرگان
وقت سے تھا وارد ہوا شاہزادہ نے تواضع بافراط کرکے نذر اور ہدیہ گذرانا اور سعی بہت کی کہ ملتان میں اسکے واسطے ایک خانقاہ

تیار کرے اور قریہ وقف فرما وے شیخ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہوکر منزل مقصود کیطرف راہی ہوا ایک اور شیخ عثمان اور شیخ صدر الدین ابن شیخ بہاء الدین زکریا شاہزادہ کی مجلس مین تشریف رکھتے تھے اشعار عربی انکے سماعت کرکے تمام درویش جو اُس مجمع مین شریک تھے وجد مین آکر رقص کرنے لگے اور شاہزادہ محمد سلطان خان شہید روبرو اُنکے دست بستہ ایستادہ ہوکر زار زار روتا تھا اور جو احیاناً کوئی شخص اسکی مجلس مین کوئی شعر شعراے متقدمین سے پڑھتا کہ شامل وعظ و نصیحت کے ہوتا مصالح دنیوی کو ترک کرکے گوش بآواز ہوکر رقت کرتا اور دلیل اسکی وفور دانش اور بینش پر یہی کافی ہے کہ جن دنون خطہ ملتان کو اپنے قدوم کی برکات سے رشک گلستان ارم کیا تھا دو مرتبہ اپنے مقربون کو مع تحف و اموال فراوان شیراز مین شیخ مصلح الدین سعدی کے پاس بھیجکر التماس قدوم میمنت لزوم کی فرمائی اور چاہا کہ ملتان مین اُنکے واسطے ایک خانقاہ تیار کرے اور قریہ وقف فرماوے جو کہ شیخ پیر اور ناتوان ہوا تھا دونون مرتبہ عذر خواہ ہوا اور ہر بار سفینہ یعنی بیاض اپنے شعرونکی غزلیات وغیرہ سے اپنے خط سے اُسکے واسطے بھیجکر امیر خسرو کی سفارش کا ضمیمہ کیا شاہزادہ محمد سلطان خان شہید ہر سال ملتان سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین آتا اور تحف و ہدایہ گذرانکر چند روز کے بعد مراجعت کرتا اور اُن سنوات مین سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے چھوٹے فرزند بغراخان کو جو ناصر الدین خطاب رکھتا تھا سمانا اور سنام مین اُنکی جاگیر مقرر کرکے اسطرف روانہ کیا اور چند نصیحتین بھی ارشاد فرمائی تھین وہ یہ ہین کہ وہان جاتے ہی اپنے لشکر قدیم کا مواجب اضافہ کرے اور جسقدر کہ لشکر جدید درکار ہو نگاہ رکھے اور مغل کے آنے سے خبردار اور ہوشیار رہے اور امور ملکی کی پرداخت مین دانایان محرم سے مشورہ کرے اور جو کسی امر کی پرداخت مین کسی طور کا اشکال اور اضطراب ظہور مین آوے حقیقت اُسکی مجھے لکھ بھیجے اور جدا کرے پھر جو امر نافذ ہووے عمل مین لاوے اور مے نوشی سے منع کرکے فرمایا اگر آیندہ شراب خواری کریگا مین تجھے اس جاگیر سے معزول کردونگا اور دوسری جاگیر اُسکے عوض مین نہ دونگا اور میری نظر مین ہمیشہ خوار اور ذلیل رہیگا بغراخان نے اپنے والد ماجد کے نصائح کو گوش ہوش مین جگہ دیکر نیک چلنی اور راست روی کو اپنا شعار کرکے ترک مالایعنی کیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو مغل ہندوستان مین آوے محمد سلطان ملتان سے اور بغراخان سمانہ اور ملک بار بیگ برلاس دہلی سے تمام اتفاق کرکے آپس مین تا کہ اسوقت قصبہ سلطانپور اُسکے قریب واقع ہوا جاویں اور مغل کا شر دفع کرکے مع الخیر مراجعت کرین پھر اُسکے بعد کہ مہمات مملکت نے استقامت قبول کی اور کام حسب دلخواہ انجام ہوئے قضیہ طغرل جو غلامان ترک سلطان غیاث الدین بلبن سے تھا اور حکومت لکھنوتی رکھتا تھا واقع ہوا تفصیل احوال اُسکا یون ہے کہ سنہ چھ سو اٹھتر ہجری مین طغرل کہ سخاوت اور شجاعت اور چستی و چالاکی مین انفرادیت رکھتا تھا لکھنوتی سے واجنگر کیطرف فوج کش ہوا اور وہان کے راجہ کو ہزیمت دیکر فیل اور مال وافر لایا چونکہ سلطان ضعیفی سے ناتوان ہوگیا تھا اور اُسکے فرزند مغلون کے مقابلہ مین مشغول تھے سلطنت لکھنوتی کے خیال مین پڑا ان فیلون اور غنائم سے سلطان کے واسطے حصہ نہ بھیجا اسی عرصہ مین سلطان دہلی مین بیمار رہا اور قریب ایک مہینے کے مجلس سے برآمد نہ ہوا اور ازبسکہ ضعیف کے سبب سے اُسکی خبر فوت مملکت مین منتشر ہوئی طغرل ایک مرتبہ پوست سے برآیا اور جمعیت کثیر بہم پہنچائی اور اپنا خطاب سلطان مغیث الدین رکھکر چتر سرخ سر پر رکھکر اس ملک کا خطبہ اپنے نام پڑھوایا اور اس عرصہ مین فرامین بادشاہی مشتمل شفا و صحت مزاج اقدس پہنچے طغرل نے بحکم المشروع ملزوم اپنے کیے ہوے سے پشیمان ہوکر مخالفت مین اصرار کیا اور سلطان غیاث الدین نے اُسپر مطلع ہوکر ملک الپتگین موے دراز کو کہ خطاب امین خان رکھتا تھا اور حاکم اودھ تھا لشکر کا سپہسالار کیا اور صاحب لکھنوتی کرکے مع امراے دیگر مثل تمر خان شمسی اور ملک تاج الدین خان اور جمال الدین قندھاری کو طغرل کی سزا دہی کے واسطے روانہ کیا جب ملک امین خان مع لشکر ہمراہی اپنے سرو سے گذر کر لکھنوتی کیطرف روانہ ہوا اور طغرل کے مقابل آیا امرا اور سپاہیون نے

طغرل کی زر افشانی سے امین خان کی ترک رفاقت کرکے طغرل سے جا ملے اور اُسکی رعایت سے متمول ہو کر جان نثاری پر آمادہ ہوئے
اس سبب سے طغرل نے امین خان کو محاربہ کے بعد منہزم کیا سلطان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے پریشان ہوا اور اپنا ہاتھ دانتوں سے
کاٹا اور امین خان کو دروازہ دولت پر لا کر پھانسی دلوائی اور ملک ترمتی ترک کو مع لشکر بسیار طغرل کے دفع کیواسطے تعین فرمایا اور طغرل اس
لشکر کو بھی شکست دیکر غنیمت وافر اپنے قبضہ میں لایا بیت بہ تیرہ بے نہال آن شیر مست ﴿ دوبارہ سپاہ عدو را شکست ﴾ سلطان
یہ خبر کلفت اثر سنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور ہمت عالی اور عزم ملوکانہ سے خود چلنے پر تیار ہوا اور حکم دیا کہ بہت سی کشتیاں جون
اور گنگ میں موجود رہیں اور خود برسم شکار سنام اور سمانہ کیطرف باہر آیا ملک سراج لیسر جامدار کو سمانہ کی نیابت سپرد فرمائی اور بغرا خان
کو مع خاصہ لیا اور سمانہ سے پلٹ کر دوآبے کے درمیان آیا اور ملک فخر الدین کوتوال کو نیابتہ دہلی میں چھوڑا اور گنگ سے عبور کیا اور بسبب
اس سیاست کے کہ رکھتا تھا برسات کا بھی ملاحظہ نہ کیا ساتھ کوچ متواتر کے لکھنوتی کیطرف نہضت فرمائی چو سلطان کو کثرت باران اور
صعوبت راہ کے سبب توقف ہوا طغرل نے فرصت پاکر اپنے لشکر کو مستعد کیا اور مع مال و اسباب جمعیت لیکر جاج نگر کیطرف اس سبب سے
راہی ہوا کہ اُسے تصرف میں لا کر چند عرصہ وہاں قیام کرے اور جس دم سلطان دہلی کو معاودت فرماوے پھر لکھنوتی میں آوے
لیکن جس وقت سلطان لکھنوتی میں داخل ہوا چند روز توقف کرکے سالار حسام الدین وکیل اور بار بیگ برلاس کو جو مؤلف تاریخ فیروزشاہی
کا جد تھا لکھنوتی کے ضبط کیواسطے مقرر کرکے خود طغرل خان کے تعاقب میں جاج نگر کی سمت روانہ ہوا اور جس وقت کہ سنار گانو کے حدود میں پہنچا
بھوج راے جو وہانکا ضابطہ تھا سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر ہوا خواہوں کے سلک میں منتظم ہوا اور عہد اسکا کیا کہ جو طغرل دریا کیراہ سے
بھاگنے کا ارادہ کریگا میں اُسے دریا سے عبور نہ کرنے دونگا پھر سلطان بہ تعجیل تمام وہاں سے عبور کرکے جب چند منزل گیا طغرل کی خبر منقطع ہوئی
کوئی شخص اسکا پتا نہ دیتا تھا اسواسطے سلطان نے ملک بار بیگ برلاس کو فرمایا کہ تو سات ہزار سوار جرار اور منتخب ہمراہ لیکر دس بارہ کوس آگے
جاوے ہر چند ترک حکم کے موافق آگے جاتے تھے اور طغرل کی جستجو کرتے تھے مگر نشان و اثر اسکا نپاتے تھے ایکروز مقدمہ لشکر ملک محمد شیر انداز حاکم
کول اور اُسکا بھائی ملک مقدر کہ ساتھ طغرل کشی کے اشتہار پایا تھا چالیس سوار سے بطریق زبان گیری آگے جاتے تھے ناگاہ چند بقال
صحرا میں نمودار ہوئے انھیں گرفتار کرکے تحقیق راہ اور طغرل کے سراغ کیواسطے دھمکایا انھوں نے انکار کیا جب انمیں سے ایک
کی گردن ماری باقی فریاد برلائے اور بولے اگر تمھارا مقصود متاع و اسباب ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے لیکر جان کی امان دو ملک محمد شیر انداز
نے کہا ہم طغرل کا سراغ چاہتے ہیں اسکے سوا ہمیں کچھ غرض نہیں اگر تم اس امر میں ہادی و دلیل ہو جان و مال سلامت پاؤ ورنہ جو کچھ
دیکھو گے آپسے دیکھو گے یہ سنکر بقال ہراسان ہوئے اور باتفاق بولے کہ ہم غلہ طغرل کے اُردو میں لیگئے تھے اور بالفعل ہم وہاں سے
آتے ہیں اور یہاں سے طغرل تک آدھے فرسنگ سے راہ زیادہ نہیں ہے آج مقام کیا ہے کل کوچ کرکے جاج نگر میں داخل ہوگا ملک محمد شیر انداز نے بقالوں
ساتھ دو سوار ہمراہ کرکے بار بیگ برلاس کے روبرو بھیجکر پیغام دیا کہ حقیقت حال بقالوں سے دریافت کرکے بہ تعجیل تمام تاخت کریں
مبادا طغرل کوچ کرکے ولایت جاج نگر میں کہ مملکت بیگانہ ہے داخل ہوجائے اور وہانکے آدمیوں سے اعانت کرکے جنگل میں پوشیدہ ہوئے
یہ کہکر خود مع سواران ترک ایک پشتہ بلند پر چڑھکر دیکھا کہ طغرل کی بارگاہ ایستادہ ہے اور اُسکا لشکر غفلت تمام سے آرام میں ہے اور
ہاتھی گھوڑے چرنے میں مشغول ہیں فرصت غنیمت جانکر تیزی سے طغرل کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا لوگوں نے یہ گمان کیا کہ یہ بھی طغرل
کے متعلقوں میں سے ہیں جب قریب پہنچے تلواریں میان سے کھینچیں جو شخص دوچار ہوا مارا اور جوش و خروش میں آکر یہ آواز پکارا کہ دولت
سلطان غیاث الدین بلبن کی ہو طغرل اس خیال سے کہ سلطان آپہنچا سراسیمہ ہو کر طہارت خانہ سے برآمد ہوا اور ننگے گھوڑے پر سوار ہوا اور
حالت اضطراب سے اپنے بار و بنہ میں آیا اور چاہا کہ اپنے کو اُس پانی میں جو لشکر کے قریب تھا ڈالکر عبور کرلے اور پھر بالطمینان تمام جاج نگر کیطرف روانہ ہو

اتفاقاً طغرل کے غائب ہونے سے امرا اور سپاہ اسکے متفرق اور پریشان ہوئے ہر ایک ہر سمت مفرور ہوا ملک مقدر کہ طغرل کا قتل اسکے مقدر رہوا تھا شیر کی طرح طغرل کے تعاقب مین دوڑا اور آب کے کنارہ پر اس سے دوچار ہوا فوراً تیر شکاری اسکے پہلو پر مارکر وہ پشت اسپ سے زمین پر آیا یہ بھی گھوڑے سے اترکر بیک اجل کیطرح اسکے سینہ پر سوار ہوا اور سر اسکا تن نازنین سے جدا کیا چونکہ لوگ اسکی تلاش مین متردد تھے اسواسطے اسکا سر پانی کے کنارے پوشیدہ کیا اور اسکی لاش پانی مین پھینکدی اور اپنا لباس اتار کر اسکے دھونے مین مشغول ہوا اس عرصہ مین طغرل کے لوگ پہونچے اور خداوند عالم کا آوازہ بلند کرکے طغرل کو ڈھونڈھنے لگے جیسا بابا فغانی نظم کیا ہے تیر زد بر جگر + زود آمد از اسپ بسر بریدہ سر + چو شد طغرل آنجا بغفلت تلف + برآمد یکے شور از ہر طرف + شکستند یاران طغرل تمام + ہم از بے سرے جملہ گشتند رام + اس عرصہ مین ملک یار بیگ برلاس پہونچا اور ملک مقدر نے آگے بڑھکر فتح کی خوشخبری پہونچائی ملک یار بیگ برلاس نے اسکی تحسین و آفرین کی طغرل کا سر فتح نامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت مین ارسال کیا دوسرے دن خود مع غنائم اور اسیران لشکر طغرل ملازمت مین پہونچکر فتح کا مفصل حال عرض کیا سلطان ملک محمد شیر انداز اور اسکے بھائی پر غضبناک ہوا اور فرمایا کہ تمنے خطا کی تھی میرے اقبال و دولت نے اپنا کام کیا جو خیریت شامل حال ہوئی پھر سلطان نے انھین نوازا اور ملک یار بیگ برلاس اور ملک محمد شیر انداز کو رتبہ عالی بخشا اور ملک مقدر کو طغرل کش موسوم کرکے مسند امارت پر متمکن کیا اور حکم دیا کہ آج سے اس متمرد کو طغرل الحرام کہین جیسا کہ طغرل غزنوی کو طغرل کافر نعمت کہتے ہین اسکے بعد لکھنوتی مین آکر ہنگامہ سیاست کا گرم کیا اور حکم دیا کہ دونون طرف راستہ بازار شہر مین سولیان نصب کردین اور طغرل کے اعوان و انصار جو دستگیر ہوئے تھے سبکو دار پر کھینچوایا اور انکی عورتون اور فرزندون کو جہان پاتے تھے شہر لکھنوتی مین بسیاست خیر ملکر قتل کرتے تھے اور اس زمانے تک کسی شاہ دہلی نے مردم مجرم کی عورتون کو نہ قتل کیا تھا کہتے ہین کہ قلندر کہ جسے شاہ قلندر کہتے ہین خدمت طغرل مین نہایت عزت رکھتا تھا اسکو دستیاب کے تین من طلا کہ طغرل نے آلات قلندری بنانے کیواسطے اسکو دیا تھا چھین لیا اور چو فلک بے مہر قلندر صاحب جاہ کو نہ دیکھ سکا سلطان نے اسے مع اور چند قلندرون کے قتل کیا اور پھر لشکریان طغرل کو حکم کیا کہ دہلی مین لیجاکر سیاست مین پہونچا دین اور اقلیم لکھنوتی اپنے فرزند بغرا خان کو عنایت فرمایا اور فیل اور خزانہ کے سوا جو شہ طغرل سے دستیاب ہوئی تھی اسے ارزانی کیا چتر اسکے سر پر کھینچا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا اسکے نام کیا اور رخصت کے وقت اسے چند نصائح کین اول یہ کہ حاکم لکھنوتی کو ساتھ بادشاہ دہلی کے خواہ اپنا خواہ بیگانہ ہو جنگ اور بغاوت کرنا لائق نہین ہے اور جو بادشاہ دہلی قصد لکھنوتی کرے حاکم لکھنوتی کو لازم ہے کہ انحراف قبول کرکے جا بجائے دور دست مین جاوے اور جب شاہ دہلی مراجعت کرے پھر لکھنوتی مین داخل ہووے اور اپنا کام سنوارے دوسرے یہ کہ خراج لینے مین رعایا سے میانہ روی کو کام فرماوے نہ اسقدر لیوے کہ متمرد ستائے ہووین اور نہ اسقدر کہ عاجز اور زبون ہون اور لشکر کو اسقدر مواجب دے کہ انھین سال بسال کفایت کرے اور معیشت کے سبب سے عسرت نہ کھینچین تیسرے یہ کہ امور ملکی کے پرداخت مین بے مشورے رائے اسکے مخلص اور خیرخواہون کے ابتدا نکرے نظم نصد شمشیر زن رائے تو ہی بہ + ز صد افسر کلاہی خسروی بہ + برائے لشکرے بشکند پشت + بشمشیرے یکے تا دہ توان کشت + اور اجرائے احکام مین ہواپرستی سے پرہیز کرے اپنے نفس کے واسطے خلاف حق نکرے چوتھے یہ کہ رفاہ احوال حشم کہ لازمہ جہانداری کا ہے غافل نرہے اور دلجوئی انکے دلکی ضروریات سے شمار کرکے تغافل و سستی کو انکے مقدمہ مین کار نفرماوے اور جو کوئی تجھے انکی تحریص کرکے آمادہ کرے اسے اپنا دشمن جانکر اسکے قول کی سماعت نکرنا پانچوین وہ کہ البتہ اپنے تئین پناہ مین اس شخص کی جو کہ دنیا سے روگردان ہو کر حق کیطرف متوجہ ہوا ہو لاوے بیت حمایت از کہن دانائے درویش + ز صد سد سکندر پی توقش بیش + سلطان نے اپنے فرزند کے کان نصائح سے گرانبار کرکے رخصت فرمایا اور خود کوچ متواتر سے ہم کرتا ہوا تین مہینے مین

دہلی پہونچا ملک فخرالدین کوتوال کو جو غیبت مین اسکی کارنمایان ظہور مین پہونچائے تھے بہت سرفراز کیا اور وہ قبا کہ آپ جسم مبارک
مین پہنے تھا اُتار کر اسے دی اور ثانی اثنین اپنا کیا اور ارباب استحقاق کو بھی خوشدل کر کے علما اور درویشونکے مکانونپر گیا اور فتوح
اور نذور گذرانکر انکی تعظیم مین کوشش کی اور قیدیونکو جو مال کے مطالبہ کے سبب سے محبوس تھے رہا کیا اور زر بقایاے رعایا جو دفتر
مین تھا معاف فرمایا اسکے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ دہلی کے بازارون مین سولیان نصب کرو اور بقیۃ السیف اسیران لشکر طغرل کو جو دہلی سے
لکھنوتی مین جاکر اُسکے شریک ہوئے تھے انکو دارون پر کھینچو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی اہل شہر اسواسطے کہ ان مین اکثر اسیر انکے عزیز و
اقارب تھے مغموم اور محزون ہوئے اور مضطرب الحال ہوکر گریہ وزاری شروع کی قاضی لشکر کا جو پرہیزگاران زمانہ سے تھا بادشاہ کے پاس
گیا پہلے کلمات رقت آمیز سے بادشاہ کا دل موم کیطرح نرم کیا اسکے بعد جماعت گنہگاران کے بارہ مین سفارش کی اور بادشاہ نے سمع
قبول سے اصغا کر کے قلم عفو انکے جرائم پر کھینچا اور بڑا بیٹا اسکا سلطان محمد شہید خبر مراجعت پدر والا گہر سنکر با تحف و نفائس بسیار ملتان
سے دہلی مین آیا بادشاہ اسکے آنے سے نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا انواع شفقت اور مہربانی ظہور مین پہونچائی اور تین چار مہینے
وقت بوقت آپس مین بکر صحبت اور ملاقات کو غنیمت جانتے تھے اور ایک لحظہ آپس سے جدا نہوتے تھے لیکن جب خبر تاخت و تاراج
مغل سمع مبارک مین پہونچی ناچار فراق پسر دلپذیر پر رکھکر ملتانکی طرف رخصت فرمایا اور وداع کیوقت طلب کر کے فرمایا میری تمام
عمر امور ملکی اور بادشاہی مین گذری اور مجھے اکثر تجربے حاصل ہوئے اس سے چاہتا ہون کہ مین تجھے چند نصائح کہ لازمہ جہانداری ہین
بیان کرون کہ میرے بعد بکار آوین اول یہ کہ جب تو تخت بادشاہی پر جلوس کرے امر جہانداری کو فی الحقیقت خلافت خدا سمجھکر دل
مین اندک اور سہل نہ سمجھنا اور اس امر کی عزت کہ نہایت بزرگ ہے ساتھ ارتکاب قبائح اعمال اور رذائل اوصاف کے مبدل نکرے اور مردم
رذائل اور لئام کو اس کام مین شریک اپنا نکرے فرد سفلہ طینت را رہ مدہ بساحت قرب * لئام را نتوان منصب کرامت داد
دوسرے یہ کہ قہر اور سطوت اپنے کو اپنے محل مین جلا کر اپنے اغراض نفسانی سے پرہیز کرے اور اسکے سوا کوئی کام نکرے اور خزانے اور
دفینے جو عطاے بزرگ الٰہی سے ہین مرضیات حق اور رفاہیت خلق مین صرف فرماوے اور اعدائے دین اور ظلمہ کو ہر وقت خوار
اور ذلیل رکھے تیسرے وہ کہ افعال عمال سے اور احوال ولایت و عمال اپنے سے ہر آن باخبر رہے اور تخصیص ساتھ محاسن افعال اور فضائل
اخلاق کے تحریض فرماوے چوتھے یہ کہ قضات متقی اور حکام متدین خلائق پر نصب فرماوے تا کہ رواج دین اور رونق عدل خلائق کے درمیان
ظاہر اور باہر ہووے پانچوین یہ کہ ملاہی اور مناہی لوازم حشمت اور عظمت بادشاہی کی روا نہین رکھے کوئی وقت اوقات سے مطالبہ
اور سائر لا یعنی کی اشتغال نکرے بیت لوازم حشمت را بجز صیانت کن * کہ ہزل با ہمہ کس کم کند مہابت را چھٹے یہ کہ مردم صاحب ہمت
نیک اندیش اور شائستہ تربیت کو ساتھ اکرام اور انعام کے بیشبہ نگاہداشت خاطر مین سہولت نکرے اور مردم صاحب جنس
وخردمند کی تربیت مین کسب ترقی اور رواج کار مملکت بہتری کرے اور لئیمون اور خدا ناترسون سے چشم وفا نرکھے اصلاح
ملک اور دین کے دور ہونے اور بیگانہ ہونے اس گروہ کے جانتے شعر گوہر نیکی از عقدہ مریز * آنکہ بدگوہر است از وے پرہیز بلکہ
با کسے وفا نکند * اصل بد از خطا خطا نکند * ساتوین یہ کہ ہمت وشاہی آپس مین لازم و ملزوم ہین اور عقلا و حکما نے ان دونون کو
برادران توام سے نسبت دیکر فرمایا ہے کہ ہمت ایسی بادشاہ کو چاہیے کہ بادشاہ ہمتون کا ہووے کسواسطے اگر ہمت بادشاہ کی مثل ہمت
دوسرون کے ہووے درمیان اسکے اور تمام خلقت کے کچھ فرق نہوا اور بادشاہی ساتھ بے ہمتی کے مستحکم نہووے آٹھوین یہ کہ جس
کسی کو بزرگ کرے تھوڑی لغزش مین جو اس سے صادر ہووے خاک ذلت مین نہ ڈالے اور مردم مخلص اور ہواخواہ کو بے ضرورت
مصلحت ملکی نہ آزار دے اور دوستون کو دشمن نبناوے بیت ہر سرے را کہ خود برافرازی * نتوانی زپا فگند ازسی * اور نوین

کسی کو حسب ضرورت ملک و دین کے عقوبت کرے جگہ صلح اور ملاپ کی نگاہ رکھ اور اشراف کی ایذا رسانی میں جلدی نکر کہ ختم بیحرمتی کا جلد العیاذ نہیں قبول کرنا اور ترک اسکا دشوار ہوتا ہے تو بین یہ کہ سخن چین کا سماعت نکرے اور راہ انکے آمد و شد کی بند اور مفتوح نفرمائے اسلیے کہ مطیعان حضرت اور مخلصان دولت ہراس میں ہوویں اور خللہائے عظیم امور مملکت میں ظاہر ہوویں اور جبتک تو جانے کہ یہ کام بر آمد ہونے والا ہے اسے شروع نکر کہ ناتمام چھوڑنا لائق حال شاہون کے نہو بیت تا نہ کہی جائے قدم استوار ہ پا منہ در طلب ہیچ کارے دستوین وہ کہ بے مشورہ عقلا کسی کام کی عزیمت نفرماوے اور جو مہم کہ دوسرے سے ہو سکے خود اسکی مباشرت سے اجتناب کرے اور سرجملہ امور جہانبانی کے باخبر ہونے سے نیک و بدخلق کی جانے اور معاملات میں میانہ روی کو کام فرماوے اور سیاست قہر سے تفرقہ عوام برپا ہوتا ہے اور سستی اور سہل گیری سے متمردون کو طغیان اور تمرد میں پڑتا ہے اور تمام وقت اپنی محافظت میں کہ شامل صلاح عام ہے مبالغہ کر اور درگاہ کو جاہ و شان اور پاسبانان مخلص اور معتمد سے معمور رکھ اور اپنے بھائی کے حق میں مہربان رہ اور بات کسی کی اسکے حق میں نہ سن اور اُسے اپنا بازو تصور کر اور جاگیر اسکے ساتھ اسکی مقرر رکھ پھر بادشاہ دین پناہ نے یہ تمام نصائح سودمند اپنے فرزند دلبند کے روبرو یاد فرمائیں اور امارت بادشاہی دیکر اُسے ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور سلطان محمد خان شہید نے وہان جاتے ہی ایک جماعت کثیر مغل سے جو ہند کی سرحدون پر تھی تیغ بیدریغ سے اُسے مقتول فرمایا اور اپنی مملکت انکے تصرف سے لایا اور جب تختگاہ ایران نے بقدوم ارغون خان بن اباق خان بن ہلاکو خان کے زینت پائی تیمور خان کہ امرائے عظیم الشان چنگیزی تھا اور ہرات و قندھار و بلخ و بدخشان و غزنین و غور و بامیان وغیرہ علاقہ اس سے رکھتا تھا واسطے تاخت و تاراج اور انتقام بعضے خویشوں اور ہمقوموں اسکے سے کہ سنوات سابق میں بجنگ محمد سلطان خان شہید کے ہلاک ہوئے تھے بیس ہزار سوار مغل سے لاہور اور دیپالپور میں در آیا اور اس ملک کو تاخت و تاراج کرکے ملتان کیطرف متوجہ ہوا سلطان محمد خان نے انکے قریب پہونچنے سے آگاہی پائی چاشت کیوقت ملتان سے کوچ کرکے دوپہر کو آب لاہور کے ساحل کو جو نواح ملتان میں واقع ہے مصاف کیواسطے اختیار کیا اور تیمور خان جو دریا کے اسطرف وارد ہوا تھا عبور کرکے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح آراستہ کرکے جنگ میں مشغول ہوا اور حرب شدید کے بعد چند سرداران قتل ہوئے اور تیمور خان منہزم ہوا اور امرائے ہند نے لوازم احتیاط ہاتھ سے دیکر مفرورون کا پیچھا کیا بادشاہ محمد خان شہید اہل رسیدہ نے جو نماز ظہر ادا نہ کی تھی تعجیل کرکے دریا کے کنارہ ایک کولاب بزرگ پر پانسو غازیون سے وارد ہو کر ادائے صلوٰۃ میں مشغول ہوا اس درمیان میں ایک امرائے مغل نے کہ ہمراہ اسکے دو ہزار آدمی کمین میں تھے وہان پہونچکر فرصت غنیمت جانی اور متوجہ مقابلہ ہوا محمد سلطان اپنے یارون سے سوار ہوا باوصف اسکے کہ گھوڑے اور آدمی خستہ تھے جہالت سے عازم قتال ہوا اور کئی بار حملہ کرکے بہت مغلون سے قتیل و پسپا کیے قریب تھا کہ مظفر و کامیاب ہو کہ ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر تقلی شاہزادہ پر آیا اسکے مرغ روح نے قفس جسمانی سے پھڑک کر رہائی پائی اور روضہ اقدس کیطرف پرواز کر گیا اور مغلون نے اکثر اُنمین سے آدمی مارے اور اسباب اور سارو براق لکالیکر سپاہ ہند کے اجتماع کے خوف سے بھاگ گئے چنانچہ امیر خسرو اُس معرکہ میں حاضر تھا قتل کے نیچے ستم میں اسیر ہوا ساتھ اسطرح کے جو خضر خانی اور دیولدی رانی میں مسطور ہے رہائی پائی اور دہلی کیطرف روانہ ہوا اور جب خبر شہادت سلطان محمد خان شہید کی بادشاہ غیاث الدین بلبن کو پہونچی نہایت محزون اور ملول ہوا اور لباس ماتمی پہنا اور چند روز تعزیت رکھی پھر کیخسرو پسر سلطان محمد خان شہید کو کہ جوان نوخاستہ تھا قائم مقام پدر کیا اور چتر و امارت بادشاہی دیکر ملتان کی سمت روانہ فرمایا اور کیخسرو ملتان میں پہونچکر سنت پدر کا پیرو ہوا اور استقامت کرکے لطف و احسان کا مرہم سپاہ اور رعیت کے زخم پر رکھا اور سرحد کی محافظت میں کمال سعی و کوشش کی لیکن بادشاہ غیاث الدین بلبن کہ عمر اسکی اسی سال کی ہوئی تھی اپنے فرزند نوجوان کے غم میں شکستہ دل اور خمیدہ پشت ہوا

اگرچہ ظاہر لوگون کے دکھلانے کو کہتا تھا کہ مین تن رضائے قضا مین دیکر سلطان محمد خان شہید کے قتل ہونے سے محزون اور ملول نہین ہون لیکن اُسکو بے اختیار ہوکر زار زار روتا تھا اور آہ و نالہ کھینچکر بزبان حال کہتا تھا نظم گلبن ریختہ گابر گ خندان ٭ چرا برمن نگردد باغ زندان ٭ پریدہ از چمن کبک بہاری ٭ چرا چون ابر نگرید چشم بزاری ٭ فرو مردہ چراغ عالم افروز ٭ چرا روزم نگردد شب بدین روز ٭ جو روز بروز علامت ضعف اور ناتوانی کی اُسپر ظاہر ہوتی تھی اور سپاہ غم و غصہ ملکت وجود اُسکے کو پامال جفا کرتی تھی کسیکو بغرا خان کی طلب کے واسطے لکھنوتی بھیجا ابھی بغرا خان اثناء راہ مین تھا کہ ضعف منجر بہ بیماری ہو کر صاحب فراش ہوا اور بغرا خان یہ خبر سنکر بعجلت تمام دہلی مین پہونچا اور اپنے بڑے بھائی کے مراسم تعزیت بجا لا کر باپ کی تشفی خاطر مین کوشش کی بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بڑے بھائی کے فراق نے مجھے رنجور اور ضعیف کیا ہے اور دیکھتا ہون کہ ارتحال کا وقت قریب پہونچا ہے اسوقت مین تیری جدائی کہ مین تیرے سوا کوئی وارث نہین رکھتا مصلحت سے دور ہے تیرا فرزند کیقباد اور تیرے بھائی کا بیٹا کیخسرو صغر سن ہین اور دنیا کے تجربون سے بیگانہ ہین اگر ملک اُنکے قبضہ مین پڑے غلبہ جوانی اور ہوا پرستی سے اُسکی محافظت سے بری الذمہ ہو سکینگے اور جو شخص کہ تخت دہلی پر بیٹھے تجھے اطاعت اُسکی لازم ہے اور جو تو تخت دہلی پر متمکن ہووے حاکم لکھنوتی مطیع و فرمانبردار تیرا ہوگا پس تجھے چاہیے کہ مجھے غنیمت سمجھے جدائی نکرے بغرا خان اپنے باپ کی اطاعت واجب جانکر خدمت مین حاضر تھا لیکن جسوقت کہ اثر صحت کا بشرہ پدر مین مشاہدہ کیا اُسکے مرنے سے مایوس ہوا بادشاہ کے بے اذن شکار کے بہانہ سے بسبیل عجلت لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا سچ ہے دنیا مین اولاد سے زیادہ کوئی دشمن سخت نہین باپکے فقد و غنا مین اُنکی خصومت یکسان ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کو یہ امر مرگ سلطان محمد خان شہید سے بھی زیادہ شاق اور دشوار گذرا اور رو گردانی کی شدت سے مضمحل اور شکستہ تر ہوا اور بغرا خان ابھی لکھنوتی نہ پہونچا تھا کہ مرض قدیم نے عود کیا اور اُسکو یقین ہوا کہ اس عارضہ سے جانبری نہین ہے پھر اُسیوقت ایلچی کیخسرو کی طلب کیواسطے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ولیعہدی اُسکے سپرد کی اور جب دریافت کیا کہ عمر عزیز نزدیک ہے کہ وداع کرے ملک فخر الدین کوتوال اور وزیر اور وکیل کو اپنے روبرو بلا کر فرمایا کہ مین بغرا خان سے ہمیشہ آزردہ خاطر تھا اور سلطان محمد خان شہید سے راضی اور شاکر تھا اسواسطے کہ سلطان محمد خان شہید از روے اخلاص حلقہ میری اطاعت کا اپنے زیب گوش رکھتا تھا اور میرے حکم سے کبھی تجاوز نکرتا تھا بخلاف بغرا خان اکثر اوقات میرے کہنے پر کاربند نہوتا تھا اور جو عمل بھی کرتا تھا تو میرے ترس و خوف سے نہ خواہش طبیعت اور صمیم قلب سے نہین اور مین نے واسطے ضرورت اور شفقت پدری کے اُسے لکھنوتی سے طلب کرکے ولیعہد کیا تھا اب اس سے کہ یہ بے اندامی ظہور مین آئی اب مین اُسکے اعمال سے نہایت رنجیدہ خاطر ہوا ہون چاہیے میرے بعد کیخسرو کو تخت دہلی پر بٹھاؤ اور کیقباد کو کہ بیٹا بغرا خان کا ہے لکھنوتی مین اُسکے باپ کے پاس بھیجدو کوتوال اور تمام اعیان سلطنت نے یہ وصیت قبول کی اور سر فرمانبرداری کا زمین پر رکھا لیکن جب سلطان غیاث الدین بلبن تیسرے دن آخر شہور سنہ ۶۸۵ چھسو پچاسی ہجری مین اس جہان پرشور و شین سے سفری ہوا اور پیکر خاکی اُسکے دار الامان مین مدفون ہوا ملک فخر الدین کوتوال نے کہ ساتھ سلطان محمد خان شہید کے صفائی نرکھتا تھا مردم معتبر سے اتفاق کرکے کہا کہ کیخسرو بہت تند خو ہے اگر اُسے تخت پادشاہی پر جلوس میسر ہوگا اپنے دست غضب سے بہت کم آدمی زندہ چھوڑیگا سبکی صلاح اور ملک کی فلاح اسمین ہے کہ کیقباد کو جو لڑکا نہایت حلیم اور بردبار ہے اور بادشاہ کی فیض ملازمت اور ظل عاطفت مین تربیت پاکر بزرگ ہوا ہے اُسے تخت شاہی پر بٹھائین تاکہ مردم امین رہین بیچارون کو یہ خبر نہ تھی کہ وجود اُسکا لاکھ فساد کا باعث ہوگا پھر کیقباد کو صاحب تاج و تخت کرکے کیخسرو کو ملتان روانہ کیا اور عہد سعادت مہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا خیر الاعصار تھا اسواسطے کہ اُسکے عہد مین مشائخ عظیم الشان جمع ہوے تھے ایک شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج اور دوسرے شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین زکریا

اور فرزند انکے شیخ صدر الدین اور دوسرے شیخ بدر الدین غزنوی خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دوسرے شہید ہوئے الغرض توفیق ایزدی سے جتنے حالات ملک بیان سے تحریر ہوئے سلطان غیاث الدین بلبن نے بائیس برس بغرہ اقبال خوب تیکنامی سے حکومت کی پھر سرائے فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی

ذکر سلطان معز الدین کیقباد بن ناصر الدین بغراخان بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کا

حسب بادشاہ غیاث الدین بلبن رحمت حق میں واصل ہوا کیقباد بن ناصر الدین بغراخان جو اٹھارہ برس کا تھا اسکو بادشاہ معز الدین خطاب دیکر سریر سلطنت پر جلوہ گر فرمایا اور وہ بادشاہ فضیلت طبع اور بلاغت نظم اور مکارم اخلاق کے حلل سے آراستہ اور حسن یوسفی اور طلعت خورشیدی اور علو نسب میں پیراستہ تھا کیونکہ واسطے کہ ناصر الدین بغراخان سلطان شمس الدین التمش کی دختر سے متولد ہوا اور وہ خود دختر سلطان ناصر الدین محمد بن شمس الدین التمش سے تھا پس ناصر الدین محمود جد مادری اور غیاث الدین بلبن جد پدری ہوتا ہے جیسا کہ امیر خسرو نے اسکی مدح میں فرمایا ہے **نظم** شمس جہانگیر جد مادریش ✧ ناصر من شمس جد دیگریش ✧ ناصر حق شاہ فرشتہ سرشت ✧ خوے خوشش نسخہ باغ بہشت ✧ جد سوم شاہ غیاث الامم ✧ حاکم فرمان زعرب تا عجم ✧ ہر سہ جدش کعبہ ارکان جود ✧ کردہ و عالم سہ جدش را سجود ✧ اور اپنے جد بزرگوار کی آغوش عطوفت میں پرورش پائی اور معلمان نیک سیرت اور مودبان پاک خصلت ہمیشہ اسپر موکل رہے اور انکے قبض تربیت اور اثر خوف سے لذات و شہوات نفسانی کے گرد نہ پھرتا تھا اور اوقات عزیز اُسکے لکھنے پڑھنے میں صرف ہوتی تھی اور جب اقبال یاور ہوا تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر مطلق العنان ہوا بمقتضائے ہوائے جوانی ایسا جادہ ہوا پرستی میں قدم رکھا کہ مباشرت قمر عذاران سیمین اندام اور مخالطت پری پیکران مشکین فام کو مادہ حیات سمجھ کر عمر عزیز رائگان کرتا اور مطربون اور مسخرون اور نشاط انگیزون اور عیش جویون کے بازار نے ایسا رواج پایا کہ ہر کوچہ میں ایک چہچہی بیکرا اور ہر گوشہ بام پر ایک غزلخوان اور سرود گو ظاہر ہوا چونکہ بادشاہ نے یہ شیوہ اختیار کیا ملوک اور خواتین بھی عیش و عشرت میں مصروف ہوتے اور شہر کے رئیس و رباشندے کیا عورت کیا مرد کیا بوڑھا کیا جوان بادۂ عشرت سے بیہوش ہو کر کوچہ و بازار میں غزلخوان پھرتے تھے اور تکلیف تکالیف میان سے دور ہوئی اور قاضی اور محتسب نے شیوہ رندان عشرت پسند کا قبول کیا اور ارباب نشاط اور مسخرے ہند کی متاع نقد جانس کی فراوانی سنکر اطراف و جوانب سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان معز الدین کیقباد نے کیلوکھری میں دریائے جون کے کنارے ایک قصر عالی اور باغ شاہانہ تعمیر کر کے دار السلطنت بنایا اور اپنی مجلس خوبرویان خوشخو اور مصاحبان بذلہ گو سے ملو کی **نظم** قصر نکو یم کہ بہشتی فراخ ✧ رفتہ طوبی در او را شاخ ✧ طاق بلندش بفلک گشتہ جفت ✧ حال او شد فلک اندر نہفت ✧ چون کرہ گرد جہان شد عیان ✧ قصر بود از زآب روان ✧ ہمچو در سر بیشہ سفالی ثنایہ ✧ آبے رو عکس تما اور آب ✧ شہ چو دران خلد برین جلسے کرد ✧ خرم و خوشدل لبطرب اے کرد ✧ سلطان کا مکار ایک لحظہ بے عیش و کامرانی تنگدل رہتا تھا روز و شب لہو لعب میں صرف کرتا تھا ملک نظام الدین جو داماد اور بھتیجا ملک فخر الدین کوتوال کا تھا سلطان کے پاس نہایت تقرب پیدا کر کے وکیل مطلق ہوا اور امور شہریاری و جہانداری کی پرداخت اُسکے متعلق ہوئی اور ملک قوام الدین علاقہ جو بے نظیران زمانہ سے تھا نائب وکیل ہوا اور جمیع امرا اور مقربان اور ملازمان سلطان اُس قصر کے حوالی میں مکان تعمیر کر کے یہ بھی استیعاب لذات بو جہ اتم کرتے تھے اور شراب کی قیمت ایک سے دس حصہ زیادہ ہوئی ارباب طلب کسی کے ہاتھ نہ آتے تھے اور مسجدیں نمازیون سے خالی ہوئیں میخانے معمور اور آباد ہوئے اور جب کیقباد جمشید منش کے عیش طرب او بیخبری اسکی امور جہانداری سے حد سے گذری ملک نظام الدین کو ہوس بادشاہی کی کہ ہرگز مناسبت اُسکے حال سے نہ رکھتی تھی سر میں پڑی اور اسباب رہین فکرون تدبیر کر کے اپنے دل میں کہتا تھا کہ ناصر الدین بغراخان جو حکومت لکھنوتی پر قانع ہے اور سلطان معز الدین کیقباد عین بیخبری میں ہے اگر کچھ ہے تو کیخسرو ہے اول اسکا علاج چاہیے تاکہ

اسکے بعد سلطان معز الدین کیقباد کو سہل ترین وجہ سے درمیان سے اٹھا کر تاج شاہی سر پر رکھنا ممکن ہو پھر نہایت پرکاری اور مکاری سے سلطان معز الدین کیقباد کے ملوک و خوانین سے بنیاد خصومت کی ڈالی اور یہ لوگ جو اسکے تسلط و ہوشیاری و تقرب سے ہراسان ہوکر جمیع امور میں اسکی رضامندی حسب ظاہر منظور رکھتے تھے اور ملک نظام الدین انہیں صمیم قلب سے اپنا مطیع اور فرمانبردار تصور کرکے تمہید مقدمات و قمع کیخسرو میں مشغول ہوا اور تاریخ حاجی محمد قندھاری اور فتوح السلاطین میں کہ عصامی نام ایک شاعر نے احوال سلاطین دہلی کا نظم کیا ہے مذکور ہے کہ کیخسرو ملتان میں خبر جلوس اپنے چچیرے بھائی اور ملک نظام الدین کے غلبہ اور اسکی عزیمت کی سنکر تیمور خان مغل سے جو غزنین میں رہتا تھا رابطہ آشنائی اور دوستی کا درمیان میں لایا اور اسنے بطلب کمک و امداد تسخیر دہلی کیواسطے کرکے غزنین کیطرف روانہ ہوا تیمور خان کو جیسا کہ اسنے اپنے دلمیں تصور کیا تھا ویسا نہ پایا بلکہ اپنے اعزاز و اکرام میں فرق پایا اس وجہ سے کیخسرو دلگیر ہوا اور چند روز کے بعد غزنین سے عازم مراجعت ہوا اور ایلچی سلطان معز الدین کیقباد کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مجھے تیری اطاعت اور فرمانبرداری سے چارہ نہیں ہے اور میں بیقین جانتا ہوں کہ تو مجھپر بہ نسبت کمال شفقت و محبت مبذول فرماتا ہے لیکن بعضے اہل غرض سے کہ تمام فساد اور عناد میں ہیں اور ہر لحظہ خاطر اشرف کو مجھسے منحرف کرتے ہیں اگر وہ جاے پدر مجھے تفویض فرمائیں اور مجھے بھی ایک دولتخواہوں سے شمار کریں عالم مروت اور دوست نوازی سے بعید نہوگا سلطان معز الدین کیقباد نے درجواب فرمایا کہ میں تجھے زیادہ تر عزیز نہیں رکھتا گذرا جو کچھ گذرا آیندہ چاہیے کہ کسی سبب کے وغدغہ کو اپنے دلمیں راہ نہ دیکر میرے پاس آ تو زبان بدگویوں کی کوتاہ ہوے اور میں تجھے نہایت تعظیم و تکریم سے ملتان روانہ کروں کیخسرو دارالملک دہلی میں گیا اور ملک نظام الدین نے جو سوداے خام سے مقام استیصال خانوادہ بلبنی میں تھا ابواب مکر و حیلہ کھولکر سلطان معز الدین کیقباد کی خاطرنشان کیا کہ کیخسرو تیرا شریک ہوا اور وہ صفت بادشاہی اور صفت ولیعہدی میں آراستہ اور فلان فلان اس سے خط و کتابت رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تجھے تخت سے اتار کر اسے سریر جہانداری پر متمکن کریں سلطان معز الدین کیقباد نے شراب کے نشہ میں فی الفور یہ بات قبول کرکے کیخسرو کے قتل کا حکم صادر کیا اور ملک نظام الدین نے اسی وقت اپنے اعوان و انصار سے اثناے راہ یعنی قصبہ رہتک میں کیخسرو کو مع جمیع جان نثار اور دولتخواہوں کے شربت شہادت چکھا کر روضہ رضوان کا راہی کیا اور اسی طرح سے خواجہ خطیر کو جو وزیر سلطان تھا متہم کرکے گدھے پر سوار کرکے مشتہر کیا اور فضیحت و رسوائی تمام سے شہر بدر کیا اور جماعت بلبنی جن کو اتفاق کیخسرو سے متہم کیا تھا مقتول کیا اور انکی لاشیں دریا میں ڈالیں امرا اور ملوک کو نظام الدین کا جو خوف متمکن ہوا تھا نہایت مضبوط ہوا اور خلائق زیادہ تر رجوع ہوئی اور اسوقت لشکر مغل کے لاہور آنے کی خبر پہونچی اور ملک باربیگ برلاس اور خان جہان انکے دفع شر کیواسطے تعین ہوئے دور اطراف لاہور میں مقابلہ صعب واقع ہوا اکثر مغل قتل ہوئے اور ایک جماعت کو دستگیر کرکے دہلی میں لائے اور ملک نظام الدین پھر حیلے کے درپے ہوا ایک روز سلطان سے عرض کی کہ امراے مغل جو سلطان بلبن کے عہد سلطنت میں ہندوستان میں آکر نوکر ہوے ہیں سب ایک جنس ہیں اور چشم سہبت رکھتے ہیں اگر متفق ہوکر تیری نسبت کوئی مکر و حیلہ خیال کریں علاج دشوار ہووے اور ایسے کلمات مزخرف سے سلطان کو انکے قتل پر آمادہ کیا یعنے امراے مغل کے قتل کی رخصت حاصل کی اور سب کو ایک روز میں دستیاب کرکے تیغ بیدریغ سے انکا خون بہایا اور خانمان انکا برباد کیا اور بعضے ملوک بلبنی کو بھی جو امراے مغل سے قرابت اور صداقت رکھتے تھے محبوس کرکے حصاروں سے دور دست میں بھیجا اور خانوادہاے قدیم کی خرابی سے کچھ اندیشہ نہ کیا اور ملک نظام بیگ امیر ملتان اور ملک ترکی حاکم لاہور کو جو امراے کلان پادشاہ غیاث الدین بلبن سے تھے اپنے مکر و حیلہ ذاتی سے انکو درمیان سے اٹھایا اور سلطان کو اسنے ایسا اپنا مسخر کیا کہ جو شخص از روے اخلاص و دولتخواہی کے

شمہ بد اندیشی اسکی سلطان سے معروض کرنا سلطان فوراً وہ بات ملک نظام الدین سے کہتا اور اس شخص کو گرفتار کرکے اسکے سپرد کرتا اور ملک نظام الدین کی زوجہ جو ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال کی بیٹی تھی وہ حرم سلطانی میں نفوذ اور غلبہ تمام پیدا کرکے سلطان کی مادر خواندہ یعنی منہ بولی ماں ہوئی اور امرا نے اس طور کے مشاہدہ سے قہرمان تدبیر سے آپکو اسکے حلقۂ حمایت میں ڈالا اور بلطائف الحیل اسکا شر اپنے سے دفع کرتے تھے اس حیثیت سے اسکی درگاہ جائے رجوع خاص و عام ہوئی اور درگاہ معزی کی رواج و رونق شکست ہوئی اور ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نے کہ عمر اسکی نوے برس کی ہوئی تھی جب ملک نظام الدین کے خیال باطل اور اسکے نخوت اور غرور پر اطلاع پائی اسے تنہائی میں طلب کرکے ہر چند چاہا کہ دلائل و براہین عقل سے خیال فاسد اسکے سر سے بیخ سے دور کرے فائدہ نہوا اور خام طبع کوتہ اندیش متنبہ نہوا اور جواب میں بولا کہ جو کچھ ملک فرماتا ہے تمام صواب ہے اور اسکے خلاف خطا لیکن جو خلق کو میں نے دشمن کیا ہے اور سب جانتے ہیں کہ میں کس کام میں مشغول ہوں اگر اب ہاتھ اس داعیہ سے باز رکھونگا لوگ مجھسے دست کش نہونگے ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال لفظ یا کرکے اس سے بیزار ہوا اور یہ بات حبیب کا بیرا اور معارف نے سنی شتاب خوان ہوئے عاقبت اندیشی اور سلامت جوئی ملک الامرا فخر الدین کوتوال کی سب پر ظاہر ہوئی اور ناصر الدین بغرا خان نے لکھنوتی سے خبر غفلت پسر اور غلبہ ملک نظام الدین سنکر مکتوبات نصائح آمیز بیٹے کو تحریر کیے اور رمز و اشارہ حریف و غلی کے اندیشہ سے اپکار کیا لیکن سود مند نہوا اور جب سمجھا کہ بنا خلاف صلاح پذیر نہیں ہوا اور احوال اسکا وضع جہانداری کے خلاف ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے فوت ہونے سے دو برس کے بعد ملک دہلی کے انتزاع کے قصد میں فوج کش ہو جیسا کہ مثنوی قران السعدین میں امیر خسرو فرماتا ہے نظم یافت خبر خسرو مشرق پناہ ۔ ناصر حق وارث این تختگاہ ۔ کافسر اپسر باز گشت ۔ وین شرف از رہ بہ پسر باز گشت ۔ چشم بسر کرد علم کرشنہ ساختہ کین شدہ لشکر کشید ۔ تند چو باد آمد ازان خارزار ۔ از پی گلگشت بسوے بہار ۔ سلطان معز الدین کیقباد نے جب خبر توجہ پدر بزرگوار اور اسکا پہونچنا بہار میں سنا وہ بھی سامان حرب و ضرب درست کرکے افواج کثیر سے اس حدود کی طرف متوجہ ہوا اور عین گرمی میں آب گنگ کے ساحل پر پہونچکر فروکش ہوا اور سلطان ناصر الدین نے یہ خبر سنکر بہار سے کوچ کرکے آب سرو کے کنارے نازل ہوکر نزول کیا نظم نصب شد اعلام شہنشاہ دہر ۔ بر لب کہکر بحوالی شہر ۔ کہکر ازین سوے ازان دو طرف ۔ وز طرف لشکر لب آورد کف ۔ بر تیغ ران مشرق از آشوب آب ۔ گشت چو روشن کرسید آفتاب ۔ بر لب آب آمدہ آراستہ صف ۔ تافت دو خورشید زہر دو طرف ۔ الغرض بعد حصول قرب جوار کے ناصر الدین بغرا خان ہمیشہ دہلی سے خاطر خالی کرکے طالب صلح اور ملاقات ہوا سلطان معز الدین نے ملک نظام الدین کے اغوا کے باعث اس نصیحت سے انکار کیا اور عازم جنگ ہوا اور اسکے بعد تین روز تک طرفین سے مراسلات جاری رہے ناصر الدین بغرا خان نے جو تیسرے دن اپنے دستخط خاص سے بہ ترقیم فرمایا کہ اے فرزند اشتیاق تیرے دیدار کا نہایت ہے اور تجھے اس سے زیادہ ترصبر کی طاقت تیرے فراق میں باقی نہیں رہا ایسا کر کہ یہ سوختہ آتش بے نصیبی کا تیرے وصال میں پہونچے اور حضرت یعقوب کے مانند ایک مرتبہ اور چشم زدہ رسیدہ طلعت یوسفی کے مشاہدہ سے روشن ہو تیری بادشاہی اور عیش و عشرت میں خلل نہوگا اور یہ بیت بھی اسمیں درج کی بیت گرچہ کہ فردوس نعیمے خوش است ۔ ہیچ بہ از لذت دیدار نیست ۔ چہ فزاید بیس سلطان معز الدین کیقباد اس گفتگو کے پڑھنے سے متاثر ہوا اور اپنے ارادہ سے ہٹکر مقام مصالحہ میں گیا اور باپ کی ملاقات کے واسطے جریدہ جانے پر آمادہ ہوا ملک نظام الدین مانع ہوا اور ایسا کیا کہ سلطان نے مع افواج اور دبدبہ بادشاہی کے بقصد ملاقات ساحل آب گنگ سے کوچ کیا اور جدھر کی طرف متوجہ ہوکر آب سرو کے کنارے وارد ہوا اور ایسا مقرر ہوا کہ واسطے حفظ مرتبہ شاہ دہلی کے ناصر الدین بغرا خان آب سرو سے گذر کرکے بادشاہ معز الدین کیقباد کے دیدار کو آوے اور ادب سے تعظیم دے اور بادشاہ معز الدین کیقباد تخت پر بیٹھا رہے بکر منحوث درگاہ نے ملاقات کیواسطے

ساعت مسعود تجویز کی ناصر الدین بغرا خان نے اسی ساعت کشتی پر سوار ہو کر پانی سے عبور کیا اور سلطان معز الدین کیقباد کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور خلوت خانہ میں اتر کر تین مقام میں تین مرتبہ زمین بوسی بجا لایا جب ناصر الدین بغرا خان نزدیک آیا سلطان معز الدین کیقباد بیتاب ہو کر تخت سے اترا اور باپ کے قدموں پر گرا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر ایک ساعت خوب بوسہ اور منہ پر ایک نے دوسرے کے دیئے اور دونوں بحر فیض ابر کی طرح زار زار روئے اور حاضرین نے بھی انکے مشاہدۂ حال سے اشک اپنی آنکھوں سے جاری کیے پھر باپ نے ہاتھ بیٹے کا پکڑ کر تخت پر بٹھا کر چاہا کہ میں تخت کے روبرو ایستادہ ہوں بیٹا تخت سے اتر آیا اور باپ کو تخت پر بٹھایا اور خود آگے اسکے مودب بیٹھا اور زر و نقرہ بیشمار نثار ہوا شعرا مدایح پڑھتے اور مطرب سرود گاتے اور چاوش اور نقیب جوش و خروش میں آئے اور اسوقت میں جو کچھ لوازم بادشاہی اور شرائط مجلس شاہنشاہی مشہور و معروف تھے بجا لائے اور مکالمہ اور محاورہ سے ایک دوسرا محظوظ ہوا ایک لحظہ کے بعد ناصر الدین بغرا خان اٹھا اور آب سے عبور کر کے اپنی بارگاہ میں گیا اور تحف و ہدایاے غریبہ اور تنقلات عجیبہ اور اطعمہ و اشربہ لطیف طرفین سے ارسال ہوئے اور دونوں لشکر کے آدمیوں کو حکم ہوا کہ ایک دوسرے کے مکانوں میں آمد و شد کریں اور از روے یگانگی سلوک کریں اور ناصر الدین بغرا خان چند روز متواتر اپنے فرزند کے مکان پر آکر انہیں مجلس صحبت گرم کرتے تھے اور ایکدیگر بیکر عیش و طرب کی داد دیتے تھے چنانچہ مثنوی قران السعدین امیر خسرو اسکی تفصیل کی ناطق ہے اور جب وقت رخصت اور وداع کا قریب پہونچا ناصر الدین بغرا خان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ جمشید نے کہا ہے کہ جو بادشاہ کہ بقدر مال منال اسکے خزانہ میں نہو کہ دشمنوں کے غلبہ کے دن اپنے لشکر کی ساتھ اسکے مدد کرے اور بلاے قحط میں علیا کی دستگیری کرے اسکو دشمن کو شاہ جہان نہ کہنا چاہیے اور میں چاہتا ہوں کہ چند نصائح جو حال سلطنت کے لائق ہوں کہوں بادشاہ معز الدین کیقباد نے عرض کی کہ آپ میرے مہربان غمخوار ہیں میرے پاس کوئی ایسا نہیں جو مجھے خواب غفلت سے بیدار کرے آپ جو میرے حق میں بہتر سمجھیں مجھے اس سے متنبہ فرماویں تو میں اسے اپنا دستور العمل بناؤں اور اسکے خلاف روا نہ رکھوں ناصر الدین بغرا خان کا دریاے محبت پدری جوش میں آیا فرمایا کہ مجھے سفر دور دراز کھینچنے سے یہ غرض تھی کہ تیرے دیدار فائز الانوار سے اپنی آنکھیں روشن کروں اور اسکے بعد شرط محبت اور نصیحت بجا لاؤں اور تجھے خواب غفلت سے کہ لازمۂ جوانی اور دولت کا ہے بیدار کروں پھر خلوت کر کے فرمایا کہ ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو تیرے ملک کے عمدہ ہیں انہیں حاضر کر تو جو کچھ مجھے کہنا ہے انکے حضور میں کہوں ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ مجلس میں حاضر ہوئے اسوقت ناصر الدین بغرا خان نے از روے شفقت اور عطوفت فرمایا نصیحت پہلی اے فرزند جسوقت میں نے سنا کہ تو تخت دہلی پر متمکن ہوا میں نہایت خوشوقت ہوا اور میں سمجھا کہ ملک دہلی مجھے پہونچا لیکن جب میں نے حکایت تیری غفلت اور بیخبری کی سنی حیران اور ششدر ہوا کہ تو اتنا کیونکر زندہ رہا اور دو برس گذرے ہیں کہ میں تیری دلی تربیت میں مشغول رہتا ہوں اور ملک دہلی اور لکھنوتی کو معرض زوال میں دیکھتا ہوں بالتحقیق اسدن سے کہ میں نے سنا ہے کہ تو نے میرے پدر کے بندوں کو جو پروردۂ نعمت سلاطین مخلص اور خیر خواہ تیرے تھے ناحق قتل کیا اور انکے قتل کرنے سے دوسروں کا اعتماد تجھ سے بر طرف ہوا اب مجھے کسیطرح کی امید و توقع ملک میں نہیں اے فرزند جو کچھ میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں تو نہیں دیکھتا اور نہیں سنتا اسقدر اندیشہ کر کہ میرا بڑا بھائی جو جہانداری کے لائق تھا باپ کے جیتے حیات شہید ہوا اور فرزند اسکا جو سلطنت کا شایستہ اور قوت بازو تیرا تھا بدخواہوں کے کہنے سے تو نے اسکو قتل کیا اسی طرح تجھے بھی درمیان سے اٹھا دینگے ملک دہلی ایسے بد اصل کے ہاتھ آویگا کہ نام و نشان ہمارا روے زمین پر نچھوڑیگا اے فرزند اگر تو اپنے اوپر رحم نہیں کرتا اپنی اولاد اور اتباع پر ترحم کر اور آپکو لہو و لعب میں مشغول نہ رکھ اپنا غم کھا اور یہ چند نصیحت کہ میں تجھے سناتا ہوں عمل میں لا پہلی نصیحت یہ ہے کہ اپنی جان پر رحم کر اور اپنے نفس کے معالجہ میں مصروف رہ

کہ تیرے چہرہ کا رنگ جو گلاب کے پھول سے زیادہ خوشرنگ اور سیراب تھا سونے اور ہلدی کے مانند زرد ہوا ازدیاد شہوت سے گویا لاغر اور ضعیف ہوا ہے آپکو روک اور گرد اسکے نہ پھر کسو واسطے کہ جب جان مین خلل واقع ہو لذات سے فائدہ کی امید نہ رکھنا چاہیے امیر خسرو فرماتا ہے ابیات نشاید بادشہ را مست بودن ٭ نہ در عشق و ہوس پیوست بودن ٭ بود شہ پاسبان خلق پیوست ٭ بود خطا باشد کہ باشد پاسبان مست ٭ شبان چون شد خراب از بادۂ ناب ٭ رمہ در معدۂ گرگان کند خواب ٭ در آن بیشہ کہ رسم ملک دارست ٭ ثبات کارہا در ہوشیاری ہست ٭ دوسری نصیحت یہ ہے کہ امرا اور ملوک کی خونریزی سے حذر کر تاکہ جو عہدہ داران باصلا تجھ پر رکھتے ہین زائل نہووے اور یہ مرد حاضر ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو پختہ کار اور صاحب تجربہ روزگار ہین تو دو شخص اور مثل انکے اور سے خوب سے انکے شریک کر اور ان چارونکو چار رکن دولت تصور کر اور جو کام یا مہم تجھے پیش آوے انکے اتفاق اور صلاح سے قبول فرما اور سر انجام کو پہونچا ایک کو دیوان وزارت دوسرے کو دیوان رسالت تیسرے کو دیوان عرض چوتھے کو دیوان انشا حوالہ کر اور چارونکو قوت برابر دے اگرچہ انکے مراتب مین باعتبار اعمال تفاوت ہو لیکن انمین سے کسیکو بقدر غلبہ نہ دے جو سرکشی اور طغیان کی ہیبت تک بخت خسپیدہ بیدار شدست ٭ دگر چنین کار دشوار نیست ٭ تیسری نصیحت یہ ہے کہ جب کسی امر بادشاہی کے کرنے کی ضرورت ہو چارون شخص کے حضور بیٹھ رو برو کہو لے اور انمین سے ایک کو اپنے اسرار سے ایسا محرم نکر کہ دوسرے رنجیدہ ہووین نصیحت چوتھی یہ ہے کہ نماز پنجگانہ ادا کر اور رمضان کے روزہ رکھے تو ان دونون امر حب العین کی برکت سے خذلان دنیا اور آخرت تیرے دامنگیر نہووین اور مین نے سنا ہے کہ کسی حیلہ سے علماے وقت نے تیری خوشامد سے روزہ ماہ رمضان مین کھانے کی رخصت دیکر کہا ہے کہ جو بردہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکین کو طعام دے کفارہ یعنی عوض روزہ کہا جیکا ہے تو ایسے عالمونکے قول و فعل سے ہاتھ دور رکھ اور مسائل دین کے علما طماع اور حریص سے کہ دنیا انکی معبود ہوتی ہے پوچھنا بلکہ مسائل دینی تو اس شخص سے استفسار کر کہ جو دنیاے دنی سے روگردان ہوا ہو اور اتباع دنیا دونون انکی نظر ہمت مین ذرہ سے بیقدر تر ہو نصیحت کرکے زار زار اور ہاے ہاے کر کے رویا اور اپنے دلبند کو گود مین لیکر وداع ہوا اور آغوش مین لیتے وقت اسکے کان مین آہستہ کہا کہ ملک نظام الدین کو جلد اپنے پاس سے دفع کر اسلیے کہ جو وہ فرصت پاویگا تجھے ایک روز بلکہ ایک ساعت زندہ نچھوڑیگا[12] یہ کہا اور روتا ہوا اپنے منزل مین گیا اور دو تین دن سے اُس دن خاصہ نہ تناول فرمایا اور اپنے محرمونسے کہا کہ آج مین نے فرزند اور ملک دہلی کو وداع آخری کی اور آل حال انکا ایسا ہے کہ سلامتی اپنی منحصر بادشاہان دہلی کی متابعت مین دیکھکر بادشاہ جلال الدین اور بادشاہ علاء الدین اور سلطان قطب الدین سے اظہار اطاعت کیا اور چتر اور خطبہ لینے سے دور کر کے مثل سایر امرا سلوک کیا سلطان تغلق شاہ جب دہلی سے بنگالہ کیطرف گیا ناصر الدین بغرا خان نے استقبال کر کے لوازم پیشکش پیش پہونچائے تغلق شاہ نے ترحم فرما کر پھر ولایت لکھنوتی باضافہ کورو بنگالہ اُسے عنایت فرمائی اور دوبارہ چتر اور دور باش دیکر اسکی تعظیم مین کوشش کی الغرض اسکے بعد بادشاہ معز الدین کیقباد وقت پدر سے جدا ہو کر وداع ہو دہ سے دہلی کیطرف رخصت فرمائی اور چند روز پاس نصائح پدر کر کے اور لوگونکی شرم و حیا کا ملاحظہ کرکے اپنے تئین عیش و طرب سے باز رکھا لیکن جو آوازہ بادشاہ کی مجالس جشن کا اطراف و اکناف عالم مین پہونچا تھا گروہ ارباب نشاط شیرین کار اور ظریفان روزگار ہر دو گاہ مین آئی تھین اور ہر روز اپنے تئیکو آراستہ کر کے از ابتغاء صحبت ہو کے گرد و پیش اسکے اپنے تئین جلوہ دیتی تھین اور ملازمت کا انتظار کھینچتی تھین سلطان جو عاشق اس گروہ کی صحبت اور شیدا اس جماعت کا تھا شوق و ولولہ نے جوش مارا بے اختیار زور دیدہ نگاہ رخسار نازنینون پر کرتا تھا اور گوشۂ چشم سے ایک التفات انکے حال پر فرماتا تھا ناگاہ بولی بچہ کہ آہنگ و تنگ مین سردار نازنینان اور پری رویان تھا کلاہ مکلل سر پر اور قباے زرنگار در بر اور پٹکہ مرصع بکمر

اور اسپ عراقی پر سوار ہو کر ہنگام کوچ باصد کرشمہ و ناز چتر سلطانی کے مقابل آیا اور سر راہ سے عجب رعنائی سے عربی کی ایک نوع
کے ساحری کرنا چاہیے ظاہر کیے اور یہ بیت با آواز خوش پڑھی بیت گر قدم بر چشم ما خواہی نہاد ٭ دیدہ در رہ می نہم تا می روی
اور اسکے لیے عرض کیا کہ مطلع اس غزل کا اس حالت میں مناسب ہے نزدیک تھا ہون لیکن سوء ادبی سے نہیں پڑھ سکتا سلطان نے فرمایا
پڑھو اور مت ڈر اسنے پڑھا بیت سرو شمشاد لہجہ امیروی ٭ نیک بد عہدی کہ بے ما میروی ٭ سلطان اُس نے پیکر کے مشاہدہ جمال
اور ملاحظہ حرکات و سکنات سے حیران رہا اور طیلسان عشق کے دوش پر ڈالی اور بستان صنم پرستی دوبارہ بلند کر کے باب نصائح مسدود
فراموش کیں اور بے اختیار راہ میں ایستادہ ہو کر اُس نو چشکن سے ساتھ اس بیت کے ہمزبان ہوا بیت فغان کین لولیان شوخ و شیرین
کار شہر آشوب ٭ چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را ٭ اور کمال بیطاقتی سے گھوڑے سے اُترا اور اُسمقام میں منزل کی اور مجلس
آراستہ کر کے اس رشک خوبان طرازی کی تماشی اور بازی میں مشغول ہوا اور یہ بیت زبان پر لایا بیت شب ٭ مو قد بکنم از سیم تار شاہدان
با مدادان روے ساقی بازور کار آوردہ ٭ اور اُس شوخ برہمن دین نے جب یہ بیت شاہ کی زبانی سنی فی البدیہہ یہ بیت پڑھی بیت
غمزہ زاہد فریبم عابد صد سالہ را ٭ سوے پیشانی گرفتہ پیش خمار آوردہ ٭ سلطان نے تیزی فہم اور جودت طبع اور تکلم تمکین سے اسکے ازور
حیران ہو کر اُسی کو ساقی بنایا اور لولی بچہ نے شرائط تواضع بجا لا کر یہ بیت پڑھی بیت ما اگرچہ کہ خوب تر زمائیم ٭ ہم بندہ بندگان شاہیم
یہ کہا پھر جام شراب پرتکالی سے لبریز کر کے سلطان کے ہاتھ میں دیا سلطان نے اُسکے دست نازنین سے لیکر از راہ شیفتگی یہ ابیات
پڑھیں نظم قدح چون دور من آید بہ نزدیکان مجلس دہ ٭ مرا بگذار تا حیران بمانم چشم ساقی را ٭ اگر ساقی تو خواہی بود ما را یکہ میگویند
کہ مے خوردن حرام است ٭ یہ کہا اور پیالہ نوش فرمایا اور امرا اور ملوک بھی اپنے منازل میں مجالس عشرت آراستہ کر کے لہو و لعب
اور طرب میں مصروف ہوئے دوسرے روز سلطان نے وہانسے کوچ کیا اور منزل بمنزل مجلس جشن آراستہ اور عیش و
طرب کی دیتا تھا یہانتک کہ دہلی میں پہونچا اور قصر کیلوکھری میں نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور اہل شہر اسکے آنے سے
شاد ہوئے اور جشن کیے اور شہر آیین بند کر کے قبے آویزان کیے اور سلطان نے عالم جوانی میں شیوہ ناپسندیدہ ہوا پرستی کا ہاتھ
سے پچھوڑا بدستور سابق شرب خمر اور اختلاط گلعذاران میں افراط کرتا تھا اور خلقت بیباکی اپنا شعار کر کے ہر کوچہ اور محلہ میں
علانیہ اور آشکارا شراب خواری کرتی تھی اور صحبت گرم رکھتی تھی اور غم و اندوہ خلائق کے دل سے رفع ہوا شاید غفلت نے ملک
عقل کو تسخیر کیا اور جب چند مدت اس طریقہ پر گذری سلطان بیمار ہوا اور کثرت جماع اور مداومت شراب سے ضعیف اور لاغر ہوا
اس درمیان میں باپ کی نصیحت یاد آئی چاہا کہ اپنے بیم گزند سے ملک نظام الدین کو درمیان سے اٹھا دے اور چونکہ صاحب
لشکر کا ساتھ مکابرہ کے پیش آیا اور یہ فرمایا کہ تو ملتان میں جا اور وہاں کے مہمات کو انجام دے ملک نظام الدین سمجھا کہ بادشاہ میرے
دفع کا ارادہ رکھتا ہے وہاں کے جانے میں تعلل کر کے عذر لایا اور مقربون نے جب سلطان کے انحراف مزاج سے آگاہی پائی
اور ہمیشہ اسکی ہلاکت کے خواہان تھے بادشاہ کے حکم سے نظام الدین کو زہر دیکر ہلاک کیا اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک یغرش
خلجی کو جو نائب سامانہ اور سر جاندار درگاہ تھا سامانہ سے طلب کر کے خطاب شائستہ خانی دیا اور عارض ممالک کر کے اقطاع برن اس
کو دیے اُسوقت میں بادشاہ کے مزاج میں انحراف اور فتور زیادہ راہ پاکر ساتھ لقوہ اور فالج کے منجر ہوا اور صاحب فراش ہو گیا اور
کام سے عاجز ہوا اور اہل صاحب شوکت کو سلطنت کی آرزو ہوئی ہر ایک سر میں ایک سودا اور ہر ایک دل میں ایک تمنا ظاہر
ہوئی اور بحال الوقت اتفاق کر کے کیومرث پسر بادشاہ معز الدین کیقباد کو جو تین برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور بادشاہ
شمس الدین خطاب کر کے تخت پر بٹھایا اور دو فرقہ ہو گئے ایک فرقہ خلجی اور یہ تمامی ہمراہ ملک جلال الدین فیروز ہو کر بہادر پور میں پیش کش ہو گئے

اور دوسرے فرقہ اتراک نے کیومرث کو اپنے ہمراہ رکھکر ملک ایتمر کجن اور ملک ایتمر سرخہ کو سرگروہ کرکے چبوترہ ناصری
مین نزول کیا اور بادشاہ معز الدین کیقباد قیصر کیلوکہری مین بیمار اور بیتاب ساتھ ایک جماعت اطبا کے رہتا تھا اور ایسے تفوت
مین اکثر فساد درمیان مین آتے ہین اور اتفاق اور اتحاد گوشہ مین پوشیدہ ہوکر عزیز الوجود ہوتا ہے خواہین ترک نے آمادہ کیا
کہ جو کیومرث ہمارے ہاتھ مین ہے ملک جلال الدین اور تمام امرائے خلج وغیرہ کو کہ اصل فتنہ کے ہین بیخ و بن سے استیصال کرکے مہمات سلطنت کو
ہم ترک باہم انجام دینگے اور بیگانہ کو درمیان مین مداخلت نہ دینگے اور تذکرہ انکے نام تحریر کیا اور آغاز تذکرہ مین نام جلال الدین خلجی تھا
جب ملک جلال الدین اس بات سے آگاہ ہوا اپنے حفاظت مین پڑا اور امرا اور ملوک خلج کو جمع کرکے بعضے دیگر امرا کو بھی اپنے سے
متفق کیا اور اسی حال مین ملک ایتمر کجن سوار ہو تو ملک جلال الدین کو فریب دیکر بہادرپور سے لاکر اسکا کام تمام کرے ملک جلال الدین خلجی
جو اس اندیشہ سے آگاہ تھا جس وقت کہ ملک ایتمر کجن انکی مجلس کی ڈیوڑھی پر گھوڑے سے اترا اُسکے جامہ تن کو ٹکڑے ٹکڑے
کرکے دھجیان اڑادین نظم سر ایتمر چون جدا شد زتن ٭ بخروشید برآمد از انجمن ٭ بلے ہر کہ چاہ ہے کسی کیلئے ہمو اوفتد
اندران چہ فگندہ ٭ اور ملک جلال الدین فیروز خلجی کے فرزند کہ ساتھ شجاعت اور مردانگی کے اتصاف رکھتے تھے پانسو سوار اپنے ہمراہ لیکر
اور دوڑے کیومرث مین جاکر اتراک پر ہجوم لائے اور نہایت چستی اور چالاکی سے سراپردہ سلطانی مین داخل ہوئے اور بادشاہ شمس الدین
کو تخت سے اٹھاکر ہمراہ فرزند ملک الامرا ملک فخر الدین کو توال کے بہادرپور مین اپنے باپکے روبرو لائے اور ملک ایتمر سرخہ نے کہ تعاقب
کیا تھا شاہزادون سے راہ مین اس سے جنگ کرکے قتل کیا اور خواص و عوام دہلی کے جنکو بزرگی خلجیون کی مشہور اور ناگوار معلوم ہوتی تھی ہجوم
کرکے شاہ شمس الدین کی مدد کو اسطے شہر سے برآمد ہوئے اور بداؤن کے دروازے کے آگے جمعیت کرکے قرار دیا کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی
کے سر پر جاوین لیکن ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نے اپنے لڑکون کے سبب کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے پاس تھے عوام کو اس اراد
سے باز رکھا اور انکی جمعیت کو متفرق کیا اور اسی روز اکثر امرا اور ملوک ملک جلال الدین فیروز خلجی کے شریک ہوئے اور جلد بیعت کا
اپنے کانون میں ڈالا اور ملک جلال الدین فیروز خلجی نے ان ترکون کو جنکے باپ بادشاہ معز الدین کیقباد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے
قیصر کیلوکہری مین بھیجا انھون نے جاتے ہی بادشاہ معز الدین کیقباد کو کہ ایک رمق سے زیادہ دم باقی نہ تھا جامہ خانہ یعنی کمل مین لپیٹ کر
اور چند لاتین مار کر کام تمام کیا اور لاش جمنا کی لاش پانی مین ڈالی قطعہ نبایگاہ و قصر شاہ آمدہ بجون پدر کینہ خواہ آمدند ٭ بیک جا نجانہ
شاہ در اپیچ ٭ بیچ آن قوم وحشت گرا ٭ بکردند انکہ لکد مال زندہ ٭ فلک طرفہ بازی بحسبو محمود ٭ چنین بازی بسی گنبد نیلگون ٭ نیاید درین
دیر پیشہ رو فزون ٭ کند ناز شمان را بدست خسان ٭ کسان را کند ہمچنانا کسان ٭ سر تاجداران بخاک افگند ٭ تن سرکشان درمغاک
افگند ٭ از ان رو درین عالم بیوفا ٭ نہ بستند دل اہل ملک و لا ٭ سر از تاج شاہی و گردن کشی ٭ بکشیدند با صد رضا و خوشی ٭ بنہ امید
از عالم خاک شان ٭ زیبی زد و ران افلاک شان ٭ اُسوقت ملک جلال الدین فیروز خلجی نے اپنا نام سلطان جلال الدین رکھا اور
ملک چھجو کو جو بھتیجا بادشاہ غیاث الدین بلبن تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا ولایت کرہ اُسے جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا
اور اسی ساعت مین کہ جنکون نے پسند کی تھی شوکت و اقبال شاہانہ سے قصر معزی مین جو کیلوکہری مین بنا کیا تھا آکر
نزول اجلال فرمایا اور کیومرث کو درمیان سے اٹھاکر بفراغ خاطر حکومت مین اشتغال کیا اور بادشاہی ترکون
سے جو سلاطین غور کے غلام تھے سلسلہ خلجیہ مین منتقل ہوئی اور یہ واقعات اور حالات اواخر سنہ ۶۸۷ ھ چھ سو ستاسی
مین واقع ہوئے تھے مدت سلطنت معز الدین کیقباد کی تین برس کسری زیادہ تھی الابقاء للہ الملک المعبود ٭ ذکر سلطنت
جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی بادشاہی کا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین مرقوم کیا ہے کہ ایک

تواریخ معتبر میں میری نظر سے گذرا کہ گروہ خلج قلیج خان داماد چنگیز خان کی نسل سے ہیں اور قصہ یوں ہے کہ اسکی خاتون سے جو چنگیز خان کی
بیٹی تھی کچھ رنجش واقع ہوئی اور وہ چنگیز خان کے خوف سے مدارا اور ملایمت کے سواے کچھ علاج نرکھتا تھا اور ہمیشہ ایک نفر اور ایک
ملاذ ڈھونڈھتا تھا اور سنہ ۶۱۸ تک تھا بعد چند سے چنگیز خان نے ساحل آب سندھ پر پہونچکر سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب اور
منکوب کیا اور ایران اور توران کی مہمات سے فارغ ہو کر اپنے یورت اصلی میں بازگشت کی قلیج خان نے انہی ماتے میں غور و غرجستان
کے پہاڑوں پر ہو کر گذرتے وقت اسکا استحکام منظر غور اور لغمان دیکھا اور فرصت کیوقت چنگیز خان سے جدا ہو کر اپنے عزیزو اقارب سے
کہ تخمیناً تیس ہزار خانوادے تھے ان کوہستان مستحکم میں گیا جب چنگیز خان فوت ہوا کسی نے اسکے فرزندوں میں سے اسکی پروانگی اور
اسنے اس مقام میں سکونت اختیار کی اور صاحب اقتدار ہوا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی دہلوی اور سلطان محمود خلجی مندوی بنا قلیج خان
سے ہیں پھر تحریف پا کر خالج ہوئے اور کثرت استعمال سے الف کو بھی متروک کر کے خلج کہنے لگے اور بقول صاحب تاریخ سلجوقیان ترک بن یافث
کے گیارہ فرزند تھے ایک کا انہیں سے خلج نام رکھا اور اسکے فرزندان کو خلجی کہتے ہیں اور راقم کے نزدیک یہ قول اصوب تر ہے
اسکے واسطے کہ تبقریب بہت کتب تاریخ غزنویہ میں مذکور ہوا ہے کہ سلطان ناصر الدین سبکتگین اور سلطان محمود غازی کے بہت
امرا قوم خلج سے ہوئے ہیں اور یقین ہے کہ انکا عہد چنگیز خان کے عہد پر متقدم تھا اور ہوسکتا ہے کہ قلیج خان قوم خلج سے ہوا اور والد بادشاہ
جلال الدین فیروز شاہ دہلوی اور سلطان محمود مالوی کے اسکی اولاد سے ہوں القصہ بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ بہادر پور سے مع حرم غفیر اور
انبوہ خطیر سوار ہو کر قصر کیلوکھری میں داخل ہوا اور چند روز بادشاہ شمس الدین کو ہیولاے سلطنت رکھکر اسکی نیابت میں قیام کیا اور
اوائل سنہ ۶۸۸ چھ سو اٹھاسی ہجری میں جسے درمیان ستر برس کے سن میں قدم لباس شاہی پر رکھا شاہان سابق کے خلاف چتر سرخ
کو تبدیل کر کے سفید کیا اور صفت قہر و غضب کی ایکبارگی اپنے سے مسلوب کی بجاے حلم و لطف ہوا اور کبھی مور ضعیف کو نستایا اور چونکہ
مردم دہلی کا اعتبار نرکھتا تھا اسواسطے شہر کیلوکھری میں سکونت کی اور عمارات ناتمام معزی تیار کروائیں اور ایک باغ عمدہ برساحل جون
پر تیار کر کے ایک قلعہ سنگ اور شہر سے بنا کیا اور امرا اور اپنے معارف درگاہ کو عمارت بنانے کی تاکید بلیغ فرما کر سجے دربار بازار کی بنیاد ڈالی
اور اس شہر کو شہر نو موسوم کیا لیکن رفتہ رفتہ جب دہلی خراب ہوئی شہر نو ساتھ دہلی نو کے مشہور رہا امیر خسرو نے اس حصار کی تعریف میں
بہت ابیات موزوں کی ہیں انہیں سے ایک یہ بیت ہے ؎ بیت شاہا در شہر نو کردی حصارے ٭ کہ رفت از کنگرہ تا تیر سنگ ٭
اور ابتداے جلوس میں ضبط ولایت اور رتق و فتق مہمات مملکت میں مشغول ہوا پہلے اپنے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے بھتیجے کو
کہ جسکا نام ملک چھجو بن کشلیخان ایک تھا ولایت کڑہ دیکر روانہ کیا اور اپنے بھائی کو منصب عرض ممالک اور خطاب یغرش خان
کے ساتھ اختصاص بخشا اور اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خانخاناں کا خطاب دیا اور منجھلے فرزند کو ارکلیخان اور چھوٹے بیٹے کا قدرخان
نام رکھا اور ہر ایک کو ایک ولایت ولایات ہندوستان سے عنایت فرمائی اور ایک درگاہ انکے واسطے ظاہر کی اور اسیطرح سے
اپنے بھتیجوں علاء الدین اور الماس بیگ کو کہ آخر خطاب الغخان پایا اور انکا باپ شہاب الدین مسعود نام رکھتا تھا تربیت
کر کے علاء الدین کو امراے بزرگ سے اور الغخان کو آخر بیگ کیا اور ملک احمد حبیب بھانجے اپنے کو باربک اور ملک خرم کو
وکیلدر اور خواجہ خطیر کو وزیر الممالک اور ملک الامرا ملک فخر الدین کو کوتوال کیا اور جب حکایت خدا پرستی اور حلم و حیا اور
عدل بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی منتشر ہوا اعیان اور معارف دہلی کہ جنہوں نے ساٹھ برس سلاطین اتراک کی خدمت
کی تھی اور خدمت خلجیہ سے ننگ و عار رکھتے تھے دل انکی سلطنت پر رکھکر نئے شہر میں آئے اور اسکی بیعت کا حلقہ بیعت گوش میں ڈال
کر کے ملازمت اختیار کی اور اسکے بعد کہ درمیان خاص و عام کے ایک سکونت اور ایک آرام ظاہر ہوا بادشاہ پورے دبدبہ اور شکوہ کے ساتھ

افواج بحر امواج ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر دہلی کہنہ کی طرف متوجہ ہوا اور جب دولتخانہ میں وارد ہوا دو رکعت نماز شکرانہ ادا
کر کے تخت سلاطین ماضیہ پر اجلاس فرمایا اور آواز بلند سنایا کہ میں شکر الٰہی کے ذمہ سے کیونکر باہر آسکوں کہ میں نے جس تخت کے
آگے برسوں سر زمین پر رکھا تھا اب قدم اسپر رکھکر امر سلطنت پر قیام کیا اور وہ یار کہ جو مجھسے کہیں بہتر اور افضل تھے دست بستہ میرے
روبرو ایستادہ ہیں پھر وہانسے برخاست کرکے سرخ محل جو خاص محل بادشاہ غیاث الدین بلبن کا تھا گیا اور نگاہ میں برسم قدیم
گھوڑے سے اترا ناگاہ ملک حبیب نے عرض کی کہ جو کوشک سلطان ہے ہر آپ کسواسطے خانہ زین سے اترے سلطان نے ارشاد کیا
ہر حال میں عزت اپنے ولینعمی کی نگاہ رکھنا واجب ہے ملک حبیب احمد نے گذارش کی سلطان کو اس محل میں جو دار الامارت ہے سکونت
کرنا چاہیئے سلطان نے جواب دیا کہ اس محل کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے ایام جوانی میں بنیاد کیا تھا اس قصر کی مالک اسکی اولاد ہے
اور میرا اسمیں کچھ حق نہیں ملک احمد نے کہا کہ امور ملکی میں اسقدر تقید اور احتیاط گنجایش نہیں رکھتی سلطان نے فرمایا میں مصلحت جہاند
روشہ کیواسطے قواعد اسلام سے کیونکر باہر جاؤں اور نفس الامر کے برخلاف ایک کام کرنا ہیبت کیا عقل یا شرع دونوں کی رو سے
کہ اہل خرد دین بدنیا دیدہ پھر پیادہ لعل محل کے اندر جا کر جن مقاموں میں کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن بیٹھتا تھا حفظ مراتب اور
پاس حرمت کے سبب سے اس مکان میں نہ بیٹھا اور صفہ میں کہ مخصوص امرا کے واسطے تھا جلوس فرمایا اور سبکو مقربوں اور بندوں کو نصیحت
فرمایا کہ اے محسنو اور اے ہمسرو کا خانہ برباد ہو جو کہ انہوں نے قصد میری ہلاکی کا کیا اور میں جان کے خوف سے ترک لباس اور مذہب کا
وگرنہ میں کہاں اور کہاں بادشاہی مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ولقبہ حجر کو خاقانی اور ملکی میں لغو اعتبار سمجھا تھا اب
متحیر ہوں کہ انجام میرے کام کا کیونکر ہوسکے باوصف عظمت اور ہیبت بادشاہ غیاث الدین بلبن اور درازی اور نگار اور غلبہ
اعوان انصار کے سلطنت اسکے فرزندوں پر نہ رہی مجھپر کیونکر رہیگی اور خدا جانتا ہے کہ میرے بعد میری اولاد اور اتباع کی نسبت کیا
سانحہ گذرے گا اس صورت میں بعضے امرا حاضرین کہ عاقل اور صاحب تجربہ تھے اسکی باتوں سے متاثر ہو کر روتے تھے اور بعضے جو جوان
اور بیباک تھے سلطان کی مذمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مرد بادشاہ ہوا زوال ملک مال کے اندیشہ میں پڑا ہوا اور قہر و سیاست
جو لازمہ جہانداری ہے اس سے کیونکر شروع میں آویگا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی نے اس اور زوال کے بعد دہلی سے شہر میں آکر نشست
فرمائی اور جشن اور شادی بادشاہانہ کرکے ایک دختر اپنی کہ حسن و جمال میں نظیر عدیل نہ رکھتی تھی قطعہ زلفش خلاف قامت
خلاف زلفش و ضد میانش نشنیده ضد میان میانے دہان دہانش و دہن از لطف تا نشنیده از حرف او لبیش دہن خندہ
ملک علاء الدین کے ساتھ عقد مناکحت باندھکر سپرد کیا اور دوسری بیٹی الماس خان الغ خان سے تزویج فرمائی بادشاہ جلال الدین
فیروز خلجی حلیم و کریم اور طبع موزون رکھتا تھا اور صفت قدرشناسی اور راستی میں موصوف تھا اسکو عادت تھی کبھی کبھی تقصیر کا
اور جو کسی منسوب سے کوئی جرم وقوع میں آتا ہرگز ذلیل نکرتا بیت تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر
اور تعذیب اور تشدد اور طمع مال مردم میں کہ شیوہ جبار و متکبر ہے اپنی بادشاہت میں ہرگز بجا نلایا اور مجالس شراب میں
ساتھ اہل مجلس کے مصاحبانہ اور بے تکلف اختلاط کرتا اور نسبت مساوات کی مرعی رکھتا اور حریفان مجلس شراب سلطانی
ملک تاج الدین کوچی اور ملک فخر الدین کوچی اور ملک اعز الدین غوری اور ملک قوابیگ یغرش مقتول اور ملک نصرت
صباح اور ملک حبیب اور ملک کمال الدین ابو المعالی اور ملک نصیر الدین کہرامی اور ملک سعد الدین منطقی تھے کہ یہ لوگ لطافت
طبع اور حسن اختلاط اور شجاعت اور مردانگی میں اپنے عصر میں عدیل و نظیر نرکھتے تھے اور تاج الدین عراقی اور
امیر خسرو اور خواجہ حسن اور مؤید جاجرمی اور مؤید دیوانہ اور امیر ارسلان کلاہی اور اختیار الدین باغی اور باقی خطیب

سلک ندما میں انتظام رکھتے تھے اور ہر ایک علم اشعار و تاریخ دانی میں ممتاز تھے اور ہمیشہ مجلس بادشاہ کی غزلخوانان جادو نوا مثل امیر خاصہ اور حمید راجا و ساقیان ماہ رو مثل پسران حبیب سرخان نظام خریطہ اور مطربان بے بدل مثل محمد شاہ چنگی اور فتوحا [illegible] (امیر خان) اور بہروز سے آراستہ رہتی اور امیر خسرو ہر روز مجلس میں غزلیں تازہ لاتے تھے اور انعام و التفات سے بہرہ مند ہوتے تھے اور جن دنوں بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی میر جامداری سے عارض ممالک بادشاہ معز الدین کیقباد ہوا امیر خسرو کو نوازشوں سے ممنون فرما کر ملازم کیا اور مواجب خوب انکے واسطے مقرر کیا اور ملبوس خاص اپنا انہیں دیا جب بادشاہ ہوا اپنے مقربوں میں داخل کیا اور شغل مصحف داری اور منصب امارت و یکساتھ جامہ اور کمر بند سفید کے جو امراء کے واسطے مخصوص تھا اختصاص بخشا اور سال جلوس کے دوسرے برس ملک چھجو بھتیجے سلطان غیاث الدین بلبن نے باتفاق امیر علی میر جامدار حاکم اودھ کہ اسکو حاتم خان کہتے تھے ولایت کڑہ میں خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور چتر اپنے سر پر پھیر کر سلطان مغیث الدین نام رکھا اور سارے ملوک بلبنی کہ اسطرف جاگیر رکھتے تھے اور اس پار کے زمیندار اور راجاؤں نے اس سے موافقت کی اور لشکر بیشمار سوار اور پیادہ سے لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے سمع مبارک میں پہنچی اپنے فرزند ارکلی خان کو ساتھ افواج خلجیہ کے کہ شجاع زمین و بیشہ معرکہ ہیجا و [illegible] آبدار سے بیٹھے تھے ہراول کرکے پیشتر روانہ کیا اور خود پانچ کوس پیچھے سے مسافت قطع کرتا ہوا آہستہ آہستہ جاتا تھا یہانتک کہ ارکلی خان اور ملک چھجو مقابل ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے اور ظفر اور فیروزی ارکلی خان کے شامل حال ہوئی اور ملک چھجو نے راہ ہزیمت کیطرف متوجہ ہوا اور ارکلی خان نے تعاقب کرکے امیر علی میر جامدار اور ایک جماعت امرائے دولت بلبنی سے اسیر کرکے دو شاخے گردنوں میں ڈالکر اونٹوں پر سوار کر کے باپ کے پاس بھیجا جونہی بادشاہ جلال الدین کی نظر شتر سواروں پر پڑی آنکھ نیچی کرکے فرمایا یہ کیا قباحت اور قباحت ہے جو تمنے کیا مردم عزیز کو ساتھ اس وضع کے لائے یہ حکم دیا کہ انہیں جلد اونٹوں سے اتارو اور دو شاخے انکی گردنوں سے جدا کرو اور انہیں سے چند شخص جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کے نزدیک عزیز الوجود اور قدر و منزلت رکھتے تھے انکو حمام بھیجکر خلعتہائے خاص پہنا کر عطر ملوایا اور خود بارگاہ مجلس شراب آراستہ کرکے ان لوگوں کو عزت و تواضع سے بلا کر ہم پیالہ کیا اور ملاطفت و اقرار و ملاطفت متکاثر مبذول فرما کر کلام الفت آغاز کیے بیت بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اسا اور ہرچند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کرم اور مہربانی زیادہ تر کرتا تھا یہ نجابت انفعال سے سر نہ اٹھاتے تھے سلطان انکی تسکین خاطر کیواسطے فرماتا تھا کہ تمکو اسمیں کہ اپنے بادشاہ تمہارا تھا کہ میری مخالفت باعث شرمندگی ہو بلکہ وفاداری اپنے ولی نعمت کی بجا لائے اور چاہتے تھے کہ دولت بادشاہ غیاث الدین بلبن کے خاندان سے نہ جاوے نہایت نیکی ہے کہ جو ارادہ ازلی نے یہی تعلق پکڑا تھا کہ حکومت اس خاندان سے زائل ہو کر آخر میں مجھے پہنچے تمہاری کوشش نے نتیجہ اور فائدہ نہ بخشا تم وہی لوگ ہو کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں جو تھوڑی التفات میرے حال پر فرماتا تھا میں تمہیں سے التجا اور اعتبار اپنا جانتا تھا اور سر پر رہتا تھا اور ملک چھجو کو بھی جو [illegible] کے ساتھ پناہ لیگیا تھا گرفتار کرکے سلطان کے روبرو بھیجا اسکی بھی شاہ نے تعظیم و تکریم کی اور تحفہ میں بٹھا کر ملتان کے جاگیردار کے پاس روانہ کیا اور یہ حکم نافذ فرمایا کہ ملک چھجو کو مع اہل و عیال مکان خوب میں اتارو اور اطعمہ اور اشربہ اور اقمشہ اور سامان عیش و عشرت کا جو کچھ بادشاہوں کے لائق ہو مہیا رکھو اور انکی محافظت میں مصروف رہو اور انکی دلجوئی اور خاطر داری میں کسیطرح کی کمی نکرنا اور بالتیپ امرائے خلجی کو یہ نوازش کہ سلطان نے وارث مملکت اور سابق امرا کی نسبت مبذول فرمائی ناگوار ہوئی اور ایک گفتگو کی اور عرض کی کہ سلطان نے جو لطف ساتھ اس جماعت واجب القتل کے فرمایا روش جہانداری کے خلاف ہے اور فتنہ

جہانبانی کے منافی ہو خونریزی جو بادشاہ غیاث الدین بلبن سے اس قسم کے گروہ کے بارہ مین جیسی وقوع مین آئی خداوند عالم
نے معاینہ فرمائی اب مناسب دولت وہ ہی کہ سیاست اور خونریزی سے اس گروہ کو آپ معاف نرکھین اور ملک چھجو خان کو
اگر قتل کرین تو میل اُسکی آنکھ مین کھینچین تو دوسرے عبرت پکڑین جبکہ بادشاہ اسطرح کے آدمیون سے ایسی نوازش فرماوے گا تمام خلقت کو مخالفت
اور بغاوت کی ہوس ہوگی اور فساد برپا ہوگا اگر ہم اُنکے ہاتھ گرفتار ہوتے وہ نام و نشان خلجیون کا روے زمین پر نرکھتے سلطان
نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہی اور سب صواب اور موافق جہانداری کے ہی لیکن کیا کرون کہ مین نے عمر اپنی ستر برس مسلمانی مین بسر کی اور
کسی مسلمان کا خون نگرایا اب کہ ضعیف ہوا ہون اور عمر آخر کو پہونچی نہین چاہتا کہ خون مسلمانونکا گراکر صفت قہاری اور جباری کی اپنے اوپر
ثابت کرون اگر ہم اُنکے ہاتھ پڑتے اور وہ ہماری خونریزی کرتے اُسکی جوابدہی قیامت کے دن اُنکے ذمہ ہوتی نہ ہمارے اور برسون ہم سلطان
غیاث الدین بلبن کے نوکر رہے اور حقوق اُسکی نعمت کے ہماری گردن پر ہین آج کہ اُسکے ملک پر متصرف ہوا ہون اگر اُسکے اعوان
انصار کو بھی قتل کرون ایکبارگی دیدۂ مردمی پر خاک ڈالون اور مثل اُسکے اور بھی کلام درویشانہ اور صوفیانہ کہے آخر کو اُس مقدمہ مین بازی
کھاکر اُنکو تیغ ملامت کا کشتہ کیا اسواسطے کہ حکمانے کہاہی کہ بادشاہی دو رکن رکھتی ہی ایک لطف دوسرے قہر اور جس وقت کہ ایک مین
اُن دونون سے خلل پڑے بادشاہی زوال قبول کرے بیت تحمل کش ست اما نہ چندان شکیبائی خوش ست اما نہ چندان
سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے بعد واقعہ ملک چھجو کے جب بدائون سے دار الملک کیطرف مراجعت فرمائی ولایت کڑہ علاء الدین
خلجی کو دیکر اسطرف روانہ کیا اور تربیت سپاہ اور آبادی ولایت مین مصروف ہوکر صفت قہر کی جو لازمہ بادشاہی ہی ایکبارگی ہاتھ سے
دی اور صفت حلم و بے آزاری کو مرتبہ کمال مین پہونچایا اور جب یہ خبر جابجا لوگون نے سنی دزدان کراس مواس اور رہزنون اور
ڈکیتون تمام ممالک نے سر اُٹھاکر فتنہ و فساد شروع کیا اور جو جیا گا چورون اور ٹھگون اور رہزنون کو گرفتار کرلاتے تا قیدیون اور
مشائخون کیطرح اُنکو چوری اور اعمال ناشایستہ سے سوگند اور توبہ کراکے فوراً چھوڑدیتا تھا اس سبب سے خلجی جو عمدہ داران درگاہ تھے
مجالس اور محافل مین سلطان جلال الدین پر زبان طعن دراز کرکے ہر شخص کلام ناخوش مذکور کرتے تھے اور حریفان و رندان اگرچہ تقریبات
اُٹھاکر وہ باتین سمع سلطان مین پہونچاتے تھے لیکن وہ تغافل کرکے کہتا تھا کہ مست لوگ بہت بکتے ہین اُنکے قول پر مواخذہ نہ
پکڑنا چاہیے پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ مقربان سلطان کفران نعمت اپنے اوپر قرار دیکر بولے کہ سلطان جلال الدین ہرچند شجاع اور صف شکن
ہی اور مغلون سے چند مرتبہ لڑا ہی اب کہ وہ ضعیف اور ناتوان ہوا ہی شعر کہنے اور شعر سننے اور شطرنج اور نرد کھیلنے کے سوا
اُس سے کوئی کام ظہور مین نہین آتا ہی مناسب وہ ہی کہ ہم سب اتفاق کرکے اُسے معزول کرین اور ملک تاج الدین کوچی کو جو امرای
صاحب داعیہ سے ہی تخت سلطنت پر بٹھادین اور اکثر امراے خلج نے ایک روز ملک تاج الدین کوچی کے مکان مین مہمان ہوکر
مجلس شراب منعقد کی اور حالت مستی مین بولے بادشاہ جلال الدین سلطنت کے لائق نہین اس امر کا شایستہ ملک تاج الدین کوچی ہی اور تمام
مزخرفات مین مشغول ہوئے پھر ایک اُنہین سے بولا کہ مین باوصف نیم شکار ہونے کے بادشاہ جلال الدین کا کام تمام کرتا ہون دوسرا
دست بقبضہ ہوکر کہنے لگا کہ مین اس تیغ آبدار سے اُسے خیار کی طرح دو ٹکڑے کرتا ہون جب اس وضع مجلس شراب مین بادہ گوئی
حد سے زیادہ عمل مین لائے ایک اُنہین سے اُٹھکر باہر گیا اور اپنے تئین بلاتوقف سلطان کی خدمت مین پہونچاکر صورت حال تفصیل ظاہر
کی سلطان اُس مرتبہ اگرچہ دشنام دہی اور بیہودہ گوئی اُن دشمنون سے نہ آزردہ ہوا لیکن اُنکے اس ارادہ ناصواب سے نہایت
آزردہ اور بیطاقت ہوا اُسیوقت آدمی بھیجکر اس مجلس کے تمام اہلیون کو حاضر کیا اور ازروے اعتراض تلوار اپنی غلاف سے
نکالکر اُنکے روبرو پھینکدی اور فرمایا کہ یہ تلوار جو شخص تم مین سے دعوی مردی اور مردانگی کا کرتا ہی اُٹھالے اور مجھسے لڑے کہ مین تنہا

بیٹھا ہون تو معلوم ہووے کہ کام نمایان کسکے ہاتھ سے ظہور مین آتا ہے شنکران بیدولتون نے سر خجالت جھکایا اور گونگون
کے مانند خاموش ہو رہے اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے جبا زردہ ہو کے غضب انھین بہت لعنت ملامت کی پھر شعلہ غضب اُسکا
ساکن ہوا ایک مصاحب سلطان کا جسکا نام ملک نصرت تھا اور وہ بھی اس مجلس مین شریک تھا اسنے ہرزہ گوئی بہت کی تھی مگر وقت
ظرافت مین آکر بولا خداوند نعمت خوب جانتے ہین کہ مست حالت مستی مین جو کچھ منھ مین آتا ہے بکتے ہین اگر ہم تجھسے بادشاہ کو جو ہمین
فرزندون کی طرح پالتا ہو قتل کرینگے پھر مثل تیرے دوسرا بادشاہ کہان پائینگے اور جو تو بھی اس مستی مین ہمین مواخذہ کرکے ہلاک کریگا مثل
ہمارے مخلصان جان نثار کہان پاویگا سلطان ملک نصرت کے جواب سے متبسم ہوکر قہر و شدت سے باز آیا اور اپنے ہاتھ سے جام اُسے عنایت
فرمایا اور از روے نصیحت یارون کی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا اگر بجاے میرے دوسرا بادشاہ ہوتا تمکو بالضرور ہلاک کرتا مین اس سن مین
جباری و قہاری کہ لازم و ملزوم جہانداری اور شہریاری ہے اپنی نسبت قرار نہین دے سکتا ہون اور مقام جزا و سزا تمھاری مین
نہین آسکتا اور تمسے سواے میخواری اور قمار بازی اور بیہودہ گوئی اور شاہد بازی کے دوسرا فعل نہین آتا ہے تم کہان و رزم شکار
ڈالنا اور شمشیر کو کام فرمانا کہان خیر مین نے تمھارا گناہ بخشا اپنی جاگیرون مین جاکر ایک مدت وہان بسر کرو بیت ز خلق ارچہ آزادہ ہیم
بسے * نخواہم کہ آزردہ گردد کسے * کہتے ہین کہ جسوقت مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بادشاہ غیاث الدین بلبن کا جاندار
اور سمانہ کی نیابت پر مامور تھا مولانا سراج الدین ساوی جو شعراے وقت سے تھا اور ایک دیہہ دیہات سمانہ سے اپنی وجہ معاش
مین رکھتا تھا بادشاہ جلال الدین نے اور وظیفہ دارون کے مانند مولانا سراج الدین سے خراج طلب فرمایا مولانا نے اس امر
سے آزردہ ہوکر ایک مثنوی سلطان کی مدح مین کہکر عمال کی شکایت اُسمین درج کی اور ظاہرا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ
کثرت مشاغل کے سبب ساتھ مولانا کے نہ مشغول ہوا مولانا دل کوفتہ مجلس سے اُٹھا اور دوسری مثنوی سلطان جلال الدین
فیروز شاہ کی ہجو مین کہی اُسکا نام خلجی نامہ رکھا اور اس زمانے مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نیابت سمانہ رکھتا تھا خلجی نامہ مذکور جو
متضمن ہجو ہاے رکیک تھا سلطان کے پاس پہونچا مولانا سراج الدین نے اس خوف سے کہ بادشاہ انتقام کی فکر مین ہوگا سمانہ کی
استقامت چھوڑکر دوسری جگہ توطن اختیار کیا اور اسی عرصہ مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نے ایک دیہہ دیہات سندا ہرے کو
غارت کیا تھا اسوجہ سے سندا ہرے سلطان کے مقابل آیا اور سلطان کے چہرہ پر ایک ایسا زخم مارا کہ اثر اسکا تمام عمر باقی رہا تھا جب
سلطان سریر سلطنت پر متمکن ہوا مولانا سراج الدین اور سندا ہرے اپنے کام مین حیران ہوئے اور اپنے بخت ارجمند کی رہنمونی سے وہ دونون
پگڑی اپنی گردن مین ڈالکر درگاہ مین حاضر ہوئے سلطان کو جب خبر ہوئی فوراً انھین طلب کیا اور مولانا سے بغلگیر ہوکر انعام اور
خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور مواجب مقرر کرکے حکم دیا کہ تو مثل دوسرے مجرائیون دربار کے پیش تخت مجرے کیواسطے آیا کرے
اور سندا ہرے کو بھی نوازا از جملہ حکایات عجیبہ سے جو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی راستی پر دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ ایکروز اُس کی
خاطر دعا طر مین یہ خیال گذرا کہ جو ہمنے کئی مرتبہ کفار مغل سے غزا کی ہے اگر واعظ منابر مجھے ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ یاد کرین بعید نہوگا
اسواسطے ایکروز اُسنے یہ بات اپنی زوجہ ملکہ جہان سے کہی کہ جب ارباب علم و صدور اور قاضی کسی تہنیت کی تقریب مین حرم کے سراپردہ
پر حاضر ہون تو ایلچی اُنکے پاس بھیجکر یہ پیغام دینا کہ تم سلطان سے درخواست کرو تو اسی جمعہ کے روز منبر پر المجاہد فی سبیل اللہ خطبہ مین
پڑھین اتفاقاً اسی پانچ چھ روز کے عرصہ مین بادشاہ معز الدین کیقباد کی دختر کا کار خیر عروسی قدر خان سے ہوا علما اور صدور و قاضی
مبارکباد کیواسطے حرم کے دروازہ پر حاضر ہوئے ملکہ جہان نے مخدرا کی زبانی مقدمہ معہودہ سے پیغام دیا اُن لوگون نے اس بات کو پسند
کرکے عرض کی کہ سلطان نے بارہا کفار مغل سے جنگ کی ہے اُسے المجاہد فی سبیل اللہ خطبے مین کہنا جائز ہے لیکن جبتک کہ اور تائید کبار علما و فضلا

اور صدور وغیرہ ما ہین سلطان کی خدمت میں جاکر شرف دست بوس سے مشرف ہوئے قاضی فخر الدین ناقلہ کہ سرآمد علماے اس
عصر سے تھا ملتمس ہوا کہ صدور اور قضات اور جمیع علما سلطان سے التماس کرتے ہیں کہ سلطان نے جو کفار مغل سے جہاد کیا ہے
اسلیے نام نامی کیساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ منبرو پر یاد کرتے رہیں سلطان نے یہ حرف سنکر اشک آنکھوں سے جاری کیے اور کہا اے قاضی فخر الدین
ملکہ جہان نے میرے متعلقین سے تمھیں یہ پیغام دیا ہے لیکن میں جس سے یہ بات کہکر پشیمان ہوا اسواسطے کہ میں نے اپنے دل میں اندیشہ کیا کہ میں نے جو
اس میں اخلاص نیّات ملحوظ نہیں کیں جو رضاے خداے عزوجل اور طمع شہادت اور قصد بلند کرنے اعلام دین اسلام کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ غرض یہ بھی
کہ نام اور آوازہ میرا بلند ہووے یا میرا اعتبار اور عزت میرے مالک بادشاہ غیاث الدین بلبن کے روبرو زیادہ ہووے باوصف اسکے
علما اور صدور اور قضات نے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے وغدغہ دفع کرنے کیواسطے وجوہ تاویلات بیان کیں اور تکرار کی
لیکن کسیطور سے قبول نفرمایا اور منجملہ غریب حادثہ کے جو ایسے بادشاہ سلیم النفس کے زمانہ میں وقوع میں آئے قتل کرنا سیدی مولا کا امام و رئیس کا ہے
ضیا برنی اور صدر جہان گجراتی نے یون بیان کیا ہے کہ جو ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نے کہ قبل اسکے اکثر مقام معدودہ میں اسکا مذکور
ہوا ہے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے عہد میں وفات پائی تو چند ملوک اور خوانین بلبنی جو بے جاگیر ہوے تھے اور اسکے دولت کی پناہ میں
زندگی کرتے تھے سرگردان اور عاجز ہوئے اور اسیطرح سے بارہ ہزار آدمی قرآن خوان کہ ہر روز ہزار مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے اور سیقہ سپاہی
اور سر ہنگ کہ اسکے نوکر تھے اس جناب کے انتقال کے بعد پریشان حال ہوے اور آخر سب نے سیدی مولی کی خانقاہ میں آنا اختیار کیا ملحقات
شیخ عین الدین بیجا پوری سے واضح ہوا کہ وہ ایک مرد لباس فقر و لیتی میں تھا جرجان سے مغرب کیطرف گیا اور ایک مدت مدید صاحبدلوں کے ہمراہ
بسر لیکیا اور انسے فیض معارف حاصل کرکے جرجان میں مراجعت فرمائی پھر چند روز کے بعد شیخ فرید الدین شکرگنج کی زیارت کو ہندوستان کے
سمت راہی ہوا اور اجودھن میں انسے ملاقات کی اور چند مدت انسے صحبت رکھی مجلسین کرتا تھا اور عارفانہ کلام کرتا تھا بادشاہ
غیاث الدین بلبن کے عہد سلطنت میں دہلی کی سیر کی ہوس میں شیخ سے اجازت لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا ایک روز اثناے صحبت راہی میں شیخ
نے کہا تو چاہتا ہے کہ دہلی میں جاکر مسند آمد و شد خلق کا اپنے اوپر کھولے اور ہر طرف کے مسافرون کو طعام دیوے اسپر رہیں تجھسے کچھ
نہیں کہتا اور مانع بھی نہیں ہوتا لیکن مجھسے ایک نصیحت یاد رکھ ملوک اور امرا و مقربان شاہ کے ساتھ اختلاط نکرنا اور انکی آشنائی سے
محترز رہنا کہ مصاحبت اور اختلاط اس جماعت کا ہم فقیرون کو سبب ہلاکت کا ہے سید مولا دہلی میں پہونچکر متوطن ہوا ایک خانقاہ عظیم
تعمیر کروائی اور فقرا اور مساکین کی دعوت اور ضیافت میں مصروف ہوا ہر روز جسقدر درم و دینار مساوا اور تھا در اسکی خانقاہ
آتے تھے محروم نکرتا تھا اگرچہ مسجد جامع میں نماز جمعہ کیواسطے نجاتا تھا مکانمیں نماز ادا کرتا تھا اور بسبب ترک نماز جیسا کہ
بزرگان دین نے قرار دیا ہے بجا نہ لاتا تھا لیکن مجاہدہ اور ریاضت بہت کھینچتا اور جامہ ایک جادر کے سوا نہ پہنتا اور نان برنج قند بدرکے
کھاتا اور کوئی عورت اور خادم نہ رکھتا اور لذت شہوات کے گرد نہ پھرتا اور کسی آفرید سے کچھ چیز نہ لیتا تھا اور اسقدر خرچ کرتا تھا کہ لوگ
حیرت میں آکر کہتے تھے کہ وہ علم کیمیا جانتا ہے اور جب عہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا گذرا اور عہد معزی کہ زمانہ عفلت تھا اور
بیخبری کا تھا پہونچا سید مولا ایثار اور نثار میں نہایت درجہ کوشش کرتا تھا اور خوانین اور ملوک کے ساتھ مختلط ہوکر شیخ
فرید الدین عطار رحمہ کی نصیحت دل سے محو کی بیت بر آتش دل تشہ کو یخ فروزد۔ کہ وقت آمد کہ صد خرمن بسوزد۔ اور حسب دلخواہ
افراط سے خرچ کرکے اکابر اور اعیان کو دو دو ہزار تنکہ زر سرخ انعام فرماتا اور انکے واسطے اپنی خانقاہ میں دستر خوان بچھاکر ایسے
طعام لذیذ اور اشربہ گوناگون چنتا تھا کہ سلاطین روزگار کو میسر ہوتے تھے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہزار من میدہ سپید دہلی
وزن سے اور دو سو من مصری اور دو سو من شکر اور پانسو من مسلوخ اور کئی من روغن اور اشیاے دیگر جو ضروری ہیں

اُسکے باورچیخانہ مین پختہ ہوکر خانقاہ مین تقسیم ہوتا تھا اور اُن درویش کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کچھ عنایت فرمانا چاہتے تھے یا قیمت اُس اشیا کی جو خریدی تھی اُسکے دینے کا ارادہ کرتے تھے کہتے تھے فلان بوریا یا فلان پتھر یا اُس خشت کو اُٹھاؤ اُسکے نیچے اسقدر تنکہ نقرہ اور طلا ہین اُٹھا لو جب وہ اسکو اُٹھاتے تھے اُنکے ارشاد کے بموجب پاتے تھے اور خیال کرتے تھے گویا وہ بوقت ارادہ سے لاتے ہین اور جب سلطنت خلجیون کو پہونچی اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سریر حکومت پر متمکن ہوا خلائق نے اُسکے پاس زیادہ ہجوم کیا اور خان خانان فرزند بادشاہ جلال الدین اُسے اپنا والد قرار دیکر اکثر اوقات اُسکی خدمت مین جاتا تھا اور معزبان شاہ اور خوانین اور ملوک کبار نامدار شب و روز اُسکی ملازمت مین حاضر ہوکر نعمتین گوناگون کہ اُنھین اپنے دسترخوانون پر میسر نہین اُسکی خانقاہ مین مہیا پاتے تھے اور جیسا کہ مذکور ہو جب ملک الامرا ملک فخر الدین کو زوال حشمت حق مین حاصل ہوا اُسکے تمام متعلقون نے دست توسل سید مولا کے دامن مین مارا اور اُسکے اشارے سے طاقون اور انیٹون اور پتھرونکے نیچے سے سونے اور چاندی کے ٹکے حاصل کرکے زمانہ عیش و عشرت سے گذرانتے تھے ہم عصرون مین قاضی جلال الدین کاشانی نے کہ ایک مرد فتنہ انگیز اور عیار بادشاہ سے تھا اسکی خدمت مین جاکر ساتھ حرب زبانی کے زبانی سحر اسکے دلمین اسطرح جگہ کی کہ سید مولا نے اُسے راست کردار اور خیر خواہ اپنا معلوم کیا اور اتحاد و خصوصیت اُس سے انتہا کو پہونچائی کہ تین تین اور چار چار روز خانقاہ مین رہکر اُسے سلطنت کیواسطے ترغیب و تحریص کرتا تھا اور کہتا تھا کہ قادر علی الاطلاق نے اسقدر رفعت خلق کے واسطے تجھے کرامت فرمائی ہو کہ بادشاہی ظالمونکے ہاتھ سے برآوردہ کرکے خود متقلد اس امر جلیل کا ہو اور شریعت رسول اللہ کی پیروی کرکے ایک خلقت کو ساتھ عدل اور داد کے مہد امن و امان مین نگاہ رکھے اور جو اسمین سستی کریگا فردائے قیامت مین کیا جواب دیگا چنانچہ لوازم بشریت ہر بشر کے ساتھ لاحق ہین وہ بیچارہ فریب کھا کر تمہید مقدمات خروج مین جد و جہد کرنے لگا اور ہر ایک مرید کو ساتھ ایک خطاب و منصب کے نامزد کیا اور برنجین کوتوال اور تہمائے پہلوان جو سپاہ کیطرف سے احسان بہت دیکھے تھے متعہد اس امر کے ہوئے کہ جمعہ کے روز سواری کے وقت فدائے وار آپکو بادشاہ تک پہونچا کر اُسکا کام تمام کرینگے اور دس ہزار آدمیون نے کہ پوشیدہ سید مولہ سے بیعت کی ہو اپنے تئین جلانیہ سید مولہ کے پاس پہونچا کر تخت شاہی پر بٹھاوین اتفاقات سے ایک اہل مجلس نے ایک بخش بہم پہونچا کر کیفیت حال [illegible] بادشاہ جلال الدین کے سمع مبارک مین پہونچائی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے سید مولہ کو مع قاضی جلال الدین کاشانی اور ارباب جماعت حاضر کرکے حقیقت حال استفسار فرمائی سب باتفاق منکر ہوئے اور عرض کی ہم اس امر سے ہرگز آگاہی نہین رکھتے اور اس معنی سے مطلع نہین جب انکا انکار حد سے گذرا اور مدعی اثبات سے عاجز ہوا بادشاہ نے صحرائے بہادر پور مین ایک آتش عظیم روشن اور افروختہ کی کہ شعلہ اُسکا آسمان تک پہونچتا تھا اور خود مع جمیع امرا سپاہ و علما سوار ہوکر ایک بارگاہ مین جو اسیکے واسطے برپا کی تھی مقیم ہوا اور فرمایا کہ سید مولا اور قاضی جلال الدین اور برنجین کوتوال اور تہمائے پہلوان اور ارباب جماعت اور اتباع اُسکے سب آوین اور اس آتش سے گذر کرین تو راست گو دروغگو سے ظاہر ہوجاوے جسوقت کہ اُنھون نے آواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اور آگ مین داخل ہوا چاہتے تھے بادشاہ جلال الدین نے ترحم فرما کر علمائے وقت سے استفسار کیا کسی نے فتویٰ دیا اور کہنے لگے کہ آگ بالطبع جلانے والی ہو راست گو اور دروغگو کو یکسان جلاویگی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت غرا مین کسیطور سے درست نہین ہو کہ ساتھ آتش سوزندہ کے مہمات فیصل ہووین بادشاہ اس ارادہ سے باز آیا اور اُسی مجلس مین قاضی جلال الدین کاشانی کو بداؤن کی قضا پر بھیجا اور امرائے ملتمی اور مردم معتبر کو جو متہم ہوئے تھے اپنے دار الملک سے نکال دیا اور دونون کوتوال جو شاہ کے قتل پر متعہد ہوئے تھے بسیاست تمام اُنکو قتل کیا اور وہان سے قصر کیطرف متوجہ ہوا اور قصر کے مقابل سید مولہ کو دست بستہ پائین ایستادہ کیا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اُس سے سوال کرتا تھا اور وہ جواب دیتا تھا اور بادشاہ اسکے شریک

اور عرفاً اُسپر کوئی گناہ ثابت نہوا اسکے وجود کو موجب خلل بادشاہی تصور کرکے شیخ ابوبکر طوسی حیدری کو کہ ساتھ ایک جماعت
درویشان حیدری جو ولایت سے اُسکے ہمراہ آئی تھی کو فساد کے قریب طلب کرکے فرمایا ہی درویشو دیکھو کہ اس مولے نے بیرحق
ہمیں کس قسم کا ظلم کیا ہی اور کس نوع کا خلل ظہور میں پہونچایا چاہتا ہی انصاف کرو بحری نام ایک قلندر نے بیباک کہ اُسکے احسان میں
غریق تھا حقوق اُسکے بجالایا بے تامل اُسکے تن نازنین کو استرہ اور جوالدوز سے مجروح کیا سیدمولہ فریاد برلایا کہ مجھے جلد
اپنے مبدا پر پہونچاؤ میں اپنے قتل ہونے سے خوشحال ہوں آزردہ نہیں لیکن یقین جاننا کہ آزار طائفہ درویشان شوم ہی میمنت نہیں
رکھتا اور عنقریب اُسکا مکافات تیرے اور تیرے خاندان کی نسبت پہونچیگا بادشاہ جلال الدین قتل میں اُسکے متردد اور متفکر ہوا
اس درمیان میں شاہزادہ ارکلیخان نے جو خانخانان کو مٹایا چاہنے کے سبب سیدمولہ سے عداوت رکھتا تھا تعجیل کرکے کوٹھے پر سے
فیلبانسے اشارہ کیا تو اُسنے اُسیوقت ہاتھی اُسپر دوڑا کر کام اُسکا انجام کو پہونچایا بلیت برپا کردی کہ ملک سراسر زمین ٭ بیبرد کہ خونے
چکد بر زمین ٭ ضیاءالدین برنی مؤلف تاریخ فیروز شاہی جو آپکو صادق القول جانتا ہی کہتا ہی کہ میں اُس روز دہلی میں تھا مجھے
خوب یاد ہی کہ سیدمولہ کے قتل کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہان تیرہ و تار ہوا اور اسقدر ظلمت جہان میں چھائی کہ کچھ دیر تک
کوئی کسیکو ندیکھتا تھا اور اس سال کو سنہ ۶۹۰ چھسو نوے ہجری تھی دہلی اور اُسکے اطراف میں بارش کی کمی ہوئی اور قحط پڑا چنانچہ عوام الناس
جماعت جماعت گرسنگی سے اکٹھا ہوکر آپکو جون کے پانی میں گراتے تھے اور غرق ہوتے تھے قطعہ لطیفہ شاعر خسرو کہ در ہر زمین ٭ بسا حق
بر بزند خوے چنین ٭ درو قطرہ آبے نہ بزد ہوا ٭ نرویید درو ہیچ برگ گیاہ ٭ بجائے کیا گرد دہشت زرگین ٭ ز پشت آسمان جائے انجم زمین ٭
شنیدم کہ خلقے دران خشک سال ٭ چنان گشت عاجز ز تشنگی حال ٭ دو دست از مردم عنبر گرفتہ بہر دست بر یکدگر ٭ لبے غرق گشتند
در آب جون ٭ فسانہ چنین گشت پیدا کنون ٭ لبے خلق مسکین در آن روزگار ٭ بمردند در کوچہا زار زار ٭ عجب واقعہ حیرت افزا سیدمولہ
وقوع میں آیا ٭ دوبارہ دہ سپہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی جدیت میں تاخت لایا اور کچھ شروع ہوئی وزیر و تعصب یا مرضیہ سانح ہوا اسکی بادشاہی
میں ایک انتظام اور رونق باقی نرہی از انجملہ اُسی دوسرے بڑا بیٹا اُسکا اختیار الدین خانخانان کہ جسکے ناصیہ سے آثار بادشاہی و
بزرگی کے واضح اور لائح تھے اور جمیع امرا دوست و دشمن اُسی کے قہر اور دبدبہ کے ملاحظہ سے قدم جادۂ اطاعت سے باہر نرکھتے
تھے اُسکے مزاج شریف نے اعتدال سے انحراف پایا اور معالجہ اطبا سے حاذق کا سودمند پڑا بیماری روز بروز زیادہ ہوتی تھی
اور ناتوانی لحظہ بہ لحظہ زور کرتی تھی یہانتک کہ فوت ہوا اور بادشاہ اُسی سال میں رنتھنبور کیطرف فوج کش ہوا اور ارکلیخان کو
ولیعہد کرکے چتر اور تمام لوازم بادشاہی دیکر نئے شہر میں چھوڑا اور جب قلعہ رنتھنبور میں پہونچا اس قلعہ کو نہایت مستحکم دیکھا اسکے
لینے کا مقید نہوا اور جھاین کی سمت روانہ ہوا اور اسے فتح کرکے بہت غنیمت لایا اور بتخانہ مالوہ کے شکستہ اور ویران کیے
اور مراجعت کیوقت پھر قلعہ رنتھنبور میں تاخت لایا جبکہ وہانکا راجہ مقام نرمی اور فرمانبرداری میں نہ آیا بادشاہ جلال الدین
نے تیاری ساباطوں اور کوچہائے سلامت کا حکم دیا لیکن پھر جلدی فسخ عزیمت کرکے کوچ کیا اور ارکان دولت سے فرمایا میں جانتا ہوں
کہ قلعے کے لینے میں سعی کروں مگر جب یقین ہوا کہ وہ قلعہ بدون شہادت چند ہزار مسلمانوں کے مفتوح نہوگا فسخ عزیمت کی ملک
احمد حبیب جو مقربان درگاہ سے تھا اُسنے عرض کی کہ بادشاہ کو جہانگیری کیوقت قتل ہونے کا ملاحظہ نچاہیے کرنا عنقریب
یہانکے راجہ کو ایک خیال اور دلمیں گذریگا پاؤن اپنے دائرے سے باہر رکھیگا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس بات سے
آزردہ ہوا اور اُسے یہ جواب دیا کہ تیرا گمان وہ ہی کہ بادشاہوں کو قتل ہونے آدمیوں سے پروا نہیں لیکن اس کام کے جو بادشاہ
کہ مسلمان ہیں اور خدا اور رسول خدا کی طرف بازگشت رکھتے ہیں اور آخرت کے معتقد ہیں کمتر مرتکب ہوتے ہیں دین نے بارہا

سمجھے کہا ہو کہ میں پیرانہ سال ہوا ہوں مناسب نہیں کہ جباروں اور فراعنہ کے افعال اختیار کروں اور ایسا فعل عمل میں لاؤں کہ
لاکھوں زن و فرزند اہل اسلام کی بیوہ اور یتیم ہوں اور علاوہ اسکے اور بھی کلام اس قبیل سے کہے اور دہلی میں داخل ہوا اور سنہ ۶۹۱ چھ سو
اکانوے ہجری میں ایک قرابتی ہلاکو خان سے دس تمن مغل لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور تین حصہ ہر دس ہزار سوار سے
جب بادشاہ اس امر سے واقف ہوا لشکر قاہر انکے دفع کیواسطے ہمراہ رکاب لیکر کوچ کیا اور حدود بہرام میں دونوں فوج کا سامنا ہوا اور
مابین اسکے ایک دریا واقع ہے مقابل ایک دوسرے کے وارد ہوئے اور لڑائی کیواسطے ایک صحرائے وسیع باندازہ لشکر قرار دیکر چند
روز مبارز طرفین جنگ میں مشغول ہے اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور ایک روز درمیان دونوں طرف کے سپہ سالاروں میں مقابلہ
عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا آخرکو لشکر اسلام کے مقدمہ مظفر و منصور ہوئے اور مغل ہشیار حلف تیغ خون آشام ہوئے اور دو نفر امرائے
ہزارہ اور چالیس امرائے جدید مغل سے اسیر ہوئے اسکے بعد ایک جماعت اہل صلاح سے درمیان میں آکے مقدمات صلح ترتیب دیے
بادشاہ نے اس مغلیہ سردار کو جو قرابت ہلاکو خان سے رکھتا تھا اپنی زبان مبارک سے فرزند فرمایا اسنے بادشاہ کو پدر کہا اور بموجب
دوری و دوستی دونوں لے دور سے سوار ایک دوسرے کو دیکھا اور بعد ارسال تحف و ہدایا کے طرفین لشکر مغل پلٹ گیا اور الغو خان
نواسہ چنگیز خان مع چار ہزار مغل مع زن و فرزند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے جاملا اور دولت اسلام سے مالامال ہوا
اور علاوہ اسکے بادشاہ کی دامادی سے اختصاص پایا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے اپنے بیٹے ارکلیخان کو ملتان
اور لاہور اور سندھ کا حاکم کیا اسکے بعد دارالسلطنت شہر نو کی طرف مراجعت فرمائی الغو خان اور تمام امرائے مغل کا کہ ساتھ نو مسلم
کے شہرت پائی تھی حوالی غیاث پور کہ مقبرہ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ وہاں ہے مسکن تعین ہوا اور اس گروہ نے وہاں عمارات
عالیشان اور محل وسیع تعمیر کیے اور اسکا نام مغل پورہ رکھا اور سنہ ۶۹۲ چھ سو بانوے ہجری میں بادشاہ نے مندو میں جاکر اسکے
قلعہ کے نواح کو غارت فرمایا اور اسی عرصہ میں ملک علاء الدین حاکم کڑہ نے التماس کی کہ فدوی قلعہ بہلسہ پر تاخت
جاوے اور اسکی اطراف کو غارت کرے معروضہ اسکا پذیرا ہوا چنانچہ حکم کے موافق اسنے قلعہ بہلسہ کو غارت کیا اور غنائم
وافر لیکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس غنائم میں سے دو بت ہشت دھاتی جو ہنود کے معبود تھے بداؤن کے دروازہ
پر ڈالکر پیسپر خلائق کیے یہ خدمت ملک علاء الدین کی بادشاہ کو پسند آئی نوازشات خسروانہ اور ضمائم جاگیر اودھ سے سرفراز
فرمایا ملک علاء الدین نے جب بادشاہ کو اپنے حال پر مہربان پایا معروض کیا کہ چندیری کے اطراف و جوانب میں چند راجہ صاحب
خزائن اور فتوح ہیں اگر حکم ہووے غلام وجہ فوضل بے انقطاع سے ملازم جدید نگاہ رکھے اور فوج قدیم اور جدید کی اعانت سے
انکے سر پر تاخت لیجا کر غنائم کثیرہ انسے لاکر داخل خزانہ عامرہ کرے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے کمال کی طمع سے اسکی التماس
قبول فرمائی اور ملک علاء الدین کی غرض ان سب مقدمات سے یہ تھی کہ اپنے تئیں تحکمات ملکہ جہاں سے کہ کمال تسلط بادشاہ پر رکھتی
تھی اور اسکے غلبہ سے کچھ عرض نکر سکتا تھا خلاص کرکے ہمیشہ سفر دور دراز میں رہے بلکہ اگر ممکن ہووے ولایت دور دست میں ایک
مقام مضبوط پیدا کرکے وہاں فرو کشتی کرے الغرض سنہ ۶۹۳ چھ سو ترانوے ہجری میں ملک علاء الدین دہلی سے بقدر رخصت حاصل
کرکے کڑہ کیطرف روانہ ہوا اور سپاہ ملک چھجو اور دوسرے امرائے بلبنی کو جو سرگروہ ان کے تھی ملازم رکھا اور سنا تھا کہ رام دیو راجہ دکن
خزانہ موروثی کئی قرن کا رکھتا ہے اور کسی بادشاہ دہلی کو ایسا خزانہ میسر نہیں ہوا القصہ مع سات آٹھ ہزار سوار بہ بہانہ تسخیر چندیری
سنہ ۶۹۴ چھ سو چورانوے ہجری میں جنگل کے راستہ سے کہ راہ نزدیک ہے روانہ ہوا اور جس وقت کہ دکن کی سرحد میں پہونچا اس امید
پر رام دیو کے سر پر تاخت لیگیا کہ جو شہر دیوگڈھ حصار اور دربند نہیں رکھتا تھا شاید کہ طالع ارجمند کی سعادت سے

صبح کو رام دیو یا کوئی اُسکے فرزندون اور عزا بندون مین حالت غفلت مین گرفتار ہووے اور بسبب اس وسیلہ کے مبلغہا سے
کلی اُس سے دستیاب کیجیے ہرچند یہ ارادہ اُسکا عقل سے بعید اور حمق سے قریب تھا لیکن اقبال بلند کی دلالت سے مرتکب اس
امر خطیر کا ہوا اور پائن ایلچپور سے اُٹھایا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ دو روز وہان آرام کرکے دیوگڈھ کی طرف جلدی روانہ ہوا
اور رام دیو اپنے فرزند کو لیکر جاتر سے دور دست مین گیا تھا جب سُنا کہ ملک علاؤ الدین دیوگڈھ کے حدود مین آیا ہے فورا جاون کا لشکر
گران لیکر مقابل آیا اور بعد محاربہ ملک علاء الدین نے اُس لشکر کو شکست دیکر دیوگڈھ کو فتح کیا اور مولف طبقات ناصری
کو معاصر اُنکا تھا یون روایت کرتا ہے کہ ملک علاء الدین نے کڑہ سے برآمد ہو کر ایک راہ آگے پکڑی اور شکار مین مشغول ہوا اور ساتھ
اُن راجاون کے کہ سرراہ واقع ہوتے تھے ہرگز مزاحمت نہ پہونچاتا تھا اور خوصون کے سوا کوئی اسکے ارادہ سے واقف نہ تھا
اور دو مہینے کے بعد ایلچپور مین جو دکن کے بلاد مشاہیر سے ہے دفعۃً پہونچا اور یہ مشہور کیا کہ ملک علاء الدین امراے بادشاہ دہلی سے
تھا بعض مقدمات کے سبب سے اُسکی نوکری سے مستعفی ہوا اب چاہتا ہے کہ راجہ راج مندری کے روبرو جو ممالک تلنگانہ سے ہے جاکر
ملازم ہووے اور آدھی رات کو ظاہر البلدہ ایلچپور سے کوچ کرکے بسبیل تعاقب دیوگڈھ کی طرف دوڑا اُس وقت مین رام دیو کی
زوجہ اور اُسکا بڑا بیٹا ایک بتخانہ کی پرستش کو اُس حدود مین گئے تھے اور راجہ رام دیو خود نہایت غفلت سے شہر دیوگڈھ مین
مقیم تھا اور چرخ ستمگر کی شعبدہ بازی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا کہ ناگاہ ملک علاء الدین پہونچا رام دیو نے ہمت اُسکے دور کرنے
پر تعین کی دو تین ہزار شخص کو کہ حاضر تھے انکے مقابلہ مین بھیجا یہ جماعت دیوگڈھ سے دو کوس آگے بڑھکر ملک علاء الدین کے
قراولون سے مقابل ہوئی اور آتش جنگ کو مشتعل کیا جو کفار دکن نے مسلمانون کے طرز حرب اور ضرب شمشیر و تیر سینہ شگاف
و سنان جگر گذار کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے حملہ اول مین تاب نہ لائے اور ایسے پسپا ہوئے کہ دو کوس کے مابین مین کسی مقام پر
باگ نہ موڑی شہر دیوگڈھ مین دم لیا اور غازیان اسلام کے تعاقب سے رام دیو سراسیمہ اور حیران ہوکر قلعہ دیوگڈھ مین کہ اُس وقت
مین خندق اور استحکام نہ رکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور متعلقان اُسکے دو تین ہزار گون جو نمک سے مملو تھین اور اُنھی لوگ تجار کو
کی طرف سے لاتے تھے اور زیر قلعہ اور شہر ڈالکر خوف سے بھاگ گئے تھے غلہ سمجھکر قلعہ مین اُٹھا لائے اور اُنمین تمام نمک تھا
ملک علاء الدین نے اکابر اور تجار اور رعیت کو بھاگنے کی فرصت نہ دی شہر دیوگڈھ مین داخل ہوا اور مہاجنون اور برہمنون
اور وہانکے رئیسون کو اسیر اور دستگیر کرکے لوازم نہب و غارت مین نہایت ساعی ہوا اور چالیس زنجیر فیل کو مع تیل اور
چند ہزار اسپ خاص رام دیو کے اصطبل سے اپنے عنان اختیار مین لایا اور یہ مشہور کیا کہ بیس ہزار سوار مسلمان جرار قلاق راہ
سے متعاقب پہونچتے ہین اور اُسکے تاراج کے بعد کہ شہر کئی ہزار برس سے سُم اسپ بیگانہ کی آفت سے محفوظ تھا قلعہ کے اطراف
مین جاکر اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوا رام دیو نے یقین جانا کہ اُنھون نے فکر اصل پر کی اور داخل مملکت ہوے مناسب یہ ہے
کہ جبتک مددگار پیچھے سے پہونچین اور شریک ہووین ہم ملک علاء الدین کو راضی کرکے صلح کرین اور اُسے اس مملکت سے پھیر دین
یہ کہکر چند شخص اپنے دولتخواہون سے کہ اُنمین اکثر برہمن تھے اُسی روز اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمھارا آنا اس دیار مین
احتیاط اور دور اندیشی سے بہت بعید ہے اور اس سبب سے کہ یہ شہر لشکر سے خالی تھا تم اسپر مسلط ہوئے جو چاہا ہو کرو لیکن معلوم ہو
عنقریب ہر طرف جوانب سے لشکر دکن کہ حد و حساب سے باہر ہے پہونچیں اس طرف لاکر تم مین سے ایک کو زندہ ملک سے باہر
جانے دیگا اور بر تقدیر دکن سے سلامت باہر جاوگے مالوہ کا راجہ چالیس ہزار سوار اور پیادہ کا مالک ہے اور گونڈوارہ اور
خاندیس کا راجہ کہ لشکر کثیر رکھتے ہین اگر تمھارے آنے سے مطلع ہونگے سد راہ ہوکر اس جماعت سے ایک متنفس کو [illegible]

نہ چھوڑینگے بہتر یہ ہے کہ پیشتر اُس سے کہ حکام اطراف آگاہی پاوین مہاجنون اور رعایا سے جو تمہاری قید مین پڑے ہین لعل بہای
لیکر معاودت کرو ملک علاءالدین نے راہ دوربینی اور احتیاط سے یہ معنی قبول کیے اور لوگون سے کہ اسیر ہوئے تھے پچاس من طلا
اور چند من مروارید اور اقمشۂ نفیسہ لیکر اقرار کیا کہ کل صبح کو کہ پندرھوین تاریخ ہوگی اسیرون کو رہا کرونگا اُسکے بعد فوج کو حکم کوچ
دونگا اتفاقات سے رام دیو کا بڑا بیٹا اس قصہ سے مطلع ہوا اور لشکر کو فراہم کرکے مقابلہ اور مقاتلہ پر اسوقت تلا کہ ملک
علاءالدین کوچ کا حکم دیکر چلنے پر تھا اپنی کوس دیوگڑھ سے آگے پہونچا رام دیو نے اپنا آدمی لڑکے کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ
جو کچھ تقدیر اور نصیب ہونے والا تھا ظہور مین آیا لیکن بھگوان کی دیا سے ہمین کسی طرح کا صدمہ اور ضرر نہ پہونچا اگر رعایا
دست جور وستم مین مبتلا ہوئی اُسکا تدارک بخوبی تمام کر سکتا ہون تجھے مناسب ہے کہ ابواب قتال اور جدال مفتوح نہ کرے
کیونکہ یعنی مسلمانون کا فرقہ عجیب مشاہدہ کرتا ہون اُنسے لڑنا مصلحت نہین ہے لڑکے نے جب اپنے لشکر کو دشمن کی سپاہ سے
دو چند دیکھا اسواسطے کہ اور بھی راجہ اسکی مدد کو آئے تھے جنگ مین اصرار کرکے ملک علاءالدین کو پیغام دیا کہ اگر تمہین اپنی زندگی
عزیز ہے اور چاہتے ہو کہ اس ورطۂ ہلاکت سے نجات پاکر ساحل مراد پر عبور کرو تو جو کچھ اس شہر کی رعیت سے تمہارے تصرف
مین آیا ہے واپس دیکر اپنے ملک کا راستہ پکڑو اور سلامتی غنیمت سمجھو ملک علاءالدین اُسکی یاوہ گوئی سے طیش مین آیا اور رام دیو
کے بھیجے گئے ایلچیون کو روسیاہ کرکے لشکر مین پھرایا اور ملک نصرت کو ہزار سوار سے قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مقرر کیا اور خود بلا توقف
صفوف حرب آراستہ کرکے لشکر دکن پر تاخت لایا قریب تھا کہ علاءالدین کا پاے ثبات متزلزل ہو کر راہ معاودت ناسپے
تحاشیمانہ دی سے ملک نصرت نے اسوقت بڑا کام کیا کہ علاءالدین کی بلا اجازت محاصرہ سے دستکش ہو کر معرکہ کی طرف
روانہ ہوا جب لشکر دکن کی نگاہ ملک نصرت کی فوج پر پڑی تب یقین ہوا کہ بیس ہزار سوار لشکر اسلام جو موجود تھے آن پہونچے
سبھون نے اسی توہم سے پشت معرکہ پر دیکر قصد فرار کیا ملک علاءالدین اسیوقت مظفر اور منصور ہوا اور بطور سابق قلعہ
کو محاصرہ کیکے آثار خشونت اور شدت کے پیش پہونچاتے اور مہاجنون اور برہمنون کی ایک جماعت کو جو اسیر تھی قتل کیا اور
ایک جماعت خویشون اور قرابتیون رام دیو کو کہ معرکہ مین اسیر ہوئے تھے طوق اور زنجیر سے مطوق اور مسلسل کرکے قلعہ
کے مقابل ایستادہ کیا رام دیو مقربون کی فہمایش سے درپے مدافعہ ہوا اور چاہا کہ گلبرگہ و تلنگانہ و مالوہ و خاندیس کے
راجاؤن سے استعانت ڈھونڈھے اس درمیان مین معلوم ہوا کہ قلعہ مین مطلق ذخیرہ نہین ہے اور وہ گونین جو کھینچ لائے
تھے تمام نمک سے بھری ہین اور چونکہ لشکر خلجی کے دبدبہ اور صلابت سے کوئی شخص مردم دکن سے قلعہ مین نہ پہونچ سکتا تھا
رسد پہونچانے کا کیا ذکر ہے یہ سنکر رام دیو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا اور حکایت غلہ اور آذوقہ فقدان کی پوشیدہ رکھتا تھا
اور ملک علاءالدین سے ابواب رسل و رسائل مفتوح کرکے التماس عرض رکھا کہ خداوند پر ظاہر و روشن ہے کہ دولتخواہ کو اس
قضیہ مین کچھ دخل نہ تھا اور میرے فرزند ناخلف نے جہل و نادانی اور غرور جوانی سے اگر نشان جسارت کے بلند کیے
خیر سگال کو معاف اور معاتب نکرین اور ایلچیون سے یہ بھی پوشیدہ کہا کہ ذخیرہ قلعہ مین نہین ہے اگر دو تین روز بھی محاصرہ رہیگا اور
ملک علاءالدین یہان سے کوچ نکریگا تمام آدمی قلعہ کے بھوک کی شدت سے ہلاک ہونگے اور قلعہ اور ولایت اہل اسلام کے
قبضہ مین آویگا تمھین لازم ہے کہ ایسی کوشش اور تدبیر کرو کہ یہ بات فاش نہو اور فوج اسلام کوچ کرے لیکن ملک علاءالدین
اضطراب رام دیو سے نسبت فقدان سرمایہ معاش کے متیقن ہوا اسقدر تامل اور تساہل صلح واقع ہونے مین کیا کہ ایلچیون نے
الحاح و زاری اور مبالغہ تمام سے اقرار کیا کہ رام دیو چھ سو من طلا اور سات من مروارید اور دو من جواہر لعل و یاقوت اور الماس

وزمرد سے اور ہزار من نقرہ اور چار ہزار جامہ ابریشمی اور دوسری اجناس کہ تفصیل اُسکی موجب تطویل ہوتی ہے اور عقل بھی اُسکی تصدیق سے انکار رکھتی ہے ملک علاء الدین کی سرکار مین داخل کرے اور علاوہ اسکے یہ بھی عہد ہوا کہ ایلچپور کو مع توابع اور مضافات اُس کی علاء الدین کے متعلقون کے تصرف مین چھوڑ دے اور ضبط اپنا رکھکر ہر برس محصول اس ولایت کا کڑہ مین بھیجا کرے اور ملک علاء الدین تمام اسیرون کو قید سے نجات دیوے اور وہ لشکر جو دہلی سے دکن مین تعین ہوا ہے واپس کرے اور درمیان سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور رام دیو کے واسطہ ہو کر ایسا کرے کہ دونون مین سازگاری ہمیشہ رہے ملک علاء الدین تمام اشیاء مذکور اپنے قبضہ مین لایا اور اسیرون کو رہا کر کے پچیسوین روز محاصرہ سے مظفر و منصور مع جواہر و اموال موفور اور ہاتھی گھوڑے کہ اُسوقت تک شاہان دہلی کے خزانہ مین اسقدر مال و جواہر جمع نہوا تھا کڑہ کی طرف روانہ ہوا عارفان روشن ضمیر کہ کیفیت حال عالم پر اطلاع رکھتے ہین اور اوپر کتب تواریخ اولین وآخرین کے مطلع ہوئے ہین جانتے ہین کہ جہان مین لطائف غیبی بیشمار ہین اور اس دیر ششدر کے بساط مین کہ شطرنج ہے مقبلون کو منصوبہ ہائے عجیب مکرر کثرت سے ظاہر ہوئے اور ہوتے ہین لیکن ایسی دولت عظیم کہ نصیب بندگان ملک علاء الدین کو ہوئی کسی فرد از افراد انسانی کو نصیب نہوئی اور نہوگی کس واسطے کہ کڑہ سے دیوگڈہ تک مسافت بہت ہے اور اُسوقت مین کہ اتنے راجہ زبردست مثل راجہ مالوہ و گوندواڑہ و خاندیس وغیرہ کہ سر راہ واقع ہوئے تھے اُنکے درمیان سے گذرنا اور دیوگڈہ پہونچنا اور غنیم کی طرف تک بجائے خود قلعہ مین کھینچکر ذخیرہ کرنا اور چند روز مین مال تمام عالم کا دستیاب ہونا اور پھر اتنے دشمنون کی ولایت سے با مال کثیر و لشکر قلیل سلامت پھر آنا اور چند ہزار راہ ہائے دشوار گذار طے کرنا اور اُسی سال سواد اعظم ہندوستان کے سریر سلطنت پر متمکن ہونا سہل اور آسان نہین ہے اور بیان ملک علاء الدین کا بادشاہی دہلی کے مدارج اعلی پر پہونچنے کا یہ ہے کہ جب ملک علاء الدین نے دیوگڈہ کی طرف کوچ کیا کچھ روز خبر اُسکی منقطع ہوئی لیکن نائب علاء الدین کہ اُسکی طرف سے کڑہ مین مستقل تھا تسلی کے واسطے عرضداشت تحریر کرتا تھا کہ ملک علاء الدین بفتح تاراج چندیری مین مشغول ہے اور امروز و فردا مین عرضداشت اُسکی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچے گی اور سلطان اُس سے تسلی ہوتا تھا یہانتک کہ پھر بھیجنے عرائض اُسکی بارگاہ سلطانی مین نہ پہونچین اور اراجیف کی زبان سے اُسکی بغاوت کی باتین کہ مقدمہ وقوعی تھا دہلی مین مشہور ہوئین اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی جو ملکہ جہان کی رنجش خاطر سے اطلاع رکھتا تھا ہرگز بدگمانی اُسکی نسبت دل مین نہ دیتا تھا اور ابتدائے سنہ ۶۹۵ چھ سو اٹھانوے ہجری مین سلطان نے بعزم شکار عنان توجہ گوالیار کی طرف معطوف فرمائی اور چند مدت وہان توقف کر کے ایک گنبد نہایت رفیع تعمیر فرمایا اور ایک پتھر بھی تیار کر کے یہ رباعی کہ طبعزاد اُسکی تھی گنبد کے پیشگاہ مین تحریر کی رباعی ما آنکہ قدم بر سر گردون شاہیم ۞ از تودہ سنگ و گل چہ قدر افزاییم ۞ این سنگ شکستہ زان نہادیم ز دست ۞ باشد کہ شکستہ درو آسایم ۞ اس عرصہ مین عرضداشت اُسکی پہونچی بھی نہ تھی کہ تمام شہر مین مشہور ہوا کہ ملک علاء الدین نے دیوگڈہ کو سر کیا اس قدر اسباب سلطنت خزانہ اور فیل اور اسپ وغیرہ اُسکے ہاتھ آیا کہ کسی کو شاہان دہلی سے سلف سے آجتک میسر نہین ہوا اور نہایت شان و شوکت سے عازم کڑہ ہے سلطان بیخبر اُسکے مکر سے محظوظ اور خوشحال ہوا زیادتی سامان اُس کا موجب ازدیاد رفعت اپنا جانا لیکن سلطان کے اعوان و انصار دانشمند اور کار آگاہ متفکر تھے اس سبب سے کہ ملک علاء الدین سلطان کی بلا اجازت مرتکب اس امر عظیم کا ہوا تھا اور رنجش سے ساتھ حرم بادشاہ ملکہ جہان کی اطلاع رکھتے تھے اُنکی بصیرت سے باغی ہونا اُسکا بادشاہ سے دیکھتے تھے اور در پردہ بادشاہ

کہ ہمیں کہتے تھے یہانتک کہ ایک روز بادشاہ نے اس امر سے آگاہی پائی انھیں خلوت میں بلاکر صلاح پوچھی کہ ملک
علاء الدین دیوگڑھ سے مع اسقدر فیل و اسپ و غنائم کے آتا ہے ہمیں کیا کرنا چاہیے بارگاہ میں توقف کریں یا اُسکے استقبال
کو جائیں ملک احمد حبیب جو ساتھ راستی اور درستی راے اور استقامت فکر کے مشہور تھا اُسنے عرض کی کہ کثرت مال و جمعیت
سے جب طغیان اور سرکشی ہوتا ہے اور کڑے کے مفسد اور مفتری جو ملک چھجو کو راہ سے لیگئے تھے سب اُسکے پاس فراہم
ہوکر سلطان کی بلا اجازت ولایت دیوگڑھ میں لیگئے کوئی کیا جانے کہ اُسکے دل میں کیا ہے پس جانا بادشاہ کا چندیری
کی طرف کہ علاء الدین کے سر راہ ہے مناسب وقت اور متضمن فوائد نامحصور ہے کیونکہ جب خبر قریب پہونچنے لشکر فیروزی اثر کی اسے
اسطرح دریافت ہوگی چونکہ سپاہیوں نے زر و زیور سے گرانبار ہوکر سفر دور دراز سے معاودت کی ہے اور مشتاق اپنے مکانوں کے
ہیں اور جنگ پر آمادہ نہیں ہیں اور سرعت سیر اور توقف کوہستان بسبب زیادتی احمال اور اثقال اور فیل کے اُسکو
ممکن نہیں ہے بالضرور حضوری دربار کے سوا اور خیال اُسکے دل میں متخیل نہوگے اور جو کچھ لایا ہے برضا و رغبت تخت کے روبرو
گذرانیگا بادشاہ کو مناسب ہے کہ اسباب حشمت کہ از قسم نقد و جواہر اور فیل ہے ہر اُس سے لیوے اور باقی اُسپر مسلم رکھے
اور جماعت فتنہ انگیز ملک چھجو کی اور ملک فخر الدین کوتوال کی جو سید مولہ کے قتل کے بعد اُسکے پاس جمع ہوئے ہیں ہر ایک کے
ہر ایک طرف بھیجکر اُسکی خاطر کو بزیادتی جاگیر سے مسرور اور شاداں فرماوے اُسکے بعد اُسے خواہ کرہ کی طرف رخصت کرے خواہ
دہلی میں لاوے بادشاہ کو اختیار ہے اُسکے علاوہ رنجش خاطر علاء الدین اور ملکہ جہان کی اظہر من الشمس ہے اس مدت میں کسی نے
ملکہ جہان کے خوف سے عرض نہ کیا اور یہ معاملہ اس انتہا کو پہونچا کہ ملک علاء الدین چاہتا ہے کہ جاے دور دست میں جا کر
استقامت کرے اور صاحب قلعہ آزردہ سے ایمن ہونا حزم و ہوشیاری سے نہایت بعید ہے اور جب سلطان امر انکو حقیر
جانکر اصلاح میں اُسکی نہ مشغول ہو اور دہلی کی طرف مراجعت فرماوے اور ملک علاء الدین مع اسقدر مال و اقبال اور
اسپ و خزاین کہ سرمایہ بادشاہی کا ہے کڑہ میں جاوے تو بادشاہ نے خود اپنے زوال دولت میں کوشش کرکے اپنا
خانمان خراب اور برباد کیا ہے ایسے کام دل دشمنان بود آنکس کہ نشنود سخن دوستان خیراندیش ملک فخر الدین
کوچی باوصف اسکے کہ جانتا تھا کہ راے ملک احمد حبیب کی باصواب ہے لیکن چونکہ سلطان کی مرضی نہ دیکھی اُس میں اغماض
کرکے بولا ابتک خبر مراجعت ملک علاء الدین کی اور لانا مال و اسباب کا حد شہرت سے اُسکی بامر معتبر سے تحقیق نہیں
ہوئی تا کہ مدار اسپر رکھکر اُسکے لائق فکر کیجاوے اور بر تقدیر یہ کہ خبر راست ہوا اور ہم اُسپر لشکر کشی کریں اور آگے سے
اُسکے سد راہ ہوں جو کہ بلا اجازت کیا ہے احتمال رکھتا ہے کہ ایک رعب اُسکے دل میں طاری ہووے اور جس مقام میں کہ پہونچا
ہے وہاں سے پلٹ کر کسی طرف چلا جاوے اور ہمیں اس حال میں کہ برسات قریب پہونچی ہے اسکا پیچھا کرنا اور جہاں گیا ہے جانا
ضرور دشوار ہے اور مثل مشہور ہے کہ پانی سے پیشتر موزہ نچاہیے کھینچنا اگر وہ مع فیل اور مال و اسباب سالماً غانماً کڑہ میں
آوے اور ظاہر ہو کہ اسکے باطن میں کسی طرح کے خلاف اور فساد نے راہ پائی ہے تب بھی ایک صدمہ بادشاہی سے اسکا
کام تمام ہوسکتا ہے ملک احمد حبیب کے دل میں بسبب اطلاع پانی ملک فخر الدین کوچی کے حقیقت حال پر اور چشم پوشی
کرنا اسکا معاملہ سے آتش غضب افروختہ ہوئی اور روے اضطراب کے کہا وقت گذرتا ہے کسواسطے سستی کرتا ہے جسوقت
ملک علاء الدین مع فیل و اسپ و مال کڑہ میں جاوے اور وہاں سے آب سرو سے عبور کرکے قصد لکھنوتی کا کرے تو کیا تو
اُسکے عہدے سے برآویگا یا میں برآونگا بادشاہ اس بات سے ناراض ہوا اور صاحب عرض کی نسبت اُسکی طرف کرکے فرمایا کہ

ملک احمد حبیب ہمیشہ اور ہر وقت ملک علاء الدین کی نسبت بدگمان ہے اُسے مین نے اپنی آغوش مبارک مین پالا ہے اور فرزندون
کی طرح منصب عالی پر پہونچایا ہے اگر فرزندان اصلی مجھسے منحرف اور سرتاب ہون تو ممکن ہے مگر وہ مجھسے پھرے یہ متصور نہین ہے سلطان کا
یہ فرمان سنتے ہی ملک احمد حبیب کا ناطقہ بند ہوا اور سخن مسدود ہوا مجلس سے اُٹھا اور تاسف کرتا ہوا باہر گیا اور ہاتھ پر
ہاتھ مار کر کہتا تھا کہ ہیہات یہ مرد بیہودہ اپنی دولت کو لات مارتا ہے نہین جانتا کہ آخر کو اسکے سر پر کیا آفت آئیگی اور یہ بیت
پڑھی بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار ❊ ہمہ آن کند کش نباید بکار ❊ سلطان نے ملک فخر الدین کوجی کی تحسین کرکے دہلی کی طرف مراجعت
فرمائی ابھی جگہ گرم کی تھی کہ ملک علاء الدین کی عرضداشت کڑہ سے پہونچی کہ کتنیں نے بخیر فیل اور تمام اسپ و جواہر اور زر و قماش
کہ اقبال سلطانی سے خیرخواہ کے ہاتھ آیا ہے پیشکش کے واسطے موجود ہے لیکن چونکہ ایک مدت پوشیدہ رہا اور بسبب بعید مسافت
اور بیمار ہونے راستون کے ایک عرضداشت اس مدت مین بارگاہ مین نہین بھیجی بندہ نہایت محجوب اور خائف ہے اور ایک
جماعت کہ اس سفر مین رفیق ہوئی ہے وہ بھی خوف سے بید کی طرح لرزان ہے توقع کہ ایک توقیع بخط مبارک بنام بندہ و رفقائے
بندہ کہ لوازم جان نثاری و جانسپاری مین کسی طرح کی تقصیر نہین کی ہے عنایت ہووے تو سر سے قدم کرکے مع کل اشیا کے کہ سفر
مین دستیاب ہوئی ہے درگاہ جہان پناہ کی طرف روانہ ہون القصہ پہونچنا اس عرضیہ کا بادشاہ کو باعث فرحت تمام ہوا اور یکبارگی
ملک علاء الدین کے اخلاص و محبت پر جازم ہوا اور ملک علاء الدین خود مستعد روانگی لکھنوتی کی کرتا تھا اور ظفر خان کو
اودھ بھیجکر کشتیان آب سرو کے کنارہ اس خیال سے مرتب کرائین تھین کہ جسوقت سلطان کڑہ کی طرف راہی ہووے مین
کشتی مین سوار ہوکر لکھنوتی جاؤن اور وہان قائم ہوکر علم مخالفت بلند کرون اور یہان سلطان نے حسب التماس ایک فرمان
مشتمل بانواع عنایت و دلجوئی اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور دو آدمیون کی معیت سے جو محرم راز تھے کڑہ مین بھیجا جب یہ
کڑہ مین پہونچے دیکھا کہ ملک علاء الدین بادشاہ سے برگشتہ ہے اور تمام امرا بھی سرتاب ہین ملک علاء الدین نے دونون
ایلچیون کو مقید کرکے محافظون کے سپرد کیا اور محافظت کے بارہ مین ایسی تاکید کی تھی کہ ایلچی ایک حرف حقیقت حال
کا بادشاہ کو تحریر نہ کرسکتے تھے اسواسطے سلطان نے اصل حال سے اطلاع نہ پائی اور اس حال کی پوشیدگی مین
الماس بیگ برادر ملک علاء الدین کہ وہ بھی داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا جس وقت
کہ فرصت پاتا تھا کہتا تھا کہ زبانون پر خبر پیغام بھیجی بادشاہ کی میرے بھائی کی نسبت نہایت مشہور ہے ڈرتا ہون کہ
ملک علاء الدین حیا و شرم اور خوف و ہراس بادشاہ سے اپنے قتل پر اقدام کرے اسواسطے کہ حضرت سے
بے فرمان دیوگڈھ کی طرف جانا اور عرضداشت نہ لکھنا گناہ عظیم جانتا ہے درمیان اس حال کے ملک علاء الدین
کا خط اسی مضمون سے الماس بیگ کو پہونچا کہ حقوق سلطانی مجھپر زیادہ تر اُس سے ہین کہ تحریر کرون کیونکہ فی الحقیقت
وہ میرا باپ ہے اور عم اور صاحب بھی ہے اور میری زندگانی بسبب رنجش خاطر مبارک بادشاہ کے تلخ ہوئی اگر فی الواقع
مجھسے تقصیر محقق ہوا ہو کر رضا ہے شاہ کی میرے قتل مین ہے تو مجھے اعلام ہو کہ تھوڑا زہر کہ ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتا ہون کھا کر جان
گنواؤن یا یہ کہ جدھر میرے سینگ سمائین چلا جاؤن الماس بیگ الغخان نے یہ کتابت سلطان کے ملاحظہ مین گذرانی
اور صد ہا طرح کی چاپلوسی کی کہ ملک علاء الدین کی کتابت مین جو تقصیر تھی سے معقول مین لایا اور جو خفیہ ملک علاء الدین نے اپنے
بھائی کو لکھا تھا کہ ایسا کرو کہ سلطان دندان طمع مال مین لیجائے اور بے جمعیت چیدہ سے معدودی سے کڑہ کی طرف توجہ
کرے ... خراب ہے اس مطلب سے الماس بیگ نے کتابت گذرانیکے بعد زار زار رونا شروع کیا اور بادشاہ ...

کیا کہ اگر خود بدولت جریدہ قبل اسکے کہ میرا بھائی اپنے قتل پر اقدام کرے یا آوارہ وطن ہو کڑہ مین نزول اقبال وحلول اجلال فرماوین ایک منت منتہاے سابق پر اور ایک حق حقوق ما تقدم پر زیادہ ہو سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی بیچارہ اشعار چو لوح خاطرش از نقش سادہ است * سرو کارش بجادوئے قتادہ است * کہ صدرہ بستہ چشمش در شکر خواب * کتاب سحر بابل الصد باب * اس بات کو صدق محض تصور کرکے بے تامل مشورت الماس بیگ سے فرمایا کہ تو بہ تعجیل تمام کڑہ مین جاکر اپنے بھائی کی تسلی کر ایسا نہو کہ وہ اپنے قتل یا آوارگی پر اقدام کرے مین بھی متعاقب جریدہ بسبیل یلغار پہونچتا ہون الماس بیگ اسیوقت کشتی پر سوار ہو کر ہوائے تند کی طرح پانی پر روان ہوا اور ساتوین روز کڑہ مین پہونچا اور خبر پہونچنے تیر مراد کی ہدف مقصود پر پہونچانی ملک علاء الدین نے شادیانہ عنایت پادشاہی کا بجایا اور بھائی کے آنے سے کامیاب ہوا اور کہا اب عزیمت لکھنوتی چاہیے کرنا یا نہین وہ جماعت کہ اسکے پاس تقرب رکھتی تھی بولی کہ اب لکھنوتی جانا مناسب نہین ہے پادشاہ مال اور اقبال کی طمع سے برسات مین جریدہ ہمارے روبرو آتا ہے پہلے اسکا کام تمام کرین اسکے بعد جب تک ارکلیخان بادشاہ ہوا اور جبتک وہ آپکو امور ملکی ومالی سے فراغ حاصل کرے ہم ممالک جونپور اور لکھنوتی اور بنگالہ اپنے تصرف مین لاکر استقلال کا نشان بلند کرین ملک علاء الدین نے یہ رائے مناسب بہتر جانی جگہ سے نہ ہلا پادشاہ جلال الدین کی اجل دامنگیر ہوئی اور جو کہ حرص مجسم ہوا تھا مانعت کسی مانع اور نصیحت کسی ناصح کی سودمند نہ پڑی عزیمت اس سفر کی مصمم کی کسواسطے کہ یقین کیا تھا کہ اگر ملک علاء الدین لکھنوتی کی طرف جاویگا جواہر اور مال اور افیال مشکل سے دستیاب ہوگا اور دل اس سے اٹھانا نہایت مشکل تھا پھر ایکہزار سوار لیکر کشتی مین سوار ہوا اور کڑہ کی راہ لی اور ملک احمد حبیب کو حکم ہوا کہ لشکر وحشم خشکی کے راستہ سے لاوے بیت نیوشندہ چون گوش ند ہد بہ پند * خورد گوشمال از سپہر بلند * جب ملک علاء الدین نے بادشاہ جلال الدین کی توجہ سے خبر پائی آب گنگ سے عبور کرکے مانکپور کو لشکرگاہ کیا اور جب سترھوین رمضان کو چتر سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی دور سے نمایان ہوا ملک علاء الدین کی سپاہ عرض تجمل اور مجرائے خدمت کے بہانے سے سلاح وآہن مین غرق ہوئی اور گھوڑے پاکھرون کو آراستہ کیا اور ملک علاء الدین نے اپنے بھائی الماس بیگ نمکحرام کو استقبال کے واسطے بھیجا کہ جس حیلہ سے ہو سکے بادشاہ کو اُس اندک مایہ سے کہ مردم بزرگ کشتی مین ہمراہ ہین جدا کرکے ہمارے پاس لاوے الماس بیگ نے ملازمت مین پہونچکر عرض کی کہ بندہ اگر ایک روز کے بعد پہونچتا ملک علاء الدین آوارہ وطن ہو جاتا باوجود اسکے ابتک کچھ عجب نہین کہ وہ نہین کھاتا ہے اور اگر بادشاہ کو اسقدر سوار جرار سے مستعد دیکھیگا یقین ہے کہ متوہم ہو کر قصد آوارگی کرے پادشاہ سادہ لوح نے اسکے حرف شکستہ کو نستعلیق سمجھکر فرمایا کہ جو سوار کشتی مین ہمراہ ہین توقف کرین اور خود چند خواص سے ایک کشتی مین بیشتر روان ہوا اور جب تھوڑی راہ طے ہوئی پھر الماس بیگ غدار زبان کھولکر بولا کہ میرا بھائی حضرت کے استقبال کو قریب پہونچا ہے اگر ان چند کس کو جو بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہین مسلح اور مستعد دیکھیگا عنایت سلطانی سے مایوس ہوگا بادشاہ نے فرمایا تم سب ہتھیار اپنے سے دور کرو اور جب ساحل کے قریب پہونچے بادشاہ کے سفیرون نے دور سے ملک علاء الدین کو مسلح اور مستعد دیکھکر اسکے غدر اور مکر کا یقین حاصل کیا اور سمجھے کہ الماس بیگ کس کام مین ہے پس ملک خرم وکیلدر نے الماس بیگ سے کہا کہ ہمنے تمہارے التماس کے موافق اپنی افواج دریا سے اسطرح کو جدا کیا اور ہتھیار رکھوا دیا تم مستعد جنگ کیون بیٹھے ہو الماس بیگ نے کہا کہ میرا بھائی چاہتا ہے کہ اپنا لشکر آراستہ اور مسلح اور مکمل نظر کیمیا اثر سے گذرانے اور مجرائے خدمت کرے بادشاہ بموجب

إِذَا جَاءَ الْقَدَرُ عَمِيَ الْبَصَرُ کے اسوقت بھی اُنکے مکر اور غدر سے کہ خرد و بزرگ پر روشن ہوگیا تھا پی نہ لیگیا الماس بیگ سے کہا کہ باوصف روزہ داری کے اتنی راہ طے کرکے ملک علاء الدین کے پاس آیا ہون وہ یہ بھی نہین کرتا کہ زورق مین سوار ہوکر میرا استقبال کرے الماس بیگ غدار نے جواب دیا کہ میرا بھائی نہین چاہتا کہ خالی ہاتھ بادشاہ سے ملازمت کرے اور چاہتا ہو کہ مع اسباب پیشکش یعنی فیل و اسپ مال و جواہر گذرانکر خدمت کرے اور سامان افطار بھی مرتب بکر امیدوار ہو کہ بادشاہ اُسکے مکان مین روزہ افطار کرے تو بسبب اس شرف کے اپنے ہمچشمون مین ممتاز ہووے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی غافل کشتی مین قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہا وقت عصر تنگ تک ساحل پر پہونچکر کشتی سے باہر آیا ملک علاء الدین نے پیشتر جاکر ملازمت کی اور بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا بادشاہ نے از روے شفقت اور مرحمت کے اُس کے رخسارہ پہ آہستہ آہستہ مار کر اظہار محبت کے بعد فرمایا کہ مین نے باوصف لطف تجھے تربیت کرکے مہد بدری سے بزرگ کیا اور ہمیشہ تو میری نظر مین فرزندون سے عزیز تر رہا اور اب تک تیری بو طفلی میرے جامہ سے برطرف نہین ہوئی بھلا کیونکر مین تیرے حق مین بدی کا اندیشہ کرتا یہ کہا اور ہاتھ ملک علاء الدین کا پکڑکے کشتی کی طرف روان ہوا ملک علاء الدین محسن کش نے اُس جماعت سے کہ مستعد اور مکمل سلطان کے قتل پر تھی اشارہ کیا محمود سالم نے کہ اجلاف سمانہ سے تھا ایک ضرب شمشیر سے سلطان کو زخمی کیا سلطان زخم کھاکر کشتی کی طرف دوڑا اور فرمایا کہ اے علاء الدین بدبخت تو نے یہ کیا ستم کیا اور اختیار الدین جو نعمت شاہ کا پروردہ تھا پیچھے سے آیا سلطان ابھی کشتی مین سوار نہوا تھا کہ پکڑکر زمین پر گرا دیا اور ہنگام غروب آفتاب کہ افطار کا وقت تھا اُسکا سر مبارک کاٹکر علاء الدین کے روبرو لایا اور چند مخصوصان شاہ مرحوم مثل خرم وغیرہ نے پاؤن کشتی سے زمین پر رکھا تھا کہ اُن سب کے سر کاٹ کر زمین پر رکھے اور سر اُس تاجدار ہند کا تاج نیزہ کرکے کڑہ اور مانکپور مین پھرایا اور وہان سے اودھ لیگئے اور زبان حال سے یہ کہتے تھے کہ یہ سزا اُس شخص کی ہو کہ دل اس دنیاے مکار پر رکھے اور فرزند اور پیوند پر بھروسا کرے اور ہزار شفقت اور خون جگر سے انھین آغوش عاطفت مین پالے پس جو کوئی کہ بصد ہزار آرزو ایک گلبن ہوا و ہوس کا زمین شورہ زار مین بٹھائے اور رشک چشم اور خوناب دل سے اُسکی پرورش کرے بجاے پھول کے خار آزار چنے اور جو کوئی چشم نیکی بوستان دہر پُر فریب سے طمع رکھے آنکھ جہان مین اُسکی آزردہ نیش جفا ہووے اور جس شخص نے باپ صلح بند کرکے شر کا دروازہ کھولا ایک لحظہ فراغت سے نہ سوئیگا اور جس نے فتنہ خفتہ کو بیدار کیا دنیا اور آخرت اس کام کے خیال مین کھوئی

مثنوی
سراے آفرینش سرسری نیست ❊ زمین و آسمان بے داوری نیست ❊
در اندیش اے حکیم از کار ایام ❊ کہ پاداش عملہا شد سرانجام ❊

اژدہاے ارہ سے اگر جمشید خوار ہو تو ضحاک کے تن پر بھی فریدون کے خوف سے بال بار گران ہو سر ایرج کا اگر تور کے پاؤن پر افتادہ ہو تیغ منوچہر بھی سر سلم و تور پر آمادہ ہو سر سیاوش کا اگر زیب طشت ہو خون افراسیاب بھی تخم لالہ دشت ہو جگر دارا کا اگر زخم تیغ سرہنگین سے پارہ پارہ ہو دور سیاست سکندری بھی سزا کے لیے تیار ہے خسرو پرویز اگر خاک و خون مین تپان ہو سر شیرویہ بھی قاتل کی ٹھوکرون سے غلطان ہو سلطان معز الدین اگر غرق دریاے جیحون ہو آب گنگ خون سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے رنگین ہو احوال بادشاہ جلال الدین کے زمانون کا اگر غور کرکے دیکھے تو تجھے یقین ہووے کہ دنیا زی کرانی سے اشعار آب زر سے لکھنے کے قابل ہین

مثنوی
صبح چو خورشید علم برفراشت ❊ نقش دگر گردش اختر نگاشت ❊
ساخت چو بر سطح زمین و زمان ❊ خیمہ سیارہ گشت بجز یک زمان ❊
ماکز اطوار قضا و قدر ❊ جو ضعیفی بیکے رہگذر ❊
بود ز ناسازی نفس لئیم ❊ انچہ پدید اید ازان رہ مقیم ❊
سعی کنان ہر طرفی می شتافت ❊ تا رہ فہما دہ مقصود یافت ❊

دانہ کش از رہ چو بردن پا نہاد ٭ چشم یکے مرغ بر او فتاد ٭ حملہ بید او بران مور کرد ٭ روز بروچون شب دیجور کرد ٭
کرد تقاضائے فرو بردنش ٭ بر گوچو منقار بخون خوردنش ٭ نا شدہ آن مور بحلقش فرو ٭ مرغ دگر حملہ ور آمد برو ٭
کرد ور ابال بچنگال بند ٭ تا سرش از کز لک منقار کند ٭ مرغکے ار کرد دل مور ریش ٭ یافت ہمان لحظہ مکافات خویش ٭
تا بتوانی بکسے بد مکن ٭ نیک زی و دشمنی خود مکن ٭ پند نیازی بشنو زینہار ٭ تا نخوری خون دید روزگار ٭ ثقات سے
مروی ہے کہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے کڑا میں آنے کے وقت ملک علاء الدین کڑک مجذوب کی خدمت میں
جو قصبہ کڑہ میں مدفون ہیں گیا اور ازروے عجز و انکسار کے خدمت کی مجذوب نے سر اُٹھا کر یہ جملہ فارسی کا سنایا ع ہر کس
کہ کند با تو جنگ ٭ سر ور کشتی تن در گنگ ٭ القصہ اُسیوقت چتر سفید سلطان جلال الدین کا ملک علاء الدین کے سر پر بلند کرکے
ندائے سلطنت دی گئی رہی وہ جماعت کہ اُسوقت قتل بادشاہ جلال الدین میں ملک علاء الدین کی شریک تھی تھوڑے عرصہ میں
بلائے عظیم میں مبتلا ہوئی اور اسفل السافلین کے درکات میں ہبوط کیا از انجملہ محمود بن سالم ایک سال کے بعد مجذوم ہوا اور اندام
اُسکا خون فاسد کے غلیان سے پارہ پارہ گوشت اُسکے بدن سے جدا ہوا اور اختیار الدین دیوانہ ہو گیا نقد ہوش و حواس ہاتھ
سے دیا اور نزع کے وقت نعرہ مارتا تھا اور کہتا تھا کہ سلطان جلال الدین تیغ ہاتھ میں رکھتا اور سر میرا کاٹتا ہے اور الماس بیگ
اور دوسرے کہ ترقی کی اُمید میں اس شنیع کے مرتکب ہوئے تھے تین چار برس میں ایسے مستاصل او ہلاک ہوئے کہ ملک علاء الدین
ہی کے عہد میں انکا نشان باقی نرہا اور ملک علاء الدین نے اگرچہ چندے جہان کو ساتھ مقصد اپنے کے گذرانا لیکن آخر کو فلک
مکار نے نتیجہ اُسکے پاؤن میں مارا کہ خاندان اُسکا بھی اُسکے ہاتھ سے خراب ہوا کسواسطے کہ اپنے بھائیون اور فرزندون کو قید کیا
اور مقربان معتبر کو حکم قتل دیا اور غلام پروردہ اور برآوردہ اُسکے نے جو کچھ اس بادشاہ کی حیات اور ممات میں کیا کسی گبرستان
اور کفرستان میں واقع ہوا ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار جب خبر شہادت سلطان جلال الدین کی ملک احمد حبیب کو
کہ سپہ سالار فوج تھا پہونچی وہان سے پلٹ کر دہلی میں آیا اور ملکہ جہان حرم بادشاہ نے ناقص عقلی سے تعجیل کی چونکہ
شاہزادہ ارکلیخان ملتان میں تھا اپنے چھوٹے بیٹے شہزادہ رکن الدین ابراہیم کو کہ ابتدائے جوانی اور عنفوان شباب
میں تھا اور امور جہانبانی سے کچھ خبر نرکھتا تھا بے مشاورت ارکان دولت تخت پر بٹھایا اور کیلوکھری سے دہلی میں آنکر
کوشک سبز میں نزول کیا اور عہدے اور جاگیرین درمیان امرا اور ملوک کے تقسیم کیے ارکلیخان کہ خلف الصدق بادشاہ کا تھا
اور استعداد بادشاہی رکھتا تھا یہ خبر سنتے ہی کوفتہ خاطر ہوا اور ملتان میں توقف کیا اور ملک علاء الدین کہ ارادہ
سلطنت لکھنوتی رکھتا تھا ارکلیخان کی رنجش خاطر اور جلوس طفل بے تمیز و بے تجربہ سے تخت دہلی کا خیال کرکے دہلی کی بادشاہی
کی فکر میں پڑا اور عین برسات میں کڑہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا او شہر دہلی میں پہونچکر مقام سلطنت تک کہ مدنظر اُسکے تھا پہنچا
مدت سلطنت سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی سات برس اور چند مہینے تھی واللہ اعلم بالصواب ٭ ذکر بادشاہی

سلطان فلک بارگاہ علاء الدنیا والدین بادشاہ علاء الدین خلجی الملقب بہ سکندر ثانی

جب تقدیر شام اجل نے افق مشرق سے بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے فرق پر سر مارا علاء الدین دریائے حیرت
میں غرق ہوا اور مقربون سے مشورہ کیا کہ ان دو امر سے کہ لکھنوتی کی طرف جانا اور زر خرچ کرنا اور اقصائے بنگالہ تک
لینا یا رہنا کڑہ انکپور میں اور علم استقلال بلند کرنا انمین سے کیا اختیار کرنا چاہیے سب نے متفق ہوکر عرض کی کہ ارکلیخان
بادشاہزادہ شجاعت اور ... ملک ... کشی اور ملک ... کے آواسے ... جانتا ہے وہ اوسکا کی

مان عنقریب انتقام طلب کرین گے اور سب سے پہلی مہم انکی یہی انتقام ہوگا مناسب یہ ہے کہ کڑہ مانکپور مین مقیم ہو کر ملک
ظفر الدین کو مع لشکر انتخابی اسی برسات مین لکھنوتی کی طرف روانہ کرین تو اُس حدود کو مسخر کر کے انتظام کرے اور
جسوقت شاہزادہ ارکلیخان مع لشکر دہلی سے اس طرف متوجہ ہووے اور چارہ نہ ہے بعد طلوع سہیل کہ پانی بجو ہند کا اتر جاویگا
ہم بھی آب سرو سے عبور کر کے لکھنوتی اور بنگالہ مین جا کر علم مقاومت بلند کرینگے ملک علاء الدین کو یہ راے پسند آئی اور ملک
ظفر الدین کے بھیجنے کی فکر مین تھا کہ ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ ملکہ جہان نے امرا اور ارکان دولت کے بے طلب مشورہ شہزادہ
قدر خان کو بادشاہ رکن الدین موسوم کر کے تخت دہلی پر متمکن کیا ہے اور امرا اور سپاہ نے اس امر سے رنجیدہ خاطر ہو کر آثار
خصومت ظاہر کیے ہین ملک علاء الدین بادشاہی سواد اعظم ہندوستان کی فکر مین پڑا اور تسخیر ملک پر آمادہ ہوا اور جمیع
ولایات اُس طرف پر متصرف ہوا اور اپنے مقربون کو ساتھ خطاب ہاے شایان کے سرفراز کیا چنانچہ الماس بیگ کو
الغخان اور ملک نصرت جالیسری کو نصرت خان اور ملک ظفر الدین کو ظفر خان اور سنجر خسر پورہ یعنی سالے کو جو اُس کا
میر مجلس تھا الپ خان خطاب دیا اور اپنے یارون کو جو امیر صدہ تھے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور جو کہ امرا تھے اُنکے منصب
زیادہ کر کے جاگیرین عطا فرمائین اور اپنے اوپر بھی اسم بادشاہی اطلاق کر کے مع خزاین بیکران عین برسات مین کڑہ مانکپور سے دہلی
کی طرف راہی ہوا اور اُسکا دستور تھا جو اہل بخشش ابر نیسان کی طرح زرافشانی مین آیا اور ہر روز بارگاہ مین منجنیق با اتفاق نصرت خان
خاص و عام کو صلہ دیتا تھا اور زر بخیرات اور شتر مع بار اشرفی قطار قطار آدمیون کو بخشنے مین تقصیر نکرتا تھا انتظام ہر بیتون لشکر
آوردستن ⁂ بہ لشکر توان کیمیا خواستن ⁂ ہمہ کار دنیا بزر بستہ اند ⁂ بزر رخنہاے خطر بستہ اند ⁂ منقول ہے کہ جس جگہ کہ سراپردہ
اُسکا برپا ہوتا تھا ایک منجنیق مختصر اُسکے آگے نصب کر کے ہر روز پانچ من زر سرخ و سفید اس مین رکھکر خلائق پر پھینکتا تھا
اور جب یہ خبر گوش زد عالم ہوئی اطراف و جوانب سے فوج فوج درگاہ کی طرف متوجہ ہوئے مثنوی ⁂ فزاند بزر شد منزل
بمنزل ⁂ بزر کردہ کلیچہ کا رشتکل ⁂ بہر منزل زمین تخت تا دور دشت ⁂ فشاندے گنجہا بے منع گنجور ⁂ چو بادی فتاد از فتح
کارش ⁂ گرفت از منجنیق زر حصارش ⁂ سلطان علاء الدین جب بداؤن مین پہونچا بادشاہ رکن الدین ابراہیم بہ نہایت بیخبری
و شادی سے حد و نہ نکلا بلکہ امرا اور ملوک کو مع لشکر گران اُسکے مقابلہ کو بھیجا جو فوج آگے بادشاہی سے رضی تھی سلطان
علاء الدین کی شریک ہوئی اور انعام و نوازش بہت پایا اور جب ساٹھ ہزار سوار لشکر مین جمع ہوا بداؤن سے قدم آگے
بڑھایا اور ملکہ جہان اس خبر وحشت اثر سے نہایت مضطرب ہوئی اور بعد خرابی بسیار آدمی ملتان کی طرف روانہ
کیے اور ارکلیخان کو مع الغ خان طلب کیا اُنھون نے جواب دیا کہ اب کام ہاتھ سے گیا اور لشکر دشمن کا شریک ہوا ہے
اور خزانہ بہت بخشش ما ہے سو اب دشمن ساتھ ہمارا آنا کیا نفع بخشیگا بیت ⁂ سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل ⁂ چو پر شد نشاید گذشتن
بہ پیل ⁂ سلطان علاء الدین نے یہ خبر سنتے ہی بسبیل تعجیل طے مسافت کی اور بے تامل آب جون عبور کر کے صحرا سے
دروازہ جود دہا سیری مین نزول کیا بادشاہ ابراہیم رکن الدین کو حرکت مذبوحی دل مین پہونچی اپنی جمعیت سے
باہر آیا اور صف آرائی کر کے کچھ کوشش کی جب آپ کو مرد اُسکے میدان کا نہ دیکھا دہلی مین پلٹ آیا اور اُسی رات
کو اکثر امراے جلالی جدا ہو کر اور بادشاہ علاء الدین سے جا ملے بادشاہ رکن الدین نے سلامتی اسی مین دیکھی
قدرے از خزانہ لے کر اپنی ماں اور حرم و ملک کو ہمراہ لے کر با اتفاق ملک رجب اور ملک احمد حبیب اور ملک
قطب الدین علوی اور امیر جلال تلنگانی کے راہ ملتان لی اور سلطان علاء الدین نے صحراے سیری آین

فرو کش ہو کر لشکر گاہ سنوارا اُسکے بعد وضیع و شریف شہر کے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے خطبہ اور سکہ اور جمیع رسوم بادشاہی
بجا لائے اور وہ مع کوکبہ اور دبدبہ عظیم آخر سنہ ۶۹۶ چھسو چھیانوے ہجری مین داخل دہلی ہو کر سریر شاہی پر جلوہ گر ہوا اور
وہان سے لعل محل مین آیا اُسکو دار السلطنت بنایا اور تین روز جشن برپا کیا اور قبہ آویزان کیے اور شراب و کباب کی سبیل
ہوئی کار لہو و لعب نے رواج پکڑا اور بادشاہ نے غرور دولت اور جوانی کی مستی سے عیش و طرب مین کوشش کر کے
خلائق کو ایسا فریفتہ کیا کہ سب نے راغب و مائل ہو کر رنج بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے قتل کا دلون سے محو کیا
بیت سخاوت مس عیب را کیمیا ست ؛ سخاوت ہمہ دردہا را دوا ست ؛ اُسوقت اعوان و انصار کی تقویت کی کوشش کی ہر ایک
کو ساتھ ایک شغل اور خطاب کے نوازش فرمائی اور پرگنات اور ولایات تقسیم کیے چنانچہ خواجہ خطیر کو کہ ساتھ نیکی ذات و
پسندیدگی صفات کے اشتہار رکھتا تھا وزارت اور قاضی صدر الدین عارف کو جو ساتھ صدر جہان کے مخاطب تھا
قضاے ممالک اور منصب خطابت اور خطاب سید اجل شیخ الاسلام ارزانی رکھا اور دیوان انشا بعہدۂ عمدۃ الملک
ملک حمید الدین اور ملک اعز الدین کے مفوض ہوا اس سبب سے کہ ملک اعز الدین ساتھ فضائل صوری اور معنوی کے آراستہ
تھا اپنی مصاحبت اور قربت مین خصوصیت بخشی اور نصرت خان کو جو نائب ملک تھا شہر کا کوتوال کیا اور ملک فخر الدین کوچی
ساتھ داربیگی کے مقرر ہوا اور ظفر خان بخشی عارض ممالک ہوا اور ملک ابو جلال الدین آخور بیگ اور ملک ہرن ماربک
کا نائب ہوا اور ملک علاء الدین چچا ضیاے برنی کرہ اور اودھ کی جاگیر پر سربلند ہوا اور ملک جونا نائب وکیلدر
اور مؤید الملک ضیاے برنی کے باپ نے نیابت اور خواجگی نصیبہ برن کی پائی اور اہل اشاعت کو اہل استحقاق پر مسلم رکھکر خوشدل
لیا اور تمام لشکر کو تنخواہ کے سوائے شش ماہہ انعام دیکر اس بات پر عمل کیا ابیات رخنہ گر ملک سرافگندہ بہ ؛
لشکر بدعہد پراگندہ بہ ؛ سرکشد شاخ نو از سرو بن ؛ تا نزنی گردن شاخ کہن ؛ پھر اولاد سلطان جلال الدین فیروز شاہ
خلجی کا استیصال پیش نہاد ہمت کیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک ہزبر الدین ظفر خان کو انیسوین تاریخ
ذی الحجہ سنہ مذکور کو مع چالیس ہزار سوار ملتان کی طرف روانہ کیا انھون نے منزل مقصود مین پہونچکر ملتان
کو محاصرہ کیا اور دو مہینے کے بعد مردم ملتان اور اہل لشکر ترک رفاقت ارکلیخان اور بادشاہ رکن الدین ابراہیم کر کے
ساتھ الماس بیگ الغخان اور ملک ہزبر الدین ظفر خان کے شریک ہوئے اور دونون بھائی نے مضطرب ہو کر شیخ رکن الدین
قدس سرہ کے وسیلے سے الماس بیگ سے بعہد و پیمان ملاقات کی اور اُسنے شرائط تعظیم بجا لا کر اپنے سراپردہ کے قریب جگہ دی اور
فتح نامہ سرعان کے ہاتھ بھیجا اور جب فتحنامہ دہلی مین منبرون پر پڑھا گیا تو سامان جشن آراستہ کر کے شادیانے بجائے اور
اُسکے بعد الماس بیگ الغخان مع فرزندان اور امراے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دہلی کی طرف پھرا اور درمیان
راہ کے ملک نصرت خان کہ کوتوال دہلی تعینات ہوا تھا الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچا اور بیٹون بادشاہ جلال الدین خلجی
اور الغو خان نبیرۂ چنگیز خان کہ داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا اور ملک حبیب کہ نائب امیر حاجب ہوا تھا اُنکی
آنکھون مین سیل کھینچکر چشم و اموال پر اُنکے متصرف ہوا اور اُن دونون شاہزادہ مظلوم کو قلعہ ہانسی مین قید کیا اور ارکلیخان کے دو
بیٹون کو تیغ ظلم سے شہید کر کے روضۂ رضوان کی طرف راہی کیا ملک احمد حبیب کوتوال اور حرمہاے سلطان جلال الدین فیروز شاہ
خلجی اور اُسکے بیٹون کے حرمون کو مع ملکہ جہان دہلی مین لا کر حبس مین نگاہ رکھا اور دوسرے برس جلوس کے ملک نصرت خان
منصب وزارت پر سرفراز ہوا تو وہ مال کہ سلطان علاء الدین نے ابتداے جلوس مین دراثناے راہ مصلحۃً امراے جلالی پر

قسمت کیا تھا اُسسے واپس لیکر کل روپیہ خزانہ مین لایا اور ملک علاء الدین کو کرّہ سے ساتھ اموال اور خزانے کے وہان
آیا تھا ساتھ خطاب علاء الملکی کے فائز ہو کر دہلی کا کوتوال ہوا اور اسی سال دوا خان حاکم ماوراء النہر نے بقصد تسخیر
ممالک پنجاب اور ملتان اور سند قریب سو ہزار مغل کو نامزد ولایت ہندوستان کیا اور اُنھون نے آب سندھ سے
گذر کر کے تاخت و تاراج و خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا جب یہ خبر بادشاہ علاء الدین کو پہونچی الماس بیگ
الغخان اور ملک ہزبر الدین ظفر خان کو مع سپاہ بیکران اُنکے دفع کے واسطے روانہ کیا اور حدود لاہور مین
دونون صفین ہو کر حرب صعب مین مشغول ہوئین جو فتح و شکست کا مختار خدا ہے مغلون نے ہزیمت کھائی اور
تخمیناً بارہ ہزار مغل علف تیغ خون آشام ہوئے اور اکثر امراے معتبر اُنکے اسیر اور دستگیر ہو کر بعقوبت تمام ہلاک
ہوئے اور الماس بیگ الغخان نے مغلون کے سردن کو مع زن و فرزند اُنکے جو اسیر ہوئے تھے دہلی مین بھیجے
اور ان دونون کامون کے سبب سے کہ گرفتاری اولاد و انصار جلالی اور فتح مغل ہے شوکت و حشمت اور شاہ
علاء الدین کے دلون مین بیٹھ گئی حکام اور ملوک اطراف کے اُسکے معتقد ہوئے اور اُسکا لشکر جس طرف جاتا تھا فتح و ظفر سے
اختصاص پاتا تھا بادشاہ علاء الدین نے اُسکے بعد اپنے بھائی الغخان کے اتفاق سے ان امرا کے دفع مین جنھون نے
مزخرفات دنیوی کی طمع سے بادشاہ جلال الدین کی اولاد سے بیوفائی کر کے دنیا و آخرت برباد دی تھی مشغول ہو کر سب
کو گرفتار کیا بعضون کی آنکھون مین میل کھینچی اور بعضون کو قلعون مین بھیجکر محبوس کیا اور مال و اسباب اور ساز و سلب
ان حق شناسون کا قریب ایک کروڑ روپیہ کے خزانہ مین لا کر خانمان اُنکا برباد کیا لیکن ملک قطب الدین علوی اور
ملک نصیر الدین شحنہ پیل اور ملک امیر جلال جو امراے جلالی سے تھے اور اُسکے بیٹون سے منہ نہ پھیرا تھا اور سلطان
علاء الدین سے کچھ نہ لیا تھا زندہ چھوڑا اور بدوام الحیات مسند عزت اور امارت پر متمکن رہے اور اوائل سنہ ۶۹۷ چھہ
سو ستانوے ہجری مین الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان کو مع امراے کثیر تختگاہ اور ولایت سند کی فوج
سے گجرات کی تسخیر کو بھیجا اور اُنھون نے نہروالہ اور تمام گجرات تاخت و تاراج کر کے مسخر کیا اور راے کرن والی
نہروالہ بھاگ کر دکن مین رام دیو والی دیوگڑھ کے پاس پناہ لے گیا اور چند عرصہ کے بعد ولایت بگلانہ مین کہ گجرات سے تعلق رکھتا
تھا اور دکن کی سرحد مین واقع تھا گیا اور رام دیو کی حمایت سے وہان متوطن ہوا اور امراے بادشاہی زنان راے کرن کو کہ سرگروہ
اُنکی کنولا دیوی تھی مع مال و افیال و خزانہ وغیرہ اپنے قبضہ مین لائے اور ایک بت کہ برہمنون نے اس سومنات کے عوض
کہ جسے سلطان محمود غزنوی نے توڑ ڈالا تھا تیار کر کے اپنا معبود بنایا تھا اور اُسے بھی سومنات کہتے تھے وہان سے دہلی مین
بھیجکر پے سپر خلائق کیا اور ملک نصرت خان نے کنبایت مین جا کر وہان کے باشندون سے مال و جواہر بیقیاس لیا
اور کافور ہزار دیناری کو کہ آخر بادشاہ علاء الدین نے اُسے نائب ملک کر کے ملک نائب خطاب دیا تھا اُسکے
صاحب سے بجبر لیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان نے گجرات کو بعد نہب و تاراج کے حوزۂ دیوان
دہلی مین لا کر ساتھ مردم معتبر اور امین کے سپرد کر کے مع غنائم موفورہ مراجعت کی اور جب قلعہ جالور کے اطراف
مین پہونچے مردم لشکر کو خمس غنائم کے واسطے اور سوا اُسکے مواخذہ کر کے بہ تعذیب و تشدید زیادہ طلبی مین حد سے
تنگ کیا اسواسطے بعض مغل نے کہ جن کو نو مسلم کہتے تھے اور مقدم اُنکا محمد شاہ نام رکھتا تھا مع اور لوگون کے کہ وہ بھی
مواخذہ سے عاجز آئے تھے متفق ہو کر جمعیت بہم پہونچائی اور ملک اعز الدین جو بھائی ملک نصرت خان اور میر حاجب

الماس بیگ الغخان کا تھا بیک اجل کی طرح اُسکے سر پر آئے اور اُسکو قتل کرکے الماس بیگ الغخان کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوئے الماس بیگ الغخان کہ اجل اُسکی نہ پہونچی تھی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور اپنے تئین پیادہ ملک نصرت خان کی بارگاہ مین پہونچایا اور باغیون نے سلطان کے بھانجے کو الماس بیگ الغخان گمان کرکے قتل کیا اور ملک نصرت خان نے فوراً نقارۂ جنگ پر چوب ماری مردم لشکر اس گمان سے کہ راجہ جالور یا دوسرا غنیم پہونچا ہے اُسی وقت جنگ پر آمادہ ہوئے اور فوج بارگاہ نصرت خان کی طرف دوڑے اور مفسدون کی گرفتاری کا قصد کیا اور وہ متفرق ہوکر اطراف وجوانب مین بھاگ گئے اور الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان کی فوجون کے تعاقب سے بہ تنگ آکے سب ہمیر دیو راجہ رنتھنبور کے پاس کہ تھورا سے حاکم اجمیر کی اجفاد سے تھا پناہ لیگئے الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان ترک تعاقب کرکے مع غنائم و اموال و اقبال دہلی مین پہونچے بادشاہ علاء الدین نے کنورلا دی کو جو حسن صورت او ربسیرت اور حرکات شیرین اور تکلم نمکین مین ہندوستان مین شہرت رکھتی تھی مسلمان کرکے اپنے عقد نکاح مین لیا اور کافور ہزار دیناری کو منظور نظر کرکے اُسکی محبت کا زنار اپنی کمر جان مین باندھا اور طیلسان اُسکے عشق کی دوش عقل و خرد پر ڈالی زمام دین و دانش کی ہاتھ سے دی اور اولاد و اتباع اُن لوگون کے جو جالور کے فساد مین ساعی تھے گرفتار کرکے اُنپر سیاست کی اور فرمان سلطان کے موافق ملک نصرت خان کے واسطے انتقام زنان و طفل شیرخوارہ اُن لوگون کے کہ قتل مین اُسکے بھائی کے سعی کی تھی جلادون کے سپرد فرمایا تو طفلان شیرخوارہ کو بطریق گذر و سنگ سر پر اُنکی ماؤن اور بہنون کے اسقدر مارا کہ مثل روئی دھنی کے پاش پاش ہوکر ہلاک ہوئے اور چوراہہ بازار مین رسوا کرکے ہندوؤن کو بخشا اور قبل اسکے دہلی مین یہ رسم نہ تھی کہ کسی کے جرم کے سبب اولاد اور اتباع کو سیاست مین کرین اور اس سال جسوقت لشکر دہلی گجرات کی تسخیر مین مشغول تھا چلدی نام اور اُسکا بھائی آنکر قلعہ سیوستان پر متصرف ہوئے خان ظفر شعار ملک ہزبر الدین ظفر خان کو مع فوج کثیر اس طرف تعین فرمایا اور اُسنے سیوستان کو محاصرہ کرکے عرصہ قلیل مین مفتوح کیا اور چلدی اور اُسکے بھائی کو مع اولاد و اتباع کہ عورات اور عیال و اطفال کے سوا ایک ہزار اور سات سو مغل تھے طوق و زنجیر مین مطوق اور مسلسل کرکے دہلی مین بھیجا اور خود بھی پیچھے سے دہلی مین آیا اور صفدری اور دلاوری ملک ہزبر الدین ظفر خان نے شہرت پائی بادشاہ علاء الدین اُسکی شجاعت سے خطرناک ہوا اور اُسی سال کے آخر مین قتلق خواجہ ابن دوا خان بن براق مغل لیکے دولاکھ سوار لشکر بقصد تسخیر ہندوستان ماوراءالنہر سے آیا اور آب سندھ سے عبور کرکے قصبات اور قریات کو جو سر راہ پر واقع تھے ملک اپنا تصور کرکے آسیب نہ پہونچایا اور طے مسافت کے بعد ساحل جون پر فروکش ہوئے اور دہلی کے محاصرہ کی تدبیر کی اور جو خلق کثیر نے شہر اور قصبات اور خطہ اور نواحی کی مغل کے خوف سے شہر مین آئی تھی جمعیت بمرتبہ بہم پہونچی کہ مساجد اور کوچہ و بازار اور محلات مین جگہ بیٹھنے اور ایستادہ ہونے کی نہ رہی خلائق انبوہ سے عاجز اور بہ تنگ آئی اور راستہ آمد و شد غلہ اور آذوقہ کے مسدود ہوئے اور طرفہ گرانی تمام چیزون مین ظاہر آئی لوگ حیران ہوئے سلطان علاء الدین نے امرا اور ملوک کو طلب کرکے سامان جنگ مہیا کیا باوجودیکہ بعض امرا جنگ سے ممانعت کرتے تھے اور لشکر ہندوستان کی زبونی دلائل سے معروض رکھتے تھے اور کنایۃً کہتے تھے کہ کار جنگ خطرناک ہے اور جنگ دو سر رکھتی ہے بادشاہ نے انکا قول پذیرا نہ کیا اور یہ فرمایا کہ بادشاہان نامدار کو جنگ و کارزار سے حذر کرنا حال سلطنت کے لائق نہین ہے ہیبت کیسے کو

کلاہ کیان می نہند، سر خویش را درمیان می نہند، یہ کہکر محافظت شہر اور اہل حرم اور خزانہ کی علاء الملک کوتوال کے ذمہ مقرر کی اور بداؤن کے دروازے کے سوا چھاٹک بندی کر کے ساتھ کو کیا اور دبدبہ شاہی کے بروایت صحیح تین لاکھ سوار اور دو ہزار سات سو فیل جنگی کار آمد لیکر شہر سے برآمد ہوا اور میدان کیلی میں طرفین سے طبل جنگ بجنے لگے اور صفوف حرب آراستہ ہوئیں اور ہندوستان میں بعد ازطلوع رایات اسلام کسی عہد و عصر میں ایسے دو لشکر عظیم آپس میں مقابل نہ آئے تھے اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور پندرہ کو پہونچی ہے اس قسم کی دو سپاہ کینہ جو مقابل ایک دوسرے کے صف آرا نہوئی الغرض بادشاہ علاء الدین سکندر ثانی ترتیب افواج میں مشغول ہوا میمنہ ملک ہزبرالدین ظفر خان سے جو شجاعان روزگار اور سواران کامگار سے تھا اور جاگیر سمانہ اور پنجاب اور ملتان رکھتا تھا آراستہ کی اور میسرہ اپنے بھائیوں الماس بیگ الغخان اور رکن خان سے کہ قوت بازو اور پشت پناہ تھے محکم کی اور خود مع ملک نصرت خان اور بارہ ہزار سوار کہ سب جوان خوب اور دیکھے تھے مع فیلان ہشیار قلب میں ٹھہرا اعیان سلطنت میں سے ہر ایک کو اس کے لائق مقام پر مقرر کیا۔ ملک ہزبرالدین ظفر خان نے اپنے مقابل میسرہ مغل پر مع تقیبوں وافواج سے حملہ کر کے انکو تہ و بالا کر ڈالا اور وہاں سے مغلوں کی دوسری فوجوں پر جو دوسرے سرداروں کے مقابلہ پر جانبازی کرتی تھیں حملہ کر کے انکو بھی پامال کیا اور شمشیر آبدار سے اسقدر مغل قتل کیے کہ صحرا میں انکی لاشوں کے انبار لگ گئے۔ مغلوں نے اسکے مقابلہ سے جی چھوڑ دیا اور بیتاب ہو کر بے تحاشا بھاگے اور ملک ہزبرالدین نے انکا تعاقب کیا اور مارتا و قتل کرتا ہوا اٹھارہ کوس تک چلا گیا۔ الماس بیگ الغخان سردار میسرہ نے جو ملک ہزبرالدین سے حسد و عداوت رکھتا تھا ساتھ نہ دیا اور اس کو تنہا چھوڑ دیا۔ مغلوں کے سردار میسرہ نے بھاگنے کے بعد راہ میں کمینگاہ اختیار کی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ ملک ہزبرالدین آگے نکل گیا اور پیچھے کوئی مددگار فوج نہیں ہے تو اسنے کمینگاہ سے نکل کر ظفر خان پر پیچھے سے حملہ کیا اور سپہدار قتلق خواجہ نے بھی بھاگنے سے باگ موڑی۔ ملک ہزبرالدین ظفر خان دونوں کے بیچ میں گھر گئے اور تیر سے انکا گھوڑا مارا گیا۔ ہزبرالدین نے ترکش سے تیر زمین پر ڈال دیے اور جس کو مارا ہلاک کیا۔ قتلق خواجہ نے سفید جھنڈی ہلائی اور ملک ہزبرالدین کی تعریف کر کے پیغام دیا کہ تم حق نمک ادا کر چکے آؤ اب ہم تم کو اس سے اونچے مرتبہ پر پہونچاوین۔ ظفر خان نے قبول نہ کیا اور بدستور تیروں سے جماعت کثیر مارڈالی۔ قتلق خواجہ نے ہر چند چاہا کہ زندہ گرفتار کروں میسر نہوا آخر تیر برسانے کا حکم دیا اور ملک ہزبرالدین ظفر خان شہید ہو گیا اور اس کی فوج کے سردار بھی مارے گئے لیکن مغلوں نے اس خوف سے کہ مبادا لشکر علائی آجاوے فوراً کوچ کیا اور تیس کوس پر جا کر دم لیا اور وہاں سے بھی کوچ پر کوچ کر کے جلد اپنی سرحد میں داخل ہوا۔ مغلوں کے دلوں پر ظفر خان کا خوف ایسا بیٹھ گیا تھا کہ اگر ان میں سے کسی کا گھوڑا پانی پینے میں بھڑکتا تو کہتا کہ کیوں کیا تجھے ہزبرالدین ظفر خان کی صورت نظر آگئی۔ بادشاہ علاء الدین خلجی بھی ظفر خان کی شجاعت سے متوہم رہتا تھا۔ اس لڑائی میں اس کا مارا جانا اپنے نزدیک دوسری فتح سمجھا اور خوش خوش دہلی میں جا کر فتح کے جلسے کیے اور مردان شجاع کو خلعت و منصب عطا کیے۔ ایک سردار کو جو لشکرگاہ سے دہلی بھاگ آیا تھا گدھے پر سوار کر کے مشتہر کیا۔ کہتے ہیں کہ جب علاء الدین بادشاہ ہوا اور وقت جلوس سے تین سال میں بادشاہ کے حسب مراد

کام بنتے گئے اور گجرات ایسی مملکت مفتوح ہوئی اور سلطنت میں اسکا کوئی معارض نہ رہا تو اس کے دماغ میں عجیب خیالات سمائے از انجملہ ایک یہ کہ اکثر مجالس شراب وخلوت میں ارکان دولت سے کہتا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار یار کی موافقت سے ایک شریعت مستحکم چھوڑی اگر میں بھی اپنے چار یار الماس بیگ الغخان و سنجر الپخان و ملک ہزبر الدین ظفرخان و ملک نصرت خان کی مظاہرت سے ایک جدید شریعت رائج کروں تو قیامت تک نام رہے یہ ملک ہزبر الدین کے قتل سے پہلے کا حال ہے۔ اب تم لوگ بتلاؤ کہ ایسی شریعت کیا ہوسکتی ہے جس کو سب عقلاء پسند کریں۔ دوم یہ کہ افواج وہاتھی بکثرت ہیں جی میں آتا ہے کہ دہلی ایک خیرخواہ کو سپرد کرکے خود سکندر کی طرح جہانگیری میں مشغول ہوں پہلے خراسان وماوراء النہر وترکستان فتح کرکے وہاں کے لوگوں کو اپنی ملت میں لاؤں پھر بڑھکر فارس وعراقین وشام وفرنگ وحبش وغیرہ مسخر کروں۔ ارکان مجلس اس کی سخت گیری وبدخوئی سے متحیر ہوکر اکثر اس کی تحسین کرتے پھر جب اسکو دولاکھ ترک خونخوار پر جن کا سپہ سالار رستم روزگار تغلق خواجہ تھا فتح حاصل ہوئی تو غرور ونخوت بہت بڑھی خطبہ میں اپنا لقب سکندر ثانی بڑھایا اور خیالات سابقہ اور بھی مستحکم ہوگئے اہل مجلس دل میں ان جہلات پر ہنستے مگر خوف سے چپ تھے اور بزرگان دین مثل حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ ان باتوں کو سنکر دلگیر ہوتے اور اس کی راستی کی دعاء کرتے چنانچہ بالآخر اس کا اثر یوں ظاہر ہوا کہ ملک علاء الملک کوتوال دہلی جو ہر چاندرات کو سلام کے لیے مجلس شاہی میں حاضر ہوتا تھا حسب معمول شریک ہوا بادشاہ نے بھی حسب معمول پہلے دونوں خیال ظاہر کرکے رائے پوچھی۔ علاء الملک کسی قدر ذی علم اور سچا دیندار تھا دل میں سوچا کہ عمر آخر ہوئی چند روزہ زندگی کے لیے بادشاہ کی خوشامد میں دین برباد کرنا انتہا کے خسارہ ہے سچ کہدوں اور بادشاہ کے غیظ وغضب سے نڈر ہوکر دین کا کلمہ بلند کروں غایت اسکی مارا جانا تو آخر عمر میں شہادت بھی مزہ سے خالی نہیں ہے لہذا کہا کہ اگر حضرت اپنی مجلس سے شراب برطرف فرماویں اور غیروں کو ہٹا دیں تو جو کچھ اس غلام ضعیف کے خیال میں ہے عرض کرے۔ بادشاہ نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور سوا الماس بیگ الغخان وملک نصرت خان وملک سنجر الپخان وغازی ملک تغلق قائم مقام ملک ہزبر الدین کے سب کو باہر کیا۔ علاء الملک نے اجازت لیکر عرض کرنا شروع کیا کہ حضرت یہ دین وشریعت تو ایسی چیز ہے کہ جس کا تعلق حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آسمانی وحی کے ساتھ ہوتا ہے اور اب تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسکا خاتمہ ہوگیا۔ اب جہان پناہ کا یہ خیال جو کوئی سنے گا خاص ہو یا عام چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد دور ہو یا نزدیک یقینی وہ متنفر ہوگا اور اپنی جان سے بیخوف ہوکر سب کے سب قطعاً ہم لوگوں کو اس کا بانی فساد سمجھکر ہماری جان کے دشمن ہوجاویں گے اور اس جہت سے فسادات عظیم برپا ہونگے جن کا تدارک غیر ممکن ہے حضور کے دولت واقبال کے لائق یہ ہے کہ آیندہ ایسے خیال کو بالکل زبان ودل سے مٹا دیا جاوے کیونکہ امکان بشری سے باہر ہے۔ حضور ذرا سی بات پر توجہ فرماویں کہ چنگیز خان واس کی اولاد نے پورے ظلم وجبر سے مدتوں کوشش کی کہ دین محمدی مٹا کر اپنا دین جو ہزاروں برس سے ترکستان میں رائج تھا عالم میں شائع کریں اور لاکھوں مسلمانوں کو انھوں نے قتل کیا مگر کسی طرح میسر نہ ہوا بلکہ آخرکار

دین محمدی کی خوبی واستواری دیکھ کر انکے پوتے بیٹوں نے دین اسلام اختیار کیا اور اسکی تقویت کے واسطے کفار یورپ سے جہاد عظیم کیے - بادشاہ علاء الدین نے بعد غور دراز و فکر صحیح کے فرمایا کہ جو کچھ تو نے کہا بیشک ٹھیک اور واقعی امر ہے اب انشاء اللہ تعالی کبھی اس کے خلاف کوئی کلمہ مجھسے صادر نہ ہوگا - رہا امر دوم اس کے بارہ میں تیری کیا رائے ہے آیا وہ بھی خطا ہے یا صواب - ملک علاء الملک نے عرض کیا کہ حضور دوسرا خیال اپنی ذات میں بہت ٹھیک ہے اور حضور کی شاہانہ ہمت بلند کی دلیل ہے اور ممکن ہے کہ بعض بلند ہمت بادشاہوں کی طرح جہان پناہ بھی اپنے لشکر کثیر و خزاین موفور کے ذریعہ سے اقالیم کو مسخر فرماویں لیکن اس کے لیے چند چیزیں اور بھی درکار ہیں کیونکہ جب سلطان والا نعمت دہلی سے نکلکر ممالک ایران وغیرہ میں دور گئے اور مدت گذر گئی تو یہاں حضور کے مانند لائق آدمی کون ہے جو نیابت کا کام انجام دے گا اور یہ بھی معلوم نہیں کہ مدت دراز کے بعد جب دہلی کی طرف رجوع فرمانے کا قصد ہو تو نائب اپنے عہد و ایمان پر ہوگا یا منحرف - کیونکہ اس زمانہ کو سکندر کے زمانہ پر قیاس نہیں کرسکتے اسکے زمانہ میں غدر و بدعہدی شاذ و نادر تھی جس نے جو عہد کیا مرتے دم تک اسپر قائم رہتا اور سکندر کو ارسطاطالیس جیسا وزیر ملا تھا کہ عمدہ تدابیر و رائے سے سب کو مطیع و منقاد رکھتا اور ایسے ہی عمدہ اسباب سے بہت کم مدت میں اس نے ان ممالک کو مطیع کرلیا اور جب لوٹ کر روم گیا تو مملکت کو بدستور درست پایا - اگر حضور کے پاس ایسے آدمی معتمد ہوں تو یہ رائے جہانگیری عین صواب ہے

بادشاہ نے بہت غور و تامل کے بعد فرمایا کہ اچھا اگر میں ایسے موانع و عوارض خیال کرکے جہانگیری کا عزم ترک کردوں تو یہ لشکرہائے کثیر و خزائن کس کام میں آوینگے میں تو اسی گوشہ دہلی پر قانع ہو چکا - ملک علاء الملک نے عرض کیا کہ حضور کے سامنے ابھی دو مہم ضروری درپیش ہیں امر اول طرف جنوبی ہندوستان کی فتح جیسے رنتھنبور و چندیری و جالور و طرف مشرقی تا دریائے شور (سمندر) اور طرف شمالی تا ملتان کابل - اگر یہ ممالک مفتوح ہو جاویں اور ڈاکو و چور و فسادی یہاں سے دفع ہو جاویں تو سلطنت میں اطمینان و اصلاح حاصل ہو جائے - امر دوم اقوام مغل جن راہوں سے ہندوستان میں گھسکر لوٹ مار کرتے ہیں وہاں مستحکم قلعجات و لشکر جنگی معین کیا جائے کہ مغلوں سے امن ہو - بعد اس کے جہان پناہ کو بخوبی میسر ہوگا کہ خود دہلی میں توقف فرماویں اور ادھر سے متعدد کو آراستہ فوجوں سے اطراف میں روانہ فرماویں تاکہ وہ دور کے اطراف مسخر کرکے حضور کا نام جہانگیری کا روشن کریں - لیکن یہ تمام بیداری و ہوشیاری اس وقت حاصل ہوگی کہ جہان پناہ افراط شراب نوشی و شکار و دیگر بیہودگی سے اپنے ذات ملکی صفات کو روکیں - بادشاہ علاء الدین ان باتوں کو سنکر بہت خوش ہوا اور علاء الملک کی رائے صائب کی تعریف کی اور اسی وقت خلعت جامہ زردوزی جسپر شیر کی تصاویر منقش تھیں مع پیش تنگہ اور دو اسپ عربی مع زین و لگام مرصع عنایت فرمائے اور دو گاؤں معافی انعام دیے اور جو امرا اس مجلس میں حاضر تھے سب نے نہایت خوش ہوکر چند ہزار تنگہ مع دو اسپ ملک علاء الملک کے پاس بطور شکرانہ بھیجے اور حضرت شیخ العصر نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے بھی خوش ہوکر اس کے حق میں دعاء خیر فرمائی ف - مترجم کہتا ہے کہ یہ نعمت تمام جہان کی دولت سے بڑھ کر ہے - سنہ ۶۹۹ چھ سو ننانوے ہجری میں بادشاہ نے پہلے الماس بیگ الغخان حاکم سمانہ کو اور ملک نصرت حاکم کڑہ کو طلب فرماکر قلعہ رنتھنبور

کی فتح کے لیے روانہ فرمایا۔ وہان کا راجہ پورا خود مختار بنا ہوا تھا اور قدیم راجہ دہلی کی نسل سے تھا اور پہاڑی ممالک کی وجہ سے سرکش تھا۔ الغخان و نصرت خان نے جاکر اول جھاین کا قلعہ فتح کیا پھر مدکر کا محاصرہ کیا۔ ایک روز ملک نصرت خان قلعہ کے نزدیک جاکر سرکوب تیار کرنے کا اہتمام کر رہا تھا کہ ناگاہ گوپھن کا پتھر اُس کے لگا مگر کچھ زیادہ صدمہ نہین پہونچا اور دو تین روز کے اہتمام مین یہ مستحکم قلعہ بھی فتح کرلیا۔ اس درمیان مین راجہ رنتھنبور نے فرصت پاکر بڑا سامان کرلیا اور دو لاکھ سوار و پیادہ لیکر قلعہ رنتھنبور سے نکلا۔ الماس بیگ الغخان نے مقابلہ مناسب نہ دیکھا اور جھاین مین واپس آکر عرضی مین حسب حال بادشاہ کو لکھ بھیجا۔ بادشاہ غضبناک ہوکر لشکر گران لیکر دہلی سے روانہ ہوا اور راہ مین تلپٹ کا جنگل ایسا بھایا کہ چند روز ٹھہر کر شکار مین مشغول ہو گیا چنانچہ ایک روز رات کو بھی جنگل مین رہا اور صبح سے پہلے ہی حکم دیا کہ شکار قمرغہ شروع کرو اور خود اپنے چند خواص کے ساتھ اونچے ٹیلے پر بیٹھا تاکہ جب وحوش صحرائی جمع ہو جاوین تو شکار مین مشغول ہو ناگاہ بادشاہ کا بھتیجا سلیمان شاہ اپنے نومسلم نوکرون کے ساتھ اُدھر پہونچا اور بادشاہ کو تنہا دیکھ کر چاہا کہ جیسا علاءالدین نے سلطان جلال الدین کے ساتھ کیا تھا مین علاءالدین کے ساتھ کرون اور فوراً تیرون کی زد مین لے لیا۔ بادشاہ نے کچھ ہاتھ پانْون مارے اور دو زخم بازو پر اٹھا کر مردون مین گر پڑا۔ سلیمان شاہ جس کا خطاب اکتخان اور وکیل درگاہ تھا فوراً گھوڑے سے اُتر کر چلا کہ سر کاٹ لون۔ بادشاہ کے ساتھ جو پیادے گرد و پیش تھے فی الفور ظاہر مین اس کے موافق بن گئے اور مبارک سلامت کہتے ہوئے اس کی آگے آ گئے اور عرض کی کہ حضور کو سلطنت مبارک ہو بادشاہ کا خاتمہ ہو گیا فی الفور تخت پر جلوس فرمایئے۔ اکتخان جس مین بادشاہی کی لیاقت نہ تھی انکے کہنے کے موافق دوڑتا ہوا بارگاہ شاہی مین پہونچ کر تخت پر بیٹھ گیا اور بآواز بلند پکار دیا کہ مین نے بادشاہ کو مار ڈالا ہے۔ لشکر والے اس کو سچ سمجھے اور چار ناچار حاضر ہوکر اپنے قرینے سے کھڑے ہوے اور قاریون نے قرآن شروع کیا اور تہنیت و مبارکبادی شروع ہوئی نقیبون نے آوازے لگائے گانے والے سرود مین مشغول ہوئے بیعت و نثار کا دروازہ کھل گیا اور ہاتھی گھوڑے آراستہ کر کے بارگاہ کے سامنے لائے گئے۔ اکتخان پست ہمت شہوت پرست نے چاہا کہ اسی وقت حرم سرا مین داخل ہو ملک دینار خواجہ سرا دربان حرم تھا اپنی جماعت کو مسلح و مکمل کر کے حرم سرا کے دروازہ پر بیٹھا اور کہا کہ جب تک بادشاہ علاءالدین کا سر نہ دیکھ لون تب تک اندر نہ جانے دونگا۔ وہان جب بادشاہ علاءالدین کو ہوش آیا تو اپنے زخم باندھے اور خیال کیا کہ اکتخان نے امرا کے اتفاق سے اپنا کام پورا کرلیا مین ان پچاس ساٹھ نفر کے ساتھ جو میرے پاس باقی ہین جس طرح ممکن ہو جھاین تک الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچون اور اس کے اتفاق سے کام کرون لیکن ملک حمیدالدین نے جو اکتخان کے مثل منصب وکالت رکھتا تھا اور اپنے وقت کے عقلا مین سے تھا اس نے بادشاہ کو جھاین جانے سے روکا اور کہا کہ حضور اسی وقت سوار ہوکر اپنی بارگاہ کی جانب قصد فرماوین کیونکہ ہنوز اکتخان کا کچھ استقلال نہین ہے اہل لشکر حضور کا چتر شاہی دیکھتے ہی حضور ہی مین دوڑ پڑین گے اور اسکا کھیل بگڑ جائیگا اور اگر انہین کچھ

تاخیر ہوئی تو کام دشوار ہو جائے گا - بادشاہ اسی وقت سوار ہوا اور چتر سفید بادشاہی جو اسی جنگل مین پڑا تھا
اُٹھا کر بادشاہ کے سر پر سایہ کیا گیا اور بادشاہ بہت استقلال و آہستگی سے بارگاہ کی جانب روانہ ہوا - راہ مین
جو سوار و پیادہ دیکھا بادشاہ کی حضوری مین آجا تا چنانچہ لشکر تک پہونچتے پہونچتے پانچ سو آدمی جمع ہو گئے
اور جب لشکر کے قریب پہونچا ٹیلہ پر اپنا چتر بلند کیا اہل لشکر بادشاہ کا چتر دیکھتے ہی اکتخان کو چھوڑ کر سب کے
سب بادشاہ کی طرف دوڑ پڑے اور تمام ہاتھی گھوڑے جو سجا کر بارگاہ کے سامنے لائے تھے سب بادشاہ کے
حضور مین لائے سلیمان شاہ اکتخان مضطرب و بدحواس ہو کر افغان پور کی طرف بھاگا - بادشاہ ٹیلہ سے
اُتر کر بارگاہ مین تخت پر جلوہ افروز ہوا اور لوگون کو عام اجازت دی اور ایک دستہ فوج سلیمان شاہ کے
تعاقب مین بھیجی انھون نے افغان پور مین اسکو گرفتار کر کے سر کاٹ لیا اور لا کر لشکر مین پھرایا - بادشاہ نے
اُسکے بھائی قتلغخان کو مع اسکے ہواخواہون کے قتل کر دیا - جب زخم اچھے ہو گئے تو تلپت سے رنتھنبور کی طرف
کوچ کیا اور الماس بیگ الغخان نے استقبال کیا اور حسب الحکم شاہی محاصرہ مین بہت سختی کی گئی اور نقب
لگانے مین کامیابی حاصل کی باوجود اس حالت کے اہل قلعہ اوپر سے تیر و پتھر و آگ برسا کر بہت لوگون کو ہلاک کرتے
اور بادشاہی فہمایش پر کان نہ دھرتے تھے - اسکے مختلف اسباب مین سے ایک تو قوم راجپوت کی ذاتی جہالت
تھی کہ ناحق زبردست بادشاہ کے مقابلہ مین جانین ضائع کرنا - دوم پہاڑون کے پیچیدہ راہون سے انکو مدد
و رسد برابر پہونچتی تھی - سوم بادشاہی صوبہ دارون کی بیجا بغاوت کو سنکر انکو یقین تھا کہ بادشاہ آخر کار مضطرب
ہو کر بغاوتون کے فرو کرنے کے لیے کوچ کر جاویگا - چنانچہ انھین ایام محاصرہ مین بادشاہ کے خواہر زادے امیر عمر و
منگو خان جو بداؤن واودھ کے حاکم تھے باغی ہو گئے اور جمعیت کثیر بہم پہونچا کر فساد پھیلایا - بادشاہ نے اس
نواح کے امرا کو لکھا کہ متفق ہو کر انکو دفع کرین - امرا نے بعد جدال و قتال دونون کو مغلوب و مقید
کر کے حضور مین روانہ کیا - بادشاہ غضبناک تھا دونون کی آنکھین نکلوا ڈالین چونکہ اس نواح کے زمیندار بھی باغیون
کے شریک تھے اور امرا سے سرکشی کرتے تھے بادشاہ نے دونون کو قتل کر دیا اور امرا نے بھی ان کے موافقین
پر تلوار حاکم کر دی - ہنوز یہ فتنہ بالکل فرو نہوا تھا کہ دوسرا فتنہ پیدا ہوا یعنی دہلی کے سابق کوتوال ملک فخرالدین
مرحوم کے غلام زادہ حاجی مولی نے جو سلطان جلال الدین خلجی کے عہد مین سرشحنۂ دہلی ہو گیا تھا جب دیکھا کہ بادشاہ
قلعہ گیری مین پھنسا ہوا اور ملک علاء الملک کوتوال دہلی بادشاہ کے ہمراہ ہے اور بالفعل ایبہ بد کوتوال جو شہر کے باہر
چبوترہ پر بیٹھکر مقدمات فیصل کیا کرتا ہے لوگ اس سے موافق ہین مدد نہ کرینگے ایسے موقع پر یہاں دوسرا بادشاہ بنا کر
کام نکالو چنانچہ جلتی گرمی مین جب دوپہر کو لوگ گھرون کے اندر چھپے تھے شہر مین داخل ہو کر سیدھا ایبہ بد کوتوال کے
مکان پر پہونچا اور پیام دیا کہ بادشاہی فرمان پہونچا ہے جلد نکلو وہ بیچارہ غافل تھا فوراً نکل آیا - حاجی مولی نے اپنی
مفسد جماعت کو اشارہ کیا جنھون نے اس کو فی الفور ٹکڑے کر دیا اور خود اظہار کیا کہ مین نے بادشاہی حکم سے مارا ہے اور
حکم دیا کہ شہر کے دروازے مقفل کر دو اور قلعہ جدید کے قلعہ دار علاء الدین ایاز کو پیام بھیجا کہ فرمان بادشاہی آیا ہے فوراً آ کر اسکی
تعمیل کی جاوے - وہ اس کے فتنہ سے آگاہ ہو چکا تھا قلعہ کے دروازے بند کر کے آدمیون کو مسلح کر لیا - حاجی مولے
فوراً لعل کوشک مین مع مفسدون کے گھس گیا اور وہان کے قیدی سب چھوڑ دیے اور وہان کے ہتھیار و خزانے

جو کچھ پائے اپنے مفسد ساتھیوں مین تقسیم کیے اور جماعت کثیر لیکر علوی کے یہان پہونچا اسکو لوگ شاہنشہ کہا کرتے تھے اور اُسکی والدہ سلطان شمس الدین التمش کی نسل سے تھی - زبردستی علوی کو لاکر لعل کو شک مین تخت پر بٹھلایا اور اکابر شہر پر جبر و تعدی کی کہ اس کے ہاتھ پر بادشاہی کی بیعت کرو - یہ خبر سلطان علاء الدین کو رنتھبور کے محاصرہ مین پہونچی لیکن اس کے شاہانہ عزم مین کچھ تزلزل نہ ہوا بلکہ اُس نے سختی محاصرہ کا اہتمام کیا اور امراء کو نامزد فرمایا جنھون نے نواح مین تاخت و تاراج کر کے محصورون کی رسد بند کر دی اور مغرور سرکشون کو موم کی طرح نرم کر دیا - باوجود اسکے اہل قلعہ رنتھبور سرکشی پر آمادہ رہے اس لیے کہ ایام فرصت مین انھون نے بہت رسد جمع کر لی تھی - پہلے فتنہ دہلی کا حال سنو کہ جب حاجی مولی نے اہل شہر کو مقہور کر کے علوی کو بادشاہ بنایا ہنوز ایک ہفتہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ ملک حمید الدین امیر کوہ مع اپنے بہادر بیٹون کے شہر کا وہ دروازہ جو دروازے بداؤن کہلاتا تھا کھول کر شہر سے باہر نکل گیا اور اطراف سے کچھ لوگ جمع کیے اتفاق سے ملک عزیز الدین ظفر خان مرحوم کے سوارون مین سے ایک جماعت اپنا جائزہ و عرض کے واسطے امروہہ سے شہر مین آتی تھی ملک حمید الدین نے ان کو اپنے ساتھ لے لیا اور دروازہ غزنین کے راستہ سے شہر مین داخل ہوا اور دروازہ بند کے پاس اس سے اور حاجی مولی سے محاربہ ہوا ملک حمید الدین گھوڑے سے کود پڑا اور حاجی مولی کو گھوڑے سے گرا کر اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا ہر چند حاجی مولی کے لوگون نے نیزہ تلوارون سے اُسکو زخمی کر دیا مگر اس بہادر نے حاجی مولی کا سر کاٹ ہی لیا اور نیزہ پر چڑھا کر کوشک لعل پر تاخت کی اور علوی کا سر بھی کاٹ ڈالا اور فتحنامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت مین بھیجا بادشاہ نے الماس بیگ الغخان کو دہلی بھیجا جس نے اہل فتنہ و فساد کو بالکل مستاصل کر دیا بلکہ ملک الامراء فخر الدین کوتوال قدیم مرحوم کے بیٹون کو بھی بیگناہ قتل کیا کیونکہ وہ لوگ بالکل اس فتنہ مین شریک نہ تھے صرف اس تہمت سے کہ حاجی مولی اُن کے باپ کے خاصہ خیل مین سے تھا ان بیگناہون کا خاندان بھی تباہ و برباد کر دیا - بادشاہ نے بعد ایک سال کے ایک قول یہ کہ بعد تین سال کے اطراف و جوانب سے حشر انبوہ جمع کر کے انکو حکم دیا کہ ہر شخص ایک تھیلی خاک لا کر قلعہ کے اس دروازہ پر ڈالے جس کو رن کہتے تھے چنانچہ اس خاک کا انبار اس قدر اونچا ہو گیا کہ قلعہ والون پر سرکوب تیار ہو گیا اور اہل قلعہ مقہور و مغلوب ہوئے راجہ ہمیر دیو مع اپنے لوگون کے مارا گیا - سابق مین فتح گجرات کے واقعہ مین ذکر ہو چکا کہ جالور کے مقام پر محمد شاہ مغل مع نو مسلمون کے باغی ہو گیا تھا اور آخر مغلوب ہو کر قلعہ رنتھبور مین پناہ لی تھی اسوقت راجہ کے ساتھ ہو کر لڑا اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے اور خود محمد شاہ زخمی پڑا ہوا تھا - اتفاقاً بادشاہ نے اُسے دیکھا اور ترس کھا کر فرمایا کہ اگر مین تیرا علاج کر کے تجھے تندرست کرون تو کیا سلوک کریگا اس نے جہالت سے جواب دیا کہ اگر اچھا ہو جاؤن تو تجھے قتل کر کے ہمیر دیو کے بیٹے کو راجہ بناؤن - بادشاہ نے غصہ ہو کر اسے ہاتھی سے چلوا دیا - تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کی شجاعت و وفاداری یاد کر کے اشارہ کیا کہ اسکو کفن دیکر دفن کرین - راجہ کا وزیر رنمل وغیرہ جو راجہ سے جدا ہو گئے تھے سب کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان لوگون نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ کیا سلوک کیا جو ہمارے ساتھ وفاداری کی امید کرین پھر بطور سیر کے قلعہ پر گیا اور وہان کے نقد و جواہر جو شمار سے باہر تھے مع قلعہ و ولایت کے الماس بیگ کو عطا فرما کر دہلی کی طرف روانہ ہوا - الماس بیگ پانچ چھ مہینہ کے بعد سخت بیمار ہو کر دہلی کو روانہ ہوا لیکن راہ مین مر گیا - سلطان علاء الدین کو اس مدت مین امراء کی فتنہ انگیزی کا تجربہ

ہوچکا تھا بنابریں اپنے خیر خواہ و عقلاء کو جمع کرکے اُن سے مشورہ کیا کہ کس تدبیر سے بغاوت کا دروازہ بند ہو کہ آیندہ خلق خدا آرام و راحت سے زندگی بسر کریں اور فتنہ انگیز گنہگاروں کے ساتھ ناحق بیگناہ پامال حوادث نہ ہوں وزراء عاقل نے عرض کیا کہ چار چیزیں فتنہ انگیزی کا باعث ہوا کرتی ہیں (اول) خلق کے نیک و بد سے بادشاہ کا بیخبر ہونا (دوم) علانیہ شراب خوری اس لیے کہ شراب خوری سے بدخصلتیں اُبھرتی ہیں اور بے اختیار اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور جب ایک کو دوسرے کا عندیہ معلوم ہو جاتا ہے تو ایک خیال والے باہم اتفاق کرکے فتنہ انگیزی کرتے ہیں (سوم) امراء باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہیں اور اس یگانگت کی وجہ سے جب کسی ایک پر کوئی حادثہ واقع ہوتا ہے تو سب رشتہ دار شرکت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں (چہارم) مال و دولت کی زیادتی کیونکہ جب کمینہ آدمیوں کے پاس دولت و مال زائد ہو جاتا ہے تو اُن کی بدخصلتیں ترقی کرتی ہیں حتیٰ کہ وہ سلطنت کے مدعی ہو جاتے ہیں سلطان علاء الدین کو اہل علم و عقلاء دربار گاہ کی راے پسند آئی اور ان امور کے دفعیہ کی تدابیر میں کوشش فرمائی چنانچہ نیک و بد خلق کی آگاہی کے لیے ایسے طریقہ سے جاسوس مقرر فرمائے کہ شہر و قصبات و ولایات کے تمام نیک و بد معاملات سے بادشاہ کو پوری آگاہی حاصل ہوتی تھی بلکہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ شہر کے امراء و اعیان درگاہ راتوں کو جو باتیں اپنے زن و فرزند سے کرتے تھے بادشاہ اس سے آگاہ تھا اور جب صبح کو وہ شخص حضور میں حاضر ہوتا اور کوئی معاملہ دلچسپ یا خاص کام کے متعلق کچھ کلام ہوا تھا وہ قلمبند کرکے اس کو دیا جاتا اور وہ اس سے متحیر ہو کر کانپ جاتا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ رعایا و اہل بازار کی باہم گفتگو درکنار خود اپنے گھروں میں رات کو لوگ آواز بلند بات نہیں کر سکتے تھے سوائے اچھی باتوں کے – اور دربار میں کوئی کسی سے خفیہ بات کرنے کی مجال نہ رکھتا تھا سوائے اس کے کہ کچھ رمز و کنایہ کرے – رستوں کا انتظام ایسی خوبی سے مضبوط فرمایا کہ تاجر لوگ و مسافر لاکھوں روپیہ کا مال و اسباب لیے ہوئے راتوں کو بدون کسی سپاہی بلکہ بدون کسی ساتھی کے برابر سفر کرتے تھے اور مشرق میں بنگالہ کے سرحد سمندر تک اور مغرب میں کابل و کشمیر و سندھ تک اور جنوب میں گجرات و ساحل سمندر و لنکا کے پل و مدراس کے ساحل سمندر تک برابر سب راہیں بےخوف و خطر ہو گئیں بلکہ مسافر و تجار لاکھوں کی دولت لیے ہوئے صحراؤں میں جہاں شام ہوتی وہیں مال و اسباب اتار کر بسیرا کرتے اور اس کو سات حلقہ کا قلعہ تصور کرکے بےخطر چین سے سوتے تھے راہگیر و مسافر غریب جس گاؤں میں پہونچتے وہاں کا مقدم و رعایا عزت کے ساتھ اُنکی راحت کا سامان مہیا کرتے تھے مترجم کہتا ہے کہ شاید کسی کو یہ وہم ہو کہ تمام اطراف ہندوستان بادشاہ کے تحت میں نہ تھے تو جواب یہ ہے کہ آخر میں تمام اطراف میں سلطان علاء الدین کا فرمان جاری تھا چنانچہ آیندہ بیان سے ظاہر ہوگا – مفسدہ شراب دور کرنے کے لیے اول بادشاہ نے اپنا عیش خانہ یعنی مجلس شراب بالکلیہ موقوف کر دی چنانچہ دروازہ بداؤن کے باہر تمام خمہاے شراب نفیس بہا دیے گئے اور ظروف توڑ کر جس قدر چاندی سونے کے تھے سب گلا کر زر سکہ بنائے اس کے بعد فرمان عام جاری کیا کہ بادشاہ نے شراب سے توبہ کر لی آیندہ جو شخص شراب خوری کرے یا شراب فروشی کریگا اُس کا خون اُسکی گردن پر ہوگا اور اسی طرح کے فرمان اطراف و ولایات میں بھیج دیے اور میخواروں نے مکانات سے اس قدر شراب جنگل میں بہائی کہ برسات کی طرح صحرا کیچڑ ہو گیا اور سلطانی پولیس کا ضبط سقہ

بڑھ گیا کہ اگر دور سے کوئی خائن کسی قدر شراب اناج کی گون یا لکڑی کے گٹھے یا کسی ترکیب سے لانا چاہتا تو شہر میں پہونچنے سے پہلے ہی گرفتار ہو جاتا اور وہ شراب ہاتھیوں کو دیجاتی - بعضے میخوار جو شدت سے عادی تھے خفیہ اپنے گھر میں بناتے چونکہ ضبط بادشاہی اعلیٰ درجہ پر تھا فی الفور گرفتار ہو جاتے اور دروازہ بداؤن کے پاس صحرائی کنوئیں میں قید ہو کر یا تو جان سے جاتے یا توبہ سے رہا ہوتے تو معالجہ سے شفا پاتے - اس زبردست انتظام سے رسم میخواری بالکل اٹھ گئی - جب لوگوں میں عادت مذموم نہ رہی تو بادشاہ نے مدت کے بعد اسقدر اجازت دی کہ اگر امرا میں سے کسی کو ضرورت ہو اور بطور دوا کے کشید کرے تو تنہا بدون کسی کی شرکت کے اندر گھر کے پی سکتا ہے - امرا کی باہمی رشتہ داری کے لیے فرمان نافذ ہوا کہ امرا معارف شہر و ممالک بدون حکم بادشاہی باہم بیاہ شادی نہ کریں اور نہ ایک دوسرے کی دعوتوں میں شریک ہوں چونکہ بادشاہی پولیس کا ضبط بہت قوی تھا کسی کو مجال نہ رہی کہ اس کے خلاف کرے حتیٰ کہ اگر اتفاق سے کسی کے یہاں بطور مہمان آجاتا تھا اور وہ چاہتا کہ سلطانی مہمانی کے علاوہ خود بھی اسکی مہمانداری کرے تو سید خان وزیر کے پاس درخواست بھیجتا تا کہ شاہی منظوری حاصل کرے - لوگ اس وزیر کو فتنہ انگیز جہان کہا کرتے تھے - اب رہا فتنہ دولت و ثروت جو سب سے بڑا فتنہ تھا اس کے انسداد کے لیے زبردست محتسب مقرر ہوئے جنھوں نے ان کے زائد اموال ان کے نام سے بیت المال میں ضبط کیے اور املاک و باغات شہر و ولایات خواہ کفار کی ملک تھے یا مسلمانوں کے سب یک لخت خالصہ کر لیے اور ان کے مصارف سے زائد مادہ فساد ضبط کر کے اپنی حفظ میں لے لیا اس جہت سے لوگوں کو مادۂ سرکشی پر اپنا قابو نہ رہا اور فسادی شیطان ان کے دماغ سے اکیبارگی نکل بھاگا جب سلطانی تسلط و انتظام اپنی استقامت پر آگیا تو بادشاہ نے زمیندار مقدم و چودھری کا تسلط رعایا پر ناگوار دیکھکر چند قانون ایسے نافذ فرمائے کہ رعایا نے بھی زمینداروں کے تسلط سے آرام پایا اور عامۂ خلائق بادشاہ کے لیے دعا گو ہو کر چین سے زندگی بسر کرنے لگے خلاصہ بعض قوانین یہ ہیں کہ بادشاہ نے اپنے عقلا کی مجلس سے یہ قانون نافذ کیا کہ زمین کی پیمائش کر کے ہر قسم کے مواضع سے نصف محاصلات وصول کر کے خزانہ میں داخل کریں اور اس میں مقدم و چودھری و رعایا کو یکساں شمار کریں کسی کمزور پر بار نہ ڈالیں اور مقدم ہو یا رعیت ہر ایک کو صرف اس قدر اختیار ہے کہ چار بیل کھیتی کے اور دو بھینسیں و دو گائیں اور بارہ بکریاں پالیں زیادہ ضبط ہوں اور چرائی بھی بحساب ہر جانور کے برابر کے حساب سے وصول کی جاوے رعیت پر ظلم نہ ہو اور پٹواری و عمال و محاسب مختلف دفاتر میں ایسے معین کیے کہ عاملوں کو ایک پیسہ بطور خیانت کے لینا میسر نہ تھا اور اسی طرح محاسب و محرر بھی ایک پیسہ خیانت نہ کر سکتے اسی وجہ سے بہتیرے عمال نے محرری و محاسبی چھوڑ کر پیشہ تجارت وغیرہ اختیار کیا اور مقدم و چودھری جو ہمیشہ سے رعایا کو مظلوم بنا کر ہتھیار باندھے گھوڑوں پر سوار لباس فاخرہ پہنے سیر و شکار میں مصروف رہتے تھے اب اپنے کاروبار میں لگے بلکہ یہانتک نوبت پہونچی کہ بعضے کبھی اپنی معاش کے لیے کچھ محنت مزدوری کر لیتے تھے سلطان علاء الدین کبھی کبھی فرماتا کہ علما بہت کم ایسے ہیں کہ احکام سلطنت و ضوابط سیاست کو موافق شریعت استنباط کر سکیں انکو فقط اتنی ہی لیاقت ہوتی ہے کہ قضایا فیصل کریں و خصومات کا تصفیہ فرماویں اور لوگوں کو فتاوا

کا طریقہ تبلا دین اسی خیال سے بادشاہ کی نظر دوربین مین سیاست رعیت کیواسطے جو ضابطہ مستحسن ہوتا اسکو جاری کردیتا اور مشروع و نامشروع ہونے کو دریافت نکرتا۔ اس زمانہ کے علماؤن مین سے قاضی ضیاء الدین بیانوی و مولانا ظہیر الدین و مرشد لنگ کہرامی دیوانخانہ مین آتے جاتے اور باہر امرا کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے اور قاضی مغیث الدین بیانوی جو اس زمانہ کے متبحر علماؤن مین سے تھے اگرچہ فی الجملہ بادشاہی تقرب رکھتے اور مجلس خاص مین حاضر ہوتے تھے مگر علمی تذکرہ کبھی نکرتے اسلیے کہ بادشاہ محض جاہل تھا لیکن جبسے مجبورن کے عرائض پڑھنے پر مجبور رہوا تو اچھی محنت کرکے اسقدر لیاقت حاصل کرلی کہ شکستہ تحریرین اچھی طرح پڑھ لیتا تھا اور اس تقریب سے اسنے چند فارسی کتابین بھی پڑھ لین اور دوسرے اعتقادات سے پھر گیا یعنی پہلے اسکو عالمون کے حق مین خراب خیال تھا وہ دور ہوا اور سمجھ گیا کہ عالم و قاضی و اہل فتوی جو کچھ کہتے ہین محض نیک نیتی و خیر خواہی سے کہتے ہین اپنی طرف سے کوئی مسئلہ نہین نکالتے اور دنیاوی طمع سے پاک ہین چنانچہ اس کے بعد اپنی سابقہ عادت کے خلاف اکثر اوقات علماء کی صحبت مین بیٹھتا اور مسائل دینی کی تحقیق کرتا رفتہ رفتہ خوف آخرت نے اسمین اثر کیا اگرچہ علماء و قاضیون کے ذہن مین اسکی طرف سے یہی خیال تھا کہ وہ کمال جہالت سے عالمون کو مکار و حیلہ گر جان کر اُنسے بات نہین کرتا ہے چنانچہ ایک روز اسنے قاضی مغیث الدین سے فرمایا کہ مین تمسے چند سوال پوچھنا چاہتا ہون۔ قاضی نے خوف کھا کر عرض کیا کہ ظاہراً بندہ کی موت نزدیک آگئی اور اگر جہان پناہ بغیر پوچھے اس بندہ کے قتل کا حکم فرمادین تو بچند وجوہ میرے حق مین بہتر نظر آتا ہے بادشاہ نے پوچھا کہ اس خوف کا کیا سبب ہے۔ قاضی نے عرض کیا کہ جہان پناہ کے سوال کا جواب اگر سچ سچ عرض کرونگا مبادا کہ بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ ہو اور میرے قتل کا سبب ہو جاوے اور اگر مین نے خوشامد سے دروغ خلاف شرع عرض کیا تو عند اللہ میرے حق مین قتل سے بدتر ہے بااین ہمہ اگر میرا دروغ بادشاہ پر ظاہر ہوا تو دنیا ہی مین قتل بھی موجود ہے بادشاہ نے ہنس کر فرمایا کہ مین جو کچھ تم سے پوچھون تم شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سچ سچ کہو اور سچائی سے ضرر نہین ہوتا ہے اول سوال یہ کہ ہندوؤن مین کس کو ذمی ہونے کا حق حاصل ہے قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہی تحصیلدار جب اس سے مال خراج طلب کرکے تو وہ تواضع کے ساتھ بدون سرکشی کے ادا کرنے کا ملتزم ہو کیونکہ حق خراج بہت قلیل ہے اور اگر محصل سے کسی قسم کا تشدد بھی ظاہر ہو تو اس سے سرکشی صادر نہ ہو کیونکہ خراج مذکور اُس کی جان و مال کی حفاظت ہے تو اسکو جان کے عوض جانکر بخوشی تمام التزام کرے۔ بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ آپنے اس کو قرآن و حدیث سے بیان فرمایا اور مین نے اپنی راے سے یہی برتاؤ جاری رکھا ہے سوال دوم یہ کہ عمال و محصل خراج کے علاوہ جو کچھ بطور رشوت لیتے ہین کیا خائن چورون کی سزا ان پر جاری ہو سکتی ہے۔ قاضی نے جواب دیا کہ اگر محصلین کو بیت المال سے قدر کفایت ملتا ہے تو جس قدر انھون نے بطور رشوت لیا ہے اُسکو ہر طرح کی سزا و شکنجہ سے اُن سے واپس لینا روا ہے لیکن ہاتھ کاٹنا جو چور کی سزاے شرعی ایسے مال لینے مین ہے جو مکان محفوظ مین محرز ہو تو وہ اسپر جاری نہین ہو سکتی بادشاہ نے کہا کہ مین بھی رشوت خوار عمال سے ہر طرح کی اہانت و سخت گیری سے مال رشوت ضبط کر لیتا ہون تاکہ خیانت کا طریقہ مٹے اور ظالمون سے رعایا کو نجات ہو۔ سوال سوم یہ کہ ایام بادشاہی سے پہلے جو کچھ مال مین نے قلعہ دیوگڈھ سے بزور شمشیر

حاصل کیا وہ میرا حق ہے یا بیت المال ہے کہ جس مین مسلمانون کا بھی حق ہے قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہ کا حق اسمین باقی مسلمانون کی طرح ہے مگر وہ مسلمان جو اس کے حاصل کرنے مین شریک تھے بادشاہ نے برہم ہو کر کہا کہ جو مال مین نے ملکی کے زمانہ مین بڑی مشقت سے کافرون سے حاصل کیا اور وہ شاہی خزانہ مین بھی داخل نہین ہوا وہ کیونکر بیت المال ہو سکتا ہے قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہ نے جو کچھ خاص اپنی ذات سے بنفس نفیس پیدا کیا وہ البتہ خالص حق شاہی ہوگا لیکن جو مال لشکریون کی معاونت سے حاصل کیا اسمین سب شریک ہین۔ سوال چہارم یہ کہ اچھا اس مین سے میرا اور میرے فرزندون کا حق کس قدر ہے قاضی نے کہا کہ اب بالضرور میری موت آگئی کیونکہ اول جواب سے بادشاہ عالم آزردہ خاطر ہو چکے ہین اور اس کا جواب تو اس سے زیادہ ناگوار ہوگا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کرو تم کو جان سے امان ہے قاضی نے کہا کہ اسمین تین طریقہ مرعی ہو سکتے ہین ایک یہ کہ محض عدل خالص اور خلفاے راشدین کی پیروی منظور ہے تو بادشاہ جس قدر ایک کمتر نوکر کو دے اسی قدر اپنے تصرف مین لاوے دوسرا یہ کہ فراخی و میانہ روی منظور ہو تو امرا و معارف مین سے جس کو سب سے زیادہ ملا ہو اسکے برابر خود تصرف فرماوے۔ تیسرا طریقہ ایسے عالمون کی راے پر عمل ہے جو بادشاہ کی حضوری و خطاب پر نظر کرکے ضعیف روایات کی قید و پیروی کرتے ہین کہ سب سے بڑھ کر جس امیر کو ملا ہو بادشاہ اس سے بقدر امتیاز سلطانی کے زائد لیوے اس سے زیادہ روا نہین ہے اور شاہزادے یا تو موافق عام لوگون کے یا موافق امرا کے لین بادشاہ غضبناک ہو گیا اور فرمایا کہ پھر یہ اموال جو میرے مکانات مین بطریق انعام وغیرہ ابواب مصارف مین خرچ ہوا کرتے ہین انکی نسبت یہی کہو گے کہ جائز نہین ہے قاضی نے عرض کیا کہ جب حضرت بادشاہ مجھ سے شرعی مسئلہ پوچھین تو مجھپر واجب ہے کہ جو کچھ شریعت کی کتابون مین ہے وہی عرض کرون اور اگر مجھ سے ملکی مصلحت کے معاملہ مین دریافت فرماوین تو مین یہی کہونگا کہ جو کچھ جہان پناہ کرتے ہین عین صواب ہے جہانداری کی ضرورت اسی کی مقتضی ہے کیونکہ جس قدر زائد ہو اسی قدر شوکت و حشمت بادشاہی زیادہ ہوگی پھر بادشاہ نے کہا کہ مین ہر سپاہی سے جو اپنی گنتی دینے عارض لشکر کے پاس حاضر نہین ہوتا اس سے سہ سالہ تنخواہ واپس لیتا ہون اور باغی و فتنہ انگیز کو مع اولاد و ساتھیون کے ہلاک کرکے انکے گھر برباد کرکے تمامی اموال لا کر خزانہ مین رکھتا ہون اور اسی قسم کی سیاسات شراب خوارون و چورون و زناکارون کے معاملہ مین عمل مین لاتا ہون ان سب کو بھی کہو گے کہ یہ ناجائز ہین۔ قاضی فی الفور اٹھکر دور جا کر زمین بوسی کرکے کہنے لگا کہ یہ ان حضور نامشروع ہے بادشاہ غضبناک ہوا اور اٹھکر حرم سرا مین چلا گیا قاضی بھی جلدی سے اپنے گھر آیا اور اپنے اہل و عیال کو وصیت کرکے وداع کیا اور قتل کا منتظر بیٹھ گیا مثل مشہور ہے کہ سچ کا [illegible] ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے روز قاضی مغیث الدین کو طلب کرکے بہت تلطف کیا اور خلعت زردوزی کا خاصہ و ہزار تنکہ انعام فرما کر کہا کہ مین نے اگرچہ علوم شرعی حاصل نہین کیے [illegible] کی کتابین نہین پڑھین لیکن آخر مسلمان کے گھر پیدا ہوا اور خود مسلمان ہون مین خوب جانتا ہون کہ تو نے جو کچھ بیان کیا سب حق ہے لیکن [illegible]

نہیں ہوتے اور خلق خدا کو آرام و راحت نہیں ملتی ہرچند کہ خالص عدل وہی ہے جو آپ نے بیان کیا مگر دوسری جانب اس
زمانہ کی خلقت عدل و اعتدال کے پاس تک نہیں پھٹکتی آپ دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے بدکار و فاجر کس قدر زناکاری میں حریص
ہیں اگر انکو عذاب آخرت سے دھمکایا جاوے یا قید کیا جاوے یا کوڑے مارے جاویں تو اس سے ہرگز باز نہیں آتے
بلکہ دوسروں کو دلیر کرتے اور ناموس خلق برباد کرتے ہیں اسی نظر سے چند بدکاروں کو پکڑ کے خصی کر دیتا ہوں تاکہ
عبرت کھا کر باز آویں باوجودیکہ میں جانتا ہوں کہ یہ مشروع نہیں ہے چونکہ میری نیت اس سے تعظیم محارم شریعت و
رفاہیت خلق ہے امیدوار ہوں کہ حق تعالیٰ میرا گناہ بخشے اور ابھی توبہ کا دروازہ بھی بند نہیں ہوا ہے - مترجم
کہتا ہے کہ ابن الجوزی رحمہ کے بیان کے موافق بادشاہ عظیم الشان سلیمان بن عبدالملک نے بھی غیرت میں آکر
بعض ایسے لوگوں کو جن کی ذات سے زناکاری کا فتنہ دیکھا خصی کرکے دیر الخصیان میں ڈال دیا اور ایک حکایت
لکھی کہ ایک روز بادشاہ ہارون الرشید شکار کو گیا راہ میں ایک مرد صالح نے اسکی باگ پکڑ کر کہا کہ اے ہارون خدا
سے خوف نہیں کھاتا اور سخت الفاظ میں درشتی کی - ہارون نے حکم دیا کہ اسکو ساتھ لاویں - جب تخت پر بیٹھا تو
ناصح کو طلب فرما کر بٹھایا اور فرمایا کہ اے شیخ تمہاری نظر میں فرعون بہتر تھا کہ میں شیخ نے کہا کہ فرعون بدتر کافر تھا
اور تم مسلمان ہو - ہارون نے کہا کہ تم بہتر ہو یا موسیٰ علیہ السلام - شیخ نے کہا کہ میں خاک ہوں اور حضرت موسیٰ
عالم افلاک سے ہیں - فرمایا کہ پھر تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون کو حکم دیا کہ فقولا لہ
قولا لینا تم دونوں فرعون سے نرم گفتگو کرنا - آپ نے مجھسے اس قدر سخت گفتگو کیوں کی - شیخ نے اپنی خطا کا
اعتراف کیا واللہ اعلم - م - چند روز کے بعد سلطان علاء الدین نے راجہ تلنگ کے قلعہ ورنگل کو فتح کرنے
کے لیے بنگالہ کی راہ سے فوج روانہ کی اور خود لشکر لیکر قلعہ چتور کی فتح کے لیے روانہ ہوا یہ قلعہ آج تک کبھی
اہل اسلام نے مسخر نہیں کیا تھا - چھ ماہ محاصرہ کے بعد محرم ۷۰۳ھ سات سو تین ہجری میں بزور شمشیر فتح کرکے
اپنے بیٹے خضر خان کو عنایت کیا اور خضر آباد اس کا نام رکھا اور وہیں خضر خان کو ولیعہد کرکے چتر لعل
عنایت فرمایا - جب ماوراء النہر میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان علاء الدین مثل رنتھنبور کے قلعہ چتور فتح کرنے
گیا ہے دارالسلطنت کا میدان خالی ہے تو طرغی مغل ایک لاکھ بیس ہزار سوار لیکر دوڑ پڑا - بادشاہ یہ خبر سنکر
کوچ بکوچ دہلی میں داخل ہوا اور دو ماہ بعد طرغی مغل نے بھی جمنا کے کنارے سے دہلی کا محاصرہ کرلیا - بادشاہ
کے پاس فوج نہ تھی اور امرا دیرینہ محاصرہ کے اول دہرن میں منتشر تھے جب مغل کی شوخی بیان سے
بڑھی تو بادشاہ و لشکر مقام سیری میں تھا مغلوں نے دہلی میں گھسکر اپنا خانہ سے غلہ نکال لیا اور بہت
فساد مچایا - بادشاہ نے مضطرب ہوکر حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ کی خدمت میں توسل ڈھونڈھا
کہ مغل بے طرح بغیر جنگ [illegible] بادشاہ [illegible] ہی کی توجہ درکار ہے - اسی رات کو طرغی پر [illegible] اضطراب غالب
ہوا کہ بے وجہ ہراسان ہوکر بھاگ گیا - تمام لوگوں کو یقین ہوا کہ یہ حضرت سلطان اولیا کا [illegible] تصرف تھا اس
بعد بادشاہ نے خود لشکرکشی [illegible] کی فتح و [illegible]
حریفان زبردست بہت [illegible]
ہزار سواروں [illegible]

مستحکم کرکے مردان کارآزمودہ کو سپرد کیے اور طرغی مغل کے واقعہ سے یہ فائدہ لیا کہ اپنے عاقل وزرا کو جن کا سرغنہ ملک خطیر الدین تھا جمع کرکے فرمایا کہ لشکر کثیر جمع کرنے کی کیا صورت ہے کیونکہ میری خواہش یہ ہے کہ مغلوں کی سرکوبی اور ممالک محروسہ کی حفاظت دونوں کے لیے کافی لشکر تیار رہے اور موجودہ خزانہ پانچ چھ سال تک اس کے لیے کافی ہوسکتا ہے کیا مغلوں کی طرح سپاہیوں کی تنخواہ بہت قلیل مقرر کروں - وزرا جو اپنے وقت کے بہت عاقل مدبر تھے بعد غور کے عرض کرنے لگے کہ اگر سپاہیوں کے آلات جنگ و ضروریات زندگی میں آسانی ہو نرخ ارزان ہو تو یہ رائے درست ہوسکتی ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ ضوابط مقرر کریں چنانچہ چند قواعد مقرر ہوئے اول اناج اور اس میں چند ضوابط تھے (اول) یہ کہ فرمان کے موافق ممالک میں نرخ مقرر ہوگیا اہل بازار کو کمی بیشی کا اختیار نہ رہا اور بادشاہ کے آخر ایام تک یہ قاعدہ جاری رہا صرف قحط کے سبب سے تفاوت ملحوظ رکھا گیا تھا اور یہ انتظام منجملہ عجائبات کے ہے کہ پہلے کبھی ممکن نہ ہوا تھا اور آئندہ بھی اس کی امید نہیں ہے اور بادشاہ نے ملک قبول کو منڈی کا عامل مقرر کیا وہ شخص عادل خیر خواہ تھا بادشاہی نرخ میں بھی تفاوت نہ ہونے دیتا (دوم) حکم دیا کہ بادشاہ کا علاقہ خالصہ بھی عام قانون میں داخل ہے حصہ رسد وہاں سے بھی وصول کریں (سوم) ملک قبول کو حکم تھا کہ ممالک کے غلہ فروش طلب کرکے دریا کے کنارے بسا دے کہ نرخ شاہی پر فروخت کریں اور ان سے اقرار نامہ لے لیا جاتا (چہارم) کسی کو غلہ روک رکھنے کی اجازت نہ تھی حتی کہ اگر سپاہی نے کوٹھا بھری تو ضبط ہوجاتی تھی (پنجم) رعایا و کاشتکار بھی سوائے ضرورت کے زائد نہیں بھر سکتے تھے اور خرمن ہی سے غلہ بنرخ مقرری پر فروخت کردیتے اور عاملوں کو حکم تھا کہ عدل سے واجبی مال لیں اور بقدر ضرورت گھر لے جاویں اور کمال انضباط سے عامل ظلم نہ کرسکتا اور خیانت رعایا بھی نہ کرسکتی اور اس انتظام سے رعایا بھی مرفہ الحال آسودہ تھے اور مال خراج بھی بہت سہولت سے وصول ہوجاتا تھا (ششم) بازار میں عملہ خاص مقرر تھا اور روزنامچہ اگر خاص مخبروں کے خبر سے غلط برآمد ہوتا تو سیاست ہوتی اس لیے بہت ٹھیک عمل درآمد جاری تھا - قاعدہ دوم کپڑے کے نرخ میں بھی بادشاہی نرخ کٹا ہوا تھا دروازہ بداؤن کے پاس وسیع سرائے میں وقت خاص سے ظہر تک معاملہ ہوتا تھا اور قانون کے مطابق روانہ تھا کہ امرا سے عدل سے تجار خرید کر باہر لے جاویں - قاعدہ سوم گھوڑوں کے بارہ میں بھی اسی طرح کے قواعد منضبط تھے - اگر کچھ بھی فرق ہوتا تو تمام دلال جو اخفا میں بھی شریک ہوتے سیاست میں سزا پاتے اسی طرح غلام و لونڈی کے بارہ میں ضوابط تھے - ہر مہینہ کے گذرنے پر جانچ ہوتی تھی اور اسی طرح چارپایوں کے بارہ میں قواعد تھے حتی کہ حلوے سے ریوڑی تک اور پان سے پودینہ تک عقلاء کے مجمع میں عدل سے نرخ مقرر ہوتا تھا اور تنکہ جہاں اس کتاب میں مذکور ہے چاندی کا سکہ ہے اور جیتل تانبے کا مگر اس کا وزن معلوم نہ ہوا - الغرض جب یہ انتظام ہوگیا تو چار لاکھ پچھتر ہزار سوار خالص فوج مشخص ہوئی اور افواج کی کثرت سے مغلوں کی آمد رفت قطعی مسدود ہوگئی اور اگر نادانی سے کبھی مغلوں نے ہجوم کیا تو ایسے پامال ہوئے کہ پھر کبھی نام نہ لیا چنانچہ سنہ سات سو چار ہجری میں چنگیز خان کی اولاد میں سے علی بیگ و تربال خواجہ نے ایک لاکھ چالیس ہزار سوار سے تبت کی راہ سے عبور کرکے سوالک کے

دامن سے قتل وغارت وزناکاری کرتے اور لوگون کو قید کرتے وممالک جلاتے ہوئے امروہہ تک پہونچے تھے کہ
بادشاہ علاء الدین کو خبر ہوئی تو ملک نائب کافور اور غازی ملک تغلق کو لشکر گران کے ساتھ نامزد فرمایا
کہ جلد پہونچ کر مغلون کو اس طرح گھیرین کہ ایک بھی زندہ نہ بچے اور قتل وگرفتاری مین پوری کوشش کرین
دونون سردارون نے پہونچ کر امروہہ کے قریب مغلون سے سخت مقابلہ کیا اور غالب ہوکر اکثر مغل قتل
کیے وعلی بیگ وترپال کو زندہ پکڑلیا اور بیس ہزار گھوڑے و دیگر سامان غنیمت حاصل کیا اور رعایا جو اسیر
ہوئے تھے انکو مع اموال رہا کیا اور مغلون کے قیدی وسرون وگھوڑون وغیرہ کے ساتھ کوچ کیا
سلطان علاء الدین اس روز باہر چبوترہ پر بیٹھا اور دورویہ افواج باساز وسامان آراستہ تھی اور پشت
پر ہر طرف خلائق کا ازدحام عظیم تھا اس حالت مین علی بیگ وترپال خواجہ کو مع قیدیون کے
حضور مین لائے۔ بادشاہ نے سردارون کو ہاتھیون سے روندا اور قیدیون کو بھی قتل کرکے حکم دیا کہ
مقتولون کے سرون کو سیری کے برج بنانے مین بجائے پتھرون کے کام مین لاوین اور غازی ملک تغلق
کو نوازش فرما کر مملکت پنجاب کا صاحب اختیار کردیا اور الپخان کو گجرات کا امیر الامرا کیا اور زبردست
فوج کے ساتھ ادھر روانہ کیا اور عین الملک ملتانی کو زبردست فوج کے ساتھ ممالک اوجین ومالوہ وجالور
وچندیری مسخر کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ عین الملک روانہ ہوکر مالوہ پہونچے تو وہان کا راجہ ایک
لاکھ پیادہ و چالیس ہزار سوار سے مقابل ہوا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد عین الملک مظفر ومنصور ہوا
اور دہم جمادی الاول کو اوجین ومندو ودھارانگر وچندیری کو مفتوح کیا اور فتحنامہ بادشاہ
کے حضور مین روانہ کیا بادشاہ نے ہفت روزہ شادیانہ وشکرانہ کا حکم دیا۔ جالور کے راجہ کانتردیو نے
جب سنا کہ مالوہ فتح ہوا اور راجہ نے لڑکر اپنا خاندان برباد کیا تو اسنے خوفناک ہوکر عین الملک سے
امان نامہ حاصل کیا اور دہلی مین حاضر ہوکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی اور امرا مین داخل ہوا
اس درمیان مین بادشاہ نے سنا کہ راجہ چتوڑ جو قید ہے اس کی لڑکی پدمنی بہت خوبصورت ہے بادشاہ نے
فرمایا کہ اگر وہ مجھے اپنی دامادی مین قبول کرے تو خلاصی ہوکر عزت پاوے راجہ نے قبول کیا اور آدمی
بھیجکر اہل وعیال کو جو کوہستانی جنگلون مین چھپ گئے تھے طلب کیا جب راجہ کے قرابتیون کو اصل حال
معلوم ہوا تو بھڑک گئے اور چاہا کہ کھانے مین کچھ زہر بھیجکر راجہ کو ہلاک کرین۔ پدمنی نے کہا بلکہ ڈولیون مین
سپاہی بھیجو اور مشہور کرو کہ اہل وعیال ہین۔ بادشاہی سوار وامرا کچھ متعرض نہین ہوسکتے کیونکہ بادشاہی
بیگم کو ڈولیون مین تصور کرکے ہیبت ادب سے دور رہین گے۔ جب یہ لوگ قیدخانہ تک پہونچین تو فوراً راجہ
کو نکالکر روانہ ہوجاوین چنانچہ یہی کیا اور لے بھاگے جب معلوم ہوا تو شاہی افواج نے تعاقب کیا اور کثرت
راجپوت قتل ہوئے مگر راجہ کسی طرح گرتا پڑتا جنگلون مین پہونچ گیا اور چتوڑ کے نواح مین تاخت وتاراج
کرنے لگا۔ بادشاہ نے مصلحتاً اسوقت شاہزادہ خضرخان سے قلعہ لیکر راجہ کے بھانجے کو جو صدق
دل سے خدمت گذاری کرتا تھا سپرد کیا اس نے چتوڑ پہونچ کر پورا استقلال حاصل کرلیا اور سب راجپوت
اس کی خدمت کے تابع ہوگئے وہ ہمیشہ بادشاہ کی خدمت مین مع تحائف حاضر ہوتا [illegible]

یورش میں پانچ ہزار سوار و دس ہزار پیادہ لیکر ساتھ ہوتا اور جانفشانی عمل میں لاتا رہا۔ سنہ سات سو پانچ ہجری میں بادشاہ ماوراءالنہر دوا خان نے علی بیگ و خواجہ تربال کے انتقام کا قصد کرکے زبردست فوج بسرداری گنگ روانہ کی جنھوں نے صوبہ ملتان کے نواح سے اتر کر سوالک میں لوٹ مار جاری کی۔ امیر غازی ملک تغلق نے اپنی فوجیں فراہم کرکے دریاے نیلاب کے کنارہ مغلوں کا راستہ روکا اور جب وہ لوگ تاخت و تاراج کرکے پیاسے گرمی کی شدت میں نیلاب کے پانی سے سیراب ہونے کے لیے پہونچے تو دیکھا کہ وہ آب حیات دشمن کے قبضہ میں ہے ناچار لڑنے پر آمادہ ہوئے اور شکست کھاکر اکثر قتل ہوئے اور گنگ گرفتار ہوا اور جو لوگ بھاگ بچے تھے وہ بیابان میں پیاس سے مرے اور تمام ان کے زن و فرزند اسیر ہوگئے اور عجیب حالت ہوئی کہ ساٹھ ہزار میں سے فقط تین چار ہزار زندہ بچے۔ غازی ملک نے گنگ کو مع قیدی مغلوں کے بادشاہ کے حضور میں بھیجا اور وہ بھی ہاتھیوں سے روند کر مارے گئے اور اس سال مغلوں کے اہل و عیال مثل ہندیوں کے فروخت ہوئے۔ کچھ مدت کے بعد اقبال مند مغل مع لشکر گران کے ہندوستان میں گھسا اور قتل و لوٹ مار و بدکاری سے سخت فساد مچایا اور غازی ملک اپنی فوجیں لیکر اس کے مقابل پہونچا اور بعد جنگ سخت کے اس کو قتل کیا اور بہ کثرت مغلوں کو گرفتار کرکے دہلی روانہ کیا کہ وہ بھی ہاتھیوں سے پامال ہوئے اس کے بعد مغلوں پر اس قدر خوف و ہراس غالب ہوا کہ انھوں نے کبھی ہندوستان کا نام نہ لیا بلکہ غازی ملک خود ہر سال اپنے قیام گاہ دیپالپور سے فوجیں لیکر کابل و غزنین و قندھار و گرمسیر و ہرات تک تاخت و تاراج کرتا اور وہاں کے شہروں سے خراج وصول کرتا تھا۔ مغلوں کو اتنی طاقت نہ تھی کہ اس کو روکیں یا سرحد بچاویں تو بھلا خود کیا مزاحمت کرتے اور یہ حال سلطان قطب الدین کے آخر عہد تک رہا۔ جب مغلوں کی مزاحمت بالکلیہ دفع ہوگئی اور ہندوستان میں جہاں جہاں مفسدوں کے ٹھکانے تھے صاف ہوکر منضبط ہوگئے اور مملکت مالوہ بھی بادشاہی تصرف میں آئی اور امن و چین سے تاجروں و مسافروں کی آمد و رفت جاری ہوئی تو بادشاہ علاءالدین نے دور کے ممالک فتح کرنے شروع کیے اور تعجب یہ تھا کہ جدھر جس سردار کو بھیجا بہت آسانی سے فتح ہوگیا۔ بعض لوگوں نے گمان کیا کہ بادشاہ کی کرامت ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ اسکے حق میں استدراج اور حقیقت ہے لیکن اکثر عقلاء اس کو حضرت سلطان الاولیاء نظام الدین قدس سرہ کی برکت سمجھتے تھے کیونکہ بادشاہ بھی ممنوعات شرع سے پرہیز کرتا اور حضرت شیخ کی تعظیم میں کوتاہی نہ کرتا اور رفاہیت خلق اللہ میں ساعی رہتا اپنے عیش و آرام سے احتراز کرتا تھا۔ القصہ سلطان نے ملک کافور ہزار دیناری کو امراے نامدار کے ساتھ دکن فتح کرنے کے واسطے روانہ کرنے کا عزم کیا باعث یہ تھا کہ دیوگڑھ کے راجہ نے عہد شکنی کرکے تین سال تک خراج نہ بھیجا اور دکن کے راجاؤں نے بھی باہم اتفاق کیا۔ سلطان نے اس کا انسداد ضروری سمجھ کر ملک کافور کو سائبان و سراپردہ شاہی عطا کرکے امراے نامدار کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ ملک کافور کی راے سے اختلاف نہ کریں اور خواجہ حاجی کو جو عارض ممالک کا نائب اور بذات خود مرد صالح تھا عارض لشکر مقرر کرکے موافق روایت تاریخ جہان آرا قاضی احمد غفاری کے ایک لاکھ فوج سے شروع سنہ سات سو چھ ہجری میں دکن روانہ کیا اور عین الملک ملتانی حاکم مالوہ اور الپ خان حاکم گجرات کو لکھا کہ ملک کافور کی مدد واجب سمجھ کر اس کے کہنے سے اختلاف نہ کریں بلکہ

ہر معاملہ مین موافق وہ کہ کسی طرح شکایت کا موقع نہ دین اس موقع پر رانی کنولادی بادشاہ بیگم نے عرض کیا کہ پہلے راے کرن
کے یہان تھی تو میری گود مین دو دختر مانند بدر منیر تھین جب مین اپنی نیک انجامی سے حضور بادشاہ کی خدمت
مین آئی وہ دونون راے کرن کے پاس چھوٹ گئین اب سنتی ہون کہ بڑی نے زمین کے دل مین گھر کر لیا مگر چھوٹی
دیولدی نام زندہ ہے امیدوار ہون کہ الغخان و ملک کافور کو حکم ہو کہ اس ذرہ کو خورشید سلطنت تک پہونچاوین
بادشاہ نے فوراً دونون کے نام فرمان لکھا کہ راے کرن سے جو بالفعل دکن مین ہے دیولدی کو خوشی سے خواہ
ناخوشی سے لیکر بادشاہ بیگم تک پہونچا دین - ملک کافور نے مالوہ سے بڑھ کر جس مقام پر نزول فرمایا وہان
قصبہ سلطانپور اور نندربار آباد ہوئے اور ملک کافور نے فرمان سلطانی راجان دکن کے نام عقلمند ایلچیون
کے نام روانہ کیے کہ اگر اطاعت کرین تو راجہ چیتور و راجہ دیوگڈھ کی طرح سرفرازی پاوین ورنہ جو پیش آویگا
اُنکے افعال کا نتیجہ ہوگا راجان دکن نے خزائن و لشکر کی کثرت پر مغرور ہو کر مانند راے کرن کے انکار کیا ادھر
رامدیو راجہ دیوگڈھ کا بیٹا سنگلدیو بھی دل مین منافق ہوا کیونکہ وہ مدت سے چاہتا تھا کہ کسی طرح دیولدی کنور
کو اپنے تصرف مین لاوے چونکہ راے کرن راجپوت تھا اور سنگلدیو قوم مرہٹ اس وجہ سے راے کرن متردد تھا
اسوقت جب الغخان نے گجرات سے فوج لے کر بگلانہ کا قصد کیا اور راے کرن نے کئی بار جنگ کر کے دو ماہ تک اپنا
مقام بچایا تھا سنگلدیو نے بدون اجازت رامدیو اپنے باپ کے بہتا سے ہدیہ و تحفہ اپنے بھائی بھیم دیو کے
ہاتھ راے کرن کو روانہ کیے اور پیام دیا کہ آریا راجپوت اگرچہ ترکستان ہی سے یہان آئے ہون اور ترکون کے ہم قوم
ہون پھر بھی مذہبی مخالفت بہت زائد ہے تم لڑکی میرے عقد مین دیکر روانہ کرو تاکہ جھگڑا ختم ہو اور ترک کوچ کر جاوین
راے کرن نے نادانی کر کے دیوگڈھ کی مدد پر امید لگا کر اس پری کو دیو کا ساتھی بنانے پر راضی ہو کر بھیم دیو کے سپرد کیا
الغخان یہ خبر سنکر بہت مضطرب ہوا اور امرا کو جمع کر کے کہا کہ جب تک دیولدی یہان ہے زوردار حملہ کر کے لونگا
یا مارا جاؤنگا کیونکہ بادشاہ کو منہ دکھانا غیر ممکن ہے سب نے متفق ہو کر مرگ کی ٹھان لی اور مختلف جہات سے ان پہاڑون
مین گھسے اور اس جنگ مین راے کرن بالکل پامال ہو کر ہاتھی گھوڑے و سامان چھوڑ کر دیوگڈھ کی طرف ہوا ہوا
اور الغخان نے سخت تعاقب کیا حتی کہ دیوگڈھ ایک روزہ راہ رہ گیا لیکن راے کرن کا پتہ نہ چلا - الغخان مایوس ہو گیا
مگر بادشاہی اقبال نے اپنا کام پورا کر لیا اور تماشا دکھلا دیا تفصیل یہ کہ الغخان نے دیوگڈھ کے قریب ایک دریا کے
کنارے دو روز مقام کیا وہان سے کوہ ایلورہ نزدیک ہے جس کی تعریف سنکر تین چار سو آدمیون نے الغخان سے اجازت
لیکر اس کی سیر کا قصد کیا اتفاقاً وہان ہندوؤن کی فوج نظر پڑی یہ لوگ سمجھے کہ رام دیو کی فوج نے اُنپر چھاپہ مارنے
کا قصد کیا ہے لاچار مسلح ہو کر آمادہ ہوئے حالانکہ یہ بھیم دیو کی فوج تھی جو پہاڑی راستون سے دیولدی کو لیے ہوئے
دیوگڈھ کے پاس پہونچ چکا تھا اور دشمنون نے باوجود کثرت کے ترکون کے تیرون سے عاجز ہو کر بھاگنا شروع
کیا اور دیولدی کا گھوڑا بھی تیر کھا کر چلنے سے رہ گیا جوانون نے اسپر ہجوم کیا تو اس کی چیرلون مین سے ایک
نے کہا کہ یہ راج کماری دیولدی ہے عزت و ادب رکھو - یہ سنتے ہی سپاہیون نے نہایت ادب سے دیولدی کو محافہ
مین سوار کر کے فوراً الغخان کی خدمت مین پہونچایا - الغخان یہ مژدہ سنتے ہی خوشی سے جامہ مین پھولا نہ سمایا اور
فی الفور گجرات کی طرف کوچ کیا اور وہان سے پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ شاہزادیون کی طرح اسکو دہلی روانہ

کیا وہ اسی سال چھ کے آخر مین اپنی والدہ مکرمہ کنولادی بیگم کے پاس پہونچ گئی - چونکہ شاہزادہ خضرخان اور
دیولدی مین باہم تعشق ہوا بادشاہ نے اسکو خضرخان کے نکاح مین دیدیا اور ان دونون مین باہم محبت درجہ عشق
تک پہونچی چنانچہ امیر خسرو کی مثنوی خضرخانی و دیولدی رانی کے مطالعہ سے ظاہر ہے - اُدھر ملک کافور نے سلطان پور
سے کوچ کیا اور بگلانہ دکن مین اپنا سر نکالا رعایاے دکن خوف سے کانپنے لگی لیکن ملک کافور نے سب پر شفقت
و مہربانی فرما کر ایک چیونٹی کا دکھ بھی پسند نہ کیا سب کو مطیع و منقاد کر لیا اور ولایت مرہٹ کا مسخر کرنا امرا پر منقسم
کر کے خود قلعہ دیوگیر جو فی الحال دولت آباد کہلاتا ہے فتح کرنے چلا - یہ قلعہ بھی رام دیو کے تصرف مین تھا جو خود سلطان
علاء الدین کی جنگ دیکھ چکا تھا فوراً اسنے اپنے بڑے بیٹے سنگلدیو کو قلعہ مین چھوڑ کر دوسرے بیٹون عزیزون
کو لیکر مع تحف و ہدایا کے ملک کافور سے ملاقات کی ملک نائب نے فتحنامہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور پیچھے
سے خود بھی سترہ ہاتھی اور عمدہ تحائف کے ساتھ مع رام دیو کے لاکر بادشاہ کے حضور مین پیش کیا بادشاہ نے
اسکو سرفراز کیا اور بادشاہ نے رام دیو کو بھی راے رایان خطاب دیا اور چتر سفید و فرمان حکومت دیوگڈھ
مع چند ممالک قدیم کے عنایت کر کے سرفراز فرمایا اور گجرات کے قصبہ ساری اس کے انعام مین معافی کر دیا اور ایک
لاکھ تنگہ نقد انعام دیکر اعزاز و اکرام کے ساتھ مع عزیزون کے خلعت دیکر رخصت فرمایا رام دیو نے جسقدر ولایت
بادشاہ سے پائی تھی اس پر متصرف ہوا اور زندگی بھر کبھی فرمانبرداری سے باہر نہ ہوا - جس زمانہ مین ملک کافور
دکن مین تھا بادشاہ نے قلعہ سیوانہ فتح کرنے کا عزم کیا جو پہلے فتح ہوا تھا بادشاہ نے اسکو گھیر کر مقہور کر لیا سنتلدیو
حاکم قلعہ نے آخر مین معافی مانگی اور طلا سے اپنی تصویر بنوا کر اس کی گردن مین سنہری رسی ڈالی اور سو ہاتھی مع
تحائف کے بادشاہ کے حضور مین بھیجکر عذر خواہی کی بادشاہ نے ہنسکر اس کو رکھ لیا اور فرمایا کہ اب بدون حاضری کے
ان باتون سے کچھ نفع نہ ہوگا - سنتلدیو نے لاچار ہوکر قلعہ سپرد کیا - بادشاہ نے اسباب قلعہ مین سے جو کچھ کارخانجات
کے لائق تھا وہان بھیجا اور باقی سپاہیون کے مواجب و انعام مین تقسیم کیا اور خالی قلعہ سنتلدیو کے سپرد کیا اور
ولایت کو امرا پر تقسیم کر دیا ف - رام دیو نے ابتدا ہی سے عقلمندی کی تو زیادہ انعام و اکرام پایا اور سنتلدیو نے
پہلے دشمنی و سرکشی کی پھر مجبوری کے وقت عذر کیا تو کچھ نفع نہ ہوا - م - انھین دنون مین قلعہ جالور بھی مفتوح
ہوا کانر دیو راجہ جالور کی خدمت مین رہتا تھا ایک روز بادشاہ نے کہا کہ بحمد اللہ اب میرے افواج سے کسی کو
مقابلہ کی جراءت نہین ہے کانر دیو نے غرور و جہالت سے کہا کہ مین معارضہ کر سکتا ہون اگرچہ بار اجاؤن بادشاہ نے
اسوقت کچھ نہ کہا چند روز بعد اس کو جالور رخصت کیا اور دو تین ماہ کے بعد ایک لونڈی گل بہشت کو حکم دیا
کہ جاکر جالور فتح کر لے اسنے قلعہ کا محاصرہ کر کے ایسی شجاعت دکھلائی کہ کانر دیو کو اس کے مقابلہ کی جراءت
نہ رہی اور اہل قلعہ سخت مضطرب ہوئے قریب تھا کہ قلعہ سپرد کریں کہ ناگاہ گل بہشت بیمار ہو کر مر گئی اس کے بیٹے
شاہین نے بھی قلعہ کو سخت محصور کیا - اب کانر دیو نے مرنے پر کمر باندھی اور قلعہ مین اہل و عیال نیست کر کے
مع جماعت کے نکلا اتفاق سے شاہین اس کے ہاتھ سے مارا گیا - اور امرا کسی قدر پیچھے ہٹے بادشاہ نے
کمال الدین گرگ کو روانہ کیا اس نے جبر و قہر سے قلعہ فتح کر کے کانر دیو اور اس کی اولاد و اتباع کو قتل کر ڈالا سابق مین
مذکور ہوا کہ بادشاہ نے بنگالہ کی راہ سے ورنگل فتح کرنے کو لشکر بھیجا تھا وہ اپنے سپہ سالار کی نالائقی سے خراب و خستہ

واپس آئے لہٰذا ۷۰۹ھ سات سو نو ہجری میں ملک کافور کو دیوگڈھ کی راہ سے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر لدر دیو حاکم ورنگل موجودہ خزانہ و جواہر و ہاتھی نذر کرے اور ہر سال خراج کا التزام کرے تو اسی قدر پر اکتفا کرنا اور وہاں کے امور خواجہ حاجی کے سپرد کرنا اور امرا کو ذرا سی تقصیر پر سزا دینا اور جس لشکری کا گھوڑا مر جائے یا مارا جائے یا چوری جائے۔ اس کو تہ گھوڑا دینا چاہیئے۔ جب ملک نائب و خواجہ حاجی روانہ ہو کر دیوگڈھ پہنچے تو راجہ رام دیو نے استقبال کیا اور بہت پیشکش کے ساتھ پوری مہمانداری کی اور اردو بازار بھیجکر بازاریوں کو حکم دیا کہ بادشاہی نرخ پر فروخت کریں اور خود ہر روز لعل سائبان کے سامنے حاضر ہو کر خدمت کرتا۔ جب ملک نائب نے تلنگ کی طرف کوچ کیا تو چند منزل تک خود ہمراہ گیا اور جب ملک نائب نے اس کو رخصت کیا تو اس نے بہت سے سوار و پیادے سربراہی و حفاظت کے لیے ساتھ کیے اور اپنی مملکت کے سوداگروں و بقالوں وغیرہ کے نام قطعی حکم لکھا کہ برابر غلہ و ضروریات ہر قسم کے ہر طرف سے جہاں سے میسر ہو پہونچاتے رہیں ایسا نہ ہو کہ کسی چیز کی تکلیف سے شکایت ہو۔ جب ملک نائب پرگنہ اندوزہ پہونچا جو مملکت تلنگ کی سرحد ہے تو حکم دیا کہ ان سرکشوں کے نہب و قتل و غارت میں کمی نہ کرو وہاں کے لوگ بیہودہ جنگ کر کے منکوب قتل و نہب و غارت ہوئے اس وجہ سے اہل تلنگ پر بے انتہا خوف و ہراس غالب ہوا اور تمام راجہ مہاراجہ ورنگل کے پاس جمع ہو گئے اور ہر چند فوجیں راہ روکنے کو بھیجیں مگر ملک نائب کا قدم بڑھتا گیا جب ورنگل نزدیک رہا تو لدر دیو خود سنگین قلعہ ورنگل میں متحصن ہوا اور دوسرے راجہ مع بے شمار فوجوں کے بیرونی قلعہ میں رہے جو بہت وسیع تھا مگر پختہ نہ تھا۔ ملک نائب نے محاصرہ کیا اور راہیں بند کر دیں اس لیے کفار نے مضطرب ہو کر مقابلہ کیا لیکن ہر روز بکثرت مارے جاتے تھے اور آخر بڑی کوشش سے بیرونی قلعہ مفتوح ہوا اور تمام راجہ و زمیندار مع اہل و عیال و اتباع کے قید ہو گئے۔ لدر دیو نے کمال خوف سے عاجز ہو کر تین سو ہاتھی اور سات ہزار گھوڑے و بہت سا جواہر نذر کیا اور ہر سال خراج کا التزام کیا۔ ملک نائب نے فتح نامہ دہلی بھیجا اور خود بھی واپس ہوا۔ فتحنامہ پہونچنے پر طبل شادیانہ بجا اور خیرات جاری ہوئی اور منبر پر فتحنامہ پڑھا گیا اہل اسلام نے شکرانۂ الٰہی و دعا و ثنا ادا کی۔ جب ملک نائب قریب آیا تو بادشاہ چبوترہ ناصری پر بیٹھا اور ملک نائب نے حاضر ہو کر تمام غنائم بادشاہ کے حضور میں عرض کیے اور سرفرازی پائی۔ بادشاہ علاء الدین نے ہر کوس پر ڈاکخانہ یعنی ڈاک چوکی بنائی تھی اور دو پیادے تیز و چالاک مقرر رہتے تھے اور ہر قصبہ و شہر میں لکھنے والے و مخبر مقرر تھے اور جب کسی مقام پر لشکر روانہ فرماتا تو لشکری انتظام دہلی سے وہاں تک قائم ہوتا اور جو کچھ وہاں کے روزانہ اخبارات ہوتے تھے بذریعہ ڈاک چوکی ہر روز برابر پہونچتے رہتے تھے۔ اتفاق سے جب ملک نائب نے مملکت تلنگ میں داخلہ کیا اور ورنگل تک پہونچے تو تلنگیوں نے اپنے پیادے اس کثرت سے پھیلا دیے کہ ملک نائب کی چوکیاں قائم نہ رہیں اس وجہ سے مہینوں تک اخبار نہ پہونچے اور اس جہت سے بادشاہ بہت متفکر تھا اور اسی اضطراب میں قاضی مغیث الدین بیانوی و ملک قرابیگ کو حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا اور انکو حکم دیا کہ میری دعا حضرت شیخ کی خدمت میں پہونچا اور عرض کرو کہ حضور کو اسلام کی خیر خواہی مجھ سے زیادہ ہے اگر حضور کو نور باطن سے کچھ حال مکشوف ہوا ہو تو آگاہ

فرماوین کہ خبر لشکر منقطع ہونے سے متردد ہون - قاضی و ملک سے تاکید کردی کہ سوا سے میرے عرضداشت کے کچھ نہ کہنا اور نہ دوبارہ سوال کرنا بلکہ جو کچھ حضرت شیخ فرماوین بلفظہ اسکو یاد رکھنا اور مجھسے بیان کرنا اسمین کمی بیشی نہ ہونے پاوے - جب دونون نے یہ پیام عرض کیا تو حضرت شیخ نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اگلے بادشاہون مین سے ایک کا ذکر اور اس کی فتح کا تذکرہ کیا اور اس تذکرہ مین یہ بھی عبارت فرمائی کہ اس فتح کے بعد اور بھی فتوحات حاصل ہونے والی ہین - قاضی اور قرا بیگ نے واپس ہوکر حضرت شیخ کی عبارت عرض کی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور سمجھا کہ ورنگل فتح ہوگیا ہے - اسی روز عصر کے وقت فتحنامہ لیے ہوئے قاصد پہونچے - بادشاہ کا اعتقاد حضرت شیخ کی نسبت بڑھ گیا - بادشاہ اگرچہ حضرت شیخ کی ملاقات سے محروم رہا لیکن ہمیشہ عرائض و ایلچی بھیجکر اظہار اخلاص اور استمداد ہمت کرتا رہتا تھا - اس زمانہ مین سرحد کابل و سندھ سے لیکر انتہائے بنگالہ تک اور گجرات ودکن کے سب قلعے وصوبجات بادشاہ علاءالدین کے زیر فرمان ہوئے اور تمام رجواڑون مین بھی اسکا خطبہ و سکہ رائج ہوا لیکن دس بیگہ زمین ایسی نہ تھی جہان اسکا حکم نافذ ہو تب اس نے چاہا کہ راس کماری کے حدود اور ساحل بحر ہند و لنکا کو سخر کرے لہذا ملک نائب و حاجی خواجہ کو سنہ سات سو دس ہجری مین لشکر عظیم کے ساتھ روانہ فرمایا اور مشہور تھا کہ وہان کے بتخانے زر و جواہر نفیسہ سے بھرے ہین - جب یہ دونون دیوگڈھ پہونچے تو معلوم ہوا کہ رام دیو کا انتقال ہوچکا ہے اور اس کے بیٹے کو باپ کے موافق مخلص نہ پایا لہذا ایک سردار کو مع فوج عالیہ کے قریب جو دکن کے گنگا کے کنارے واقع ہے چھوڑ کر آگے بڑھے اور کفار کندہ کے قتل مین زیادہ اہتمام کیا اور اس ہیبت و سیاست سے تین ماہ بعد ان مقامات مین پہونچے اور وہان دیو راجہ کرناٹک کو گرفتار کر کے تمام دلاہیند کو غارت کیا اور بتخانون کو توڑ کر مرصع بتون پر قبضہ کرلیا اور آخر مین ایک مسجد مختصر بنائی اور وہان خطبہ سلطان علاءالدین پڑھا اور اس کتاب کے تحریر کے زمانہ تک کہ گیارھوین صدی ہے وہ مسجد سیت بندرامیشر مین بدستور باقی ہے جس کو مسجد علائی کہتے ہین ف سیت بندرامیشر وہ مقام ہے جس پر سے لنکا کا راستہ تھا صاحب کتاب لکھتا ہے کہ بندر دھور دریا سے عمان کے کنارے تھا پھر پانی آجانے سے غرق ہوگیا - کہتے ہین کہ جب دوبارہ کفار نے وہان تسلط پایا تو مسجد کو خراب نہین کیا اور بعضے کہتے ہین کہ انکی کتابون مین مرقوم ہے کہ آخر یہ بلاد مسلمانون کے قبضہ مین آوین گے اس لیے اسکو کھودنے کا فتوی نہین دیتے ہین

ف مترجم نے بعض تواریخ مین دیکھا کہ جب انھون نے مسجد کھودنے کا ارادہ کیا تو ساتھ ہی ایسا حادثہ عظیم مکرر واقع ہوا کہ آیندہ اس ارادہ سے بالکلیہ باز رہے - الغرض ملک نائب نے وہان کے بیشمار خزائن و جواہرات پر قبضہ کر کے کوچ کا ارادہ کیا تو اسی روز رات مین برہمنون کی ایک جماعت مین جو امان پاکر بحفاظت بسر کرتے تھے بعضے دفینہ کی تقسیم پر جھگڑا ہوا اور نوبت یہان تک پہونچی کہ کوتوال نے انکو گرفتار کر کے ملک نائب کے روبرو پیش کیا برہمنون نے خوف کھا کر اطلاع دیدی کہ ان بتخانون کے نیچے تہ خانے ہین جن مین خزانے بھرے ہین اور انکے علاوہ دریا بار مین چھ مقام پر دفینے بتلائے جن کا شمار نہین ہوسکتا - ملک نائب نے سب اموال ہاتھیون پر لادکر معبر کی طرف کوچ کیا جو لنکا کا محل مشہور ہے اور وہان سے بھی ہزارون برہمن کے خزانے لیے اور مع سلامت کے پٹن کو کوچ روانہ ہوکر سنہ سات سو گیارہ ہجری مین دہلی

پہونچا اور تین سو بارہ ہاتھی اور بیس ہزار گھوڑے اور دو کرور اشرفیان و طلائی صندوق و موتی و جواہرات کے صندوق جو شمار سے باہر تھے ہزار ستون کے سامنے بادشاہ کے روبرو پیش کیے خسرو پرویز کا گنج باد آورد جو بہت مشہور ہے اس کے سامنے باد ہوائی تھا بادشاہ خوش ہوا اور خلاف عادت امرا و علما و مشایخ و صلحا و فقرا وغیرہ کو حسب مراتب آسمین سے انعام دیا اور باقی کو سامنے گلوا کر اسپر طلائی سکہ لگایا۔ مورخین نے فتوحات کرناٹک مین سوا طلا کے چاندی کا ذکر نہین کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہان اسقدر کثرت تھی کہ چاندی شمار مین نہ لاتے تھے اور اس زمانہ مین بھی وہان کا چلن اکثر سونے کا اور وہان کے فقیرون کو چاندی کے زیور سے شرم آتی ہے مالدارون کا کیا ذکر اور وہان کے درجہ والے سونے چاندی کے برتنون مین کھانا کھاتے ہین۔ آخر زمانہ علاء الدین مین عجیب سانحہ رونما ہوا اسکا بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ نے کچھ سوچ کر حکم دیا کہ نومسلمون یعنے مغلون کو نوکری سے برطرف کیا جاوے اور جس کا جی چاہے امرا کی ملازمت اختیار کرے یا کوئی دوسرا کام کرے۔ اکثر نے امرا کی ملازمت کر لی اور بعض نے عار کر کے بہت کلی کے ساتھ بادشاہی لشکر مین گنجایش نکالی اور منتظر رہے کہ آخر بادشاہ ترحم فرما کر ہماری خطا معاف کریگا جب مدت ہوگئی تو بعض جاہلون نے منصوبہ باندھا کہ بادشاہ کو شکار مین ہلاک کرین۔ یہ خبر پہونچتے ہی بادشاہ غضبناک ہوا چونکہ سیاست کے وقت شرع و بے شرع اور حق و ناحق کا کم لحاظ کرتا تھا فرمان نافذ کیا کہ ممالک محروسہ مین جہان مغل نومسلم ہو اس کو قتل کرین اور اسکا گھربار قاتل کو دیا جاوے اور لوگون نے بخوف سلطانی یا بالطمع مال قریب چودہ پندرہ ہزار کے قتل کیے اور مغلون کی نسل مٹ گئی اور ایسا واقعہ ضحاک و فرعون کے عہد مین بھی منقول نہین ہے پھر سلطان کو یہ خبر تحقیق ہوئی کہ دہلی مین ایک جماعت اہل رفض مین سے عجیب جمع ہوئی ہے جو پہلے رودبار وغیرہ مین اور بعض اطراف شام مین تھی یہ لوگ سال مین ایک روز عید کرتے ہین اور اس مستی مین جس عورت سے چاہتے ہین حتی کہ مان و بہن و بیٹی سے وطی کرتے ہین۔ بادشاہ نے گویا پہلے گناہ کے کفارہ مین حکم دیا کہ اس قوم کو آرہ سے چیر ڈالین اور انکا نشان باقی نہ چھوڑا چونکہ بادشاہ سخت مزاج تھا کسی کو سفارش کی جرات نہ تھی۔ کہتے ہین کہ جسقدر فتوحات ممالک و بناے عمارت از قسم مسجد و خانقاہ و حوض و منارہ و حصار وغیرہ اس بادشاہ کے عہد مین ہوئین کبھی حاصل نہ ہوئین اور جس قدر اہل علم و ہنر کے ماہر اس کے عہد مین جمع ہوئے کبھی نہ تھے اور عام خلق اللہ مین جس قدر سچائی و راستی وغیرہ اس کے عہد مین تھی کبھی ہوئی تھی اور جس قدر اسکے زمانہ مین ہندؤن نے بغیر سرکشی کے فرمانبرداری کی کسی زمانہ مین نہ تھی اور جس قدر بزرگان دین و سالکان راہ یقین اسکے عہد مین جمع ہوئے کبھی نہ تھے چنانچہ دہلی مین حضرت شیخ الاسلام نظام الدین اولیا قدس سرہ سجادۂ ارشاد پر متمکن تھے اور شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے عرس کے ایام مین حضرت نظام الدین اولیا کے خانقاہ مین دور دور سے خلق خدا دہلی مین آتے اور اہل اللہ کے وجد و حال مین دیکھتے کہ در و دیوار نالہ و فریاد مین ہین اور اجودھن مین شیخ علاء الدین نبیرہ حضرت فرید الدین شکر گنج جو ظاہری عبادات مین اسقدر مبالغہ فرماتے کہ لوگ ان کو ملائکہ قدس سے تشبیہ کرتے اور ملتان مین حضرت

قطب الاولیاء رکن الدین بن عارف صدر الدین تھے کہ سرگشتگان بادیۂ طلب کو منازل وصول و قرب
مین پہونچاتے اور تمام اہل ملتان و اوچہ و نواح سندھ ان کی بارگاہ مقدس مین بلیات سے پناہ لیتے
تھے اور حضرت شیخ عارف باوجود کمالات کے سخاوت بے انتہا رکھتے تھے چنانچہ میراث کا مال کثیر مع بے انتہا
فتوحات کے جو شمار سے باہر تھی سب خیرات کرتے اور اکثر اوقات قرض پر بسر فرماتے اور ان کے
علاوہ سید تاج الدین ولد سید قطب الدین جو سخاوت و حلم و علم و دیگر کمالات انسانی مین بے نظیر تھے
مدت تک اودھ کے قاضی پھر بداؤن کے قاضی ہوئے اور ان کے بھائی سید رکن الدین قاضی کڑہ متصف
بہ کمالات تھے اور سید مغیث الدین و انکے بھائی سید نجیب الدین دونون زہد و تقوی و دیگر کمالات مین ممتاز تھے
اور انکو سادات نو ابتہ کہتے ہین اور ان بزرگون کے علاوہ بھی بزرگان دین و اصحاب کمالات اسقدر
تھے جن کا مفصل ذکر کرنا بہت دراز ہے از انجملہ قاضی صدر الدین عارف جو قاضی القضاۃ ملقب بہ
صدر جہان تھے پھر قاضی جلال الدین ان کے بعد قاضی القضاۃ ہوئے و مولانا ضیاء الدین بیانوی بھی صدر جہان
ہوگئے اور بادشاہ علاء الدین کے آخر ایام سلطنت مین ملک حمید الدین ملتانی کو قضائے ممالک کا عہدہ
ملا تھا و علمائے ظاہری جو درس و تدریس مین جامع علوم تھے چھیالیس علمائے بزرگ تھے جیسے قاضی
فخر الدین ناقلہ و قاضی فخر الدین کرانی و مولانا نصیر الدین غنی و مولانا تاج الدین مقدم و قاضی ضیاء الدین
بیانوی و مولانا ظہیر الدین لنگ و مولانا ظہیر الدین بھکری و قاضی زین الدین ناقلہ و مولانا شرکتی
و مولانا نصیر الدین رازی و مولانا علاء الدین صدر شریف و مولانا میران بابک گلہ و مولانا
نجیب الدین بیانوی و مولانا شمس الدین یحیی و مولانا صدر الدین و علاء الدین لاہوری و مولانا شمس الدین
کازرونی و مولانا شمس الدین بخشی و مولانا شمس الدین و صدر الدین بادہ و مولانا معین الدین
لولوی و افتخار الدین رازی و مولانا معبر الدین اندرپتی و نجم الدین انتشا و مولانا حمید الدین
لہوری و علاء الدین کرک و مولانا حسام الدین سادہ و محی الدین کاشانی و کمال الدین کولوہی و
وجیہ الدین کابلی و مولانا منہاج الدین و نظام الدین کلانی و نصیر الدین کرسی و مولانا نصیر الدین
صدر یوبی و مولانا علاء الدین تاجر و مولانا کریم الدین جوہری و مولانا محب ملتانی و مولانا حمید الدین
مخلص و برہان الدین بھکری و افتخار الدین ہرتی و مولانا حمید الدین ملتانی و مولانا گل محمد شیرازی
و مولانا حسام الدین سرخہ و شہاب الدین ملتانی و مولانا فخر الدین ہانسوی و مولانا فخر الدین شقاقلی
رحمہم اللہ تعالی اور سلطان علاء الدین کے آخر عہد مین مولانا علیم الدین نبیرہ شیخ بہاء الدین زکریا قدس
سرہ نے دہلی مین آکر افادت علوم شروع فرمائے تھے۔ اور سلطان کے عہد مین علم قرأت کے
اساتذہ مین سے مولانا شاطبی ہین جن کا رسالہ قرأت دنیا مین مشہور رہا اور مولانا علاء الدین سنقری
و خواجہ زکی الدین جو خواجہ حسن بصری کی بہن کی اولاد سے تھے اور وعظ و نصیحت کے مشاہیر ہین سے مولانا حسام الدین
درویش و ان کے بھائی مولانا جلال الدین و مولانا شہاب الدین خلیلی و مولانا کریم الدین اپنے وقت کے بے نظیر
تھے اور بادشاہی مجلس کے ندماء مین سے سپہ سالار تاج الدین عراقی و خداوند زادہ چاشنی گیر بادشاہ ہین

بلبن بزرگ کے نواسون مین سے اور ملک رکن الدین و ملک اعزالدین لغا لخان و نصیر الدین نور خان ہین جن کی خیر خواہی بادشاہ و دین و عوام خلق اللہ معروف ہی اور سلطان عالیشان کے عہد سلطنت مین شعرا بے مثل جنکے آوازہ سخنوری سے دارالسلطنت دہلی بلکہ ہندوستان کو زیب و زینت تھی بہت لوگ تھے از انجملہ منہ طبقہ امیر خسرو رح تھے کہ فنون سخن مین اختراع معانی انکا حصہ تھا اور یہ خود ان کے تصانیف سے واضح ہی کسی کو انکار کی مجال نہین ہوسکتی اور باوجود اس کے صاحب وجد و حال تھے اکثر اوقات روزہ نماز مین گذارتے اور عشق و محبت مین بڑا پایہ سپکر نشاط کمال رکھتے تھے ؎ بخدا زیر چرخ زنگاری ؛ گر کوئی اسکا مثل ہو تو ہی ۔ سلطان علاء الدین انکو ہزار تنگہ سالانہ دیتے تھے۔ دوم امیر حسن سنجری کہ سلاست و لطافت سخن مین مشہور ہین اسی جہت سے انکو ہندوستان کا سعدی کہتے ہین اور وہ بھی ترک و تجرید و قناعت و تہذیب اخلاق مین یگانۂ روزگار تھے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے خلیفہ تھے اور فوائد الفواد انھین نے جمع کی اور نظم و نثر مین انکی تصانیف بہت ہین اور صدر الدین عالی و فخر الدین قواس و حمید الدین راجہ و مولانا عارف و عبد الحکیم و شہاب الدین صدر نشین بھی اس عہد کے شعرا سے ہین جب کہ شاعری کے صیغہ مین تنخواہین ملتی تھین اور ہر ایک کا طرز خاص تھا چنانچہ انکے دیوان انکے کمالات سخنوری کے شاہد ہین ۔ سلطان کے وقت مین چند مورخین بھی بے مثل تھے ۔ اور اس بادشاہ عالیجاہ کے عہد مین طبابت کے اہل کمال مین سے اول استاد الاطباء مولانا بدر الدین دمشقی کا یہ کمال تھا کہ اگر چند جانورون کا پیشاب قارورہ مین ڈالکر لایا جاتا تو فوراً حکم کرتا کہ فلان فلان جانور کا پیشاب خلط ہی۔ مؤلف کتاب کہتا ہی کہ صناعت طبی مین یہ امر دشوار ہی لیکن چونکہ طبیب موصوف باوجود اس فن کے اہل تصوف مین سے صاحب کشف و کرامت تھا اس نظر سے کچھ بعید نہین ہی کہ اسکو خاص خدمت کے لیے یہ کشف عطا ہوا ہو ۔ اس عہد مین منجمون و رمالون مین سے بھی چند آدمی سحر کو مات کرتے تھے اور اہل طرب و قوال و غزلخوان اس کثرت سے اُستاد و موجود تھے کہ انکا شمار دشوار ہی اسی طرح ہر ایک صنعت و ہنر کے اہل کمال اس کے عہد مین اس قدر جمع تھے کہ انکا بیان علیحدہ کتاب مین بھی دراز ہی۔ جب بادشاہ علاء الدین کی سلطنت کمال کو پہونچی تو بقول مشہور ہر کمالے را زوالے بادشاہ کے حرکات مین تغیر شروع ہوا اور بقائے دولت کے برخلاف حرکات کرنے لگا چنانچہ ملک نائب کافور کو بالکلیہ مختار کر دیا جو کچھ وہ کہتا بادشاہ منظور کر لیتا اور اپنی اولاد کو شایستہ مودب لائق ہونے سے پہلے ہی باہر نکالا چنانچہ خضر خان کو خیر دیکر ولیعہد کر دیا اور یہ بھی نہ کیا کہ عقلاء و اہل دیانت کو انکی اتالیقی مین مقرر کرتا یا وہ بیٹون کو عقلاء کے سپرد کرتا جو ہر طرح کی نصیحت و حسن تدبیر و نیک تعلیم سے انکو شہوت پرستی کے مہلک خطرات سے بچاتے ۔ اس اثنا مین راے تلنگ نے بیس ہاتھی مع عرضداشت حضور مین بھیجے کہ مین نے جو کچھ سایۂ عالی کے زیر سایہ اپنے ذمہ قبول کیا اور ملک نائب کو اس کے بارہ مین عریضہ تحفظی دیدیا ہی کہ وہ سب حاضر ہی جس کو حکم ہو سپرد کر دون ۔ ملک نائب کو خضر خان و انکی والدہ سے خوف تھا بالفعل اس نے موقع پا کر عرض کیا کہ اگر فدوی اس خدمت پر سرفراز ہو تو اتنی مدت کا خراج راے تلنگ سے وصول کر لاوے اور رام دیو کا بیٹا سنگار دیو جو قابل اعتماد نہین ہی اس کو دفع کر کے ممالکت دکن کو صاف کرے ۔ گویا اس حیلہ سے ملک کافور کا مطلب تھا

کہ اگر بادشاہ اس عرصہ مین مرجاوے تو اس کے پاس خزانہ و فوج ایسی کافی موجود ہوگی کہ وہ نمکحرامی کو پوری طرح ادا کرسکے۔م۔ بادشاہ نے سنسات سو بارہ مین مع افواج دکن کو روانہ کیا۔ اس نے دیوگڈھ پہونچکر سنگلدیو کو قتل کیا اور مرہٹ کے اکثر بلاد گلبرگہ تک و مدکل و رائچور سب صاف کردیے اور تلنگ و اہل وجی پور و دھور سمندر وغیرہ سب سے ممالک کرناٹک و تلنگ کے راجون سے چھین کر قلعون کو فتح کرکے ایسا صاف کردیا کہ کسی کو سرکشی کی طاقت نہ رہی پھر اس نے راے تلنگ و کرناٹک سے اموال و پیشکش وصول کرکے دہلی روانہ کیے اور خود دیوگڈھ مین ٹھہر گیا اور چند روز مین ویلان دیوراجہ کرناٹک و راجہ میرد دونون کو سلطان کا خراج گذار کرلیا۔ ان دنون بادشاہ کو بوجہ کثرت جماع کی سخت بیماری عارض ہوئی اور کمبختی سے خضر خان و اسکی والدہ کو عیش پرستی نے گھیر لیا چنانچہ ملکہ جہان کو ان دنون سواے پوتون کے ختنہ و مونڈن کے جشن کے جو ہر روز نئے طریقہ سے جاری کرتی تھی اور کوئی کام نہ تھا اور شہزادہ خضر خان بھی سواے مجلس آرائی و شراب خواری و چوگان بازی اور رقص سرود کے کسی طرف توجہ نہ کرتا گو یا ان احمقون کے خیال سے بادشاہ کا بیمار ہونا اتر گیا اور بادشاہ ان حرکات سے بدل رنجیدہ ہوا[1] اور ملک نائب کو دیوگڈھ سے اور الفخان کو گجرات سے طلب کیا وہ دونون حاضر ہوئے تو بادشاہ نے بیٹے و بی بی کی شکایت تنہائی مین ملک نائب سے بیان کی وہ خصی بے حمیت جو عورتون سے بدتر جبلت مین تھا نمکحرامی سے اس فکر مین تھا کہ خاندان علائی برباد کرکے خود سلطنت کی بنیاد ڈالے فوراً موقع پاکر بادشاہ سے کہا کہ ملکہ جہان و خضر خان و اسکا ماموں الفخان ملکر حضور کی موت چاہتے ہین۔ بادشاہ کی دانائی بوجہ ضعف دماغ کے خراب ہوگئی تھی متوہم ہوا اسی عرصہ مین خضر خان و شادی خان کی والدہ نے درخواست کی کہ الفخان کی بیٹی سے شادی خان کی شادی منظور فرمائی جاوے۔ ملک کافور نے موقع پاکر خیال سابق کو پختہ کیا۔ بادشاہ نے بدگمانی سے خضر خان کو حکم دیا کہ امروہہ جاکر سیر و شکار مین مشغول رہے بعد صحت حسب الطلب حاضر ہو۔ بیچارہ شاہزادہ دلگیر ہوا اور خدا تعالی سے منت مانی کہ اگر والد ماجد کو اللہ تعالے شفا بخشے تو وہان سے پیادہ مشائخ دہلی کے دیدار فیض آثار کے لیے حاضر ہوگا چنانچہ جب اسکو باپ کی تندرستی کی خبر پہونچی تو حکم شاہی پہونچنے سے پہلے ہی اپنی نذر ادا کرنے کے لیے خاصہ فوج لے کر سنگے پانون دہلی روانہ ہوا ف افسوس کہ اس سادہ لوح کو نہ خود آداب معلوم تھے اور نہ کوئی عاقل اتالیق تھا۔ ملک کافور نے موقع پاکر عرض کیا کہ دیکھیے خضر خان بلا حکم شاہی چلا آیا۔ مبادا امرا سے متفق ہوگیا ہو بادشاہ نے ابتدا مین یقین نہ کیا اور شاہزادہ کو اپنے پاس بلایا اور باتون سے اسکے دل مین صحت کی خوشی پاکر گود مین لیا اور سر و چشم پر بوسہ دیکر رخصت کیا کہ گھر مین جاکر مان بہن کی زیارت کرے۔ شاہزادہ نادان نے گھر مین جاکر پھر عیش پرستی مین پڑکر دربار کی حاضری مین غفلت کی۔ کافور خصی نے موقع پاکر بادشاہ کے ذہن نشین کردیا کہ شاہزادہ نے الفخان و شادی خان وغیرہ کے اتفاق سے قصد مصمم کیا ہے کہ بادشاہ کو ہلاک کرے اور اپنے ہمجنس خواجہ سراؤن کو گانٹھ کے ان سے حسب دلخواہ گواہی دلوادی اور ہر قسم کے مکر و حیلہ سے حکم حاصل کیا کہ خضر خان و شادی خان دونون شاہزادون کو بالفعل قید کیا جاوے چنانچہ انکو گوالیار کے قلعہ مین محبوس کیا اور انکی والدہ ملکہ جہان کو بھی محل سے نکال کر دہلی کہنہ مین قید کیا مثل مشہور ہے کہ بادشاہون کا معاملہ سخت نازک ہوتا ہے۔ غصہ کے وقت اپنی اولاد پر بھی رحم نہین کرتے ہین۔ اس کے بعد الفخان کے قتل کا حکم حاصل کرکے

[1] خواجہ سرا [illegible] ۱۲

اس کو بھی شہید کیا اور بادشاہ کے حکم سے سید کمال الدین گرگ نے جا کر جالور میں الغخان کے بھائی نظام الدین کو بھی شہید کیا۔ واہ عجب برگشتگی ہے کہ اپنے ہاتھوں اپنا گھر خراب کرتے ہیں۔ الغخان و اسکے بھائی کے قتل ہونے اور دونوں شاہزادوں کے قید ہونے سے ہر طرف فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا۔ لشکر گجرات نے بغاوت اختیار کی۔ ملک نائب کافور نے بادشاہی حکم سے سید کمال الدین گرگ کو گجرات بھیجا۔ الغخان کے آدمیوں نے اس کو پکڑ کر سخت تکلیف کے ساتھ قلعہ پر سے نیچے ڈال دیا اور حاکم چتور نے باغی ہو کر بادشاہی آدمیوں کو باندھ کر قلعہ پر سے نیچے ڈال دیا اور دکن میں رامدیو کے داماد ہرپال دیو نے بغاوت کر کے بادشاہی تھانے اٹھا دیے۔ بادشاہ یہ خبریں سنکر غم و غصہ میں سانپ کی طرح بل کھاتا تھا۔ حضرت شاید اب سمجھا ہو کہ اس کا وقت حقیقی نے تقاضا کی اور مشہور یہ ہے کہ بیماری روز بروز بڑھتی گئی حتیٰ کہ شوال کی چھٹی تاریخ ۷۱۶ھ سات سو سولہ ہجری میں انتقال کیا اور یہ تمام ہاتھی گھوڑے و خزائن و جواہرات اندوختہ جو سلطان محمود سبکتگین کو بھی میسر نہ ہوئے اسی طرح چھوڑ دیے۔ بقا بقائے خدائے است و ملک ملک خداست۔ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ملک نائب کافور نے زہر سے ہلاک کیا واللہ اعلم۔ بادشاہ علاء الدین کے عہد میں چوراسی لڑائیاں چھوٹی بڑی واقع ہوئیں اور بحکم قادر ذو الجلال ہر معرکہ میں فتح سلطان و اسکے لشکر ہی کو نصیب ہوئی اور سلطان علاء الدین کی حشمت و شوکت اگر قیاس کرنا چاہو تو کمتر نمونہ یہ ہے کہ فقط شاگرد پیشہ ستر ہزار تھے از انجملہ سات ہزار معمار و سنگکار تھے کہ جب بڑی سے بڑی عمارت بنانے کا قصد کرتا تو وہ ہفتہ میں پوری تیار ہو جاتی تھی اور چھوٹی تو تین روز میں تیار تھی اور سلطان جو وقت مقرر کر دیتا اس سے تجاوز کی مجال نہ تھی۔ اور یہی پہلا بادشاہ ہے جس نے ہاتھی پر عماری رکھکر سواری فرمائی۔ آسکی سلطنت کچھ اوپر بیس سال تھی۔

ذکر سلطنت شہاب الدین عمر بن سلطان علاء الدین خلجی۔ ۲۵

صدر جہاں گجراتی نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ وفات کے دوسرے روز ملک نائب نے امرا و ارکان دولت کو حاضر کر کے بادشاہی فرمان دکھلایا کہ میں نے خضر خان کو معزول کر کے شہاب الدین عمر کو ولیعہد کیا اور موافق وصیت کے اس سات برس کے بچہ کو تخت پر بٹھا کر خود نیابت میں مشغول ہوا اور اول روز ملک سنبل کو منصب باربکی دیکر رخصت کیا کہ قلعہ گوالیار میں جا کر شاہزادہ خضر خان و شادی خان کی آنکھوں میں سلائی پھیرے اسکا کا فیصلہ بخوبی کیا اور ملکہ جہان کو مقید کیا۔ ملک نائب کافور اگرچہ خواجہ سرا مشہور شخص تھا مگر بادشاہ شہاب الدین کی والدہ کو اپنے نکاح میں لیا اور چاہا کہ شاہزادہ مبارک خان کی آنکھوں میں بھی سلائی پھیرے اور خود سلطنت کرے۔ مبارک خان کی والدہ بی بی ماہک نے شیخ نجم الدین قدس سرہ کی خدمت میں جو حضرت شاہ احمد جام قدس سرہ کی اولاد سے تھے آدمی بھیجکر وہ زاری سے یہ حال عرض کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس سے کچھ غم نہ کر اور لطیفہ غیبی ظاہر ہونے کا انتظار رکھ۔ اور اپنے سر مبارک سے ٹوپی اٹھا کر بھیجدی رکھ لی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب تک مبارک خان تخت سلطنت پر نہ بیٹھیگا اپنی ٹوپی سیدھی نہ کریگا۔ ملک نائب ہر روز بادشاہ خورد سال شہاب الدین کو کوشک ہزار ستون کے بالاخانہ پر لا کر گھڑی دو گھڑی تخت پر بٹھاتا اور امرا و اکابر و حاجب وغیرہ قرینہ سے سلام لیتے پھر اس کے بعد اس طفل کو محل میں بھیجکر خود اپنے محرم راز خواجہ سراؤں کے ساتھ بیٹھ کر چوپڑ کھیلنے میں مصروف ہوتا۔ ایک رات ایک قدیمی جماعت کو جو ہزار ستون کے

محافظ تھے مخفی روانہ کیا کہ جا کر مبارک خان کو ہلاک کریں ۔ مبارک خان نے انکو دیکھتے ہی پہچانا کہ کس قصد سے آئے ہیں اور اپنے گلے سے قلادہ مرصع نکالکر انکے سامنے ڈال دیا اور اپنے باپ سلطان علاء الدین کے حقوق ان کو یاد دلائے ۔ وہ لوگ شرمندہ ہو کر لوٹے اور اپنے سردار مبشر و بشیر سے یہ سب حال کہا اور وہ گردن بندان کے آگے رکھ دیا وہ دونوں حقوق سلطانی و اسکی اولاد کی تباہی یاد کرکے رونے لگے اور سب نے مردانہ عزم کر لیا چنانچہ جب سب لوگ رخصت ہو گئے انھوں نے ہزار ستون کے دروازے محکم بند کر لیے اور خرگاہ میں گھس کر ملک نائب دائش کے محرمون کو تہ تیغ کر ڈالا اور شاہزادہ مبارک خان کو قید سے نکالکر بادشاہ شہاب الدین عمر کا نائب کر دیا ۔ یہ واقعہ سلطان کی وفات کے پچیسوین روز ہوا ۔ شاہزادہ مبارک نے چند روز اپنے برادر خرد کی نیابت کی پھر امراء کو موافق کرکے بادشاہ شہاب الدین عمر کی آنکھوں میں سلائی پھیر کر قلعہ گوالیار میں بھیجدیا اسکی بادشاہی تین مہینہ چند روز تھی اور خود تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور سلطان قطب الدین لقب پایا ۔ جس زمانہ میں سلطان علاء الدین کا خاندان برباد ہو رہا تھا لوگون نے شیخ بشیر قدس سرہ سے جو ظاہر میں دیوانہ مشہور تھے اور حقیقت میں مجذوبان وقت سے تھے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے فرمایا کہ علاء الدین نے اپنے چچا و ولی نعمت کا گھر تباہ کیا تھا اس کا بدلا ہو رہا ہے از مکافات عمل غافل مشو ۔

ذکر قطب فلک عشرت و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا ۔

ماہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۷۱۷ھ سات سو سترہ ہجری میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور مبشر و بشیر کہ سردار نائکان تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کرکے اعمال ناپسندیدہ اُن سے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی نائکان کو قصبات اور پرگنات میں متفرق کیا خاطر انکی جانب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرا کو بقدر مراتب نوازش فرما کر صاحب طبل و علم کیا اور اپنے قدیم غلامون کو عہدہ ہائے قدیم اور جاگیرین عطا فرمائین اور ملک دینار شحنہ پیل کو ظفر خان اور اپنے چچا شیر شاہ کے غلام کو جس کا نام محمد تھا اور مولانا ضیاء الدین پسر مولانا شہاب الدین خطاط کو صدر جہان خطاب دیا اور ملک قرابیگ کو اپنے قرب میں اختصاص دیا و حسن نام پرواز بچہ کہ پہلوان گجرات سے تھا اور ملک شادی نائب خاص کو بادشاہ علاء الدین نے اُسے پالا تھا اپنے التفات سے سرفراز کرکے خسرو خان خطاب دیا ۔ اسکے ساتھ بے انتہا محبت کے باعث ملک نائب کافور کا سب لشکر و حشم و ملک شادی کا لشکر و حشم اُسے عنایت کیا یہانتک اُسپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ منصب وزارت پر بدون دریافت استعداد اس شغل منصوب کیا ۔ بیت گنجینہ بدہ بہر گدائے ۔ پتر ہم کہ کند جہان خطائے ۔ چونکہ بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت حبس و زندان کھینچے ہوئے تھا اوائل سلطنت میں خوش خلق اور رحم دل رہا اور سترہ ہزار محبوس رہا کیے اور جلا وطنون کو اطراف سے طلب کرکے اُنپر ہاتھ بذل و احسان کا کھولا اور تمام فوج کو شش ماہہ مواجب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرا اور ملوک کو زیادہ کرکے دل اور کیسہ اور ہمیان کو مدت سے تنگدستی بخیلون کے خالی تھا شل چشم و دل جوانمردون کے پر کیا اور مردم کو چہرہ بازار نے برسون کے بعد درم اور دینار کا منہ دیکھا اور اہل احتیاج کی عرضیان جو مدت سے مندرس ہو گئی تھین ملاحظہ میں گذرین اور موافق ارادہ اور التماس کے جواب دستخط خاص سے

مزین مؤذنین اور علما اور صلحا اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور ادرار اضافہ کیا زمینداروں کے دیہات زمینداری جو
شاہ علاء الدین کے عہد مین خالصہ مین آئے تھے پھر اُنکو ملے اور خراج گران اور سخت طلبی کہ معمول قدیم تھا موقوف کیا آزردہ
اور جو سون نے کہ بالکل ملک عدم مین رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک وجود مین قدم رکھا بلکہ جمیع قواعد و ضوابط
عہد علائی کو کہ ہر ایک شامل ایک مصلحت او حکمت مین تھے درمیان سے اٹھائے اور نرخ اشیا کو بھی برہم مارا اگرچہ ظاہر
مین شراب کی ممانعت مین کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ خود عیش و عشرت اور جود و سخا بے اندازہ اور غفلت کے
سوا دوسرا کام نہ رکھتا تھا اس سبب سے آدمی ارتکاب خمر سے متنبہ اور ممنوع ہوئے فسق و فجور مین کوشش کرتے
تھے اور عہد علائی کے خلاف عمل مین لاتے تھے اور جو حادثہ گجرات مین ہوا تھا بادشاہ قطب الدین نے اُس فساد
کی تسکین اہم جانکر عین الملک ملتانی کو جو سرداران معتبر علائی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تعین ہوتا تھا مع
لشکر جرار گجرات کے دفع فساد کے واسطے روانہ کیا اور اُسنے وہان جاکر اُن لوگون کو کہ باعث فتنہ و فساد ہوئے تھے
بزور شمشیر زیر کیا اور نہروالہ اور گجرات از سر نو ضبط مین لایا اور اُس ملک کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار
کیا اُس کے بعد سلطان قطب الدین نے ظفر خان کی دختر اپنے حبالہ نکاح مین کی اور اُسے گجرات کا صاحب
صوبہ کیا اور اُسنے تین چار مہینے کے عرصہ مین گجرات کو خس و خاشاک اہل بغی اور فساد سے ایسا پاک کیا کہ اُن کا
اثر اُس دیار مین باقی نرہا اور وہان کے راجاؤن اور زمینداروں سے زر خطیر وصول کرکے خزانہ مین بھیجا اور جو
بعد وفات بادشاہ علاء الدین کے ہرپال دیو داماد رام دیو باتفاق راجہاے دکن ولایت مرہٹ پر متصرف
ہوکر مردم بادشاہی کو دکن سے باہر کرکے قلعہ دیوگڑھ کو محاصرہ مین رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے
برس جلوس کے لشکر گران دیوگڑھ کی طرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو وفابیگ خطاب کرکے واسطے نیابت ایام
غیبت کے دہلی مین چھوڑا اور جب حدود دیوگڑھ مین پہونچا ہرپال دیو اور دوسرے راجاؤن نے کہ قلعہ دیوگڑھ
مین اجتماع کیا تھا تاب مقاومت نلاکر متفرق ہوئے بادشاہ نے ایک جماعت امرا اُنکے تعاقب کے واسطے مقرر کی
وہ شرط تعاقب بجالائے یعنی ہرپال دیو کو دستگیر کرکے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیکر اُسکا پوست
کھنچوایا اور سر اُسکا دیوگڑھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بارش کے سبب چند روز وہان توقف کرکے تمام
ولایت مرہٹ اپنے تصرف مین لایا اور شہر دیوگڑھ مین ایک مسجد جو ابتک موجود ہے تعمیر کروائی اور گلبرگہ اور ساگر اور
دھور سمندر اور دوسرے ممالک مین تھانے بٹھلائے اور ملک بیگ لکھی کو جو بندگان علائی سے تھا لشکر دکن کی سرداری
عنایت فرمائی اور مرہٹ کو امرا کی جاگیر مین تقسیم کیا اور رباب کی طرح معشوق کی تربیت مین مشغول ہوکر خسرو خان کو چتر اور
دورباش دیا اور امراے معتبر ہمراہ کرکے معبر کی طرف روانہ کیا اور خود دہلی کی طرف مراجعت کی اور راستہ مین شرب
مدام اور غفلت دوام کی سبب سے ملک اسدالدین چچیرے بھائی بادشاہ علاء الدین کے سر مین سرداری کا داعیہ
واقع ہوا ساتھ ایک جماعت سرہنگون کے اتفاق کرکے عہد کیا کہ جب سلطان کاتی ساکون سے گذر کر حرم مین جاویگا
اُس وقت سلاحدارون اور نائکون اور تمام محافظون سے کوئی اُسکے پاس نرہیگا حرم مین جاکر اُسکا کام تمام کرین اتفاقاً
اُسی شب کو کہ سلطان کاتی ساکون سے عبور کیا چاہتا تھا ایک ہمراہی ملک اسدالدین نے سلطان کی خدمت مین حاضر
ہوکر سب حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے اسی مقام مین قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسدالدین کے قتل کا

محافظ تھے مخفی روانہ کیا کہ جا کر مبارک خان کو ہلاک کریں۔ مبارک خان نے انکو دیکھتے ہی پہچانا کہ کس قصد سے آئے ہیں اور اپنے گلے سے قلادہ مرصع نکالکر انکے سامنے ڈال دیا اور اپنے باپ سلطان علاء الدین کے حقوق ان کو یاد دلائے۔ وہ لوگ شرمندہ ہو کر ہٹے اور اپنے سردار بشیر و بشیر سے یہ سب حال کہا اور وہ گردن بندان کے آگے رکھ دیا وہ دونوں حقوق سلطنت نمائی داسکی اولاد کی تباہی یاد کرکے رونے لگے اور سب نے مردانہ عزم کر لیا چنانچہ جب سب لوگ رخصت ہو گئے انھون نے ہزار ستون کے دروازے محکم بند کر لیے اور خرگاہ مین گھس کر ملک نائب داس کے محرمون کو تہ تیغ کر ڈالا اور شاہزادہ مبارک خان کو قید سے نکالکر بادشاہ شہاب الدین عمر کا نائب کر دیا۔ یہ واقعہ سلطان کی وفات کے پچیسوین روز ہوا۔ شاہزادہ مبارک نے چند روز اپنے برادر خرد کی نیابت کی پھر امرا کو موافق کرکے بادشاہ شہاب الدین عمر کی آنکھون مین سلائی پھیر کر قلعہ گوالیار مین بھیجدیا اسکی بادشاہی تین مہینہ چند روز تھی اور خود تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور سلطان قطب الدین لقب پایا۔ جس زمانہ مین سلطان علاء الدین کا خاندان برباد ہو رہا تھا لوگون نے شیخ بشیر قدس سرہ سے جو ظاہر مین دیوانہ مشہور تھے اور حقیقت مین مجذوب اور وقت سے تھے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے فرمایا کہ علاء الدین نے اپنے چچا و ولی نعمت کا گھر تباہ کیا تھا اس کا بدلا ہو رہا ہے از مکافات عمل غافل مشو گندم

قطب فلک عشرت و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا

ماہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۷۱۷ھ سات سو سترہ ہجری مین سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور بشیر و بشیر کہ سردار نائکان تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کرکے اعمال ناپسندیدہ ان سے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی نائکان کو قصبات اور پرگنات مین متفرق کیا خاطر انکی جانب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرا کو بقدر مراتب نوازش فرما کر صاحب طبل و علم کیا اور اپنے قدیم غلامون کو عہدہ ہائے قدیم اور جاگیرین عطا فرمائین اور ملک دینار شحنہ پیل کو ظفر خان اور اپنے چچا شیر شاہ کے غلام کو جس کا نام محمد تھا اور مولانا ضیاء الدین پسر مولانا شہاب الدین خطاط کو صدر جہان خطاب دیا اور مالک قرابیگ کو اپنے قرب مین اختصاص دیا۔ حسن نام پرواز بچہ کہ پہلوان گجرات سے تھا اور ملک شادی نائب خاص کا کہ بادشاہ علاء الدین نے اسے پالا تھا اپنے التفات سے سرفراز کرکے خسرو خان خطاب دیا اسکے ساتھ بے انتہا محبت کے باعث ملک نائب کا فور کا سب لشکر و حشم و ملک شادی کا لشکر و حشم اسے عنایت کیا یہانتک اسپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ منصب وزارت پہ بدون دریافت استعداد اس شغل منصوب کیا۔ بیت گنجینہ بدہ بہر گدائے بترسم کہ کند جہان خطائے۔ چونکہ بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت حبس و زندان کھینچے ہوئے تھا اوائل سلطنت مین خوش خلق اور رحم دل رہا اور سترہ ہزار محبوس رہا کیے اور جلا وطنون کو اطراف سے طلب کرکے انپر ہاتھ بذل و احسان کا کھولا اور تمام فوج کو بخشش ماہیہ مواجب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرا اور ملوک کو زیادہ کرکے دل اور کیسا و ہمیان کو مدت سے مانند دست بخیلون کے خالی تھا مثل چشم و دل جوانمردون کے پر کیا اور مردم کوچہ و بازار نے برسون کے بعد درم اور دینار کا منہ دیکھا اور اہل احتیاج کی عرضیان جو مدت سے مندرس ہو گئی تھین ملاحظہ مین گذرین اور موافق ارادہ اور التماس کے جواب دستخط خاص سے

مزین ہوئین اور علما اور صلحا اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور ادرار اضافہ کیا زمینداروں کے دیہات زمینداری جو
شاہ علاء الدین کے عہد مین خالصہ مین آ گئے تھے پھر اُنکو ملے اور خراج گران اور سخت طلبی کو معمول قدیم تھا موقوف کیا اور
اور جو سون نے کہ بالکل ملک عدم مین رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک وجود مین قدم رکھا بلکہ جمیع قواعد اور ضوابط
عہد علائی کو کہ ہر ایک شامل ایک مصلحت اور حکمت مین تھے درمیان سے اٹھائے اور نرخ اشیا کو بھی برہم کیا اگرچہ ظاہر
مین شراب کی ممانعت مین کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ خود عیش وعشرت اور جود وسخاے بے اندازہ اور غفلت کے
سوا دوسرا کام نہ رکھتا تھا اس سبب سے آدمی ارتکاب خمر سے متنبہ اور ممنوع ہوئے فسق و فجور مین کوشش کرتے
تھے اور عہد علائی کے خلاف عمل مین لاتے تھے اور جو حادثہ گجرات نوی ہوا تھا بادشاہ قطب الدین نے اُس فساد
کی تسکین اہم جانکر عین الملک ملتانی کو جو سرداران معتبر علائی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تعین ہوتا تھا مع
لشکر جرار گجرات کے دفع فساد کے واسطے روانہ کیا اور اُسنے وہان جاکر اُن لوگون کو کہ بانی فتنہ و فساد ہوئے تھے
بزور شمشیر زیر کیا اور نہروالہ اور گجرات از سر نو ضبط مین لایا اور اُس ملک کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار
کیا اُس کے بعد سلطان قطب الدین نے ظفرخان کی دختر اپنے حبالہ نکاح مین کی اور اُسے گجرات کا صاحب
صوبہ کیا اور اُسنے تین چار مہینے کے عرصہ مین گجرات کو خس وخاشاک اہل بغی اور فساد سے ایسا پاک کیا کہ اُن کا
اثر اُس دیار مین باقی نرہا اور وہان کے راجاؤن اور زمینداروں سے زرخطیر وصول کرکے خزانہ مین بھیجا اور جو
بعد وفات بادشاہ علاء الدین کے ہرپال دیو داماد رام دیو باتفاق راجہاے دکن ولایت مرہٹ پر متصرف
ہوکر مردم بادشاہی کو دکن سے باہر کرکے قلعہ دیوگڈھ کو محاصرہ مین رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے
برس جلوس کے لشکر گران دیوگڈھ کی طرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو وفا بیگ خطاب کرکے واسطے نیابت ایام
غیبت کے دہلی مین چھوڑا اور جب حدود دیوگڈھ مین پہونچا ہرپال دیو اور دوسرے راجاؤن نے کہ قلعہ دیوگڈھ
مین اجتماع کیا تھا تاب مقاومت نلاکر متفرق ہوئے بادشاہ نے ایک جماعت امرا اُنکے تعاقب کے واسطے مقرر کی
وہ شرط تعاقب بجالائے یعنی ہرپال دیو کو دستگیر کرکے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیکر اُسکا پوست
کھنچوایا اور سر اُسکا دیوگڈھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بارش کے سبب چند روز وہان توقف کرکے تمام
ولایت مرہٹ اپنے تصرف مین لایا اور شہر دیوگڈھ مین ایک مسجد جو اب تک موجود ہے تعمیر کروائی اور گلبرگہ اور ساگر اور
دھورسمندر اور دوسرے ممالک مین تھانے بٹھلائے اور ملک بیگ لکھی کو جو بندگان علائی سے تھا لشکر دکن کی سرداری
عنایت فرمائی اور مرہٹ کو امرا کی جاگیر مین تقسیم کیا اور رباب کی طرح معشوق کی زیب مین مشغول ہوکر خسرو خان کو چتر اور
دورباش دیا اور امراے معتبر ہمراہ کرکے معبر کی طرف روانہ کیا اور خود دہلی کی طرف مراجعت کی اور راستہ مین شرب
مدام اور غفلت دوام کی سبب سے ملک اسدالدین چچیرے بھائی بادشاہ علاء الدین کے سر مین سرداری کا داعیہ
واقع ہوا ساتھ ایک جماعت سرہنگون کے اتفاق کرکے عہد کیا کہ جب سلطان کاتی ساکون سے گذر کر حرم مین جاویگا
اُسوقت سلاحداروں اور نائکون اور تمام محافظون سے کوئی اُسکے پاس نرہیگا حرم مین جاکر اُسکا کام تمام کرین اتفاقاً
اُس شب کو کہ سلطان کاتی ساکون سے عبور کیا چاہتا تھا ایک ہمراہی ملک اسدالدین نے سلطان کی خدمت مین حاضر
ہوکر سب حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے اسی مقام مین قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسدالدین کے قتل کا

حکم نافذ فرمایا اہلکارون نے حکم کے موافق عمل کیا یعنی اُسے گرفتار کرکے گردن ماری اور اس کے ہواخواہین نفر کہ جن مین سے بعضے دہلی مین تھے اور اس مصلحت مین اُنھین کچھ مداخلت نہ تھی اور بعضے اس سفر مین تھے اُسکے حکم سے اُنھیں بھی سیاست ہوئی اور جب جہاین مین پہونچا شادی کنہ سردواصلاحداران کو گوالیار کی طرف بھیجا تاکہ خضر خان اور شادی خان اور ملک شہاب الدین کو قتل اُسکے بھی آنکھ آنکھ مین کھینچی تھی قتل کیا اور اہل وعیال کو دہلی مین بلالیا سلطان قطب الدین نے خضر خان کی منکوحہ دیولدی کو اپنے حرم مین داخل کیا اور جب گجرات اور دکن اور تمام ممالک ہندوستان کو اپنے تصرف مین دیکھا اور امرا و ملوک کو اپنا فرمان بردار اور مطیع پایا اور مدعی ملک مین نہ رہا مستی شراب اور جوانی اور دولت سے نخوت اور غرور اُسکے دماغ مین پیدا ہوا اور اجراے کام مین کسی سے مشورہ نہ کرتا اور کسی مخلص اور دو لتخواہ کا قول سماعت نفرماتا اور اگر کوئی شخص دولتخواہی اور غیر سگالی سے کوئی بات اُس کے خلاف راے عرض کرتا روگردانی کرکے زبان اُس کی دشنام اور اہانت مین کھولتا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ کسی کو اتنی قدرت نرہی کہ رمز و اشارہ سے وہ بات جو شامل اُس کے فلاح اور صلاح ہووے عرض کرسکے آخر کو اخلاق کریمہ اُس کے اوصاف ذمیمہ سے مبدل ہوگئے اور قہر و سیاست کا عادی ہوا اور باپ کی طرح خون ناحق پر کمر باندھی از انجملہ ظفر خان والی گجرات کو جو اُسکا رکن رکین سلطنت اور اعیان دولت سے تھا بے صدور قصور قتل کیا اور اُسکے بعد ملک شاہین کو جو وفا بیگ خطاب رکھتا تھا ارباب غرض کے بھڑکانے سے ناحق ہلاک کرکے اُسکا مظلمہ اپنی گردن پر لیا اور علاوہ اسکے وہ کام جن کا ارتکاب موجب زوال دولت اور منافی بقاے سلطنت ہو اپنا شعار کیا اور حضرت نظام الدین اولیا سے بوجہ اس کے کہ خضر خان اُنکا مرید تھا عداوت باندھی اور زبان طعن آنحضرت کی نسبت کھولی اور کلام نامناسب کہے اور شیخ زادۂ جام کو جو اُنکے مخالفون سے تھا اپنے تقرب مین اختصاص بخشا اور شیخ رکن الدین کو شیخ زادہ کے تعصب سے ملتان سے طلب کرکے اُنکی عزت و احترام مین ساعی ہوا اور اکثر اوقات اپنے تئین ساتھ زیور او لباس عورتون کے آراستہ کرتا تھا اور مجمع مین حاضر ہوتا تھا اور زنان ہزالہ اور مسخرہ کو قصر ہزار ستون پر طلب کرتا کہ ساتھ امراے کبار مثل عین الملک ملتانی اور قرابیگ کے کہ چودہ شغل رکھتا تھا اور مثل ان لوگون کے ہزل اور اہانت کرتین تھین اور حرکات زشت اور ناشایستہ بجالاتی تھین اور وہ بدبختین مادرزاد برہنہ ہوکر ان بزرگون کے مقابل آتی تھین اور اُن کی پوشاک پر پیشاب کرتی تھین علاوہ اسکے اور حرکات غیر مکرر کی مرتکب ہوتی تھین اور سامان اُس کی زوال سلطنت بلکہ خاندان علائی کا مہیا اور آمادہ کرتی تھین اور ظفر خان کے قتل ہونے کے بعد حکومت گجرات حسام الدین برادر مادری خسرو خان کو دی اور حسام الدین بھی بادشاہ کا منظور نظر تھا جس وقت خسرو خان حاضر نہوتا اُس کے عوض حسام الدین قیام کرتا تھا اور جب حسام الدین گجرات مین پہونچا اور عزیز و اقارب اُس کے جو شہر اور اُس کے اطراف و اکناف مین رہتے تھے وہان جاکر اس سے ملے تو نہایت نادانی اور کم تجربگی سے فی الحال مخالفت آغاز کی اور امراے گجرات کہ اب تک اپنے حال پر تھے سب نے متفق ہوکر حسام الدین کو گرفتار کرکے درگاہ سلطانی مین روانہ کیا جو ہین سلطان کی اُسپر نظر پڑی دوبارہ بمقتضاے بشریت و عالم جوانی حسام الدین کو قید سے رہائی دیکر اپنے تقرب مین سرفراز کیا لیکن امراے گجرات و اعیان درگاہ اُسکے رہا ہونے سے دل مین نہایت آزردہ ہوئے اور حکومت گجرات کی حسام الدین کے بعد ملک جیلال الدین قریشی کو

مفوض ہوئی اور وہ گجرات کے انتظام اور آبادی مین کہ حسام الدین نے خراب اور ویران کیا تھا مشغول ہوا اور اسی
عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ ملک بیگ لکھی حاکم دکن نے ارادے خصومت بلند کرکے بغاوت پر کمر باندھی ہے سلطان نے ایک
جماعت کو امراے نامدار سے مع لشکر گران اسکے فساد کے دفع کے واسطے روانہ کیا اور اس جماعت نے حاکم اپنی
حسن تدبیر سے ملک لکھی کو مع اور معتمدون کے کہ بانی فتنہ اور بانی فساد تھے دستگیر کیا اور دہلی مین لائے بادشاہ نے
ملک لکھی کے ناک اور کان کاٹ کر اور دوسرون کو انواع عقوبت سے قتل کیا اور ملک عین الملک ملتانی کو دیوگڑھ کی
حکومت پر اور ملک تاج الدین پسر خواجہ علاء الدین کو اس ولایت کا مشرف کرکے رخصت کیا اور ملک وحید الدین
کو گجرات سے طلب کرکے منصب وزارت پر منصوب فرمایا اور تاج الملک کے خطاب سے مخاطب کیا اور خسرو خان جب
معبر پر پہونچا وہا کے حاکم تاب مقاومت نہ لاسکے مع خزائن و اسباب فرار ہوئے لیکن خواجہ تقی نامے ایک سوداگر جو مال
فراوان رکھتا تھا اور ساتھ اس اعتقاد کے کہ لشکر اسلام مجھے آزار نہ پہونچاویگا اسنے راہ فرار نہ پائی تھی ظلم و تعدی سے
اس بیچارہ کا بھی زر خطیر لوٹ کر قتل کیا اور وہان سے تانک گیا وہاں کا راجہ حصاری ہوا اسنے محاصرہ کیا اور اسے
عاجز کرکے ایک سو ایک زنجیر فیل اور علاوہ اس کے اور تحف و لطائف بیکران دی پھر وہان سے کیتلی کی طرف روانہ ہوا
اور بیس زنجیر فیل اور ایک الماس وزنی چھ درم کا اسکے ہاتھ آیا پھر معبر کی سمت مراجعت کی اور موسم برسات
وہان بسر لے گیا اور سرکشی کا دعوی کرکے چاہا کہ امراے معتبر کو جو اس کے ہمراہ تھے قتل کرکے اس ولایت پر
استقلال سے قبضہ کرے ملک تلبغہ حاکم جزیرہ کوہ اور ملک تیمور حاکم چندیری اور ملک تگل افغان کہ امراے
عمدہ اور نامی اس کے ساتھ تھے اس ارادہ پر مطلع ہوئے اور اجتماع کرکے پیغام دیا کہ ہم تیرے اندیشہ سے واقف
ہوئے زحمت بیہودہ لیجانا کچھ فائدہ نہین رکھتا لازم کہ یہ خیال محال اپنے سر سے باہر کر اور اس سے پیشتر کہ یہ راز فاش
ہو دہلی کی طرف مراجعت کر جب خسرو خان نے جانا کہ کچھ پیش نہ جاوے گا بالضرورۃ معبر کو امراے عمدہ کے سپرد کرکے
دہلی کی معاودت کا عازم ہوا اور اس ارادہ سے کہ ایسی خدمت پیش لیجا کر سو طرح کی امید تحسین اور سرفرازی کی رکھتے تھے عرائض
مبنی بر حقیقت حال درگاہ سلطانی مین ارسال کین لیکن بادشاہ نے خسرو خان کی محبت اور اسکے وصال پر عقل
و خرد برباد دی تھی یہ حکم نافذ کیا کہ خسرو خان جہان پہونچا ہو اسے پالکی مین سوار کرکے ہر منزل مین کہار
بہم پہونچا کر بسرعت تمام حضور مین روانہ کرین امرا نے حکم کے موافق عمل کیا اور سات دن مین اسے دہلی مین پہونچایا
اور جب خسرو خان نے ملازمت کی اسوقت کہ بادشاہ کو اس کی آرزو تھی گریہ وزاری آغاز کرکے التماس
کی کہ امرا میری ہمراہی سے تنگ رکھتے تھے اس سبب سے مجھے اس تہمت مین متہم کرکے ساتھ سرکشی کے
منسوب کیا بادشاہ کہ عاشق اور شیدا تھا اسکے دروغ کو سچ سمجھکر امرا پر بدظن ہوا اور جبکہ امراے مذکور خود اسکے دربار
کے تو آئے ہر چند اندیشہاے فاسد اور ناصواب خسرو خان کے بیان کیے اور اپنے صدق دعوی پر گواہ گذرانے
کچھ فائدہ نہوا بلکہ طریق مکابرہ اور دلائل ناصواب اختیار کرکے انہین منصب اور جاگیر سے معزول کیا اور نظربند
کرکے دربارداری سے ممانعت فرمائی اور ولایت چندیری کو تغیر کرکے اسکے بیٹے کو عنایت فرمائی اور ملک تلبغہ کو طمانچے
مارے اور جاگیر اس سے لیکر قیدخانہ مین بھیجا اور گواہون کو زیر چوب لاکر بےعزت کیا اور تمام خلائق کو
معلوم ہوا کہ خسرو خان کے بارہ مین کلام کرنا پشیمانی کے سوا فائدہ نہین دیتا ہر سب گونگے اور بہرے ہو کر

خاموش ہوئے اور ہر حیلہ و تدبیر سے بعضون نے آپ کو سرحد کی طرف کھینچا اور نکلگئے اور بعضون نے خسرو خان سے آمیزش کرلی اُسکے بعد روز بروز سلطان اُسکے عشق و محبت مین بیخود ہوتا جاتا تھا اور نائرہ عشق زیادہ تر شعلہ زن ہوتی جاتی تھی اور خسرو خان سلطان کے دفع کی فکر و تدبیر مین تھا اور جہانداری کی ہوس کرتا تھا اور بہاء الدین دبیر اس سبب سے کہ سلطان نے قصد اُس کی منکوحہ کے ناموس کا کیا تھا ساتھ خسرو خان کے متفق ہوا اور خسرو خان نے عزم ملوکانہ اختیار کیا اور شروع مطلب کرکے ایکروز خلوت مین عرض کیا کہ بادشاہ از روے بندہ نوازی کے کبھی کبھی مجھے تسخیر ولایت کے واسطے فوج کی سپہ سالاری دیکر بھیجتے ہین چونکہ امراے تابع بسبب تفوق قوم اور قبیلہ سرکشی کرتے ہین اور قبائل بندہ بھی بہت ہین اگر حکم ہووے مین بھی اپنے قبیلہ کو جمع کرکے صاحب جمعیت ہوون سلطان موصوف نے اس امید سے کہ اُنمین بھی کوئی صاحب حسن و جمال ہوگا بشوق تمام التماس اُسکا پذیرا کیا اور اُنکے طلب کی اجازت دی خسرو خان نے اس بہانہ سے اکثر ہنود گجرات کو کہ ناداری کے سبب اوقات بسر نکر سکتے تھے ہر طرح تسلی کرکے بیس ہزار گجراتی اپنے پاس فراہم کیے اور جو کچھ رکھتا تھا صرف کرکے ساز و یراق اُنکا آراستہ کیا اور قوت و مکنت تمام پیدا کرکے گجراتیون اور دوسری قومون سے چالیس ہزار سوار انصار اُسکے پاس جمع ہوئے اسوقت اپنے داعیہ کے درپے اور مجد تر ہوکر پسر قرہ قمار اور یوسف صوفی اور مثل انکے مفسدان دہلی سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے صلاح کرکے منتظر وقت ہوا اس درمیان مین سلطان سرساوہ کی طرف شکار کے واسطے روانہ ہوا خسرو خان اور اُسکے بھائی چاہتے تھے کہ بادشاہ کو شکارگاہ مین قتل کرین پسر قرہ قمار اور یوسف صوفی اس ارادہ سے مانع ہوئے اور بولے کہ سلطان کو اگر ہم راستہ مین قتل کرینگے احتمال رکھتا ہے کہ اُسکا لشکر ہمارا تعاقب کرے اور اُسکے انتقام مین زندہ نہ چھوڑے انسب وہ ہے کہ ہزار ستون کے اوپر کہ وہ مقام خلوت کا ہے خفیۃً ہم داخل ہون اور سلطان کا کام تمام کرین اور امرا کو مکان سے بلاکر اپنے پاس نگاہ رکھین اگر ہماری اطاعت قبول کرین فبہا والا اُنھین بھی قتل کرین اور جب سلطان شکار سے مراجعت کرکے دہلی مین آیا اور اپنی عادت کے موافق شرب خمر اور عیش مین مشغول ہوا نظم بجرم لے زان طرف بازگشت * بسوے بزم گاہ آمد از کوہ و دشت * دلے غافل از کینۂ روزگار * کہ خواہد شدن چون سر انجام کار * خسرو خان حصول مطلب مین ایسے وقت مستعد ہوا کہ اسوقت جو کچھ سلطان سے التماس کرتا سلطان حاکم شہوت کے حکم سے قبول کرنے کے سوا دوسرا چارہ نہ رکھتا تھا عرض گذار ہوا کہ اکثر اوقات بندہ دیر تک رات کو خدمت مین حاضر رہتا ہے جب اُسوقت رخصت حاصل ہوتی ہے شب بھی غریب خانہ نہین جا سکتا شبخانہ سرکاری مین رات بسر کرتا ہے اور میرے بھائی اور اقارب جو میرے دیکھنے کے واسطے اپنا گھربار چھوڑکر گجرات سے آئے ہین میری صورت مہینون نہین دیکھ سکتے ہین امیدوار ہون کہ اگر دربانون کے نام حکم نافذ ہووے کہ وہ اُس جماعت کو رات کے وقت آنے سے مانع اور مزاحم نہ ہوویں نہایت مرحمت ہے تاکہ رات بھر حضور کی خدمت مین بفراغ خاطر حاضر ہوسکون بادشاہ نے اس مقدمہ کو موجب یادنی سلطان وصال معلوم کرکے بلا توقف کنجیان دروازون کی خسرو خان کے سپرد فرمائین اور کہا تجھ سے اور تیرے بھائیون سے اعتمادی اور اعتباری زیادہ ترکون ہے یعنی دولتخانہ کا انتظام تیرے عہدہ مین ہے خسرو خان نے کنجیون کا ملنا فال مبارک جان کر گویا زمام بادشاہی اپنے کف اقتدار مین پائی نظم چو فیروزہ دید آنچنان حال را * دلیل ظفر یافت آن فال را * از ان فال فرخ دل -

خسروی ، چو کوہ توہی یافت پشت تہی ، جب درگاہ سلطانی بالتمام بھائیوں کے تصرف میں آئی وہ جماعت بیباک
سفاک فرقہ فرقہ مسلح مکمل ہو کر شب و روز شجاعتہ خسرو خان میں فراہم ہوتی تھی اور فرصت طلب کرتی تھی اور تمام
اعیان و ارکان سلطنت جانتے تھے کہ خسرو خان کس خیال میں ہے لیکن بادشاہ کی غفلت سے کسی کو یہ مجال نہ تھی
کہ کچھ سلطان سے عرض کرے اور تمام امرا کو نوبت آنکی چوکی کی ہوتی تھی دل و جان سے ہاتھ دھو کر نوبت گاہ میں
آتے تھے غرضکہ دو روز پیشتر اس سے کہ سلطان کا قضیہ منحص ہووے قاضی ضیاءالدین مخاطب بقاضی خان
کہ ساتھ وفور علم و عمل کے انصاف رکھتا تھا اور اسکا بادشاہ پر حق تعلیم تھا اور بادشاہ نے کنجیاں دروازہ ہائے
حرم اور باہر کی اُسے سونپی تھیں دل اپنی جان اور ناموس سے اٹھا کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین ادب کو بوسہ
دیکر عرض کی اے بادشاہ خسرو خان قصد غدر رکھتا ہے اور خرد و بزرگ بخوبی تمام جانتے ہیں بادشاہ مقام امتحان میں آوے
اگر یہ بات خلاف ہو تو اس سے کیا بہتر اعتماد خسرو خان کا زیادہ ہوگا اور اگر عیاذاً باللہ صحیح ہووے بادشاہ ہوشیار رہے
کس واسطے کہ جان ایک جوہر لطیف ہے اور معاملہ بادشاہی کا اور ملک داری کا بدون رعایت حزم و ہوشیاری تمشیت
نہیں قبول کرتا ہے چونکہ قاضی نے اس قبیل سے سمجھایا چونکہ خسرو خان ان دنوں بادشاہ کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہتا تھا
اور سلطان کے دل سے اتنی میں کہ وصل سے مراد ہے مسلوک ہوتا تھا نہایت شیفتہ تھا قاضی کو درشت کہا اسی وقت
خسرو خان آپ کو عورتوں کی طرح ہر ہفت کر کے ایسی بن سنور کے دروازہ سے در آیا سلطان نے اُسے دیکھکر بزبان
حال فرمایا بیت اگر ہزار جفا بہر قتل من بخشد [illegible] ، چو خود بیاید عذرش بباید آوردن ، اور گردن سے اُسے
آغوش میں کھینچا اور جو کچھ قاضی صاحب نے فرمایا تھا اُسے حرف بحرف سنایا بیت مہیا داشت طبع نازنینش ،
ہمیشہ گریہ اندر آستینش ، بہ اشک گرم شکلے صدف چشم سے رخسار گلگون پر دوان کیے اور نہایت ناز و انداز
سے کہا جو بادشاہ کا میرے حال پر نہایت لطف مبذول ہے تمام لوگوں نے میرے قتل پر بیڑا اٹھایا ہے اور جب تک
میری جان نہ لینگے انہیں چین نہ آویگا بادشاہ دلبر کے رونے سے بیتاب ہوا اُسے آغوش میں لیا اور بوسہ اُس کے
رخسار پر دیکر فرمایا تو خاطر جمع رکھ کہ میں تیرا ایک بال اپنی بادشاہی سے بہتر جانتا ہوں مجھے بدگویوں کے دغدغہ سے کیا پروا ہے
بیت سر سودائے تو ہرگز ز سرم باز نشد ، برود این سر و سودائی سودا نرود ، اور بعد تسلی و تشفی اسے مکان کی رخصت
دی اس چیرے کے وقوع سے دوسری شب کو تمام حرام خور اہتمام کے بہانہ سے دربار بادشاہی یعنی ہزار ستون میں
داخل ہو کر کمین میں بیٹھے اور جب پہر رات گذری محل آسائش مرغ و ماہی ہوا اور ہر شخص امرا کے سوا کہ نوبت آنکی
چوکی کا تھا اپنے مکان میں گیا اور کوئی نہ پایا قاضی ضیاءالدین چوکیداروں کی تحقیق کے واسطے ہزار ستون میں
در آیا خسرو خان کے چچا نے جس کا نام مندل تھا قاضی سے ملاقات کر کے باتوں میں لگایا اور قاضی کو اپنے ہاتھ
سے ایک بیڑا پان دیا قاضی کو اہل خواب غفلت میں لے گئی اسی وقت جاہر یکبہ نام پرواری جسنے قاضی خان
کے قتل کا بیڑا اُٹھایا تھا قاضی خان کے پس پشت آنکر ایسی ضربت شمشیر آبدار ماری کہ قاضی زمین پر آیا اور
اس قدر فرصت پائی کہ فریاد کی کہ غدر ظاہر ہوا اور جو نوکر قاضی کے ہمراہ تھے بھاگ کر شور مچانے
لگے کہ قاضی خان شہید ہوئے چوکیدار اس واقعہ کی تحقیق میں اُٹھے خسرو خان کے لوگ قرار کے موافق تلواریں
کھینچکر ہزار ستون میں آئے اور غلغلہ عظیم برپا ہوا اور آثار قتل نے رواج پایا بادشاہ کہ خسرو خان کو اپنی جان سے عزیز جانتا

پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے خسرو خان نے لب بام آنکر ایک لحظہ توقف کیا اور شاہ کی خدمت میں جاکر عرض کی کہ چوکی خانہ کے
گھوڑے جو ہزار ستون میں لائے ہیں سائیسوں کے ہاتھ سے چھوٹ گئے ہیں لوگ اُنکے پکڑنے میں مشغول ہیں اس عرصہ میں
جاہر اور بھائی اُسکے ہزار ستون کے دروازہ سے کوٹھے پر پہونچے اور ابراہیم اور اسحاق نے خاص محل کے دربانوں
کو قتل کیا غوغا نزدیک پہونچا بادشاہ بدحواس ہوکر ایستادہ ہوا اور سمجھا کہ کام قبضہ اختیار سے درگذرا حرم کی طرف متوجہ
ہوا کہ شاید اس مخمصہ سے نجات ملے خسرو خان نے دیکھا کہ اگر بادشاہ حرم میں داخل ہوا خدا جانے ہاتھ آوے یا نہ آوے
یہ اندیشہ کرکے نہایت مردانگی سے پیچھے سے دوڑکر دست تطاول بادشاہ کے سر کے بال پکڑے اور بادشاہ نے بعد تلاش
بسیار بسبیل عادت اسے اپنی ران کے نیچے کھینچا لیکن اس بحیائے شاہ کے بال ہاتھ سے نہ چھوڑے یہانتک کہ اُسکے رفیق
پہونچے اور اُسنے فریاد کی مجھے ہوشیار رہنا جاہر نے ایک ضرب شمشیر سے بادشاہ کا کام تمام کیا اور بادشاہ کے
سو سے سرکو الکے خسرو خان کے سینہ سے کھینچ لیا اور اس تاجدار کا سر جو سزاوار التاج تھا تن سے جدا کرکے ہزار ستون کے
نیچے پھینکدیا نظم ستمگاران غدار چون پیل مست ۔ بدان پیل تن برکشادند دست ۔ زدندش یکے زخم پہلو گذار ۔ کہ از خون زمین
گشت چون لالہ زار ۔ بمردم نوبت تماشائی بادشاہ کا سر خاک و خون میں غلطان دیکھکر متفرق ہوئے اور حسام الدین
خسرو خان کا بھائی اور جاہر مع دیگر ہندو خاص محل میں داخل ہوئے فرید خان کی والدہ یعنی بادشاہ علاء الدین
کے حرم کو قتل کیا اور سلطان کے بیٹے فرید خان اور علی خان اور عمر خان کو تیغ ظلم سے ذبح کیا اور حرم سلطانی
سے جو چاہا وہ کیا مصرع ہر کس کہ چنان کند چنین آیدپیش ۔ اور خسرو خان نے چراغ ومشعل بہت روشن کرکے
آدمی امرا کی طلب میں بھیجے عین الملک ملتانی کہ ان دنوں دیوگڈھ سے آیا تھا اور ملک فخر الدین محمد
جونا کہ آخر کو سلطان محمد تغلق شاہ خطاب پایا تھا اور وجیہ الدین قریشی اور قرابیگ کے فرزند اور باقی امرا کو
جو غافل تھے اُن کے مکانوں سے بلواکر ہزار ستون کے بام پر اپنے پاس نگاہ رکھا جیسے کفران نعمت سلطان
علاء الدین نے اپنے چچا جلال الدین فیروز شاہ کے ساتھ کی اس کا نتیجہ اسکی اولاد و احفاد و اہل بیت کے شامل حال
ہوا چنانچہ بنیاد اس سلسلہ کی ساتھ بدترین طریق کے منہدم ہوئی اور یہ قضیہ ربیع الاول کی پانچوین تاریخ کی شب
کو سنہ ۷۲۱ سات سو اکیس ہجری میں ظہور میں آیا جب صبح ہوئی انبوہ کثیر اور جم غفیر پرداران کا اور خسرو خان
کے تابعوں کا جمع ہوا اور خسرو خان نے امرا کو اپنے حضور نگاہ رکھا اور اپنا نام سلطان ناصر الدین رکھکر سریر
سلطانی پر قدم رکھا اور امراے قطبی مثل عین الملک ملتانی اور ملک جونا محمد تغلق شاہ کو بجبر آگے تخت کے ایستادہ
کیا بیت چو از سرو بن جا بہ گردد تہی ۔ بگیرد گیا جای سرو سہی ۔ اور اُسی وقت ایک جماعت کثیر غلامان
علائی اور قطبی کو جو صاحب اعتبار تھے قتل کرکے زن و فرزند اُنکے ہندوؤں کو بخشے اور اپنے بھائی کو خانخانان
خطاب کرکے بادشاہ علاء الدین کی دختر اُس کو دی اور بادشاہ قطب الدین کی زوجہ پر خود متصرف ہوا
بادشاہ علاء الدین اور بادشاہ قطب الدین کے حرمون اور لڑکیون کو اپنے آدمیون پر تقسیم کیا اور جاہر یعنی
قاضی خان کے قاتل اور بادشاہ کے کشندہ کو زر وجواہر سے آراستہ کرکے نہایت نوازش کی اور مندل کا رائے
رایان خطاب کرکے خان دوران قاضی پر اُسے مقرر رکھا اور دروازہ خزانہ علائی اور قطبی کا کھولکر تمام لوگون کو بخشش
اور عطا فرمایا اور ایک جماعت کثیر اوباش اور اراذل اور حمق تماشاسون کی کہ حرص اور زر کی طمع سے اُسکے پاس

جمع ہوئی تھی اور اُسنے خدشہ رکھتا تھا سب کو تہ تیغ کرکے مطمئن ہوا اور ملک نصرت یعنی بادشاہ علاءالدین کے
بھانجے کو باوجود اسکے کہ سالہا سال سے محتاج ہو گیا تھا قتل کرکے ہلاکی خاندان علائی سے بہلایا اور کفر و شرک نے
پیر رواج پایا کہ ہندوؤن نے بت پرستی شروع کی معاذ اللہ کلام مجیدون کو بجائے کرسی کام مین لاتے تھے یعنی انپر
بیٹھتے تھے اور امراے علائی سے پسر قمرہ تتار اعظم الملک شایستہ خان خطاب پاکر عارض مملکت ہوا اور عین
الملک ملتانی کو امیرالامرا کیا اور ملک وجیہ الدین تاج الملک خطاب پاکر وزیر ہوا اور اس کے بیٹون کو
اشغال ملک رجوع ہوئے اور ملک فخرالدین جونا کے ساتھ خسروخان نے بہت رعایت کی اور ساتھ منصب
آخور بیگی کے امتیاز دیا اور زر خطیر سے کر اُسکے احترام مین بہت کوشش کی تا کہ اُسکا باپ غازی ملک حاکم
لاہور اور دیپالپور فریب کھا کر اطاعت کرے لیکن ملک جونا غصہ سے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھاتا تھا اور
اُس کا باپ بھی کہ قبیلہ کا سردار اور اہل جمعیت تھا اور حق شناسی اور خداترسی رکھتا تھا غیرت اُسکی دامنگیر ہوئی اور
ولی نعمت زادون کے انتقام خون مین کمر ہمت باندھی اور دو تین مہینے کے بعد ملک فخرالدین جونا نے آدھی رات
کو فرصت پاکر دو تین معتمد آدمیون کے ساتھ اپنے باپ سے مل جانے کے لیے دیپالپور کا راستہ لیا اور
خسرو خان خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے زوال دولت سے غمگین ہوا اور پسر قمرہ تتار شایستہ خان کو مع اور
امراے نامدار اُسکے تعاقب مین روانہ کیا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچے بلکہ ناکام حوالی قصبہ سرستی سے لوٹ آئے
اور غازی ملک نے پہلے سے اسی موقع کا خیال کرکے قلعہ سرستی مین دو سو سوار چھوڑ رکھے تھے چنانچہ ملک
فخرالدین جونا ان مین سے چند سوار ہمراہ لیکر دیپالپور پہونچا اور باپ نے بیٹے کے آنے سے محظوظ ہو کر خوشی کے
نقارے بجوائے اور اسباب انتقام کے تہیہ مین امراے اطراف و جوانب کو مکتوب لکھکر معاونت چاہی ایک
جماعت کثیر نے حلال نمکی منظور کرکے اُس سے اتفاق کیا مگر حاکم ملتان مغلطی نام نے اُس مکتوب کے جواب
لکھا کہ مین امیر ملتان ہون اور تو دیپالپور کا حاکم ہے ہم کو بادشاہ دہلی سے مقابلہ کرنا اچھا نہین ہے غازی ملک تغلق
نے بہرام ایبہ کو جو معارف ملتان سے تھا لکھا کہ مغلطی کو درمیان سے دور کرکے وہان کے لشکر کو لیکر ہم سے
ملجاؤ اور بہرام نے جمعیت کرکے مغلطی کو مار ڈالا اور اسباب سفر کے تہیہ مین مستعد ہوا اور ملک یک لکھی حاکم
سمانہ باوجود اس کے دختر خان کی وجہ سے مثلہ ہوا تھا غازی ملک کی تحریر بجنسہ خسروخان کے پاس
بھیجکر کے لئے لشکر غازی ملک پر لشکر لایا اور حملہ اول مین شکست کھا کر سمانہ مین آیا اور چاہا کہ خسروخان کے
پاس جاوے اس درمیان مین وہان کے زمیندارون نے یورش کرکے اُسکے تلوارون سے پرزے پرزے
کیا خسرو خان نے خانخانان اپنے بھائی کو چتر اور دورباش دیا اور یوسف صوفی جس کو صوفی خان خطاب
دیا تھا دونون کو مع اپنے جدائیون کی فوج کثیر کے غازی ملک کے دفع کے واسطے نامزد کیا اور اسی حال مین
ملک بہرام ایبہ اچہ ملتان سے مع لشکر آراستہ آکر غازی ملک سے مل گیا اور سرستی کے حدود مین دونون لشکر
مقابل ہوئے اور صفین آراستہ کین چونکہ غازی ملک اور ہمراہی اُسکے اکثر جرار کار آزمودہ تھے اور خانخانان کافر
نعمت رسوم جنگ اور معرکہ نام و ننگ سے ہرگز واقف نہ تھے غازی ملک کے پہلے حملہ کی تاب نہ لاکر
شکست فاحش پائی اور جو گیرودار رکھتے تھے خاک مذلت پر گرا کر بدبختی کی خاک اپنے اپنے سر پر چھڑکی اور

گھوڑے ہاتھی اور خزانہ تمام چھوڑکر خائب اور خاسر ہوکر خسرو خان سے جاملے اور غازی ملک فتحیابی کے بعد مراسم شکر الٰہی بجالایا اور جو کچھ غنائم اُس کے ہاتھ آئے تھے سپاہ پر تقسیم کیے اور بقوت و شوکت تمام کوچ بر کوچ دہلی کی طرف متوجہ ہوا خسرو خان مضطرب ہوکر دہلی سے نکلا لیکن کچھ نہ کرسکتا تھا پھر پہلو سے حوض علائی میں مضبوط ہوکر حصار کو پس پشت اور باغات کو پیش رو قرار دیکر بیٹھا اور غازی ملک تجمل اور شکوہ سے آتا تھا اور زمانہ اُسکی صفت میں کہتا تھا بیت مسیحا یار و خضرش رہنما و ہمعنان یوسف ؛ فغانی آفتاب من باین اعزاز می آید ؛ اور جب وہ نمک حرام غازی ملک کے آنے سے خبردار ہوا اور دروازہ خزانہ کا کھولکر بعض سپاہیوں کو تین سال اور بعضوں کو چار سال اور بعضے کو ڈھائی سال پیشگی تنخواہ دی اور شاگردوں کو بھی زر خطیر تقسیم کرکے ایک حبہ خزانہ میں نہ چھوڑا اور جواہرات آدمیوں کو بانٹ دیے اور اُس رات کو کہ جسکی صبح کو جنگ ہوگی عین الملک ملتانی اُس سے کنارہ کش ہوکر مندو کی طرف راہی ہوا اور یہ امر خسرو خان کی دل شکستگی کا سبب اور سراسیمگی کا باعث ہوا لیکن باوصف اُسکے صحراے اندرپت میں غازی ملک کے مقابل صف آرا ہوکر حرب میں مشغول ہوا ملک تلبغہ ناگوری اور شایستہ خان کہ دونوں اس بیدولت کے مقدمہ لشکر تھے جنگ رستمانہ کرکے مارے گئے اور خسرو خان زنانہ پن میں مردانگی کو کام فرما کر عصر کے وقت تک جنگ میں مصروف رہا اور آخر کو برادروں کی ایک جماعت کے ساتھ تلپٹ کی طرف بھاگا اور راہ میں وہ جماعت اُسے تنہا چھوڑکر مفرور ہوئی بیت صد یار بود چنان شکستہ نیست ؛ چون کار رفتہ بجان یکے نیست ؛ عاقبت الامر ثروت حشم اور قبل علم خسرو خان کا غازی ملک کے ہاتھ آیا اور خسرو خان اہل رسیدہ بنہایت خوف اور سراسیمگی سے اُس رات کو تنہا ہر مقام میں پھرا آخر ملک شادی کے حظیرہ میں جو اُسکا صاحب قدیم تھا پوشیدہ ہوا اور دوسرے روز اُسے گرفتار کرکے غازی ملک کی خدمت میں حاضر لائے غازی ملک نے فوراً اُسکی گردن ماری اور اُسکا بھائی خانخاناں کہ جو باغ میں پوشیدہ ہوا تھا وہ بھی اپنی سزا کو پہونچا بیت در بزم عشق یکدو قدح درکش و برو ؛ یعنی طمع مدار وصال دوام را ؛ دوسرے دن کہ غرہ شعبان ۷۲۰ سات سو بیس ہجری تھی شہر کے وضیع و شریف نے خدمت میں پہونچکر تہنیت اور مبارکباد دیکر کنجیاں دروازوں کی سپرد کیں غازی ملک سوار ہوکر شہر میں آیا اور جب ہزار ستون میں پہونچا گریہ و زاری کی اور تاسف کرکے مراسم تعزیت سلطان قطب الدین اور اُسکے فرزندان کے بجالایا اُسکے بعد حاضرین سے باواز بلند کہا کہ میں بھی ایک تم میں سے ہوں الحمد للہ میں نے انتقام اپنے ولی نعمت کا اُس کورنمک سے لیا اب ولی نعمت کی نسل سے اگر کوئی وارث ہو لاؤ تو اسے سریر سلطنت پر بٹھا کر ہم سب اُسکی خدمت میں کمر باندھیں اور جو کوئی اُنمیں باقی نہ ہو جسکو تم لائق جانو میں بھی پیرو ہوں اور غنیمت اُسکا حلقہ اطاعت اپنے گوش کروں سب متفق ہوکر کہنے لگے کہ ان دو بادشاہوں کے فرزندوں میں سے کوئی نہیں رہا اور عرصہ سے تو مغل کے مقابلہ میں بیٹھا رہا ہے اور آپ کو سپر تمام اہل ہند کا بنا کر بڑا حق اہل ہند پر ثابت کیا ہے اور اب جو یہ کام اور انتقام اپنے ولی نعمت کا اُسکے دشمنوں سے لیا یہ حق دوسرا ہے کہ خاص و عام پر ثابت کیا اس صورت میں بادشاہی اور اولوالامری کے لائق تیرے سوا دوسرا نہیں ہے یہ کہکر غازی ملک کا ہاتھ پکڑکر تخت پر متمکن کیا اور سلطان غیاث الدین خطاب دیا مدت سلطنت سلطان قطب الدین چار برس اور چار مہینے تھے اور خسرو خان نمک حرام کی حکومت چند روز کم پانچ مہینے تھے۔

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا ۔ مورخین ہندوستان متقدمین اور متاخرین میں سے

کسی نے اصل و نسب تغلق شاہ پر مرقوم قلم تحقیق نہیں کیا ہے اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ جو نورالدین محمد جہانگیر
بادشاہ کے اوائل سلطنت میں سلطان عصر ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے بلدۂ لاہور میں پہونچا تھا وہاں کے بعضے
آدمیوں سے جنھیں تواریخ شاہان ہندوستان کے پڑھنے کی رغبت تھی اور سلاطین ہند کے احوال سے خبردار
تھے استفسار اصل و نسب خاندان تغلق شاہی کیا انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے بھی صریحاً کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہے
لیکن اس ملک میں مشہور ہے کہ ملک تغلق پدر بادشاہ غیاث الدین تغلق بادشاہ غیاث الدین بلبن کے سلک غلامان
ترک میں انتظام رکھتا تھا اور مردم جبت کے ساتھ کہ سرزمین اس ملک کی ہے مصاہرت کر کے اُنسے لڑکی لی اور بادشاہ
غیاث الدین تغلق شاہ اُسی کے بطن سے پیدا ہوا اور ملحقات میں مسطور ہے کہ تغلق اصل میں قتلغ تھا اور قتلغ لفظ ترکی ہے
اور مردم ہند نے استعمال کے وقت قلب کر کے تغلق کیا ہے اور بعضوں نے قتلغ کو قتلو کہا ہے القصہ جب بادشاہ غیاث الدین
تغلق شاہ بعد قتل خسرو خان وغیرہ اپنے ولی نعمت کے قاتلوں کے تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا احوال مملکت جو ویرانی
پر رو لایا تھا اصلاح میں لایا اور مقبول قلوب ہو کر صلاح رعایا اور برایا کی طرف رغبت کی قطعہ برو سند باد
ہمایون درخت * کہ در سایۂ او توان برد رخت * کہ از میوہ آرایش خوان دہد * کہ از سایہ آسایش جان دہد *
اور وہ بادشاہ حکیم و کریم و عاقل و حلیم تھا اور اُس کی طبیعت میں عصمت اور پاکیزگی طبعی تھی اور اوقات خمسہ
نماز کو با جماعت گذارتا تھا اور صبح سے شام تک کچہری میں اجلاس کر کے احوال مردم اور امور مالی و ملکی میں مشغول
ہوتا تھا اور علائی کے بازماندوں کی نسبت نہایت ادب اور حرمت اور عزت سے سلوک کرتا تھا اور ایک جماعت
کو کہ جنھوں نے سلطان قطب الدین کی زوجہ کا قبل انقضائے عدت خسرو خان سے عقد باندھا تھا سزائے اعمال کو پہونچایا
اور ملک فخرالدین جونا کو جو خلف الصدق اُسکا تھا ولیعہد کیا اور عطائے چتر سے اُسکا سر فرقدان پر پہونچایا اور الغخان
خطاب دیا اور علاوہ اسکے اپنے اور چار بیٹوں کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان سے مخاطب
فرمایا اور بہرام ابیہ کو جو اُسکا منھ بولا بھائی تھا کشلو خان خطاب دیکر اقطاع ملتان اور تمام بلاد سندھ تفویض
فرمائے اور ملک اسدالدین بھتیجے اپنے کو باربک اور ملک بہاءالدین بھانجے کو عارض مملکت یعنی بخشی فوج کیا
اور سامانہ اُسکی وجہ جاگیر میں مقرر رکھا اور ملک شادی جو اُسکے داماد کا بھائی تھا دیوان وزارت کی کارفرمائی اُس کے
تعلق کی اور اپنے منھ بولے پسر کو تاتار خان خطاب دیکر ظفرآباد کی جاگیر عنایت فرمائی اور ملک برہان الدین پدر
قتلغخان کو دیوگڈھ کی وزارت اور قاضی صدرالدین کو صدر جہانی دی اور شہر دہلی کی قضا قاضی سماءالدین کو
تفویض کی اور ملک تاج الدین جعفر کو ممالک گجرات کا بخشی فوج کیا اور دیگر اشغال بھی ہر شخص کے فراخور حال
تقسیم ہوئے اور استحقاق اور لیاقت کام کی جب تک کسی شخص میں مشاہدہ نہ کرتا وہ کام ہرگز اُس کے سپرد نہ کرتا اور مردم
قابل اور لائق کو معطل اور بیکار نہ رکھتا اور جس وقت فتحنامہ کسی مقام سے پہونچتا یا کہ خدا کسی شاہزادہ کی قوت میں آتی
یا اُسکے فرزند پیدا ہوتا جمیع صدور اور اکابر و علما و مشائخ اور امرا کو [illegible] انعام عطا فرماتا اور گوشہ نشینوں
اور ستم کشوں کی خبر لیتا اور اُن کے احوال پر لطف کرتا [illegible] پریشانی دیکھتا اُسکا احوال
استفسار کر کے تدارک میں مشغول ہوتا [illegible] سلطنت میں
ہندوستان دیکھنے کی ہوس بھی ہوتی اور عمارت بنانے کی رغبت تمام رکھتا تھا [illegible] تغلق کے سوا اور بھی اُسکے

تعمیرات فرمائین اور مسکرات سے پرہیز کرنا اور نابکاری کی ممانعت مین مبالغہ فرماتا اور وہ سلوک کہ حالت امارت مین ساتھہ اہل بیت اور غلامون اور چاکرون اور فرمانبردارون قدیم کے کرتا تھا بدستور جاری رکھا اور ملوک علائی کو نوازکر مراتب اور جاگیرات انکی مقرر رکھے اور ملک اختیار الدین کو کہ بساتین الانس انکی تصنیف ہے اور مؤلف اس کتاب نے انکو مختصر کیا ہے منصب دبیری عنایت فرمایا اور خواجہ خطیر اور ملک انور جنیدی اور خواجہ مہذب بزرگ کو کہ ہمیشہ بادشاہان سابق کے نزدیک اعتبار رکھتے تھے سرفراز کیا اور ساتھ مواجب اور انعام کے خوش کرکے دربار مین بیٹھنے کی اجازت دی اور قواعد اور ضوابط سلاطین ماضیہ کہ استقامت ملک اور انتظام احوال خلق مین وضع کیے تھے انسے پوچھتا تھا اور پیروی انکی کرتا تھا البتہ ایسے امر سے کہ باعث آزار و محنت خلائق ہو احتراز کرتا اور جس شخص سے قدرے اخلاص معائنہ فرماتا درجہ عالی مین پہونچاتا اور جس کسی سے خدمت شائستہ ظہور مین آتی ساتھ مراحم خسروانہ کے جلد امتیاز بخشتا اور معاملات جہانداری مین ساتھ اعتدال کے کام فرماتا اور افراط اور تفریط سے اجتناب کرتا اور خزانہ علائی جسکو خسرو خان نے اضطرارا در اضطراب مین خلائق پر قسمت کیا تھا کچھ تدبیر اور ترغیب سے اور کچھ شدت و توبیخ سے تحصیل کرکے اسی طرح سے معمور اور مملو کیا اور زر بقایا مطالبات مین تامل کرکے لاکھ سے ہزار اور سو سے دس پر اختصار کرکے وصول کیا اور عاملون کو ہرگز اجازت نہ دی کہ رعایا پر سخت طلبی اور شدت کرین اور دوسرے برس جلوس کے جب لدر دیو حاکم ورنگل نے باج بھیجنے سے انحراف کیا اور ولایت دیوگڈھ بھی بے انتظام ہوئی تھی الغخان کو بعض اعوان و انصار قدیم اپنے سے اور لشکر چندیری اور بداؤن اور مالوہ وغیرہ ہمراہ کرکے شوکت و شاہی کے ساتھ تلنگ کی طرف بھیجا الغخان وہان پہونچکر نہب و غارت مین مشغول ہوا اور لدر دیو نے بھی سرکشی اور تمردی [illegible] عظیم [illegible] کیا [illegible] شدید کیے اور برخلاف گذشتہ کے افواج دہلی کے ساتھ تلاشہائے خوب کرکے نامردیہائے سابق [illegible] کی آخر کو پسپا ہوکر حصار ورنگل مین محصور رہا اور جو قلعہ [illegible] دونون مین بیچ اور دیوار مین قلعہ کی مستحکم کی تھین الغخان کے محاصرہ کرلے [illegible] اظہار [illegible] کرکے [illegible] شجاعت و جلادت ظاہر کرتا اور طرفین کی سپاہ کثرت سے مقتول ہوتی پھر الغخان تیاری دمدمہ اور سرنگ مین مشغول ہوا اور قریب تھا کہ حصار ورنگل فتح ہو [illegible] لدر دیو نے عاجز ہوکر الغخان کے پاس ایلچی بھیجکر مال اور افیال اور جواہر و نفائس دینا قبول کرکے اقرار کیا کہ سنوات آیندہ مین بھی پیشکش ساتھ اسی دستور کے کہ سلطان علاء الدین کو دیتا تھا بھیجتا رہونگا الغخان صلح پر راضی ہوا اور قلعہ کے لینے مین زیادہ تر اہتمام کیا اس عرصہ مین اکثر [illegible] لشکرگاہ مین عفونت اور اس دیار کی آب و ہوا کی ناسازی سے قسم قسم کی بیماریان پیدا ہوئین اور خلق بسیار اور ہاتھی گھوڑے بحساب ضائع ہوئے اور لشکرگاہ کے لوگ خبرین متوحش مشہور کرتے تھے اور سفارت اس حال کے راہ مسدود ہونے کے سبب ایک مہینہ کامل شہر دہلی سے نہ پہونچی اور حال آنکہ ہفتہ مین دو مرتبہ قاصد ڈاک چوکی دہلی سے آتے تھے اور شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کہ اس سرحد مین ہندوستان مین آکر الغخان کی ملازمت مین اوقات بسر کرتے تھے اور کمال تقرب رکھتے تھے بدذاتی سے یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ فوت ہوا اور دہلی مین فتنہ عظیم حادث ہوا ہے اور تخت سلطنت پر دوسرا شخص متمکن ہوا ہے اور آپہی اکثر امرا سے دونون متفق ہوکر ملک تیمور اور ملک گل افغان اور ملک کافور مہردار اور ملک تگین جو امراے عمائد لشکر تھے انکے ڈیرے مین جاکے کہنے لگے کہ احوال دہلی کا اسطرح ہے اور الغخان جو تمھین اکابر ملوک علائی سے اور اپنا شریک ملک جانتا ہے اسنے قرار دیا ہے کہ تم چارون کو گرفتار کرکے قتل کرے یہ لوگ اس بات کے سننے سے مضطرب ہوئے اور لشکر مین ہراس عظیم برپا ہوا اور ہر شخص کے جو دھر سینگ سمائے متفرق ہوا اور الغخان بھی سراسیمہ ہوکر اپنے چند خواصون سے دیوگڈھ کی طرف بھاگا اور اہل حصار نے برآمد ہوکر لشکر کی

سرحد تک تعاقب کیا اور خلق بیشمار مقتول کی اسی حالت مین ڈاک چوکی کہ ان لوگون کی اصطلاح مین الاغ کہتے تھے مع فرمان دہلی سے پہونچے اور بادشاہ کی سلامتی کی خبر منتشر اور متیقن ہوئی الغخان بصحت وعافیت دیوگڈھ مین پہونچا اور لشکر متفرقہ کو پھر فراہم کیا اور ان چارون سردارون کا کہ انہین اتفاق کر کے لشکر سے برآمد ہو کر جدا ہوئے تھے حشم وخدم زائل ہوا اور سامان سلب انکا کفار کے ہاتھ آیا اور ملک تیمور چند آدمیون سے زمینداران تلنگ مین جا کر مر گیا اور ملک تگین کو ہندوان مرہٹ نے قتل کر کے اسکا پوست الغخان کے پاس بھیجا اور ملک کل افغان اور عبید شاعر اور ملک کافور اور دیگر مفسدون کو گرفتار کر کے الغخان کے روبرو لائے الغخان نے انہین مقید کر کے دہلی مین روانہ کیا بادشاہ غیاث الدین نے شہر سیری مین سب کو زندہ درگور کر کے خوش طبعی اصل پر فرمائی اور انکی اولاد واحفاد کو جو دہلی مین گرفتار تھے انہین بھی ہاتھیون سے پامال کیا اور جب الغخان دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دیوگڈھ سے دہلی مین آیا اور اپنے باپ کی ملازمت کی تو چار مہینے کے لیے لشکر گران لیکر دیوگڈھ کے رستے سے ورنگل کی طرف متوجہ ہوا اور شہر بیدر کے قلعہ کو جو تلنگ کی سرحد مین تھا اور ورنگل کے راجہ سے تعلق رکھتا تھا مع بعض قلعون کے کہ تھانے اس مین تھے مسخر اور مفتوح کیا اور اپنے معتمدون کے سپرد کر کے رستون کے ضبط کا ذمہ دار انکو کیا اور خود ورنگل کی طرف راہی ہوا اور مدت قلیل مین جبر اور قہر کا اسے بھی سر کیا اور روز روسے انتقام بہت سے ہندو تہ تیغ کیے اور لدر دیو کو مع اہل وعیال اسیر کر کے مع فیلان اور خزانہ تلنگ ہمراہ بید المخاطب بقدر خان اور خواجہ حاجی نائب عرض ممالک کے مع فتح نامہ دہلی مین روانہ کیا اور اس بشارت پر دہلی مین آئینہ بندی اور محفل جشن برپا ہوئی الغخان نے مملکت تلنگ اپنے امرائے معتبر کے سپرد کر کے ورنگل کا نام سلطانپور رکھا اور خود لبطریق سیر جاجنگر کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کے راجہ سے چالیس زنجیر فیل بہت عمدہ لیکر باپ کی خدمت مین بھیجے اور ورنگل مین جا کر حسب خواہش سامان اور سپاہی اس ولایت کی کر کے مظفر اور منصور باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ۷۲۴ھ سات سو چوبیس ہجری مین عرضیان لکھنوتی اور سنارگانون سے پہونچین کہ امرا اور حکام نے وہان کے دست تطاول دراز کیا ہے اور کوئی طریقہ ظلم وجور کا فروگذاشت نہ کیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے افواج بحر امواج فراہم کی اور الغخان کو اپنا نائب کر کے دہلی مین چھوڑا اور خود بنفس نفیس ہندوستان کی حد شرقی کی طرف نہضت فرمائی اور جب ترہت مین پہونچا سلطان ناصر الدین بن بادشاہ غیاث الدین بلبن جسکی سلامتی نفس کی وجہ سے عہد خلجیہ مین اسکی جاگیرات مین تغیر نہوا تھا اور گوشہ لکھنوتی[1] مین رہتا تھا تغلق شاہ کی تاب مقاومت نہ لایا اور بقضائے الٰہی پر راضی ہو کر ترہت مین جا کر شاہ سے ملازمت کی اور تحف وہدایا سے کثیر پیشکش کیے اور تاتارخان کو سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا منہ بولا فرزند تھا سنارگانون اسکے نامزد ہوا جو وہان کے حاکم بہادر شاہ کو جو امرائے علائی سے تھا اور داعیہ سرکشی رکھتا تھا گرفتار کر کے درگاہ مین لایا تغلق شاہ نے ناصر الدین کو چتر دیکر بدستور سابق لکھنوتی اسکی جاگیر کے واسطے مقرر رکھی بلکہ محافظت سنارگانون اور کنور بنگالہ اس سے رجوع کر کے عازم مراجعت ہوا اور فتوح السلاطین مین وارد ہے کہ مراجعت کے وقت جب راجہ بادشاہ غیاث الدین نے سایہ وصول ترہت مین ڈالا راجہ ترہت ہزیمت کر کے جنگل مین بھاگا اور تغلق شاہ اسکے پیچھے تعاقب مین جنگل کے درون مین در آیا اور خود بنفس نفیس تبر ہاتھ مین لیکر چند درخت قطع کیے آدمیون نے جب حال اسطرح دیکھا خرد وبزرگ درخت قطع کرنے مین مشغول رہے اور تھوڑی فرصت مین ایسا مصفا کیا کہ گویا کبھی وہ گھاس بھی نہ اگی تھی اور بادشاہ دو تین روز کے بعد حصار ترہت مین داخل ہوا دیکھا سات خندق پر آب اس قلعہ کے گرد اگرد تھے اور ایک راہ باریک کے سوا دوسرا

[1] لکھنوتی زمانہ سابق مین ایک شہر آباد تھا جو انتہائے شرقی ملک بنگالہ مین اور بعض لکھتے ہین کہ نام اسے گور کا ہے کی ایک ولایت کا ہے بنگالہ سے ۱۲ غیاث

راستہ بند رکھتا تھا باوجود اسکے بہت ملوکانہ مصروف رکھ کر دو تین ہفتہ مین اُسے مفتوح کیا اور وہان کے راجہ کو
دستگیر کرکے ترہت احمد خان ابن ملک تلبغہ کو دیکر دہلی روانہ ہوا اور جب چند منزل طی کی لشکر پر سبقت کرکے بطریق سرعت
دارالسلطنت کی طرف متوجہ ہوا اور غافل اُس سے کہ اجل اُسکا گریبان پکڑ کے کھینچتی ہی الغخان نے جب سنا کہ باپ
بہت جلد تشریف لاتا ہی تو افغان پور کے قریب ایک قصر تین روز کے عرصہ مین احداث کرکے انجام کو پہونچایا کہ جسوقت باپ
وہان پہونچے شب کو توقف کرے اور صبح کو شہر آراستہ کرکے تمام اسباب سلطنت اور لوازم تجمل مہیا ہو تا شکوہ تمام شہر مین داخل
ہووے جب سلطان وہان پہونچا بسبب احداث عمارت دل مین لا کر وہان نزول کیا اور تغلق آباد مین شادی کا سامان مہیا
کیا اور قبہ لگائے دوسرے دن الغخان اور تمام امرا ال بادشاہ پر بوسہ دینے سے سرفراز ہوئے اور سلطان اسلئے
ایک جماعت کے کہ استقبال کے واسطے آئے تھے اُس قصر مین بیٹھکر طعام کھانے مین مشغول ہوا جب دسترخوان
بڑھایا گیا لوگ سمجھے کہ بادشاہ ابھی وقت سوار ہوگا دست ناشستہ نکل آئے اور الغخان کہ اجل اُس کی نہ پہونچی تھی
وہ بھی اسب وفیل اور تمام پیشکش گذرانے کے واسطے کہ ہمراہ لایا تھا باہر آیا اس درمیان مین اس مکان کی چھت گر پڑی
بادشاہ مع پانچ آدمیون کے اُسکے نیچے دب کر جوار رحمت حق مین پیوستہ ہوا اور بعضی تواریخ مین مسطور ہی کہ جو قبہ نو ساختہ
اور تازہ تھا ہاتھیون کے دوڑنے کے صدمہ سے گر پڑا اور بعض مورخین نے لکھا ہی کہ بنا اس قسم کی عمارت کا کچھ ضرور نہ تھا
ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ الغخان نے قصد باپ کی ہلاکی کا کیا ہوا اور ضیاء برنی جو بادشاہ فیروز کے عصر مین تھا اور بادشاہ
فیروز کو سلطان محمد سے اعتقاد کمال تھا اسکے ملاحظہ سے یہ بات نہ لکھی ہو لیکن ارباب بصیرت کی ضمائر پر پوشیدہ نہو کہ
یہ حکایت عقل سے بہت بعید ہی کسواسطے کہ الغخان اپنے باپ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر تھا یہ کرامت کہان
رکھتا تھا کہ اسکے نکلتے ہی چھت گر پڑی اور سب سے رنگین زیادہ صدر جہان گجراتی کی عبارت ہی جو اس نے اپنی تاریخ
مین لکھی ہی کہ الغخان نے یہ عمارت ساتھ طلسم کے برپا کی تھی جب طلسم ٹوٹا چھت گر پڑی اور حاجی محمد قندھاری نے اپنی
تاریخ مین تحریر کیا ہی کہ جسوقت بادشاہ ہاتھ دھونے مین مشغول تھا بجلی آسمان سے نازل ہوئی اور قصر کی چھت توڑ کر اسکے
سر پر گری چنانچہ یہ روایت برتقدیر وقوع ساتھ صحت کے اقرب دکھائی دیتی ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وکان ذالک
فی شہر ربیع الاول ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری زمان سلطنت سلطان تغلق شاہ چار برس اور چند مہینے تھا اور امیر خسرو کہ
عہد بادشاہ علاء الدین مین ہزار تنکہ پاتا تھا بادشاہ غیاث الدین کے عصر مین معاش کے سبب سے بہت فراغت
رکھتا تھا اور تغلق نامہ کہ نسخہ اُسکا کمیاب ہی اُس کے نام نامی مین لکھا

ذکر سلطنت سلطان اعظم سلطان محمد تغلق شاہ کا

سلطان اعظم نے بعد وفات پدر رسوم عزا تین روز قائم رکھا آخر تعزیت ساتھ خوشی کے
اور محنت ساتھ عیش کے مبدل ہوئی اور جہان نے جوانی از سر نو حاصل کی اور اعظم شاہ نے امراے بزرگ کے اتفاق
سے بجاے پدر سریر فرماندہی پر قدم رکھا اور اپنا نام سلطان محمد شاہ رکھا چالیس روز کے بعد ساعت سعید اختیار کرکے تغلق آباد
سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شہر مین خوشی کے نقارہ بجوائے اور آئینہ بندی ہوئی اور کوچے اور بازار آراستہ کیے اور
قرص زر سرخ و سفید ہاتھیون پر لاد کر سلطان کی سواری کے آگے اور پیچھے کوچہ و بازار اور کوٹھون پر بمقدور لٹاتے تھے کہ
اکثر فقراے دہلی اس روز سے گدائی سے مستغنی ہوگئے اور بقیۃ العمر فراغت بسر کی اور وہ بادشاہ [illegible]
کہ ہفت اقلیم کی زمین میرے زیر نگین ہو اور میرا حکم جن و پری پر نافذ ہووے اور ربع مسکون پر [illegible]

رکھے اور اگر اسلام مورد ثی مانع نہوتا دعوی انا ربکم الاعلی کرتا ایسا غنی تھا کہ فقیر کو خزانہ دیتا اور اسکو بھی حقیر جانتا یعنی مین نے
اسے کچھ نہ دیا اور بخشش مدت العمری حاتم و معن کی عطاے کمترین ایک روزہ اسکی تھی اور بذل و ایثار کے وقت غنی اور
فقیر آشنا اور بیگانہ اسکی نظر ہمت مین یکسان دکھلائی دیتے تھے تتار خان کو کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے ستارگانون کا والی
کیا تھا اور برادر خوانده اسکا ہوتا تھا اسکو بہرام خان خطاب دیکر ایک روز مین سو زنجیر فیل اور ہزار گھوڑے اور ایک
کروڑ اشرفی اور چتر و دور باش مرحمت فرمایا اور ولایت بنگالا اور ستارگانون اسکے تفویض کی اور نہایت تعظیم و تکریم سے
اس طرف روانہ کیا اور ملک سنجر بدخشانی کو اسی لاکھ روپیہ اور ملک الملوک عماد الدین کو ستر لاکھ تنگا و مولانا عضد الدین
اپنے استاد کو چالیس ہزار تنگا ایک روز مین بخشے اور مولانا ناصر الدین کامی کو جو ملک الندما تھا ہر سال لاکھ تنگا دیتا تھا
اور ملک غازی کو جو بزرگ زادہ اور فاضل و دانشمند و خوش طبع اور شاعر تھا ہر سال لاکھ تنگہ دیتا تھا اور غزنین کے قاضی کو
بھی اسقدر مرحمت فرماتا تھا کہ کسی کے حوصلہ مین نسماوے اور جیسا کہ نظام الدین احمد بخشی نے تحقیق کیا کہ اس تنگہ سے
مراد نقرہ ہے اور کچھ مس بھی اسمین شریک تھا اور اس ایک تنگے کے سولہ مس بل یعنی تانبے کے پیسے دیتے تھے اور اسکی بادشاہی
مین اول سے آخر تک عطا اور کبیرا اور اہل ہنر اور کشتی شکستہ اسکے عواطف اور مراحم کی امیدمین عراق اور خراسان اور
ماوراء النہر اور ترکستان اور عربستان سے ہندوستان مین آتے تھے اور اس سے زیادہ تر کہ تصور کرتے تھے مورد انعام
اور نوازش ہوتے تھے اور زنان بیوہ اور مفلسون اور ضعیفون کو جو اطراف و اکناف سے اسکی خدمت مین حاضر ہوتے
تھے زر نقد دیتا تھا اور جو شخص وطن کی طرف میل کرتا تھا وظائف مقرر کرتا اور تقریر فصیح و شیرین کلامی مین بے نظیر تھا اور
مکاتبات اور مراسلات عربیہ و فارسیہ قلم برداشتہ اور بدیہہ بولتا و لکھتا تھا کہ منشیان عطارد رقم اسمین حیران
رہتے تھے اور ایسا خوشنویس اور خطاط تھا کہ استاد اسے پسند اور قبول کرتے تھے اور اختراع صفو البطہ جہانداری
مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور جودت فہم اور حدت ذہن مین علم انشا زبلند کرتا تھا اور بدیہہ سیاقہ معانی اور رد ذائل شخص کے
حکم کرتا اور قبل تکلم متکلم کے اسکے مافی الضمیر سے مطلع ہوتا اور علم تواریخ کا ماہر تھا اور قوت حافظہ اسدرجہ رکھتا تھا کہ
مدت العمر مین جو کچھ ایکبار سنتا فراموش نکرتا حکایات اور داستان شاہنامہ اور قصہ ابومسلم و امیر حمزہ حفظ رکھتا اور جمیع علوم
معقول خصوص علم طب اور حکمت اور نجوم اور ریاضی اور منطق مین مہارت تمام رکھتا تھا اور بیماران کا معالجہ کرتا اور تشخیص
مرض وغیرہ مین اطباے عصر سے بحث طالب علما نہ کرتا اور الزام دیتا اور ایام شاہی مین بھی اکثر اوقات صرف منقولات
و فلاسفہ مین کرتا اور سعد منطقی اور عبید شاعر اور نجم الدین انتشار اور مولانا علیم الدین شیرازی اور دیگر علماے حکیم طبیعت
سے ہم صحبت ہو کر کتب متقدمین کے حرف درمیان مین لاتا اور یہ عبید بعبید شاعر مشہور ہے اور اس کی نہایت بدعقیدہ
ہزال اور شاعر بیباک اور ارکانی تھا اور سلطان ساتھ نقلیات کے چندان صفائی نہ رکھتا تھا اور فقہا اور
ارباب منقول کو اسکی مجلس مین چندان راہ نہ تھی اور نقلیات سے جو کچھ تطبیق اسکے ساتھ عقلیات کی متصور ہوتی
تصدیق کرتا تھا اور شعر فارسی نہایت خوب کہتا اور قدما کے شعر بخوبی تمام سمجھتا اور شجاعت مین بھی اپنا شبیہ و نظیر
نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ ہمت والانہمت اسکی اسمین مصروف تھی کہ ایک ولایت تازہ متبضہ تصرف مین لاوے اور اسی سبب
اکثر ایام شاہی اسکے لشکر کشی مین گذرتے اور اس بادشاہ کو عجائب مخلوقات سے نشان دیتے ہین کسواسطے کہ جامع ضدین تھا
اور اسے یہ بھی تمنا تھی کہ سلطنت حضرت سلیمان کے مانند باصدار احکام شرعی اور ملکی کرے اور بھی پیروی دین محمدی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترکے پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا اور نوافل اور مستحبات میں قیام کرکے کوئی مسکر نکھاتا اور زنا اور لواطت یعنی لونڈہ بازی اور جمیع چیزوں سے کہ اسم حرمت اسپر جاری ہو دوسے پرہیز کرتا لیکن فہر و سیاست اور خونریزی ناحق اور تشدد بیجا ور تعذیب بندگان خدا میں بیباک تھا اور اس بارہ میں شرع اور عقل کے خلاف کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ جہان کو خلق خدا سے خالی کرے اور کوئی صفتہ ایسا نہوتا تھا کہ موحدان اور مشائخ اور سادات وصوفی و قلندر اور نویسندہ اور لشکریوں پر سیاست نفرماتا اور خونریزی نکرتا اور اوائل جلوس میں اپنے امراء اور ملوک اور اعوان کو موافق اور شفق تھے حلی قدر مراتب سرایک کو انقاب اور جاگیرین مقرر کین اور ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو اپنی طرف سے باربک کا نائب کیا اور ملک بیدار خلجی کو قدرخان خطاب دیا چونکہ شاہ ناصر الدین فوت ہوا تھا لکھنوتی کی جاگیرات مرحمت فرمائی اور تتلغخان کو کہ اس سے قرآن شریف اور بعض کتب فارسیہ پڑھی تھیں اور خط کی بھی مشق اس سے کی تھی شغل دارالانشائی رکھا اور ملک مقبول کو لقب عماد الملکی سے سرفراز کرکے وزیر الممالک کیا اور احمد ایاز کو خواجہ جہان خطاب دیکر گجرات کا سپہ سالار کیا اور ملک مقبل کو خانجہان خطاب دیکر گجرات کا وزیر کیا اور محمد ابن تتلغخان کو الپ خان خطاب عنایت فرمایا اور ممالک گجرات سے جاگیر دی اور ملک شہاب الدین کو ملک افتخار خطاب دیکر نوساری اسکی جاگیر مقرر کی اور ابتدائے سلطنت مین کہ ہنوز امور مملکت نے مضبوطی تمام پیدا نہ کی تھی کرترمشیرین خان بن داؤد خان حاکم الوس چغتائی کہ شجاعت رستم اور عدالت کسریٰ اسکی ذات مین جمع تھی اور بادشاہ مسلمانوں کا تھا مع افواج افزون از قطرات باران اور برگ درختان لیکر ہندوستان کی تسخیر کا عازم ہوا اور سنہ ۷۲۷ سات سو ستائیس ہجری مین اس مملکت مین داخل ہوا اور لمغان اور ملتان در دہلی تک بعض کو تاخت و تاراج کیا اور بعض پر بقول و قسم متصرف ہوا اور میان دہلی کو لشکر گاہ اپنا بنایا اور سلطان محمد تغلق شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صرفہ نہ دیکھکر راہ عجز و انکسار اختیار کی اور ایک اہل اعتبار سے بغیر کرکے نقود اور جواہر اسقدر کرترمشیرین خان کی سبب تسلی خاطر ہو پیشکش کیا اور ساتھ اس کے عرض و ناموس مملکت اپنی مول لیکر ایسا کیا کرترمشیرین خان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا لیکن گجرات کی طرف جاکر اس ولایت کو سرراہ تھی نہب و غارت کیا اور مال ایک عالم کا ہاتھ مین لایا اور بندے بہت لیکر سندھ اور ملتان کے راستہ سے سالماً غانماً اپنے وطن کی طرف مراجعت کی اور ضیاء برنی نے زمانہ کے ملاحظہ سے اس واقعہ کو اپنی تاریخ مین مرقوم نہ کیا اور بادشاہ محمد تغلق شاہ اسکے بعد لشکر کی ترتیب اور ضبط ملک کی فکر مین ہوا اور ولایت دور دست اندو صور سمند اور معبر اور کمپلہ اور دور سمند ل اور لکھنوتی اور چٹگانو اور سنار گانو اور مواضع قریب دہلی کو مضبوط کیا اور ولایت کرناٹک طول اور عرض دریائے عمان کے ساحل تک تصرف مین کی چنانچہ بعض علاقہ کہ شامل ممالک محروسہ سے ہو گئے اور بعضون کے راجہ متعہد خراج ہوکر سال بسال واصل خزانہ کرتے تھے اور کسی مفسد اور سرکش کو یہ قدرت نہ تھی کہ یہ درم مال دیوانی سے بطریق اخفا یا تمرد نگاہ رکھے اور تمام مقدم اور راجہ اور زمیندار ممالک محروسہ اسکی خدمت کا زین پوش اپنے دوش پر لیکر مال واجب سرکار ادا کرتے تھے اور بمقدار اموال اطراف سے اسے پہونچتا تھا کہ باوجود کثرت بذل سلطان محمد کے کسی وجہ سے خزانہ مین کمی ظاہر نہوتی تھی لیکن اواسط اور اواخر سلطانی مین باوصف ایسی مضبوطی کے ایسا تزلزل واقع ہوا کہ گجرات کے سوا دیگر بلاد مذکورہ سے کوئی اس کے تصرف مین

نہ رہا اور باعث انحراف ملک و دولت چند چیزین تھین اول خراج درمیان دواب کے زیادہ کرنا دوسرے سکہ تلبنے اور کاسے کا بجاے نقرہ رواج دینا تیسرے تین لاکھ اور ستر ہزار سوار خراسان اور ماوراءالنہر کے عزم تسخیر مین ترتیب کرنا اور خزانہ علائی صرف کرنا چوتھے ایک لاکھ سوار آراستہ کرنا اور ہمراہ اپنے بھانجے خسرو ملک کے کوہ قراچل کی طرف کہ اُسے ہماچل بھی کہتے ہین بھیجنا پانچوین اہل اسلام اور کفار کا افراط سے قتل کرنا لیکن زیادتی خراج کی حکایت یون ہی کہ بعض امور ولمین تصور کرکے خراج مملکت میان دواب ایک روپیہ کی جگہ تگنا چوگنا مقرر کیا پس یہ امر استیصال برایا اور تمرد رعایا کا سبب ہوا کار زراعت و کشتکاری معطل رہا اور امساک باران بھی دو تین برس تک ساتھ اس حالت کے ہمقرین ہوا اور قحط عظیم دہلی مین پڑا چنانچہ اکثر مقامات خراب اور ویران ہوے اور جمعیت مختل ہونے سے کار بادشاہی مین خلل عظیم واقع ہوا اور قصہ زر مس کا یہ ہی کہ جو سلطان چاہتا تھا کہ سکندر کے مانند اقالیم سبعہ کو مسخر کرے لیکن حشم و خزانہ اُن ساتھ اسکے وفا نکرتا تھا پس یہ مقصود حاصل کرنے کے لیے سکہ مس پیدا کیا اور فرمایا جیسا کہ مملکت چین مین زر چاو رائج ہی ہندوستان مین بھی زر مس کو دارالضرب مین سکہ مارین اور بجاے تنگہ سرخ و سفید کے رواج دیوین اور خرید و فروخت مین معمول کھین اور چاو کاغذ کا پارچہ تھا کہ نام و لقب شاہان چین کا اُسپر نقش کرتے تھے اور خلق اس دیار کی بجاے تنگہ طلا و نقرہ صرف کرتی تھی لیکن اس معاملہ نے ہند مین صورت نہ باندھی ہندوان ممالک کے بہت زیادہ تانبا دارالضرب مین لاتے تھے اور سکہ مارکر لاکھون اور کرورون بہم پہونچاتے تھے اور اسلحہ اور اسلحہ خرید کرکے اطراف مین بھیجتے تھے اور تنگہاے زر و نقرہ کے عوض بیچتے تھے اور زرگرون نے بھی سکہ بادشاہی کی تقلید کرکے اپنے مکانون مین سکے گڑھے اسواسطے چند عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ یہ حکم ممالک دوردست کے حکام نے قبول نہ کیا اور تمرد و سرتابی کی پھر رفتہ رفتہ نوبت پہونچی کہ تختگاہ اور مواضع قریبہ مین بھی سکہ مس درجہ اعتبار سے گرا اور بادشاہ اس حال کے مشاہدہ سے اپنے حکم سے نادم ہوا جو چارہ رکھتا تھا حکم کیا کہ جو شخص سکہ مس رکھتا ہو خزانہ مین داخل کرے اور اُسکے عوض سونا اور چاندی لیوے کہ شاید اس تقریب سے تنگہ مس اعتبار قبول کرے اور داد و ستد مین رواج بہم پہونچاوے لیکن خلق نے تنگہ ہاے مس کو سنگ و کلوخ کے مانند اپنے کانون مین ڈالا تھا خزانہ مین لاکر اُسکے عوض مین تنگہ ہاے زر و نقرہ لے گئے اس تقریب سے خزانہ خالی ہوا تنگہ مسی اسی طور بے رواج رہا اور سلطنت مین فتور عظیم پیدا ہوا اور اندیشہ باطل تسخیر ربع مسکون مین سپاہ بہت نگاہ رکھنے سے ایسا ہوا کہ جب امیر نوروز داماد ترمشیرین خان جو بادشاہ زادہ چغتائی تھا بہت امراے ہزارہ اور صدہ سے اپنے ہمراہ لیکر ہندوستان مین آیا اور سلطان محمد شاہ کی نوکری اختیار کی اور عراق اور خراسان کے شاہزادے اور امرا اور رؤسا بھی ملازمت مین پہونچے انھون نے تسخیر ایران اور فتح توران بسہولت تمام ظاہر کی ہر آئینہ سلطان محمد عزیمت جہانگیری کرکے ان لوگون کو کہ اُس طرف سے آتے تھے تالیف قلوب کرکے نگاہ رکھتا تھا اور زر دیتا تھا اور سرحدون کی حفاظت کے لیے جس قدر سپاہ کی ضرورت تھی اُن کے علاوہ تین لاکھ اور ستر ہزار سوار نگاہ رکھے اور گھوڑے داغ کیے پہلے سال سوا جب اُنکا خزانہ سے وصول ہوا جب فرصت نہوئی کہ اُس لشکر کو کام مین لاکر مملکت تازہ تسخیر کرے تاکہ تنخواہ فوج وہان سے پہونچے یا کوئی ایسی غنیمت ہاتھ آوے کہ سپاہ کی تسلی ہووے ہر آئینہ خزانہ خالی ہوا دوسرے سال لشکر متفرق ہوا اور بیرونقی تمام کار بادشاہی مین ظاہر ہوئی اور اندیشہ بھیجنے لشکر کا کوہ ہماچل مین بیان ہی کہ سلطان کو فکر تسخیر ولایت چین و ہماچل جو ولایت چین و ہند کے درمیان مین واقع ہی ہوئی چنانچہ ۷۳۸ھ سات سو اڑتیس مین امراے نامدار اور سرداران آزمودہ کار اور لاکھ سوار کار آمدنی اپنے

ساتھ خسرو ملک کے ہمراہ کرکے رخصت فرمایا کہ اول کوہستان ہماچل اپنے تصرف مین لاوین اور جس مقام مین ضرور جانین قلعہ باندھکر اور لشکر چھوڑ کر آگے بڑھین اور سرحد چین مین پہونچکر اس سرحد مین ایک قلعہ نہایت رفیع اور مستحکم بناکر کے اقامت کرین اور ولایت ہماچل کا انتظام بخوبی تمام کرکے عرضداشت درگاہ سلطانی مین ارسال کرین اور جب حضور سے دوسرا لشکر کمک کو پہونچے تبدریج یعنی آہستہ آہستہ آگے بڑھکر چین کے لینے کے درپے ہووین ہرچند ارکان دولت نے کنایۃً اور تصریحاً عرض کیا کہ یہ فکر مناسب نہین ہے اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ بادشاہان ہندوستان ایک گز زمین اس ممالکت اپنے تصرف مین لائے ہوں اُسنے قبول نہ کیا اور جو خسرو ملک اور امراے بیچارہ اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتے تھے روانہ ہوئے اور کوہستان مذکور مین داخل ہوے اور جابجا بے مناسب مین قلعے تعمیر کیے اور ایک جماعت سوار و پیادہ مقرر کرکے آگے بڑھے اور جب بہت کوہ ہاے ہماچل سے طے کرکے حوالی شہر طے سرحد چین مین پہونچے اور شوکت وعظمت شاہ چین کی مشاہدہ کی اور محکمی حصار اور راہ ہاے دشوار گذار اور نایابی علف کا اپنے دل مین خیال کیا خوف وہراس اُنکے دلون پر ایسا مستولی ہوا کہ عازم مراجعت ہوئے اور اسواسطے کہ ایام برسات پہونچا تھا اکثر راہین جن سے گئے تھے زیر آب ہوکر معدوم ہوئی تھین اور رستہ برآمد ہونے کا معلوم نہ تھا اون کو دیکھکر سراسیمہ چلتے تھے مردم کوہستانی فرصت پاکر مسلمانون کے قتل مین مشغول ہوئے اور آثار قحط ظاہر کیا پھر ایک ہفتہ کے بعد اہل اسلام بہزار مشقت ایک صحراے وسیع مین پہونچے جو اس مقام ہولناک کو طے کرچکے تھے استراحت کے واسطے وہان توقف کیا قضارا اُس شب کو باران عظیم برسا لشکرگاہ کے دور کو اسطرح پانی نے گھیرا کہ گھوڑے اور آدمی پھرنے سے متعذر ہوئے خسرو ملک اور تمام آدمی دس پندرہ روز مین آذوقہ اور قوت لایموت کی نایابی سے ہلاک ہوئے اور ایک جماعت کہ اس لشکر سے کچھ فاصلہ پر فروکش ہوئی تھی ہندوستان کی طرف راہی ہوئی اور ہماچل کے باشندے اس قضیہ سے مطلع ہوکر کشتیون پر سوار ہو گئے اور اُس مقام مین جاکر امتعہ اور اسلحہ وافر لوٹ کر مستغنی ہوئے اور وہ لوگ کہ سرراہ پاسبانی کے واسطے خسرو ملک نے چھوڑے تھے اُنھین ایسا قتل کیا کہ اُنمین سے ایک متنفس نہ بچا اور تھوڑے لوگ جو بہزار مشقت بچ کے سلامت پھرے وہ بھی سلطان محمد شاہ کی تیغ قہر مین گرفتار ہوئے چونکہ قصد سفاکی بادشاہ اور قتل کرنا سپاہ ورعیت کا ضمن واقعات سابق ولاحق سے واضح ہوتا ہے اسواسطے ذکر اُسکا علیحدہ نہ کرکے داستان دہلی کے شکستہ ہونیکی تحریر کرتا ہے وہ یون تھی کہ بہاءالدین سلطان محمد شاہ کا پھپیرا بھائی المخاطب بگرشاسپ جو امراے کبار سے تھا اور ولایت ساگر کہ جملہ ممالک دکن سے ہے جاگیر رکھتا تھا مہمات سلطنت کی بے رونقی دیکھکر خودسری کے اندیشے مین پڑا اور استحکام قلعہ ساگر اور کثرت خیل اور لشکر پر مغرور ہوکر سر اطاعت سے پھیرا اور اکثر امراے دکن کو اپنا یار کرکے تمام معمورۂ دکن کو اپنے قبضہ مین لایا اور نہایت قوت پکڑی چنانچہ اکثر امرا کہ ساتھ اُسکے متفق ہوئے تھے تاب مقاومت نہ لاکر ذلیل وخوار ہوکر بھاگے اور سندوا اور شادی آباد مین جاکر دم لیا اور جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خواجہ جہان کو مع چند امراے پاے تخت اور تمامی لشکر گجرات اُسکے دفع کے واسطے مامور کیا اور خواجہ جہان جب دیوگڈھ مین پہونچا گرشاسپ نے بھی لشکر آراستہ کرکے اُسکا سامنا کیا دیوگڈھ مین طرفین سے آتش کارزار افروختہ ہوئی جو اثناے جنگ مین خضر بہرام کے امراے کلان گرشاسپ سے تھا اس سے روگردان ہوکر خواجہ جہان سے جا ملا ایک فتور عظیم نے اسپر راہ پائی اور خواجہ جہان قوی ہوا گرشاسپ نے توقف مناسب نہ دیکھا ایکبارگی میدان جنگ سے منہ پھیرا اور ایسا بھاگا کہ ساگر تک کسی مقام مین نہ ٹھہرا اور

[illegible] ۱۲

چند روز کے بعد لشکر منصور کے تعاقب سے وہان بھی توقف میسر نہوا اپنے اہل و عیال لیکر کنبیلہ مین کہ ممالک کرناٹک سے ہے
اور وہان کا راجہ اُسکا دوست اور محب تھا پناہ لیگیا اور اس عرصہ مین بادشاہ بھی دہلی سے دولت آباد مین آیا خواجہ جہان
کو مع لشکر گران ولایت کنبیلہ پر تعین کیا خواجہ جہان نے دو مرتبہ گرشاسپ سے شکست پائی لیکن اسکے بعد جو کہ لشکر تازہ مجدداً
دیوگڑھ سے اُسکی مدد کو پہونچا تیسری مرتبہ غالب آیا راے کنبیلہ کو دستگیر کیا اور گرشاسپ بلال دیو کے مسکن کی طرف بھاگا
بلال دیو لشکر اسلام کے تعاقب سے مضطر ہوا اور گرشاسپ کو گرفتار کرکے خواجہ جہان کے پاس بھیجا اور آپ کو دولتخواہان
سلطانی سے شمار کیا خواجہ جہان نے گرشاسپ کو مقید کرکے درگاہ سلطان مین روانہ کیا سلطان نے اسکا پوست کھچوا کر
بھُس بھروایا اور شہر مین تشہیر کرکے منادی کروائی بیت ہر آنکو بتابد سر از شہریار * سزائش ہمین است انجام کار * نشست
مین سلطان کی راے نے یہ تقاضا کیا کہ بہت سے ممالک میرے علم آسمان ساے کے زیر سایہ آئے ہین ایسے ملک مین دار الملک
مقرر کرنا چاہیے کہ جہان اطراف مملکت سے پہونچنا اخبار خیر و شر اور صلاح و فساد کا ممالک محروسہ کا سہل الوصول ہو
اور جو کسی دیار مین ایک حادثہ پیدا ہو یا کسی مدت مین کوئی مرض پیش آوے جلد تر اُس کے تدارک اور علاج مین اقدام
ہو سکے غرضکہ دانایان درگاہ نے جو عرض و طول اقلیم ہند سے خبر رکھتے تھے شہر اُجین تختگاہ کے واسطے پسند کیا اور
عرض کی کہ جو باعتبار طول و عرض وسط ہند مین واقع ہے بکمال حیثیت کثیری ہے اسواسطے اسے بنا دار الملک بنایا تھا
اور بعض مرحوم حضور نے سلطان کے دل کا عندیہ سمجھ کر عرض کی کہ دیوگڈھ ہند کے وسط مین واقع ہے بادشاہ یہ
امر خدا سے چاہتا تھا ہمسایگی دشمنان قوی مثل شاہ ایران و توران اور دوسرے امور سے غافل مطلق ہوکر حکم دیا
کہ دہلی کو جو رشک مصر تھی اُجاڑ کر وہان کی خلقت صغیر و کبیر ذکر و غیر ذکر مونث اور مذکر کوچ کروا کر دیوگڈھ مین لاوین
اور آباد کرین اور اکثر لوگون کو زاد راہ اور قیمت مکان خزانہ سے دوا اور ہر منزل مین مابین دولت آباد و دہلی کے ایک
سرا بنیاد کراؤ اور اُسکے راستہ مین دو رویہ اشجار سایہ دار لگا تو مسافرین آرام سے آمد و شد کرین اور شہر دیوگڈھ کا
دولت آباد نام رکھا اور عمارات عالیہ کی بنیاد ڈالی اور قلعہ دیوگڈھ کے گرداگرد خندق کھدوائے اور دولت آباد
بالاگھاٹ اور بلورہ کے قریب باغات اور حوضہاے بزرگ یعنی تالاب بنوائے اور جب اس تغیر و تبدل نے رواج پایا اور رعایا
کے حال پر راہ پائی جہات ملکی مین تفرقہ عظیم واقع ہوا اور خواجہ حسن دہلوی اُسوقت دولت آباد مین تھا کہ آیہ کریمہ الذی
لم یخلق مثلہا فی البلاد اسکی شان مین وارد ہے فوت ہوکر وہان مدفون ہوا اور دولت آباد فیض بخشی اور خوشی ہوا مین کچھ
نقص نہین رکھتا تھا مگر ان مین فقط یہی عیب تھا کہ ایران اور توران سے دور تھا اور اسکے بعد کہ بادشاہ گرشاسپ کی طرف سے
مطمئن ہوا اور خورد و بزرگ دہلی کے بر آمد ہوکر دولت آباد مین ساکن ہوئے پھر دولت آباد سے نہضت کرکے قلعہ کندیانہ
کی تسخیر مین جو جنیر کے اطراف مین واقع ہے متوجہ ہوا اور ناگ نایک نے جو کولیون کا سردار تھا مدافعت کے واسطے بہم کر کے
جنگہاے مردانہ اور حرب رستمانہ کی اور آخر مین اُس حصین کی بنا زمین و آسمان سے تھی اور وہ قلعہ ایک کوہ رفیع کی چوٹی
پر واقع ہے اور استواری مین ساختہ فلک البروج کے دم برابری کا مارتا ہے اور کمند اوہام حکام صاحب اقتدار اُسکے کنگرہ تک
پہونچنے سے الٹا رہ جاتا ہے اور سلطان آٹھ مہینے تک گرد اس قلعہ کے مقیم رہا اور ساباط بنائے اور مغربی نصب کرنے مین سعی
بلیغ اور جہد موفور پیش پہونچائی ناگ نایک نے مضطرب اور بیحواس ہوکر امان طلب کی اور قلعہ سپرد کرکے امراے بزرگ مین منتظم
ہوا اور بادشاہ نے مظفر و منصور ہوکر دولت آباد مین نزول اقبال و رحلول جلال فرمایا اور زمانہ سابقہ متبدل کر دیا

اس درمیان مین لاہور سے خبر پہونچی کہ ملک بہرام ابیہ حاکم ملتان لشکر خصومت کا بجاکر مملکت پنجاب کو تاخت و تاراج
کرتا ہوا اور جمعیت عظیم بہم پہونچاکر ملک گیری کا دعوی رکھتا ہو اور بیان واقعہ کا یون ہو کہ سلطان محمد نے جب دولت آباد
کو ہا سے تحت اپنا بنایا اور جمیع امرا و منصب داروں کو فرامین بھیجے کہ اپنے زن و فرزند دولت آباد مین بھیجکر سکان تیار
کرو اسواسطے علی نام ایک محصل بہرام ابیہ کے بال بچے لانے کو ملتان کی طرف گیا اور جسطرح کہ رسم محصلون کی ہو درشتی ہنر کی
اور کلام موحش قسم تہدید اور وعید سے مذکور کیے اور داماد بہرام ابیہ کا ایک روز اپنے مکان سے برآمد ہوکر متوجہ ہوا تھا
بہرام ابیہ کا تھا کہ علی محصل نے اُسکے پاس پہونچکر کہا کسواسطے اپنے بال بچون کو دولت آباد مین نہین بھیجتے ہو شاید تم
اپنے خیال حرامزادگی کا رکھتے ہو اُسنے کہا حرامزادہ کسے کہتا ہو کہا کہ وہ جو مکان مین بیٹھا ہو اور حکم بادشاہی کی
تعمیل نہین کرتا ہو آخر اس مقدمہ مین ردوبدل درمیان اُنکے اسقدر ہوئی کہ نوبت ساتھ اس انتہا کے پہونچی کہ علی نے
موے سر بہرام ابیہ کے داماد کے پکڑے اور کئی گھونسے رسید کیے اور اُس نے کسی نہ کسی طرح سے اپنے بال
اُس کے ہاتھ سے چھڑائے اور علی یعنی محصل مذکور کو زمین پر دے مارا اور اُسکے ایک سپاہی نے اسکے اشارہ کے موافق
اُسکا سر تن سے جدا کر کے شہر مین پھرایا بہرام ابیہ جب اس سانحہ سے آگاہ ہوا سلطان محمد تغلق شاہ کے خوف قہر و غضب سے
بغاوت اور طغیان کے سوا چارہ نہ دیکھا بادشاہ نے اس فساد کا دفع منحصر اپنی توجہ پر جانکر دولت آباد سے نہضت فرمائی
اور لشکر فراہم کر کے ملتان گیا اور بہرام ابیہ بھی ایک لشکر مور و ملخ سے زیادہ جمع کر کے بادشاہ کے مقابل صف آرا ہوا اور حرب
صعب کے بعد کہ خلق بیشمار دونون طرف سے ہلاک ہوئی ہزیمت شامل حال اُسکا فرنعمت کے ہوئی بادشاہ منظفر ہوا اور چاہا
کہ ملتان کو قتل عام کرے شیخ رکن الدین سلطان کے دیکھنے کو آئے لوگون کی شفاعت کی سلطان نے اُنکی شفاعت کے موافق
ملتانیون کے قتل سے درگذرا اور قوام الملک نامے کو وہاں کی حکومت پر منصوب کیا اور یہ جماعت بہرام ابیہ کے لشکر
مین نامزد ہوئی تھی سر اُسکا جدا کر کے ملتان مین لائی پھر بادشاہ نے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور جو لوگ اطراف کے کہ
ساتھ تکلیف کے دولت آباد مین ساکن ہوئے تھے پراگندہ ہوگئے بادشاہ دو برس تہان رہا اور ہمت دولت آباد
کی تعمیر پر مصروف فرمائی اور اپنی والدہ مخدومہ جہان کو مع سائر حرم اور سپاہ کے دولت آباد مین روانہ کیا اور ایک
آدمی دہلی کو جو وہان کی آب و ہوا کے خوگر تھے اپنے ساتھ نکالا سب کو دولت آباد بھیجا اور دہلی اسطرح سے ویران
ہوئی کہ آواز کسی متنفس کی گیدڑ اور لومڑی اور جانور صحرائی کے سوا کان مین نہ پہونچتی تھی اور ان سنوات مین جوال
و جہات دواب کا بشدت طلب کیا جاتا تھا وہان کی رعایا اور مفسدون نے آگ اپنے مکانون اور کھلیانون مین لگاکر
اور مواشی اپنے لیکر جنگلون اور پہاڑون مین داخل ہونے بادشاہ نے فرمایا کہ صاحب دیار اور حکام وہان کے قتل و غارت مین
دراز کرکے جس کسی کو پاوین تیغ بیدریغ سے ہلاک کرین یا زندہ درگور کرین اس سبب سے ولایت درمیان دو آب کے خراب
اور ویران ہوئی متردد مین خوف اور نا ایمنی کے سبب تردد سے باز رہے لشکری کہ زن و فرزند اُنکے دولت آباد مین آباد ہوئے تھے
حیران و سرگردان تھے الغرض ایسا کام ابتداے آفرینش سے اُسکے عہد تک کسی جہاندار نے نہ کیا تھا اور سب سے طرفہ یہ کہ بادشاہ خود بہم
شکار باہر گیا اور ہزار ہا رعایا کو ہلاک اور غارت کرکے حکم دیا کہ اُنکے سر قلعہ کے کنگرون پر آویزان کرو اہلکار حسب الحکم عمل مین لاتے اور
اسی طرح سے قنوج مین جاکر وہانسے صوبہ تک ایک عالم کا عام قتل کیا اسوقت مین ایک نوکران قدرخان سے کہ اسے ملک فخرالدین
کہتے تھے بعد فوت بہرام خان کے بنگالہ مین بغاوت پر کمر باندھی تھی قدرخان کو قتل کرکے لکھنوتی کے خزانون پر متصرف ہوا اور

لکھنوتی اور ستارگانون اور سنگام کو اپنے قبض و دخل مین لایا اور بادشاہ ابتک قنوج کے قتل و غارت سے فارغ ہوا تھا کہ معبر سے خبر پہونچی کہ سید حسن پدر سید ابراہیم خریطہ دار معبر مین باغی ہوا اور وہانکے امرا کو قتل کر کے اس ولایت پر متصرف ہوا ہے سلطان نے فخر الدین کے معاملہ کو موقوف رکھکر شہر مین آکر ابراہیم خریطہ دار اقربا ے سید حسن کو گرفتار کر کے قید کیا اور لشکر ترتیب دیکر سنہ ۷۴۲ھ سات سو بیالیس ہجری مین معبر کی طرف نہضت فرمائی اور دیوگڈھ مین پہونچتے ہی وہان کے عمال اور مزارع سے سخت طلبی فرمائی جیسا کہ ان مین کے اکثر نے شدت مطالبات سے جان دی چنانچہ اس ولایت مین بھی اضافہ گران رکھکر محصل تیز اور تند مقرر کیے اور اسکے بعد خواجہ جہان کو دہلی کی طرف بھیجکر خود بقصد دفع فتنہ سید حسن تلنگ کے راستہ سے معبر کی سمت روانہ ہوا جب ورنکل مین پہونچا وہان دس دن سے وبا عالمگیر پھیلی اکثر آدمی اس مرض مین مبتلا ہوگئے اور چند سردار نامی نے وفات پائی اور سلطان بھی بیمار ہوا ملک نائب و عماد الملک وزیر کو وہان چھوڑکر خود دولت آباد کی طرف علم معاودت کا بلند کیا جسوقت کہ حوالی قصبہ بیر مین پہونچا درد دندان مین پیدا ہوا ایک دانت اسکا گر پڑا اور اسی مقام مین دفن کر کے ایک گنبد اسپر تیار کیا چنانچہ ابتک وہ گنبد موجود ہے اور ساتھ گنبد دندان سلطان تغلق کے شہرت رکھتا ہے اور بادشاہ جب پٹن مین پہونچا چند روز وہان اپنے معالجہ مین مشغول ہوا اور شہاب سلطان کو نصرت خان خطاب دیکر ولایت بیدر اسکے حوالہ کی اور جاگیرات اس نواح کی بتعداد کرور تنکہ مقاطعہ اس کو دیا اور دولت آباد اور ولایت مرہٹ قتلغخان استاد کے تفویض فرمائی اور چونکہ حرف حرامخواری شاہو سے افغان مذکور تھا پھر بحالت مرض پالکی مین سوار ہو کے دہلی کی طرف عازم ہوا اور حکم دیا کہ باشندگان دہلی سے جو شخص کہ دولت آباد مین ساکن ہے اگر چاہے یہان آوے وگرنہ دولت آباد مین استقامت کرے پس اکثر بسبب ہمراہی بادشاہ کے دولت آباد سے دہلی مین آئے اور ایک جماعت ولایت مرہٹ مین سکونت پذیر ہوئی پھر سلطان وہانسے روانہ ہوا تمام ولایت مالوہ اور سب قصبات جو دہلی کے راستہ مین تھے امساک باران نے قحط کے سبب خراب اور پریشان دیکھا اور تمام ڈاک چوکی کے پیادے تھانون سے برخاستہ پائے اور جب دہلی مین پہونچا اُسے بھی خراب دیکھا اور قحط اس نہایت کو پہونچا کہ سیر بھر غلہ سترہ درم کو میسر ہوتا تھا اور اکثر مویشی اور مردم ہلاک ہوتے تھے بادشاہ نے بعد از خرابی بصرہ واسطے آبادانی ولایت اور تکثیر زراعت کے توجہ کر کے چند روز ترک سیاست کی اور خلق کو خزانہ سے زر دیکر کھودنے چاہ اور کشت اور زراعت کی تحریص کی لیکن خلائق از بسکہ خراب اور مضطر تھی جو کچھ بطور تقاوی پایا تھا کچھ اپنے ماکولات مین صرف کیا اور کچھ چاہ و زراعت مین صرف کیا لیکن بسبب امساک باران کے کنوئین کا پانی مفید نہوا اور اکثر خلق ساتھ سیاست کے پہونچی اس درمیان مین شاہو سے افغان نے طبل مخالفت علانیہ ملتان مین بجایا اور بہزاد نائب ملتان کو قتل کیا قوام الملک کو ملتان سے دہلی کی طرف بھگایا اور بادشاہ نے دہلی سے سامان لشکر درست کر کے ملتان کی سمت نہضت فرمائی ایک منزل مسافت قطع نہ کی تھی کہ والدہ اسکی مخدومہ جہان کہ لقب امام والدنیا تمام خاندان تغلق شاہیہ ساتھ اسکے وابستہ تھا دہلی مین برحمت حق واصل ہوئی سلطان محزون اور ملول ہوا اور حکم دیا تو الیان سلطنت نے شہر مین اس مرحومہ کی روح پر فتوح کے واسطے طعام اور صدقات دیے اور خود روانہ ہوا جب ملتان کے قریب پہونچا شاہو سے افغان نے عریضہ مشتمل بر عذر مستدعی اپنی بازگشت کے بھیجا اور خود ملتان چھوڑکر افغانستان مین گیا بادشاہ راہ سے معاودت کر کے دہلی مین آیا اور دہلی مین قحط اس مرتبہ تھا کہ آدمی آدمی کو کھاتا تھا سلطان نے پھر دوبیہ

خزانہ عامرہ سے دیا تو کنوئین کھودین اور کشتکاری مین مشغول ہون لیکن لوگ پریشانی اور بے سامانی اور کمی باران
کے سبب سے تقصیر اور اہمال کرتے تھے اور بہاسنہ مین پہونچتے تھے اُسوقت مین ایک گروہ مندہران اور چوہان
اور میانے وبہسنیان کہ ولایت منام اور سمانہ مین تھے تمرد کرکے جنگلون عظیم مین در آئے اور مکانات بنواکر مقیم ہوئے
اور ہاتھ مالگذاری سے کھینچے بادشاہ نے بمرافقت انکے لشکر کھینچکر مکانات اُنکے کہ اصطلاح ہند مین مندل کہتے ہین
منہدم کیے اور اُنکی جمعیتون کو پریشان کیا اور اُنکے سردارون کو ہمراہ لاکر شہر مین جگہ دی اور ۷۴۲ سات سو بیالیس
ہجری مین ملک چندر کہ سردار کہکران کا تھا اُسنے علم مخالفت بلند کرکے حاکم لاہور یعنی ملک تاتارخان کو قتل کیا سلطان نے
خواجہ جہان کو اسکے دفع کے واسطے بھیجا اُسنے کہکران کو مخذول اور منکوب کیا اور جو دلمین بادشاہ کے متمکن ہوا تھا کہ سلطنت
بے اجازت خلفاء عباسی جائز نہین ہی ہمیشہ اس اندیشہ مین تھا کہ اجازت حاصل کرے اس درمیان مین سنا کہ حکام مصر نے
واسطے ایک مصلحت کے دودمان عباسی سے کسی کو سریر خلافت پر بٹھایا ہی پس اُسیوقت باتفاق کمال الملک غائبانہ بیعت
ساتھ اس خلیفہ کے کرکے بجاے اسم اپنے نام خلیفہ سکہ مین درج کیا اور شہر مین نماز جمعہ اور عیدین منع کی اور دو تین مہینے
اوقات عریضہ لکھنے مین صرف کرکے مرسول رکھا اور ۷۴۴ سات سو چوالیس ہجری مین حاجی سعید حرمزی ہمراہ ایلچی بادشاہ اُنکے
فرمان حکومت اور خلعت خلافت لایا بادشاہ نے جمیع امرا اور علما اور مشائخ ہمراہ لیکر قریب پانچ چھ کوس استقبال
کرکے فرمان خلیفہ سر پر رکھا اور بوسے حاجی سعید حرمزی کے قدمون پر دیکر چند قدم پیادہ اُسکے جلو مین گیا اور شہر مین
قبے آویزان کیے اور زر بخطبہ فرمان پر نثار کیا اور نماز جمعہ اور عیدین کی ادا کے واسطے کہ موقوف کی تھی اجازت دی اور خطبہ
بنام خلیفہ پڑھکر اسامی بادشاہان دہلی کو جو خلیفہ سے اذن نرکھتے تھے خطبہ سے موقوف کیا اور نام اپنا کا طراز جامہاے زربفت
مین اور شرفات عمارات نام خلیفہ ثبت فرماکر ایک عریضہ مطول مشتمل تواضع بے اندازہ بخط خود تحریر کیا اور ایک گوہر
نفیس کہ مثل اُسکا خزانے مین نہ تھا خلیفہ کے واسطے جدا کیا اور حاجی رجب رقیع کی معیت سے مصر مین روانہ کیا اور
ملک کبیر سردار جامدار کو حسن اخلاق اور شجاعت اور تقوی اور عبادت مین نظیر رکھتا تھا اور اُس سے مقرب تر
کوئی نہ تھا داخل پیشکش کرکے ملازمت خلیفہ مین لایا اور ملک نے قبول خطاب کیا اور عریضہ اُسکے متضمن اقرار عبودیت
خلیفہ مصحوب حاجی رجب رقیع کے مرسول کیا اُسوقت کشنا نایک پسر لدردیو نے نواحی ورنکل مین رہتا تھا چپکے بلال دیو
کے پاس جو راے عظیم الشان کرناٹک کا تھا جاکر کہا کہ مسلمان لوگ دیار تلنگ اور کرناٹک مین داخل ہوتے اور عزیمت
رکھتے ہین کہ ہمین ایکبارگی مستاصل کرین اس بارہ مین ایک فکر چاہیے کرنا بلال دیو نے جمیع اعیان مملکت کو حاضر کرکے
مشورہ طلب کیا اور بعد تفکر اور امعان نظر کے قرار پایا کہ بلال دیو جمیع ممالک اپنے کو عقب چھوڑکر خود سرحد راہ سپاہ
اسلام مین تختگاہ بناوے اور معبر اور دہورسمند اور کنبیلہ کو مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کرے اور کشنا نایک
صرف ہمت کرکے ورنکل کو بھی کہ اس ایام مین فرصت ہی حوزہ دیوان دہلی سے بیوے اور بلال دیو نے کوہستان
اپنی سرحد کے جانب مین ایک شہر نام اپنے فرزند بیجن راے کے بنا کیا کہ مشہور بیجن نگر ہوا اور رفتہ رفتہ
کثرت استعمال سے بیجانگر ہوا اور پیادے اور سوار بہت ہمراہ کشنا نایک کرکے پہلے ورنکل پر قابض ہوا اور
ملک عماد الملک وزیر بہاگ کر دولت آباد مین آیا بعدہ بلال دیو نے کشنا نایک کو کمک دیکر دو طرف سے ایلان معبر
اور دہورسمند کو جو قدیم الایام سے باج گذار حاکم کرناٹک تھے مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور فتنہ خوابیدہ

ہر طرف سے بیدار ہوا ممالک دور دست مین گجرات اور دیوگڈھ کے سوا بادشاہ دہلی کے تصرف مین نہ رہا بادشاہ اس
سبب سے نہایت پریشان ہو کر خلق پر سیاست فرماتا تھا اور خلائق سیاست بادشاہ کی سننے سے متنفر زیادہ تر ہوتی
یہ امر سبب زیادتی فتنہ و فساد ہوا اور جو بسبب امساک باران کے فائدہ سعی و کوشش بادشاہ کا زراعت کے بارہ مین
مترتب ہونا تھا ناچار حکم کیا کہ دروازے شہر کے کھول دو اور جن لوگون کو کہ زجر و توبیخ سے شہر مین نگاہ رکھا ہے
رہا کر دین جو کہ زندہ رہے تھے مع زن و فرزند گرتے پڑتے بنگالہ کی طرف دوڑے بادشاہ بھی قحط سے لاعلاج ہو کر
شہر سے برآمد ہوا اور پٹیالی اور کنپیلہ کو طے کر کے آب گنگ کے ساحل پر اقامت کی اور فرمایا تو آدمی وہان چھاونی تیار کرین
اور چھاونی کی تیاری کے بعد اس موضع کا سرگدواری (نام مقام ۱۲) نام رکھا اور کڑہ اور اودھ سے غلہ وہان پہونچتا تھا اور شہر کی نسبت
وہان ارزانی حاصل ہوئی اور عین الملک جو جاگیر ظفر آباد و اودھ رکھتا تھا اور اپنے بھائیون کے ہمراہ وہان رہتا تھا
ہمیشہ غلہ اور آذوقہ اور اقمشہ اور سائر مایحتاج سرگدواری مین متواتر ارسال کرتا تھا چنانچہ اس عرصہ مین کہ بادشاہ
وہان رہتا تھا نقد و جنس سے بمقدار آٹھ لاکھ تنگہ خدمت سلطان مین ارسال کیے اور سلطان کو اسکی نسبت اعتقاد تمام پیدا
ہوا اور اسکی حسن کفایت پر تحسین و آفرین کی اور انھین ایام مین کہ بادشاہ سرگدواری مین تھا چار فساد و حادثہ ہوئے
اور جلد ساکن ہوئے اول فساد نظام مائین کا کڑہ مین ظاہر ہوا اور وہ ایک مرد بنگی اور یاوہ گو اور ہرزہ کار تھا
اس جہت سے عہدہ مقاطعہ سے برنہ آیا اور سنہ ۷۴۵ھ سات سو پینتالیس ہجری مین باغی ہو کر اپنے تئین سلطان علاء الدین
مشہور کر کے چتر سر پر لیا لیکن قبل اسکے کہ سلطان اسکے دفع مین متوجہ ہووے عین الملک نے مع اپنے بھائیون کے اسپر
لشکر کھینچکر اسکو دستگیر کیا اور سر اسکا کاٹ کر بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور شیخ زادہ نظامی کہ سلطان کی بہن کی لڑکی
اسکو بیاہی تھی اُدھر نامزد ہوا اس نے ایک جماعت کو کہ اس فساد مین شریک نظام مائین تھی دستیاب کر کے جزا
اور سزا مین پہونچایا اور دوسرا فساد جو اس سال دکن مین حادث ہوا وہ یہ ہے کہ نصرت خان نے تمام ولایت بیدر
کو کرور تنکہ پر ٹھیکہ لیا تھا جب اُسکی ادائی سے عہدہ برانہ ہو سکا باغی ہو کر قلعہ بیدر مین متحصن ہوا قتلغخان دیوگڈھ
سے نامزد ہوا اور دوسرے امرا بھی دہلی سے اس کی کمک کے واسطے تعین ہوئے اور قتلغخان نے قلعہ بیدر کو محاصرہ
کر کے قول و قرار سے اس کو قلعہ سے برآوردہ کر کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجا ابھی ایک مہینا اس واقعہ سے
نہ گذرا تھا کہ علی شاہ بھانجا ظفر خان علائی جو امیران صدہ سے تھا اور دولت آباد سے واسطے تحصیل مال واجب
سلطانی کے گلبرگہ کی طرف گیا تھا جب اس حدود کو عمال سے خالی دیکھا اپنے بھائیون کو کہ ایک اُن مین حسن
کانکوی تھا اکٹھا جمع کیا اور سنہ ۷۴۶ھ سات سو چھیالیس ہجری مین بہرن ضابط گلبرگہ کو جو نوکران معتمد سلطان سے
تھا غدر کر کے ہلاک کیا اور مال و متاع اور سلب و سامان اسکا غارت کر کے بیدر مین گیا اور نائب غیبت بیدر کو بھی
قتل کر کے اُس ولایت کو بھی اپنے تصرف مین لایا اور سلطان نے اس مرتبہ بھی لشکر مالوہ کو قتلغخان کی کمک کے واسطے
بھیجکر اُس کے دفع کو مامور کیا اور جب قتلغخان بیدر کے اطراف مین پہونچا علی شاہ استقبال کر کے جنگ مین مصروف ہوا
پھر شکست کھا کر قلعہ بیدر مین پناہ لی اور قتلغخان نے قول دیکر اُسے مع بھائیون قلعہ سے برآوردہ کیا
اور سرگدواری مین سلطان کی خدمت مین حاضر لایا سلطان نے علی شاہ اور اسکے بھائیون کو اخراج کر کے
غزنین بھیجا اور جب وہ خوف گرفتنی بحکم غزنین سے پھر آئے اُسی وقت قتل ہوئے اور جیسا کہ گذرا ابھی بادشاہ کو عین الملک کی

بجا آوری خدمات مستحسن اور پسندیدہ تھیں مقام عنایت میں ہو کر چاہا کہ اُسے مع تحصیل اور نواحی دولت آباد میں بھیجکر ورنگل کی بھی مہم ساتھ اُسکے رجوع کرے اور قتلغخان کو حضور میں طلب فرما وے عین الملک آپکو دست توہم میں سپرد کر کے فکر ہاے دور دراز میں پڑا اور اپنے دل میں اندیشہ کیا کہ قتلغخان اُستاد جسنے تمام مملکت دکن کو بوجہ احسن ضبط کیا اور حسن سلوک سے رعیت محدود کو مطیع اور منقاد کیا ہے بے تقریب اُسے دکن سے عزل کرنا اور مجھے بجاے اُسکے اس طرف بھیجنا معنی نہیں رکھتا ہے البتہ ارادہ اور مقصد بادشاہ کا یہ ہے کہ ساتھ اس طریق کے میرے تئین اس جا و سے اُٹھا کر کے ضائع کرے اتفاقاً اُس درمیان میں ایک جماعت نوشتہ گان ساختہ خیانت کے منسوب ہوئی تھی اور بادشاہ نے حکم اُنکے قتل کا نافذ کیا تھا وے اُنھوں نے بہ بہانہ گرانی دہلی سے برآمد ہو کر اودھ اور ظفرآباد میں جا کر اپنے تئین عین الملک کی حمایت میں ڈالا تھا اور وہ خاطر سلطان کو اس سبب سے اپنے اوپر متغیر پاتا تھا چنانچہ اسوقت میں سواے تمرد اور عصیان کے چارہ نہ دیکھا علم بغاوت کا بلند کیا اور بحسب ظاہر بموجب حکم سلطان لشکر اور اپنے بھائیوں کو اودھ اور ظفرآباد سے بلایا اور یہ بھی راستہ میں تھے کہ عین الملک ایک شب کو سرگدواری سے برآمد ہو کر لشکر اور بھائیوں سے جا ملا اور اس جلدی میں اُسکے بھائی علم جبارت بلند کر کے مع چار ہزار سوار سرگدواری کے اطراف میں آئے اور تمام ہاتھی اور گھوڑے سلطان کے جو صحرا میں چرتے تھے اپنے لشکرگاہ میں ہانک لے گئے بادشاہ نے سراسیمہ ہو کر لشکر امروہہ اور سامانہ اور کول اور برن کو طلب کیا اور خواجہ جہان نے بھی آپکو مع لشکر دہلی خدمت میں پہونچایا بادشاہ نے افواج آراستہ کیں اور عین الملک اور اُسکے بھائیوں نے آب گنگ پر عبور کیا اور بادشاہ کے مقابل آئے بخیال اسکے کہ جو خلائق بادشاہ سے متنفر ہے شاید ہماری شریک ہو غرضکہ دوسرے دن اپنی فوج کو ترتیب دیکر صحراے قنوج میں پیدا ہوا سلطان اُنکی جرأت سے غضب میں آیا اور چاہا کہ اُنھیں علف سیوف خون آشام کرے خود سوار ہوا اور عین الملک اور اُسکے بھائی نے یہ خبر سنتے ہی دست و پا گم کیے اور کچھ دیر کے بعد راہ فرار پائی اور عین الملک زندہ دستگیر ہوا اور شہر اللہ اُسکا بھائی مجروح آب گنگ میں غرق ہوا اور اُسکا دوسرا بھائی معرکہ میں مارا گیا اور تھوڑے مع اسپ سلاح پانی میں ڈوب گئے اور وہ نیم جان کہ آب گنگ سے اپنے تئین ساحل تک لیگئے تھے گراس اور مواس کے ہاتھ ہلاک ہوے سلطان نے فرمایا کہ عین الملک کی ذات میں کچھ شرارت نہیں ہے لوگوں نے اسے اسپر آمادہ کیا تھا پھر اُسے اپنے روبرو طلب کیا اور گھوڑا اور خلعت ہاے بزرگ دیکر اُسے سرفراز فرمایا پھر بادشاہ وہانسے بہرائچ کی طرف متوجہ ہوا اور وہان جا کر عمارت قبر سالار مسعود غازی کی جو سلطان محمود غزنوی کے اقارب سے تھے اور سلطان محمود غزنوی کی اولاد کے عہد میں یعنی ۵۵۷ھ پانسو ستاون ہجری میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے تیار کروائی اور زر کثیر وہانکے مجاوروں اور فقرا کو عنایت فرمایا اور خواجہ جہان کو بہرائچ سے آگے بھیجا تو راستہ لکھنوتی کا لیوے اور بقیۃ السیف عین الملک کو لکھنوتی جانے سے روکے اور مردم دیگر جو دہلی سے بسبب قحط یا بادشاہ کے خوف سیاست سے اودھ اور ظفرآباد میں جا کر ساکن ہوئے ہیں اپنے وطنوں میں روانہ کرے اور بادشاہ خود بہرائچ سے دہلی میں آیا اور خواجہ جہان بھی اُس مہم سے کہ حوالے اُسکے ہوئی تھی خاطر جمع کر کے خدمت میں حاضر ہوا اسکے بعد حاجی رجب شیخ الشیوخ مصری مع فرمان نیابت اور خلعت خاص اور لواے امیر المومنین بادشاہ کے روبرو آئے چنانچہ بادشاہ نے مع امرا اور اکابر استقبال کیا جب نزدیک پہونچا پیادہ ہوا اور فرمان خلیفہ سر پر رکھکر دروازہ سے اندرون قصر تک پیادہ گیا اور مصحف اور حدیث کی کتاب مشارق مع فرمان خلیفہ ہمیشہ اپنے روبرو رکھکر بنام خلیفہ آدمیوں سے بیعت لیتا تھا اور جو حکم بادشاہ سے صادر ہوتا تھا خلیفہ سے منسوب کرتا تھا اور کہتا تھا امیر المومنین نے یہ حکم نافذ فرمایا ہے اور چند روز کے بعد

شیخ الشیوخ مصری کو انعام و اکرام بہت دیکر رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور مال اور جواہر فراوان خلیفہ کی خدمت
میں ارسال کیا اور اسی وقت مخدوم زادہ بغدادی کہ ظاہرا خاندان عباسی سے تھا ہند میں آیا بادشاہ نے قصبہ پالم تک
استقبال کیا اور دو لاکھ تنکہ اور ایک پرگنہ اور کوشک سیری اور تمام محصول زمین و حل حصار اور باغات اسکے انعام
میں مقرر فرمایا اور جسوقت کہ مخدوم زادہ عزم ملاقات کرتا بادشاہ تخت سے اُترکر چند قدم استقبال کو جاتا اور اُسے
اپنے پہلو میں تخت پر متمکن کرتا اور موءدب اُس کے روبرو بیٹھتا اور ان دنوں میں واضح ہوا کہ ولایت مرہٹ اور دولت آباد
قتلغخان کے کارندوں کے ظلم وستم سے خراب ہوئی اور محصول دکن دس حصہ سے ایک حصہ پہونچا ہر آئینہ بادشاہ نے
باتیں معلل بغرض کو باور کرکے قتلغخان کو کہ عدالت اور حسن سلوک میں عدیل اور نظیر اپنا نرکھتا تھا دکن سے طلب
فرمایا اور حکم دیا کہ قتلغخان کا بھائی مولانا نظام الدین المخاطب بعالم الملک کہ بروچ میں رہتا تھا دولت آباد کی طرف
جاکر عمال کے پہونچنے تک ضبط مملکت اور ترتیب امور اور اصلاح معاملات کرتا رہے اور قتلغخان اُن دنوں حوض کی
تیاری میں مشغول تھا جو اس زمانہ میں ساختہ حوض قتلو کے بتبدیل حسین ابو مشہور ہے اور انتمام اُس حوض کا اُسکے
حوالہ کیا اور خزانہ بادشاہی جو کہ خود جمع کیا تھا اور خوف راہ کے اندیشہ سے دہلی میں لیجانا ناممکن تھا قلعہ دھارا گڑھ
میں نگاہ رکھا اور بسرعت تمام دہلی کی طرف روانہ ہوا اور دھارا گڑھ عبارت حصار بالاے کوہ سے ہے اور دامن میں
اس پہاڑ کے ایک ضلع سے پیوستہ حصار گچ اور سنگ سے کھینچا ہے اور قلعہ دولت آباد مراد اُس قلعہ سے ہے کہ کوہ پر کھینچا
گیا ہے اور بادشاہ نے قتلغخان کے بعد پہونچنے کے دہلی میں اپنے تئیں فرمان خلیفہ عباسی کے وصول سے مستحق بادشاہی جانکر
مجدداً باستقلال تمام کاروبار و امور ملکی میں غور کیا اور مملکت دکن جو کچھ اُسکے تصرف میں تھی چار شق کرکے چار شقدار کے حوالہ کی اور
عماد الملک سرتیز بادشاہی کو کہ بسیار شجاع اور عاقل اور مدبر تھا سپہ سالار دکن کیا اور سرور الملک اور یوسف بغرا کو کہ امراے
کبار سے تھے ہمراہ کرکے دولت آباد میں روانہ فرمایا اور خاصات دکن کے ساتھ مساحت کروڑ تنکہ سفید کے مقاطعہ کرکے اُنکے
ذمہ کیے اور حکم کیا کہ معاملات میں ساتھ عالم الملک کے مشورہ کرتے رہیں لیکن رعایاے دکن تغیر قتلغخان اور بیچاری شقداران
سے مضطرب ہوکر بعضوں نے جلاے وطن کیا اور بعضوں نے تمرد کا طریقہ اختیار کیا اور اُس ولایت میں خرابی ٹری ایسے ہی
عزیز خمار کو جو ارازل سے تھا مالوہ کی حکومت پر بھیجا اور رخصت کے وقت فرمایا سنا ہے میں نے کہ جو فساد اُس ولایت میں پیدا ہوتا
ہے باعث اُسکے امیران صدہ اُس مملکت کے ہوتے ہیں چاہیے کہ ہر کسی کے وہم میں کہ جو اُنمیں سے مفسد ہو تو تقصیر نکرے بیخبر
بادشاہ بعد فراغ مہم دکن اور مالوہ کے سرگدواری کی طرف آیا اور آبادانی مملکت و تکثیر زراعت میں کوشش کی اور اس بارہ
میں اختراع چند وضع کیے اور اختراع کو اسلوب نادر رکھا اور اُسکا نام آئین تحکم علیحدہ وضع کیا ہو مشہور
کے ہوا اور جملہ مخترعات اُسکے سے یہ تھا کہ تیس کوس سے تیس کوس مسافت کو دائرہ فرض کرکے ساتھ ایک شقدار کے رجوع کیا کہ
جسقدر زمین اُس مسافت میں ہے اگر نامزروعہ ہو مزروعہ کرے اور اگر مزروعہ ہووے تو اُسے اعلی مرتبہ کو پہونچے اور
قریب سو شقدار کے اس کام کے واسطے منصوب ہوئے پس بعضے کہ گرسنہ اور مضطر تھے اور بعضے نہایت حرص و طمع سے
نظر ساتھ انجام کار کے نہیں ڈالتے تھے زراعت کے متکفل ہوئے تھے اور مبالغ بطور تقاوی اور انعام لیتے تھے اور اُس کو
اپنے حوائج ضروری میں صرف کرلیتے تھے اور منتظر سیاست بادشاہی بیٹھے تھے اور دو برس کے عرصہ میں ستر لاکھ تنکہ خزانہ
سے اس کام میں صرف ہوگئے اگر سلطان محمد تغلق شاہ سے زندہ رہتا تو ایک شخص بھی اس کام کے مفسدوں میں سے قتل ہونے سے

زندہ نہ چھوڑتا اور اس بادشاہ کے عہد مین دو مرتبہ امساک باران ہوا اور ہر مرتبہ قریب تین سال کے آدمیون نے
اوقات ساتھ عسرت کے بسر کی پھر عزیز خمار دھار کی طرف پہونچا اور کار ملکی مین مشغول ہوا ایک دن بتقریب ضیافت امیران
صدہ کو عیارت یونربانی سے ہمرہ طلب کیا اور قریب ہشتر نفر امیر صدہ کو اوس مجلس مین بطور غدر کے قتل کیا اور ملاحظہ اسکا
نہ کیا کہ امیران صدہ دکن اور گجرات وغیرہ متوہم ہو کر مقام فساد مین ہونگے اور عریضہ بادشاہ کی خدمت مین لکھا کر خانہ زاد نے ایک
خدمت نمایان کی ہے بادشاہ نے اسکو دولتخواہی بزرگ تصور کر کے گھوڑا اور خلعت مع تحسین نامہ واسطے اسکے بھیجکر فرمایا کہ ہر
امرا سے بزرگ تحسین نامہ عزیز خمار کو لکھکر رخصت اسے عمدہ اور خلعت فاخرہ بھیجین اور خود بہوس تربیت اراذل جو کہ
فرمودہ اسکے سے تجاوز نکرین مصروف ہوا چند شخص جو اسافل روزگار سے تھے انکو اپنے قریب مین اختصاص بخشکر مدارج اور
مراتب انکے اکثر امرا سے بلند تر کیے منجملہ ان کے بخیان مطرب بچہ کو ولایت گجرات اور ملتان اور بداؤن تفویض فرمائی
اور ایک باغبان کو جو سفلہ ترین مردم سے تھا عہدہ دیوان وزارت پر منصوب فرمایا اور فیروز حجام اور منکائی بھٹیارے ولد
باغبان اور شیخ بابو بے باپ جولاہہ بچہ کو اپنے قرب مین ممتاز کر کے جاگیرین اور نظامتین بزرگ حوالہ فرمائین اور مقبل
نام غلام احمد ایاز کو کہ صورت و معنے مین حقیر ترین اسکے غلامون سے تھا گجرات کی وزارت تفویض کی اور ان دو بیتون کے
مضمون سے غافل ہوا نظم مہر ناکسان برافراشتن ۔ وز ایشان امید بہی داشتن ۔ سر رشتہ خویش گم کردن است ۔ بجیب
اندرون مار پروردنست ۔ اور سبب اراذل کی پرورش کا یہ تھا کہ جو بادشاہ دربارہ قتل رعایا وغیرہ احکام بیجا دیتا تھا اور
امرا سے دانا اور عاقل جانتے تھے کہ صلاح بادشاہی اسمین نہین ہر حکم سے پھیر کر ساتھ تغافل کے گذرانتے تھے بادشاہ کے دل
مین نقش اسکا جاگزین ہوتا تھا کہ جو آدمی اصیل و نجیب ہین انکے دل مین میری کچھ قدر اور میرے قول کا کچھ اعتبار نہین ہے
ایسی جماعت کو بزرگ کرنا چاہیے جو اراذل اور لئام سے ہووین القصہ جب عمل شنیع عزیز خمار کا غلغلہ اور بادشاہ کی تحسین
کا طنطنہ اطراف و جوانب مین پہونچا جہان کہین امیر صدہ تھے اپنے تئین فراہم کر کے منتظر وقت اور فرصت کے بیٹھے اس درمیان
مین ملک مقبل جسنے خطاب خان جہانی اور وزارت گجرات پائی تھی مع خزانہ اور گھوڑون خاص سواری کے جو گجرات مین جمع
کیے تھے دبوی اور برودہ سے دہلی آتا تھا اس حدود کے میران صدہ نے اسکو تمام تاراج کیا خان جہان پلٹ کر نہروالہ کی سمت گیا
بادشاہ یہ خبر سنکر غضبناک ہوا گجرات کی روانگی کا ارادہ کیا اور قتلغخان نے ضیاء برنی کے ہاتھ جو مؤلف تاریخ فیروزشاہی
کا ہے پیغام کیا کہ فساد امیران صدہ دبوی اور برودہ کا اس قبیل سے نہین ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اسکے دفع کے واسطے
نہضت فرماوے اور حضرت کے اقبال دولت سے دعا گو کو بھی اسقدر استعداد اور لشکر ہے کہ تسکین اس فساد کا کرے اور
بادشاہ بنفس خود کی نہضت سے احتمال ہے کہ اور بھی فساد پیدا ہون بادشاہ نے اسکی التماس قبول نفرمائی فوج کی تیاری کا حکم
نافذ کیا ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو نیابتہ مع خان جہان اور ملک کبیر کے دہلی مین چھوڑا اور خود سنہ سات سو اڑتالیس
ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور قصبہ سلطان پور مین کہ پندرہ کوس شہر سے ہے نزول فرمایا تا لشکر جمع ہووے اور اس درمیان
مین عریضہ عزیز خمار کا پہونچا کہ جو امیران صدہ بیوفا اور پروردہ فتنہ انگیزی کا ہین اور دہوی اس سے بہت قریب تھا شہر دھارا
کی توجہ کو آراستہ کر کے انکے دفع کے واسطے روانہ ہوا سلطان نے اندیشناک ہو کر فرمایا کہ عزیز خمار ناکردہ کار ہے
اور طریقہ حرب کا نہین جانتا ہے عجب نہین کہ مارا جاوے بعد اسکے خبر پہونچی کہ جب عزیز خمار باغیون کے مقابل ہوا ۲
بدحواس ہو کر گھوڑے سے گرا باغیون نے اسے گرفتار کر کے بدترین عذاب سے ہلاک کیا بادشاہ بھی سلطانپور سے روانہ ہوا ۲۰.

اثنائے راہ میں ایک دن ضیاء برنی سے کہا اگرچہ لوگ کہتے ہیں کہ اکثر فساد بادشاہ کی کثرت سیاست سے حادث ہوتے ہیں
اور میں ہرگز سیاست کو ترک نکرونگا اسکے بعد فرمایا کہ تو کتب خواندہ ہے بتا کہ بادشاہوں کو سیاست کس کس مقام میں مناسب
ہے عرض کی کہ تاریخ کسروی میں مذکور ہے کہ بادشاہ کو سات محل میں سیاست لازم ہوا اول وہ شخص کہ دین حق سے پھرے اسپر
سیاست لازم آوے دوسرے وہ کہ عمداً خون ناحق کرے تیسرے وہ کہ مرد زن دار ساتھ عورت شوہردار کے زنا کرے چوتھے وہ
کہ ساتھ سلطان کے اندیشہ غدر کا کرے پانچویں وہ کہ باغی فساد ہووے اور بادشاہ ساتھ فتنہ کے کرے چھٹے وہ کہ اہل رعایا سے
ہووے اور ساتھ باغیوں کے موافقت کرے اور زر اور اسلحہ رسانی میں معاونت کرے ساتویں وہ کہ بادشاہ کا حکم خوار رکھے اور کسیطرح
سے فرمانبرداری نکرے پھر پوچھا کہ ان سیاستوں میں کتنی قسم حدیث شریف کے موافق ہیں عرض کی ان سیاست ہفتگانہ میں تین
مقام پر حدیث وارد ہے اور وہ یہ ہے ارتداد اور قتل مسلم اور زنائے محصنہ اور باقی سیاست صلاح ملک کے واسطے مخصوص بادشاہوں
کو ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ زمانہ سابق میں خلائق راست کردار اور صدق گفتار تھی اور اس زمانہ میں اشرار زمانہ سے
مجھے ایسی ہی سیاست پر ضرور ہے یہانتک کہ بانو خلق راست روی اور نیک چلنی اختیار کرکے بغاوت اور فساد کو ترک کرے یا
میں درمیان سے برخاستہ ہوں اور میرے پاس ایسا وزیر کامل نہیں ہے کہ ساتھ حسن تدبیر اور عمل نیک کے سرانجام ملک
کرے کہ احتیاج خونریزی کی نہووے اور جب پہاڑ آبو پر جو گجرات کی سرحد میں واقع ہے پہونچا شیخ معزالدین کو کہ ایک امرائے
معتبر سے تھا باغیوں کی سرکوبی کیواسطے رخصت کیا وہ جب دیوی کے اطراف میں پہونچا خان جہان بھی اسکا شریک ہوا جب
باغیوں کے سر پر پہونچے دیوی کے اطراف میں جنگ عظیم واقع ہوئی باغی شکست فاش کھا کر آوارہ دشت ادبار ہوئے بادشاہ
آبو سے معاودت کرکے بھروچ میں آیا اور وہاں مقیم ہوا اور ملک قبول اور عماد الملک وزیر ممالک کو مع امرائے صدہ بھروچ
مفروروں کے تعاقب میں بھیجا عماد الملک آب نربدہ کے کنارے اُنسے ملاقی ہوا اور انہیں کے اکثروں کو تہ تیغ کیا اور اُنکی
اولاد اور اتباع کو دستگیر کیا بعضے جو زندہ رہے مانڈیو بگلانہ کے ضابطہ یعنی حاکم کے پاس پناہ لیگئے اور مانڈیو نے سلطان
کے ملاحظہ سے اُنھیں تاراج اور خراب کیا شر انکا گجرات سے بالکل دفع ہوا اور عماد الملک نے چند روز آب نربدہ کے
کنارے توقف کیا اور سلطان کے حکم کے موافق اکثر امیران صدہ کو قتل کیا اور ایک جماعت شمشیر کے تلے سے بھاگ کر اطراف
میں آوارہ ہوئی پھر بادشاہ نے چند روزہ بھروچ میں نزول اجلال فرمایا اموال بھروچ اور کنبایت اور تمام بلاد گجرات کا کہ
آدمیوں کے پاس رہا تھا بشدت تمام وصول کرکے خزانہ میں داخل کیا اور ان لوگوں کو کہ فی الجملہ شریک فساد تھے مقتول
کرکے فتنہ خوابیدہ کے بیدار کرنے میں مشغول ہوا زین الدین زند کو جو مجید الدین خطاب رکھتا تھا اور ابن رکن الدین
تھانیسری کو جو شریران روزگار سے تھے دولت آباد میں بھیجا تو وہاں کے اہل فساد امیران صدہ وغیرہ کو گرفتار کرکے سیاست کو
پہونچاویں پھر چند روز کے بعد سلطان نے اس حکم سے پشیمان ہو کر چاہا کہ اُس جماعت کو اپنے روبرو بلاکر قتل کرے پھر اُنکے
پیچھے ملک علی سر جامدار اور ملک احمد لاچین کو جو امیر خسرو کے عزیزوں سے تھے عالم الملک برادر قتلغخان کے روبرو بھیجکر
فرمان لکھا کہ امیران صدہ کو جو وہاں معروف و مشہور ہیں حضور میں بھیجے اور ڈیڑھ ہزار سوار انکے ہمراہ لیے اور حکم دیا کہ
ہمراہ ان دو امیر کے درگاہ سلطانی میں روانہ کرے اور عالم الملک نے امیران صدہ رائچور اور مدگل اور گلبرگہ اور بیجاپور
اور گنجوتی اور رائباغ اور کلار اور سیکری اور برار اور رامگیر وغیرہ کو دولت آباد میں طلب کیا اور جب امیران نے
سیاست سلطان کی خبر سنی نزدیک تر حاضر نہ ہوئے ملک علی سر جامدار اور ملک احمد لاچین کو مع ڈیڑھ ہزار سوار

بر سبیل محصلی اس حدود میں روانہ کیا انھوں نے نہایت کوشش کرکے امیران صدہ کو مانند نصیر الدین تغلچی اور قزلباش حاجب
اور حسام الدین اور اسمٰعیل مخ اور حسن کانکو اور نور الدین کے گلبرگہ میں جمع کرکے دولت آباد کی طرف روانہ کیے اور عین الملک نے
انھیں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور جب دو ماتک دون میں جو مابین قصبہ بیج اور دون کے واقع ہے پہونچے
امیران صدہ سیاست سلطان سے خائف اور ہراسان ہوئے اور آپسمیں مشورہ کرکے اقرار کیا کہ ہماری طلب سے سوائے قتل
اور سیاست کے کوئی امر دوسرا نہیں ہے لائق یہ ہے کہ ہم مثل گوسفندان دست و پابستہ کے اپنے تئین قصاب خونخوار بے رحم کے حوالہ
نہ کریں انسب یہ ہے کہ بہانے سے پلٹ کر علم مخالفت بلند کریں پس اتفاق کرکے کوچ کے وقت امرائے محصل پر تاخت لائے اور ملک احمد لاچین
کو قتل کرکے انکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ملک علی جامدار جس طرف سے آیا تھا ادھر مفرور ہوا اور امیران صدہ نے
دولت آباد میں تاخت کرکے عالم الملک کو محاصرہ کیا اور قلعہ کی فوج سے موافقت کرکے چندروز میں قلعہ پر متصرف ہوئے
اور عالم الملک کو کہ حسن سلوک اسکے سے راضی تھے جان کی امان دی اور باقی عاملان سلطانی کو ساتھ ابن رکن الدین تھانیسری
کے قتل کیا اور دولت آباد کا خزانہ آپسمیں قسمت کیا اور امیران صدۂ گجرات بھی کہ گوشے اور کنارے کہ اس اور
موا اس میں پوشیدہ تھے سب انکے شریک ہوئے اور اسمٰعیل مخ برادر گل افغان نے کہ وہ بھی امیران صدہ سے تھا اور وفور
عقل و مروت سے اتصاف رکھتا تھا اپنے تئین بادشاہ کرکے اپنا نصیر الدین خطاب کیا بیت اسمٰعیل مخ را دران دار و گیر
شاہی نبود اندکی نام نصیر * جب اس فساد کی خبر بھروچ میں بادشاہ کو پہونچی بسبیل استعجال بھروچ سے کوچ پر کوچ کرکے دولت آباد
میں آیا اور امیران صدہ نے افواج آراستہ کرکے صفوف سنوارے اور آثار جوانمردی اور بہادری کے اس طرح سے ظہور میں
پہونچائے کہ میمنہ اور میسرہ بادشاہ کے متفرق اور پسپا ہوئے اور قریب تھا کہ چشم زخم پہونچے ناگاہ انکا سردار مقدمہ قتل ہوا اور
انکے تخمیناً چار ہزار سوار نے یکبارگی وادی کی طرف ہزیمت کھائی اور رات نے درمیان میں پردہ ظلمانی ڈالا ساتھ اس طریق کے
کہ وہ فریقین ایک دوسرے کے حال سے خبر رکھتے تھے اور میدان جانستان کے قریب فروکش ہوئے تھے اسمٰعیل مخ اور تمام
امیران صدہ نے قرعہ مشورت کا درمیان میں ڈالا اور بہتری اسمیں دیکھی کہ اسمٰعیل مخ مع ایک جماعت کے جو قلعہ کی محافظت کے
واسطے ضرور ہے قلعہ دولت آباد میں داخل ہووے اور باقی امرا گلبرگہ میں جاکر اپنی جاگیروں کی محافظت کریں اور جب سلطان دکن
سے نکل جاوے پھر دولت آباد میں فراہم ہوکر اپنے کام میں مشغول ہووین پھر اسمٰعیل مخ قلعہ دھارا گڑھ میں جو غلہ اور تمام مایحتاج سے
مملو تھا داخل ہوا اور دوسرے امیر کہ حسن کانکو بھی انھیں سے تھا قول قرار کے موافق اپنی جاگیروں میں دوڑے اور سلطان نے عماد الملک
سرتیز کو کہ قبل اسکے ایلچپور میں رہتا تھا اور تاب مقاومت امیران صدہ نہ لاکر سلطانپور کی طرف بھاگا تھا ساتھ ایک جماعت امرا کے باغیون کے
دفع کے واسطے گلبرگہ کی طرف بھیجا اور خود دولت آباد کے کوشک خاص میں سکونت کی اور انکے باشندوں کو ہمراہ امیر نوروز گرگین کے
دہلی کی طرف روانہ کیا اور فتح نامہ لکھا کہ اسے دہلی کے منبر پر پڑھکر نقارے خوشی کے بجاویں پھر عازم تسخیر قلعہ دھارا گڑھ ہوا
سوار و پیادے بیشمار اسکے محاصرہ کے واسطے مامور کیے چنانچہ ہر روز جنگ بلا ناغہ واقع ہوتی تھی اور اندر اور باہر کی جماعت کثیر
قتل ہوتی تھی غرضکہ تین مہینے اسی نہج پر گذرے ناگاہ گجرات سے خبر پہونچی کہ ملک طغی غلام صفدر الملک نے کہ وہ بھی غلام احمد
ایاز خواجہ جہاں کا تھا فساد برپا کرکے امیران صدہ کو جو کوہستان میں زمینداران کی تجویز سے رہتے تھے ساتھ اپنے متفق کیا
اور کنبایت کو غارت کرکے اب قلعہ بھروچ کو محاصرہ کیا ہے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی مضطرب ہوا خداوند زادہ قوام الدین
کو مع چند امرائے بزرگ مثل ملک جواہر اور شیخ برہان الدین بلگرامی اور ظہیر الجیوش کو مع لشکر کثیر دولت آباد کے محاصرہ کے واسطے

چھوڑ کر خود بہ تعجیل تمام گجرات کی طرف روانہ ہوا اور ساکنان دولت آباد سے جو شخص کہ رہا تھا ہمراہ لیگیا چنانچہ تفصیل مذکور ہوگا اور دکنیوں نے لشکر سلطان کا تعاقب کر کے چند فیل اور خزانہ لیا اور بعضوں کو قتل کیا جب سلطان بھروچ میں پہونچا آب نربدا کے کنارے نزول فرمایا طغی نے بھروچ سے کوچ کر کے کنبایت گیا بادشاہ نے ملک یوسف بغرا کو اُسکے تعاقب میں تعین فرمایا پھر کنبایت کی حوالی میں حرب واقع ہوئی یوسف بغرا مع اکثر مردم معتبر مقتول ہوا اور بقیۃ السیف بادشاہ کے پاس بھاگ آئے اور طغی نے بغی میں مضبوط ہو کر شیخ معزالدین اور دوسرے اہلکاران سلطانی کو کہ حبس میں رکھتا تھا مقتول کیا اور بادشاہ غضبناک کنبایت کی طرف روانہ ہوا طغی بھاگ کر اساول میں کہ اب ساتھ احمدآباد کے مشہور ہو گیا بادشاہ بھی اُسکے اثر پر راہی ہوا طغی نہروالہ کی طرف بھاگا اور بادشاہ نے شدت باران کے سبب سے ایک مہینا اساول میں توقف کیا اس درمیان میں خبر پہونچی کہ طغی جمعیت بہم پہونچا کر نہروالہ سے اساول کی طرف تاخت لا کر ایک گڑھی میں فروکش ہوا ہی اور عزم رزم رکھتا ہی اور صف جنگ آراستہ کیا چاہتا ہی بادشاہ بھی عین بارش میں اساول سے روانہ ہو کر گڑھی میں آیا اور گڑھی میں فریقین کا مقابلہ ہوا طغی اور اُس کے ہمراہی شراب پیکر فدائیوں کے دستور سے بادشاہ کی فوج خاص پر تاخت لائے اور جو کہ فیل کوہ تمثیل آگے مانع اور سد راہ تھے محروم اور ناکام بھاگ گئے اور درختوں کے انبوہ میں جو وہانسے قریب تھے داخل ہوئے اور وہانسے نہروالہ گئے اور پانسو آدمی طغی کی طرف کے جو پیچھے رہ گئے تھے اسیر ہوئے اور بادشاہ کے حکم سے سیاست کو پہونچے یعنی قتل ہوئے بادشاہ نے یوسف بغرا کے بیٹے کو مع لشکر انبوہ طغی کے تعاقب میں بھیجا ابن یوسف نے رات کو راہ میں توقف کیا اور طغی نے فرصت پا کر اہل و عیال اور دوسرے باغیوں کو نہروالہ سے برآورده کر کے آب رن سے عبور کیا اور ولایت کچھ کے راستے سے کنتہ کی طرف بھاگا سلطان تین روز کے بعد نہروالہ میں داخل ہوا اور حوض سہسنک کے کنارے نزول فرمایا اور ولایت گجرات کی آبادی میں مشغول ہوا مقدم اور را گجرات کے جو ہر طرف سے آتے تھے اور پیشکش گذرانتے تھے انھیں خلعت اور انعام کرامت فرماتا تھا اور بادشاہ کے ساعی جمیلہ سے گجرات کی پریشانی ساتھ اصلاح کے مبدل ہوئی اور چند کس معاودن لشکر طغی سے کہ جدا ہو کر رانا منڈل کی پناہ میں آ گئے تھے اُسنے اُنکے سر تن سے جدا کر کے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیے ابھی بادشاہ گجرات کی تعمیر میں مصروف تھا کہ دکن سے خبر پہونچی کہ امیران صدہ نے کہ قبل اسکے شکست کھا کر متفرق ہو گئے تھے اب یکجا جمع ہو کر حسن کانکو کے سرکردگی سے عماد الملک شبیر کو قتل کیا اور خداوندزادہ قوام الدین اور ملک جوہر اور ظہیرالجیوش اور تمام امراے بادشاہی کو اس مملکت سے مالوہ کی طرف بھگا دیا اور اسمٰعیل مخ بھی قلعہ دولت آباد سے برآمد ہو کر اُنسے جا ملا اور دولت آباد اُنکے تصرف میں آیا جب اسمٰعیل نے سلطنت سے استعفا دیا جمیع امیران صدہ نے اُنکی تجویز سے حسن کانکو کو بادشاہ کر کے سلطان علاءالدین خطاب دیا بادشاہ یہ خبر حیرت اثر سنکر غمگین ہوا اور بعد تامل فراوان کے سمجھا کہ یہ تمام فساد جو پیہم اُٹھتے ہیں سیاست کی کثرت سے واقع ہوئے ہیں بادشاہ یہ اندیشہ کر کے چند روز سیاست سے دست کش ہوا اور ملک فیروز اور خواجہ جہان اور ملک غزنین زبدۂ جہان اور امیر رفیعہ کو مع لشکر ہمراہی اُنکے دہلی سے طلب کیا تو حسن کانکو کے تدارک کو روانہ کرے اور جس وقت کہ یہ خدمت میں پہونچے خبر متواتر پہونچی کہ حسن کے پاس جمعیت بسیار فراہم ہوئی بادشاہ نے اُنکی روانگی موقوف رکھی اور یہ قصد کیا کہ مہم گجرات اور تسخیر کرنال سے جو ساتھ جونہ گڑھ کے شہرت رکھتا ہی خاطر جمع کر کے خود حسن کانکو کے دفع میں مشغول ہووے اسواسطے اُسنے دو برس گجرات میں بسر کیے پہلے سال سرانجام اور مشق لشکر میں مصروف رہا اور دوسرے برس حصار کرنال کی تسخیر

میں مشغول ہوا اور جمیع مقدم اور رانے اُس نواح نے حلقۂ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور خدمت میں سلطان کے حاضر ہوئے اور کنکار جو لایت کچھ کا راجہ تھا وہ دربار سلطانی میں حاضر ہوا اور فحوائے عبارت تاریخ نظام الدین احمد سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ حصار کرنال مسخر سلطان محمد تغلق شاہ سے ہوا لیکن ظاہر یہ ہے کہ وہ قلعہ سوائے محمود شاہ گجراتی کے کسی سے مفتوح نہیں ہوا اور سلطان تغلق نے ساتھ اطاعت وہاں کے راجہ کے اکتفا کیا الغرض ضیاء برنی کہتا ہے کہ بادشاہ نے اس حال میں مجھ سے فرمایا کہ میری مملکت نے امراض متضادہ بہم پہونچائے ہیں اگر ایک مرض کا علاج کرتا ہوں دوسرا مرض غالب ہوتا ہے اور تو نے کتب تواریخ بہت پڑھی ہیں اس بارہ میں تیرے دل میں کیا پہونچتا ہے ضیاء برنی کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ ایک کتب تواریخ سے میں نے دیکھا ہے کہ اگر بادشاہ سے خلائق متنفر ہو فساد متعدد وحادث ہوویں علاج یہ ہے کہ وہ بادشاہ اپنے بیٹے یا بھائی کو جو شایان سلطنت ہووے اپنا قائم مقام کرے اور خود گوشہ گیری اختیار کرے اور اگر یہ نکرے ترک ان اعمال کو کہ جو موجب تنفر خلائق ہوئے ہیں فرماوے بادشاہ نے فرمایا میرا اس طور کا فرزند کہ قائم مقام ہو نہیں ہے اور میں سیاست ترک کرنے والا بھی نہیں ہوں جو کچھ ہونا ہوا الا ہے ہو مصرعہ

شود شود نشود گر مشو چہ خواہد شد ۔ بادشاہ کو منزل میں جو کرنال سے پندرہ کوس ہے مرض میں مبتلا ہوا اور قبل اسکے کو منزل میں پہونچے بسبب اسکے کہ ملک کبیر نے دہلی میں وفات پائی تھی خواجہ جہان اور عماد الملک نائب وزیر الممالک کو دہلی کی طرف بھیجا اور خداوند زادہ اور مخدوم زادہ اور دوسرے معارفون کو دہلی سے کو منزل کی طرف طلب فرمایا اور جب سلطان کو منزل میں پہونچا وہ تمام لوگ مع حرمون اور جمعیت ہا سے ملوکانہ کے پہونچے اور بادشاہ کی خدمت میں بہت سے لشکر آراستہ ہوئے اور مرض سے بھی صحت پائی اس کے بعد دیپالپور اور ملتان اور اچھ اور سیوستان سے کشتیاں ٹھٹھہ کی طرف طلب کیں اور کو منزل سے روانہ ہو کر دریا کے کنارہ پہونچا اور طغی کے دفع کے واسطے مع لشکر اور اقبال کے دریا سے عبور کر کے دوسرے ساحل پہ فرد کش ہوا اس وقت میں التون بہادر مع پانچہزار سوار مغل کے کہ امیر قرغن نے سلطان محمد تغلق شاہ کی کمک کو بھیجا تھا پہونچا بادشاہ نے انکے حق میں انواع مراحم اور الطاف خسروانہ مبذول فرمائے اور دریا سے بقصد اخراج ایک گروہ سومرہ کے کہ طغی حرامخور پناہ ساتھ انکے لے گیا تھا ٹھٹھہ کی طرف نہضت فرمائی جب ٹھٹھہ سے تیس کوس مسافت طے کی روز عاشورہ تھا روزہ رکھا اور بوقت افطار مچھلی کھائی مرض تپ نے کہ قبل اس سے رکھتا تھا عود کیا اور باوجود اسکے کشتی میں سوار ہو کر ساتھ کوچ متواتر کے چودہ کوس ٹھٹھہ کے پہونچکر مقام کیا اور مرض لحظہ بلحظہ ترقی کرتا تھا اور اضطراب اور تلواسہ عظیم پیدا ہوا غرضکہ تاریخ اکیسیں ماہ محرم سنہ ۷۵۲ھ سات سو باون ہجری میں کنارے آب سند کے پہونچا اور اُسی مقام میں روزنامہ اُسکی حیات کا ساتھ رقم کل نفس ذائقة الموت کے مرقوم ہوا اور ایسا جبار قہار امیر خاک ہو کر پیوند زمین ہوا نظم روزگار اگر کام خویش برداری ۔ بر آفتاب اگر نام خویش بنگاری ۔ اگر بہ ثروت ساسانیان رسی کیان ۔ ذکر بچرخ فرازی علم زجباری ۔ چہ سود عاقبتش بسپری و بسپاری ۔ دریغ کا خزان مگذری و بگذاری ۔ اور یہ مرثیہ اُسکے فوت میں کہا گیا مرثیہ ما بیز ہر است شرب عالم را ۔ میوہ گسست تخم آدم را ۔ ای حریف عدم قدم درنہ ۔ کز رن این عالم کم از کم را ۔ صبح محشر دمید و ما در خواب ۔ بانگ زن خفتگان عالم را ۔ آن کہ فرش فنا نگستردند ۔ در نورد این بساط خرم را ۔ ریخت بست و خیر باز نشگافت ۔ سقف ایوان طاق طارم را ۔ شہ محمد بگفت در دل خاک ۔ نیلگون کن لباس ماتم را ۔ پس بدست خروش در تن دہر ۔ چاک زن این قبائی معلم را ۔ اور یہ بیتیں سلطان محمد نے حالت نزع میں موزون کی تھیں نظم بسیار درین جہان طپیدیم ۔ بسیار نعیم و ناز دیدیم ۔

اسپان بلند برنشستیم ٭ ترکان گران بہا خریدیم ٭ کردیم بسے نشاط آخر ٭ چون قامت ماہ نو خمیدیم ٭ مدت انکی سلطنت
کی ستائیس برس تھی۔ **ذکر وقائع سلطنت بادشاہ معظم مہذب فیروز شاہ بن سالار رجب** کہتے ہین
ملک فیروز باربک بھتیجا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا اور سلطان محمد اسکے مقدمہ مین نظر استخلاف اور ولیعہدی
کی رکھتا تھا جب وہ بادشاہ کی بیماری مین تیمارداری اور شرط حق خدمتگذاری بجا لایا اس حال مین عنایت
اور شفقت بادشاہ کی اُسکے بارہ مین ایک حصہ سے ہزار درجہ ہوئی ہنگام رحلت کے وصیت کی کہ ولیعہد یہ ہوا ور
یہ بیت پڑھی بیت تو سرسبز باشی بشاہنشہی ٭ کہ من کردہ ام سر ز بالین تہی ٭ سلطان محمد تغلق شاہ کی بعد
وفات لشکر مین شور اور برہمی بیشمار واقع ہوئی ملک فیروز باربک نے بیچ اردو کا ضبط خلائق پر تعین کرکے متکفل مہمات
ہوا اور مصلاح وقت کے موافق اول التون بہادر اور وہ امرا جو امیر قرغن کے پاس سے مدد کے واسطے آئے تھے علی قدر مراتب
ہر ایک کو خلعت و انعام دیکر اجازت مراجعت دی اور فرمایا کہ یہ وقت مناسب نہین ہے مبادا تمھارے اور لشکر ہندوستان
کے درمیان غبار نزاع مرتفع ہوکر ساتھ فساد کے منجر ہووے اولی وہ ہے کہ قبل ہمارے کوچ کرنے کے تم اردو سے برآمد ہوکر
روانہ ہو التون بہادر کو یہ بات پسند آئی اسیوقت خیمہ اور خرگاہ اکھاڑا اور کوچ کرکے پانچ کوس کے فاصلہ پر فرکش ہوا
اور امیر نوروز گرگین داماد ترمشیرین خان مغل کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین ہند مین آیا اور امراے کبار کے سلک
مین منتظم ہوا تھا کفران نعمت اور کورنمکی پر کمر باندھی اپنے اور آدمیون کے ہمراہ کوچ کیا اور التون بہادر کے پاس وارد ہوا
اور کہا بادشاہ ہندوستان فوت ہوا اور لشکر بے سروسامان ہے اور ابتک کوئی تخت پر نہین بیٹھا اور لوگ دل پریشان
رکھتے ہین پس براہ سپاہ گری کی وہ ہے کہ کل جب لشکر کوچ کرے ہم خزانہ پر جا پڑین اور نقود اور جواہر سے جو کچھ کہ مہیا ہو
لیکر اپنی ولایت کی طرف روانہ ہون پس اسی طرح بادشاہ کی وفات کے دوسرے دن کہ لشکر تا غلہ کے بے سر و سامان جاتا تھا اردو
پر تاخت لاکر چند صندوق خزانہ کے کہ اونٹون پر بار تھے متصرف ہوئے اور لوٹ کیا اور لڑکیان بہت اسیر کرکے لوازم غارتگری مین
تقصیر نکی اور امراے سلطان محمد نے بہزار ترس و بیم اردو کو سیوستان جو بھہون مین پہونچا کر نزول کیا اور اس شب کو
صبح تک شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوکر خواب و آرام اپنے اوپر حرام کیا لیکن دوسرے دن مخدوم زادہ عباسی اور شیخ
الشیوخ نصیر الدین محمود اودھی الملقب بچراغ دہلی اور دوسرے علما اور مشائخ اور امرا نے کیا اور ارباب حل سے اتفاق
کرکے ملک فیروز باربک کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ جو بادشاہ مرحوم نے ولیعہدی آپکو تفویض فرمائی دوسرا اس امر
عظیم الشان کے شایستہ نہین ہے مناسب یہ کہ آپ مہمات سلطنت کو معطل نفرمایئے اور سریر سلطنت پر جلوس کیجیے ملک
فیروز باربک نے اظہار عذر سفر حجاز اور زیارت حرمین شریفین کیا اور ہر چند عذر کیے مفید نہوئے آخر ناچار ہو محرم کی
تیئیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جبکہ بیالیس برس اور چند مرحلہ عمر شریف انکی سے طے ہوئے تھے تخت جہانداری پر جلوس فرمایا قطعہ
مخالف شکن شاہ فیروز بخت ٭ بفیروز فالی برآمد بہ تخت ٭ ز فیروزی دولت کامگار ٭ نشاط نو انگیخت در روزگار ٭
پہلے دن جلوس مین کئی ہزار نفس کہ مفسدان ٹھٹھہ اور مغل کی قید مین پڑے تھے خرید کیے اور تیسرے دن نہایت شوکت
و شان اور تزک و تجمل سے سوار ہوا اور جس طرف سے کہ سواران مغل اور مفسدان ٹھٹھہ دست اندازی کے واسطے آتے تھے
دستگیر ہوتے تھے یا جان سے مارے جاتے تھے چنانچہ کئی شخص سرداران مغل سے گرفتار ہوکر سزاے اعمال کو پہونچے قطعہ ہماے
چتر ہمایون او چو بال کشادہ ٭ ازین پیش کند چند دعوی بازی ٭ جہان لباخت جہانرا ہواے معلق ش ٭ کہ از طبیعت نفس اور فتنہ

ناسازی + امیر نوروز گرگین اور التون بہادر اور دوسرے مغلوں نے صلاح توقف میں نہ دیکھکر از روے استعجال اپنے ملک کی
طرف دوڑے اور مردم ٹھٹھہ جو طغی کی تحریک سے فتنہ اور فساد میں تقصیر نکرتے تھے یہ بھی اپنی حد سے دانستہ قدم اندازہ سے باہر
نرکھتے تھے اور خلائق پر جلوس سلطان فیروز شاہ کا مبارک ہوا احسان جان اور مال کا اُسپر ثابت ہوا اور اُسکے بعد بادشاہ کوچ منزانہ
کے سیوستان سے قلعہ بھکر میں آیا امرا اور ملوک اور مشائخ اور علما کو ساتھ انعام اسپ و خلعت و شمشیر اور چتر کے نوازا اور اسی طور
سے سیوستان اور بھکر کے باشندوں کو بھی انعام فراوان عنایت فرمایا اور مشاہرہ بادشاہان ماضیہ کی مقرر رکھکر اُسکے جاری کرنے
کے واسطے فرامین صادر فرمائے اور وہ لوگ کہ جو قندھار اور سیستان اور خراسان اور عراق اور مصر اور بغداد سے درگاہ سلطان
محمد میں حاضر ہوکر انعام اور احسان کے منتظر تھے ہر ایک کو علی قدر مراتب انعامات دیکر پھر رخصت مراجعت وطن دی اور
خداوندزادہ عماد الملک اور امیر علی غوری کو طغی طاغی کے تدارک کو روانہ کرکے خود اُچھ کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں کے
ائمہ اور اہالی کو بھی رہین احسان کرکے وظیفے مقرر کیے ناگاہ خبر پہونچی کہ احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے جو سلطان محمد
تغلق شاہ سے نسبت خویشی رکھتا تھا اور عمر اُسکی نوے برس سے متجاوز تھی دہلی میں چھ برس کے لڑکے مجہول النسب
کو ساتھ سلطان محمد کے نسبت دی اور بادشاہ غیاث الدین محمد نام رکھکر بادشاہ بنایا ہے اور ایک خلق کو اطاعت کے واسطے
دعوت میں فراہم کیا ہے اور معرکہ بہم پہونچایا ہے سلطان فیروز نے اس بات کا گمان اُسکی خرافت اور حماقت پر کرکے سیف الدین شحنہ
پیل کو بہ زبان عفو و نصیحت اُسکے پاس بھیجا اور وہاں سے کوچ کرکے دیپالپور میں آیا خلق کی آسایش کے واسطے چند روز توقف
فرمایا اور وہاں سے بھی باہستگی تمام اجودھن میں پہونچکر زیارت مزار شیخ فرید الدین قدس سرہ سے سرفراز ہوا اور اُنکے خانوادہ کی
کی بہت تعظیم کی اور مجاوروں اور مستحقوں اس بقعہ کو نوازشیں کیں اور جب اجودھن سے راہی ہوا ملک قبول عماد الملک وزیر الممالک نے
اپنے علاقہ سے آکر ملازمت کی اور ساتھ خلعت مرصع کے مخصوص ہوکر منصب وزارت کل ممالک پر منصوب ہوا اور خطاب خانجہانی
پاکر کنگرہ اُسکے مرتبہ کا فلک الافلاک سے گذرا اور جب بادشاہ اطراف ہانسی میں پہونچا احمد ایاز نے سید جلال الدین ترمذی اور
ملک حبیب الدین کچھی اور مولانا نجم الدین اور اپنے خانہ زاد داؤد خان کو برسم رسالت فیروز شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک
سلطنت سلطان محمد تغلق شاہ کے خاندان میں برقرار ہے اگر وہ خداوند تخت و تاج ساتھ ان سلاطین مرحوم کے رجوع کرکے
خود ساتھ رسم نیابت کے پرداخت امور ملکی کرے پسند طبائع مستقیم ہوگا فیروز شاہ نے جمیع اعیان درگاہ سلطان محمد تغلق
شاہ کو حاضر کرکے کہا کہ تم سلطان محمد کے محرموں اور نزدیکوں سے تھے اگر اُس سے کوئی فرزند باقی رہا ہے کہو تو اُسے تخت
پر بٹھاکر ہم اُسکی اطاعت میں مشغول ہوں سب متفق الالفاظ والمعنی بولے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا کوئی فرزند نہیں اور
وارث اور وصیت کے موافق سلطنت اور بادشاہی تغلق کی ساتھ خداوند نعمت کے راجع ہوئی اور جب مشائخ اور علماے مثل
شیخ محمد نصیر الدین اودھی اور کمال الدین سامانہ اور مولانا شمس الدین باخرزی کے اس مجلس میں حاضر تھے استفسار کیا تو مولانا کمال الدین
نے کہا جس شخص نے اس کام کو اول شروع کیا ہے اولی تر ہے پس اس صورت میں مولف کہتا ہے کہ اس جواب سے ایسا واضح ہوتا ہے
کہ وہ لڑکا سلطان محمد تغلق شاہ کا تھا کس واسطے کہ علما نے گواہی ساتھ سلب ولادت کے نہیں دی اور اس سے ساکت
ہوکر مسئلہ دیگر درمیان میں لائے علی الجملہ حال بادشاہ نے رسولان احمد ایاز کو نگاہ رکھا اور داؤد خانہ زاد اور مولانا زادہ کو جو
ہمیشہ دوستوں سے تھے اُسکے پاس بھیجکر ساتھ کلام نصیحت آمیز کے ہدایت فرمائی اور جب پہونچے داؤد خانہ زاد کے جو اکثر امرا
مثل ملک تمبوجا حبیب اور ملک حسن ملتانی وغیرہ کہ احمد ایاز سے موافقت کرکے اُسے بطریق اپنے تصرف میں لائے تھے بادشاہ کے

استقبال کے واسطے دوڑ کر لشکر شاہی میں جا ملے اور اسی وقت خبر قتل ملک طغی کا لعیان کر کے گجرات کی طرف بھاگا تھا پہونچی
اور اسی چند روز میں شہزادہ فتح خان بلدہ فتح آباد میں پیدا ہوا اور سطوت سے آثار اقبال اور فیروزی اسکے ظاہر ہونے
لگے احمد ایاز سمجھا کہ کوئی کام پیش نجائے گا پس از روے عجز و اضطرار ارادہ ملازمت کر کے اشرف الملک جلبی اور محمد حسین میر
میران کو درخواست عفو گناہ کے واسطے بادشاہ کے حضور میں روانہ کیا اور بادشاہ نے جان کی امان دی احمد ایاز مع اپنے
توابعین سر ہائے محلوق یعنی مونڈے ہوئے برہنہ کر کے اور پگڑیاں گردن میں ڈالکر ملازمت میں پہونچا بادشاہ نے احمد ایاز
کو ہانسی کے کوتوال کو تفویض کیا بدر ملک خطاب کو جو اعوان سے تھا سرہند کی طرف بھیجا اور شیخ زادہ بسطامی کو اخراج فرماکر
دوسری تاریخ ۷۵۲ھ سات سو باون ہجری میں خود بدولت نے دولت و سعادت سے قدم تخت بادشاہی پر رکھکر عدل و احسان
کا مژدہ خاص و عام کو پہونچایا چنانچہ تمام رعایا و برایا کے فائز المرام ہونے سے رفاہیت اور آسودگی ادنی و اعلی میں پیدا
ہوئی نظم چہ پرتو ہست کہ اقبال در جہان افگند ۔ چہ غلغلست کہ دولت در آسمان افگند ۔ غبار موکب شاہ ہست یا نسیم بہشت ۔ کہ
بوی امن و امان در مشام جان افگند ۔ امرا و ارکان دولت کو ساتھ خطاب اور مناصب ارجمند کے سربلند کیا شیخ صدر الدین
ولد شیخ بہاء الدین زکریا کو خطاب شیخ الاسلامی دیا اور خداوند زادہ قوام الدین کو بخطاب خداوند خانی مخاطب کر کے عہدہ
وکیلدری تفویض فرمایا اور ملک تاتار خان کو نائب وکیلدر کیا اور سیف الملک کو شکار بیگی اور خداوند زادہ عماد الملک کو سلاحداران
کا سردار کیا اور اس عہد میں جو شخص کہ دودمان سلاطین غور سے تھا خطاب خداوند زادہ پاتا تھا اور جو کہ خاندان خلفا سے
عباسی سے تھا ساتھ مخدوم زادہ کے ملقب ہوتا تھا اور عین الملک مشرف یعنی داروغہ دیوان ہوا اور ملک حسین
میر میران نے استیفا سے کل پایا اور صفر کی پانچویں تاریخ ۷۵۳ھ سات سو ترپن ہجری کو بادشاہ نے بطریق سیر و شکار
کوہ سرمور کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور اکثر اس طرف کے زمینداروں نے ملازمت سے مشرف ہو کر حلقہ بندگی
کا زیب گوش کیا اور غاشیہ خدمت کا دوش پر اٹھایا اور روز دوشنبہ یعنی تیسری جمادی الاول سنہ مذکور کو شہزادہ
محمد خان دہلی میں پیدا ہوا سلطان فیروز شاہ نے جشن کر کے خلائق کو ساتھ انعام اور الطاف کے بہرہ ور کیا اور
۷۵۴ھ سات سو چون ہجری میں دامن کوہ کلانور میں شکار کر کے ہنگام معاودت عمارات عالیہ لب آب سرستی
پر بنا فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور میں خان جہان کے تئیں اختیار تمام دیکر شہر میں چھوڑا اور خود مع لشکر گران
لکھنوتی کی عزیمت کی اور اس سفر سے غرض یہ تھی کہ حاجی الیاس کا فتنہ کہ شمس الدین شاہ نام اپنا رکھکر بنارس
تک متصرف ہوا تھا دفع کرے جس وقت گورکھپور کے قریب پہونچا اودے سنگھ مقدم وہاں کا خدمت میں آیا اور پیشکش
لائق مع دو زنجیر فیل گذرانی کر مورد انعام خاقانی اور مصدر مراحم سلطانی ہوا اور راے گورکھپور نے بھی خراج چند سالہ
داخل کیا اور دونوں سلطان کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور جب حدود بنگالہ میں کہ محل قرار حاکم بنگالہ تھا پہونچا
الیاس حاجی اسے چھوڑ کر اکدالہ کی طرف کہ ایک موضع نہایت مستحکم تھا واقع ہوا اور وہ ایک جانب آب اور دوسری طرف
جنگل رکھتا ہے اسمیں جاکر پناہ لیگیا بادشاہ نے شہر پنڈوہ کے باشندوں کو مضرت نہ پہونچائی اور روانہ آگے بڑھا اور ربیع الاول
کی ساتویں تاریخ کو اکدالہ میں پہونچا اور اسی روز جنگ عظیم واقع ہوئی اور اثناے جنگ میں شہر پر ... کہ سلطان شہر سے جدا
ہو کر لب گنگ کے کنارے فروکش ہوا اور ربیع الآخر کی پانچویں تاریخ کو حقیقت بارش کے سبب سے چاہتا تھا کہ تغیر منزل
کرے جو بنفس نفیس سوار ہو کر جستجو سے جاے مناسب کرتا تھا حاجی الیاس الملقب شمس الدین شاہ سلطان خیال اسکے

کہ سلطان بعزم معاودت سوار ہوا تھا اسواسطے بقصد جنگ حصار سے برآمد ہو کر صف آراستہ کی اور حرکت مذبوحی کر کے پھر قلعہ مین بھاگا اور چوالیس زنجیر فیل اور چتر اور علم اور اسباب شاہی اور حشم اسکا سلطان کے ہاتھ آیا اور پیادہ بہت مارے گئے ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور سلطان نے دوسرے دن وہان مقام کر کے حکم دیا کہ اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کرین اور جو موسم برسات آپہونچا تھا اور ولایت بنگالہ مین بارش اسقدر ہوتی ہے کہ اُس فصل مین کاشتکار کشتکاری سے نہایت معذور ہوتے ہین بادشاہ نے فرمایا جو مین نے فتح کر کے اسباب اُنکی سلطنت کا لیا دوسرے سال اُسکے دفع کے واسطے تم کو تنگا پھر صلح کو درمیان مین لاکر اور اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کر کے علم معاودت کا دہلی کی طرف بلند کیا اور ۷۵۵ھ سات سو پچپن ہجری مین قریب دہلی کے شہر فیروز آباد کنارے نہر جون کے احداث کیا اور شعبان کی بارھوین تاریخ ۷۵۶ھ سات سو چھپن ہجری مین دیپالپور کی طرف شکار کے واسطے گیا اور ایک نہر بڑی آب ستلج سے کھود کر جھجر تک کہ اڑتالیس کوس ہے لیگیا اور ۷۵۷ھ سات سو ستاون ہجری مین کوہ سندور اور سرمور کی طرف دریاے جون سے ایک ندی جدا کر کے سات نہرین اُسمین اور جمع کر کے ہانسی مین پہونچائین اور وہانسے ابیسین کی طرف لیجا کر ایک قلعہ مستحکم بنا کیا اور نام اُس قلعہ کا فیروزہ رکھا اور اُس قلعہ کے نیچے ایک تالاب کھود کر آب نہر سے پُر کیا اور ایک ندی اور آب گگر سے کھینچکر حصار سرستی سے گذرانکر نہر سرکھتہ مین پہونچائی اور ایک شہر وہان بنا کر کے فیروز آباد نام کیا اور ایک نہر اور جون سے کھینچکر اُس شہر کے تالاب مین ڈالی اور ماہ ذیحجہ سنہ مذکور مین خلعت اور فرمان خلیفہ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ ابو الفتح ابو بکر بن ابی ربیع سلیمان متضمن تفویض ممالک ہندوستان اور سفارش بادشاہان بہمنیہ دکن کے آیا اور اسی مہینے مین ایلچی حاجی الیاس المخاطب بہ شمس الدین شاہ لکھنوتی اور بنگالہ سے پہونچا اور ہدایا اور تحف اور نفایس بہت درگاہ مین لائے اور صلح کی درخواست کی بادشاہ بھی اس امر پر راضی ہوا ایلچیون بعزت و حرمت رخصت کیا اور اُس تاریخ سے بنگالہ اور دکن سلاطین دہلی کے تصرف سے باہر گیا ساتھ پیشکش کے اکتفا کی اور ۷۵۸ھ سات سو اٹھاون ہجری مین ظفرخان فارسی ستارگانون سے آن کر نائب وزیر ہوا اور ۷۵۹ھ سات سو اُنسٹھ ہجری مین شمس الدین شاہ نے بنگالہ سے چند نفر امرا کو برسم رسالت مع تنسوقات اور تحف شائستہ کے درگاہ بادشاہی مین بھیجا چنانچہ وہ درجہ قبول مین آیا اور بادشاہ نے بھی عوض اُسکے گھوڑے تازی اور ترکی اور اقمشہ نفیسہ اُسکے واسطے ارسال رکھا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچا کسواسطے کہ جسوقت اشیاے مرسلہ بہار مین پہونچین خبر شمس الدین شاہ کے فوت کی آئی اور اُسکا بیٹا سکندر خان قائم مقام اُسکا ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ تحف و ہدایا کو درگاہ مین کھینچین اور گھوڑے ہوا جب کے عوض سپاہیان بہار کو دیوین اور سلطان بھی سنہ مذکور مین سامانہ کی طرف شکار کیواسطے گیا اور وہان سنا کہ مغل کی جمعیت دیپالپور تک آئی ہے سلطان نے ملک قبول بردہ دار کو مع لشکر کثیر اُنکے دفع کے واسطے روانہ کیا اور مغلون نے اُسکے پہونچنے تک اپنا کام کیا یعنی ولایت کو تاراج کر کے اپنے اماکن کیطرف مراجعت کی اور ۷۶۰ھ سات سو ساٹھ ہجری مین بادشاہ لکھنوتی کی عزیمت کر کے روانہ ہوا اور خان جہان کو دہلی مین چھوڑا تاتارخان کو سرحد غزنین کا شقدار کیا اور جب ظفر آباد مین پہونچا برسات شروع ہوئی اُس مقام مین مقام کیا اُسوقت شیخ زادہ بسطامی کہ جسکو قبل اس سے اخراج کیا تھا آیا اور خلیفہ مصر سے خلعت لایا اور اعظم الملک خطاب پایا اور اُسی عرصہ مین ایلچی بادشاہ کی طرف سے سکندر خان کے پاس گیا اور اُنھین دنون مین ہمراہ حاجب سکندر خان مع پانچ زنجیر فیل اور تحف و ہدایا درگاہ مین آیا لیکن کوئی نشہ اُسپر مترتب نہ ہوا بادشاہ برسات کے بعد لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا اور اسوقت شہزادہ فتح خان کو

سراپردہ سرخ اور ہاتھی نامی دیکر خطبہ اُسکے نام پڑھا اور سکہ پر اُسکا نام جاری کیا اور اُسکے واسطے بارگاہ علحدہ تیار کرکے فراشخانہ اور چتر لعل اور تمام اثاثہ سلطنت کے دیکر امرا اور منصبداران اُسکے مطیع کیے اور اتالیق اور اتابک اور قاعدہ دان اُسپر مقرر کیے وہ شاہزادہ باوجود صغر سن کے لہو ولعب اور تمام لوازم طفلی سے پرہیز کرکے صبح سے چاشت تک اور شام سے ایک پہر رات تک لکھنے پڑھنے مین مشغول رہتا تھا اور درمیان سواری اور مجلس آرائی کے نہایت تمکنت اور وقار ظاہر کرتا تھا اور کارہاے معظم کو ارباب چل اُسکی خدمت مین معروض رکھتے تھے ساتھ احسن وجہ کے فیصل دیتا تھا جسکے سبب حیرت ذوی العقول کا ہوتا تھا ایکدن خواب نے اُسپر غلبہ کیا چاہا کہ مکتب سے اٹھکر محل خاص مین جاوے اور آسایش کرے اُسوقت ایک پیرزال نے سر راہ آنکر عرض کی کہ میرا شوہر اور بیٹا ستارگانون سے قدرے متاع خرید کرکے برسم تجارت اردوے سلطان مین آتے تھے رہزنون نے آنکر انھین نقد کالا سے سبکبار کیا اور جب یہ بیچارے بحال غارت زدگان کے اطراف لشکر مین پہونچے مردمان شاہی نے بعلت جاسوسی انھین گرفتار کرکے محبس مین مقید کیا ہے اور جہان کو انکی مفارقت سے مجھپر تنگ وتاریک کیا شاہزادہ نیکبخت نے اُس ضعیفہ کے سوز وگداز پر نظر ترحم مبذول فرمائی اور ارشاد کیا اگر تو اس قول پر صادق ہے دو شخص بے غرض لاؤ تو گواہی دیوین کہ وہ سوداگر تھے نہ جاسوس ضعیفہ نے کہا گواہ بہت ہین لیکن میرے لے جانے مین عرصہ ہوگا اور دوسری مرتبہ شاہزادہ کی خدمت مین رسائی مشکل ہوگی شاہزادہ ہنسا اور فرمایا مین یہان کھڑا ہون تو جا اپنے گواہون کو لا کہتے ہین کہ مقربان شاہزادہ کی ایک جماعت نے ضعیفہ کے جانے کے بعد عرض کی کہ آفتاب مین ایستادہ ہونا مناسب نہین ہے سایہ مین فلان درخت کے کہ نزدیک ہے چلکر استراحت سے بیٹھیے شاہزادہ نے جواب دیا کہ مین نے اُس ضعیفہ سے وعدہ کیا ہے کہ مین تیری مراجعت تک یہان ایستادہ رہونگا وعدہ خلافی ہرگز نہین کرسکتا پس اُسقدر آفتاب مین ایستادہ رہا کہ پیرزن آئی اور گواہ مقبول الشہادت گذرانے اُسوقت پیرزال کو ہمراہ لیکر باپ کے دربار مین گیا دیکھا بادشاہ استراحت فرماتا ہے دیوانخانہ مین بیٹھکر اسقدر انتظار لے گیا کہ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تب سرگذشت ضعیفہ کے نقل کی اور گواہون کی کیفیت مسامع قدسی مجامع مین پہونچائی اور اُسکے شوہر اور فرزند کو آزاد کیا اُسکے بعد اپنی منزل مین تشریف لیجا کر طعام چاشت عصر کے وقت تناول فرمایا اور جب سلطان فیروز شاہ ظفر آباد سے بندوہ کی طرف پہونچا سکندر خان اپنے باپ کے طور اکدالہ مین قلعہ بند ہوا اور جب وہ عاجز اور تنگ ہوا اڑتالیس زنجیر فیل اور تحف ولفائس بیشمار پیشکش کرکے التماس صلح کی اور وہ مقبول ہوئی اور بادشاہ جونپور کی طرف روانہ ہوا اور دوسری برسات وہان آخر کی پھر جاجنگر کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی جب سنکرہ مین پہونچا اس ولایت کو تاخت وتاراج کیا والی اُس ولایت کا راے سدرمن مقام دور دست کی طرف بھاگا اُسکی بیٹی شکر خاتون نام گرفتار ہوئی بادشاہ نے اُسے اپنی دختر کہکر فرزندی مین لیا اور محافظت فرمائی جبکہ دم کہ آب مہندری سے عبور کرکے شہر بنارس مین کہ راے جاجنگر کا مسکن تھا پہونچا راے وہانکا تلنگ کے سمت بھاگ گیا بادشاہ نے قتل عام وغارت بلند کیا راے پھر عاجز ہوکے کہ جو گذر قافیہ پر واقع ہوا تھا ستتیس زنجیر فیل مع تحفہ نفیسہ ارسال کرکے امان چاہی بادشاہ اس طرف سے پھر کر جب پدماوتی مین کہ جنگل ہاتھی کا ہے پہونچا تینتیس ہاتھی زندہ گرفتار کیے اور دو ہاتھی کہ زندہ دستیاب ہوتے تھے ہلاک کیے اور ملک ضیاء الدین برنی نے جو سلک امرا مین انتظام رکھتا تھا یہ رباعی موزون کی رباعی شاہی کہ زحق دولت پاینده گرفت ۞ اطراف جہان چو مہر تابندہ گرفت ۞ از بہر شکار فیل در جاجنگر ۞ دو فیل بکشت وسی وسہ زندہ گرفت ۞ بادشاہ جب کٹک سے سات سو باسٹھ ہجری مین سالگانو

دہلی مین پہونچا سنا کہ نزدیک سہرورنر کے ایک پہاڑ ہی کہ اُسکے درمیان سے پانی برآمد ہوتا ہی اور نہر ستلج مین گرتا ہی اور اُس نہر کو سرستی کہتے ہین اور آب سرستی کے اُس طرف ایک ندی ہی کہ اسکو سلیمہ کہتے ہین اگر ایک بڑا پشتہ کہ درمیان اُس دو آب کے حائل ہی کھودین آب سرستی اس ندی مین گرے اور وہان سے سرہند اور منصور پور تک پہونچے وہان سے سنام مین آوے اور ہمیشہ جاری رہے یہ سنکر اس طرف سوار ہوا اور حکم کیا کہ پچاس ہزار بیلدار جمع ہوکر اُس پشتہ اور ندی کے کھودنے مین مصروف ہوے چنانچہ درمیان اُس پشتہ کے ہڈیان ہاتھی اور آدمیون کی ظاہر ہوئین اور ہڈیان آدمی کے ہاتھ کی تین گز کی تھین کچھ اُنمین پتھر ہوگئی تھین اور کچھ اُنمین استخوان تھین اور اُسی وقت سرہند کو جو در عمل داخل سامانا تھا جدا کیا اور دس کوس سے سانہ تک داخل سرہند کرکے ملک ضیاء الملک اور شمس الدین ابورجا کے حوالہ کیا اور وہان ایک قلعہ تعمیر کرکے فیروز پور نام رکھا پھر نگرکوٹ کی طرف متوجہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا لوگ برف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ جسوقت ہمارے خداوند نعمت سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم نے یہان نزول جلال فرمایا تھا اور شربت برف اُسکے واسطے لائے تھے جو مین حاضر نہ تھا آپ نے بھی شربت کی طرف میل نہ کیا تھا لہذا حکم دیا کہ چند خیل و شتر بار مصری جو کہ ہمراہ ہو شربت برف کرکے بیاد سلطان محمد تغلق شاہ تمام لشکر مین تقسیم کرو پھر راجہ نگرکوٹ کا بعد محاربہ اور محاصرہ کے مع توابعین خدمت مین حاضر ہوا اور زمین بوس خدمت کا دوش پر اٹھایا بادشاہ نے اُسپر نوازش فرمائی اور نگرکوٹ کو بنام سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم سابق محمد آباد کے موسوم کیا اور اُسوقت بادشاہ کے عرض مین پہونچا کہ سکندر ذوالقرنین جسوقت کہ یہان آیا تھا برہمنون نے نوشابہ کی صورت بناکر اپنے مکان مین رکھی ہی اور اب وہ معبود اس دیار کے باشندون کی ہی اور ایک ہزار اور تین سو کتاب براہمہ سے اس بتخانہ مین ہین کہ ساتھ جوالا مکھی کے اشتہار رکھتی ہی بادشاہ نے اُس گروہ کے علما طلب کرکے اُنمین سے بعضے کتب کا ترجمہ کیا از انجملہ اعز الدین خالد خانی نے کہ شعراے اُس عصر سے تھا ایک کتاب حکمت طبعی اور شگون اور فالون مین سے سلک نظم مین کھینچکر دلائل فیروز شاہی نام رکھا ہی اور قسم ہی جدا کی وہ ایک کتاب ہی متضمن اقسام حکمت علمی اور عملی کی اور بعضے کتب مین مسطور ہی کہ سلطان فیروز شاہ باربک نے نگرکوٹ کے تمام بت توڑے اور گوشت مادہ گاو کا توبڑہ مین کرکے براہمہ کی گردنون مین باندھکر اردو مین پھرایا اور صورت نوشابہ کی مع ایک لاکھ تنکہ کے مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھیجی تو اُس صورت کو زائرون کے شارع مین پیوند زمین کی اور زر نقد مجاورون اور مستحقون کو تقسیم کیا اور بادشاہ نگرکوٹ کے بعد فتح عزیمت ولایت سندھ کرکے ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوا اور جام مالی مین جام عفرہ نے جو ہمیشہ شاہ دہلی کا مطیع تھا باغی ہوکر قلعہ کو مضبوط کیا اور بادشاہ نے چندمدت اُسکا محاصرہ فرمایا جب غلہ اور علف نے قیمت جواہر پیدا کی اور موسم برسات کا قریب ہوا گجرات کی طرف گیا اور برسات وہان بسر کی اور ظفرخان کو گجرات کی امارت پر سرفراز کیا پھر کوچ منزل انزہ سے ٹھٹھہ مین آیا جام مذکور نے اس مرتبہ امان طلب کرکے ملازمت حاصل کی بادشاہ اُسے مع جمیع مقدمون ٹھٹھہ کے دہلی مین لے گیا اور ایک مدت کے بعد پھر اُسپر ترحم کرکے ٹھٹھہ مین بھیجا اور ۷۷۴ سات سو چوہتر ہجری مین ملک مقبول خان خان جہان نے اس دار فانی سے رحلت کی اور جونا شاہ اُسکا بڑا بیٹا ساتھ اُسی خطاب کے بلند آوازہ ہوا اور ۷۷۶ سات سو چھہتر ہجری مین ظفرخان گجرات مین فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے دریا خان نے خطاب ظفرخانی پایا اور باپ کا جانشین ہوا اور صفر کی بارھوین تاریخ ۷۷۶ سات سو چھہتر ہجری مین فلک نے بے مہری اور عناد اپنا ظاہر کرکے سلطان ملک فیروز باربک کو ساتھ مرگ فرزند دلبند اُسکے فتح خان کے کہ شاہزادہ بے مثال تھا

قرین رنج و الم کیا اُسکی پشت طاقت کو بارِ غم سے خم کیا اور جو صبر کے سوا کوئی علاج اُسکے کف اختیار مین نہ تھا آخر کار غسل
و کفن دیکر تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اُٹھا کر سبز زربفت کی چادر اُسپر ڈالی سرہانے کی طرف سہراللہ کا یا شامیانہ اوپر
کھینچا داہنے بائین سپاہ بالباس سیاہ تلوارین کھینچے حال زبون نشان سب سرنگون فوج کے سرداربلان خنجر گذار اُنکی پتلیان
نیلگون آنکھین جیسے جو سے خون جنازہ کے ساتھ ہو لئے آخر کار بادل افگار جوان مہ جبین کو اُسنے خطیرہ مین پیوند زمین
کیا جوان بیٹے کے مرنے کا سب کو غم ہوا بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ٭ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد
اُسکی ماں اور لونڈیون کے بیان کا زبان قلم کو یارا نہین بلواے عالم تھا قیامت کا قیام تھا خلاصہ یہ کہ مراسم تعزیت بجا لایا
اور کمال ملال کے سبب ہلال کی طرح کاہیدہ پشت خمیدہ ہوا اسباب التفات امور سلطنت سے اُٹھایا نہایت ملول و مغموم
رہتا تھا اُسکے ماتم مین آٹھ پہر گریہ و زاری کرتا تھا امرا و ارباب درگاہ سر زمین پر رکھکر عرض گذار ہوے کہ رضا بقضا کے
سوا اس واقعہ کا کچھ علاج نہین ہی اور امور شاہی مین بے التفاتی اس سے زیادہ مناسب نہین اُس شاہ دانا نے
مخلصان دولتخواہ کی التماس قبول کی احوال سلطنت مین مشغول ہوا اور رفع کلفت کے واسطے تماشا شکار کی رغبت کی
اور نئی دہلی کے اطراف مین دو تین فرسنگ دو طرف دیوارین کھینچکر اشجار سایہ دار لگائے اور اُسے شکارگاہ مقرر کیا چنانچہ
اس زمانے تک اثر اُسکا باقی ہی اور سنہ سات سو اکہتر ہجری مین خواجہ شمس الدین دامغانی نے عرض کیا کہ عمال گجرات سے
اس ولایت کا حاصل قرار واقع دیوانی گماشتون سے اظہار نہین کرتے ہین اس صورت مین ترقی خواہ سو فیل و چالیس لاکھ
تنکہ اور چار سو غلام حبشی اور ہندی اور دو سو گھوڑے تازی اور عراقی جمع گجرات پر اضافہ کر کے متعہد ہوتا ہون کہ ہر سال خزانہ
عامرہ مین داخل کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شمس الدین ابو رجا جو ظفر خان کا نائب ہی یہ اضافہ قبول کرے گجرات اُسکے تفویض ہو
جب اُسنے قبول نہ کیا خواجہ شمس الدین دامغانی کو ٹیکا زرین اور چند دول نقرہ مرحمت فرما کر بجاے ظفر خان گجرات کی طرف رخصت
کیا اور جب وہ اُس اضافہ کے عہدے سے جو قبول کیا تھا عاجز ہوا اور اظہار خلاف کیا عمال گجرات نے کہ اُس سے نہایت رنجیدہ تھے
امیران صدہ سے اتفاق کر کے اُسے قتل کیا اور سر اُسکا جدا کر کے دربار مین بھیجا اور سلطان فیروز شاہ باربک کے عہد مین
کوئی شخص حکام سے شمس الدین دامغانی کے سوا باغی نہوا اور اُسکے قتل ہونے کے بعد گجرات کی حکومت بنام ملک مفرح جو نمک خواران
اور پرورش یافتگان اُس دولت سے تھا مقرر ہوئی اور فرحت الملک خطاب پایا اور بادشاہ نے اُس قضیہ کے بعد سرحدون
کو امراے معتبر کے سپرد کر کے خاطر جمع کی چنانچہ کڑہ اور مہوبہ اور اطراف اُسکے ملک شمس الدین سلیمان ابن ملک مردان دولت
کو دیے اور اقطاع بڑودہ اور سندیلہ اور کول کو حسام الملک کے حوالہ کیا اور اقطاع جونپور اور ظفرآباد ملک بہروز کو مرحمت فرمایا
اور پنجاب اور سرحد کابل براے دروبست نصیر الملک ولد ملک مردان دولت کے مفوض کیا الغرض سلطان کے عہد آخر تک کوئی
اُسکے نوکرون مین سے مصدر عصیان نہوا اور سنہ سات سو اناسی ہجری مین زمینداران اور مقدمان پرگنہ اٹاوہ نے
بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ غضبناک ہوا اور بنفس نفیس وہان گیا اور وہ بھی جنگ پر آمادہ ہو کر مقہور ہوے
اور بہت اُس جماعت حرام خور سے اسیر اور دستگیر ہوئے اور اپنے اعمال زشت کا انتقام پایا اور بادشاہ
نے اٹاوہ و اکہل اور دبیلائی مین جس مقام مین وارد ہوا ایک قلعہ محکم تیار کر کے مردان کارگذار کے سپرد کیا اور بسعادت
و فیروزی مستقر دولت کی طرف مراجعت فرمائی اور سنہ سات سو اکاسی ہجری مین سامانہ کی طرف عزیمت فرمائی اور جب
جونا شہ خانجہان کہ حاکم اس ولایت کا تھا پیشکش ہاے لائق گذران کر ساتھ مراحم فراوان کے مخصوص ہوا بادشاہ انبالہ

اور شاہ آباد سے گذر کر کے دامن کوہ سہارنپور میں آیا اور سرمور کے راے اور دوسرے راؤں سے پیشکش لائق لیکر دہلی کی
طرف معاودت کی اور سنا کہ مقدم کٹھیر موسوم کھڑگو حاکم بداؤن نے سید علاء الدین اور سید محمود کو اپنے مکان میں مہمانی کے بہانے سے
طلب کر کے غفلت کے وقت ساتھ شمشیر غدر کے قتل کیا بادشاہ نے خشمناک ہوکر تیاری سفر اس طرف کی کی اور ابتدا سے
سنہ سات سو سیاسی ہجری میں دار الملک سے کوچ کیا جب کٹھیر کا نواح محل نزول لشکر فیروزی اثر ہوا افواج نے حسب الحکم آتش
نہیب و غارت اس شہر کے متوطنوں کے مکانوں میں ماری اور قتل میں کفار اشرار کے بقدر کوشش کی کہ ارواح سادات شہید
شفاعت کیواسطے آئیں اسواسطے کہ کھڑگو بھاگ کر کماؤں کے پہاڑ پر گیا تھا غازیوں کی تاخت کا صدمہ رعایا اس طرف کو شامل ہوا
قریب تیئیس ہزار نفر کے حلقہ عبودیت میں گرفتار ہوئے اور کھڑگو سیماب کے مانند ان پہاڑوں کے شگاف اور شعاب میں پوشیدہ ہوا
اور کسی شخص نے اس سے نشان زندہ یا مردہ کا نہ دیا اور برسات قریب ہوئی رایات ظفر آیات جنبش میں آ کر مرکز اصلی پر معاودت
فرما ہوئے اور ملک داؤد خان افغان کو نہایت بزرگ کر کے سنبھل میں مقرر فرمایا اور حکم کیا کہ ہر سال قہر و غضب سے ولایت کٹھیر میں
داخل ہوکر کوئی دقیقہ خرابی سے نہ چھوڑے اور آپ بھی سنہ سات سو اسی ہجری سے ہر سال دہلی سے سنبھل کی طرف شکار کیواسطے
جاتا جو کچھ ملک داؤد خان افغان نے نہ کیا تھا وقوع میں لاتا تھا جیسا کہ ان سنوات میں ایک جریب زمین تردد نہ ہوئی اور کوئی
متنفس ایک رات اپنے گھر میں چین سے نہ سویا اور اسکے عوض میں تین سید اگرچہ کئی ہزار ہندو قتل ہوئے اور سنبھل کو میں ایک
قلعہ نہایت مضبوط موضع بسولی میں کہ سات کوس بداؤں سے ہے تیار کر کے اسکا فیروزپور نام رکھا لیکن خلق ستم دیدہ اور ظریف
اس قلعہ کو آخرین پور کہتے تھے اور آخر میں ایسا ہی ہوا جو آدمیوں کی زبان پر جاری ہوا تھا کہ بادشاہ کو دوسرا قلعہ بنانا اور شہر اور
قصبہ آباد کرنا نصیب نہ ہوا اور وہ قلعہ ساتھ آخرین پور کے مشہور ہوا اور اس سال سے ضعف و پیری بادشاہ پر غالب ہوئی خانجہان
جو منصب وزارت پر مسلط تھا اسکا قوی ہوا کہ جو کچھ وہ کہتا تھا بادشاہ بلا تامل و توقف عمل میں لاتا تھا یہانتک کہ سنہ
سات سو نواسی ہجری میں خانجہان نے بادشاہ سے معروض کیا کہ شہزادہ محمد خان بعضے امرا یعنی ظفر خان اور ملک سماء الدین
اور ملک یعقوب اور ملک کمال الدین سے اتفاق کر کے ارادہ خلاف رکھتا ہے جب بادشاہ شاہزادہ محمد خان کے درپے گرفتاری
ہوا شاہزادہ واقف ہوکر اپنے محلسرا میں خانہ نشین ہوا اور شرائط اپنی محافظت کے بیش پہونچائے ہرچند خانجہان حیلے
اور وسیلوں سے اسے دربار میں طلب کرتا تھا وہ عذر اور معذرت کر کے نہیں آتا تھا یہانتک کہ ایک روز شاہزادہ محمد خان
نے ہتھیار باندھ کر محافہ میں سوار ہوکر حکم دیا کہ چھپکا اسپر ڈالکر چوبندی کریں اور جو کوئی پوچھے یہ بہانہ کریں کہ شاہزادہ محمد خان
کی بیگم حرم سرائے شاہی میں جاتی ہے غرض بار میں آن کر محل کے اندر گیا اور محل کی عورتوں نے جب اسے مسلح اور مکمل دیکھا
بد حواس ہو کر بادشاہ کی طرف دوڑیں اور شور اور فریاد برپا کیا کہ شاہزادہ عذر کا قصد کر کے آن پہونچا لیکن شاہزادہ
والا گہر کے دل میں کسی طرح کا خدشہ اور غدر جاگزین نہ تھا سیدھا قصر شاہی میں داخل ہوا اور اسی طرح سے مسلح باپ
کے نقد ملازمت حاصل کی اور سر اسکے قدموں پر رکھکر عرض کی کہ خانجہان نے حضور سے میری نسبت ایسا ظاہر کیا ہے
کہ کمترین نسبت بادشاہ کے قصد ہلاکت رکھتا ہے کسی فرزند نے اپنے باپ کی نسبت ایسا آہنگ نہیں کیا
اور اگر کوئی مرتکب اس امر ناشایستہ کا ہوا عمر سے بہرہ نہ پایا اگر میرے دل میں کسی طرح کا قصد ہوتا تو اسوقت ظہور میں
پہونچاتا اور خانجہان کی غرض یہ ہے کہ مجھے اور دوسرے بیٹوں کو درمیان سے دفع کر کے خود سریر سلطنت پر متمکن ہووے
بادشاہ کو یہ بات صادق آئی شاہزادہ کو آغوش میں لیکر فرمایا کہ جا خانجہان کو قتل کر کے ظفر خان کو رہائی بخش شاہزادہ

محمد خان نے بادشاہی گھوڑے اور ہاتھیوں کو مستعد کرکے باتفاق غلامان فیروز شاہی کہ وہ دس بارہ ہزار سوار رکھتے آدھی رات کو خان جہان کے مکان کو جاکر محصور کیا اور اُسنے واقف ہوکر ظفر خان کو قتل کیا اور خود کچھ فوج سے مسلح ہوکر گھر سے برآمد ہوا اور شاہزادہ سے جنگ میں مشغول ہوا اور جب زخم کھاکر بے طاقت ہوا پھر مکان میں آیا اور دوسرے دروازہ سے برآمد ہوکر میوات کی طرف راہی ہوا اور کوکا بے چوہان سے پناہ ڈھونڈھی شاہزادہ نے اُسکا مکان غارت کیا اور اُسکے اعوان و انصار سے جو کوئی ہاتھ آیا اُسکی گردن ماری اور شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ جو نہایت پیر اور ناتوان ہوگیا تھا سامان شاہی شاہزادہ محمد خان کے سپرد کیا اور خطاب ناصر الدین محمد شاہ عنایت فرمایا اور خود گوشہ عزلت اختیار کرکے اپنے رب کی طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے ۱۸ شعبان ۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری میں تخت جہانبانی پر جلوہ گر ہوکر امور بادشاہی میں قیام کیا اور حکم دیا کہ جمعہ کے دن خطبہ دونوں بادشاہ کے نام پڑھا جاوے اور ارباب عمل یعنی عاملوں اور منصبداروں کو بدستور سابق مقرر رکھا اور ہر ایک کو سرفرازی کا خلعت عنایت فرمایا اور ملک یعقوب آخر بیگ کو جو امرائے معتبر سے تھا سکندر خان خطاب دیکر گجرات کی حکومت کی سند دیکر روانہ کیا اور ملک راجو کو سبا ذرخان اور کمال عمر کو مفتی الملک خطاب دیکر سرفراز فرمایا اور ملک یعقوب سکندر خان جب میوات کے قریب پہونچا کوکا بے چوہان کہ خانجہان نے اُسکے پاس پناہ لی تھی ہراسان ہوکر اطاعت شاہی کا دم بھرنے لگا اور خانجہان کو گرفتار کرکے ملک یعقوب سکندر خان کے پاس بھیجا اور ملک یعقوب سکندر خان نے اُسکی گردن ماری اور سر اُسکا دہلی میں بھیجا اور خود گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ ۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری میں کوہ پایۂ سرمور کی طرف جاکر شکار میں مشغول ہوا اور دو مہینے شکار میں بسر کیا اور وہاں یہ خبر پہونچی کہ فرحت الملک اور امیران صدہ نے گجرات میں اتفاق کرکے علم مخالفت کا بلند کیا ہے اور رعایا ملک یعقوب سکندر خان کو قتل کرکے اُسکے مال و اسباب پر متصرف ہوئے ہیں ناصر الدین محمد شاہ یہ خبر سنکر دہلی میں آیا اور جو سرد و گرم زمانے کا نہ چکھا تھا دفع فساد گجرات کی طرف متوجہ نہوا عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور امرا اور مقربان پدر کا اعتبار نہ کرکے اپنے ہمجولوں کو صاحب حشمت و جاہ کیا اور باوجود بقاے حیات سلطان ملک فیروز شاہ یہی نوکران قدیمی پر دشوار آئے ملک یعقوب سکندر خان کے واقعہ مذکورہ کے پانچ مہینے کے بعد ساتھ ملک بہاء الدین اور کمال الدین کے جو چچیرے بھائی بادشاہ ناصر الدین کے تھے بموافقت کرکے مخالفت میں یکجہت ہوئے اور غلامان فیروز شاہی کو کہ بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی جمعیت اُنکی ایک لاکھ تھی اپنا شریک کیا اور ایک بارگی ناصر الدین محمد شاہ سے سرگردان ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک ظہیر الدین لاہوری کو اُس فتنہ کی تسکین کے واسطے بھیجا جس وقت کہ ملک ظہیر الدین اُس میدان میں کہ لشکر فیروز شاہی جمع تھا پہونچا لشکریوں نے اُسے سنگ سے مجروح کیا اور وہ اس حال سے ناصر الدین محمد شاہ کے روبرو آیا بادشاہ ناصر الدین محمد شاہ جمعیت کرکے اُنکے سر گیا اور حرب صعب کے بعد فائق آیا اور اُنھوں نے بھاگ کر فیروز شاہ کے پاس پناہ لی اور اُسکا دربار ہاتھ میں لاکر دوسری مرتبہ ناصر الدین محمد شاہ کی جنگ میں قیام کیا اور دارالملک میں فتنۂ عظیم قائم ہوا اور روز بروز غالب مغلوب سے متمیز ہوتا تھا تیسرے دن غلامان مذکور خواہ مخواہ بادشاہ کو حرم سرا سے برآمد کرکے پالکی میں بٹھاکر میدان رزم میں لائے لشکر محمد شاہی اور فیلبانان بادشاہی نے جب چتر اور نشان فیروز شاہی کو دیکھا بگمان اُسکے کہ سلطان اپنے اختیار سے جنگ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف متوجہ ہوا ہے شاہزادہ سے منحرف ہوکر بادشاہ سے جاملے ناصر الدین محمد شاہ نے جب احوال اسطرح دیکھا کوہ سرمور کی طرف روانہ ہوا اور ساز و سلب اُسکا تمام غارت ہوا جو بادشاہ کو غلبہ لشکر پیری اور تسلط ضعف سے کچھ اختیار نہ رہا تھا

غلاموں کی صلاح دید کے بموجب تغلق شاہ ولد شاہزادہ فتح خان کو کہ پوتا اُسکا ہوتا تھا ساتھ بادشاہی کے نامزد فرمایا اور
امیر حسین داماد اپنے کو کہ سلطان ناصر الدین محمد شاہ کے ساتھ اتفاق کیا تھا غلاموں کی تکلیف سے قتل کیا اور تغلق شاہ نے
اپنے بڑے باپ کی عین حیات میں اول جو حکم کیا تھا یہ ہو کہ جس جگہ ناصر الدین محمد شاہ کے ہوا خواہوں کو پاؤ قتل کرو اور ملک
سلطان شہ خوشدل کو کہ وہ امراے فیروز شاہی سے تھا سامانہ کی طرف بھیجا تو وہاں کے حاکم علیخان افغان کو کہ سلطان ناصر الدین
کے ہوا خواہوں اور رفیقوں میں سے تھا گرفتار کر کے دربار میں لاوے اور سامانہ محمد شاہ کے حوالہ کرے اور سلطان فیروز شاہ کہ نوّے
برس سے زیادہ تر عمر رکھتا تھا رمضان کی تیرھویں تاریخ سنہ ۷۹۰ھ سات سو نوے ہجری میں دار البقا کی طرف راہی ہوا اور مدت
اسکی سلطنت کی چالیس سال کے قریب تھی اور یہ بادشاہ فاضل اور عادل اور کریم و رحیم اور حلیم تھا اور رعیت اُس سے راضی
تھی اور کوئی شخص اُسکے عہد میں ظلم کا بار نہ اُٹھاتا تھا کتاب فتوحات فیروز شاہی اُسکی تصانیف سے ہے اور یہ پہلا بادشاہ بادشاہانِ
دہلی سے ہے کہ بمقام تربیت افغانان میں ہو کر برخلاف بادشاہوں ماضی کے اعتماد بیشتر کر کے ان لوگوں کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ
کے عہد میں امیران صدہ سے تھے امراے کبار کیا اور سرحدوں کو اُنکے سپرد فرمایا اور قبل اسکے اُنھیں یہ مرتبہ اور یہ حالت
نہ تھی اڑتیس برس اور نو مہینے بادشاہی ہندوستان کی اُسکے پاس رہی وفات فیروز تاریخ اُسکے فوت کی ہے اور
تیمور صاحبقران کا معاصر تھا اور ضیاء برنی نے تاریخ فیروز شاہی اُسکے نام لکھی اور نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ
میں مسطور کیا کہ اُس بادشاہ سے ضوابط احسان اور قواعد امن وامان بہت خلائق کے درمیان رہے چنانچہ جملہ
ضوابط سے تین ضابطہ عمدہ ہیں ضابطہ پہلا یہ کہ اس شخص نے سیاست کہ جزو اعظم بادشاہی مطلقاً ترک کر کے کسی
مسلمان اور ذمی پر سیاست نہ کی بسبب کثرت انعامات اور ادرارات کے تالیف قلوب خلائق کے لیے محتاج سیاست
کا نہ ہوا ضابطہ دوسرا یہ کہ خراج موافق حاصل اور وسعت رعایا کی طلب کرتا اور اضافہ اور توفیر سے ہاتھ رکھتا اور بات کسی کی
رعایا کے حق میں نہ سنتا یہ ضابطہ باعث آبادانی ملک اور آسودگی رعایا اور برایا کا ہے ضابطہ تیسرا یہ کہ واسطے حکومت
ولایات کے آدمی دیانتدار اور خداترس تعین کرتا اور کسی شریر اور بدنفس کو خدمت نہ فرماتا اور حاکم اور امرا اور تمام
خلائق بحکم الناس علیٰ دین ملوکہم پیروی اپنے حاکم کی کرتے تھے اور خیرات اور مبرات اور انعامات اور ادرارات
اسکے دوسرے بادشاہوں ہند سے امتیاز تمام رکھتے تھے اور اُس عدالت آثار نے گنبد عالی پر کہ مسجد جامع فیروزآباد
میں ہشت پہل بنائی ہے اور اسکے آٹھ طرف مضمون کتاب فتوحات فیروز شاہی اپنی تالیف جو مشتمل ہے اوپر وقائع اسکے کے
اور مبنی ہے آٹھ فصل پر تحریر کندہ کی ہے میں بمقتضاے کلام الملوک ملوک الکلام تیمناً اور تبرکاً قدرے اسمیں سے تحریر کرتا ہوں
تاکہ اُس بادشاہ فرشتہ صفات کی نیکی ذات اور پسندیدگی صفات ارباب بصیرت کو معلوم ہو فصل اول اوقاف مسجد اور نصیحت
اور وصیت اسکے مصرف میں لکھے اور دوسری فصل میں کہتا ہے کہ زمانہ سابق میں جو خونریزی مسلمانوں کی ساتھ تھوڑی جرم کے
باقسام تعذیب مثل کاٹنے ہاتھ اور پانوں اور کان اور ناک اور کور کرنے آنکھ اور ٹکڑے کرنے میخ استخوان سے عضائیں اور جلانے
اندام زانی سے اور گاڑنے میخ آہنی ہاتھ اور پانوں میں اور کھینچنے پوست اور دو پارہ کرنے آدمیوں اور دوسرے انواع
کی سیاست شیوع تمام رکھتی تھی حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے ایک توفیق ایسی کرامت فرمائی کہ وہ سزائیں تمام میں نے منسوخ
کیں اور نام نامی بادشاہان ماضیہ کو کہ بسبب کوشش اُنھوں کے ہندوستان دارالاسلام ہوا ہے داخل خطبہ
کیے تو اُس تقریب سے تاکہ اُن کی آمرزش کا دوام ہوتا رہے اور تحصیل مال میں جو لوگ وجوہات نامعقول

اور حساب کو ساتھ ظلم کے داخل مال ح اجی کرکے ہر سال بجبر لیتے تھے مثل چرائی اور گل فروشی اور نیلگون اور ماہی
فروشی اور ندافی اور ریسمان فروشی اور نخود بریان گری اور دوکانانہ اور خمار خانہ اور دادبیگی اور کوتوالی ان سب
میں نے برطرف کیا اور میں نے کہا بیت دل دوستان جمع بہتر کہ گنج بخزینہ تہی بہ کہ مردم برنج ؛ اور میں نے مقرر
رکھا کہ جو مال خلاف سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو نہ لیویں اور قبل اسکے رسم تھی کہ مال غنیمت سے پانچواں حصہ
سپاہ کو دیتے تھے اور چار حصے دیوان میں لیتے تھے میں نے شریعت پاک کے موافق پانچواں حصہ دیوان کا قرار دیا اور میں نے
بدمذہبوں اور ملحدوں اور اہل بدعات کو جو سبب اضلال خلائق تھے سب کو اپنی ولایت سے نکالدیا اور رسوم اور عادات
اُنکے کتب کے سند میں کیے اور ریشمی کپڑا پہننا اور استعمال سونا اور چاندی کرنا مردان روزگار کی عادت ہوئی تھی سب کو ایکقلم
دفع کیا اور احکام شریعت کے موافق حکم دیا اور عورات مسلم اور کافرہ مزارات اور بتخانوں میں جاتی تھیں اور سر منشاء اقسام فساد کی
ہوتی تھیں سب کو منع کیا اور بتخانوں کے عوض مسجدیں تعمیر کیں اور میں نے مکانات خیر بادشاہان ماضیہ کے جیسے مسجدیں اور
خانقاہ اور مدرسے اور چاہ اور حوض اور پل اور مقبرے کہ بوسیدہ اور مسمار ہوتے تھے ازسرنو تعمیر کرکے اوقاف مقرر کیے اور
میں نے ایک جماعت کو جنکے میرے خداوند سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم نے سیاست کے واسطے گرفتار کرکے قطع اعضا کیے تھے
زن اور فرزند اور ورثہ اُنکے سے جو میرے ہاتھ آئے ساتھ انعام اور وظیفہ کے خوشدل کیا اور خط ابرائے ذمہ سلطان مرحوم
اُنسے لیکر اور ساتھ مہر اکابر اور اشراف کے مزین کرکے بادشاہ تغلق شاہ مبرور کے مقبرہ میں رکھا اور علاوہ اسکے جس
جگہ کہ خبر کسی گوشہ نشین یا فقیر کی میں نے سنی اُس کی خدمت میں جاکر مراعات کی اور علاوہ اسکے مردان سپاہ اور ارکان کبیر
سن میں ہو چکے تھے انھیں ساتھ نصیحت اور مواعظت کے مناہی سے توبہ کراکے وظیفہ اُنکا مقرر کرکے کار آخرت میں مشغول
کیا اور اہل خدمت تمام مسجدوں اور مدرسوں اور خوانق اور حمام اور چاہ پر معین کرکے وظیفہ مقرر کیا کہ تفصیل اسکی دراز
ہے پھر بادشاہ موصوف کہتا ہے کہ دو مرتبہ مجھے زہر دیا گیا میں نے دیدہ و دانستہ نوش کیا مجھے کچھ مضرت نہ ہوئی اور جو کہ دوسرے
وقائع اس رسالہ کے اس کتاب میں داخل ہوئے بسبب توارد اور تکرار کے قلم انداز کیا لیکن جو کچھ تفصیل بنائے عمارات
اور بقاع ہائے خیر اسکے پائی گئی تفصیل اُسکی یہ ہے بند جو ہے پچاس عدد مسجد چالیس عدد مدرسہ تیس عدد خانقاہیں بیس عدد
کوشک سو عدد ۔ دارالشفا پانچ عدد ۔ مقبرہ سو عدد ۔ حمام دس عدد ۔ چاہ ایک سو پچاس عدد ۔ پل سو عدد ۔
باغات حد و حصر سے افزون اور ہر ایک کے واسطے وقف نامے تحریر کیے اور موقوفات انہیں مقرر کیے ۔ ذکر بادشاہی

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن فتح خان بن سلطان فیروز شاہ باربک کا ۔ بعد فوت

سلطان تغلق شاہ کے سلطان فیروز شاہ باربک قصر فیروز آباد میں تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر ساتھ سلطان غیاث الدین
تغلق شاہ کے مخاطب ہوا اور رہ بادشاہی میں استقلال پاکر خطبہ و سکہ ہندوستان کا اُسکے نام ہوا اور ملک فیروز علی
پسر ملک تاج الدین پردہ دار خان جہان مہتر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور غیاث الدین ترمذی کو سلاحداری
کی خدمت مفوض ہوئی اور قطلغ بجات بدستور سابق ساتھ قرۃ الملک کے مقرر ہوئے بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے
خان جہان اور بہادر ناہر کو مع لشکر زاں سلطان ناصر الدین محمد کے دفع کے واسطے تعین کیا اور ناصر الدین محمد شاہ
نے سرمور میں آوازہ توجہ لشکر دہلی کا سنکر سپاہ جمع کیا اور اپنے اہل و عیال اور ملازمین ... لشکر کے
لشکر مخالف سے لڑا آخر کو شکست پائی اور جا بجا انتقال کرتا ہوا تغلق نگر کوٹ میں ...

اور محکم تھا امور اج بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کی پلٹ آئی اور وہ بمقتضاے جوانی عیش کامرانی میں مشغول
ہوا اور ظلم و فساد پر کمر باندھی اور اپنے بھائی حقیقی کو جو سالار شاہ نام رکھتا تھا بشدت تمام مقید کیا اور اس کے
چچیرے بھائی ابوبکر شاہ بن ظفرخان بن سلطان فیروزشاہ نے بیم و ہراس سے گوشہ اختیار کیا اور فرصت پاکر ملک
رکن الدین نائب وزیر کو اور چند سرداروں کو اپنا یار کرکے علم مخالفت کا بلند کیا چنانچہ غلامان فیروزشاہی جو عمدہ
درگاہ تھے وہ بھی ساتھ اسکے متفق ہوکر دیوانخانہ میں گئے اور ملک مبارک کبیر کو جو امیر الامرا بادشاہ غیاث الدین تغلق
شاہ کا تھا قتل کیا اور سلطان غیاث الدین آگاہ ہوکر ہمراہ ملک فیروز علیخان جہان کے اس دروازہ سے کہ جو نہر جون کی طرف
واقع تھا نکل گیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر نے خبردار ہوکر ساتھ ایک جماعت غلاموں کے پیچھا کیا اور اسے مع ملک
فیروز علی خان جہان گرفتار کرکے تہ تیغ کیا یہ واقعہ ماہ صفر کی اکیسویں ۷۹۱ھ سات سو اکانوے ہجری میں واقع ہوا تھا
مدت سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ثانی کی پانچ مہینے اور چند روز تھی **ذکر سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفرخان
بن سلطان فیروزشاہ باربک کا** - ارکان دولت اور اعیان حضرت جب اپنے خداوند کی سیاست سے فارغ
ہوئے ابوبکر شاہ کو سریر سلطنت پر متمکن کیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر ہوکر امور شاہی کا صاحب اختیار ہوا اور
ارادہ کیا کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود تخت شاہی پر جلوس کرکے تاج سلطانی زیب فرق کرے ابوبکر شاہ نے اس امر سے
واقف ہوکر پیش دستی کی یعنی اسے ساتھ ایک جماعت غلاموں سلطان فیروزشاہ کے کہ جو اس ارادہ میں شریک تھے قتل
کیا اور اس سیاست سے اسکی سلطنت نے قوت پکڑی لیکن ان دنوں میں امیران صدہ سمانہ نے مخالفت پر کمر باندھی اپنے
حاکم ملک سلطان شاہ خوشدل کو کہ دولت خواہان ابوبکر شاہ سے تھا قتل کیا اور اسکا سر ناصر الدین محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ
میں بھیجکر التماس تشریف آوری کی ناصر الدین محمد شاہ جالندھر کے راستے سے سمانہ میں آیا اور وہاں تخت پر بیٹھکر دہلی کیطرف
لشکر کشی کی اور بعد ازانکہ چند مرتبہ شکست کھا کر مغلوب ہوا تھا آخر میں غالب آیا اور ابوبکر شاہ کو ذیحجہ کی بیسویں تاریخ ۷۹۲ھ
سات سو بانوے ہجری میں دار العدم کے قیدخانہ میں بھیجا اور تفصیل اسکی واقعات ناصر الدین محمد شاہ سے واضح ہوگی ابوبکر
شاہ کی مدت شاہی ڈیڑھ برس تھی - **ذکر بادشاہی سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروزشاہ
باربک کا** - پہلا جلوس اس کا حیات پدر میں شعبان کی چھٹی تاریخ ۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری میں ہوا تھا اور جب ملک
سلطان شاہ خوشدل کو امیران صدہ نے سمانہ میں قتل کیا ناصر الدین محمد شاہ نے بکوچ متواتر آپکو قلعہ نگرکوٹ سے
سمانہ میں پہونچایا پس جمیع امیران صدہ اور سمانہ اور مقدمان اس اطراف نے اس سے بیعت کی اور بعضے امرا و مردم
پایہ تخت دہلی سے ابوبکر شاہ سے سرتابی کرکے اسکی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسکے بعد بیس ہزار سوار اسکے
ظل رایت میں فراہم ہوئے پھر وہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور جب دہلی کے حوالی میں پہونچا پچاس ہزار سوار اسکے
پاس جمع ہوئے پھر ربیع الآخر کی پانچویں تاریخ سنہ مذکور کو بجبر و قہر شہر میں داخل ہوکر قصر جہان نما میں وارد ہوا
اور ابوبکر شاہ نے بھی فیروز آباد میں اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا اور جمادی الاول کی دوسری تاریخ اسی سنہ کو دو جیہ ہاے
فیروز آباد میں ساتھ مردم ناصر الدین محمد شاہ کے بنیاد جنگ کی ڈالی اور اسی روز بہادر ناہر مع جمعیت تمام شہر میں
داخل ہوا اور ابوبکر شاہ مستظہر ہوکر دوسرے دن فیروز آباد سے برآمد ہوکر ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ہم مصاف
ہوا اور غالب آیا اور ناصر الدین محمد شاہ دو ہزار سوار سے آب جون سے عبور کرکے درمیان دوآب کے گیا اور بہاون

پسر میانی اپنے کو ساتھ ملک ضیاء الملک ابو رجا اور راے کمال الدین اور راے خلجی بھٹی کو سامانہ کی طرف بھیجا اور خود موضع
جالیسر میں آب گنگ کے کنارہ قرار پکڑا اور جو اول سے آخر تک غلامان فیروز شاہی نے ساتھ ناصر الدین محمد شاہ سے
بدسلوکی کی تھی حکم کیا کہ جہاں کہیں یہ دستیاب ہوں تیغ بیدریغ سے قتل کرو اور انکا مال و متاع غارت کرو اس سبب سے
بہت سے غلام کہ ولایت میں متفرق اور پریشان ہوتے تھے رعایا وغیرہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور رعیت
ابوبکر شاہ سے منحرف ہو کر دشمن ہوئی اور باج و خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا جو ملک سرور شحنہ پیل اور ملک نصیر الملک حاکم ملتان اور
خواص الملک حاکم بہار اور راے سرور اور دوسرے راے اور امرا ناصر الدین محمد شاہ کے شریک ہو کر پچاس ہزار سوار سے جمع ہوئے
ناصر الدین محمد شاہ نے ملک سرور کو وزارت دیکر خواجہ جہان کا خطاب عنایت فرمایا اور ملک نصیر الملک کو امیر الامرا کر کے ساتھ
خضر خان کے مخاطب کیا اور خواص الملک کو خواص خان اور راے سرور کو راے رایان خطاب دیا اور باقی امرا کو بھی ساتھ خطاب
اور القاب کے مسرور اور خوشدل کر کے آہنگ دہلی کیا اور ابوبکر شاہ نے بھی لشکر جرار آراستہ کر کے استقبال فرمایا اور موضع کندلی میں
فریقین کا مقابلہ ہوا اور بعد حرب صعب کے چونکہ ابھی وقت نوبت سلطنت ناصر الدین محمد شاہ کا نہ آیا تھا شکست پاکر جالیسر کی طرف گیا
بقول شخصے بیت تا در نرسد وعدۂ ہر کار کہ ہست ٭ سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست ٭ ابوبکر شاہ نے تعاقب
کر کے ناصر الدین محمد شاہ کا اردو غارت کیا اور دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور ہمایون خان جو سامانہ میں تھا
لشکر جمع لاکر دہلی کی اطراف میں روانہ ہوا اور ابوبکر شاہ نے ملک شاہین کو اُسکے حرب پر مامور کیا اور پانی پت
میں جنگ ہوئی اور ہمایون خان ہزیمت کھاکر سامانہ کی طرف راہی ہوا اور لشکر دہلی کو اگرچہ ہر بار فتح اور نصرت میسر
دکھائی تھی لیکن اس سبب سے کہ امرا اور ملوک فتنہ طلب پوشیدہ ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ہوا خواہ تھے ابوبکر شاہ اس مدت
میں دہلی کو چھوڑ کر تعاقب ناصر الدین محمد شاہ کا نکرتا تھا لیکن اس مرتبہ شکست ہمایون خان سے دلیر ہو کر امرا کی تجویز سے ناصر الدین
محمد شاہ کے دفع کے واسطے دہلی سے برآمد ہوا اور بیس کوس پر مقام کیا اور جالیسر کے جانے کی فکر میں ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ
کوتوال اور امراے دہلی سے موافقت کر کے ساز و سلاح بنا جالیسر میں چھوڑ کر مع چار ہزار سوار جرار مقابل لشکر ابوبکر شاہ
کے روانہ ہوا اور اُسکے بعد جبکہ نزدیک ہوا راہ چپ سے دہلی کی طرف ایلغار فرمایا اور ایک جماعت کہ ابوبکر شاہ محافظت کے
واسطے دروازہ پر چھوڑ گیا تھا جنگ میں مشغول ہوئی ناصر الدین محمد شاہ نے زور لاکر دروازہ بداؤن کو آگ دیکر شہر میں
داخل ہوا اور قصر ہمایون میں نزول کیا اور ادنی و اعلیٰ وضیع و شریف اُسکی خدمت میں حاضر ہو کر مبارکباد دینے لگے ابوبکر شاہ خبر
پاکر اُسی روز متعاقب ناصر الدین محمد شاہ کے شہر میں پہونچا اور ملک بہاء الدین جنگی کو کہ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف
سے نگہبانی دروازہ کی کرتا تھا قتل کر کے قصر ہمایون کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کہ لوگ اُسکے شہر میں متفرق
ہوئے تھے طاقت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر دروازہ حوض خاص سے جالیسر کی طرف نکل گیا اور بعضے امراے
اُسکے مثل خلیل خان باربک اور آدم اسمعیل خواہرزادہ سلطان فیروز شاہ دستگیر ہو کر مقتول ہوئے اور بعضے
جنگ میں مارے گئے اور رمضان کے مہینے سنہ مذکور میں مبشر حاجب بادشاہی نے کہ خطاب اسلام خانی
پایا تھا اور غلامان فیروز شاہی میں اُس سے بزرگ تر کوئی نہ تھا ابوبکر شاہ سے رنجیدہ ہو کر ایک عریضہ مشتمل
اخلاص و طلب ناصر الدین محمد شاہ کو لکھکر اکثر غلامان فیروز شاہی کو ساتھ اپنے متفق کیا اور ابوبکر شاہ جب مطلع
ہوا کہ اکثر لشکر والے مخالف ہوئے ہیں اور محمد شاہ نے اپنی جگہ سے جنبش کی ہے ناچار ایک جماعت مخصوصان کو ساتھ

نزدیک بہادر ناہر کے میوات کی طرف گیا اور ملک شاہین اور صفدر خان اور ملک بحری کو دہلی مین چھوڑا اور ناصر الدین
محمد شاہ رمضان کی انیسوین سنہ مذکور مین دہلی مین پہونچکر صدر شاہی پر متمکن ہوا اور وزارت اسلام خان کے مفوض
ہوئی ناصر الدین محمد شاہ نے بعد چند روز کے جب کچھ قوت پکڑی وہ ہاتھی کہ غلامان فیروز شاہی کے تصرف مین تھے
حسن سے لیکر اپنے فیلبانون کے سپرد فرمائے اس سبب سے تمام غلام رنجیدہ خاطر ہوئے اور شب کو مع اہل وعیال بھاگ کر
ابو بکر شاہ کے پاس گئے اور ناصر الدین محمد شاہ نے باقی غلامان فیروز شاہی کو جو تقلید غلامان مصر کرتے تھے دہلی
سے نکالدیا کسواسطے کہ ان سنوات مین مصر مین بھی یہی صحبت تھی کہ غلام آپس مین مستقل ومتفق ہو اکثر اپنے مالک کو قتل
کرتے تھے اور کام عجیب ظہور مین پہونچاتے تھے اور اس کی جگہ دوسرون کو بٹھاتے تھے اور مشہور ہے کہ ناصر الدین
محمد شاہ نے فرمایا کہ غلامان فیروز شاہی سے جو کہ تین روز سے زیادہ شہر مین رہیگا جان ومال اسکا تلف ہوگا پس اکثر
انمین سے تین روز مین شہر سے باہر گئے اور جو کہ رہ گئے دستیاب ہوکر علف تیغ خون آشام ہوئے اور بعضے خوف جان
سے کہتے تھے کہ ہم اصیل ہین ناصر الدین محمد شاہ نے فرمایا جو کہ تم سے کھرا کھری کہے اصیل ہے اور غلام جسطور سے کہ بادشاہ
چاہتا تھا تلفظ نکرسکتے تھے بلکہ مردم پورب اور بنگالہ کی بولی مین ادا کرتے تھے مارے جاتے تھے حتی بہت سے آدمی پورب کے
کہ اصیل تھے اور زبان انکی خوب نہ تھی قتل ہوگئے اسکے بعد ناصر الدین محمد شاہ اپنے کام کے سرانجام مین مشغول ہوا اور
اطراف وجوانب سے لشکر جمع کیا اور ہمایون خان بیٹا اسکا جو سمانہ مین تھا مع جمعیت تمام دہلی مین آیا ناصر الدین محمد شاہ
کو تقویت تمام حاصل ہوئی اور شاہزادہ ہمایون خان کو ساتھ اسلام خان اور عادل خان اور رائے کمال الدین
اور رائے خلجی بھٹی کے ابو بکر شاہ پر تعین فرمایا اور جب وہ لشکر کوٹلہ مین پہونچا محرم کے مہینے ۷۹۳ھ سات سو
ترانوے ہجری مین ابو بکر شاہ باتفاق بہادر ناہر اور خانہ زادان فیروز شاہی کے ہمایون خان کی بیخبری مین
سر دو پر تاخت لایا اور پندرہ آدمیون کو مجروح کیا شاہزادہ پائے ثبات استوار کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور
اسلام خان بھی آپکو مستقل کرکے کمک کو پہونچا اور ابو بکر نے کچھ کام نہ کیا قلعہ کوٹلہ کی طرف پلٹ آیا اور ناصر الدین
محمد شاہ یہ خبر سنتے ہی بکوچ متواتر میوات کی طرف گیا ابو بکر شاہ اور بہادر ناہر نے چارہ امان کے سوا نہ دیکھا ملازمت
کی ناصر الدین محمد شاہ نے بہادر ناہر کو رخصت انصراف دی اور ابو بکر شاہ کو ہمراہ لیکر منزل کھندی مین لایا اور وہان سے جدا
کرکے قلعہ میرٹھ مین بھیجا اور وہ اسی حبس مین فوت ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے جب دہلی مین مراجعت کی خبر پہونچی کہ ملک فرح ملک
حاکم گجرات باغی ہوا ہے اسواسطے ظفر خان بن وجیہ الملک کو ساتھ اس تفصیل کے کہ وقائع شاہان گجرات مین لکھا جاویگا
باعزاز واحترام تمام گجرات کی طرف روانہ کیا اور ۷۹۴ھ سات سو چورانوے ہجری مین خبر آئی کہ رائے نرسنگھ اور بیر اودھن اکھوتہ
اور بیر بھان مقدم بجیسور کے جو عمدہ کفار تھے سنی بادشاہ نے اسلام خان کو رائے نرسنگھ کے دفع شر کے واسطے تعین بجاجنسو
ستمرد ان سے تھا بھیجا رائے نرسنگھ نے جنگ کرکے شکست پائی اور آخر کو صلح کرکے اسلام خان کے ہمراہ دہلی مین آیا
اور انھین دنون مین بادشاہ نے سنا کہ مقدمان اٹاوہ تمرد کرکے قصبہ بلارام اور دوسرے پرگنات پر تاخت لاتے ہین
بادشاہ نے خود بنفس نفیس فوج جرار سے اس طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کفار عاصی کو مستاصل کیا وقلعہ اٹاوہ
کو مسمار کرکے قنوج کی طرف روانہ ہوا اور اس نواح کو بھی تاخت کرکے جالیسر مین آیا اور جو ان دنون مین کو اسنے اوپر مبارک
جانتا تھا قلعہ وہان تعمیر کرکے محمد آباد نام رکھا اور اسوقت مین خواجہ جہان حاکم دہلی کی عرضی پہونچی کہ اسلام خان لاہور مین

جاکر فساد برپا کیا چاہتا ہے ناصر الدین محمد شاہ بہ تعجیل تمام دہلی کی طرف راہی ہوا اور دہلی میں پہونچتے ہی اسلام خان
کو طلب کرکے استفسار فرمایا اسلام خان نے انکار کیا جاجو نام ہندو اور اسلام خان کے بھتیجے نے کہ اُسکے دشمن تھے
گواہی دروغ دی ناصر الدین محمد شاہ نے کہ اصل میں اس سے متوہم تھا اُسے گرفتار کرکے فوراً حکم اُسکے قتل کا نافذ
فرمایا خواجہ جہان منصب وزارت پر سرفراز ہوا اور ملک مقرب الملک نے محمد آباد کی حکومت پائی اور اس طرف راہی ہوا
اور ۷۹۵ھ سات سو پچانوے ہجری میں مرزادہ میں راٹھور اور بیرہجان نے طغیان پر کمر باندھی اور ملک مقرب الملک نے
حسب الحکم لشکر محمد آباد کا لیجاکر اُنکے شر کے دفع کی تدبیر کی اور بادشاہ بھی شوال کے مہینے اُسی سنہ میں میوات کے سمت
جاکر اُس ولایت پر تاخت لایا اور وہاں سے محمد آباد اور جالیسر میں آکر بیمار ہوا اور جب سُنا کہ بہادر ناہر عاصیان اور
طغیان پر کمر کسکر بعضے مواضع دہلی کے غارت کرتا ہے بادشاہ باوجود مرض اور ضعف کے میوات کی طرف متوجہ ہوا
جب کوٹلہ میں پہونچا اور ناہر نے مقابل ہوکر صف آراستہ کی اور شکست کھاکر کوٹلہ میں آیا اور جو ٹھہرنے کی قدرت
نہ رکھتا تھا وہاں سے بھاگ کر پہاڑ میں پوشیدہ ہوا سلطان اہتمام عمارت کے واسطے وہیں بیماری میں محمد آباد جالیسر کی
طرف گیا اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۷۹۶ھ سات سو چھیانوے ہجری میں ہمایون خان کو کہ دہلی میں تھا واسطے تدارک
اور دفع شیخا کے کھکر کے کہ باغی ہوکر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا تھا تعیین فرمایا ابھی ہمایون خان دہلی سے برآمد ہوا تھا
کہ سلطان اس سرائے فانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہوا کس واسطے کہ محمد آباد جالیسر میں بیماری اُسکی زیادہ ہوئی
روز بروز ضعف کا زور ہوا اور طاقت سلب ہوئی یہانتک کہ ماہ ربیع الاول کی سترھویں تاریخ سنہ مذکور میں
داعی حق کو لبیک اجابت کہا اور نعش اُسکی دہلی میں لاکر حوض خاص کے کنارے پہلو میں اُس کے باپ کے دفن
کی مدت اُس کی سلطنت کی چھ برس اور سات مہینے تھی **ذکر سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین
محمد شاہ کا** ۔ جب ناصر الدین محمد شاہ روضۂ جنت کی طرف سدھارا اُسکا فرزند ہمایون خان اُنیسویں تاریخ شہر
مذکور کو تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا اور لقب اپنا سکندر شاہ رکھا اور بدستور سابق امرا و حکام ولایات پر برقرار
رکھے اسکے بعد کل ایک مہینے سلطنت کی اور مرض سخت میں مبتلا ہوا اور بہرہ دن مرض ترقی میں تھا یہانتک کہ اُسنے بھی
اپنے باپ اور دادا کے مانند حوض خاص کے کنارے خوابگاہ بنائی بیت بخت و دولت چہ شد ابر بہارے بود خواجہ چند
بنوان خورد ازین مائدہ حیف قسمت خویش ۔ مدت اُسکی سلطنت کی ایک مہینا اور سولہ دن تھی ۔ **ذکر سلطنت
ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا** ۔ سکندر شاہ کے فوت کے بعد امرا کے درمیان بادشاہ کے
تعیین ہونے میں گفتگو بہت ہوئی پندرہ روز تک امر بادشاہی معطل رہا آخر خواجہ جہان کی کوشش سے ناصر الدین محمد
شاہ کا چھوٹا بیٹا کہ محمود نام رکھتا تھا سواد اعظم ہندوستان کے تخت پر جلوس فرمایا ناصر الدین لقب پایا اور نظام کار
اور امرا اس سے بیعت کرکے سر اُسکے حلقۂ فرمان میں لائے اور خواجہ جہان بدستور منصب وزارت پر مقرر ہوا اور
مقرب الملک مقرب خان ہوکر کفیل السلطنت اور امیر الامرا ہوا اور سعادت خان نے باربکی پائی اور سارنگ خان
دیپالپور کا حاکم ہوا اور دولت خان منشی عارض ممالک ہوا اور سلطنت دہلی کے انقلاب سے سقوط سلطنت دہلی
ذائل ہوئی تھی ولایت میں ہرج مرج نے ظہور کیا کفار اطراف نے سرکشی کو اپنا پیشہ کیا اکثر ہندو شرقی نے بغاوت سر اٹھایا
اس سبب سے بادشاہ ناصر الدین محمود نے خواجہ جہان کو سلطان الشرق خطاب دیکر مع بیس زنجیر فیل اور لشکر کثیر ہندو

قنوج اور بہار کی طرف روانہ کیا اور وہ اُس ولایت میں جاکر بآہستگی تمام سبکو عمل میں لایا اور جونپور تک گیا اور حکام بنگالہ سے بھی مال مقرری چند سالہ اور ہاتھی متقبلہ ہر سال کے لیے اور سارنگ خان جو حاکم دیپالپور کا ہوا تھا لشکر ملتان اور اُس کے نواحی کا فراہم کرکے شیخا کہکر کی طرف متوجہ ہوا اور شیخا کہکر بھی مع سپاہ کثیر کہ اکثر اُس میں خویش اور ہم قوم اُسکے تھے اجودہن سے استقبال کرکے بارہ کوس لاہور سے مقابل میں پہونچا اور ایسی جنگ کہ مردان شجاع اور بہادران کارآگاہ زبان ساتھ تعریف اور تحسین کے کھولیں واقع ہوئی آخر کو شیخا کہکر بھاگ کر لاہور میں آیا اور زن و فرزند اپنے ہمراہ لے کر کوہ جمون میں پناہ لے گیا اور سارنگ خان لاہور کو اپنے چھوٹے بھائی عالی خان کے سپرد کرکے دیپالپور کی طرف گیا اور اُسی عرصہ میں سلطان ناصر الدین محمود نے مقرب الملک مقرب خان کو مع ایک سو زنجیر فیل اور ایک جمعیت خاصہ خیل دہلی میں چھوڑ کر خود گوالیار اور بیانہ کی طرف سواری فرمائی اور سعادت خان باربک رکاب میں تھا اور جب گوالیار میں پہونچا مبارک خان یعنی فرزند ملک راجو اور ملو خان برادر سارنگ خان اور ملک علاء الدین دھاروال نے سعادت خان باربک کو مار ڈالنے کا قصد کیا اور سعادت خان اُن کے ارادہ سے آگاہ ہوا مبارک خان اور ملک علاء الدین کو قتل کیا اور ملو خان بھاگ کر دہلی میں پہونچا اور سلطان ناصر الدین محمود اس فساد کے بعد دہلی میں آیا اور مقرب الملک مقرب خان استقبال کے واسطے حاضر ہوکر شرف ملازمت سے مشرف ہوا لیکن طرح اور وضع مجلس بادشاہی سے اور پناہ دینے اپنے سے ساتھ ملو خان کے ایک خوف اور ہراس نے اُس کے دل میں راہ پائی شہر کی طرف بھاگ کر حصاری ہوا اور جنگ شروع کی اور تین مہینے کے عرصہ تک صحبت نے درازی پائی اکثر اوقات مردمان درونی اور بیرونی کے درمیان میں جنگ واقع ہوتی تھی اور جو یہ صحبت سعادت خان باربک کی خاطر تھی ناصر الدین محمود شاہ ساتھ ترغیب اور تحریص مقربون کے ہنگام فرصت ماہ محرم سنہ ۷۹۷ سات ستانوے ہجری میں شہر میں داخل ہوکر مقرب الملک مقرب خان سے جا ملا دوسرے دن مردمان شہر نے ایک حشر برپا کیا اور سعادت خان باربک کے مقابلہ اور مجادلہ کو شہر سے برآمد ہوئے اور شکست کھاکر پھر شہر میں داخل ہوئے اور جب برسات کا موسم پہونچا اور قلعہ دہلی کا نہایت سنگین اور مستحکم تھا سعادت خان خیمہ اور خرگاہ اُٹھاکر شہر فیروز آباد کی طرف گیا اور امرا کی صلاح سے نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کو کہ ولایت میوات میں رہتا تھا طلب کرکے بادشاہ بنایا اور ناصر الدین کو نصرت شاہ لقب دیا اور خود متصدی اور مستقل امور بادشاہی ہوا نصرت شاہ کو نمونہ سلطنت کا رکھتا تھا امرا اور غلامان فیروز شاہی بدسلوکی سعادت خان باربک سے آزردہ خاطر ہوئے فیلبانوں کو اُس سے منحرف کیا اور نصرت شاہ کو بھی اُس سے ساتھ مکر اور حیلہ کے متنفر کیا اور ہاتھی پر سوار کرکے سعادت خان باربک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوئے اور سعادت خان جو غافل تھا فرصت جنگ نہ پاکر بھاگا مصرع صبر را چون اجل آمد بسوے صیاد رود ٭ اور مقرب الملک مقرب خان سے امان چاہ کر اُسکے پاس گیا اور اُسی چند روز میں شمشیر غدر اُسکے سے درگذرا اور امراے فیروز آباد نے از سر نو نصرت شاہ سے بیعت کی اور بہت ولایتوں پر متصرف ہوئے اور دہلی اور فیروز آباد میں دو بادشاہ قائم ہوئے اور امرا بھی دو طرف ہوئے جیسا کہ تاتار خان بن خان اعظم ظفر خان گجراتی اور شہاب ناہر اور فضل اللہ بلخی المخاطب بہ قتلغ خان نصرت شاہ کے شریک ہوئے اور مقرب الملک مقرب خان مع اور امرا سلطان ناصر الدین محمود کی ملازمت میں حاضر ہوا اور ملو خان المخاطب

حالات ۷۹۸ھ

یا اقبال خان جو کہ قلعہ سیری کو تصرف میں رکھتا تھا اور بہادر ناہر جو دہلی کہنہ میں تھا کسی طرف نگردیدہ ہوئے تشخیص معاملہ کے
منتظر تھے اور تین برس ان دونوں بادشاہوں کے درمیان جنگ قائم رہی غالب مغلوب سے متمیز ہوتا تھا کبھی دہلوی زور
کرکے غنیم کو فیروز آباد تک پسپا کرتے تھے اور گاہے فیروز آبادی غلبہ کرکے دشمن کو دہلی کے قلعے تک ہٹاتے تھے اور ایک جماعت
کثیر ہندو اور مسلمان سے ان معرکوں میں کام آگئی اور سنہ ۷۹۸ سات سو اٹھانوے ہجری میں سارنگ خان حاکم دیپالپور نے خضر خان
حاکم ملتان سے پرخاش آغاز کی اور سارنگ خان جنگ کے بعد غالب آیا اور ملتان پر متصرف اور قوی ہوا اور سنہ ۷۹۹ سات سو
ننانوے ہجری میں سامانہ کی طرف گیا اور وہاں کے حاکم عالی خان کو بھی نکال کر مستقل ہوا اور نصرت شاہ نے یہ خبر سنکر تاتار خان
حاکم پانی پت کو مع ملک الیاس اور لشکر گراں سارنگ خان پر تعین کیا اور اوائل محرم سنہ ۸۰۰ آٹھ سو ہجری میں سارنگ خان
تاتار خان سے شکست کھا کر ملتان کی طرف بھاگا اور سنا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر پوتے امیر تیمور صاحبقران نے آب سندھ پر کشتی
سے پل باندھ کر عبور کیا اور اوچہ کو محاصرہ میں لایا اسواسطے اُسنے ملک تاج الدین نائب اپنے کو مع امرائے دیگر و لشکر برگزیدہ
ملک علی حاکم اوچہ کی کمک کو روانہ کیا اور امیرزادہ نے اُنکے آنے سے واقف ہو کر آب بیاہ کے کنارے تک استقبال کیا اور
اُنھیں غافل کرکے حملہ آور ہوا اور اُنکی جمعیت متفرق کی چنانچہ اُنھیں کے اکثر آدمی ہنگام فرار قتل ہوئے اور بعضے پانی میں ڈوب
گئے اور ملک تاج الدین پریشان اور بدحال کچھ آدمیوں سے ملتان کی طرف بھاگا اور جب میرزا پیر محمد جہانگیر بطور تاخت ملتان میں
پہونچا سارنگ خان مضطرب ہوکر حصاری ہوا اور چھ مہینے کے بعد قحط پڑا سارنگ خان امان طلب کرکے قلعہ سے برآمد ہوا اور
میرزا پیر محمد نے اُسے مع تمام لشکر مقید کرکے ملتان پر قبضہ کیا اور اسی عرصہ میں سارنگ خان قیدخانہ سے بھاگا اور ملتانیوں
کو مطیع اور منقاد کیا اور سنہ مذکور میں اقبال خان مقرب الملک مقرب خان سے رنجیدہ ہوکر ناصر الدین محمود شاہ سے منحرف
ہوا اور نصرت شاہ سے پیغام صلح بھیجا اور نصرت شاہ سوار ہوکر قلعہ سیری میں آیا اور دروازہ حظیرہ خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ
میں مصحف مجید کو درمیان میں لاکر طرفین سے عہد باندھا اقبال خان نصرت شاہ کو مع لشکر و فیل قلعہ جہان نما کے اندر لیگیا
اور ناصر الدین محمود شاہ ساتھ مقرب الملک مقرب خان اور بہادر ناہر کے دہلی کہنہ میں رہا اور دو تین روز کے بعد
اقبال خان نے نصرت شاہ سے دل دگرگون کرکے غدر کا ارادہ کیا اور نصرت شاہ قلعہ سیری سے برآمد ہوا اقبال خان نے
پیچھا کیا اور اثاثہ بادشاہی کو قبضہ میں لایا اور نصرت شاہ کو فیروز آباد میں استقامت کی طاقت نرہی اپنے وزیر تاتار خان
کے پاس پانی پت میں گیا اور اقبال خان فیروز آباد کو اپنی تصرف میں لایا اور نہایت مستقل ہوا اور عزم مقرب الملک
مقرب خان کے دفع کا کیا چنانچہ قریب دو مہینے کے اُنکے درمیان جنگ قائم رہی آخر بادشاہ اور امرا درمیان میں آئے اور
قصر جہان نما میں اُنھیں صلح کرادی اور اقبال خان اُنھیں دنوں میں مصلحت دینوی کے باعث عہد توڑ کر قلعہ سیری سے
اچانک مکان پر مقرب الملک مقرب خان کے تاخت لے گیا اور اُسے گرفتار کرکے قتل کیا اس وقت سلطان
ناصر الدین محمود کو دست افراز کرکے ساتھ حکومت کے مشغول ہوا اور ایک نام کے سوا ساتھ اُس کے نہ چھوڑا
اور اسی سال قلعہ دہلی کو ساتھ اعوان و انصار اپنے کے سپرد کرکے بادشاہ کے ہمراہ تاتار خان کے دفع کے واسطے
پانی پت کی طرف روانہ ہوا اور تاتار خان ہاتھی اور اسباب حصار پانی پت میں چھوڑ کر دوسرے راستہ سے دہلی کی طرف
گیا اور محاصرہ کیا اقبال خان نے قلعہ پانی پت کو محاصرہ کرکے تین دن میں مفتوح کیا اور تاتار خان کے ارادہ سے واپس
منصرف ہوا اور مظفر اور منصور ہوکر دہلی کی طرف معاودت کی اور تاتار خان سے قلعہ دہلی کے استحکام کے سبب سے کچھ نہ

بن پڑا تھا اپنے باپ ظفر خان کے پاس گجرات میں گیا اور اقبال خان نہایت اطمینان سے دہلی میں فروکش ہو کر امور
سلطنت میں مشغول ہوا اور اس درمیان میں خبر پہونچی کہ امیر تیمور صاحبقران نے بقصد تسخیر ہندوستان آب سندھ سے
عبور کیا **بیان امیر تیمور صاحبقران کا مملکت ہندوستان کی طرف آنے کا** ۔ امیر تیمور صاحبقران گیتی ستان آشوب اور
فتنہ دہلی بلکہ تمام ہندوستان کا سنکر سنہ آٹھ سو ہجری میں سفر ہندوستان کا عازم ہوا اور آب سندھ سے عبور کرکے
محرم کی بارھویں تاریخ سنہ آٹھ سو ایک ہجری میں چول جلالی کے کنارے اترا اور جب سے چنگیز خان سے شکست کھاکر
سلطان جلال الدین منکبرنی اس چول میں داخل ہوا ساتھ اس نام کے مشہور ہے اور بعضے زمینداران نے دامن کوہ سے اس مقام
میں آکر ملازمت کی اور شہاب الدین مبارک جو آب بہٹ کے نواحی میں بعضے ولایات کے حفظ کے واسطے تصرف میں رکھتا تھا
اقامت پذیر تھا جب امیرزادہ میرزا پیر محمد ملتان کی طرف جاتا تھا آن کر ملازمت کی اور باوجود رعایت کے پھر اظہار خلاف
کیا اور اس وقت میں بھی صاحبقران کی اطاعت نہ کی اسلیے امیر شیخ نورالدین ساتھ اقوام اپنی کے اسکے دفع کے واسطے
تعین ہوئے اور جب وہ وہاں پہونچا اول آدمی شہاب الدین مبارک کے پاس بھیجکر واسطے اطاعت و انقیاد کے دلالت کی
اور چونکہ اسنے ایک قلعہ دریا کے کنارے تیار کیا تھا اور ایک خندق عمیق گرداگرد اسکے کھود کر آب سیلاب اسمیں جاری کیا تھا
فرمانبرداری اسکی قبول نہ کی اور جنگ میں مشغول ہوا اور امیر شیخ نورالدین نے اول روز خندق سے عبور کرکے قلعہ کو محاصرہ کیا
اور شہاب الدین مبارک بعزم شبخون قلعہ سے برآمد ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کیا عاقبت الامر شہاب الدین مبارک نے
شکست فاحش کھائی اور اکثر آدمی اسکے قتل ہوے اور امیر شیخ نورالدین کی بھی سپاہ بہت مجروح ہوئی اور صاحبقران امیر
شیخ نورالدین کی روانگی کے بعد خود بنفس نفیس بھی تاخت لایا اور اس شب کی صباح کو پہونچا اور شہاب الدین مبارک
شکست کے بعد دو سو کشتی کہ موجود رکھتا تھا مال اور عیال سے پر کرکے پایان آب میں روان ہوا اور امیر شیخ نورالدین ساحل کے
کنارے جاتا تھا آخرش پلٹ آیا اور صاحبقران مہم شہاب الدین مبارک سے فارغ ہو کر پانی کا کنارہ پکڑکے روانہ ہوا یہانتک
کہ اس مقام میں پہونچا کہ جہاں نہر جہلم اور چناب یکجا ہوتے ہیں اور ایک قلعہ محکم موسوم بہ تلنبہ اس مقام میں تھا الغرض
حکم ہوا کہ اس نہر پر پل باندھ کر عبور کریں اہلکار حکم کے موافق عمل میں لائے اور صحرائے تلنبہ لشکرگاہ ہوا اور مال امان کا
اس بلدہ کے اہالی پر حوالہ دیا اور کچھ تحصیل ہوا لیکن جو لشکر ساتھ غلہ کے احتیاج رکھتا تھا آخر کو حکم ہوا کہ جہاں غلہ پاویں لے آویں
اسی قدر حکم کافی ہوا یعنی ایک ساعت میں تمام شہر تاراج ہو گیا اور اکثر شہر کے باشندے مارے گئے دوسرے دن کوچ کرکے
ظاہر موضع شاہنواز خیمہ گاہ عساکر منصور ہوا اور جو وہاں غلہ تھا تمام لشکر نے آدھا اٹھایا اور باقی کو حسب الحکم آتش دیکر
جلا دیا اور جب بہ ثابت اور متحقق ہوا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر کے اس موضع میں پہونچنے کے وقت مردم تلنبہ نے فرمانبرداری
نہیں کی امیر شاہ ملک شیخ محمد حکم کے موافق اس شہر میں داخل ہوئے اور لوازم قہر و غضب میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور علما اور
سادات اور مشائخ کے سوا کوئی آدمی سالم نہ رہا اور دوسرے دن وہاں سے کوچ کرکے آب بیاہ کے کنارے ظاہر موضع شاہنواز
میں نزول فرمایا اور اس جگہ صاحبقران کو خبر پہونچی کہ جسرت بھائی شیخا کھکر نے دریا کے کنارے دو ہزار آدمی سے پائے ثبات
محکم کیا ہے فوراً اغروق کو وہاں چھوڑکر اس طرف روانہ ہوا بمجرد پہونچنے کے سپاہیوں نے اطراف و جوانب سے آب و گل
سے عبور کرکے اس جماعت کو پریشان اور بہتوں کو بیجان کیا اور مال و اطفال انکا دستیاب کیا اور موضع شاہنواز میں [illegible]
غلہ تھا کہ جسقدر لشکر نے چاہا اٹھایا اور باقی صاحبقران کے حکم سے جلایا اور تیسرے دن وہاں سے کوچ کرکے آب بیاہ سے

عبور کیا اور ولایت آباد اور پُر علف اور آذوقہ مین داخل ہوے اور احوال میرزا پیر محمد جہانگیر کا ملتان کے لینے کے بعد یہ
ہوکر حسب موسم برسات مین بارش کے سبب سے اکثر گھوڑے فوج کے سقط ہوئے شہزادہ ناچار ہوکر شہر مین داخل ہوا اور آپکو
قلعہ کی پناہ مین کھینچا اور اطراف وجوانب کے باشندے شہزادہ کی سپاہ کی پریشانی پر مطلع ہوے راتون کو شہر کے کنارے
آتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے لیجاتے تھے اور شہزادہ متالم اور متفکر تھا کس واسطے کہ لشکر کو وہان سے پیادہ نکالنا دشوار
تھا ناگاہ صاحبقران گیتی ستان بسعادت و اقبال آب بیاہ کے ساحل پر وارد ہوے شہزادہ ساتھ اپنے لشکر کے بعضے
جوانون مین سے گاؤ سوار اور بعضے پیادہ تھے اُردو کی طرف متوجہ ہوا اور جمعہ کے دن صفر کی چودھوین تاریخ کو آنحضرت کی
سعادت ملازمت سے مشرف ہوا اور نفائس ہندوستان سے جو کچھ اُسکے ہاتھ آئے تھے نظر ہمایون مین گذرانے صاحبقران
نے سب کو امرا پر تقسیم فرمایا اُسکے بعد صاحبقران نے تین ہزار گھوڑے ایاغن شہزادہ کے ہمراہیون کو مرحمت فرمائے
اور چونکہ شہزادہ نے حاکم بھٹنیر کی شکایت کی تھی صاحبقران نے اُس کا دفع اہم جانکر دس ہزار آدمی انتخابی
ہمراہ لیکر قصبہ اجودھن کی طرف یلغار فرمایا اور اجودھن کے آدمی تین گروہ ہوئے ایک جماعت حصار بھٹنیر مین پناہ لیگئی
اور بعضون نے جلا وطن کیا اور بعضون نے توکل کرکے قصبہ اجودھن مین استقامت کی کسی طرف نہ گئے اور امیر تیمور
صاحبقران نے اجودھن مین پہونچکر شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت حاصل کی اور وہان کے باشندون
کو امان دیکر بعزم بھٹنیر روانہ ہوا اور آب اجودھن سے عبور کرکے خالص کوٹل مین فروکش ہوا اور وہان سے بھٹنیر
پچاس کوس کی مسافت رکھتا تھا یلغار کرکے ایک دن مین وہ راہ دراز طی کی اور جو وہ قلعہ قلاع مشہورہ ہند
سے تھا اور راہ سے دور واقع ہوا تھا اور کبھی لشکر بیگانہ وہان نہ پہونچا تھا اس سبب سے آدمی اجودھن اور دیپالپور
اور اطراف واکناف کے اُس مقام مین پناہ لے گئے جس قدر کہ گنجایش رکھتا تھا قلعہ مین درآئے اور باقی خندق
کے کنارے مقیم تھے پھر صاحبقران نے تاخت فرماکر وہ مسافت تمام ایک منزل مین قطع کی اول روز جو لوگ
کہ قلعہ کے باہر تھے سب کو قتل کیا اور اموال اُنکا اولیاے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور راے خلجی جو وہانکا حاکم
صنادید کفار ہند سے تھا اور قواعد سرداری اور قلعہ داری مین اُس سے بہتر کوئی ہندوستان مین نہ تھا اور بہادر اپنا نام
رکھا تھا کس واسطے کہ بہادر زبان ہندی مین راے کو کہتے ہین قلعہ سے برآمد ہوکر شہر کے کنارے صف آرا ہوا اور سپاہ
چغتائی اُسپر حملہ آور ہوئی اور اُسے شہر مین پسپا کیا اور صاحبقران نے خود سوار ہوکر شہر کے کنارے طرح جنگ کی ڈالی اور
حرب صعب کے بعد فائق اور غالب آکر مغرب کے وقت شہر کو لیا اور خلق انبوہ تہ تیغ ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کرکے
قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور نقب کھودنی شروع کی راے خلجی نے مضطرب ہوکر استغاثہ بلند کرکے عجز اظہار کیا اور ایک
سید کو شفاعت کے واسطے بھیجکر ایک دن کی مہلت چاہی کہ دوسرے دن برآمد ہونگا صاحبقران نے التماس اُسکی
قبول کرکے سراپردہ مین مراجعت فرمائی اور وہ دوسرے دن وعدہ خلاف ہوا لوگون نے حکم کے موافق اطراف وجوانب
سے نقب کھودنی آغاز کی دوسری مرتبہ قلعہ بندون نے برج پر چڑھکر تضرع وزاری کرکے امان چاہی اور راے خلجی کا بیٹا
قلعہ سے برآمد ہوکر پیشکش گران لایا اور دوسرے دن راے خلجی بھی ساتھ اتفاق شیخ سعدالدین پوتے شیخ شکر گنج کے
جو اجودھن سے بھاگ کر وہان آیا تھا برآمد ہوکر پابوس سے مشرف ہوا اور انواع جانوران شکاری اور تین سو گھوڑے
عراقی اور اقسام اقمشہ نفیسہ پیشکش گذرانا اور خلعت فاخرہ اور گران مایہ سے سربلند ہوا اور امیر سلیمان شاہ اور امیر اللہ داد واسطے ضبط

دروازہ کے متعین ہوئے کہ مردم اطراف کو جو کہ اُس قلعہ مین در آئے تھے نکالین اور جسنے مسافر کابلی کو جو میرزا پیر محمد جہانگیر کے آدمیون سے تھا قتل کیا ہو سزا کو پہونچا دین اور باقیون سے مال امان لیکر رہا کرین چنانچہ جن مردم دیپالپور نے مسافر کابلی کو مع ہزار آدمی کے قتل کیا تھا حسب الحکم اُن مین سے پانسو آدمی اپنی سزاے اعمال کو پہونچے اور مسافر کابلی نام ایک شخص تھا الغرض اس سبب سے براہرا اور پسر راے خلجی نے بنیاد فضولی کرکے ساتھ جنگ کی مبادرت کی اور صاحبقران نے راے خلجی کو مقید کرکے سکناے شہر سے جنگ کی پھر ایک جماعت درمیان مین آنکر امان طلب ہوئی اور امان پائی امیر شیخ نورالدین اور امیر الہ داد تحصیل زر امانی کے واسطے شہر مین داخل ہوئے اور مردمان شہر مسلمان اور کافر نے سخت طلبی زر امانی کے سبب سے اپنے تمام دہہات مین آگ افروختہ کی اور اپنی زن و فرزند کو ذبح کرکے جنگ مین مبادرت کی اور لشکر منصور سے بہتون کو ہلاک کرکے آپ بھی قتل ہوئے اور امیر صاحبقران نے اُس شہر کو خاک سیاہ کیا اور سرستی مین آیا اور باشندگان سرستی کو جو بھاگ گئے تھے تعاقب کرکے سبکو قتل کیا اور تمام اثاثہ اُنکا لوٹ لیا پھر فتح آباد مین آیا چنانچہ وہان کے آدمیون کے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوا اور قلعہ رجب اور اہرونی اور توہنہ نے بھی حکم فتح آباد کا حاصل کیا اور اغراق کو سمانہ کی طرف روانہ کرکے خود بنفس نفیس اطراف کے جنگلون کی طرف متوجہ ہوا اور قوم جٹان سے جو شخص کہ راہزنی کرتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسے زندہ نہ چھوڑا اور ایک جماعت سادات جو ایک موضع مین سکونت رکھتی تھی اُس پر رعایت فرمائی اور جب قریہ کھتیل مین کہ سمانہ سے پانچ کوس پر ہے پہونچا تمام شاہزادہ اور امرا جو اطراف مین غارت کرنے گئے تھے راہ ہاے مختلف سے متوجہ ہوکر اُس موضع مین جمع ہوئے اور حکم ہوا کہ من بعد لشکر منصور تورہ و قاعدہ سے روان ہووے جب اسکے بعد پانی پت مین آیا یہ ارشاد کیا کہ یہان سے ہماری فوجین روپوش ہوکر چلین اور فراوانی علف کے سبب سے آب جون سے عبور کرکے دوآب کے درمیان مین آیا اور قلعہ لونی کو بجنگ لے کر ہندوون کو قتل کیا اور یہ قلعہ لونی درمیان آب ہندن اور جون کے واقع ہوا ہے ہندن ایک آب عمیق ہے جسکو سلطان فیروز شاہ باربک مرحوم نے آب کالینی سے جدا کیا تھا اور اس مقام مین ساتھ آب جون کے اتصال دیا تھا اور اکثر باشندے وہانکے مجوس تھے القصہ اس فتح کے بعد ساحل آب جمنا کے کنارے عمارت جہان نما کے مقابلہ مین بخیر و سعادت نزول فرمایا اور گذر ہاے آب کی بنفس نفیس خود ملاحظہ فرمائی اور امیر سلیمان شاہ اور امیر جہان شاہ کو تاخت و تاراج جنوبی کے واسطے بھیجا اور خود سات سو سوار مکمل اور جرار لیکر شہر جون سے عبور کرکے جہان نما کی عمارت کے سیر مین مشغول ہوا اور گذر آب اور جاے جنگ کو ملاحظہ فرمایا کہ اس درمیان مین ناصرالدین محمود شاہ اور اقبال خان جب تھوڑے آدمی بادشاہ کے اس طرف دیکھے پانچہزار سوار اور پیادے اور ستائیس ہاتھی لیکر شہر سے برآمد ہوئے اور امیر صاحبقران کے قراولون نے محمد یوسف کو کہ اسے معتبر دہلی سے تھا اور وہ بھی قراولی کے واسطے سنکو ہوا تھا گرفتار کر لائے اور حکم کے موافق اُسکی گردن ماری پھر صاحبقران پلٹ کر اپنے لشکر مین گیا اور قراول اُسکے تین سو آدمی جو اُس طرف تھے جنگ کے واسطے کھڑے ہوئے اور سونجک بہادر اور الہ داد نے بھی حسب الحکم اُنکے کمک کے لیے ساتھ دو قشون کے آب سے عبور کیا اور بہیئت اجتماعی تیراندازی مین مشغول ہوے اور ملو خان صلاح معاودت مین جانکر پلٹ آئے اور بہادرون نے تعاقب کرکے ایک جماعت کو پیچھے رہی تھی اُنکے خون سے زمین رنگین کی اور وہ ہاتھی کہ مردمان دہلی کا پشت پناہ تھا اُسوقت ١٩٩ و پیش کے صدمہ سے گر کر سقط ہوا اور امیر صاحبقران اس امر کو شگون نیک سمجھے دوسرے دن کہ دہلی لونی سے کوچ کرکے شرقی لونی کے سمت جو دہلی کے مقابل ہے نزول اجلال و حلول اقبال فرمایا اور اس یورش

مین جمیع شہزادے اور تمام سردار پایہ سریر اعلی کے قریب فراہم ہوئے اور امیر جہان شاہ اور دوسرے امرا نے عرض اقدس مین پہونچایا کہ جب آپ سندھ سے یہان تک ایک لاکھ آدمی سے زیادہ عساکر منصورہ کے پنجہ قہر مین گرفتار ہوئے ہین اور جس دن بادشاہ ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان شہر سے برآمد ہوئے تھے یہ بشاشت اور خوشحالی کرتے تھے مبادا بوقت جنگ اتفاق کرکے ساتھ لشکر دہلی کے ملحق ہو دین جو اکثر کافر تھے حکم ہوا کہ جو ہندی پندرہ برس کا ہو اُسے زندہ نگاہ نہ رکھین اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل مین تغافل کرے اُسکی بھی گردن مارین اور مال اُسکا اُس شخص کو ملے جو اُس کی عدول حکمی اور تقصیر کی خبر گذارش کرے اس صورت مین اُس دن امیر صاحبقران کے حکم سے لاکھ آدمی قتل ہوئے اور یہ بھی حکم نافذ ہوا کہ جنگ کے دن دس نفر سے ایک نفر اُردو مین رہے اور ہنود کے زن و فرزند صغیرسن کی محافظت کرین القصہ افواج تیموری ماہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ کو آب جون سے عبور کرکے صحراے فیروزآباد مین فروکش ہوئی اور خندق عمیق اپنے اردو کے گرد کھدوا کر گاے اور بھینسون کی گردن اور پاؤن مین چرم خام باندھ کر اُس خندق مین چھوڑا اور چوکیدار اُسکے پیچھے شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوئے اور ماہ مذکور کی ساتوین تاریخ کو باوجودیکہ منجم رضا سواری کی نہ دیتے تھے صاحبقران نے بسعادت و اقبال سوار ہوکر برانغار و جرانغار و قول کو آراستہ کیا اور سلطان ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان اس امر سے واقف ہوئے اور لشکر دہلی اور ایکسو بتیس ہاتھی مجموع کو مسلح اور مکمل کرکے صاحبقران کی طرف متوجہ ہوئے بہادران جغتائی ہاتھیون پر حملہ آور ہوئے اور طرفۃ العین مین زخم تیر سے فیل اور فیلبانون کو نگونسار کیا اور ہندوستانیون نے ہم پکو مرد میدان اُن غازیون کا نہ پاکر راہ گریز لی اور سلطان ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان نے کچھ لوگون سے بہزار شکست اپنے تئین شہر کی طرف روگردان کیا اور صاحبقران نے دروازہ تک تعاقب کرکے مظفر اور منصور ہوکر حوض خاص کے کنارہ نزول فرمایا سلطان ناصر الدین اور ملو اقبال خان نے تھوڑے آدمیون سے آپ کو شہر مین پہونچایا تھا اُس شب کو برآمد ہوکر سلطان ناصر الدین گجرات کی طرف روانہ ہوا اور ملو اقبال خان بران کی طرف بھاگا امیر صاحبقران نے مطلع ہوکر ایک جماعت کو تعاقب مین بھیجا اور اُنھون نے کہ بطور ماہ سریع السیر کے جا کر بہتون کو ہلاک کیا اور بیٹے ملو اقبال خان کے کہ ایک سیف الدین نام رکھتا تھا اور دوسرا خداداد یہ دونون گرفتار ہوئے اور صاحبقران میدان عیدگاہ مین وارد ہوا سادات اور قضات اور اکابر اور اشراف دہلی ساتھ عزت بساط بوس کے فائز ہوئے اور طلب امان کی عرض اُن کی درجہ قبول مین پہونچی جمعہ کے دن مسجد جامع دہلی مین خطبہ بنام مبارک آنحضرت کے پڑھا اور سولھوین ماہ مذکور کو ایک جماعت اہل قلم سے دروازہ پر بیٹھی ہوئی توجیہ مال امانی کرتی تھی اور چند نفر امرا سے تفحص باغیان کے لیے شہر پناہ کے اندر پھرتے تھے اس سبب سے شور و غوغا برپا ہوا اور سپاہی جو کہ غلہ اور دوسرے احتیاج کے واسطے شہر مین آئے تھے سب نے ہاتھ غارت کا دراز کیا اور ہر چند کہ امرا منع کرتے تھے مفید نہوا اور جو صاحبقران عیش پیروزہ مین مشغول تھا کسی کو یہ قدرت نہوئی کہ اس معنی کو معروض کرتا اور ہنود فوج فوج اپنے زن و فرزند کو جلا کر جنگ پر آمادہ ہوئے اور امرا نے اسقدر کیا کہ دروازے بند کیے تاکہ دوسری فوجین شہر پناہ مین قدم نہ رکھین لیکن اسقدر سپاہی شہر مین تھے کہ احتیاج مردم بیرون کی نہوئی اور صبح تک شہر کو تاراج کیا جب صبح ہوئی مردم بیرونی بھی ضبط اپنا نہ کرکے تمام شہر مین درآئے اور غارت عام ہوئی اہل لشکر کے ہر ایک شخص نے سو نفر سے زیادہ ہنود کو

اسیر کیا تھا اور مال و اسباب کا حساب نہ تھا اور شرح انواع غنیمت سونا اور چاندی اور جواہر بالتخصیص الماس
اور یاقوت اور مروارید چونکہ قیاس سے باہر تھی قلم انداز ہوئی اور ایک جماعت کثیر اور جم غفیر ہنود سے مسجد جامع
مین جمع ہو کر جنگ کرتی تھی امیر شاہ ملک نے ایک جماعت بہادران سے وہان جا کر اُس مسجد کو اُس جماعت
کے خبیث وجود سے پاک کیا اور بعد وقوع اس قضایا کے جب صاحبقران مطلع ہوا اعنان اختیار دست اقتدار
سے جا چکی تھی اور تاریخ نظام الدین احمد وغیرہ مین مسطور ہے کہ ایک جماعت مال آمانی تحصیل کرتی تھی مردم شہر انکی شاق
طلبی اور سخت گیری سے سرکشی و انکار کرنے لگے اور چند نفر محصلون یعنی منزاولون کو قتل کیا اس سبب سے آتش
غضب آنحضرت کی افروختہ ہوئی سادات اور علما اور مشائخ کے سوا حکم غارت اور اسیری کا نافذ فرمایا اُسوقت تک
ہر امر کسی بادشاہان مغل کو میسر نہ ہوا تھا اور صاحبقران ایک سو بیس ہاتھی اور بارہ کرگدن یعنی گینڈا اور دوسرے
جانوران شکاری وغیرہ جو سلطان فیروز شاہ بار بار سے دہلی مین تھے اُنپر منصرف ہو کر شہر مین داخل ہوا اور جو
مسجد جامع دہلی کو سلطان محمد تغلق نے سنگ سے تراش کر تیار کروائی تھی مشاہدہ فرمایا اسکے دل مین گذرا کہ سمرقند مین
اسکے مانند تیار کرے چنانچہ دہلی کے سنگتراشون کو سمرقند کی طرف لیجا کر ویسی مسجد تعمیر کروائی اور اُسکے بعد پندرہ روز
تک دہلی مین وقف کیا پھر عازم مراجعت ہوا اور کوچ کے وقت ایک جماعت کو تعین فرمایا کہ سادات اور مشائخ
اور علما کو مسجد جامع مین محافظت کرین اور خود ساتھ سعادت کے روان ہو کر فیروز آباد کی طرف آیا وہان بہادر
نے دو طوطے سفید جن کو کاکاتو کہتے ہین برسم تحفہ میوات سے بھیجکر اظہار اخلاص کیا اور سید شمس الدین
ترمذی صاحبقران کی طرف سے جا کر بہادر ناہر کو ملازمت مین لایا اور خضر خان کے جو میوات کے پہاڑ مین پوشیدہ تھا درگاہ
مین آنکر نوازش پائی اور وہ حضرت وہانسے راہی ہو کر جب پانی پت مین پہونچے امیر شاہ ملک اور ایک جماعت
اور امرا کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کے واسطے جو اہمات قلاع ہند سے تھا بھیجا اُنھون نے وہان جا کر خبر بھیجی کہ اُس قلعہ کے
رہنے والے جنگ پر آمادہ ہو کر کہتے ہین کہ ترمشیرین خان نے بھی اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا لیکن فتح میسر
نہ ہوئی امیر صاحبقران یہ کلام سنکر غضبناک ہوئے اور خود بنفس نفیس تاخت کی اور قلعہ کے نیچے گئے اور اُسی لحظہ بعضے
جنگ مین اور بعضے سرنگ کھودنے مین مشغول ہوئے جیسا کہ دوسرے دن ہر ایک طرف سے تیس گز اور پندرہ
گز نقب قلعہ کی طرف پہونچ گئی اور الیاس خان اوغانی اور فرزند مولانا احمد تھانیسری اور ملک صفی کہ سرچوکہ
قلعہ مین ... جنگ مین مصروف ہوئے لیکن تھوڑے سے بہادران مغل نے سیڑھیان لگائین اور بعضے کمندین
ڈالکر قلعہ پر چڑھ گئے اور قبل سرنگون کے پہونچنے سے قلعہ کو مفتوح کر کے امراے مذکور کو نہ تیغ کیا اور ایک متنفس کو
زندہ نہ چھوڑا اور جب سرنگین تیار ہوئین تو ان مین آگ دیکر برج و دیوارہاے قلعہ اُڑا کر قلعہ بھٹنیر کے مانند اُسے
بھی خاک سیاہ کیا اور جب ایسی فتح اس آسانی سے لشکر منصورہ کو میسر ہوئی صاحبقران کوہ سوالک کے دامن مین پہونچے
اور اُن ممالک کو بالکل تاخت و تاراج کر کے تہ و بالا کر دیا اور آب گنگ سے عبور کر کے اس مقام مین کہ جہان اسکا سرچشمہ ہے اور
سلطان محمود غزنوی بھی وہان پہونچا تھا گیا اور کفار سے جہاد کر کے اُنکے زن و فرزندون کو اسیر کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے
ہاتھ آئی پھر سعادت کا عازم ہوا اثناے مسافت کے درمیان مین رتن نام ایک زمیندار کو مغلوب کر کے ساز و سلب اُسکا غارت کیا
اور نواح جمو کے درود تک چند قلعہ اور فتح کیے اور جب جمو مین پہونچا وہاں کا راجہ حرب پر آمادہ ہو کر مقابل آیا اُسے بھی

بضرب شمشیر آبدار مجروح کرکے گرفتار کیا اور امیر صاحبقران کی نصیحت سے اُسنے مسلمان ہوکر گاے کا گوشت کھایا اور کہتے ہین شیخا کھکر نے اپنے چھوٹے بھائی جسرت کھکر کو کہ صاحبقران کے مقابلے سے بھاگ کر اُس سے جا ملا تھا بندگان حضرت صاحبقران کے ساتھ مخالفت پر اسے سرزنش اور ملامت بہت کی اور سارنگ خان کے برعکس اپنی خواہش سے بلا توقف امیر صاحبقران کی ملازمت مین حاضر ہوا اور مجلس ہمایون مین راہ پائی اور نظر التفات اُس کے بارے مین ساتھ اس حد کے پہونچی کہ جب لشکر منصور کسی انبوہ وجماعت کثیر پر پہونچے اور وہ لوگ اپنے آپ کو شیخا کھکر سے منسوب کرتے تو کسی شخص کو افراد عساکر منصور سے یہ مجال نہ تھی کہ متعرض ہو جب شیخا کھکر رخصت حاصل کرکے اپنے مقام مین گیا فرصت پاکر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا اور بے سبب جادۂ اطاعت اور اخلاص سے قدم باہر رکھا اور ہندو شاہ خازن سے جو راقم کتاب کے اجداد سے تھا اور مولانا عبد الصمد صدر سے جب یہ دونوں ماوراء النہر سے آتے تھے اُسنے سلوک غیر مرضی کیا اور اُسوقت امیر صاحبقران نواحی پنجاب مین پہونچے جب بھی سر اطاعت سے پھیر کر ملازمت مین حاضر نہوا اسواسطے شاہزادون اور امیرون نے قلعہ لاہور کو مسخر کرکے شیخا کھکر کو گرفتار کیا صاحبقران نے اُسکی گردن ماری اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کی حکومت خضر خان کے تفویض فرمائی اور خود راہ کابل سے عزیمت سمرقند کرکے بہ تعجیل روان ہوا اور دہلی اور سیری دو مہینے تک خراب رہے قحط اور وبا بھی اس اطراف مین ظاہر ہوئی اور نصرت شاہ کہ ملو اقبال خان کے خوف سے دوآب کے درمیان تھا مع اپنے لشکر کے میرٹھ کی طرف گیا اور عادل خان مع اپنی جمعیت اور چار فیل کے اُس سے جا ملا اور نصرت خان جو کہ اُس سے مطمئن نہ تھا مقید کرکے اُسکے اسباب پر متصرف ہوا اور دو ہزار سوار سے فیروزآباد کی طرف آنکر دہلی خراب کو اپنے قبضہ مین لایا اور شہاب خان رنا لشکر اور دس ہاتھی لیکر اور ملک الماس مع اپنے آدمیون کے میوات سے اُسکے پاس آئے اور نصرت شاہ نے شہاب خان کو ملو اقبال خان کے قلع اور قمع کے واسطے برن کی طرف بھیجا اور اثناے راہ مین چند زمیندار ملو اقبال خان کے اغواء سے اُسپر شبخون لائے اور تیغ بیدریغ سے اُسے قتل کیا اور ملو اقبال خان تاخت کرکے شہاب خان مقتول کا مال واسباب لوٹ کر دوبارہ قوی ہوا اور دہلی کی طرف لشکرکشی کی اور نصرت شاہ تاب اُس کی مقاومت کی نہ لاکر میوات کی طرف بھاگا اور ملو اقبال خان از سر نو دہلی خراب کا حاکم ہوا اور قلعہ سیری مین استقامت کی اور ایک جماعت مردمان دہلی نے کہ شمشیر جانستان عساکر صاحبقران کے خوف سے اطراف وجوانب مین بھاگ گئی تھی وطن کی طرف مراجعت کی اور حصار سیری کچھ آباد ہوا اور دہلی کہنہ اُسی وقت سے اس زمانے تک ویسی خراب اور ویران رہی اور نئی دہلی آبادان تر ہوئی اور ولایت میان دوآب ملو اقبال خان کے تصرف مین آئی اور ممالک دوردست کو ہر شخص کہ جہان تھا اپنے قبضہ مین لایا جیسا گجرات کو خان اعظم خان اور مالوہ کو دلاور خان اور قنوج اور اودھ اور کڑہ اور جونپور کو سلطان الشرق خواجہ جہان اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کو حسب حکم صاحبقران سے خضر خان نے اور سامانہ کو غالب خان اور بیانہ کو شمس خان اوحدی نے اور کالپی اور مہوبہ کو محمد خان بن ملکزادہ فیروز نے اپنے زیر حکم کیا اور باہم ایک دوسرے پر اعتماد نہ کرکے اپنی جگہ پر دم استقلال مارتے تھے چنانچہ اکثر بادشاہ ازل و ابد کے حکم سے دولت اور سلطنت کو پہونچے شرح اُس کی عنقریب رقمزدہ کلک تحقیق ہوگی اور جمادی الاولی کے مہینے سنہ آٹھسو تین ہجری مین ملو اقبال خان نے دار الخلافت دہلی سے بیانہ کی طرف لشکر کھینچا اور شمس خان سے جنگ کی اور غالب آیا دو ہاتھی اور سامان اُسکی شوکت کا قبضہ مین لا کر وہان سے کھیتر کی طرف گیا اور نرسنگھ سے پیشکش بہت لیکر دہلی کے سمت بازگشت

کی اور سنا کہ سلطان الشرق خواجہ جہان جو جونپور میں فوت ہوا اور اُسکا منہ بولا بیٹا ملک قرنفل اپنا نام سلطان مبارک شاہ
رکھکر اُس تمام مملکت پر متصرف ہوا ہے ملو اقبال خان نے جمادی الاولی کے مہینے سنہ مذکور میں مبارک شاہ پر فوج کشی کی
اور شمس خان حاکم بیانہ اور مبارک خان اور بہادر ناہر نے بھی اُسکی ہمراہی کی اور جب قصبہ پٹیالی میں جو نہر گنگ کے کنارے
واقع ہے پہونچا رائے سیر اور اس طرف کے تمام زمیندار اُسکے مقابلہ کو آئے اور حرب شدید کے بعد ہزیمت پائی اور ملو اقبال خان
نے قنوج میں جاکر چاہا کہ جونپور اور لکھنؤ میں در آوے لیکن اس طرف سے مبارک شاہ مع لشکر جنگ پر مستعد ہوا چونکہ درمیان دونوں
لشکر کے آب گنگ حائل تھا کسی کو مجال عبور نہ ہوئی اور دو مہینے تک مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے رہے آخر خیمے اکھاڑ کر
ہر ایک اپنی ولایت کی طرف راہی ہوئے اور ملو اقبال خان نے درمیان راہ کے شمس خان اور مبارک خان کو بدگمانی
کے سبب سے قتل کیا اور سنہ آٹھ سو چار ہجری میں سلطان ناصر الدین محمود شاہ کہ ظفر خان کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوکر مالوہ کی
طرف گیا تھا اُسوقت حسب التماس ملو اقبال خان کے دہلی میں آیا اور بادشاہی روٹی کپڑے پر قناعت کرکے امور بادشاہی میں
ملو اقبال خان کے خوف سے دخل نہ کیا اور جو اس سال مبارک شاہ نے جونپور میں وفات پائی ملو اقبال خان ناصر الدین
محمود شاہ کو ہمراہ لیکر پھر قنوج کی طرف لشکر کش ہوا شاہ ابراہیم یعنی برادر مبارک شاہ نے جو جونپور کے تخت پر جلوس
کیا تھا مع لشکر شرقی ساتھ کمال شوکت و ہیبت کے استقبال کیا اور نہ چاہا کہ کچھ صدمہ سپاہ دہلی سے میری مملکت کو
پہونچے اور ناصر الدین محمود شاہ باین خیال خام کہ جو شاہ ابراہیم خانہ زاد ہے مجھے بادشاہ بناکر خود میرے خدمتگاروں
کے سلک میں منتظم ہوگا ایک شب کو شکار کے بہانے سوار ہوکر شاہ ابراہیم کے پاس گیا اور شاہ ابراہیم نے جب
معلوم کیا کہ سبب آنے کا کیا ہے عدم اصالت سے لوازم ضیافت بھی بجا نہ لایا اور ناصر الدین محمود شاہ جیسا کہ
آیا تھا اسی طرح پلٹ گیا اور قنوج کی طرف جاکر اُس بلدہ پر متصرف ہوا اور وہان کے حاکم کو جو ابراہیم شاہ کی طرف
سے منصوب تھا شہر بدر کیا اور شاہ ابراہیم نے جونپور کی طرف اور ملو اقبال خان نے دہلی کے سمت بازگشت کی اور
سنہ آٹھ سو پانچ ہجری میں ملو اقبال خان بجانب قلعہ گوالیار گیا جو صاحبقران کے فترت میں نرسنگھ کے تصرف
میں آیا تھا اور بعد فوت اُس کے اور اُس کے بیٹے کے برم دیو راجپوت کی طرف منتقل ہوا تھا لشکر کھینچا چونکہ
وہ قلعہ نہایت استحکام میں تھا اس کی نواح میں تاخت کرکے مراجعت کی اور چند عرصہ بعد پھر اس قلعہ پر لشکر لے گیا اور
برم دیو قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ میں مشغول ہوا اور اول حملہ میں شکست کھاکر قلعہ میں داخل ہوا اور ملو اقبال خان بدستور
سابق تاخت کرکے دہلی کی طرف روانہ ہوا اور سنہ آٹھ سو سات ہجری میں دوبارہ اٹاوہ کی طرف لشکر کھینچا اور رائے سمیر
اور گوالیار اور رائے جمال وغیرہ جو اٹاوہ میں جمع ہوئے تھے اُنسے چار مہینے تک محاربہ کیا اور بعد اُسکے پیشکش لی
اور کمال بیمروتی و بے انصافی سے قنوج کی طرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمود شاہ حصاری ہوا اور ملو اقبال خان قلعہ کا محاصرہ کرکر ایک
مدت ناصر الدین محمود شاہ سے لڑا کیا لیکن قلعہ کے استحکام سے اُسکی تدبیر پیش رفت نہ گئی اور ماہ محرم سنہ آٹھ سو آٹھ ہجری
میں کوچ کرکے سامانہ کی طرف راہی ہوا اور بہرام خان ترک بچہ جو فیروز شاہی خانہ زادون میں تھا اور سارنگ خان کے ساتھ مخالفت
اختیار کی تھی اُسوقت ملو اقبال خان کے خوف سے اپنا مقام کہ سامانہ سے مراد ہے چھوڑکر کوہ دھوری کی طرف راہی ہوا
اور ملو اقبال خان نے تعاقب کیا اور اُس پہاڑ کے درے کے قریب پہونچ کر فروکش ہوا آخر حضرت علیم الدین نبیرہ
سید جلال الدین بخاری نے درمیان میں آنکر صلح کرائی اور ملو اقبال خان بہرام خان ترک بچہ کو ہمراہ لیکر ملتان کی طرف

روانہ ہوا تو خضر خان کو دفع کرکے خطبہ اور سکہ دہلی کا اپنے نام جاری کرے جس وقت تلونڈی مین پہونچا راے داؤد کمال ہیبتی اور راے ہیو فرزند راے رتی کو دستیاب کرکے مقید کیا اور عہد شکنی سے بہرام خان ترک بچہ کا پوست کھچوایا اور جب اجودہن کے قریب فروکش ہوا خضر خان نے لشکر پنجاب اور دیپالپور اور ملتان کو جمع کرکے استقبال کیا جمادی الاول کی اُنیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جنگ واقع ہوئی اور ملو اقبال خان کو شکست دی اور جو شامت نقض عہود کی اُسکے شامل حال ہوئی تھی گھوڑا اُسکا زخمی ہوکر معرکہ سے باہر نہ آسکا اسلام خان لودھی کے سپاہی اُسکا سر کاٹ کر خضر خان کے پاس لائے اور خضر خان نے وہ سر فتح پور کی طرف کہ اُسکا مسکن تھا بھیجکر اُسکے دروازہ پر آویزان کیا بیت بہ نقض عہد دلیری مکن کہ چرخ فلک ۔ نتیجۂ علمت زود در کنار نہد ۔ دولت خان لودھی اور اختیار خان نے کہ دہلی مین تھے یہ خبر سنکر سلطان ناصر الدین محمود کو قنوج سے طلب کیا سلطان جمادی الاول سنہ مذکور مین تھوڑے آدمیون سے دہلی مین آنکر تخت پر جلوہ گر ہوا اور چونکہ بادشاہی اور اقبال نے فیروز شاہ باربک کے خاندان سے منھ موڑا تھا ناصر الدین محمود شاہ نے مہمات پنجاب اور ملتان اور پایہ تخت کو مستحصن نکرکے دولت خان لودھی کو مع لشکر گران بیرم خان کے سر پر کہ وہ بھی ترک بچہ اور خانہ زاد فیروز شاہ باربک کا تھا اور بعد قتل ہونے بہرام خان ترک بچہ کے سمانہ کو تصرف مین رکھتا تھا بھیجکر خود قنوج کی طرف گیا شاہ ابراہیم نے مقابل مین آنکر چند روز معرکہ قتال وجدال کو گرم کیا آخر کو بادشاہ ناصر الدین محمود نے جب جانا کہ یہان کچھ تدبیر پیش رفت نہ جاوے کی دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور آدمی کہ بادشاہ کی اوضاع سے متنفر تھے کثرت لشکر کشی سے بتنگ آنکر بادشاہ کی بلا اجازت اپنے اقطاع کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر آب گنگ سے عبور کیا اور قنوج کو لے کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور کوچ بکوچ جاتا تھا یہانتک کہ لب آب جون تک پہونچا اور چاہا کہ اس سے بھی عبور کرے اُس درمیان مین تو خبر پہونچی کہ خان اعظم ظفر خان گجراتی نے الپ خان والی منڈو کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر قبضہ کیا اور اب جونپور کے تسخیر کی عزیمت رکھتا ہے ابراہیم شاہ شرقی نے اس عزیمت کو فسخ کرکے جونپور کی طرف معاودت کی اور ماہ رجب ۸۱۰ھ آٹھ سو دس ہجری مین درمیان دولت خان لودھی اور بیرم خان ترک بچہ کے سمانہ سے دو کوس پر جنگ ہوئی بیرم خان ترک بچہ نے شکست پائی اور شہر سرہند مین داخل ہوکر متحصن ہوا اور امان چاہ کر دولت خان لودھی کو دیکھا لیکن اُسی عرصہ مین خضر خان اس حدود پر منصرف ہوا اور دولت خان لودھی دہلی مین آیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین سلطان ناصر الدین محمود ملک میر ضیا کے سر پر جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے حاکم قصبہ برن ہوا تھا گیا اور ملک میر ضیا قلعہ سے برآمد ہوکر مقابل ہوا اور اول ہی حملہ مین شکست کھا کر قلعہ مین بھاگا اور لشکریان بادشاہ ناصر الدین محمود بھی پیچھے اسکے قلعہ مین داخل ہوئے اور ملک میر ضیا قتل ہوا بادشاہ ناصر الدین محمود سنبھل کے سمت گیا اور تاتار خان نے بلا جنگ سنبھل کو چھوڑا اور قنوج کی طرف گیا سلطان ناصر الدین محمود اسد خان لودھی کو سنبھل مین چھوڑکر دہلی کی طرف آیا اور ۸۱۱ھ آٹھ سو گیارہ ہجری مین بادشاہ ناصر الدین محمود قوام خان کے سر پر جو خضر خان کی طرف سے حاکم حصار فیروزہ بنا گیا اور وہ قلعہ فیروزہ مین حصاری ہوا چند روز کے بعد اُس نے اپنے فرزند کو مع پیشکش بسیار بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر غدر کیا پھر سلطان مراجعت کرکے دہلی کی طرف گیا اور خضر خان یہ خبر سنکر فتح آباد کی سمت آیا اور مرولت

فتح آباد کو جو محمود شاہ سے پیوستہ تھے ایذا دیکر ملک تحفہ کو تعین کیا کہ دوآب پر جو سلطان کے تصرف مین تھا
تاخت لادے اور خود سنہ مذکور مین رہتک کے راستہ سے دہلی مین آیا بادشاہ ناصر الدین محمود جو عقل و شجاعت سے
چندان بہرہ نہ رکھتا تھا فیروز آباد مین حصاری ہوا اور خضر خان نے چند روز اُسکے محاصرہ مین قیام کیا پھر غلہ اور علف کی
نایابی سے بغیر مفتوح ہوئے قلعہ کے فتح پور کی طرف گیا اور [illegible] ہجری مین بیرم خان ترک بچہ خضر خان کے ساتھ مخالفت
کرکے دولت خان کے پاس جو دریاے جون کے کنارے مقیم تھا گیا اور اپنے اہل و عیال کو سپاہ پر بھیجا اور خضر خان نے
تعاقب کیا جب دریاے جون کے ساحل پر پہونچا بیرم خان پشیمان ہوکر از روے عجز پھر خدمت مین خضر خان کے آیا اور
اُن پرگنون پر کہ اُسکی جاگیر مین تھے پھر مستقر ہوا اور [illegible] آٹھ سو تیرہ ہجری مین خضر خان ملک ادریس پر جو محمود شاہ کی
طرف سے رہتک کا حاکم تھا گیا ملک ادریس نے قلعہ رہتک مین متحصن ہوکر چھ مہینے جنگ قائم رکھی آخر عاجز ہوکر
اپنے بیٹے کو بھیجکر مبالغ پیشکش کرکے بیعت کی اور خضر خان سمانہ کے راستہ سے فتحپور گیا پھر [illegible] آٹھ سو چودہ ہجری
مین خضر خان رہتک کی طرف کہ منجملہ ولایات بادشاہ ناصر الدین محمود سے تھا روانہ ہوا ملک ادریس اور مبارز خان نے
استقبال کرکے ملازمت کی انھین نظر عنایات اور التفات گرامی سے سرفراز کرکے قصبہ نارنول کو جو اقلیم خان
اور بہادر خان کے تصرف مین تھا غارت فرماکر دہلی مین آیا اور سیری کے قلعہ کو جسمین سلطان ناصر الدین محمود قلعہ
بند ہوا تھا محاصرہ کیا اور اختیار خان جو فیروز آباد مین رہتا تھا سلطان ناصر الدین محمود کا ادبار اس کے چہرہ
حال سے مشاہدہ کرکے خضر خان سے جا ملا اور اُسے اُٹھاکر فیروز آباد کی طرف لے گیا اور ولایت میان دوآب کو ضبط
کرکے نہ چاہا کہ ایکدانہ غلہ اور آذوقہ کا دہلی مین پہونچے لیکن جو بادشاہت سلطان ناصر الدین محمود کے چند روز باقی تھے
اس مرتبہ بھی امساک باران ہوکر ایک قحط طرفہ ولایت دوآب کے درمیان ظاہر آیا اور خضر خان محاصرہ سے
دست کش ہوکر فتحپور کی طرف گیا اور سلطان ناصر الدین محمود ماہ رجب مین کیتھل کی طرف سوار ہوکر شکار مین مشغول
ہوا اور مراجعت کے وقت ذیقعدہ کے مہینے مین مرض الموت مین مبتلا ہوکر اسی مہینے مین مرگیا چنانچہ اُس تاریخ
سے دہلی کی بادشاہی ترکون کے سلسلہ سے جو غلام شہاب الدین غوری اور موالی اُسکے غلامون کے تھے منقرض ہوئی
مدت سلطنت ناصر الدین محمود شاہ باوصف اس تمام تنزل اور انقلاب کے بیس برس اور دو مہینے تھی اور اُسکے
انتقال کے بعد امرا نے دولتخان لودھی سے بیعت کی خطبہ اور سکہ دہلی کا ماہ محرم [illegible] آٹھ سو سولہ ہجری مین اُسکے نام پڑھا
گیا اور ملک ادریس اور مبارز خان خضر خان سے برگشتہ ہوکر اُس سے جا ملے اور دولت خان لودھی اُسی ماہ جلوس
مین کٹھیر کی طرف سوار ہوا اور راے نرسنگھ اور تمام زمینداروں نے حاضر ہوکر ملازمت کی اور جب قصبہ پٹیالی مین پہونچا
مہابت خان بدایونی نے آنکر دیکھا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ابراہیم شاہ شرقی نے قادر خان بن محمود خان
کو کالپی مین محاصرہ کیا ہے جو قلت فوج کے سبب ابراہیم شاہ شرقی سے تاب مقاومت نہ رکھتا تھا دہلی مین پلٹ
آیا اور خضر خان جو ہمیشہ اپنے کمین گاہ کا جویا تھا عازم تسخیر دہلی ہوا اور ساٹھ ہزار سوار اطراف سے فراہم کرکے
ماہ ذیحجہ سنہ مذکور دہلی مین پہونچا اور دولت خان لودھی کو قلعہ سیری مین قلعہ بند کیا اور چار مہینے کے بعد
حصاری مضطرب ہوئے چنانچہ دولت خان لودھی نے ربیع الاول کی پندرھوین تاریخ [illegible] آٹھ سو سترہ ہجری
مین قلعہ سے برآمد ہوکر خضر خان کی ملازمت کی اور گرفتار ہوکر فیروز آباد مین محبوس ہوا اور پھر قضاے الٰہی سے

مرگیا مدت اسکی سلطنت کی ایک برس اور تین جینے تھی ۔ **ذکر ایالت سید خضر خان بن ملک سلیمان کا** صاحب
طبقات محمود شاہی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی خضر خان کو خاندان حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
منسوب کرکے سید کہتے ہین اور وہ بیٹا ملک سلیمان کا ہے اور ملک سلیمان منہ بولا بیٹا ملک مردان دولت کا تھا جو کہ
امراے کبار سلطان فیروز شاہ باربک سے ہے اور ملک مردان دولت جب حکومت ملتان مین فوت ہوا اور حکومت وہاں کی
اس کی پسر صلبی ملک شیخ کو مفوض ہوئی اور وہ بھی اسی عرصہ مین قضاے الٰہی سے مرگیا ملک سلیمان جو دعوی سیادت
کا کرتا تھا حاکم ملتان ہوا اور اسکے بعد خضر خان سلطان فیروز شاہ باربک کے حکم سے ملتان کی حکومت پر سرفراز
ہوا اور جیسا کہ گذرا جب سارنگ خان غالب آیا اور اسے ملتان کی حکومت سے محروم کیا اور وہ بعد فتح دہلی
صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور حسن اخلاص اور نیک عقیدت کے سبب سے پھر ملتان اور پنجاب کی
حکومت پر سرفراز ہوا اور آنحضرت کے یمن عنایات سے آخر کو دہلی کی سلطنت پر فائز ہوا اور خلق اللہ سے حسن سلوک
مبذول کیے اور جو صاحب تاریخ مبارک شاہی نے دلیل قوی اس کے سیادت پر لکھی ہے نقل اسکی مصنف نے
اپنے اوپر واجب جانی تاکہ ناظرین اوراق ہذا اور خلق اللہ پر خضر خان کی صحت نسب ظاہر ہووے اول یہ
کہ ملک سلیمان اس کا باپ جس وقت کہ ملک مروان دولت کی خدمت مین رہتا تھا ایک مرتبہ سید السادات مخدوم
سید جلال الدین بخاری قدس سرہ نے ملک مردان دولت کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اور جب طعام لائے ملک
سلیمان جو قبل اس کے کبھی دعوی سیادت کا نکرتا تھا لطور اور خدمتگاروں کے طشت اور آفتابہ ہاتھ دھونے
کے واسطے لایا آن سید نے فرمایا کہ اس سید کو اس خدمت مین رکھنا گستاخی ہے پس جب یہ بات اہل صلاح کی زبان
پر گذری یقین ہے کہ وہ سید ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق اور اطوار خضر خان کے مثل سخاوت اور شجاعت اور حلم
و تواضع اور صلاح و تقوی اور صدق و رحم ساتھ اخلاق اور اوصاف حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی شباہت تمام رکھتے تھے اور یہ بھی دلیل سیادت کی ہے القصہ خضر خان نے ملک تحفہ کو تاج الملک خطاب و دیگر
منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور عبد الرحیم منہ بولے بیٹے ملک سلیمان کو ساتھ علاء الملک کے مخاطب کرکے اقطاع ملتان
اور فتحپور عنایت فرمائے اور اختیار خان افغان کو شقداری میان دوآب کی دی اور سید سالم کو سرفراز کرکے تھا نہ
اور سرہند اور دیگر اقطاع خوب کرامت فرمائے اور اسی طرح سے اپنے جمیع اعوان و انصار کو ساتھ خطابات اور القاب کے
مخاطب کیا اور ابتدا مین سکہ اور خطبہ امیر تیمور صاحبقران کے اسم مبارک سے ملتان اور دہلی مین بنام میرزا شاہرخ
کے جاری رکھا لیکن اخر کو ایک خطبہ خضر خان کے نام کا لیجا کر دعا کرتے تھے اور اکثر سنوات پیشکش لائق
میرزا شاہرخ کے واسطے بھیجتا تھا اور پہلے سال تاج الملک کو باسپاہ آراستہ کٹھیتر کی طرف بھیجا اور تاج الملک
دریاے جون اور گنگ سے عبور کرکے ولایت کٹھیتر پر تاخت کی اور راے نرسنگھ وہان کا راجہ بھاگ کر کوہستان
مین پناہ لے گیا پھر اس نے پیشکش بہت دیکر رعیت ہونا اختیار کیا اور مہابت خان حاکم بداؤن نے بھی
آنکر ملازمت کی اور تاج الملک نے وہان سے کھور اور کنپل اور چند دار مین جاکر مال واسباب اور خراج چند
سال کا لیا اور جالیسر کو چند دار کے راجپوتوں کے تصرف سے برآورد کرکے اٹاوہ کی سمت گیا اور وہاں کے
مقدموں کو گوشمالی اور تادیب قرار واقعی کی اور انتظام کہیں ملک کا کرکے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور

جمادی الاول سنہ مذکور میں خبر پہونچی کہ جماعت ترکون کی جو قوم بیرم خان ترک بچہ سے تھی ملک سدھو کو کہ شاہزادہ
مبارک خان کی طرف سے حاکم سرہند تھا قتل کر کے اُس حدود پر متصرف ہوئی ہے خضر خان نے زیرک خان اور ملک
داؤد کو مع لشکر گران اُن کے سر پر متعین کیا اور جماعت ترکان آب ستلج سے عبور کر کے پہاڑ میں در آئی
اور زیرک خان تعاقب کر کے پہاڑ پر پہونچا چونکہ تمام پہاڑ اس ولایت کے ساتھ پہاڑون نگرکوٹ اور اُس نواحی
کے متصل ہیں اور اُس وقت میں چند زمیندار غلبہ کر کے اُن پر متصرف ہوئے تھے اور قوت تمام پیدا کی تھی ناچار زیرک خان اور
ملک داؤد نے ہر چند اُن کے اخراج میں کوشش کی کچھ فائدہ نہوا اور سنہ ۸۱۹ آٹھ سو انیس ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان
احمد شاہ گجراتی ناگور کی طرف آنکر اُسکی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے خضر خان بہت اُسکی دفع پر تعین کر کے اُس طرف روانہ ہوا اور سلطان
احمد شاہ گجراتی اُسکے پہونچنے تک توقف مناسب نہ دیکھکر مالوہ کی طرف راہی ہوا اور خضر خان جب جالور میں پہونچا
الیاس خان حاکم شہر نو المسمی بفردوس جہان کہ بناہائے سلطان علاء الدین خلجی سے ہے ملازمت کر کے سرفراز ہوا اور
خضر خان گوالیار تک جا کر وہانکے راجاؤن سے مال مقرری لیکر بیانہ کی طرف آیا اور پھر کریم الملک یعنی شمس خان
اوحدی کے بھائی سے بھی خراج لیکر دہلی میں آیا اور سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری میں خبر ملک طغان ترک کی بغاوت کی
ان دنون سردار قاتلان ملک سدھو ہوا تھا پہونچی زیرک خان حاکم سامانہ مع افواج کثیر اُسکی سرکوبی اور تدارک کے
واسطے تعین ہوا جب قریب پہونچا باغیون نے کہ قلعہ سرہند کو محاصرہ کیا تھا اپنے تئین پہاڑ کی طرف کھینچا اور ملک
کمال الدین جو قلعہ میں تھا نجات پا کر دہلی کی سمت گیا اور زیرک خان نے مخالفون کا پیچھا کیا جب قصبہ پایل میں پہونچا ملک
طغان نے انقیاد کر کے پیشکش دینی قبول کی اور اپنے فرزند کو گرو دیکر ملک سدھو کے قاتلون کو کہ عمدہ اُس فساد کے تھے
اپنے سے جدا کیا اور زیرک خان جالندر اُسکے سپرد کر کے سامانہ کی طرف گیا اور ملک طغان کے بیٹے کو مع پیشکش خضر خان
کی خدمت میں روانہ کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری میں خضر خان نے تاج الملک کو رائے نرسنگھ یعنی کٹھیر کے راجہ کے تدارک
کے واسطے بھیجا جب لشکر نے آب گنگ سے عبور کیا نرسنگھ ولایت خالی کر کے جنگل تودہ میں در آیا اور جب تھوڑے سے لشکر شاہی نے
جنگل میں اُسکی تلاش کی بھاگ گیا اور گھوڑے اور ہتھیار اور تمام اسباب اُسکا فوج کے ہاتھ آیا اور لشکر کئی دن تک اُسکا پیچھا کیا
اور غنیمت بہت دستیاب ہوئی پانچویں دن لشکر میں ملحق ہو گئے اور تاج الملک ولایت کٹھیر کو تاخت و تاراج سے خراب کر کے
بداؤن میں آیا اور آب گنگ سے عبور کیا اور مہابت خان حاکم بداؤن کو کہ ناصر الدین محمود شاہ کے امرائے بزرگ سے تھا رخصت
دی اور خود اٹاوہ کی طرف آیا رائے سمیر اٹاوہ میں متحصن ہوا اور تاج الملک نے ولایت اٹاوہ کو تاراج کیا آخر صلح پر قرار دیکر
پیشکش لی اور دہلی میں آیا پھر سنہ مذکورہ میں خضر خان نے کٹھیر کے مفسدون کی تنبیہ کے واسطے عزیمت کی پہلے ولایت کو
گوشمال دیکر آب گنگ سے عبور کیا اور سنبھل کو خراب کر کے بازگشت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں بداؤن کی طرف عنان
عزیمت معطوف فرمائی اور پتیالی کے نزدیک آب گنگ سے عبور کیا اس سبب سے مہابت خان کے دل میں ایک ہراس نے راہ
پائی اور بداؤن میں متحصن ہوا اور چھ مہینے محاصرہ رہا اور محاربہ میں نہ تھی اس درمیان میں بعضی امرا مثل قوام خان و اختیار خان
لودھی اور خانہ زادان محمود شاہی نے جو دولت خان لودھی سے جدا ہو کر خضر خان کے شریک ہوئے تھے غدر کا اندیشہ کیا
خضر خان اس امر سے واقف ہو کر محاصرہ سے دست کش ہوا اور دہلی کی طرف پلٹ گیا اثنائے راہ میں جمادی الاول کی
آٹھویں تاریخ سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس ہجری میں آب گنگ کے ساحل پر اُنہین کسی بہانہ سے ایک مجلس میں بلا کر سب کی گردن ماری

اور رجب دہلی مین داخل ہوا یہ خبر سنی کہ اجبوارہ کے قریب ایک شخص نے اپنے کو سارنگ خان اظہار کیا ہے اور خلق کثیر اسکے پاس فراہم ہوئی حالانکہ سارنگ خان ان دنون مین کہ جب امیر صاحبقران ہند مین آیا تھا فوت ہو اتھا خضر خان نے سلطان شاہ لودھی المخاطب باسلام خان کو جو حاکم سرہند کا تھا اُسپر تعین کیا اور سارنگ خان جعلی نے استقبال کرکے حوالی سرہند مین آتش حرب مشتعل کی اور شکست پاکر کوہستان مین در آیا سلطان شہ لودھی اُسکے تعاقب سے دست کش ہوا اور خضر خان کے حکم کے موافق ملک طغا ئے ترک امیر جالندر اور زیرک خان امیر سامانہ اور ملک خیر الدین حاکم میان دو آب مع لشکر عظیم اسلام خان کی کمک کو آئے چونکہ سارنگ خان جعلی قلب جگہ مین چھپا تھا لاچار لٹ کر اپنے مقام مین ہر شخص نے قرار پکڑا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تئیس ہجری مین سارنگ خان جعلی کوہ سے بر آمد ہوا اور عہد و پیمان کے ملک طغا سے جا ملا اور ملک طغا ملک و مال و دولت کی طمع سے اُسے ہلاک کرکے خضر خان سے باغی ہوا اور قصبہ سرہند کو محاصرہ کرکے تاخت و تاراج کیا اور سرحد منصور پور اور پایل تک پہونچا اور خضر خان نے ملک خیر الدین اور زیرک خان کو سزا مقرر فرمایا اور ملک طغا نے جنگ کرکے شکست پائی اور لودہانہ کے قریب آب ستلج سے عبور کرکے ولایت جسرت بھائی شیخا کھکر مین در آیا زیرک خان نے ولایت جالندر جاگیر پائی ملک خیر الدین دہلی کی طرف پلٹ گیا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تئیس ہجری مین خضر خان نے میوات کی طرف تاخت کی چنانچہ بعضے میواتیون نے آنکر ملازمت کی اور بعضے کوٹلہ بہادر ناہر مین متحصن ہوئے جب کام ابتر سخت ہوا قلعہ سے برآمد ہوکر پہاڑون مین در آئے اور خضر خان نے قلعہ کوٹلہ کو لیکر ویران کیا اور اُسوقت تاج الملک نے وفات پائی وزارت اُسکی بڑے بیٹے ملک الشرق سکندر پر مقرر ہوئی اور خضر خان وہانسے گوالیار گیا اور پیشکش لیکر اٹاوہ کی طرف تاخت کی اور جو رائے مہر مر گیا تھا اُسکے بیٹے سے پیشکش لی اور مریض ہوکر ساتھہ کوچ متواتر کے دہلی کی طرف پہونچا اور جمادی الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین دودن کی طرح اس جہان ناپایدار سے درگذرا مدت اُسکی سلطنت کی سات برس اور چار مہینے تھی اور وہ بادشاہ عادل و عاقل اور کریم اور صادق القول تھا خلائق اس سے راضی اور شاکر تھی اس سبب سے خرد و بزرگ نوکر و غیر نوکر اُسکے ماتم مین بیٹھے اور جامہ سیاہ پہنا اور بروایت اصح تین روز کے بعد ماتمی کپڑے دور کیئے اور اُسکا بڑا بیٹا مبارک شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا **ذکر سلطنت بادشاہ معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان کا** جب خضر خان نے اثناے مرض مین دریافت کیا کہ مین اس عارضہ سے جانبر نہونگا فوت سے تین روز پیشتر اپنے فرزند ارجمند مبارک خان کو ولیعہد کیا اور مبارک خان نے اپنے باپ کی رحلت کے بعد اور ایک روایت مین تیسرے دن ساتھہ اتفاق ملوک اور اکابر کے تخت پدر پر جلوس کیا اور اپنا نام معز الدین ابو الفتح سلطان مبارک شاہ رکھا امرا و ملوک اور اکابر اور مشائخ کو جاگیرین اور وظیفے مقرر فرمائے اور بعضے کا مشاہرہ اضافہ کیا اور اپنے بھتیجے ملک بدر کو فیروز آباد اور ہانسی عنایت کرکے صاحب جاہ و حشمت کیا اور ملک رجب بن سدھو نادرہ کو جو فیروز آباد اور ہانسی کا حاکم تھا دیپالپور اور پنجاب کا والی کیا اور ماہ جمادی الاول سنہ ۸۲۴ آٹھ سو تئیس ہجری مین سلطان علی بادشاہ کشمیر ٹھٹھہ مین گیا اور مراجعت کے وقت جو کہ جمعیت قلیل اور متفرق تھی جسرت کھکر جو بعد قتل ہونے اپنے بھائی شیخا کھکر کے صاحب قبیلہ و پر شوکت ہوا تھا سد راہ اُسکا ہوا اور حرب اور ضرب کرکے علی بادشاہ کو زندہ دستگیر کیا اور غنیمت بے حساب دستیاب کرکے مغرور ہوا اور خلل نے اُسکے دماغ مین راہ پائی دہلی کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور ملک طغا ئے ترک کو کہ قتل اسکے صدمہ سپاہ زیرکی سے کوہستان مین بھاگا تھا اپنے پاس بلاکر امیر الامرا کرکے لاہور اور پنجاب پر متصرف ہوا اور لاہور کو ویران اور برباد کرکے آب ستلج

سے عبور کیا اور قلعہ تلونڈی کو راے کمال سے تعلق رکھتا تھا غارت کیا اور راے فیروز زمیندار وہان سے بھاگ کر جون کی طرف گیا اور جسرت لودہانہ کی طرف آیا اور روپر کے سرحد تک تاخت کرکے پھر آب ستلج سے عبور کیا اور جالندر کے قلعہ کو محصور کیا اور زیرک خان حاکم وہاں کا متحصن ہو کر محادلہ مین مشغول ہوا جسرت نے از روے فریب دروازہ صلح کا کھٹکھٹایا اور اقرار کیا کہ زیرک خان جالندر خالی کرکے طغا کے سپرد کرے اور طغا کے بیٹے کو مع پیشکش لائق مبارک شاہ کی خدمت مین بھیجے پس شہر جمادی الآخر سنہ ۸۲۴ آٹھ سو چوبیس ہجری مین زیرک خان حصار جالندر سے برآمد ہو کر تین کوس پر لشکر جسرت سے آب سرستی کے ساحل پر فروکش ہوا اور دوسرے دن جسرت نے نقض عہد کرکے زیرک خان پر تاخت کیا اور اُسے دستگیر کرکے پھر لودہانہ مین آیا اور بیسوین ماہ مذکور کو سرہند مین پہونچا اسلام خان حاکم سرہند کا متحصن ہوا سلطان مبارک شاہ یہ احوال اپنے دل مین سمجھ کر ماہ رجب سنہ مذکور مین باوجود برسات کے دہلی سے برآمد ہوا جب سرہند کے اطراف مین پہونچا جسرت لودہانہ کی طرف گیا اور زیرک خان اُسکی قید سے بھاگ کر سامانہ مین بادشاہ سے جا ملا اور سلطان لودہانہ کی طرف روانہ ہوا اور جسرت نہر ستلج سے عبور کرکے اُس پار بادشاہ کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا چونکہ کشتیان جسرت کے قبضہ مین آگئی تھین اور آب دریا طغیانی پر تھا سلطان مبارک شاہ نے وہان توقف فرمایا اور جب سہیل طلوع ہوا اور پانی دریا کا اُتر گیا کوچ کرکے قبول پور کی طرف خشکی کی راہ سے کہ وہ ساحل آب پر ہے روانہ ہوا اور جسرت بھی عبارت کرکے اُس طرف آب نہر کے کنارہ سے جاتا تھا اور ہر روز لشکر سلطان کے مقابل فروکش ہوتا تھا یہانتک کہ گیارھوین شوال سنہ مذکور مین ملک سکندر تحفہ وزیر الممالک اور زیرک خان اور محمود حسن اور ملک کالو اور دوسرے امراے سلطان کے حکم کے موافق با لشکر کثیر اور چھ زنجیر فیل کے تاخت زن ہوے اور اُس مقام سے جہان دریا پایاب تھا عبور کیا اور بادشاہ نے بھی اُنکے عبور کے بعد اترنا شروع کیا اور جسرت تاب مقاومت نہ لاکر بلا جنگ بھاگا اور فوج سلطانی نے پیچھا کیا اور اُسکے اعوان اور انصار بیشمار تہ تیغ کیے اور مال اور متاع اور ساز وصلب اُسکا تمام غارت کیا اور جسرت بحال مفلوکان آب چناب سے اُتر کر کوہستان مین آیا اور راے بھیم مقدم جمو نے ملازمت کے واسطے حاضر ہو کر سلطان کی رہبری کی اور بیسل کی طرف کہ محکم ترین جا ہاے جسرت سے تھا لے گیا جسرت دوبارہ بھاگا پھر اُسکے ہمراہی قتل ہوئے اور جو کچھ وہان رکھتا تھا غازیان اسلام کے ہاتھ آیا سلطان مبارک شاہ ماہ محرم سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری مین لاہور مین آیا اور عمارت اُسکی جو ویران ہوئی تھی از سر نو تعمیر کرکے آباد کیا ملک الشرق حسن کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد حصارداری کا بندوبست کرکے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور جسرت نے سلطان کے دہلی مین آنے کے بعد فرصت پائی اور جمعیت فراہم کرکے لاہور کے قلعہ کے متصل آیا اور قریب درگاہ میر حسن زنجانی قدس سرہ کے فروکش ہوا اور قلعہ مذکور کو ایک مہینا پانچ روز محاصرہ کرکے چند مرتبہ قلعہ پر دھاوا کیا مگر کچھ کام نہ کیا ناچار کلانور کی طرف گیا اور بقصد انتقام کے راے بھیم پر تاخت لایا اور جنگ کرکے پھر راوی پر جدا ہوا اور آب بیاہ کے کنارے آنکر لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوا اُس عرصہ مین ملک سکندر تحفہ جو دہلی سے ملک محمود حسن کی کمک کو تعین ہوا تھا لوہی گھاٹ پر پہونچا اور ملک رجب حاکم دیبالپور اور اسلام خان لودھی حاکم سرہند ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور جسرت کو قوت مقاومت نہ رہی آب چناب اور راوی سے عبور کرکے کوہستان مین پناہ لے گیا اور ملک سکندر تحفہ ماہ شوال کے بارھوین تاریخ سنہ مذکور مین لاہور مین آیا اور ملک محمود حسن اُسکا استقبال کرکے اُسکا مقدم گرامی کھا اور ملک سکندر بھی راوی کے کنارے سے کلانور کی طرف گیا اور جب جمو کی سرحد پر پہونچا راے بھیم خدمت مین حاضر ہوا اور جس مقام مین گمان رکھتا تھا

کہ کھکر پوشیدہ ہوا ہو لشکر لیجاکر قتل کیا اور ملک سکندر تحفہ لاہور سے پھرا اور اُسوقت سلطان مبارک شاہ کا فرمان پہونچا کہ ملک محمود حسن جالندھر مین جاکر استعداد اپنی صرف کرے اور دہلی مین آوے اور ملک سکندر تحفہ لاہور مین اقامت کرکے اُس حدود کا انتظام کرے اور ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان مبارک شاہ نے منصب وزارت کا ملک سکندر تحفہ سے لے کر سرور الملک کو دیا اور کفار متمرد کی تادیب و تنبیہ کے واسطے بھیجا اور خود بھی اُسکے پیچھے سے ولایت کھیتر مین داخل ہوا اور باج و خراج وہانکے مقدمون سے لیکر متمردون کو سزا دی اور اُس جگہ مہابت خان امیر بداؤن نے کہ حصاری ہوکر خضر خان سے لڑا تھا ملازمت کی اور سلطان کے فرمان کے بموجب آب گنگ سے عبور کرکے ولایت جماعت راٹھورون پر تاخت لایا اور بہت ہندو دستگیر کیے اور جو راجہ اٹاوہ کہ خدمت مین سلطان مبارک شاہ کی حاضر آیا تھا ساحل آب گنگ سے اُس وقت سے بھاگ کر ولایت اٹاوہ مین آیا اور سپاہ سلطانی نے اُسکا تعاقب کیا اگرچہ اُسے پایا لیکن ولایت اٹاوہ مین داخل ہوکر مراسم تاخت و تاراج سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا سلطان مبارک شاہ خود کوچ کرکے بہ تعجیل تمام اٹاوہ کی طرف روانہ ہوا اور وہان کا راجہ بہت راجپوتون سے قلعہ مین در آیا سلطان مبارک شاہ اسکے محاصرہ مین مصروف ہوا جب کام اُسپر تنگ آیا عاجز ہوکر دوسری مرتبہ اپنے فرزند کو ملازمت کے واسطے بھیجا اور پیشکش وافر دیکر مبارک شاہ کو دہلی کی طرف روانہ کیا اس درمیان مین ملک محمود حسن خدمت مین پہونچکر ساتھ منصب بخشی گری کے کہ اُس زمانہ مین عارضی کہتے تھے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اس سال درمیان جسرت اور راے بھیم کے جنگ واقع ہوئی اور راے بھیم قتل ہوا اور اُس کا مال و اسباب بہت جسرت کے ہاتھ آیا اور قریب دس بارہ ہزار کھکر کے اپنے پاس فراہم کیے اور پھر بقصد بادشاہی لاہور اور دہلی کے مستعد ہوا اور دیپالپور اور لاہور کے اطراف پر تاخت لاکر مال بہت قبضہ مین لایا اور ملک سکندر تحفہ نے ارادہ اُسکے دفع کا کرکے آب چناب سے عبور کیا لیکن کچھ کام اور تدبیر نہ بن آئی ناچار پلٹ آیا اور جسرت ولایت کھکرون کے درمیان مین جاکر خیل و حشم کی ترتیب اور آراستگی مین مشغول ہوا اور امیر شیخ علی کے ساتھ جو ایک امراے میرزا شاہرخ سے تھا اور کابل مین اقامت رکھتا تھا آشنائی اور خصوصیت کا طریقہ سلوک رکھکر اُسے سیوستان اور بھکر اور ٹھٹہ کے تاخت کے واسطے تحریص اور ترغیب کی کہ طرف سے زور شاہ دہلی پر پہونچاکر خود اپنا مقصود حاصل کرے اُسوقت ملک علاء الدین حاکم ملتان نے وفات پائی اور آوازہ امیر شیخ علی کی آمد کا منتشر ہوا سلطان مبارک شاہ نے بے توقف و درنگ ملک محمود حسن کو اقطاع ملتان اور بھکر اور سیوستان دیکر لشکر آراستہ اُس طرف بھیجا اور وہ وہان جاکر قلعہ ملتان کو جو امیر صاحبقران کے صدمہ سے خراب ہوا تھا مرمت کرکے لشکر اطراف و نواحی کو جمع لایا اور مستعد جنگ مشغول ہوا اور اسی سال جب سلطان ہوشنگ والی مالوہ نے بقصد تسخیر قلعہ گوالیار کو محاصرہ کیا سلطان مبارک شاہ اس قلعہ کے باشندون کی حمایت کے واسطے روانہ ہوا اور جب بیانہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ امیر خان بن داؤد خان بن شمس خان حاکم بیانہ نے اپنے چچا مبارک خان کو قتل کرکے بیانہ کو خراب کیا ہے اور بقصد مخالفت پہاڑ پر قلعہ بند ہوا ہے مبارک شاہ نے اس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا بعد رسل و رسائل امیر خان نے خراج ہر سال کر کے لوازم اطاعت بجا لایا اور سلطان مبارک شاہ وہان سے گوالیار کی طرف گیا اور سلطان ہوشنگ چنبل کے گھاٹ کو روک کر مستعد ہوا تھا اور مبارک شاہ نے دوسرا گھاٹ پیدا کرکے عبور کیا اور بعضے امرا نے جو مقدمہ لشکر دہلی تھے سلطان مالوہ کے اطراف کے اُردو کو غارت کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر کیا اور جو چند مسلمان تھے اُنکو مبارک شاہ نے زندان ستم سے رہائی بخشی اور جب سلطان ہوشنگ نے زنجیر صلح کو حرکت دے کر پیشکش

لالچ بھیجی اور دھار کی طرف پھر مبارک شاہ نے آب چنبل کے کنارے توقف کیا اور خراج بموجب قانون مقدم اُس دیار کے زمینداروں سے لیکر ماہ رجب ۸۲۷ھ آٹھ سو ستائیس ہجری میں دہلی میں آیا اور ۸۲۸ھ آٹھ سو اٹھائیس ہجری میں کٹھیر کے سمت حرکت کی نرسنگھ رائے کٹھیر نے آب گنگ کے کنارے آنکر ملازمت کی اور بقایاے چند سالہ کے سبب مقید ہوا اور مال واجب کے ادا کے بعد نجات پائی اور سلطان نے آب گنگ سے عبور کر کے متمردوں کو پائمال کیا پھر دہلی میں آیا اور اس حال میں میواتیوں کے طغیان کی خبر پہونچی سلطان نے اُس طرف نہضت فرمائی اور ہاتھ نہب و غارت میں دراز کیا اور میواتی اپنی ولایت خالی کر کے کوہ جہرہ میں در آئے اور سلطان عسرت غلہ اور نایابی علف اور قلت جنگ کے سبب مراجعت کر کے دہلی میں آیا اور امرا کو جاگیروں کی طرف رخصت دیکر عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور ۸۲۹ھ آٹھ سو انتیس ہجری میں پھر میوات کی طرف گیا اور بہادر ناہر کے پوتوں جلو اور قدو مع اعوان و انصار اپنے کوہ الور کی طرف پناہ لے گئے اور ایک مدت تک سلطان سے مقابلہ کیا آخر کو عاجز آئے اور امان چاہ کر ملازمت کی اور جب چند روز کے بعد بھاگنے کا ارادہ کیا قید ہوئے اور سلطان نے ولایات میوات کو تاراج کیا جب قحط برپا ہوا معاودت فرمائی اور پھر چار مہینے کے بعد محرم کی گیارھویں تاریخ ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری میں میوات کی طرف گرم عنان ہوا اور وہاں کے متمردوں اور سرکشوں کو سزا دیکر بیانہ کی سمت گیا اور چونکہ امیر خان فوت ہوا تھا محمد خان اُسکے بھائی نے پہاڑ پر جا کر تحصن ڈھونڈھا اور سولہ روز لڑائی کی اُسکے لوگ اکثر ہمراہی اُسکے بادشاہ کے شریک ہوئے پھر اُسنے از روے عجز و انکسار رسن گردن میں ڈالکر ملازمت کی اور گھوڑے اور ہتھیار اور جو نفائس قلعہ میں رکھتا تھا سب پیشکش کیے بادشاہ مبارک شاہ نے عیال و اطفال اُسکے قلعہ سے برآوردہ کر کے دہلی میں بھیجے اور بیانہ کے قلعہ کو مقبل خان کے سپرد کیا اور سیکری کو جو اب تک فتحپور مشہور ہے ملک خیر الدین تحفہ کے حوالہ کیا اور وہاں سے گوالیار کی طرف جا کر وہاں کے راجہ سے پیشکش لی اور دہلی میں آنکر ملتان اور اطراف اُسکا ملک حسن سے تغیر کر کے ملک رجب نادری کو عنایت فرمایا اور حصار فیروزہ ملک حسن کو ارزانی رکھا اور کوشک جہان نما فیروز شاہی محمد خان بن اوحد خان کی سکونت کے واسطے تجویز کر کے کار میں اُسکی تربیت کے ہوا لیکن محمد خان تعجیل کر کے مع زن و فرزند اور تابعین کوشک جہان نما سے بھاگ کر میوات میں گیا پھر دوبارہ مردمان واقعہ طلب کو فراہم کیا اور جسوقت خبر پائی کہ مقبل خان ملک ناصر الدین کو بیانہ کے قلعہ میں چھوڑ کر خود چھاؤں کی طرف گیا ہے زمینداروں کے اتفاق سے تاخت لیجا کر شہر بیانہ پر متصرف ہوا اور ملک ناصر الدین جب قلعہ داری نکرسکا عاجز ہوکر امان چاہی اور قلعہ محمد خان کے سپرد کر کے دہلی کی طرف گیا سلطان مبارک شاہ نے ملک مبارز کو حکومت بیانہ دیکر محمد خان کے دفع کے واسطے بھیجا اور محمد خان جو جنگ کی طاقت نرکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور ولایت ملک مبارز کے تصرف میں آئی محمد خان چند روز کے بعد قلعہ مردمان معتمد کے سپرد کر کے خود جریدہ بسبیل استعجال سلطان ابراہیم شاہ شرقی کے پاس جو بالشکر آراستہ بقصد تسخیر کالپی آیا تھا گیا قادر شاہ میر کالپی نے ایلچی کمک اور امداد کی درخواست میں دہلی کی طرف روانہ کیے بادشاہ مبارک شاہ مہم بیانہ موقوف کر کے سلطان ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور افواج شرقیہ نے بھونگانو کو تاخت کر کے قصد بطرف بداؤن کیا سلطان مبارک شاہ آب جون سے عبور کر کے موضع جرتولی پر جو متعلقات میرٹھ سے تھا تاخت لایا اور وہاں سے اترولے کی طرف گیا اور جب اُن حدود میں پہونچا ملک محمود حسن کو مع دس ہزار سوار مخلص خان برادر شاہ شرقی کے مقابلہ کو جو اٹاوہ کے قصبہ میں آیا تھا روانہ کیا مخلص خان تاب مقاومت نلا کر اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور محمود حسن چند روز توقف کر کے اپنے لشکر سے جا ملا شاہ شرقی

ساحل آب کو پناہ لیکر بہاپور کی طرف آیا سلطان مبارک شاہ اترولی سے کوچ کر کے قصبہ مال کوٹہ کی طرف
متوجہ ہوا شاہ شرقی عظمت اور شوکت مبارک شاہی مشاہدہ کر کے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں ترک مقابلہ کر کے
قصبہ رابری کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے آب جون سے عبور کر کے بیانہ گیا اور آب کھنیتر کے کنارے مقام کیا
سلطان مبارک شاہ بھی چندوارہ کے قریب آب جون سے عبور کر کے لشکر سے پانچ کوس پر فروکش ہوا اور
طرفین اپنے اُردو کے آگے خندق کھود کر بائیس دن مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے اور افواج مبارک شاہی باہر روز
اطراف لشکر شرقی پر تاخت کر کے گھوڑے اور مواشی اور آدمیوں کو اسیر کر لاتے تھے یہاں تک کہ شاہ شرقی ساتویں
تاریخ ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن اور خان اعظم بن فتح خان بن سلطان
مظفر گجراتی اور زیرک خان اور اسلام خان اور ملک چمن نبیرہ فیروز خان اور ملک کالو شحنہ پیل اور ملک احمد مقبل کو
ہمراہ سردار الملک وزیر اور سید السادات میر سالم کے مقابلہ میں بھیجا چنانچہ دوپہر دن سے شام تک معرکہ قتال وجدال
گرم رہا لیکن پھر شب کو دونوں لشکروں نے اپنے لشکرگاہ میں مراجعت کی اور غالب مغلوب سے دریافت نہوا اور دوسرے دن
آٹھویں ماہ جمادی الآخر کو شاہ شرقی نے کوچ کر کے راستہ جونپور کا لیا اور سلطان مبارک شاہ بگھات کے راستہ سے گوالیار کی طرف
گرم عنان ہوا اور وہاں کے راجہ سے پیشکش لیکر بیانہ کی طرف پلٹ گیا اور محمد خان اوحدی نے جو ایکو خاندان تک پہونچا باتفاق چند دست و پا
مارے کچھ کام نہ کیا اور اس سبب سے کہ سلطان شرقی کی کمک سے ناامید ہوا امان چاہ کر ملازمت کی اور سلطان نے قلم معافی
کا اُسکے دفتر جرائم پر کھینچکر بجان و مال رخصت کیا تو جہاں چاہے جاوے اور محمود خان میوات کی طرف گیا اور سلطان
مبارک شاہ نے محمود حسن کو واسطے ضبط قلعہ اور ولایت کے بیانہ میں چھوڑ کر خود مظفر و منصور شعبان کے ستر ہویں تاریخ سنہ ۸۳۱ھ
آٹھ سو اکتیس ہجری میں دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور میں ملک قدو میواتی کو کہ شاہ شرقی سے پیوستہ
تھا گرفتار کر کے اسیر سیاست فرمائی اور ملک سردار الملک وزیر کو انتظام ولایت کے واسطے میوات میں بھیجا آدمی اس ولایت
کے مواضع اپنے کو خالی اور ویران کر کے پہاڑ میں در آئے اور جلال خان بھائی ملک قدو کی اور احمد خان اور ملک
فخر الدین قلعہ اندور میں آکر جمع ہوئے اور ملک سردار الملک نے باج لیکر شہر کی طرف معاودت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ
مذکور میں خبر پہونچی کہ جسرت نے کلانور کو محاصرہ کیا ہے ملک سکندر تحفہ حاکم لاہور کا اُسکے سر پر گیا اور منہزم ہو کر لاہور میں آیا
اور جسرت آب بیاہ سے عبور کر کے قلعہ جالندھر کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور جب اُسپر غالب نہ پایا اُسکے نواح پر تاخت کر کے
بہت آدمیوں کو اسیر کیا اور پھر کلانور کی طرف راہی ہوا سلطان مبارک شاہ نے حکم بھیجا کہ زیرک خان حاکم سمانہ اور اسلام خان
حاکم سرہند ملک سکندر تحفہ کے کمک کو جاویں اور ملک سکندر لشکریوں کے پہونچنے سے پیشتر راجہ کلانور کو متفق کر کے
آب بیاہ تک گیا اور جسقدر غنیمت کہ جسرت وہاں سے ہاتھ میں لایا تھا استرداد کر کے لاہور کی طرف پلٹ گیا اور ماہ
محرم سنہ ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس ہجری میں ملک محمود حسن بیانہ کے فساد کو ساکن کر کے دہلی میں آیا اُسکے بعد سلطان مبارک شاہ
میوات کی طرف جا کر جہدداری میں آیا اور جب جلال الدین خان اور تمام میواتی عاجز ہوئے مالگذاری قبول کی اور بعضوں
نے آکر ملازمت کی سلطان پلٹ کر دہلی میں آیا اسی وقت خبر فوت ملک رجب نادری حاکم ملتان کے پہونچی سلطان نے
ملک محمود حسن کو جسنے ولایت بیانہ کے آتش فساد کو تسکین بخشی تھی دہلی میں آیا ہوا تھا اُسے ساتھ خطاب عماد الملکی کے
سرفراز کر کے ملتان کی طرف بھیجا اور سنہ ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری میں سلطان نے گوالیار کی طرف نہضت فرمائی اور اس

ولایت کے فساد کو تسکین دیکر بلکھاٹ کی سمت روانہ ہوا بلکھاٹ کا راجہ ہزیمت کھاکر کوہ پایہ میں در آیا بادشاہ نے اسکی ولایت پر تاخت کرکے کنیز و غلام بیشمار اسیر کیے اور وہانسے رابری میں آیا اور اُس ولایت کو حسین خان کے بیٹے سے تغیر کرکے ملک حمزہ کے حوالہ کیا اور عازم مراجعت ہوا اثنائے راہ میں سید السادات سید سالم فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے کو سید خان اور چھوٹے کو شجاع الملک خطاب دیا کہتے ہیں سید السادات سید سالم تیس برس خضر خان کے حضور زمرہ امرائے عمدہ سے تھا اور جاگیرینا لائق رکھتا تھا اور تبرہندہ میں خزانہ اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا جمع کیا تھا اور خارج از اقطاع تبرہندہ اور امروہہ اور سرستی درمیان دو آب میں بھی ولایتیں بہت رکھتا تھا اور مال کے جمع کرنے میں حریص تھا بادشاہ نے اُسکا خزانہ جو بادشاہ ہونے کے خزانہ سے دعوی ہمسری کرتا تھا تمام مع جاگیرات اُسکے فرزندون کے نام مسلم رکھا اور اُنھون نے حقوق بادشاہی کو منظور نرکھکر فولاد نام غلام ترک بچہ سید السادات سید سالم کو قلعہ تبرہندہ کی طرف بھیجکر ساتھ مخالفت کے ترغیب کی ساتھ اس امید کے کہ دفع اس فساد کا ساتھ اُسکے رجوع پاکر خود علم بغاوت بلند کرین بادشاہ نے اس معنی سے مطلع ہوکر پسر سید السادات سید سالم کو قید کیا اور ملک یوسف اور رائے ہیولے کو فولاد غلام کی تسلی کے واسطے اور دستیاب کرنے مال سید السادات سید سالم کے تبرہندہ کی طرف بھیجا فولاد غلام نے حرف صلح درمیان میں لاکر انھیں غافل کیا اور صبح کے وقت قلعہ سے برآمد ہوکر شبخون مارا اور جو ملک یوسف اور رائے ہیولی کے پاس سپاہ ضعیف تھی کچھ کام نہ کرکے پلٹ آئے اور دوسری شب کو پھر اُنکے سر پر تاخت لایا اور برج قلعہ سے اور بارہ سے بھی توپ و تفنگ بھر کرکے مردم بادشاہی کو متفرق کیا اور تمام بھاگ کر سرستی کی طرف گئے اور فولاد غلام نے اُن کے مال و اسباب پر متصرف ہوکر قوت اور غلبہ تمام بہم پہونچایا آخر بادشاہ یہ خبر سنکر خود تبرہندہ کی طرف متوجہ ہوا اور موافق حکم کے امرا اور افسران فوج اور زمیندار فراہم ہوئے اور عماد الملک حاکم ملتان بھی فرمان طلب کے بموجب خدمت میں حاضر ہوکے بادشاہ نے سرستی میں توقف کرکے چند امرا کو پیشتر بھیجا اور اُنھون نے وہان جاکر تبرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا فولاد غلام نے پیغام دیا کہ عماد الملک کے قول پر مجھے اعتماد تمام ہے اگر وہ آنکر مجھے امان دیوے قلعہ سے برآمد ہوکر سلطان کی نقد ملازمت حاصل کرون چنانچہ التماس اُسکی قبول ہوئی سلطان نے عماد الملک کو تبرہندہ میں بھیجا فولاد غلام نے قلعہ کے دروازہ کے قریب عماد الملک سے ملاقات کرکے عہد و میثاق کے بعد ایسا قرار دیا کہ کل برآمد ہوکر پابوس کے شرف سے مشرف ہونگا اس درمیان میں ایک اہل لشکر سلطانی نے جو اُسکا آشنا تھا پیغام دیا کہ عماد الملک ایک مرد صادق القول اور واثق العہد ہے لیکن سلطان نظر صلاح دولت پر رکھکر اُسکی بات نہ سنیگا اور دوسرون کی عبرت کے واسطے تجھے سیاست فرماویگا فولاد غلام خائف ہوکر اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور جو خزانہ اور قوت تمام رکھتا تھا جنگ اور قلعہ داری میں اصرار کیا اور عماد الملک بے نیل مقصود پلٹ آیا اسواسطے کہ تسخیر اُس قلعہ کی بزودی متصور نتھی بادشاہ نے عماد الملک کو رخصت ملتان کی دی اور خود بھی نواح تبرہندہ سے راجع مراجعت پیدا کیا اور اسلام خان لودھی اور کالیخان اور رائے فیروز اور دوسرے امرائے عمدہ قلعہ کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے معین ہوئے اور عماد الملک اول تبرہندہ کی طرف گیا اور امرا کو قلعہ کے محاصرہ میں سر براہ کرکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور جو قلعہ کے لینے میں سعی اور کوشش بہت کی اور چھ مہینے تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ کو مفتوح کرین فولاد غلام دریائے اضطراب میں غوطہ زن ہوا اور نجات اس غرقاب سے منحصر امیر شیخ علی حاکم کابل کے توسل میں جانی اور ایک جماعت معتمدین کو کابل کی طرف بھیج کر

مبالغ خطیر قبول کیے اور جو سلطان مبارک شاہ بخلاف پدر امیر شاہرخ سے طریق ملایمت مسلوک نہ رکھتا تھا جب امیر شیخ علی
کابل سے برآیا راستہ میں کھکر بھی اُس سے جا ملے امیر شیخ علی نے آب بیاہ سے عبور کر کے اقطاع امرا کو جو قلعہ گیری میں مشغول
تھے تاخت و تاراج کر کے بالکل خاک سیاہ کیا اور اُسکے بعد بیتر ہندہ کے نزدیک پہونچا امرا نے قوت محاربہ اپنے سے مفقود
دیکھی پا ۔ قلعہ سے برخاستہ ہوے اور اپنے علاقہ میں گئے اور فولاد غلام نے قلعہ سے برآمد ہو کر امیر شیخ علی کو
دیکھا اور دو لاکھ تنکہ نقرہ دیے اور اپنے اہل و عیال اُسکے سپرد کر کے قلعہ کی طرف گیا اور استحکام قلعہ میں زیادہ تر ساعی
ہوا اور امیر شیخ علی نے آب ستلج سے عبور کر کے قتل و غارت میں سعی موفورہ اور کوشش بلیغ بہم پہونچائی اور فولاد غلام سے
جو کچھ نقد و جنس حاصل ہوا تھا سو حصہ زیادہ اُس سے اپنے تصرف میں لایا اور مردم گرسنہ کو کئی سال سے عسرت میں تھے
سیر کر کے لاہور میں آیا اور ملک سکندر تحفہ جو کچھ ہر سال اُسے دیتا تھا ادا کر کے پھیر دیا اور امیر شیخ علی دیپالپور میں جا کر
جس جگہ اثر آبادی دیکھتا تھا ویران کرتا تھا جیسا کہ تیس چالیس ہزار انسان قتل کیا اور ہندی بہت گرفتار ہوے اور چونکہ
کوئی معارض نہ رکھتا تھا فساد میں کمی نہ کی اور عماد الملک امیر شیخ علی کے دفع کرنے کے ارادہ سے قصبہ طلبنہ تک آیا امیر
شیخ علی جنگ سے پہلو تہی کر کے خطیب پور کی طرف گیا اس درمیان میں سلطان کا فرمان پہونچا کہ عماد الملک طلبنہ
سے برخاست کر کے ملتان کی طرف جاوے عماد الملک نے ملتان کی سمت کوچ کیا امیر شیخ علی نے دلیر ہو کر آب راوی
سے عبور کیا اور آب جہلم کے ساحل پر جو پرگنے آباد تھے اور ساتھ چناب کے مشہور ہیں خراب کر کے ملتان سے دس کوس
آگے پہونچا اور عماد الملک اسلام خان لودھی کو کہ عم ملک بہلول تھا اُس کے مقابلہ میں بھیجا اور وہ اثناے راہ میں
امیر شیخ علی کے پاس پہونچا محاربہ سخت وقوع میں لایا اور اسلام خان نے شکست پائی لشکر اُس کا کچھ قتل ہوا اور
کچھ بھاگ کر خیر آباد کی طرف جو ملتان سے تین منزل ہے روانہ ہوا اور دوسرے دن کہ ماہ رمضان کی چوتھی تاریخ تھی امیر
شیخ علی ملتان کے قریب خیر آباد میں اترا اور قلعہ پر لڑائی ڈالی عماد الملک نے شہر کے پیادے باہر نکالے انھوں نے شیخ علی
کے لشکر کو باغات میں مشغول رکھا اُس دن امیر شیخ علی سے کچھ کام نہ بن آیا پلٹ گیا اور اسی طرح ایک مدت تک ہر روز قلعہ پر دوڑ
مارتا تھا اور اپنے آدمیوں کو قتل کرواتا تھا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر فتح خان بن مظفر خان گجراتی کو ساتھ امراے بزرگ مثل
زیرک خان اور ملک کالو شحنہ فیل اور ملک یوسف اور کمال خان اور راے ہبو راے کے عماد الملک کی مدد کو بھیجا اور
چھبیسویں ماہ شوال کو امرا ملتان کے قریب پہونچے عماد الملک نے مستظہر ہو کر اُنکے اتفاق سے صف قتال آراستہ
کی اور مرتب صف کے بعد باوجود اس کے کہ فتح خان قتل ہوا نسیم ظفر عماد الملک کے پرچم اعلام پر چلی اور امیر شیخ علی
نے شکست فاحش پائی اور اکثر آدمی اُس کے مارے گئے اور باقی آب جہلم میں ڈوب گئے اور امیر شیخ علی جو کچھ
ہند سے اپنے قبضہ میں لایا تھا بالتمام ضائع کر کے قدرے قلیل اپنے ہمراہ لیے کابل میں پہونچا یا اور مضمون فتح کا بجلدی
ظاہر کیا اور عماد الملک اور تمام امرا قلعہ سیور تک تعاقب کر کے ملتان کی طرف پلٹ گئے اور امیر شیخ علی اپنے بھتیجے ملک
مظفر کو مع اسباب حصارداری قلعہ سیور میں چھوڑ کر خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور امرا لشکری بادشاہ کی حکم کے موافق دلی میں
آئے اور اُس عرصہ میں بادشاہ عماد الملک کے غلبہ سے متوہم ہوا اور اُسے مع جمیع امرا دہلی میں طلب کیا اور ربیع الاول
کے مہینے ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری میں جسرت کھکر فرصت پا کر آب جہلم اور راوی اور بیاہ سے عبور کر کے جالندر کی طرف گیا
ور ملک سکندر تحفہ کو ساتھ کسی تقریب کے لاہور سے برآمد ہوا تھا اپنا لشکر فراہم کر کے جسرت کے مقابل آیا اور جسکا کھوڑا موکر

جنگ میں گھیر میں پھنسا اسوجہ سے جسرت کے ہاتھ میں زندہ گرفتار ہوا اور اسپ اور اموال بہت اسکے سے متصرف ہو کر لاہور
میں آیا اور محاصرہ کر کے قلعہ گیری کے اسباب کی آراستگی میں مشغول ہوا اور جسرت کی تحریک کے سبب امیر شیخ علی انتقام کے
فکر میں پڑا اور کابل سے برآمد ہو کر ملتان کے حدود میں آیا اور قصبہ طلبنہ کو محاصرہ کیا باوجود اسکے کہ صلح کا اقرار سے لیا تھا
عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کر کے باقی کو تہ تیغ کیا اور قلعہ کو مسمار کر کے خاک سیاہ کیا اور فولاد غلام بھی تبرہندہ سے
برآمد ہو کر ولایت رائے فیروز میں گیا اور رائے فیروز کو قتل کیا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر ماہ جمادی الاول
سنہ مذکور میں سراپردۂ سرخ لاہور اور ملتان کی طرف برپا کیے اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر کو لاہور کی
حکومت دیکر مقدمہ لشکر کیا اور جب ملک سرور الملک وزیر سامانہ میں پہونچا جسرت پائے قلعہ سے برخاست کر کے
کوہستان میں آیا اور امیر شیخ علی بھی کابل کی طرف بھاگ گیا اور فولاد غلام نے بھی تبرہندہ کے قلعہ میں دم لیا سلطان
نے ولایت لاہور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر سے تغیر فرما کر نصرت خان کرک انداز کو لاہور کا حاکم کیا اور خود
اثنائے راہ میں ساحل آب جون قریب پانی پت کے لشکرگاہ کر کے چندے استقامت کی اور عماد الملک کو مع سپاہ مکمل اور
مسلح زمینداران بیانہ اور گوالیار کے دفع فتنہ کے واسطے بھیجا اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر اور زیرک خان اور
اسلام خان اور دوسرے امرا کو قلعہ تبرہندہ کے محاصرہ کو روانہ کیا اور خود دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور ماہ ذیحجہ سنہ ۸۳۶ آٹھ
سو چھتیس ہجری میں دہلی سے برآمد ہو کر تبرہندہ کے تسکین فساد کے واسطے سامانہ میں گیا اور اپنی والدہ مخدومہ کی وفات کی
خبر سنکر دہلی کی طرف تنہا مراجعت کی اور بعد تکفین و تجہیز اور مراسم عزا کے پھر لشکر میں ملحق ہوا اور فسخ عزیمت تبرہندہ کر کے
میوات کی طرف راہی ہوا اور لاہور اور جالندھر کی حکومت نصرت خان سے برآورد کر کے ملک اللہ داد لودھی کے مفوض فرمائی اور
جسرت معاودت بادشاہ سے قوی دل ہو کر جالندھر کو بزور شمشیر نصرت خان سے چھین کر لشکر انبوہ ککروں کا فراہم لایا اور اللہ داد لودھی
سے جنگ کر کے غالب آیا اور جسرت کا فساد پھر قوی ہوا سلطان مبارک شاہ نے اکثر ولایات میوات کو تاراج کر کے جلال خان
سے پیشکش لیا اور دہلی میں آیا اور خبر توجہ امیر شیخ علی کی تبرہندہ کی طرف فولاد غلام کے مدد کے واسطے منتشر ہوئی
بادشاہ نے ناچار دوسری مرتبہ عزیمت پنجاب کی سنہ مذکور آٹھ سو چھتیس ہجری میں دہلی سے برآمد ہوا اور اول عماد الملک
کو ان امرا کی کمک کے واسطے جنہوں نے تبرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا تھا بھیجا چونکہ امیر شیخ علی کا لشکر عماد الملک سے ہراسان
تھا تبرہندہ کی عزیمت موقوف کر کے لاہور کی طرف ایلغار کیا اور ملک یوسف اور ملک اسمعیل جو شہر کی محافظت کے واسطے
مقیم تھے مردمان شہر کی مخالفت سے آگاہ ہو کر رات کو شہر سے برآمد ہو کر دیپالپور کی طرف متوجہ ہوئے دوسرے دن
امیر شیخ علی نے ایک فوج انکے تعاقب میں بھیجی انھوں نے جا کر ایک جماعت کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور ایک جماعت
کو اسیر و دستگیر کیا اور خود شہر اور لاہور کے قلعہ پر متصرف ہوا اور قتل و اسیر و غارت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور لاہور
کے قلعہ کی جس مقام میں مسمار اور خلل پذیر تھا مرمت کی اور دو ہزار مرد جنگی کے سپرد کیا اور اسے قلعہ داری دیکر دیپالپور
کی طرف روانہ ہوا ملک یوسف اور ملک اسمعیل کہ اس کے ہاتھ سے لاہور سے بھاگ کر وہاں گئے تھے قلعہ کو خالی کر کے
بھاگنا چاہتے تھے عماد الملک مانع آیا اور اپنے بھائی احمد کو ولایت سرہند سے انکی مدد کو بھیجا چونکہ امیر شیخ علی نے ایک مرتبہ
شکست فاش پائی تھی جرأت جنگ نہ کر کے دیپالپور سے کوچ کیا اور قصبات دیپالپور اور لاہور کے درمیان پر
متصرف ہوا اس وقت سلطان مبارک شاہ نے تلونڈی میں پہنچکر حکم دیا کہ عماد الملک اور اسلام خان لودھی تبرہندہ سے

حصول سعادت ملازمت میں فائز ہوئے اور باقی امراء اور منصب دار بدستور قلعہ گیری میں مشغول رہے امیر شیخ علی
بادشاہ کے آنے سے خبردار ہوا اور آب جہلم سے عبور کر کے اپنے بھتیجے مظفر خان کو اسی طرح سے قلعہ سیور میں چھوڑا اور
خود کابل گیا سلطان نے ملک سکندر تحفہ کو جو بہت روپیہ جسرت کو دیکر اس کی قید سے چھوٹ آیا تھا شمس الملک
خطاب فرما کر دیپالپور اور جالندھر اور لاہور کی حکومت پر تعین کیا شمس الملک ملک سکندر تحفہ نے مع لشکر گران
حصار لاہور کو محاصرہ کیا اور مردم امیر شیخ علی کے بہ طلب امان کے قلعہ سپرد کر کے کابل کی طرف راہی ہوئے اور
سلطان نے طلنبہ کی برابر آب راوی سے عبور کر کے سیور کے قلعہ کو محاصرہ کیا مظفر خان نے ایک مہینے تک اعلام
مدافعہ بلند رکھے آخر کو عاجز ہو کر بادشاہ کو بیٹی اور پیشکش دیکر عازم مراجعت کیا بادشاہ نے اردو کو دیپالپور کی
اطراف میں چھوڑا اور خود ایک جماعت مخصوصوں سے ملتان میں گیا اور زیارت مشائخ کیا اور کر کے لشکر گاہ میں آیا
اور شمس الملک ملک سکندر تحفہ کو معزول کر کے صوبہ پنجاب اور دیپالپور عماد الملک کو عنایت فرمایا اور خود بسبیل استعجال
دہلی گیا اور چونکہ کام وزارت اور اشراف دونوں ملک سرور الملک وزیر سے اجرا ہوتے تھے اور اسکی طرف سے
ایمن نہ تھا کار اشراف ملک کمال الدین کو دیکر حکم دیا کہ دونوں باتفاق سرانجام کرتے رہیں اور ملک کمال الدین
جو مرد سنجیدہ اور کار آزمودہ تھا سب کا مرجع ہو کر صاحب اختیار ہوا اور ملک سرور الملک وزیر اس بات سے
اور دیپالپور و لاہور و جاگیرات سابق کی عزل سے رنجیدہ خاطر ہو کر در پے نفاق ہوا اور سدھاران کانگو کھتری
اور سدپال نبیرہ گنجو کھتری کو کہ اس خاندان کے پروردہ اور صاحب حشم و خدم تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور میران
صدر نائب عرض ممالک اور قاضی عبد الصمد حاجب خاص اور دوسرے آدمیوں کو بھی بادشاہ کی مخالفت اور صحبت
میں موافق اور یکدل کر کے جویائے وقت ہوا اور اسوقت سلطان مبارک شاہ نے ماہ ربیع الاول کی سترھویں تاریخ
سنہ ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس ہجری میں نہر جمن کے کنارے ایک شہر بنا فرما کر مبارک آباد نام رکھا اور شکار کے بہانہ سرہند کی طرف
گیا اور تھوڑے عرصہ میں اس ملک کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار کیا اسی اثنا میں خبر فتح تبرہندہ کی مع سر پولاد غلام
کے پہونچی سلطان بلشکر شہر مبارک آباد میں آیا اور سنا کہ درمیان سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان ہوشنگ مالوی کالپی
کی سرحد میں جنگ ہوتی ہے سلطان مبارک شاہ نے ہمیشہ ممالک شرقی کے تسخیر کی فکر میں رہتا تھا فرصت جانکر جمیع
لشکر کو حکم دیا کہ سراپردہ بادشاہی دہلی کے باہر نزدیک چبوترہ سیرگاہ کے برپا کریں اور چند روز اجتماع لشکر کے واسطے
توقف فرمایا بیت اوردین تا بہ سیر دا آگہ نے کہ تقدیر بر فلک چہ تدبیر اشنظ اشتیت درگذشتہ اور چونکہ سبب سے یکی کی تھی
اور تغیر و تبدل کے سوا کوئی برائی ان کا ذہن نشینوں سے نہ کی تھی اندیشہ نہ رکھا سرور الملک وزیر سے نہایت غافل
ہو کر بے تکلف عمارات شہر مبارک آباد کے تماشے کو جاتا تھا چنانچہ نویں ماہ رجب سنہ ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس ہجری میں جمعہ
کے دن اجازت الوقت و معدودے تھوڑے سے آدمی ہمراہ لیکر شہر مبارک آباد میں جا کر عمارات خاص میں فروکش ہوا اور جمعہ
کی نماز کا منتظر کیا اسوقت مثل میران صدر اور قاضی عبد الصمد مع ایک جماعت ہنود مسلح اور مکمل اندر گئے اور سدھاران ولد
کانگو کی اپنی جماعت سے باہر رہا کہ کوئی باہر سے اندر نہ جا سکے سلطان باوصف اسکے کہ اس جماعت کو ہتھیار
بند دیکھا غدر کی فکر نہ کر کے بحال اپنے بیٹھا رہا یہاں تک کہ سدپال نے تلوار کھینچکر ضرب سلطان کے فرق مبارک پر پہونچائی
دوسرے ہندوؤں نے بھی چاروں طرف سے شمشیر ستم علم کر کے اس شاہ بے نظیر کو شہید کیا میران صدر نے سلطان شہید کو

اُسی جگہ ڈالکر اپنی تعیین سرور الملک کے پاس پہونچایا اور لولا کرمین نے اقرار کے بموجب سلطان کو قتل کیا اور ملک سرور الملک وزیر بیہ صفت نے اُسیوقت محمد شاہ کو سریر سلطانی پر متمکن کرکے جہان کو اپنے مقصد مین دیکھا سلطان مبارک شاہ کی مدت سلطنت تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ دن تھی اور یہ بادشاہ عاقل تھا اور اخلاق ستودہ سے انصاف رکھتا تھا اور کبھی ایام بادشاہی مین اُسکی زبان پر فحش اور دشنام جاری نہوے اور مکروہات سے گرد نہ پھرا اور جمیع امور ملکی کو خود بنفس نفیس تحقیق کرتا تھا تاریخ مبارک شاہی اُسکے نام مسطور ہوئی ۔

ذکر سلطنت سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا

جب اکہ رسم جہان ہو کر جہان بے جہانداری کے نہین رہ سکتا ہو اُسی دن کہ سلطان مبارک شاہ شربت شہادت چکھکر روضۂ رضوان کی طرف راہی ہوا محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان سریر فرمانروائی ہندوستان پر جلوہ گر ہوا اور ملک سرور ملک وزیر کا فرنعمت خطاب خانجہانی پاکر خزانہ اور فیل خانہ اور تو رخانہ بادشاہ مبارک شاہ پر متصرف ہو کر قوی دل ہوا اور تمام ہمت اُسپر مصروف کی کہ امراے قدیم کو معزول کرکے امراے جدید بحال کرے اور فرصت کے وقت سلطان محمد شاہ کو بھی مثل سلطان مبارک شاہ شہید کرکے خود خداوند تخت و تاج ہووے اور کمال الملک و دوسرے امرا جو شہر کے باہر سراپردۂ سلطان مبارک شاہ شہید کے قریب فروکش ہوے تھے بن رضا و قضا دوسرے دن ناچار شہر مین داخل ہوئے اور سلطان محمد شاہ سے ظاہرا بیعت کرکے باطناً اپنے ولی نعمت کی انتقام کے فکر مین پڑے اور ملک سرور الملک وزیر نے شروع اپنا مقصد کرکے پہلے سدپال اور سدارن کھتری اور اُن کے قرابتیون کو قتل مبارک شاہ کے صلہ مین بیانہ اور امروہہ اور نارنول اور کہرام اور چند پرگنے میان دوآب کے دیئے اور میران صدر کو بخطاب معین الملک مخاطب کرکے جاگیر خوب دی سید السادات سید سالم کے بیٹے کو بخطاب خان اعظم سید خان و اقطاع لائق دیکر خوشدل اور محظوظ کیا اور اُمرا اور بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے دیوانخانہ مین طلب کرکے بعضے کو قتل اور بعضے کو مثل ملک کرم چند اور ملک مقبل اور ملک فتوح کو مقید کرکے جاگیرات بزرگ اپنے قبضہ مین لایا اور اپنے غلام مسمی رانو شہ کو تحصیل مال چند سالہ کے واسطے سانہ کو بھیجا اور وہ بارھوین تاریخ ماہ مذکور کو شہر سانہ مین داخل ہوا اور چاہا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ مین لاوے یوسف خان اوحدی خبردار ہو کر ہندوان سے سانہ مین آیا اور رانو شہ سے جنگ کرکے اُسکے عیال و اطفال کو اسیر کیا اور اُسوقت سو نفر امراے خضر خانی اور مبارک شاہی سے کہ جاگیرون مین اپنے تھے مانند ملک چمن حاکم بداؤن اور ملک اَلہ داد لودھی حاکم سنبھل اور امیر علی گجراتی اور امیر کشکانہ کہ بچہ کے سب نے علانیہ نشان مخالفت کے بلند کیے اور ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے خان اعظم سید خان اور سدارن اور اپنے بیٹے یوسف کو ہمراہ کمال الملک کے اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور جب وہ قصبۂ برن مین پہونچے کمال الملک نے چاہا کہ فرصت دیکھکر انتقام خون ولی نعمت کے یوسف خان پسر ملک سرور الملک وزیر خانجہان اور سدارن کو قتل کرے اور ملک اَلہ داد نے جب جانا کہ کمال الملک کس فکر مین ہو خاطر جمع سے اہار مین استقامت کرکے حرکت نہ کی ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے کمال الملک کی فکر پر آگاہی پاکر ملک ہشیار اپنے غلام کو مع لشکر کثیر امداد کے بہانہ کمال الملک کے پاس بھیجا تو محافظت یوسف اور سدارن کی کرے اس درمیان مین ملک چمن ملک اَلہ داد کے پاس اہار مین آیا اور سدارن اور ملک ہشیار جو کمال الدین سے متوہم تھے اس بات سے پیشتر ڈرکر آدھی رات کو دہلی کی طرف بھاگے اور کمال الملک نے جب اُنکے مفرور ہونے سے خبر پائی آدمی بھیجکر ملک اَلہ داد اور ملک چمن اور امراے موافق کو طلب کیا اور بیہ بلا توقف

و نامل اُسکے شریک ہوئے اور علاوہ اُنکے اور بھی آدمی اطراف سے جمع آئے اور کمال الملک مع لشکر گران سلخ ماہ رمضان کو دہلی کی طرف متوجہ ہوا سرور الملک وزیر خانجہان ناچار قلعہ سیری میں متحصن ہوا اور تین مہینے تک حرب و ضرب میں مشغول رہا اور حکام اطراف کے روز بروز کمال الملک کے پاس آتے اور کام محصورین پر تنگ کرتے تھے سلطان محمد شاہ کہ بیوفائی سرور الملک وزیر کی الیقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر چکا تھا خاطر مردم بیرونی پر رکھتا تھا اور نا بود ڈھونڈھتا تھا کہ آپ کو کمال الملک کے پاس پہونچا دے یا سرور الملک کو تہ تیغ کرے اور سرور الملک نے اس بات کو سمجھکر چاہا کہ پیشدستی کرے چنانچہ محرم کی آٹھویں تاریخ سنہ ۸۳۸ آٹھ سو اڑتیس ہجری میں اپنے آدمیوں اور میران صدر کے بیٹوں کو بقصد غدر مسلح کر کے ساتھ لیے ہوئے سراپردہ بادشاہی میں داخل ہوا اور بادشاہ جو ہمیشہ ہوشیار رہتا تھا ایک جماعت کو اپنے محافظت کے واسطے موجود رکھتا تھا اشارہ سرور الملک وزیر خانجہان کے دفع اور قتل کا فرمایا سرور الملک وزیر نے تاب اُس جماعت کے حملہ کی نہ لا کر بھاگنے کا ارادہ کیا قریب تھا کہ قدم سراپردہ سے باہر رکھکر اپنے آدمیوں ملحق ہووے کہ بادشاہ کے سپاہیوں نے پہونچکر شمشیر آبدار سے اسکو پارہ پارہ کیا اور میران صدر کے بیٹوں کو کہ سب بدتر حرامخور تھے گرفتار کر کے سر دربار اُنکی گردن ماری لیکن سرور الملک کے اور رفقا اپنے مکانوں میں مستحکم ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے سلطان محمد شاہ نے آدمی کمال الملک کے پاس بھیجکر کیفیت سے آگاہ کیا کمال الملک اور تمام امرا متفق ہو کر بداؤن کے دروازہ سے شہر کے اندر آئے اور سدپال نے اپنی حیات سے امید قطع کر کے جیسی کہ رسم کافران ہے اپنے گھر میں آگ روشن کر کے زن و فرزندوں کو جلا کر جنگ میں مصروف ہوا اور یہاں تک لڑا کہ مارا گیا اور سدارن مع جمیع کھتریوں کے گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم کے بموجب سلطان شہید کے خطیرہ کے قریب بعقوبت و شدائد تمام قتل ہوئے اور ملک ہشیار اور ملک مبارک جو سرور الملک کے قرابتیوں اور رفیقوں سے تھے لعل دروازہ کے نزدیک انکو پھانسی دی گئی جب کھتریوں اور دوسرے متعلقوں ملک سرور الملک نے اپنے گھروں میں مستحکم ہو کر جنگ پر کمر کسی سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ بغداد کو مفتوح کر کے کمال الملک اور دوسرے تنخواہیوں کو بلا دیں چنانچہ کمال الملک نے مع جمیع امرا شہر میں داخل ہو کر باغیوں کے مکان کو مقتل کر کے سب کو گرفتار کیا اور تیغ آبدار سے سب کے سر تن سے جدا کر کے بار ہستی سے سبکدوش کیا

قطعہ

چنین ست آئین گردندہ دور * گہی مہربانی کند گاہ جور * ز دوران امید وفا داشتن * بود چشم نوش از سیہ مار داشتن * دو روزہ ست ای بوالہوس مہر او * نہ قسمت وفانیست در چہر او

دوسرے دن کمال الملک اور تمام امرا نے سلطان محمد شاہ سے بیعت کی اور کمال الملک کمال خان ہو کر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور ملک چمن ساتھ غازی الملک کے مخاطب ہوا اور ملک الہ داد نے خطاب قبول نہ کیا لیکن اپنے بھائی کے واسطے خطاب دریا خانی کا لیا اور ملک کھوتراج مبارک خانی اقبال خان کے ساتھ مخاطب ہو کر بدستور سابق حصار فیروزہ کے قلعہ داری میں سرفراز ہوا اور خان اعظم سید خان ساتھ لقب مجلس عالی کے مخصوص ہوا اور حاجی صندلی المشہور حسام خان نے دہلی کی کوتوالی پائی اور اقطاعات اور پرگنات اور عہدے ہر شخص کے ساتھ مقرر ہوئے اور جب سلطان محمد شاہ دہلی کی مہمات سے فارغ ہوا ارکان دولت کی صلاح سے ربیع الاول سنہ مذکور میں برسم سیر ملتان کی عزیمت فرمائی اور مبارکپور کے چبوترہ کے قریب فروکش ہوا اور جمع لشکر کے واسطے حکم دیا اکثر امرا آنے میں متردد ہوئے اور جب عماد الملک ملتان سے خدمت میں حاضر ہوا تمام امرا اور افسران سپاہ مثل اسلام خان لودھی اور یوسف خان اوحدی اور اقبال خان وغیرہ کے دربار میں حاضر ہو سکے چنانچہ ملتان سے [illegible]

سرفرازی پائی سلطان محمد شاہ نے ملتان میں جاکر مشائخ کی زیارت حاصل کی اور انتظام اُس ولایت کا سابق ایک
معتمد کے رجوع کرکے دہلی میں معاودت کی اور سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری میں سمانہ کی طرف گیا ایک فوج کو جسرت کھکر کی
ولایت پر کہ فساد کرتی تھی بھیجا یہاں تک کہ اُسکی ولایت کو تاخت و تاراج کرکے پلٹ گئی اور خود دہلی میں آیا پھر ایسا مستغرق عیش و عشرت
ہوا کہ ملک و مال کی پروا نہ رہی اس سبب سے خلل عظیم واقع ہوا ملک بہلول بھی کہ اپنے چچا کی فوت کے بعد سلطان شاہ المخاطب
باسلام خان حاکم سرہند ہوا تھا اُسوقت دیپالپور اور لاہور اور پانی پت پر بحکم بادشاہ کے متصرف ہوا بسبب جسرت
[illegible] بادشاہ نے ساتھ اس تفصیل کے جو عنقریب مذکور ہوگی لشکر اُسپر
بھیجکر اُنکو پہاڑوں میں مفرور کیا اور بہت سے پٹھانوں [illegible] کو قتل کیا اور ملک بہلول پھر جمعیت کرکے سرہند اور پنجاب میں آیا اور
دوبارہ پانی پت تک متصرف ہوا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان کو تعین کیا اور حسام خان شکست فاش پاکر
دہلی میں آیا اور ملک بہلول نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اگر حسام خان کو آپ قتل کریں میں آپکی اطاعت اور فرمانبرداری میں
سرگرم رہوں بادشاہ نے مدعی کا کلام گوش ارادت سے سنکر حسام خان کو قتل کیا اور حمید خان کو وزیر کرکے دوسرے کو
بخطاب حسام خان کرکے نیابت وزارت سے سرفراز کیا حکام اطراف نے زبونی بادشاہ کے مشاہدہ کرکے اُسکے ممالک میں
طمع کی اور جب زمینداران باج گذار نے باج ستانی کو ایسا دیکھا ہاتھ اداے مال سے کھینچا اور سلطان محمد شاہ نے کسی کی
تادیب و تنبیہ میں ہرگز التفات نفرمایا اور بے پروائی اُسکی عالمگیر ہوئی اور ابراہیم شاہ شرقی بعضے پرگنات پر متصرف ہوا
اور سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے دہلی کے تسخیر کا قصد کیا اور سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری میں دہلی کے دو کوس پر آنکر
ضبط ولایت میں قیام کیا محمد شاہ نے مضطرب ہوکر اپنے ایلچی ملک بہلول کے پاس بھیجے اور بمبالغہ اور ابرام تمام اُسے
مدد کے واسطے طلب کیا ملک بہلول بیس ہزار سوار جرار لیکر دہلی میں آیا سلطان محمد شاہ باوجود شوکت و لشکر بسیار
کے خود ارادہ جنگ نکرکے امرا سے کہا کہ میرے سوار ہونے کی حاجت نہیں ہے تم افواج آراستہ کرکے جنگ کرو امرا نے
حسب الحکم سلطان کے محمود خلجی مالوی کے مقابل افواج آراستہ کی ملک بہلول مع اپنے لشکر کے کہ جسمیں اکثر جوان اور
مشعل تیر انداز تھے مقدمہ سپاہ دہلی ہوئے سلطان محمود مالوی نے جب سنا کہ بادشاہ خود نہیں آیا اپنے بھی بیٹے سلطان
غیاث الدین اور قدر خان کو جنگ کے واسطے بھیجا چنانچہ طرفین سے شام تک آتش کارزار مشتعل رہی اور ملک بہلول
اور اسکے آدمیوں نے حملے رستمانہ کیے چنانچہ لشکر دہلی اُس دن اُسکے مساعی جمیلہ سے شادان اور محظوظ ہوا اور
سلطان محمود خلجی مالوی اُس رات کو خواب پریشان دیکھکر مشوش ہوا اور صبح کے وقت سنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی
مندو کی طرف سے آتا ہے زیادہ متردد و دلگیر ہوکر صلح کی فکر میں ہوا لیکن غیرت کے سبب اسکا تذکرہ زبان پر نہ لایا اور [illegible]
سلطان محمد شاہ مرتکب ایسے امر کا ہوا کہ کوئی شاہان دہلی سے نہوا تھا وہ یہ ہے کہ بے سبب اور بے تقریب [illegible]
کے آپکو دست توہم میں سپرد کرکے امرا اور ارکان دولت کے بے مشورہ ایک جماعت صلحا سے سلطان محمود خلجی مالوی کے
پاس بھیجکر طالب مصالحہ ہوا سلطان محمود خلجی یہ امر خود سے چاہتا تھا قبول کیا اور احسان کرکے اسی وقت کوچ کیا
اور ملک بہلول نے بادشاہ کی ادا سے مثل مار کے پیچ و تاب کھایا اور دلیر سوار ہوکر مالویوں کا پیچھا کیا اور ایک جماعت کثیر کو علف
تیغ خون آشام کیا اور مال و متاع وافر دستیاب کرکے لشکر دہلی کی نذر گاہ رکھی سلطان محمد شاہ نہایت خوشحال ہوا اور ملک
بہلول کو اپنی فرزندی میں لاکر خانخاناں خطاب ارزانی رکھا لیکن طلب صلح سلطان محمد شاہ کی رسوائی کا سبب ہوا اُمرا کی نظروں

اور دلون مین قرب اور اعتبار نہ رہا اور سلطان محمد شاہ ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین سمانہ کی طرف گیا اور حکومت لاہور اور دیپالپور کی ملک بہلول کو دے کر جسرت کھکر کے دفع کے واسطے مقرر کیا اور خود وہان سے بازگشت فرمائی اور ملک بہلول ولایت لاہور مین نہایت قوی ہوا اور پٹھان بہ کثرت اُسکے پاس فراہم ہوئے اور جسرت کھکر نے اُسکے ساتھ طریق دوستی کا ناپ کر دہلی کی پادشاہی کی ترغیب دی ملک بہلول کے سر مین ہواے پادشاہی پڑی اور بہت پرگنات پر متصرف ہوکر ایک جماعت تمام بہم پہونچائی اور بلا سبب ظاہری ساتھ محمد شاہ کے بنیاد مخالفت کی ڈالی اور باکمال اُبہت اور استیلا کے سلطان محمد شاہ پر لشکر کشی کی اور دہلی کو محاصرہ کرکے بے نیل مرام پلٹ گیا اور سلطان محمد شاہ نے روز بروز سستی قبول کرکے کام اس نہایت کو پہونچایا کہ امراے نزدیک نے بھی اُس کی اطاعت سے پھیرا اور بیانہ کے زمیندار متمردی اور سرکشی اختیار کرکے سلطان محمود خلجی سے جا ملے سلطان محمد شاہ اُسوقت بیمار ہوا اور ۸۴۹ھ آٹھ سو انچاس ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم باقی کی طرف رحلت کی اور اُسکا بیٹا سلطان علاءالدین سریر سلطنت پر متمکن ہوا بیت نہ ہے ملک ویران سر و رنشیب ۞ پر رفت و پاے سپر در رکیب ۞ سلطان محمد شاہ کی مدت سلطنت بارہ برس اور چند ماہ تھی

ذکر سلطان علاءالدین بن محمد شاہ کی سلطنت کا

پادشاہ علاءالدین نے جب قدم تخت دہلی پر رکھا تمام امرا سواے ملک بہلول لودہی کے تخت گاہ مین حاضر ہوئے اور حلقہ بیعت کا اپنے زیب گوش کیا اور پادشاہ علاءالدین ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین بیانہ کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین مشہور ہوا کہ جون پور کا بادشاہ دہلی کے تسخیر کے واسطے آتا ہے باوجود اسکے کہ یہ خبر غلط تھی دہلی مین پلٹ آیا حسام خان نے کہ وزیر الملک اور نائب غیبت تھا عرض مین پہونچایا کہ بمجرد استماع خبر دروغ مراجعت کرنا بادشاہون کی شان کے خلاف ہے بادشاہ کو یہ بات گران آئی اظہار رنجش کیا اور خلائق پر ظاہر ہوا کہ یہ بادشاہ اپنی باپ سے سست تر اور امر سلطنت مین نہایت بیوقوف ہے اور ۸۵۱ھ آٹھ سو اکاون ہجری مین بادشاہ علاءالدین بداؤن کی طرف گیا اور ہوا وہانکی خوش آئی ایک مدت توقف کیا اور جب دہلی مین آیا ارشاد فرمایا کہ مجھے ہواے بداؤن کی دہلی سے زیادہ موافق ہے حسام خان نائب وزیر جو اُس یورش مین ہمراہ تھا اُسنے اُس کو نصیحت کی اسکو پسند نہ آئی اور اسی طرح خاطر اُسکی بداؤن کی طرف مائل رہی اُسوقت تمام ہندوستان طوائف ملوک ہوا دکن اور گجرات اور مالوہ اور جون پور اور بنگالہ پر شاہان صاحب سکہ نے قبضہ کیا جیسا کہ پنجاب اور دیپالپور اور سرہند اور پانی پت کو ملک بہلول لودھی اپنے قبضہ مین رکھتا تھا اور مہرولی سے سرائے لاڈو تک جو شہر دہلی کے متصل ہے احمد خان میواتی متصرف ہوا اور سنبھل سے گذر خواجہ خضر تک کہ دہلی مین پیوستہ ہے دریا خان لودھی اور کول کو عیسی خان ترک بچہ اور رابری کو قصبہ جلیہ گنگاؤن تک قطب خان افغان اور کنپل پٹیالی کو راے پرتاب اور بیانہ کو داؤد خان اوحدی تصرف مین لایا فقط شہر دہلی مع چند مواضع کے بادشاہ کے قبض و دخل مین رہے اسی قدر ریاست مین بادشاہی کرتا تھا اور ان دنون مین ملک بہلول لودھی نے مثل عہد سلطان محمد شاہ کے پھر شہر دہلی کے قصد مین لشکر کھینچا محاصرہ کیا ناکام ہوکر پلٹ گیا الغرض بادشاہ علاءالدین نے ارکان شاہی کے تقویت نہ ہونے کے بارہ مین متامل ہوکر قصد مشورہ کا ساتھ قطب خان اور عیسی خان اور راے پرتاب کے درمیان مین لایا چونکہ وہ بادشاہ کو ضعیف تر کیا چاہتے تھے بولے کہ امرا حمید خان سے دلتنگ ہین اگر اُسے منصب وزارت سے معزول کرکے محبوس کرین تمام مطیع اور فرمانبردار رہین اور امر بادشاہی کو رواج اور رونق زیادہ قبول کرے اور چند

پرگنہ امرا سے برآوردہ کرکے شریک خالصہ پادشاہی کرین بادشاہ علاء الدین نے جو عقل سے بے بہرہ تھا
فی الفور قبول کرکے حمید خان کو زنجیر مین کھینچا بیت کسی کو ناگل گو بید کہ از مرغان بستانی ؛ تراج زبلبلے بتو دچہ داری
لبتہ پر اور اسوقت ارادہ بداؤن کی روانگی کا کرکے فرمایا کہ مین وہان استقامت کیا چاہتا ہون حسام خان نے
پھر از رہ اخلاص عرض مین پہونچایا کہ دہلی کو چھوڑنا اور بداؤن کو پایہ تخت کرنا صلاح دولت نہین ہے بادشاہ
نے اُسکے قول کو سماعت نہ کی اور پیشتر سے زیادہ اُس سے رنجیدہ ہوا اور اُسے اپنی مصاحبت سے جدا کرکے دہلی
مین چھوڑا اور برادران زن یعنی ایک سالہ کو دہلی کا کوتوال کیا اور دوسرے کو عہدہ امیری دیوان امیر کوہی مرحمت کرکے
اواخر ۸۵۲ھ آٹھ سو باون ہجری مین بداؤن کی طرف روانہ ہوا اور اسی چندروز مین دونون بھائیون کے درمیان مین
نزاع باہم پہونچی ایک مارا گیا اور دوسرے کو مردم شہر نے حسام خان کے اغوا سے قصاص کو پہونچایا اور بادشاہ کہ عیش و
عشرت مین مشغول تھا ساتھ اُسکے ملتفت نہوا جب بداؤن مین پہونچا قطب خان اور رائے پرتاب نے ملازمت کی اور
عرض کی کہ امرا حمید خان کے زندہ رہنے سے پریشان خاطر ہین اگر سلطان اسے قتل کرے چالیس پرگنے خالصہ بادشاہی
مین داخل ہون اور رائے پرتاب اس بارہ مین کوشش زیادہ کرتا تھا اسواسطے کہ قبل اس سے فتح خان پدر حمید خان نے ولایت
رائے پرتاب کو تاراج کرکے اُسکی عورت پر متصرف ہوا تھا اُسوقت چاہتا تھا کہ اُسکے فرزند حمید خان سے انتقام لے اور
سلطان نے جو عاجز مطلق تھا اور عقل سے چندان بہرہ نرکھتا تھا حکم اُسکے قتل کا دیا لیکن حمید خان کے بھائیون اور
ہوا خواہون نے اس معنی سے اطلاع پائی ہزار حیلہ و تدبیر زندان سے نکالکر دہلی کی طرف بھاگے اور ملک محمد جمال جو
نگہبان اُسکا تھا آگاہ ہوکر پیچھے سے دہلی مین آیا اور حمید خان کے مکان پر جاکر جنگ مین مشغول ہوا ملک محمد جمال
زخم تیر سے مارا گیا اور حمید خان حرم سراے سلطانی مین در آیا اور عورتون اور لڑکیون اور شاہزادون کو باہر
نکالکر سب کو سر و پا برہنہ نہایت اہانت اور بےعزتی سے حصار شہر سے باہر کیا اور خزانے اور اسباب بادشاہی پر
متصرف ہوا بادشاہ نے بدبختی سے موسم برسات کا بہانہ کرکے انتقام کو امروز فردا مین ڈالا حمید خان فرصت پاکر اس
فکر مین ہوا کہ دوسرے کو بادشاہ بناکر تخت سلطنت پر بٹھاوے پھر غور کیا تو سلطان محمود شرقی اس وجہ سے
پسند نہ آیا کہ وہ سلطان علاء الدین سے قرابت رکھتا تھا اس کا بلانا خلاف مصلحت تھا اور سلطان محمود خلجی
کا بلانا ممکن نہ ہوا کیونکہ وہ مالوہ مین بہت دور تھا علاوہ برین یہ لوگ خود طاقتور بادشاہ تھے آخر اسکی راے
یہ قرار پائی کہ ملک بہلول لودھی جو بادشاہ نہین ہے اس کو بلاکر بادشاہ بنا دے یعنی وہ براے نام بادشاہ رہے
اور در اصل خود بادشاہ ہووے ملک بہلول لودھی جو گھات مین ایسے وقت کے تھا اپنے بخت کو مرحبا کہکر بادشاہ
علاء الدین کو لکھا کہ مین حمید خان کے دفع کے واسطے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور وہ با جمعیت تمام کوچ پر کوچ کرکے دہلی مین
آنکر متصرف ہوا اور آیندہ جو وقوع مین آویگا تحریر ہوگا پھر ایک مدت کے بعد حمید خان کو اُٹھا کر اپنے تئین بادشاہ بہلول
مشہور اور موسوم کیا اور خطبہ مین نام بادشاہ علاء الدین کا داخل کرکے اسی سال کہ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری تھی دہلی کو
اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید اور دوسرے امرا کے سپرد کرکے اقتضاے وقت کے سبب دیپالپور کی طرف گیا اور فوج اور دولت
کے فراہمی اور ضبط ولایت مین مشغول ہوکر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ مین نے بادشاہ کی توجہ سے حمید خان کو دفع کیا
اور امر سلطنت کو جو کف اختیار سے نکل گیا تھا قبضہ مین لایا اور شہر کو آپ کے نام محافظت کرکے سلطان کا نام خطبہ سے

نہین گرایا بادشاہ نے اسکے جواب مین ارقام کیا کہ جو میرے والد ماجد نے تجھے فرزند کیا تھا تو میرا بڑا بھائی ہے مین نے بادشاہی تجھے ارزانی رکھی اور مین نے بداؤن پر قناعت کی سلطان بہلول کامیاب ہو کر ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۸۵۵ھ ہجری مین یکبارگی امر سلطنت مین مشغول ہوا اور نام بادشاہ علاءالدین کا خطبہ سے قلم انداز کیا اور چتر شاہی اپنے سر پر لگایا اور بادشاہ علاءالدین بداؤن کے گوشہ مین مدت تک زندہ رہا آخر ۸۸۳ھ آٹھ سو تراسی ہجری مین قضاے الٰہی سے مرگیا مدت اسکی سلطنت کی دہلی مین سات برس اور چند ماہ تھی اور بداؤن کی حکومت اٹھائیس برس رکھی۔ **ذکر سلطنت سلطان بہلول لودھی کا۔** مرقوم کلک جواہر سلک ہوتا ہے کہ ایک جماعت افغانان لودھی سے آپسمین یار و مصاحب ہو کر ہمیشہ سوداگری کے واسطے ہندوستان مین آمد و شد کرتے تھے اور اُس جماعت مین سے سلطان فیروز شاہ باربک کے عہد سلطنت مین ملک بہرام جو ملک بہلول لودھی کا دادا تھا اپنے بڑے بھائی سے رنجیدہ ہو کر جدا ہوا اور ملتان مین آیا اور ملک مردان دولت حاکم ملتان کا ملازم ہوا اور اسکے پانچ بیٹے تھے ملک سلطان شاہ اور ملک کالا اور ملک فیروز اور ملک محمد اور ملک خواجہ اور ان پانچون نے اپنے باپ کے فوت کے بعد ملتان مین سکونت اختیار کی اور جب خضر خان سلطان فیروز شاہ کے عہد مین ملتان کا حاکم ہوا ملک سلطان شاہ اسکے ملازمون کے سلک مین منتظم ہو کر سردار جماعت افغان ہوا اور بخت کی ساعدت سے اُس لڑائی مین جو خضر خان نے ملو اقبال خان کے ساتھ کی تھی ملک سلطان شاہ عین لڑائی مین ملو اقبال خان کے مقابل ہوا اور دلیری سے اقبال خان کو قتل کیا اس سبب سے خضر خان کے نزدیک درجہ اعتبار کے لائق ہو کر خطاب اسلام خانی اور سرہند کی حکومت سے سرفراز ہوا اور اُس کے بھائی ہمراہ اُسکے رہتے تھے از انجملہ ملک کالا جو ملک بہلول لودھی کا باپ تھا بھائی کے توجہ سے پرگنہ دورالہ کا حاکم ہوا اور ملک کالا کے چچا کی بیٹی اُسکے نکاح مین تھی اور وہ ملک بہلول لودھی کی والدہ تھی وضع حمل کے قریب مکان کے نیچے دبکر مرگئی تھی اور ملک بہلول لودھی اسکے پیٹ مین تھا اُسی وقت شکم چاک کرکے برآوردہ کیا گیا اور جب حیات کے آثار اُس مین پائے اسکی محافظت مین مشغول ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک کالا افغانان نیازی کی جنگ مین مارا گیا اور ملک بہلول نے جس کو ان دنون ملو کہتے تھے اپنے چچا اسلام خان کے پاس سرہند مین جا کر پرورش پائی اور جب ایک معرکہ مین اُسنے آثار جلادت اور شجاعت ظاہر کیے اسلام خان نے اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کرکے تربیت مین مصروف ہوا کہتے ہین کہ رفتہ رفتہ اسلام خان اس مرتبہ کو پہونچا کہ بارہ ہزار افغان کہ اکثر عزیز اور ہم قوم تھے اُسکے ملازم ہوئے اور اسلام خان نے ہنگام رحلت باوجود پسران رشید کے ملک بہلول لودھی کو اپنا قائم مقام کرکے وصیت فرمائی اور جب اسلام خان نے محمد شاہ کے عہد مین اس دار بے ثبات سے انتقال کیا اُسکے بعد نوکرون کے تین فرقے ہوئے چنانچہ افغان نے وصیت کے موافق ملک بہلول کی ہمراہی اختیار کی اور بعضے ملک فیروز اور اسلام خان کے ساتھ کہ وہ بھی بادشاہ دہلی سے منصب رکھتا تھا موافق ہوگئے اور بعضون نے قطب خان ولد اسلام خان کا ساتھ دیا ملک بہلول لودھی نے کہ رشید تر تھا ساختہ بمرور اور تدریج کے استقلال تمام پہونچا کر ملک فیروز اور قطب خان کو ضعیف کیا اور قطب خان نے اسی نزاع کے سبب سرہند سے سلطان محمد شاہ کے پاس دہلی مین جا کر ارکان دولت کے وسیلہ سے معروض رکھا کہ افغانون سرہند مین ہجوم کیا ہے آخر اُنسے ایک خلل ملک مین حادث ہوگا سلطان محمد شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو مع لشکر گران قطب خان کے ہمراہ تعین کیا کہ سرہند مین جا کر افغانون کو درگاہ مین بھیجے اور اگر تمردی کرین سرہند سے نکال دے اور عبرت کار کو بھی

ساتھ ہی مضمون کے فرمان صادر ہوا افغانان اس بات سے خبردار ہوکر کوہستان مین پناہ لے گئے جسرت کھکر اور ملک سکندر
تحفہ نے افغانون کو پیغام دیا کہ تم سے کوئی تقصیر ظہور مین نہین آئی ہو بھاگنے کا کیا سبب ہو اُنھون نے عہد طلب کیا
چنانچہ پیمان با ایمان اُنسے موکد ہوا ملک فیروز لودھی اپنے بڑے بیٹے شاہین خان اور بھتیجے ملک بہلول کو اہل وعیال سپرد
کرکے خود مع افغانان معتبر ملک سکندر تحفہ اور جسرت کھکر کے پاس گیا اور انھون نے قطب خان کی تحریک سے
نقض عہد کرکے ملک فیروز لودھی کو قید کیا اور افغانون کو قتل کرکے لشکر اُنکی اہل وعیال کے سر پر بھیجا ملک بہلول
اہل وعیال کو منفاہماے محفوظ اور جا ہاے قلب مین لے گیا اور شاہین خان مع افغانان ہمراہی جنگ پر آمادہ ہوا
کچھ افغان زندہ دستگیر ہوئے اور باقی مع شاہین خان قتل ہوے اور جب اُن کے سر سرہند مین لائے جسرت کھکر
ملک فیروز لودھی سے مقتولون کو استفسار کرتا تھا اور وہ ایک ایک کا نام بتاتا تھا یہانتک کہ اُس کے
فرزند کا سر اُسکے روبرو لائے ملک فیروز نے کہا کہین اُسے نہین پہچانتا جسرت کھکر کے آدمیون نے عرض
کی کہ یہ مرد نہایت شجاع تھا ایسی ایسی جوانمردی اور بہادری کی ملک فیروز زار زار رونے لگا لوگون نے رونے
کا سبب پوچھا بولا کہ یہ میرا فرزند ہی مین شرم سے کہ مبادا اُس نے جنگ مین سستی کی ہو اُس کا نام پوشیدہ رکھتا تھا
اب کہ میری دلجمعی ہوئی اظہار کیا اور معلوم ہوتا ہو کہ ملک بہلول اس جنگ مین موجود نہ تھا سلامت نکل گیا ہو
وہ انتقام تم سے لے گا اور اُس کے بعد جسرت کھکر ملک سکندر تحفہ کو سرہند سپرد کرکے پنجاب گیا اور بندیون کو دہلی
بھیجا ملک بہلول لودھی نے آشناؤن اور دوستون سے مبالغ قرض لیکر افغانون کو تقسیم کیے اور ایک جماعت کو اپنا
شریک اور متفق کرکے رہزنی اور تاخت ولایت مین مشغول ہوا اور جو کچھ دستیاب ہوتا تھا اپنے ہمراہیون کو دیتا تھا
اور تھوڑے عرصہ مین پٹھان کثیر اور مغل قلیل اُسکے پاس جمع ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک فیروز دہلی سے بھاگ کر
ساتھ اسکے ملحق ہوا اور قطب خان بھی اپنے فعل سے پشیمان ہوکر ساتھ اُسکے متفق ہوا ملک بہلول پھر سرہند کو اپنے تصرف
مین لایا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان وزیر الممالک کو مع افواج بیشمار اس فساد کے دفع کے واسطے بھیجا اور موضع
کہ ہہین کہ پرگنہ خضرآباد اور شاہپورہ سے ہی ملک بہلول لودھی اسکے میدان مین آیا اور صفوف حرب راستہ کی اور حسام خان
کو شکست دیکر قوت اور مکنت تمام بہم پہونچائی کہتے مین کہ ابتداے حال مین جب کہ ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کی خدمت
مین پہونچا تھا ایکدن سمانہ مین اپنے دو یار ہمراہ لیکر سید انام درویش کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا اور دو زانو ہوکر
مودب بیٹھا اور وہ مجذوب بڑ مارتا تھا کہ کون ایسا شخص ہو کہ دہلی کی بادشاہی دو ہزار تنگہ کو مول لیوے ملک بہلول لودھی
ایکہزار اور چھ سو تنگہ اپنے پاس موجود رکھتا تھا وہ درویش کے روبرو پیشکش کیے اور عرض کی کہ اس سے زیادہ میرے پاس موجود
نہین اُس بزرگوار نے قبول کرکے فرمایا دہلی کی بادشاہی تجھے مبارک ہو ہمراہیون نے اُسکی اس حرکت سے تمسخر اور استہزا کیا
اُسنے جواب دیا کہ یہ امر دو حال سے خالی نہین ہو اگر یہ امر یعنی حصول سلطنت وقوع مین آیا تو مفت سودا کیا اور جو ظہور مین نہ
آیا خدمت فقرا کی اجر سے خالی نہین بیت سالکان رہ ہمت چو ارادت بینند: ملک کاؤس فریدون بگداے بخشند ۔ ملک
بہلول ساتھ ملک فیروز اور سائر اقربا اور عشائر کے اُس حدود پر پانی پت تک متصرف ہوا اور قوت اور رفتہ رفتہ ادوات بہم پہونچائی
اُسکے بعد حسام خان وزیر الممالک کو شکست دیکر عریضہ مشتمل بر حسن عقیدت سلطان محمد شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور اُس مین
یہ بھی تحریر کیا کہ مین حسام خان وزیر الممالک کی ناراضیون سے ملازمت سے محروم و مہجور رہون اگر اُسے قتل کرین اور منصب

وزارت حمید خان کو مرحمت فرمائیں بندہ آپ کا مطیع اور فرمانبردار ہوگا بادشاہ نے بے تامل حسام خان وزیر الملک کو بے صدور قصور قتل کیا اور ملک بہلول از روے اخلاص سلطان کی ملازمت کرکے سرہند اور اس نواحی کا بطور جاگیردار کے مقرر ہوا اور اس حدود میں لودھی کمال استقلال سے رہتے تھے اور جب سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ نے تسخیر دہلی کا قصد کیا سلطان محمد شاہ لشکر کا محتاج ہوا اسے سرہند سے طلب کیا اور ملک بہلول بیس ہزار افغان اور مغل جمع لاکر جیسا کہ تحریر ہوا بادشاہ کی کمک کو آیا دوسرے دن دلاوری اور مردانگی دکھا بادشاہ سے خطاب خانخانی کا پایا اور سرہند میں آن کر بحکم بادشاہ کے نہایت غلبے سے لاہور اور دیپالپور اور سنام اور دوسرے پرگنات پر متصرف ہوا اور نہایت غلبہ اور تسلط سے نشان مخالفت بلند کیا اور اسقدر ملک پر بھی اکتفا نکرکے بادشاہ پر فوج کش ہوا اور ایک مدت محاصرہ کیا جب دہلی فتح نہوئی سرہند کی طرف مراجعت کی اور اپنے استحکام میں کوشش کی اور اپنا سلطان محمد خطاب کرکے خطبہ اور سکہ تسخیر دہلی پر موقوف رکھا اُسوقت سلطان محمد شاہ فوت ہوا اور اُسکا فرزند سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اور چند سال کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا حمید خان نے اُسے سرہند سے طلب کرکے ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری میں بادشاہ بنایا اُسوقت سلطان بہلول لودھی کے نو بیٹے تھے خواجہ بایزید نظام خان جو آخر کو ساتھ بادشاہ سکندر کے مخاطب ہوا اور باربک شاہ اور مبارک خان اور عالم خان مشہور بہ شاہ علاء الدین اور جمال خان اور میان یعقوب اور فتح خان اور میان موسی اور جلال خان اور دیگر امراے نامی کہ اکثر سلسلہ یگانگی اور نسبت خویشی کی اُس سے رکھتے تھے چونتیس شخص تھے قطب خان ابن اسلام خان لودھی و خان جہان لودھی و دریا خان لودھی و تاتار خان ابن دریا خان لودھی و مبارک خان لوحانی و یوسف خان خاص خیل و عمر خان شروانی و قطب خان ابن حسین خان افغان و احمد خان میواتی و یوسف خان حلوانی و علیخان ترک بچہ و شیخ ابو سعید فرملی و احمد خان سیستانی و خانخانان فرملی و خانخانان لوحانی و شمشیر خان و زبیر خان و خانان بن اسد خان و شیخ احمد شروانی و نہنگ خان و لشکر خان و شہاب خان منشی و مبارز خان و مہتر رستم خان و جونہ خان بن غازی خان و ملک حسن بن خانجہان و عماد الملک و اقبال خان و میان فرید معروف بقرملی و شیخ جمال و شیخ عثمان وغیرہ سے پر تاب راے رکھتیں راے کرن چونکہ حمید خان ثروت اور مکنت تمام رکھتا تھا　روش، رکھتین
ملک بہلول نے صلاح مدارا میں دیکھکر ایک مدت اُس کی ملازمت میں بسر کی اور اکثر اوقات اُسکے مکان پر جاتا تھا چنانچہ ایک دن حمید خان کا مہمان ہوکر افغانون کو سکھایا کہ اُسکی مجلس میں حرکات مضحکہ کرین تو وہ مجھکو اور اس قوم کو خفیف العقل تصور کرکے اُنسے بیحذر ہووے غرضکہ افغان اُس کی محفل میں آئے اور ساداہاے طرفہ کرنے لگے چنانچہ بعضون نے اپنی کفش کمر پر باندھی اور بعضون نے طاقہاے مجلس میں حمید خان کے سر سے بلند رکھیں حمید خان نے کہا یہ کیا حرکت ہے جواب دیا کہ ہم چور سے ڈرتے ہیں ایسا نہ ہو اُٹھا لیجاوین اور پھر ایک لحظہ کے بعد حمید خان کی طرف متوجہ ہوکر بولے کہ فرش آپکا رنگتین عجیب رکھتا ہے اگر ایک گلیم لطف فرماوین ہم کلاہ اور طاقیہ بناکر اپنے فرزندون کے واسطے تحفہ لیجاوین تو ہمارے اہل و عیال جانیں کہ ہمارے تئین خان کی خدمت میں قربت اور مرتبہ ہے حمید خان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ مین مخمل اور زربفت تمہیں اس کام کے واسطے دونگا اور جب جوان خوشبو کے مجلس میں آئے بعضے جوان اُن میں چونہ اور عطر لیتے تھے اور چوستے تھے اور پھول چبا کر تناول کرتے تھے اور بعضے تھوڑا چونہ بغیر پان کھاتے تھے اور بعضے پان کی گلوری کھا کر فقط چونہ چاٹتے تھے اور جب چونہ کی تیزی سے دہن میں سوزش ہوتی اضطراب اور بیتابی کرتے تھے اور حمید خان ہنسکر کہتا تھا کہ یہ عجیب آدمی ہیں اور ملک بہلول جواب دیتا تھا کہ یہ لوگ دہقانی حمق سے بھرے اور عقل سے

خالی مین انھین عقلا اور اہل تمیز کی صحبت میسر نہین ہوئی کھانے اور سونے کے سوا کوئی ہنر نہین رکھتا اور پھر چند روز
کے بعد ملک بہلول بسبب قاعدہ دوراہی کے حمید خان کا مہمان ہوا اور وہان ضابطہ یہ تھا کہ جسوقت ملک بہلول مہمان
ہوتا دربان اسکے ہمراہیون کو روکتے تھے افغان اکثر باہر رہتے اس مرتبہ افغان ملک بہلول کی تعظیم کے موافق دربانون
سے ہشت مشت کرکے جھگڑے بزور خود دربار مین داخل ہوئے اور باواز بلند ملک بہلول کو سخت وسست کہکر کہتے تھے
کہ اگر وہ حمید خان کا نوکر ہے ہم بھی اُسکے نوکر ہین ہم اپنے آقا کے سلام سے کیون محروم رہین اور جیسا کہ خان اُسے دوست
رکھتا ہے ہم پر بھی مشفق اور مہربان ہے حمید خان نے اُنکا مباحثہ اور مکالمہ سنکر باواز بلند ندا کی کہ خبردار اُنسے کوئی شخص متعرض
نہووے اور سب کو دربار مین آنے دیوین پھر تمام افغان ہجوم کرکے محل خاص مین داخل ہوئے اور دو نفر ہر ایک
خدمتگار کے پہلو مین جو حمید خان کے گرد ایستادہ تھے کھڑے ہوئے بیت دگر زندگانی توقع مدار ٭ کہ در جیب دامن
دہی جاے مار ٭ اس عرصہ مین قطب خان لودھی نے زنجیر بغل سے نکالکر حمید خان کے روبرو رکھی اور کہا مصلحت اس
مین ہے کہ اب آپ گوشہ تجرد مین بیٹھکر یہ عمر پنجروزہ اپنے معبود کی عبادت مین صرف فرمائین اور حق نمک کے سبب سے
مین نے آپ کی جان کا قصد نہین کیا پھر افغانون نے حمید خان کو گرفتار اور مقید کرکے موکلون کے سپرد کیا اور ملک
بہلول نے سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا نام شاہ بہلول رکھا اور اُس سال کہ سنہ ۸۵۵ آٹھسو پچپن ہجری تھے
دہلی اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید کے سپرد کرکے واسطے لشکر فراہم کرنے اور انتظام ممالک ملتان اور پنجاب کے
دیبالپور کی طرف گیا اور بعضے امراے سلطان علاءالدین نے کہ بادشاہت لودھیون پر راضی نہ تھے سلطان
محمود شاہ شرقی کو جونپور سے طلب کیا چنانچہ اُس نے سنہ ۸۵۶ آٹھسو چھپن ہجری مین لشکر عظیم ہمراہ لیکر دہلی کو محاصرہ
کیا اور خواجہ بایزید پسر بزرگ سلطان بہلول کا مع امراے دیگر متحصن ہوا سلطان بہلول یہ خبر سنکر بہ تعجیل استعجال دیبالپور
سے روانہ ہوا اور موضع نبیرہ مین جو دہلی سے پندرہ کوس ہے فروکش ہوا اور سپاہی اسکے اونٹ اور بیل بارکش
محمود شاہ شرقی کے جو چراگاہ مین چرتے تھے ہانک لائے محمود شاہ شرقی نے یہ خبر سنتے ہی فتح خان ہروی کو مع بیس ہزار
سوار اور تیس زنجیر فیل سلطان بہلول کے مقابلہ کو بھیجا اور افغان تین گروہ ہوئے اور دریا خان لودھی نے جو محمود شاہ
شرقی کا شریک ہوکر اُس طرف سے اہتمام جنگ کرتا تھا باواز بلند کہا کہ مان بہنین تیری قلعہ دہلی مین ہین تجھے
بیگانہ کی طرف سے جنگ مین کوشش کرنی لائق نہین ناموس کی حفظ و حمایت کیون نہین کرتا دریا خان نے
جواب دیا کہ مین پسپا ہوتا ہون خبردار تعاقب نکرنا قطب خان نے قسم کھائی کہ مین پیچھا نکرونگا دریا خان نے منہ موڑا
اور اُسکے پلٹتے ہی فتح خان ہروی ہزیمت پاکر گرفتار ہوا اور چونکہ فتح خان ہروی نے بھورا برادر راے کرن کو
قتل کیا تھا راے کرن اُسکا سر کاٹ کر شاہ بہلول کی خدمت مین لایا محمود شاہ شرقی نے اس سانحہ کے وقوع سے تاب
مقاومت نہ لاکر جونپور کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے بعد سلطان بہلول کی بادشاہی نے استقامت پائی اور قوت و شوکت
تمام پیدا کی اور ضبط ولایت کے واسطے دورہ کا ارادہ کیا اول میوات کے سمت روانہ ہوا احمد خان میواتی نے استقبال کرکے
حلقۂ اطاعت اپنے زیب گوش کیا بادشاہ نے سات پرگنہ اُسکے تصرف سے برآوردہ کرکے باقی اُسے ارزانی
فرمائے اور وہان سے قصبہ برن مین گیا دریا خان لودھی حاکم سنبھل بھی از راہ انقیاد پیش آیا اور سات ہاتھی پیشکش
کیے اُسوقت بادشاہ کول کی طرف آیا اُس کا علاقہ بدستور سابق عیسیٰ خان پر بحال رکھا اور اسی طرح برہان آباد کی طرف

پہونچکر سکیٹ کو ساتھ مبارک خان لوحانی کے جو حاکم وہانکا تھا اور بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا تھا مسلم رکھا اور
بھونگین گانون مین جاگیر راے پرتاب پر خراج مقرر کیا اور جب رابری کی طرف گیا قطب خان بن حسین خان افغان نے
رابری کے قلعہ مین تحصن ڈھونڈھا بادشاہ نے تھوڑے عرصہ مین قلعہ رابری کو مفتوح کیا اور خانجہان قطب خان کو قول دیکر
سلطان کے پاس لایا اور جاگیر اُسکی پھر اُسکو مرحمت ہوئی اور وہان سے آتاوہ مین گیا وہانکے حاکم نے اطاعت کی اُس کی
جاگیر کو تغیر نہ دیا اور اُسوقت جوناخان بادشاہ سے رنجیدہ ہوکر محمود شاہ شرقی کے پاس گیا اور شمس آباد کی حکومت پائی
اور سلطان محمود شرقی نے پھر سلطان بہلول پر فوج کشی کرکے اتاوہ کے اطراف مین نزول کیا پہلے دن افواج طرفین جھگڑے
مین مشغول ہوئین دوسرے دن قطب خان اور راے پرتاب نے صلح کا پیغام دیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو کچھ مبارک شاہ
بادشاہ دہلی کے تصرف مین رہتا تھا ساتھ بہلول شاہ کے مقرر ہووے اور جو کچھ سلطان ابراہیم بادشاہ جونپور کے قبضہ
مین تھا سلطان محمود کے تصرف مین ہے اور سات ہاتھی کہ سلطان بہلول لودھی نے فتح خان کے جنگ مین لیے تھے واپس
دیکر قرار پایا کہ سلطان بہلول شمس آباد کو جوناخان سے لیوے اور سلطان محمود شرقی جونپور کی طرف گیا اور سلطان
بہلول نے فرمان جوناخان کو لکھا کہ شمس آباد سے نکل جاوے جب اطاعت نہ کی سلطان بہلول نے اُس پر چڑھائی کرکے
نکال دیا اور سلطان نے شمس آباد راے کرن کو عنایت فرماکر بندوبست اس حدود کا کیا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنکر
اپنے فعل سے نادم ہوا اور بقصد انتزاع پلٹ کر شمس آباد کے اطراف مین آیا اور قطب خان لودھی اور دریا خان لودھی
اُسکے لشکر پر شبخون لے گئے ناگاہ قطب خان لودھی گھوڑے کی سکندری کھانے سے خانۂ زین سے جدا ہوا محمود شاہ
کے آدمیون نے اُسے دوڑکر گرفتار کیا سلطان محمود نے اُسے جونپور کی طرف روانہ کرکے قید کیا اور سلطان بہلول
نے شہزادہ جلال خان اور شہزادہ سکندر خان اور عماد الملک کو سلطان محمود کی فوج کے مقابل راے کرن کی کمک
کو کہ قلعہ مین تھا بھیجکر خود سلطان محمود کے مقابلہ کی عزیمت کرکے استقبال کیا اور لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوا
انھین دنون مین سلطان محمود شرقی نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر رخت ہستی باندھا اور اُس کا بیٹا محمد شاہ شرقی
قائم مقام اُسکا ہوا اور اُسکی والدہ مسماۃ بی بی راجی کے حسن تدبیر سے دونون بادشاہ کے درمیان مین صلح واقع
ہوئی یعنی سلطان محمود کی ولایت محمد شاہ کے تصرف مین رہی اور جو کچھ سلطان بہلول کے قبضہ مین تھا اُسکے زیر نگین ہوا
اور محمد شاہ جونپور کی طرف روانہ ہوا اور سلطان بہلول نے دہلی کی سمت معاودت فرمائی جسوقت کہ دار الملک کے نزدیک پہونچا
شمس خاتون خواہر قطب خان لودھی نے پیغام دیا کہ جب تک قطب خان محمد شاہ کے مجلس مین مقید ہو بادشاہ پر خواب و خور حرام
ہے بادشاہ متاثر ہوکر دہلی کی طرف نہ گیا اور مراجعت کرکے جونپور کی طرف گرم عنان ہوا اور جب شمس آباد مین پہونچا شمس آباد راے کرن
سے برآوردہ کرکے جوناخان کو کہ اُسکے پاس حاضر ہوا تھا دیا اور محمد شاہ شرقی نے استقبال کیا پھر سرستی کے اطراف مین دونون
بادشاہ تھوڑے فاصلہ پر ایک دوسرے کے مقابل وارد ہوئے اور ہروقت بیوقت جنگ کیواسطے تنبیہ کرتے تھے اس درمیان
مین محمد شاہ شرقی کے چھوٹے بھائی حسین خان نے اپنے بھائی کے غضب سے اندیشہ کیا جیسا کہ واقعات شرقیہ مین مرقوم قلم
زرین رقم ہوگا اور کچھ فوج اور فیلان جنگی لیکر ادیون کے ساتھ جنگ کے بہانہ لشکر سے برآیا اور عطف عنان کرکے قنوج کی طرف گیا
سلطان بہلول نے یہ خبر سنکر کچھ امرا حسین خان کے استقبال کے واسطے بھیجے وہ لوگ اتفاق سے ساتھ شاہزادہ جلال خان
کے برابر پہونچ گئے کہ جو اپنے بھائی کے تعاقب مین آتا تھا اور اُسے اسیر کیا سلطان بہلول نے اُسے مہربانی غیبی

جاکر جلال خان کو قطب خان کے عوض قید کیا اور جب جونپور کے تمام امرا محمد شاہ سے روگردان ہوئے اور اُسے
قتل کیا اور حسین خان کو تخت شاہی پر متمکن کرکے خطبہ اور سکہ اُس کے نام جاری کیا سلطان بہلول اور سلطان
حسین خان شرقی نے صلح کرکے عہد کیا کہ چار برس تک کوئی مزاحم ایک دوسرے کا نہووے اور راے پرتاب زمیندار
اس طرف کا جو سلطان بہلول سے منحرف ہوکر محمد شاہ سے جا ملا تھا اُس وقت قطب خان کے کہنے اور اُسکی دلجمعی
دینے سے سلطان بہلول کے پاس آیا اور انھین دو تین روز مین سلطان حسین نے قطب خان کو کہ سات مہینے سے مقید
تھا سلطان بہلول کے پاس بھیجا اور سلطان بہلول نے بھی شہزادہ جلال خان کو سلطان حسین کے پاس رخصت فرما کر
دہلی کی طرف آیا اور جب مدت موعود منقضی ہوئی بادشاہ بہلول شمس آباد کی جانب گیا اور اُسے جونا خان سے تغیر کرکے
دوبارہ راے کرن کے حوالہ کیا اور اُس مقام مین نرسنگہ دیو ولد راے پرتاب نے ملازمت کی چونکہ راے پرتاب نے اس
سے پہلے ایک نیزہ کہ بمنزلہ علم سرداری اُس زمانہ مین رہتا تھا دریا خان لودھی سے بزور لیا تھا دریا خان نے
اُس وقت اُس کے بیٹے نرسنگہ کو قطب خان لودھی کے تجویز سے قتل کیا اور اُس معاملہ سے قطب خان
بیٹا حسین خان افغان کا اور مبارز خان اور راے پرتاب آزردہ ہوکر حسین خان شرقی کے شریک ہوئے
سلطان بہلول لودھی کو تاب مقاومت نہ رہی دہلی مین پلٹ گیا اور بعد چند روز کے سلطان بہلول حاکم لاہور
کی بغاوت اور بے انتظامی مملکت پنجاب کے سبب اُس طرف روانہ ہوا اور قطب خان اور خانجہان کو اپنی نیابت کے واسطے
دہلی مین چھوڑا اور میان راہ کے سنا کہ حسین شاہ شرقی مع سپاہ آراستہ اور خیلان کوہ پیکر بقصد دہلی آتا ہے ناچار بسرعت تمام
بازگشت کی اور پنجاب کو قطب خان لودھی اور خانجہان کے سپرد کیا اور خود غنیم کے مقابلہ کو عازم ہوا اور موضع چندوار
مین پہونچکر دونون نے گیرودار کا بازار سات دن تک گرم کیا اس درمیان مین احمد خان میواتی اور رستم خان حاکم کول
سلطان حسین سے جا ملے اور تاتار خان لودھی نے سلطان بہلول سے موافقت کی پھر بعد اسکے معرکہ جدال و قتال
نے طول کھینچا اعیان دولت کی سعی اور مشورہ سے قرار پایا کہ تین برس تک دونون بادشاہ اپنی ولایات پر قانع ہوکر
مخاصمت نکرین لیکن تین برس کے بعد حسین شاہ شرقی اٹاوہ کو محاصرہ کرکے وہان کے حاکم کو کہ سلطان بہلول لودھی کا
خویش تھا دلاسا دیکر اٹاوہ پر متصرف ہوا اور احمد خان میواتی اور رستم خان کول کے حاکم کو اپنی طرف کھینچا اور احمد خان
جلوانی کو بھی ساتھ سوا عید کے ایسا فریفتہ کیا کہ اُسنے بیانہ مین خطبہ اُسکے نام پڑھا اُسوقت خود ایک لاکھ
سوار اور ہزار فیل لیکر اٹاوہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے باوجود اس حال کے تزلزل کو اپنے دل مین
راہ نہ دیکر استقبال کیا اور بھٹواڑہ کے نزدیک بعد ساختہ قرب کے مبدل ہوئی اور ایک مدت یہ نوبت جنگ برابر بیٹھے
رہے پھر خانجہان نے طرفین کے درمیان مین آنکر صلح کروائی اور ہر ایک اپنے مقام کو روانہ ہوگئے اور تھوڑے سے
عرصہ کے بعد پھر سلطان حسین شرقی لشکر لیکر سلطان بہلول کے سر پر گیا اور سلطان بہلول دہلی سے برآمد ہوا اور
موضع سنگھرہ مین کئی مرتبہ تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور پھر صلح کے پانی سے ساکن ہوا سلطان حسین اٹاوہ کی طرف
اور سلطان بہلول نے دہلی کی سمت مراجعت فرمائی اور ان دنون مین سلطان حسین شرقی کی ساس یعنی بی بی راجی فوت
ہوئی [illegible] اور قطب خان لودھی ماتم پرسی کے واسطے سلطان حسین شرقی کے پاس گئے اور قطب خان
لودھی نے حسب [illegible] سلطان بہلول کی مخاصمت مین جلب پایا خوش آمد آغاز کرکے کہا بہلول تمھارے نوکرون کے

مانند ہو وہ تم سے برابری نہیں کر سکتا ہے اور میں جب تک دہلی کو آپ کے زیر نگین نہ کرونگا مجھے ہرگز صبر و قرار نہ ہوگا اور بہ لطائف الحیل حسین خان شرقی سے رخصت لیکر سلطان بہلول کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ حیلہ اور تدبیر سے سلطان حسین شرقی کے ہاتھ سے نجات پاکر آیا ہوں وہ دشمنی میں راسخ ہے آپکو اپنی فکر کرنی مناسب ہے انہی دنوں میں بادشاہ علاء الدین یعنی خضر خان کے پوتے نے اس دار فنا سے رحلت کی اور سلطان حسین شرقی اٹاوہ سے اُسکی تعزیت کے واسطے بداؤن میں آیا اور بعد مراسم تعزیت کے بیمروتی کر کے بداؤن کو اُسکے فرزندوں کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور پھر وہاں سے سنبھل کی طرف گیا اور مبارک خان حاکم سنبھل کو مقید کیا اور ساتھ لشکر انبوہ اور فیل بسیار دہلی کے سمت متوجہ ہو کر سنہ ۸۸۳ آٹھ سو تراسی ہجری میں آب جون کے کنارے قریب گھاٹ کچھ کے نزول کیا اور سلطان نے سرہند میں یہ خبر سنی کہ حسین خان نے خانجہان کے بیٹے کو میرک کے بند و بست کے واسطے روانہ کیا اور خود دہلی میں آیا اور ایک مدت طرفین نے کارزار میں زمانہ بسر کیا اور شرقیہ جو از روے کثرت اور اہبت کے کمال غلبہ رکھتے تھے قطب خان لودھی نے ایلچی سلطان حسین شرقی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میں بی بی راجی کے قید احسان میں ہوں جس وقت کہ میں جونپور میں قید تھا اس عفیفہ سے انواع مہربانی میرے حق میں ظہور میں آئیں اب صلاح اسمیں دیکھتا ہوں کہ آپ صلح کر کے مراجعت فرمائیں اور انتہاز فرصت میں رہیں اور نہر گنگ کے اس طرف کے ولایت پر آپ متصرف رہیں اور جو کہ نہر گنگ کے اس طرف ہے بہلول شاہ کے قبضہ میں واگذاشت کریں الغرض طرفین راضی ہوئے اور نزاع برطرف ہوئی اور سلطان شرقی نے ساز اور اسباب چھوڑ کر کوچ کیا سلطان بہلول نے فرصت پاکر تعاقب کیا اور سلطان حسین شرقی کی اردو کو تاراج کر کے کچھ خزائن اور اسباب نفیسہ سے جو کہ گھوڑوں اور فیلوں پر محمول تھا اپنے قبضہ میں لایا اور بیس پچیس امرا سلطان حسین شرقی کے مثل قتلغخان وزیر کہ علماے وقت سے تھا اور ملک بدھو نائب عرض کے اسیر ہوئے اور سلطان بہلول نے قتلغخان کو زنجیر میں کر کے قطب خان لودھی کے سپرد کیا اور سلطان بہلول پیشتر جاکر بعض پرگنات مقبوضہ سلطان حسین شرقی مانند قصبہ کھنپل اور پٹیالے اور شمس آباد اور سکیٹ اور مارہرہ اور جالیسہ پر متصرف ہوا اور ہر ایک پرگنہ میں ایک شقدار مقرر کیا اور جب تعاقب حد سے گذرا سلطان حسین شرقی موضع رام پچھرہ کے قریب پلٹ کر مقابلہ اور مقاتلہ میں مصروف ہوا آخر کو اس شرط پر صلح نے قرار پایا کہ موضع دھوپا مؤ سرحد ہو پھر سلطان حسین شرقی رابری کی طرف گیا اور سلطان بہلول لودھی نے دہلی کی طرف مراجعت کی اور بعد ایک مدت کے سلطان شرقی لشکر فراہم کر کے بادشاہ بہلول لودھی کے مقابلہ کو آیا اور موضع سنہارن میں معرکہ عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی سلطان حسین شرقی نے پھر ہزیمت پائی اور مال بیقیاس و متاع و افزود ہیون کے ہاتھ آیا قوت اور مکنت اُن کی زیادہ ہوئی اور جب سلطان حسین شرقی رابری کی طرف گیا اور بادشاہ بہلول نے موضع دھوپا مؤ کے قریب دل کیا اس درمیان میں خانجہان کے فوت کی خبر دہلی سے پہونچی سلطان نے اُسکے بیٹے کو خانجہان خطاب دیکر اُسکے باپ کی جگہ پر مقرر رکھا اور وہاں سے سلطان شرقی کے مقابلہ کو رابری کے سمت نہضت فرمائی اور بعد محاربہ شدید نسیم ظفر شاہ بہلول کے رایت پر چلی اور مظفر و منصور ہوا اور سلطان حسین شرقی شکست پاکر گوالیار کی طرف گیا اور وہاں کا راجہ تا دروازہ حاضر ہوا اور کئی لاکھ تنکہ نقد اور خیمہ اور سراپردہ اور فیل و اسپ و شتر پیشکش کیے اور دولتخواہوں کے زمرہ میں منتظم ہوا اور کالپی تک مشایعت کی اور اسباب جلال پر اختلال میں بادشاہ بہلول اٹاوہ کی طرف گیا اور ابراہیم خان برادر سلطان حسین اور ہیبت خان عرف گرگ اٹاوہ و نیز حسن

ہوکر تین دن لڑے اور آخر کو امان چاہ کر برآمد ہوئے اور اٹاوہ سلطان بہلول کے سپرد کیا سلطان بہلول نے اٹاوہ
ابراہیم خان لوحانی کے سپرد کیا اور چند پرگنہ ولایت اٹاوہ بموجب رائے عطا فرمائے اور لشکر گران ہمراہ رکاب لے کر
سلطان حسین شرقی کی طرف روانہ ہوا اور جب موضع راکا نو مین جو کالپی سے متعلق ہے پہونچا سلطان حسین نے استقبال
کرکے آب جون کے کنارے اقامت کی اور چند مہینے محاربہ مین منقضی ہوئے اس درمیان مین رائے تلوک چند حاکم ولایت بکسر
سلطان بہلول کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان کو اس مقام سے کہ پایاب تھا مع فوج عبور کروایا سلطان حسین تاب
مقاومت نہ لاکر ولایت بھٹہ مین داخل ہوا اور وہانسے جونپور گیا ابیات شیرے کہ خورد سیلی سرپنجۂ ہزبر ؛ یارد گر فرار
نگیرد برابرش ؛ بازیکہ صید از کف شاہین کند بدر ؛ زان پس بصیدگاہ شمارد کبوترش ؛ اور راجہ بھٹہ نے بھی استقبال کرکے
سلوک آدمیانہ کیا اور چند لاکھ تنکہ مع چند اسپ و فیل بپیشکش گذرانے اور فوج بھی ہمراہ کرکے جونپور تک پہنچا
کی اسکے بعد بادشاہ بہلول تعاقب کرکے جونپور کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان حسین جونپور چھوڑکر بہرائچ کے راستے
سے قنوج کی طرف گیا بادشاہ بہلول بھی قنوج کی سمت روانہ ہوا اور آب رہٹ کے کنارے فریقین کے
درمیان آتش حرب افروختہ ہوئی اور ہزیمت جو سلطان حسین شرقی کی جبلت ہوگئی تھی ظہور مین آئی اور سامان
سلب اور حشم شاہی اُس کا لودھیون کے ہاتھ لگا حرم محترم اُس کی بی بی خونزہ جو بادشاہ علاء الدین نبیرہ
خضر خان کی دختر تھی اسیر ہوئی بادشاہ نے بصلاح و عفت محافظت کرکے دہلی کی طرف مراجعت کی اور چند عرصہ کے بعد افواج
ترتیب دیکر لوائے عزیمت ولایت جونپور کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور اُس خطہ کو جو مدتون سے بادشاہان دہلی کے
قبضۂ تصرف سے نکل گیا تھا مسخر کرکے مبارک خان لوحانی کے سپرد کیا اور قطب خان لودھی اور دوسرے سردارون
کو قصبۂ مجھولی مین چھوڑکر خود بداؤن کی طرف گیا اور سلطان حسین فرصت دیکھکر جونپور مین آیا اور امرائے سلطان
بہلول کے جونپور چھوڑکر قطب خان کے پاس مجھولی مین گئے اور سلطان حسین کے ساتھ ازراہ خلاص پیش آکر کلام
دولتخواہانہ درمیان مین لائے اور کمک پہونچنے تک ساتھ مدارا کے ایام گذاری کی اور جب سلطان بہلول یہ احوال
سنکر قصبۂ ہلدی مین پہونچا خبر وفات قطب خان سنکر چند روز لوازم تعزیت مین مشغول ہوا اور پھر جونپور کی طرف
گرم عنان ہوا اور سلطان حسین شرقی کو دوردست بھگا کر از سر نو جونپور کو مسخر کیا اور اپنے بیٹے باربک شاہ کو
تخت شاہان شرقیہ پر بٹھا کر خود کالپی کی طرف گیا اور اسپر بھی متصرف ہوکر اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید
کو عنایت فرمایا اور چند دن کے راستہ سے دھولپور کی طرف متوجہ ہوا اور دھولپور کا راجہ کئی من سونا یعنی کندن پیشکش
کرکے نوکرون کے سلک مین منتظم ہوا اور بادشاہ نے وہانسے آلہ پور کی طرف جو رنتھنبور کی توابع سے ہے جا کر اسکو تاراج کیا اور
مظفر و منصور ہوکر دہلی کی طرف مراجعت فرما ہوا اور جب معمر ہوا جو بس اور قویٰ مین اسکے فرق آیا ولایات اپنے فرزندون
اور خویشون کو تقسیم فرمائین جونپور جیسا کہ مذکور ہوا شاہزادہ باربک شاہ کو مقرر فرمایا اور کڑہ اور مانکپور شاہزادہ عالم
کو مرحمت کیا اور بہرائچ اپنے بھانجے شیخ محمد فرملی معروف بہ کالا پہاڑ کو اور لکھنؤ اور کالپی اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید خان
اپنے نبیرہ کو عطا فرمایا اور خواجہ بایزید قبل اُس کے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور بداؤن خانجہان کو جو
جملہ امرائے معتبر سے تھا اور فی الجملہ نسبت خویشی رکھتا تھا ارزانی فرمایا اور دہلی مع اکثر پرگنات دوآبہ کے شاہزادہ
نظام خان کو عطا کی اور یہی آخر مین سلطان سکندر ہوا ہے اور چند روز کے بعد پھر گوالیار کی طرف گیا اور وہانکے

راجہ سے اسی لاکھ تنکہ پیشکش لیے اور گوالیار پر اُسے مقرر رکھا پھر اٹاوہ مین آیا اور اٹاوہ کو سکیت سنگھ
سے تغیر کرکے علم مراجعت بلند کیا اور اثناے راہ مین بیمار ہوا اکثر امراے لودھی جو شاہیت قوی تھے اُمیر آمادہ
ہوئے کہ اعظم ہمایون کو ولیعہد کیجیے بادشاہ جو چارہ نہ رکھتا تھا اس بات کو قبول کیا اور ایلچی سکندر خان کے طلب
مین دہلی کی طرف روانہ کیا اور عمر خان شروانی جو منصب وزارت رکھتا تھا اور بادشاہ کی بے شعوری کی سبب
ملک ومال کا صاحب اختیار ہوا تھا امرا کے مشورہ سے واقف ہو کر سلطان سکندر کی ماں کی صلاح سے کہ اس سفر مین
ہمراہ تھی ایک آدمی معتمد مخفی دہلی مین بھیجکر سلطان سکندر کو صورت حال سے آگاہ کیا اور پیغام دیا کہ طلب کا باعث جسم
دقیمہ ہوا آنے مین تعلل اور سستی کوالف جانین سلطان سکندر نے ایک مدت امروز فردا مین بسر کی اور امراے
مخالف نے فرصت دیکھکر عرض مین پہونچایا اور بادشاہ غضب مین آیا اور بیٹے کو تحریر کیا کہ اگر تو نہین آتا ہے تو مین
آتا ہون سلطان سکندر یہ سنکر سراسیمہ ہو کر چلنے پر مستعد ہوا لیکن کوئی امرا اور معارف دہلی سے روانگی تجویز کرتا تھا
سلطان سکندر نے قتلغ خان وزیر سلطان حسین شرقی سے کہ دستگیر ہو کر دہلی مین محبوس ہوا تھا اور صاحب راے اور حسن
تدبیر مین شہرت رکھتا تھا مشورہ کیا اُسنے کہا سراپردہ دہلی کے باہر برپا کرکے آوازہ روانگی اور غلغلہ سفر کا بلند
کرنا مناسب ہے اور تیار رہی سفر مین ایام گذاری کرنا لازم ہے سلطان سکندر نے جس کی تعلیم پر عمل کیا قضارا یہان مرض نے بادشاہ
پر غلبہ کیا اور بھداولی کے قریب جو محال سکیت سے ہے سنہ ۸۹۴ آٹھسو چورانوے ہجری مین رخت ہستی باندھا اُسکی بادشاہی کی
مدت اڑتیس برس اور آٹھ مہینے اور سات دن تھی قطعہ بہشت صد نود وچار رفت از عالم شہ خدیو ملکستان وہ بہلول شاہ بہلول
بہ تیغ ملکستان بود لیک دفع اجل نبود محال بشمشیر و خنجر مصقول ۔ بادشاہ بہلول لودھی ظاہر اصلاح مین آراستہ
اور شرایعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت مین پیراستہ تھا اور حضر اور سفر مین علما اور مشائخ کی صحبت رکھتا
اور اوقات اُنکے ساتھ بسر لیجاتا اور افغانون کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا اور اُنکے روبرو تخت پر اجلاس نکرتا ایک
فرش پر تقاعد کرتا جس وقت دہلی کو لیا اور خزانہ شاہان ماضیہ کے افغانان لودھی پر قسمت کیا [illegible]
قسمت برادرانہ لیا اور خاصہ اپنے محل سے مین نہ لگاتا اور خاصہ کے گھوڑون پر سوار ہوتا اور ہر روز علما [illegible]
ایک امیر کے منگوا کر تناول فرماتا اور ہنگام رکوب اُن کے گھوڑے پر سوار ہوتا اور کہتا مجھے بادشاہی سے یہی نام کافی ہے
اور مغل کی سپاہ گری پر اعتماد تمام رکھتا اس سبب سے اُس کی سرکار خاص اور شہزادون اور امرا کے پاس تخمینا بیس
ہزار مغل نوکر تھے اور جسجگہ سنتا جوان کار آمد ہر آدمی بھیجکر اُسے اپنے روبرو بلاتا اور لائق حال سلوک کرتا اور عاقل
اور شجاع اور متفرس اور متہور تھا اور جہانداری کے قاعدے اور رسمین خوب جانتا تھا اور کامون مین جلدی اور شتابی جایز
نرکھتا تھا اور ازروے عدل اور انصاف کے خلق اللہ کے ساتھ حیات مستعار بسر کرتا تھا **ذکر بادشاہی سلطان**
عادل باذل نظام خان المخاطب بسلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا جب [illegible] ذوالحجہ
بادشاہ بہلول لودھی سفر مذکور مین رحمت حق مین واصل ہوا امرا اور ارکان دولت نے فراہم ہو کر جلسہ شورہ کا آپس مین ڈالا
بعضون نے اعظم ہمایون نبیرہ شاہ مرحوم کی بادشاہی پر رغبت کی اور اکثر امرا نے شاہزادہ باربک کی طرف میلان
کیا کیونکہ زندہ اولاد مین وہی سب سے بڑا تھا اُس وقت مادر سلطان سکندر زیبا نام نے جو دختر ایک زرگر کی
تھی اور اس سفر مین بادشاہ مبرور کے ہمراہ تھی پس پردہ آن کر امرا سے فرمایا کہ میرا فرزند سلطنت کی لیاقت رکھتا ہے

اور تمہارے ساتھ سلوک خوب کرےگا عیسی خان لودھی جو چچیرا بھائی سلطان بہلول کا تھا اُس نے دشنام دیکر کہا
سونار کی لڑکی کا بیٹا بادشاہی کے لائق نہیں ہوتا کس واسطے کہ مثل مشہور ہے کام بڑھئی کا بندر سے راست نہیں آتا
خانخانان فرملی جو نہایت قوی تھا یہ سنکر بولا کہ کل بادشاہ فوت ہوا ہے آج اُسکی بی بی اور بیٹے کو دشنام دینا اور سخت کہنا لائق
نہ تھا عیسیٰ خان لودھی نے کہا تو نوکر ہے کوئی رتبہ بیش نہیں رکھتا بادشاہ کے خویش اور اقربا کے درمیان دخل مت کر خانخانان
نے غضبناک ہوکر کہا کہ میں نوکر بادشاہ سکندر کا ہوں نہ تمکو اور ان کا یہ کہکر مجلس سے برخاست ہوا اور اُن امراسے کہ ساتھ اُسکے
متفق تھے بادشاہ کا جنازہ اُٹھاکر قصبہ جلالی میں لے گیا اور بادشاہ سکندر کو طلب کرکے اوپر بلندی کے جو آب بیاہ کے
کنارے واقع ہوا اور اُسکو کشنک سلطان فیروز کہتے ہیں سر یر بادشاہی پر متمکن کرکے بسلطان سکندر مخاطب کیا نظم برین تخت
فریبندہ ہر صبح و شام ٭ بیکے مہرہ بخت چیند بکام ٭ کس آن تخت و این مہرہ باخود نبرد ٭ بکام دل از مملکت برنخورد ٭ بادشاہ
سکندر نے جنازہ اپنے باپ کا دہلی بھیجا اور خود عیسی خان لودھی کے سر پر گیا اور مغلوب کرکے اس کا گناہ معاف فرمایا
اور دہلی کی طرف مراجعت کی اور اپنے باپ کی طرح افغانوں سے سلوک ہموار اور برادرانہ کیا اور اکابر قوم کے روبرو
تخت پر نہ بیٹھا اور اُسوقت اُسے خدا نے چھ فرزند عطا کیے تھے اُنکے اسم یہ ہیں ابراہیم خان اور جلال خان و اسمعیل خان
حسین خان و محمود خان و اعظم ہمایون خان اور امراے نامی سے بیس آدمی تھے خانجہان لودھی احمد خان ابن خانجہان
خانخانان فرملی شیخ زادہ فرملی خانخانان لوحانی اعظم خان شروانی دریا خان ابن مبارک خان لوحانی نائب بہار عالم خان
لودھی جلال خان ابن محمود خان لودھی نائب کالپی شیر خان لودھی مبارک خان موجی خلیل خان لودھی احمد خان
لودھی حاکم اٹاوہ ابراہیم خان شروانی محمد شاہ لودھی بابو خان شروانی حسین خان فرملی نائب سہارن سلیمان خان ابن دوم
خانخانان فرملی سعید خان ابن مبارک خان لودھی اسمعیل خان لوحانی تاتار خان فرملی عثمان خان فرملی و شیخ جان پسر مبارک خان
لودھی شیخ زادہ محمد المشہور بکالا پہار ابن عماد خان فرملی شیخ جمال و لد شیخ عثمان فرملی شیخ احمد فرملی آدم خان لودھی حسین خان
برادر آدم خان لودھی کبیر خان لودھی نصیر خان لوحانی غازی خان لودھی تاتار خان حاکم تجارہ میان حسن کنبوہ حجاب
خاص مجد الدین حجاب خاص شیخ ابراہیم حجاب خاص شیخ عمر حجاب خاص قاضی عبدالواحد پسر طاہر کابلی حجاب
خاص بہورہ خان پسر خواص خان شیخ عثمان حجاب خاص شیخ صدیق حجاب خاص خواجہ نصر اللہ مبارک خان اقبال خان
حاکم قصبہ باڑی اصغر خان پسر قوام الملک حاکم دہلی شبیر خان برادر مبارک خان لوحانی عماد الملک کنبوہ متعلق
مبارک خان لوغانی عالم خان لودھی کبیر خان لودھی بھیکھن خان ظہیر خان لوحانی عمر خان شروانی جبار خان
شروانی ستار خان جلوانی اور چند عرصہ کے بعد سلطان سکندر پرگنہ رابری کی طرف گیا اور عالم خان المشہور بہ بادشاہ
علاء الدین برادر سلطان سکندر چند دار میں چندرو ز متحصن ہوا اور آخر کو بھاگ کر عیسیٰ خان کے پاس پٹیالے میں گیا
بادشاہ سکندر رابری کو خانخانان فرملی کے نام مقرر فرماکر اٹاوہ کے سمت گیا اور سات مہینے وہاں گذرانے
اور عالم خان المشہور بہ بادشاہ علاء الدین کو اعظم ہمایون سے جدا کرکے اپنے نزدیک لایا اور ولایت اٹاوہ اُسے ارزانی
فرمائی اور وہاں سے پٹیالے کی طرف عیسیٰ خان وہاں کے حاکم پر تاخت لایا اور عیسیٰ خان نے صف جنگ آراستہ کی
اور مجروح ہوکر شکست پائی اور ازروے عجز و انکسار ملازمت کی لیکن اُس زخم سے جان بر نہوا بادشاہ سکندر
نے ایک مرد معتمد باربک شاہ اپنے بھائی کی خدمت میں جو جونپور کا بادشاہ تھا بھیجکر پیغام اطاعت کرنے اور نام اُسکا

مقدمہ خطہ میں پڑھنے کا دیا راے گیلن کہ باربک شاہ سے موافق تھا آیا اور سلطان کا شریک اور ہوا خواہ ہوا اور
حیا گیہر بیٹا سے کی پائی اور جب باربک شاہ نے سر اطاعت سے پھیرا سلطان نے لشکر ہمراہ رکاب لیکر اُسپر چڑھائی
کی باربک شاہ باتفاق کالا پہاڑ قنوج کی طرف روانہ ہوا اور جسوقت کہ افواج سلطانی آن پہونچی صف آرا ہوکر پیشقدمی
کی بازار گیرودار کا گرم ہوا کالا پہاڑ اپنی جمعیت لیکر سلطان سکندر کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور فوج سلطانی کے درمیان
میں گھر گیا اور گرفتار ہوا جب سلطان سکندر کے حضور میں اسے حاضر لائے سلطان گھوڑے سے اُتر کر اُس سے بغلگیر ہوا
اور نوازش نہایت اُسکے حال پر مبذول فرما کر ارشاد کیا کہ تم میرے بجاے والد ماجد ہو التماس یہ ہے کہ مجھے اپنے فرزندوں
میں قبول فرمایئے کالا پہاڑ نہایت خجل اور نادم ہو کر بولا کہ میں اس احسان کا عوض جان کے سوا اور نہیں رکھتا مصرع
آنچہ دارم سر است بر کف دست ٭ اب ایک گھوڑا حضور سے مرحمت ہووے تو یہ جان نثار لوازم جان نثاری بجا لاوے بادشاہ
نے اُسے گھوڑے پر سوار کیا پھر اُسنے باتفاق افواج ظفر امواج باربک شاہ پر حملہ کیا باربک شاہ تاب برق شمشیر نلایا پاے
ثبات اُسکا جگہ سے ہلگیا بداؤن کی طرف بھاگا اور شہزادہ مبارک خان گرفتار ہوا اور بادشاہ نے تعاقب کرکے باربک شاہ کو
بداؤن میں محاصرہ کیا آخر کو باربک شاہ نے عاجز ہو کر ملازمت کی بادشاہ نے اُسکے اعزاز و احترام میں کوشش فرمائی اور
اُسے خوشدل اور محظوظ کرکے اپنے ہمراہ جونپور میں لایا اور جو اثنا میں حسین شاہ شرقی حوالی بہار میں صاحب لشکر تھا
اسے بدستور سابق تخت شرقیہ پر متمکن کیا لیکن اُس کی خدمت میں اپنے مرد معتمد مقرر کیے اور اکثر مواضع میں اپنے
حکام تعین فرمائے اور بعضے پرگنات کو امراے درگاہ پر قسمت کیا اور وہاں سے کالپی میں آیا اور اُسے
اعظم ہمایوں سے تغیر کرکے محمود خان لودھی کو دیا اور وہاں سے جھترہ کی طرف روانہ ہوا اور جو تاتار خان یانگا حاکم لوازم
انقیاد بجا لایا جھترہ اُسے بحال فرما کر قلعہ گوالیار کی طرف توجہ مبذول کی اور خواجہ محمد فرملی کو مع خلعت خاص راجہ مان حاکم
گوالیار کے پاس بھیجا راجہ مذکور نے بھی جادہ اطاعت میں قدم رکھکر اپنے بھتیجے کو بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا کہ
بیانہ تک مشایعت کرے اور سلطان شرف حاکم بیانہ بھی بطریق اخلاص سے ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ
بیانہ کو چھوڑ تو اُسکے عوض جلیسر اور چندوار اور ماریرہ اور سکیٹ تجھے عطا کیا جاوے سلطان شرف نے عمر خان شروانی
کو ہمراہ لیا تاکہ کنجیاں قلعہ کی سونپے لیکن بعد پہونچنے کے نقض عہد کرکے قلعہ کو مستحکم کیا اور بادشاہ تغافل کرکے آگرہ میں آیا اور
جو ہیبت خان جلوانی کہ مطیعان سلطان شرف سے تھا باغی ہوا اور قلعہ آگرہ پر اپنا عمل کرکے متحصن ہوا سلطان نے ناراض
ہو کر ایک جماعت امراے آگرہ کے محاصرہ کو چھوڑا اور خود معاودت کرکے بیانہ کی طرف گیا اور بقصد فتح
قلعہ بندی تنگی میں کوشش فرمائی اور ایک مدت کے بعد سلطان شرف نے عاجز ہو کر امان چاہی اور ۸۹۸ آٹھسو اٹھانوے
ہجری میں بیانہ کا قلعہ فتح ہوا اور خانخانان فرملی کو تفویض فرمایا اور سلطان شرف کو گوالیار کی طرف نکالدیا اور آگرہ کا
بھی قلعہ مفتوح ہوا پھر بادشاہ نے عنان عزیمت دہلی کی طرف معطوف فرمائی اور اس عرصہ میں یہ خبر پہونچی کہ اتہتہ
کے زمینداروں نے لاکھ سوار اور پیادہ کے قریب جمعیت بہم پہونچا کر شیر خان برادر مبارک خان لوحانی حاکم کڑہ کو شہادت
میں پہونچایا ہے اور مبارک خان لوحانی بھی کڑہ سے برآمد ہو کر جسوقت پرستی پہال کے گھاٹ پر دریا سے عبور
کرتا تھا راے بھیدیو راجہ بھٹہ نے اُسکو اسیر کیا اور باربک شاہ بھی اس گروہ کا مشاہدہ کرکے جونپور سے نکلا بادشاہ کے
پاس بہرائچ میں آیا اور سلطان نے چند روز دہلی میں اقامت کرکے جونپور کی طرف عزیمت فرمائی ...

دہلی میں پہونچا باربک شاہ خدمت میں حاضر ہوکر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوا اور راے سہدیو بادشاہ کی آمد کا غلغلہ سنکر
ہراسان ہوا اور مبارک خان کو کہ اسکے زندان میں محبوس تھا بادشاہ کی خدمت میں بھیجا بادشاہ وہانسے کاٹھ کر کڑہ میں آیا
اور وہاں کے زمینداروں نے اجتماع کرکے شور جنگ گرم کیا آخر کو شکست کھا کر آوارہ دشت ادبار ہوے اور غنیمت بسیار [illegible]
کے ہاتھ آئی بادشاہ جونپور کی طرف گیا اور دوبارہ باربک شاہ کو جونپور میں چھوڑ کر مراجعت کی پھر اودھ کے اطراف میں ایک مہینہ
[illegible] شکار میں بسر کیا اس عرصہ میں ہرکارے خبر لائے کہ باربک شاہ زمینداروں کے غلبہ سے جونپور میں قیام نہیں کر سکتا
بادشاہ نے حکم کیا کہ کالا پہاڑ اور اعظم ہمایون شروانی اور خانخاناں لوحانی اودھ کے راستہ سے اور مبارک خان کڑہ کی راہ
سے جونپور کی طرف جاکر اس حدود کا بندوبست کریں اور باربک شاہ کو مقید کرکے حضور میں حاضر کریں جب باربک شاہ
کو بادشاہ کے روبرو لائے بادشاہ نے اسے ہیبت خان لوحانی اور عمر خان شروانی کے سپرد کرکے خود جونپور کی اطراف سے
قلعہ چنار کی سمت عزیمت کی اور بعضے امراے حسین شاہ شرقی کہ وہاں تھے جنگ پر آمادہ ہوئے اور شکست کھا کر
قلعہ بند ہوئے چونکہ قلعہ مستحکم تھا بادشاہ نے محاصرہ مناسب نہ سمجھا کینٹھ کی طرف کہ مضافات پٹنہ سے ہے نہضت فرمائی
اور وہاں کے راجہ راے بلبھدر نے استقبال کرکے اطاعت کی بادشاہ کے [illegible] پر اسے بھاگ کھا اور اریل کی طرف
گیا اسی درمیان میں بلبھدر متوہم ہوکر اسباب و حشم چھوڑ کر یکہ و تنہا پٹنہ کی طرف بھاگا بادشاہ نے تمام [illegible]
اسکے پاس بھیجا جب اریل میں پہونچا دست تاراج و دراز کرکے باغات اور عمارات سے کچھ اثر باقی
نہ رکھا اور کڑہ کے راستہ سے دہلی کی طرف گیا اور شیر خان برادر مبارک خان لوحانی کی منکوحہ کو [illegible]
نکاح میں لایا اور شمس آباد کی طرف توجہ فرمائی اور چھ مہینے وہاں اقامت کرکے سنبھل میں گیا اور پھر شمس آباد کی طرف
عنان عزیمت معطوف فرمائی درمیان راہ کے [illegible] کو کہ ماوا سے متمردان تھی قتل و غارت سے خراب کیا اور
[illegible] السیف نے بھاگ کر موضع وزیرآباد میں دم لیا سلطان وزیرآباد دیکھ [illegible] کو بھی قتل و اسیر کرکے شمس آباد
میں آیا اور ایام برسات شمس آباد میں گذرانے اور سنہ ۹۰۰ نو سو ہجری میں راے بلبھدر کی گوشمالی کو پٹنہ کی طرف متوجہ ہوا
اثناے راہ میں [illegible] کے مواضع کو ویران اور لوگوں کو قتل و دستگیر کرتا تھا اور جب [illegible] اور [illegible] میں
پہونچا نرسنگھ پسر بلبھدر کی جنگ میں مشغول ہوا اور ہزیمت پاکر پٹنہ میں بھاگ گیا اور جب سلطان پٹنہ میں پہونچا راجہ
بلبھدر [illegible] فوت ہوا اور سلطان [illegible] کی طرف [illegible] پٹنہ سے تھا متوجہ ہوا
اور جب وہاں پہونچا [illegible] اور گھوڑوں کی نہایت گرانی ہوئی [illegible] جونپور کی طرف [illegible]
ہوا اور [illegible] میں [illegible] اکثر [illegible]
[illegible] بلبھدر کے فرزند اور دیگر زمینداروں نے حسین شاہ شرقی کو لکھا کہ سلطان [illegible]
[illegible] غنیمت [illegible] حسین شاہ شرقی نے [illegible] جمعیت کی اور [illegible]
[illegible] بادشاہ سکندر نے بھی [illegible] کے [illegible]
[illegible] بادشاہ نے [illegible]
[illegible] تمام [illegible]
[illegible] پٹنہ کی طرف گیا اور

بادشاہ نے اُدھر چھوڑ کر بروایتے صحیح ایک لاکھ سوار سے تعاقب کیا اور جب پٹنہ سے راہ میں معلوم ہوا کہ حسین شاہ
ولایت بہار میں گیا ہے تو روز کے بعد بادشاہ پلٹ کر اودھ میں وارد ہوا اور بہار کی طرف توجہ فرمائی اور حسین شاہ نے
ملک کھنڈو کو حصار بہار میں چھوڑا اور خود بنگال کا رُخ کیا جو توابع لکھنوتی سے ہے گیا اور سلطان علاء الدین بادشاہ بنگالہ
نے اسکی عزت نگاہ رکھی اور اسباب پیش فراغت کا اُسکے واسطے مہیا کیا تا کہ فکر اور تردد سلطنت سے باز آکر بقیہ عمر وہاں
بسر کرے اور دولت جونپور کے بادشاہوں کی ساتھ اُسکے منقرض ہوئی اور بادشاہ سکندر نے منزل دیوارہ سے ایک فوج
ملک کھنڈو کے مقابلہ کو تعیین فرمائی اور ملک کھنڈو نے راہ فرار اختیار کی اور ولایت بہار کا انتظام سکندر کے ہاتھ آئی اور سلطان
نے محبت خان کو مع ایک جماعت امرا کے بہار میں چھوڑ کر خود درویش پور میں آیا اور خانجہان پسر خانخانان فرملی کو اُس
پر چھوڑ کر خود ترہت کا قصد کیا ترہت کے راجہ نے حاضر ہو کر کئی لاکھ تنکہ خراج قبول کیا بادشاہ نے مبارک خان
لوحانی کو خراج وصول کرنے کے لیے وہاں چھوڑا اور خود درویش پور لوٹ آیا اور جب خانجہان پسر خانخانان
فرملی نے وفات پائی خسرو خان پسر بزرگ اُس کے کو ساتھ خطاب اعظم ہمایوں کے امتیاز بخشا اور وہاں سے
شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کی زیارت کو کہ بہار میں آسودہ تھے روانہ ہوا اور وہاں کے فقرا اور مساکین کو انعام
اور داد و دہش سے خوش دل بلکہ تونگر کیا اور پھر درویش پور میں آیا بادشاہ علاء الدین شاہ بنگالہ کے
سر پر روانہ ہوا اور جس وقت قصبہ پور میں جو متعلق اعمال بہار سے ہے پہنچا علاء الدین شاہ نے دہیال اپنے
بیٹے کو استقبال کے واسطے بھیجا اور سلطان سکندر نے بھی محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی کو اُس طرف
سے تعیین کیا چنانچہ موضع بارہ میں دونوں مقابل ہوئے اور حرف صلح کا درمیان میں لائے اور یہ قرار پایا
کہ دونوں میں سے کوئی ولایت بکدیگر میں فرستادہ نہ بھیجا ویگا اور مخالفوں کو بھی پناہ نہ دیوے محمود خان
لودھی اور مبارک خان لوحانی نے معاودت کی لیکن قصبہ پٹنہ توابع بہار میں مبارک خان لودھی قضائے الہی سے
فوت ہوا اور سلطان سکندر لودھی تغلق پور سے پلٹ کر درویش پور میں آیا اور کئی مہینے توقف کیا اور جو
مبارک خان اُس مقام میں فوت ہوا تھا وہ ولایت اعظم ہمایوں کے نام مقرر ہوئی اور ولایت بہار دریا خان پسر
مبارک خان لوحانی کو عنایت فرمائی اور اُس وقت میں قحط غلہ کا پیدا ہوا بادشاہ نے خلائق کے رفاہ کے واسطے فرمایا کہ
زکوٰۃ غلہ کل قلمرو میں ارسال فرمائے اُس روز سے پھر زکوٰۃ غلہ کی بالکل موقوف ہوئی اور اُسی وقت بادشاہ قصبہ سارن
میں گیا اور بعضے پرگنے قصبہ سارن کے اطراف کے جو زمینداروں کے تصرف میں تھے برآورد کر کے اپنے آدمیوں کو
جاگیر میں تقسیم کئے وہاں سے جونپور میں آیا اور چھ مہینے توقف کیا اور جب بادشاہ نے سالباہن راجہ پٹنہ سے لڑکی طلب کی اور اُس نے
انکار کیا [illegible] مقام [illegible] پٹنہ کی طرف گیا اور اُسکی [illegible] ایک [illegible] اور جب بادشاہ [illegible]
حوالی میں [illegible] ولایت سے [illegible] جو انہوں [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] مبارک خان [illegible]
کے جونپور [illegible]
دو سرے [illegible] کو [illegible] کیا [illegible]

موافق وصول کرین اس سبب سے امراے افغان نے اپنے دلمین یک گونہ رنجش بہم پہونچائی اتفاقاً اُن دنون مین
بادشاہ چوگان بازی کے واسطے سوار ہوا اور عین چوگان بازی مین چوگان ہیبت خان شروانی کا سلیمان خان لودھی
کے چوگان سے ٹکرا کر سلیمان خان کے سر مین لگا کہ مجروح ہوا اس سبب سے اُنکے درمیان مین اُس مقدمہ کے
باعث مناقشہ ہو کر رنجش ہوئی خضر خان برادر سلیمان خان نے انتقام کے واسطے قصداً چوگان ہیبت خان شروانی
کے سر پر مارا شور وغل برپا ہوا محمود خان لودھی اور خانخانان نے ہیبت خان شروانی کو تسکین دی اور دلاسا دیکر
مکان پر لے گئے اور بادشاہ میدان سے محل مین داخل ہوا اور چار دن کے بعد پھر چوگان بازی شروع ہوئی اثناے راہ
مین شمس خان نامے خویشان ہیبت خان شروانی سے غضبناک کھڑا تھا جب خضر خان برادر سلیمان خان کو دیکھا چوگان
اُسکے سر پر مارا اور بادشاہ نے شمس خان کو خوب زد وکوب کرکے اپنے محل مین مراجعت فرمائی اور اُسکے بعد اپنے امرا سے
بدظن ہوا بعضون کو کہ مخلص اور دولتخواہ جانتا تھا پاسبانی کا اشارہ کیا چنانچہ یہ ہر شب کو مسلح ہوکر پاسبانی کرتے تھے اُس عرصہ
مین ہیبت خان شروانی اور دوسرے چارون نے آپس مین اتفاق کرکے شہزادہ فتح خان بن بادشاہ بہلول سے عرض کی کہ
افسران سپاہ سکندر شاہ کی بادشاہی سے راضی نہین ہین اور تجھے سرداری مین قبول رکھتے ہین اگر حکم ہو سکندر شاہ کو درمیان
سے اُٹھا کر ہم تجھے سریر سلطانی پر متمکن کرین شہزادہ نے شیخ طاہر کابلی اور اپنی والدہ سے یہ راز ظاہر کیا شیخ اور اُسکی
والدہ نے نصیحت کرکے اسپر آمادہ کیا کہ نام بداندیشون کے بادشاہ کے روبرو ظاہر کرے شہزادہ نے ویسا ہی کیا چنانچہ
سلطان غدر اور بداندیشی اُس جماعت سے خبردار ہوا با تفاق امرا ہر ایک کو مختلف اطراف مین بھیج دیا اور اُسکے
بعد چند روز پیچ اُنکو برباد کیا اور سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین سنبھل کی طرف جاکر چار برس اُس حدود مین سیر شکار اور چوگان بازی
مین بسر کیے اور اُسی مقام مین خبر بدعملی اور بدکرداری اصغر خان حاکم دہلی کی سُنی چنانچہ خواص خان حاکم ماچھواڑہ
کو حکم بھیجا کہ دہلی مین جاکر اصغر خان کو مقید اور مغلول درگاہ مین بھیجے اور جب خواص خان حسب الحکم دہلی کی طرف متوجہ ہوا
اصغر خان یہ خبر سنکر قبل پہونچنے خواص خان سے شب سہ شنبہ ماہ صفر سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری مین دہلی سے برآمد ہوکر سلطان
کے روبرو سنبھل مین حاضر ہوکر مقید ہوا اور خواص خان دہلی پر متصرف ہوکر حکومت مین مشغول ہوا اور نقل ہے کہ ایک برہمن
جودھن نام موضع کانٹھن مین سکونت پذیر تھا ایکدن اُسنے مسلمانون کے حضور اقرار کیا کہ اسلام حق ہے اور دین بھی
درست ہے یہ بات اُس سے شائع ہوکر علمار کے گوش زد ہوئی اور قاضی پیارہ اور شیخ بدر جو لکھنوتی مین رہتے تھے
بانحذ النقیض ایک دوسرے کے فتوے دیتے تھے لہذا اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید حاکم اس ولایت نے برہمن کو مع قاضی اور
شیخ مذکور بادشاہ کی خدمت مین سنبھل بھیجا اور چونکہ بادشاہ کو مذاکرہ علمی کے سننے مین رغبت تمام تھی علماء نامی کو اطراف سے طلب
کرکے مجلس بحث ترتیب دی اور تفصیل اسماے علمار کی یہ ہے کہ میان قادر بن شیخ خواجہ اور میان عبداللہ بن الہداد کو تلنبہ
سے اور سید محمد بن سعید خان کو دہلی سے اور ملا قطب الدین اور ملا الہداد صالح کو سرہند سے اور سید امان اور سید برہان کو
سید احسن کو قنوج سے بلایا اور ایک جماعت امرا سے جو ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہتے تھے مثل صدر الدین قنوجی اور میان
عبدالرحمن ساکن سیکری اور میان عزیز اللہ سنبھلی یہ بھی اُس معرکہ مین حاضر ہوئے اتفاق علما کا اسپر ہوا کہ اُسکو محبوس کرکے
عرض اسلام کرنا چاہیے اگر انکار کرے اُسکی گردن مارین جودھن انکار کرکے مقتول ہوا اور بادشاہ نے جمیع علماء کو انعام
دیکر رخصت کیا اور بعد چند عرصہ کے خواص خان حاکم دہلی اپنے بیٹے اسمعیل خان کو دہلی مین چھوڑ کر حسب الحکم درگاہ مین آیا

اور نوازش خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز ہوا اسوقت میں سعید خان شروانی نے کہ لاہور سے آیا تھا ملازمت کی چونکہ یہ غداروں کا سرغنہ تھا اُسکو اور تاتار خان فرملی اور محمد شاہ لودھی اور تمام غداروں کو گجرات کے اطراف میں اخراج فرمایا اور اُس سال کہ سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری تھی راجہ مان سنگھ راے گوالیار نے نہال نام خواجہ سرا کو بہم رسالت مع تحف و ہدایاے لائق روانہ کیا اور جو خواجہ سرا درشت گو اور بدزبان تھا بادشاہ نے ناراض ہوکر اسے رخصت کیا اور اپنے آنے اور قلعہ لینے کی تہدید فرمائی اور انھیں دنوں میں خبر فوت خانخانان فرملی حاکم بیانہ کی پہونچی چند روز بیانہ میں احمد اور سلیمان پسران پسر خانخانان فرملی کو مقرر رکھا اور جو بیانہ بسبب استحکام قلعہ اور ہونے سرحدوں محکم کے محل بغاوت اور فساد کا ہوا تھا احمد اور سلیمان پسران پسر خانخانان فرملی سے لیکر خواص خان کے سپرد کیا اور چند روز کے بعد صفدر خان آگرہ کے انتظام کے واسطے کہ مضافات بیانہ سے تھا متعین ہوا اور احمد اور سلیمان جو بیانہ سے سنبھل میں آئے تھے شمس آباد اور جالیسر اور چنبل اور شاہ آباد اور دوسرے پرگنے پائے اور عالم خان حاکم میوات اور خانخانان حاکم رابری کو حکم ہوا کہ باتفاق خواص خان قلعہ دھولپور کے تسخیر میں مشغول ہوویں اور راے بنایک دیو کے تصرف سے برآوردہ کریں اور راے نے بتقدیم جماعت آنکر محاربہ اور مجادلہ کیا اور خواجہ بین کہ دلاوران صف شکن سے تھا اُس معرکہ میں شہید ہوا اور ہر روز ایک جماعت قتل ہوتی تھی جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بتیاریانہ جمعہ کے دن ماہ رمضان المبارک کی چھٹی تاریخ سنہ مذکورہ میں سنبھل سے دھولپور کی طرف حرکت کی اور جب قریب پہونچا راے بنایک دیو قلعہ اپنے متعلقوں کے سپرد کرکے گوالیار کی طرف گیا اور آدمی اُسکے صدمہ افواج سکندری کی تاب نہ لاکر آدھی رات کو قلعہ سے برآمد ہوکر نکل گئے اور بادشاہ نے صبح کے وقت قلعہ میں داخل ہوکر دوگانہ شکر کا ادا کیا اور لوازم فتح عمل میں لایا غازیوں نے ہاتھ تاراج و غارت میں دراز کیا اور مکانوں کو مسمار کرکے باغات اطراف دھولپور کے کہ سات کوس تک سایہ ڈالے ہوئے تھے بیخ و بن سے اُکھاڑے اور ایک مہینے کے بعد رایات شاہی گوالیار کی طرف جنبش میں آئے اور آدم خان لودھی کو مع تمام امرا وہاں چھوڑ کر آب چنبل سے عبور کیا اور دریاے آسی عرف سیدی کے کنارے نزول فرماکر دو مہینے توقف کیا اور وہاں کی آب و ہوا کی بو کے سبب بیماری وبا اور طاعون کی پیدا ہوئی اور آدمی بیمار ہوئے اور گوالیار کے راجہ نے ملایمت سے صلح کی درخواست کی اور سعید خان اور بابو خان اور راے گنیس کو کہ بادشاہ سے بھاگ کر اُسکے پاس پناہ لے گئے تھے اپنی حفاظت سے نکالکر اپنے بڑے بیٹے بکرماجیت کو ملازمت کے واسطے بھیجا چنانچہ بادشاہ نے اُسے اسپ و خلعت عنایت فرماکر رخصت انصراف مرحمت فرمائی پھر علم مراجعت بلند کرکے جب دھولپور میں پہونچا اُسے بھی بنایک دیو کو بخشا اور آگرہ میں آیا اور اس شہر کو جو بیانہ کے متعلق تھا اور زمانہ کفر و اسلام میں کبھی پاے تخت نہوا تھا گوالیار اور نرور کی تسخیر کے واسطے پاے تخت کرکے حصار سیری کو کہ جو ساتھ دہلی کے شہرت رکھتا تھا ترک کیا اور برسات کا موسم اُسی مقام میں بسر کیا اور ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری بابت طلوع سہیل کے بعد علم عزیمت قلعہ مندرایل کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور ایک مہینہ کامل اطراف دھولپور میں توقف فرمایا اور افواج نے حسب الحکم جاتے ہی حوالی گوالیار اور مندرایل تک تاخت و تاراج کیا اور اُسکے بعد خود جاکر قلعہ مندرایل کو محاصرہ فرمایا اور اہل قلعہ نے امان طلب کرکے حصار کو سپرد کیا اور سلطان نے بتخانے اور کنائس وہاں کے مسمار کرکے مسجدیں تعمیر کیں اور ساتھ ایک معتمد کے سپرد کرکے علم مراجعت بلند کیا اور جب دھولپور میں پہونچا قلعہ کو بنایک دیو سے تغیر کرکے شیخ قمرالدین کے سپرد کیا اور خود آگرہ میں آنکر امرا کو جاگیروں کی طرف رخصت فرمایا اور سنہ ۹۱۱

نو سو گیارہ ہجری میں بروز یکشنبہ صفر کی تیسری تاریخ کو آگرہ میں زلزلۂ عظیم واقع ہوا تھی کہ پہاڑ لرزہ میں آ گئے عمارات بلند
اور مستحکم گر پڑیں زندوں نے قیامت اور مردوں نے حشر معلوم کیا قطعہ اسکی تاریخ کا یہ ہے قطعہ در نہ صد و احدی عشر از
زلزلہ چو گردید سواد آگرہ مرحلہ ہا ۞ بآنکہ بناہاش بسے عالی بود ۞ از زلزلہ شد عالیہا سافلہا ۞ اس زمانے تک اس
طرح کا زلزلہ ہند میں واقع نہیں ہوا تھا اور اس دن زلزلہ اکثر بلاد ہند میں آیا تھا بادشاہ نے سہیل کے طلوع
کے بعد سنہ مذکورہ میں گوالیار کی طرف نہضت فرمائی اور ڈیڑھ مہینے دھولپور میں توقف کیا وہاں سے آب چنبل
کے کنارے کو گھاٹ کے نزدیک فروکش ہوا اور چند مہینے اقامت کی اور شہزادہ ابراہیم اور جلال خان کو
مع خزانوں معتبر وہاں چھوڑا اور خود بعزم جہاد اور غارت بلاد پاے سعادت رکاب میں لا کر اکثر کفار کو جو پہاڑوں
اور جنگلوں میں پوشیدہ تھے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور غنیمت وافر غازیوں کے ہاتھ آئی اور وہاں جو بسبب
تنگی راہ نے بنجاروں کے غلہ لشکر منصورہ میں کم پہونچتا تھا اعظم ہمایوں اور احمد خان لودھی اور مجاہد خان کو رسد لانے کے
واسطے روانہ کیا راے گوالیار اگرچہ انکا سد راہ ہوا لیکن تدبیر اسکی کارگر نہوئی لاچار ہو کر پلٹ گیا اور رسد و غلہ لشکر فیروزی اثر
میں بخوبی تمام پہونچی اور جب بادشاہ لشکر گاہ موضع جنودیں جو عمال گوالیار سے ہے پہونچا اس جگہ سے طلایہ لشکر کی پاسبانی کے واسطے
دس کوس پیشتر غنیم کی طرف گیا اور نگہبانی اور خبرداری میں تقصیر نہ کی قطعہ مثل گردان لشکر بہر جنگ ۞ بنیداختے
تا مداری خدنگ ۞ ہنوز از کمان دور نا رفتہ تیر ۞ خبر یافتی شاہ گردون سریر ۞ فوج راے گوالیار کی مراجعت
کے وقت کمین سے بر آمد ہوئی حرب شدید و معرکۂ عظیم واقع ہوا اور داؤد خان اور احمد خان پسر خانجہان بن خانخانان
قرملی کی بہادری و مردانگی اور جانسپاری سے کفار نے شکست کھائی اور راجپوت بہت علف تیغ خون آشام ہوئے
اور غازیان اسلام نے بہت زندہ اسیر کیے اور بادشاہ نے مراجعت کے وقت دونوں پر نوازش خسروانہ فرمائی
داؤد خان کو ملکشاہ داؤد خطاب دیکر آگرہ میں آیا اور برسات وہاں آخر کی اور سنہ ۹۱۲ نو سو بارہ ہجری میں قلعۂ اودیت نگر
کی طرف توجہ فرمائی اور جب دھولپور میں پہونچا توقف کرکے عماد خان قرملی اور مجاہد خان کو مع چند ہزار سوار اور فصیل
کوہ چنبل کے قلعہ اودیت نگر کی جانب تعین فرمایا اور خدمت حجابی پر قاضی عبد الواحد ابن شیخ طاہر کابلی ساکن
قصبہ تھانیسر اور شیخ ابراہیم مقرر ہوئے اور ولایت کالپی جو محمود خان کی فوت کے بعد ساختہ جلال خان کے مقرر
ہوئی تھی اور اسکے بھائی مسمیان بھیکھن خان اور حاجی خان اس سے پرخاش پر آمادہ تھے سلطان نے
حکومت کالپی کی فیروز ادغان کو عنایت فرمائی اور ادغان ایک طائفہ ہے افغان کے نزدیک اور مجاہد خان کو دھولپور
میں چھوڑ کر خود آب چنبل کے کنارے جا کر نزول کیا اس مقام میں خواص خان اور بھیکھن خان ملازمت میں فائز
ہو کر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوئے اور سلطان نے اودیت نگر کی طرف آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جو قلعہ کہ اسکا
مشتمل فتح علیہ قلعہ گوالیر کے جانتا تھا تمام فوج کو حکم کیا کہ جنگ و پیکار پر مستعد ہو کر قلعہ کی تسخیر میں ہمت باندھی
اور خود ایسی ساعت میں کہ اختر شناسوں نے مقرر کی تھی بنفس نفیس میدان کی طرف متوجہ ہو کر ہر طرف سے جنگ
شروع کی افواج بحر مواج نے مور و ملخ کی طرح قلعہ میں پیسیدہ ہو کر داد مردی و مردانگی دی اور نسیم فتح و ظفر پرچم رایات
سلطانی پر چلی ناگاہ قلعہ کی دیوار جو ملک علاء الدین کی جانب تھی وہ شگافتہ ہوئی اور جوانان مردانہ اور غازیان فرزانہ
اس راہ سے داخل ہوئے ہر چند محصنوں نے فریاد الامان بلند کی سر گوش نہ دھری قلعہ کو مسخر کیا اور راجپوت اپنے کنوئیں

جنگ کرتے تھے اور اپنے اہل وعیال کو قتل کرتے اور آتش سوزان مین جلاتے تھے غرض راجپوت بہت مقتول ہوئے
اس عرصہ مین ایک تیر غنیم کی طرف سے آیا اور ملک علاء الدین کے دیدۂ جہان بین کو بے نور کیا اور بادشاہ فتح کے بعد لوازم شکر
وسپاس فتاح حقیقی بجالایا اور بتخانون کو مسمار کرکے مساجد تعمیر فرمائین اور قلعہ کھکھین خان ولد مجاہد خان کے سپرد کیا اور جب
بادشاہ کے سمع مبارک مین یہ خبر پہونچی کہ مجاہد خان نے راجہ منونت گڑھ سے رشوت لیکر تعہد بادشاہ کے پھیرنے کا کیا ہے ماہ محرم
سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری مین ملا حسن خاص حاجب کو کہ خالہ زاد مجاہد خان سے تھا مقید کرکے ملک تاج الدین کنبوہ کے
سپرد کیا اور اُن امرا کو جو دھولپور مین تھے حکم ہوا کہ مجاہد خان کو محبوس کرین اور آگرہ کے قلعہ کی طرف کوچ کیا ایک روز
راہ کی ناہمواری سے کہ نشیب و فراز بہت رکھتی تھی مقام ہوا اور آب کی نایابی سے اُس دن حیوان صامت اور
ناطق بہت تلف ہوئے اور جب بادشاہ کے حسب الحکم مردمونکا شمار ہوا آٹھ سو آدمی قلم بند ہوے اور قیمت ایک
کوزہ پانی کی سیندرہ تنگہ ہوئی تھی بادشاہ وہان سے دھولپور مین آیا اور چند روز توقف کرکے دار السلطنت کی طرف تشریف
لایا اور برسات کو آخر کرکے سہیل کے طلوع کے بعد سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین قلعہ نرور کی تسخیر کی عزیمت کی اور وہ قلعہ نواح مالوہ
اور کفار کے تصرف مین تھا اور جلال خان حاکم کالپی کے نام حکم صادر ہوا کہ نرور کو پیشتر جاکر محاصرہ کرے اور اہل حصار
اگر صلح کرین درگذر کرکے قبول کرے جلال خان نے حکم کے موافق قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی عقب سے
پہونچا دوسرے دن قلعہ کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوا اور جلال خان نے اپنے لشکر کو آراستہ کرکے پیادہ
اور سوارون اور فیلون کے تین گروہ کیے اور سر راہ ایستادہ کرکے چاہا کہ مجرا اپنی جمعیت کا کرائے بادشاہ نے اُسکے
لشکر کی کثرت ملاحظہ کرکے اپنے دلمین تجویز کیا کہ اسے بتدبیر و تدریج خراب کرے اور بادشاہ نے اُس قلعہ کو آٹھ کوس کا
جسکا دور تھا ایکسال تک محاصرہ کیا اور ہر روز آدمی جنگ کے واسطے پیشقدمی کرتے تھے اور قتل ہوتے تھے لیکن آٹھ
مہینے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بعضے مردم معتبر محصورون سے آمیزش رکھتے ہین اس سبب سے قلعہ فتح نہین ہوتا
اور سبب دریافت کا یہ تھا کہ ایک دن بادشاہ بام محل پر ایستادہ ہوکر تفرج کرتا تھا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا ایک
طرف سے شگافتہ ہوا اور اسی وقت اندر سے بند کیا گیا سلطان نے اس امر کو ایکدل اور ایکبان نے بات ہونا اور اُنکا طرف
حصار سے جانکر پہلے جلال خان کے مردمان جری کو اپنے روبرو بلایا اُسوقت دو فرمان صادر فرمائے ایک جلال خان
کی گرفتاری مین بنام ابراہیم خان لوحانی اور سلیمان خان فرملی اور ملک علاء الدین جلوانی اور دوسرا شیر خان کے
حبس کے بارہ مین میان بھورہ اور سعید خان اور ملک آدم کے نام القصہ خوانین مذکور نے جلال خان اور شیر خان
کو مقید کیا اور حسب الحکم قلعہ منونت گڑھ مین بھیجکر محافظت مین مشغول ہوئے اور آسکے اہالی قلعہ نے بے آبی
اور کمی غلہ سے عاجز ہوکر امان چاہی چنانچہ امان پاکر قلعہ سے نکل گئے اور سلطان نے چھ مہینے قلعہ کے قریب قیام فرماکر
بتخانون کو کھدواکر مسجدین تعمیر فرمائین مفتی اور خطیب مقرر کیے اور علما اور طلبا کو وظائف معین کرکے اس مقام مین متوطن کیا
اور ان دنون مین شہزادہ شہاب الدین بن سلطان ناصر الدین سلطان مالوہ نے اپنے باپ سے رنجیدہ ہوکر عزم ملازمت کیا
جس وقت قصبہ سیری مین کہ اعمال مالوہ سے ہے پہونچا بادشاہ نے اسپ و خلعت بھیجکر پیغام کیا کہ اگر تم چندیری کو میرے
سپرد کرو تو ایسی امداد کیجائیگی کہ سلطان ناصر الدین کا تخت غلبہ ہوگا اتفاقاً شہزادہ شہاب الدین کو کوئی ایسا سبب مانع
پیش آیا کہ ولایت پدر سے برابر ہوا اور سلطان سکندر نے ماہ شعبان سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری کو دار السلطنت کی طرف کوچ کیا

جس وقت کہ لب آب سند پہونچا اسکے دل مین یہ اندیشہ گذرا کہ نرور کا قلعہ نہایت سنگین ہے اگر ہاتھ مین کسی مخالف کے پڑیگا اسکے
ہاتھ سے بآسانی برآوردہ نہو سکیگا اسواسطے ایک حصار اور گرد قلعہ مذکور کے کھینچکر استحکام تازہ بخشا پھر اپنا منصوبہ پورا
کرکے قصبۂ بہار مین آیا اور ایک مہینہ اُس مقام مین توقف کیا اور اس جگہ نعمت خاتون زن قطب خان لودھی جو جلال خان
شہزادہ کی مرضعہ تھی شہزادے کے ہمراہ آئی اور سلطان اُسکے دیکھنے کے واسطے گیا اور دلجوئی کی اور سرکار کالپی
شہزادے کی جاگیر مقرر کرکے ایک سو بیس راس گھوڑے اور زنجیر فیل اور مبلغ نقد عطا فرمائے اور نعمت خاتون کے
ہمراہ کالپی کی رخصت دی اور خود سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین رایت اقبال مقام گوالیار سے دار الملک کی طرف حرکت مین
لایا اور جب بلگہات مین پہونچا افواج اس حدود کے متمردون کی تدارک کو بھیجکر اُس نواح کو اہل بغی کے خس و خاشاک
سے پاک کیا اور جابجا تھانہ بٹھا کر آگرہ کی طرف تشریف لایا اور اسوقت مین خبر پہونچی کہ احمد خان پسر مبارک خان لودھی
حاکم لکھنوتی کفار کی مصاحبت کے سبب طریقہ ارتداد کا اختیار کرکے دین اسلام سے پھر گیا ہے بادشاہ نے اس کے
چھوٹے بھائی محمد خان کے نام فرمان بھیجا کہ اُسکو زنجیر مین مغلول کرکے خدمت مین روانہ کرے وہ حکم کے موافق کاربند ہوا
اور سرکار لکھنوتی نے سعید خان اُس کے منجھلے بھائی کے نام قرار پکڑا اور ان دنون مین محمد خان پوتا سلطان ناصر الدین
مالوی کا اپنے دادا کے قہر و غضب سے ہراسان ہوکر درگاہ عرش اشتباہ مین پناہ لایا بادشاہ نے سرکار چندیری
اعمال مالوہ اُس کے نام مقرر فرمائی اور شہزادہ جلال خان کو حکم ہوا کہ مدد و معاون اُس کا ہوکر ایسا نہ کرے کہ سپاہ
مالوہ کسی طرح کا صدمہ اُسے پہونچاوے اور اس وقت بادشاہ سیر و شکار کے واسطے دھولپور کی طرف سوار ہوا
اور آگرہ سے دھول پور تک منزل بمنزل قصر اور عمارات تعمیر فرمائین اور اُسی عہد مین محمد خان ناگوری اپنے
خویشون علی خان اور ابابکر پر جو اُسے قتل کیا چاہتے تھے غالب آیا اور وہ بھاگ کر بادشاہ کی درگاہ مین آئے
محمد خان ناگوری نے اُن کے پناہ لیجانے سے ساتھ اپنے بادشاہ عالی جاہ کے عاقبت اندیشی کر کے
عرضیان اخلاص آمیز مع تحف و ہدایا بھیجین اور اُس ولایت کا خطبہ بادشاہ کے نام پڑھا اور گز و سکہ بھی بادشاہ
کے نام سے جاری کیا اور بادشاہ نے خلعت اُس کے واسطے بھیجا اور آگرہ مین تشریف لایا اور چند روز بساط نشاط بچھا کر
سیر باغات اور بزم آرائی مین بسر کیے پھر دھولپور کی طرف راہی ہوا اور میان سلیمان چھوٹے بیٹے خانخانان فرملی کو
فرمایا کہ لشکر و حشم کو اپنے ہمراہ لیکر ہنونت گڈھ کی طرف جا کر حسین خان فرملی کی اعانت کرے اُسنے عذر کرکے عرض
کیا کہ مین خدمت سے دور نہ ہونگا یہ معنی بادشاہ کے خاطر دریا مقاطر کی آشفتگی کا باعث ہوئی حکم کیا کہ وہ ہماری
خدمت سے دور رہے اور صبح تک جو کچھ مال اپنا لشکرگاہ سے لیجا سکے اُسکا ہے اور جو کچھ باقی رہے غارت عام کرین اور
پرگنہ بڑیٹھی اُسکی مدد معاش کے واسطے مقرر ہووے چنانچہ وہ وہان جاکر ساکن ہوا اور اُسی عرصہ مین بہجت خان حاکم
چندیری جو اپنے باپ و دادا کے زمانہ سے مطیع اور فرمانبردار سلاطین مالوہ تھا فی الحال سے سلطان محمود مالوی کے
ضعف اور فتور مملکت کو دیکھکر بوسیلہ ارسال تحف بادشاہ کا توسل اختیار کیا بادشاہ نے عماد الملک بدہ کو کہ احمد خان
نام رکھتا تھا چندیری کی طرف بھیجا تو باتفاق بہجت خان اس حدود مین خطبہ سلطان کے نام پڑھاوے اور اُسوقت
بادشاہ آگرہ مین آیا اور بعادت معہودہ فرامین مشتمل بر مژدہ اطاعت بہجت خان اور پڑھنا خطبہ کا ولایت
چندیری مین اور حاصل ہونا فتوحات تازہ کا باطراف و اکناف ولایت مین بھیجکر بلند آوازہ ہوا اور اُس وقت

مصلحت ملکی کے واسطے بعضے امرا کو ساتھ تغیر اور تبدل جاگیر کے مناسب دیکھکر عمل کیا اور سعید خان منجھلے بیٹے مبارکخان لودھی اور شیخ جمال قرلی اور رائے جگسین کچھواہہ اور خضر خان اور خواجہ احمد کو چندیری کی طرف بھیجا وہ اُس ولایت کو اپنے قبض و تصرف مین لاکر مستقل ہوئے اور حسب الحکم شہزادہ محمد خان نبیرۂ سلطان ناصر الدین مالوی کو شہر بند کرکے سلطنت اس ملک کی جسطرح کہ تھی ظاہرا اُسپر مقرر رکھی اور بہجت خان حاکم چندیری نے جب معاملا ایسا دیکھا اپنا رہنا اُس صوبہ مین صواب نجانا ناچار بادشاہ کی ملازمت مین فائز ہوا اور ان دنون مین بادشاہ کی طبیعت حق طرف شیخ جمال قرلی ضابطہ سارن سے منحرف ہوئی تھی اسوجہ سے حاجی سارنگ کو اُس طرف بھیجا اُسنے وہان جاکر اُسکے لشکر کو حسن تدبیر سے اپنی طرف کرلیا اور اُس کے قید کرنے کی فکر مین ہوا اور وہ واقف ہوکر تھوڑے رفقا سے ولایت لکھنوتی کی طرف گیا اور علاء الدین شاہ والی بنگالہ سے پناہ ڈھونڈھی اور سنہ ۹۲۲ نوسو بائیس ہجری مین علی خان ناگوری نے جو سرکار سیع مینوپور مین تعین تھا شاہزادہ دولت خان حاکم رنتھنبور سے جو سلطان محمود مالوی کا محکوم تھا شیوۂ موافقت اور مرافقت مرعی رکھ کر اُس کو بادشاہ کی اطاعت کی ترغیب کی اور مقرر کیا کہ بادشاہ کی نقار ملازمت سے مشرف ہو کر قلعہ مذکور کو پیشکش کرے جب عریضہ علیخان ناگوری کا اس بارہ مین پہونچا بادشاہ نے محظوظ ہوکر اُس طرف جانے کی عزیمت کی اور بیانہ کے نواح مین چار مہینے شکار اور مشائخ کبار کی ملاقات مین خصوصًا سید نعمت اللہ اور شیخ حسینی کہ ساتھ خوارق عادات اور مکاشفات کے اشتہار رکھتے تھے بسر کیے اور اُس عرصہ مین شہزادہ دولتخان اور اُس کی والدہ کو کہ صاحب اختیار قلعہ رنتھنبور تھی ساتھ مواعید بسیار کے ایسا فریفتہ کیا کہ دولت خان شہزادہ نے بہ تعجیل تمام عزم ملازمت کیا اور بادشاہ نے تمام امرا اُسکے استقبال کے واسطے بھیجکر بعزت تمام داخل اردو کیا اور ملاقات کے وقت اُسے فرزندون کے مانند نوازکر خلعت اور چند زنجیر فیل عنایت فرمائے اور ساتھ فرزند مہرو کے تکلیف سپرد کرنے قلعہ رنتھنبور کی دی اتفاقًا اُسی علی خان ناگوری نے دشمنی کرکے شہزادہ دولت خان کو اس پر آمادہ کیا کہ قلعہ بادشاہ کو نہ دیوے بادشاہ نے اصل راز سے آگاہ ہوکر شیوراج پور کی سرکار اُس سے تغیر کرکے اسکے بھائی ابابکر کو دی اور بحکم کرم جبلی اس سے زیادہ اُس کو معاتب نہ کیا اور پھر خان کرکے راستہ سے قصبہ باڑی کی طرف پہونچکر اُس پرگنہ کو مبارک خان کے بیٹون سے برآوردہ کرکے شیخ زادہ بھیکھن کے سپرد کیا اور دار الخلافت آگرہ مین آیا اور بعادات قدیم کے موافق فرمان فتوحات باطراف وجوانب مین صادر فرمائے اور اکثر امرا سے سرحد کو طلب کیا کہ قلعہ گوالیار پر چڑھائی کرکے جبرًا و قہرًا مفتوح کرین اس بادشاہ نیکنام کا انجام یہ کہ زمانہ کی عادت قدیم ہے کہ عطیہ اور پرورش اپنے سے پشیمان ہوتا ہے اُسوقت بادشاہ کو ساتھ مرض ناوصفی کے گرفتار کیا اگرچہ از رو غیرت کے خیال اپنا ترک کرکے اُسی حالت مین کچہری مین اجلاس کرتا تھا اور سوار ہوتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ لقمہ حلق سے نہ اترا راہ نفس بستہ ہوئی اور دم گھٹا چنانچہ بروز یکشنبہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ نوسو تئیس ہجری میں دار السرور کی طرف تشریف لیگیا قطعہ ساقیا تند دربن بزم بادہ بسر کچی * کہ چو ہنگام طرب جام ہزو برگیرند * کاس عشرت زگل و مناکہ ساقد بسازند بادۂ عیش زخون دل سنجر گیرند * نظام الدین احمد اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ جو مناقب اور مفاخر سلطان سکندر لودھی کے بعضی تواریخ مین اسقدر مذکور ہین کہ اکثر گمان اوپر مبالغہ اور اغراق کے کیا جاتا ہے لیکن جو کچھ صحت مین قریب تھا ادا کیا جاتا ہے کہ لینے مین سلطان جمال ظاہری مین آراستہ اور کمال باطنی مین پیراستہ تھا اور ایام سلطنت مین اسکی

نہایت ارزانی اور امن و امان حاصل تھی اور بادشاہ ہر روز بار عام کرتا تھا اور خود خلق اللہ کی دادرسی مین مشغول ہوتا
تھا اور بیگاہ صبح سے شام تک بلکہ عشا کی نماز کے وقت تک معاملات مین مصروف ہوتا تھا اور نماز پنجگانہ اسی مجلس مین
ادا کرتا تھا اور ایام سلطنت مین اسکی وسعت تسلط ہند کے زمینداروں کا کوتاہ ہوا اور سب مطیع و فرمان بردار ہوئے
اور قوی و ضعیف یکسان اور برابر ہوئے اور کامون مین انصاف مرعی رکھتا اور ہوا ے نفس پر بہت کم جاتا اور خدا ترسی
سے خلق پر نہایت مہربان رہتا چنانچہ جس روز اپنے بھائی باربک شاہ سے جنگ کرتا تھا کارزار کے وقت ایک قلندر
حاضر ہوا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر بولا فتح تیری ہے اسی وقت بادشاہ نے اپنا ہاتھ کراہت سے کھینچا فقیر نے کہا مین ہاتھ فال
نیک پر مارتا ہون تو نے اپنا ہاتھ کیون کھینچا سلطان نے جواب دیا کہ جس وقت طائفہ اسلام کے درمیان جنگ ہو
تو حکم ایک طرف نہ کرنا چاہیے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جس شق مین اسلام کی بہتری ہو وہ ہووے اور ہر سال دو مرتبہ
فقرا اور مستحقین ولایت کے تفصیل نام لکھواتا تھا اور ہر شخص کے فراخور حال مبلغ شش ماہہ بھیجتا تھا اور ہر
زمستان مین جڑاول اور دوشالے انکو دیتا تھا اور ہر جمعہ کو بھی برسبیل جمگی فقرا ے شہر کو مبالغ پہونچاتا تھا
اور ہر روز کتنے مقامون مین طعام خام اور پختہ شہر مین تقسیم کرتا تھا اور کوئی برس ایسا نہ تھا کہ چند مرتبہ فتوحات اور
کامیابی کے بہانہ مبلغ خطیر فقیرون کو نہ پہونچاتا بیت اگر بایدت شوکت و سروری ٭ دل زیردستان بدست آوری ٭
اور ارباب جاہ سے جو شخص کہ مساکین اور محتاجون کو وظیفہ اور مدد معاش مقرر فرماتا وہ بادشاہ کے نزدیک
معتبر ہوتا اور اس سے یہ کہتا کہ تو نے بنیاد خیر رکھی ہے اس مین نقصان نہ دیکھے گا اسواسطے انہین سے اکثر آدمی شریعت
کے بموجب اپنے مال مستحقون کو پہونچاتے تھے تو بادشاہ کے روبرو معزز ہین منقول ہے کہ جس وقت سلطان بہلول
نے وفات پائی امرا نے بادشاہ سکندر کو بادشاہی کے واسطے طلب کیا چنانچہ جس دن دہلی سے روانہ ہوتا تھا
شیخ بہاء الدین کی خدمت مین کہ بزرگان وقت سے تھے التماس فاتحہ کے واسطے گیا اور کہا مین چاہتا ہون کہ میزان آپکو سناؤن
پھر سبق صرف کا شروع کیا اور استاد نے پڑھایا کہ بدان اسعدک اللہ تعالی فی الدارین بادشاہ نے کہا کہ پھر ارشاد کیجیے القصہ جب
یہ جملہ تین بار تکرار پایا سلطان نے اس بزرگ کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور اس دعا کو فال نیک جانکر روان ہوا
قطعہ حدیث اہل فنا ترجمان تقدیر است ٭ بود ضمیر و زبان شان شبیہ لوح و قلم ٭ سعادت ازلی در وفاے شان
مضمر ٭ شقاوت ابدی در خلاف شان مدغم ٭ اور تعصب اسلام بہت رکھتا تھا حتی کہ جمیع معابد کفار کو تیغ جہاد
سے پیوند زمین کیا تھا اور جن مقامون مین ہنود غسل کرتے تھے اسپر مسجد اور مدرسہ اور بازار بنا کر کے محافظ مقرر
کیے تھے کہ کوئی مشرک غسل نکرنے پاتا تھا اور شہر متھرا مین جو کوئی ہندو قصد سر یا ریش تراشی کا کرتا تھا حجام قبول نکرتے
تھے اور رسوم کفار کے اعلام بالکل سرنگون کیے اور نیزہ کہ سالار مسعود کی طرف ہر سال جاتے تھے منع فرمایا اور عورتون
کو مزارات کے جانے سے ممانعت کی اور صغر سن مین کہ ایام اسکی شہزادگی کے تھے سنا کہ بلدہ تھانیسر ایک موضع ہے کہ ہنود وہان
جمع ہو کر غسل کرتے ہین علما سے پوچھا کہ اس مقدمہ مین حکم شرع کیا ہے ایک نے ان مین سے فرمایا بتخانہ قدیم کو ویران
کرنا جائز نہین ہے اور جس حوض مین کہ قدیم سے غسل معمول ہوا ہے اسکی ممانعت بھی مناسب نہین ہے شہزادہ نے یہ سنکر
دست بخنجر ہو کر کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے اس عالم نے جواب دیا کہ جو کچھ شرع مین آیا ہے کہتا ہون راہ خلاف مین
نہین چلتا شہزادہ نے تسکین پائی اور اپنی مملکت کی تمام مسجدون مین قاری اور خطیب اور جاروب کش مقرر کیے وظیفہ اور روزینہ

اُن کا جاری کیا اور اُسکے عہد مبارک مین علم نے رواج پایا اور امرا و ارکان دولت اور سپاہیون نے کسب فضائل مین اشتغال کیا اور کفار ساتھ پڑھنے اور لکھنے خط فارسی کے کہ اسوقت تک درمیان اُنکے معمول نہ تھا مشغول ہوئے اور سپاہ گری نے بھی ایک رونق تازہ پکڑی اور جو شخص نوکری کے واسطے آتا نسب اُسکا تحقیق کرکے فراخور حال اُسکے رعایت فرماتا اور جو کوئی بے اسپ و یراق نظر آتا اُسے جاگیر دیتا اور کہتا جاگیر سے اپنا سامان درست کریگا اور خبر جاری اُسکی سپاہ اور رعیت کے حال پر ایسی تھی اور خصوصیات خانہ رعایا و برایا کے اطلاع رکھتا اور کبھی کبھی اوقات تنہائی آدمی سے خبر دیتا جیسا کہ آدمی گمان لیجاتے تھے کہ کوئی جن سلطان کا آشنا ہے جو مغیبات سے خبر دیتا ہے اور جب لشکر کسی طرف روانہ کرتا تھا ہر روز دو فرمان اُس لشکر مین پہونچتے تھے ایک اس مضمون کا کہ صبح کوچ کرکے فلان مقام مین نزول کرو اور ایک ظہر کے وقت کہ ایسا ایسا عمل مین لاؤ اور اس ضابطہ کے خلاف ہرگز نکرتا گھوڑے ڈاک چوکی کے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور امراے سرحد کے نام جو فرمان صادر ہوتا تھا وہ شخص صفہ کے نیچے آنکر فرمان کو دونون ہاتھ سے لیکر سر پر رکھتا تھا اور اگر حکم اُسی جگہ پڑھنے کا ہوتا تھا یعنی حکم پہونچتا تھا وہ اُسی مقام مین پڑھا جاتا تھا اور اگر حکم ہوتا تھا کہ مسجد مین جاکر منبر پر پڑھے ویسا ہی عمل مین آتا تھا اور اگر مخصوص ساتھ اُس شخص کے ہوتا یا کوئی خصوصیت اُس مین تحریر ہوتی تھی مخفی پڑھا جاتا تھا اور سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے موافق ہر روز روزنامچہ نرخ اجناس اور واقعات جمیع ممالک محروسہ اور احوال لشکر کا بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرتا تھا اور اگر سر مو ناملائم معلوم ہوتا فوراً اُس کی تدارک مین مشغول ہوتا اور اکثر اوقات خود بنفس نفیس خصومات اور فیصل مقدمات و مہمات اور سرانجام ملکی و رفاہیت خلق مین صرف کرتا اور علاوہ اُس کے اُسکی جودت فہم اور جودت عقل مین سخنان عجیب و غریب منقول ہین ازانجملہ ایک یہ ہے کہ جس وقت دو بھائی گوالیار کے باشندے بے سامانی سے بتنگ آکر ساتھ اُس لشکر کے کہ سرحد پر ایک ولایت کے تعین ہوتا تھا ہمراہ ہوئے اور بغارت اور تاراج کے وقت کچھ سونا اور چند پارچہ رنگین اور دو قطعہ لعل قیمتی اُن کے ہاتھ آئے پھر ایک نے اُن دونون بھائیون مین سے کہا کہ مدعا ہمارا حاصل ہوا کس واسطے محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کرین اپنے گھر مین جاکر بفراغت و راحت عمر چندروزہ بسر کرین دوسرے نے کہا اے بھائی جسوقت اول مرتبہ ہمین ایسی غنیمت دستیاب ہوئی شاید دوبارہ اس سے بہتر ہاتھ آوے دوسرے نے کہا کہ مین کہین نہ جاؤن کہ اس صورت مین دونون بھائیون نے باہمین غنیمت تقسیم کی اور بڑے بھائی نے اپنا بھی حصہ چھوٹے بھائی کے سپرد کرکے فرمایا کہ یہ امانت میری زوجہ کو پہونچا دے وہ شخص اپنے مکان مین آیا اور وہ تمام غنائم لعل کے سوا اُسکی بی بی کے حوالہ کیے جب دو برس کے بعد بڑا بھائی اپنے گھر آیا غنیمت کا تفحص کی لعل انہین پایا اُسوقت اُسنے اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ لعل کیا ہوا اُسنے جواب دیا کہ مین نے تیری زوجہ کے سپرد کیا اُسنے کہا کہ وہ کہتی ہے ہرگز مجھے نہین پہونچا ہے چھوٹے بھائی نے کہا جھوٹ کہتی ہے اُسے قدرے تہدید کرنا چاہیے القصہ بڑے بھائی نے اپنی عورت کو شکنجہ تہدید مین کھینچا اُسنے کہا آج کی شب مجھے مہلت دے صبح کو حاضر کرونگی اور پھر وہ میان بھورہ کے گھر مین کہ امراے بزرگ بادشاہ سکندر سے میر عدل تھا جاکر اپنا احوال اظہار کیا میان بھورہ نے اُسکے شوہر کو مع برادر اُس کے طلب کرکے کیفیت استفسار کی اُس کے شوہر کے بھائی نے کہا کہ مین نے اُسے لعل بھی دیا ہے میان بھورہ نے کہا اسکے گواہ رکھتا ہے اُسنے کہا ہان میان بھورہ نے کہا کے شخص گواہ ہین اُسنے کہا دو برہمن ہین میان بھورہ نے کہا اُنھین حاضر کرو وہ قمارخانہ مین گیا دو قمارباز برہمن کو کچھ دیکر تعلیم کیا کہ تم اسطرح سے گواہی دینا جب یہ مجلس مین آئے اور

گواہی دی میاں بھورہ نے شوہر زن سے کہا کہ تو جا جس طور سے ممکن ہو لعل اپنی زوجہ سے لے القصہ عورت اُس معرکہ سے باہر آئی اور اپنے تئین بادشاہ کی عدالت العالیہ مین پہونچا کر فریادی ہوئی بادشاہ نے اُس سے تمام ماجرا استفسار فرمایا عورت نے صورت حال راست براست تقریر کی بادشاہ نے فرمایا کہ تو کس واسطے میاں بھورہ کے پاس مستغاثی ہوتی عورت نے کہا مین گئی تھی لیکن جیسا کہ چاہیے وہان پرسش اور تحقیقات نہ ہوئی القصہ بادشاہ نے سب کو طلب کیا پھر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ طلب کرکے تھوڑا موم ہر ایک شوہر اور زن اور اُسکے بھائی کے ہاتھ مین دیا کہ ہیئت اُس لعل کی تیار کرو اُنھون نے اُسکے موافق تیار کیا پھر گواہون کو جدا جدا طلب کرکے اُنھین حکم کیا کہ تم بھی ہیئت اُس لعل کی تیار کرو اُنھون نے بھی ایک ایک ہیئت مختلف بنائی اور بادشاہ نے تمام شکلین لعل کی اپنے پاس رکھین پھر عورت کو طلب کرکے فرمایا کہ تو بھی اُس لعل کی ہیئت تیار کر کہ وہ کیسا تھا عورت نے عرض کیا کہ لونڈی نے جس چیز کو آنکھون سے مشاہدہ نہین کیا ہیئت اُس کی کیونکر تیار کرے ہر چند بادشاہ نے اس بارہ مین مبالغہ کیا عورت نے قبول نہ کیا پھر میاں بھورہ کو طلب کرکے گواہون سے کہا اگر تم راست براست کہوگے جان کی امان ہے اور اگر دروغ کہوگے تیغ سیاست سے قتل ہوگے گواہون نے لاچار ہوکر صورت قصہ کی راستی سے اظہار کی اور جب اُس عورت کے دیور کو طلب کرکے سیاست کی اُسنے بھی واقعہ کو از روے راستی کے بیان کیا خلاصہ یہ کہ عورت نے اُس تہمت سے نجات پائی اور بادشاہ کی حدت فہم اور کمالیت عقل سب پر واضح ہوئی الغرض بادشاہ سکندر طبع موزون رکھتا تھا اور شعر بھی کہتا تھا اور گلرخی اُسکا تخلص تھا اور شیخ جمالی کنبوہ اُس کے مصاحبون وہمدمون سے تھا وہ بیتین شیخ جمالی کنبوہ سے بر سبیل یادگار تحریر ہوتی ہین ابیات مارا زخاک کویت پیراہنیست برتن ٭ آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن ٭ ہر دم ز تیر آہے ویران پر گشت ہر پہلو ٭ کنون پر زہ زخواہم کرو سوے آن کمان ابرو ٭ اور کتاب فرہنگ سکندری اور کتب دیگر بھی اُسکی عہد دولت مین مکتوب ہوئین مدت اُس بادشاہ جمجاہ کی صاحب فرہنگ سکندری نے اٹھائیس برس اور پانچ مہینے لکھی ہے **بیت** سکندر شہ ہفت کشور نماند ٭ نماند کسے چون سکندر نماند – **ذکر سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی کی سلطنت کا** جب بادشاہ سکندر لودھی آگرہ مین فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا سلطان ابراہیم کہ ساتھ اخلاق حمیدہ اور حسن کیاست اور فراست و شجاعت سے اتصاف رکھتا تھا باپ کا جانشین ہوا باپ و دادا کے قواعد و آداب سلوک کے خلاف اپنے عزیزون اور افغانون کو اُن کے حق سے محروم کیا اور فرمایا بادشاہون کے عزیز اور ہم قوم نہین ہوتے سب نوکر ہین چاہیے کہ شرط خدمت بجا لاوین امراے عمدہ افغان جو سلطان بہلول اور سلطان سکندر کی مجلس مین بیٹھتے تھے اُنھون نے لاچار بحسب ظاہر اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا دست بستہ اُس کے تخت کے آگے ایستادہ ہوتے اور باطن مین دل دگرگون رکھے اتفاق کو ساتھ نفاق کے مبدل کیا اور خواہی نخواہی قرار دیا کہ بادشاہ ابراہیم تخت دہلی پر متمکن ہوکر ولایت جونپور کی سرحد تک فرمان گذار ہووے اور شہزادہ جلال خان مسند بادشاہی جونپور پر استقلال پاکر اُس طرف کے ممالک پر فرمان روائی کرے لیکن اس صورت مین شاہزادہ جلال خان نے مع امراے جاگیر دار پرگنات جونپور و کالپی کے اُس طرف متوجہ ہوکر اُن ممالک کے سریر سلطنت پر استقلال پایا اور فتح خان بن اعظم ہمایون شروانی کو وکیل امور سلطنت کرکے اُس طرف کے امرا کو مطیع اور فرمان بردار کیا اُسوقت خانجہان لوحانی نے رابری سے بادشاہ

ابراہیم کی ملازمت میں آنکر زبان طعن اور ملامت وزرا اور وکلا پر کھولی کہ امر بادشاہی کو مشترک رکھنا ایک خطرے
عظیم اور سہو نہایت جسیم ہے بیت دو جان ہرگز بیک پیکر نہ گنجد ؛ دو فرمان دہ بیک کشور نگنجد ؛ ارکان دولت
نے اُس کی تلافی میں کوشش کر کے مصلحت دیکھی کہ جو شاہزادہ نے ابھی استقلال حاصل نہیں کیا ہے اُسے دہلی میں
طلب کیا چاہیے چنانچہ اُسکی طلب کو ہیبت خان گرک انداز کو بھیجکر ایک فرمان مشتمل بر عاطفت و مکرمت صادر
کیا کہ ایک مصلحت درمیان میں ہے چاہیے کہ جریدہ آپ کو بطور یلغار پہونچا دے شہزادہ کو ہیبت خان گرک انداز کی چالاکی
اور ملائمت سے مکر و غدر کا مظنہ حاصل ہوا معاودت میں راضی نہوا اور بجا بہانے ملائم متعذر ہو کر ایام بلطائف الحیل میں
گذارے ہیبت خان نے حقیقت حال بادشاہ کو لکھی بادشاہزادہ نے شیخ زادہ قرملی پسر شیخ سعید قرملی اور ملک اسمٰعیل ابن
ملک علاء الدین حلوانی اور قاضی مجد الدین حجاب اور سعید حجاب کو شاہزادہ کی طلب میں بھیجا لیکن افسوں انکا بھی کارگر نہوا اسکے
بعد دانایان اور فیلسوفان درگاہ کے مشورہ سے اُس حدود کے امرا اور حکام کے نام فرامین صادر کیے اور ہر ایک کو ایک مضمون علیحدہ
لائق رتبہ اور حال ترقیم ہوا اور خلاصہ پیغام یہ کہ شہزادہ کی اطاعت سے احتراز کر کے اُسکے حضور نجاویں اور خدمت اُسکی
اختیار نکریں اور اس طرف کے بعضے امرائے صاحب شکوہ جو تیس ہزار اور چالیس ہزار سوار نوکر رکھتے تھے مثل دریا خان لوحانی
حاکم ولایت بہار اور نصیر خان حاکم غازی پور اور شیخ زادہ محمد قرملی ضابطہ اودھ و لکھنؤ وغیرہم کو خلعت خاص اور اسپ
مع ساز و یراق اور چکنہ اور خنجر ساتھ اپنے آدمیوں معتبر کے کہ محرمیت رکھتے تھے بھیجکر دلجوئی کی اور جب فرامین
جماعت مذکور کو پہونچے سب نے شہزادہ کی اطاعت سے سر پھیر کر مخالفت اختیار کی اور بادشاہ ابراہیم نے
ایک تخت مرصع اور مکلل بجواہر نفیسہ دیوانخانہ میں نصب فرمایا اور جمعہ کے روز چودھویں ذیحجہ ۹۲۳ھ نو سو
تیئیس ہجری میں اُس تخت پر جلوس کر کے بار عام دیا اور ہر ایک ملازمان درگاہ اور اعیان دولت کو بقدر مراتب
و منازل خلعت و خنجر و شمشیر مرصع اور اسپ و فیل و منصب و خطاب و جاگیر مرحمت کیا اور سب کو ممنون
احسان اور مرہون عنایت کر کے اپنے سے راضی اور شاکر کیا اور فقرا اور مساکین پر بھی ابواب خیرات اور مبرات
مفتوح کر کے وظائف مقرر فرمائے اور ائمہ کی یومیہ اضافہ کر کے گوشہ نشینوں اور متوکلوں کو فتوح اور نذریں بھیجکر امور
جہانداری کو ایک رونق تازہ بخشی اور ملک کے کام کو استقامت دی اور شہزادہ جلال خان نے اس عظمت اور وزرا کی
کو دل میں لایا اور مخالفت اُس طرف کے امرا کی آنکھوں سے مشاہدہ فرمائی جب جانا کہ اب ہمکو شاہ ابراہیم
سے جائے مدارا باقی نہیں رہی بالضرورت پلٹ کر کالپی کی طرف گیا اور علانیہ دشمنی کا نقارہ بجایا اور باتفاق ایک جماعت
کے کہ ساتھ اُسکے متحد تھے خطبہ اور سکہ کالپی کا اپنے نام پڑھا کر فوج نوکر نگہداشت شروع کی اور زمینداروں کو تسلی اور دلاسا
دیکر اپنا جلال الدین شاہ نام رکھا اور ایلچی اپنا اعظم ہمایوں شروانی کے پاس کہ جو با لشکر گران قلعہ کالنجر کو محصور کیے تھا
بھیجکر پیغام دیا کہ میں تجھے بجائے عم و پدر کے سمجھتا ہوں اور تو خوب جانتا ہے کہ مجھسے کوئی تقصیر سرزد نہیں ہوئی اور بادشاہ
ابراہیم کی طرف سے نقض عہد ہوا کہ ایک ملک قلیل جو بطور میراث ساتھ میرے تجویز ہوا تھا اُسمیں بھی نظر ڈالکر چونکہ
صلۂ رحم کا کاظم ہو امیدوار ہوں کہ حق کی جانب سے تو ہاتھ نہ کھینچے اور مظلوم کی رعایت اپنے اوپر واجب سمجھے اور جو اصل میں
اعظم ہمایوں بادشاہ ابراہیم کے ساتھ سوء مزاجی رکھتا تھا اور ضعف نالے اور شکستگی و ملائمت شہزادہ نے بھی اُس کے
دل میں اثر کیا ہاتھ قلعہ کالنجر سے کھینچکر شاہزادہ سے جا ملا اور عہد و پیمان کے بعد قرار پایا کہ اول ولایت جونپور اور

نواح کو نصرت میں لاوین اُسکے بعد اور لشکر بین پھر کوچ پر کوچ کرکے سعید خان پسر مبارک خان لودھی کے سر پہ جو ضابط
ادہ تھا روان ہوے اور وہ تاب مقاومت نہ لایا بھاگ کر لکھنو میں دم لیا اور حقیقت حال سلطان ابراہیم سے
بذریعۂ عرضی معروض کی سلطان ابراہیم نے ارادہ کیا کہ بالشکر انتخاب وجرار متوجہ ہو کر اُس فساد کو دفع کرے مگر وقت
دولتخواہوں کے مشورہ سے اپنے بھائیوں شہزادہ اسمعیل خان اور حسین خان اور محمود خان کو جو مقید تھے دولتخان
کے سپرد کرکے حکم فرمایا کہ بمحافظت تمام نگاہ رکھے اور خدمت کے واسطے ہر ایک کے دو حرم مقرر فرمائین اور ماکول
اور ملبوس اور تمام ما یحتاج معین کیے اسکے بعد پنجشنبہ کے دن چوبیسین ذی الحجہ سنہ ۹۲۳ نوسو تئیس ہجری مین رایات
بادشاہی شرق کی طرف متوجہ ہوے اثنا سے راہ مین خبر پہونچی کہ اعظم ہمایون مع اپنے پسر فتح خان شاہزادہ جلال خان
سے روگردان ہو کر عازم ملازمت ہے اس نوید سے بادشاہ کو تقویت دل حاصل ہوئی اور جب قریب پہونچا جمیع امرا کو
استقبال کے واسطے بھیجکر ساتھ نوازشات خسروانہ کے سربلند کرکے بسرعت راہی ہوا اُس وقت جو چند زمیندار حوالی من توابع
پرگنہ کول لیکر موسوم تھے محمد خان ابن سکندر خان سور سے مقابلہ کرکے اُس کو شہید کیا اسواسطے ملک قاسم حاکم سنبھل نے
اُسکے سر پہ جاکر اُس مفسد کو دار البوار مین پہونچایا اور اُس فتنۂ ناگہانی کو تسکین دیکر فتوح مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف
ہوا اور اکثر امرا اور جاگیردار جو نور مثل سعید خان اور شیخ زادۂ قزلی وغیرہم خدمت مین شاہ کے حاضر ہو کر دولتخواہوں کے
سلک مین منتظم ہوے سلطان نے اُس وقت اعظم ہمایون شروانی اور اعظم خان لودھی اور نصیر خان لوحانی وغیرہم کو بالشکر
گران و فیلان نامی شاہزادہ جلال خان کے مقابلہ کو تعین کیا اور شہزادہ نے امرا کے پہونچنے سے پہلے نعمت خاتون اور
قطب خان لودھی کے توابعین اور اپنے متعلقون اور عماد الملک اور ملک بدرالدین کو قلعہ کالپی مین چھوڑ کر خود تیس ہزار
سوار اور فیلان انتخابی سے آگرہ کی طرف روانہ ہوا اور امراے بادشاہی نے قلعہ کالپی کو محاصرہ کیا شہزادہ نے آگرہ کے
قریب پہونچ کر بانتقام کالپی چاہا کہ ہاتھ تاراج مین کھولے درمیان اس حال کے ملک آدم نے جو بادشاہ کی طرف سے
آگرہ کی محافظت کے واسطے تعین ہوا تھا پہونچکر شہزادۂ جلال خان کو بحرف وحکایات شیرین اس ارادہ سے
باز رکھا یہانتک کہ اسکے بعد ملک اسمعیل ابن علاء الدین جلوانی اور کبیر خان لودھی اور بہادر خان لوحانی اور چند
امرا مع لشکر پہونچے اور ملک آدم کو تقویت ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی اور شہزادہ کو پیغام کیا کہ اگر ہوا وہوس
سے باز آن کر چتر وآفتاب گیر اور نوبت اور نقارہ اور دیگر امارات بادشاہی کو برطرف کرے اور امرا کا طریق
اختیار کرے مین تقصیر اُس کی بادشاہ سے درخواست کرکے معاف کرادون اور سرکار کالپی بدستور سابق
جاگیر مقرر کرادون شہزادہ اس امر پر راضی ہوا اور امارات شاہی ملک آدم کے پاس بھیجدیے ملک آدم نے
اسباب مذکورہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر حقیقت حال عرض کی چونکہ بادشاہ کالپی کو مفتوح کرکے اٹاوا پہونچا
تھا وہ صلح قبول نکرکے شہزادہ کے استیصال کا عازم ہوا شہزادہ سراسیمہ ہو کر گوالیار کے راجہ کے پاس پناہ لے گیا بادشاہ
نے آگرہ مین آنکر قیام کیا اور امرا بادشاہی کہ بادشاہ سکندر کے فوت کے بعد متزلزل ہوئے تھے مستحکم ہوے اور
امراے مخالف توبہ کرکے جادۂ اخلاص مین در آئے اُس وقت ہیبت خان گرگ انداز اور کریمداد توخ اور دولتخان
اندرانیہ کو دہلی کی محافظت کے واسطے بھیجا اور شیخ زادہ محمد کو چندیری کے قلعہ کی حراست اور شہزادہ
محمد خان نواسۂ سلطان ناصر الدین مالوہی کی وکالت کے واسطے روانہ کیا اور اُن دنون مین دل بادشاہ کا

بے سبب ظاہری میاں بھوہ سے جو اعظم امرا اور وزرا سکندری سے تھا منحرف ہوا اور اُسنے باعتماد حقوق سابقہ خاطر
بادشاہ کی استرضا میں غفلت کی آخر یہ نوبت پہونچی کہ اس کو مغلول اور محبوس کر کے ملک آدم کے سپرد کیا اور
اُس کے بیٹے کو نوازش فرما کر بجاے پدر نصب کیا اور عزم ملوکانہ فتح حصار گوالیار کر کے اعظم ہمایوں شروانی حاکم
ولایت کرہ کو کہ امیر الامرا تھا مع تیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل قلعۂ مذکور کے تسخیر کے واسطے بھیجا اور اسکے بعد آٹھ
امراے عمدہ کو مع لشکر عظیم اور چند زنجیر فیل کے اُس کی کمک کو تعین کیا شہزادہ جلال خان خوف ہو کر وہاں سے بر آمد ہوا
اور سلطان محمود خلجی کے پاس مالوہ کی طرف گیا اور لشکر سلطانی گوالیار میں پہونچکر محاصرہ میں مشغول ہوا اور اتفاق حسن
سے اُس وقت راجہ مان سنگھ والی گوالیار کہ شجاعت اور تدبیر میں بے مثال اور اقران سے ممتاز تھا فوت ہوا تھا اور
اُسکا بیٹا بکرماجیت قائم مقام اُسکا ہوا تھا استحکام میں مبالغہ کیا اور امراے سلطان ابراہیم دولت خانہ سلطانی برپا
کر کے ہر روز وہاں جمع ہوتے تھے اور ساتھ مہمات اور معاملات قلعہ گیری کے مشغول رہتے تھے اور یہ بھی اتفاقی راجہ
مان سنگھ نے زیر قلعہ ایک عمارت عالی تیار کرائی تھی اور اُس کے دور میں ایک حصار مستحکم تیار کر کے ساتھ بادل گڑھ
کے موسوم کیا تھا اور ایک مدت کے بعد اہل اسلام نے نقبیں کھود کر اُس مقام میں پہونچائیں اور بارود سے پُر کر کے
آگ دی چنانچہ دیوار قلعہ کی شق کر کے بادل گڑھ میں داخل ہوئے اور وہ مقام فتح ہوا اور امرا نے ایک گاو روئیں کہ وہاں
تھی اور سالہا سال سے ہنود اُسکی پرستش کرتے تھے حکم کے موافق آگرہ کی طرف بھیجا اور سلطان نے دہلی کی طرف اُسے روانہ
کر کے دروازہ بغداد پر نصب کیا اور ایام دولت اکبر بادشاہ تک وہ گاو اُس دروازہ پر تھی اور ان دنوں میں شہزادہ
جلال خان جو سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس گیا تھا بسبب بدسلوکی اُسکے سے برنہ آیا بھاگ کر گرہ کٹے راجہ کے پاس دم
لیا پھر جماعت گونڈان اُسے گرفتار کرلائی اور بادشاہ ابراہیم نے اُسے قلعہ ہانسی میں روانہ کر کے اثناے راہ میں شہید کیا
قطعہ شربت سلطنت و جاہ چنان شیرین ست * کہ شہان از پی او خون پدر و پسر ریزند * خون آزردہ دلان را ز پے
ملک مریز * کہ ترا نیز ہمان جرعہ لبالب ریزند * اور امراے پدر پر بھی بدگمان ہو کر اکثر انھیں کے دفع کیے اور اعظم ہمایوں
شروانی اور اُسکے بیٹے فتح خان کو کہ فتح قلعہ کو دونوں نے نزدیک پہونچایا تھا آگرہ میں طلب کر کے محبوس کیا اور
اعظم ہمایوں کے دوسرے بیٹے کو جو کرہ میں رہتا تھا اور خطاب اسلام خان رکھتا تھا تغیر فرمایا اُسنے غیرت سے [illegible]
علم مخالفت بلند کیا اور لشکر فراہم کر کے احمد خان کو جو شقداری کے واسطے تعین ہوا تھا شکست دی اور جو اُسی عرصہ
میں خبر فتح گوالیار کی کہ سو برس سے کفار کے تصرف میں تھا پہونچی بادشاہ خاطر جمع سے فتنۂ کرہ کے تدارک کی فکر میں ہوا
کہ دفعۃً اعظم ہمایوں لودھی اور سعید خان لودھی پسر میاں مبارک خان لودھی کہ امراے کبار سے تھے لشکر گوالیار سے
فرار کر کے ولایت لکھنؤ میں کہ انکی جاگیر تھی گئے اور اسلام خان سے خط و کتابت کر کے فتنہ اور فساد کے تہیج میں کوشش کی اور
سلطان ابراہیم نے صحبت غلیظ دیکھکر اطراف سے لشکر جمع کیا اور احمد خان برادر اعظم ہمایوں لودھی کو رعایت کر کے مع چند
امراے نامی اور لشکر گران انتخابی اُس جماعت پر تعین فرمایا جس وقت کہ یہ قصبہ بانگرمئو کی نواحی اور قنوج کے قریب پہونچے
اقبال خان غلام اعظم ہمایوں لودھی مع پانچ ہزار سوار خاصہ اعظم ہمایوں اور چند زنجیر فیل کے کمین سے بر آمد ہوا اور
اُس لشکر پر تاخت لاکر بہت آدمی مقتول اور مجروح کر کے نکل گیا اور جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی امرا سے ناراض ہو کر
بہت ملامت کے ساتھ پیغام دیا کہ جب تک یہ شورش ولایت کو باغیوں کے ہاتھ سے بر آوردہ نکروگے کہ وہ حرامخوران اور مفسدان

مین شمار ہوگئے اور احتیاطاً اور فوج انکی کمک کو بھیجی اور دشمنون کی طرف بھی چالیس ہزار سوار مسلح اور پانچ سو ہاتھی
جمع ہوئے جب طرفین نزدیک پہونچے اور قریب تھا کہ آتش جنگ مشتعل ہو شیخ راجو بخاری کہ مقتدا اُس عہد کا تھا
درمیان مین آنکر مانع جنگ ہوا اُس جماعت نے کہا کہ اگر بادشاہ اعظم ہمایون شروانی کو رہا کرے ہاتھ اُنکی ولایت سے
باز رکھکر دوسرے بادشاہ کے ملک مین ہم چلے جاوینگے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی اس امر کو پذیرا نفرمایا دریا خان لوحانی حاکم بہار
نصیر خان لوحانی اور شیخ زادہ محمد فرملی کو حکم بھیجا کہ یہ بھی اُس طرف سے باغیون کے سر پر جا کر انھین مستاصل کرین جب دونون
لشکر نے جمع ہو کر مقابلہ کا ارادہ کیا اور مخالفان طالع بادشاہی کی قوت سے اندیشہ نکر کے صف آرا ہوئے پھر جانبین نے حرب
وضرب مین مشغول ہو کر ایسی خونریزی کی کہ اُسکے مشاہدہ سے چشم روزگار خیرہ ہوئی اور چونکہ شیوہ بغاوت کا مشوم ہے وہ
ہرگز یمن اور میمنت نہین رکھتا آخر الامر باغیون نے شکست فاحش کھائی اقبال خان مقتول اور سعید خان گرفتار ہوا اور فساد
ساکن ہوا اور مال و ملک انکا تصرف مین آیا بیت کس چون ابر کافر نعمت با منعم و مکرم ؞ کہ باید نعمت از بحر و زند بر سینہ پیکانش
اسکے بعد جو انحراف مزاج سلطان کا امراے سکندری کے ساتھ اور مخالفت ظاہری اور باطنی امرا کی بادشاہ کی نسبت حد سے
گذری تھی امرا کو قید سے نجات نہ بخشی چنانچہ بہت سے ملوک معتبر مثل میان بھوہ اور اعظم ہمایون شروانی نے حبس مین وفات پائی
خوف و ہراس نے امرا کے دلون مین راہ پائی دریا خان لوحانی حاکم بہار اور خان جہان لودھی و میان حسن فرملی وغیرہ ذالک
نے سر اطاعت سے پھیرا اور بادشاہ نے چندیری کے شیخ زادون سے اشارہ کیا تو انھون نے میان حسن فرملی حاکم چندیری
آدھی رات کو قتل کیا یہ حرکت بھی امرا کے ازدیاد ہراس اور تنفر کا سبب ہوئی ایکبارگی ناامید ہوئے اور بعد چند روز کے
دریا خان لوحانی حاکم بہار فوت ہوا اور اُسکا بیٹا بہادر خان سلطان سے منحرف ہو کر بہار مین اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور اپنا
لقب سلطان محمد مشہور کر کے خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور جو امرا کہ بادشاہ سے روگردان ہوگئے تھے اسکے شریک ہوئے اور
تخمیناً ایک لاکھ فوج اُسکے پاس فراہم ہوئی اور ولایت سنبھل تک متصرف ہوا اور اُسوقت نصیر خان لوحانی حاکم غازیپور
افواج سلطان سے ہزیمت پا کر اُسکے پاس گیا اور چند مہینے ولایت بہار مین خطبہ سلطان محمد کے نام پڑھا اور چند مرتبہ افواج شاہی
سے جنگ کر کے غالب آیا اور اُسوقت مین غازی خان بن دولت خان لودھی لاہور سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور
متوہم ہو کر بھاگا اور اپنے باپ کے پاس لاہور مین گیا اور دولت خان لودھی نے کسی وجہ سے بادشاہ کے قہر و غضب سے
نجات نہ دیکھی ناچار علم مخالفت بلند کیا اور التجا فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ پاس جو کابل مین رہتا تھا لے گیا اور
جناب کو تحریص و ترغیب تسخیر ہندوستان پر آمادہ کیا اور پہلے بابر شاہ سے تضرع و زاری کر کے سلطان علاء الدین برادر
ابراہیم کو کہ نوکر بابر شاہ کا ہوا تھا ساتھ لاکر اکثر خویش و اقارب اور اعوان و انصار اپنے اُسکے ہمراہ کیے تو دہلی
اُس حدود کو مسخر کرے اور شہزادہ علاء الدین روانہ ہو گیا اور اسمعیل خان جلوانی اور دیگر امرا جو بادشاہ ابراہیم لودھی
سے مایوس ہو کر پرگنات پر رہتے تھے ساتھ اُسکے شریک ہوئے اور لشکر کی تعداد چالیس ہزار پہونچی اور سب یکدل اور
ہو کر شہر دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور دہلی کو محاصرہ کیا بادشاہ ابراہیم یہ اخبار وحشت آثار سنکر اُس جماعت کی طرف
عازم ہوا جسوقت کہ فاصلہ چھ کوس کا باقی رہا سلطان علاء الدین نے شبخون اُسپر مارا اور صبح تک تمام افواج ابراہیم
کو درہم و برہم کیا اور ابراہیم شاہ کے بعضے امرا اُس شب کو علاء الدین سے ملحق ہوئے لیکن شاہ ابراہیم پاے ثبات
میدان جانفشانی مین گاڑ کر معدودے چند خواص خاص سمیت اپنے سراپردہ مین ایستادہ رہا اور اُجالا ہوتے کارزار مین

اور جب صبح صادق کی روشنی چمکی اور سلطان علاء الدین کا لشکر تاراج مین مشغول ہوا اور سلطان علاء الدین کے بھی ہمراہ
چند لوگ سے زیادہ نہ تھے بادشاہ ابراہیم نے پیش دستی کر کے اُسپر حملہ کیا اور صدمہ اول مین اُسنے پسپا کر کے بھگا یا چنانچہ
ہر کس نے ہر جگہ سے کہ تاراج مین مشغول تھے اُسی جگہ سے راہ فرار نا پی القصہ سلطان علاء الدین اور امرائے شکستہ پنجاب
کی طرف گئے اور سلطان ابراہیم نے دہلی مین مقام کیا اور سنہ ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے
اُسپر لشکر کھینچا چنانچہ وہ بتفصیل تحریر ہوگا اور موضع پانی پت مین دونون بادشاہ کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور
نسیم فتح بابر شاہ کے اعلام پر چلی بادشاہ ابراہیم ادھی سرکہ جانستان مین قتل ہوا اور بادشاہی دہلی اور آگرہ نے خاندان چغتائیان
مین انتقال کیا ایام بادشاہی بادشاہ ابراہیم بیس برس تھے والبقاء للملک المعبود۔ ذکر زبیدۂ سریر کشورستانی
فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی کی بادشاہی کا جس وقت کہ سلطان ابوسعید میرزا
عراق مین شہید ہوا اُس کے گیارہ فرزند ارجمند تھے تفصیل اُنکے اسماکی یہ ہے سلطان احمد میرزا سلطان محمود میرزا سلطان
محمد میرزا شاہرخ میرزا الغ بیگ میرزا عمر شیخ میرزا ابکر میرزا سلطان مراد میرزا سلطان خلیل مرزا سلطان عمر میرزا
سلطان میرزا اُن سب مین سے چار صاحبزادہ بادشاہ ہوئے اور عہد پدر مین بھی ہر ایک ایک مملکت مین
بادشاہی کرتے تھے الغ بیگ میرزا کابل مین اور سلطان احمد میرزا سمرقند مین اور سلطان محمود میرزا حصار
اور قندز اور بدخشان مین اور عمر شیخ میرزا اندجان اور فرغانہ مین اور یونس خان حاکم مغولستان مین الغ بیگ
میرزا کے سوا ہر ایک کو تینون بھائیون سے دامادی سے سرفراز کیا تھا اور اُس زمانے مین مملکت فرغانہ بادشاہ فرزانہ
عمر شیخ میرزا کی معدلت سے رشک ریاض رضوان تھی اُس کے یہان سنہ ۸۸۸ آٹھ سو اٹھاسی ہجری مین یونس خان
مذکور کی دختر مسماۃ قتلق نگار خانم سے ایک فرزند پیدا ہوا نام اُس کا محمد بابر میرزا رکھا چنانچہ حساجی قزکوئی
نے تاریخ اُس کے تولد کی یون تحریر کی ہے بیت اندر ششش محرم زاد آن شہ مکرم ٭ تاریخ مولدش ہم آمد شش
محرم ٭ اور نسب سلطان ابوسعید میرزا کا صاحبقران کی طرف یون راجع ہوتا ہے سلطان ابوسعید میرزا ابن
سلطان محمد میرزا ابن میران شاہ میرزا ابن امیر تیمور صاحبقران گورکان اور محمد بابر میرزا نے بارہ برس
کے سن مین باپ کی طرف سے خطہ اندجان کی سرداری پائی اور جب عمر شیخ میرزا دوشنبہ کے دن ماہ رمضان
سنہ ۸۹۹ نو سو ننانوے ہجری مین کبوتر خانہ کے کوٹھے پر سے گر کر شنقار ہوا بابر میرزا امرا کے اتفاق سے
بادشاہ ہوکر ظہیر الدین لقب پایا اُس کے بعد سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان فرصت دیکھ کر
بقصد انتقام دو طرف سے مملکت فرغانہ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوئے اس واسطے کہ عمر شیخ میرزا نے کہ بادشاہ والاہمم
اور صاحب داعیہ تھا سابق مین بار بار اُنکی ولایت پر لشکر کشی کر کے بہت خرابی کی تھی القصہ سریر شہم طغائی عمر شیخ میرزا نے
چاہا کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو پنا لاوے گنبد پر پہنچا ہے کہ اگر امرا راہ بیوفائی مسلوک رکھکر سلطان احمد میرزا سے ملحق ہووین
تو شاہزادہ حضرت سے محروس او مسعود ن رہے لیکن مولانا قاضی جو شیخ برہان الدین ملحقی کے پوتون سے تھا اور اعیان مجالس
کے سلک مین انتظام رکھتا تھا مانع آیا اور ظہیر الدین محمد بابر شاہ کو اُسکے بیٹے تھا نام اُسکا مذکور تک کے ساتھ فردوس مکانی کے
التفات ہوگا حصار اندجان مین داخل ہوا اور باب جابجا برج و بارہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور حسین یعقوب اور امیر قاسم
قوچین جو فرغنستان مین انتظام کے واسطے نامزد ہوئے تھے واپس آئے اور لوازم خلاص مین سعی بلیغ کی القصہ جب سلطان

احمد میرزا کہ فردوس مکانی کا چچا ہوتا تھا خجند اور فرغانہ کو مسخر کرکے اندجان کے چار فرسخ پر آیا اُس حالت مین ایک ارباب
اندجان سے مشہور بہ محمد درویش نے مخالفت کے سبب تیغ تہر فردوس مکانی سے نوازش پائی اور آنحضرت نے مولانا
قاضی اور اوزن حسن اور خواجہ حسین کو سلطان احمد میرزا کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ آنجناب سمرقند کو چھوڑ
کر اندجان مین اقامت نہ فرماوینگے اس صورت مین اگر حکومت اس دیار کی بدین جانب کہ مثل فرزند کے ہے تفویض فرمائیے
مدت العمر اطاعت کے راستہ پر مستقیم ہوکر مخالفت نکریگا سلطان احمد میرزا اس بات سے متاثر ہوکر مقام صلح مین ہوا لیکن ارکان
دولت اُسکے اپنے ارادہ سے نہ باز آئے کلمات پریشان زبان پر لائے اور قلعہ کی تسخیر مین عازم ہوکر سعی موفور عمل مین لائے
اُس عرصہ مین فردوس مکانی کی قوت طالع سے سمرقندیون کے لشکر مین وبا ے اسپ نے شیوع پایا بلکہ بالکلیہ آپ
سقط ہوئے اور سپاہی گھوڑون کے مفقود ہونے سے مضطرب اور سراسیمہ ہوگئے اور یہہی سمرقندیون کی اُردو مین
ظاہر ہوئی سلطان احمد میرزا نے پھر بر سر مصالح ہوکر امیر درویش محمد کو اُس مہم کے تصفیہ کے واسطے ماموُر کیا اور فردوس مکانی
کی طرف سے حسن یعقوب اُس کام پر مقرر ہوا دونون نے عیدگاہ مین ملاقات کی اور موافقت کے بارہ مین ہمکلام ہوکر
صلح کی اور سلطان احمد میرزا سمرقند کی طرف متوجہ ہوا لیکن قضاے آلہی سے راستہ مین فوت ہوا سلطان محمود بن یونس خان نے بھی
طرف سے فرغانہ مین متوجہ ہوا جب اخسی مین پہونچا جہانگیر میرزا برادر فردوس مکانی کہ حاکم وہان کا تھا تاب مقاومت نہ لایا اور
ساتھ امرا ے معتبر مثل درویش علی اور میرزا قلی کوکلتاش اور محمد باقر اور شیخ عبد اللہ سیک اور آقا اویس لاغری وغیرہ
غیاث الدین طغیانی کے قصبہ کاسان کی طرف کہ الکا ے آقا اویس لاغری سے تھا اور ناصر میرزا فردوس مکانی کا چھوٹا بھائی
وہان حاکم تھا گرم عنان ہوا اور سلطان محمود خان بن یونس خان نے تعاقب کیا جب نزدیک پہونچا سب نے
اطاعت کرکے کاسان کو اُس کے سپرد کیا اور سلطان محمود خان بن یونس خان پھر اخسی مین گیا چونکہ ہنوز کچھ کام
پیش نہ گیا تھا اور عارضہ نے اُسپر تسلط کیا اپنی ولایت کا راستہ پکڑا امیر قازان اس حال سے آبا بکر حاکم کاشغر اور ختن
نے حدود اور گند کی طرف لشکر کھینچکر تخریب عباد اور تخریب بلاد کی اور جب مولانا قاضی اور دوسرے امرا اُسکے دفع کو
ماموُر ہوئے تو صلح کرکے اُسنے بھی اوردون کے مانند اپنے مقر کی طرف بازگشت کی اور فردوس مکانی نے فرغانہ مین جاکر
حسن یعقوب کو صاحب اختیار ملکی اور مالی اور حاکم اندجان کیا اور ۹۰۰ نوسو ہجری مین حسن یعقوب کی اوضاع اور اطوار سے
رائحہ مخالفت استشمام فرماکر بطور تاخت اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور اُسوقت مین کہ حسن یعقوب شکار کے واسطے گیا تھا
اندجان مین داخل ہوا حسن یعقوب یہ خبر سنکر باہر ہی باہر سمرقند کی طرف بھاگا اور امیر قاسم قوچین نے امور ملکی اور مالی
مین مشغول ہوکر ایک جماعت حسن یعقوب کی تعاقب مین دوڑائی چنانچہ اخسی کے حوالی مین حسن یعقوب نے
اس جماعت پر شبخون مارا اور اُس شب تاریک مین وہ غلطی سے اپنے ایک نوکر کے ہاتھ زخم تیر سے مارا گیا
اور اپنی سزا سے اعمال کو پہونچا اور اسی سال ابراہیم سارو حاکم قلعہ اشیرہ نے باغی ہوکر خطبہ بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود
میرزا کے نام پڑھا چنانچہ فردوس مکانی نے وہان جاکر محاصرہ کیا اس صورت مین چالیس روز کے بعد ابراہیم سارو با تیغ و
کفن قلعہ سے برآمد ہوا اور آنحضرت نے اُسکا جرم معاف کیا اور خجند کی طرف سوار ہوا اور وہان کے حاکم نے جب
بے مضائقہ قلعہ کو تفویض کیا وہان سے شاہرخیہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے ماموں سلطان محمود بن یونس خان سے کہ
بعد مراجعت اخسی کے وہان رہتا تھا ملاقات کرے اور جب اُسکی مجلس مین آیا خان مذکور مراسم تعظیم و تکریم بجا لاکر ایستادہ

ف ۔ بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا ۱۲۱

ہوا اور فردوس مکانی رعایت ادب کر کے دو زانو بیٹھا اور خان عالیشان نے بادشاہ کو آغوش مہربانی میں کھینچکر لوازم ضیافت اور خاطر جوئی سے کوئی دقیقہ نچھوڑا اور بعد دو تین دن کے فردوس مکانی نے اندجان کیطرف مراجعت فرمائی اور جب بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا جیسا کہ گذشتہ اوراق میں مسطور ہے بادشاہ سمرقند ہوا اور زمانے نے ابواب تفرقہ اُسکے روسے روزگار پر کھولا فردوس مکانی اراپنے کی تسخیر کے واسطے کہ برسون حوزۂ تصرف دیوان عمر شیخ میرزا میں تھا آخرش خرات مذکورہ میں گماشتگان بائیسنقر میرزا کے تصرف مین آیا تھا سوار ہوا شیخ ذوالنون نے کہ بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کی طرف سے وہان کا داروغہ تھا حصاری ہو کر اعلام مدافعہ بلند کیا اور جب زمستان نزدیک آیا اور غلہ نایاب ہوا ناچار اندجان مین آکر دوسرے برس لشکر سمرقند کی طرف کھینچا اور سمرقند کے زیر قلعہ بائیسنقر میرزا کے بھائی سلطان علی میرزا وہان کے حاکم سے جو کشور گیری کا داعیہ رکھتا تھا ملاقات کر کے قرار دیا کہ دوسرے برس ہم تم سامان خوب کر کے آوین اور سمرقند کو بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا سے برآوردہ کرین اسواسطے دونون نے اپنے ممالک کی طرف معاودت کی اور سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین کہ شروع بہار تھی دونو بادشاہ اپنی جگہ سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوے سلطان علی میرزا سمرقند مین پیشتر پہونچا اور بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا برآمد ہو کر اُسکے مقابل اپنا خیمہ اور خرگاہ بلند کر کے بیٹھا اسی درمیان مین فردوس مکانی بھی قریب پہونچا پھر سمرقندیان شب کو کوچ کر کے شہر کی طرف متوجہ ہوے اور اسی رات کو بحسب اتفاق النون خواجہ مغل نے جو طلیعۂ فردوس مکانی کے لشکر کا تھا سمرقندیون پر پہونچکر بہت سمرقندیون کو مجروح اور بے روح کیا اور فردوس مکانی بھی قلعہ شیراز کو جو برسر راہ تھا مسخر کر کے بتعجیل تمام سمرقند مین آیا اور اُسی دن لڑائی ہوئی خواجہ کلان بیگ کے بڑے بھائی خواجہ مولانا صدر کہ فاضل عصر اور منشی بینظیر تھا ایک تیر اُسکی گردن مین لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا اور اسی طرح سے سمرقند ہی اُمن جو انزدی اور بہادری کا کمر باندھکر وقت بوقت دونون بادشاہ سے مجادلہ کرتے تھے لیکن تدبیر اُنکی بن نہ آتی تھی اور کچھ کام نکلتی تھی جب فصل خریف پہونچی سلطان علی میرزا بخارا کی طرف گیا اور فردوس مکانی قلعہ خواجہ دیدار مین آیا کہ وہان قیام کر کے موسم زمستان کے بعد پھر سمرقند پر تاخت لاوے اور شرائط محاصرہ بجالاوے اُس عرصہ مین بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا نے قاصد ایلچی ترکستان کی طرف بھیجکر شیبانی خان سے کمک طلب کی شیبانی خان اجابت فرما کر بطور تاخت روانہ ہوا اور جب قلعہ خواجہ دیدار کے قریب پہونچا اور فردوس مکانی در پے جنگ ہوا وہان سے عطف عنان کر کے سمرقند گیا اور بائیسنقر میرزا کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہو کر اپنے ملک کی طرف پھر گیا بائیسنقر میرزا شیبانی خان کی مدد سے مایوس ہوا دو سو یا تین سو آدمی سے خسرو شاہ کے پاس قندز کی طرف گیا فردوس مکانی بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے فرار سے آگاہ ہو کر سمرقند کی جانب متوجہ ہوا اور آخر ماہ ربیع الاول سنہ ۹۰۳ نوسو تین ہجری مین سمرقند کے تخت پر جلوس کیا امرائے قدیم کو جیسے بافسیاری ظہور مین آئی تھی مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمایا لیکن سلطان احمد تنبل کو اور سب سے زیادہ سرفراز فرمایا اور چونکہ سمرقند صلح سے لیا گیا تھا کچھ سرمایہ سپاہیون کو نصیب نہوا اس سبب سے بے سامان ہو کر متفرق ہو گئے اور پہلے تمام مغل کہ انکا سردار ابراہیم چاپ تھا بھاگے اور جہان علی اور سلطان احمد تنبل بھی اخسی کے سمت روانہ ہو گئے اور سا تھا اتفاق کر کے اوزون حسن حاکم اخسی کے جہانگیر میرزا فردوس مکانی کے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور پیغام دیا کہ جو سمرقند بادشاہ کے تصرف مین آیا ہے ولایت اندجان کو جہانگیر میرزا کے قبضہ مین چھوڑ دین فردوس مکانی اس گستاخی سے

تنبل

ناراض ہوا اور ایسی باتیں کر اس جماعت کے خلاف مراد تھیں زبان پر لایا وہ لوگ مخالفت میں یکجہت ہو کر جہانگیر مرزا
کے رکاب میں اندجان کے سمت متوجہ ہوئے اور آنحضرت نے الغون خواجہ مغل کو انکی نصیحت کے واسطے بھیجا لیکن مخالفون
نے ایک جماعت کو سرراہ بھیجکر الغون خواجہ مغل کو قتل کیا اور علی دوست طغائی اور مولانا قاضی نے قلعہ اندجان کو محکم
کر کے عرائض درگاہ میں بھیجیں قضارا ان دنون میں مزاج وہاج فردوس مکانی کا اس طرح منہج اعتدال سے
منحرف ہوا کہ مجال تکلم نہ رہی اور روئی کے پھاہے سے پانی لب پر ٹپکاتے تھے اور جب صحت پائی عرضیاں اندجانیون
کی جو کہ درخواست کمک اور اظہار بیتابی میں تھیں پے در پے گذریں آنحضرت سمرقند ترک کر کے اندجان کی طرف
متوجہ ہوئے لیکن علی دوست طغائی وغیرہ نے پہلے ہی بادشاہ کی سخت بیماری کی خبر سنکر مضطرب ہو کر سب
نے قلعہ اندجان کا مخالفون کو دیا اور انھون نے مولانا قاضی کو قتل کر کے خطبہ بنام جہانگیر مرزا پڑھا فردوس مکانی کو سمرقند
اور اندجان [illegible] تصرف سے برآوردہ ہونے کے سبب پریشانی تمام شامل حال ہوئی پھر امیر قاسم قوچین
کو تاشکند کی جانب اپنے ماموں سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس بھیجکر کمک طلب کی سلطان محمود خان
تحصیل [illegible] روانہ ہوا اور جہانگیر [illegible] آہنگران میں آپس میں ملاقات کر کے روانہ ہونے کے تہیہ میں تھے کہ جہانگیر مرزا کے
ایلچی نے سلطان کی خدمت میں آ کر اس کے ارکان دولت سے موافقت کی جس وقت بھانجون کو چھوڑ کر خود تاشکند کی طرف
چلا گیا اس وقت اکثر سپاہی فردوس مکانی سے جدا ہو گئے اور سوائے ایک جماعت امرائے قدیم کے کہ زیادہ سو سوار سے
نہ تھے کوئی شخص اس کی ملازمت میں نہ رہا ناچار خجند کی طرف مراجعت کر کے ایک قاصد [illegible] کی طرف محمد حسین گورکان
کے پاس [illegible] بھیجا اور اظہار کیا کہ خجند گنجائش [illegible] نہیں رکھتا ہے اور ارادہ میرا یہی ہے کہ زمستان کو قریہ [illegible]
میں بسر کرون محمد حسین گورکان نے اس کی اجازت دی چنانچہ رایت بابری کے سایہ وصول اس ملک پر ڈالا اور چند
روز کے بعد کہ جمعیت بہم پہنچی امرا [illegible] کی طرف روانہ ہوئے بعضے قلعون کو جنگ سے اور بعضون کو تدبیر سے
[illegible] میں در لائے لیکن آن حضرت کے کام [illegible] اسی طرح اپنے مہمات میں متفکر اور حیران ہوتے
مصرع [illegible] سے سفر کرون [illegible] سے اقامت [illegible] ایسے وقت میں [illegible] علی دوست طغائی کی طرف سے آیا
اور ایک [illegible] اس مضمون کا لایا کہ مجھ سے بہت گناہ صادر ہوئے بمقام عذر میں ہوں اب قلعہ فرغنستان میرے تصرف
میں ہے اگر وہ حضرت تشریف لاویں اسکو تفویض کر کے سلک غلامون میں منتظم ہوں القصہ فردوس مکانی اس
معنی کو [illegible] فتوح جانکر [illegible] وصول [illegible] علی دوست طغائی کہ دروازہ پر منتظر مقدم ہمایون تھا قلعہ
کو بادشاہ کے تصرف میں [illegible] میں بھی تقصیر کی فردوس مکانی نے امیر قاسم قوچین کو کوہستان اندجان کی طرف
اور ابراہیم سارو [illegible] کی اطراف میں بھیجا کہ سعی کر کے آدمیون کو مطیع کریں القصہ عایائے اطراف
اندجان مطیع ہوئی اور ابراہیم سارو [illegible] نے قلعہ [illegible] اور ایک [illegible] لیے اور لشکر سلطان محمود خان بن
یونس خان بھی ایسے وقت [illegible] تنبل فرغنستان کی فتح اور لشکر کے اطراف
میں متفرق ہونے سے آگاہ [illegible] جہانگیر مرزا کی ملازمت میں فرغنستان کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قلعہ کو فتح کر کے ایک جماعت
[illegible] کی طرف [illegible] لشکر سلطان محمود نے اس گروہ سے دو چار ہو کر [illegible] تیغ کیا اور اس میں پانچ چھ آدمی سے زیادہ زندہ نہ بچے
[illegible] حسن یہ خبر سنکر سراسیمہ ہوا اور [illegible] ایک ایک [illegible] اور دو بادشاہ کی ملازمت میں جانا شروع کیا [illegible]

کوچ کرکے جہانگیر میرزا کے اتفاق سے اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر بیگ نامے کہ زون حسن کے خویشوں میں تھا اور اندجان میں حکومت کرتا تھا اُسنے دیدۂ بصیرت سے اقبال بادشاہی پیشتر دیکھ کر اندجان کو مضبوط کیا اور آنحضرت کے پاس ایلچی بھیجکر التماس تشریف قدوم میمنت لزوم کی اور تمام حریف حیران ہوکر ہر طرف راہی ہوئے چنانچہ زون حسن اخسی کی طرف اور جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل قصبۂ اوش کی طرف روانہ ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف جاکر ناصر بیگ اور دوسرے دولتخواہوں کو مورد عنایات فرمایا اور دار الملک فرغانہ جو کہ مدت مدید سے قبضۂ تصرف سے برآمد ہوا تھا پھر ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۰۴ نوسو چار ہجری میں حوزۂ تصرف میں در آیا اور چھٹے دن فردوس مکانی اخسی کی طرف متوجہ ہوئے زون حسن امان کے بعد برآمد ہوکر حصار کی طرف گیا فردوس مکانی نے قاسم عجب کو قلعہ کی داروغگی پر نصب کیا مصرع ظفر ہمعنان نصرت اُڑ کے دوان پھر اندجان کی طرف مراجعت فرمائی اور زون حسن کے اکثر ملازم اس سے جدا ہوکر موکب ہمایون میں جا ملے اور ارکان دولت و اعیان حضرت کے عرض اقدس میں پہونچایا کہ اکثر اسباب دولتخواہوں کا انھوں نے تاراج کیا ہے اور مولانا قاضی کو بھی اسی جماعت نے قتل کیا اگر انھوں نے ساتھ جان کے امان پائی ہے تو مال کے واپس دینے میں کیا مضائقہ رکھتے ہیں حکم ہوا کہ جو شخص اپنا مال جہاں کہیں کے پاس پہچانے لیوے مغلوں نے اس معاملے سے آگاہ ہوکر اوزگند کا راستہ لیا اور سلطان احمد تنبل کو اپنی مخالفت سے آگاہ کیا سلطان احمد تنبل اور جہانگیر میرزا ان کے ہمراہ اندجان کی طرف گئے فردوس مکانی نے امیر قاسم قوچین کو اُن کی مدافعہ کے واسطے بھیجا اور فریقین کے درمیان سخت جنگ واقع ہوئی امیر قاسم قوچین منہزم ہوا اور بہت سے امرا اور مقرب شاہ اُس معرکہ میں کام آئے اور بعضے اسیر ہوئے اور مخالفین نے بتعجیل تمام اندجان میں آن کر ایک ہفتے محاصرہ اور مجادلہ میں مصروف رہے جب وہ مفتوح نہ ہوا کوچ کرکے اوش کی طرف گئے اور فردوس مکانی سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری میں بقدر استطاعت لشکر جمع کرکے اوش کی طرف گرم عنان ہوا مخالفین تاب مقاومت نہ لاکر دوسرے راستے سے اندجان کی طرف گئے اور ہر ایک منصبداران حضرت نے جو کچھ اُس حدود میں دیکھا غارت کیا اور لشکر جب منتشر ہوا فردوس مکانی باردور کی طرف کہ قلاع مستحکمہ سے ہے گیا اور نصرت میں خلیل برادر سلطان احمد تنبل کے تھانہ دار ان ہوا خلیل نے اعلام مدافعہ بپا کرکے جنگہا سے سخت کیں اور آخر کو امان مانگ کر قلعہ سپرد کیا آنحضرت نے خلیل کو مع اسّی نفر عوض طائفۂ خدام کے کہ مخالف مقید رکھتے تھے قید کرکے اندجان کی طرف بھیجا لیکن سلطان احمد تنبل نے اندجان کی نواح میں پہونچکر چاہا کہ سیڑھیان لگا کر قلعہ میں در آوے قلعہ کے باشندے آگاہ ہوکر اُن کے مدافعہ کے واسطے کھڑے ہوئے اور مخالفون کا کچھ کام پیش نہ گیا اور جب فردوس مکانی کا بھی خبر پہونچ گیا تو مخالفین وہاں سے کوچ کرکے ایک دریا کے کنارے مضبوط ہوئے اور وہ حضرت اُس کے مقابل فروکش ہوئے چالیس روز کامل مقام کیا بعد ازاں قریۂ خوبانکی حوالی میں کہ اندجان سے تین فرسخ ہے درمیان دونوں لشکر کے لڑائی سخت واقع ہوئی اور ضرب تیغ و شمشیر سے وہاں کی زمین خون سے لالہ رنگین ہوئی پھر بادشاہ نے منصور و مظفر ہوکر سلطان احمد تنبل کو منہزم کیا اور سال آئندہ ثانیاً اندجان میں داخل ہوا اور انھیں دنوں میں یہ خبر پہونچی کہ پانچ چھ ہزار سوار سلطان محمود بن یونس خان کے جہانگیر میرزا کی کمک کو آتے ہیں اور قلعۂ کاسان کو محصور کیا ہے فردوس مکانی نے بھی بشدت سرما میں کہ قطرات باران درمیان زمین و آسمان کے منجمد ہو گئے تھے اور مرغابی جاڑے کے صدمہ سے شور و مرغ کیا کرتے تھے اُس طرف متوجہ ہوا اس موسم میں لشکر کمک بادشاہ کی توجہ سے ہراسان ہوا اور اپنی ولایت کی طرف چلا گیا اور سلطان احمد تنبل لشکر مغل کی ملاقات کو

جاتا تھا اور اُن کی مراجعت سے خبر نہ رکھتا تھا غافل ہوکر آنحضرت کے لشکر ظفر پیکر کے قریب آیا جو چارہ نہ رکھتا تھا فردکش ہوکر افراز
کیا کہ کل طرفین سے تنور حرب گرم ہو لیکن رات کے وقت سوار ہوا اور جب فردوس مکانی نے اُسکا تعاقب کیا اُسنے قلعہ
اشنجار کے نیچے نزول کیا اور بادشاہ نے بھی اُسکے مقابلہ میں خیمہ اور خرگاہ بلند کرکے اقامت فرمائی اور تین چار روز کے
بعد علی دوست طغائی اور قنبر علی کہ بزرگ تر اُنسے کوئی نہ تھا لیکن دل و زبان اُنکے آنحضرت سے موافق نہ تھے حرف صلح
درمیان میں لائے اور قرار پایا کہ اب خجند سے اخسی تک جہانگیر میرزا کے تصرف میں رہے اور ولایت اندجان اور توابع اوزگند
بادشاہ کے زیر نگین ہووے اور جس وقت سمرقند بادشاہ کے حوزۂ تسخیر میں آوے اندجان پر بھی جہانگیر میرزا کا قبضہ
ہو عہد و پیمان کے بعد جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل نے حاضر ہوکر بادشاہ کو آداب عرض کیا اور طرفین کے قیدیوں نے
رہائی پائی فردوس مکانی اندجان میں آیا اور علی دوست طغائی کو خیل و حشم کی زیادتی اور دینار و درم کی کثرت سے
ممتاز تھا اور علم اقتدار کا برپا کیے ہوئے تھا بدسلوکی حد سے لے گیا امیر خلیفہ کو بادشاہ کے بے اطلاع اخراج کیا
ابراہیم ساروا اور اویس لاغری کو مصادرہ فرمایا اُس کے فرزند محمد دوست نے طریقہ بادشاہانہ اختیار کیا اور بادشاہ دشمن
کے قرب و جوار کے سبب متامل تھا دبیب میں نہ ہوتا تھا اس درمیان میں محمد مزید ترخان کہ امراے معتبر سلطان علی میرزا
حاکم سمرقند سے تھا اپنے صاحب سے متوہم ہوکر جان میرزا ولد سلطان محمود میرزا سے جا ملا اور اُسے ابھار کر سمرقند کی
طرف گیا اور شکست پاکر پلٹ آیا اور ایلچی فردوس مکانی کے پاس بھیجکر سمرقند کی تسخیر کی ترغیب کی آنحضرت نے
اس امر کو غنیمت شمار کرکے سمرقند کی طرف لشکر کھینچا اثنا سے راہ میں جب محمد مزید خان اُردو میں اُس کے ملحق
ہوا امرا کے مشورہ سے ایلچی خواجہ قطب الدین یحیی قدس سرہ کے پاس کہ سمرقند کی باگ اُن ہدایت شعار کے
قبضہ اقتدار میں تھی بھیجا آپ نے جواب دیا کہ جب ظاہر قلعہ میں پہونچیں وہ امر کہ مطلوب ہے کفایت کو پہونچے گا
لیکن سلطان محمود دولدی کہ آنحضرت کے نوکروں سے تھا بے سبب اردوے معلے سے بھاگ کر سمرقند کی طرف
گیا اور وہاں کے آدمیوں کو خواجہ قطب الدین یحیی کی فکر سے آگاہ کیا اور وہ تدبیر اُس وقت تقدیر کے موافق
نہ آئی اور اس عرصہ میں فردوس مکانی کے نوکر جو علی دوست طغائی کی شامت سے پراگندہ ہوئے تھے ایک ایک
دو دو سعادت و اقبال کے مانند موکب عالی میں داخل ہوئے اور انہی خبرین بعرض اقدس و اعلی میں پہونچائین
کہ یکبارگی مزاج قدسی تاثر اُس سے منحرف ہوا اور رخصت فرمائی اور علی دوست طغائی باتفاق اپنے بیٹے محمد دوست کے
سلطان احمد تنبل کے پاس جاکر مقرب ہوا اور چند روز کے بعد مرگیا اور جب شیبانی خان بخارا کو مسخر کرکے سمرقند کی تسخیر
پر آمادہ ہوا اور سلطان علی میرزا نے اپنی والدہ کی تحریک سے سمرقند شیبانی خان کو دیا فردوس مکانی یہ خبر سنکر بلدۂ کش
کی طرف تشریف لے گیا اور وہاں سے حصار کی طرف روانہ ہوا اور چغتائیان میں محمد مزید ترخان اور امراے سمرقند کے تسخیر سے
نا امید ہوکر جدا ہوئے اور خسرو شاہ کے پاس گئے اور آنحضرت نے متحیر ہوکر متوکلانہ خسرو شاہ کے حدود مملکت طے کرکے
سرباق کا راستہ لیا اور نہایت مشقت سے راہیں تنگ اور پر سنگ قطع کرکے ییلاق آئے اور گھوڑے اور اونٹ
بہت ضائع ہوئے اور جو آدمی قدیمی تھے متفرق ہوئے زیادہ دو سو چالیس آدمی سے باقی نہ رہے تھے آنحضرت نے
مشورہ ارکان دولت سے کیا سب نے یہ اتفاق کیا کہ جو شیبانی خان نے سمرقند پر ابھی قبضہ کیا ہے اور آدمی وہاں کے اُس سے
ابھی یکدل اور ایک زبان نہیں ہوئے ہیں ہم پوشیدہ سمرقند میں داخل ہوں اور جو کہ وہ ملک ہمارا موروثی ہے وہاں کے

باشندے اگر مدد سے جی چرائینگے تو دشمنی بھی نکرینگے اور شہر ہمارے تصرف مین آنے کے بعد جو کچھ کہ مشیت ایزدی ہو
فعل مین آویگا اس نیت سے ایلغار کرکے رات کے وقت خان کے فرودگاہ مین آیا اور جب معلوم ہوا کہ مردم شہر نے خبر
پائی ہے بسبب ظاہر مراجعت کا عازم ہوکر پھٹ آیا اور وہان خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ میرے
یہان تشریف لائے ہین بادشاہ نے استقبال کرکے ان کو صدر مجلس پر بٹھایا اسی درمیان مین ایک دستارخوان کہ
مناسب نہ تھا ان ہدایت شعار کے روبرو بچھایا گیا اور خواجہ نے متغیرانہ فردوس مکانی کی طرف دیکھا فردوس مکانی
نے بایما و اشارہ عذر کیا کہ مین اس امر سے بری ہون تقصیر خوان سالار کی ہے خواجہ نے وہ عذر قبول کیا اور مجلس
سے اٹھکر روان ہوا بادشاہ مشایعت کے واسطے گیا اور خواجہ نے مکان کے دالان مین پہونچکر بازو بادشاہ کا پکڑکر
ایسا اٹھایا کہ پانون اس کے بلند ہوئے جس وقت وہ حضرت خواب سے بیدار ہوئے سمجھے کہ غنچۂ مقصود نسیم فضل
ایزدی سے شگفتگی پر ہے چنانچہ بخاطر جمع دوسری مرتبہ سمرقند پر تاخت لے گیا اور آدھی رات کو منزل مغاک پر پہونچا
چنانچہ اسی آدمی حکم کے موافق آگے گئے غار عاشقان کی طرف زینہ فصیل پر رکھکر اندر داخل ہوئے جب دروازہ
فیروزہ کے قریب پہونچے تاعم ترخان کو کہ حافظ دروازہ تھا مع چند نفر نوکر قتل کیا اور دروازہ کھولکر فردوس
مکانی مع دو سو چالیس کس کے شہر مین داخل ہوا اور مردم کوچہ و بازار سے جو کہ بیدار تھے لوازم دعاگوئی بجا لائے
اور تھوڑے عرصہ مین خلق تمام شہر کی آگاہ ہوئی اوزبکون کو جہان پاتے تھے تہ تیغ کرتے تھے اور جان وفا میرزا حاکم شہر نے
مع ایک جماعت اوزبکان خوشحال ار خواجہ قطب الدین یحیی کے مکان سے برآمد ہوکر باہر کا راستہ لیا اور اپنے تئین شیبانی خان
کے پاس کہ سات یا آٹھ ہزار سوار اوزبک سے قلعہ دیدار کے نواح مین تھا پہونچاکر تصفیہ سے آگاہ کیا چنانچہ شیبانی خان
ایلغار کرکے ساتھ ایک سو اور پچاس آدمی کے علی الصباح دروازہ آہنی پر پہونچا اور جب جانا کہ کچھ کام نہو سکیگا اسی وقت
پلٹا اور اسکے بعد سمرقند کے اعیان و اکابر آنحضرت کی ملازمت مین سرفراز ہوئے اور لوازم تہنیت بجا لاتے اور مولانا ثنائی شاعر
نے کہ اسوقت شیبانی خان کا ملازم تھا اور خواجہ ابو البرکات سمرقندی کہ آخر زمانہ شاہ طاہر بن دکن مین آیا تھا فضیلت
اور شعر مین عدیل اور نظیر نرکھتا تھا ان دونون نے مجلس ہمایون مین راہ پائی اور رسالہ کی تالیف اس بادشاہ مین کہ ساقط
واقعات بابری کے شہرت رکھتا ہے بادشاہ نے اپنے قلم سے خود اس طرح لکھا ہے کہ سلطان حسین میرزا نے ہرات کو ایسی
ہی غفلت مین لیا تھا لیکن نزدیک ارباب عقل کے کہ انصاف رکھتے ہون درمیان اس فتح اور اس فتح کے فرق بہت ہے
اول یہ کہ سلطان حسین میرزا جنگ و جدل بہت دیکھے ہوئے تھا اور تجربہ بہت حاصل کیا تھا دوسرے یہ کہ غنیم اس کا یادگار
محمد میرزا جوان سترہ اٹھارہ برس کا تھا تجارب زمانہ سے اس قدر بہرہ نرکھتا تھا تیسرے یہ کہ اسکے تئین امیر علی ہشور
نے کہ درمیان غنیم کے تھا اور تمام کیفیتون پر اطلاع رکھتا تھا طلب کیا تھا چوتھے یہ کہ ہرات خالی تھا اور یادگار میرزا
باغ زاغان مین میخوشی مین اشتغال رکھتا تھا کہ اس شب کو تین آدمی باغ کے دروازہ پر تھے اور وہ بھی یادگار محمد میرزا کی
طرح مست اور مدہوش تھے پانچوین یہ کہ سلطان حسین میرزا نے اول ہی مرتبہ ایلغار کرکے انکو غافل پاکر فتح کی اور
میرا سمرقند فتح کرنا اس کیفیت سے ہے کہ مین سمرقند کے لینے مین انیس برس کا تھا اور معرکے بہت نہ دیکھے تھے
اور تجربہ حاصل نہ کیا تھا اور میرا غنیم شیبانی خان مرد سالخوردہ اور تجربہ کار تھا اور سمرقند سے کوئی مخبری طلب کیے نہ آیا تھا
اگرچہ دل اسکا میری طرف مائل تھا لیکن شیبانی خان کے خوف سے کسی کو زہرہ اسکے اظہار کا نہ تھا اور جان وفا میرزا مع جمع سو

اوزبک خونخوار کے رستم اور اسفندیار کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا قلعہ میں موجود تھا اور محافظت میں قیام رکھتا تھا اُنسے
میں نے قلعہ لیا اور حاکم کو میں نے پسپا کرکے مفرور کیا اور پہلی مرتبہ جب کہ ایلغار کے تمام سمرقندی آگاہ ہو چکے تھے اور دوسری
مرتبہ فتح میسر ہوئی یہانتک ترجمہ عبارت ترکی ان حضرت کا ہے اب ضمیر موجدان دانش پذیر پر مخفی اور محتجب نرہے کہ تسخیر سمرقند
جسطرح سے کہ فردوس مکانی کو میسر ہوئی بنہایت مشابہ ہے ساتھ حکایت روانگی امیر تیمور صاحبقران گورگان ہمراہی دوسو
ستائیس آدمی شب کو قرشی میں اور لینا اس بلدہ کا کمال دل خوشی میں لیکن فردوس مکانی برعایت ادب صاحبقران کا نام
زبان پر نہ لایا اور اُسوقت قرشی میں کوئی فرمانروا نہ تھا اور امیر مغل اور حسین اور امیر موسیٰ شہر کے باہر تھے اور امیر موسیٰ کا بیٹا
محمد بیگ کہ خردسال تھا بلدہ قرشی کے اندر اقامت رکھتا تھا اور سمرقند ایک شہر بادشاہ نشین ہے اور نہایت سنگین متین کہ کبھی کسی بادشاہ کے
دل پر صورت اُسکے تسخیر کی بسبیل قہر و غلبہ نگذری اور اس سبب سے اُس کو بلدۂ محفوظ سمرقند لکھتے ہیں اور قرشی ایک موضع ہے
مختصر کہ ہمیشہ داروغہ نشین رہا ہے؎ مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ الغرض جب ساحت سمرقند آنحضرت کے قدوم
میمنت لزوم سے رشک رخسار خوبان سمرقندی ہوا شیبانی خان بخارا کی طرف گیا اور محمد مزید ترخان نے فرصت پاکر
قلعہ قرشی اور حصار کو اوزبکون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور مرو اور کش سے ابوالحسن میرزا نے آکر قراکول کر لیا اور فردوس مکانی
نے سلطان حسین میرزا اور دوسرے سلاطین کے پاس ایلچی بھیجکر کمک طلب کی تاکہ یکبارگی شیبانی خان کو ماوراءالنہر
سے باہر کرے سلطان حسین میرزا اور بدیع الزمان میرزا اور خسرو شاہ نے کہ محمد مقیم تغافل کیا اور دوسرون نے مقصد لشکر بھیجا
مگر کارگر ہوا اسواسطے شیبانی خان موسم زمستان میں زور لایا اور قراکول اور دوسرے مواضع کو بزور شمشیر لیا اور فردوس مکانی
شوال کے مہینے سنہ ۹۰۶ نوسو چھ ہجری میں لشکر فراہم لاکر باتفاق سپاہ کمک سمرقند سے بعزم رزم برآمد ہوا اور
کاروزن کے اطراف میں شیبانی خان سے مصاف واقع ہوئی اور قتال و جدال بہت سی موفورہ طرفین سے عمل میں آئی
اور جو لشکر کمکی سلطان محمود خان ابن یونس خان اور جہانگیر میرزا وغیرہ کی طرف سے آیا تھا سب متفرق اور پریشان ہوا اور
آن حضرت کے پاس دس پندرہ نفر سے زیادہ نہ تھے عنان پھیر کر سمرقند میں داخل ہوئے اور امراے بزرگ مثل ابراہیم خان
اور ابراہیم سارو اور ابوالقاسم کوہ اور حیدر قاسم اور میر قاسم قوچین اور قدیمی روحی اور خلیل برادر سلطان قتلغ وغیرہ اس معرکہ
میں مارے گئے اور شیبانی خان نے سمرقند کے قلعہ کے نیچے پہونچکر بنیاد جنگ کی ڈالی اور فردوس مکانی نے درمیان شیخ بیگ میرزا
میں سکونت اختیار کی تاکہ جس طرف ملک کے واسطے حاجت پڑے خود بنفس نفیس آپ کو پہونچا دے اور
بہت دنون تک درمیان مردم بیرونی اور اندرونی کے جنگ ہوتی رہی اور قوچ بیگ اور قوامان کوکلتاش اور کل نظر
رفقائی نہایت شجاعت اور اخلاص ظہور میں پہونچاتے تھے لیکن جب تین چار مہینے اس طرح سے گذرے اور شیبانی خان
نے حد سے زیادہ محصورون کی تضییق میں کوشش کی بلاے قحط غلہ نے شیوع پایا اور آتش جوع قلعہ بندون کے کانون معدہ
میں بھڑکی قرص خورشید سپہر کے سوا کہ ہر صبح کو تنور فلک سے برآمد ہوتا تھا آدمیون کی آنکھون میں گردہ روٹی کا نظر نہ
آتا تھا اور کسی گھر میں دانہ اور گھاس موجود نہ تھا مگر محجر اور سفیلہ میں کہ ہاتھ کسی کا وہان نہ پہونچتا تھا علاوہ اسکے روغن
مانند کبریت احمر یعنی گندھک سرخ کے نایاب ہوا اور گوشت بالکل ناچیل کا بدل ہوا کام اس سے اور گھاس سے درگذرا اور گھوڑون
کے واسطے جب برگ اشجار نرہے چوب خشک کو زندہ کرکے اور تراش کرکے وہ تراشیدہ ایک ساعت پانی میں تر کرکے علیق
کے عوض گھوڑون کو دیتے تھے فردوس مکانی نے ایام محاصرہ میں ایلچی مکرر حکام خراسان اور قندہار اور لنقلان اور مغلستان

ہم عنان

[illegible]

کے پاس بھیجکر کمک طلب کی لیکن کوئی فریاد کو نہ پہونچا اس لیے وہ حضرت لاچار ہوئے اور ابتداے سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری مین آدھی رات کو کہ دیدہ روشن فلک کے سوا کسی پاسبان کی آنکھ سما سے سماک تک کشادہ نہ تھی خواجہ ابوالمکارم اور بعضے دیگر آدمیون اعاظم سے قریب سوںفر کے سمرقند سے برآمد ہوا اور اندجان کی طرف نہ گیا تاشکند کی جانب روان ہوا اور جہانگیر میرزا اُسوقت سلطان احمد تنبل سے جدا ہوکر بھائی کی خدمت مین حاضر ہوا اور فردوس مکانی جب تاشکند مین پہونچا سلطان محمود خان یونس خان نے مقدم شریف کی تعظیم گرامی تصور کرکے لوازم ضیافت پیش پہونچائے اور رخصت کے وقت اراتہ حضرت کے پیشکش کیا تو وہان ولق افزا ہوکر موسم زمستان بسعادت و برکت بسر فرماوین اور شروع بہار مین شیبانی خان نواحی اراتپہ مین آیا اور تاخت و تاراج کے بعد مراجعت کی اور چونکہ اوقات فردوس مکانی ساتھ صعوبت اور تنگی کے گذرتی تھی دوبارہ تاشکند مین سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس تشریف لے گئے ایک مدت اوقات اُس ولایت مین گذری اور آخر کو سلطان محمود خان بن یونس خان اور اُسکا بھائی احمد خان کہ الچہ خان مشہور ہو اتھا فردوس مکانی کی کمک کو روانہ ہوئے تو ولایت فرغانہ سلطان احمد تنبل کے تصرف سے برآوردہ کرکے فردوس مکانی کے سپرد کرین جب ولایت فرغانہ مین پہونچے سلطان احمد تنبل کہ غائبانہ جہانگیر میرزا کو بادشاہ جانکر اُس مملکت سے دستکش ہوتا تھا مع لشکر مستعد و جرار حرب پر آمادہ ہوا اور خوانین مغل نے کچھ امرا فردوس مکانی کے ہمراہ رکاب کرکے اوش کی طرف روانہ کیے اُن حضرت نے اوش کو لیا اور مردم اوزگند و فرغنستان اپنے حاکم کو اخراج کرکے مطیع ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف نہضت فرمائی اور سلطان احمد تنبل یہ خبر سنکر مقابل لشکر خوانین مغل سے اُٹھکر اندجان کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین آنحضرت سے دوچار ہوا اور ایسے وقت مین کہ سپاہ تاخت و تاراج لگی تھی جنگ کرکے شکست دی فردوس مکانی اوش مین گئے اور سلطان احمد تنبل باطمینان تمام اندجان مین داخل ہوکر برج و بارہ کی حفاظت مین مشغول ہوا اور اس درمیان مین خوانین مغل کہ تعاقب مین اُسکے آئے تھے پہونچے اور اندجان مین فروکش ہوئے اور فردوس مکانی بھی اُن سے ملحق ہوئے اور چندروز کے بعد مردم اخسی نے آنحضرت کو طلب کرکے قلعہ اخسی سپرد کیا اور خوانین مغل اندجان سے کوچ کرکے جاے مناسب مین وارد ہوئے اُسوقت مین شیبانی خان بالشکر افزون از مور و ملخ و قطرات باران اخسی کی طرف متوجہ ہوا فردوس مکانی اپنے بھائی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوکر خوانین مغل سے ملحق ہوگئے پھر سب نے متفق ہوکر شیبانی سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ منہزم ہوئے سلطان محمود خان بن یونس خان مع بھائی اپنے کے گرفتار ہوا فردوس مکانی مغولستان کی طرف گئے اور ولایت تاشکند بھی شیبانی خان کے تصرف مین آئی اور نہایت استقلال بہم پہونچایا اور اُسنے چندروز کے بعد حقوق سابقہ مرعی رکھکر دونون بھائیون کو رہا کیا سلطان محمود خان بن یونس خان اپنے مقر مین جاکر امراض متضادہ مین مبتلا ہوا ایک دن بعضے مقربون نے عرض کی کہ شیبانی خان نے تمھین زہر دیا ہے اگر حکم ہو تو یاک جو کہ خطا مین ہوتا ہے اور بالفعل اُس مین سے سرکار مین موجود ہے بہم لادین تو آپ اُسے استعمال کرین سلطان نے آہ سرد کھینچی اور یہ کہا ہان شیبانی خان نے مجھے زہر دیا ہے کہ وہ کس درجہ سے کس مرتبہ کو پہونچا ہے کہ ہم دونون بھائیون کو اسیر اور دستگیر کرکے آزاد کیا امراض مختلفہ اس تنگ و عار سے میرے مزاج پر غالب آئے اگر اس زہر کے واسطے تریاق بہم پہونچے استعمال کی جاویگی اور مفید ہوگی فردوس مکانی مغلستان سے حصار اور وہان سے ہندوستان مین آیا اور وہان سے گذر کر

مدینۃ الرجال ترمذ مین پہونچا امیر محمد باقر حاکم وہان کا کہ اوزبکون کے خوف سے بستر استراحت پر بفراغت آرام نکر سکتھا
در موکب بابری کو فوز عظیم جانا اور مع ساز و پیشکش بانکسار تمام خدمت مین حاضر ہوا اور آن حضرت نے
توجہ کی بارہ مین جس طرف کہ متضمن صلاح دولت ہو مشورہ کرکے کہا کہ مین اس درمیان مین مثل گیند خم چوگان زمانہ
مین گرفتار ہون اور شاہ شطرنج کی طرح بساط دہر مین خانہ بخانہ اور ہوا کے مانند سو بسو دوا دوش و جستجو کرتا ہون اور
سرگردانی اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہین ہر چند کہ اپنی قسمت کے زائچہ کو نظر کرتا ہون ضعف طالع کے سوا اپنی کچھ تقصیر نہین
دیکھتا جو کچھ تیرے دل مین آوے دوستانہ کہہ تو مین اسپر عمل کرون اور اس پریشانی سے چند روز آرام کرون امیر صائب تدبیر نے
زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ جب سے محمد خان شیبانی نے ممالک ماوراء النہر پر غلبہ پایا چگتاریان تفرقہ اور پریشانی کی
اور صفحات احوال سپاہ و رعیت کے چکھین مناسب وہ ہو کہ ہم ساتھ روزگار ستیزہ کار کے موافقت کرین اور کابل کی طرف جاکر
اپنے تئین مملکت اوزبک سے دور ڈالین نظم ندارہی اگر با عدو زور جنگ بہ طریق مدارا گزین بیدرنگ بزلکش بجانے
سما انتقال کہ گیتی نہ فارغ شوی از قتال فردوس مکانی اس رائے کو صواب جانکر سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین روئے توجہ کابل کی
طرف لایا اور جب عبور اُس مقام پر کہ جہان خسرو شاہ کا مسکن تھا واقع ہوا اور وہ نابکار کہ تقصیرات سابق کے واسطے ملازمت مین
آیا فردوس مکانی نے مخفی اُسکے ملازمون اور نوکرون کو کہ سوار و پیادہ ملاکر آٹھ ہزار آدمی تخمیناً ہوتے تھے فریفتہ کرکے اپنا
کیا اور خسرو شاہ اس امر سے مطلع ہو کر سلامتی نفس سب چیز سے بہتر جانکر ایک رات کو تمام سلب و سامان اپنا ایک جگہ چھوڑ کر
مع دو تین نوکر کے بدیع الزمان میرزا کی طرف بھاگا اور تین چار ہزار خانہ وار مغل کہ خسرو شاہ کے ہمراہ تھے آنحضرت کے شریک
ہوئے اور تین چار شتر بار نقد و جنس اور تحف نفیسہ دستیاب ہوئے اور دوبارہ سامان بادشاہی بہم پہونچا کر کابل مین آیا اور کابل
سلطان ابوسعید شہید کے حکم کے موافق الغ بیگ میرزا کے تصرف مین تھا اور جب وہ سنہ ۹۰۷ نو سو سات ہجری مین فوت ہوا اُسکا
بیٹا عبدالرزاق میرزا کہ خرد سال تھا بادشاہ ہوا اور ایک شخص ذکی نام صاحب اقتدار ہوا لیکن امرا اُس سے منحرف ہوئے
اور عید قربان کے دن اُسے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اس سبب سے احوال کابلیون کا نہایت پریشان ہوا اور اُس ملک
مین انتظام و رونق نہ رہی اور محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذوالنون کا کہ حاکم گرمسیر تھا اُس ملک کی طمع کرکے مع لشکر ہزارہ اور
نکدور کابل کی طرف متوجہ ہوا میرزا عبدالرزاق تاب جنگ نہ لایا افغانان لمغان کی طرف بھاگا اور کابل محمد مقیم کے
تصرف مین آیا اور میرزا الغ بیگ کی بھتیجی اپنے نکاح مین لایا جب بابر شاہ مع لشکر غیبی یعنی خسرو شاہ کی جمعیت لیکر
کابل کے اطراف مین پہونچا محمد مقیم قلعہ بند ہوا اور آخر کو امان چاہ کر قلعہ کو سپرد کیا فردوس مکانی حکومت مین مشغول
ہوئے اور اُس خطہ کو معمور کیا اور ماہ محرم سنہ ۹۱۱ نو سو گیارہ ہجری مین فردوس مکانی کی والدہ یعنی قتلق نگار خانم رحمت حق
مین واصل ہوئی اور اُسی سال ایک مہینے کے عرصہ تک ہر روز زلزلہ واقع ہوتا رہا اکثر عمارات مسمار ہوئین آنحضرت نے
دوبارہ تعمیر کرکے رعایا کو مہد امن و امان مین نگاہ رکھا اور انھین دنون مین لشکر کشی کرکے قلعہ قلات کو کہ توابع قندھار سے ہے مردم
ارغون کے ہاتھ سے بجبر و قہر لیا اور بدیع الزمان میرزا سے کہ اولاد ارغون کی مدد کے واسطے آیا تھا صلح کرکے قرین فتح
و ظفر پلٹ گیا اور اُسی سال کے درمیان قشلاقات اور ہزارجات کی طرف تاخت کی اور تادیب و تنبیہ کے بعد مقر دولت
مین آیا اور غزنین جہانگیر میرزا کو مرحمت فرما کر اُس طرف رخصت کیا لیکن ایک مدت کے بعد جہانگیر میرزا بیحضوری بادشاہ
کا بہانہ کرکے بے اجازت کابل کی طرف آیا اور آنحضرت نے فتنہ انگیزی اعدا کے سبب اظہار عدم رضا کیا اور جہانگیر میرزا

جیسا کہ آیا تھا بے حکم کابل سے باہر جا کر سیدھا دیہات اور ہزارجات کے درمیان حوالی غزنین میں جا آیا [illegible] فردوس مکانی
نے ماہ محرم ۹۱۲ھ نو سو بارہ ہجری میں خراسان کی عزیمت فرمائی کس واسطے کہ سلطان حسین میرزا شیبانی خان
کے قوی ہونے سے آگاہ ہو اور اس تغافل سے جو بابر شاہ کو مدد نہ دینے میں کی تھی پشیمان ہوا آدمی اپنے جمیع فرزندوں
اور عزیزوں کے پاس بھیجکر طلب کیا فردوس مکانی کہ انتقام لینے کی فکر میں تھے کابل سے کوچ کر کے روانہ ہوئے
باثنائے راہ جہانگیر میرزا کی فکر میں عطف عنان فرمائی احتشام کے بزرگوں نے اس شخص کو دریافت کر کے جہانگیر میرزا کی
پروا نہ کی اور ملازمت میں آنحضرت کے پہونچکر اظہار اطاعت کیا جہانگیر میرزا مضطرب ہو کر اپنے بھائی کی ملازمت میں آیا
اور انکی رکاب میں خراسان کی سمت روانہ ہوا اور جب موکب بابری ولایت [illegible] میں پہونچا خبر وفات سلطان حسین میرزا
کی شایع ہوئی چنانچہ رسالہ واقعات بابری میں مرقوم ہے کہ باوجود اس خبر کے میں نے بملاحظہ ناموس خاندان [illegible] کر کے خراسان
کی طرف توجہ کی اگرچہ اس توجہ میں بہت غرضیں اور مطالب تھے مقارن اس حال کے شہزادوں کے ایلچی متواتر آئے فردوس مکانی
جو جنگ اوزبک کا عاشق تھا بتعجیل تمام مرغاب کی طرف کہ محل اجتماع افواج تھا متوجہ ہوا اور جمادی الآخر کی آٹھویں کو لشکرگاہ کے
نواح میں پہونچا مظفر حسین میرزا اور ابوالحسن میرزا بدیع الزمان میرزا کے فرمان کے بموجب استقبال کے واسطے سوار ہوئے اور
آنحضرت کو اردو میں لا کر بدیع الزمان میرزا سے ملاقات کروائی اور چند روز کے لیے شاہزادگان عشرت طلب [illegible] اوزبک کی [illegible]
نہ کی جب جاڑے کا موسم پہونچا قشلاق کے بہانہ ہر ایک نے ایک مقام کا راستہ لیا فردوس مکانی بدیع الزمان میرزا کے ہمراہ
ہرات میں آیا جو موسم سردی کا پہونچا تھا کابل کو روانہ ہوا اور جو راستوں کو برف نے بند کیا تھا مشقت بسیار [illegible]
کے درمیان آیا اور جنگ کنان وہاں سے گذرا کس واسطے کہ محمد حسین گورکان اور سنجر برلاس وغیرہ ایک جماعت مغلوں سے
کابل میں جان میرزا کو کہ عم و پسر خالہ بادشاہ ہوتا تھا بادشاہ بنا کر نقصان مملکت میں [illegible] فردوس مکانی نے
اثنائے راہ سے خبر سلامتی اور اپنے پہونچنے کی لکھکر کابل میں بھیجی کیونکہ مردم کابل نے سنا تھا کہ سلطان حسین میرزا
نے بادشاہ کو پکڑ کر اختیار الدین کے قلعہ میں قید کیا ہے [illegible] خوشحال ہوئے اور ایک جماعت نے [illegible]
ارک کابل میں حصاری ہو کر [illegible] استظہار پایا اور اسکے بعد کہ فردوس مکانی کابل میں پہونچے اہل حصار [illegible]
کو جنگ کر کے شکست دی اور جان میرزا اور محمد حسین گورکان کو اسیر کیا اور آنحضرت نے از راہ مروت آزاد کر کے رخصت فرمایا
اور میرزا جان اولاد امیر ذوالنون کے پاس گیا اور محمد حسین گورکان [illegible] سیستان کی سمت روانہ ہوا اور [illegible]
بھائی فردوس مکانی کا کہ حکومت بدخشان رکھتا تھا امرا سے شیبانی خان سے شکست پا کر کابل کی طرف آیا [illegible]
خراسان سے مراجعت کے وقت افراط شراب سے اسہال دموی کا بہم پہونچا کر فوت ہوا تھا اسکی [illegible]
فرمائی اور ۹۱۳ھ نو سو تیرہ ہجری میں تاخت الوس افغانان خلجی کے واسطے سوار ہوئے اور ایک لاکھ گوسفند [illegible]
اموال ان حضرت کے سپاہ کے ہاتھ آیا اور بازگشت فرمائی اسوقت ارغون کے امرا نے اوزبکوں کے غلبہ [illegible] اظہار
اطاعت کر کے پیغام دیا کہ اگر اس طرف تشریف لاویں قندہار سپرد ہوگا اس واسطے آنحضرت نے [illegible] طرف
نہضت فرمائی اور جب قلات سے عبور کیا جان میرزا نے ان کی ملازمت کی اور منظور نظر عاطفت ہوا اور جب [illegible]
روانہ ہوا شاہ بیگ اور محمد مقیم ارغون کو پیغام بھیجا کہ ہم حسب التماس تمہارے اس طرف آئے [illegible]
بجا لا کر شرف مجلس حضور حاصل کریں وہ طلب سے پشیمان ہو کر [illegible]

خنکسین ترتیب قندھار مصاف کرکے دونون بھائیون نے شکست پائی اور جو فرصت قلعہ مین آنے کی نہ تھی شاہ بیگ ارغون بیساول کی طرف اور محمد مقیم زمین داور کی سمت بھاگا اور بادشاہ نے قلعہ قندھار کو مسخر کیا اور خزانے اور نفائس امیر ذوالنون کے ہاتھ آئے لیکن بادشاہ عالی ہمت نے سب مال امرا اور افسران سپاہ پر تقسیم کیا حکومت قندھار اور زمین داور ناصر میرزا کو تفویض فرما کر منصور و مظفر کابل کی طرف تشریف لے گیا اور شیبانی خان اُس سال محمد مقیم ارغون کے اغوا سے کہ زمین داور سے داد رسی کے واسطے اُس کے پاس گیا تھا قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر میرزا نے حصاری ہوکر فردوس مکانی کے پاس عرضی بھیجی جواب صادر ہوا کہ حتی الامکان قلعہ کی محافظت مین کوشش کرے اور اگر کار تنگ ہو صلح کرکے آپ کو حضور مین حاضر کرے تو باتفاق ہوجہ اُس کے ممالک ہندوستان سے اپنے تصرف مین لاوین چونکہ آنحضرت کو طاقت مقاومت شیبانی خان نہ تھی دغدغہ کلی بہم پہونچا کہ ساتھ امرا کے مشورہ کیا اور کہا کہ کوئی جائے امن اپنے واسطے پیدا کرنا چاہیے اور بدخشان یا ہندوستان کو مسخر کرنا چاہیے والا رہنا کابل کا بہت دشوار ہو ایک جماعت نے بدخشان کو تجویز کیا اور بعضون نے ہندوستان کو ترجیح دی فردوس مکانی نے شق آخر کو پسند کیا اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور تومان ننگنہار مین اقامت کرکے بعضے امور کے سبب جن مین سب سے بڑھکر سبب بے سامانی تھا ہندوستان کی فسخ عزیمت کرکے پھر کابل کی جانب مراجعت کی اور ان دنون مین ناصر میرزا نے قلعہ سے برآمد ہوکر آپ کو بھائی کی ملازمت مین پہونچایا تھا اور شیبانی خان حصار شہر لینے کے بعد قلعہ ارک کو محاصرہ مین لکھتا تھا بعضے اخبار لشکر عبداللہ سلطان کو مع اولاد امیر ذوالنون کے اُسکی تسخیر کے واسطے چھوڑا اور خود خراسان کی طرف علم مراجعت کا بلند کیا اور اُس عرصہ مین قلعہ قندھار کا دوبارہ ارغونیہ کے تصرف مین آیا عبداللہ سلطان اپنی ولایت کی طرف گیا اور کابل کے باشندے مطمئن ہوکر بستر فراغت پر سوئے اور اُس سال کہ ۹۱۳ھ نوسو تیرہ ہجری تھے شب سہ شنبہ ماہ ذیقعدہ کی چوتھی تاریخ کو قلعہ ارک کابل مین شہزادہ ہمایون متولد ہوا مصرع شاہ فیروز بخت شد تاریخ ۹ اور ۹۱۴ھ نوسو چودہ ہجری مین فردوس مکانی دفغانان مہمند پر فوج کش ہوئے اور اُس عرصہ مین خسروشاہ والی مغلون کی ایک جماعت نے فرصت دیکھ کر عبدالرزاق میرزا ابن الغ بیگ میرزا کو بادشاہ بنایا اور تین چار ہزار آدمی اُسکے پاس فراہم ہوئے اور فساد عظیم حادث ہوا چنانچہ بادشاہ پرنور ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ کے پاس پانسو آدمی سے زیادہ نہ رہے تھے لیکن وہ حضرت باوجود اس احوال کے ہمت اُس فساد کے دفع پر تعین کرکے کابل کو روانہ ہوئے اور مخالفون سے ایسے لڑے کہ داستان اسفندیار اور افراسیاب کی منسوخ ہوئی اور بنفس نفیس خود اُس دن مخالف کے پانچ بہادرون سے مقابل ہوکر زخم تیر و شمشیر سے قتل کیے اور اسامی اس جماعت کی یہ ہے علی شب کورا اور علی سیستانی اور نظر بہادر بہادر ازبک اور یعقوب تیز جنگ اور اوزبک بہادر چنانچہ جب وہ پانچون آدمی کہ بازوے لشکر مخالفین تھے مارے گئے میرزا عبدالرزاق گرفتار ہوا اور ہزیمت انکی شامل حال ہوئی اُسوقت فردوس مکانی نے اُسے آزاد کیا اور جب دوسری مرتبہ مصدر فتنہ ہوا تب مقتول ہوا اُسکے بعد جب ولایت خسروشاہ کی اوزبکون کے تصرف مین آئی مردم بدخشان نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور ہر ایک گوشہ مین ایک سردار پیدا ہوا اور زبیر نام ایک شخص کہ ساتھ راعی کے ملقب تھا قومی ترسب سے ہوا خان میرزا باتفاق اپنی والدہ کلان شاہ بیگم کے کہ وہ بدخشان کے شاہان قدیم کی نسل سے تھی اُس ملک کی طمع مین پڑا اور بادشاہ سے رخصت لیکر اُس طرف روانہ ہوا جب شاہ بیگم بدخشان کے اطراف مین پہونچی خان میرزا کو پیشتر زبیر راعی کے روبرو بھیجا اور خود آہستہ پیچھے جاتی تھی ناگاہ لشکر میرزا ابا بکر کاشغری

دوچار ہوا اور شاہ بیگم کو گرفتار کر کے میرزا ابابکر کے پاس لے گئے اور جب جان میرزا زمیرزاعی کے پاس گیا تو اس نے زیادہ
ایاب نفر سے اُسکے نزدیک پہونچا مانند محبوسون کے نگاہ رکھا اور یوسف علی کوکلتاش نے کہ جان میرزا کا نوکر قدیم تھا سترہ
آدمیون سے رات کے وقت زمیرزاعی پر تاخت لا کر اُسے قتل کیا اور جان میرزا کو بادشاہی پر مقرر کیا اور واقعات بابری
مین مرقوم ہے کہ بدخشان کے بادشاہ قدیم کہ شاہ بیگم انکی نسل سے تھی اپنا نسب ساتھ سکندر فیلقوس کے پہونچاتے تھے اور سنہ ۹۱۶
نوسو سولہ ہجری مین جب درمیان مملکت شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران اور شیبانی خان کے قاعدہ مزاحمت اوزبک متعرض
سرحد قزلباش ہوتے تھے شاہ اسمعیل صفوی نے ایلچی کو شیبانی خان کے روبرو بھیجکر نامہ لکھا کہ ہاتھ تعرض اس مملکت عراق
سے کوتاہ کرے اور یہ بیت اسی درج کی بیت نہال دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد ٭ درخت دشمنی برکن کہ رنج
بیشمار آرد ٭ شیبانی خان نے درجواب لکھا کہ دعوی سلطنت اور معارضہ بادشاہون کے ساتھ اس شخص کو پہونچتا ہے
کہ باپ اور دادا جسکے بادشاہی کرتے رہے ہین اور تجھے آق قوینلو قرا قوینلو سے خویشی کرکے دعوی خلافت کرنا نہین
رکھتا ہے علاوہ برین اسوقت سلطنت ساتھ تیرے پہونچی ہے کہ مثل میرے کوئی بادشاہ وارث اقالیم سبعہ درمیان مین نہو
مصرع گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش ٭ اور عصا اور ایک کچکول تحفہ بھیجا کہ میراث تیرے باپ کا اور کام تیرا یہ ہے
بیت نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند ٭ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ٭ اور اگر قدم اپنی حد سے باہر
رکھیگا سر اپنے سے اندیشہ کر بیت عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ٭ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ٭ شاہ اسمعیل نے
درجواب تحریر کیا کہ اگر سلطنت میراث ہوتی پیشدادیون سے کیان کو نہ پہونچتی اور ساتھ چنگیز خان کے منتقل نہوتی تجھے
کہان سے پہونچتی اور یہ کہ تو نے لکھا ہے بیت عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ٭ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ٭ میرا بھی
قول یہی ہے مصرع جانان سخن از زبان ما میگوئی ٭ مین فی الفور آتا ہون اگر میدان جنگ مین نکلیگا تو باقی باتین
حرب گاہ مین تجھسے کہونگا اور جو نہین یہ چرخہ اور تکلا کہ مین نے تیرے پاس بھیجا ہے اپنے روبرو رکھ اور ایسے کام کی طرف رجوع
ہو کہ تیرے لائق ہے فردوسی بیت تجربہ کردیم درین دیر مکافات ٭ با آل علی ہر کہ درافتاد برافتاد ٭ اور نامہ کے متعاقب شاہ اسمعیل
صفوی بھی روانہ ہوا اور حکام اوزبک کو ممالک خراسان سے نکالکر مرو تک کسی مقام مین بانگ [illegible]
اس عرصہ مین شیبانی خان نے اول صلاح جنگ مین نہ دیکھی قلعہ مرو مین متحصن ہوا اور آخر کو جب نامہ شاہ اسمعیل صفوی
کا مضمون سرزنش بسیار و مبنی ملامت بسیار پہونچا خلائق سے شرمندہ ہو کر باہر آیا اور مصاف کرکے منہزم ہوا اور مع پانسو
آدمی کے کہ وہ سب سلاطین اور امرا زادے تھے چہار دیواری مین کہ راہ باہر جانے کی نہ رکھتے تھے داخل ہوا اور قزلباش
نے تعاقب کرکے شیبانی خان کو مع تمامی امرا و سلاطین قتل کیا اسوقت جان میرزا نے یہ خبر بدخشان مین فردوس مکانی کو
بھیجی اور خود قندز کی طرف گیا اور لکھا کہ فرصت غنیمت ہے جلد تشریف اس طرف ارزانی فرمائیے اور مملکت موروثی یعنی فرغانہ
وغیرہ پر متصرف ہو جیے وہ حضرت بتعجیل سنہ ۹۱۷ نوسو سترہ ہجری مین حصار کی طرف گئے اور باتفاق میرزا جان آب
آمویہ سے عبور کرکے حصار کے حوالی مین پہونچے لیکن اوزبک اس مقام کو مضبوط رکھتے تھے کچھ کام پیش رفت
نہ گیا بادشاہ قندز مین آئے اسوقت خانزادہ بیگم ہمشیرہ فردوس مکانی کہ سمرقند کے محاصرہ مین شیبانی خان کے
ہاتھ آئی تھی اور وہ اپنے عقد نکاح مین لایا تھا شاہ اسمعیل صفوی نے اُسکو مرو سے باعزاز تمام قندز مین
بھیجا اُن حضرت نے جان میرزا کو مع تحف و نفائس شاہ اسمعیل صفوی کے پاس ہرات مین بھیجکر کمک طلب کی

اور خود حصار کی طرف روانہ ہوئے اور جو سلاطین اوزبک نخشب مین کہ اب ساتھ قرشی کے مشہور ہے اجتماع رکھتے تھے اُن کی جنگ مین مصرفہ نہ دیکھ کر بجا ہا کے قلب مین در آیا اور چند عرصہ مین جب جمعیت بہم پہونچی اور ایک قوت پیدا ہوئی ہمراہ اُنکے جنگ کر کے غالب ہوا اور حمزہ سلطان اور مہدی سلطان کہ اسیر ہوئے تھے قتل ہوئے اور بادشاہ نے جان میرزا کو کہ اُس دن جانسپاری کی تھی سرفراز فرمایا اور اسی درمیان مین احمد سلطان اور صوفی علی اور علی قلی خان استاجلو اور شاہرخ خان افشار از جانب شاہ اسمعیل صفوی کمک کو پہونچے چنانچہ حصار اور قندوز اور بغلان تصرف مین آیا اور جمعیت آنحضرت کی قریب ساٹھ ہزار کے پہونچی بخارا کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور سلاطین اوزبک مثل عبد اللہ خان اور جانی بیگ سلطان کو پسپا کر کے بخارا پر متصرف ہوئے اور نصف ماہ رجب سنہ مذکور مین وہانسے سمرقند تشریف لے گئے اور تیسری مرتبہ خطبہ اور سکہ اُس شہر کا اپنے نام جاری کیا اور اُس جگہ مقام کر کے ناصر میرزا کو کابل کی حکومت پر تعین فرمایا اور لشکر شاہ اسمعیل صفوی کو بھی نہایت اعزاز اور احترام سے رخصت دیکر آٹھ مہینے تک اس بلدہ جنت نشان مین سریر عیش و کامرانی پر متمکن رہے اور جب لشکر بہمن نے رخت سفر باندھا فصل بہار پہونچی اوزبک کہ ترکستان کی طرف گئے تھے مع سپاہ آراستہ جلوہ گر ہوئے اور تیمور سلطان کہ قائم مقام شیبانی خان ہوا تھا ہمراہ عبد اللہ خان اور جانی بیگ سلطان کے بخارا کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور فردوس مکانی انکا پیچھا کر کے بخارا کی طرف گرم عنان ہوئے اور سلاطین مذکور نے بخارا کے قریب جنگ کی اور آنحضرت شکست کھا کر بخارا مین آئے اور اوزبکون کے غلبہ سے وہان مجال توقف نہ پائی پھر سمرقند مین داخل ہوئے اور اُس بلدہ مین بھی آرام میسر نہوئی حصار اور شادمان کی طرف گئے اور اُس وقت نجم الثانی اصفہانی کہ سپہ سالار سپاہ قزلباش ہو کر بقصد تسخیر بلخ اُس طرف آیا تھا فردوس مکانی نے اُس سے ملاقات کی اور ملک موروثی کی طمع پھر جاگزین ہوئی القصہ نجم الثانی نے تھوڑی توجہ مین قلعہ فراش کو اوزبکون سے لیکر قتل عام کیا اور عدد مقتولونکا پندرہ ہزار پہونچا اور مولانا بنائی از انجملہ تھے اور بعد اس فتح کے نجم الثانی نے نہایت عجب و نخوت مین باتفاق فردوس مکانی غجدوان کی طرف جا کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور سلاطین اوزبکیہ بخارا سے بسامان تمام غجدوان مین آکر جنگ مین مشغول ہوئے اور نجم الثانی کو مع اکثر لشکر قزلباش قتل کیا اور فردوس مکانی اپنی جمعیت لیکر حصار اور شادمان کی طرف متوجہ ہوئے اور امرائے مغل کہ ہمراہ تھے بیوفائی کر کے ایک شب کو آنحضرت پر شبخون لائے آنحضرت نے عریان اور پا برہنہ خیمہ سے برآمد ہو کر عاقلانہ آپکو ارک حصار مین پہونچایا اور وہ جماعت جو شب کو لشکرگاہ مین تھی تاراج کر کے متفرق ہوئی فردوس مکانی پھر اُس حدود مین صلاح توقف نہ دیکھکر کابل مین آئے اور ناصر میرزا کو غزنین کی حکومت دیکر سنہ ۹۲۴ نو سو چوبیس ہجری مین سواد و بجور کی طرف کہ ساتھ افغانان یوسف زئی کے تعلق رکھتا تھا گئے اور جب افاغنہ نے اطاعت نہ کی ہزار افغان کو قتل کر کے اُنکے زن و فرزند اسیر کیے اور وہ ولایت خواجہ کلان کو عنایت فرما کر مراجعت کی اور جب بادشاہ سکندر لودھی بادشاہ ہند فوت ہوا بادشاہ ابراہیم لودھی نائب مناب اُسکا ہوا امرائے افغان نے جو نہایت قوی تھے نفاق پہ کمر باندھی جس طرح کہ اطاعت اُسکی چاہیے تھی نہ کی اس سبب سے انتظام نے مملکت ہند سے کنارہ قبول کیا فردوس مکانی موقع پا کر عازم تسخیر ممالک ہند ہوئے اور چار مرتبہ اس ملک پہ چڑھائی کی پانچوین مرتبہ گوہر مقصود ہاتھ مین لائے اور دار الملک دہلی کے شاہ ہوئے اول مرتبہ سنہ ۹۲۵ نو سو پچیس ہجری مین دریا سندھ کے کنارے تک کہ اسوقت ساتھ نیلاب کے شہرت رکھتا ہے سوار ہوئے جس شخص نے سر اطاعت

پھیرا اُسکے متصل قیام کیا اور آب نیلاب سے عبور کرکے بہرہ تک کہ پرگنات معتبرۂ پنجاب سے ہو گیا اور اس سبب سے
کہ وہ حدود واکثر اوقات اولاد امیر تیمور صاحبقران کے تصرف مین رہے تھے رعیت مطیع اور فرمانبردار ہوئی اور
تاخت وتاراج کے صدمہ سے امین ہوئی اور اُس کے تشکر مین جلد چار لاکھ شاہرخی خزانہ مین داخل کیے
فردوس مکانی نے ایلچی مولانا مرشد نام کو سلطان ابراہیم کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو وہ ولایت اکثر اوقات صاحبقران کی
اولاد اور دولتخواہون کے تصرف مین تھی اب بھی بہرہ کو مع توابع اور لواحق اس طرف چھوڑین تو دوسری ولایتون
مین تمھاری تعرض نہ پہونچے اور اس وقت خبر تولد فرزند کی آنحضرت کو پہونچی چونکہ تسخیر ہند پیش نہاد ہمت تھی
موسوم ساتھ ہندال میرزا کے کیا اور اُس ولایت کو آب چناب تک حسین بیگ آکا کے سپرد فرماکر خود ککھران
کی ولایت کی سمت متوجہ ہوئے اور ہاتھی ککھر نے قلعہ پرہالہ مین متحصن ہوکر رایت مجادلہ بلند کیا اور آخر کو ایک دن
قلعہ سے برآمد ہوکر اُس مقام مین کہ محل تردد زیادہ ایک سوار سے نہ تھا جنگ مین ایستادہ ہوا اور دوست بیگ کے ہاتھ
سے کہ سردار آنحضرت کا تھا شکست پائی اور جو فرصت قلعہ مین داخل ہونے کی نہ پائی کوہستان کی طرف بھاگا اور قلعہ
مع خزانہ اور دفینہ بادشاہ کے تصرف مین آیا اور ولایت بہرہ اور سندھ کے درمیان کی محمد علی جنگ جنگ کے
سپرد کرکے کابل کی طرف مراجعت فرمائی اور دوسری مرتبہ اواخر سنہ ۹۲۵ نوسو پچیس ہجری مین بقصد تسخیر لاہور استعداد
کرکے کابل سے روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین تادیب اوس یوسف زئی کی غرض جانکر تاخت وتاراج کیا اور زراعت
بھی اُنکی پامال اور خراب کی اور جب پشاور مین پہونچا قلعہ کو تعمیر کرکے آب سند سے عبور کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر آئی کہ سلطان سعید
کاشغر سے متوجہ تسخیر بدخشان ہوا واسطے عزیمت لاہور فسخ کرکے میرزا محمد سلطان ابن سلطان اویس مایقرا سے مین بایقرا
منصور بن عمر شیخ بن امیر تیمور صاحبقران کو مع چار ہزار سوار لاہور مین نامزد کیا اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور جب
اثنائے راہ مین خبر سلطان سعید کے بازگشت کی پہونچی فردوس مکانی نے بخاطر جمع افغانان خضر خیل کے سر پر کہ وہ رہزنی مین مبادرت
کرتے تھے تاخت کرکے ہلاک کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر کابل کی طرف روانہ ہوئے اور تیسری مرتبہ سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس مین
بسعادت واقبال ہند کی طرف توجہ فرمائی اور ہر منزل مین افغانون کی جستجو کرتے تھے اور جو دستیاب ہوتا تھا اُسے تنبیہ اور
تادیب فرماتے تھے غرضکہ سیالکوٹ مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور وہانکے باشندون نے بعجز تمام امان چاہی اور
جان و مال اور ناموس سے محفوظ ہوئے لیکن جس وقت کراہت اثر دہا پیکر آنحضرت نے پرگنہ سیدپور پر ظل وصول ڈالا وہانکے
لوگون نے ازناسعادت بخت سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور تیغ اہل چغتائی نے اُن کی سرافشانی کی اور کچھ اثر آدم اور
آبادی سے نہ چھوڑا اور تیس ہزار لونڈی وغلام اور دہ مین بہم پہونچے اور غنائم شمار سے باہر تھی اور مقدم کفار سیدپور
کا کہ امرائے افغان سے متفق تھا مائل ہوتا تھا دستیاب کرکے علف تیغ سیاست کیا اور پھر کابل کی طرف تشریف
لے گئے اور بعد چند عرصہ کے قندھار کی تسخیر کو نہضت فرمائی اور اُس قلعہ کو محاصرہ فرمایا اُسوقت میرزا اغان کی خبر وفات
پہونچی فردوس مکانی نے شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان کی حکومت پر بھیجا اور خود بدولت واقبال تمام گرم سیر کو تحت تصرف
مین در لائے اور اُن دنون مین خراسان سالخہ شہزادہ طہماسپ کے اتالیقی امیر خان مقرر تھا اسواسطے شاہ بیگ ارغون
نے ایلچی بھیجکر شہزادہ کی نسبت اظہار اطاعت کی اور امیر خان نے مقام امداد مین ہوکر فردوس مکانی سے التماس ترک
محاصرہ کی آنحضرت نے قبول نکرکے تین برس تک قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ باز رکھا اور شاہ بیگ عاجز مطلق ہوکر بھکر کی طرف کر توابع

سندھ سے سیر کھاتا گا اور قندھار مع مضافات سنہ ۹۲۹ نو سو انتیس ہجری میں حوزۂ دیوان بابری میں آیا اور شہزادہ
کامران میرزا کو عنایت ہوا اور ان دنوں میں دولت خان لودھی نے بادشاہ ابراہیم سے متوہم ہو کر اپنے آدمی حضرت فردوس مکانی
کے پاس کابل میں بھیجے اور طلب قدوم کر کے حد سے زیادہ اخلاص اور دولتخواہی اظہار کی اور وہ حضرت
چوتھی مرتبہ سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری میں قدم مبارک رکاب دولت میں ڈال کر کوچ بر کوچ گکھڑان کے درمیان سے قطع
مسافت فرما کر شہر لاہور کے چھ کوس ادھر آئے بہار خان اور مبارک خان لودھی اور بھکن خان لوحانی کہ امرائے
پنجاب سے تھے ایک حشر انبوہ جمع کر کے لشکر ظفر قرین کی طرف متوجہ ہوئے اور آتش حرب افروختہ کر کے بہت کوشش
کوشش بہت کے شکست پا کر منہزم ہوئے فردوس مکانی مظفر و منصور ہو کر بلدہ لاہور میں داخل ہوئے جیسا کہ
رسم و سنت چنگیزیہ ہے ان کا ہر بازاروں کو فال و شگون کے واسطے آگ دیکر جلایا اور وہاں چار دن کے بعد قلعہ دیپالپور پر
چڑھائی کی اور اسکو بھی سر کر کے وہاں کے اہالیان کو قتل عام فرمایا اور دولتخان لودھی کہ بادشاہ ابراہیم سے باغی ہو کر
بلوچوں کے درمیان رہتا تھا اس فتح کے بعد اپنی اولاد یعنی علی خان اور غازی خان اور دلاور خان کے ہمراہ دیپالپور میں آ کر
ملازمت آنحضرت حاصل کی اور جالندھر اور سلطانپور وغیرہ دیگر پرگنہ جاگیر پائے اور امرائے کلان کے سلک میں منتظم ہوا اور مردم
ثقہ اور ساکنو [illegible] سے سنا ہے کہ یہ دولت خان اس دولت خان لودھی کی نسل سے ہے کہ جسنے سنہ ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری
میں چند مدت دہلی کی بادشاہی کی تھی القصہ دولت خان نے بہ اشارہ میان اسمٰعیل جلوانی اور میان جلوانی اور دوسرے
افغانان جلوانی [illegible] ہوئے ہیں اگر فوج اس طرف جا کر انکو متفرق اور پریشان کرے نہایت انسب ہے آنحضرت نے
یہ بات قبول فرمائی اور افواج بھیجنے کا منصوبہ کیا اس وقت اس کے چھوٹے بیٹے دلاور خان نے ازروئے اخلاص عرض
اقدس میں پہنچایا کہ میرے باپ اور بھائی غازی خان مکر و فریب سے چاہتے ہیں کہ لشکر کو حضرت سے دور کریں
اور فریب دیکر نقش دغل کھیلیں آنحضرت نے بعد تحقیق و تفحص دولت خان کو مقید کیا اور آستیغ سے جدا
کر کے فوج سرہند میں نزول اجلال فرمایا اور جب سرہند سے آگے بڑھے دونوں کے گناہ معاف فرمائے اور قصبہ سلطانپور [illegible]
دولت خان کا [illegible] اسکا تھا اسکی جاگیر میں مقرر ہوا [illegible] سلطانپور میں پہنچا
[illegible] عیال لیکر [illegible] لاہور کے [illegible] میں جا کے [illegible] اور دلاور خان کو [illegible]
[illegible] اور دولت خان کے فساد کی وجہ سے اسی سال سرہند سے لاہور کی طرف مراجعت کی اور
لاہور کی داروغگی میر عبد العزیز میر آخور کو مقرر فرمائی اور سیالکوٹ خسرو کوکلتاش کو اور دیپالپور بابا قشقہ مغل کو
اور سلطان علاء الدین لودھی کو جو اسی عرصہ میں شرف خدمت سے مشرف ہوا تھا تفویض فرمایا اور
کلانور کو ساتھ محمد علی جنگ جنگ کے سپرد کر کے عنان معاودت کابل کی طرف معطوف کی اور آنحضرت کی
غیبت میں دولت خان اور غازی خان نے بڑے حیلہ اور مکر سے دلاور خان مخاطب بخانخانان کو دستیاب
کر کے اسکے پاؤں میں زنجیر ڈالی اور لشکر جرار سے دیپالپور کی طرف جا کر فیروزپور میں سلطان علاء الدین اور
بابا قشقہ مغل سے لڑے اور انھیں شکست دیکر دیپالپور پر قابض ہوئے سلطان علاء الدین لودھی کابل کی طرف
اور بابا قشقہ مغل لاہور میں گیا اور دولت خان نے پانچ ہزار سوار افغان شروانی استخلاص کے واسطے سیالکوٹ
پر تعین کیے اور میر عبد العزیز میر آخور اور امرائے لاہور نے اس امر سے آگاہی پائی اور خسرو کوکلتاش کی کمک کو

گئے اور افغانوں کے لشکر کو شکست فاحش دے کر مظفر و منصور ہو کر لاہور میں آئے اور اس درمیان میں ایک لشکر بادشاہ ابراہیم لودھی کی طرف سے دولت خان اور غازی خان کے تدارک کو نامزد ہوا تھا حوالی سرہند میں پہونچا اور دولت خان کو بجز فرصت امرائے مغل سے مزاحمت کی سوائی مقابلہ اور مقاتلہ سپاہ بادشاہ ابراہیم لودھی میں روانہ ہوا اور بچوارہ میں اس لشکر کے مقابل فروکش ہو کر سپہ سالار لشکر کو جس طور سے ممکن ہو سکا اپنا شریک کیا امرا اس معنی کو سمجھ کر سر لشکر کے بے اطلاع آدھی رات کو کوچ کر کے بادشاہ ابراہیم کے پاس گئے اتفاقات اس حال کے سلطان علاء الدین لودھی کہ کابل کی طرف گیا تھا لاہور میں آن کر فرمان امرائے مغل کے نام اس مضمون کا لایا کہ اور سلطان لودھی کی کر کے دہلی میں جاویں اور تسخیر کر کے ساتھ اسکے سپرد کریں دولت خان و غازی خان اس مضمون کو دل میں لا کر آدمی امرا سے فردوس مکانی کے پاس بھیجکر بولے کہ سلطان علاء الدین لودھی ہمارا شہزادہ ہے اور ہماری غرض یہ ہے کہ وہ بادشاہ افغانوں کا ہووے اُسے تم ہمارے پاس بھیجو تو سریر دہلی پہ بٹھاویں اور مملکت سرہند تک فردوس مکانی کے تعلق اور تصرف میں رہے اس مقدمہ میں جب دولت خان اور غازی خان نے قسمیں مغلظ کھائیں اور عہد کیا اور ایک عہدنامہ بمہر قضات اور اکابر درست کر کے بھیجا امرائے لاہور نے اتفاق کر کے سلطان علاء الدین لودھی کو غازی خان کے پاس بھیجا غازی خان نے اُسے قوت عظیم جانکر اپنے بھائیوں کو مع اور امرائے افغانان اُس کے ہمراہ کر کے دہلی میں روانہ کیا اور خود باقتضائے وقت پنجاب میں رہا اور سلطان علاء الدین لودھی بادشاہ ابراہیم لودھی سے جنگ کر کے منہزم اور منکسر اور پریشان اور بدحال پنجاب کی طرف آیا اور غازی خان نقض عہد کر کے با لشکر مستعد و جرار کلانور میں گیا اور محمد علی خنگ جنگ تاب مقاومت نہ لا کر کلانور سے لاہور کی طرف آیا اور غازی خان نے کلانور پر قبضہ کر کے بہر صورت میں مقام کیا اور جب فردوس مکانی کی خبر توجہ سنی وہاں سے پراگندہ ہو کر ملوٹ میں گیا اور بھائیوں اور آدمیوں کو وہاں چھوڑ کر خود زن کوہ میں در آیا اور وہاں سے دہلی میں جا کر بادشاہ ابراہیم لودھی کو دیکھا اور وہ وہاں رہا یہاں تک کہ جنگ فردوس مکانی اور بادشاہ ابراہیم میں قتل ہوا اور فردوس مکانی نے موسم بہار میں شہر کابل میں بزم نشاط آراستہ کی اور جبتک اُس بلدۂ فردوس قرینہ میں رونق افزا رہا صبح و شام گلرنگ کی شراب اور خوبان سیم اندام کی صحبت اور مجالست میں اشتغال فرمایا

نظم

مے و معشوق بگلزار جوانی ٭ ازین خوشتر چہ باشد زندگانی ٭ نہادہ بر یکے کف ساغر مل ٭ گرفتہ در دگر کف دستۂ گل ٭ جہان خوش است و این خود در جہان نیست ٭ دگر ہست این عجب جز یک زمان نیست ٭

القصہ آنحضرت نے بعد انقضائے فصل بہار بساط نشاط اٹھائی جب خبر علاء الدین لودھی کی شکست اور ناکامی غازی خان اور افغانان لودھی کی باد کی ہمت والا ہمت آنکے دفع پر تعیین فرمائی اور پانچوین مرتبہ روز جمعہ غرہ ماہ صفر ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری ہجرت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام الاکبر میں ہدایت ازلی اور عنایت لم یزلی کے ساتھ کابل سے کوچ کر کے قریہ یعقوب میں خیام سپہر احتشام برپا کیے اُسوقت خواجہ حسین دیوان لاہور نے ایک خزانہ کہ محصول خالصات سے ارسال کیا تھا پہونچا اور شہزادہ محمد ہمایون نے بھی بدخشان سے آنکر آستان پدر والا کی سعادت حاصل کی اور لشکر خوب ہمراہ لایا اور خواجہ کلان بیگ بھی کہ اعاظم ارکان دولت سے تھا غزنین سے آکر شرف یاب حضور بسعادت دستور ہوا اس کے بعد فردوس مکانی نے جشن عظیم آراستہ کر کے ہر ایک ملازمان درگاہ کو اقسام احسان سے خوشدل کیا اور لاہور کی طرف سوار ہوئے اثنائے راہ میں گینڈے کے شکار میں توجہ فرمائی بہادران

سیستان اور بدخشان اور جوانان تو آہیں سمرقند و خراسان نے کہ صدمت گینڈے کی سینگ کی اور آنکھوں سے نہ دیکھا تھا
از روے ذوق میدان میں آنکر چند گینڈے زندہ گرفتار کیے اور کتنوں کو ہلاک کیا اور آنحضرت نے ماہ ربیع الاول
کی پہلی تاریخ کو آب سندھ سے عبور کیا اور بخشیان عظام نے سپاہیان خاصہ اور سپاہ امرا از منصبداروں کا شمار کیا
دس ہزار آدمی قلم بند ہوئے اور آب بہٹ سے عبور کرکے جب سیالکوٹ میں پہونچے سلطان علاء الدین لودھی بھی
مجلس حضور میں آیا اور آنحضرت نے قیام تمام کیا اور لوگوں کی نظروں میں اسکی آب و قدر اور ایک شوکت ظاہر ہوئی اور محمد علی جنگ
جنگ اور خواجہ حسین شرف دیوان نے بھی وہان فقد بھرت خدمت حاصل کیا دولت خان اور غازی خان کا سبب
ظاہر آپ کو منجملہ نوکران بادشاہ ابراہیم سے شمار کرتے تھے چالیس ہزار سوار لیکر آب راوی کے کنارے اور لاہور
کے قریب فراہم ہوئے اور جب بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی ہیبت زدہ ہو کر بلا جنگ متفرق ہوگئے
دولت خان مع اپنے بڑے بیٹے علی خان کے قلعہ ملوٹ میں در آیا اور غازی خان کوہ پایہ کی طرف بھاگا اور فردوس مکانی
نے قلعہ ملوٹ کے قریب جا کر محاصرہ کیا اور دولت خان نے امان کے سوا مفر اپنا نہ دیکھا تھا و جو بر آمد ہو کر ملازمت
میں پہونچا اور قبل اسکے دولت خان آنحضرت کے عزم رزم میں دو تلواریں حمائل کرکے زبان لاف و گزاف میں کھولتا تھا
اسواسطے بلا زبان شاہی نے دونوں تلواریں اسکی گردن میں لٹکا دیں اور حضور کی خدمت میں جب دو زانو بیٹھنے میں تعلل
کرتا تھا اشقیا اسکی گردن میں ڈالکر خواہی نخواہی دو زانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے تھے اور ہر چند فردوس مکانی اس سے خبریں استفسار
فرماتے تھے غلبہ خوف سے وہ قدرت تکلم پر نہ رکھتا تھا اور باوجود اسکے تمام گناہ اسکے معاف ہوئے اور آنحضرت نے اپنے قریب جگہ
دی اور تمام عفو اسکے دفتر جرائم پر کھینچا اور جب ہجوم الناس نے تمام سپاہ ہجوم لا کر تاراجی شروع کی اور امرا کی ممانعت سے ممنوع
نہوئے آنحضرت نے افغانوں کے حفظ ناموس کے واسطے خود سوار ہو کر چند تیر انکی طرف ڈالے اتفاقاً ایک تیر مقتل پہ
ایک مردم معتبر شہزادہ ہمایوں کے آیا غلغلہ خلق منتفہ ہوئی اور اہل و عیال افغانوں کے قلعہ سے سلامت نکلی فردوس مکانی قلعہ
میں داخل ہوئے اور اموال و جواہرات بحقت نفیسہ سے بیقدر محفوظ ہو گئے تھے کہ غازی خان کے کتب خانہ کے دیکھنے سے خوشدل
ہوئے کس واسطے کہ غازی خان علم سے بہرہ کامل رکھتا تھا اور شعر خوب سمجھتا تھا اسلیے ہر قسم کی کتابیں نفیس بخوبی جمع
کی تھیں القصہ بعضی انمیں سے اپنی ذات خاص کے واسطے نکالیں اور کچھ شہزادہ محمد ہمایوں کو دیکر باقی شہزادہ کامران میرزا
کے واسطے کابل کی طرف بھیجیں اور دوسرے دن وہاں سے کوچ کرکے غازی خان کے تعاقب میں روانہ ہوا دلاور خان
خانخانان برادر غازی خان فرصت پا کر قید خانہ سے بر آمد ہوا اور آنحضرت کے روبرو آ کر عنایت گوناگون سے مبتہج اور
مسرور ہوا اور چند تورچی آگے بڑھا کر پیش و پیش غازی خان کے اردو پر تاخت لاتے تھے اور کسی مقام میں اسے چین نہ لینے دیتے
تھے وہ بھاگ کر بادشاہ ابراہیم لودھی کے روبرو گیا اور دولت خان لودھی انہیں دنوں میں قضاء الہی سے فوت ہوا اور
فردوس مکانی نے جب لشکر افغانوں کو زبون اور اپنے صاحب دولت سے مقام اتفاق میں دیکھا عازم تمامی ممالک
ہندوستان کی تسخیر کا ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ عماد الملک شیرازی از جانب مولانا محمد مذہب اور خانخانان
سلطان ابراہیم کی طرف سے آیا اور عرضیاں ان کی کہ قتل آنے کی ترغیب و تحریص میں لکھیں گذرانیں اور جب آنحضرت
نے آب گنگر کے کنارے سے نزول کیا سمع مبارک میں پہونچا کہ حمید خان حاکم حصار فیروزہ کی طرف سے مع لشکر اس نواح
کے سر راہ آتا ہے بمقتضاے حکم محکم کے موافق شہزادہ ہمایوں مع تمامی مردم فوج برانغار مثل خواجہ کلان اور سلطان محمد

دولدی اور جان بیگ اور خسرو بیگ اور ہندو بیگ اور عبدالعزیز اور محمد علی خنگ جنگ وغیرہ اُس کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور جنگ کے بعد حمید خان کو مفرور کر کے مظفر و منصور باپ کی خدمت میں آیا اور یہ جوہر اول ہنگامہ شہزادہ والاقدر کی بختی اُسکے عمل میں حصار فیروزہ اور جاگیر جالندر پائی اور انھیں دنوں میں میر افغان جلوانی نے کہ امرا سلطان ابراہیم سے تھا مع دو تین ہزار سوار کے روبرو باری میں پیوستہ ہوکر اظہار اخلاص اور دولتخواہی کی اور جب شاہ آباد کی دو منزل پر اردوے عالی پہنچا خبر آئی کہ سلطان ابراہیم مع لشکر گران سنگ جنگ کے لئے بقصد جنگ برآمد ہوکر اس طرف متوجہ ہوا اور داؤد خان اور حاتم خان ستائیس ہزار سوار سے تین چار کوس اُردو کے آگے روان ہوئے فردوس مکانی نے حسین تیمور سلطان اور مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان میرزا کو مع تمام امرای جرانغار کے کہ سلطان جنید برلاس اور شاہ حسین برلاس ازانجملہ تھے دشمن کے مقابلہ پر تعین کیا اور یہ طلوع صبح کے وقت غنیم پر پہونچے اور جنگ عظیم کر کے انکو ایسا کیا بیت چو شد راکجت یاشد یار و رہبر سپاہش جاودان گرد و مظفر اور حاتم خان مارا گیا اور جماعت کثیر دستگیر ہوئی اور سات ہاتھی نامی اور جنگی دستیاب ہوئے پھر اس لشکر نے بھی فتح و فیروزی سے بازگشت کی بادشاہ نے اوروں کی عبرت کے واسطے تمام اسیروں کو بانواع عقوبت قتل کیا اور اُس منزل میں کہ امر الٰہی فتح آئے چھ دن مقام کیا اور استاد علی قلی کو حکم فرمایا کہ ارابوں کو بطرز روم ایک دوسرے کو ریسمان خام گاؤ سے استوار باندھ کر پیادے توپچی کے واسطے حصار سی کر دیں اُس وقت عدد لشکر سلطان ابراہیم لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور ایک ہزار فیل جنگی ہمراہ تھا اور فردوس مکانی کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور پانچ ہزار مرد شبخون کے طور اردو سے بادشاہ ابراہیم پر گئے اور جو غنیم واقف تھا کچھ کام اور تدبیر نہ بن پڑی پلٹ آئے اور سلطان ابراہیم نے دلیر ہو کر افواج کو آراستہ کیا اور بتعجیل قصبہ پانی پت کی طرف روانہ ہوا فردوس مکانی یہ خبر سنکر برانغار اور جرانغار کو آراستہ کر کے بشتاب روانہ ہوئے پانی پت کے آگے چند کوس پر لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوئے سلطان ابراہیم نے یہ خبر سنکر اسی دن نزول کیا اور دوسرے دن کہ روز جمعہ اور شہر رجب کی دسویں تاریخ تھی افغان جنگ پر آمادہ ہو کر پانی پت کی طرف متوجہ ہوئے اور فردوس مکانی نے برانغار شاہزادہ ہمایوں اور خواجہ کلان بیگ اور سلطان محمد دولدی اور ہندو بیگ اور ولی بیگ خازن اور پیر قلی سیستانی کے سپرد فرمایا جرانغار پر محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور عادل سلطان اور جنید برلاس کو مقرر فرمایا اور قول کے دست راست پر حسین تیمور سلطان اور میر احمدی کوکلتاش اور شاہ منصور اور دوسرے امرا متعین ہوئے اور قول کے دست چپ پر میر خلیفہ اور ترددی بیگ اور محب علی خلیفہ اور دوسرے سرداران نے قیام پکڑا اور خسرو کوکلتاش اور محمد علی خنگ جنگ بسرداری میرزا سلیمان بن خان میرزا ہراول مقرر ہوئے اور عبدالعزیز امیر آخور بعضوں کے ساتھ طرح مقرر ہوئے اور ولی قراول اوج برانغار میں اور قراقوزی بہادر اوج جرانغار میں مقرر ہوئے اور ملک قاسم بتولقمہ برانغار پر اور علی بہادر بتولقمہ جرانغار پر متعین ہوئے اور سلطان ابراہیم کی جب افواج معرکہ میں آئی اور جیسے کہ رسم ہندیوں کی ہے برق کی طرح حملہ آور ہوئے اور جس وقت کہ قریب گئے شتابی میں اُن کے فرق آیا پھر مردم تولقمہ دست راست و چپ سے گھوڑوں کو جھکا کر مخالفوں کے پس پشت آئے اور افواج میمنہ اور میسرہ بھی حملہ کر کے جنگ میں مشغول ہوئی اور ایک جماعت قول سے جرانغار اور برانغار کی مدد کو گئی اور پہر دن چڑھے سے دوپہر تک تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور حرب و ضرب کے بازار نے

رونق یکجامی نظم برآمد خروشیدن گیر ودار ٭ درآمد بنہار از ان روزگار ٭ زخون یلان خاک آغشتہ شد ٭ توگفتی زمین لاغوان
گشتہ شد ٭ عاقبت الامر قادر علی الاطلاق کے حکم سے بادشاہ ابراہیم لودھی مع پانچ یا چھ ہزار سوار کے میدان جانستان مین
قتل ہوا اور نسیم فتح وظفر فردوس مکانی کے رایت کے پرچم پر چلی اور جب اُنکو بادشاہ ابراہیم کا قتل مشخص اور دریافت
ہوا اُنھا لشکر منصور نے سپاہ مقہور کا پیچھا کر کے افغانون کی قتل مین تقصیر و تاخیر نکی اور خیل خیل ہاتھی ستیاب کیے فردوس مکانی
جنگ گاہ سے پیشتر روانہ ہوئے بادشاہ ابراہیم کے اُردو اور اثاثہ کی سیر کرتے تھے اور آب جون کے کنارے نزول
اجلال فرمایا اور اُس مقام مین سلطان ابراہیم لودھی کا سر مقتولان معرکہ کے درمیان سے لائے تھے نظر مبارک مین گذرانا
اور ازروی روایت صحیح اُس روز تمام معرکہ اور تعاقب کے وقت سولہ ہزار مرد افغانان نے شربت فنا چکھا اور ہندیون کی تقریر
سے پچاس ہزار آدمیون نے جام ممات کا نوش کیا اُنمین پانچ ہزار مرد ایک مقام پر سلطان ابراہیم کے قریب قتل ہوئے تھے
اور شہزادہ محمد ہمایون اور خواجہ کلان اور شاہ منصور اور ولی خازن قیچیل بیگ اُن کے ضبط کے واسطے آگرہ کی طرف روانہ ہو گئے
اور محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور سلطان جنید برلاس اموال کی محافظت کے واسطے دہلی گئے اور فردوس مکانی بھی پیچھے سے
سہ شنبہ کے دن رجب کی بارھوین تاریخ کو دہلی مین تشریف لائے چنانچہ بروز جمعہ شیخ زین صدر نے منبر پر جا کر خطبہ بنام نامی
اس بادشاہ کشور کشا کے پڑھا اور آنحضرت نے سیر قلعہ اور تفرج عمارات شہر کر کے زیارت قبور مشائخ اسلام اور سلاطین ماتقدم
کی بجا لائے اُسکے بعد آگرہ کی طرف سوار ہوئے اور جمعہ کے دن بائیسوین ماہ مذکور دار السلطنت آگرہ مین نزول ہوا اور
قلعہ آگرہ کی تسخیر کی عزیمت کی جو تصرف مین بادشاہ ابراہیم کے لوگون کے تھا بکرماجیت راجہ گوالیار کہ بادشاہ ابراہیم کے
ہمراہ تھا جنگ مین مارا گیا اور اُسکے آدمیون نے جو قلعہ آگرہ مین تھے شاہزادہ ہمایون کو ایک الماس بوزن آٹھ مثقال کے
کہ خزانہ سلطان علاء الدین خلجی مالوہی سے دست بدست اُنکو پہونچا تھا اور جوہریون نے قیمت اُس کی نصف خراج یکروزہ
تمامی ربع مسکون کی تشخیص کی تھی پیشکش کیا اور شاہزادہ محمد ہمایون نے اُسکو بادشاہ کی نذر کیا آنحضرت نے قبول فرما کر پھر
شاہزادہ کو بخشا اور اہل حصار آگرہ نے کہ داؤد کرانی اور فیروز خان سور اور سلطان ابراہیم کی والدہ انجا تھے جان و مال
کی امان طلب کی اور پانچوین دن قلعہ کو تفویض کیا اور واقعات بابری مین لکھا ہے کہ بعد حضرت رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے تین بادشاہان اسلام نے ہندوستان مین آ کر غلبہ پایا ہے ایک سلطان محمود غزنوی نے کہ مدت تک
اُسنے اور اُسکی اولاد نے ہندوستان کی بادشاہی کی دوسرے سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے توابع نے سالہای
دراز تک اُسی بار مین بادشاہی کی تیسرے مین ہون لیکن میرا کام ساتھ کام اُن بادشاہون کے ہرگز مشابہت نہین
رکھتا کسو واسطے کہ سلطان محمود تسخیر ہندوستان کے وقت بادشاہ ماوراء النہر اور خوارزم اور خراسان تھا اور شمار
اُسکی افواج کا اگرچہ لاکھ نہ تھا تو ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور تمامی ہندوستان مین اُسوقت ایک بادشاہ نہ تھا
ہر ایک ولایت مین ایک راجہ حکومت کرتا تھا اور سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ بادشاہ خراسان نہ تھا لیکن
اُسکا بھائی سلطان غیاث الدین بادشاہ خراسان تھا اور وہ بھی ایک لاکھ اور بیس ہزار سوار سے ہندوستان مین آیا
اور اُسے مسخر کیا اور اُسوقت بھی ہندوستان ملوک طوائف تھا اور مین اول مرتبہ کہ ہندوستان مین آیا ڈیڑھ ہزار
یا دو ہزار مرد سے زیادہ نہ رکھتا تھا اور دوسری مرتبہ بارہ ہزار آدمی میرے ہمراہ رکاب تھے اور مین حاکم بدخشان
۹۳۲ھ اور کابل اور قندھار کا تھا اور اس ولایت سے نصف محصول بھی جو کار آمد ہو مجھے نہین پہونچتا تھا اور بعضے

ولایات اپنی ایسی تھین کہ غنیم کی ترویکی کے سبب مردنگی کی محتاج تھین اور مملکت ہندوستان بہرہ سے بہار تک تصرف مین افغان کے تھی اور حساب کے روسے وہ ولایت گنجایش پانچ لاکھ آدمی کی رکھتی تھی اور لشکر سلطان ابراہیم لودھی مین معرکہ کے دن لاکھ سوار تھا اور علاوہ اُسکے ایکہزار فیل جنگی رکھتا تھا اور باوصف اس حال کے اور باب غنیم کو پیچھے چھوڑ کر ساتھ ایسے غنیم مثل بادشاہ ابراہیم لودھی کے کہ اس جمعیت مین تھا از روے توکل لڑا اور مشقت میری ضائع نہوئی ہندوستان مفتوح ہوا اور یہ سعادت کچھ اپنی سعی اور ہمت سے مشاہدہ نہین کرتا بلکہ عین عنایت اور کرم الٰہی جانتا ہون اور فردوس مکانی نے بیسوین ماہ رجب کو شاہان ہند کے خزانون اور دفینون کے ملاحظہ کے واسطے گیا وہان تین لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور ایک خزانہ وابستہ ہمایون میرزا کو مرحمت کیا اور محمد سلطان میرزا کو چار قب اور پٹکہ اور شمشیر مرصع اور دو لاکھ روپیہ امداد فرمایا اسی طرح تمام میرزاؤن اور امیرون اور سپاہیون حاضر و غائب اور طلبہ بلکہ سوداگر اور جمیع مردم کو کہ اس سفر مین ہمراہ تھے علی قدر مراتب خزانہ سے حصہ پہونچایا اور اپنے عزیزون اور آشناؤن کو سوغات خراسان اور سمرقند اور کاشغر اور عراق مین بھیجے اور مکہ اور مدینہ اور کربلاے معلی اور نجف اشرف و مشہد مقدس اور اکثر مزارات متبرکہ مین نذر کثیر ارسال رکھا اس حدود کے مستحقین کو خوشدل کیا اور واسطے ہر ایک مردم کابل مرد و زن اور بندہ اور آزاد اور خرد و بزرگ اور فقیر اور غنی کے کم سے کم ایک شاہرخی کہ ایک مثقال نقرہ ہو سر رسم ارسال فرماکر انھین بھی خوشحال اور محظوظ فرمایا اور جو کچھ بادشاہون نے سالہا سے دراز مین فراہم اور اندوختہ کیا تھا ایک مجلس مین صرف کیا وجہ شہرت قلندری آنحضرت کی تمام خلائق پر روشن اور مبرہن ہوئی اور جو ہندوستانی مغلون سے ہراسان تھے پہلے پہل مطیع نہوتے تھے جس جہان تھا مضبوط ہوکر اُسنے علم مخالفت بلند کیا جیسا کہ قاسم خان سنبھل مین اور علیخان فرملی میوات مین اور محمد زیتون دھول پور مین اور تاتار خان بن مبارک خان گوالیار مین اور حسین خان لوحانی رابری مین اور قطب خان اٹاوہ مین اور عالم خان کالپی مین اور نظام خان بیانہ مین سالک مسلک بغاوت کے ہوئے اور آب گنگ کے اُس طرف جو ضلاع تھے افغانان بزرگ مثل نصیر خان لوحانی اور معروف خان فرملی وغیرہ تصرف مین لائے تھے اور سلطان ابراہیم کی بھی اطاعت جیسی واجب ہو نکرتے تھے چنانچہ نصیر خان لوحانی اور معروف خان فرملی ضرورت کے واسطے متفق ہوئے اور بہار خان ولد دریا خان لودھی کو سلطان محمد لقب دیکر اپنا حاکم کیا اور مع لشکر کثیر قنوج سے دو تین منزل آگرہ کی طرف آکر مقام کیا متفارن اس حال کے شیخ بین خان جلوانی بھی فردوس مکانی سے روگردان ہوکر اُن کے پاس گیا اور ایلغار فرمایا اور اصحاب مرتبہ نے مخالفت اٹھا کر ہمرفیق مشغول ہوئے ستی کہ ثبت آدمیون کا اور علت گھوڑون کا دشواری سے دستیاب ہوتا تھا اور بھی اس سال حرارت ہوا بتابستان حد اعتدال سے گذری تو بہت لوگ قتل سے ہلاک ہوئے اس سبب سے خواجہ کلان اور جمیع اوسط اتفاق کرکے عرض مین پہونچایا کہ صلاح دولت کابل کی معاودت مین ہو آنحضرت نے جواب دیا کہ ہو لشکر فرمایا کہ ایسی مملکت ساتھ اس مشقت کے تصرف مین لایا ہون چھوڑنا اور پھر کابل مین گرفتار ہونا کیا لائق ہے لیکن آدمیون کے اس ارادہ نے تکرار قبول کی بادشاہ نے بضرورت سب امراکو ایک مجلس مین حاضر کرکے فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہندوستان مین توقف فرمائین جس شخص کو ہماری رفاقت منظور ہو یہان رہے اور جو کوئی کہ کابل کی روانگی کا میل رکھتا ہو وہ شوق سے جاوے کچھ مضائقہ نہین ہے اس کلام سے سب امرا کو ثابت ہوا کہ آنحضرت کسی طرح ہندوستان سے دست کش ہونگے لاچار ہندوستان کی سکونت اختیار کی مگر خواجہ کلان

کہ اکثر فتوحات ہندوستان اُسکی سعی سے ظہور مین آئی تھین لیکن علالت اور مضرت بھی یہان بہت اُسے پہنچی تھی کابل
کی روانگی کا عازم جازم ہوا فردوس مکانی نے حکومت کابل اور غزنین کی اُسے مرحمت فرمائی اور کابل کی طرف روانہ کیا
اور اُسنے رخصت کے وقت عمارات دہلی کی ایک عمارت پر یہ بیت لکھی **بیت** اگر بخیر و سلامت گذر ز سند کنم ٭
سیاہ روے شوم گر ہواے ہند کنم ٭ اور جب ہندوستانیون کو معلوم ہوا کہ فردوس مکانی اپنے جد اعلیٰ امیر تیمور
صاحبقران کی طرح ہند کو چھوڑکر ولایت کو نجائینگے آمد و رفت شروع کی پہلے شیخ گھورن مع دو تین شخص کے دوآب کے
درمیان سے آنکر نوکر ہوا اور علیخان قرملی بھی میوات سے اپنے بیٹون کی رہائی کے لیے جو اُس زمانہ مین کسی تقریب سے گرفتار ہوئے تھے
درگاہ مین حاضر ہوا اور ساتھ طوغ اور نقارہ کے سرفرازی پائی اور وہ عظیم الجثہ ہونے مین ضرب المثل تھا اور ہمیشہ پان
منھ مین رکھتا اور کبھی سپر و شمشیر اپنے سے جدا نکرتا اور اُس کے بعد فیروز خان اور شیخ بایزید قرملی مع جمعیت اپنی آئے اور
جاگیرین پائین اور محمود خان لوحانی اور قاضی جیب بھی حاضر ہوکر جاگیر ہاے مناسب سے خوشدل ہوئے اور آسودگی
اور امان ظاہر آئی بہت قصبے اور پرگنے ضبط مین آئے اس درمیان مین ببن خان افغان نے قلعہ سنبھل کو محاصرہ
کیا اور قاسم سنبھلی نے اظہار اطاعت کرکے بادشاہ کے ملاحظہ مین عریضہ بھیجا کہ ببن خان افغان نے مجھے قید کیا ہے
میری کمک فرمایئے بادشاہ نے میرزا محمدی کوکلتاش کو اُس طرف روانہ کیا یہانتک کہ وہ آب جون سے عبور کرکے
ببن خان سے لڑا اور اُسے شکست دیکر مفرور کیا اور قاسم سنبھلی رہین احسان بے پایان ہوکر قلعہ میرزا محمدی
کوکلتاش کے سپرد کرکے دولتخواہون کے سلک مین منسلک ہوا فردوس مکانی نے سنبھل شاہزادہ ہمایون کو عنایت
فرمایا اور افغانان شرقی پر تعین نامزد کیا اور جب شاہزادہ قنوج کے اطراف مین پہونچا افغانان شرقی کہ چالیس ہزار سوار
تخمیناً تھے بلا جنگ جونپور کی طرف بھاگے ازانجملہ شیخ خان شروانی مع اپنی قوم شہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا شہزادہ
نے اُسے تسلی دی اور مہدی خواجہ کو اُسکے ہمراہ کرکے درگاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے شیخ خان شروانی پر نوازش فرماکر مجلس شراب
مین طلب کیا اور ملبوس خاص اُسے عنایت فرماکر جاگیر خوب مرحمت کی بسبب اس لطف کے اکثر افغانان آنکر بادشاہی
چغتائی پر مائل ہوئے القصہ نظام خان حاکم بیانہ کہ راناسنگا سے خائف تھا اُسنے بھی اطاعت اظہار کی اور فردوس مکانی
طالب قلعہ ہوئے جب نظام خان نے انکار کیا باباقلی بیگ کو واسطے تاخت اور محاصرہ کے بھیجا اور یہ قطعہ بخط خاص مرقوم کرکے روانہ
کیا **قطعہ** با ترک ستیزہ مکن اے میر بیانہ ٭ چالاکی و مردانگی ترک عیانست ٭ گر زود نیائی و نصیحت نکنی گوش ٭ آنجا کہ عیانست
چہ حاجت بہ بیانست ٭ نظام خان حاکم بیانہ اطاعت تاکردہ قلعہ سے برآمد ہوا اور باباقلی بیگ سے جنگ کرکے شکست
دیکر پھر قلعہ مین در آیا راناسنگا اس حال سے مطلع ہوا اور فرصت غنیمت شمار کرکے عازم اُسکے اخراج کا ہوا نظام خان نے
عاجز ہوکر ایلچی درگاہ مین ارسال کیا اور اظہار ندامت کے بعد استغفار کی جب بادشاہ نے اس کا جرم معاف کیا ملازمت مین
حاضر ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور بیس لاکھ تنکہ کی جاگیر اُس کے واسطے دوآب کے درمیان مین مقرر ہوئی اُس عرصہ مین سنکٹ راے
نے کہ گوالیار کے حکام قدیم کے خاندان سے تھا ایک کافر خانجہان نام کے اتفاق سے لشکر گوالیار لیجا کر تاتارخان کو اُس قلعہ
مین محاصرہ کیا تاتارخان نے کہ قلعہ گوالیار کو تصرف مین رکھتا تھا وہان کے زمینداروں کے تسلط کے سبب تنگ ہوکر اطاعت
بادشاہی اظہار کی اور آنحضرت سے کمک کا مستدعی ہوا اور پیغام کیا کہ اگر ایک جماعت لشکر بادشاہی سے آوے قلعہ اُن کے سپرد
ہوگا آنحضرت نے رحیم داد اور شیخ گھورن کو کمک کے واسطے روانہ کیا اور اُنھون نے وہان جاکر سنکٹ راے کے محاصرہ سے بچا

قلعہ خلاص کیا تاتارخان نے اپنے اقرار پر عمل کیا الیاس سلطانی کو قلعہ کے اندر راہ نہ دی لیکن شیخ محمد غوث کہ ایک مرد درویش تھا اور مرید کثرت سے رکھتا تھا اس قلعہ مین مقیم تھا رحیم داد کو پیغام دیا کہ کسی حیلہ سے قلعہ مین داخل ہو اُسکے بعد تاتارخان کا علاج آسان ہوگا رحیم داد نے تاتارخان کو کہلا بھیجا کہ مین منکت راے کے شبخون سے ایمن نہین ہون اگر اجازت ہو چند آدمیون سے قلعہ مین در آؤن اور لشکر تمام حصار کے باہر رہے آپکا بڑا احسان ہوگا اور جو منکت راے اور خانجہان اب تک اس حدود مین تھے تاتارخان نے قبول کیا رحیم داد مع چندکس قلعہ مین داخل ہوا اور ایک شخص اپنے متعلقون سے تاتارخان کی تجویز سے دربانون کے قریب چھوڑا تو اُسکے متعلقان ضروری کو قلعہ کے اندر آنے دے اور تاتارخان مے غرور کے نشہ سے بیخود ہوکر احتیاط اور ہوشیاری کی رعایت سے غافل ہوا اور اُس شب کو نہایت غفلت سے بستر استراحت پر سویا اور دربان کہ اکثر شیخ محمد غوث کے مرید تھے اُس شخص سے موافق ہوے اُسی رات کو بعضی ضروریات لانے کے بہانہ سے ایک جماعت کثیر اور انبوہ غفیر قلعہ کے اندر لائے اور علے الصباح تاتارخان نے اس حال سے خبر پائی اور سکوت کے سوا چارہ نہ دیکھا پھر قلعہ رحیم داد کے سپرد کرکے آگرہ گیا اور امرا کے سلک مین منتظم ہوا اور بیس لاکھ تنکہ انعام پائے اور محمد زیتون نے بھی دھولپور سے آکر امارت پائی اور جو حمید خان اور سارنگ خان اور دوسرے افغانون نے حصار فیروزہ پر فساد برپا کیا تھا کہ جن تیمور سلطان اور ابوالفتح ترکمان نے اُس طرف تاخت لا کر انھیں سزا کو پہونچایا اور سنہ ۹۳۳ نو سو تینتیس ہجری مین خواجہ اسد کہ کابل سے عراق کی طرف شاہ طہماسپ صفوی کے پاس ایلچی گری کے واسطے گیا تھا سلیمان نامے ترکمان کے ساتھ آیا اور سوغاتین لایا از انجملہ دو لونڈیاں بکر چرکس کی تھین بادشاہ کو اُن کی طرف نہایت میلان خاطر ہوا اور اُسی عرصہ مین بادشاہ ابراہیم کی والدہ نے کہ نہایت عزت اور توقیر پائی تھی ساتھ احمد چاشنی گیر اور دیگر باورچیون کے کہ وہ اصل مین نوکر بادشاہ ابراہیم کے تھے موافقت کرکے زہر خاصہ مین بادشاہ کے کہ خشکہ اور قلیہ خرگوش کا تھا آمیز کیا اور قدرت خدا سے بادشاہ کا کھاتے ہی جی متلایا اور مکرر قے کرکے اس بلا سے نجات پائی مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت * اور بعد لوازم تفحص و تجسس داروغہ مطبخ اور باورچیون نے جو بیان واقع تھا عرض کیا بادشاہ نے صدق و کذب کے امتحان کے واسطے اُس طعام مین سے کسی قدر کتے کو دیا کتا اُسی دم پھول گیا اور ایک شبانہ روز حرکت نہ کی اور خدمتگارون نے بھی اتفاقاً اس مین سے قدرے کھایا تھا بہزار مشقت سے رہائی پائی بادشاہ غضبناک ہوا داروغہ مطبخ کا پوست کھچوایا اور باورچیون اور اُس کے مددگارون کو بانواع عقوبت قتل کیا اور بادشاہ ابراہیم کی والدہ کا مکان غارت کرکے محبوس کیا اور شاہ ابراہیم کے فرزند کو بھی میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر فارغ البال ہوا اور شہزادہ محمد ہمایون کہ ممالک شرقی کی طرف گیا تھا حدود جونپور کو قبض و تصرف مین لایا اور سلطان جنید برلاس کے سپرد کرکے مراجعت کی اور جب کالپی مین آیا عالم خان حاکم کالپی نے اُسکی ملازمت حاصل کی اور ہمراہ رکاب آگرہ مین آیا اور نوازش سلطانی سے سرفراز ہوا اور رانا سانگا کی حکایت یہ ہے کہ وہ بزرگ ترین راجہاے ہند ہے اور قبل ظہور اسلام اور ارتفاع رایات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت و سروری اُسکے خاندان مین تھی اور میوات ولایت اُسکی رہی اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر جن کو سلطان قطب الدین نے مستاصل کیا تھا مع رانا اسکا ایک قبیلہ سے تھے رفتہ رفتہ اُنکے اجداد آپسمین ایک ہوئے اور اُس زمانے مین کہ فردوس مکانی بادشاہ ہندوستان ہوئے ایک لاکھ راجپوت اُسکے ظل رایت مین تھے اور سلطان ابراہیم کے بہت امرا کہ فردوس مکانی کی اطاعت مین آگئے تھے ساتھ اُس کے دم کھینچی مار لئے تھے اور محمود خان بیٹا سلطان سکندر مع دس ہزار سوار کے اُس کے پاس گیا اور ماڑوار کے راجہ

پرم دیو اور نرسنگھ دیو اور راجہ چندیری موسوم بمیدنی رائے اور راول پو ولد اُودے سنگھ اور راجہ دونگرپور اور رائے چندر بھان چوہان اور مانک چند چوہان اور رائے دلیپ وغیرہ مع پچاس یا ساٹھ ہزار سوار راجپوت کے مطیع اُس کے ہوئے اور حسن خان میواتی دس ہزار سوار سے مددگار اُس کا ہو کر بقصد جنگ و استخلاص ہندوستان مع دو لاکھ سوار آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ حضرت جو بعضے امرائے ہند پر اعتماد کلی نہ رکھتے تھے ہر ایک کو ایک سرحد کے ضبط کے واسطے تعین کیا اور خود مع لشکر مغل کہ کابل سے انکے ہمراہ آئے تھے اور چار آدمی امرائے ہند سے کمال خان اور جلال خان فرزندان سلطان علاء الدین اور علی خان فرملی اور نظام حاکم بیانہ کے آگرہ سے کوچ کیا جب موضع کانوہ علمداری بیانہ میں پہونچے مقام فرمایا اور بعزم مصمم اور نیت ثابت ورا سخ و مصمم عزا اور جہاد غنیم پر کیا اور اُس یورش میں شہزادہ محمد ہمایوں کو کہ اُسوقت تک شراب سے متنفر تھا مجلس شراب میں حاضر کر کے اپنے ہاتھ سے پیالہ اُسے دیا اور اطراف بیانہ میں طرفین کا مقابلہ ہوا اور افواج بادشاہی جو مخبری کر گئے تھے مغلوب اور زخمی ہوئے اور مردم قلعہ بیانہ بھی برآمد ہو کر غنیموں سے لڑے اور شکست فاحش پا کر قلعہ بند ہوئے اور وہ عذر اور تردد بہت اُنکے دلوں میں پیدا ہوا ہیبت خان نیازی سنبھل کی طرف بھاگا اور حسن خان سواتی دشمن سے جا ملا اور ہر روز اطراف مملکت سے خبار وحشت پہونچنے لگیں اور محمد شریف منجم کہ مردِ عیارہ تھا سبب زیادتی خوف آدمیوں کا ہوتا تھا اور ہر لحظہ کہتا تھا کہ مریخ مغرب کی طرف ہے جو شخص اس طرف سے جنگ کرے گا البتہ مغلوب ہو دیگا اور بادشاہ نے مجلس مشورہ کی آراستہ کی اور جنگ کے بارہ میں گفتگو کی اکثر بولے کہ جو دشمن کا غلبہ ظاہر ہے بہتر یہ ہے کہ قلاع بزرگ اور متکین مردم معتمد کے سپرد کر کے خود بدولت بنفس نفیس پنجاب کی طرف روانہ ہووین اور مدد غیبی کے منتظر رہین آنحضرت نے تامل فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ بادشاہان اسلام جو عالم کے اطراف و اکناف میں ہیں کہیں گے کہ انھوں نے حیات کو غنیمت جانکر ایسی ایک مملکت ہاتھ سے دی سزا وار جوانمردی اور بہادری یہ ہے کہ ہم دل شہادت پر رکھ کر جان سے کوشش کریں **نظم** چو جان آخر از تن ضرورت رود ٭ ہمان بہ کہ باری بعزت رود ٭ سر انجام گیتی ہمین ہست وبس ٭ کہ نام ماند پس از مرگ ماند نکس ٭ اہل مجلس نے جب یہ حرف سنا سب نے متفق اللفظ والمعنی ہو کر ندا الجہاد الجہاد کی بلند کی اور اس بات نے دلوں میں تاثیر کی سبھوں نے زبان ساتھ سمعنا اور اطعنا کے کھولی اور کہنے لگے اس سے کونسی سعادت بہتر ہے کہ مقتول شہید اور قاتل غازی ہوتے ہیں چنانچہ باہم قسم کھاتے ہیں کہ معرکہ سے ہم کبھی منھہ نہ موڑینگے اور اس بارہ میں قسم کلام ملک العلام کی کھائی اور بادشاہ کہ سبب اپنا لب جام سے نہ اٹھاتا تھا اور کبھی بے صراحی اور پیالہ کے نہ رہتا تھا اُس وقت بموجب اس بیت کے **بیت** چند باشی ز معاصی مزہ کش ٭ توبہ ہم بیمزہ نیست بچش ٭ مے نوشی بلکہ جمیع مناہی حتی کہ ریش تراشی سے توبہ نصوح کیا اور جتنے ممالک محروسہ کے مسلمانوں کو بخشے اور اس بارہ میں فرمان قلمرو میں ارسال فرمائے اور سہ شنبہ کے دن نویں جمادی الآخر سنہ مذکورہ کو کہ روز نوروز تھا صفہائے جنگ ترتیب دیکر بدستور روم ارابے آتشبازی کے آراستہ کر کے افواج کے آگے رکھ کر دشمن کی طرف کہ تین کوس پر تھا روانہ ہوا اور ایک کوس مسافت طے ہونے کے بعد نزول کیا جوانان صاحب داعیہ لشکر نے ساتھ افسری ملک قاسم اور بابا قشقہ مغل کے مخالف کے قراولوں کو مارنے و بھگانے میں عجب کام کیے اور تیرھویں ماہ مذکور کو وہاں سے بھی کوچ کر کے بدستور روزاول ایک کوس راہ جا کر موضع کانوہ علمداری بیانہ میں فروکش ہوئے اور ابھی فراشوں نے خیمہ برپا نہ کئے تھے کہ مخالفین مور و ملخ سے ۹۳۳ھ

زیادہ فوج لیے مع فیلان کوہ پیکر ظاہر ہوئے اور باوصف اس کے کہ محمد شریف منجم مانع ہو کر ولنلیین کرتا تھا فردوس
مکانی ملتفت نہوئے مع لشکر کہ بیس ہزار سے زیادہ نہ تھے مثل جنگ سلطان ابراہیم کی صفوف ترتیب دین کہتے ہین
عدو انکے سرداروں کے کہ ہر ایک قطر بین اقطار ہند سے قاید ایک جماعت کفار سے تھی دس تک پہونچی تھی اور وہ
عشرہ کفر نے عشرہ بشرہ کی نقیض پرنشان شقاوت بلند کیے تھے اور اپنے دستور سے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح
آراستہ کر کے نہایت دبدبہ اور صلابت سے معرکہ مین درآئے اور لشکر اسلام کی طرف سے فوجون کا مرتب کرنا نظام الدین
علی خلیفہ کے سپرد ہوا اور اس نے اس مقدمہ مین سعی اور اجتہاد کی دی اور یہ تجویز ہوئی کہ بادشاہ قول مین رہے اور قول
کے داہنے طرف حسین تیمور سلطان اور سلیمان شاہ اور خواجہ دوست خازن اور یونس علی بیگ اور شاہ منصور
برلاس اور درویش محمد ساربان اور عبداللہ کتابدار اور دوست بیگ آقا کے سپرد ہوئے اور قول کی بائین سمت عالم خان
بن بادشاہ بہلول لودھی اور شیخ زین صدر اور محب علی اور تردی بیگ اور شیر افگن اور آرائش خان اور خواجہ حسن
دیوان مقرر ہوئے اور دوسری جماعت دیوانیوں کی مردم ہر ایک ایک موضع مین ایستادہ ہوتے اور برانغار شہزادہ محمد ہمایون
کو ارزانی ہوئی اور اس کے یمین قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف اور ہندو بیگ توچین اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم
اور باباقشقہ مغل اور قوام بیگ ولد شاہ ولی خازن اور میرزا قنبر علی اور پیر علی شیبانی اور خواجہ پہلوان بدخشی اور عبدالشکور
اور سلیمان آقا ایلچی عراق اور حسین ایلچی سیستان مقرر ہوئے اور برانغار کی بائین طرف سید میر شاہ اور محمد کوکلتاش اور
خواجگی اسد سر جامدار اور خانخانان ولد دولت خان لودھی اور ملک داود کرانی اور شیخ گھورن ہر ایک بیچ اس مقام کے کہ فرمان
ہوا تھا ایستادہ ہوئے اور القمہ جرانغار سے خواجہ کے رجوع ہوئے اور داہنے اور بائین اس کے محمد سلطان میرزا
اور عادل سلطان اور عبدالعزیز امیر آخور اور محمد علی جنگ جنگ اور قتلق قدم اور امیر خان جی میرزائی مغل اور جان بیگ
آتکہ اور جلال خان اور کمال خان جو بادشاہ علاء الدین کی اولاد سے تھے اور علی خان اور شیخ زادہ فرملی اور نظام خان
بیانوی تعین ہوئے اور تولقمہ جرانغار مین تردی بیگ اور مومن آتکہ اور رستم ترکمان مع ایک جماعت نوبتیون کے مقرر
ہوئے اور تولقمہ برانغار بھی امرا و منصب داروں کی تفویض ہوئی اور سلطان محمد بخشی لشکر مع تواچیان اور یساولان
کے احکام بادشاہی سننے کے لیے آنحضرت کے مقابل ایستادہ ہوا اور روز مذکور سے ایک پہر اور دو گھڑی گذرین تھیں
کہ فریق من الجنۃ اور فریق من النار نور و ظلمت کی طرح ایک دوسرے کے مقابل آکر لڑتے تھے اور دلاور سپہر برین مین ڈٹ لیے
تھے پہلے پہلے جیتی وجابلی کفار نے برانغار اسلام پر حملہ کیا اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم سے حرب مین مشغول ہوئے اور فرمان کے
موافق حسین تیمور سلطان کمک کو گئے اور کفار کو پسپا کیا اور تعاقب انکے لشکر کے پہونچایا اور جلد و بنام اسکے ہوئے اور کمک اسکے
بعد اطراف سے جیسا کہ قاعدہ چغتائی کا ہے سب طرف سے جنگ مین مصروف ہوئے اور جس طرف کمک کی احتیاج ہوتی تھی پہونچا
تھے اور استاد علی قلی رومی اور دوسرے ہنرمند استعمال آلات آتشبازی مین تقصیر نہین کرتے تھے اور تابین الصلوٰتین یعنی نماز عصر تک
حرب قائم تھی اور کفار جنگ مین راسخ تھے سلطان جرأت انکی مشاہدہ کر کے خود بنفس نفیس مع افواج قول و امرا کے شیر ملنگ
کی طرح حملہ آور ہوئے اور جنگ عظیم کے بعد شکست لشکر کفار کو نصیب ہوئی اور پاے ثبات انکا ہلگیا راہ فرار پائی چنانچہ
حسن خان میواتی کہ قریب دو سو برس سے اسکے باپ دادا نے باستقلال تمام حکومت کی تھی بندوق کی ضرب سے مارا گیا اور راول
دیلو اور راے چندر بھان چوہان اور مانک چند چوہان دکرم سنگھ راجپوت کہ سرداران صاحب شکوہ سے تھے سالک اموات

مین منتظم ہوے اور رانا سنکا جو نہایت عجب و نخوت سے آیا تھا وہ بھی بہزار ذلت و خواری معرکہ سے بھاگا اور اس فتح نامدار کے بعد فردوس مکانی کو فرمانون مین غازی لکھتے تھے اور فتح اسلام تاریخ ہوئی اور بادشاہ نے حکم کیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو کہ موضع جنگ تھا ایک منار مخالفون کے سر سے بنائین اور محمد شریف نجومی کو سخت عتاب و خطاب کے بعد ایک لاکھ تنگہ عنایت فرمائے اور ممالک محروسہ سے نکال دیا اور محمد علی خنگ جنگ اور عبدالملک قورچی اور شیخ گھورن کو کہ اپنی جاگیر مین تھے الیاس خان کے سر پر کہ درمیان دوآب کے خروج کیا تھا مقرر کیا اور انھون نے جاکر اُسے قتل کیا اور بادشاہ وہان سے کوچ کر کے میوات کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوئے ناہر خان ولد حسن خان میواتی نے اطاعت کے سوا کوئی تدبیر اور علاج نہ دیکھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے ولایت میوات کو جاگیر حسین تیمور سلطان مین کہ بخطاب برادری ممتاز تھا مع نواح اُس طرف کے دیکر اُس طرف بھیجا اور دارالخلافت آگرہ کی مراجعت کے وقت شہزادہ محمد ہمایون کو کابل اور بدخشان کے انتظام اور تسخیر بلخ کے واسطے مع فتحنامہ اور خزانہ خوب روانہ فرمایا اور محمد علی خنگ جنگ اور تردی بیگ کو بغرض تادیب حسین خان اور دریا خان افغان کے کہ ان دونون مین بندوار اور رابری پر متصرف ہوے تھے اور تادیب قطب افغان جو اٹاوہ مین باغی ہوا تھا اُسپر تعین فرمایا اور حسین خان بلا جنگ عازم فرار ہوا اور آب جون کے عبور کے وقت بحر فنا مین غرق ہوا اور دریا خان آوارہ دشت ادبار ہوا اور اسی طور سے محمد سلطان میرزا فساد مین افغان کے دفع کے واسطے قنوج گیا اور بین خان افغان خیرآباد کی طرف بھاگا اور بادشاہ ذی الحجہ کی انتیسوین تاریخ سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین بعزم شکار کول و سنبھل کی طرف سوار ہوئے بعد حصول نشاط و ذوق آگرہ مین معاودت کی اور مرض تپ غب عارض ہوا جب صحت کلی حاصل ہوئی میدنی رائے کی استیصال کے واسطے چندیری کی سمت روانہ ہوئے اور میدنی رائے راجپوتون کے اتفاق سے قلعہ ایک چندیری مین متحصن ہوا اور لشکر اسلام نے پہونچتے ہی قلعہ کو محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب قلعہ فتح ہوا پانچ چھ ہزار راجپوتون کو تہ تیغ بیدریغ کیا اور ایک جماعت کفار مع اولاد و اقوام میدنی رائے کے مکان مین کہ قلعہ کے اندر تھا داخل ہوئی اور دروازہ بند کر کے جنگ مین قیام کیا اور جب کام ہاتھ سے گیا جس طرح کہ اُنکی رسم ہے شمشیر برہنہ ایک کے ہاتھ مین دی اور ایک ایک نے اپنی خوشی سے اُسکے پاس جاکر گردن زیر تیغ رکھی اور مقتول ہوئے اور میدنی رائے بھی اسیطور سے واصل جہنم ہوا قلعہ و ولایت دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور وہ ممالک مسخر ہوئے اور فردوس مکانی نے مسجدین اور جا بجا مین چندیری اور سارنگ پور اور رنتھنبور کی دیکھین کہ ان مین راے سین نے کفار حربی رانا اور میدنی راے کے حکم سے ان حیوانات کا کرکے گوبر سے لیپا تھا اور زین صدر کی حکومت کے سبب سے وہ کثافت اور نجاست زائل ہوئی اور موذن اور جاروب کش معین کر کے وظیفے مقرر کیے اور از سرنو اُس ملک مین اسلام کو رواج دیا اور شیخ زین صدر نے اس فتح کا مادہ فتح دارالحرب تجویز کیا چنانچہ فردوس مکانی نے بربدیہہ تاریخ موزون فرمائی قطعہ تاریخ بود چندے مقام چندیری ؛؛ پر ز کفار و دار حربی خوب ؛؛ فتح کردم بحرب قلعہ آن ؛؛ گشت تاریخ فتح دار الحرب ؛؛ حکومت چندیری کی اُس کے قدیم وارث احمد شاہ بن محمد شاہ بن ناصر الدین مندوی کو کہ ملازم رکاب تھا تفویض فرمائی اور اسوقت خبر پہونچی کہ ایک جماعت امرا نے کہ افغانان شرقی کے دفع کے واسطے گئی تھی بیسرفہ جنگ کر کے شکست پائی ہے اس سبب سے فردوس مکانی بہ تعجیل تمام قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور رابری مین امرائے شکستہ ملحق ہوئے اور بادشاہ جب آب گنگ کے کنارے پہونچے تیس یا چالیس کشتی

بہم پہونچا کر پل باندھا اور حسین تیمور سلطان اور بھی امرا نے شروع عبور کیا اور افغانون نے صلاح توقف مین نہ دیکھی فرار کو
قرار پر اختیار کیا اُسکے بعد حسین تیمور سلطان نے تعاقب کر کے افغانون کو آوارہ کیا اور اُنکے زن و فرزند بہت اسیر کیے
اور بادشاہ نے حوالی دریاے گنگ مین شکار کر کے آگرہ مین معاودت فرمائی اور محمد زمان میرزا ولد بدیع الزمان میرزا
کو جو بلخ سے مفرور ہو کر دربار سلطانی مین حاضر ہوا تھا آگرہ کا حاکم کیا اور خود بدولت و اقبال محرم کی پانچوین تاریخ
سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری مین ماہ سریع السیر کے مانند بجانب گوالیار سوار ہوکے اور قلعہ گوالیار اور فیل سنگی اور عمارات
بکرماجیت اور راجہ مانسنگہ کو کہ اُس حصار مین تھین تفرج کر کے رحیم داد کے باغ و حوض کی سیر کے واسطے تشریف لیگیے اور
اُس مقام مین گل سرخ آتشین کہ بہت کم نظر آتے تھے مشاہدہ ہوکے حکم فرمایا کہ نہال اُسکے آگرہ مین لیجا کر بٹھا دین کس لیے کہ
اکثر وہ پھول برنگ شفتالو ہوتا ہے اور سرخ آتشین بہت کم دستیاب ہوتا ہے اور اسیطرح سے مسجد جامع سلطان شمس الدین التمش کی
کہ گوالیار مین ہے زیارت کر کے بکرات و مرات فاتحہ آمرزش اُسکے واسطے پڑھا اُسکے بعد دار الخلافت آگرہ مین مراجعت فرمائی اور
رسالہ واقعات بابری مین مرقوم ہے کہ ماہ صفر کی تیئیسوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک حرارت میرے بدن مین اس شدت سے ظاہر ہوئی
کہ مین نے نماز جمعہ کی مسجد مین بہ تشویش تمام ادا کی اور تیسرے روز یکشنبہ کو قدرے تپ لرزہ میرے جسم مین ظاہر ہوا اور اُسوقت مین
نظم کرنے رسالہ والدیہ خواجہ عبید اللہ احرار مین مشغول ہوا اور میرے دل مین یہ خیال آیا کہ اگر یہ منظوم مقبول آنحضرت ہووے مین اس
مرض سے نجات پاونگا جیسا کہ ایک شخص کو قصیدہ بردہ مقبول ہوا اُسکے ناظم نے مرض فالج سے نجات پائی پس اس رسالہ کو مین نے
وزن بحر رمل مسدس مخبون مین کہ سبحہ مولانا جامی سا ہے اُس وزن کے بحر با اختتام پہونچایا اور میری عادت ایسی تھی کہ جسوقت ایسا عارضہ
بہم پہونچتا تھا اقل درجہ ایک مہینا یا چالیس دن طول کھینچتا تھا اس مرتبہ آٹھوین ماہ ربیع الاول کو اُس الم سے مین نے نجات پائی
اور مردم لشکر پیش پہونچائے اور باغ ہشت بہشت مین مین نے بزم طوے ترتیب دی اور جب ایلچی اطراف قزلباش اور
اوزبک اور ہندوون کے حاضر ہوئے طلا و نقرہ مین نے بہ تراز یعنی بکثرت انھین امداد کیا اور مستحقین اور سادات وغیرہ
ہمیر بھی فیض رسان ہوا اور اخوند میر مورخ کتاب حبیب السیر اور مولانا شہاب الدین معمائی اور میر ابراہیم قانونی کہ ہرات
سے وارد ہوئے تھے اور ہر ایک اپنے فن مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اُسدن آکر ملازمت کی اور نوازشات سے ممتاز ہوکر
منجملہ مقربون سے ہوئے اور امرا اور خوانین اور مخصوصان لایق حال اپنے سا حق گذران کر کے لوازم شادمانی بجا لائے
اور اُس سال شہزادہ میرزا عسکری کہ ملتان مین تھا حضرت کے حکم کے موافق آیا اور اُس ہفتہ مین کہ نصرت شاہ کے سر پر جاتے
کہ اُسی عرصہ مین نصرت شاہ ایلچیون کو بھیجکر مطیع اور منقاد ہوا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری والی احمد نگر نے [illegible]
بہ تہنیت فتوحات سابقہ اور لاحقہ ارسال کر کے اظہار اخلاص اور انقیاد کیا اور اُس سال کے آخر مین یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمود
ولد سلطان سکندر لودھی ولایت بہار پر متصرف ہوا اور بلوچون [illegible] اتفاق عجیب کے مانند [illegible]
مہمات ملتان کو تعویق مین ڈالکر بہار کی طرف متوجہ ہوئے اور جب کرہ مین نزول اجلال فرمایا جلال الدین شاہ شرقی نے لوازم
ضیافت اور پیشکش گذرانا اور عنایت خسروانہ اور عنایت شاہانہ سے سرفراز ہوا اور محمد زمان میرزا بہار کی فتح پر مامور ہو کر [illegible]
ہوا اور سلطان محمود تاب نہ لاکر بھاگ گیا اور اسی عرصہ مین افغانان بہار نے پھر جمعیت بہم پہونچائی اور جنگ پر آمادہ ہو کر آب
گنگ کے کنارے آئے بادشاہ نے عسکری میرزا کو مع لشکر [illegible] کی طرف بھیجا کہ آب سے عبور کر کے [illegible] افغانون کے
سر پر جاتے اور خود بھی عبور کے مقدمہ مین ہوئے حسین تیمور سلطان اور توختہ بوغا سلطان نے پیشتر آب سے عبور کیا اور [illegible]

نبرد سے افواج غنیم کی طرف متوجہ ہوگئے اور اس درمیان مین فوج میرزا عسکری کی کہ آب سے عبور کر گئی تھی نمایان ہوئی افغانون نے شکستہ دل ہوکر راہ فرار آگے لی اور اس سبب سے کہ نصرت شاہ غاشیۂ اطاعت دوش پر لیکر متعہد مہمات افغانان اُس حدود کا ہوا اور موسم برسات کا بھی پہونچا بادشاہ نے ایکبارگی اس جماعت کے استیصال پر کوشش نہ کی اور سلطان جنید برلاس کو اُس طرف کا صاحب اختیار کیا اور خود بسعادت و اقبال آگرہ کی طرف معاودت کی اور جب قصبۂ منیر مین پہونچے مزار شیخ یحییٰ پدر شیخ شرف الدین منیری کی زیارت کرکے خیرات بہت کی پھر بجانب آگرہ تشریف شریف ارزانی فرمائی اور شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان سے طلب کیا اور شہزادہ محمد ہمایون اپنے بھائی ہندال میرزا کو بدخشان کی حکومت پر چھوڑکر اپنے والد ماجد کی ملازمت مین روانہ ہوا اُس وقت سلطان سعید حاکم اوزکند نے فرصت دیکھکر بدخشان کی تسخیر پر ہمت باندھی اور میرزا حیدر دوغلات کو منقلا سے کرکے طے مسافت مین مشغول ہوا اور ہندال میرزا قلعہ مین حصاری ہوا اور سلطان سعید اُس کے محاصرہ مین مشغول ہوا جب کام پیش نہ گیا اور بدخشانیون نے کہ اُسے طلب کیا تھا اُن سے یاری نہ دیکھی آتش نہب و غارت اُس ملک مین مشتعل کرکے پلٹ آیا لیکن خبر اُس کے مراجعت کی ابھی آگرہ مین نہ پہونچی تھی کہ فردوس مکانی نے بدخشان کی امارت میرزا سلیمان ولد میرزا خان کو دی اور سلطان سعید کو تحریر کیا کہ ایسا امر جو مخالفت جانبین کا باعث ہووے معلوم نہین ہے اور حقوق سابقہ اور لاحقہ بہت ہین اگر ملاحظہ خاطر ہندال میرزا نہین کرتے ہو سلیمان میرزا کو کہ نسبت اُسکی فرزندی کی ساتھ ہمارے ہے اور تمھارے ظاہر ہے ہم نے بدخشان مین روانہ کیا ہے یقین کہ رعایت اور جانبداری اُسکی فرماوینگے القصہ جب سلیمان میرزا مقام مقصد مین پہونچا اور سلطان سعید کو نہ دیکھا تو دوسری متصدی امارت بدخشان ہوا اور میرزا ہندال ہند مین آیا اور اُس تاریخ سے آجتک بدخشان میرزا سلیمان کی اولاد کے تصرف مین ہے اور حالات اُنکے وقائع کے تقریبات مین تحریر ہونگے اور فردوس مکانی ماہ رجب ۹۳۶ نو سو چھتیس ہجری مین مرض الموت مین مبتلا ہوکر بچھونہ پر ہوئے اور مرض ہر روز بڑھتا جاتا تھا اور معالجہ خلاف نتیجہ دیتا تھا یہانتک کہ حیات سے مایوس ہوکر شہزادہ محمد ہمایون کو کہ قلعہ کالنجر کی تسخیر کے واسطے تعین کیا تھا طلب کرکے اپنا قائم مقام کیا اور دوشنبہ کے دن ماہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ ۹۳۷ نو سو سینتیس ہجری مین اس دار فنا سے رخت حیات باندھکر داعی حق کو لبیک اجابت کہا پھر بموجب وصیت میت آنحضرت کی کابل مین لیجا کر قدم رسول مین مدفون کی مادہ آنحضرت کی تاریخ وفات کا بہشت روزی باد ہے شہزادہ محمد بابر بارہ برس کے سن مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اڑتیس برس بادشاہی کی اور سخاوت اور مروت مین مرتبہ کمال رکھتا تھا اور اُس کے ملازم بارہا مکر و بیوفائی کرکے اُس سے جدا بلکہ اُسکی جان کے خواہان ہوئے لیکن پھر جب اُنپر غلبہ پایا انتقام مین نہ آکر اُنھین مورد انعام و احسان فرمایا اور علم فقہ حنفی مین مجتہد تھا اور نماز اُس سے فوت نہونی تھی اور ہر جمعہ کے روزہ رکھتا تھا اور علم موسیقی اور شعر و انشا اور املا مین وحید عصر تھا وقائع اپنے ایام سلطنت کے زبان ترکی مین اسطرح سے تحریر فرمائے کہ فصحا قبول کرتے ہین جیسا کہ خانخانان ولد بیرم خان نے اکبر شاہ کے عہد مین اُسے فارسی مین ترجمہ کیا اور وہ نوشتہ درمیان خلائق کے متداول ہے اور شکل شمائل مرغوب ساتھ خوش کلامی اور خندان روئی کے جمع رکھتا تھا اور یہ بیت طبع زاد اُسکی ہے بیت یاد آتی او ہیاہے کہ ہے طوطی بست ہے نزدیک مقدر کنر اغ بسرو اشعر ان سن ٭ اور ادراک اُسکا اس مرتبہ تھا کہ شیخ زین صدر ایک وقت جو ملازمت مین پہونچا شہزادہ نے اُس سے پوچھا کہ عمر تیری کس قدر ہے شیخ نے کہا پیش ازین ہفت سال چہل سالہ بودم و قبل ازین بدو سال چہل و ہفتم و اکنون نیز چہل دارم

شہزادہ نے فی الفور شیخ کا مقصود دریافت کرکے تحسین بلیغ فرمائی اور عدالت اُسکی اس مرتبہ تھی کہ ایک وقت قافلہ خطا کا اندجان کے پہاڑون مین پہونچا اور برف اور صاعقہ گرنے سے دو شخص کے سوا تمام اہل قافلہ ہلاک ہوئے اور بادشاہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک جماعت کو حکم دیکر تمام مال و اسباب قافلہ والون کا فراہم کردیا اور ہرچند کوئی وارث حاضر نہ تھا اور احتیاج بدرجۂ اعلیٰ رکھتا تھا آدمی اطراف و جوانب مین بھیجکر ورثہ کو طلب کیا اور دو برس کے بعد جب وہ حاضر ہوئے تمام اسباب بلاتامل اُنکے سپرد کیا اور باوجود اُسکے آنحضرت کی مدت عمر لشکرکشی اور جنگ وغیرہ مین گذری لیکن سررشتہ عیش و عشرت کا ہاتھ سے نہ دیا اور ہمیشہ بزم نشاط آراستہ کرکے جوانان خورشید عذار مہ جبین کیا مرد کیا عورت جلسہ مین جمع کرتا تھا اور کابل کے باہر دامنہ کوہ مین ایک مرغزار رشک بہشت برین کے تھا ایک حوض کو جو ایک سنگ مین کندہ کرکے شراب ارغوانی سے پر کرتا تھا اور مردم خوش طبع اور صاحب ادراک کے ہمراہ جام نشاط پیا کرکے داد انبساط دیتا تھا اور یہ بیت اپنے اُس حوض کو خوشنما لب کنارے کندہ کروائی تھی بیت نوروز و نوبہار و مے و دلبری خوش است :: بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست :: اور طناب پیمائش جو سفر اور شکار مین پیچھے سے زمین کو ناپ لیجاتی تھی ہندوستان مین مخترعات اُس شہنشاہ بے نظیر سے ہر سو طناب کی ایک طناب بنائی تھی اور ہر ایک طناب چالیس گز اور ہر گز تو مشتی مستوی الخلقۃ اور گز سکندری جو پیشتر ہند مین مروج تھا متروک ہوگیا بابر ہی نے اوائل عہد نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ تک تمام قلمرو ہندوستان مین رواج بہم پہونچایا اور چونکہ بادشاہی معظم بلاد ہندوستان کی امیر تیمور صاحبقران کی اولاد مین منتقل ہوئی لہذا واجب جانا کہ تھوڑا سا بادشاہ کا اصل و نسب خامۂ معجز طراز کے ذریعہ سے اس دفتر خجستہ اثر کے صحائف پر ثبت کرون پوشیدہ نرہے کہ چنگیز خان بن یسوگا بہادر بن برتان کے چار فرزند نامدار تھے چنگیز خان نے اپنے حین حیات مین ہر ایک کو ملک اور مرتبہ و دلیل اور ایماق اور امرا تعین فرماکر چار الوس بہم پہونچائے اور ایک قانون زبان مغلی مین کہ اُسے تورہ کہتے ہین اُنکے درمیان چھوڑا اور اسامی پسران مذکور کے یہ ہین اوکتائی قاآن چغتائی خان جوجی خان تولی خان اور اوکتائی قاآن اگرچہ سب سے چھوٹا تھا لیکن جو از روے عدالت اور کرامت کے اپنے بھائیون پر فوقیت رکھتا تھا باپ کے حکم سے ولیعہد ہوا اقراقرم اور کوران مین کہ شہر اصلی چنگیز خان کا ہے بادشاہ ہوا اور شرب شراب کی افراط سے سنہ چھ سو انتالیس ہجری مین مرگیا اور چغتائی خان کہ بحسب اعتبار دوسرا بیٹا چنگیز خان کا تھا باپ کی وصیت کے موافق اپنے چھوٹے بھائی اوکتائی قاآن کی نہایت اطاعت کرتا تھا اوکتائی قاآن بھی اُس کی نسبت رعایتین دلجمعی عمل مین لاتا تھا یہانتک کہ اپنے بیٹے کیوک کو اُسکا ملازم کیا اور چغتائی خان بحکم چنگیز خان ماوراءالنہر اور ترکستان اور بلخ اور بدخشان کو اپنے قبض و تصرف مین رکھتا تھا سیاست اور ریاست اور اطلاع اُمور بادشاہی اور تورہ چنگیز خانی مین سب بھائیون سے ممتاز اور تمیز تھا اور قراچار نویان کہ جد پنجم امیر تیمور گورگان تھا چنگیز خان کے حکم سے امیرالامراے چغتائی خان تھا اور چونکہ وہ عیش و شکار مین نہایت مشغول اور مشعوف اور اکثر اوقات مین مصروف رہتا تھا اسواسطے امیر قراچار نویان تدبیر مہمات سلطنت مین قیام کرتا تھا اور مصالح امور ملک الوس چغتائی کا بروجہ احسن کفایت فرماتا اور دوسرا جوجی خان جو بڑا بیٹا چنگیز خان کا تھا بادشاہ کے حکم سے دشت قبچاق اور خوارزم اور خزر اور بلغار اور سقسین اور آلان اور آس اور روس اور حدود شمالی اُسکے سپرد تھی اور درمیان اُسکے اور اوکتائی قاآن اور چغتائی خان کے باوجود اس کے کہ ایک ماں سے تھے دشمنی تھی اور طعن اُس کے نسب مین کرتے تھے اور مان ان تینون

کی بوری قوچین دختر بادشاہ مصر تھی اور جوجی خان چنگیز خان کی فوت سے چھ مہینے پہلے بعد اوائل شہور ۶۲۴ سنہ چھ سو
چوبیس ہجری مین فوت ہوا اور اوزبک خان بادشاہ ہفتم دشت قبچاق کہ جوجی خان کی نسل سے تھا سلطان عادل
اور مسلمان نیک خصلت تھا اور تمام اوزبک اُس سے منسوب ہین اور اسلام دشت قبچاق مین اُسنے آشکارا کیا اور
دوسرا تولی خان چھوٹا بیٹا باپ کے نزدیک سب سے محبوب تر تھا اور سب بھائیون سے مقام صداقت مین تھا اور
وہ زمانہ یورش خطا ۶۲۸ سنہ چھ سو اٹھائیس ہجری مین مرگیا اور ایک بیٹا اُس کا کہ قبلا قاآن بن تولی خان تھا شاہ خطا
ہوا اور شہر خان وہ بالبغ بنا کر کے ایک نہر عظیم دریا سے زیتون سے کہ از بنا در بند ہے چالیس روز راہ طے کرکے
اُس شہر کے درمیان جاری کی اور دوسرا بیٹا کہ ہلاکو خان تھا اپنے بھائی منکو قاآن کے حکم کے موافق ضبط ایران مین
متوجہ ہوا اور جو حقیقت چنگیز خانیہ کی یہان تک ظاہر اور روشن ہوئی آپ جاننا چاہیے کہ نسبت امیر تیمور گورکان
کی قراچار نویان کی طرف اس طور پر ہے امیر تیمور بن امیر طرغائی بن امیر برکل بن امیر ایلنگیز بہادر بن ایچل نویان بن قراچار نویان
اور نسبت قراچار ساتھ الانقوا کے یون ہے قراچار بن سوغوچجی بن ایراچی برلاس بن ایروکی برلاس بن قاچولی بہادر بن
تومنائی خان بن بایسنقر خان بن قیدو خان بن توطمین بن بوقاکی بن بوزنجر بن الانقوا و آلانقوا بہرام چوبینہ کی دختر
سے تھا اور بہرام چوبینہ دختر بلید ورخان سے تھا قوم برلاس سے اور نسبت چنگیز خان جیسا کہ کتب مین مذکور ہے توزنجر کے
ساتھ پہونچتی ہی اور امیر تیمور کے چار فرزند تھے ایک میرزا جہانگیر کہ وہ باپ کی حین حیات سمرقند مین فوت ہوا اور دوسرا
میرزا شاہرخ حاکم ہرات تیسرا میرزا عمر شیخ حاکم اندجان چوتھا میرزا میران شاہ حاکم تخت ہلاکو خان اسواسطے
صاحبقران کے بعد چار شعبہ ہوئے مدت ہاے دراز چارون بھائیون نے ہر ایک مقام مین بجاے خود نوبت بادشاہی
بجائی جیسا کہ حالت تحریر اس نامہ کے شعبۂ چہارم مین کہ میران شاہیہ مین دولت و سلطنت باقی ہے
اور ہندوستان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور غور اور بامیان مین فرمان روا ہے۔ ذکر جلوس

نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا اول مرتبہ تخت سلطنت سواد اعظم ہندوستان مین اور بیان اخبار اُس بادشاہ جم جاہ اور جانا شاہ ایران کے پاس بسبب غلبۂ شیر شاہ افغان کے

یہ بادشاہ لطف طبع اور حسن خلق سے موصوف اور عیش و نشاط مین مشغوف تھا اور علم ریاضی اور نجوم سے بہرہ تمام رکھتا تھا
جیسا کہ کرۂ ارض کو مع طبقات عناصر اور افلاک مجسم کیا اور الوان مناسب سے رنگ کرکے ہر ایک فلک مین کواکب اُس کے
ثبت کئے اور اسی طرح سے ہفت مجلس ترتیب دی مجلس اول مین کہ ساتھ قمر کے منسوب ہے مثل ایلچیان و مسافران اور شاطران
کے رہتے تھے اور مجلس دوم مین کہ ساتھ عطارد کے نسبت رکھتی ہے بوڑھے اور مثل اُسکے بسر لیجاتے تھے اور باقی
کو اوپر اسکے قیاس کرنا چاہیے اور اہل ہر ایک مجلس کے مجالس سبعہ سے جامہ اس رنگ کا کہ ساتھ اُس مجلس کے نسبت رکھتا
تھا پہنتے تھے اور وہ حضرت ہر ایک روز کو روزہاے ہفتہ سے ایک ایک دن ان مجالس مین بسر لیجاتے تھے اور رسم سفر لطیف
تو سکا اس کتاب مین اکثر جنت آشیانی ادا ہوگا القصہ جب سکہ اور خطبہ نے نام نامی اور القاب گرامی آنحضرت کے زینت پکڑا
اُس کے بھائی کامران میرزا طمع مملکت پنجاب مین کرکے بہانہ پرستش اور مبارکباد کے ہند کی طرف روانہ ہوا جنت آشیانی
مکارم اخلاق سے اغماض عین کرکے مقام سازگاری مین ہوے اور پنجاب اور پشاور اور ملتان کو کابل اور قندھار اور
بامیان مین اضافہ کرکے فرمان اقطاع اور ضبط اُس حدود کا کامران میرزا کے واسطے بھیجا اور میرزا ہندال کو ولایت میوات

عنایت کی اور ولایت سنبھل میرزا عسکری کو ارزانی رکھی اور ۹۳۸ھ نوسو اڑتیس ہجری میں قلعہ کالنجر کی عزیمت کے واسطے لشکر کھینچکر محاصرہ کیا چونکہ اس مدت میں محمود خان ولد سکندر لودھی میں افغان کے اتفاق سے جون پور پر متصرف ہوا تھا اور آتش فتنہ مشتعل کی تھی ناچار راے کالنجر سے پیشکش لیکر بتعجیل تمام جون پور کی طرف گیا اور افغانوں کو جنگ شدید کے بعد منہزم کیا اور بدستور سابق اُس طرف کی حکومت سلطان جنید برلاس کے تفویض فرماکر آگرہ کی طرف مراجعت کی اور ایک جشن عظیم ترتیب دیکر بروایت نظام الدین احمد بخشی بارہ ہزار آدمی کو ساتھ انعام اور خلعت کے سرفرازی بخشی از انجملہ دو ہزار آدمی نے ساختہ بالاپوش مع تکمہ مرصع کے اختصاص پایا اور بعد فراغ جشن وطوے ایلچی شیرخان کے پاس بھیجکر قلعہ چنار کا خواہان ہوا اور جب اُسنے انکار کیا اُس طرف متوجہ ہوئے اس سبب سے کہ ان دنوں میں سلطان بہادر شاہ گجراتی سر اٹھا کر مصدر آشوب ہوا تھا ہر آئینہ بادشاہ نے قلعہ چنار کو ساتھ شیرخان کے مقرر رکھا اور صلح گونہ درمیان میں لاکر مراجعت فرمائی اور ابتک وہ آگرہ میں نہ پہنچا تھا کہ قطب خان ولد شیرخان کہ باپ کی طرف سے ملازم رکاب سعادت انتساب ہوا تھا چنار کی طرف بھاگا اور محمد زمان میرزا نبیرہ سلطان حسین میرزا نے یہ مذہب کیا کہ جنت آشیانی کو باتفاق امراے چغتائی درمیان سے اٹھا کر خود متصدی امراو شاہی ہند ہووے اور آنحضرت نے اس معنی سے اطلاع پائی ایک مرتبہ گناہ اُسکا بخشا اور کلام مجید کی قسم دیکر کچھ نہ کہا آخر کار چونکہ فتنہ و فساد باپ سے میراث رکھتا تھا ضبط اپنا نہ کرکے پھر درپے مخالفت ہوا اس مرتبہ اُسکو قید کیا اور یادگار میرزا کے سپرد کیا تو اسے قلعہ بیانہ میں محبوس کرے اور محمد سلطان دختر زادہ سلطان حسین میرزا اور نحوت سلطان کو کہ امراے کبار اور سلاطین روزگار مغل سے تھے اور ساتھ محمد زمان میرزا کے اتفاق رکھتے تھے حکم فرمایا کہ دونوں کی آنکھوں میں میل کھینچیں اور جو شخص کہ مرتکب اس امر کا تھا نحوت سلطان کو کچھ حیلہ کر کے محمد سلطان کے بارہ میں اُسنے اغماض کیا اور اُسکی آنکھ کی پتلی میں ضرر اور صدمہ نہ پہونچایا اور محمد زمان میرزا یادگار کے نوکروں سے سازش کر کے اُس قلعہ سے گجرات کی طرف بھاگا اور محمد سلطان کہ کوروں کے مانند گوشہ میں تھا وہ بھی ایک جماعت کو اپنا یار کر کے باتفاق اپنے فرزندوں الغ میرزا اور شاہ میرزا کے قنوج کی طرف مفرور ہوا اور کچھ اُس نواح سے اپنے تصرف میں لاکر پانچ چھ ہزار مرد مغل اور افغان اور راجپوت سے فراہم کیے اور جنت آشیانی نے چند کس بہادر شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا اور بعد اُس کے کہ وہ از رہ تکبر اور تجبر حرفہاے ناخوش زبان پر لایا تادیب اُس کی وجہ ہمت کر کے جو پاے وقت ہوا مقارن اس حال کے بہادر شاہ عازم تسخیر قلعہ چتور ہوا اور وہاں کے حاکم نے راجہ بکرماجیت کے پاس پناہ لاکر استعانت کی آنحضرت نے دارالملک دہلی سے بقصد گوشمال بہادر شاہ اور رانا کی اعانت کے نہضت فرمائی جب کہ نواح گوالیار میں پہونچے باقتضاے وقت دو مہینے توقف کیا اور آخر آگرہ کی طرف بازگشت فرمائی اور رانا نے معاونت سے مایوس ہوکر تاج مرصع اور پیشکش واسطے بہادر شاہ گجراتی کے دیکر قلعہ کو قید محاصرہ سے مخلص کیا بہادر شاہ نے اس یورش اور فتح سے نہایت مغرور ہوکر محمد زمان میرزا کو نہایت بزرگ کیا اور اسی طرح سے زر دے کر تدبیر علاء الدین ولد بادشاہ بہلول لودھی کو کہ اُس کا اپنا تقویت کرکے تسخیر دہلی کی فکر میں ہوا اور تاتارخان ولد علاء الدین کو سپہ سالار کر کے مع چالیس ہزار سوار افغان کے آنحضرت کے اطراف ولایت پر تعین کیا اور اُسنے تھوڑے عرصہ میں قلعہ بیانہ سے نواح آگرہ تک جولانگاہ لشکر کیا اور بادشاہ نے میرزا ہندال کو مع ایک جماعت امراے مغل تاتار خان کے دفع کے واسطے حکم صادر فرمایا اور اکثر سپاہ مخالف سپاہ مغل کی خبر سنکر

سے ہراسان ہو کر متفرق ہوئی اور تاتار خان نے جو مفر اور ملاذ نہ رکھتا تھا ناچار دس ہزار آدمی سے مقابلہ اور مقاتلہ میرزا ہندال کا اختیار کیا اور مغلوب ہو کر مع تین سو آدمی رؤساے معتبر افغان سے قتل ہوا اور میرزا ہندال نے قلعہ بیانہ کو مسخر کیا اور مظفر اور منصور ہو کر معاودت فرمائی اور بہادر شاہ گجراتی سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری میں پھر تسخیر چتور کا عازم ہوا اور لشکر جرار اس طرف لے گیا اور جنت آشیانی نے احتیاطاً دہلی میں دریاے جون کے کنارے ایک قلعہ نہایت مضبوط احداث کیا اور نام اسکا دین پناہ رکھا اور بعد تیاری کے مردم معتبر کے سپرد فرمایا پھر آگرہ کی طرف کہ ممالک محروسہ شاہ گجرات تھا روانہ ہوا اور یہ دو بیت موزون کرکے اس کے پاس بھیجیں قطعہ اے کہ ہستی غنیم شہر چتور ۞ کافران را چہ لو میگیری ۞ بادشاہی رسید بر سر تو ۞ تو نشستہ چتور میگیری ۞ اور بہادر شاہ نے بھی ملاحظہ اور نرمی نہ کرکے یہ جواب تحریر کیا قطعہ من کہ ہستم غنیم شہر چتور ۞ کافرانرا بجور می گیرم ۞ ہر کہ بلند حمایت چتور ۞ تو ببین کش چہ طور می گیرم ۞ کہتے ہیں بہادر شاہ نے جواب نامہ بھیجنے کے بعد اپنے مقربوں سے مشورہ کیا اکثر نے یہ جواب دیا کہ جنت آشیانی شاہ عظیم الشان ہے اول اس کی مہم سے مفروغ ہونا چاہیے اسکے بعد قلعہ کی تسخیر میں مشغول ہونا لازم ہے اور بعضے بولے کہ ہمایون شاہ شرع کا پابند ہے حمایت کفار کی بدنامی سے اندیشہ کرکے ہمارے سر پر نہ آویگا بہتر یہ ہے کہ ہم قلعہ کفار کو جو بہ نیت تسخیر مدت سے محاصرہ میں رکھتے ہیں انجام کو پہونچا دیں اور حصار کے فتح ہونے کے بعد دوسرے کام میں مشغول ہوں بہادر شاہ نے اس بات کو تصدیق کرکے محصوروں کی تضییق میں کوشش کی اور جنت آشیانی نے یہ حکایت سماعت کرکے سارنگپور میں اس قدر توقف فرمایا کہ بہادر شاہ نے قلعہ مذکور کو فتح کیا اور جو اسکا اقبال منحرف کی طرف رکھتا تھا کسی وجہ سے فروتنی نہ کی شاہ دہلی سے مقام ستیزہ میں ہوا اور سنہ ۹۴۱ نو سو اکتالیس ہجری میں کوچ بر کوچ آنحضرت کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور اپنے تئیں مصیبت میں ڈالا اور جنت آشیانی کو اس طرح کی مروت حق میں اس کے بجا لایا تھا ہرگز اس قسم کی بے ادبی کا گمان نہ رکھتا تھا یہ خبر سنکر غضبناک ہوا اور اس کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نواح مندسور میں لشکر فریقین کا مقابلہ ہوا بہادر شاہ نے کہ توپخانہ بہت جمع کیا تھا رومی خان کی ہدایت سے کہ صاحب اختیار اسکے توپخانہ کا تھا لشکر کے گرد خندق کھدوا کر ارابہ آتشبازی کے اور دونے گرد اگرد کھینچے اور اس کی آڑ میں دو مہینے تک لشکر جغتائی کے مقابل خیمہ زن رہا اور ہر روز آتش جنگ افروختہ کرتا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ سپاہ مغل کو توپخانہ کی زد پر کھینچ کر ضائع کرے لیکن جب زمانہ اوس جغتائی نے یہ امر دریافت کیا امرا اور سپاہ کو حکم دیا کہ توپخانہ کی زد پر نجاویں اور پانچ چھ ہزار مغل تیر انداز جنگ دیدہ قزاق ہو کر لشکر گجرات کے اطراف و جوانب تاخت و تاراج کریں اور غلہ اور علف کی رسد یک قلم روکیں اس وجہ سے گجراتیوں میں سخت قحط پھیلا اور بہ کثرت ہاتھی گھوڑے و آدمی ہلاک ہوئے بہادر شاہ گجراتی نے دیکھا کہ توقف میں گرفتاری پر نوبت ہے ناچار رات کو سراپردہ کی پشت چاک کرکے مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور و قادر شاہ مالوی و صدر جہان اور دو معتمد دیگر جملہ پانچ آدمیوں کے ساتھ مندو کی طرف بھاگا اور لشکری بھی مطلع ہو کر بحال ابتر ادھر ادھر بھاگ گئے۔ بادشاہ ہمایون نے قلعہ مندو تک تعاقب کیا اور جو سامنے آیا مارا گیا اور جنت آشیانی نے قلعہ کو محاصرہ کر لیا کچھ دنوں بعد ایک رات تین سو مغل قلعہ پر چڑھ گئے۔ چونکہ گجراتیوں کو مغلوں کے نام سے خوف سمایا ہوا تھا بدون تعداد دریافت کیے بے تحاشا نکل بھاگے۔ بہادر شاہ نے

چانپانیر

بھی تکیہ سے سر اٹھا کر حال پریشان دیکھ کر پانچ چھ ہزار سوار سے چنپانیر کی راہ لی۔ یہی شہر ان دنوں پایۂ تخت
گجرات بنا ہوا تھا۔ جنت آشیانی نے تعاقب کیا قریب تھا کہ بہادر شاہ گرفتار ہو جاوے لیکن اس کے امیر الامرا
صدر جہان خان نے جو مرد فاضل تھا سر راہ ہو کر سینہ سپر کر دیا اور ایسی سخت جانسپاری کی کہ بہادر شاہ دور نکل گیا
اور جنت آشیانی نے بذات خود صدر جہان کو تلوار پر رکھ لیا اور وہ زخمی ہو کر قرار سے عاجز ہو کر قلعہ سونگڑھ میں جو ارک
مندو تھا گھس گیا اور دوسرے روز امان لے کر نکلا اور قلعہ ملازمان شاہی کے سپرد کیا۔ جنت آشیانی نے اس کی
وفاداری و جان سپاری دیکھ کر اپنا ملازم و مقرب بنا لیا۔ القصہ بادشاہ نے قلعہ مستحکم مندو ملازمان درگاہ کے
سپرد کر کے تین روز بعد بہادر شاہ کا تعاقب کیا۔ بہادر شاہ نے قلعہ چانپانیر سے جس قدر زر و جواہر اٹھ سکا ساتھ
لیا اور احمد آباد گجرات کی طرف بھاگا۔ بادشاہ نے چانپانیر کو تاراج کر کے دولت خواجہ بیرلاس کو محاصرہ قلعہ
کے واسطے چھوڑ کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا۔ بہادر شاہ نے وہاں سے بھی بھاگ کر کھمبایت کی راہ لی اور جب بادشاہ
نے کھمبایت کا قصد کیا تو بہادر شاہ نے مضطرب ہو کر جزیرۂ دیو کی طرف گریز کی اور اسی روز شام کو جنت آشیانی
کھمبایت پہونچے۔ دو روز مقام کے بعد معلوم ہوا کہ گجراتیوں کا خلاصہ خزانہ چنپانیر میں ہے۔ پھر چنپانیر میں آئے
اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اختیار خان قلعہ دار نے سخت محافظت کی لیکن اس کی حرص نے کام خراب کر دیا۔ اس کی
تفصیل یہ کہ اختیار خان کے پاس ذخیرہ کئی سال کے واسطے کافی موجود تھا پھر بھی اس نے زمینداروں کے ذریعہ
سے غلہ و گھی و گھاس منگوائی اور اس قلعہ کے ایک طرف بہت گھنا جنگل تھا ادھر محاصرہ والی فوج نہ تھی تو رسیون کے
ذریعہ سے یہ چیزیں قلعہ پر کھینچ لائی جاتی تھیں۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ گرد قلعہ کے دورہ کرنے سوار ہوئے جب اس طرف
پہونچے تو جنگل سے کچھ لوگ نکلتے دیکھے جو فوج کو دیکھتے ہی پھر جنگل میں بھاگے۔ بادشاہی لوگوں نے تعاقب کیا
اور چند آدمی گرفتار کر لائے جنھوں نے جان کے خوف سے حال بیان کر دیا اور ساتھ لیجا کر وہ موقع دکھلا دیا۔ بادشاہ
نے لشکر کے لوہاروں سے آہنی میخیں بنوائیں۔ اور ایک رات چاندنی میں قلعہ پر ہر طرف سے لڑائی ڈالی کہ شور و غل
بلند رہے اور خود تین سو بہادر جوان لے کر جنگل کی راہ سے وہاں پہونچے اور فولادی میخیں ادھر ادھر گاڑیں
اور چڑھ کر پھر دوسری گاڑیں چنانچہ اوپر تک پہونچیں اور صبح کے قریب فوج کو زیادہ زور ڈالنے کا حکم بھیجا اور
اہل قلعہ کا اس طرف گمان بھی نہ تھا۔ ہمہ تن افواج کی طرف مشغول رہے۔ بادشاہ نے اول انتالیس آدمی چڑھائے
پھر بیرم خان خانان پھر ذاتی شجاعت کی وجہ سے خود بادشاہ اوپر چڑھ گئے اور صبح تک باقی سب آدمی بھی چڑھ آئے
جنت آشیانی نے جوش شجاعت میں یہ ایسا دشوار معرکہ زمانہ کے لوح جبین پر نقش کر دیا جس کی نظیر بہت کم بادشاہوں
میں نظر آئیگی۔ الغرض صبح کو تکبیر کہتے ہوئے دروازہ قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور محافظوں کو نیست کر کے لشکر کے
واسطے دروازہ کھول دیا اور ایسا مستحکم قلعہ اس دلیرانہ تدبیر سے فتح کر لیا۔ اس روز تمام اہل قلعہ قتل ہوئے سوا ے
اختیار خان و اس کے متعلقین کے جو ارک مولیہ میں گھس گئے تھے۔ اختیار خان نے بھی نہایت اضطراب سے امان
مانگی اور باہر آ کر خاک بارگاہ کو بوسہ دیکر معافی کا خواستگار ہوا چونکہ گجراتیوں میں فضیلت رکھتا تھا بادشاہ نے
معاف کیا بلکہ تربیت فرما کر ندیم مجلس خاص بنایا۔ اس روز جنت آشیانی نے دست کرم کشادہ فرما کر شاہان گجرات
کے خزانوں زر سرخ و سفید ڈھالوں بھر بھر کے تقسیم فرمائے اور نفائس متاع روم و فرنگ و خطا و چین و غیرہ

جو سالہا سے دراز سے سرکار گجرات مین اندوختہ تھے سب تاراج ہوئے - بہادر شاہ نے بندر دیو سے چنگیز خان
مقتول کے والد عماد الملک چرکس کو احمد آباد روانہ کیا کیونکہ رعایا نے باوجود اس حالت کے عرضداشت کی تھی کہ
جس معتمد کو حکم ہو خراج ادا کیا جاوے - عماد الملک نے احمد آباد مین آکر چند روز مین پچاس ہزار لشکری جمع کیے
اور روز بروز اس کی قوت بڑھنے لگی - جنت آشیانی نے یہ خبر سنکر جانپانیر کا صوبہ ہندو بیگ مغل کو حوالہ کیا اور
خود بجانب احمد آباد متوجہ ہوئے اور مرزا عسکری کو مقدمہ لشکر چغتائی کرکے آگے کیا - عماد الملک نے قصبہ محمود آباد
کے قریب مرزا عسکری سے مقابلہ کرکے شکست کھائی اور بادشاہ نے احمد آباد مرزا عسکری کو حوالہ کیا اور اسی طرح
امرائے لشکر مین سے ہر ایک کو صوبجات بدستور فرما کر مرزا عسکری کا ماتحت کیا اور خود برہان پور کی جانب متوجہ
ہوئے - برہان نظام شاہ و عماد شاہ و دیگر حکام دکن نے عرائض فرمانبرداری ارسال کیے کہ خاندیس کے
تسخیر سے معافی دیجاوے لیکن ہنوز یہ عرضیان نواب درگاہ تک نہ پہونچی تھین کہ بادشاہ کو شیر خان افغان کی ہنگامہ
کی خبر پہونچی اور بادشاہ نے مملکت برہان پور کو زیر و زبر کرنے کے بعد مندو کی طرف معاودت فرمائی اور وہان
مولف تاریخ حبیب السیر نے جو ملازم رکاب تھے مرض اسہال سے رحمت ایزدی مین مقام کیا اور وصیت کے مطابق
انکی نعش دہلی لیجا کر جوار حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ مین دفن کی گئی اور بادشاہ نے آگرہ کی جانب کوچ فرمایا
یہان عماد الملک و دیگر امرائے گجراتی نے جمعیت بہم پہونچا کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا اور ہر طرف شورش بپا ہوئی
اور یادگار ناصر مرزا حاکم پٹن و قاسم حسین سلطان حاکم بھروچ نے دشمنون کے غلبہ سے وہ مقامات چھوڑ دیے اور سب
مرزا عسکری کے پاس جمع ہوئے اتفاقاً ایک روز مرزا عسکری نے مجلس شراب مین کہا کہ ہم لوگ بادشاہ ظل اللہ
ہین مہدی قاسم خان کے بھائی غضنفر نے جو مرزا کا کوکہ تھا آہستہ سے کہا کہ ہان مگر خود بینی ہو - پاس والے ہنس
پڑے اور مرزا نے حقیقت حال سے واقف ہوکر غضنفر کو قید کیا وہ چند روز بعد رہائی پاکر جزیرہ دیو مین بہادر شاہ
گجراتی کے پاس چلا گیا اور اس کو احمد آباد آنے کی ترغیب دی اور کہا کہ مجھے مغلون کے کچھ حالات خوب معلوم ہین
وہ سب بھاگنے والے ہین صرف بہانہ چاہتے ہین تو مجھے مقید کرکے لے چلو اگر وہ تم سے جنگ کرین تو مجھے ہلاک
کرنا - بہادر شاہ نے زمینداران سورت کو متفق کرکے اچھی جمعیت حاصل کی اور احمد آباد کی طرف روانہ ہوا - اس وقت
امیر ہندو بیگ نے مرزا عسکری سے کہا کہ سکہ و خطبہ اپنے نام کرو تا کہ سپاہیون کو جان نثاری مین امیدواری ہو - یہ
تو مرزا سے موصوف کی دلی آرزو تھی لیکن اس مجلس مین قبول نہ کیا بلکہ ہندو بیگ کو ملامت کی اور امرا کو ساتھ لے کر
احمد آباد سے باہر اساول کے پیچھے سرکیج کے محاذی لشکرگاہ بنائی جب بہادر شاہ مقابل مین اترا تو اتفاق سے
مرزا عسکری کی طرف سے ایک گولہ توپ ایسا چلا کہ بہادر شاہ کی بارگاہ اوندھی گری - بہادر شاہ نے غضبناک
ہوکر غضنفر کو قتل کرنے کا قصد کیا - غضنفر نے کہا کہ صباحت تک میرے قتل کرنے مین تاخیر کی جاوے کیونکہ مین
خوب جانتا ہون کہ آج ہی رات کو مرزا بھاگ جاوے گا - چنانچہ رات کو مرزا عسکری نے اس غرض سے جانپانیر کا
قصد کیا کہ وہان کے خزائن شاہی پر قبضہ کرکے خطبہ و سکہ اپنے نام کرے - بہادر شاہ دو تین روز تعاقب کرکے لوٹ
آیا اور اپنی خوش قسمتی پر نازان ہوکر مستقل ہوا - مرزا عسکری کے ارادہ سے جب تردی بیگ کو خبر ہوئی تو اسنے
مزاحمت و ممانعت کی اور مرزا عسکری فتح سے مایوس ہوکر خراب ہیئت سے آگرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ فوج و حشم

جمع کر کے شاہی کا ڈنکہ بجا دے۔ جنت آشیانی نے مندو وغیرہ سے قطع نظر کر کے بعجلت آگرہ کی طرف کوچ کیا کہ مبادا مرزائے مذکور وہاں فتنہ برپا کرے۔ مرزا نے جب دیکھا کہ جنت آشیانی خود آ گئے تو مجبوری سے اپنے خیالات سے نادم ہو کر یادگار ناصر مرزا و قاسم حسین و دیگر امرا کو ساتھ لے کر ملازمت بادشاہ میں حاضر ہو کر عذر پیش کیا کہ مجھ سے گجرات کا ضبط نہ ہوگا اس لیے مجبوراً حضوری میں حاضر ہوا ہوں۔ بادشاہ نے کمال نرمی و مروت سے کچھ نہ کہا اور اس عرصہ میں تردی بیگ نے بھی صلح کے ساتھ قلعہ چانپانیر بہادر شاہ کے سپرد کر کے حضوری حاصل کی اور فساد نیت و کفران نعمت کی وجہ سے مالوہ و گجرات جیسی سلطنت جو اس شفقت سے مفتوح ہوئی تھی مفت ہاتھ سے گئی اور شوکت سلطنت میں خلل پیدا ہوا علاوہ بریں اکثر امور کا ان دنوں بادشاہ کے مزاج پر افیون نے ایسا غلبہ کیا کہ دیوانداری کم کر دی اور اکثر خلوت میں رہتے تھے اور مفسدوں نے ہر طرف سے شورش پیدا کی اور انھیں ایام میں رکن شاہی امیر جنید برلاس حاکم جونپور نے انتقال کیا۔ یہ امیر صاحب اقتدار تھا جو اپنی قوت و تدبیر سے شرقی افغانوں میں سے بعضوں کو بزور شمشیر اور بعضوں کو بحسن تدبیر مغلوب و منکوب کیے رکھتا تھا جب اسنے سنہ ۹۴۳ نوسو تینتالیس ہجری میں انتقال فرمایا اور شیر خان افغان جو امرائے افاغنہ میں سب سے زیادہ قوی تھا رہتاس و بنگالہ میں کروفر دکھاتا تھا اور جونپور تک بے ادبی و شوخی کرتا تھا لاچار بادشاہ نے سنہ ۹۴۴ نوسو چوالیس کے اٹھارھویں ماہ صفر میں خود سفر کیا اور چنار گڑھ کا محاصرہ فرمایا اور غازی خان سور حاکم قلعہ نے مدافعہ میں دلیری کی اور طول محاصرہ کو چھ ماہ ہو گئے اور روزانہ جنگ میں بہت آدمی ضائع ہو گئے آخر بادشاہ نے رومی خان کو جو بہادر شاہ گجراتی سے جدا ہو کر ملازم ہوا تھا نوازش فرما کر فتح قلعہ اس کے حوالہ فرمائی۔ رومی خان نے قلعہ کو ہر طرف ملاحظہ کیا اور دیکھا کہ تین طرف خشکی سے بہت مستحکم ہے لہذا چوتھی جانب جدھر دریائے گنگ تھا بڑی کشتی بنائی اور اس پر سرکوب اٹھانا شروع کیا جب کشتی بوجھ نہ اٹھا سکی تو اس کے ادھر ادھر دو کشتیاں اور باندھیں اور سرکوب اونچا کیا جب پھر بوجھ پڑا تو بدستور سابق دو کشتیاں دیگر اضافہ کیں اور برابر اسی طرح حکمت سے کشتیاں بڑھا کر سرکوب کو قلعہ سے ملا دیا اور اس تدبیر سے بہت آسانی سے قلعہ فتح کیا اور رومی بہت سرفراز ہوا۔ اسی زمانہ میں سلطان محمود حاکم بنگالہ جلال خان ولد شیر خان کے مقابلہ سے شکست کھا کر زخمی بادشاہی لشکر میں آیا اور بہت عاجزی سے یورش بنگالہ کے واسطے التجا کی۔ بادشاہ شروع سنہ ۹۴۵ نوسو پینتالیس میں تسخیر بنگالہ کا قصد کر کے روانہ ہوئے۔ شیر خان نے یہ خبر سن کر اپنے بیٹے جلال خان کو مع خواص خان کے گڑھی کی محافظت کے لیے روانہ کیا۔ یہ گڑھی درمیان بہار و بنگالہ کے ایک مستحکم مقام ہے اس کے ایک طرف بہت بلند پہاڑ ہے جس میں نہایت گنجان خاردار جنگل ہے جس سے گزرنا نہایت دشوار بلکہ ممتنع ہے اور دوسری طرف دریائے گنگا بڑے زور شور سے جاری ہے جس کے پار اترنا نہایت مشکل ہے جنت آشیانی نے راہ سے جہانگیر بیگ مغل کو گڑھی فتح کرنے کے لیے اور ہندال مرزا اپنے بھائی کو محمد سلطان مرزا کا فتنہ دفع کرنے کے لیے روانہ فرمایا جہانگیر بیگ مغل جیسے ہی گڑھی پہنچا تھا ہنوز اسباب سفر بھی نہ اتارا تھا کہ جلال خان و خواص خان نے یکبارگی اس پر دھاوا کیا۔ جہانگیر بیگ نے شکستہ و زخمی اپنے تئیں شاہی لشکر میں پہنچایا۔ جب بادشاہ بھی جلدی گڑھی میں پہنچے تو جلال خان و خواص خان

وہان سے بھاگ کر گور مین چلے گئے اور بادشاہ باطمینان گڑھی سے پار ہو گئے - شیر خان نے یہ خبر سنکر بحالت اضطراب مین سلاطین گور و بنگالہ کا خزانہ جو انکے دونون ہاتھ آیا تھا ساتھ لیکر کوہستان جھارکھنڈ کی راہ لی - بادشاہ شہر گور مین جو دار السلطنت بنگالہ ہے پہونچ گئے اور اسکو مسخر کرکے اس کے مکروہ نام کو جنت آباد سے بدل دیا اور تین مہینہ وہان توقف کیا لیکن وہان کی خراب آب و ہوا سے اور سخت مشقت اٹھانے سے بہت گھوڑے و اونٹ تلف ہوے اور آدمی بھی بکثرت بیمار پڑ گئے اور عجب خراب حالت پیدا ہو گئی - اس حالت مین وحشتناک خبر بھائیون کی مخالفت کی پہونچی کہ مرزا ہندال نے محمد سلطان مرزا کا فتنہ دور کرنا تو ایک طرف کیا اور آگرہ پہونچکر مخالفت کی بنیاد ڈالی اور پہلے بادشاہ کے پیشوا و پیر شیخ بہلول کو اس بہانہ سے کہ وہ افغانون کے شریک و مخبر ہین قتل کیا پھر اپنے نام کا خطبہ شاہی پڑھا اور جانب دہلی کوچ کیا اور تسخیر کے واسطے محاصرہ کر لیا - بادشاہ یہ اخبار متوحش سنکر دلگیر و محزون ہوئے اور فی الحال بنگالہ جہانگیر بیگ و ابراہیم بیگ کو سپرد کیا یہ دونون مغل کے امراے کلان سے تھے اور تیزی کے ساتھ آگرہ کی جانب متوجہ ہوئے - شیر خان کو جب لشکر شاہی کی پریشانی اور مرزا ہندال وغیرہ کی مخالفت سے اطلاع ہوئی تو رہتاس سے لشکر جرار لیکر روانہ ہوا اور جب بادشاہی لشکر جوسا پر پہونچا تو شیر خان نے سد راہ ہو کر تین مہینہ تک مقابل مین پڑاؤ کیا اور ہر طرح کی مزاحمت و تشویش پہونچانے مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اسی حالت سخت مین کامران مرزا نے یہ اخبار سنکر لاہور سے دس ہزار سوار لیکر دہلی فتح کرنے کا قصد کیا - اور کوچ بکوچ جب دہلی پہونچا تو مرزا ہندال جو پہلے ہی سے محاصرہ کیے ہوئے تھا کامران مرزا سے متفق ہو گیا اور دونون نے محاصرہ مین سعی کی - اتنے مین فخر الدین علی کوتوال دہلی نے قلعہ سے نکلکر کامران مرزا سے عرض کیا کہ مین نمک حرامی نہین کر سکتا ہون بہتر یہ کہ پہلے آپ آگرہ فتح کرین تو دہلی خود ہی آپ کے واسطے ہو جائیگی - مرزا کامران نے اس کلام معقول کو قبول کیا اور جانب آگرہ روانہ ہوا وہان پہونچنے سے پہلے ہی دونون بھائیون مین اختلاف ہوا آخر مرزا ہندال پانچ ہزار سوار اور تین سو ہاتھی لے کر الور چلا گیا اور کامران مرزا نے آگرہ مین علانیہ مخالفت کا اظہار کیا - جنت آشیانی نے جوسا سے بار بار بھائیون کو لکھا کہ تمام فتنے کی جڑ شیر خان افغان بہت زبردست دشمن باسامان ہے اور حالت خطرناک ہوا ہے وقت مین برادران عزیز کو چاہیے کہ فی الفور یہان پہونچکر اول اس کا فتنہ دور کرین تاکہ سلطنت ہندوستان جو فردوس مکانی (بابر بادشاہ) نے اس مشقت سے حاصل فرمائی تھی دفعۃً ہاتھ سے جاتی نہ رہے اور اولاد چغتائی تباہ نہ ہو اور بعد دفع دشمن کے انشاء اللہ تعالے ممالک بھائیون کی خواہش کے موافق تقسیم کرنے مین مجھے کچھ عذر نہ ہوگا - ہر چند بادشاہ نے مکرر بنصائح سے اظہار محبت کیا مگر ناسعادت مند بھائیون مین جو برادران یوسف ؑ سے بھی بڑھے ہوئے تھے کچھ اثر نہ ہوا اور جہالت و فسادت سے کہنے لگے کہ شیر خان نے اگر ہمایون کو شکست و تباہ کیا اور ہم سلامت رہین تو بہت آسانی سے شیر خان کو دفع کر کے ہندوستان کی بادشاہت باہم تقسیم کر لین گے - اس درمیان مین شیر خان نے از راہ مکر اپنے پیر شیخ خلیل درویش کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور صلح کی درخواست

کی بادشاہ نے بھی بمقتضاے وقت قبول کیا اور مقرر ہوا کہ بنگالہ و رہتاس پر شیرخان کفایت کرے اور وہان کا سکہ و خطبہ بادشاہ کے نام رہے - چنانچہ اسپر شیرخان نے کلام الٰہی کی قسم کھائی اور سپاہ مغل آسودہ و مطمئن ہوئی لیکن دوسرے روز شیرخان سنہ ۹۴۶ھ نوسو چھیالیس مین افواج آراستہ و مکمل لیکر یکبارگی لشکر چغتائی پر آگرا اور وہ لوگ صفین بھی درست نہ کرنے پائے اور بعد جنگ کے غالب آیا اور گھاٹ جہان کشتیان تھین بند کر لیے - اس پریشانی مین شاہ و گدا و میر و وزیر بوجہ افغانون کے تعاقب کے بے اختیار پانی مین گرے اور سواے ہندوستانیون کی صحیح روایت کے موافق سات آٹھ ہزار مغل جن مین محمد زمان میرزا بھی تھے غرق بحر فنا ہوئے اور بادشاہ کو نظام نامی سقے نے بمحبت و مشقت پار اُتارا بادشاہ نے وعدہ دیا کہ تجھے آدھے دن آگرہ کی بادشاہی عطا کرونگا چنانچہ آگرہ پہونچکر اپنا وعدہ پورا کیا اور اسنے اتنی ہی دیر مین اپنی اقوام کو مالا مال کر لیا اور اہل فوج مین سے جو لوگ بچے تھے بادشاہ سے ملحق ہوتے اور جب آگرہ سے قریب ہوئے تو کامران مرزا متاسف ہو کر الور مین ہندال مرزا کے ساتھ ملحق ہو گیا اور چونکہ افغانون کے غلبہ سے وہان توقف محال تھا دونون کینہ ور بھائی بظاہر منفعل و نادم ہو کر بادشاہ کے پاس آئے اور جہانگیر بیگ و ابراہیم بیگ بنگالہ سے اور محمد سلطان مرزا باغی بھی قنوج سے مع اہل و عیال بھاگ کر آگرہ مین آ گئے اور تمام ممالک جو لامحالہ دشمن کے لیے چھوڑ دیے پھر مجلس مشورہ منعقد ہونے لگی - چونکہ کامران مرزا اپنا نفاق نہین چھوڑتا تھا - ہر روز کی مجلس سے کوئی نتیجہ نہین نکلتا تھا اور کامران مرزا ایسی حالت مین لاہور جانے پر مستعد ہوا اور اسکو ابھارنے والا خواجہ کلان بیگ مغل تھا جو لشکر چغتائی مین زبردست سردار تھا اور بابر شاہ کے زمانہ مین کابل کی اجازت لیکر گیا تھا اور کامران مرزا کے ساتھ پھر ہندوستان آیا تھا - بادشاہ نے فرمایا کہ اگر اسوقت مین ہم سب متفق ہو کر شیرخان کا فتنہ دفع نہ کرین تو یاد رکھو کہ آیندہ کسی کو یہان امن نصیب نہ ہوگا اور اس مشورت و بحث کو چھ مہینہ ہو گئے اور کچھ قرار نہ پایا - اس عرصہ مین مرزا کامران نے بدپرہیزی اور تداخل غذا کی وجہ سے بیماری سوء القنیہ بہم پہونچائی اور فتنہ انگیزون نے خبر اڑائی کامران کو بھی گمان بیٹھ گیا کہ بادشاہ نے اسکو کھانے مین زہر دلوا دیا ہے اور کامران نے لاہور جانے کا عزم کر لیا لاچار بادشاہ نے اس شرط سے رخصت دی کہ تنہا جاوین اور کام کے آدمی سب چھوڑ جاوین کامران نے خواجہ کلان بیگ کو سامان خرچ کے بہانے رخصت کیا اور جس قدر عمدہ فوج تھی رفتہ رفتہ روانہ کر دی اور مردم معتبرین سے کوئی نہ چھوڑا ہر ایک کو اس بہانہ سے کہ خواجہ کلان کے ملازمون سے ہین روانہ کرنا شروع کیا فقط ایک ہزار آدمی بماتحتی سکندر سلطان آگرہ مین چھوڑ دیے اور اس کے جانے سے اکثر امراے چغتائی بیدل ہو گئے بلکہ کامران کے ساتھ نکل گئے البتہ کامران کے امرا مین سے مرزا حیدر دوغلات نے جدا ہو کر بادشاہ کا ساتھ دیا - شیرخان افغان نے بھائیون کی نااتفاقی اور فوج کی پریشانی بذریعہ جاسوسون کے معلوم کر کے لشکر جرار ساتھ لے کر دریاے گنگ کے کنارے خیمہ کیا اور اپنے بیٹے قطب خان کو لشکر کثیر کے ساتھ دریا سے پار اتارا اور اس طرف کے ممالک پر بھی قبضہ کر لیا - بادشاہ نے یہ خبر سنکر قاسم حسین سلطان کو باتفاق یادگار ناصر مرزا و سکندر سلطان کے اس فتنہ کو روکنے کے لیے روانہ کیا اور کالپی کے نواح مین فریقین کا مقابلہ ہوا اور بعد سخت جنگ کے لشکر مغل نے فتح پائی اور قطب خان بہت سے افغانون

کے ساتھ مارا گیا اور تمام حسین سلطان نے قطب خان کا سر آگرہ روانہ کیا اور شیر خان کے دفع کے واسطے بادشاہ سے تشریف آوری کی درخواست کی۔ بادشاہ نے ایک لاکھ سوار کے ساتھ کوچ کیا اور قنوج کے نیچے گنگا سے اتر کر شیر خان کے مقابل خیمہ کیا جو پچاس ہزار فوج سے اترا ہوا تھا۔ ایسے موقع پر محمد سلطان مرزا مع بیٹوں وغیرہ کے بے وجہ محض بیوفائی کی وجہ سے بھاگا اور کامران مرزا کے لوگ بھی سب بھاگ کھڑے ہوئے سپاہیوں کو اول واقعہ یاد تھا متوہم ہوئے اور موقع پا کر بھاگنے لگے اور موسم برسات بھی سر پر آگیا چونکہ لشکرگاہ نشیب میں تھی ادھر اس قدر پانی آیا کہ خیمے مثل حباب تیرنے لگے اور بادشاہ نے بروز عاشورہ ۹۴۷ھ نوسوسنتالیس قصد کیا کہ یہاں سے کوچ کر کے اونچی زمین پر اتریں کہ ناگاہ شیر خان یکایک ٹوٹ پڑا اور سخت جنگ کے بعد غالب ہوا اور اس مرتبہ بھی نہ تھم سکے تعاقب سے وضیع و شریف نے تین کوس طے کر کے دریائے گنگا میں بے اختیار کودنا شروع کیا جس کی زندگی تھی بادشاہ کے ساتھ پار اترا ورنہ ڈوب گیا اور بادشاہ نے آگرہ میں بھی بوجہ قریب دشمن کے توقف نہ کیا لاہور کا راستہ لیا اور غرہ ربیع الاول سنہ مذکور میں سب مرزا و خوانین لاہور میں مجتمع ہوئے لیکن جب شیر خان تعاقب کرتا ہوا سلطان پور کے دریا سے پار اترا تو آنحضرت دریائے لاہور سے پار اتر کر ٹھٹھہ و بھکر کی طرف رواں ہوئے اور کامران مرزا مع مرزا عسکری و خواجہ کلان بیگ کے نواحی نوشہرہ سے جدا ہو کر کابل کو روانہ ہوئے اور بادشاہ دریائے سندھ سے عبور کر کے بھکر کی طرف متوجہ ہوئے اور قصبہ لہری میں توقف کر کے ایلچی مع گھوڑا و خلعت مرزا شاہ حسین ارغون حاکم ٹھٹھہ کے پاس بھیجکر مدد کے واسطے بلایا کہ متفق ہو کر گجرات فتح کریں۔ مرزا شاہ حسین ارغون نے پانچ چھ ماہ لیت و لعل میں گذارے اور لشکریان بادشاہ پریشانی سے متفرق ہوئے اور مرزا ہندال بھی ایسے وقت میں جدا ہو کر قندھار چلا گیا کیونکہ قراچہ خان حاکم قندھار نے عرضی لکھ کر اس کو بلایا تھا اور جب یادگار ناصر مرزا نے بھی جدا ہونے کا ارادہ کیا تو جنت آشیانی نے بمشکل دلاسا دیکر مقرر کیا کہ وہ بھکر میں جا کر توقف کرے وہ وہاں جا کر بغیر منازعت قابض ہو کر قوی ہوا اور آنحضرت نے قلعہ سہوان کو محاصرہ کیا چونکہ ایام محاصرہ میں سات ماہ کا طول ہوا اور شاہ حسین ارغون نے کشتیوں میں بیٹھکر رسد بندی کی حتی کہ لشکریان بادشاہی حیوانات کے گوشت پر بسر کرنے لگے بادشاہ نے یادگار ناصر مرزا کو لکھا کہ قلعہ کا فتح ہونا تمہارے آنے پر موقوف ہے۔ شاہ حسین ارغون نے اس کو اپنی دختر دینے کا اور اس کے نام خطبہ پڑھنے کا وعدہ دیکر منحرف کر دیا اور وہ مدد کو نہ آیا لاچار ہو کر بادشاہ نے بھکر کی طرف معاودت کی اور مرزا سے عبور کے واسطے کشتیاں مانگیں اہل ٹھٹھہ اس کے اشارہ سے رات کو کشتیاں لے گئے اور صبح کو مرزا نے عذر کیا اور بادشاہ چند روز معطل رہے آخر دو تین آدمی ملے جنہوں نے غرق شدہ کشتیاں نکالیں اور بادشاہ نے عبور کیا اس وقت یادگار ناصر مرزا بکمال شرمندگی کے ساتھ ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ بکمال اخلاق و صفات ملکی سے آراستہ تھا ایک حرف بھی زبان سے نہ کہا لیکن مرزا اسے بے سعادت نے شاہ حسین ارغون کے اشارہ سے بادشاہی سپاہیوں کو فریب سے ملا لیا اور بہتوں کو ساتھ لے گیا پھر بے وجہ ایک روز لڑنے کے واسطے سوار ہوا۔ لاچار بادشاہ بھی اپنے حفاظت کے لیے سوار ہوئے لیکن کچھ لوگوں نے درمیان ہو کر مرزا سے نا سعادتمند کو ملامت کی اور واپس لے گئے جنت آشیانی اپنے معاملہ

مین متفکر تھے آخر یہ خیال کیا کہ راجہ مالدیو سے ملین کیونکہ ہندو راجاؤن مین یہ راجہ سب سے زیادہ قوی تھا اور بارہا اس نے عرضیان اس مضمون کی بھیجین کہ ہندوستان فتح کرنے مین وہ ہر طرح مدد و جانسپاری کے لیے تیار ہے آخر جیسلمیر کی راہ سے روانہ ہوئے۔ جیسلمیر کے راجہ نے نہایت بے مروتی کرکے ایک جماعت کو راہ روکنے کے لیے بھیجا بادشاہ نے اُنکو ہزیمت دی اور تاخت کرکے راجہ مالدیو کی ولایت کے قریب پہونچے۔ اسنے جو لشکر چغتائی کی بے سامانی و پریشانی دیکھی تو بلانے سے پشیمان ہوکر چاہا کہ بادشاہ کو دستگیر کرکے شیر خان کے پاس نیکو خدمتی ظاہر کرے اتفاقاً ایک نوکر نے جو پہلے بادشاہ کا کتابدار تھا خفیہ بادشاہ کو مالدیو کے ارادے سے آگاہ کیا بادشاہ نے آدھی رات کو تیزی کے ساتھ ریگستان کی راہ سے امرکوٹ کا قصد کیا جو ٹھٹھہ سے سو کوس ہے جب راہ مین آنحضرت کے گھوڑے نے سستی کی تو آپ نے تردی بیگ سے گھوڑا مانگا اُس نے بے مروتی کرکے گھوڑا نذر کرنے مین مضایقہ کیا۔ ناچار آپ اونٹ پر سوار ہوئے۔ ندیم کوکہ جو آپ پیادہ چل رہا تھا اور ماں کو گھوڑے پر سوار لاتا تھا اُس نے ماں کو اونٹ پر سوار کرکے گھوڑا نذر کیا۔ چونکہ یہ خبر متواتر تھی کہ مالدیو کے سپاہی تعاقب مین تیزی سے آتے ہین چلنے مین عجلت کی گئی لیکن چونکہ وہ ملک تمام ریگستان ہے پانی میسر نہ آیا اور تمام آدمی بے پانی کے تڑپنے لگے اور معرکہ کربلا کا نمونہ پیش آیا آنحضرت نے چند امرا کو جو ساتھ تھے فرمایا کہ پیچھے پیچھے چلے جاوین اور خود اہل و عیال و اسباب کو آگے کرکے بیس پچیس آدمیون سے آگے بڑھے کیونکہ کفار کے نزدیک ہو جانے کی خبر متواتر تھی۔ اتفاقاً رات مین سرداران مذکور راہ بھولکر دوسری طرف نکل گئے اور صبح ہوتے ہوئے لشکر کفار کی سیاہی نظر آئی ناچار امیر شیخ علی وغیرہ نے کلمہ شہادت پڑھکر باگ پھیری اور فوج کفار سے مقابلہ کیا حسن اتفاق سے اول تیر کفار کے سردار کے لگا اور اسکے گرتے ہی فوج کفار نے بھاگنا شروع کیا اور مجاہدین نے تعاقب کرکے بکثرت اونٹ غنیمت مین لیے اور بادشاہ شکر الٰہی بجالاکر ایک کنوئین پر اُترا جس مین پانی بہت کم تھا اور وہان گمشدہ امرا بھی پہونچ گئے اور فی الجملہ آرام حاصل ہوا دوسرے روز وہان سے کوچ ہوا اور خیال تھا کہ اب پانی کی قلت نہ ہوگی لیکن خلاف امید تین منزل تک کہین پانی نہ ملا۔ اور پیاس کی شدت سے لوگون کی عجب حالت ہو گئی چوتھے روز ایک کنوئین پر پہونچے جو بہت گہرا تھا۔ جب ڈول نکلتا تھا تو ڈھول بجاتے تھے تاکہ چرس کھینچنے والے بیل آواز سنکر ٹھہرین اور شدت پیاس سے دس پانچ اس ڈول پر گر پڑے اور آخر رسی ٹوٹ کر ڈول کنوئین مین گر پڑا اور پیاسے بے اختیار فریاد کرتے تھے اور کچھ لوگ بے اختیار کنوئین مین کود پڑے اور ہلاک ہو گئے دوسرے روز کوچ کرکے ایک نہر کے کنارے پہونچے چونکہ چند روز سے جانورون و آدمیون نے پانی نہ پایا تھا بیتاب ہوکر اس قدر پانی پیا کہ مر گئے القصہ بحنت محنت و مشقت کے بعد امرکوٹ پہونچے وہان کا راجہ رانا نام بہت اچھی طرح پیش آیا اور ہر طرح کی امداد اور خدمتگزاری مین کچھ کوتاہی نہ کی اور لشکری آسودہ ہوئے اور اسی مقام پر شاہزادہ عالمیان جلال الدین محمد اکبر بطالع ارجمند و بخت بلند بادشاہ بیگم حمیدہ بانو کے بطن سے پیدا ہوئے اور جنت آشیانی شکر الٰہی بجالائے اور بعد لوازم سرور اہل و عیال و اسباب اسی مقام پر چھوڑکر راجہ رانا کے ساتھ بھکر فتح کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے لیکن بعض جنگ مین امیر شیخ علی کہ مردانہ سردار تھا دعوییون کی لڑائی مین مارا گیا اور لشکری بھی متفرق ہو گئے حتی کہ منعم خان بھی بھاگ گیا لاچار ہوکر بادشاہ نے قندھار کی طرف کوچ کیا اُسوقت بیرم خان گجرات کی طرف سے

یکایک بادشاہ کی خدمت مین پہونچ گیا۔ اسی زمانہ مین کامران مرزا قلعہ قندھار کو ہندال مرزا سے لیکر اپنی طرف سے عسکری مرزا کو وہان مقرر کرکے ہندال کو کابل لے گیا تھا مرزا شاہ حسین ارغون نے مرزا عسکری کو لکھا کہ بادشاہ بہت پریشان حال ہے اگر آپ گرفتار کرنا چاہین تو یہی وقت ہے۔ مرزاے مذکور نے شرم ایک طرف کرکے تاخت کی اور یہ خبر جب بادشاہ کو پہونچی تو مریم مکانی کو ساتھ سوار کرلیا اور شاہزادہ کو گرمی و مشقت سفر کے خیال سے اُردو مین چھوڑکر بیرم خان اور اکیس آدمیون کے ساتھ بغیر تجویز راہ کے خراسان کو روانہ ہوئے اور مرزاے بے حمیت جب لشکر مین پہونچا اور جانا کہ بادشاہ نکل گئے تو کف افسوس مل کے اسباب پر متصرف ہوا اور شاہزادہ کو قندھار لے گیا۔ بادشاہ کو ایسے نیک طینت بھائیون کے خطرہ سے کہین توقف کی گنجائش نہ تھی روا روی مین سرحد سیستان مین پہونچ گئے وہان حضرت شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ کی طرف سے احمد سلطان شاملو حاکم تھا اس نے استقبال کیا اور سیستان مین لیجاکر چند روز خدمت کی اور جو کچھ اسکے پاس تھا سب حضور مین پیش کیا اور اپنی عورتون کو مریم مکانی کی خدمت گذاری کے واسطے مقرر کیا۔ بادشاہ نے بقدر ضرورت لے کر باقی سب اُسکو دیدیا اور وہان سے ہرات کی جانب روانہ ہوئے وہان بادشاہ کی طرف سے بڑا شاہزادہ سلطان محمد حاکم تھا اسنے اپنے اتالیق محمد خان تکلو کے ساتھ استقبال کیا اور بکمال تعظیم و تکریم و مہمانداری مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور فرمان شہنشاہی کے مطابق جو تمام حکام ولایات کو پہونچ چکا تھا ہر قسم کا اثاثہ بادشاہی مہیا کرکے نذر کیا اور سامان سفر ایسا خوب مرتب کیا کہ بادشاہ کی ملاقات تک درمیان مین کسی چیز کی ضرورت نہ پڑی۔ جنت آشیانی نے ہرات سے مشہد مقدس کا سفر کیا اور حضرت امام علیہ وعلی آبائہ الآف التحیۃ والسلام کی زیارت کے بعد روانہ قزوین ہوئے راہ مین اکابر و امراے عراق استقبال کو آئے اور شرائط ضیافت بجا لاتے تھے یہانتک کہ آپ نے قزوین پہونچکر مقام کیا اور وہانسے دست صادق بیرم خان کو بادشاہ ستودہ صفات کی خدمت مین روانہ فرمایا

ذکر شیر شاہ افغان بن حسن سور کی بادشاہی کا

شیرشاہ کا اصلی نام فرید اور اُس کے باپ کا نام حسن تھا اصل مین افغان روہ کی نسل سے تھا جب بادشاہ سکندر لودی انار اللہ برہانہ تخت نشین ہوا تو حسن سور کا باپ ابراہیم نوکری کی ہوس مین دہلی آیا۔ روہ وہ کوہستان ہے جس کا طول سواد بجور سے قصبہ سوئے تک جو بھکر مین شامل ہے اور عرض حسن ابدال سے کابل تک ہے وہان کے افغان چند قبیلہ ہین جن مین ایک فرقہ سور ہے اور یہ لوگ اپنے آپ کو سلاطین غور کی نسل سے خیال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شاہزادہ محمد سوری زمانہ سابقہ مین وطن مالوف سے نکل کر روہ کے افغانون مین آگیا جب ایک رئیس کو اس کا نسب تحقیق ہوا تو باوجود اس کے کہ بیٹی کسی دوسرے فرقہ کو نہین دیتے تھے برخلاف رسم قدیم اپنے محمد سور کو اپنا داماد بنالیا اسکی اولاد سوری فرقہ ہوا۔ اس روایت کے موافق افغانان سور سب افاغنہ مین اشرف ہونگے القصہ حسن سور کے باپ ابراہیم سور نے سلطان بہلول کے ایک سردار کی نوکری کی اور چند روز حصار فیروزہ مین و چندے نارنول مین مقرر رہا جب بہلول لودھی کے بعد سلطان سکندر لودھی خود بادشاہ ہوا اور اس کے امراء مین سے جمال خان جونپور کا حاکم ہوا تو اس نے قدیمی نوکر ابراہیم سور کے بیٹے حسن سور کو رہتاس کے علاقہ سے سہسرام پور و خواص پور ٹانڈہ بطور جاگیر عطا کرکے پانچ سو سوار کا افسر کیا اور حسن سور کے آٹھ بیٹون مین سے

فرید و نظام ایک افغانی لڑکی سے تھے اور باقی لڑکے کنیزون کی بطن سے تھے۔ چونکہ حسن سور کو فرید سے چندان الفت نہ تھی وہ رنجیدہ ہوکر جمال خان کی خدمت مین چلا گیا۔ حسن نے جمال خان کو عرضی بھیجی کہ میرے لڑکے کو دلاسا دیکر میرے پاس ارسال فرمایا جاوے تاکہ یہان علم سیکھے اور اخلاق و آداب حاصل کرے۔ جمال خان نے ہرچند اس سے کہا اسنے یہی عرض کیا کہ سہسرام سے زیادہ علما رجونپور مین موجود ہین مین یہین طالب علمی کرتا ہون چنانچہ اسنے اس زمانہ کے رسوم کے موافق گلستان و بوستان و سکندرنامہ و کافیہ عربی مع حواشی و دیگر کتب علمی تمام کین اور نثر و نظم و تواریخ مین بھی دستگاہ پائی۔ دو تین سال کے بعد حسن سور جونپور مین آیا تو عزیزون و اقارب نے فرید کو باپ سے ملایا اور آخر حسن سور نے فرید کو جاگیر کا داروغہ کرکے روانہ کیا۔ اسے وقت رخصت عرض کی کہ حضور جاگیرات کا انتظام عدل پر ہے مین اگر اس کام پر مقرر کیا جاتا ہون تو عدل سے تجاوز نہین کرونگا اور نوکر اکثر آپ کے خویش و یگانہ ہین اگر ظلم کرین تو مین رعایت نہ کرونگا۔ اس قسم کے مقدمات معروض کرکے جاگیر پر روانہ ہوا اور وہان پختگی و کفایت سے کام کیا اور اقربا مین مساوات مرعی رکھی۔ اس وقت اس کو بعضے سرکش زمیندارون کو تنبیہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور جب مشورہ لیا تو لوگون نے کہا کہ لشکر تو آپ کے باپ کے ہمراہ ہے اور وہ بہت دور تعین ہوا ہے اس کے آنے تک انتظار کیجیے۔ اس نے فرمایا کہ دو سو زین تیار کرو پھر ہر موضع کے مقدم سے ایک گھوڑا عاریت مانگا اور گرد و نواح مین جو کار آمد سپاہی پیادہ پڑے تھے بلاکر ان کو خرچ و کپڑے سے ان کی مدد کی اور آیندہ وعدہ انعام دیا اور مانگے ہوے گھوڑون پر سوار کرکے وہان گیا جہان کا زمیندار اس کو خیال مین نہ لاتا تھا اور سرحد پر قیام کرکے اپنے گرد قلعہ بنایا اور ہر روز تھوڑا تھوڑا جنگل قطع کرتا تھا یہانتک کہ ان متمردون کے قلعہ تک راستہ نکال لیا اور سرکوب تیار کرکے ان دشمنون پر غالب ہوا اور ہشیار متمرد مارے گئے یا اسیر ہوے اس واقعہ سے اس کی ہیبت اس قدر وہان کے لوگون مین سمائی کہ بڑے بڑے متمردون نے اطاعت کرکے واجبی مالگذاری ادا کرنی شروع کی اور تمام پرگنات آباد و شاد ہوئے اور دولت و قوت جمع کرکے تدبیر و شجاعت مین مشہور عالم ہوا۔ جب مدت کے بعد حسن سور واپس آیا تو پرگنات کی معموری و انتظام دیکھکر بہت خوش ہوا اور فرید کی بہت تعریف کی۔ کہتے ہین کہ حسن سور کو اپنی ایک لونڈی سے عشق تھا جس کے بطن سے دو بیٹے سلیمان اور احمد تھے۔ اس نے حسن سور سے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جب تمہارے لڑکے ہونگے تو پرگنات کے داروغہ بناؤنگا اب وعدہ پورا کرنے کا وقت ہے اور حسن بڑے بیٹے فرید کی خاطر سے ٹالتا تھا لیکن فرید نے خود ہی کچھ سمجھکر پرگنات کی داروغگی سے ہاتھ اٹھایا اور حسن سور نے فرید سے عذرخواہی کی کہ جس طرح تم داروغہ ہوکر تجربہ کار ہوگئے ہو چاہتا ہون کہ تمہارے بھائی بھی مجرب ہوجاوین اور آخر تم ہی ولیعہد ہو اور سلیمان و احمد کو داروغہ کردیا۔ فرید آخر مین دلگیر ہوکر مع اپنے بھائی نظام کے آگرہ گیا اور بادشاہ سکندر کے ایک امیر دولت خان لودھی کی خدمت مین رہا اور اس کو راضی و خوش کیا۔ ایک روز دولت خان نے کہا کہ جو تیرا مقصد ہو بیان کر کہ پورا کیا جاوے۔ فرید نے کہا کہ میرا باپ بڈھا ہوگیا اور ایک ہندی لونڈی کے سحر مین مبتلا ہے اور لونڈی کے تسلط سے تمام جاگیر خراب و سپاہی بدحال ہین اگر وہانکی جاگیر ہمارے نام مقرر ہو تو ہم مین سے ایک بھائی مع پانسو سوار کے خدمت شاہی مین حاضر رہے اور

دوسرا انتظام علاقہ و خدمت پدر بزرگوار انجام دے - دولت خان لودھی نے ایک روز بادشاہ سے اسکا تذکرہ کیا - بادشاہ نے ناخوش ہوکر فرمایا کہ وہ شخص بد ہے جو باپ سے شکوہ رکھتا ہے - دولت خان نے اسوقت تو فرید کو تسلی دی کہ کسی دوسرے موقع پر اس کا انصرام کرونگا اور فرید کا وظیفہ بڑھا دیا - لوگ فرید کو خوش خلقی و کرم و مروت کی وجہ سے دوست رکھتے جیسے دولت خان - القصہ چند روز کے حسن سور نے انتقال کیا - دولت خان نے اس کے مرنے کی خبر بادشاہ سے کہی اور جاگیر بنام فرید و نظام لے کر فرمان کے ساتھ روانہ کیا - فرید وہان جاکر سر انجام مین مشغول ہوا اور سلیمان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوکر محمد خان سور حاکم جونپور کے پاس گیا جسکے پاس پندرہ سو سوار رہتے اور اس سے بھائی کی شکایت کی - محمد خان سور نے کہا کہ بابر بادشاہ ہندوستان مین آیا ہے - ابراہیم شاہ لودھی سے جنگ ہو گی اگر بادشاہ غالب ہوا تو تجھے بادشاہ کے پاس لیجا کر سفارش کرونگا - سلیمان نے کہا کہ میرے آدمی اور میری مان سب پراگندہ پھرتے ہین مین اس قدر انتظار نہین کرسکتا - محمد خان سور نے فرید خان کے پاس آدمی بھیجکر چاہا کہ باہم صلح کرلو فرید نے کہا کہ باپ کی زندگی مین جس قدر حصہ رسد سلیمان کو ملتا تھا اب بھی دیتے ہین مجھے عذر نہین ہے لیکن حکومت مین شریک نہین کرسکتا ہون کیونکہ جیسے دو تلوارین ایک میان مین نہین آسکتی ہین دو حاکم بھی ایک مقام پر نہین ہوسکتے - سلیمان کی غرض تو شرکت حکومت تھی محمد خان سور نے سلیمان کی دلجوئی کرکے کہا کہ صبر کرو مین بزور شمشیر وہان کی حکومت چھین کر تجھے دونگا - جب فرید کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اپنی فکر مین پڑا اور جب اُسنے سنا کہ شاہ ابراہیم لودھی مارا گیا اور بابر شاہ غالب ہوا تو متفکر ہوکر آخر بہادر خان لد دریا خان لوحانی کے پاس گیا جسنے بہار پر قبضہ کرکے اپنا نام سلطان محمد رکھا تھا اور اس کی نوکری کرلی - ایک روز سلطان محمد شکار کو گیا - وہان ایک شیر ظاہر ہوا اور فرید نے مقابل ہوکر بزخم شمشیر اُس کو ہلاک کیا - سلطان محمد نے خوش ہوکر اُسکو شیر خان خطاب دیا اور رفتہ رفتہ شیر خان کو اس کی خدمت مین تقرب حاصل ہو گیا یہانتک کہ اپنے چھوٹے بیٹے جلال خان کی اتالیقی اُس کے سپرد فرمائی - چند روز کے بعد شیر خان نے اس سے جاگیر پر جانے کی اجازت حاصل کی اور اتفاق سے اُسکو وہان بہت دن لگے - ایک روز سلطان محمد کے دربار مین شیر خان کا گلہ کیا کہ باوجود وعدہ کے نہین آتا ہے - محمد خان حاکم جونپور نے موقع پاکر عرض کیا کہ وہ بڑا حیلہ جو مکار ہے - بادشاہ محمود بن سکندر لودھی کے ادھر آنے کا انتظار کر رہا ہے - اس حرف سے سلطان محمد کا مزاج اسکی طرف سے منحرف کرکے کہا کہ اسکے لانے کا انتظام یہ ہے کہ اس کا بھائی سلیمان جو باپ کی حین حیات مین بھی جاگیر پر مقرر تھا اور اب میرے پاس پڑا ہے جاگیر سلیمان کے نام کردی جاوے تو شیر خان مضطر ہوکر خواہ مخواہ آویگا سلطان محمد نے اسکے سابقہ حقوق پر نظر کرکے بلا سبب جاگیر متغیر کرنے کو مناسب نہ جانا اور محمد خان سور سے کہا کہ جاگیر کو بھائیون کے نام مناسب طریقہ سے بانٹ دے - محمد خان سور نے اپنی جاگیر جونپور مین آکر اپنے غلام سادی نام کو شیر خان کے پاس بھیجکر کہا کہ تیرے بھائی سلیمان و احمد ایک مدت سے میرے پاس پڑے ہین اور اپنے حصہ جاگیر سے محروم ہین مناسب ہے کہ انکو انکا حصہ دیدے - شیر خان نے کہا کہ یہ ملک روہ نہین ہے جو کسی کی ملکیت ہو یہ تو ہندوستان ہے جس کو بادشاہ نے جاگیر دی اُسی سے متعلق رہتی ہے آج تک بادشاہون کا

یہ طریقہ رائج ہے کہ میت کا مال اُسکے وارثون مین شرعی طور پر بانٹ دیتے ہین اور جو شخص سرداری کے لائق
ہوتا ہے اُسکو حکومت دیتے ہین - مین بحکم بادشاہ ابراہیم لودھی سہسرام و خواص پور ٹانڈہ پر متصرف
ہون - جب سادی غلام نے واپس ہوکر شیرخان کا جواب بیان کیا تو محمد خان نے غصہ ہوکر سادی غلام
سے کہا کہ میری تمام فوج سلیمان خان و احمد خان کے ساتھ لیجا کر بزور شمشیر شیرخان کو نکالکر دونون پرگنے
دونون بھائیون کو دیدے اور جماعت کثیر دونون کی کمک کے واسطے چھوڑکر واپس آنا - اس زمانہ مین شیرخان
کی طرف سے خواص خان کا باپ ملک سکھو خواص پور ٹانڈہ کا داروغہ تھا - شیرخان نے جب سلیمان
و احمد کے اس طرح آنے کی خبر سنی تو ملک سکھو کو لکھا کہ مقابلہ و مجادلہ مین قصور نہ کرنا - جب سادی و
سلیمان و احمد خواص پور ٹانڈہ کے نزدیک پہونچے تو ملک سکھو بقصد مقابلہ نکلا اور جنگ کرکے
مارا گیا اور شیرخان کا لشکر پراگندہ ہوکر سہسرام مین شیرخان کے پاس پہونچا - شیرخان کو مقابلہ کی
طاقت نہ رہی لوگون سے مشورہ کیا کہ کدھر جاؤن - بعض نے کہا کہ سلطان احمد کے پاس جاؤ - شیرخان نے
کہا کہ محمد خان اسکے خاص امرا مین ہے میری وجہ سے اُسکو رنجیدہ نہ کریگا - آخر اس کی راے مین آیا کہ سلطان
جنید برلاس کے پاس جاوے جو بابر بادشاہ کی طرف سے کڑہ مانکپور کا حاکم تھا اور اس کے بھائی نظام نے
بھی اس راے کو پسند کیا - آخر اسنے ایلچی و عرائض بھیجکر قول و قسم حاصل کرکے کوچ کیا اور سلطان جنید برلاس کی
خدمت مین پہونچ کر بہت کچھ نذر دی اور مقرب ہوا اور چند روز بعد سلطان جنید برلاس سے عمدہ فوج حاصل
کرکے جاگیر پر پہونچا - محمد خان کو مقابلہ کی تاب نہوئی وہ بھاگ کر رہتاس کے پہاڑ مین چلا گیا اور شیرخان
دونون پرگنہ اپنے مع پرگنہ جونپور وغیرہ کے قبضہ مین لاکر قوی ہوا اور مغلی فوج والون کے ساتھ ہر طرح کی
خدمت گذاری کی اور بہت سے تحفہ و ہدیے سلطان جنید برلاس کے واسطے بھی بھیجے اور بعد اسکے اپنے
اقوام و قبائل کو جو پہاڑون مین بھاگ گئے تھے بلا لیا اور بہت عمدہ فوج بہم پہونچائی اور محمد خان سور کو پیام
دیا کہ اس حرکت سے میری غرض یہ تھی کہ بھائیون سے انتقام لون اور آپ تو میرے چچا کی جگہ ہین آپ پہاڑ
کی تنگی سے نکلکر اپنے پرگنات پر متصرف ہون - مجھے تو میرے دونون پرگنہ اور جو کچھ خالصہ پرگنات بادشاہ
ابراہیم لودھی مجھے حاصل ہوگئے تھے بہت ہین - محمد خان سور نے اسکا احسان مانا اور رہتاس پہاڑ سے آکر اپنے
پرگنات مین مقیم ہوا - جب شیرخان کو اطمینان حاصل ہوا تو جاگیر پر اپنے بھائی نظام کو مقرر کرکے خود سلطان جنید
برلاس کی خدمت مین حاضر ہوا اتفاق سے سلطان جنید برلاس ان دنون بادشاہ بابر کی خدمت مین جاتا تھا
شیرخان کو بھی ہمراہ لے گیا اور بادشاہ کی ملازمت حاصل کرکے دولتخواہون کے زمرہ مین داخل ہوا اور چندیری
کے سفر مین بادشاہ کے ساتھ تھا - جب چند روز لشکر مین رہا اور مغل کا طور و طریقہ و سلطنت کا قاعدہ دیکھا تو اپنی
ہوشیاری سے بہت سے نتائج نکال لیے چنانچہ ایک روز اپنے یارون سے کہنے لگا کہ قوم مغل کو ہندوستان
سے نکال دینا آسان بات ہے انھون نے کہا کیونکر - بولا کہ انکا بادشاہ خود معاملات مین بہت کم فکر کرتا ہے وزیرون
پر دار و مدار ہے وہ لوگ رشوت خواری کرکے شاہی حقوق کی نگہداشت بہت کم کرتے ہین اور ہمارے افغانون
مین عیب یہ ہے کہ باہم نفاق رکھتے ہین اگر دولت میرے نصیب مین ہو تو مین انکے درمیان سے نفاق اٹھادون

اور اپنا کام پورا کر لوں۔ لوگ اس کے اس واعیہ پر ہنستے تھے کیونکہ بظاہر یہ خیال محال نظر آتا تھا ایک روز بادشاہ کے دسترخوان پر شیر خان کے آگے استخوان ماہیچہ رکھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ میں اس کے کھانے میں معذور ہوں تو ماہیچہ کو روٹی پر رکھ کر چھری سے ریزہ ریزہ کر کے پھر پیالے میں ڈال لیا اور چمچہ سے کھانا شروع کیا بادشاہ نے دیکھ کر میر خلیفہ سے فرمایا کہ اس پٹھان نے آج عجیب کام کیا۔ چونکہ محمد خان سور کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا تھا بادشاہ کو اسکی خبر پہونچ چکی تھی لہذا اس کلمہ سے اس کی دانائی کا اشارہ فرمایا لیکن شیر خان کچھ تو پہلے ہی سے توہم تھا اور آج جو بادشاہ نے میر خلیفہ سے گفتگو میں اس کی طرف اشارہ فرمایا تو اپنے ذہن میں سمجھا کہ میرے حق میں عیبت منظور رہی لہذا آدھی رات کو اردوے شاہی سے بغیر اطلاع بھاگ کر اپنی جاگیر میں چلا آیا اور سلطان جنید برلاس کو لکھا کہ چونکہ محمد خان سور کچھ بات بادشاہ سے کہکر چاہتا تھا کہ میری جاگیر پر فوج بھیجوائے اسوجہ سے مضطرب ہو کر میں یہاں چلا آیا ہوں حالانکہ میں اپنے آپ کو خیر خواہ ہوں سے جانتا ہوں الغرض جب شیر خان اس حرکت سے مغلوں سے مایوس ہوا تو پھر اپنے بھائی نظام خان کو ساتھ لے کر سلطان محمد کے پاس گیا اور نوازش پاکر بدستور سابق شاہزادہ جلال خان کی اتالیقی میں مقرر ہوا اتفاق سے اس زمانہ میں سلطان محمد مرگیا اور جلال خان خرد سالی میں باپ کا قائم مقام ہوا اور جلال خان کی والدہ ملکہ لاڈو نے خود مہمات کی سربراہی اختیار کی اور شیر خان کی موافقت سے کام سرانجام کرتی تھی۔ اتفاق سے چند روز میں لاڈو ملکہ بھی فوت ہوئی اور بہار کی حکومت پر شیر خان مستقل ہوا اور اس زمانہ میں سلطان محمود بادشاہ بنگالہ کی طرف سے حاجی پور میں مخدوم عالم نام حاکم تھا اس نے شیر خان سے ربط ضبط پیدا کیا اس وجہ سے بادشاہ بنگالہ کو مخدوم عالم کی طرف سے شک پڑ گیا اور اپنے منگیر کے حاکم قطب خان کو مقرر کیا کہ بہار فتح کرے اور شیر خان و مخدوم عالم کو سزا دے۔ شیر خان نے سنکر صلح کی درخواست کی اور اس میں بہت مبالغہ کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آخر افغانوں کو متفق کر کے مرنے پر آمادہ ہوا اور جنگ سخت کی یہانتک کہ قطب خان مارا گیا اور شیر خان نے غالب ہو کر ہاتھی وخزانہ وسامان سب پر قبضہ کر لیا اور بہت قوی ہو گیا۔ اس سبب سے لوحانی خاندان والے شیر خان پر حسد کرنے لگے اور چاہا کہ کسی حیلہ سے اسکو ہلاک کریں اور اس بارہ میں اپنے شاہزادہ جلال خان لوحانی سے مشورہ کیا لیکن شیر خان کا ستارہ عروج پر تھا اسی مجمع میں سے بعض نے شیر خان کو اس سے آگاہ کر دیا۔ شیر خان نے جلال خان سے کہا کہ آپ کے امراے دولت مجھپر حسد کر کے عداوت کے درپے ہیں اگر آپ اس کا تدارک نہ کریں تو لاچار مجھے آپ کی خدمت سے جدائی اختیار کرنی چاہیے۔ جلال خان نے کہا کہ جس تدبیر میں تیری بہتری ہو اسپر عمل کروں۔ شیر خان نے کہا کہ انکے دو فرقے کر دیجیے ایک فرقہ کو تحصیل مالگذاری کے لیے پرگنات پر روانہ کرنا چاہیے اور دوسرے فرقہ کو حاکم بنگالہ کے مقابل بھیج دیجیے اور اس کے بعد اپنی محافظت میں ایسی احتیاط کی کہ جلال خان اور لوحانی اسکے دفع کرنے سے عاجز ہو گئے اور آخر میں یہ رائے قرار دی کہ سلطان محمود بادشاہ بنگالہ کی خدمت میں جاکر اس کی نوکری کریں اور ولایت بہار اس کی نذر کریں الغرض جلال خان ولوحانیوں نے شیر خان کو اس بہانہ سے کہ مغل کے مقابل ہے خود سلطان محمود حاکم بنگالہ کی خدمت میں پہونچے اور اس نے ابراہیم خان بن قطب خان کو کمک پر مقرر کر کے شیر خان کے مقابل بھیجا۔ شیر خان نے مٹی کا قلعہ بنایا تھا اسی میں قلعہ بند ہوا اور ہر روز ایک جماعت کو جنگ کے لیے

جا پہونچا تھا یہانتک کہ ابراہیم خان نے بادشاہ سے کمک طلب کی یہ خبر سنکر شیر خان نے لوگون کو جنگ صف پر آمادہ کیا اور کمک پہونچنے سے پہلے ہی قلعہ سے نکلا اور ابراہیم خان نے بنگالی لشکر پیادہ و سوار و ہاتھی و آتشبازی مرتب کرکے مقابلہ کیا۔ شیر خان نے اپنی فوج مین سے کچھ لوگ مقابلہ کے لیے روانہ کیے کہ تیراندازی کرین اور تھوڑی لڑائی کے بعد بھاگین اور ادھر ٹیلہ کی آڑ مین تازہ دم فوج مہیا کر رکھی تھی چنانچہ اس ترکیب سے جب شیر خان کی فوج بھاگی تو بنگالہ کے سوارون نے توپخانہ چھوڑ کر پیچھا کیا اور شیر خان کا یہی مطلب تھا کہ سوارون کو ہاتھیون و توپخانہ سے باہر کرے اسی وقت کمین کی فوج سے حملہ آور ہوا اور ایکدم مین لشکر بنگالہ کو تہ و بالا کرکے ہلاک کیا اور ابراہیم خان بھی اپنے باپ کی طرح مارا گیا اور جلال خان لوحانی بمشکل بھاگ کر بنگالہ پہونچا۔ شیر خان نے تمام ہاتھیون و خزانہ و توپخانہ پر قبضہ کرلیا اور ملک بہار بالکل صاف ہوکر اس کے قبضہ مین آگیا اور سامان شاہی حاصل ہوگیا۔ کہتے ہین کہ اس زمانہ مین ابراہیم شاہ لودھی کی طرف سے تاج خان قلعہ چنارگڑھ مین تھا اور اسکی عورت لاڈو ملکہ بانجھ تھی جس پر عاشق تھا اور تاج خان کے دوسرے بیٹے جو دوسری عورتون سے تھے رشک کرکے لاڈو کو مار ڈالنے کی فکر مین ہوئے ایک رات موقع پاکر بڑے بیٹے نے لاڈو پر تلوار ماری وہ اچھلتی پڑی اور غل ہوا کہ لاڈو ملکہ ماری گئی۔ تاج خان تلوار لیے ہوئے وہان پہونچا اور غصہ مین بیٹے پر جھپٹا اسنے جان کے خوف سے باپ کو تلوار سے ہلاک کیا اور دونون جہان مین روسیاہ ہوا۔ شیر خان نے لاڈو ملکہ کے ماموں میر احمد ترکمان کو افسوس کے ساتھ خط لکھا اور آخر یہ قرار پایا کہ شیر خان ایسے بدتمیز لڑکون کی گوشمالی کرے اور لاڈو ملکہ سے نکاح کرکے قلعہ چنار اپنے تصرف مین لاوے چنانچہ یہی ہوا اور شیر خان اس زبردست قلعہ پر بھی متصرف ہوگیا۔ اس زمانہ مین فردوس مکانی بابر شاہ کے مقابلہ کے لیے شاہ محمود بن شاہ سکندر لودھی رانا سنگا کی پناہ مین گیا اور اس کو مہاراجہ بناکر حسن خان میواتی وغیرہ زمیندارون کے ساتھ جنگ کرنے آیا اور نواح جالور مین جنگ کرکے شکست کھا کر خراب حال حوالی چتور مین تھا کہ پٹنہ کے پٹھانون نے اسے بلا لیا اور وہ آکر بادشاہ بن گیا۔ اور وہان سے بھاری لشکر بہار پر آیا۔ شیر خان نے دیکھا کہ پٹھان ضرور بادشاہ محمود لودھی کے تابع ہونگے تو بضرورت خود بھی مطیع ہوا اور شاہ محمود لودھی کے امراء نے ولایت بہار کو آپس مین بانٹ لیا اور کچھ حصہ شیر خان کے لیے بھی چھوڑ دیا اور عذر کیا کہ جب جونپور مغلون سے لے لیا جائیگا تو یہ ولایت تمہاری ہوگی۔ شیر خان نے بادشاہ محمود سے قولنامہ لے لیا اور چند روز بعد لشکر سرانجام کرنے کے بہانہ اپنی جاگیر سہسرام مین آیا۔ جب شاہ محمود لودھی ولایت جونپور لینے کے لیے چلا اور شیر خان کو بلوا بھیجا۔ اس نے لکھا کہ عنقریب لشکر یہان جمع کرکے حاضر ہوتا ہون۔ لوگون نے بادشاہ محمود سے کہا کہ شیر خان بڑا مکار حیلہ باز ہے اسکی جاگیر مین جاکر اسکو ساتھ لین اور شاہ محمود مع لشکر جونپور کو روانہ ہوا۔ فردوس مکانی کے امراء جو جونپور مین تھے اپنے مین مقابلہ کی قوت نہ پاکر ہٹ گئے اور پٹھانون نے جونپور سے مانک پور تک قبضہ کر لیا۔ اس زمانہ مین فردوس مکانی کالنجر مین تھے۔ یہ خبر سنکر وہان سے جونپور کی طرف روانہ ہوئے۔ شاہ محمود لودھی مع اپنے خاص امراء بین خان و بایزید کے مع دیگر امراء کے مقابلہ مین آیا۔ چونکہ شیر خان کو بین و بایزید کے تفوق و تقرب سے دل مین جلن تھی چاہتا تھا کہ مجھے سب پر فوقیت حاصل ہو اور حالت کے مشاہدہ سے بھی مغلون کا غلبہ دیکھتا تھا لہذا اس نے چپکے سے امیر ہندو بیگ سپہ سالار مغل کو پیام دیا کہ مین بمجبوری افغانون کے پنجہ مین پھنستا ہون اور فی الواقع فردوس مکانی

جنت آشیانی ہمایون

کا نمک پروردہ ہوں لڑائی کے وقت افغانوں کی شکست کا باعث ہو جاؤنگا چنانچہ اس نے یہی کیا کہ لڑائی کے دن طرح
دیکر اپنے فوج سمیت ایک طرف ہٹ گیا اور فردوس مکانی بابر فتحیاب ہوئے اور بادشاہ محمود بہت شکستہ و بحال
ہو کر پٹنہ میں گیا اور حکومت و امارت چھوڑ کر گوشہ عافیت اختیار کیا آخر ۹۴۹ھ نو سو انچاس میں ولایت اڑیسہ میں
جا کر وفات پائی۔ جنت آشیانی بعد فتح کے آگرہ گئے اور امیر ہندو بیگ کو شیر خان کے پاس بھیجا کہ قلعہ چنار گڑھ
انکے حوالہ کر دے۔ شیر خان نے قلعہ دینے میں عذر کیا اور امیر ہندو بیگ واپس آ گئے۔ جب جنت آشیانی کو
معلوم ہوا تو خود قلعہ چنار کی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ امرا کو پیشتر روانہ کیا جنہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا شیر خان
نے ایک عرضی لکھی کہ میں حضرت فردوس مکانی بابر بادشاہ کی نظر رحمت سے اس مرتبہ کو پہونچا ہوں اور حضرت نے
جس روز بادشاہ محمود و میں بایزید سے جنگ کی تو میں نے ہی خیر خواہی کرکے افغانوں کو پراگندہ کر دیا اگر بادشاہ
یہ قلعہ اس خیر خواہ کے واسطے مسلم رکھیں تو ہمیشہ اپنے بیٹے قطب خان کو پانچ سو سواروں کے ساتھ حضور میں ملازم
کرکے خدمت گذاری کرتا رہوں چونکہ ان دنوں بہادر شاہ گجراتی کی شورش کی خبر میں جنت آشیانی کو پہونچی تھیں
بادشاہ نے یہی مناسب جانا کہ اس کے ساتھ مدارا کیا جاوے اور شیر خان نے قطب خان کو عیسیٰ خان حاجب
کے ساتھ جو اس کے وزیر کے مثل تھا بادشاہ کی ملازمت میں بھیجا اور جنت آشیانی نے واپس ہو کر بہادر شاہ کی سرکوبی
کی چنانچہ بہادر شاہ کی پریشانی اور مندرو کو بھاگ جانا پہلے بیان ہو چکا۔ اور قطب خان پانچ سو سواروں سے
بادشاہ کے ملازم رکاب رہا ادھر بادشاہ گجرات کی تسخیر کے بعد دکن کے انتظام میں رہے اور بھائیوں میں رشک
حسد کی آگ بھڑکتی گئی اور اپنی خانہ بربادی کے در پے ہوتے رہے ادھر شیر خان نے مہلت پا کر بہت قوت حاصل
کر لی وہ بھی بادشاہی سطوت کے سامنے ہیچ تھی لیکن خانہ بربادی کے ارکان خود جنت آشیانی کے بھائی و عزیز و
اقارب ہوئے چنانچہ قطب خان اس موقع پر گجرات سے بھاگ کر شیر خان کے پاس پہونچا اور یہاں شیر خان نے بہار کو
دشمنوں سے صاف کرکے بنگالہ پر لشکر کشی کی۔ اور دولت خان نے بحکم مالک الملک جل شانہ اسکا ساتھ دیا جیسے چغتائیوں
کے نفاق و بد اخلاق نے انکو سلطنت سے محروم کرنے کے اسباب جمع کیے۔ اسکا بیان یہ کہ شیر خان نے خوش اخلاقی و
عدل سے افغانوں کو متحد و یکدل کر لیا اور بہار کا انتظام کرکے بنگالہ کا قصد کیا۔ امرائے بنگالہ نے گڈھی کا دشوار گذار مقام
روکا اور ایک ماہ تک لڑا کر رہے آخر شیر خان نے اسپر قبضہ کر لیا اور بنگالہ میں داخل ہوا۔ بادشاہ محمود بنگالی کو تاب مقابلہ
نہ رہی اور شہر گور میں جو پایہ تخت تھا قلعہ بند ہو گیا۔ شیر خان نے مدت تک محاصرہ کیا لیکن اتفاق سے ایک بہاری
زمیندار نے فتنہ اٹھایا تو خواص خان و دیگر امرا کو تسخیر بنگالہ کے واسطے چھوڑ کر خود جلد بہار آیا اور فتنہ فرو کیا۔
پھر جب طول محاصرہ کے سبب سے شہر گور میں غلہ نہ رہا تو لاچار سلطان محمود کشتی میں بیٹھ کر حاجی پور چلا گیا اور شیر خان
نے دلجمعی سے خزانوں پر قبضہ کر لیا اور بادشاہ محمود کا تعاقب کیا وہ مجبور ہو کر جنگ پر آمادہ ہوا اور آخر زخمی ہو کر
بمشقت بھاگ نکلا۔ بنگالہ شیر خان کے قبضہ میں آ گیا۔ جنت آشیانی ہمایون بادشاہ جب گجرات سے آگرہ میں
آئے اور اس وقت سلطان محمد مرزا وغیرہ قنوج میں باغی تھے اور بادشاہ کے بھائی عسکری مرزا کامران وغیرہ
شہوت پرستی کے ساتھ دشمن ہو رہے تھے انکا تدارک مقدم تھا تاکہ سلطنت مستحکم ہو لیکن بادشاہ نے انکو خویش
و یگانہ سمجھا اور شیر خان کا دفع کرنا سب سے زیادہ اہم خیال کرکے قلعہ چنار کی طرف کوچ کیا اور جلال خان لوحانی

جو قلعہ چنار میں تھا غازی خان سور کو مع ایک جماعت کے حراست قلعہ کے لیے چھوڑ کر خود کوہستان جھارکھنڈ کا راستہ لیا اور جب محاصرہ کو طول ہوا چھ مہینہ گزر گئے تو رومی خان توپخانہ کے سردار نے دریا میں سرکوب بنا کر قلعہ مسخر کیا اور اسی زمانہ میں بادشاہ محمود بنگالی زخمی حضور میں پہونچا اور اس کے کمال الحاح سے ذاتی ترحم کو کام فرما کر بادشاہ نے دوست بیگ کو قلعہ میں چھوڑا اور خود شیر خان کی جانب متوجہ ہوئے شیر خان نے جلال خان وخواص خان و اکثر لشکر کو مقام گڑھی کی محافظت کے لیے چھوڑا اور خود مع خزائن بنگالہ جھارکھنڈ کے کوہستان میں چلا گیا۔ جنت آشیانی نے جہانگیر قلی بیگ و دیگر امرا کو گڑھی کی طرف روانہ کیا لیکن جلال خان وخواص خان بے وقت ٹوٹ پڑے اور غالب ہوئے جنت آشیانی نے دوبارہ افواج روانہ کیں اور پیچھے سے خود بھی روانہ ہوئے اور جلال خان وخواص خان بھاگ گئے اور جنت آشیانی نے گڑھی سے عبور کر کے شہر گور پر قبضہ کیا۔ ادھر شیر خان نے یہ رائے قرار دی کہ کسی طرح قلعہ رہتاس ہاتھ آوے تو وہاں فرزند وعیال چھوڑ کر خاطر جمع سے شیر جنگی و ملک گیری پر مستعد ہو اور جب اسنے دیکھا کہ جنگ سے یہ قلعہ لینا بہت بربادی ہے تو فکر صواب یہ نکالی کہ مکر وحیلہ چلنا چاہیے لہذا اس بے نظیر قلعہ کے حاکم راجہ ہرکشن داس کے پاس لائق ایلچی بھیجے کہ میرے پاس لشکر تو بہت ہے لیکن ولایت بہار بہت تنگ ہے میرا قوی ارادہ ہے کہ ولایت بنگالہ فتح کرون لیکن مغلون کی موجودگی سے متردد ہون آپ کی دوستی پر مجھے قوی اعتماد ہے آپ میری فوج کے زن و فرزند اور میرے اہل وعیال وخزائن کو اپنے قلعہ میں جگہ دیں تا کہ میں بنگالہ جاؤن اگر فتح نصیب ہو گی تو واپس ہو کر اس کا حق دوستی جیسا چاہیے ادا کرونگا اور شاید معاملہ برعکس ہو تو بھی بہت ہے کہ یہ خزائن بہ میرے دشمنون یعنے مغلون کا قبضہ نہ ہوگا راجہ نے اول تو اس امر کے قبول کرنے سے انکار کیا لیکن جب دوبارہ مکار ایلچی بھیجے کہ حلف وقسم ہے کہ سوائے عورتون وخزائن کے کچھ نہ بھیجونگا تو راجہ مذکور کو ہوس نے گھیر لیا کہ مفت کا خزانہ ملتا ہے منظور کیا اور شیر خان نے ہزار ڈولیاں بنوائیں اور انکے واسطے عمدہ عمدہ پردہ تیار کیے اور ہر ایک ڈولی میں دو مرد مسلح بٹھائے اور پانچ سو آدمیون کو مزدورون کی طرح بنا کر ان کے سر پر توڑے اشرفیون سے بھرے ہوئے رکھے اور حقیقت میں وہ ملمع کیے ہوئے پیسے تھے اور بجائے عصا انکے ہاتھون میں لاٹھیاں دیں اس ہیأت سے سب کو قلعہ کے نیچے پہونچایا۔ اور راجہ نے قلعہ کا دروازہ کھلوایا تو ڈولیاں داخل ہونی شروع ہوئیں چونکہ شیر خان نے آگے آگے ڈولیوں میں بوڑھی عورتیں بٹھا کر خواجہ سرا ساتھ کر دیے تھے راجہ وا سکے متعلقین خزانہ کی خوشی میں مطلقاً غافل ہو گئے زیادہ تجسس و تفحص نہ کیا بلکہ جلد تر قلعہ میں داخل کرنے کی تاکید کرنی شروع کی۔ جب ڈولیاں اس حویلی میں پہونچیں جو راجہ نے مقرر کی تھی تو ڈولیوں میں سے پرانے تجربہ کار جھپٹے ننگی تلواریں لیے ہوئے نکل پڑے اور مزدورون نے بھی لوہے کی اشرفیاں پھینک کر لاٹھیاں سنبھالیں اور دروازہ کی طرف دوڑے اور راجہ و اس کے ساتھی جو کمال غفلت میں اب بیدار ہوئے کہ جب دروازہ قلعہ پر دشمن نے قبضہ کر لیا اور شیر خان بھی گھوڑون پر مستعد تھا۔ اشارہ پاتے ہی ہوا کی طرح دروازہ تک پہونچ گیا اور اکثر لشکر کے ساتھ اندر گھس آیا۔ جب راجہ نے دیکھا کہ کام بگڑ گیا تو پشت قلعہ کا دروازہ کھول کر بہزار مشقت بھاگ نکلا اور شیر خان

نے رہتاس کے مثل قلعہ جس کی نظیر چاردانگ عالم مین کم ہو کس آسانی سے قبضہ مین کرلیا اور مدتون کے خزائن ودفائن بھی ہاتھ آئے اور خزائن گور و بنگالہ سے ملکر بادشاہی کا سامان مہیا ہوگیا۔ زمانہ سابق مین اسی مکر وتدبیر سے نصیر خان فاروقی حاکم خاندیس نے قلعہ اسیر کو آسا اہیر سے چھین لیا تھا راقم الحروف کہتا ہے کہ اکثر قلاع ہندوستان میرے نظر سے گذرے مگر رہتاس کے مثل ایک بھی نظر نہ آیا اور مسافران عالم نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ ہم نے کسی ملک مین ایسا مستحکم قلعہ نہین دیکھا۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑ پر صوبہ بہار سے متصل واقع ہو رہا ہے عرض وطول پانچ کوس سے زیادہ ہو اور دامن کوہ سے دروازہ قلعہ تک ایک کوس سے زیادہ ہو اور اس قلعہ بلند مین یہ عجیب بات ہو کہ بہت جگہ میٹھے پانی کے چشمے جاری ہین بلکہ جہان کہین چاہین ایک یا دو ہاتھ کھودین تو میٹھا چشمہ نکل آتا ہو اور جو کوئی یہ قلعہ دیکھتا ہے بے اختیار قدرت بارئتعالے کی تسبیح پڑھتا ہے اور جب شیر خان کے قبضہ مین ایسا قلعہ آگیا جو کسی بادشاہ سے فتح نہوا تھا تو افغانون کے دل بہت بڑھ گئے اور انھون نے اپنے اہل وعیال اس قلعہ مین رکھے اور اسباب قلعہ داری پوری طرح مہیا کرلیا۔ اودھر جنت آشیانی نے تین مہینہ شہر گور مین جس کو پہلے لکھنوتی کہتے تھے بسر کی تو خبر آئی کہ ہندال مرزا نے آگرہ ومیوات مین فتنہ برپا کیا اور صریح بغاوت کے ساتھ اپنے نام کا خطبہ پڑھا ہو اور شیخ بہلول قدس سرہ کو قتل کیا (بلکہ مرزا کامران وعسکری ومحمد زمان کی اولاد اور سلطان محمد سب کی بغاوت وفتنہ کے اخبار وہان پھیل گئے) جنت آشیانی نے مرزا جہانگیر قلی بیگ کے پانچ ہزار سوار انتخابی سے گور مین چھوڑا اور خود بعجلت روانہ ہوئے لیکن کثرت بارش سے اور عفونت آب وہوا سے علاوہ رسد کی تنگی کے اکثر سپاہیون کے گھوڑے بلا بہت آدمی مرے اور اس حالت مین یکایک ایسی بے سامانی سے بہت پریشانی لاحق ہوئی اور شیر خان نے موقع غنیمت جانکر بہت کثیر فوج لیکر جوسار کے نواح مین راہ روکی اور اپنے گرد قلعہ بنا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنا مکر وحیلہ ہر وقت جاری رکھا القصہ بایلچی وعرائض کے بعد شیخ خلیل نامی ایک شخص کو بھیجا کہ یہ میرا مرشد ہو اور درخواست کی کہ بہار سے گڈھی تک بادشاہی تصرف مین چھوڑتا ہون اور خطبہ وسکہ بادشاہی نام سے جاری کرتا ہون تاکہ رہتاس وبنگالہ میرے نام رہے۔ بادشاہ نے بضرورت اس کو منظور کیا اور جب شیر خان نے قسم کھائی اور صلح ہوگئی تو افواج مغول بیدغدغہ ہوکر جوسار پر پل باندھ کر عبور کی فکر مین بے ترتیب ہوئی اور اسی حالت مین رات کے وقت شیر خان نے مع افواج مستعد ہوکر صبح ہوتے فوج شاہی پر ٹوٹ پڑا اور کمال بےترتیبی سے شکست واقع ہوئی اور جنت آشیانی کمال پریشانی کے ساتھ آگرہ روانہ ہوئے اور شیر خان بنگالہ کو واپس گیا اور وہان جہانگیر قلی بیگ وغیرہ بغیر فوج وقوت کے اس سے لڑکر ناحق آدمی ضائع کرتے تھے اور شیر خان نے اپنا لقب شیر شاہ قرار دیکر خطبہ وسکہ اپنے نام کیا اور دوسرے بیان (مغلون کی خانہ جنگی دیکھکر) شوکت وعظمت کے ساتھ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ایسے وقت مین جن کے طالع دولت عروج پر ہوتے ہین بیگانون کو یگانہ بنا لیتے ہین یہان مرزا کامران نے جنت آشیانی سے جدا ہوکر لاہور کا راستہ لیا اور چغتائی امراء نے اسوجہ سے کہ بادشاہ روافض ترکمانون کی تربیت وعزت مین مبالغہ فرماتا ہو تعصب

میں نفاق پیدا کیا اور باوجود اس حالت کے جنت آشیانی آگرہ سے قنوج کو روانہ ہوئے اور دریائے
گنگا سے پار ہو کر نشیبی مقام پر اترے اُس وقت لشکر بادشاہی ایک لاکھ تھا لیکن متفرق و متزلزل
اور لشکر افغانان پچاس ہزار لیکن متحد و یکدل چنانچہ بروز عاشورہ ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس میں لشکر
مغل نشیب سے کوچ کر کے کسی بلندی پر اترنا چاہتے تھے کہ ناگاہ شیر شاہ نے مثل سابق کے موقع
پا کر فوراً حملہ کیا اور لشکر مغل جن کے دل میں بار اول کی ہیبت چھائی ہوئی تھی بغیر جنگ بھاگ کھڑے
ہوئے اور جنت آشیانی نے دریا میں گھوڑا ڈال دیا اور بمشقت تمام پار ہو کر لاہور کا راستہ لیا
اور جب شیر خان نے لاہور تک تعاقب نہ چھوڑا تو جنت آشیانی جانب سندھ روانہ ہوئے -
شیر شاہ نے خوشاب تک تعاقب کیا اور وہاں اسمٰعیل خان و غازی خان و فتح خان بلوچ دوائی جو
بلوچوں کے سردار تھے شیر شاہ سے ملے اور شیر شاہ نے کوہستان سندھ و حوالی کوہ بالناتھ کو خود سے دیکھ
کر جہاں جہاں قلعہ بنانے کی ضرورت دیکھی قلعہ بنایا اور اٹک پاس قلعہ رہتاس بنایا - اور
اُس وقت اپنے غلام خواص خان کو جس کی لیاقت و مردانگی کے سبب سے بادشاہ ہو گیا تھا امیر الامراء
بنایا اور ممالک محروسہ کا دسواں حصہ اسکی جاگیر قرار دی اور اس کو ہیبت خان نیازی و فوج کثیر کے
ساتھ رہتاس کے مقام پر چھوڑ کر ہندوستان کی طرف لوٹا اور جب آگرہ میں پہونچا تو سنا کہ
خضر خان شروانی جو اس کی جانب سے بنگالہ کا حاکم تھا سلطان محمود بنگالی کی لڑکی سے شادی کر کے
شاہی طور و طریقہ سے بسر کرتا ہے شیر شاہ بیدار مغز ہو گیا تھا فوراً اس کے تدارک کے لیے جانب بنگالہ
کوچ کیا اور خضر خان شروانی استقبال کے واسطے آیا تو قید ہو گیا اور شیر شاہ نے ولایت بنگالہ کو
چند آدمیوں میں منقسم کر کے طوائف الملوکی پیدا کر دی اور قاضی فضل کو جو ولایت کروہ کے علماء
میں سے دیانت و امانت میں مشہور اور بنام قاضی فصیح زبان زد خواص و عوام تھے اُس ولایت کا
امین مقرر کر کے صلاح و فساد انکے اختیار میں کر کے آگرہ کو واپس ہوا اور ۹۴۹ھ نو سو انچاس ہجری
میں ولایت مالوہ مسخر کرنے کے لیے سوار ہوا اور اس کے امراء میں سے شجاعت خان افغان نے
قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا تھا اور آخر ابوالقاسم بیگ کو جو جنت آشیانی کی طرف سے حاکم تھا قلعہ
سے نکال کر ملازمان شیر شاہی کو قلعہ پر متصرف کر چکا تھا - شیر شاہ جب مالوہ پہونچا تو ملو خان حاکم
مالوہ جو خلجی بادشاہ کی طرف سے مالوہ پر حاکم تھا بطور صلح کے بغیر بلائے چلا آیا اور شیر شاہ سے
ملا لیکن چند روز بعد وہم و ہراس کی وجہ سے بھاگ گیا اور شیر شاہ نے حاجی خان کو مالوہ پر حاکم کیا
اور شجاعت خان کو بھی سیواس میں جاگیر دیکر وہیں چھوڑا اور خود رنتھمبور کی طرف متوجہ ہوا اور
ملو خان اس کے بعد مالوہ میں آکر حاجی خان و شجاعت خان سے لڑا اور شجاعت خان سے
شکست کھا کر بھاگ گیا لہذا شیر شاہ نے شجاعت خان کو مالوہ پر حاکم کیا اور حاجی خان کو طلب کیا اور
جب رنتھمبور کے قریب پہونچا تو ایک ایلچی بھیجکر قلعہ کو سلطان محمود اودھی کے ملازمین سے بطور صلح
لے کر آگرہ آیا - کہتے ہیں کہ جب ملو خان بھاگ جانے و کیا گئے کی خبر شیر شاہ کو پہونچی تو فی البدیہہ یہ شعر

کہا ع با ما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی * شیخ عبد الحی ولد شیخ جمالی نے دوسرا مصرع عرض کیا ع
قولیست مصطفے را الاخیر فی عبیدی * شیر شاہ نے آگرہ مین ایک سال قیام کر کے لشکر و ملک کا
انتظام کیا اور ہیبت خان حاکم رہتاس کو لکھا کہ ملتان کو بلوچون کے قبضہ سے نکال لے یہ اس نے
فتح خان بلوچ سے جنگ کر کے ملتان فتح کر لیا۔ شیر شاہ نے اسکو اعظم ہمایون خطاب دیا اور سنہ نو
سو پچاس مین معلوم ہوا کہ پورن مل ولد راجہ سلہدی پوربیہ نے قلعہ رائسین مین علم تغلب بلند کیا اور
اس نواح کے بہت سے پرگنات پر قبضہ کر کے دو ہزار مسلمان عورتین اپنے حرم مین بطور رقاصہ پاتریون
کے رکھی ہین شیر شاہ حمیت اسلامی سے جوش مین آیا اور قلعہ رائسین فتح کرنے پر عازم ہوا جب
مدت محاصرہ دراز ہوئی تو شیر شاہ نے صلح کی گفتگو شروع کی اور پورن مل سے عہد و پیمان کیا کہ اسکو
جان کا ضرر نہ پہونچایا جائیگا۔ پورن مل مع زن و فرزند اور چار ہزار نامی راجپوتون کے قلعہ سے باہر
مقیم ہوا اور شیر شاہ کو علماے وقت مین سے رفیع الدین صفوی نے فتوی دیا کہ پورن مل کو قتل کرنا روا ہے
باوجودیکہ عہد و پیمان تھا یہ فتوی دیا۔ شیر شاہ نے تمام لشکر و فیلان کوہ پیکر کو بھیجکر اسکے لشکر کو محاصرہ کر لیا
پورن مل اور راجپوتون نے موت پر آمادہ ہو کر زن و فرزند کو ہلاک و سوختہ کر کے اسطرح پروانہ کی طرح ہاتھیون
و تلوارون و تیرون پر گرے کہ کارنامہ رستم و اسفندیار کھیل ہوگیا اور شیر شاہ وہانسے آگرہ مین آیا اور چندماہ کے
بعد تازہ لشکر کا انتظام کر کے ولایت مارواڑ کی تسخیر پر آمادہ ہوا اور ہر منزل پر لشکر کے گرد خندق بنواتا
اور ہوشیاری و احتیاط سے کام لیتا تھا جب زمین ریگستان آگئی اور قلعہ بندی ممکن نہوئی تو اس نے
راے صائب و عقل دوربین سے حکم دیا کہ بورون مین بالو بھر کر تلے اوپر رکھکر قلعہ بندی کرین اور
سب سے پہلے اسنے راجہ مالدیو کا قصد کیا جو ناگور و جودھپور کا حاکم تھا اور ہندوستان کے راجون
مین سب سے زیادہ لشکر و حشم رکھتا تھا اور مالدیو بھی قریب پچاس ہزار راجپوت لیکر چند منزل بڑھکر نواح
اجمیر مین شیر شاہ کے مقابل اترا اور قریب ایک ماہ تک دونون لشکر برابر رہے لڑائی مین کوئی سبقت
نہین کرتا تھا اور شیر شاہ نے اسکی جمعیت کثیر دیکھکر توہم کیا اور اپنے آنے سے پشیمان ہوا۔ چونکہ مالدیو حقیقت
مین اس مملکت کا وارث نہ تھا بلکہ زبردستی اس نواح کے راجاؤن کو مطیع کر کے مہاراجہ بن بیٹھا تھا
اس موقع پر جن راجاؤن کو صدمہ پہونچا تھا فرصت پاکر شیر شاہ کے ملے اور شیر شاہ کے مشورہ سے انھون نے
ہندوی زبان مین مالدیو کے سردارون کی طرف سے شیر شاہ کے نام خطوط لکھے کہ اتنی مدت تک ہم لوگون نے
مجبوری مالدیو کا ساتھ دیا اور اس کے ظلم سہے اور وقت کے منتظر رہے اب خدا نے آپ ایسے بادشاہ کو ادھر
بھیجا ہے تاکہ اس سے ہمارا انتقام لے ہم تہ دل سے آپ کے شریک ہین جس وقت آپ کی فوجین قریب آوینگی
ہم مالدیو سے جدا ہو کر آپ سے ملحق ہو جائین گے۔ اور ان خطوط کے جواب مین شیر شاہ کی طرف سے ان سردارون
کے نام جواب لکھے کہ خاطر جمع رکھو ان شاء اللہ تعالی بعد فتح کے تمھارے قطاع موروثی تم کو دیکر تمھاری
عزت و تکریم کی جائیگی اس عرصہ مین جو کچھ دولتخواہی کرسکو اسمین دریغ نہ کرنا۔ پھر ان جعلی خطون کو ترکیب
سے مالدیو کے ہاتھ پہونچا دیا۔ مالدیو ان خطوط کو دیکھکر ہراسان ہوا کیونکہ اسکو ہمیشہ اپنے امرا کی طرف سے

اندیشہ رہتا تھا اور اسنے ایک سردار کو مخفیا نام سے بطور امتحان مشورہ کیا کہ کیا آگے بڑھوں۔ اُس نے
خیر خواہی کے طور پر کہا کہ یہی موقع ہے ضرور بڑھو۔ یہی سردار سب مین زیادہ شجاع و قوی تھا۔ اب مالدیو کو
یقین ہو گیا کہ ضرور یہ سازش رکھتا ہے اور فی الفور پلٹ جانے پر آمادہ ہو گیا اور امرار نے ہر چند نصیحت
کی کچھ فائدہ نہ ہوا آخر ان کو معلوم ہوا کہ اس قسم کے خطوط آئے ہین تو سب نے ان کو جعلی قرار دیا اور
سمجھایا کہ یہ مکر و حیلہ ہے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چونکہ تہمت بیوفائی سب کے نزدیک شرم و عار ہے بالخصوص
اصیل راجپوت تو اس سے بہت ہی عار کرتے ہین آخران امرار نے مالدیو سے کہا کہ ہم لوگون پر بیوفائی کا
داغ لگایا جاتا ہے اب ہم کو لازم ہے کہ ہم سب شیرشاہ سے لڑین خواہ فتح ہو یا مارے جاوین مالدیو کو اسقدر
توہم چھایا تھا کہ اُنکے اس ارادہ سے بھی ڈرا کہ مبادا انزدیک ہوا اور برباد کیا جاوے لہذا رات کو روانہ
ہوا اور ان سردارون نے دس بارہ ہزار کی جمعیت سے جدا ہو کر شبخون مارنے کے ارادہ سے لشکر شیرشاہ
کا قصد کیا۔ شیرشاہ کے طالع ارجمند سے وہ لوگ راہ غلط کر کے صبح کو شیرشاہی لشکر کے قریب پہونچے
اور از راہ حمیت و غیرت آمادہ مرگ ہو کر لشکر شیرشاہ پر جو اسّی ہزار سے کسی طرح کم نہ تھا حملہ کیا اور اکثر
لشکر افغانان کو درہم برہم کر دیا قریب تھا کہ شیرشاہ شکست کھا کر بھاگے کہ اس کے قوت طالع سے حسب اتفاق
ایک سردار جلال خان جلوانی تازہ دم فوج سے پہونچ گیا اور یہ حالت دیکھکر فوراً راجپوتون کی فوج پر ٹوٹ
پڑا اور اس ناگہانی حملہ سے راجپوتون مین زلزلہ پڑ گیا اور زبردست سردار اڑنل کوٹھیا وغیرہ کے مارے گئے
اور راجپوتون نے شکست کھائی۔ شیرشاہ نے پہلے تو شکست کا یقین کر لیا تھا اب فتح سے شاد ہو کر شکر کیا اور
کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تھی کہ ایک مٹھی جوار باجرہ کے پیچھے مین نے ہندوستان کی سلطنت کھوئی ہوتی بات یہ تھی
کہ مالدیو کی مملکت اکثر ریگستان بے آب ہے جس مین سوائے جوار باجرہ و ساٹوان کے دوسری چیزین مانند
گیہون و چانول و جو و تمباکو و چنے و عمدہ ترکاریون سے کچھ پیدا نہین ہوتا ہے۔ اُدھر مالدیو نے جب یقین کیا
کہ وہ سب تحریرات مزورہ و مکر تھین تو اپنے بہادر امرار کے بیگناہ قتل ہونے سے بہت افسوس کیا اور آخر خود
کوہستان جودھپور مین چلا گیا اور شیرشاہ اس فتح کے بعد چتور گیا اور اس کو صلح سے لے کر رنتھنبور مین آیا
چونکہ قلعہ رنتھنبور اپنے بڑے بیٹے عادل خان کو دیا تھا اس نے اجازت چاہی کہ چند روز قلعہ مین سامان
و رسد کا انتظام کر کے حاضر ہو اور شیرشاہ وہان سے قلعہ کالنجر کی طرف گیا جو منجملہ مستحکم قلعون کے شمار کیا جاتا ہے
چونکہ راجہ کالنجر نے پورن مل کے بارہ مین بے وفائی و بدعہدی دیکھی تھی مطیع نہوا اور شیرشاہ نے قلعہ کو ہر طرف
سے گھیر لیا اور ساباط و سرکوب بنوا کر قلعہ پر لڑائی ڈالی اور جہان خود کھڑا تھا وہان بارود سے بھرے
ہوئے ڈبے تھے جن کو آگ دیکر لوگ قلعہ مین پھینکتے تھے اتفاقاً ایک ڈبہ دیوار قلعہ سے ٹکرا کر الٹ کے
حقون کے درمیان گرا اور سب مین آگ لگ گئی جس سے شیرشاہ و شیخ خلیل مرشد و ملا نظام دانشمند و دریا خان
شروانی جل گئے اور شیرشاہ نے باوجود اس حالت کے مورچل پر پہونچایا گیا اور جب اس کو ہوش آتا تھا تو بآواز
بلند تاکید کرتا کہ جاؤ اور فوج کو تاکید کرو کہ بغیر قلعہ فتح کیے واپس نہون یہانتک کہ اسی روز کی شام کو قلعہ
فتح ہوا اور شیرشاہ نے بھی ہمیشہ کے لئے دنیا سے آنکھ بند کر لی اور یہ ۹۵۲ھ نو سو باون کی بارھوین تاریخ

ربیع الاول تھی ؎ زروزگار ہمین حالتم پسند آمد ٭ کہ خوب و زشت و بد و نیک درگزر دیدم ٭ برین
صحیفہ مینا ز خامہ خورشید ٭ نگاشتہ سخنے خوش بآب زر دیدم ٭ کہ اے بدولت دہ روزہ گشتہ مستظہر ٭
مباش غرہ کہ از تو بزرگ تر دیدم ٭ شیرشاہ نے پندرہ برس امارت کی اور پانچ سال اکثر بلاد ہندوستان مین
بادشاہ رہا۔ بڑا عاقل و مدبر تھا اور اپنے ایام سلطنت مین بہت ایسے کام کیئے جن کے اچھے آثار باقی
رہے چنانچہ عاقلانہ نیک کام یہ تھا کہ ستارگانون بنگالہ سے لیکر دریاے نیلاب سندھ تک کہ ایکہزار پانسو
کوس ہوا ایک سڑک بنوائی اور ہر کوس پر ایک مسجد و کنوان پختہ بنوایا اور مسجد مین قرآن پڑھانے والا و
موذن و امام مقرر کیا اور انکا وظیفہ جاری کیا اور وہان ایک سراے پختہ بنوائی جس کے ایک دروازہ
پر مسلمان مسافرون کو کچا و پکا کھانا ملتا تھا اور دوسرے دروازہ پر ہندو مسافرون کو اسی طرح ملتا تھا تاکہ
کسی مسافر کو تکلیف نہ ہو اور ہر سراے مین ڈاک چوکی کے دو گھوڑے رکھے کہ ہر روز ستارگانون بنگالہ کی
اور رہتاس اٹک کی خبرین و عرضیان آنکو پہنچتی تھیں اور اس سڑک کے دونون طرف میوہ دار درخت لگائے تھے کہ مسافر انکے
سایہ مین چلتے و پھل کھاتے اور دو طرفہ باغات بھی تھے جن مین ترکاری کے چمن تھے اور اسی طرح آگرہ سے
منڈو تک کہ تین سو کوس ہے اسی قسم کا انتظام کیا تھا اور اس بادشاہ کے زمانہ مین امن ایسا تھا کہ مسافر آنے
جانے والے صحرا و بیابان مین جہان کہین پہونچتے اپنے اسباب کی طرف سے بیخوف ہوکر اترتے تھے اگر بڑھیا
اشرفیون کا ٹوکرا لیے صحرا مین سو رہتی تو اس کو چوکیدار کی کچھ ضرورت نہ ہوتی۔ شیرشاہ جب آئینہ مین اپنی سفید
ڈاڑھی دیکھتا تو کہتا کہ بادشاہی شام کے قریب میرے پاس آئی ہے اور بہت افسوس کرتا۔ شعر کا بھی شوق تھا
بلکہ خود بھی ہندوستانی طریقہ کے مضحک والے اشعار کہتا تھا۔ اس کی انگوٹھی کے نگینہ پر یہ سجع تھا۔ شعر
شہ اللہ باقی تو اباحد الحمد ٭ بمان شیرشہ بن حسن سور خالد ٭ اس کے معنی یہ ہین کہ اے بادشاہ
اللہ باقی ہمیشہ تیرا کارساز ہو ٭ اے شیرشاہ بن حسن سور تو ہمیشہ قائم رہے۔ اپنے اکثر اوقات کو خلائق کے کام
مین صرف کرتا اور لشکر کا سرانجام اور رعایا کی غمخواری پورے طور سے انجام دیتا تھا اور ہر حال مین عدل و
انصاف پر قائم رہتا تھا۔ بیشک اسی شخص نے زندگی کا پھل پایا جس کا مرنے کے بعد تک نام باقی رہگیا۔ کسی شاعر
نے اس کے مرنے کی تاریخ یون لکھی ہے ؎ شیرشاہی کہ از مہابت او ٭ شیر و بز آب را بہم میخورد ٭ چون برفت
از جہان بدار لبقا ٭ گشت تاریخ او ز آتش مرد ٭ ۹۵۲ھ

ذکر سلیم شاہ بن شیرشاہ افغان سور کی سلطنت کا

جسوقت کہ شیرشاہ فوت ہوا عادل خان اسکا بڑا بیٹا کہ ولیعہد تھا رنتھنبور مین اور چھوٹا فرزند اس کا
جلال خان قصبہ ریوان نواح بیٹھہ مین تھا امرا نے مصلحت دیکھا کہ عادل خان مسافت دور دراز مین ہے اور حاکم کا ہونا ضرور
ہے سب نے ایلچی جلال خان کی طلب مین بھیجا اور جلال خان پانچ دن کے بعد اردوے شاہی مین پہونچا و عیسی خان حاجب
اور دوسرے امرا کی کوشش سے ماہ ربیع الاول کی پندرھوین سنہ ۹۵۲ نو سو باون ہجری مین قلعہ کالنجر مین تخت سلطنت
پر جلوس فرمایا اور ساتھہ اسلام شاہ کے مخاطب ہوا اور خاص و عام کی زبان پر سلیم شاہ مذکور ہوا القصہ جب سلیم شاہ
قائم مقام پدر ہوا اپنے بڑے بھائی عادل خان کو عرضداشت لکھکر اظہار کیا کہ چونکہ آپ شہر دور دراز مین رونق افزا
تھے اور مین نزدیک تھا واسطے تسکین آتش فتنہ و فساد کے آپکی تشریف آوری تک مین نے افواج کی محافظت کی اور ۱۴۸

مجھے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے سوا کچھ چارہ نہیں ہے اُسکے بعد کالنجر سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوکر جب قصبہ
کوڑہ کے نواح میں پہونچا خواص خان نے اپنی جاگیر سے آن کر ملازمت کی اور سرنو سے جشن جلوس ترتیب
دیکر پھر سلیم شاہ کو امرا کے اتفاق سے سریر سلطنت پر جلوہ گر کیا اور اُس کے بعد سلیم شاہ نے دنیاداری کے موجب ایک
مکتوب اور عادل خان کے پاس بھیجکر محبت اور اخلاص ظاہر کیا اور ملاقات کا طالب ہوا اور عادل خان نے سلیم شاہ
کے امرا کو کہ قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی اور خواص خان اور جلال خان جلوانی تھے لکھی کہ تم میرے آنے میں کیا
صلاح دیکھتے ہو اور سلیم شاہ کو بھی لکھا کہ جو یہ چاروں شخص آنکر میری تسلی کریں تو اُس طرف عنان عزیمت معطوف کرتا ہوں
سلیم شاہ نے اُن چاروں امرا کو عادل خان کے پاس بھیجا اور اُنھوں نے جاکر ساتھ عہد اور قول کے عادل خان کی تسلی
کی اور اقرار کیا کہ اول ملاقات میں آپ کو رخصت دلوائیں گے اور ہندوستان کے جس ملک میں چاہیں جاگیر
لیویں عادل خان لشکر ہمراہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا جب قصبہ سیکری میں کہ بالفعل ساتھ فتحپور کے اشتہار رکھتا ہے پہونچا
سلیم شاہ شکار میں مشغول تھا اپنے بھائی کی خبر آمد سنکر اُس مقام میں کہ ملاقات کے واسطے آراستہ کیا تھا استقبال
کر کے ملاقات کی اور محبت برادری کے آثار طرفین سے ظاہر ہوئے لحظہ آپس میں بیٹھے پھر آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے
سلیم شاہ نے ایک قدر اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کر کے اپنے توابعین کو سمجھا دیا تھا کہ عادل خان کے ملازمین اور
توابعین سے اُس کے پاس دو تین آدمی سے زیادہ نچھوڑیں لیکن دروازہ میں آدمی اُسکے ممتنع نہوئے ایک جماعت
کثیر ہمراہ اُسکے داخل ہوئی اور اندیشہ اور تدبیر سلیم شاہ کی سست ہوگئی تب بضرورت اظہار ملایمت و چاپلوسی کر کے کہا کہ میں نے
اب تک افغانان سرکش اور بے سر کو نگاہ رکھا آیندہ اُنھیں آپ کے سپرد کرتا ہوں یہ کہکر عادل خان کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھا دیا اور
نہایت چاپلوسی کی عادل خان نے جو کہ عیاش اور فراغت جو تھا سلیم شاہ کی مکاری و فریب سے آگاہ ہوکر قبول امر منظور نہ کیا
اور تخت سے اُٹھکر سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اول خود سلام کیا اور مبارکباد دی اسکے بعد ہر ایک اعیان مملکت اور ارکان سلطنت
نے مبارکباد کہکر لوازم نثار اور شکرانہ بجا پہونچائے اور اسی مجلس میں قطب خان نائب و عیسی خان نیازی اور خواص خان
نے عرض کیا کہ قول اور عہد جو ہمارے اور عادل خان کے درمیان میں آیا تھا یہ ہے کہ اول ملاقات میں عادل خان کو رخصت دیکر
بیانہ اور توابع اُسکی جاگیر میں مقرر ہووے سلیم شاہ نے قبول کر کے عادل خان کو بیانہ کی طرف رخصت کیا اور عیسی خان نیازی اور
خواص خان کو ہمراہ کیا اور سلیم شاہ نے دو تین مہینے کے بعد غازی محلے کو جو محرموں و مقربوں سے تھا مع بیڑی طلائی بھیجکر
حکم دیا کہ عادل خان کو گرفتار کر لاوے عادل خان یہ خبر سنکر خواص خان کے پاس میوات میں گیا اور سلیم شاہ کے نقض عہد کا اظہار
کر کے نالان ہوا خواص خان کا دل پھر آیا اور غازی محلے کو طلب کر کے وہی بیڑی اُسکے پاؤں میں ڈالی اور افغان نہایت جلد کیا
اور اُن امرا کو جو سلیم شاہ کے ہمراہ تھے ہر ایک کے نام خط تحریر کر کے اپنا متفق کیا اور باتفاق عادل خان لشکر جرار ہمراہ لیکر آگرہ
کی طرف متوجہ ہوا اور قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی نے جو قول و عہد میں داخل تھے سلیم شاہ سے رنجیدہ ہوکر عادل خان
کو ترغیبات تحریر کر کے یہ اقرار کیا کہ کچھ رات باقی رہے عادل خان آپ کو آگرہ میں پہونچا وے تو لوگ بے حجاب بالتبع سلیم سے
جدا ہو کر اسکے پاس آسکیں اتفاقاً عادل خان اور خواص خان جب قصبہ سیکری میں کہ بارہ کوس آگرہ سے ہے پہونچے شیخ سلیم کی ملاقات
کے واسطے کہ مشائخ وقت سے تھے گئے اور جو کہ وہ شب شب برات تھی خواص خان کو نماز کے واسطے جو کہ اُس شب میں مقرر ہے
توقف اور اہمال حاصل ہوا پہر دن چڑھے آگرہ کے نواح میں داخل ہوئے سلیم شاہ نے اُن آمد کے طرز سے آگاہ ہوکر سراسیمہ

قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیازی اور دیگر امراسے کہا کہ اگر مجھسے عادل خان کے بارہ مین بدعہدی واقع ہوئی تھی خواص خان
اور عیسیٰ خان نے کس واسطے مجھے آگاہ نہ کیا جو مین اندیشۂ فاسد سے باز آتا قطب خان نے سلیم شاہ کا اضطراب دیکھکر کہا کچھ
اندیشہ نہین ہے ابھی اختیار باقی ہے اس فساد کی تسکین کا مین ضامن ہون سلیم شاہ نے قطب خان نائب اور دوسرے امراکو کہ
فی الجملہ اتفاق عادل خان سے رکھتے تھے اس بہانہ سے کہ جس طرح ہوسکے حرف صلح اور صلاح درمیان مین لاوین
رخصت کیا کہ عادل خان کے پاس جاوین اور ارادہ اُس کا یہ تھا کہ اس جماعت کو اپنے پاس سے دور کرکے قلعہ چنار
کی طرف خزانہ لانے کے بہانہ سے فرار کرے اور دوبارہ سامان جنگ و افواج فراہم کرکے جنگ و محاربہ مین مشغول ہووے
عیسیٰ خان نیازی نے سلیم شاہ کو اس امر سے ممانعت کی اور کہا اگر آپ کو اور آدمیون پر اعتماد نہین ہے بیس ہزار افغان
قرملی وغیرہ ایام شہزادگی سے آپ کے نوکر خاص اور محل اعتماد مین باوجود اس قدرت اور مکنت کے تعجب کا مقام
ہے کہ آپ دولت خداداد پر بھروسا نہین رکھتے فرار کو قرار پر اختیار کرتے ہین اور امرا ہر چند کہ مخالفت باطنی رکھتے ہون غنیم
کے پاس بھیجنا حزم اور احتیاط سے بعید ہے بس لائق اور سزاوار یہ ہے کہ آپ بنفس نفیس تمام لشکر پر سبقت کرکے میدان
کارزار مین رونق افزا ہون اور پایۂ ثبات مستحکم فرماوین کوئی شخص آپکے حضور سے دشمن کی طرف نجاویگا سلیم شاہ نے اس
بات سے قوی دل ہو کر استقامت کی اور قطب خان نائب اور دوسرون کو کہ رخصت دی تھی پھر طلب کرکے فرمایا کہ مین
اپنے ہاتھ سے تمھین کیونکر غنیم کے سپرد کرون شاید کہ بدی تمھارے حق مین اندیشہ کرے یہ کہکر حرب پر آمادہ ہوا اور شہر سے برآمد
ہو کر میدان مین ایستادہ ہوا وہ لوگ کہ عادل خان سے ہمزبان تھے سلیم شاہ کو معرکہ مین دیکھکر شرم سے داخل لیاول ہوگئے اور
ظاہر بلدہ آگرہ مین جنگ واقع ہوئی تائیدات آسمانی نے سلیم شاہ پر نوازش فرمائی شکست تفرقہ عادل خان اور خواص خان کی جمعیت
مین ڈالا اور خواص خان اور عیسیٰ خان نیازی میوات کی طرف راہی ہوئے اور عادل خان تنہا پٹنہ مین جاکر ایسا مفقود الخبر ہوا کہ کسی نے
اُسکے احوال سے خبر نپائی اور معلوم نہوا کہ اسکا آل کیا ہوا پھر سلیم شاہ نے خواص خان اور عیسیٰ خان کے تعاقب مین لشکر تعین کیا
اور فیروز پور مین آتش جنگ افروختہ ہوئی اور سلیم شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اُسکے بعد جب دوسرا لشکر کمک کو پہونچا خواص خان
اور عیسیٰ خان تاب مقاومت نہ لاکے کوہ کمایون کی طرف بھاگے سلیم شاہ نے قطب خان نائب کو اور ایک جماعت دیگر کو انکے سر پر
تعینات کی اور اُنسے جاکر دامن کوہ کمایون مین قیام کیا اور ہمیشہ دامن کوہ کو تاخت و تاراج سے خراب کرتا تھا اسوقت سلیم شاہ
نے خود چنار کی طرف عزیمت کی اثناے راہ مین جلال خان جلوانی اور اُسکے بھائی کو اس اتفاق کے سبب کہ عادل خان
سے رکھتے تھے ماخوذ کرکے قتل کیا پھر چنار مین جاکر خزانہ برآوردہ کرکے گوالیار مین بھیجا اور خود بجانب آگرہ مراجعت فرمائی
اور جو قطب خان عادل خان کے بلانے اور احداث فتنہ مین دخیل تھا بسبب اُس خوف و ہراس کے کوہ کمایون کے دامن سے
فرار کرکے لاہور مین ہیبت خان نیازی الملقب باعظم ہمایون کے پاس گیا سلیم شاہ نے اعظم ہمایون پر حکم نافذ کرکے
قطب خان نائب کو طلب کیا اعظم ہمایون نے حکم کے موافق قطب خان کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا بادشاہ نے اُسکو مع چند
محبوس دیگر کے کہ جملہ چودہ نفر تھے قید کرکے اپنے بہنوئی شہباز خان لوحانی کے پاس گوالیار مین بھیجا اور شجاعت خان حاکم مالوہ
اور اعظم ہمایون کو طلب کیا شجاعت خان نے آکر ملازمت کی اور اعظم ہمایون متوہم ہوا سلیم شاہ نے شجاعت خان کو پھر مالوہ
کی طرف رخصت کیا اور خود خزانہ لانے کے واسطے رہتاس کے سمت سوار ہوا اور سعید خان یعنی اعظم ہمایون کا بھائی کہ ہمیشہ
حضور مین حاضر رہتا تھا راہ سے فرار کرکے لاہور گیا سلیم شاہ بھی راستہ سے بازگشت کرکے آگرہ مین آیا اور لشکر کے جمع کرنے کا حکم دیکر

نئی دہلی کی طرف رونق افزا ہوا اور حکم کیا کہ گرداگرد شہر اور اُس قلعہ کے کہ ہمایون بادشاہ نے تعمیر کیا تھا ایک حصار گچ و سنگ
سے تیار کریں اور جب سلیم شاہ کی خبر توجہ دہلی کیطرف شجاعت خان کو پہونچی شجاعت خان اظہار اخلاص کے واسطے مع ایک جماعت
مخلصان سلیم شاہ کے روبرو آیا اور استمالت پائی اور سلیم شاہ نے چند روز دہلی مین قیام کیا اور لشکر کو آراستہ کر کے لاہور کی عزیمت
کی اور اعظم ہمایون خان مع طائفہ مخالفان باتفاق خواص خان اور لشکر پنجاب کہ سلیم شاہ کی افواج سے دو چند تھا مقابلہ
کے واسطے چلا اور قصبۂ انبالہ کے نواح مین دونون لشکر قریب ہوئے کہتے ہین کہ جب سلیم شاہ لشکر نیازیون کے قریب فروکش
ہوا تو خود مع مقربون کے چند اشخاص کے لشکر نیازیون کے مشاہدہ کو گیا کر ایک پشتہ پر چڑھا اور جب نظر اُسکی اُنپر پڑی اُس
مقام مین ایستادہ ہو کر کہا کہ میری عزت و ناموس مین نہین سماتا ہے کہ باغی کو دیکھکر صبر کرون پھر امیرون کو حکم دیا کہ صفوف جنگ
آراستہ کر کے عزیمت جنگ کرو اور اُسی شب کو کہ صباح اُسکے جنگ ہوئی اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے خواص خان سے
حاکم کے نصب کرنے کے واسطے مشورہ کیا تھا کہ حاکم کون ہو خواص خان نے کہا تھا کہ عادل خان کو تلاش کر کے حاکم
کرنا چاہئے اور اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے کہا تھا بیت ملک میراث نگیرد کسے ؛ تا نزند تیغ دو دستی بسے ؛
چنانچہ اس مقدمہ کے سبب اُن کے درمیان مین کدورت پیدا ہوئی جب کہ صفوف آراستہ ہوئین اور طرفین مقابل
ہوئے خواص خان بے جنگ ہزیمت کر کے فوج کے باہر نکل گیا اور نیازیون نے حتی المقدور وفا کیا اور محاربہ کیا جو کہ
نمک حرامی کا نتیجہ شامت و ندامت ہے یہ بھی بھاگ گئے اور فتح غیبی سلیم شاہ کو نصیب ہوئی بیت کسی را کہ دولت بود یاوری
کہ آورد کرباد دستہ کند ؛ اور سعید خان یعنی برادر اعظم ہمایون مع دس آدمی ہمراہیون کے جو مسلح تھے اور کوئی شخص
اُسے نہین پہچانتا تھا اُسنے چاہا کہ مین سپاہ کیباد کے بہانہ سلیم شاہ کے پاس پہونچکر اُسکا کام تمام کردون جب گیا ایک فیلبان نے
اُسے پہچانکر نیزہ مارا اور وہ فیلان جنگی کے حلقہ او سلیم شاہ کی فوج خاص کے داہنی طرف سے بر آمد ہو کر نکل گیا القصہ نیازیون نے
شکست کے بعد دھنکوٹ کی طرف جو روہ کے قریب ہے فرار کیا سلیم شاہ قلعہ رہتاس تک جسکو اُسکے والد نے تعمیر کیا تھا اُنکے
تعاقب مین گیا اور خواجہ اویس شروانی کو مع لشکر قوی نیازیون کے سر پر تعیین کر کے خود بدولت و اقبال آگرہ کی طرف مراجعت
کی اور وہان سے گوالیار مین آیا اُسوقت ایک دن شجاعت خان قلعہ کے اوپر سلیم شاہ کے اگاڑی جاتا تھا ایک شخص
عثمان نام کہ شجاعت خان نے اُسکا ہاتھ قطع کیا تھا سر راہ کمین کر کے فرصت وقت کا جویا تھا یکبارگی برق کی طرح جست
کی اور ایک وار شجاعت خان پر کیا شجاعت خان زخمی ہو کر اپنے مکان پر گیا اور گمان کیا کہ یہ شخص سلیم شاہ کے اغوا سے اس فعل
کا مرتکب ہوا ہے یہ سوچ کر گوالیار سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گیا سلیم شاہ نے مندو تک اُسکا پیچھا کیا اور جب شجاعت خان بانسواڑہ
مین آیا عیسی خان سور کو مع بیس ہزار سوار اُجین مین چھوڑ کر خود مراجعت کی اور یہ معرکہ ۹۵۴ نو سو چون ہجری مین واقع ہوا تھا
اور خواجہ اویس شروانی کہ اعظم ہمایون کے سر پر تعین تھا دھنکوٹ کے اطراف مین اُسے لڑا اور شکست پائی اور اعظم ہمایون نے قوت
کر کے تو شہر تک آیا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر لشکر گران ترتیب دیکر نیازیون کے دفع کے واسطے بھیجا اعظم ہمایون پھر پلٹ کر
دھنکوٹ مین گیا جب سلیم شاہ کا لشکر موضع سنبل کے قریب پہونچا نیازیون نے محاربہ کیا اور شکست فاحش کھائی اور اعظم ہمایون
کی مان اور زن و فرزند اسیر ہوئے چنانچہ اسیرون کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور تمام نیازی گکھڑون کے پاس پناہ
لیگئے اور پہاڑون پر کہ کشمیر کے متصل ہین در آئے سلیم شاہ مع لشکر گران نیازیون کی آتش فساد کی تسکین کیواسطے سوار ہو کر
پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور دو برس تک گکھڑان سے محاربہ اور مجادلہ رہا اور ان دنون مین ایک شخص نے تنگ آ کے

مین کہ اُسوقت سلیم شاہ کوہ مانکوٹ پر چڑھتا تھا شمشیر برہنہ کرکے اُسکے قتل کا قصد کیا سلیم شاہ کمال چستی اور چالاکی
سے اُسپر غالب آیا اور آن واحد مین اُس کا کام تمام کیا اور وہ تلوار پہچانی جو کہ خود اقبال خان کو بخشی تھی اور جب گکھران
مغلوب ہوئے اور اُن مین قوت باقی نہ رہی اعظم ہمایون کشمیر مین آیا حاکم کشمیر سلیم شاہ کے ملاحظہ سے نیازیون کا سدراہ
ہوا نیازیون نے بھی صف جنگ آراستہ کی آخر کو اعظم ہمایون اور سعید خان تیغ کے گھاٹ اُترے حاکم کشمیر نے اُنکے سر کاٹ
کر سلیم شاہ کے پاس بھیجے اور سلیم شاہ نے نیازیون کی مہم سے فراغ حاصل کرکے مراجعت کی اُسوقت میرزا کامران جنت
آشیانی سے بھاگ کر سلیم شاہ کے پاس پناہ لایا اور سلیم شاہ نے از روے نخوت و تکبر پیش آن کرنا لائق سلوک کیا
اس سبب سے میرزا کامران سلیم شاہ کے روبرو سے مفرور ہوا اور کوہ سوالک مین دم لیا اور وہان سے ولایت گکھران
مین گیا اور سلیم شاہ نے دہلی مین جاکر چند روز قیام کیا اور اُس وقت خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ آب نیلاب کے کنارے
پہونچا کہتے ہین کہ اُسوقت سلیم شاہ اپنے گلے مین جونکین لگا کر خون نکلواتا تھا اُسی وقت سوار ہوکر روانہ ہوا اور اول روز
تین کوس پر جاکر مقام کیا اور چونکہ توپخانہ آراستہ ہمراہ رکھتا تھا اور اُسی عرصہ مین بیل ارابہ کے پرگنون مین گئے تھے اور
وہ چلنے مین جلدی کرتا تھا فرمایا کہ پیادے بجاے گاو ارابہ کھینچین پھر ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار پیادے کھینچنے لگے
اور وہ بسرعت تمام لاہور کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ ہمایون بادشاہ نے بیشتر مراجعت کی تھی چنانچہ اپنے موقع پر
مذکور ہوگا سلیم شاہ نے بھی لاہور سے معاودت کرکے قلعہ گوالیار مین قیام کیا اتفاقاً ایک روز انترے کے اطراف مین شکار
کرتا تھا ایک جماعت مفسدون کی بعض آدمیون کے اغوا سے اُسکے سدراہ ہوکر مقام غدر مین ایستادہ ہوئی اور حسب
اتفاق سلیم شاہ نے دوسرے راستہ سے مراجعت کی اور وہ جماعت بیکار اور معطل رہی اور جب حقیقت سلیم شاہ کے گوش زد
ہوئی بہاء الدین اور محمود اور مدار کو کہ فتنہ کے بانی تھے قتل کرکے گوالیار مین قرار پکڑا اور ہر شخص کو اپنے امرا سے کہ سب
ساتھ قوت اور غلبہ کے گمان لیجاتا تھا گرفتار کرکے قید کرتا تھا اور گردن مارتا تھا یہانتک کہ خواص خان کہ شجاعت مین
رستم زمان اور سخاوت مین حاتم دوران تھا اُس سے متوہم ہوکر کوہ بکوہ اور صحرا بصحرا پھرتا تھا اور سرگردانی سے تنگ
آکر سنہ ۹۵۹ نو سو انسٹھ ہجری مین امان کے ساتھ تاج خان کرانی کے پاس کہ اُسکے ایک امراے معتبرین سے تھا
اور سنبھل مین قیام رکھتا تھا آیا اور تاج خان نے سلیم شاہ کے حکم کے موافق نقض عہد کرکے تیغ غدر سے اُسکو قتل کیا اور
اُسکے آدمیون نے تابوت اُسکا دہلی مین لیجاکر سپرد زمین کیا اور اہل ہند اُسے جملہ اہل اللہ سے شمار کرتے تھے اور اُس کو
خواص خان ولی کہتے تھے چنانچہ اُسکا قتل مبارک نہوا تھوڑے عرصہ مین یعنی ابتداے سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ ہجری مین سلیم شاہ کی مقعد
مین ایک دانہ دنبل کا ظاہر ہوا اور درد کی شدت سے اپنے فصد لیکر خون نکلوایا اور گھر سے نکلا تو ہوا لگی اور مر گیا مدت
اُسکے سلطنت کی نو برس تھی نیلاب سے بنگالہ تک شیر شاہ کے مسافر سراؤن کے بیچ بیچ مین ایک ایک سراے اور
آباد کرکے ہر ایک سرا مین طعام پختہ اور خام بطریق شیر شاہ مسافرون اور محتاجون اور توانگرون کے واسطے مقرر کیا اور
اُسی سال محمود شاہ گجراتی اور برہان نظام الملک بحری نے بھی وفات پائی اور پدر مؤلف نے تاریخ اس واقعہ کی زوال
خسروان پائی اور قضایاے غریب سے جو سلیم شاہ کے زمانے مین واقع ہوئے واقعہ شیخ علائی ہے اور تفصیل اُسکی برسبیل
اجمال یہ ہے کہ اُنکے باپ کا نام حسن تھا اور وہ حضرت شیخ سلیم کے خلیفہ ہوکر قصبہ بیانہ مین سجادہ شیخی پر ارشاد یعنی ہدایت
طالبون کو کرتے تھے جب رخت ہستی عالم بقا کی طرف کھینچا شیخ علائی کہ اولاد ارشد آنحضرت کے تھے اور فضیلت

وہ انتشار میں امتیاز تمام رکھتے تھے اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوئے اور طالبان حق کی ہدایت میں مشغول ہوئے اتفاقاً شیخ عبداللہ افغان نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کے مریدان نامی سے تھے سفر مکہ معظمہ سے معاودت فرما ہوئے اور روش مہدویہ کہ سید محمد جونپوری کو مہدی موعود جانتے ہیں اختیار کر کے بیانہ میں رحل اقامت ڈالی اور جب شیخ علائی کو وضع اُس کی خوش آئی اُس کی صحبت کے فریفتہ ہوئے اور آبا و اجداد کا طریقہ ترک کر کے خلائق کو روش مہدویہ دعوت کرنے لگے اور بہ رسم اُس طائفہ کے شہر کے باہر شیخ عبداللہ افغان نیازی کے ہمسایہ میں توطن کیا اور ساتھ ایک جماعت کثیر احباب اپنے سے کہ ساتھ اُن کے متفق و گرویدہ ہوئے تھے بطریق توکل اور تجرد بسر لیجاتے تھے اور ہر روز بعد نماز کے بوقت تفسیر قرآن مجید کی اس قسم سے بیان کرتے تھے کہ جو شخص اس مجلس میں حاضر ہوتا تھا ایک ان دو کام سے کرتا تھا یا تو بیگانگی قطعاً اپنے کام کے واسطے بنجاتا تھا اور ترک اہل و عیال کر کے دائرہ مہدویہ میں داخل ہوتا تھا یا معاصی اور مناہی سے تائب ہو کر ساتھ سید محمد جونپوری کے گرویدہ ہوتا تھا اس کے بعد اگر کشتکاری اور زراعت یا تجارت کرتا تھا تو دسواں حصہ راہ خدا تعالیٰ میں صرف کرتا تھا اور بہت کثرت سے ایسا ہوا کہ باپ نے بیٹے سے اور بھائی نے بھائی سے اور زن نے شوہر سے مفارقت قبول کر کے راہ فقر و قناعت اختیار کی اور نذر اور فتوح جو کہ اُنکے پاس آتے تھے چھوٹے اور بڑے علی السویہ شریک تھے اور اگر کچھ بہم نہ پہونچتا تھا دو تین روز فاقہ میں بسر کرتے تھے اور اظہار نہ کرتے تھے اور پاس انفاس میں اوقات مصروف رکھتے تھے اور سپر اور شمشیر اور ہتھیار ہر وقت اپنے ہمراہ لے کر شہر اور بازار یا جس مقام میں نامشروع دیکھتے تھے اول ساتھ رفق اور مدارا کے منع کرتے تھے اور اگر نرمی کرنا پیش نہ جاتا تھا قہراً اور جبراً اُس نامشروع کو تغیر دیتے تھے اور حکام شہر سے جو شخص کہ اُنسے موافق تھا امداد میں اُنکے کوشش کرتے تھے اور جو کہ منکر تھا قدرت منع اور اُن کے مقاومت میں نہ رکھتا تھا اور جب شیخ عبداللہ افغان نیازی نے دیکھا کہ یہ ماجرا ساتھ خاص و عام کے پڑا ہی اور فساد عنقریب برپا ہوا چاہتا ہے شیخ علائی کو سفر حجاز کی دلالت کی اور شیخ علائی ساتھ اُسی وضع اور حالت کے مع تین سو ستر خانوادہ مردم کے سفر حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جب خواص پور میں کہ جودھپور کے حدود میں واقع ہے پہونچے خواص خان مشہور اُنکے استقبال کو آیا اور اُنکے معتقدان کے سلک میں منسلک ہوا لیکن تھوڑے عرصہ میں فساد مذہب مہدویہ کا دل میں لا کر اُنسے منحرف ہوا اور شیخ علائی اس معنی کو سمجھکر ساتھ اس بہانہ کے کہ امر معروف و نہی منکر میں لوجی اطاعت نہیں کرتا ہے اظہار رنجش خواص خان سے کر کے خواص پور سے برآمد ہوئے اور سفر حجاز کی عزیمت فسخ کر کے بیانہ کی طرف پلٹ گئے اور اُن دنوں میں سلیم شاہ آگرہ میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو شیخ علائی سلیم شاہ کے طلب کے موافق آگرہ میں گیا اور اُسکی مجلس میں حاضر ہو کر بادشاہوں کے رسوم اور آداب کا مقید نہوا سلام مشروع سلیم شاہ پر کیا اور سلیم شاہ نے کراہت کے ساتھ علیک السلام کہا اور یہ بات اُسکے مقربوں پر دشوار ہوئی ملا عبداللہ سلطان پوری المخاطب بمخدوم الملک نے مقام انکار شیخ علائی میں ہو کر فتوی اُسکی قتل کا دیا اور سلیم شاہ نے میر رفیع الدین انجو اور ملا جلال بھیم دانشمند اور ملا ابوالفتح تھانیسری اور دیگر علماء وقت کو حاضر کر کے تشخیص اُس قضیہ کی حوالہ اُنکے کی اور سلیم شاہ کے حضور مجلس بحث منعقد ہوئی شیخ علائی کسی پر غالب نہوتا تھا بلکہ مغلوب ہو کر جواب سے عاجز آتا تھا اور کلام مجید کی تفسیر پر رجوع کر کے اس طرح سے آیات کے معانی بیان کرتا تھا کہ سلیم شاہ کے دل میں اثر پذیر اور ذہن نشین ہو جاتے تھے اور اُس سے کہتا تھا کہ تو اس دعوی باطل مہدویہ سے

بازآ تو تجھے اپنے تمام قلمرو پر محتسب کرون اور اتبک میرے بغیر اذن تو امر معروف کرتا رہا اب میرے حکم سے کرتا رہ اور جب شیخ علائی نے یہ بات قبول نہ کی سلیم شاہ نے باوجود فتواے ملا عبد اللہ سلطانپوری کے حکم قتل صادر نہ کیا بلکہ قصبۂ ہنڈیہ کی طرف کہ سرحد دکن ہی اخراج فرمایا اور بہار خان حاکم اُس مقام کا کہ سلیم شاہ کے اُمراے عمدہ سے تھا مع تمام لشکر اپنے ساتھ کے اُس سے گرویدہ ہوکر اُسکے دائرہ اعتقاد و اخلاص مین در آیا اور مخدوم الملک نے اس بات کو بہت بُری طرح سے سلیم شاہ کے ذہن نشین کیا اور شیخ علائی کو اُس سرحد سے طلب کیا اور اس مرتبہ پھر سلیم شاہ نے علما کو حاضر کرکے پیشتر سے بیشتر اس قضیہ کی تشخیص کی تب ملا عبد اللہ سلطانپوری نے سلیم شاہ سے کہا کہ یہ شخص خود مہدویت کا دعویٰ کرتا ہی اور حضرت امام مہدی آخر الزمان بادشاہ تمام روے زمین کے ہونگے اسواسطے تمام لشکر تیرا ساتھ اُسکے گرویدہ ہوا ہی حتی کہ عزیز تیرے بھی پوشیدہ اُسکے مذہب مین داخل ہوئے ہین اور احتمال ہی کہ نقصان تیرے ملک اور بادشاہی مین ظاہر آوے سلیم شاہ کسی وجوہ سے ملا عبد اللہ کا قول نہ سنتا تھا اور پھر شیخ علائی کو بہار مین شیخ بڈھ طبیب کے پاس کہ مرد دانشمند تھا اور شیر شاہ اُسکا معتقد ہوکر کفش اُسکے پاؤن کی سیدھی کرتا تھا بھیجا تو اُسکے فتوے کے موافق عمل کرے اور سلیم شاہ خود پنجاب کی طرف متوجہ ہوکر قلعہ مانکوٹ کی تعمیر مین مشغول ہوا جب شیخ علائی بہار مین پہونچا شیخ بڈھ نے موافق فتوے ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب بمخدوم الملک کے فتوے لکھکر سلیم شاہ کے الچیون کو دیا اس درمیان مین شیخ کو مرض طاعون کہ اُسوقت مین شائع تھا عارض ہوا اور حلق مین اُسکے ایک زخم پیدا کہ ایک انگشت کی مقدار فتیلہ یعنی بتی جاتی تھی اور رنج سفر بھی اُسپر مستزاد ہوا جب شیخ کو سلیم شاہ کے روبرو لائے قوت گفتار نرکھتا تھا سلیم شاہ نے آہستہ اُسکے کان مین کہا کہ تو کہدے کہ مین مہدی نہین ہون اور مطلق العنان ہون شیخ نے اُسکا کلام نہ سنا سلیم شاہ نے مایوس ہوکر حکم دیا کہ حیث تازیانہ مارو لکھا ہی کہ تیسرے تازیانہ مین شیخ علائی نے جان قابض ارواح کو سونپی اور یہ قضیہ ۹۵۵ نوسو پچپن ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور مادہ اُسکی تاریخ کا ذکر اللہ ہی اور سلیم شاہ جب فوت ہوا اُسکا فرزند بارہ برس کا تھا باتفاق امراے قلعہ گوالیار مین تخت پر بیٹھا اور ابھی تین دن گذرے تھے کہ مبارز خان ولد نظام خان سور نے کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور چچیرا بھائی سلیم شاہ کا اور سالا اُسکا تھا اپنے بھانجے فیروز شاہ کو قتل کیا اور وزرا اور امرا کے اتفاق سے خود تخت پر اجلاس کرکے اپنا لقب عادل شاہ رکھا خواجہ نظام الدین بخشی نے اپنی تاریخ اکبری مین لکھا ہی کہ سلیم شاہ نے مرض الموت سے پیشتر اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی سے بارہا کہا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند فیروز خان کو دوست رکھتی ہی تو اجازت دے کہ مبارز خان تیرے بھائی کو درمیان سے اُٹھاؤن کہ تیرے فرزند کا خار راہ ہی اور جو بھائی کو دوست رکھتی ہی تو اپنے دلبند کی زندگی سے ہاتھ اُٹھا کہ اُسے مبارز خان سے خطرہ ہی مین اُسکی بی بی جواب دیتی تھی کہ میرا بھائی عمر عیش و عشرت مین بسر کرتا ہی اور نغمہ و ساز کی طرف اوقات مصروف رکھتا ہی اُسکو خیال سامان بادشاہی نہین ہی ہرچند سلیم شاہ اس بارہ مین اُسے ملامت کرتا تھا مفید نہوتا تھا آخر کو سلیم شاہ کے فوت کے بعد تیسرے دن مبارز خان مع اعوان و انصار اپنے فیروز خان کے محل مین داخل ہوکر اُسکے قتل کے درپے ہوا ہرچند اُسکی ہمشیرہ زار زار روکر اپنے نورعین کی شفاعت کرتی تھی اور کہتی تھی اے بھائی اس بیگناہ کے قتل سے دست کش ہو تو مین اُسے لیکر ایسے مقام مین لیجاؤن کہ کوئی اس سے نشان نپاوے فائدہ نکیا آخر اس سنگدل نے اُس طفل معصوم کو بعید و تصور تیغ جفا سے شہید کیا **بیت** بردی کہ ملک سراسر زمین نیرزد کہ خونے چکد برزمین۔

ذکر سلطنت محمد شاہ سور المشہور بعدلی کا ۔ مبارز خان کو جب سامان بادشاہی ظاہری کا بہم پہونچا اپنا لقب محمد شاہ عادل رکھا اور عوام الناس اُسکو بحذف الف اور اضافہ یا کے

نسبت عدلی کہتے تھے اور عدلی کو چونکہ بادشاہی کی قابلیت نہ تھی جب ہی اس نے مردم اراذل کمینون کا ہاتھ پکڑکر مہمات
عمدہ شاہی کو ساتھ اُنکے رجوع کیا اور ہیمو نام ہنود کہ بقال قصبہ ریواڑی کا ساکن تھا اور سلیم شاہ نے اُس کو
منصبداران جدیدہ کے سلک مین منتظم کرکے چودھری بازار کا کیا تھا عدلی نے اس کو صاحب اختیار ملک و مال کیا
اور خود شرب شراب اور صحبت زنان مغنیہ دلارام مین مشغول ہوا اور جود و بخشی اور فیاضی بادشاہ محمد تغلق شاہ کی
سُنی تھی خیال اُسکی تقلید کا کرکے اوائل جلوس مین دروازہ خزانہ مفتوح کرکے خلق کو انعامات دیکر مستمال اور
توانگر کیا اور کنہ پاسن جسکے پیکان مین ایک تولہ طلا تھا باثنا ے سواری و نخچیر گوشہ کمان مین رکھکر ہر طرف پھینکتا
تھا اور وہ تیر جس شخص کے مکان مین گرتا تھا یا جس کے ہاتھ آتا تھا دس ہزار روپیہ دیکر اُس سے لیتا تھا پس اس
طریق سے شیرشاہ اور سلیم شاہ کا خزانہ تھوڑے عرصہ مین تلف کرکے آپ کو بادشاہ بزرگ تصور کیا اور مردم خوش طبع
افغان اُسکے کام بے موقع سے اُسکو عادلی کی بجاے اندھلی کہتے تھے کس واسطے کہ اندھلی زبان ہندی مین کورِی و
نابینائی ہے جب ہیمو بقال کا تسلط اور استقلال حد سے گذرا امراے افغان اُسکی بدی اور بد منشی سے رنجیدہ اور دلگیر
ہوکر دشمن ہوگئے اور ہر گوشہ سے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا اکثر امرا نے سر اطاعت اور فرمانبرداری سے پھیرا اور جو کہ سر رشتہ
فرمانبرداری ہر بجا نلاتے اسواسطے عدلی کا دلون اور نظرون مین کچھ وقر و اعتبار نہ رہا رونق اور نظام اُسکی بادشاہی کی زائل
ہوگئی اور ایک دن قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ مین بار عام دیا اور امراے نامدار حاضر ہوئے اور عدلی جاگیر تقسیم کرتا تھا اس درمیان
مین حکم کیا کہ ولایت قنوج جو محمد شاہ فرملی کی جاگیر ہے تغیر دیکر سرمست خان شرواقی کو دیوین چونکہ دونون قبیلہ دار تھے اس
مقدمہ مین گفتگو کی سکندر خان ولد شاہ محمد فرملی کہ جوان نوخاستہ اور بہادر تھا سر دربار از روے درشتی بولا کہ اب کلام
اس نہایت کو پہونچا کہ ہماری جاگیر شترا بان سگ فروش کو دیتے ہین جب کلام بلند ہوا اُسکا باپ کہ ضعیف و بیمار تھا
سکندر خان کو درشتی اور ناہمواری سے منع کرتا تھا لیکن اُسے یاراے صبر نہ تھا بولا اے باپ شیرشاہ نے تجھے ایک مرتبہ قفس
آہنی مین قید کرکے ارادہ قتل کا رکھا تھا آخر کو سلیم شاہ تیرا شفیع ہوا اور اس جھلکہ سے تجھے نجات بخشی اب گروہ سور تیرے
اخراج کا قصد رکھتا ہے تو اس معنی کو نہین سمجھتا عنقریب تجھے نہ چھوڑین گے اُسوقت سرمست خان نے کہ بہت بلند قد
اور قوی ہیکل تھا ہاتھ سکندر خان کے شانہ پر رکھکر سمجھایا کہ اے فرزند یہ تمام درشتی کسواسطے ہے اور سرمست خان کا ارادہ
تھا کہ اس بہانہ سے اُسے دستگیر کرے سکندر خان نے اس معنی کو دریافت کرکے ایسا خنجر اُس کے شانہ پر مارا کہ سرمست خان
فوراً ستون کے مانند زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اور چند لوگ جو کہ اُس کے متعرض ہوے تھے اُنہین بعضون کو ہلاک
اور بعضون کو زخمی کیا اور عدلی اس شور و فساد مین اُٹھکر حرم سرا کی طرف روانہ ہوا سکندر خان نے تعاقب
کیا عدلی نے کواڑ بند کرکے زنجیر لگادی اور اکثر امرا جو کہ دیوانخانہ مین تھے اپنی تلوارین کھینچکر بہا گیر سکندر خان کے
قتل دیوانون سرمست کے دوگھڑی تک جس طرف جاتا تھا ضربہاے شمشیر سے قتل کرتا تھا اس درمیان مین ابراہیم خان
سور کہ عدلی کا بہنوئی تھا اور رشتہ مین شیرشاہ کی چچا کی اولاد سے ہوتا تھا ایک جماعت لیکر اُسپر حملہ آور ہوا اور ضربت ہاے
شمشیر آبدار سے اُسکا جسم نازنین ٹکڑے ٹکڑے کیا اور دولت خان لوحانی نے بھی ایک ضربت شمشیر سے کام شاہ محمد فرملی کا تمام
کیا کہتے ہین اُسی دن تاج خان کرانی کہ عمدہ امراے سلیم شاہ سے تھا قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ سے برآمد ہوکر شاہ محمد فرملی کے دروازہ
کے قریب اُس سے ملاقی ہوا اور شاہ محمد اس سے احوال پوچھنے لگا تاج خان نے جواب دیا کہ کار دگرگون ہوا ہے مین نے اپنا

قدم اس کارخانہ سے باہر کھینچا ہو تو بھی آنکہ میری رفاقت کرشاہ محمد نے یہ امر قبول نہ کیا اور عدلی کے سلام کے واسطے گیا
اور جاتے ہی مارا گیا تاج خان کرانی نے قلعہ سے برآمد ہو کر بنگالہ کا راستہ لیا عدلی نے ایک فوج اُس کے تعاقب میں
روانہ کی اور چھپرامؤ کے اطراف میں کہ آگرہ سے چالیس کوس اور قنوج سے تیس کوس ہے اُس کے سر پر پہونچکر جنگ
میں مصروف ہوئی تاج خان بھاگ کر چنار کے جانب متوجہ ہوا اور راہ میں بعضے عمال خالصہ عدلی پر متصرف ہوا اور
نقد و جنس سے جو کچھ ہاتھ لگا تحصیل کیا اور ایک حلقہ فیل کہ سو زنجیر فیل سے مراد ہے پرگنات سے لیکر اپنے بھائیوں عماد اور
سلیمان اور الیاس سے کہ حاکم بعض ولایات کنار گنگ اور خواص پور ٹانڈہ کے تھے ملحق ہوا اور علم مخالفت بلند کیا اور
عدلی بھی کرانیوں کے سر پر فوج کشی ہوا اور نہر گنگ کے کنارے طرفین کا اتصال ظہور میں آیا اُس وقت ہیموی بقال نے عدلی
سے کہا اگر ایک حلقہ فیل آپ میرے ہمراہ کریں دریا سے عبور کر کے کرانیوں پر حملہ آور ہوں اور مخالفین ہلاک کر کے خاک مذلت پر ڈالوں
عدلی نے وہ سامان مرحمت کیا ہیموی بقال لے گیا گنگ سے عبور کیا اور جنگ کے بعد غالب آیا اس عرصہ میں ابراہیم خان سور
کہ شوکت و اثر رکھتا تھا عدلی نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا اور عورت اُسکی عدلی کی ہمشیرہ تھی اس حال سے خبردار ہوئی اور شوہر
کو آگاہ کیا اور ابراہیم خان چنار سے بھاگ کر اپنے باپ غازی خان کے پاس کہ ہنڈون کا حاکم تھا روانہ ہوا عدلی نے
عیسیٰ خان نیازی کو اسکے تعاقب کیواسطے مقرر کیا اور وہ کالپی کے قریب اس سے مقابل ہوا اور جنگ واقع ہوئی عیسیٰ خان نیازی
منہزم ہوا اور ابراہیم خان سور لشکر فراہم کر کے دار الملک دہلی پر متصرف ہوا اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور خطبہ اپنے نام پڑھاکر
وہاں سے آگرہ کی طرف تاخت لایا اور اکثر ممالک اس حدود کے زیر نگین کر کے استقلال تمام بہم پہونچایا عدلی نے ناچار ہو کر کرانیوں سے
ہاتھ کھینچکر چنار سے کوچ کیا اور ابراہیم خان سور کے دفع کے واسطے متوجہ ہو جب یاسے گنگ کے کنارے پہونچا ابراہیم خان سور نے
ایلچی اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان شہزادی اور اعظم ہمایوں اور چند امرائے دیگر جو صاحب اقتدار اور ذی اعتبار
ہیں تجدید رسوم و لوازم عہد و میثاق درمیان میں لاویں اعتماد آمیز کے ملازمت میں حاضر ہونگا عدلی نے بیعقلی سے اُس جماعت کو روانہ کیا
اور ابراہیم خان سور نے سب کو حسن سلوک سے ساتھ اپنے متفق کیا اور عدلی کی مخالفت اور دشمنی پر مستعد کیا عدلی نے جب اس امر
سے آگاہی پائی قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور آگرہ اور دہلی سے قطع نظر کر کے چنار کی طرف راہی ہوا اور ممالک
اُس طرف کے قبضہ میں لاکر فرو کش ہوا اور استقلال تمام بہم پہونچایا اور ابراہیم خان سور نے اپنا خطاب ابراہیم شاہ رکھکر نشان
بادشاہی کا بلند کیا اُس عرصہ میں احمد خان سور حاکم پنجاب جو شیر شاہ کا چچازاد بھائی ہوتا تھا اور عدلی کی ایک بہن اُسکے بھی حبالۂ
نکاح میں تھی عدلی کی خبر زبونی اور مغلوبی اور ابراہیم شاہ کے غلبہ اور تسلط کی سنکر اسکو بھی بادشاہی اور سرداری کی ہوس
دماغ میں جاگزین ہوئی اور ہیبت خان اور تاتار خان کو کہ امرائے سلیم شاہ سے تھے ساتھ اپنے یکدل و یکجہت کر کے سکندر شاہ
لقب کیا اور دس ہزار سوار لاہور سے لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فرح کے قریب کہ دس کوس بلدہ آگرہ سے ہے
نزول کیا ابراہیم شاہ نے بھی ستر ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر نہایت شوکت اور عظمت سے استقبال کیا اور فوج کے علاوہ دوسو امیر
ہمراہ رکھتا تھا کہ ان میں اکثر صاحب سراپردہ و تجمل و علم و نقارہ تھے سکندر شاہ اُس کا جاہ و حشم دیکھکر ہراساں ہوا اور اپنے
آنے سے پشیمان ہوا اور صلح کے دروازہ سے آنکر التماس کی کہ پنجاب مجھے معاف کریں ابراہیم شاہ اپنے لشکر و حشم کی کثرت
پہ مغرور ہو کر سکندر شاہ کی ملائمت اور تملق پر ملتفت نہ ہوا اور موضع مذکور میں صفوف جنگ آراستہ کر کے نقارۂ حربی پر چوب
ماری اور جدال و قتال پر مستعد ہوا سکندر شاہ نے ہنا علم امرا کے ہمراہ کر کے دشمن کے مقابل کیا اور خود ایک جماعت جوانان

جہان دیدہ اور جنگ آزمودہ سے کمین مین ایستادہ ہوا ابراہیم شاہ نے حملہ اول مین لشکر پنجاب کو متفرق کیا اور جب سپاہ
اُسکی لوٹ مین مشغول ہوئی سکندر شاہ قابو دیکھکر کمین سے برآمد ہوا اور ابراہیم شاہ کے قلب لشکر پر تاخت کرکے ایک
لحظہ مین اُسے منہزم کیا اور مضمون کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ کا ظہور مین آیا بادشاہ ابراہیم سنبھل کی طرف گیا اور
سکندر شاہ کامیاب ہوکر دہلی اور آگرہ پر متصرف ہوا اور اُسکے بعد سکندر شاہ بقصد جنگ ہمایون بادشاہ پنجاب کی طرف روانہ
ہوا ابراہیم شاہ سرانجام اپنا کرکے سنبھل سے کالپی کی سمت آیا اُس وقت عدلی نے ہیمو بقال کو کہ اسکا وزیر تھا
مع سپاہ آراستہ اور فیلان کوہ پیکر اور توپخانہ خوب جنار سے دہلی و آگرہ کی تسخیر کے واسطے بھیجا ہیمو بقال نے ابراہیم شاہ کا
دفع اہم جانکر نواح کالپی مین اسکو شکست دی ابراہیم شاہ بیانہ کی طرف اپنے باپ کے پاس روانہ ہوا اور ہیمو بقال نے بھی اُس مقام
مین آنکر تین مہینے تک محاصرہ کیا اور جوان دنون مین محمد خان سور حاکم بنگالہ علم مخالفت بلند کرکے جنار اور جونپور اور کالپی کی
تسخیر مین متوجہ تھا عدلی نے ہیمو بقال کو طلب کیا ہیمو بقال محاصرہ ترک کرکے روانہ ہوا ابراہیم شاہ نے اُسکا تعاقب کرکے
موضع منداکھر مین کہ آگرہ سے چھ کوس ہے اُسکے سر پر پہونچکر میدان جنگ کی لڑائی اور شکست پاکر پھر اپنے باپ کی خدمت
مین روانہ ہوا اور چند روز کے بعد بادشاہ ابراہیم ولایت پٹنہ کی طرف گیا اور راجہ رام چند رسے جو وہاں کا راجہ تھا لڑا اور گرفتار
ہوا راجہ رام چندر نے مصلحت وقت دیکھکر اُسے بہ تعظیم تمام تخت پر بٹھایا اور نوکرون کے مانند اُس سے سلوک ہوا اور چند
عرصہ کے بعد بیانہ کے افغانون سے کہ اسین کے حدود مین رہتے تھے باز بہادر حاکم مالوہ سے ایک نزاع واقع ہوئی اور
افغانون نے ایلچی رام چندر کے پاس بھیجکر بادشاہ ابراہیم کو مانگا اور مالوہ مین لیگئے اور اپنا حاکم بنایا اور چاہا کہ درگاوتی رانی
ولایت گڈھہ کو مدد کے واسطے طلب کرکے باز بہادر سے مقابلہ کرین رانی نے یہ امر قبول کیا اور اپنی ولایت سے
روانہ ہوئی اور باز بہادر نے ایک جماعت اُسکے پاس بھیجکر اس ارادہ سے باز رکھا بادشاہ ابراہیم نے جب دیکھا کہ
درگاوتی پشیمان ہوکر اپنی ولایت کو گئی اپنا رہنا اُس مقام مین مناسب نجانا اُڈیسہ کی طرف کہ اقصاے بلاد بنگالہ
سے ہے جاکر ایام گذاری کی یہانتک کہ ۹۷۵ نوسو پچہتر ہجری مین سلیمان کرانی والی اوڈیسہ پر مسلط ہوا اور ابراہیم شاہ
کو عہد و پیمان سے اپنے پاس بلاکر تیغ غدر سے ہلاک کیا القصہ جب ہیمو بقال چنار مین عدلی کے پاس گیا
خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ نے سکندر شاہ کو منہزم کرکے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا باوجود اس حال کے چونکہ قوم افغان
جہل و خودرائی کو شعار اپنا جانکر ایک لحظہ بے جنگ و جدل نہ رہتے تھے عدلی کو استرداد دہلی کی فرصت میسر نہ ہوئی
محمد خان گوریہ کے تدارک کو کہ علم مخالفت بلند کیا تھا گیا اور موضع چہپر گھٹہ مین کہ پندرہ کوس کالپی سے ہے فریقین کے درمیان
جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور محمد خان گوریہ مارا گیا اور عدلی نے منصور و مظفر ہوکر چنار کی طرف مراجعت کی اور
دہلی کے استخلاص اور استرداد کی فکر مین ہوا اس درمیان مین ہمایون بادشاہ داور پاک کی رحمت مین واصل ہوا اور عدلی
نے ہیمو بقال کو پچاس ہزار سوار اور پانسو فیل جنگی ہمراہ کرکے روانہ کیا کہ آگرہ اور دہلی اور پنجاب کو امراے مغل
کے تصرف سے برآورده کرے اور خود امراے افغان کی مخالفت کے سبب چنار سے دور نجا سکا ہیمو بقال
جب آگرہ کی نواح مین پہونچا امراے مغل کہ اُس شہر مین تھے قوت جنگ اپنے مین نہ دیکھکر دہلی کی سمت روانہ ہوئے
ہیمو بقال آگرہ کو اپنے مردمان معتبر کے سپرد کرکے دہلی کی طرف گیا تردی بیگ حاکم دہلی کا صف آرا ہوکر اس سے
مقابل ہوا اور شکست کھاکر پنجاب کی طرف مفرور ہوا ہیمو بقال دہلی پر قابض و دخیل ہوکر وہان اُسکے ہوا کر سامان

درست کرکے لاہور جاوے قضارا بیرم خان ترکمان نے کہ اکبر شاہ کی طرف سے صاحب اختیار تھا بشیدستی کرکے خان زمان مغل کو بہ تعجیل تمام دہلی کی طرف روانہ کیا اور خود بھی بادشاہ کو لیکر پیچھے سے راہی ہوا ہیمو بقال یہ خبر سنکر بہ نہایت حشمت و شوکت سے خان زمان کے مقابلہ کو گیا اور پانی پت کے نواح میں فیل پر سوار ہو کر لشکر مغل سے ہم مصاف ہوا اور حملہ ہائے مردانہ کرکے صف میمنہ و میسرہ اور قلب کو برہم مارا لیکن جلال الدین محمد اکبر شاہ کے اقبال کے سبب افغان اپنا کام کرکے تاراج میں مشغول ہو گئے اور بسبب نفاق ایک گروہ مغلوں کا ہیمو بقال سے دوچار ہوا اور اُسے پہچانا اور اُسکے ہاتھی کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت میں لیجا کر تہ تیغ کیا ہیمو بقال کے قتل ہونے کے بعد عدلی زبون اور ضعیف ہوا اور ایکبارگی افغان خیرہ سر ہو گئے اور خضر خان بن محمد خان گوریہ بقصد انتقام پدر روپے جمعیت ہوا اور اپنا لقب بہادر شاہ رکھا اور اکثر ممالک پورب پر متصرف ہوا اور اُن ممالک کے خطبہ و سکہ پر اپنا نام جاری کیا اُس کے بعد عدلی کے سر پر فوج کشی ہوا اور جنگ شدید کے بعد عدلی بھی قتل ہوا اور سلطنت اُس کی آخر ہوئی - **ذکر سکندر شاہ سور اور زوال دولت افغان بتقدیر خداوند ہور** - واضح ہو کہ جب سکندر شاہ سور تخت آگرہ پر جلوہ گر ہوا لوازم عیش و سرور بجا لایا اور امرائے اکابر افغان کو طلب کرکے فرمایا کہ میں بھی ایک تمہے میں مجھے تم پر کسی طرح کی فوقیت نہیں ہے بادشاہ بہلول لودھی نے فرقہ افغانان لودھی کو تمام جہان میں مشہور کیا اور شیر شاہ نے بہ مشقت تمام سواد اعظم ہندوستان جنت نشان کو اپنے قبضہ میں لایا اور گروہ سور کو بلند آوازہ فرمایا اب مغل ہمایون بادشاہ کے وارث ممالکت تمکین فرصت میں ہے کسی طرح اُس سے امن نہیں ہو سکتے اگر تم برضا و رغبت میری بادشاہی کے خواہاں ہو نفاق و حسد کو دل میں راہ نہ دو بلکہ غبار نزاع ایک دوسرے کے درمیان سے دور کرو تو حسن اتفاق کی برکت سے کار بادشاہی میں انتظام اور رونق ظہور میں آوے اور اگر تم مجھے اس امر جلیل القدر کے شایستہ نہیں جانتے اپنی قوم میں سے جس شخص کو اس منصب عظیم الشان کے لائق جانو تخت سلطنت پر متمکن کرو کہ میں بھی اُسکے جادہ اطاعت میں قدم رکھکر دل و جان سے مخلص اور ہوا خواہ ہونگا امرائے افغان یہ کلام سنکر جواب دہ ہوئے کہ ہم سب نے آپکو شیر شاہ کے چچا کے خاندان سے سمجھکر تخت شاہی پر جلوہ گر کیا اور اپنا صاحب و مالک بنایا ہے اُسکے بعد انہوں نے کلام مجید کو درمیان دیکر قسم کھائی کہ ہم آپ سے کبھی مخالفت نکرینگے لیکن تھوڑی عرصہ میں باوجود عہد و میثاق کے مناصب اور خطاب اور جاگیر کے بارہ میں گفتگو اور رنجش درمیان میں آئی اتفاق نے صورت نفاق پائی قضارا ہمایون بادشاہ انہیں دنوں میں پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور تاتار خان رہتاس سے بھاگ کر دہلی میں آیا اور مغلوں نے لاہور پر تاخت کرکے افغانوں کو زیر و زبر کیا کچھ انکی پیش نگئی اور سرہند تک متصرف ہوئے سکندر شاہ نے پچاس ہزار سوار اور ایک روایت میں لاکھ سوار افغان اور راجپوت کو تاتار خان اور حبیب خان افغان کی سپہ سالاری میں فوج چغتائی کے مدافعہ کو تعین فرمایا اور افغان نے شکست فاحش پائی چنانچہ آپنے مقصل میدان آدھا اور گھوڑے اور ہاتھی چھوڑ کر ایسے بھاگے کہ دہلی تک باگ نہ موڑی اور سکندر شاہ سور اگرچہ اپنے امرا کا نفاق بخوبی تمام جانتا تھا لیکن ضرورتاً اسی ہزار سوار لشکر گاہ سے لیکر ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری میں پنجاب کی طرف راہی ہوا اور سرہند کے قریب پہنچکر بیرم خان ترکمان کے ساتھ جو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کے رکاب میں تھا جنگ کرکے منہزم ہوا اور کوہ سوالک میں پناہ لی اور دار الملک دہلی اور آگرہ دوبارہ امرائے ہمایون بادشاہ کے تصرف میں آیا اور عدل و داد کی آبیاری سے عالم رشک صحن گلستان ارم ہوا اور بیرم خان

ترکمان کے مساعی جمیلہ سے سکندر شاہ سور کوہستان سوالک سے مفرور ہو کر کو ربنگالہ کی طرف بھاگا اور اُس حدود پر بھی قابض ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اور تاج خان کرانی بجائے اسکے بنگالہ کا حاکم ہوا القصہ تتمہ اس کلام کا واقعات حکام بنگالہ میں ناظرین پر تمکین مطالعہ فرماوین انشاء اللہ تعالیٰ وہاں شرح حال قوم کلاک تحقیق ہو گا۔

ذکر مراجعت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا عراق سے طرف کابل و تسخیر اس حدود کی بتوفیق خداوند جز و کل اور ممالک ہندوستان جنت نشان کا اُس بادشاہ کشورستان کے دوبارہ آنا حوزۂ تصرف میں

جب بیرم خان ترکمان حکم کے موافق قزوین سے بیلاق قیدار نبی علیہ السلام میں کہ ابہر اور سلطانیہ کے درمیان میں ہے جا کر جواب کتابت مشتمل بر تہنیت قدوم اور اشتیاق ملاقات لایا جنت آشیانی اُس طرف متوجہ ہوئے اور ماہ جمادی الاول سنہ ۹۵۱ نو سو اکاون ہجری میں شاہ ایران یعنی شاہ طہماسپ بن شاہ اسمعیل صفوی سے ملاقات کی اور تکریم و تعظیم اور ضیافت کہ لائق حال ایسے مہمان اور ایسے میزبان کے چاہیے تھی وقوع میں آئی ایک دن حضرت شاہ نے اثنائے محاورہ اور مکالمہ میں پوچھا کہ سبب دشمن ضعیف کے غلبہ کا کیا تھا جنت آشیانی نے کہا بھائیوں کا نفاق حضرت شاہ نے فرمایا کہ روش سلوک بھائیوں کے ساتھ وہ نہ تھی جو آپ بجا لائے اور جب دسترخوان مائدہ طعام کا بچھا بہرام میرزا شاہ طہماسپ کے بھائی نے کہ اُس مجلس میں دست بستہ مودب کھڑا تھا طشت و آفتابہ لیکر حضرت شاہ کے دست حق پرست پہ پانی ڈالا او مثل سائر خدمتگاروں کے خدمت میں مشغول ہوا اُسوقت حضرت شاہ نے جنت آشیانی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھائیوں کو اس حال پر رکھنا چاہیے بہرام میرزا اس بات سے اسقدر آزردہ ہوا کہ جبتک جنت آشیانی عراق میں رونق افزا رہے باگ دشمنی کی ہاتھ سے نہ دی اور ایک گروہ کو ساتھ اپنے متفق کر کے جسوقت کہ فرصت پاتا تھا باتیں موحش زبان پر لاتا تھا اور دلائل اور براہین سے ذہن نشین اور خاطر نشان کرتا تھا کہ صلاح نہیں ہے کہ صاحبقران کی اولاد ہندوستان میں کہ ہمسایہ ایران کے ہے فرمانروا ہووین الغرض حضرت شاہ جب تک بیلاق قیدار نبی علیہ السلام میں تھے جنت آشیانی کی خوشحالی کے واسطے تین مرتبہ شکار جرگہ کی بنیاد ڈالی اور ہر مرتبہ اول آنحضرت کو شکار کرنے کی تکلیف دی اُسکے بعد بیرم خان کو مع بعد بہرام میرزا اور سام میرزا کو حکم کیا بعدہ امرا اور سپاہیوں کو امر فرمایا تو سب نے بہ ترتیب و قاعدہ اسپان تیز رفتار دوڑا کر شیر صولت اثر شکار پر دوڑائے اور شمشیر و تیر و نیزہ سے صحن صحرا کو چرند سے خالی کیا اور صیدگاہ کی زمین خون شکار کی کثرت سے لعل بدخشان کے ہمرنگ ہوئی اور سنگ مرمر نے رنگ یاقوت رمانی قبول کیا اور جب قزوین میں مراجعت فرمائی بہرام میرزا اور بھی مفسدوں نے سخنہائے ناخوش سے حضرت شاہ کا مزاج منحرف کیا اور جنت آشیانی بھی بہ حذر ہوئے لیکن اس مصرع پر عمل کیا مصرع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش ٭ اور بیرم خان کی التماس کے سبب سے نہایت ملائمت اور فروتنی بجا لائے۔ ان دنوں سلطان بیگم شاہ طہماسپ کی بہن اور قاضی جہان قزوینی نافذ دیوان اور حکیم نورالدین کہ محرموں سے تھے اتفاق کر کے درپے اسکے ہوئے کہ حضرت شاہ کے صفحۂ دل سے غبار کلفت کا زائل کریں اسواسطے ایک دن سلطان بیگم نے خلوت میں ایک تقریب اُٹھا کر یہ رباعی جنت آشیانی کی حضرت شاہ کے حضور میں پڑھی رباعی ہستیم زجان بندۂ اولاد علی ٭ ہستیم ہمیشہ شاد بیاد علی ٭ چون سر ولایت از علی ظاہر شد ٭ کردیم ہمیشہ ورد خود ناد علی ٭ حضرت شاہ یہ رباعی سنکر خوشحال ہوئے اور فرمایا اگر ہمایون بادشاہ عہد کرے کہ اپنے ممالک محروسہ کے منبروں کو ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اسامی بزرگوار سے مزین اور مشرف کریگا میں کمک کر کے

ملک موروثی میں روانہ کروں سلطان بیگم نے جنت آشیانی کو پیغام دیا آنحضرت نے جواب دیا کہ لڑکپن سے اس وقت تک خاندان رسالت کی محبت میرے دل میں جاگزین ہے اور امرائے چغتائی کا نفاق اور میرزا کامران کی ناسازی کا سبب یہی تھا حضرت شاہ نے بیرم خان کو خلوت میں طلب کر کے ادھر اُدھر کا تذکرہ شروع کیا اور جو مقدمات مذکورہ سے غبار کلفت رفع ہوا اسی مجلس میں مقرر کیا کہ شہزادہ مراد کو کہ طفل گہوارہ ہے باتا بکی بداغ خان قاچار کہ امرائے عمدہ سے تھا مع دس ہزار سوار جنت آشیانی کے ہمراہ کرے تو کہ ہمایوں کو تنبیہ اور تادیب کر کے کابل اور قندھار اور بدخشان کو مسخر کرے پھر حضرت شاہ نے اسی چند روز کے عرصہ میں تمام اسباب شاہی مرتب کر کے جنت آشیانی کو رخصت دی لیکن آنحضرت نے فرمایا کہ سیر تبریز اور اردبیل میرے مکنون خاطر ہے دونوں شہروں کی سیر کر کے ارواح طیبہ شیخ صفی اور انکی اولاد امجاد سے استمداد کر کے منزل مقصود کی طرف روانہ ہونگا حضرت شاہ نے اس امر کی تجویز فرما کر اُس محال کے حکام کو فرمان مطاعہ صادر فرمائے کہ لوازم تعظیم و تکریم میں حضرت کے دیدہ و دانستہ تقصیر نہ کریں وہ حضرت اُس بلاد کی سیر اور مشائخ بزرگوار کی زیارت کر کے برفاقت شاہزادہ مراد اور امرائے قزلباش مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ آلاف التحیۃ والثناء کے راستہ سے قندھار کی طرف متوجہ ہوئے اور اول گرم سیر کے قلعجات دیوان بادشاہی کے تصرف میں آئے اور جنت آشیانی کا خطبہ وہاں پڑھا گیا عسکری میرزا نے اس حال سے خبر پاکر شاہزادہ محمد اکبر کو کہ عم نامہربان کے پنجہ ظلم میں گرفتار تھا میرزا کامران کے پاس کابل میں بھیجکر خود سامان قلعہ داری کا مہیا کیا اور قندھار کے قلعہ میں متحصن ہوا اور جنت آشیانی نے باتفاق بداغ خان قاچار کے وہاں پہونچکر محرم کی ساتویں تاریخ سنہ ۹۵۲ نو سو باون ہجری میں قلعہ مذکور محاصرہ فرمایا اور مدت محاصرہ نے جب چھ مہینے کا عرصہ کھینچا جنت آشیانی نے بیرم خان ترکمان کو بطور ایلچی کامران میرزا کے پاس کابل میں بھیجا اور اثنائے راہ میں ایک قوم ہزارہ سے آنکر بیرم خان کی سدراہ ہوئی اور جنگ سخت کے بعد بیرم خان ترکمان مظفر و منصور ہوکر کامران میرزا کی ملازمت میں حاضر ہوا اور اطاعت اور تسلیم قلاع اور انقطاع کے بارہ میں تحریک کی جب موثر نہوئی مراجعت کر کے حقیقت بے حقیقتی کامران میرزا کی سمع مبارک میں پہونچائی اور قزلباش کا لشکر طول محاصرہ سے اور مطیع نہونے اولس چغتائی سے دلگیر ہوا اس عرصہ میں محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور قاسم حسین میرزا اور میرزا امیر بیگ اور شیر افگن بیگ برادر منعم خان کامران میرزا سے بھاگ کر جنت آشیانی کے حضور پہونچے اور ایک جماعت مردم معتبر قلعہ قندھار بھی برآمد ہوکر حضرت کی خدمت میں فائز ہوئی اور عسکری میرزا نے مضطرب ہوکر امان چاہی اور باتفاق امرا نہایت خجالت سے بشرف ملازمت مشرف ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور جو حضرت شاہ کے حضور میں قرار پایا تھا کہ قندھار کا قلعہ شہزادہ مراد کے متعلق رہے اس صورت میں آنحضرت نے قلعہ شہزادہ کو واگذاشت کیا اور شہزادہ اور بداغ خان قاچار اور ابوالفتح سلطان افشار اور صوفی ولی سلطان شاملو موسم سرما کے سبب قلعہ میں در آئے اور باقی امرائے قزلباش پلٹ گئے اور اولس چغتائی قزلباش کو قلعہ دینے سے آزردہ ہوئے اور جب اُس زمستان میں انھیں کوئی جائے امن نہ رہی اکثر بھاگ کر کابل گئے اور عسکری میرزا بھی فساد کا داعیہ کر کے بھاگا اور ایک جماعت اسکے تعاقب میں روانہ ہوئی اور گرفتار کر لائی اور وہ حضرت مع لشکر ظفر پیکر کابل کی طرف سوار ہوکر روانہ ہو گئے اور ہنوز غزنین کے راستہ میں تھے کہ یہ خبر پہونچی کہ شہزادہ مراد قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور وہ حضرت اثنائے راہ سے مراجعت فرما کر استرداد قلعہ کے عازم ہوئے اور بداغ خان قاچار کو یہ پیغام بھیجا کہ قندھار کا قلعہ چندروز کے واسطے عاریۃً ہمارے سپرد کرو کہ کابل اور بدخشان کے مفتوح ہونے کے بعد پھر تمھارے سپرد کر دینگے بداغ خان نے یہ امر منظور نہ کیا اور آنحضرت نے بھی سکوت کر کے بیرم خان ترکمان اور الغ میرزا

اور حاجی محمد خان کو مخفی پیغام دیا کہ تسخیر قلعہ کی فکر سے غافل نہونا چاہیئے الغرض ایک دن شتر کی قطار کہ علف سے محمول
تھی شہر مین آئی تاکہ قلعہ مین لیجاوین حاجی محمد خان فرصت پاکر اُس قطار کی پناہ مین دروازہ تک آیا اور محافظ
اور دربان جب مانع ہوئے حضرت ہاے شمشیر آبدار سے اُنھین خاک ذلت پر ڈالا اُسوقت بیرم خان ترکمان اور الغ میرزا
بھی مع فوج پہونچکر قلعہ مین داخل ہوئے اور بداغ خان ناچار نے کہ نہایت عاقل تھا جنگ مین صرفہ ندیکھکر عراق
کی روانگی کی رخصت حاصل کی جنت آشیانی نے بیرم خان کو قندھار کی حکومت پر مقرر کیا اور خود تسخیر کابل کے عازم ہوئے اثنا
میرزا یادگار ناصر بھائی بابرشاہ کا کہ میرزا شاہ حسین ارغون کے تسلط اور بدسلوکی سے بھاگ کر کابل مین آیا تھا باتفاق میرزا ہندال
ملازمت کے واسطے آیا اور چونکہ بادشاہ کابل کے باہر مقابل اردوے میرزا کامران کے فروکش ہوا تھا ہر روز ایک جماعت
اُسکے لشکر سے آنکر اظہار اخلاص کرتی تھی یہانتک کہ قتلان بیگ کہ کامران میرزا کے امراے بزرگ سے تھا وہ بھی بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا اور کامران میرزا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر وقت غروب آفتاب قلعہ ارک مین در آیا جب حضرت
اُسیوقت قلعہ کے قریب پہونچے کامران میرزا توقف کو مستلزم ہلاک جانکر غزنین کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نے ہندال
میرزا کو اُسکے تعاقب مین مامور کیا اور خود بدولت و اقبال ماہ رمضان المبارک کی شب ہم سنہ مذکور مین داخل قلعہ ہوئے
اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کہ چار برس کا تھا مع بیگمات بادشاہ کی خدمت مین فائز ہوا اُس زمانہ سالتہ اُس زمانہ کے مترنم ہوا
بیت عزیز مصر برغم برادران غیور ۔ ز قعر چاہ برآمد بادج ماہ رسید ۔ اور یہ **مصرع** اُس فتح کا مادہ تاریخ ہے **مصرع**
بے جنگ گرفت ملک کابل از وے ۔ اور میرزا کامران نے جب غزنین مین راہ نپائی زمین داور مین قوم ہزارہ کے درمیان در
آیا اور انھون نے بھی جب جگہ ندی بھکر کی طرف میرزا حسین شاہ ارغون کے پاس گیا اور وہ اپنی بیٹی کامران میرزا کو دیکر مقام
۹ معاونت اور استمداد مین ہوا اور میرزا ظاہر اعیش و سرور اور باطنًا اندیشہ و فکر مین دن گذارتا تھا **بیت** بظاہر با ہر گفت
شنود اشت ۔ ولے دل جاے دیگر در گرو داشت ۔ جنت آشیانی نے شہزادہ کو محمد طغائی اتالیق کے پاس کابل مین چھوڑا اور خود
بسعادت و برکت سنہ ۹۵۳ نوسو ترپن ہجری مین بتسخیر بدخشان عزیمت کی اور کوچ کے وقت یادگار میرزا نے کہ کردشمنی
اور مخالفت کی تھی دوبارہ فکر فرار کی جنت آشیانی اس حال سے آگاہ ہوئے اور اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا
اُسکے بعد ہندوکش سے گذر کر تیرگران مین فروکش ہوئے میرزا سلیمان مع لشکر بدخشان مقابل آنکر حملہ اول مین بھاگا
پھر جنت آشیانی طالقان کی طرف متوجہ ہوئے مزاج شریف ہکا جادہ صحت اور اعتدال سے منحرف ہوا اور دو مہینے کے
بعد صحت پائی اور جو شورش اور فساد کہ ظہور مین آیا تھا ساکن ہوا اُسوقت خواجہ معظم بھائی حاجی بیگم کا خواجہ رشید کو کہ عراق سے
اُسکے ہمراہ آیا تھا بعضے امور کے سبب اُسے مقتول کرکے کابل کی طرف بھاگا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اس مقام مین
محبوس ہوا اور میرزا کامران جب آنحضرت کی روانگی بدخشان سے واقف ہوا غوربند کی طرف تاخت کی اثناے راہ مین سوداگرون
سے دوچار ہوکر اکثر مال و اسباب اُنکا لیا اور غزنین مین آنکر اہلاف کی موافقت سے زاہد بیگ حاکم شہر کو قتل کیا اور
بطور تاخت کابل کی طرف متوجہ ہوا اور علی الصباح جب دروازہ قلعہ کا کھلا شہر مین آنکر ایک قلعہ مین پہونچا اور محمد علی
طغائی کو کہ حمام مین تھا گرفتار کرکے قتل کیا اور فضل بیگ اور مہتر وکیل کو نابینا کرکے شاہزادہ کو مع اہل حرم موکلون کے
سپرد کرکے حسام الدین ولد میر خلیفہ کو بھی مقتول کیا کہتے ہین کہ جس سحر کو میرزا قلعہ مین در آیا حاجی محمد عسس کہ بابرشاہ کا
مسخرہ تھا دوچار ہوا میرزا نے کہا کیونکر مین گیا اور آیا حاجی نے جواب دیا کہ اول شب کو گیا اور صبح کو آیا اور یہ بیت پڑھی

بیت صبح امید کہ شد معتکف پردہ غیب ۔ گو برون آی کہ کار شب تار آخر شد ۔ اور جب یہ خبر سمع ہمایون میں پہونچی مقدمات صلح کی تمہید کرکے بدخشان کی حکومت سلیمان میرزا کو اور قندھار کی امارت ہندال میرزا کو مقرر کرکے کابل کی طرف متوجہ ہوا اور ضحاک اور غوربند کے قریب کہ لشکر کامران میرزا سد راہ ہوا تھا اُسکو متفرق کرکے وہ تھانا ان میں آیا اور اُس مقام میں شیر افگن بیگ اور تمام لشکر میرزا نے ہجوم لاکر اعلام محاربہ بلند کیا اور اُسی جگہ شکست کھائی اور شیر افگن مقتول ہوا جنت آشیانی کابل کے قریب فروکش ہوئے اور ہر روز آتش جنگ افروختہ ہوتی تھی اس ہنگام میں میرزا کو خبر پہونچی کہ ایک بڑا قافلہ فلان موضع میں پہونچا ہے اور اُسمیں گھوڑے کثرت سے ہیں میرزا شیر علی کو کہ امیر عمدہ اور شجاع بے نظیر تھا مردم جرار اور کار آزمودہ ہمراہ کرکے بھیجا کہ قافلہ کو شہر میں لا دے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی بسرعت تمام قلعہ کے نزدیک آگئے اور راہ آمدورفت یک قلم مسدود فرمائی میرزا شیر علی نے بعد مراجعت حال دگرگون دیکھکر صف نبرد آراستہ کی اور فوج شاہی سے مقابلہ کرکے بھاگا اُسوقت میرزا سلیمان بدخشان سے اور میرزا الغ بیگ اور قاسم حسین سلطان اور ایک جماعت کثیر ملازمان بیرم خان ترکمان سے ملازمت میں حاضر ہوئی اور قراچہ خان اور مانوس بیگ قلعہ سے بھاگ کر بادشاہ سے جا ملے میرزا نے مضطرب ہوکر مانوس بیگ کے تین فرزند کو کہ قلعہ میں تھے بعقوبت تمام قتل کیا اور دیوار قلعہ سے اُنکی نعشیں پھینک دیں اور قراچہ خان کے بیٹے کو فصیل کی دیوار پر بٹھوا رکھا اور قراچہ خان نے قلعہ کے قریب جاکر فریاد کی کہ اگر میرا فرزند قتل ہوگا میرزا کامران اور عسکری میرزا بھی مقتول ہونگے میرزا جب سب طرف سے مایوس ہوا شب کو قلعہ کی دیوار میں سوراخ کرکے نکل گیا اور بادشاہ دوبارہ قلعہ پر متصرف ہوا میرزا دامن کوہ کابل میں در آیا اور ایک جماعت مردم ہزارہ نے دوچار ہوکر میرزا جو کچھ رکھتا تھا لے لیا یہانتک کہ پوشاک بھی جو پہنے تھا اُتروالی اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ یہ میرزا کامران ہے مدد کرکے اُسکے آدمیون کے پاس کہ غوربند میں تھے پہونچایا میرزا نے وہان مجال توقف اور قیام نہ پائی ناچار بلخ کی طرف راہی ہوا اور پیر محمد خان حاکم بلخ اُسکی مدد کے واسطے سوار ہوکر غوری و بقلان کو گیا اور میرزا اُسکے سپرد کرکے پلٹ آیا اور میرزا جمعیت کرکے بدخشان کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا میرزا سلیمان اور اُسکا بیٹا میرزا ابراہیم طاقت مقاومت نہ لاکر کولاب کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت قراچہ خان اور مانوس بیگ اور بعضے امرا نے توقعات بیجا سے ازانجملہ چاہا کہ غازی وزیر قتل کیا جاوے اور خواجہ قاسم بجاے اُسکے وزیر مقرر ہو اور یہ امر انکے جملہ توقعات بیجا سے تھا چونکہ یہ بات جنت آشیانی کے پسند خاطر نہ آئی امراے مذکور ترک رفاقت کرکے میرزا عسکری کے ہمراہ بدخشان کی طرف راہی ہوئے جنت آشیانی بنفس نفیس اُنکے تعاقب میں گئے اور جب اُنھیں نہ پایا مراجعت کرکے فرامین بطلب میرزا ابراہیم بن میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کے صادر فرمائے میرزا ابراہیم درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور اثنائے راہ میں محمد علی سنقائی کو کہ امراے گریختہ کی جاسوسی میں سرراہ بیٹھکر اخبار اردوے بادشاہ کے اُنھیں پہونچاتا تھا قتل کیا اور کابل میں آکر بادشاہ کی خدمت میں مشرف ہوا اور میرزا ہندال اثنائے راہ میں شیر علی کو دستگیر کرکے بادشاہ کے پاس لایا اور چونکہ کامران میرزا قراچہ خان کو کشم میں چھوڑکر خود طالقان میں گیا تھا جنت آشیانی نے ہندال میرزا اور حاجی محمد کوکہ ہمراہ ایک جماعت کے بطور مقدمہ لشکر کشم کی طرف روانہ کیا قراچہ خان نے حقیقت حال میرزا کو لکھی اور اُسنے بطور ایلغار آکر کشم میں پہونچا اُسوقت کہ ہندال میرزا نے آب طالقان سے عبور کیا اور آدمی اُسکے متفرق تھے کامران نے پہونچکر جنگ کرکے شکست دی اور اسباب میرزا ہندال کا تاراج کیا

بعد ازان

مقارن اس حال کے جنت آشیانی برکنار آب پہونچے میرزا کامران طاقت مقاومت نہ لاکر طالقان کی طرف بھاگا اور جو کچھ تاراج مین لے گیا تھا اور جو کچھ رکھتا تھا سب تاراج مین دیا اور دوسرے دن قلعہ طالقان مین محصور ہوا اور جب اوزبکون کی امداد سے مایوس ہوا میرزا سلیمان کے ذریعہ سے مکہ معظمہ کی رخصت طلب کی اور آنحضرت نے قبول کیا کامران میرزا اور عسکری میرزا قلعہ سے برآمد ہوکر بقصد زیارت حرمین شریفین دس فرسخ گئے اور جو گمان رکھتے تھے کہ وہ حضرت ایک فوج بتعاقب اُنکے بھیجینگے اور آنحضرت نے نہ بھیجی اس سبب سے نہایت شرمندہ ہوکر بہ نیت ملازمت پلٹ آئے اور جنت آشیانی نے اکثر میرزایون کو اُنکے استقبال کو بھیجا نہایت مہربانی مبذول فرمائی اور کولاب کی جاگیر انھین دیکر جاگیر کی طرف رخصت کیا اور حضرت معاودت کرکے کابل مین تشریف لائے اور فتحنامے کے حاشیہ پر جو کہ بیرم خان ترکمان کے پاس قندھار بھیجا تھا یہ بیتین کہ اُس شاہ جمجاہ کی طبع زاد ہین اپنے خط خاص سے قلمی کین نظم باز غنچے زغیب رو سے نمود ✤ کہ دل دوستان از و بکشود ✤ شکر للہ کہ باز شاد ونیم ✤ برخ یار ودوست خندانیم ✤ دشمنان را بکام دل دیدیم ✤ میوہ باغ فتح را چیدیم ✤ روز نوروز بیرم ست امروز ✤ دل احباب بیغم ست امروز ✤ شاد باد ا ہمیشہ خاطر یار ✤ غم نگردد دیگر دیار و دیار ✤ ہمہ اسباب عیش آمادہ ست ✤ دل بفکر وصالت افتادہ ست ✤ کہ جمال حبیب کے ببینم ✤ گل زباغ وصال کے چینیم ✤ گوش خرم شود زگفتارت ✤ دیدہ روشن شود ز دیدارت ✤ در حریم حضور شاد ہیم ✤ نشینیم خرم و بیغم ✤ بعد ازان فکر کار ہند کنیم ✤ عزم تسخیر ملک سند کنیم ✤ ہر در بستہ کشادہ شود ✤ ہر چہ خواہیم ازان زیادہ شود ✤ آنچہ خواہیم از زمان و زمین ✤ گو بیا آمین چو جبرئیل امین ✤ یاالٰہی ہمیرم گردان ✤ دو جہان را مسخرم گردان ✤ اور یہ رباعی بھی بدیہہ کہکر اُسکے حاشیہ پر رقم فرمائی رباعی ای آنکہ انیس خاطر محزونی ✤ چون طبع لطیف خویشتن موزونی ✤ بے یاد تو نیستم زمانے ہرگز ✤ آیا تو بیاد من تحزونی چونی ✤ اور بیرم خان ترکمان نے بھی درجواب یہ رباعی موزون کرکے تحریر کی رباعی اے آنکہ بذات سایۂ بیچونی ✤ از ہرچہ ترا وصف کنم افزونی ✤ چون میدانی کہ بے تو چون میگذرد ✤ چون میپرسی کہ در فراقم چونی ✤ اور جو بیرم خان ترکمان کو اوزبکون سے قسم قسم کی تشویش و تکلیف پہونچی تھی ۹۵۶ نوسو چھپن ہجری مین بقصد انتقام باتفاق ہندال میرزا اور سلیمان میرزا بلخ کی طرف روانہ ہوئے کامران میرزا اور عسکری میرزا پھر مخالفت کرکے ملازمت کے واسطے نہ آئے اور باوجو دیکہ نہ آنے سے دغدغہ یہ تھا کہ میرزا کامران کابل مین جاکر فساد برپا کریگا بادشاہ فسخ عزیمت نہ کرکے بلخ کے اطراف مین رونق افزا ہوئے شاہ محمد سلطان اوزبک تین ہزار سوار سے مقابلہ کے واسطے آیا اور مقاتلہ کرکے قائمی سے جدا ہوا دوسرے دن پیر محمد خان اور عبدالعزیز خان ولد عبداللہ خان اور سلاطین حصار کہ کمک کے واسطے آئے تھے بتیس ہزار سوار سے بادشاہ کی جنگ مین متوجہ ہوئے سلیمان میرزا اور ہندال میرزا اور حاجی محمد سلطان ہراول نے انھین شکست دی اور پیر محمد خان اوزبک دہ ہزار کہ اُسکے یہ حال مشاہدہ کرکے وقت غروب آفتاب شہر مین درآئے اور لشکر چغتائی کامران میرزا کے نہ آنے سے اپنے اہل و عیال کی طرف سے متفکر اور دل نگران تھا اور اُس رات کو کہ صبح اُسکے سپاہگری کے حساب سے بلخ البتہ مفتوح ہوتا فراہم ہوکر عرض قدس مین پہونچایا کہ جو بہار بلخ سے عبور کرنا مناسب نہین ہے صلاح اسمین ہے کہ دہ گز کی طرف جاکر رود کے واسطے ایک جگہ محکم معین کرین اور مردم بلخ کو تسلی اور دلاسا کرکے بے جنگ تصرف مین لاوین اور جب مبالغہ حد سے گذرا تا جار جنت آشیانی نے کوچ کیا اور جو دہ گز کابل کی طرف ہے اور دوست و دشمن کہ اس مشورہ سے آگاہ نہ تھے تصور مراجعت کرکے بغیبت تمام کابل

روانہ ہوئے اور اوزبکوں نے دلیر ہو کر بہیئت مجموعی تعاقب کیا اور سلیمان میرزا اور حسن قلی سلطان کو کہ محافظت کے واسطے لشکر مغل کے عقب مقرر تھے زیر کر کے فوج بادشاہی کے قریب پہونچے آنحضرت نے پھر کر بنفس نفیس ایک شخص کو کہ جو سب سے آگے جاتا تھا بزخم نیزہ خانۂ زین سے جدا کیا اور میرزا ہندال اور تردی بیگ اور تولک خان قوچین نے بھی شجاعت میں تقصیر نہ کی لیکن جو لشکر جغتائی متفرق ہوا تھا کچھ تدبیر نہ بن پڑی اور کام پیش نہ گیا بادشاہ نے باگ کابل کی طرف معطوف فرمائی اور میرزا کامران کے در پے دفع ہو کر علی بیگ کو جو میرزا کے ملازمان عمدہ سے تھا اس سے برخلاف کر لیا اور سلیمان میرزا اور ہندال میرزا کو بھی کہ تھم اور قندھار سے اسکے سر پر تعین کیا اور میرزا نے سامان بادشاہی پھینک کر چاہا کہ ضحاک اور بامیان سے ہزارہ کے درمیان جا کر وہاں کے راستہ سے سندھ کی طرف روانہ ہوں بادشاہ نے ایک جماعت کو اس کے سر راہ بھیجا قراچہ خان اور قاسم حسین وغیرہ نے کہ پھر آنحضرت کے پاس حاضر ہوئے تھے میرزا کو مخفی پیغام دیا کہ لشکر عمدہ ضحاک اور بامیان کی طرف روانہ ہوا ہے تمھیں لازم ہے کہ کوتل قبچاق کے راستہ سے اس طرف متوجہ ہو اور ہمیں بھی اپنا شریک اور ہواخواہ سمجھو وہ انکے کہنے سے بامیان کا راستہ چھوڑ کر قبچاق میں آیا بادشاہ وہاں گیا اور قراچہ خان اور دیگر رفیق حضرت کے جنگ کے وقت میرزا کے شریک ہوئے اور بادشاہ نے لشکر قلیل سے پائے ثبات زمین کین میں گاڑ کر جنگ عظیم کی اور پیر محمد آختہ اور احمد ولد میرزا قلی مارے گئے اور وہ حضرت کہ اس معرکہ میں خود مباشر قتال ہوئے تھے زخم شمشیر فرق مبارک پر پہونچا اور گھوڑا بھی زخمی ہوا پھر آپ نے ضرب نیزہ سے اعدا کو اپنے پاس سے دفع کیا اور ضحاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا دوبارہ کابل پر متصرف اور کامران ہوا اور جنت آشیانی بدخشان کی طرف رونق افزا ہوئے اور ایک قافلہ سے جو اسپ بیشمار اور متاع وافر رکھتا تھا گھوڑے اور اسباب بطریق مساعدت لیکر لشکر میں تقسیم کیے اور شاہ بداغ اور تولک خان قوچین اور مجنون خان اور ایک جماعت کو کہ مجموع دس نفر ہوتے تھے خبر گیری کے واسطے کابل کی طرف بھیجا اور تولک خان کے سوا کوئی پلٹ کر نہ آیا آنحضرت نے ملازمان قدیم کی بیوفائی سے تعجب کیا اور جب سلیمان میرزا اور ابراہیم میرزا اور ہندال میرزا مع افواج آ گئے تب چاروں کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا نے استقبال کر کے آب پنجہر کے کنارے تنور جنگ گرم کیا اور منہزم ہو کر بال اپنے سر اور داڑھی کے ترشوا کر لباس قلندران میں کوہ ہندوکش کے دامن اور لمغان میں پہونچا اور ہنگام فرار میرزا عسکری گرفتار ہوا اور قراچہ خان قتل ہوا جنت آشیانی مظفر و منصور کابل میں تشریف لائے اور ایک سال عیش و عشرت میں بسر کیا اور دوسری مرتبہ جب سپاہیان واقعہ طلب نے میرزا کے پاس جا کر ہجوم کیا اور جمعیت انکی بتعداد ایک ہزار اور پانسو کے پہونچی اور حاجی محمد خان اور بابا قشقہ بھی بے رخصت غزنین گئے آنحضرت نے سامان جنگ درست کر کے میرزا کے سر پر چڑھائی کی وہ ہمراہ افغانان مہمند اور خلیل و داؤدزئی اور لمکان لمغانات نیلاب کی طرف بھاگا بادشاہ نے کابل میں نزول فرمایا اور میرزا نے پھر افغانان کے درمیان آ کر دروازہ فساد کا وا کیا جنت آشیانی دوبارہ اسکے سر پر چلے اور بیرم خان ترکمان کو لکھا کہ غزنین میں آ کر علاج حاجی محمد خان کا کرو اور حاجی محمد خان نے میرزا کو پیغام دیا تھا کہ آپ جلد غزنین میں آئیے کہ ہند مطیع و فرمانبردار ہے میرزا کہ لمغان سے پشاور میں بھاگا تھا بنگش اور کوہیر کے راستہ سے غزنین کی سمت روانہ ہوا لیکن بیرم خان ترکمان اسکے پہونچنے سے پیشتر غزنین میں داخل ہوا اور حاجی محمد خان کو بملائمت تمام کابل لے گیا تھا میرزا ناچار پشاور میں گیا اور جنت آشیانی نے کابل میں معاودت فرمائی حاجی محمد خان از روئے توہم دوبارہ غزنین کی طرف مفرور ہوا اور بیرم خان پھر غزنین جا کر اسے بدلاسا کابل میں لایا اسوقت مرزا عسکری

کوکہ برادر اعیانی میرزا کامران کا تھا میرزا سلیمان کے پاس بھیجا کہ بلخ کے راستے سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہووے عسکری میرزا اس وادی مین جو شام اور مدینہ منورہ کے مابین ہے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین فوت ہوا اور اُسکی ایک بیٹی تھی جسکو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے یوسف خان مشہدی کے عقد مین دیا اور کامران میرزا ہوس سلطنت اور طمع شاہی مین افغانون کے درمیان لشکر کے فراہم لانے مین مقید تھا جنت آشیانی نے اول حاجی محمد خان کو جو بانی شر اور خمیر مایۂ فساد تھا اول اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا اُسکے بعد میرزا کی تادیب کے واسطے متوجہ ہوا اور خیبر کے نواح مین میرزا مع افغانان بسیار اُردوے بادشاہ پر ذیقعدہ کی اکیسوین شب سنہ ۹۵۸ نوسو اٹھاون ہجری مین شبخون لایا اور ہندال میرزا شہد شہادت چکھکر روضۂ رضوان کو سدھارا اور جب میرزاے ناسعادت مند کو بھائی کے شہید ہونے کی خبر پہونچی کار ناکردہ پلٹ کر افغانون کے پاس آیا جنت آشیانی نے رقیہ سلطان بیگم دختر میرزا مع خیل وحشم ہندال میرزا کے شہزادۂ جلال الدین محمد اکبر کو ارزانی فرمائی اور غزنین اُسکی جاگیر مین مقرر کیا اور خود افغانون کے مسکنون پر تاخت لایا اور اس مرتبہ بکثرت تمام الوس مہمند اور خلیل کو قتل و تاراج سے نہایت خوار اور ذلیل کیا افغانون نے جب دیکھا کہ نقصان اور خرابی کے سوا حاصل کچھ نہین ہے میرزا کی رفاقت سے دست بردار ہوئے اور وہ ہند مین جاکر سلیم شاہ کے پاس التجا لے گیا اور سلیم شاہ نے بدسلوکی سے جب ارادہ اُسکے حبس کا کیا بھاگ کر راجگان کوہ کے پاس پناہ لے گیا اور سلیم شاہ جو میرزا کو صاحب داعیہ جانتا تھا اُسکے پیچھے سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری ابن راجہاے پنجاب کے سرپر روانہ ہوا اور میرزا ہراسان ہوکر نگرکوٹ سے سلطان آدم گکھر کے پاس گیا اتفاقاً ان دنون مین جو میرزا حیدر دوغلات نے زمینداران کشمیر کی سرکشی سے شکایت اور التماس قدوم میمنت لزوم کی تھی جنت آشیانی نیلاب سے عبور کرکے ہند مین داخل ہوئے سلطان آدم نے اندیشہ کرکے میرزا کی محافظت کی حقیقت درگاہ مین لکھی چنانچہ منعم خان حکم کے موافق سلطان آدم کے پاس جاکر میرزا کو لایا اُسکے بعد الوس چغتائی نے کہ میرزا کے نفاق اور جنگ جدل سے نہایت آزردہ تھے معروض کیا کہ ہماری عرض و ناموس کی بقا میرزا کامران کی فنا پر منحصر ہے بادشاہ کمال مروت اور رحم دلی سے اُسکے قتل پر راضی نہ تھا آخر امرا کی تسکین کے واسطے اُسکی آنکھ مین میل پھیرنے کی رضا دی اور محمد مومن فرنخودی نے یہ مصرع اُسکا مادۂ تاریخ کیا مصرع

چشم پوشید زبیداد سپہر ؛

اور جب جنت آشیانی میرزا کے دیکھنے کو تشریف لے گئے میرزا نے چند قدم استقبال کرکے یہ قطعہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا پڑھا قطعہ

ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ؛ ز التفات بمہمان سراے دہقانی ؛ کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید ؛ کہ سایہ بر سرش انگند چون تو سلطانی ؛

جنت آشیانی پر گریہ نے اسقدر غلبہ کیا کہ مجال تکلم نہ رہی اُسکے اور افسوس بہت کیا اور میرزا حج کی اجازت لیکر سندھ کے راستے سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور اپنی زوجہ کو کہ دختر میرزا شاہ حسین ارغون کی تھی اپنے ہمراہ لے گیا اور تین حج کرکے سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین اُس مقام متبرکہ مین انتقال کیا اور معلی مکی مین مدفون ہوا ہان سپہر نظم کنج بقا نیست درین خاکدان ؛ مغز وفا نیست درین استخوان ؛ جملہ جہان خواہ کہن خواہ نو ؛ چون گذرانست گذرندہ بجو ؛ اور میرزا کامران کی تین بیٹیاں تھین اور ایک بیٹا موسوم بہ ابوالقاسم میرزا تھا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اُسکو سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین قلعہ گوالیار مین قید کیا اور جب خان زمان کے سرپر جاتا تھا اُسکے قتل کا اشارہ کیا اور ابوالقاسم میرزا نے قتل کے وقت یہ بیت کہ طبعزاد اُسکی تھی پڑھی بیت فلکا کشتن من اینقدر شتاب مکن ؛ چو خواہم از تو مرد اضطراب مکن ؛ قصہ کوتاہ کامران میرزا کی بیٹی میرزا ابراہیم حسین بن سلطان محمد کے عقد مین تھی اور اُس سے ایک لڑکا موسوم بہ مظفر حسین متولد ہوا اور دوسری بیٹی میرزا عبدالرحمن مغل کے عقد مین اور تیسری شاہ فخر الدین مشہدی کے نکاح

کے حبالۂ نکاح میں تھی القصہ جب بادشاہ کو کامران میرزا کے فساد سے دلجمعی حاصل ہوئی اولوالعزمی سے چاہا کہ کشمیر کو
بھی حوزۂ تصرف میں در لاوے چونکہ سلیم شاہ پنجاب میں پہونچا تھا امراے چغتائی نے اس تجویز کے خلاف بیکزبان
ہو کر عرض کیا کہ قبلۂ عالم و عالمیان جب ہم کشمیر میں در آمد ہونگے تمام افغان راہ بر آمد مسدود کر دیں گے اُسوقت کار دشوار
ہوگا بادشاہ نے یہ بات قبول نفرمائی کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور تمام امرا ناخوش طبعانہ ہمراہی ترک کر کے کابل کی طرف
میں متوجہ ہوئے جنت آشیانی نے ناچار ہو کر اشہب عزیمت کی باگ کابل کی طرف موڑی اور نیلاب سے عبور کر کے
قلعہ بکرام تعمیر فرمایا اور سکندر خان اوزبک کے سپرد کر کے کابل میں تشریف لیگئے اور شہزادہ جلال الدین محمود وزیر کے
ہمراہ غزنین کی رخصت مرحمت فرمائی اور سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری میں شہزادہ محمد حکیم میرزا بلدۂ کابل میں متولد ہوا احوال
اسکا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقائع کے ذیل میں آویگا اور اس سال جنت آشیانی کی طبیعت فیض طویت مفسدوں
کی تہمت اور افترا کے باعث بیرم خان ترکمان سے منحرف ہوئی اور اس لحاظ سے کہ مبادا مذہب کے اتحاد کے سبب قزلباش
کی طرف مائل ہو دے عزیمت یورش قندھار کر کے غزنین کے راستہ سے وہان گیا بیرم خان ترکمان جو اس تہمت سے بری تھا
اور اس معاملہ سے ہرگز آگاہی نرکھتا تھا آنحضرت کی خبر توجہ سنکر پانچ چھ آدمی مخصوص سے استقبال کر کے سعادت ملازمت
حاصل کی اور پیشکش خوب اور تحفے مرغوب نذر کیے اور جب آنحضرت پر ثابت اور متحقق ہوا کہ دشمنون نے جو کچھ اُس کی
نسبت عرض کیا ہے محض تہمت اور افترا ہے اسواسطے دلجوئی بیرم خان کی فرمائی اور دو مہینے کامل قندھار میں عیش و عشرت
میں مشغول رہے اور ارباب غرض کو بھی سرزنش اور ملامت کی اور بیرم خان کے حال پر گوناگون نوازش اور قسم قسم کے الطاف
مبذول فرمائے اور بیرم خان ترکمان نے عرض کی کہ قندھار کی حکومت منعم خان یا دوسرے کی تفویض کر کے اُسے بھی ملازم رکاب
کریں یہ عرض معرض قبول میں نہ آئی لیکن رخصت کے وقت اُس خان ذیشان کے حسب الالتماس بہادر خان برادر علیخان
سیستانی کو زمین داور کی جاگیر عنایت فرمائی اور اُسے اس طرف روانہ کر کے خود کابل میں تشریف لائے پس اُسوقت
میں لکھنے مردم دہلی اور آگرہ کی عرضیان ملاحظہ میں گذرین کہ سلیم شاہ درمیان سے گیا اور ملوک و خوانین افغان کے
آپس میں طریق عناد و فساد رکھتے ہیں اور تیغ خلافت غلاف سے کھینچکر وقتاً فوقتاً آپس میں خونریزی کرتے ہیں اور
اب وہ وقت آیا ہے کہ حضرت ملک موروثی کی طرف متوجہ ہو کر تصرف میں لاویں بادشاہ کہ جو سامان لشکرکشی ہندوستان
مہیا نہ تھا متردد ہوئے اور ایک دن سیر و شکار کے واسطے سوار ہوئے مخصوصون سے فرمایا کہ میں سفر ہندوستان
کے واسطے شگون لیتا ہون کہ اگر تین آدمی باہم نظر آویں اُنکے نام استفسار کر کے میں فال نیک اختیار کرون فی الحال اول
جو شخص سامنے آیا اسکا نام پوچھا اُسنے عرض کی کہ میرا نام دولت خواجہ ہے تھوڑی دور اور گئے ایک دہقانی نظر آیا بعد سوال اُسنے
کہا کہ مجھے مراد خواجہ کہتے ہیں اس صورت میں آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا خوب ہووے کہ تیسرے شخص سعادت خواجہ نام رکھتا ہو
اتفاقات حسنہ سے جب چند قدم اور قدم رنجہ فرمایا ایک شخص اُسی اسم کا موجود ہوا جنت آشیانی اس بشارت خوش اشارت
سے نہایت خوش وقت اور محظوظ ہوئے اور باوجود اسکے کہ پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نہ رکھتے تھے اور افغانون کا لشکر لاکھ
سوار سے کم نہ تھا اور دو لاکھ بھی نشان دیتے تھے اس حال سے بسفر ہندوستان عازم ہوئے اور شہزادہ محمد حکیم میرزا کو
منعم خان کی اتالیقی میں کابل میں چھوڑا اور خود بدولت و سعادت پاے مبارک رکاب مراد میں رکھکر صفر کے مہینے سنہ ۹۶۲
نوسو باسٹھ ہجری میں روانہ ہوئے اور بیرم خان ترکمان نے فرمان قضا جریان کے موافق مع بہادران اور تہمتنان جنگ

دیدہ کے کہ اُسکے آبا اور اجداد کے نوکر تھے بہ شوکت تمام سعادت ملازمت حاصل کی جنت آشیانی نے پنجاب سے عبور
کر کے بیرم خان ترکمان کو منصب سپہ سالاری کا عنایت فرمایا اور خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اور
علی قلی خان سیستانی اور دوسرے سرداروں کو اُسکے ہمراہ کر کے بطور مقدمہ پیشتر روانہ کیا تاتار خان افغان حاکم قلعہ
رہتاس کہ وہ قلعہ شیر شاہ افغان کا بنایا ہوا ہے طاقت مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر دہلی کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی
کوچ متواترہ سے لاہور آئے اور اُمرائے افغان جو اُسکی محافظت مین قیام کرتے تھے بلا جنگ بھاگے اور جنت آشیانی
بے منازعت شہر مین داخل ہوئے اور بیرم خان ترکمان امرائے منقلائی کے ہمراہ سرہند گیا اور اُس حدود کو بھی بے
تحریک سیف و سنان متصرف ہوا اور اُس نواح کے زمیندار اور رعایا نے جادۂ اطاعت مین قدم رکھا اور جب خبر
پہونچی کہ ایک گروہ شہباز خان اور نصیر خان کی سرداری مین دیبالپور مین فراہم ہوکر فساد کا ارادہ رکھتا ہے جنت آشیانی
نے شاہ ابو المعالی کو کہ سادات ترمذ سے تھا اور فرزندی کے خطاب سے نوازش پائی تھی باتفاق علی قلیخان سیستانی کے
اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور اُسنے جماعت افغانوں کو شکست دیکر متفرق اور پریشان کیا اور ساز و سلب اور اہل
و عیال کو اُنکی غارت کر کے مراجعت کی سکندر شاہ نے تاتار خان اور ہیبت خان افغان کو مع تیس ہزار سوار لشکر جنگی
کی جنگ کے واسطے بنہایت قوت اور سامان سے مقرر کیا اور بیرم خان ترکمان دشمن کی کثرت سے اندیشہ نکر کے جنگ پر
آمادہ ہوا اور آب ستلج سے عبور کر کے اُنکے سر پر روانہ ہوا اور بغروب آفتاب کے وقت آب مچھیواڑہ کے ساحل پر اُردوے
خصم کے مقابل نزول کیا اور جو موسم زمستان تھا افغانان آگ اپنے خیمون کے آگے روشن کر کے لوازم بیداری مین مشغول
ہوئے بیرم خان ترکمان اس حال سے خبردار ہوکر خوشحال ہوا اور بدون اسکے کہ کوئی شخص اسے خبر کرے ایک ہزار سوار اپنے
ملازمان خاص سے لیکر اُردوے مخالف کے کنارے گیا اور افغانوں کو کہ آگ کی روشنی سے نمودار تھے ہدف تیر کر کے شور اور
ولولہ اُنکے درمیان ڈالا اور افغانون نے کہ قلت عقل کی صفت سے موصوف ہین روشنی کی زیادتی مین کوشش کی اور تمام لکڑیان
اور علف کہ اُردو مین تھا یکبارگی روشن کیا اس حرکت سے مغل اور بھی خوش وقت ہوے اور تیر اندازی مین تقصیر نکی
اس حال مین علی قلی سیستانی اور چند سردار دیگر واقف ہوکر بتعجیل تعجیل بیرم خان کے پاس حاضر ہوئے اور ہر طرف
سے تیر باران شروع کیا افغان بیتاب ہوکر جنگ کے بہانہ سوار ہوئے اور جب اُردو سے باہر آئے دہلی کا راستہ
لیکر متفرق ہوئے تاتار خان اور ہیبت خان افغان نے ایک ساعت توقف کیا جب اپنی سپاہ مین نہایت تفرقہ
دیکھا اُنھون نے بھی ہاتھی اور گھوڑے اور اسباب چھوڑ کر راہ فرار پائی مغل افغانون کا سامان و سلب تاراج
کر کے بہت خوش ہوے اور عمدہ سامان حاصل کر کے مسرور اور محظوظ ہوئے بیرم خان نے فیلون کو جنت آشیانی کے حضور
لاہور مین بھیجا اور خود ماچیواڑہ مین قیام کیا اور امرائے چغتائی کو پیشتر روانہ کیا وہ دہلی کے اطراف تک تاخت
کر کے بہت پرگنون پر متصرف ہوے اور حضرت نے اس فتح سے محظوظ ہوکر بیرم خان ترکمان کو خانخانان
کے خطاب اور یار وفادار و ہمدم غمگسار کے القاب سے سرفراز فرمایا اور اُس کے نوکرون کی اسامی کیا ذمیپ کیا
شریف اور کیا ترک اور کیا تاجیک اور کیا سقا اور کیا فراش اور کیا باورچی اور کیا ساربان سب کو دفتر بادشاہی
مین ثبت کر کے پایۂ شگرف پر پہونچایا اور کچھ اُنمین سے خان اور سلطان ہوکر نامداران جہان سے ہوئے سکندر شاہ بعد
شکست تاتار خان اور ہیبت خان افغان کے موافقت کے بارہ مین امرائے افغانان سے قسم لیکر مع اسّی ہزار سوار اور توپ

بسیار اور فیلان جنگی اور نامی کے عزم رزم مین پنجاب کی طرف متوجہ ہوا بیرم خان ترکمان نے نوشہرہ مین جاکر نوشہرہ کو مضبوط کیا اور جب سکندر شاہ نوشہرہ کے ظاہر مین تھوڑے فاصلہ پر فرودکش ہوا بیرم خان نے عریضہ لاہور بھیجکر اشتعائے قدوم میمنت لزوم کی اور آنحضرت رایات اجلال متحرک کرکے نوشہرہ مین تشریف لائے اور قلعہ مین بیٹھے اور چند روز ظرفین سے عاشقان جنگ اور طالبان نام و ننگ نے میدان جالنستان مین پیشقدمی کرکے داد مردی اور مردانگی کی دی آخر بتاریخ سلخ ماہ رجب سنہ مذکور مین کہ نوبت قراولی شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کی تھی افغانان نے صفوف حرب آراستہ کرکے جنگ سلطانی کے درپے ہوئے اور تمام سپاہ جغتائی قتال پر مستعد ہوکر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوئی ایک طرف بیرم خان ترکمان مع اعوان و اتباع اور دوسری طرف سکندر خان اور عبداللہ خان اوزبک اور شاہ ابوالمعالی اور علی قلیخان سیستانی اور بہادر خان اور تردی بیگ خان بقاعدۂ چنگیزی حملآور ہوئے اور لوازم شجاعت اور مردانگی کے مافوق طاقت بشری ظہور مین پہونچائے اور توفیق الٰہی سے افغانون کو مار بھگایا اور سکندر شاہ کوہستان سوالک کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی کے حکم کے موافق سکندر خان اوزبک اور دوسرے خوانین دہلی اور آگرہ مین جاکر متصرف ہوئے جنت آشیانی نے ابوالمعالی کو پنجاب کی حکومت دیکر سکندر شاہ کے دفع کے واسطے مامور کیا اور خود بدولت و اقبال رمضان کے مہینے مین دہلی مین تشریف لائے اور بادشاہ ملک بخش کی توفیق سے دوبارہ مملکت ہند پر کہ خال چہرۂ ہفت کشور ہے فرمانروا ہوئے اور بیرم خان ترکمان کو جاگیر اور عنایات خسروانہ سے ممتاز کرکے نہایت نوازش فرمائی اور تردی بیگ خان کو دہلی کا حاکم کیا اور سکندر خان اوزبک نے آگرہ کی حکومت پائی اور علی قلیخان سیستانی سنبھل اور میرٹھ کی سند امارت پاکر اس طرف روانہ ہوا اور بیرم خان نے یہ رباعی اس فتح کی تاریخ مین موزون کی رباعی منشی خرد طالع میمون طلبید؛ الشاسخن ز طبع موزون طلبید؛ تحریر چو کرد فتح ہندوستان را؛ تاریخ ز بخشش ہمایون طلبید؛ چونکہ شاہ ابوالمعالی امراے ملک کے ساتھ رعایت اور سلوک نہ کرتا تھا اسکندر شاہ روز بروز قوی ہوتا تھا جنت آشیانی نے بیرم خان کو شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کا اتالیق کرکے اس والاگہر کی ملازمت مین سکندر شاہ کی دفع کے واسطے روانہ فرمایا ان دنون مین ایک شخص مشہور بہ قنبر دیوانہ نے سنبھل مین خروج کیا اور دوآب کے درمیان مین تاراج اور غارت شروع کی اور علی قلی خان سیستانی نے اسکے سر پر پہونچکر ربیع الاول کی پانچوین تاریخ ۹۶۳ھ نوسو ترسٹھ ہجری مین اسکا سر بادشاہ کی درگاہ مین بھیجا اور اسی مہینے کی ساتوین تاریخ وقت غروب آفتاب جنت آشیانی کتب خانہ کے کوٹھے پر برآمد ہوکر ایک لحظہ بیٹھے کہ ناگاہ مغرب کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان شروع کی وہ حضرت تعظیم اور جواب بانگ نماز کے واسطے دوسرے زینہ پر بیٹھے اور برخاست کے وقت عصا پر تکیہ کرکے چاہا کہ ایستادہ ہون عصا لغزش کھاکر بغل سے نکل گیا اور بادشاہ نردبان سے جدا ہوکر زمین پر آئے اور بیہوش ہوگئے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت حضرت کی حالت دیکھکر سراسیمہ ہوئے اور آنحضرت کو دولتخانہ مین لے گئے بعد ایک لحظہ کے حضرت کو افاقہ ہوا اور بات چیت کی اور اطبا معالجہ مین مشغول ہوئے لیکن سودمند نہ آیا گیارھوین تاریخ ماہ مذکور کو کہ وقت غروب آفتاب تھا ہماے روح پر فتوح اقدس وعلی آشیان قدس کی طرف پرواز کر گیا اور یہ مصرعہ تاریخ اس واقعہ ہائلہ کا ہے مصرع ہمایون بادشہ از بام افتاد؛ اور نئی دہلی مین دریاے جون کے کنارے مدفون ہوئے اور ۹۶۳ھ نوسو ترسٹھ ہجری مین گنبد سایہ آپ کے مزار کا تیار ہوا مدت سلطنت انکی ہندوستان اور کابل مین پچیس برس تھی اور سن شریف

جنگ سلطانی عود [illegible] ۹۶۲

اُسکا اکاون برس کا تھا یہ بادشاہ نہایت شجاع تھا اور سخاوت اور مروت مین بے نظیر اور علم ریاضی مین علم مہارت بلند کر کے علما اور فضلا سے صحبت رکھتا تھا اور ہر وقت اُس کی مجلس مین مسائل علمی کا مذکور ہوتا تھا اور ہمیشہ باوضو رہتا تھا اور بے وضو خدا کا نام زبان پر نہ لاتا تھا جیسا کہ ایک دن میر عبد الحی صدر کو عبدل خطاب کر کے اسکو روبرو طلب کیا اور جب وضو کیا میر سے معذرت کر کے فرمایا کہ اُسوقت مین وضو نہ رکھتا تھا اور حی خدا کا نام ہے اسواسطے مین نے تمھارا نام تمام نہین لیا اور علاوہ اسکے خوش قامت اور گندم رنگ تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے لیکن مرزا کامران اور بعضے امرا چغتائی آنحضرت کو شیعہ مذہب جانتے تھے اُسکا سبب یہ تھا کہ عہد طفلی اور شاہزادگی سے اہل عراق اور خراسان کی ایک جماعت کہ اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اُسکے پاس جمع ہوتی تھی اور انکے حال پر رعایت مبذول رہتی تھی اور بیرم خان ترکمان کہ آنحضرت کا مصاحب اور ہمدم تھا مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جسوقت کہ سریر سلطنت پر جلوہ گر ہو کر بادشاہ ہوئے بہت قزلباش اور اہل عراق کو تربیت کر کے بزرگ کیا اور کہتے ہین کہ کامران مرزا آن حضرت سے مذہب کے بارہ مین ہمیشہ ہمزبانی کرتا تھا جسوقت کہ شیر شاہ کے صدمہ سے بسبب لاہور مین جمع ہوتے تھے ایک دن دونون بھائی سوار کسی طرف جاتے تھے ایک کتا نظر پڑا کہ پانون اُٹھا کر ایک قبر پر پیشاب کرتا تھا مرزا نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبر کا صاحب رافضی ہے بادشاہ نے کہا ہان یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کتا بھی سنی ہو چنانچہ اسطرح کی ظرافت بھائیون کے درمیان اکثر ہوا کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے کلمات کامران مرزا کے عناد اور بیرم خان ترکمان کی خوشی اور دوسرے ارباب دخل کے واسطے سرزد ہوتے تھے اور آنحضرت کا مذہب البتہ حنفی تھا بادشاہ شعر بھی کہتے تھے اور دیوان شعر آنحضرت کا جستہ جستہ نظر پڑا ہے اور یہ ابیات بھی انھین کے طبعزاد ہین نظم گذشت از دل ہر گشتہ ناوک ستمش ۞ تمام ہرین دل دادہ لذت المش ۞ بلقصد کشتن عشاق گر کند میلے ۞ عجب مباش از اخلاق و شیوہ کرمش ۞ کرامت زہرہ قرب حریم حرمت او ۞ کہ جبرئیل امین نیست محرم حرمش ۞ اگر بہ پرسش عشاق می نہند قدمے ۞ ہزار جان گرامی فدائے ہر قدمش ۞ ولہ خوش آنکہ با خیالت عمرے نشستہ بودم ۞ وز شوق سرو قامت از جا سے جستہ بودم ۞ ہیہم مکن کہ گفتم موی ترا پریشان ۞ در شرح جعد زلفت چون دل شکستہ بودم ۞ وز شرح غنچہ او ہرگز نگفتہ حرفے ۞ لب تا دران حکایت پیوستہ بستہ بودم ۞ حقا کہ چون ہمایون در حال وصل بیخود ۞ با دوست در حکایت از خویش رستہ بودم ۞ ولہ داغ عشق تو بر جبین منست ۞ خاتم لعل تو نگین منست ۞ تا نشستم چو خاک بر در تو ۞ پشت بام فلک زمین منست ۞ ہر کجا شہرہ شہر یارے بود ۞ این زمان بندہ کمین منست ۞ خط مشکین بصفحہ گلفام ۞ آیت رحمت مبین منست ۞ ولہ من اشک روان چو گنج قارون دارم ۞ گنگو در درون کیسہ زافیون دارم ۞

ذکر بادشاہ عجاہ ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی سلطنت کا

شیخ ابو الفضل شیخ فیضی کے بھائی نے اس بادشاہ عالیجاہ کے جزوی اور کلی قضایا اکبرنامہ مین کہ ایک لاکھ اور ہزار بیت کے قریب ہے ثبت کیا اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ کہ درپی اختصار ہے خلاصہ اُسکا اس کتاب مین مندرج کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کتب خانہ کے کوٹھے سے گر کر شدت ضعف مین گرفتار ہوا ارکان دولت اور اعیان حضرت نے شیخ جولی کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا اُس حالت کی خبر پہونچانے کے واسطے بذریعہ ڈاک پنجاب کی طرف روانہ کیا اور کستے کلانور مین یہ تکیہ شاہزادہ والا گہر کی لقدر ملازمت حاصل کر کے قضیہ سانحہ کا معروض کیا اور اس کے پیچھے ہی جب خبر رحلت پہونچی امرا لوازم تعزیت

بجالائے اور آلسپین اتفاق کرکے ماہ ربیع الثانی کی دوسری تاریخ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ ہجری مین شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو کہ تیرہ برس اور نو مہینے اُس کی عمر سے گذرے تھے کلانور مین تخت فرماندہی پر اجلاس کروایا **قطعہ** گل امید شگفتہ و نہ بد باد مراد ٭ مراد خلق خدا آنچنانکہ باید او ٭ زدست فتنۂ دوران جہان بشد ایمن ٭ کہ بادشاہ جہان پای بر سریر نہاد ٭ بیرم خان ترکمان با وجود منصب سپہ سالاری اور اتالیقی کے وکالت کے عہدہ پر مامور ہو کر متصدی امور ملک و مال ہوا اور فرامین بشارت جلوس اور استمالت سپاہ و رعیت اطراف و اکناف مین بھیجکر تمغاجات اور راہداری اور سالیانہ اور پیشکش اور سرانہ تمامی ممالک محروسہ کا معاف اور واگذاشت کیا اور بیرم خان نے سب سے پہلے شاہ ابوالمعالی کو کہ داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا گرفتار کرکے واجب القتل ٹھہرایا اور چونکہ حضرت کہ بشیتر اسم شریف انکا عرش آشیانی اور گاہے ساتھ خاقان اکبر کے لیا جاویگا کمال ترحم سے راضی نہوئے اور اُس سید کو قید کرکے پہلوان گل گیر کے پاس جو لاہور کا کوتوال تھا بھیجا شاہ ابوالمعالی چند روز کے بعد قید خانہ سے بھاگا گل گیر پہلوان نے کمال خجالت اور انتہاے غیرت سے اپنے تئین ہلاک کیا اور تردی بیگ خان نے تمام اسباب بادشاہی کو دہلی سے ابو القاسم میرزا ولد کامران میرزا کی ہمراہ اردوے معلی مین ارسال کیا اور علی قلی خان سیستانی حاکم سنبھل اور سکندر خان اوزبک حاکم آگرہ اور بہادر خان حاکم دیپالپور اور منعم خان اتالیق اور محمد حکیم میرزا نے عرائض بھیجکر اظہار اخلاص اور بندگی کی بعدہ لشکر ظفر پیکر سکندر خان کے استیصال کے واسطے دامن کوہ سوالک کی سمت روانہ ہوا اور جب کہ بعد سکندر شاہ کوہ سوالک کے درمیان سے بھاگا اور دہرام چند راجہ نگر کوٹ کا دربار مین حاضر ہوا عرش آشیانی نے اُسکے حال پر نوازش فرمائی اور ملک موروثی جاگیر مین اُسے سرفرازی فرمایا اور عرش آشیانی بارش کی کثرت سے جالندھر کی طرف رونق افزا ہوئے ایک مدت وہان توقف کیا اور اُن دنون مین سلیمان میرزا بقصد تسخیر کابل بدخشان سے روانہ ہوا اور اُسکے پہونچتے ہی منعم خان نے کہ سردار کار دیدہ تھا حصاری ہو کر علم مدافعت بلند کیا اور خاقان اکبر اس حال سے مطلع ہوئے اور محمد قلی برلاس اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ اور خضر خان کو منعم خان کی اعانت کو بھیجا چنانچہ بعضے قلعہ مین در آئے اور اکثر باہر رہے اور چار مہینے کے عرصہ مین شب و روز بدخشانیون کو اطراف اردو مین زحمت پہونچا کر عاجز اور تنگ کیا سلیمان میرزا نے منعم خان کو پیغام دیا کہ اگر تو خطبہ مین میرا نام داخل کرے تو مین یہان سے کوچ کر جاؤن منعم خان نے صلاح وقت دیکھ کر اُسکے کہنے پر عمل کیا اور سلیمان میرزا بدخشان کی طرف متوجہ ہوا اُن روزون مین ہیموی بقال وزیر محمد شاہ عدلی مع تیس ہزار سوار و پیادے اور دو ہزار فیل جنگی کے کہ اکثر اُسمین مست تھے آگرہ کی طرف روانہ ہوا سکندر خان اوزبک تاب مقاومت نہ لا کر دہلی کی طرف راہی ہوا اور شادیخان افغان کہ وہ عدلی کے امراے معتمد سے تھا آب رہٹ کے کنارے آیا اور علی قلی خان سیستانی نے کہ اُسوقت خانزمانی کا خطاب پایا تھا باتفاق امراے کمکی مثل قاسم خان و محمد امین دیوانہ و بابا سعید قبچاقی مع تین ہزار سوار عراقی اور خراسانی آب رہٹ سے عبور کرکے شادی خان افغان سے مقابلہ کیا اور وہ منہزم ہوا اور کچھ فوج اُس کی قتل ہوئی اور اکثر آب دریا کے عبور کے وقت غرق ہوئی جیسا کہ تین ہزار فوج سے دو سو یا تین سو سے زیادہ آدمی زندہ رہے اور جب ہیموی بقال آگرہ پر متصرف ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا تردی بیگ خان نے ایلچیون کو اطراف مین بھیجکر امرا کو طلب کیا عبد اللہ خان اور لعل سلطان بدخشی اور علی قلی خان اندرابی اور مہر علی خان کولابی وغیرہ بلا توقف دہلی مین آئے اور علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان اور اُس کی کمکی ابتک دہلی مین نہ پہونچی تھی کہ تردی بیگ خان نے شتابی کرکے ہیموی بقال سے مقابلہ کیا اور ہیموی بقال کہ ایک کافر شجاع تھا تین چار ہزار

سوار جرار انتخابی اور فیلان کوہ پیکر جنگی لیکر صف قلب سے جدا ہوا اور اول تروی بیگ خان پر کہ اپنے مقابل سے جنگ مین
مشغول تھا حملہ آور ہوا چنانچہ اُسے معرکہ سے پسپا کرکے اوردو کی طرف متوجہ ہوا اور اُنھین بھی منہزم کرکے دہلی پر قابض ہوا
تروی بیگ خان اور دیگر امرا سے ممکن تھا کہ علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور دوسرے امرا اور سردارون کو ساتھ
اپنے متفق کرکے شکست کا تدارک کرتے یا یہ کہ دہلی کے اطراف مین پناہ لیکر بادشاہ سے کمک کے مستدعی ہوتے دونون امرون
مین سے ایک بھی نہ کیا نوشہرہ کی طرف روان ہوئے اور ولایت خالی چھوڑ کر دشمن کے سپرد کی علی قلیخان سیستانی نے میرٹھ مین یہ
خبر سنی جو تنہا اس حدود کے ضبط سے عہدہ برا نہو سکتا تھا لاچار ہو کر وہ بھی نوشہرہ گیا عرش آشیانی جالندھر مین اس واقعہ سے
مطلع ہوتے جو پنجاب کے سوا اور تمام ممالک افغانون کے تصرف مین ورآ گئے تھے دلگیر ہوئے چونکہ صغرسن کے باعث امور بادشاہی
مین مشغول نہو سکتے تھے بیرم خان ترکمان کو خان بابا خطاب دیکر نوازش فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ ہمنے تمام مہمات ملکی کو تیری طرف
رجوع کیا جسمین صلاح دولت دیکھ عمل مین لاوے کام میرے حکم پر موقوف نرکھ اور علاوہ اسکے اس بارہ مین اُسے ہمایون شاہ کی
روح پر فتوح اور اپنے فرق مبارک کی قسم دیکر ظاہر کیا کہ تو لوگون کی دشمنی کا نہ اندیشہ کر اور یہ مصرع پڑھا مصرع دوست
گر دوست بود ہر دو جہان دشمن باش ٭ اور اُسوقت جمیع امرا کو اکٹھا کرکے ایک انجمن ترتیب دی اور مشورہ کیا چونکہ لشکر مخالف
کا ایک لاکھ سوار سے زیادہ نشان دیتے تھے اور لشکر بادشاہ کا شمار بیس ہزار سے زیادہ نہ تھا سب کابل کی روانگی پر مائل
ہوئے لیکن بیرم خان ترکمان نے جنگ مخالفین مین مستعد ہونا انسب دیکھا خاقان اکبر باوجود صغرسن کے اس مشورہ اور
صلاح پر مائل اور راغب ہوا اور بے تامل خضر خواجہ خان کو کہ فرزند سلاطین مغل سے تھا اور بابر شاہ کی بیٹی مسماۃ گلبدن
بیگم اسکے عقد نکاح مین تھی لاہور کا حاکم کرکے سکندر شاہ کے دفع کے واسطے تعین کیا اور خود بنفس نفیس ہیموی بقال کی
تادیب اور تنبیہ کے واسطے آمادہ ہوئے اور نوشہرہ مین امراے گریختہ نے ملازمت کی اور خانخانان نے تروی بیگ کو
بسبب تقصیرات کے ایسے وقت مین کہ بادشاہ شکار کو گئے تھے مکان مین بلایا اور بلا توقف اپنے حضور سراپردہ مین گردن
ماری اور بادشاہ نے یہ خبر شکارگاہ مین سُنی جب معاودت کی بیرم خان نے معروض کیا کہ مین بتحقیق جانتا تھا کہ آنحضرت باوجود
گناہ کبیرہ کے کہ اُس سے سرزد ہوا عنایت ذاتی اور مراحم قلبی سے اُسکے قتل مین تامل فرماوینگے اور عفو ایسی تقصیر کا
ایسے وقت مین کہ ہیموا ہنود قریب پہونچا اور افغان کے مانند ایک غنیم نے ممالک ہند پر غلبہ پایا مناسب نہ تھا
ہر آئینہ مین نے حکم اقدس صریح اس باب مین حاصل نہ کرکے جرأت اُسکے قتل مین کی عرش آشیانی نے زبان تحسین و آفرین
مین کھولکر اُسکا عذر مسموع فرمایا اور ثقات سے سُنا گیا کہ اگر بیرم خان ترکمان تروی بیگ کو نہ قتل کرتا الوس چغتائی ضبط
مین نہ آتا اور قصہ شیر شاہ کا پیش آتا کہ اُسکے بعد امراے مغل نے کہ ہر ایک آپ کو کیقباد اور کیکاؤس جانتے تھے بیرم خان
ترکمان سے حساب عین ہو کر ہواے سرکشی سر سے باہر کی اور نفاق برطرف ہوا اور رایات ظفر آیات نوشہرہ سے دہلی
مین روانہ ہوئے سکندر خان اوزبک اور عبداللہ خان اور علی قلی خان اندرابی اور محمد خان جلایر بدخشی اور مجنون خان
قاقشال اور دیگر امرا بسا شلیق علی قلی خان سیستانی المخاطب بخانزمان کہ امیر الامرا ہوا تھا برسم منقلائی روانہ ہوئے
اور ایک جماعت بیرم خان کے نوکران خاصہ سے بھی مثل حسین قلی بیگ اور محمد صادق خان پروانچی اور شاہ قلیخان
محرم اور میر محمد قاسم خان نیشاپوری اور سید محمد بارہہ وغیرہم امراے منقلائی کے ہمراہ ہوئے اور ہیموی بقال
نے جو آپ کو راجہ بکرماجیت مشہور کرکے کوس تکبر اور غرور کا بجاتا تھا شادی خان افغان اور امراے افغان کو

بھی ساتھ اپنے ملحق کر کے مع افواج کثیرہ کہ مور و ملخ کے مانند تھی عزم رزم مین استقبال کیا اور ایک جماعت سرداران
عمدہ افغانون کو مع توپخانۂ عظیم افواج منقلائی بادشاہی کے مقابلہ کو پیشتر روانہ کیا اور وہ خود افواج مغل سے منہزم
ہوکر بحال ابتر پلٹ گئے اور توپخانہ یکقلم برباد گیا ہیموی بقال جب پانی پت کہ افواج مین پہونچا اور خبر لشکر جغتائی کے
قریب تر پہونچنے کی سنی فیلون کو کہ اعتماد تمام اُن پر رکھتا تھا سرداران بزرگ کو تقسیم کیا تاکہ اُن پر سوار ہوکر لوازم جنگ مین
مشغول ہووین اور علی قلی خان سیستانی المخاطب بخانزمان جمعہ کے دن علی الصباح کہ محرم کی دوسری تاریخ سنہ ۹۶۴ نوسو
چونسٹھ ہجری تھی آراستگی صفوف مین مصروف ہوکر مستعد قتال ہوا اور طرفین سے مردان مرد اور طالبان نبرد اسپان
تازی پر سوار ہوکر میدان جانستان مین گھوڑون کو جولان کرنے لگے اور داد کوشش کی دی اور مغلون نے کہ قتل
تردی بیگ کو مشاہدہ کیا تھا پاے ثبات زمین کین سے متزلزل نہ کرتے تھے بارے ہیموی بقال فیل ہوائی
نام پر سوار ہوا اور تین چار ہزار سوار کارگزار لے کر قلب فوج سے جدا ہوا اور جغتائی افواج مقدمہ کو آن واحد
مین برہم مارا اور بے توقف صفوف قلب پر کہ محل قرار علی قلیخان سیستانی تھے متوجہ ہوا بہادران بیرم خانی
کہ اُس صف مین تھے شرائط شجاعت بجالائے آلات حرب کے استعمال مین کچھ تقصیر کی اس درمیان مین ایک تیر
ہیموی بقال کی آنکھ مین لگا ہر چند کہ کاری نہ تھا افغانان بیدل نے جب خون اُسکے حدقۂ چشم سے روان دیکھا
راہ فرار لی ہیموی بقال نے باوصف اس چشم زخم کے جرأت کو کام فرمایا یعنی تیر کو باہر کھینچکر آنکھ کو رومال سے
باندھا اور تھوڑے سے آدمیون سے سراسیمہ حملہ کرتا تھا اُس وقت شاہ قلی خان محرم ہیموی بقال کے فیل کے
قریب پہونچا اور اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہیموی بقال کا مرکوب ہے حملہ فیلبانون پر کیا فیلبانون نے اپنے حفظ کے واسطے
ہیموی بقال کے حال سے خبر دی شادی خان بخت کی مساعدت سے خوشحال ہوکر فیل اور فیلبانون کو مع ہیموی
بقال معرکہ سے کنارے لاکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا اور مغلون نے افغانون کا پیچھا کیا اسقدر آدمی کہ حساب
و وہم اُنکی تعداد سے عاجز ہے تیغ بیدریغ سے قتل کیے شاہ قلی خان جو ہیموی بقال کو بادشاہ کے روبرو کہ دو تین کوس
کے فاصلہ پر تھا لایا بیرم خان نے عرض کی کہ بادشاہ بقصد جہاد اگر ایک شمشیر اس کافر حربی کے سر پر رسید کرین
جہاد اکبر ہوگا آنحضرت سر شمشیر اُسکے فرق پر پہونچا کر غازی ہوئے اُس وقت بیرم خان ترکمان نے اپنے ہاتھ سے اُسے
مقتول کیا اور سر اُسکا کابل مین اور لاش بے سر دہلی مین روانہ کی اور ڈیڑھ ہزار ہاتھی سے زیادہ لشکر ظفر پیکر کے ہاتھ
آئے بادشاہ منصور و مظفر ہوکر دہلی مین تشریف لائے ملا پیر محمد شروانی کو کہ بیرم خان ترکمان کا وکیل تھا میوات کی
طرف بھیجا اُس نے وہان جاتے ہی ہیموی بقال کی اہل و عیال کو دستگیر کیا اور خزانہ اُس کا دستیاب کر کے بہت
افغانون کو کہ وہان تھے علف تیغ خون آشام کیا درمیان اس حال کے لشکر قزلباش نے بیاشلیقی سلطان بن میرزا
بن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی شاہ طہماسپ صفوی کے حکم کے بموجب قندھار کے اطراف مین آن کر محاصرہ
کیا بعد سعی جمیلہ محمد شاہ قندھاری کے تصرف سے جو نوکر بیرم خان ترکمان کا تھا برآوردہ کر کے قابض ہوگئے
اور خضر خواجہ خان بھی سکندر شاہ سے لڑکر لاہور بھاگا عرش آشیانی بموجب اُسکے کہ مصرع جہانگیری توقف بر نتابد
سکندر شاہ کے دفع کے واسطے پنجاب کی طرف متوجہ ہوئے سکندر شاہ نکلا کوہ مین آیا تھا مقاومت کی قدرت
اپنے مین نہ دیکھی قلعہ مانکوٹ مین کہ سلیم شاہ نے گکھرون کے دفع کے لیے پہاڑون کے درمیان ایک کوہ رفیع

پر تیار کیا تھا جا کر تحصن ہوا بادشاہ نے وہان نزول فرما کر تین مہینے قیام کیا اور اُن دنون مین عرش آشیانی کی والدہ ماجدہ اور دیگر بیگمات اور اہل و عیال امرا اور سپاہیان کو جسقدر کابل مین تھے اُن امرا کے ہمراہ جو منعم خان کی کمک کے واسطے گئے تھے پہونچے اور محمد حکیم میرزا حکم کے موافق مع والدہ اور ایک ہمشیرہ عیانی اپنے کے کابل مین رہا اُس ملک کی حکومت اُسکے تعلق ہوئی اور منعم خان اُسکا اتالیق ہوا اور جب قلعہ مانکوٹ کے محاصرہ نے چھ مہینے کا عرصہ کھینچا سکندر شاہ نے عاجز ہوکر استدعاے قدوم ایک امراے معتبر کی چنانچہ بعد صدور حکم خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ قلعہ مین گیا اور سکندر شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ مین جرائم کی کثرت سے بادشاہ کی ملازمت کی طاقت نہین رکھتا لیکن اپنے فرزند شیخ عبدالرحمن کو درگاہ مین بھیجکر خود بنگالہ کی طرف جاکر بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہونگا خان اعظم شمس الدین خان اتکہ قلعہ سے واپس آیا اور سکندر شاہ کا پیغام بادشاہ سے معروض کیا وہ قبول و منظور ہوا اور شیخ عبدالرحمن رمضان کے مہینے ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین حاضر حضور ہوا اور چند زنجیر فیل پیشکش کیے سکندر شاہ قلعہ سے برآمد ہوکر بنگالہ گیا عرش آشیانی نے وہ قلعہ مردم درگاہ کے سپرد فرمایا اور عازم لاہور ہوئے اور اثناے راہ مین بیرم خان ترکمان کے مزاج مین انحراف جاگزین ہوا چندروز سوا نہوا ایک دن بادشاہ نے دو فیل نامی مست کی لڑائی کا حکم دیا وہ لڑتے ہوے بیرم خان ترکمان کے خیمہ کے قریب جا پہونچے اور شور و غل تماشائیون کا بلند ہوا بیرم خان کے دل مین یہ گمان گذرا کہ یہ امر بادشاہ کے اشارہ سے سرزد ہوا ہے پھر بوساطت ماہم اتکہ کے پیغام دیا کہ اس دولتخواہ کے منزل کے قریب فیلان مست کے چھوڑنے کا کیا سبب ہے اگر کوئی بات میری طرف سے بخبر واقع موقف عرض مین پہونچی ہوا اور وہ موجب غبار دل صفا منزل ہوئی ہو اُس کے اعلام سے مجھے ممنون مکرمت کرین ماہم اتکہ نے جو کچھ بیان واقع تھا جواب دیا کہ فیلون کا آنا اس طرح مین اتفاقیہ ہے نہ کسی کی فرمائش سے اس صورت مین بھی بیرم خان کی تسلی نہوئی یہانتک کہ لاہور مین آیا اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے کہ بیرم خان اُس سے بدگمان تھا اُسکے خیمہ مین جاکر قسم کھائی کہ خلا اور ملا مین ایسی بات کہ خاطر اقدس کے باعث کلفت ہو نہین کہی گئی عرش آشیانی نے صفر کی پندرھوین تاریخ ۹۶۵ ہجری مین عازم دہلی ہو کر ساڑھے رکناں و رحیہ اُنکنان ماہ جمادی الثانی کی چھبیسوین تاریخ کو منزل مقصد پر پہونچے اور اثناے راہ مین یعنی موضع جالندھر مین ازدواج سلیمہ سلطان بیگم دختر میرزا نور الدین محمد خواہرزادہ ہمایون بادشاہ کا اکبر شاہ کے حسب الارشاد بیرم خان کے ساتھ وقوع ہوا اور اُسی سال امیر الامرا علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان سے کہ امراے پنجہزاری سے تھا اور صوبہ شرقی کی حکومت رکھتا تھا امر ناشائستہ سرزد ہوا جو حضرت کے خاطر دریا مقاطر کی رنجش کا سبب ہوا وہ یہ کہ ایک لڑکا شاہم بیگ نام کہ احدیون کے زمرہ مین منتظم تھا اور قبل اس کے بسبب حسن صورت اور تناسب بیرت اور تناسب اعضا ہمایون بادشاہ کا منظور نظر ہوا تھا علی قلی خان سیستانی المخاطب خان زمان اُسے کسی تقریب سے اپنے پاس لے گیا اور برسم اجلاف اور اوباش مادر والدہ کے تسلیم اور تواضع کہ سلاطین کے واسطے مخصوص ہے نسبت اُسکے فعل مین لاتا تھا اور اس حرکت نے شہرت پائی عرش آشیانی نے شاہم بیگ کے طلب مین حکم نافذ فرمایا اور جو بہانہ اُسکے بھیجنے مین ہوا ملا پیر محمد کی تجویز سے لشکر خان زمان کے سرپر مقرر ہوا اُسنے

ہراسان ہوکر فرخعلی نام نوکر کو کہ معتمد اُس کا تھا بھیجا تاکہ عذر خواہی اور معذرت کرے فرخعلی دہلی مین آیا
اور ملا پیر محمد کے پاس کہ کوئی امر بے رضا اُسکی جاری نہ ہوتا تھا گیا اور ملا پیر محمد خان زمان کے مذہب
شیعہ کے دعوی کرنے اور اصحاب اخیار پر تبرا کرنے سے نہایت آزردہ تھا اور اُسکو بیرم خان ترکمان کے
دوستون سے شمار کرتا تھا فرخعلی کو زدوکوب کے لیے اسقدر لاتین مارین اور کوٹھے سے نیچے گرادیا کہ
مرغ روح اُسکا قفس تن سے پرواز کر گیا علی قلیخان صحبت غلیظ دیکھکر سمجھا کہ دشمن شاہم بیگ کے بہانہ
سے اسکو خراب کیا چاہتے ہین اسواسطے اُسنے شاہم بیگ کو رخصت دی شاہم بیگ ہر روز ایک منزل
سے دوسری منزل مین اور ہر شب ایک مقام سے دوسرے مقام مین بسر لیجا تا تھا یہانتک کہ پرگنہ سرور پور
مین کہ جاگیر عبدالرحمن بیگ نام ایک شخص کی تھی پہونچا اور علی قلیخان سیستانی کی ایک معشوقہ گائن تھی اور
اُس کا نام آرام دل تھا کمال اتحاد سے شاہم بیگ کے پاس ہر ایک مجلس مین حاضر کرتا تھا اور تناسب مداخل
کے سبب شاہم بیگ اور آرام دل کے درمیان ایک محبت پیدا ہوئی علی قلیخان نے وہ گائن اُس کے
حوالہ کی اور شاہم بیگ نے ایک مدت اُس کے ساتھ ہمبستر رہا اور عبدالرحمن بیگ کو کہ اُس کے مصاحبون
سے تھا دیدی اُسوقت مین عبدالرحمن بیگ اُسکے حقوق آشنائی منظور رکھکر لوازم ضیافت بجالایا چنانچہ
ایک دن دونون شخص نے ایک باغ مین بیٹھکر مجلس شراب آراستہ کی شاہم بیگ نے آرام دل کو کہ حاضر
نتھی طلب کیا عبدالرحمن بیگ نے مضائقہ کیا شاہم بیگ کے مزاج مین تحکم تھا عبدالرحمن بیگ کو جکڑکر
باندھا اور آرام دل کو سنگدلی سے کھینچ منگوایا اور جب مؤید بیگ برادر عبدالرحمن بیگ اپنے بھائی کی گرفتاری اور ذلت
وخواری سے آگاہ ہوا ایک جماعت مسلح ہمراہ لیکر باغ کے دروازہ پر آیا اور آتش جنگ افروختہ کی اثناے جنگ مین
ایک تیر شاہم بیگ کے ایسا کاری لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا علی قلی خان سیستانی اس سانحہ سے واقف ہوکر
بقصد انتقام سرور پور کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ عبدالرحمن بیگ نے بھاگ کر بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی شاہم بیگ
کا جنازہ ہمراہ لیکر جونپور کی طرف گیا اس درمیان مین مصاحب بیگ ولد خواجہ کلان بیگ جو خاندانی ملازم تھا
اپنے باپ دادا کے سوابق حقوق پر غرور کرکے بیرم خان ترکمان کے ساتھ کہ صاحب تیس ہزار سوار کا تھا خلاف مرضی
سلوک کرتا تھا اور باوجود نصیحت ہرگز متنبہ نہوتا تھا آخر کو دہلی مین حسب الحکم بیرم خان کے قتل ہوا اور امراے چغتائی مین
فساد عظیم برپا ہوا اور بادشاہ بھی غمگین ہوکر ماہ محرم سنہ ۹۷۰ نوسوستر ہجری مین دریا کے راستے سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوے
اور ابھی قضیہ مصاحب بیگ کے قتل کا دلون سے محو نہوا تھا کہ بیرم خان ترکمان ملا پیر محمد کے غلبہ سے عاجز آیا اور اُس کے
اخراج کے درپے ہوا اسواسطے کہ ملا پیر محمد ایک تو بادشاہ کا اُستاد اور دوسرے اُس سے قربت رکھتا تھا امرا اور ارکان
دولت اکثر اوقات اُسکے مکان پر بار پاتے تھے اس عرصہ مین ملا پیر محمد بیمار ہوے اور بیرم خان ترکمان اُنکی عیادت
کو گیا غلام اور دربان اُسکے روبرو آئے اور یہ بات کہی کہ آپ ایک لحظ یہان توقف فرمایئے کہ ہم آپکے آنیکی
خبر سرکار مین بھیجکر اذن دخول حاصل کرین بیرم خان ترکمان نہایت آزردہ ہوا اور ملا پیر محمد اس حال سے آگاہ ہوکر
باہر تشریف لائے اور معذرت کرکے بیرم خان کو دیوانخانہ مین لے گئے پھر بھی بیرم خان کے ہمراہیون مین سے
ایک نفر سے زیادہ اذن دخول نپایا اور یہ قضیہ دیگر کدورات سابقہ کی ضمیمہ ہوئی آخر بیرم خان ترکمان نے

بادشاہ کے بدون اذن ملا پیر محمد کو کہ نوکر چالیس برس کا تھا قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور چند روز کے بعد گجرات کی طرف نکالدیا اور کشتی مین بٹھا کر مکہ معظمہ مین روانہ کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو بجاے ملا پیر محمد وکیل بنا کیا اور شیخ گدائی ولد شیخ جمالی دہلوی شاعر کو اس صلہ مین کہ جب شیرشاہ کے فتنہ مین بیرم خان گجرات مین جا پڑا تھا اوس نے خدمات پسندیدہ پیش پہونچائین بتعین منصب صدارت اور امارت پر پہونچایا اور جب مبحث ملا پیر محمد کا زیادہ تر بادشاہ کے خاطر فیض مقاطر کے موجب کلفت جوئی بیرم خان ترکمان مقام تدارک مین ہوکر تسخیر گوالیار کا تذکرہ درمیان مین لایا اور چند بار اُسے مشغول رکھا اور چونکہ قلعہ گوالیار کو سلیم شاہ نے اپنا جاے نشست کیا تھا اور سہیل خان نام ایک غلام غلامان سلیم شاہ سے بحکم محمد شاہ عدلی اُس کے انتظام کے واسطے قیام رکھتا تھا جب بیرم خان کے ارادہ سے مطلع ہوا تو اسنے رام شاہ کو کہ راجہ مانسنگھ کی نسل سے تھا پیغام کیا کہ آپکے باپ اور دادا قدیم الایام سے اس قلعہ کے حاکم رہے ہین اور مین اس قلعہ کی ضبط سے ایسے بادشاہ عظیم الشان کے جوار مین عاجز ہون اس قلعہ کا عوض جو کچھ مناسب جانیے مجھے دیکر آپ قلعہ پر متصرف ہووین رام شاہ اس لطیفہ کو عنایات غیبی جان کر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور اقبال خان جاگیردار اُس طرف کا بیرم خان ترکمان کے اشارہ سے سد راہ اُسکا ہوا اور بعد جہد و افراط قتال متکاثر کے رام شاہ کو ولایت رانا کی طرف مفرور کیا اور قلعہ گوالیار کو محاصرہ کر لیا اور سہیل خان غلام نے ایلچی بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر اطاعت اظہار کی بیرم خان نے عرض اقدس مین پہونچا کر حاجی محمد خان کو اپنی طرف سے وہان بھیجا تو قلعہ پر متصرف ہوکر سہیل خان کو بہ نہایت تشفی اور دلاسا دیکر درگاہ مین لایا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان نے بھی کہ در پے رفع کدورت بادشاہ تھا اُس سال سرکار جونپور اور بنارس کو آب گنگ کے ساحل تک کہ بعد شکست نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے افغانون کے تصرف مین تھے ضرب شمشیر سے ایکبارگی برآوردہ کر کے ممالک محروسہ مین داخل کیا اس سبب سے بادشاہ اس سے بھی راضی ہوئے اور دونون سردارون کو خلعت و کمربند و شمشیر مرصع وغیرہ سے مخلع کر کے اقسام الطاف و نوازشات سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور ماہ رجب سنہ مذکور مین شیخ محمد غوث بھائی شیخ بہلول کا کہ حق خدمت اُس خاندان والاشان پر رکھتا تھا اور افغانون کے غلبہ کے وقت گجرات مین گیا تھا اُسوقت مع فرزندون اور مریدون کے درگاہ مین آیا اور جب بیرم خان کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان نہ پایا پھر گوالیار کی طرف کہ مسکن قدیم اُسکا تھا روانہ ہوا خاقان اکبر دوبارہ اس مقدمہ پر بیرم خان ترکمان سے نہایت آزردہ ہوے بیت بلے سلطان معشوقان بخود راست ٭ ز شرکت ملک معشوقش دو رست ٭ اور بیرم خان نے بادشاہ کے مشغول ہونے کے واسطے بہادر خان یعنی علی قلیخان سیستانی کے چھوٹے بھائی کو کہ امراے پنجہزاری سے تھا دیالپور سے طلب کر کے مع لشکر بسیار مالوہ کی تسخیر کے واسطے کہ تصرف مین باز بہادر کے تھا تعین فرمایا اتفاقاً اُس عرصہ مین بادشاہ نے شکار کا میل کر کے بیرم خان ترکمان کو سرانجام مہام کے واسطے آگرہ مین چھوڑا اور شکار کرتا ہوا جب سکندرآباد عمال دہلی مین بسعادت و برکت نازل ہوا ماہم آنکہ اور ادہم خان کہ بیرم خان ترکمان کے دشمن تھے عرض اقدس مین معروض کیا کہ حضرت کی والدہ ماجدہ دہلی مین تشریف رکھتی ہین اور اُنکے دشمنون نے علالت بہم پہونچائی ہے اگر وہ جناب عیادت کو قدم رنجہ فرماوین مریم مکانی کو موجب خوشحالی اور باعث فارغ البالی ہوگا اس سبب سے بادشاہ دہلی کی طرف سوار ہوے شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کہ امراے پنجہزاری سے تھا اور ماہم انکہ کا خویش ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت رکھتا تھا استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور پیشکش بہت نذر کی لیکن ایک دن ادہم خان کے اتفاق سے عرض کیا کہ بیرم خان نے

ترکمان بادشاہ کی عنان عزیمت اس طرف معطوف ہونے سے استدعا ہم بندگان خیر طلب کی تصور کرکے مصاحب بیگ
کے مانند ہمیں بھی تہ تیغ بیدریغ کریگا اگر حضرت ہمیں کہ معظمہ اور اماکن شریفہ کی طرف رخصت فرماویں تو بیرم خان کے
پنجہ ظلم سے نجات پاکر ہمیشہ ابقائے عمر و دولت میں قیام کریں بادشاہ اگرچہ اس معروضہ سے نہایت متاثر ہوئے لیکن
بیرم خان کے حقوق خدمات نمایاں پر نظر کرکے اُسکا ایکبارگی معزول کرنا مناسب ہمت والا نہمت نہ جانا اپنے تئیں ضبط کرکے
بیرم خان کو تفہیم فرمایا کہ ہمنے قصداً مریم مکانی کی عیادت کے واسطے اس طرف کی عزیمت کی ہے شہاب الدین احمد خان
اور ادہم خان انکہ ہماری تشریف آوری میں کسی طرح کی مداخلت نہیں رکھتے ہیں پس اگر وہ محفوظ و مہر اپنے ایک استمالت
نامہ انکے نام لکھ بھیجے موجب تسلی اُس جماعت کا ہوگا اور شہاب الدین احمد خان نے جب اسقدر قدرت عرض مطلب
کی پائی مجلس اقدس میں بآواز بلند وہ باتیں کہ ظاہر کرنے والی بیرم خان کی مخالفت اور عصیان کی تھیں آغاز کرکے
ایکبارگی خاطر اشرف کو منحرف کیا بیت ہر چند باغبار نہایت نظرے ہست ؛ گو نیم بدلیشان کہ سخن را اثرے ہست ؛
بیرم خان ترکمان بادشاہ کے نوشتہ سے سراسیمہ ہوا اور ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ حاشا نسبت ایسی جماعت کے
جو لوازم بندگی اور خدمات نمایاں سے اُس درگاہ میں قیام گزین ہوں خیرخواہ کے دل میں نسبت اُنکے بُرائی اور شر کبھی نہ ہوگا
تحریر کرکے حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کی مصاحبت سے دہلی میں بھیجا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا
کسی نے گوش ارادت اُن باتوں پر نہ رکھا دونوں مقید اور محبوس ہوئے اور یہ خبر مشہور ہوئی امرا اور منصبداروں نے
بیرم خان سے جدا ہوکر دہلی کا راستہ لیا اور شاہ ابو المعالی نے کہ لاہور میں حبس سے بھاگ کر کمال خان گکھر کے پاس گیا
تھا کمال خان کو کشمیر کے تسخیر کی تحریک کی اور جب کمال خان اُس کے کہنے سے کشمیر کی طرف گیا جنگ سخت کے بعد شکست
پائی اُسکو اپنے پاس سے جدا کیا اور شاہ ابو المعالی نے دیپالپور میں جاکر بہادر خان کی نسبت ارادہ تحذیر کا کیا
بہادر خان سیستانی نے اُس کو گرفتار کرکے سندھ کی طرف نکال دیا شاہ ابو المعالی اس نواح سے گجرات میں
آیا اور وہاں ایک خون کرکے علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے پاس جونپور گیا علی قلیخان نے اُسکو بیرم خان ترکمان
کے اشارہ کے موافق کہ اُسوقت بادشاہ دہلی میں تھے آگرہ کی طرف بھیجا بیرم خان نے اُسے قلعہ بیانہ میں قید کیا اور جب بادشاہ
کی رنجش حد سے افزوں دیکھی پہلے اس فکر میں ہوا کہ مالوہ میں جاکر اُس حدود کو مسخر کرکے علم استقلال بلند کرے اس نیت سے
آگرہ سے بیانہ گیا اور جب بہادر خان اور دوسرے سرداروں کو کہ مالوہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اپنے پاس طلب کیا تو بہت سے
امرا کہ اعتماد کامل اُنپر رکھتا تھا اُس سے جدا ہوکر دہلی گئے اور بیرم خان ترکمان بدبختی کا خار اپنے بخت کے پاؤں میں خلیدہ دیکھ کر
مالوہ کے جانے سے پشیمان ہوا اور شاہ ابو المعالی کو قید سے رہا کرکے چاہا کہ جونپور میں جاکر علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان
کے اتفاق سے کہ دست گرفتہ اُسکا تھا افغانان بنگالہ کو زیر کرکے اس حدود پر متصرف ہووے لیکن اُس کے بعد کہ چند منزل
اس طرف روانہ ہوا تھا اُس عزم سے شرمندہ ہوکر بعزیمت حج ناگور کا راستہ لیا اور ایک جماعت امرا کو مثل بہادر خان و اقبال خان
وغیرہ کے کہ اُس ساعت تک اُس سے جدا ہوئے تھے درگاہ کی طرف رخصت کیا اور جب ناگور کے اطراف میں پہنچا بعضے
مفسدوں کے اغوا سے مکہ معظمہ کی عزیمت فسخ کرکے خیل و حشم کے فراہمی میں ہمہ تن آمادہ ہوا کہ پنجاب میں جاکر اُس حدود میں
حیات مستعار بسر کرے بادشاہ نے اس معنی کو سمجھ کر میر عبد اللطیف قزوینی کو کہ بعد ملا پیر محمد کے بادشاہ کا معلم ہوا تھا
بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جب تک ہماری خاطر اشرف سیر و شکار کے نشاط میں مصروف تھی رضا سے ہمایوں اس امر

کی مقتضی تھی کہ وہ جان بابا مہمات بادشاہی کا متکفل ہووے اب داعیہ یہ ہے کہ مہمات خلائق مین خود بنفس نفیس مشغول ہون انسب کہ وہ دو تنخواہ ذہن اشغال دنیوی سے جدا کرکے حج کا عازم ہووے اور آیندہ ہوا و ہوس کے گرد نہ پھرے بیرم خان نے بموجب اس بیت کے **بیت** سر بنیاز بباید نہاد و گردن طوع ٭ کہ ہرچہ حاکم عادل کند ہمہ داد است ٭ اظہار اطاعت و فرمان برداری کرکے علم اور نقارہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی کو حسین قلی بیگ ذوالقدر کی صحابت سے درگاہ مین روانہ کیا اور خود دوبارہ ناگور کی طرف متوجہ ہوا کہ گجرات کے راستہ سے حرمین شریفین مین جاوے اور بجز ولی بیگ ذوالقدر اور اسمعیل خان کہ بیرم خان سے خویشی کی نسبت رکھتے تھے اور شاہ قلیخان محرم اور حسین خان ٹکلو اور شیخ گدائی اور خواجہ مظفر علی ترمذی کہ میر دیوان اسکا تھا اور وہ لوگ کہ انہین سے معتبر تھے اسکے ہمراہ گئے اور باقی کہ تربیت کردہ اسکے تھے اور سالہاے دراز اسکی صحبت مین بسر لیجا کر آپکو یاران وفادار سے شمار کرتے تھے گاہ بگاہ فوج فوج جدا ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سب و شتر جو کچھ اس کے اردو مین پائے انہیں متصرف ہوئے اور شاہ ابو المعالی بھی انہین مین سے تھا اور ابو المعالی کا انجام یہ ہوا کہ سواری کے وقت بادشاہ کی کورنش کو آیا اور گھوڑے پر سوار تسلیم کے واسطے سر جھکایا یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی گرفتار ہوکر قید مین ڈال دیا گیا بیرم خان ترکمان اسباب بادشاہی ارسال کرکے ناگور سے بڑھکر بیکانیر گیا اور چند روز وہان توقف رہا اور کلمہ سلطنت کی رہائی سے پشیمان ہوا اور لوٹ کر ناگور مین آیا بادشاہ یہ خبر سنکر دہلی سے پرگنہ جھجر کی طرف سوار ہوئے اسوقت ملا پیر محمد نے بیرم خان ترکمان کا احوال پراختلال سنکر آپکو دربار مین پہونچایا اور خطاب پیر محمد خان اور طوق و علم اور نقارہ پاکر مع لشکر بیشمار بیرم خان کے سر پر تعین ہوا اور رایات جلال نے دہلی کی طرف معاودت کی اور فرمان منعم خان کی طلب مین کابل کی طرف روانہ ہوا بیرم خان ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کے تعین ہونے سے نہایت آزردہ اور غمگین ہوا اور اسکی مخالفت مین اصرار کرکے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا ملا پیر محمد اسکے تعاقب سے باز آیا بیرم خان جب قلعہ بھٹنڈہ مین پہونچا احمال و اثقال زیادہ کو اس قلعہ مین کہ اسکے ایک نوکر مسمی شیر محمد خان کے تصرف مین تھا چھوڑا اور خود روانہ ہوا اور شیر محمد خان نے اسکے تمام اسباب و اموال کو اپنا مال مطلق تصور کرکے بیرم خان کے نوکرون کو بذلت و خواری قلعہ سے نکال دیا اور بیرم خان دیپالپور کی طرف کہ حکومت وہان کی اسکے ایک متعلقون قدیم موسوم بدرویش محمد ازبک کے سپرد تھی روانہ ہوا اور اس شہر کے قریب پہونچکر خواجہ مظفر علی دیوان کو اسکے طلب کے واسطے بھیجا درویش محمد ازبک بیرم خان کے توقع کے خلاف پیش آیا اور خود نہ آیا بلکہ خواجہ مظفر علی دیوان کو مقید کرکے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا بیرم خان کہ جس سے نہایت امیدواری اور اعانت کی رکھتا تھا متحیر اور پریشان ہوکر جالندھر کی طرف راہی ہوا عرش آشیانی نے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو حضور مین طلب کرکے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو مع فرزندان و برادران اور ایک جماعت امرا کے پنجاب کے ضبط اور بیرم خان ترکمان کے دفع فساد کے واسطے نامزد فرمایا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ جب ظاہر قلعہ ماچیواڑہ مین بیرم خان ترکمان کے قریب پہونچا جنگ مین مشغول ہوا اور دلاوران طرفین بحر اخضر کے موجون کی مانند آپس مین متلاطم جنگ ہوے اور حسینی جگر مین قوت رکھتے تھے داد دلیری اور جوانمردی دی **نظم** شمشیر فولاد و تیر خدنگ ٭ گذرگاہ کردند بر مور تنگ ٭ سپاہی چو زنبور با نیشتر ٭ ز غوغا سے زنبور ہم بیشتر ٭ ولی بیگ ذوالقدر اور اسمعیل قلیخان اور اسکے بیٹے حسین خان اور شاہ قلیخان محرم سے آثار شجاعت و مردانگی ظاہر ہوئے لاکر اکثر صفوف خان اعظم شمس الدین

محمد خان انکہ کو برہم کیا آخر الامر کفران نعمت نے اپنا کام کیا یعنی جب خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ نے بیرم خان
کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور ولی بیگ ذوالقدر اور مردم معتمد اور سرفروش و جان نثار مقتول ہوئے اُنکے قتل ہونے سے
بیرم خان ترکمان سراسیمہ ہوکر کوہستان سوالک کی طرف بھاگا اور بعد اس فتح کے عرش آشیانی نے خواجہ عبدالمجید ہروی کو
آصف خان خطاب دیکر دہلی کے انتظام کے واسطے مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال عازم لاہور ہوئے جب لودھیانہ
مین پہونچے منعم خان کابل سے آکر خطاب خانخانان اور منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور جب موکب بادشاہی کوہستان
سوالک کے قریب پہونچا ایک جماعت مردم منتلاری سے بھیجا کہ کوہستان سوالک مین درآئی اور وہانکے زمینداربیرم خان
ترکمان کی حمایت سے جا بجا تنگ مین ایستادہ ہوکر جنگ مین مصروف ہوے اور جب مغلوب اور عاجز ہوے بیرم خان نے
تنگ ہوکر جمال خان اپنے غلام معتمد کو درگاہ مین بھیجا اور حقوق سابقہ کو نسبت اپنے گناہان حال کے شفیع کرکے
امان چاہی عرش آشیانی نے ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب بہ مخدوم الملک کو استمالت کے واسطے اُسکے پاس بھیجا
بیرم خان ملا عبداللہ سلطانپوری کے اتفاق سے ماہ ربیع الثانی ۹۶۸ نوسواڑسٹھ ہجری مین بادشاہ کی ملازمت کے
واسطے متوجہ ہوا اور حکم کے موافق امرا اور ارکان دولت استقبال کے لیے روانہ ہوے اور باعزاز و اکرام تمام مجلس بادشاہی
مین لائے بیرم خان گردن مین دستار ڈالکر اور اپنے ولی نعمت کے قدمون پر سر رکھکر ہاے ہاے کرکے رویا بادشاہ نے
دست مرحمت اُسکے سر پر رکھا اور اُس کی قدیم جگہ پر بٹھایا اور رفع تجالت کے واسطے بہ خلعت
خاص مشرف کیا اور اُس سے یہ ارشاد کیا کہ اگر تجھے سپاہ گری کی طرف میل ہو تو لایت کالپی اور چندیری
تجھے مرحمت فرماؤن اور جو تجھے مصاحبت علیہ کی تمنا ہو تو اپنے پاس نگاہ رکھکر مصاحبانہ سلوک
کرتا رہون اور جو تو حرمین شریفین کے طواف کی عزیمت رکھتا ہو احسن وجوہ سے مکہ معظمہ کی سمت روانہ
فرماؤن بیرم خان عرض گذار ہوا کہ اب تک تو اعدا اخلاص اعتقاد مین کسی طرح کے قصور اور فتور نے راہ
نہین پائی اور یہ تردد اور تجسس اسواسطے تھا کہ فدوی ملازمت مین حاضر ہوکر غبار ملال خاطر اقدس سے زائل کرے
الحمد للہ علی احسانہ کہ جو دل مین تمنا تھی میسر ہوئی اب خیر اندیش کو داعیہ یہ ہے کہ انکو شریفین مین پہونچکر بدعاے ازدیاد
جاہ و جلال مشغول رہے بادشاہ نے پچاس ہزار روپیہ دیکر اُس کی رخصت کرامت فرمائی اور خود بدولت اُس سے جدا
ہوکر حصار فیروزہ کے راستہ سے شکار کنان آگرہ کی طرف تشریف لے گئے اور بیرم خان گجرات کی طرف متوجہ ہوا تاکہ اُس
ولایت کے کسی بندر سے کشتی مین سوار ہوکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہووے اور جب پٹن گجرات کی طرف کہ حکومت وہان کی
بادشاہ گجرات کی طرف سے موسیٰ خان لودھی سے تعلق رکھتی تھی پہونچا اُس شہر کے باہر اترا اور جمادی الاول کی چودھوین
شب سنہ مذکور مین مع ایک جماعت سازندہ اور خوانندہ کے کولاب سہسنگ کی سیر کو گیا اور کشتی مین سوار ہوکر بر روے
آب سیر کرتا تھا سہس ہندی زبان مین ہزار کو کہتے ہین اور سنگ بمعنی تبخانہ ہے چونکہ ایک ہزار تبخانہ اُس کولاب مین
واقع ہوے تھے اس سبب سے سابقًا اس نام سہسنگ کے موسوم تھا بیرم خان بعد حصول لقد سیر و تماشا صبح
کے وقت کشتی سے اُترکر اپنے مقام کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین مبارک خان نام افغان لوحانی کہ جس کا
باپ ماچھی واڑہ کی جنگ مین بیرم خان کے ملازمون کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا انتقام کا خیال کرکے ملاقات کے بہانہ
سے روبرو آیا اور مصافحہ کے وقت بیرم خان کو خنجر بہانے خنجر سے شہید کیا چنانچہ اُس کی وفات کی یہ تاریخ ہے قطعہ

بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام ؛ در راہ شد از شہادتش کار تمام ؛ در واقعہ ہاتفی پے تاریخش ؛ گفتا کہ
شہید شد محمد بیرام ؛ اُس کے بعد افغانون نے ہجوم کرکے خان شہید کے اُردو کو تاراج کیا پھر محمد امین دیوانہ اور
بابا زنبور اور دیگر ملازمین بیرم خان نے اُسکے فرزند میرزا عبدالرحیم کو کہ صغر کی جو دھوین ۹۶۴ نوسو چونسٹھ
ہجری مین متولد ہوکر اُسوقت چار برس کا تھا اُسکی والدہ کے ہمراہ کہ دختر جمال خان چچیرے بھائی حسن خان میواتی کی
تھی احمد آباد گجرات مین لیگئے اور اعتماد خان حاکم احمد آباد گجرات نے میرزا عبدالرحیم کو اکبر شاہ کی خدمت مین روانہ
کیا چنانچہ آیندہ اسکا حال جابجا مذکور ہوگا بیرم خان اس خاندان عالیشان کے امراے بزرگ سے تھا اور باپ
اور دادا اُسکے اولاد امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین صاحب جاہ و منصب تھے اور نسب اُسکا یہ ہے
محمد بیرم خان ترکمان بن سیف علی بیگ بن یار علی بیگ بن شیر علی بیگ اور شیر علی شکر ترکمان بہارلو کا نواسہ تھا
جسوقت کہ اوزون حسن سلطان عراق پر غالب ہوا اور سلطان ابوسعید میرزا نے شہادت پائی شیر علی بیگ اُس حدود
سے میرزا سلطان محمود بن سلطان ابوسعید میرزا کے پاس حصار شادمان کی طرف آیا اور جب میرزا سے کچھ التفات
ظاہر نہوئی ولایت کابل کی طرف آیا اور چھ مہینے کے بعد آٹھ سو جوان کار آمدے لیکر بقصد تسخیر شیراز و بارادہ بادشاہی
وہان سے فارس کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک جماعت دیگر ترکمان اور سیستانی وغیرہ سے اُسکے
ہمراہ ہوگئی پھر سپاہ خوب اور جمعیت مرغوب لیکر شیراز پہونچا اور ایک جماعت امراے اوزون حسن سے
اُسکے مدافعے کے واسطے اُٹھی شیر علی بیگ نے شکست پائی اور مال و اسباب تلف کرکے باحال پریشان
خراسان کی طرف متوجہ ہوا لیکن راہ مین جس مقام مین پہونچا دست اندازی اور زبردستی سے سامان اور
سرانجام سپاہ پھر بہم پہونچایا اور میرزا سلطان حسین حاکم ہرات اور دیگر امرا اس امر سے واقف ہوکر اُسکے سدراہ
ہوے اور شیر علی بیگ جنگ مین قتل ہوا اور فرزند اور ملازم اُسکے متفرق ہوے اور بڑا بیٹا اُسکا یار علی بیگ قندز کی طرف
گیا اور خسرو شاہ کے ملازمون مین منتظم ہوا اور جب بابر بادشاہ جیسا کہ مذکور ہوا خسرو شاہ کی جمعیت پر متصرف ہوا
یار علی بیگ اور اُسکا فرزند سیف علی بیگ بابر شاہ کے ملازم ہوے اور یار علی بیگ کی فوت کے بعد سیف علی بیگ
اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور غزنین جاگیر پائی اور جب وہ بھی غزنین مین فوت ہوا اُسکا بیٹا محمد بیرم خان کہ طفل
خورد سال تھا اپنے عزیزون کے پاس بلخ مین گیا اور اُنکی برکت سے تحصیل علوم اور کمالات مین فائز المرام ہوا جب
سن رشد اور تمیز کو پہونچا کابل مین آنکر شہزادہ نصیر الدین محمد ہمایون کے سلک ملازمین مین منسلک ہوا اور حسن سلوک
اور اخلاق پسندیدہ اور طبع موزون اور علم موسیقی کے ذوق سے شہزادہ نصیر الدین کا منظور نظر ہوکر مصاحب خاص ہوا
اور سولہ برس کے سن مین بمیدان معرکہ لوازم شجاعت اور جانسپاری بجالایا اور شہرت عظیم پیدا کی اور بابر شاہ نے
یہ خبر سنکر محمد بیرم خان کو اپنے روبرو بلایا اور اپنی ہمکلامی اور مہربانی سے سرفراز فرمایا اور جب آثار قابلیت اُسکے
چہرۂ حال سے مشاہدہ کیے ارشاد ہوا کہ ہمیشہ شاہزادہ کے ہمراہ مجلس بہشت آئین مین آمد و شد رکھے چنانچہ اُسکے
بعد رفتہ رفتہ مدارج اعلی کو پہونچا بیرم خان ترکمان نہایت رعیت پرور اور پرہیزگار تھا اور اہل فضل و دانش سے
کہ مراد علما اور فضلا سے ہے صحبت رکھتا تھا اور خوانندہ اور سازندہ ہر وقت زنگ غم کا حضار مجلس کے آئینۂ دل
سے صاف کرتے تھے اور جوانان سرو قد لالہ عذار ہمیشہ اُس کی محفل رنگین کو تازہ رکھتے تھے بیت بخوبی

ہر یکے آرام جانے ؛ بزیبائی دلا ویز جہانی ؛ اور بھی تربیت اور آداب شاہی نہایت خوب جانتا تھا اور
زیب و زینت مین کہ اہل دنیا کا لازمہ ہے بہت کوشش کرتا تھا اور نظم و نثر مین بے نظیر تھا اور دیوان ترکی اور
فارسی اُسکا متداول ہے اور منقبت مین ائمہ معصومین علیہم السلام کے قصائد غرا بہت کہے ہین اور یہ چند ابیات
اُسی کے طبعزاد مین نظم ہی کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او ؛ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ؛ ہمت شہ مردان مجو نہ
بے پدری ؛ کز دست غیر گرفتست پایہ مادر او ؛ ہمائے قدر تو مرغیست کز علو جلال گرفتہ ملکات و عالم صدائے
شہپر او ؛ قصہ کوتاہ خاقان اکبر نے اس سال کے آخر مین ادہم خان اتکہ کو مع افواج اور سامان تمام مالوہ کی تسخیر کیواسطے
نامزد کیا اور باز بہادر کہ سارنگ پور مین اُسکے اوقات عیش و عشرت مین گذرتے تھے اُسوقت مطلع ہوا کہ لشکر مغل کا
دس کوس پر پہونچ گیا اُسوقت صحبت زنان مغنیہ سے اُٹھکر شہر کے باہر عزیمت جنگ کی لیکن جسدم بہادران چغتائی
کمان گوشہ نشین اور بنیر فتنہ آمیز نے کرنے کی طرف حملہ آور ہوے حملہ اول مین تاب انکی صدمات کی نہ لاکر بادیدۂ
گریان و دل بریان برہانپور کی طرف بھاگا اور ادہم خان ولایت مالوہ امرا کو تقسیم کرکے جمیع اسباب شاہی باز بہادر
مع کنیزان مغنیہ پر متصرف ہوا اور اُنمین سے چند زنجیر فیل کے سوا دوسری شے بادشاہ کے واسطے نہ بھیجی اسواسطے
بادشاہ اُس طرف سوار ہوے جب قلعہ گاگرون کے نواح مین پہونچے حاکم قلعہ نے کہ باز بہادر کے ملازمون سے
تھا قلعہ کو تسلیم کیا عرش آشیانی وہان سے اول شب کو تاخت کرکے صبح کے وقت سارنگپور کے حدود مین تشریف
لائے اور یہ اول تاخت آنحضرت کی تھی ادہم خان کہ حسب الاتفاق اُسی دن قلعہ گاگرون کی تسخیر کی عزیمت مین روانہ
ہوا تھا سارنگپور سے تین کوس آگے جاکر زمین بوسی کا شرف حاصل کیا عرش آشیانی سارنگپور مین رونق افزا ہوے
اور ادہم خان کے مکان مین استقامت فرمائی ادہم خان نے آنحضرت کی تشریف آوری کا سبب دریافت کرکے تمام غنائم
نظر اقدس سے گذرانکر معذرت چاہی بادشاہ نے رقم عفو اُسکے صفحہ جرائم پر کھینچے اور آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور
نرور کے نواح مین ایک شیر نہایت قوی ہیکل سر راہ نمود ہوا بادشاہ نے بنفس نفیس اُسکے مقابل جاکر ضرب شمشیر آبدار سے
اُسے خاک مذلت پر ڈالا امرا اور منصبدار کہ اُسوقت حاضر تھے تصدق نچھاور کرکے بادشاہ کی سلامتی پر لوازم
شکر بجالائے انہین دنون مین شیر خان ولد محمد شاہ عادلی نے چالیس ہزار افغان لشکر انتزاع جونپور کے قصد مین آب گنگ سے
عبور کیا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان بارہ ہزار سوار سے اُسکے مقابل ہوا بعد جنگ عظیم و معرکہ شدید
کے شیر خان کو مغلوب کیا اور بہادر خان علی قلیخان سیستانی کا بھائی کہ داستان شجاعان سفندیار کو معتبر نہ جانتا تھا
اُس معرکہ مین چند جوان افغان کو کہ ہر ایک آپ کو ہزار جوان کے برابر فرض کرتے تھے ضرب نیزہ و شمشیر سے خاک ہلاک
پر ڈالا اور بہادری اور صف شکنی مین دونون بھائی آفاق مین مشہور ہوے اور نہایت مغرور ہو کر فیلہائے نامی
کہ اُس معرکہ مین ہاتھ آئے تھے اُنمین سے ایک بھی درگاہ مین نہ بھیجا چنانچہ یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی
شکار کے بہانہ کالپی کے راستہ سے اُس طرف عازم ہوے جب کڑہ مانکپور کے قریب پہونچے دونون بھائیون نے
سعادت ملازمت حاصل کرکے پیشکش ہائے لائقہ گذرانین اور فیلان خوب نامی جسقدر جنگ مین دستیاب ہوے
تھے داخل فیلخانہ شاہی کیے اور الطاف خسروانی سے نوازش وافر پاکر مطمئن خاطر ہوے اور بادشاہ آگرہ کی طرف
روانہ ہوے اور تیسری منزل مین علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور اُسکے بھائی بہادر خان کو رخصت

کیا

عطا فرمائی اُسکے بعد آگرہ مین داخل ہوئے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ حاکم پنجاب و ابراہیم خان
حاکم مالوہ نے حکم کے موافق حاضر حضور ہوکر پیشکش ہاے لائق گذرانین۔ عرش مکانی نے مالوہ کی حکومت
بحر المخاطب بہ پیر محمد خان کو مرحمت فرماکر منصب وکالت کا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو عطا فرمایا
۹۶۹ نو سو انہتر ہجری مین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اجمیر گئے اور جب قصبہ
مین پہونچے راجہ پورن مل کہ اُس حدود کا زمیندار معتبر تھا اپنی دختر بادشاہ کو دیکر نوکری اختیار کی اور اسکا بیٹا
ن داس بھی ملازم ہوکر امراے کبار کے سلک مین منتظم ہوا اور لشکر ظفر پیکر جب اجمیر مین پہونچا بادشاہ
زیارت بجا لائے اور میرزا شرف الدین حسین حاکم اجمیر کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کے واسطے کہ راجہ مالدیو کے
سے تھا تعین فرمایا اور خود تین شبانہ روز مین ایک سو تیس کوس مسافت طے کر کے مع پانچ چھ کس آگرہ مین
میرزا شرف الدین حسین جب میرٹھ کے قریب گیا جگمل اور دیو داس نے کہ امراے راجہ مالدیو سے تھے
ن قلعہ بند ہوکر مدافعہ کے واسطے قیام کیا میرزا لوازم محاصرہ بجا لایا اور نقب کے کھودنے مین مشغول ہوا چنانچہ
ونقب جو برج کے نیچے پہونچی تھی باروت بھر کے آگ دی اور وہ برج ویران ہوا اور قلعہ مین رخنہ ظاہر ہوا اور بہادران
رخنہ کی طرف متوجہ ہوے اور راجپوتون نے مدافعہ کے واسطے قیام کیا اور اُس شب کو ایک جنگ نہایت سخت واقع ہوئی
کام درست نہوا الٹ آئے اور راجپوتون نے سوراخ بندی قلعہ کے واسطے فرصت دیکھا اُس شب کو تمام رخنے مسدود دیکھے اور
ایام محاصرہ سے تنگ ہوکر صلح کے طلبگار ہوے میرزا شرف الدین حسین نے اس شرط پر انکی استدعا قبول کی کہ اسپ اور
سوا کوئی شی باہر لیجاوین امان دیکر سرراہ سے اُٹھا جگمل نے اسباب و اموال سے قطع نظر کر کے اپنے آدمیون کو لے کر
موافق قلعہ سے نکلگیا لیکن دیو داس کو غیرت اور تہور دامنگیر ہوئی تمام حیات نے کو جلایا اور پانسو سوار راجپوت سے
ہوا اور میرزا اس سانحہ سے مطلع ہوکر سد راہ ہوا چنانچہ جنگ نہایت شدید واقع ہوئی دو سو پچاس آدمی راجپوتون کے
ے اور دیو داس زخمی ہوا جب مین قوت سواری کی نرہی سر اسکا کاٹ کر معرکہ سے باہر لے گئے اور چند سال کے بعد
س نے جوگیون کے لباس مین دعوی کیا کہ مین دیو داس ہون بعضون نے قبول کیا اور بعضون نے تکذیب کی یہانتک
ایک معرکہ مین مارا گیا میرزا شرف الدین حسین قلعہ پر متصرف ہوے اور فتحنامہ درگاہ مین ارسال کیا ملا پیر محمد المخاطب
خان کہ سردار صاحب داعیہ تھا شادی آباد مندو کو مقام قرار اور آرام اپنا کیا اور مالوہ کے میدان کو اغیار کی خار
متعلقان باز بہادر سے مصفا کیا اور بیجاگڑہ کا قلعہ مستحکم کہ متعلق مالوہ سے ہے بجبر و قہر لیکر وہان کے سپاہیون کو تمام قتل
جبکہ باز بہادر سرحد خاندیس مین مقیم ہوکر وقت بیوقت مالوہ کے اطراف مین مزاحمت پہونچاتا تھا ملا پیر محمد المخاطب
خان نے ولایت خاندیس پر چڑھائی کر کے بلدہ برہانپور کو قتل عام کیا اور بہت سادات اور علما اور مشائخ اس دیار
سادات جنکو کر روضۂ رضوان مین داخل ہوے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان ابھی برہانپور ہی مین تھا کہ باز بہادر
ان مبارک شاہ فاروقی اور تفال خان حاکم برار کو مدد کے واسطے طلب کر کے اسکے مقابلہ و مقاتلہ کو روانہ ہوے اور
کے تمام سپاہی ملا کے جبر اور بدمزاجی سے تنگ آئے آخر کو ملا اجازت مندو کی طرف راہی ہوے اور آپ نربدہ سے
گئے اور امراے ملکی نے بھی کدورت ظاہر کر کے آپکو ایک طرف کھینچا اور جنگ سے پہلو تہی کی ملا پیر محمد نے ناچار ہو کر
ت کی تفال خان نے کہ مرد شجاع تھا پیچھا کیا اور ملا پیر محمد سراسیمہ قطع مسافت مین مشغول ہوا اور وقت عبور آب نربدہ

پر عربدہ سے خطار شتر محمول دھکا مارا پیر محمد کی سواری کے گھوڑے کے پہلو پر اس زور سے لگا کہ پاؤن اُس کے زمین
سے جدا ہوئے ہر چند اُن لوگون نے کہ اُسکے قریب تھے سعی کی کہ اُسکے پاس پہونچکر دستگیری کرین جو اجل نے پنجہ اسکے
گریبان حیات مین محکم مارا تھا کسی کی تدبیر اثر پذیر نہوئی اور ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان بحر فنا مین غرق ہوا
ایسے وقت مین جب مخالف تعاقب مین پہونچے امرائے مغل شادی آباد مندو کو بھاگ گئے اور دشمنون کے تعاقب سے
وہان بھی توقف میسر نہوا آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور باز بہادر دوبارہ سنہ ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری مین مالوہ پر متصرف ہوا
تفال خان اور میران مبارک شاہ فاروقی اپنے مقام مین گئے عرش آشیانی نے عبد اللہ خان اوزبک حاکم کالپی کو باز بہادر کے
فساد دفع کرنے کے واسطے تعین فرمایا اور باز بہادر طاقت اُسکے مقابلہ کی نہ لاکر کوہستان کمبل میر کی طرف بھاگا اور عبد اللہ خان
اوزبک کامران ہو کر شادی آباد مندو مین مقیم ہوا اُن دنون مین سید بیگ ابن معصوم بیگ صفوی جو شاہ طہماسپ کے قزلباشیان قریبہ
سے اور کیل مطلق العنان تھا برسم ایلچی گری تحف ونفائس کثیر لایا اور دو لاکھ روپیہ کہ پانچہزار تومان عراق کے ہوے انعام
پائے اور اُسی عرصہ مین جب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے امر وکالت مین استقلال بہم پہونچایا ادہم خان نے حسد کر کے
چاہا کہ بیرم خان ترکمان کی طرح اُسے بھی بادشاہ کی نظر سے گرادے اور باوجود غیبت اور بدگوئی کے جب اُسکی مراد حاصل نہوئی
تو بعضے امرا کی تحریک کے سبب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین سر کچہری جسوقت
کہ تلاوت قرآن مین مشغول تھا اس بہانہ سے کہ اُسکی تواضع مین قیام نہ کیا تیغ ستم سے قتل کیا اور چونکہ بادشاہ کی
عنایت پر اعتماد رکھتا تھا نہ بھاگا اور قصر رفیع پر کہ حرم شاہی کے مقابل تھا ایستادہ ہوا اور اس شور وغوغا سے عرش
آشیانی کہ حرم سرا مین استراحت فرماتے تھے بیدار ہوے اور سبب اسکا پوچھا اور اس قضیہ سے مطلع ہو کر اُسی طرح
بلباس سافتش بام کے کنارے جلوہ گر ہوے جو مین حضرت کی نگاہ خان اعظم شمس الدین اتکہ مقتول پر پڑی آتش غضب حضرت
کے دماغ مین بھڑکی اور شمشیر خاصہ لیکر محل سے باہر آئے ادہم خان آگے کھڑا تھا آئے اور ادہم خان سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ تو نے خان اعظم
کو کس واسطے قتل کیا ادہم خان نے دوڑ کر بادشاہ کے دونون دست حق پرست پکڑے اور عاجزی کرنے لگا بادشاہ اس بے ادبی
سے زیادہ تر غضبناک ہوے اور اپنے ہاتھ چھوڑا کر ایسا گھونسا اُسکے منہ پر مارا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا اُسوقت بادشاہ کے حکم کے
موافق اُسکو کوٹھے سے کہ بارہ گز بلند تھا اُسے نیچے گرایا اور چونکہ ایک رمق جان اُسمین باقی تھی حسب الحکم دوبارہ اُسے کوٹھے
پر لیجا کر ایسا گرایا کہ اُسکا کام تمام ہوا ماہم اتکہ نے اپنے فرزند کی لاش دہلی مین بھیجکر مدفون کی اور خود بھی قرین حزن والم ہو کر چالیس
دن مین مرگئی اور اتکہ بفتح حرف اول وثانی تائے منقوطہ فوقیہ ترکی مین دودھ پلانی کے شوہر اور اُسکے قرابتیون کو کہتے ہین اور
انکہ باؤن مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی کو کہتے ہین اور کوکہ برادر رضاعی کا نام رکھتے ہین اور منعم خان کو ادہم خان کا محرک
تھا کابل کی طرف کہ اُس کا چچیرا بھائی وہان کا حاکم تھا بھاگا اور میر منشی جاگیردار پرگنہ سورت نے اُسے گرفتار کر کے
درگاہ مین بھیجا بادشاہ نے اُس کی خطا معاف فرمائی اور اُس کی عزت وتوقیر مین نظر توجہات مبذول رکھی اور خطاب
اور منصب اتکہ خانی خان اعظم کے بڑے بیٹے کو کہ میرزا عزیز کو عنایت فرمایا اور پایہ اُسکی دولت کا بلند کیا کہتے ہین
گروہ گکھران کا جو ہمیشہ دودمان تیموریہ کی اطاعت کرتے تھے شیر شاہ نے چند مرتبہ لشکر اُن کی ولایت پر کھینچا بہت
خرابی کی اور جب اطاعت نکی خود اُس جماعت کے سر پر جا کر سارنگ خان اُس قبیلہ کے سردار کو بمکر وحیلہ دستیاب
کر کے قتل کیا اور اُس کے فرزند کمال خان کو ہمراہ لیجا کر قلعہ گوالیار مین محبوس فرمایا اُسکے بعد سلطان آدم گکھر برادر سارنگ خان

[illegible]

گکھر حاکم اپنی قوم کا ہوا اور بدستور سابق افغانون کی مخالفت مین کوشش کرتا تھا جب سلیم شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اُسنے کبھی اس ولایت پر چڑھائی کی اور گکھرون نے باقسام حیلہ افغانون کو ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ لوگ بدشواری اُردو سے نکلتے تھے اور جو شخص لشکرگاہ سے برآمد ہوتا تھا گکھر اُسے گرفتار کرکے قندھار اور کابل و بدخشان کی طرف بھیجتے اور فروخت کرتے تھے اور جو کبھی اُنکے دلمین ترس و ترحم آتا تھا تو اُسے اُردو کے لوگون کے ہاتھ قیمت کامل کو بیچتے تھے سلیم شاہ نے منحرف ہوکر اُنکی ولایت کو تاخت و تاراج سے خراب اور ویران کیا اور امراے پنجاب کو اُنکے اخراج اور جڑ اُکھاڑنے کے واسطے مقرر کیا اور خود دارالسلطنت گوالیار مین آیا اور حکم کیا کہ ایک مکان مین باروت بچھا کر اور تمام گکھرون کو جو کہ قید مین تھے اُسمین لیجاؤ اور آگ دیکر اُڑا دو چنانچہ اسی طریق سے اُنھین ہلاک کیا لیکن کمال گکھر حافظ حقیقی کے حکم سے اُسی مکان کے ایک گوشہ مین حی القائم رہا کسی طرح اُسے ضرر نہ پہونچا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر کمال خان گکھر کو طلب کیا اور متابعت کے بارہ مین قسم دیکر پنجاب کی رخصت دی چنانچہ کمال خان باتفاق امراے پنجاب ولایت گکھران کی تسخیر مین ساعی تھا کہ سلیم شاہ فوت ہوا اور جب ہمایون بادشاہ ملک پنجاب مین داخل ہوا تو ملازمت کرکے خدمات پسندیدہ پیش پہونچائین اور اکبر شاہ کے عہد مین کرہ اور مانکپور جاگیر پائی اور خان زمان کی لڑائی مین آثار شجاعت ظہور مین پہونچائے اس سبب سے حکم ہوا کہ امراے پنجاب سلطان آدم گکھر کو قمع کرین جو ہمایون بادشاہ کی اطاعت مین نہ آیا تھا اور کمال خان گکھر کو قائم مقام اُسکا کرین امراے پنجاب نے سنہ مذکورہ مین باتفاق کمال خان گکھر ولایت گکھران پر متصرف ہوکر سلطان آدم گکھر کو زندہ دستگیر کیا اور کمال خان گکھر کو اُس قبیلہ سرکش کا حاکم بنایا اور اُس سال خواجہ معین میرزا شرف الدین حسین کا باپ کہ خواجہ ناصرالدین عبیداللہ کا نواسہ تھا ترکستان سے لاہور کی طرف آیا میرزا شرف الدین حسین حکم اقدس کے بموجب لاہور گیا اور ہمراہ باپ کے آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ خود اُسکی پیشوائی کو سوار ہوے اور آگرہ مین لائے اس درمیان مین میرزا شرف الدین حسین توہم کرکے اپنے دلمین اور دیکر اجمیر کی سمت بھاگا اور جب اُسکے جانے سے ایک خلل اس نواح مین پیدا ہوا حسین قلیخان ذوالقدر بیرم خان ترکمان کے بھانجے کو ناگور کی حکومت پر مقرر فرمایا اور میرزا نے اجمیر کو اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے جالور کی طرف کہ گجرات کی سرحد ہے گیا اور حسین قلیخان ذوالقدر نے اجمیر کو صلح سے لیا اور شاہ ابوالمعالی کہ حبس شاہ سے نجات پاکر مکہ معظمہ کی طرف گیا تھا اُسوقت وہان سے پلٹ کر میرزا شرف الدین حسین کا شریک ہوا اور اُسکے اشارہ سے سنہ ۹۷۱ نوسو اکہتر ہجری مین نارنول مین آنکر دست اندازی کی حسین قلیخان ذوالقدر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو کہ اُسکے ملازمین سے تھے شاہ ابوالمعالی کے تعاقب مین روانہ کیا اور خود بھی اُنکی کمک کے واسطے گرم عنان ہوا شاہ ابوالمعالی اثناے کوچ اُسی جگہ کمین گاہ مین جا بیٹھا اور جب احمد بیگ اور یوسف بیگ اُسکے روبرو آئے شاہ ابوالمعالی نے حملہ کرکے دونون کو قتل کیا اور خاقان اکبر نے کہ منوہر پور مین شکار مین مشغول تھے یہ خبر سنکر ایک جماعت امرا کو اُسکے تدارک کے واسطے تعین فرمایا اور شاہ ابوالمعالی پنجاب گیا اور وہان سے محمد حکیم میرزا کے پاس کابل مین پہونچا اور یہ بیت پڑھی بیت ما درین در نہ پی حشمت و جاہ آمدہ ایم ٭ از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم ٭ محمد حکیم میرزا نے اپنی ہمشیرہ کو اُسکے عقد نکاح مین دیا اور اُسے صاحب جاہ و حشم کیا اور ابوالمعالی کابل کی بادشاہی کے خیال مین مبتلا ہوا پہلے اپنی خوشدامن کو جو ملک کی صاحب اختیار تھی جبر و درشتی سے اپنے مکان مین لاکر قتل کیا اور میرزا کی عنان وکالت کہ خورد سال تھا اپنی ہتھیلی مین لایا تاکہ بتدریج اُسے بھی خارج کرے اور سلیمان میرزا نے کابل مین آنکر شاہ ابوالمعالی کو بعد جنگ گرفتار کرکے ہلاک کیا القصہ میرزا شرف الدین حسین نے جب ابوالمعالی کے مفرور ہونے سے اطلاع پائی جالور سے بھاگ کر احمدآباد گجرات مین

گیا اور بادشاہ شکار سے فارغ ہو کر جب شہر دہلی میں داخل ہوئے اور بازار چوبی میں پہونچے قتلق فولاد کہ میرزا شرف الدین حسین
کے غلاموں سے تھا بادشاہ کے قتل پر آمادہ ہوا جب بادشاہ اپنی دائی ماہم انگہ کے مدرسہ کے قریب پہونچے تو ازدحام میں
اس غلام نے ایک تیر چلہ کمان میں جوڑ کر کسی کوٹھے اور ہاتھ کو بلند کر کے ادھر کھینچا لوگوں کو گمان ہوا کہ کسی جانور کو ہدف
تیر قضا کیا چاہتا ہے پھر اُسنے ہاتھ نیچا کر کے بادشاہ کی طرف کہ فیل پر سوار تھے پھینکا اور تیر بخطا حضرت کے شانہ میں
لگا اور ایک بالشت گوشت میں در آیا لیکن ابھی تیر شانہ میں تھا کہ قتلق فولاد کو بضربت ہائے شمشیر و خنجر پارچہ پارچہ
اور ریزہ ریزہ کر کے خاک مذلت پر ڈالا اس کے بعد تیر برآوردہ کر کے حضرت کو قباے چینہ دار پہنائی اور بادشاہ
کچھ اضطراب نہ فرما کر اُسی طرح فیل پر سوار دولت خانہ کی طرف تشریف لے گئے اور حکیم عین الملک گیلانی نے جو معالجہ
میں عیسی نفس تھا اندمال میں کلیم اللہ کی طرح ید بیضا دکھا کر ایک ہفتہ میں آثار صحت ظہور میں پہونچائے اس کے
بعد بادشاہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آصف خان ہروی کو کرڑہ اور مانکپور کی حکومت پر روانہ کیا اور خود بدولت
و اقبال کے شکار کو قلعہ نرور کی جانب سوار ہوئے اور فیلوں کی گرفتاری میں تصرفات اور اختراعات کیے اور چونکہ
عبداللہ خان اوزبک حاکم مالوہ نے ہاتھی کثرت سے بہم پہونچا کر بادشاہ کے واسطے نہیں بھیجے تھے جریدہ موسم برسات
میں بطور یلغار منڈو کی طرف روانہ ہوئے اور محمد قاسم خان نیشاپوری جاگیردار سارنگپور ملازمت کے واسطے حاضر ہوا
اور جب بادشاہ اجین میں وارد ہوئے عبداللہ خان اوزبک متوہم ہو کر مع کوچ و اسباب گجرات روانہ ہوا اور بادشاہ
نے بیس کوس اُسکے تعاقب میں عجلت فرمائی اور ہراول بادشاہی عبداللہ خان کے سر پر پہونچا جب کام اُس پر تنگ
ہوا پلٹ کر جنگ کی اور غالب آ کر بفراغ خاطر گجرات گیا اور بادشاہ نے منڈو میں جا کر بادشاہان خلجیہ کی عمارات کی سیر
کی اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور نے بعد اظہار اطاعت و اخلاص اپنی بیٹی بادشاہ کو دی اس وقت منڈو کی
سند حکومت قرابہادر خان کو مرحمت فرمائی اور رایات جلال دار السلطنت آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قریب قلعہ سیری
کلاریس کے ایک غول ہاتھی کا کہ انمیں ایک ہاتھی مست اور کوہ پیکر تھا نظر آیا سپاہیان فرمان کے موافق اُسے قلعہ سیری
کلاریس میں ہانک لائے اور فیل مست دیوار قلعہ توڑ کر صحرا کی طرف راہی ہوا اور جسونت کا ایک فیل فیلان خاصہ سے اس کے
سر راہ لے گئے فیل وحشی جنگ کے واسطے ایستادہ ہو کر گرفتار ہوا اور ۹۷۲ نو سو بہتر ہجری میں خواجہ معظم برادر اعیانی جولی بیگم نے
کہ ماموں بادشاہ کا ہوتا تھا بے اعتدالی کے سبب گرفتار ہو کر قید میں وفات پائی اور اُسی سال قلعہ آگرہ کہ خشتی تھا مسمار کر کے
سنگ سرخ سے بنا رکھی اور چار برس میں تیار ہوا اور جب قضیہ عبداللہ خان اوزبک کے ایسا عوام کی زبانوں پر جاری
ہوا کہ بادشاہ امراے اوزبک سے رنجیدہ ہو کر سب کو معزول اور مخذول فرمادیگا اس سبب سے سکندر خان اوزبک اور
ابراہیم خان اوزبک وغیرہ نے کہ بہار اور جونپور کے جاگیردار تھے سر اطاعت سے پھیرا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان
اور بہادر خان سیستانی اگرچہ انکی ماں اصفہانی اور خود عراق زادی تھے لیکن چونکہ مورث اعلی انکے اوزبکوں کے گروہ سے تھے اور
بھی گناہان سابق سے ایک توہم اور ہراس رکھتے تھے آپکو اوزبکوں کے سلک میں منتظم کر کے سردار طائفہ باغیہ کے ہوئے
اور آصف خان ہروی کہ انکی جوار میں جاگیر رکھتا تھا وہ بھی قضیہ خزائن کے سبب سے انکا شریک ہوا اور تیس ہزار سوار
جرار سے علم مخالفت بلند کیا اور جسقدر ممالک پر کہ متمکن ہوا متصرف ہوئے عرش آشیانی کہ تعجیل مہمات میں جائز نہ رکھتے تھے اس مقولہ
سے ایک حرف زبان پر نہ لائے اور شکار کے بہانہ سے نرور گڑھ کی طرف نہضت فرمائی اور شکار میں مشغول ہوئے شہر خان

منشی کو سکندر خان اوزبک کے پاس بھیجا تو اسے تسلی اور دلاسا دیکر حضور مین حاضر کرے اور لشکر خان بخشی کو آصف خان
ہروی کے پاس روانہ کیا کہ جملہ خزائن اور غنائم سے جو کہ لائق سرکار ہو لیکر بازگشت کرے اور خزانون کی کیفیت یہ ہے کہ
آصف خان ہروی جب امرائے پنجہزاری ہوا ولایت کڑہ اور مانک پور جاگیر پائی اور ہمسایگی کے سبب عازم تسخیر گڑھہ کہ وہ
کبھی بادشاہ اسلام کی مسخر نہوا تھا اور ایک عورت مسماۃ رانی درگاوتی کہ صورت اور سیرت مین آراستگی تمام رکھتی تھی اُس
ولایت کی حاکم تھی آصف خان ہروی نے چند مرتبہ لشکر اُس حدود مین بھیجکر خرابی مین کچھ تقصیر نکی اور آخر کو خود پانچ چھ ہزار
سوار اور پیادے ہتھیار لیکر ولایت گڑھ مین گیا اور رانی نے بھی مع ایکہزار اور پانسو فیل اور آٹھ ہزار سوار اور پیادے سے
مقابلہ کیا اس صورت مین جنگ عظیم واقع ہوئی ناگاہ ایک تیر رانی کی آنکھ مین لگا تردد سے باز رہی اور پاس ناموس سے
کہ مبادا گرفتار اور دستگیر ہووے دل وجان سے اُٹھا کر فیلبان سے خنجر لیا اور اپنے تئین ہلاک کر کے نام اپنا جریدۂ عالم مین
ثبت کیا اور عروس ملک کہ ہر روز ایک شوہر کے آغوش مین جاتی ہے آصف خان کے ہم آغوش ہوئی اور آصف خان
قلعہ چوراگڑھ مین کہ مسکن رانی کا تھا گیا اور رانی کا فرزند خورد سال جو قلعہ مین تھا ہجوم کے وقت آدمیون کے
ہاتھ پاؤن سے پامال ہو کر ہلاک ہوا اور جواہر اور تماثیل طلائی اور مرصع اور اشیاے نفیسہ کہ سردارون کی سرکار
مین ہوتا ہے اور ایک صد دیگین مسی کہ اصطلاح ہند مین اُسکو کنکال کہتے ہین مملو اشرفی طلاے احمر سے آصف خان
کی سرکار مین داخل ہوئین اور آصف خان نے ایک ہزار اور پانسو فیل مین سے کل تین سو زنجیر فیل بادشاہ کیواسطے بھیجی
اور دوسری چیزون کا مذکور درمیان مین نہ لایا عرش آشیانی شکار کرتے ہوئے جب ولایت گڑھ مین داخل ہوئے بادہاے
مخالف اور ہوا کی گرمی سے بیمار ہو کر آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جب فہمائش اشرف خان منشی اور لشکر خان بخشی نے
قوم متمردین اثر نہ کیا بادشاہ کے حکم بموجب شاہم خان جلایر اور شاہ بداغ خان اور محمد امین خان دیوانہ وغیرہ کہ اُس طرف
کے جاگیردارون مین سے تھے سکندر خان اور ابراہیم خان اوزبک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوئے اور ہنگام جنگ
جب بہادر خان سیستانی مخالفون کی کمک کو پہونچا شاہم خان جلایر منہزم ہوا محمد امین دیوانہ اور شاہ بداغ خان دستگیر
ہوئے عرش آشیانی نے حقیقت حال پر واقف ہو کر منعم خان خانخانان کو مع لشکر عظیم برسم منقلاکی روانہ کیا اور
خود بھی سنہ ۹۷۳ نو سو تہتر ہجری مین اُس طرف متوجہ ہوئے اور جب قنوج مین پہنچا فوج سے جدا ہو کر سکندر خان اوزبک
کے سر پر کہ لکھنؤ مین تھا تاخت کی سکندر خان اوزبک خبر پاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے پاس بھاگا اور علی قلیخان
اور بہادر خان سیستانی نے نرہن گھاٹ پر جا کر آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ جونپور مین تشریف لائے آصف خان
ہروی نے حلقۂ اطاعت کا زیب گوش کیا اور مجنون خان قاقشال جاگیردار کڑہ مانکپور کے ذریعہ سے ملازمت مین پہونچکر
سرفراز ہوا اور بعد چند روز کے آصف خان سیستانی کہ پانچہزار سوار خاص رکھتا تھا امرائے معتبر کی جمعیت سے
مخالفون کے دفع کے لیے مقرر ہوا اور آصف خان گھاٹ نرہن پر جا کر علی قلیخان المخاطب بخان زمان لشکر کے مقابل
فروکش ہوا اور ساتھ اُسکے زبان اور دل ایک کر کے لیت ولعل مین اوقات گذاری کرتا تھا بادشاہ نے اس حال سے
خبردار ہو کر جاگیر اُسکی تغیر کی اور آصف خان آدھی رات کو اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ اُردو سے گڑھ کی طرف روانہ
ہوا عرش آشیانی نے منعم خان خانخانان کو اُس لشکر کی سپہ سالاری کے واسطے بجاے آصف خان ہروی کے روانہ کیا
اور علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے سکندر خان اوزبک اور بہادر خان سیستانی کو درمیان دوآب کے بھیجا کہ آگرہ تک

تاخت کرکے اُس حدود میں خلل ڈالیں بادشاہ براغ خان اور اُسکے فرزند مطلب خان اور اقبال خان لنگ اور حسین خان
اور سعید خان اور راجہ ٹوڈرمل اور محمد امین دیوانہ اور محمد خان افغان سور اور محمد معصوم خان اور لشکر خان بخشی کو بہ
سرداری میر معز الملک کے کہ اکابر سادات مشہد مقدس طوس سے تھا سر راہ بہادر خان سیستانی کے بھیجا اُسوقت
علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے منعم خان خانخانان کو اپنے گناہوں کا شفیع کرکے اپنی والدہ اور ابراہیم خان
اوزبک کو کہ بجائے عم بزرگوار کے جانتا تھا مع فیلان نامی درگاہ میں بھیجا عرش آشیانی مقام عفو میں ہوے اور جونپور بہمہ
جو سابق اُنکی جاگیر میں تھا مقرر رکھا لیکن میر معز الملک بہادر خان سیستانی اور سکندر خان اوزبک کے پاس پہونچ کر
در پے جنگ تھا کہ بہادر خان نے پیغام کیا کہ میرے بھائی علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے والدہ کو بادشاہ کی خدمت
میں بھیجکر التماس عفو جرائم کی ہے اس قدر صبر کرو کہ جواب پہونچے میر معز الملک نے اس بات کو قبول نہ کیا اور صفیں جنگ
کی آراستہ کیں اور سکندر خان اوزبک کو کہ ہراول تھا مغرور کرکے اُسکے ہمراہیوں سے بیشمار قتل کیے بہادر خان
سیستانی کہ اُسوقت تک اپنی فوج میں ایستادہ تھا تاخت لیجا کر افواج بادشاہی کو زیروزبر کیا اور میر معز الملک
قنوج کی طرف مفرور ہوا اور غنیمت وافر بہادر خان سیستانی کے سپاہیوں کے ہاتھ آئی اور جب صبح ہوئی عرش آشیانی
جونپور کو علی قلی خان سیستانی کی والدہ کو معاف کرکے قلعہ چنار اور بنارس کی سیر کو سوار ہوے اُسوقت علی قلی خان
المخاطب خان زمان سکندر خان اوزبک کے اغوا کے باعث آب گنگ سے عبور کرکے غازی پور میں آیا اور
وہاں کے اکثر پرگنات پر قابض اور متصرف ہوا بادشاہ نے علی قلیخان خان زمان کو مخاطب اور معاتب
کرکے حکم فرمایا کہ اشرف خان جونپور کی طرف جاکر علی قلی خان خان زمان کی والدہ کو محبوس کرے اور خود
بطور ایلغار غازی پور کی طرف روانہ ہوے اور علی قلیخان خان زمان پہاڑوں کے دامن میں کہ جنگل نہایت پُر درخت
تھا بھاگا اور بہادر خان باتفاق سکندر خان و ابراہیم خان اوزبک شب کو بسبیل استعجال جونپور میں آیا اور زینہ لگاکر
قلعہ پر چڑھ کر اپنی والدہ کو رہا کیا اور اشرف خان کو مقید کرکے بنارس کی طرف روان ہوا عرش آشیانی یہ خبر سنکر
جونپور میں رونق افزا ہوے اور اعضاء لشکر اور سپاہ ممالک محروسہ کے واسطے حکم دیا خان زمان خائف و ہراسان
ہو کر دوبارہ بعجز و زاری پیش آیا اور یہ بیت عریضہ میں لکھی **بیت** بدین امید بلے شاخ در شاخ ٭ کہ رحمائے تو ما را کرد گستاخ ٭
اور بادشاہ اس سبب سے کہ بہادر خان سیستانی کو عہد طفلی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخان خان زمان کو بھی خدمات سابقہ
کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ یہ بالکل تباہ اور برباد ہوں دوبارہ اُنکے گناہ معاف
فرماتے اور جاگیریں اُنکی بدستور سابق مقرر اور بحال رکھیں **بیت** گرچہ بگفت کہ زارت بکشم میدیدم ٭ کہ نہانش نظرے با من
دلسوختہ بود ٭ القصہ بابا ملوک پیشین کہتا تھا کہ اگر خلائق جانیں کہ مجھے عفو جرائم میں کیسی لذت حاصل ہوتی ہے تو گناہ
کے سوا کوئی تحفہ اور ذریعہ میرے قرب کا نہ کریں فی الواقع **مصرع** در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست ٭ عرش آشیانی نے
بعد عفو کے تکلیف احضار فرمائی خان زمان کثرت خجالت کو عذر مانع حضوری کرکے عرض گذار ہوا کہ جسوقت آنحضرت
بہ سعادت تشریف شریف دار السلطنت میں ارزانی فرمائینگے بندہ مع برادر سر سے قدم کرکے آستان بوسی کے واسطے
حاضر ہوگا آنحضرت نے عذر اُسکا پذیرا کرکے اُس سے قسم لی اور دار السلطنت آگرہ کی طرف عازم ہوے اور بعد نزول مہد علیا
قاسم خان کو مع چار ہزار سوار آصف خان ہروی کی دفع اور حکومت گڑھہ کے واسطے روانہ فرمایا اور علی قلی خان المخاطب

بخان زمان نے کہ اسی طرح سے دلمین ارادہ مخالفت اور مخاصمت رکھتا تھا آصف خان ہروی کو اپنی طرف جونپور مین کھینچا اور آصف خان علی قلیخان کے نخوت و تکبر سے عاجز آیا اور چھ مہینے کے بعد اپنے بھائی وزیرخان کے ہمراہ گڑھا ہ کی طرف بھاگا اور بہادر خان سیستانی نے پیچھا کر کے آصف خان ہروی سے مقابلہ کیا اور اُسے مغلوب کر کے دستگیر کیا وزیرخان نے فرصت دیکھکر مع فوج ہمراہی بہادرخان پر تاخت کی اور اُسکو منہزم کر کے اپنے بھائی اصف سے کو رہا کیا اور دونون متفق ہوکر گڑھا کی طرف روانہ ہوے اور اُس مقام مین قیام کیا اور درمیان اس حال کے ایلچیان محمد حکیم میرزا نے آکر عرضداشت کی کہ بعد قتل ہونے شاہ ابوالمعالی کے سلیمان میرزا نے خطبہ کابل کا اپنے نام پڑھایا اور میرزا سلیمان نام ایک شخص کو کابل مین اپنی طرف سے چھوڑکر بدخشان گیا اور جو محمد حکیم میرزا نے میرزا سلطان کو کابل سے نکال دیا ہے اب سلیمان میرزا لشکر فراہم کر کے چاہتا ہے کہ کابل مین جاکر پھر متصرف ہون اگر اسوقت کمک عنایت ہو دے عین ذرہ پروری ہوگی بادشاہ نے فرامین فوراً بنام امراے پنجاب اور محمد قلی خان حاکم ملتان کے اس مضمون سے صادر فرمائے کہ جسوقت سلیمان میرزا قصد تسخیر کابل کرے اُس طرف جاکر اُس کی مزاحمت دفع کرو اور فریدون خان کابلی کہ امراے بادشاہی سے تھا اور محمد حکیم میرزا کا ماموں ہوتا تھا مخصوص ہوا کہ محمد حکیم میرزا کے پاس جاکر اُس کا ممد اور معاون ہو لیکن قبل فرامین پہونچنے کے سلیمان میرزا کابل مین آنکر قلعہ کو محاصرہ کر چکا تھا اور محمد حکیم میرزا جو تاب مقاومت نرکھتا تھا بھاگ کر نیلاب مین آیا فریدون خان نے آب نیلاب کے ساحل پر محمد حکیم میرزا سے ملاقات کی اور اُسکے بعد اظہار کیا کہ بادشاہ علی قلیخان المخاطب بخان زمان اوز بکون کے فتنہ مین گرفتار ہے اور فرصت یہان آنے کی نہین رکھتا مناسب یہ ہے کہ لاہور مین جاکر متصرف ہو اور امراے پنجاب کو اپنا شریک کر کے خوب تردد سے سلیمان میرزا کی مضرت دفع کرو اور محمد حکیم میرزا فریب کھا کر لاہور کی طرف روانہ ہوا اور قطب الدین محمد خان انکہ اور میر محمد خان اور بھی دیگر امرا لاہور مین متحصن ہوکر درپے مدافعہ ہوے اور محمد حکیم میرزا مہدی قاسم خان کے باغ مین مقیم ہوا ہرچند سعی کی کہ امراے پنجاب اسکے شریک ہون یہ صورت آئینہ وقوع مین جلوہ گر نہوئی بادشاہ نے علی قلیخان خان زمان کی مہم کو تعویق مین ڈالکر آگرہ منعم خان خانخانان کے سپرد کیا اور ماہ جمادی الاول کی چودھوین تاریخ ۹۷۳ نو سو تہتر ہجری مین بسرعت تمام لاہور کی سمت متوجہ ہوے اور ابھی سرہند سے آگے نہ بڑھے تھے کہ خبر لاہور مین پہونچی ایکبارگی شادیانہ کے نقارے بجانے لگے میرزا کہ خواب استراحت مین تھا بیدار ہوا اور سبب شادیانہ بجانے کا استفسار کیا لوگون نے جواب دیا کہ جو بادشاہ بسبیل استعجال قریب آیا ہے اس لیے شادیانہ بجاتے مین میرزا نے تصور کیا شاید بادشاہ لاہور کے نزدیک پہونچا ہو بے توقف سوار ہوکر ایسا گرم عنان ہوا کہ کابل تک پیچھے پھرکر نہ دیکھا اور سبب موسم سرما پہونچا سلیمان میرزا کابل سے بدخشان گیا اور وہان کی حکومت غنیمت جانکر قناعت کی اور بادشاہ لاہور مین تشریف لائے اور اُس حدود مین بہ شکار قمرغہ مشغول ہوے وزیرخان شکارگاہ مین شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور آصف خان کے عفو جرائم کی درخواست کی عرش آشیانی نے اُسکے فرد جرائم پر قلم عفو کھینچا اور اُسکی تقصیرات سے درگذر کر کے وزیرخان کو پنجہزاری کیا اور حکم فرمایا کہ آصف خان ہروی باتفاق مجنون خان قاقشال کڑہ مانک پور مین اقامت کر کے اُس حدود کے محافظت مین سرگرم رہے اور جسدم رایات عالیات عازم پنجاب ہوے محمد سلطان میرزا کی اولاد اور احفاد نے مصدر اعمال ناشائستہ اور مرتکب افعال ناباشستہ ہوکر قسم قسم کے فساد برپا کیا اور نسبت محمد سلطان میرزا کی باپ

کی طرف سے ساتھ امیر تیمور گورکان کے پہونچتے ہی چنانچہ واقعات بابر ظہیر الدین محمد شاہ مین تحریر ہوئی اور ان اُنکی سلطان
حسین میرزا کی دختر ہو اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے عہد مین حرام خواریان کر کے مقرون بعفو ہوئی اور الغ میرزا
بڑا بیٹا اُسکا کابل مین جنگ ہزارہ مین مقتول ہوا اور شاہ میرزا اُسکا چھوٹا بیٹا قضاے الٰہی اور اجل طبیعی سے فوت ہوا
لیکن الغ میرزا سے دو فرزند رہے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سکندر
سلطان کا الغ میرزا اور محمود سلطان کا شاہ میرزا نام رکھا اور تربیت مین اُنکے مساعی جمیلہ فرمائی اور محمد سلطان میرزا مع تمام
احفاد اکبر شاہ کے عہد جلوس مین پھر ہند مین آیا اور پرگنہ اعظم پور سرکار سنبھل سے مدد معاش کی وجہ مین پایا اور حق تعالی
نے عالم پیری مین اُسے چار بیٹے اُس پرگنہ مین عطا فرمائے محمد حسین میرزا و ابراہیم میرزا و مسعود حسین میرزا و عاقل میرزا اور یہ
چارون ابھی خردسال تھے کہ بادشاہ نے تربیت کر کے سرجملہ امرا سے کیا اور بعد یورش جونپور رخصت لے کر سنبھل مین اپنی
جاگیرون پر گئے اور اُس عرصہ مین کہ بادشاہ محمد حکیم میرزا کے دفع فساد کے لیے پنجاب کی طرف روانہ ہوے تھے اپنے
چچیرے بھائیون سکندر سلطان اور محمود سلطان سے جن کا لقب الغ میرزا و شاہ مرزا تھا متفق ہو کر عصیان پر کمر باندھی اور
ایک جماعت ارذل اور اوباش کو جمع کر کے دست اندازی کرنے لگے اُس نواح کے جاگیردارون نے انھین مغلوب کر کے
ایسا پسپا کیا کہ مالوہ مین جا کر پناہ لی اور وہ علاقہ جو سردار صاحب وجود سے خالی تھا اُنکے تصرف مین آیا اور منعم خان
المخاطب بخانخانان نے محمد سلطان میرزا کو سرکار سنبھل سے مقید کر کے قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور اُسنے محبس مین قضا کی
اور اسی طرح سے علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور دوسرے امرا نے محمد حکیم میرزا کے لاہور
مین آنے سے آگاہ ہو کر نقض عہد کیا اور اپنے کام کے خیال مین مصروف ہوے اور قنوج اور اودھ اور دوسری ولایتون
اور پرگنون پر قابض ہو کر جمعیت عظیم بہم پہونچائی عرش آشیانی لاہور سے اُنکی دفع کے واسطے بسرعت تمام آگرہ مین آئے
اور احضار لشکر کا حکم دیکر دو ہزار فیل اور لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر جونپور کی طرف متوجہ ہوے اور خان زمان نے کہ سید
یوسف مشہدی کو قلعہ شیرگڑھ مین محاصرہ کیا تھا یہ خبر سنکر اس جلدی مین جو گمان بادشاہ کے مراجعت کا نہ رکھتا تھا یہ بیت
پڑھی **بیت** سمند شاہ زرین نعل او خورشید را ماند * کہ از مشرق بمغرب رفت و یک شب درمیان آمد * اور پاے قلعہ
سے اُٹھ کر بہادر خان سیستانی کے پاس کہ قلعہ کڑہ مانکپور مین مجنون خان قاقشال کو محاصرہ مین رکھتا تھا گیا عرش
آشیانی اُس کا تعاقب کر کے اُس طرف متوجہ ہوے اور جب راے بریلی کے پرگنہ مین پہونچے سنا کہ علی قلی خان سیستانی
المخاطب بخان زمان آب گنگ سے عبور کر کے ارادہ مالوہ کا رکھتا ہے تاکہ محمد سلطان میرزا کی اولاد سے ملت پیدا کر کے اُس
حدود پر متصرف ہووے اور اگر شاید کچھ مصیبت پہونچے تو شاہان دکن کے پاس پناہ گزین ہووے عرش آشیانی رات کے
وقت کڑہ مانکپور کے گھاٹ پر تشریف لائے جو کشتی حاضر تھی فیل تیز بال سندر نام پر سوار ہوے ہر چند امرا مانع آئے قبول نہ
کیا اور متوکل علی اللہ آب تہار گنگ مین در آئے قضا را تائید سماوی اور اقبال عدو مال کی قوت سے دریا پایاب ہوا ہاتھی کو
احتیاج تیرنے کی نہوئی بادشاہ نے مع چند فیل کے اور سو سوار سے عبور کیا اور علی الصباح بے توقف علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان
کے اطراف اردو مین پہونچے اور اُس وقت آصف خان ہروی و مجنون خان مع جمعیت خوب بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے
علی قلیخان و بہادر خان بادشاہ کے عبور کا گمان مردمان قلیل سے اُس شب کو نہ رکھتے تھے تمام رات مے نوشی اور ناچ دیکھنے مین
مشغول رہے یہانتک کہ ایک شخص مردم بادشاہی سے اُنکے اردو مین جا کر باواز بلند پکارا کہ اے غافلو بادشاہ تمہارے قصد مین

آب سے عبور کرکے اجل ناگہان کی طرح تمھارے سر پر پہونچا ہو انھون نے یہ خبر آصف خان ہروی اور مجنون خان کے مکر وحیلہ سے جانکر پروا نہ کی ناگاہ صدا کوس و نقارہ بادشاہی کی مثل اجل رسیدگان کے گوش زد ہوئی سراسیمہ اور بدحواس مجلس سے اٹھکر صف آرائی مین مصروف ہوے اور پہر دن چڑھے روز دوشنبہ غرہ ذی الحجہ سنہ ۹۷۴ نوسو چوہتر ہجری مین آتش جنگ مشتعل ہوئی اور بابا خان قاقشال کہ ہراول بادشاہ کا تھا ایک جماعت کو کہ مخالفون کی طرف سے اسکے مقابلہ کو آئی تھی حملہ اول مین پسپا کرکے علی قلیخان کی فوج مین پہونچا اور بہادر خان سیستانی نے اسوقت بابا خان قاقشال پر حملہ کرکے صف مجنون خان مین داخل کیا اور بہادر خان باوجود اسکے کہ اس تردد مین فوج اسکی بے ترتیب تھی بھیجا صف مجنون خان پر حملہ آور ہوا اور آن واحد مین اس صف کو درہم برہم کرکے چاہتا تھا کہ فوج خاصہ بادشاہی پر بھی تاخت کرے اس درمیان مین ایک جماعت مردم معتبر نے کہ فوج شاہی کے آگے تھے مدافعہ کے واسطے قیام کیا اور بادشاہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو ردیف اپنا کرکے ہاتھی پر سوار تھے جنبا جاگ فیل سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوے لیکن کفران نعمت کی شامت نے اپنا کام کیا بہادر خان کا گھوڑا زخم تیر سے پاؤن سے گرا اور بہادر خان پیادہ ہوا اور ابھی یہ خبر بادشاہ کو نہ پہونچی تھی کہ وہ حضرت بنفس نفیس خود جنگ پر آمادہ ہوے فیلون کو بہیئت مجموعی علی قلیخان سیستانی کی افواج پر دوڑایا پہلے ایک فیل فیلان بادشاہی سے کہ جسکا ہیرانند نام تھا علی قلیخان کے لشکر کی طرف دوڑا اور فیل رودیانہ نام کو کہ مخالف کی طرف سے اسکے مقابل آیا تھا ایسی ٹکر ماری کہ فوراً زمین پر گرا اسوقت طرفین سے جوانون نے ہتھیار سنبھالے اور کارزار مین مشغول ہوے اور علی قلیخان کا آفتاب سعادت وکامرانی زوال کو پہونچا قضارا اسی حرب وضرب مین ایک تیر علی قلیخان کے جسم مین لگا وہ اسکے نکالنے مین مصروف تھا کہ دوسرا تیر اسکے گھوڑے کے لگا وہ اسکے زخم سے ایسا تڑپا کہ علی قلیخان خانہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا ایک اسکے متعلقین نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا وہ سوار ہوا چاہتا تھا تا گاہ نرسنگہ نام فیل اجل کی طرح اسکے سر پر پہونچا اور آن واحد مین اسے چیونٹی کی طرح پامال کیا سپاہ کو جب اسکا مرنا متحقق ہوا پاؤن قرار کا جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا نا پایا اسی حال مین نظر بہادر نام ایک شخص بہادر خان کو زندہ گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے اس سے فرمایا کونسی برائی تمھین پہونچی تھی کہ جسکے عوض تیغ تلوار ہم پر کھینچی بہادر خان نے خجالت اور ندامت سے جواب نہ دیا اتنا بولا کہ الحمد للہ آخر عمر مین حضرت کا دیدار کہ گناہون کا محو کرنیوالا ہے میسر ہوا بادشاہ نے بنہایت مروت سے حکم اسکی حراست اور محافظت کا صادر فرمایا لیکن چونکہ ابتک علی قلیخان خان زمان کا فوت ہونا ثابت نہوا تھا دولتخواہون نے اسکا زندہ رہنا مناسب نجانکر حضرت کی بے اجازت تہ تیغ کیا سچ ہے قطعہ بکفران نعمت دلیرے کہ کرد + کہ اسپ مرادش سکندر نخورد + بہادر کہ بد رستم روزگار + زکفران نعمت چنین گشت خوار + اور بھی ان دو بیتون سے کہ قاسم ارسلان کی طبع زاد مین مستفاد ہوتا ہے کہ خان زمان بندوق کی ضرب سے ہلاک ہوا ابیات چو شد خان زمان یاغی و باغی + زشاہ اکبر کہ شد ملک غیب دیگر + بتفنگ خوردہ زعالم رفت + دگر دید + بہادر کشتہ شد آخر گفت پرادر بہ تیر آمد فتح شد تاریخ خستم + خرد گفتا مبارک فتح اکبر + عرش آشیانی نے علی قلیخان خان زمان اور بہادر خان کا سر تحفہ اور کابل مین بھیجا اور جان علی اوزبک اور یار علی بیگ اور میرزا بیگ اور خوشحال بیگ اور میرزا شاہ بدخشی اور علی شاہ بدخشی وغیرہم کو کہ خان زمان کے توابع تھے گرفتار کرکے جونپور کی طرف سوار ہوے اور وہانکے لوگون کی عبرت کے واسطے انکو فیل مست سے پامال کرایا اور منعم خان المخاطب بخانخانان کو اس شہر کی حکومت عنایت فرمائی اور جو سکندر خان اوزبک کہ قلعہ اودھ مین قلعہ بند ہو رہا تھا کشتی مین سوار ہوکر گورکھپور کی طرف بھاگا ماہ محرم سنہ ۹۷۵ نوسو پچھتر ہجری مین مظفر اور منصور ہوکر آگرہ مین

تشریف لائے اور جو کہ اُسوقت تک رانا اودے سنگھ حضرت کے جادۂ اطاعت مین نہ آیا تھا باوجود سفر متواترہ بسبیل استعجال
اُس طرف روانہ ہوے جب قلعہ شیو پور مین پہونچے حاکم وہان کا قلعہ خالی کرکے اپنے صاحب سورجن راے رنتھنبور کے پاس گیا
بادشاہ نے اُس حصار کو ملازمان درگاہ کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون کی طرف جو مالوہ کی سرحد مین ہے توجہ فرمائی اولاد سلطان محمد
میرزا کہ قلعہ مندو پر متصرف تھی یہ خبر سنکر مضطرب ہوئی اور جو اُن دنون مین الغ میرزا فوت ہوا تھا باقی دیگر میرزایان بعجلت
تمام گجرات کی سمت بھاگے عرش آشیانی مالوہ شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون سے
رانا کے دفع کے واسطے عازم ہوے اور رانا آٹھ ہزار راجپوت کارآزمودہ اور ذخیرہ بہت قلعہ چیتور مین جو ایک پہاڑ پر
واقع ہوا ہے چھوڑکر خود مع اہل وعیال جابا ستقلب اور دشوار گذار مین گیا بادشاہ نے عازم تسخیر قلعہ چیتور ہوکر محاصرہ کیا
اور پانچ ہزار نجار اور سنگتراش اور لوہار اور نقاب یعنی سرنگ کھودنے والے اور مزدور اور بیلدار ساباط کے بنانے کے واسطے کہ
مخصوص قاعدہ ہند ہے معین فرمائے اور وہ ساباط اور حفر نقب کی تیاری مین مشغول ہوے اور ساباط عبارت ہے دو دیوار سے
کہ بفاصلہ ایک تفنگ انداز کے بنیاد کرتے ہین اور تختون اور گاے کی کھال سے منڈھے ہوئے ٹوکرون کی پناہ مین اُن
دیوارون کو قلعہ کے قریب پہونچاتے ہین اور آتشباز اور نقاب اُن دیوارون کے کوچہ وسیع سے بفراغ خاطر قلعہ کے
نیچے آنکر نقب کھودنے مین مشغول ہوتے ہین اور باروت نقب مین پُر کرکے اُڑاتے ہین اور رخنہ قلعہ کی دیوار مین
ڈال کر اُسی راستہ ساباط سے لشکر وہان پہونچکر قلعہ مین درآتے ہین القصہ جب دو ساباط تیار ہوئین اور دو نقب
برجون کے نیچے پہونچین دونون کو باروت سے پُر کرکے ایکبارگی آگ دی حسب اتفاق ایک نقب نے جلد تر آگ پکڑ لی وہ
برج اُڑ گیا اور رخنہ عظیم ظاہر ہوا دو ہزار مرد اہل نبرد مسلح ہوکر جو کمین مین تھے بخیال اسکے کہ دونون نقب اُڑنے سے قلعے
قلعہ مین پڑے ہونگے ایکبارگی ساباطون سے قلعہ کی طرف دوڑے اور ایکہزار آدمی اُس رخنہ پر پہونچکر راجپوتون سے ہم
مصاف ہوے اور ایکہزار مرد نے جب دوسرے طرف رخنہ نہ دیکھا اُسی مین سے تدبیرے باہر آئے اور مردمان حصاری
اُنکے مدافعہ کے واسطے قیام کرکے عین جنگ مین تھے کہ ناگاہ اُس برج کی نقب نے بھی آگ پکڑی اور برج اُڑا اور اعضا دوست
و دشمن کے جابجا پریشان ہوکر ہر طرف گرے اور چند امراے بادشاہی مثل سید جلال الدین بارہہ اور مردان قلی شاہ وغیرہا
مع پانسو لشکر انتخابی ضائع ہوے اور اہالی قلعہ سے بھی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی اور جب معاملہ ایسا ہوا ہیون نے
اُس رخنہ سے مجال قلعہ مین درآنے کی نپائی اُس روز قلعہ فتح نہوا اور بعد اس واقعہ کے ایک ساباط اور تیار ہوئی ایکدن بادشاہ
اُس مقام مین کہ جہان ساباط تیار کی تھی لڑائی کی سیر کرتے تھے اور جیمل راجپوت کہ سردار اہالی قلعہ تھا اور رانا سے قرابت
رکھتا تھا تمام دن قلعہ کے گرد اہتمام کے واسطے پھرتا اور عشا کی نماز کے وقت خاص مورچہ بادشاہی پر آیا اور روشنی مشعل مین
محسوس ہوا بادشاہ نے بندوق خاص کہ دست حق پرست مین تھی روشنی کی برابر رکھکر آگ دی اتفاقات حسنہ سے بندوق کی
گولی جیمل کی پیشانی پر لگی کہ مرغ روح اُسکا تیر بکردار البوار مین پہونچا اور جب اہل قلعہ نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا جنگ سے دست
کش ہوے اور پہلے اُسکی لاش جلائی اور اپنے منازل مین جاکر جوہر کیا یعنی تمام مال اور اسباب و عیال و اطفال کو جلاکر خاکستر
کیا اور جب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ اُنھون نے جوہر کیا ہے سپاہ اسلام اُسی رات کو قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب کسی نے
مزاحمت نہ کی قلعہ مین در آئے اور بادشاہ بھی صبح کے وقت ہاتھی پر سوار ہوکر مع جمیع امرا و امیرزادون کے جو پیادہ
تھے قلعہ مین داخل ہوا اور ایک جماعت کفار مشہور کہ منازل و درتنجانہاے محکم مین درآئی تھی اسقدر لڑی کہ دو پہر تک

دس ہزار مرد سب قسم کے مارے گئے اور لشکر نصرت اثر سے سوائے نصرت علی تواچی کے کسی شخص نے شہادت نہ پائی اور تین دن کے بعد اس مقام کی حکومت آصف خان ہروی کے متعلق ہوئی اور خاقان اکبر نے منصور و مظفر ہو کر مراجعت فرمائی اور اثنائے راہ میں ایک شیر سہمناک درختوں کے پیچھے سے برآمد ہوا بادشاہ کے حکم سے کوئی اسکا مزاحم نہ ہوا آنحضرت نے ایک تیر چلہ کمان میں جوڑ کر اس کے مارا شیر زخمی ہو کر پشتہ کے پیچھے گیا اور ایستادہ ہوا بادشاہ نے دوبارہ بندوق کا دوگاٹہ مارا زخم کاری نہ لگا شیر بھاگا آنحضرت کی طرف متوجہ ہوا اس حال میں ایک مرد شیر دل عادل نام نے فدائی کے مانند آگے پیش تک ہو بچا کر مقابلہ کیا اتنے میں اور بھی جان نثاروں نے آنکر شیر کو ہلاک کیا اور بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجا لائے اور بادشاہ نے جب آگرہ میں قیام کیا چند روز کے بعد یہ خبر سمع مبارک میں پہنچی کہ ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا چنگیز خان گجراتی سے روگردان ہو کر مالوہ میں آئے ہیں اور اجین کو محاصرہ کیا ہے بادشاہ نے قلیج خان اندجانی و خواجہ غیاث الدین بخشی قزوینی کو انکے دفع کے واسطے مقرر کیا میرزایان مذکور آب نربدہ کی طرف مفرور ہوئے اور بدحواس ہو کر آب سے عبور کر کے پھر گجرات کی طرف راہی ہوئے اور شہر رجب ۹۷۵ نو سو پچھتر ہجری میں عرش آشیانی نے قلعہ رنتھنبور کے فتح کی عزیمت میں رایات ظفر آیات کو مرکز دائرہ خلافت سے حرکت دی اور جب شکار کنان رنتھنبور میں نزول فرمایا راجہ سورجن نے چونکہ اس قلعہ کو حجاز خان غلام سلیم شاہ سے خرید لیا تھا قلعہ بند ہو کر مدافعہ میں قیام کیا اور افواج شاہی نے اس قلعہ کو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے راہ آمد و شد بند کی اور بادشاہ کے حکم سے کوہ رن پر جو قلعہ کے قریب ہے سرکوب بنا کر چند توپ اور ضرب زن اوپر لے گئے حالانکہ پہلے ارتفاع کوہ کی جہت سے کوئی بادشاہ اتنی بلندی پر نہ لے گیا تھا اور جب توپ سر ہوتی تھی کتنے مکان خراب اور مسمار ہوتے تھے راجہ سورجن عاجز ہو کر امان کا طلبگار ہوا اور مع اہل و عیال اپنے قلعہ سے نکل گیا اور حصار مع ذخائر اور خزائن بادشاہ کے تصرف میں آیا اسکے بعد آنحضرت اجمیر کی طرف سوار ہوئے اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت سے مستفید ہوئے اور بعدہ آگرہ میں تشریف لائے اور حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی زیارت کو قصبہ سیکری میں گئے چونکہ عرش آشیانی کے چند فرزند متولد ہو کر پیوند زمین ہو چکے تھے اور کوئی لڑکا باقی نہ تھا شیخ نے مژدہ فرزندان طویل العمر کی ولادت کا دیکر خوشحال کیا تھا اسی عرصہ میں آثار حمل ظاہر ہوا اور روز چہارشنبہ کی صبح کو شہر ربیع الاول کی سترھویں تاریخ ۹۷۷ ہجری میں کوکب ولادت شاہزادہ سلیم نے بطالع چوبیس درجہ میزان بمقام سیکری شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے مکان میں افق جاہ و جلال سے طلوع کیا اور خاقان اکبر نے اس موہبت عظمیٰ کے شکرانے میں تمام قیدیوں کو رہا کیا اور خواجہ حسین ثنائی نے ایک قصیدہ اس صنعت سے کہا کہ مصرع اول تاریخ جلوس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور مصرع ثانی میں تاریخ ولادت شاہزادہ جہانگیر کی ہے اور یہ مطلع اسکا ہے مطلع

الحمد از برج جاہ و جلال شہریار٭ گوہر عجب از محیط عدل آمد در کنار٭

عرش آشیانی ایفائے نذر کے واسطے جو فرزند کے بارہ میں کی تھی پیادہ پا اجمیر کی طرف روانہ ہوئے اور خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت بجا لا کر دست زرفشان انعام و احسان میں کھولا اور دہلی کے راستہ سے شکار کنان معاودت کی اور اسی عرصہ میں راجہ رامچند والی قلعہ کالنجر کہ شیر شاہ اس کی فتح کی خواہش میں چلا تھا اور سلیم شاہ کے بعد پھر کفار کے تصرف میں آیا تھا فتح چیتور سے ہراسان ہو کر وہ قلعہ جنگ بادشاہ کی نذر کیا اور محرم کی تیسری تاریخ ۹۷۸ نوسو اٹھتر ہجری کو شیخ سلیم کے گھر میں بادشاہ کا فرزند متولد ہوا اور

موسوم بمحمد مراد اور ملقب بہ پہاڑی ہوا اور اس سال بادشاہ دوبارہ اجمیر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے اور
شہر کے گرد ایک حصار گچ اور سنگ سے بنا کر کے ناگور کی طرف گرم عنان ہوئے اور چندر سین ولد مالدیو اور راے
کلیان مل راجہ بیکانیر ملاقات کے واسطے آئے اور پیشکش وافر پیش کیے بادشاہ راجہ کلیان مل سے بیٹی لیکر وہان سے
شکار کنان قصبۂ اجودھن مین گئے اور شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہو کر دیپالپور آئے اور
میرزا عزیز کوکہ وہانکے جاگیردار نے طوی دیگر پیشکش لائق گذرانی اور جب لاہور مین رونق افزا ہوئے حسین
قلیخان ترکمان حاکم اُس بلدہ کا بھی بدستور میرزا عزیز کوکہ کے پیشکش لائق لنظر اقدس مین لایا اور بادشاہ غرۂ
صفر سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری مین حصار فیروزہ کی سیر کے واسطے تشریف لے گئے پھر اجمیر مین آئے اور شرائط زیارت
پیر بزرگوار بیش پہونچا کر آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اُسوقت مین سکندر خان اوزبک کہ بنگالہ کے جنگلون مین سرگردان
پھرتا تھا منعم خان المخاطب بخانخانان اُسکو بادشاہ کی پابوسی کو لایا اور اُسکے گناہون کا شفیع ہوا اُس سال جو مقام سیکری
آنحضرت پر مبارک ہوا تھا اُس جگہ ایک شہر وسیع بنا فرمایا اور اُسی عرصہ مین جب گجرات فتح ہوا تو اُسکا نام فتحپور رکھا
اُسکا قصہ یہ ہوا کہ شہر صفر سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین جب ملک گجرات مین خلل اور فساد نہایت بہم پہونچا بادشاہ اُسکی
تسخیر کا عازم ہوا اور جب اجمیر مین گذر ہوا زیارت کر کے رجوع پر فتوح خواجہ حسین خنگ سوار سے کہ امام ہمام حضرت
زین العابدین علیہ وعلی آبایہ الکرام واولادہ العظام آلاف التحیۃ والسلام کی اولاد سے استمداد کر کے خان کلان کو بہت اعزاز
سے برسم ہراول اُس طرف روانہ کیا اور راے سنگھ کو جو جودھپور کی حکومت پر کہ وطن مالدیو کا تھا مقرر کر کے خود بھی گجرات کی طرف
سوار ہوئے اور ناگور کی دو منزل پر خبر پہونچی کہ چہارشنبہ کی شب کو ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین شیخ سلیم قدس سرہ کے مکان
مین شاہزادہ نیک خصلت دانیال پیدا ہوا آنحضرت نے لوازم خوشحالی بیش پہونچا کر اُس مولود مسعود کا نام دانیال رکھا
اور جب پٹن گجرات بادشاہ کا محل نزول ہوا شیر خان فولادی جو گجرات کے امراے کبار سے تھا بمشکل بھاگ کر نکل گیا ایک ہفتہ
کے بعد سید احمد خان بارہہ پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا اور رایات عالیات احمدآباد کی طرف متوجہ ہوئے اور ابھی دو منزل طے
نہ فرمایا تھا کہ سلطان مظفر گجراتی نے باتفاق میرزا ابو تراب جو شیرازی الاصل تھا اور اُس کے باپ دادا نے گجرات مین
اعتبار تمام پیدا کیا تھا ملازمت کے واسطے پہونچکر شرف بساط بوسی حاصل کی اور دوسرے دن اعتماد خان اور
سید حامد خان بخاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور وجیہ الملک اور الف خان حبشی اور جہاز خان حبشی
اور بھی دیگر سرداران با تجمل و سامان تمام آستان بوسی سے سرفراز ہوئے چونکہ حبشیون کے چہرۂ حال سے نفاق
محسوس ہوتا تھا سب محبوس ہوئے اور شہر احمدآباد کہ آیۂ کریمہ الذی لم یخلق مثلہا فی البلاد اُسکی شان مین ہے
بے جنگ فتح ہوا جیسا کہ شاہان گجرات کے وقائع مین مرقوم ہوا ہے اور جو ابراہیم حسین میرزا بھروچ کی نواحی مین اور
محمد حسین میرزا حوالی سورت مین تھا عرش آشیانی اُنکی دفع کے واسطے عازم ہوئے اُسوقت اختیار الملک کہ عمدہ
امراے گجرات سے تھا جون کی طرف بھاگا تب تمام امراے گجراتی بطریق حبشیان قید ہوئے اور اسکے بعد جب سایۂ
چتر فلک سا شہر کھنبایت پر پڑا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو احمدآباد و گجرات کی حکومت عنایت فرمائی اور جب ابراہیم حسین میرزا
نے بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی تو رستم خان رومی کو اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ کی ملازمت کے واسطے جاوے
قتل کیا اور چاہا کہ اُردوے ظفر قرین کے چالیس کوس کے فاصلہ سے گذر کر پنجاب کی طرف جاوے اور فساد برپا کرے اتنے

یہ خبر عرش آشیانی کے سمع مبارک مین پہونچی خواجہ جہان اور قلیج خان کو شاہزادہ سلیم کی خدمت مین اردو کے انتظام کے واسطے چھوڑا اور جمعیت قلیل سے ابراہیم حسین میرزا کی تنبیہ اور تادیب کو بطور تاخت روانہ ہوے اور دوسرے دن چالیس سوار ہمراہ رکاب لیکر آب مہندری سے کہ قصبہ سترنال کے قریب واقع ہے پہونچے اور ابراہیم حسین میرزا جو ہزار سوار اپنے ہمراہ رکھتا تھا نہ بھاگا اُس مقام مین مقیم رہا اور بادشاہ نے ایک ساعت توقف کیا اس درمیان مین سید محمود خان بارہہ اور راجہ بھگوانداس اور مانسنگھ اور شاہ قلیخان محرم اور سورجن ہتھنبور کا راجہ اور بھی دیگر امرا کہ سورت کی طرف تعین ہوے تھے حسب الحکم اثناے راہ سے پلٹ کر مع ستر سوار ملازمت مین حاضر ہوے اور باوجود اسکے کہ اگر بادشاہ ایک لحظہ صبر کرتا فوج فوج اور جہان جہان لشکر فراہم ہوتا عرش آشیانی تعجیل کرکے ایک جماعت کو کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نتھی ہمراہ رکاب لیکر ابراہیم حسین میرزا کی جنگ کے واسطے متوجہ ہوے اور مانسنگھ کو ہراول کیا اور آب سے عبور کرکے اُس قصبہ کے ظاہر مین غنیم سے کہ ہزار سوار ہمراہ رکھتا تھا مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوے اور ابراہیم حسین میرزا نے حملہ آور ہوکر تیراندازون کو ہلاک کیا اور بادشاہ راجپوتون کے ہمراہ قلت فوج کے سبب ایسے مقام مین کہ دو طرف اُسکی دیوار زقوم یعنی تھوہڑ کی تھی ایستادہ تھے کہ تین سوار سے زیادہ اُس مقام مین بہ پہلو ایک دوسرے کے قیام نکر سکتے تھے اُسوقت تین سوار لشکر مخالف سے شوخی کرکے جس مقام مین کہ بادشاہ ایستادہ تھے مارا مار آئے اور راجہ بھگوانداس کہ آنحضرت کے قریب تھا شمشیر لیکر اُن مین سے ایک کے مقابل ہوکر اُسے منہزم کیا پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ نے کہ زقوم کے پیچھے ایستادہ ہوکر تیراندازی کرتے تھے راجہ بھگوانداس کی مدد کے واسطے گھوڑے کو جولان کیا دشمن آنحضرت کے صدمہ کی تاب نہ لاکر مع تیسرے رفیق کے مفرور ہوے اور راجہ بھگوانداس کے بھائی تیجی اعدا پر تاخت کرکے داستان رستم اور اسفندیار کو طاق نسیان پر چھوڑا اور تنہا چند آدمیون کو خاک ذلت پر ڈالا اور داد جوانمردی اور مردانگی دیکر خود بھی مقتول ہوا اُسوقت بادشاہ مع تیراندازون اور راجپوتون کے زقوم کے درمیان سے برآمد ہوے اور ابراہیم حسین میرزا پر شیر ژیان کی طرح حملہ آور ہوے اور اقبال شاہی نے مدد کرکے ابراہیم حسین میرزا کو بے اُسکے کہ کام اُسپر تنگ ہووے دشت ادبار کی طرف آوارہ کیا اور ابتداے پیدائش سے اس زمانہ تک معلوم نہین کہ کسی بادشاہ نے ایسا کارنمایان کیا ہو کہ عالم عالم لشکر اور خیل خیل سپاہ کو چھوڑکر خود ساتھ ایک جماعت قلیل کے ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو آوے اور آپ کو مخاطرۂ عظیم مین ڈالے اور بعد اس واقعہ کے اردوے بزرگ مین پیوستہ ہوکر قلعۂ سورت کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور گلرخ بیگم دختر کامران میرزا کی جو زوجہ ابراہیم حسین میرزا تھی قلعہ کو مردم جنگی کے سپرد کرکے اپنے فرزند مظفر میرزا کے ہمراہ دکن کی طرف راہی ہوئی اور رایات عالیات قلعہ پر پہونچے اور مورچے تقسیم ہوے اور جب میرزاؤن نے پٹن کی نواح مین یکجا ہوکر آپس مین قرعۂ مشورت کا ڈالا اُس وقت سب کی راے نے اس امر پر قرار پکڑا کہ ابراہیم حسین میرزا اپنے چھوٹے بھائی مسعود حسین میرزا کو ہمراہ لیکر پنجاب مین جاکر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا شیر خان فولادی سے ملحق ہوکر پٹن جا دین شاید کہ قلعۂ سورت مع خلاون کے سبب محاصرے سے خلاص ہوجاے اسکے بعد جب ابراہیم حسین میرزا ناگور پہونچا راے سنگھ حاکم جودھپور نے اُسکا تعاقب کیا اور شام کے وقت اُسکے قریب جا پہونچا اور جو آب لینے ایک تالاب جو اُس حدود مین تھا ابراہیم حسین میرزا اُسپر متصرف ہوا تھا راے سنگھ مضطرب ہوکر تمام شب جنگ مین مشغول ہوا اور خلق کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اور جب گھوڑا ابراہیم حسین میرزا کا زخم تیر سے مسقط ہوا شکست اُس کے ہمراہیون پہ

پڑی اور سب نے راہ فرار پائی اور ابراہیم حسین میرزا نے پیادہ پا قدرے راہ طے کی تھی جب اُس کا ایک نوکر آیا گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا اور جب دہلی میں پہونچا چند روز قیام کرکے خیل و حشم فراہم کرکے سنبھل میں آیا اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا اور شیر خان فولادی آٹھ ہزار سوار لیکر پٹن پہونچے اور احمد خان بارہہ کو قلعہ پٹن میں محاصرہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ انکی دفع کے واسطے احمد آباد سے پٹن کی طرف متوجہ ہوا تھا جب پٹن کے پانچ کوس پر پہونچا مخالفین پیش قدمی کرکے جنگ میں مصروف ہوئے اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی چرانغار اور برانغار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی متفرق ہوئی لیکن خان اعظم نے قدم ثبات ہاتھ سے نہ دیا اس درمیان میں رستم خان اور مطلب خان آپکو مطمئن کرکے دوبارہ حملہ آور ہوئے اور سلک جمعیت محمد حسین میرزا اور تمام مخالفوں کی شکستہ کرکے دکن کی طرف متفرق کیا اور جب سرکوب یعنی دمدمہ قلعہ سورت کے گرد تیار ہوا اہلِ حصار نے امان چاہی اور قلعہ ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور بادشاہ کامیاب ہو کر احمد آباد گجرات کی طرف سوار ہوئے اُن دنوں میں راجہ بہار جیو راجہ بگلانہ کہ سرحد دکن کے راجہائے نامی سے تھا شرف الدین حسین میرزا کو جو اس سے دس برس پہلے ناگور سے بھاگ کر دکن میں گیا تھا بد حالی کے سبب وہاں بھی مجال توقف نپائی اور کوہستان بہار جیو سے چاہتا تھا کہ آپ کو محمد حسین میرزا کے پاس پہونچا دے گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا اور وہ بعد زد و کوب و ذلت و خواری بسیار گوالیار کے قلعہ میں محبوس ہو کر مر گیا اور چنگیز خان کی والدہ خاقان اکبر سے اثنائے طے مسافت میں سر راہ آنکر حجاز خان حبشی کی جو اسکے فرزند کا قاتل تھا شکایت کرکے خون کی دعویدار ہوئی بادشاہ کہ بہانہ طلب تھا حجاز خان حبشی کو ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈالکر قصاص میں پہونچایا اور ولایت گجرات یکقلم میرزا عزیز کوکہ کے خیل اور قرابتیوں کو تقسیم کرکے اجمیر کے راستہ سے ماہ صفر کی دوسری تاریخ سنہ ۹۸۱ نو سو اکاسی ہجری میں مرکز دولت میں داخل ہو کر استقرار پایا اور ابراہیم حسین میرزا جب سنبھل میں پہونچا یہ خبر سنی کہ امرائے پنجاب حسین قلی خان کے ہمراہ کوہستان پنجاب میں جا کر قلعہ نگر کوٹ کو محاصرے میں رکھتے ہیں اس سبب سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ جو وہ ولایت خالی ہے دست انداز ہو کر سندھ کے راستہ سے پھر آپ کو بھائیوں کے پاس پہونچا دے اور حسین قلیخان قلعہ نگر کوٹ کا محاصرہ ترک کرکے باتفاق سید یوسف خان اور محب علیخان وغیرہ اُس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور تلمبہ کے اطراف میں اُسکے اُردو کے قریب جا کر جب خبر پائی کہ میرزا شکار کے واسطے گیا ہے اُسکے اُردو پر تاخت لایا اور مسعود حسین میرزا اُنکے دفع کے واسطے سوار ہوا اور یہ خبر بھائی کو پہونچائی لیکن بھائی کے پہونچنے سے پیشتر جنگ کرکے دستگیر ہوا اور اُسکے ہمراہی بہت قتل ہوئے اور ابراہیم حسین میرزا جب شکار سے پلٹا اور اپنے بھائی کو شہباز اجل کے پنجہ میں گرفتار پایا دل ہلاکت پر رکھ کر جنگ کے واسطے ایستادہ ہوا اور جنگ شدید کے بعد منہزم ہو کر ملتان کی سمت روانہ ہوا اور بلوچوں نے سد راہ ہو کر اُسے زخمی کیا میرزا عاجز ہو کر ایک بلوچ کے پاس پناہ لے گیا اور مخصوص خان حاکم ملتان نے اُسکو اس بلوچ سے دستیاب کیا اور تیغ سیاست سے قتل کرکے سر اُسکا تن سے جدا کیا اور باتفاق حسین قلیخان آگرہ میں آیا اور دو لون سر دار جو کچھ رکھتے تھے بادشاہ کے ملاحظہ میں لائے اور بادشاہ کے ارشاد کے موافق میرزا کا سر قلعہ آگرہ کے دروازہ پر آویزاں ہوا اور مسعود حسین میرزا کو قلعہ گوالیار میں محبوس کیا چنانچہ وہ بھی قید خانہ میں جان بر نہوا مرغ روح اُسکا زندان قالب سے پرواز کر گیا اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں عرضداشت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی اس عبارت سے پہونچی کہ اختیار الملک گجراتی اور محمد حسین میرزا آپس میں متفق ہو کر اکثر ممالک گجرات پر متصرف ہوئے ہیں اور جمعیت کثیر اور جم غفیر نے آنکر بلدۂ

احمد آباد کو محاصرہ رکھتے ہین بیت سر فتنہ دار و دگر روزگار ﷺ ہمین ست اور اشب و روز کار ﷺ اگر بادشاہ خود بنفس نفیس
توجہ فرماوے مقرون بصواب ہوگا بیت بجز صرصر باد پایان شاہ ﷺ کس این گرد ابر ندارد زراہ ﷺ اور چونکہ موسم برسات
تھا اور زیادہ لشکر بسرعت تمام نجا سکتا تھا عرش آشیانی نے دو ہزار سوار انتخاب کرکے جریدہ اور سبکبار برسم منقلائی
پیشتر روانہ کیے اور خود تین سو مرد کہ اکثین اکثر امرا اور منصبدار نامی تھے اشتران تیز رفتار اور سریع السیر پر سوار ہوے
اور اسپان باد پا کو کوتل کرکے راہی ہوے اور چار منزل کو ایک منزل کرکے پٹن گجرات اور لشکر منقلائی مین جا پہونچے
اور اُسکے بعد تین ہزار سوار ظل رایت فتح آیت مین مجتمع ہوے بادشاہ نے ترتیب افواج کرکے قول یعنی قلب میرزا
عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان المخاطب بخانخانان کے سپرد کی اور جرانغار اور برانغار اور ہراول مقرر کیئے جرانغار فوج جانب دست
چپ بادشاہ اور برانغار فوج جانب دست راست بادشاہ سے عبادت ہے کر روز جنگ محافظت کے واسطے رہتی ہے اور ہراول
یعنی وہ فوج کہ سب سے آگے رہتی ہے اور یہ تینون لغت لغات ترکی سے ہین اور خود بدولت و اقبال تنہا سو سوار سے طرح ہو کر احمد آباد
کی طرف روانہ ہوے اور ایک قراول یعنی گول چلی کو مژدہ قرب وصول سلطانی پہونچانے اور طلب لشکر کے واسطے
گجرات بھیجا جب احمد آباد کے دو کوس ادھر پہونچے نقارچیون نے نقارے اور ڈھول بجانا شروع کیے محمد حسین میرزا
اور اختیار الملک بادشاہی ایلغار سے خبر نرکھتے تھے صدائے نقارہ ہاے بادشاہی سے سراسیمہ اور پریشان ہوکر اسباب
جنگ کی ترتیب مین مشغول ہوے پھر محمد حسین میرزا دو تین ہزار سوار سے معاملہ کی تحقیق کے واسطے دریاے احمد آباد کے
ساحل پر آیا اور سبحان خان نامے سے کہ بادشاہ کی طرف سے وہ بھی دریا کے کنارے پہونچا تھا پوچھا کہ یہ کون لشکر ہے اور اس جماعت
کا کون سردار ہے سبحان خان نے جواب دیا کہ افواج بادشاہی اور کوکبۂ شاہنشاہی ہے محمد حسین میرزا نے کہا کہ آج چودہوان
ہے مخبر میرے آنحضرت کو آگرہ مین دیکھ آئے ہین اگر اچانک افواج خاصہ بادشاہی ہے تو جو فیل کہ رکاب سے کبھی جدا نہین
ہوتے تھے وہ فیل کیا ہوے سبحان خان نے کہا کہ آج نوان دن ہے بادشاہ نے پاؤن رکاب مین رکھا اس صورت مین یقین ہے کہ
اس سُرعت کے ساتھ فیل ہمراہی نہین کرسکتے محمد حسین میرزا متحوف ہو کر صفوف حرب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور اختیار الملک
کو پانچہزار سوار سے دروازہ ہاے احمد آباد کی محافظت کے واسطے مقرر کیا اور خود باتفاق شیر خان فولادی مع سات ہزار
سوار مغل اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی بادشاہ کے مقابل آیا اور بادشاہ دریا کے کنارہ ایستادہ ہوکر دیر تک وصول
لشکر گجرات کے انتظار مین رہے جو کہ دروازے دشمنون کے اختیار مین تھے انھین باہر نکلنے کی فرصت نہ ملی بادشاہ دریا سے
عبور کرکے میدان مین رونق افزا ہوے اور محمد حسین میرزا ڈیڑھ ہزار مغل فدائی لیکر کہ اکثر معرکون مین اُنسے آثار شجاعت اور
دلاوری کے ظہور مین آئے تھے فوج ہراول بادشاہی پر حملہ آور ہوا اور شاہ میرزا جرانغار پر اور حبشیون اور گجراتیون نے
برانغار پر تاخت لاکر بازار جنگ کو گرم کیا بیت دو لشکر بیکبار برخاستند ﷺ برابر صف کین بیاراستند ﷺ اس درمیان مین
فریقین ایک دوسرے سے اُلجھکر گیر و دار مین مشغول تھے بادشاہ شیر خشمناک کے مانند سو سوار لیکر ایک طرف سے
نمودار ہوے اور محمد حسین میرزا پر حملہ کیا اور محمد حسین میرزا نام بادشاہ کا سنتے ہی بدحواس ہوکر بھاگا اور ادھر سے جرانغار
اور برانغار نے محمد حسین میرزا کو منہزم دیکھکر اُنھون نے بھی سلامتی فرار مین دیکھی اور محمد حسین میرزا کو زخم رخسارہ پر لگا تھا
اور اسکا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے وقت بوہر قوم پر پہونچ کر چاہا کہ اس پر کود جاوے گھوڑے کی بیطاقتی اور اضطرار نے
اپنا کام کیا یعنی محمد حسین میرزا خانہ زین سے جدا ہوا اور مردان شاہی نے پہونچکر اُسے گرفتار کیا اور بادشاہ کے روبرو لائے

اور ہر شخص دعوی اُسکی گرفتاری کا کرنے لگا بادشاہ نے محمد حسین میرزا سے پوچھا کہ کس نے تجھے گرفتار کیا جواب دیا کہ بادشاہ کے نمک کے سوا کسی نے مجھے گرفتار نہین کیا اور الحق اُسنے سچ کہا اُسوقت بادشاہ ایک جمعیت قلیل سے کہ حدود اُنکے دوسو سے بھی کم تھے ایک پشتہ کے پیچھے کہ جنگ گاہ کی حوالی مین تھا بیٹھکر انتظار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کا کرتے تھے کہ فوج بزرگ نمودار ہوئی اور جو افواج ظفر امواج سے بہت دور تھے ایک اضطراب بادشاہی آدمیون کے درمیان مین ظاہر آیا ایک شخص اُسکی تحقیق کے واسطے گیا اور خبر لایا کہ اختیار الملک گجراتی ہے کہ خبر شکست سنکر جنگ کے ارادہ پر آتا ہے بادشاہ نے اُن دوسو آدمیون کو حکم دیا کہ تیرباران کرکے اُنھین پسپا کرو اور بسبب دہشت نقارچیون کے دست و پا پھول گئے تھے بنفس نفیس با آواز بلند اُنھین فرمایا کہ وہ نقارہ بجانے مین مصروف ہوے اور اختیار الملک نے بھی جسدم یہ سنا کہ بادشاہ بھی ان لوگون کے درمیان مین ہے ہراسان ہوکر راہ فرار پائی اور قصبہ محمد حسین میرزا اور ابراہیم حسین میرزا و علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور بہادر خان سیستانی نے شہرت عظیم پائی کہ بادشاہ نے مثل آفتاب کے تسخیر کی ہے دشمن اُسکا نام سنکر فوراً فرار کو قرار پر اختیار کرتے تھے اس سبب سے کوئی حضرت کے مقابل نہ آیا اور جس وقت بادشاہ اختیار الملک کے دفع مین متوجہ تھے رائے سنگھ نے محمد حسین میرزا کو بادشاہ کے بحکم قتل کیا اور اختیار الملک بھی بھاگتے وقت زقوم زار مین پہونچا اور گھوڑا کو دانے وقت زمین پر گرا اور ایک مردم بادشاہی کے ہاتھ سے مقتول ہوا اُسوقت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ راہ پاکر ملازمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت اُسی دن احمد آباد مین داخل ہوے اور مہمات گجرات کو پھر خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے جانب رجوع کرکے اجمیر کے راستہ سے باستعجال تمام دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوے اور جب قریب پہونچے مع جمیع مردم کہ ہمراہ تھے برچھی ہاتھ مین لیکر بلدۂ آگرہ مین داخل ہوے اور سنہ مذکورہ مین داؤد بن سلیمان افغان کرانی کہ بنگالہ کو تصرف مین رکھتا تھا اطاعت سے منحرف ہوا اور منعم خان المخاطب بخانخانان فرمان کے موافق اُسکے مقابل گیا اور چند معرکون کے بعد اُنکے درمیان مین صلح واقع ہوئی بادشاہ نے صلح قبول نہ فرمائی راجہ ٹوڈرمل کو صاحب اہتمام بنگالہ کرکے منعم خان کے پاس بھیجا کہ داؤد بن سلیمان افغان کرانی کو مستاصل یا خراج گذار کرین داؤد بن سلیمان نے جو لودی نام افغان کو غنیم خانگی بہم پہونچا یا تھا ناچار گردن حلقہ باج و خراج مین ڈالا اور لودی نام افغان کو حسن سلوک اور تدبیر سے دستیاب کرکے قتل کیا اور قوت پکڑکے عہد توڑا اور آب سون کے کنارے آن کر اُس مقام مین کہ آب سون اور گنگ آپس مین ملحق ہے ہو رہے آب پر منعم خان خانخانان سے جنگ کی اور چند کشتی تاخت کرکے منہزم ہوا اور جا کے دور دست مین گیا اور منعم خان خانخانان نے آب سون سے عبور کرکے پٹنہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور عرش آشیانی نے جب دیکھا کہ میرے بغیر توجہ کے قلعہ فتح نہ ہوگا خود مع جمیع شاہزادگان اور امرا ہزار کشتیون پر سوار ہوکر اور کوشش رنگ برنگ کشتیون پر ڈالکر عین باران مین اُس طرف متوجہ ہوے چنانچہ قلعہ جنار کے مقابل بعض کشتیان گرداب ہائل مین پہونچکر خیر و سلامتی سے باہر آئین اور پھر خطہ بنارس مین نزول فرمایا اور جو افواج کہ خشکی کے راستہ سے روانہ ہوئی تھی وہ بھی آن پہونچی اور شاہزادہ ہائے عالی تبار اور حرم کو جونپور بھیجکر خود پٹنہ کی طرف عازم ہوئے اور اُسوقت کبیر خان کہ قلعہ بھکر کے تسخیر کو گیا تھا اُسنے فتحنامہ بھکر کا درگاہ مین ارسال کیا بادشاہ اُسے فال نیک سمجھکر دریا کی راہ سے جب حوالی پٹنہ مین پہونچے معلوم ہوا کہ عیسی خان نیازی جو افغانون کے سرداران معتبر سے تھا قلعہ سے نکلکر منعم خان المخاطب بخانخانان سے جنگ مین مارا گیا اور جو لوگ کہ قلعہ مین تھے بھاگنے کی فکر مین ہین بادشاہ نے خان اعظم کو تین ہزار سوار سے

قلعہ حاجی پور کی فتح کے واسطے مقرر کیا اور اُسنے وہان پہونچکر قلعہ کو فتح خان کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور داؤد بن سلیمان
افغان اس خبر سے ہراسان اور خوفزدہ ہوا ایلچیون کو درگاہ مین بھیجکر طلب عفو جرائم کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد حصول نقد
ملازمت تیری تقصیرین معاف ہوسکتی ہین اور اگر تو حاضر ہو باوجود اسکے ہمارے پاس تجھ ایسے ہزار نوکر ہین تنہا تیرا
مقابلہ کرتا ہون جو ظفریاب ہو اسکا قلعہ ہووے داؤد سلیمان اس جواب سے زیادہ سراسیمہ ہوا شب کو گڑھی کے
دروازہ سے کشتی مین بیٹھکر بنگالہ کی سمت بھاگا عرش آشیانی نے صبح ہاتھی چھین لانے کے واسطے پچیس کوس راہ طے کی اور
چار سو فیل لیکر معاودت کی اور پٹنہ کا ضبط اور مہمات کا اہتمام منعم خان خانخانان کی طرف رجوع کیا پھر مسرور اور
محظوظ ہوکر دار السلطنت آگرہ مین مراجعت فرمائی خان اعظم میرزا عزیز کوکہ گجرات سے اور خان جہان لاہور سے
مبارکبادی کے واسطے آئے اور تہنیت کے بعد اپنے محال مین بازگشت کی اُسوقت بادشاہ نے خواجہ مظفر علی
ترمذی کو جو نوکران بیرم خان ترکمان سے تھا مظفر خانی خطاب دیکر قلعہ رہتاس اور بنگالہ کے فتح کے واسطے بہار مین
نامزد کیا اور خود اجمیر مین تشریف لے گئے اور دو لاکھ کے قریب نقد و جنس خادمان حظیرہ خواجہ معین الدین چشتی قدس
سرہ اور سید حسن خنگ سوار اور مستحقین کو پہونچاکر آگرہ مین آئے اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان جو عازم بنگالہ
ہوا تھا جب قلعہ گڑھی مین کہ بنگالہ کا دروازہ ہے پہونچا داؤد بن سلیمان تاب اُسکے مقاومت کی نہ لایا اور اوڈیسہ کی
طرف بھاگا اور راجہ ٹوڈرمل اور بھی دیگر امرا اوڈیسہ کی طرف روانہ ہوے جلیسر داؤد بن سلیمان نے دو مرتبہ اُنہین
شکست دی آخر خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان اوڈیسہ مین آیا اور داؤد بن سلیمان سے جنگ کی بنیاد ڈالی اور
گوجر نام افغان کہ شجاعت مین ضرب المثل تھا اور داؤد بن سلیمان کی ہراولی اُسکے متعلق تھی خواجہ مظفر علی کی ہراول پہ
کہ خان عالم تھا حملہ کیا اور ہراول کی فوج کو درہم برہم کرکے خان عالم کو مقتول کیا اور ایک جماعت کہ قول اور ہراول
کے درمیان قائم تھی وہ بھی اُسکے صدمہ سے متفرق اور پریشان ہوکر قول مین پناہ لائی اور قول کی بھی باعث تفرقہ
ہوئی اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان کہ تھوڑے آدمیون سے رہا تھا گوجر کے مقابل ہوا حسب اتفاق گوجر نے
اُسکے مقابل ہوکر اسے بھی مجروح کیا خواجہ مظفر علی جنگ کرتا ہوا معرکہ سے باہر ایستادہ ہوا اور جب مردمان متفرق پھر اُس کے
پاس فراہم ہوے پھر وہ گوجر کی طرف متوجہ ہوا اور عین حرب مین ایک تیر گوجر کے ایسا کاری لگا کہ جانبر نہوا اور داؤد بن
سلیمان بیدل ہوکر بھاگا اور غنیم کے ہاتھی سب گرفتار ہوے پھر راجہ ٹوڈرمل و امراے بادشاہی نے تعاقب کیا داؤد
بن سلیمان جب دریاے چین کے اطراف مین پہونچا اور راہ گریز مسدود ہوئی ناچار اپنے اہل و عیال کو قلعہ مین چھوڑکر
اور کفن گردن مین ڈالکر بقصد جنگ پلٹ آیا راجہ ٹوڈرمل نے حقیقت احوال خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان سے ظاہر کی
اور وہ باوجود جراحت اور زخمون کے خود وہان گیا جب داؤد بن سلیمان ملاقات کے واسطے آیا ٹیکا اور خنجر اور شمشیر مرصع اور جواہر
قیمتی اُسکو دیا اور اوڈیسہ اور کٹک اور بنارس اُسکے سپرد کرکے پلٹ گیا اور سنوات سابق یعنی عہد محمد بختیار خلجی سے شیر شاہ کے زمانہ
تک بلدہ گور شاہان بنگالہ کا پایہ تخت تھا لیکن پردیسی آدمیون کو وہان کی ناسازی آب و ہوا کے سبب افغانون نے
خواص پور ٹانڈہ کو احداث کرکے نشیمن گاہ حکام کیا تھا خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان گور کی تعمیر کی فکر مین پڑا اور وہان جاکر اُس شہر کو
ازسرنو تعمیر کرکے اپنا نشیمن کیا چنانچہ تھوڑے عرصہ مین آب و ہوا کے اختلاف سے بیمار ہوا اور ماہ رجب کی اکیسوین تاریخ سنہ ٩٨٣
نو سو تراسی ہجری مین نقد حیات مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور بادشاہ نے حسین قلیخان ترکمان کو خطاب خانجہانی دیکر

بنگالہ کی حکومت پر معین کیا اور اُس عرصہ مین سلیمان میرزا والی بدخشان اپنے پوتے شاہرخ میرزا کی مخالفت سے جلاوطن
ہوکر درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور بلدۂ فتحپور سیکری مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چند روز کے بعد حج کی
رخصت لیکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور خانۂ خدا کی زیارت سے مشرف ہوکر اُسی راستہ سے بدخشان گیا اور دوبارہ اُسکی
حکومت اور امارت پر فائز ہوکر اپنے منزل مقصود کو پہونچا اور اُنھین دنون مین ارباب غرض نے عرض اقدس مین پہونچایا
کہ خان عالم میرزا حکیم کو مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے فرمان طلب اُسکے نام صادر ہوا اور وہ کہ اس تہمت سے بری تھا
بے توقف درگاہ مین آیا اور چند روز قنبر خان کی محنت اور صعوبت کھینچی اور شہاب الدین احمد خان نیشاپوری گجرات کی حکومت پر
فائز ہوا اور اُسی سال بادشاہ نے اجمیر کی طرف جاکر زیارت کی اور حافظ حقیقی کی عنایت سے بخیر و سعادت معاودت کی
اور ابھی حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان مطلب کو نہ پہونچا تھا کہ داؤد بن سلیمان افغان باتفاق افغانان بہار و
بنگالہ خواص پور ٹانڈہ کا عازم ہوا اور امرا طاقت توقف کی نہ لائے سب کے سب خواص پور ٹانڈہ سے باہر آگئے اور
داؤد بن سلیمان افغان خواص پور ٹانڈہ اور اُس حدود پر متصرف ہوا اور قریب پچاس ہزار افغان کے اُسکے پاس جمع ہوے
حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان جمیع امراے بادشاہی کو ایکجا کرکے گڑھی کا عازم ہوا اور حملۂ اول مین قلعہ اُس
کو مفتوح کیا اور قریب ڈیڑھ ہزار افغان کے اُس معرکہ مین قتل کرکے اُس موضع کی طرف کہ مسکن داؤد بن سلیمان افغان
کا تھا متوجہ ہوا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان مع لشکر بہار و ترہت و حاجی پور وغیرہ ساتھ اُسکے ملحق ہوے اور
پنجشنبہ کے دن پندرھوین ربیع الثانی سنہ مذکورہ مین آراستگی سپاہ قیام کیا اور داؤد بن سلیمان نے بھی پچاس ہزار
افغانون کے ساتھ کہ اطراف و جوانب سے اُسکی کمک کو آئے تھے صفوف حرب آراستہ کرکے مقابلہ کیا اول کالا
پہاڑ کہ امراے داؤد بن سلیمان سے تھا جرانغار حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان پر تاخت لایا اور اُسکے لشکر کو
متفرق اور پریشان کیا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان داؤد بن سلیمان کے برانغار یعنی صف میمنہ پر حملہ آور ہوا
اور اُسکی جمعیت کو پسپا کیا اس درمیان مین خانجہان نے داؤد بن سلیمان کے قلب پر حملہ کیا اور طرفین سے جنگ صعب
وقوع مین آئی اور خلق بیشمار فریقین سے مقتول ہوئی میدان مین کشتون کے پشتے ظاہر آئے پھر
نسیم فتح لشکر بادشاہی کے پرچم پر چلی داؤد بن سلیمان کا پاے فرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار پائی بہادرون نے اُسکا پیچھا کرکے
دستگیر کیا اور خانجہان کے پاس زندہ حاضر لائے اور اُسکے فرمانے سے اُسکو قتل کیا اور جنید بن داؤد بن سلیمان مجروح
ہوکر معرکہ سے نکلگیا تھا تین دن کے بعد مرگیا اور خانجہان وہ سب ممالک بنگالہ کہ افغانون کے تصرف مین تھے اپنے
قبضہ مین لائے اور تمام ہاتھی افغانون کے جو دستیاب ہوے تھے مع دیگر غنائم بادشاہ کی خدمت مین بھیجے اور مظفر خان
پٹنہ مین جاکر سنہ ۹۸۴ نوسو چوراسی ہجری مین قلعہ رہتاس کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور محمد معصوم خان کو اثناے راہ سے حسین خان
افغان کے تدارک کو کہ اُس نواح مین تھا بھیجا محمد معصوم خان نے حسین خان افغان کو منہزم اور پریشان کرکے پرگنہ مین کہ جاگیر
اُسکی تھی فروکش ہوا اور کالا پہاڑ نے مع سات سو یا آٹھ سو سوار کے جو نواحی رہتاس مین تھے معصوم خان کے سر پر آنکر
محاصرہ کیا اور محمد معصوم خان موقع پاکر عقب دیوار قلعہ کو شگاف کرکے باہر آیا اور کالا پہاڑ کا سامنا کرکے جنگ مین
مشغول ہوا اور فیل ایاز نام جو کالا پہاڑ کا فیل جنگی تھا خرطوم سے محمد معصوم خان کے گھوڑے کو زیر کرکے پیادہ کیا اس
درمیان مین جوانان تیرانداز نے ایک تیر کی ضرب سے فیلبان کو ہلاک کیا اور اُس فیل نے بےفیلبان اور بدمست نے بحسب اتفاق

اپنی ہی فوج پر حملہ کرکے بہت سے افغان سوار اور پیادہ کو پامال کیا اس سبب سے شکست پٹھانوں پر پڑی اور کالا پہاڑ مارا گیا اور فیل ایاز بھی گرفتار ہوا مظفر خان قلعہ رہتاس میں گیا اور اُس سال شہباز خان کنبو نے قلعہ سوانہ کو کہ راجہ چندر سین پسر مالدیو سے تعلق رکھتا تھا چھین لیا پھر وہ راجہ گنجوتی کو دفع کرنے کے واسطے کہ جو بنگالہ اور بہار کے سر راہ پر واقع ہے مامور ہوا اور راجہ کو ایک جنگل صعب میں نیست کرکے قلعہ شیر گڈھ کو جو راجہ گنجوتی کے بیٹے کے قبضہ میں تھا مفتوح کیا اور جب فتح قلعہ رہتاس کا کام اسکے سپرد ہوا وہاں جاکر محاصرہ کیا اور مظفر خان نے اُس نواح کے پٹھانوں کے دفع کے واسطے توجہ کی اس صورت میں جو پٹھان قلعہ میں متحصن تھے طول مدت محاصرہ سے عاجز آئے اور امان طلب کرکے قلعہ کو سپرد کیا اور شہباز خان کنبو اُس قلعہ کو اپنے بھائیوں کے سپرد کرکے درگاہ میں گیا اور اُس بادشاہ نے اجمیر کی طرف جاکر شہباز خان کنبو کو قلعہ کمل میر کے تسخیر کے واسطے کہ تصرف میں رانا کے تھا تعین کیا اور اُسنے جاکر قلعہ مذکور کو سہل ترین وجہ سے فتح کرلیا اور بادشاہ اجمیر سے کوہستان بانسوالہ اور مندو میں داخل ہوئے اور شکار کرتے ہوئے دکن کی سرحد تک گئے چونکہ مرتضی نظام شاہ بحری والی احمدنگر دیوانہ ہوکر پردہ نشین ہوا تھا اُس کی ولایت کی تسخیر کا داعیہ کیا لیکن بعضے امور کے مانع ہونے سے فتح پور سیکری کی طرف متوجہ ہوئے اور ۹۸۵ھ نوسو پچاسی ہجری میں پھر عرش آشیانی نے اجمیر کی طرف توجہ فرمائی اور عادت کے موافق ایک کوس کی مسافت سے پیادہ ہوکر خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ منورہ میں داخل ہوئے اور زیارت کی اور اُس مقام میں مظفر خان ملازمت کے واسطے حاضر ہوا اور منصب وزارت پاکر استقلال تمام پہنچایا اور بادشاہ نے وہاں سے دہلی کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور ان دنوں میں ستارہ ومدار مغرب کی طرف ظاہر ہوا اور بادشاہ جب اجودھن میں پہونچے زیارت شیخ فرید شکرگنج قدس سرہ کی کرکے کابل کی روانگی کی عزیمت رکھتے تھے لیکن جو وقت مقتضی شکار کا تھا فسخ عزیمت کرکے سایہ وصول فتحپور سیکری پر ڈالا اور اُس سال مسجد جامع فتحپور سیکری کہ ۹۸۱ھ نوسو اکاسی ہجری میں شروع کی تھی تیار ہوئی اور ۹۸۶ھ ہجری میں والی خاندیس نے مظفر حسین میرزا ولد ابراہیم حسین میرزا کو کہ اُسکے پاس آیا تھا فرمان والا شان کے موافق مقید کرکے مع اُسکی والدہ کے درگاہ میں بھیجا اور بادشاہ نے مقام عنایت میں ہوکر اپنی بیٹی شاہزادہ خانم کو اُسکے عقد میں دیا اور اُس سال حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان کہ امرائے پنجہزاری سے تھا بنگالہ میں قضائے الہی سے فوت ہوا اور ۹۸۷ھ نوسو ستاسی ہجری میں فتحپور سیکری کے فراش خانہ خاص میں آگ لگی خیمہ اور سراپردہ مخمل اور زربفت وغیرہ اور قالیچہائے زربفت اور بھی فراش اس قدر کہ حساب میں نسماوے جلا اور سنہ مذکورہ میں عرش آشیانی اجمیر کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں سے فتحپور سیکری کی طرف معاودت کی اور بعد فوت حسین قلیخان ترکمان جب افغانوں نے بنگالہ اور بہار میں قوت پکڑی اور پے فتنہ اور فساد ہوئے عرش آشیانی نے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو مع امرائے عمدہ اُسطرف روانہ فرمایا اور محمد حکیم میرزا فرصت پاکر لشکر خان مقیم پنجاب کے بہکانے سے لاہور کی تسخیر کا عازم ہوا پہلے شادمان کوکہ کو مع ہزار سوار بطور ہراول پیشتر بھیجا اور کنور مانسنگھ راجپوت نے جو امرائے پنجاب سے تھا جس دم کہ شادمان کوکہ نے نیلاب سے عبور کیا اُسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور وقوع حرب کے بعد اُس کو منہزم کیا اور اکثر لوگ اُسکے مقتول ہوئے اور کچھ پانی میں ڈوب گئے اور جسوقت کہ محمد حکیم میرزا نواحی رہتاس واقع پنجاب میں پہونچا کنور مانسنگھ نے آکے سید یوسف خان مشہدی کے پاس جو اس قلعہ کا والی تھا پہونچایا اور چند روز کے بعد لاہور میں آیا اور جب یوسف خان

مشہدی نے اعلام مدافعہ برپا کیے اور ساتھ حکیم محمد میرزا کے متفق نہ ہوا اسواسطے میرزا نے عنان کران عزیمت لاہور کی طرف معطوف رکھی اور محرم کی گیارھوین تاریخ سنہ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین لاہور کو محاصرہ کیا اور سعید خان اور راجہ بھگوان داس اور کنور مانسنگھ قلعہ مین متحصن ہوے عرش آشیانی باوجود خلل بنگالا اور بہار کے کابل کی طرف متوجہ ہوے اور محمد حکیم میرزا افغانون کے عصیان کے سبب سے آنحضرت کی پنجاب کی تشریف آوری کا گمان نرکھتا تھا مجرد سننے اس خبر کے برق و باد سے بھی پیشدستی کر کے کابل مین گیا اور بادشاہ جسوقت سرہند کے حوالی مین پہونچے اور یہ معلوم ہوا کہ شاہ منصور شیرازی ساتھ حکیم محمد میرزا کے ابواب مراسلات مفتوح رکھتا تھا اسواسطے اسکو دار پر کھینچا اور جب کوا زرنگار کابل کی طرف متوجہ ہوکر کواح رہتاس مین پہونچے یوسف خان مشہدی نے شرف بساط بوس سے سرفرازی پائی اور پانی کی طغیان کے سبب سے جو پل کا باندھنا دشوار تھا بادشاہ نے مع شاہزادہاے والا تبار نیلاب سے عبور کیا اس سبب سے محمد حکیم میرزا کے گماشتے کہ پشاور اور اُس حدود مین تھے بھاگ گئے اور جب موکب منصور جلال آباد مین پہونچا شاہزادۂ عالمیان نے سلطان سلیم کو وہان چھوڑا اور شاہزادہ مراد کو مقدمہ کر کے باہستگی کابل روانہ ہوا جس دم شاہزادہ شترگردن مین جو کابل سے پندرہ کوس ادھر ہے پہونچا فریدون خان مع سات سو جوان سپاہ ورسقری محمد حکیم میرزا کے شاہزادہ کی اُردو پر تاخت لایا اور غنیمت بیشمار لے گیا اور محمد حکیم میرزا ماہ صفر کی دوسری تاریخ سنہ مذکور مین افواج آراستہ کر کے شہزادہ کے مقابل صف آرا ہوا اور کنور مانسنگھ اور تورک خان آنکہ فیلون کو پیش کر کے میرزا کی فوج پر حملہ آور ہوے اور زنبورکین کہ فیلون پر تھین یکبارگی سر کین القصہ زنبورک کا گولا ایک آدمی کے جو میرزا کے قریب ایستادہ تھا اُسکے سینہ مین لگ کر پشت سے برآمد ہوکر اور تین آدمیون کا کام تمام کیا اور میرزا یہ حال معائنہ کر کے معرکہ سے روگردان ہوا اور تعاقب کے وقت اُسکے بہت مردم نامی مقتول ہوے اور بادشاہ نے منزل سرخاب مین فتح کی خبر سماعت فرمائی اور ساتوین ماہ مذکور کو کابل مین تشریف لائے اور جو محمد حکیم میرزا غوربند کی طرف مفرور ہوا تھا بادشاہ نے کسی کو نہ ستایا اور اس سبب سے کہ محمد حکیم میرزا ایلچی بھیجکر عذرخواہ ہوا بادشاہ نے گناہ اُسکے معاف فرمائے اور اہل کابل کو مورد انعام اور مصدر احسان کیا اور اُس مہینے کی چودھوین تاریخ کو مراجعت کی اور جب نیلاب سے بخیر و سعادت عبور کیا اُس حدود کے انتظام کے واسطے ایک قلعہ گچ اور سنگ سے بنانے کا حکم دیا اور اسکا نام اٹک بنارس رکھا اسواسطے مذہب کفار مین اٹک سے عبور منع ہے اور اٹک بھی لغت ہندی مین بمعنی منع ہے اور عرش آشیانی ماہ رمضان المبارک کی انتیسوین تاریخ کو لاہور مین رونق افزا ہوے اور وہان کی حکومت راجہ بھگوان داس کو عنایت فرمائی اور چند روز کے بعد فتحپور سیکری کی طرف سوار ہوے کیونکہ فتحپور سیکری اُن دنون مین مستقر سریر بادشاہی ہوا تھا وہان نزول اجلال باجلول اقبال فرمایا اور شہباز خان کنبو کو کسی امر کے واسطے مقید کیا تھا ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۹۰ نوسو نوے ہجری مین قید سے رہا کر کے لشکر بنگالہ کی کمک کے واسطے بھیجا اور اُس عرصہ مین عرش آشیانی کو بیماری تپ و اسہال کی لاحق ہوئی چونکہ آنحضرت بھی بطریق ہمایون بادشاہ افیون کے استعمال کی عادت رکھتے تھے عیان حضرت مضطرب و متفکر ہوے لیکن شافی مطلق کے فضل سے شفاے عاجل حاصل ہوئی اور زر خطیر تصدق فرمایا اور ماہ محرم سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے ہجری مین خان اعظم عزیز میرزا کو کہ جو بنگالہ مین نامزد تھا درگاہ مین آیا اور بعضے مطالب ضروریہ عرض کر کے پھر وہان گیا اور شہر شوال سنہ مذکور مین عرش آشیانی جوے پراگ یعنے مابین گنگا اور جمنا کے ہے تشریف لائے اور بنائے قلعہ اور احداث شہر الہ آباد کا کہ ساتھ الہ آباس کے مشہور ہے حکم فرمایا اور جیسا کہ مذکور ہوا سلطان مظفر

گجراتی جب اظہار اخلاص کر کے سب گجراتیوں سے پیشتر ملازمت کے واسطے حاضر ہوا جاگیر خوب سے نوازش پائی اور مدت مدید
اُس مدت تک موجود رہا اور آخر کو گجرات کی طرف بھاگا اور اُسوقت کہ بادشاہ الہ آباد میں تشریف رکھتے تھے باتفاق شیرخان
گجراتی خروج کر کے مصدر آشوب ہوا اور بادشاہ نے اعتماد خان گجراتی کو کہ محل اعتماد ہوا تھا حکومت گجرات کے واسطے
بھیجا شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کو کہ حاکم احمد آباد تھا حضور میں طلب کیا اور بعد پہونچنے اعتماد خان کے
شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے برآمد ہوا چندروز سامان کے واسطے پٹن میں توقف کیا اور سپاہی اسکے کہ اکثر عیال
و اطفال ہمراہ رکھتے تھے صعوبت سفر کی تاب نہ لاکر مظفر شاہ گجراتی کے پاس گئے مظفر شاہ گجراتی جمعیت عظیم بہم پہونچا کر
احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اعتماد خان شہر کو اپنے آدمیوں کے سپرد کر کے پٹن میں شہاب الدین احمد خان کے پاس آیا مظفر خان
گجراتی زور لاکر احمد آباد پر متصرف ہوا اور اعتماد خان بمبالغہ تمام شہاب الدین احمد خان کو ہمراہ لیکر احمد آباد کی سمت متوجہ ہوا
مظفر خان گجراتی شہر سے برآمد ہو کر جنگ میں مصروف ہوا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان کو شکست دے کر
مقرور کیا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان منہزم ہو کر پٹن کی طرف راہی ہوئے اور عریضہ مشتمل بر کیفیت احوال
مرسول درگاہ کیا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو کہ میرزا خان مشہور تھا مع امرائے جاگیردار اجمیر کے
اس فساد کے دفع کے واسطے تعین کیا لیکن ابھی میرزا عبدالرحیم وہان نہ پہونچے تھے کہ مظفر شاہ گجراتی قطب الدین خان اتکہ
جاگیردار بھروچ کو قلعہ بروده میں محاصره کر کے غالب آیا اور قطب الدین خان کو قتل کر کے چوده لاکھ روپیہ بادشاہی کہ قلعہ بروده میں
جمع تھا مع اموال قطب الدین خان کہ دس کرور سے متجاوز تھا متصرف ہوا اور احمد آباد میں آکر جمع لانے خیل و حشم میں کوشش
کی میرزا عبدالرحیم المشہور بہ میرزا خان جب پٹن گجرات میں پہونچا شہاب الدین احمد خان اور بھی دیگر امرائے متفرق کو جمع کر کے
مع آٹھ ہزار سوار **بیت** رمح ہر یک شہاب جستہ گسل ÷ تیغ ہر یک درفش خارہ گذار ÷ لیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
جب موضع سرکیج میں کہ تین کوس شہر سے ہے پہونچا مظفر شاہ گجراتی نے محرم کی پندرھوین تاریخ سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری
میں باتفاق زمینداران و گجراتیان مع تیس ہزار سوار مغل اور راجپوت کے مقابل آکر صفوف جنگ آراستہ کیں اور بہادران
طرفین اور بہادران جانبین صرصر تند کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور عنان سبک و رکاب گران کر کے
تیر و نیزه و تبر اور تیغ و شمشیر و خنجر سے داد مردی و مردانگی دی **نظم** دو لشکر تیغ و پیکان تیز کردند ÷ ہلاک یکدگر انگیز کردند
درودہ داس تیغ از سرفشانی ÷ زہر سو گشت زار زندگانی ÷ اجل تا بر سر شخصے رسیده ÷ ز شخص او نشانی ہم ندیده ÷ آخر
گیرودار میں کہ طرفین سے ایک جماعت کثیر مقتول ہوئی تھی ہواے فتح نے سایہ میرزا عبدالرحیم عرف میرزا خان کے سر پر
ڈالا اور مظفر شاہ گجراتی مقہور ہوا اور بھاگ کر احمد آباد میں دم لیا اور جو کہ میرزا عبدالرحیم اسکے تعاقب میں شہر میں داخل
ہوا مظفر شاہ گجراتی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور جب قلیچ خان ہمراہ امرائے مالوہ پیچھے سے پہونچا میرزا عبدالرحیم
باتفاق انکے مظفر شاہ گجراتی کے تعاقب میں کھنبایت کی طرف روانہ ہوا اور اُسنے بھاگ کر کوہستان ناندوت
میں پناہ لی اور جنگ پر مستعد ہوا اور جب کہ عبدالرحیم کی توپ کا مظفر شاہ گجراتی کے قول پر پہونچا اور چند شخص
ضائع ہوئے پاے ثبات متزلزل کر کے جوناگڑھ میں جام کے پاس پناہ لے گیا اور میرزا عبدالرحیم نے قلیچ خان کو قلعہ
بھروچ کے محاصرہ کو بھیجا اور خود احمد آباد میں آیا اور نصیر خان مظفر شاہ کا سالا کہ قلعہ بھروچ کا حاکم تھا سات مہینے قلعہ میں قلعہ
بند ہو کر آخر کو دکن کی طرف بھاگا اور قلعہ قلیچ خان کے تصرف میں آیا اور مظفر شاہ دوبارہ جام اور امین خان حاکم جوناگڑھ کی

اعانت سے جمعیت کر کے اُس مقام مین کہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے آیا اور جب میرزا عبدالرحیم شہر سے برآمد ہو کر اُس طرف
متوجہ ہوا مظفر شاہ سراسیمہ ہو کر جنگل کی سمت بھاگا اور چند روز کے بعد باتفاق سہیل اور کولی اور گراس جنگل سے برآمد ہوا اور بھیل
مقام سرا‌ے مین لشکر بادشاہی کے مقابل آ کر مقاتلہ مین مشغول ہوا اور شکست پا کر رائے سنگھ راجہ جہلوارہ کے پاس پناہ لے گیا
اور میرزا عبدالرحیم پانچ مہینے کے بعد فرمان قضا جریان کے بموجب درگاہ کی طرف روانہ ہوا اور جو مظفر شاہ کو شکست دیکر
نام پیدا کیا تھا خطاب خانخانان سے مخاطب ہوا اور پھر حکم کے موافق گجرات مین آیا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری ولد
حسین شاہ بحری اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ بحری سے بھاگ کر درگاہ مین آیا اور سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور شاہ فتح اللہ شیرازی
کہ علامۂ عصر تھا وہ بھی دکن سے آیا اور بادشاہ کے تقرب مین اختصاص پایا اور سنہ ۹۹۳ نوسو ترانوے ہجری مین سید مرتضی
سبزواری اور خداوند خان حبشی نے صلابت خان ترک سے شکست پا کر درگاہ جہان پناہ مین آ کر پناہ لی اور بادشاہ کہ ہمیشہ تسخیر
دکن کی فکر مین تھا اُس جماعت کو خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس کہ مالوہ کا حاکم تھا بھیجا حکم تسخیر دکن کا نافذ فرمایا اور
شاہ فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ خطاب فرما کر مہام دکن کے سرانجام کے واسطے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس
مالوہ مین روانہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مالوہ کی سرحد مین آیا اور جب راجہ علیخان فاروقی حاکم خاندیس کو دکھنیون
کی طرف مائل دیکھا شاہ فتح اللہ شیرازی کو اُس کی نصیحت کے واسطے بھیجا لیکن اُس کا ارشاد اُس کے دل مین اثر پذیر نہ ہوا
پلٹ آیا اور امرا‌ے مرتضی نظام شاہ بحری کے میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک باتفاق راجہ علیخان خان اعظم میرزا
عزیز کوکہ کے مقابلہ کو جو ولایت ہنڈیہ مین مقیم تھا آئے خان اعظم نے جنگ مناسب نہ دیکھی دوسرے راستہ سے
ولایت دکن مین گیا اور ایلچپور مین جا کر تین دن اُس شہر کو غارت کیا جب میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک اور راجہ علیخان
فاروقی پلٹ کر ایلچپور کے اطراف مین آئے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ تاب مقاومت اُنکی نہ لا کر ندربار کے راستہ سے دکن سے
برآمد ہوا اُسوقت جب فرمان والا میرزا عبدالرحیم المشہور بمیرزا خان المخاطب بخانخانان کے طلب مین پہونچا وہ گجرات سے
عازم درگاہ ہوا اور مظفر شاہ گجراتی فرصت پا کر بہزاد الملک کے پاس کہ داول الملک مشہور ہوا تھا آیا اور جمعیت کرنے لگا
چنانچہ سات ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ بہم پہونچا کر بقدر قوت دست و پا مارے لیکن کام درست نہ آیا جا بجا بھاگتا
پھرا اور اُس سال شاہرخ میرزا حاکم بدخشان عبداللہ خان اوزبک کے غلبہ سے پریشان ہو کر درگاہ مین آیا اور امرا‌ے
شاہی کے سلک مین منسلک ہوا اور اُسی سال صبیہ راجہ بھگوان داس کو بعد طوی جشن عظیم شاہزادہ محمد سلیم کے عقد
مین در لائے اور سنہ ۹۹۴ نوسو چورانوے ہجری مین ایام تحویل حمل مین بطریق سنوات سابقہ مجلس نوروزی کمال تجمل اور
آراستگی سے منعقد ہوئی اور سنہ مذکور مین بھائی بادشاہ کا محمد حکیم میرزا کابل مین فوت ہوا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم
خانخانان کو گجرات کا حاکم اور شاہ فتح اللہ کو صدر اُس ولایت کا کر کے اُس طرف روانہ کیا اور خود پاے دولت رکاب سعادت مین لا کر
پنجاب کی طرف روانہ ہوئے اثنا‌ے راہ مین صادق محمد خان کو بھکر کی حکومت پر روانہ فرمایا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس
کو کابل مین بھیجا وہ فرزندان محمد حکیم میرزا کو کہ خردسال تھے مع فریدون خان اور امرا‌ے محمد حکیم میرزا کے لاہور مین لایا اور
اپنے فرزند کو ہمراہ خواجہ شمس الدین محمد خافی کے کابل مین چھوڑا اور جب عرش آشیانی اٹک بنارس مین کہ مستحدثات آنحضرت سے
ہے روان ہوے شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوان داس اور شاہ قلیخان محرم اور بعضی امرا‌ے نامدار دیگر کو مع قریب پانچہزار سوار کے
ولایت کشمیر کی تسخیر کیواسطے مقرر فرمایا اور زین خان کوکہ کو مع افواج آراستہ سرپا افغانان سوات و بجور روانہ کیا اور کنور مانسنگھ ولد

راجہ بھگوان داس کو بقصد اخراج افغانان روشنائی کہ ظلمت کفر و زندقہ مین شہرت رکھتے تھے بھیجا اور کہتے ہین ایک شخص ہندوستانی نے کہ اپنا نام پیر روشنائی مشہور کیا تھا افغانون کے درمیان جاکر اُنھین مرید کیا اور جب وہ فوت ہوا اُس کا بیٹا جلالہ کہ چودہ برس کا تھا بادشاہ کی ملازمت مین آیا اور چند عرصہ مین بھاگ کر افغانون کے درمیان مین گیا اور اُنہے خلق کثیر کو ساتھ اپنے متفق کرکے ہندوستان اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا اور جب بادشاہ پر افغانان سوات و بجور کی جمعیت کی حقیقت منکشف ہوئی سعید خان گکھر اور شیخ فیضی شاعر اور ملا شیری شاعر اور صالح عاقل کو زین خان کوکہ کی مدد کے واسطے روانہ کیا اور اُنکے پیچھے حکیم ابو الفتح گیلانی کو مع امراے مشہور زین خان کی کمک کے لیے مقرر فرمایا اُن لوگون نے باوجود ایسے لشکر کے افغانون سے شکست فاحش کھائی خواجۂ عزت بخشی اور راجہ بیربل اور ملا شیری اور ایک جماعت اور مردم معتبر اور معتمد نے مع آٹھ ہزار سوار کے شربت فنا چکھا اور زین خان کوکہ اور حکیم ابو الفتح گیلانی نے ہزار زحمت و مشقت آپ کو قلعہ اٹک رہتاس مین ٩٩٥ نوسے پچانوے ہجری مین بملازمت فائز کیا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوان داس کہ افغانان روشنائی کے تدارک کو گیا تھا کتل خیبر مین اُنسے ہم مصاف ہوا اور ایک جماعت کثیر کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور بادشاہ اٹک رہتاس سے لاہور مین تشریف لائے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو کابل کی حکومت اور افغانان خیبر کی تادیب کو تعین فرمایا اور اُسی سال دختر راے سنگھ کو کہ امراے معتبر سے تھا شاہزادہ محمد سلیم کے عقد مین لایا اور شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوان داس کہ کشمیر کی طرف گئے تھے برف و باران اور قحط غلہ سے عاجز آنکر کشمیریون سے صلح کی اور زعفران زار اور دار الضرب کشمیر کو خالصہ شاہی کرکے بازگشت کی بادشاہ نے وہ صلح قبول نفرمائی اور محمد قاسم خان میر بحر کابلی کو مع جماعت امرا دوبارہ کشمیر کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا اور اُس نہج سے جو منتخب شان سلاطین کشمیر مین مرقوم ہوئی ہے جب اہل کشمیر آپس مین لڑنے لگے لشکر بادشاہی بفراغ خاطر کشمیر مین داخل ہو کر منتصر شد ہوا اور اس سال سلیمان میرزا جد شاہرخ میرزا بھی کابل سے لاہور مین آنکر بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوے اور عرش آشیانی نے سید احمد خان اوزبک بادشاہ توران کے ایلچی کو کہ قبل اسکے اٹک رہتاس مین ملازمت مین آیا تھا ہمراہ حکیم ہمام برادر علامۂ زمان عضد الدولہ حکیم ابو الفتح گیلانی اور میر صدر جہان کے کہ سید سادات حسینی قنوج سے تھا مع تحف دیا کہ قریب ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے ہوتا تھا رخصت انصراف فرمائی اور ٩٩٦ نوسے چھیانوے ہجری مین جب جلالہ نے غلبہ پایا اور سید حامد بخاری کو قتل کیا اور کنور مانسنگھ کو بنگش کی طرف مقرر کیا بادشاہ نے عبد المطلب خان اور محمد قلی بیگ اور حمزہ بیگ ترکمان کو اُسکے تدارک کے واسطے تعین کیا اُنھون نے جلالہ کو زیر کیا اور بہت لوگ اُس گروہ مین سے قتل کیے اور اُسی سال ولادت سلطان خسرو ولد شاہزادہ عالمیان محمد سلیم کی دختر راجہ بھگوانداس سے وقوع مین آئی عرش آشیانی طلوع اولین کوکب نبیرہ سے نہایت خوشحال اور محظوظ ہوے اور جشن کی آرائش مین نہایت درجہ کوشش فرمائی اور محمد صادق خان نے اُن دنون حسب فرمان قضا جریان سہوان سندھ کو محاصرہ کیا اور جانی بیگ حاکم ٹھٹھہ نے عاجز ہو کر ایلچی با تحف دیا اور درگاہ مین بھیجکر اظہار اطاعت اور انقیاد کیا اور محمد صادق خان حسب الحکم ترک محاصرہ کرکے بھکر کی سمت روانہ ہوا اور اوائل شہر ربیع الثانی سنہ مذکور مین زین خان کوکہ حکومت کابل پر مامور ہوا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس لاہور مین آیا اور آخر ماہ ربیع الثانی مین میرزا عبد الرحیم المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان ترکمان اور علامۃ الزمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی حکم والا کے بموجب لاہور مین آنکر سعادت بساط بوسی سے مشرف ہوے اور اسی طرح محمد صادق خان نے

بھکر سے آنکر سعادت خدمت بابرکت حاصل کی عرش آشیانی نے کنور مانسنگہ ولد راجہ بھگوانداس کو امارت اور ریاست
بہار و حاجی پور اور پٹنہ عنایت فرماکر اُس طرف روانہ کیا اور کشمیر کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو مرحمت فرمائی
اور محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو کہ کشمیر کے زمینداروں سے عاجز ہوا تھا حضور میں طلب کیا اور محمد صادق خان کو افغانان
یوسف زئی کے دفع کے واسطے سوات و بجور میں بھیجا اور اسمعیل قلیخان کو کہ اُس طرف تھا طلب کرکے گجرات میں روانہ
کیا اور قلیچ خان کو بعد میرزا عبد الرحیم المخاطب بخانخانان کی حکومت گجرات پائی تھی درگاہ میں حاضر ہوا اور ۹۹۷ھ
نو سو ستانوے ہجری ماہ جمادی الثانی میں عرش آشیانی نے سیر کشمیر کی عزیمت فرمائی جب بھیر میں کہ دامنے کوہستان کشمیر فروع
ہین پہونچے اہل حرم کو مع شاہزادہ مراد اور اُردو وہان چھوڑ کر سری نگر میں کہ پایہ تخت کشمیر ہے تشریف لیگئے اور وہان
علامہ زمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی جو گجرات سے پلٹ کر خدمت فیض موہبت میں حاضر ہوا تھا
عالم بقا کی طرف راہی ہوا بادشاہ نہایت غمگین اور متاثر ہوئے اور شیخ فیضی شاعر نے مرثیہ اُسکا ترکیب بند موزون
کیا کہ اول بیت اُسکی یہ ہے بیت دگر ہنگام آن آمد کہ عالم از نظام افتد : جہان عقل را در پیکر وزھم شام افتد :
عرش آشیانی بعد تفرج نزہت گاہ کشمیر سیر کابل کے عازم اور طے مسافت میں مشغول ہوئے اور حکیم ابو الفتح گیلانی جو
ہمزبان اور مصاحب بادشاہ کا تھا اور بخت و دولت کی طرح ہمیشہ ملازمت میں حاضر ہوکر رقم اخلاص کے صفحہ ضمیر پر
کھینچتا تھا منزل دھنتور میں سفر آخرت اختیار کیا اور بابا حسن ابدال میں مدفون ہوا اور جب بادشاہ اٹک بنارس
میں پہونچے شہباز خان کنبو کو افغانان یوسف زئی کے دفع کے واسطے تعین فرمایا اور کوچ بکوچ کابل کی طرف
روانہ ہوئے اور اس مقام میں حکیم ہمام اور میر صدر جہان برادر علامہ زمان حکیم ابو الفتح گیلانی کہ بطور ایلچی گری
عبد اللہ خان اوزبک ماوراء النہر میں گئے تھے مع ایلچی عبد اللہ خان اوزبک کے حضوری پائی اور بادشاہ نے
مدت دو مہینے اوقات صرف سیر باغات اور گلگشت گلزار فرمائی اور ساکنان کابل کو ممنون انعام و مرہون احسان
کیا اور جب خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوان داس نے لاہور میں حیات مستعار سپرد قابض ارواح
کی کابل کی حکومت محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کہ امراے سہ ہزاری سے تھا اُس کو دیکر توختہ بیگ کو اُس کی مدد کے
واسطے چھوڑا اور محرم کی بیسوین تاریخ ۹۹۸ھ نو سو اٹھانوے ہجری میں مراجعت بہ لاہور فرمائی اور گجرات کی حکومت
خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو دے کر مالوہ سے اُس طرف بھیجا اور شہاب الدین احمد مالوہ کی حکومت پر مامور ہوا اور خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ جب گجرات میں پہونچا ستلی جام کے سرپر کہ زمینداروں اُس حدود سے تھا لشکر کھینچا اور جام راجہ
بھی دولت خان ولد امین خان کے اتفاق سے کہ بعد فوت پدر جوناگڑھ کا والی ہوا تھا بیس ہزار سوار لیکر مقابل
آیا جنگ شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا چنانچہ محمد رفیع خان بخشی اور محمد حسین اور میر شرف الدین میر ابوتراب کے بھانجے
کہ امراے نامدار بادشاہی تھے بدرجہ شہادت فائز ہوئے اور بڑا بیٹا جام کا اور وزیر اُسکا مع چار ہزار راجپوت مقتول ہوئے
اور فتح و نصرت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے قرین حال ہوئی اور چونکہ عبد اللہ خان اوزبک بدخشان لیکر کابل کی فکر میں
تھا بادشاہ نے چند سال لاہور سے اور اُس حدود سے حرکت نہ کی اور جو اُس عرصہ میں میرزا جانی والی سندھ باوجود قرب
جوار اور فرمان طلب کے ملازمت کے واسطے نہ آیا بادشاہ نے میرزا عبد الرحیم خانخانان کو مع ایک جماعت امراے
نامدار مثل شاہ بیگ خان کابلی اور فریدون بیگ برلاس اور محمد خان نیازی اور سید بہاء الدین بخاری وغیرہ کے

سوزنجیر فیل اور توپخانہ بسیار سندھ کی تسخیر اور بلوچون کے دفع کے واسطے نامزد فرمایا اور ۹۹۹ نوسو ننانوے ہجری مین شہاب الدین احمد خان نے مالوہ مین اس دار ناپائدار سے انتقال کیا اور عرش آشیانی نے چار شخص کو چار رکن کرکے دکن کی طرف برسم ایلچی گری بھیجا شیخ فیضی شاعر کو آسیر اور برہان پور مین اور خواجہ امین الدین کو احمدنگر کی سمت اور میر محمد امین مشہدی کو بیجاپور مین اور میرزا مسعود کو بھاگ نگر کی طرف روانہ کیا اور ان کے پیچھے شہزادہ مراد المشہور بہ پہاری کو حکومت مالوہ دیکر اور اسمعیل قلیخان کو اتالیق کرکے روانہ کیا اور شہزادہ جب گوالیار کے اطراف مین پہونچا یہ خبر سنی کہ مدھکر زمیندار عمدہ اس نواح کا پرگنات بادشاہی مین مزاحمت پہونچاتا ہے یہ سنتے ہی اس طرف متوجہ ہوا اور مدھکر ان مقابلہ مین آیا اور شکست کھاکر جنگل مین بھاگا اور انھین دنون مرگیا اور اس کا بیٹا رام چند قائم مقام ہوکر مطیع ہوا اور شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوکر قدمبوس ہوا تب شاہزادہ نے وہان سے کوچ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے جب سنا کہ دولت خان ولد امین خان حاکم جوناگڈھ جو جنگ مین زخمی ہوکر جوناگڈھ کی طرف بھاگا تھا وہان مرگیا ہے تو خان اعظم نے جوناگڈھ فتح کرنے کا قصد کیا اور وہان جاکر سات مہینے اس قلعہ کو محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور اسی سال میرزا عبدالرحیم خانخانان نے قلعہ سہوان کو جو آب سندھ کے کنارہ واقع ہے محاصرہ کیا اور میرزا جانی والی سندھ نے باتفاق وہان کے زمینداروں کے مع غراب و کشتی اور توپخانہ بسیار اسکی طرف متوجہ ہوا اور سات کوس پہونچکر سو غراب اور دو سو کشتی بھری ہوئین تیرانداز اور توپچی سے آگے بھیجین اور میرزا عبدالرحیم نے باوجود اس کے کہ پچیس غراب سے زیادہ اپنے پاس موجود نہ رکھتا تھا مقابلہ کیا اور ایک شبانہ روز جنگ کرکے غنیم سے سات غراب چھین لین اور دو سو آدمی کے قریب قتل کیے اور باقی بھاگکر میرزا جانی والی سندھ کے پاس گئے اور میرزا جانی ماہ محرم سنہ ۱۰۰۰ ایکہزار ہجری مین آب سندھ کے کنارے آیا اور ایسی زمین مین کہ اطراف اسکے پانی کیچڑ تھا فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم نے مقابل آکر اسکو محاصرہ کیا دو مہینے کامل ہر روز تنور حرب گرم رہا اور سپاہی طرفین کام آئے اور ان دنون مردم سندھ نے راہ آمد و شد غلہ کی خانخانان کے لشکر پر بند کی کہ ایک روٹی جان کے برابر گران ہوئی تھی نظم گشت زان تنگی جہانی تنگدل * گرسنہ نالان دلیران سنگدل * ہر کرا دیدار نان بودی ہوس * قرص خور در آسمان دیدے و بس * خانخانان نے اس سبب سے ایک جماعت کو قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑکر وہان سے کوچ کیا اور ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا میرزا جانی والی سندھ مردم سہوان کو کم جمعیت خیال کرکے انکے سر پر گیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اس حال سے آگاہی پاکر دولتخان لودھی کو کہ سپہ سالار اسکا تھا مع امراے بزرگ اس جماعت کی کمک کو بھیجا اور وہ دو دن مین اسی کوس کی مسافت طے کرکے سہوان مین آیا اور میرزا جانی نے اس فوج کو ماندہ اور خستہ پاکر دوسرے دن پانچہزار سوار سے میدان جنگ مین آنکر آتش حرب افروختہ کی اور دولتخان لودھی باوجود اسکے کہ دو ہزار سوار سے زیادہ اپنے ہمراہ نہ رکھتا تھا حرب مین مصروف ہوا اور میرزا جانی کو اسنے منہزم کیا اور میرزا جانی موضع الور مین دریا کے کنارے فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اس طرف سے اور اس لشکر نے اس طرف سے جاکر اسکو درمیان مین لیا اور غلہ اور آذوقہ کی رسد اسپر ایسی مسدود کی کہ میرزا جانی کی فوج اونٹ اور گھوڑا ذبح کرکے کھاتی تھی اور میرزا جانی عاجز ہوکر صلح کا طلبگار ہوا اور اپنی بیٹی میرزا ایرج بڑے بیٹے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو دیکر اقرار کیا کہ بعد ایام برسات کے بلا توقف درگاہ مین حاضر ہونگا اور ان دنون مین سید یوسف خان مشہدی فرمان اشرف کے بموجب اپنے چھوٹے بھائی میرزا یادگار کو کشمیر مین

چھوڑ کر درگاہ مین آیا اور میرزا یادگار کشمیر کے ایک بڑے زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح مین لایا اور اہل کشمیر کی کمک سے
قوی پشت ہوکر نشان مخالفت کا بلند کیا اور وہان کا خطبہ اپنے نام پڑھا کر فوج و حشم کی فراہمی مین مصروف ہوا اور قاضی
علی میر دیوان کشمیر اور حسن بیگ بخشی جو کشمیر کا تحصیلدار اور خراج گذار تھا میرزا یادگار سے جنگ کرکے قاضی علی
مقتول ہوا اور حسن بیگ کشمیر سے نکل گیا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر چونکہ میرزا یادگار کل یعنی گنجا تھا یہ بیت کہی بیت
کلاہ خسروی و تاج شاہی ۞ بہر کل کے رسد حاشا و کلا ۞ پھر شیخ فرید بخشی کو کہ شیخ زادہ بابے دہلی سے تھا مع ایک جماعت
امرا اس طرف نامزد کیا اور میرزا یادگار مع جمعیت عظیم مقابل آنکر فروکش ہوا ناگاہ کچھ شب گذرنے کے بعد اقبال اکبری
نے اپنا کام کیا یعنی صادق بیگ اور ابراہیم خان کہ سید یوسف خان مشہدی کے ملازمان قدیم سے تھے منصب اور تقسیم تنخواہ کے
بارہ مین میرزا یادگار سے رنجیدہ ہو کر اس کے سر پر تاخت لائے اور وہ بہ شور و غوغا سنکر خیمہ سے نکل گیا اور صحرا مین جاکر
ایک سنگ کی پناہ مین مخفی ہوا صبح صادق کے طلوع کے وقت صادق بیگ اور ابراہیم خان نے اسے دستیاب کرکے
اس کا سر تن سے جدا کیا اور شیخ فرید دہلوی کے پاس بھیجا تائید ایزدی سے کشمیر دوبارہ اولیائے دولت قاہرہ کے
تصرف مین آیا اور اسکے بعد عرش آشیانی دوبارہ کشمیر کی سیر کے واسطے سوار ہوئے اور چالیس روز وہان کی سیر کرکے حوض
زین لنکا اور عمارت سلطان زین العابدین اور برف برسنے کا تماشا دیکھا پھر اس ملک کی حکومت سید یوسف خان مشہدی
کو عنایت فرمائی پھر رہتاس اور پنجاب کی طرف روانہ ہوئے اور اسوقت میرزا عبد الرحیم خانخانان اور میرزا جانی والی
سندھ نے سنہ ایکہزار ایک ہجری مین ٹھٹھہ سے آنکر ملازمت کی اور میرزا جانی والی سندھ سلک امرائے سہ ہزاری
مین منسلک اور منتظم ہوا اور ولایت سندھ بندگان بادشاہی کے قبضہ مین آئی اور اس سال خان اعظم میرزا عزیز کوکہ
نے گجرات کے بڑے زمیندار کھنگار کے تدارک کو لشکر کشی کی جس نے مظفر شاہ گجراتی کو پناہ دیکر غدر و سرکشی اختیار
کی تھی اور حسن تدبیر سے مظفر شاہ گجراتی کو دستیاب کرکے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور مظفر شاہ نے اثنائے راہ مین تجدید
وضو کے بہانہ ایک گوشہ مین جاکر استرہ سے کہ اسی دن کے واسطے اپنے پاس رکھتا تھا اپنے تئین ہلاک کیا اور خان اعظم میرزا عزیز
کوکہ نے اسکا سر درگاہ مین بھیجا اور خود احمد آباد گیا اور اس سال راجہ مانسنگہ ابن راجہ بھگوان داس پسران اور برادران قتلوی
افغان سے جنگ کرکے غالب آیا اور ولایت اوڑیسہ کو کہ اعمال بنگالہ سے ہے انکے تصرف سے برآوردہ کرکے ایک سو بیس ہاتھی کہ
افغانون کی جنگ مین ہاتھ آئے تھے بادشاہ کی درگاہ مین ارسال کیے اور عرش آشیانی نے چودہ برس سے خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ کو نہ دیکھا تھا حضور مین طلب کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کہ ہر وقت حرمین شریفین کی زیارت کا شوق
دل مین رکھتا تھا مع عیال و اطفال اور خزانہ کشتی مین سوار ہوکر حجاز کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر
شاہزادہ مراد المشہور پہاڑی کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر مقرر کیا اور صادق محمد خان کو اسکی وکالت پر تعین فرمایا
شاہرخ میرزا کو مالوہ کی حکومت دی اور شہباز خان کمبو کو کہ تین برس سے قید تھا رہا کرکے اسکی وکالت پر تعین کیا اور جو قبل
اس کے جلالہ یعنی پیر روشنائی کا بیٹا کہ کوہستان خیبر سے عبد اللہ ازبک کے پاس گیا تھا اسوقت پلٹ کر خیبر
مین آیا اور ہند اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا میرزا جعفر قزوینی کہ سال گذشتہ مین بخطاب آصف خان اختصاص
پاکر جلالہ کے دفع کے واسطے مقرر ہوا تھا اس سے جنگ مین غالب آیا اور جلالہ مذکور کو مع اہل و عیال اور احد علی
بھائی اور دیگر اس کے عزیز و اقارب کے کہ چار سو آدمی تھے دستگیر کرکے درگاہ مین لایا اور ان اسیرون نے جو کہ دکن گئے تھے معاودت

کرکے اُس طرف کے بادشاہون کی خبر عدم اطاعت پہونچائی بادشاہ تسخیر دکن کا عازم ہوا اور شاہزادہ دانیال کو ماہ محرم سنہ ۱۰۰۲ ایکہزار اور دو ہجری مین دکن کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا اور جب شاہزادہ لاہور سے برآمد ہوکر سلطان پور پہونچا بادشاہ کی راے نے تغیر فرمایا شاہزادہ مذکور کو پھر واپس طلب کیا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان کو مع اُس لشکر کے جو شاہزادہ کے ہمراہ تعین ہوا تھا تسخیر دکن کو بھیجا اور اُسی سال میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمٰعیل صفوی کہ حکومت قندھار کی رکھتا تھا بھائی کی مخالفت اور اوزبک کے غلبہ سے ملازمت کو آیا اور قلعہ قندھار پیشکش کیا اور سالک مین امراے پنجہزاری کے منتظم ہوکر حاکم ملتان ہوا اور اُسی سال میرزا عبد الرحیم خانخانان جو مندو پہونچا نظام شاہ بحری نے کہ ملازمت شاہ سے رخصت کے وقت اقرار کیا تھا کہ مملکت برار عرش آشیانی کے پیشکش کرونگا ان دنون مین عنایت خان شیرازی کو بجاہت خانخانان کے پاس بھیجکر اظہار اطاعت کی لیکن اُنھین دنون مین بمرض الموت مبتلا ہوکر سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار تین ہجری مین مرگیا اور اُس کا بیٹا ابراہیم نظام شاہ بحری قائم مقام ہوا وہ ابراہیم عادل شاہ کے جنگ مین مارا گیا اور میان منجھو خان جاگی نے کہ پیشوا اُسکا تھا ایک لڑکے احمد نام کو خاندان نظام شاہیہ مین منسوب کرکے اپنا حاکم کیا اور امرا سر جادۂ اطاعت سے پھر کر منازعت کے واسطے مستعد ہوے اور میان منجھو خان جو طاقت اُنکے مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ احمد نگر مین متحصن ہوا اور ایلچی احمد آباد گجرات مین بھیجکر شاہزادہ کو پیغام دیا کہ اس طرف ہرج و مرج ظاہر ہونے سے کام نظام سے ابتر ہی اگر آپ بسبیل استعجال اس طرف قدم رنجہ فرماوین قلعہ آپکے سپرد کرونگا اور جو اُس وقت شاہزادہ کو بھی فرمان تسخیر دکن کا پہونچا تھا بسرعت تمام آٹھ ہزار سوار سے احمد نگر کی سمت روانہ ہوا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان مندو مین یہ خبر سنکر کمین مین تھا باتفاق لشکر شاہرخ میرزا اور شہباز خان کنبو اور راجہ جگناتھ کچھوہی راجہ مانسنگھ اور راجہ درگا اور راجہ رام چند اور بھی دیگر امرا کے ہمراہ بتعجیل دکن کی جانب متوجہ ہوا اور راجہ علیخان والی خاندیس بحسن تدبیر مع پانچہزار سوار قلعہ کالنہ مین جو دکن کی سرحد مین ہی شاہزادہ مراد سے جاملا اور کوچ متواتر سے احمد نگر کی طرف عازم ہوے اور میان منجھو خان کہ امراے مخالف کو دفع کرکے مستقل ہوا تھا شاہزادہ کے طلب کرنے سے پشیمان ہوا اور قلعہ کو مع ذخیرہ اور آذوقہ چاند بی بی دختر حسین نظام شاہ بحری کے سپرد کیا اور مردم جنگی اور اعتباری اُس کے پاس چھوڑکر خود مع توپخانہ احمد کے ہمراہ سرحد عادل شاہیہ کی طرف گیا شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم ساتھ اس تفصیل کے جو داستانہاے دکن مین مرقوم ہوئی شہر ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۴ ایکہزار چار ہجری مین احمد نگر پہونچکر قلعہ کے محاصرہ اور نقب کھودنے اور دمدمہ بنانے مین مشغول ہوے چاند بی بی نے مردانہ وار اُن کے مدافعہ مین قیام کیا اور عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کی اور جب تین مہینے مین پانچ نقب برج کے نیچے پہونچین اہل قلعہ نے واقف ہوکر قلعہ کی طرف سے دو نقب کا ٹکر بارود برآوردہ کرکے بیکار کر دین اور دیگر نقبون کی تلاش مین ہوے کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان میرزا عبد الرحیم خانخانان کے بے اطلاع مسلح اور مکمل ہوکر بعد جمعہ کے نماز غرہ ماہ رجب سنہ مذکور مین قلعہ کے قریب گئے اور بقصد اسکے کہ فتح اپنے نام ہوگی نقبون مین آگ دی پس تین نقب کہ جنمین بارود تھی موازی پچاس گز دیوار قلعہ اُڑا کر رخنہ عظیم بہم پہونچایا اور اُن دو نقبون بیکار شدہ کی آتش افروزی کا کہ بارود خالی ہونے سے خبر نرکھتے تھے انتظار کھینچا سپاہ کو قلعہ مین جانے نہ دیا چاند بی بی فرصت پاکر برقع مین کے رخنہ کے قریب آئی اور توپ اور ضربزن اور تیر بہت اُس رخنہ مین نصب فرمائے ہرچند سپاہ نے حملہ آور ہوئی فرصت قلعہ مین داخل ہونے کی نپائی

شب کو محروم اور ناکام اپنے مقام میں گئی اور چاند بی بی نے تمام شب ایستادہ ہو کر خُرد و بزرگ اور مرد و زن قلعہ کو رخنہ کے
مسدود کرنے کو مامور کیا اور طلوع صبح تک سنگ اور گل اور اجساد مردہ سے تین گز دیوار بلند کر کے مقام مدافعہ مین ہو لی
اس درمیان مین مشہور ہوا کہ سہیل خان خواجہ سرا سپہ سالار لشکر عادل شاہی مردم نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ کو ہمراہ لے کر مع
ستر ہزار سوار احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا ہے اور چونکہ مغل کے لشکر مین غلہ گران ہوا گھوڑے ضعیف و ناتوان ہوئے میرزا
عبد الرحیم خانخانان نے صلح مین صلاح دیکھی اور چاند بی بی بھی ضیق محاصرہ سے تنگ آئی تھی صلح قبول کر کے اقرار کیا کہ ولایت
برار جیسا کہ برہان نظام شاہ بحری نے بادشاہ کی پیشکش کی تھی شاہزادہ کے متعلق رہے اور احمد نگر مع مضافات بہادر نظام شاہ
برہان نظام شاہ بحری کے پوتے کے نام مقرر رہے القصہ اس طریقے سے طرفین سے عہد و پیمان درمیان مین آیا شاہزادہ اور
میرزا عبد الرحیم کوچ کر کے برار گئے اور بالا پور کے قریب ایک شہر موسوم شاہ پور احداث کر کے آباد کیا اور ان دنون مین
شاہزادہ جشن طوی کر کے بہادر خان فاروقی کی دختر اپنے عقد مین لایا اور برار کے پرگنے امرا پر تقسیم کیے اسوقت شہباز خان
کنبوہ کہ امرائے کلان سے تھا شاہزادہ سے رنجیدہ ہو کر بے رخصت مالوہ کی طرف گیا اور چاند بی بی نے بہادر نظام شاہ خلف
برہان نظام شاہ بحری کو احمد نگر کا حاکم کیا اور ابہنگ خان حبشی نے دوبارہ سردارون کے زمام اختیار قبضہ مین لانے سے
غلبہ تمام بہم پہونچایا اور باوجود اسکے کہ چاند بی بی راضی نہ تھی عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کر کے مع پچاس ہزار سوار
کے امرائے مغل سے لڑنے کو برار کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان اور شاہزادہ نے صادق محمد خان کو شاہ پور
مین چھوڑ کر اور خود ہمراہ شاہرخ میرزا اور راجہ علیخان فاروقی حاکم برہان پور وغیرہ کے مع موازی بیس ہزار سوار دکنیون کے
حرب کے واسطے لب آب گنگ سون پت پر استقبال کیا اور چند روز وہان مقام کر کے مردم دکن کا طریقہ جنگ اور وضع
دریافت کر کے اور افواج کو آراستہ کر کے آب گنگ سے کہ زانو تک تھا عبور کیا اور ماہ جمادی الثانی کی سترھوین تاریخ سنہ الف
پانچ ہجری مین سہیل خان سپہ سالار عادل شاہیہ مع سپاہ کثیر مقابل آیا امرائے نظام شاہیہ کو میمنہ مین اور امرائے قطب شاہیہ کو
میسرہ مین مقرر کیا اور نہایت غرور اور تمکنت سے میدان کی طرف روانہ ہوا اور آواز ہل من مبارز کی بلند کی
اور میرزا عبد الرحیم خانخانان نے پہلے اسکا مقابلہ اختیار کیا اور آخر رائے تبدیل کر کے عین جنگ مین راجہ علیخان
فاروقی اور راجہ رامچند اور بھی امرائے راجپوت کو اُس کے مقابل چھوڑا اور اُنھون نے سہیل خان کے ہراول کو متفرق
کیا اور جب سہیل خان پر حملہ کیا اُسنے اول ضرب توپ و تفنگ وہان سے بہت مردم خاندیس اور راجپوت ضائع کیے
اور اسوقت بہادران دکن کو لیکر ارابون کے پیچھے سے برآمد ہو کر داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ راجہ علی خان اور راجہ
رام چند تین ہزار مرد اہل ہنود سے مقتول ہوئے اور قریب شام کے کہ زیادہ دو گھڑی دن سے باقی نہ رہا تھا کوئی شخص
سہیل خان کے مقابل نہ رہا اور وہ اس گمان سے کہ مین نے میرزا عبد الرحیم خانخانان کو شکست دی ہے آگے بڑھا اور جو میرزا
عبد الرحیم راجہ علیخان وغیرہ کے قتل ہونے کی خبر رکھتا تھا وہ بھی غنیم کی طرف بڑھا اور دکنی مغلون کی بنگاہ مین کہ مار کر لے ایستادہ
تھے پہونچکر تاراج مین مشغول ہوا اور غنیمت لینے کے بعد چونکہ قرار فتح کا اپنی نسبت نہ دیتے تھے حفظ غنائم کے واسطے اُس شب کو
اپنی سرحد کی طرف روانہ ہوئے اور سہیل خان تھوڑے آدمیون سے ایک مقام مین پہونچکر فروکش ہوا اور جو مشعل نہ تھی اور کوئی
شخص خبر ایک دوسرے کی نہ رکھتا تھا تاریکی مین بیٹھا میرزا عبد الرحیم خانخانان نے بھی کہ دشمن کو آگے سے پسپا کیا تھا ایسے
مقام مین کہ جہان سہیل خان کے ارابے آتشبازی کے تھے پہونچکر اُسنے بھی تاریکی مین توقف کیا اور بہت مغلون سے کہ انھین

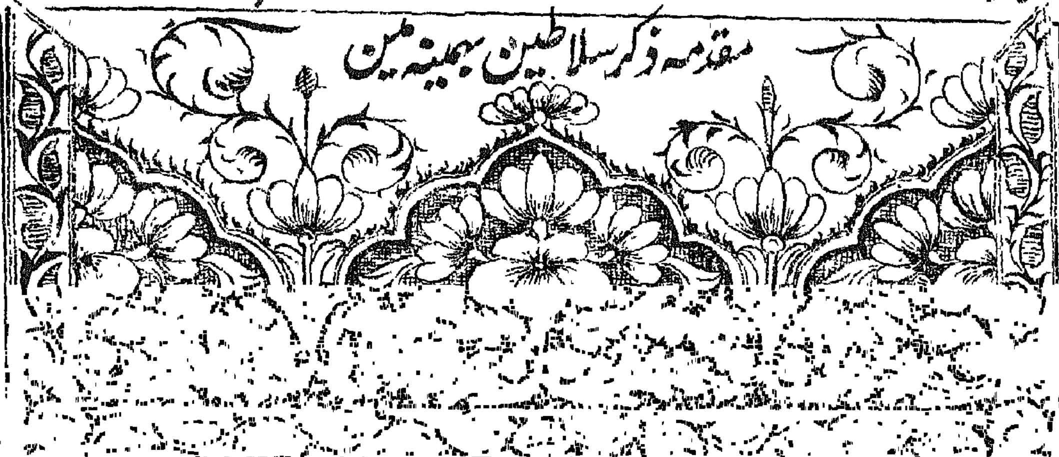
شکست یتیقن ہوئی تھی منفور ہو کر ایسے جولان ہوئے کہ شاہ پور تک باگ نہ موڑی اس درمیان مین سہیل خان کے روبرو
چند چراغ روشن ہونے سے روشنی نمود ہوئی میرزا عبدالرحیم نے آدمی بھیجکر دریافت کیا کہ سہیل خان ہے تب چند توپ
اور ضربزن کہ دکھنیون سے پر باروت اور تیار دستیاب ہوئی تھین سر کین اور گولی اور گراب اُنکے درمیان ڈالکر ولولہ برپا کیا
سہیل خان نے جب جانا کہ غنیم درمیان مین ہی چراغون کو بجھا کر نقل مکان کیا اور آدمی اطراف و نواح مین کھیج کر
ایک جماعت فوج متفرق کو اپنے پاس فراہم کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی دشمن کی موجودگی پر واقف ہو کر نقارہ
خاص بجائے اور کرنا پھونک کر خبردار کیا افواج بادشاہی جو اس صحرا مین موجود تھی صدائے نقارہ سے فوج فوج اور جوق
جوق خانخانان کے ملازمت مین آئی اور جسوقت کوئی سردار یا کوئی فوج اُسکے پاس آتی تھی ہندو دمام کی صدا بلند کر کے
کرنا پھونکتے تھے اور اہل اسلام جوش و خروش مین آکر نعرہ تکبیر بلند کرتے تھے چنانچہ اُس شب کو گیارہ مرتبہ کرنا پھونکے گئے
اور سہیل خان نے بھی اُس رات کو آدمی اطراف و جوانب مین بھیجکر جسقدر ممکن ہوسکا لشکر دکن کا جمع کیا دوسرے دن جب آفتاب
نے علم شجاعت بلند کر کے مع نیزہ و شمشیر اپنا رخ انور چمکایا سہیل خان دس بارہ ہزار سوار لیکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کی طرف
متوجہ ہوا اور خانخانان باوجود اس کے کہ تین یا چار ہزار سوار سے زیادہ نہ رکھتا تھا متوکلاً علی اللہ دشمن کے دفع کے
واسطے مستعد ہوا اور حرب شدید کے بعد سہیل خان چند زخم کھا کر پشت فرس سے جدا ہوا اور اُسکے ملازمان قدیم نے
ہجوم کر کے گھوڑے پر سوار کیا اور دونون طرف سے اُسکے بازو پکڑ کے معرکہ سے باہر لے گئے اور میرزا عبدالرحیم خانخانان
کہ ساتھ فیروز جنگی کے شہرت رکھتا تھا اس فتح غیبی اور نصرت لاریبی سے نہایت شاد ہوا اور چار دن کے بعد شاہپور مین
آیا اور عرش آشیانی بھی کہ عبداللہ خان ازبک کی خبر فوت سنکر بکمال اطمینان لاہور سے آگرہ کی طرف تشریف لائے
تھے اس فتح کی بشارت سے نہایت مسرور ہوئے اور گھوڑا اور خلعت میرزا عبدالرحیم خانخانان کے واسطے ارسال فرمایا
لیکن چند عرصہ کے بعد جب صادق محمد خان کے نفاق سے درمیان شاہزادہ مراد اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کے غبار
کلفت کا بلند ہوا عرش آشیانی نے سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اور میرزا عبدالرحیم
خانخانان کو سنہ ایکہزار چھ ہجری مین اپنے حضور طلب کیا اور دشمنون کی شکایت اور بدی سے چند عرصہ تک محجوب
اور معاتب اور معزول رکھا اور خانخانان کے آنے کے بعد سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل قلعہ نرنالہ
اور کاویل اور کھرلہ کو جو مملکت برار مین واقع ہین عرصہ قلیل مین مفتوح کر کے بادشاہ کی خدمت مین اپنی
خدمت کا اظہار کیا ناگاہ شاہزادہ انھین دنون مین مرض صعب مین گرفتار ہو کر ماہ شوال سنہ ایکہزار سات ہجری مین دوسرے
اقلیم کی تسخیر کا عازم ہوا یعنی فوت ہوا اور پہلے بلدہ شاہپور مین مدفون ہوا آخر کو اُسے دہلی لیگئے اور اُسکے جد نصیرالدین محمد ہمایون
بادشاہ کے پہلو مین لٹایا اور یہ مصرع اُسکی تاریخ وفات کا ہے مصرع از گلشن اقبال نہالی شدہ گم عرش آشیانی شاہزادہ کی موت
سے نہایت محزون اور مغموم ہوئے اور تسخیر دکن مین زیادہ تر ساعی ہوا اور جب اہل نظام شاہی نے غلبہ کر کے شیر خواجہ جاگیردار
پرگنہ بہیر کو منہزم کر کے بہیر کو محاصرہ کیا اور سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل اُنکے مقابلہ سے عاجز آئے تب بادشاہ
میرزا عبدالرحیم خانخانان کی نسبت مقام نوازش مین ہو کر مصدر الطاف ہوئے اور اُسکی دختر جانان بیگم کو شاہزادہ دانیال
کے عقد ازدواج مین لائے اور دونون کو حسن اتفاق سے تتمہ ممالک نظام شاہیہ فتح کرنے کے واسطے روانہ کیا اور خود بدولت
و اقبال بھی پیچھے سے سنہ ایکہزار آٹھ ہجری مین دکن کی طرف متوجہ ہوئے اور ممالک محروسہ کا انتظام شاہزادہ عالیات

سلطان محمد سلیم کے تفویض فرمایا اور شاہزادہ دانیال اور خانخانان دکن مین آئے جب بہادر خان بن راجہ علیخان فاروقی کو اُسکے باپ کے طور پر مطیع نہ پایا اور دیکھا کہ وہ قلعہ آسیر مین گھس گیا ہے تو انھون نے گنگ گود اوری کے کنارے مونگی پٹن کے قریب توقف کیا اور اُس کے دلاسا مین مشغول ہوے اس درمیان مین عرش آشیانی نے مندو مین پہونچکر شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو پیغام بھیجا کہ تم احمدنگر مین جاکر اُس قلعہ کو فتح کرو اور مین بہادر خان فاروقی کو گوشمالی دونگا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان بیس ہزار سوار ہمراہ لیکر احمدنگر کی طرف متوجہ ہوے اور اہنگ خان حبشی اور بھی امرا جو صاحب اختیار ملک تھے بے جنگ بھاگے اور فوج شاہی محاصرہ مین مشغول ہوئی اور عرش آشیانی نے اول بہادر خان فاروقی کو اطاعت اور انقیاد کے واسطے نصیحت فرمائی اور جب دیکھا کہ میرا ارشاد اثر پذیر نہ ہوا مندو سے برہان پور مین تشریف لائے اور امرا ے درگاہ آسیر کی تسخیر مین مشغول ہوے اور جب کہ ایام محاصرہ نے طول کھینچا اور قلعہ کے اندر لوگون کی کثرت سے عفونت بہم پہونچی اور آدمی بیماری کے شروع ہونے سے مرنے لگے بہادر خان فاروقی باوجود افزونی ذخیرہ اور استحکام حصار وکثرت خیل وحشم کے متوہم ہوکر سراسیمہ ہوا اور چونکہ انھین دنون مین خواجہ ابوالحسن ترمذی کے حسن اہتمام سے کہ میر دیوان شاہزادہ دانیال تھا اوائل سنہ ۱۰۰۹ ایکہزار نو ہجری مین احمدنگر کا قلعہ مفتوح ہوا چنانچہ تفصیل آئندہ آوے گی لہذا بہادر خان زیادہ منتشر ہوا اور امان چاہ کر سنہ مذکورہ مین قلعہ آسیر کو بے نظیر ہو دیوانیان بادشاہی کے سپرد کیا اور خزینہ اور دفینہ اور اسلحہ اور امتعہ نفیسہ کہ محاسبان سریع الحساب اور خامہ سلکشتہ زبان کے بیان سے خارج تھا اولیاے دولت قاہرہ بادشاہ جمجاہ کے تصرف مین آیا اور حکم والا کے موافق شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے برہانپور مین آنکر احمدنگر کے غنائم نظر مبارک سے گذرانے اور جب ابراہیم عادل شاہ نے پیشکش شایانہ پیش کرنا قبول کیا اور طالب صلح ہوا عرش آشیانی نے یہ امر پذیرا فرمایا اور ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی مسماۃ بیگم سلطان کو شاہزادہ دانیال کی ہمبستری کے واسطے طلب کیا اور میر جمال الدین انجو کو کہ امراے معتبر سے تھا اُس عروس اور پیشکش لانے کے واسطے بیجاپور بھیجا اور آسیر اور برہان پور اور احمدنگر شاہزادہ کو عنایت فرماکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کو اُنکی اتالیقی کے واسطے مقرر کیا اور خود مظفر ومنصور دار الخلافت آگرہ کی طرف روانہ ہوے اور اوائل سنہ ۱۰۱۰ ایکہزار دس ہجری مین منزل مقصود مین پہونچکر فتحنامے اطراف واکناف مین بھیجے اور سنہ ۱۰۱۱ ایکہزار گیارہ ہجری مین شیخ ابوالفضل فرمان طلب کے موافق درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور نرور کی اطراف مین ایک جماعت راجپوتان اور چند بطمع مال سرراہ آئے اور جنگ کرکے ابوالفضل کو قتل کیا اور مال اُسکا لے گئے اور ماہ صفر سنہ ۱۰۱۴ ایکہزار چودہ ہجری مین میر جمال الدین انجو کہ بیجاپور کی طرف گیا تھا ہمراہ عروس اور پیشکش اور ایلچی ابراہیم عادل شاہ کے پلٹ آیا اور گنگ گوداوری کے کنارے مونگی پٹن کے نزدیک بعد جشن وطوی بزرگ عروس کو شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے خود آگرہ مین آیا اور ایسی عمدہ پیشکش لایا کہ کبھی دکن سے ایسے نفائس دہلی مین نہ آئے تھے اور اوائل شہر ذی الحجہ سنہ مذکورہ مین شہزادہ دانیال بلدۂ برہان پور مین کثرت مے نوشی سے بیمار ہوکر عالم بقا کی طرف خرامان ہوا اور اکبر شاہ ان دونون فرزند کے فراق مین ایسے رنج والم مین مبتلا ہوے کہ روز بروز قوت سلب ہونے سے ناتوان ہوے یہانتک کہ روز چہارشنبہ ماہ جمادی الثانی کی تیرھوین

تاریخ

تاریخ سنہ ایکہزار چودہ ہجری مین روضۂ جنان کی طرف راہی ہوے اور مدت سلطنت بادشاہ جمجاہ کی باون
برس اور چند مہینے تھی البقاء للہ الباب المعبود اور فوت اکبرشہ مادہ تاریخ رحلت اُس شہنشاہ کا ہی اور عرش آشیانی
اگرچہ حظ و سواد کامل نرکھتے تھے لیکن کبھی شعر کہتے تھے اور علم تاریخ مین وقوف تمام رکھتے تھے اور ہند کے قصہ خوب
جانتے تھے اور قصہ امیر حمزہ کا کہ تین سو ساٹھ ۳۶۰ داستان ہین اور منشیان درگاہ نثر و نظم مرغوب مین درلا کر ہر ایک
داستان کو مصور کیا ہی آنحضرت کی مخترعات سے ہی اور شوارع مین ہر پانچ کوس پر دو گھوڑے رہوار اور چند میورہ
مقرر تھے چنانچہ اُسکو ڈاک چوکی کہتے تھے فرمان ضروری یا عرضداشت امراے سرحد کہ وہان پہونچے میورہ سوار ہوکر
دوسری چوکی پر پہونچا وین چنانچہ رات دن مین پچیس پچاس کوس راہ طی کرتے تھے اور آگرہ سے احمدآباد گجرات تک
خبر پانچ دن مین پہونچتی تھی اور جس وقت کوئی شخص حضور سے دوسری جگہ مقرر ہوتا تھا یا کسی مقام سے درگاہ مین
آتا تھا اور بہ تعجیل مامور ہوتا تھا ڈاک چوکی کے گھوڑون پر سوار ہوتا تھا اور چار ہزار میورہ کہ سرعت سیر مین ماہ کی طرح
مشہور تھے ملازم رکھے تھے اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہی کہ میورہ پیادہ سات سو کوس کی مسافت دس دن مین طی
کرکے منزل مقصود مین فائز ہوا ہی اور عدد اکبرشاہ کے فیلون کے چھ ہزار سے متجاوز اور پانچ ہزار سے کبھی کم نہین ہوئے
کسی بادشاہ دہلی نے اس قدر ہاتھی دستیاب نہ کیے تھے اور باقی متروکات اُسکا اس تفصیل کے ساتھ ہی علاقی دس کرور روپیہ اور
ہزار کرور لعل خاصہ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جدا رکھے تھے اور دس من پختہ سونا غیر مسکوک اور ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک اور
ساٹھ من پختہ پول سیاہ اور پانچ ہزار کرور تنگہ تھے اور گھوڑے طویلہ مین بارہ ہزار اور ہاتھی سرکار خاصہ چھ ہزار اور
حلقہ آہو پانچ ہزار اور یوز یعنی چیتا کچھ کم ہزار تھے کہتے ہین اکبرشاہ ہر چند کہ جہد فرماتے تھے کہ عدد چیتے کا بھی ہزار کو پہونچے
میسر نہ ہوے کسواسطے کہ جب عدد اُنکا نو سو سے افزون ہوتا تھا مرگ ناگہانی انمین پڑتی تھی ہزار پورے ہونے نہ تھے غرضکہ
اس قدر متروکات اکبری اس تفصیل سے ایک کاغذ پر لکھے ہوئے ملے اسکو تحقیق کر لو باقی اور شئی کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے
کہ کس کثرت سے ہوگی اور یہ قطعہ مادہ تاریخ رحلت آنحضرت کا ہی قطعہ جلال الدین محمد شاہ اکبر ؛ زدنیا گشت سوے

خلد راہی ؛ چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست ؛ ندا آمد کہ اینک ظل الٰہی ؛ تمام ہوا مقالہ دوسرا



مقالہ تیسرا سلاطین دکن کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین پرتمکین کی راے رزین پر مخفی اور محتجب نرہے کہ احوال خواقین دہلی کے بیان کے بعد پیرایہ اندیشہ بیان وقائع سلاطین دکن کی طرف جمکا حفظاً للترتیب اول عنان شبدیز خامۂ خوشخرام ذکر سلاطین بہمنیہ کی طرف منعطف کرتا ہون اور جیسا کہ رسم مورخان متقدمین اور متاخرین ہی غرض میری ان اوراق کے لکھنے سے حصول درہم او دینار نہین ہی کسواسطے کہ توجہ خاقان اعظم اور جہانبان معظم ناصر الدنیا والدین ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ ثانی سے میرا پاؤن خزانہ کے سر پر ہی بلکہ صبح و شام ساتھ بحر وکان کے فیض رسان رہکر چشم احسان فلک اور انجم سے نہین رکھتا بلکہ ہمت والا نہمت میری اس پر مصروف ہی کہ فرمان خدیو زمان پر پٹکا خدمت کا کمرجان پر باندھون اور ایسی کتاب کہ جامع قضایا سے تمامی ممالک ہندوستان جنت نشان ہو اور ساتھ ایسی عبارت کے کہ پسند طبائع خاصان ہو مرقوم قلم گوہر فشان کرون نظم این چار عروس ہفت خرگاہ ٭ کاورد نشان بہ نیمہ رہ ٭ نازان وچمان ومست ورقاص ٭ درجلوہ کشم بحجلۂ خاص ٭ چندی اگرم امان دہد بخت ٭ یکیک بہرم بپایہ تخت ٭ سازم دل زین فسانہ سیراب ٭ زان پیشترک کہ گیرم خواب ٭ اور یہ مقالہ چھ روضہ پر مشتمل ہی روضہ اول بیان مین وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کہ مشہور بسلاطین بہمنیہ ہین روضہ دوسرا سلاطین بیجاپور کے بیان مین جو بلقب عادل شاہیہ معروف ہین روضہ تیسرا احوال شاہان احمدنگر کی صفت مین جو بنام نظام شاہیہ موصوف ہین روضہ چوتھا سلاطین تلنگ کے حالات مین جو قطب شاہیہ کہلاتے ہین روضہ پانچوان شاہان برار کے بیان مین جو عماد شاہیہ مشہور ہین روضہ چھٹا بیان شاہان بیدر کے جو بریدشاہیہ کہلاتے ہین انشاء اللہ تعالی صحیحہ روضہ اول بادشاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کے بیان مین جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہین ناظرین پرتمکین کی خرد خردہ دان پر پوشیدہ

ذرہ ہے کہ چہرہ کشایان مرقع حکایات نے سلطان علاء الدین کانکوہی بہمنی کی کیفیت خروج اور اصل و نسب مین اقوال
مختلف نقل کیے ہین از انجملہ جو مشہور تر ہے اس کتاب مین تحریر کرتا ہون اور طول سے مجتنب ہوکر سخن مختصر عرض کرتا ہون
بعضے اصحاب خبر یون لکھتے ہین کہ حسن نام ایک شخص دار الخلافت دہلی مین کانکوہی برہمن منجم کی ملازمت مین جو شاہزادہ
محمد تغلق شاہ کے حضور مین قرب و منزلت رکھتا تھا رہتا تھا اور نہایت فلاکت مین زمانہ بسر کرتا تھا ایک دن
معاش کی تنگی سے بہ تنگ آن کر کانکوہی سے اوقات بسری کے لیے کسی کار خدمت کی درخواست کی کانکوہی
نے ایک جوڑی بیل اور دو مزدور اُسے دے کر دہلی کے حوالہ مین ایک زمین خراب اُس کے حوالہ کی کہ زمین
زراعت کرے اور اُس کے حاصل سے اوقات بفراغت بسر کرے حسن نہایت اضطرار اور احتیاج سے اطاعت
کر کے کاشتکاری اور فلبہ رانی کے نزد دین مشغول ہوا ناگاہ ایک دن ہل کا پھال زمین مین اڑ گیا ہلوا ہے نے
حسن کو خبر کی حسن نے جاتے ہی اُس مقام کو کھود کر دیکھا کہ ہل کے پھال کی نوک ایک زنجیر مین اُلجھی ہے اور وہ زنجیر
ایک ظرف مسی مملو باشرفی علائی اور طلاے غیر مسکوک کی گردن مین لبتہ پائی لیکن بدون اس کے دست خیانت
اُس پر دراز کرے اُس کو ایک چادر مین لپیٹ کر ہنگام شب کانکوہی برہمن کے پاس لے گیا اور حقیقت حال معروض
کی کانکوہی برہمن حسن کی حسن دیانت اور امانت پر ثنا خوان ہوا اور علی الصباح یہ واقعہ اعجوبہ شاہزادہ کی سمع مبارک
مین پہونچایا شہزادہ نے حسن کی کمال دیانت اور علو ہمت سے تعجب کر کے اُسے اپنے حضور طلب کیا اور اُسکے
طرز خوب اور وضع مرغوب سے خوش ہوا اور اُس کا تذکرہ اپنے پدر غیاث الدین تغلق شاہ کے مسامع فیض مجامع مین
پہونچایا بادشاہ نے اُسے برحمت خسروانہ اختصاص دیکر امیران صدہ کی سلک مین منسلک اور منتظم کیا القصہ ایک دن
کانکوہی برہمن نے حسن سے کہا کہ تیرے طالع کے زائچہ سے مجھے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ تو صاحب اقبال ہووے اور
حق سبحانہ تعالی کی توفیق اور تائید سے جلد موفق اور موئید ہوکر درجہ علی پر فائز ہووے پس مجھ سے عہد اور شرط کر کہ جو
واہب بے منت تجھے دولت عظیم ارزانی فرماوے تو تو میرا نام اپنا جزو اسم کرے کہ تیرے نام کی برکت سے میرا بھی نام
دفتر عالم مین دوام قبول کرے اور دفتر اپنا میری اولاد کے جانب رجوع کرنا حسن نے یہ امر قبول کیا اور ابھی منزل المقصود
تک کہ مراد دولت و بلندی سے ہے نہ پہونچا تھا کہ اُسکا اسم جزو نقش نگین اپنا کر کے حسن کانکوہی بہمنی مشہور کیا اور کہتے ہین
کہ ایک دن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے دہلی مین رنگ برنگ کے کھانے پکوا کر صلاے عام
دی چنانچہ شاہزادہ محمد تغلق بھی اُس خوان مائدہ فیض پر حاضر ہوا اور درویشون کے خوان نعمت سے بہرہ
اٹھایا اور بعد روانگی سلطان اور تفرقہ مجلس کے حسن کانکوہی بہمنی شیخ کی خانقاہ مین داخل ہوا چاہا کہ عرض بندگی
کر کے شرف ملازمت شریف سے مشرف ہووے حضرت شیخ نے عالم کشف مین احوال اُس کا دریافت کر کے
زبان فیض ترجمان سے ارشاد کیا کہ سلطانی رفت و سلطانی آمد اور قبل اس کے کہ کوئی شخص اُسکے آنے کی خبر
معروض رکھے شیخ نے ایک خادم سے فرمایا کہ ایک شخص کہ آثار نجابت اُس کے ناصیہ حال سے ظاہر ہے دروازہ
کے باہر ایستادہ ہے اُسے حاضر کر خادم اُس کی طلب کو گیا حقارت ظاہری اور لباس نامناسب سے نہ پہچانا
اور حضرت کی خدمت مین واپس آنکر عرض کیا کہ ایسا کوئی شخص ظاہر نہین ہوتا جس سے حضوری مین حاضر
ہونے کو کہون شیخ نے فرمایا کہ پھر جا کر نظر غور سے ملاحظہ کر کہ وہ ضرور موجود ہے خادم نے عرض کی کہ ایک

مرد مجہول بیٹھا ہے شیخ نے فرمایا اُسی کو حاضر کر کہ ظاہر میں درویش اور باطن میں شاہ ہے جب وہ حاضر ہوا شیخ نے اُس کے حال پر نہایت توجہات اور التفات مبذول فرمائے اور احوال اُسکا استفسار کیا اور جو دسترخوان سے اُٹھ گیا تھا وہ روٹی کہ اپنے افطار کے واسطے طاق میں رکھ چھوڑی تھی سر انگشت پر رکھکر اُسے دی اور فرمایا کہ یہ چتر شاہی ہے بعبارت اور محنت بسیار کے دکن میں تجھے نصیب ہوگا حسن کانکوی بہمنی کو اس بشارت فیض اشارت سے سودا حکومت دکن کا سر میں پڑا اور منتظر وقت تھا اور چاہتا تھا کہ اُس طرف متوطن ہوکر بتدریج گوہر مقصود ہاتھ میں لاوے یہانتک کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ اپنے عہد سلطنت میں دکن تشریف لے گیا اور اپنے اُستاد تغلق خان کو دولت آباد کا حاکم کیا اور حکم فرمایا کہ امرا و منصبدار جوارادہ اُس کی رفاقت کا رکھتا ہو دکن میں توقف کرے حسن کانکوی بہمنی نے رخصت پاکر باتفاق بعضے امیران صدہ کے کہ ساتھ اُسکے خصوصیت اور آشنائی رکھتے تھے قتلغخان کی رفاقت اختیار کرکے قریہ کونچی اور چند قریئے دیگر پرگنہ رائے باغ سے جاگیر پائی اور اُن سنوات میں جیسا کہ قبل اسکے مذکور ہوا سلطان محمد تغلق شاہ نے امیران صدہ گجرات کے دفع فساد کے واسطے لشکر کھینچا بعد معرکے بعض کو جو انہیں سے ہاتھ آئے قتل کیا اور بعضوں کو تعاقب کرکے اطراف و جوانب میں مفرور کیا اور بہت دکن میں پناہ لے گئے اور جو قتلغخان اُسوقت میں حسب الفرمان بادشاہ اپنے بھائی عالم الملک کو دولت آباد میں چھوڑ کر درگاہ شاہی میں متوجہ ہوا تھا اور امرا ے دکن عالم الملک کو شمار میں نہ لاتے اور منہزموں اور باغیوں کے پناہ دینے میں کچھہ ڈر نہ تھا یہ خبر سلطان محمد تغلق شاہ کو پہونچی چاہا کہ ایک جماعت امیران صدہ دکن کو اپنے روبرو طلب کرے اور سزا دے اُن کے کچھ امراے معتبر کو دکن میں بھیجے اسواسطے احمد لاچین اور قزلباش بیگ و ملک علی کو عالم الملک کے پاس دولت آباد میں بھیجکر ایک فرمان مشتمل تاکید تمام صادر فرمایا کہ بمجرد پہونچنے فرمان تمام امراے صدہ دکن کو گجرات بھیجے کہ لشکر کی ضرورت ہے عالم الملک نے تعمیل کرکے تواچیوں کو اُنکے حضار کے واسطے تلبرگہ اور رایچور اور دہلی میں بھیجا اور اُس جماعت نے جیسا کہ رسم ہے سفر کے سامان کے بہانہ پانچ چھ مہینے درنگ کی جب چار ہزار سوار مع تمام یراق دولت آباد میں پہونچے عالم الملک سے رخصت لیکر احمد لاچین کے ہمراہ گجرات کی طرف متوجہ ہوے احمد لاچین نے عاقبت اندیشی نہ کرکے اُنسے طمع اور توقع بہت کی اور جب مہید میں اُس کی ظہور میں نہ آئیں باتیں لاطئی زبان پر لاکراُنھیں غائبانہ کہتا تھا کہ اس جماعت سے دو گناہ بزرگ ایسے صادر ہوے کہ علت تامہ قتل میں ایک پناہ دینا باغیان گجرات کا اور دوسرے تاخیر و درنگ روا رکھنا حضار حضور میں امیران بیگناہ یہ لقمہ جانخراش سنکر جسوقت دڑہ مانک گنج میں کہ سرحد ملک ہے پہونچے سب نے جمع ہوکر ایک انجمن سرداری اور باہم متفق ہوکر کہنے لگے کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ بیگناہوں کو بے پرسش قتل کرتا ہے اور ہم تو دو گناہ بزرگ میں منسوب ہیں جسوقت بادشاہ کے روبرو جاوینگے فوراً بغیر امتیاز گنہگار و بیگناہ کے ہمارے قتل کے بارہ میں حکم صادر فرماویگا پس مناسب یہ ہے کہ ہم دکن سے باہر نجاوین اور مثل گوسفند دست و پا بستہ آپکو قصاب کے سپرد نکرین کہ مفت اور رائگان قتل ہوں چنانچہ بعد اس قرار و مدار کے سرحد سے کوچ کرکے عازم مراجعت ہوئے اور احمد لاچین کو کہ مقام تشہد میں آنکو انکا مانع ہوتا تھا قتل کیا اور باتفاق تمام دولت آباد میں گئے اور دکن کی خلائق کہ بادشاہ کے قتل و غضب سے جان سے تنگ آئی تھی بعضے انکے شریک ہوے اور بعضوں نے آدمی معتمد انکے پاس بھیجکر

[illegible]

اظہار یکجہتی کی اور قصد کا وہ آہنگ اور ضحاک کا وقوع میں آیا یعنی فساد عظیم کہ دست تدارک اُسکے علاج سے کوتاہ تھا حادث ہوا قطعہ رعیت زبیاد ہی شہریار ٭ بہ پیچید گردن سرانجام کار ٭ چو بیداد پیشہ بود شہریار ٭ نماند برو مملکت پایدار ٭ عماد الملک ترکمان الملقب بسر تیز نے کہ داماد سلطان محمد تغلق اور سپہ سالار برار اور خاندیس کا تھا اور ایلچپور میں استقامت رکھتا تھا جب تفرقہ اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا اور اُسے یقین ہوا کہ چیدہ اور خلاصہ امرا خاندیس اور برار کے امراے مخالف سے ایک بان ہوے اور درپے اُس کے تضییع اور دفع کے ہیں اسواسطے توقف میں صلاح نہ دیکھی شکار کے بہانہ ایلچپور سے باہر نکل گیا اور ساتھ ایک جماعت قلیل مخصوصوں اور معتمدوں کے شکار کنان سلطانپور اور ندربار میں پہونچا اور امرا اس طرف کے جب اُس کے فرار پر مطلع ہوے سب متفق ہوکر مال و اسباب عماد الملک پر متصرف ہوے اور دولت آباد کا راستہ لیا اور اہل خلاف سے پیوستہ ہوکر اظہار اتحاد اور یکجہتی کیا اور مردم حصار دولت آباد نے بھی جب مخالفوں کی قوت اور مکنت دیکھی تو اُنھوں نے بھی ساتھ اس جماعت کے رابطہ دوستی اور اتحاد کا بہم پہونچایا اور عالم الملک کو گرفتار کرکے قلعہ کو مع خزانہ اور اسباب تجمل حضرات مخالفین کے سپرد کیا اور تین مہینے کے عرصہ میں ممالک دکن کہ ہزار طرح کا خون جگر کھا کے لی تھی شاہ دہلی کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ ہوئی اور اُس خطہ میں کوئی مطیع اور فرمان بردار نہ رہا اور جب امیران صدہ مرتکب ایسے امر خطیر کے ہوے آپس میں شورہ کرکے کہنے لگے کہ یہ امور مہمات ملکی اور مالی بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہونگے شرط عقل یہ ہے کہ درمیان اپنے ایک شخص کو سریر سلطنت پر جلوہ گر کریں تو مہمات ہمارے ایک صورت اور رونق پیدا کریں نظم چو در گلشن ملک خاری نماند ٭ بہ گنجینۂ قلعہ مارے نماند ٭ بسے گنج در دست البنان فتاد ٭ بسا خوب اسپان تازی نژاد ٭ چو زیدا نگہ یکی انجمن ٭ ہمہ نیاب رایان ثابت سخن ٭ سران جملہ گفتند بالاتفاق ٭ کہ بے شاہ سست است بہر اتفاق ٭ ہم از لشکر دکنی مرد سر ٭ بہ بندیم با جملہ پیشش کمر ٭ بعد از گفتگوے دراز و قیل قال بسیار قرعہ بنام اسمٰعیل فتح افغان جو امراے دو ہزاری سے تھا پڑا اسواسطے کہ بڑا بھائی اُسکا ملک مل افغان اعاظم امراے سلطان محمد تغلق شاہ سے تھا اور اُس عرصہ میں مع لشکر مستقر جنگ و پیکار مالوہ رہتا تھا باامید اسکے کہ عند الحاجت اپنے بھائی کی مدد اور اعانت کریگا جمیع امراے دکن نے خواہی نخواہی اسمٰعیل فتح افغان کو ساتھ ناصر الدین شاہ کے مخاطب کرکے چتر اُسکے سر پر پھرایا اور خطابات جو کہ درمیان افغانان متعارف ہیں ایک دوسرے کے درمیان میں قسمت کیے اور ہر ایک سردار ممالکت دکن کے ایک قطعہ پر متصرف ہوا اور سب کے سب فوج فراہم لانے میں مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ کی مخالفت میں یکدل اور یکجہت ہوے اُس وقت حسن کانگو بہمنی نے بخطاب ظفر خانی مشرف ہوکر جاگیر بکری اور رایباغ اور مرج اور گلبرا اور حسن آباد گلبرگہ سے اختصاص پایا اور وہ بھیر ذات رایے حاکم حصار گلبرگہ کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے نوکران معتبر سے تھا تیغ کرکے مستقل ہوا اور نور الدین نام ایک شخص خانجہاں ہوکر وہ بھی جاگیر لائقہ پر متصرف ہوا اور جو بادشاہ محمد تغلق شاہ نے گجرات میں یہ خبر سنی بسبیل استعجال دولت آباد کی طرف متوجہ ہوے اور عماد الملک ترکمان الملقب بسر تیز اور ملک مل افغان بھی مع لشکر مالوہ اُسکے شریک ہوے اور ناصر الدین شاہ تیس ہزار سوار افغان اور مغل اور راجپوت اور دکنی جمع لاکر دولت آباد کے قلعہ سے برآمد ہوکر اُس میدان میں جہاں سلطان علاء الدین خلجی اور رامدیو لڑے تھے صفیں آراستہ کرکے بادشاہ سے جنگ میں مشغول ہوا اور میمنہ اور میسرہ بادشاہی کو برہم اور متفرق کرکے قریب تھا کہ بادشاہ بھاگے یا دستگیر ہووے

کہ دفعۃً خذلان اور کفران نعمت جلوہ گیر ہوئی ولی نعمت سے مصاف کرنا مبارک نہ آیا یعنی نورالدین المخاطب بخانجہان
کے ایک تیر مقتل میں ایسا لگا کہ خانۂ زین سے زمین پر آیا اور لشکر خاص کہ کچھ سات ہزار تھے ایکبارگی پیٹھ دکھا کر بھاگے
اور اُسوقت ناصرالدین شاہ کے علم بردار پر ایسا خوف غالب ہوا کہ علم اُس کے ہاتھ سے گر پڑا اور اہل معرکہ نے جب علم اپنے
مقام پر نہ دیکھا ناصرالدین شاہ کے بھاگنے پر گمان کر کے ہاتھ جنگ سے کھینچا اور چونکہ شب نزدیک تھی جنگ گاہ کے قریب
فروکش ہوئے اور جوانوں اور بہادروں کے زخموں کے باندھنے اور ٹانکنے میں مشغول ہوئے اور سلطان محمد تغلق شاہ بھی خیمہ اور
خرگاہ اُس مقام میں جہاں جنگ واقع ہوئی تھی ایستادہ کر کے لوازم ہوشیاری اور بیداری میں مصروف ہوا اور سحر ہوتے
ناصرالدین شاہ اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بہ ظفرخان اور جمیع سرداران دکن نے آپس میں مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ اب صلاح
جنگ صف میں نہیں ہے چاہیے کہ ناصرالدین شاہ مع اس جماعت کے کہ قلعہ کی محافظت میں کام آوے دولت آباد کے
قلعہ میں متحصن ہووے اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان مع بارہ ہزار مرد اہل نبرد قلعہ گلبرگہ میں قیام کرے اور وہی
آزاد ذمہ دار رہے تو جس طرف کہ لشکر بادشاہ متوجہ ہووے اُسکے دفع کے واسطے اقدام کرے اور باقی امرا جابجا اپنی جاگیروں
پر موجود ہو کر پرگنات کی حفاظت میں سرگرم رہیں اور ایک دوسرے کی اعانت میں آپس کو معاف اور متعذر نہ رکھیں بعد اس قرار
داد کے ابھی نصف شب باقی تھی کہ کوچ کر کے ہر ایک نے اُس طرف کہ مقصد اُنکا تھا روانگی کی اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب
علی الصباح اُس صحرا میں اُس جماعت سے نشان نہ دیکھا عمادالملک تبریز کمان کو مع لشکر مستعد بجبر حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان
کے تعاقب میں بھیجا اور خود دولت آباد کی تسخیر میں متوجہ ہوئے اور چونکہ رمالوں اور اختر شناسوں بادشاہی نے بادشاہ سے
عرض کی تھی کہ تین روز تک شروع محاصرہ کے واسطے ساعت خوب نہیں ہے اسواسطے اُن دنوں میں اہل قلعہ کے ڈرانے کے
واسطے امرائے بادشاہی افواج آراستہ کر کے قلعہ سے دور دور ایستادہ ہوتے لیکن چوتھے دن اہل قلعہ پر بنیاد جنگ ڈال کر
ساباط کی تیاری اور منجنیق نصب کرنے اور سرنگ کھودنے میں مشغول ہوئے اور روز بروز مردم اندرونی قلعہ پر کام تنگ
کرتے تھے اس درمیان میں دہلی سے خبر آئی کہ طغی نام ایک غلام نے جماعت اوباش اور اجلاف اپنے پاس جمع لا کر راہ مخالفت
اور طغیان اختیار کی اور بعزم گجرات بتعجیل تمام روانہ ہوا ہے سلطان محمد تغلق شاہ نے جب یہ خبر سنی ایک جماعت کو دولت آباد
کے محاصرہ کے واسطے مقرر کیا اور خود گجرات کی طرف متوجہ ہوئے اور بعضے امرائے ناصرالدین شاہ کہ ناسک اور پاٹودہ میں رہتے
تھے بادشاہ کی مراجعت سے واقف ہو کر دولت آباد کی سمت راہی ہوئے اور جب اُن امرا کا جو قلعہ کے محاصرہ میں مشغول
تھے مقابلہ نہ کر سکے تو بادشاہ کا پیچھا کر کے آب نربدہ کے کنارے تک پس و پیش لشکر بادشاہی پر ترکتاز کر کے بہت بہت خزانہ
اور زر بہت ہاتھ آئیں اور چند فیل خزانہ کو جو اشرفی اور طلا بار تھے دستیاب کر کے مراجعت کی اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان
اس عنایت غیبی سے شادمان اور امیدوار ہو کر امرائے اطراف کو فراہم لا کر مع بیس ہزار سوار کارگزار قلعہ احمد آباد
بیدر کی طرف کہ عمادالملک تبریز کمان المخاطب بہ تبریز مع لشکر گران اُس مقام میں مقیم تھا روانہ ہوا اور عمادالملک
تبریز کمان بھی لشکر جمع کر کے مع شوکت و عظمت تمام حسن کانکوی بہمنی کے مقابل آیا اور بیس روز تک فریقین نے اپنے دو رویہ
خندق کھودی لیکن کوئی جنگ میں جرأت نہ کرتا تھا یہانتک کہ راجہ مملکت تلنگ نے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے ہاتھ سے
نہایت تنگ اور عاجز تھا کو اس سے پندرہ ہزار پیادے حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان کی مدد کے واسطے بھیجے
اور ناصرالدین شاہ نے بھی پانچہزار سوار مع خزانہ سلطان محمد تغلق شاہ کہ دستیاب ہوا تھا اُسکی کمک کے واسطے دولت آباد سے

روانہ کیے اس صورت مین ظفرخان کے پاس ایک جمعیت عظیم بہم پہونچی پس بقصد جنگ طبل بجا کر بسرداری ملک سیف الدین غوری سپاہ بآئین بائستہ آراستہ کی اور اُس طرف عماد الملک ترکمان کہ شجاعت اور مردانگی مین ضرب المثل زمانہ تھا آراستگی فوج مین مستعد ہوا اور میمنہ اور میسرہ درست کر کے ظفرخان کے مقابل آیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ زمین خون سے نہا گئی اور آسمان کا رنگ فق ہو گیا اور صبح سے ظہر تک طرفین کے بہادر اور تہمتن مقتول اور مجروح ہوے اور جو تقدیر ملک ملک بخش جل شانہ مقتضی اس امر کی تھی کہ حسن کانگوی بہمنی دکن کے بادشاہی پر سرفراز ہو اور خاتم بادشاہی اُس دیار کی اُسکے زیب انگشت ہو عماد الملک ترکمان اس معرکہ مین مارا گیا اور لشکر اُسکا منہزم اور متفرق ہوا چنانچہ بعضے مفرور قلعہ احمد آباد بیدر مین اور بعضے قلعہ قندھار مین قلعہ بند ہوے اور کچھ لوگون نے بمحنت و مشقت تمام آپ کو شہر ماندو مین پہونچایا اور ظفرخان نے ملک سیف الدین غوری کو دونون قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود مظفر و منصور ہوکر با حشمت و شوکت موفور مع طبل و علم و سامان سلطنت کے جو عماد الملک ترکمان سے بزور شمشیر لیا تھا ناصر الدین شاہ کی امداد کے لیے بطالع سعد دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور وہ امرا کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے مع دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ کے دولت آباد کے محاصرہ مین مشغول تھے عماد الملک ترکمان کے قتل ہونے اور فوج کے تفرقہ سے اور حسن کانگوی بہمنی المخاطب بظفرخان کے پہونچنے سے خائف و ترسان ہوئے اور دہلی اور گجرات کا رستہ لیا اور ناصر الدین شاہ دولت آباد سے برآمد ہو کر ظفرخان کے استقبال کے واسطے نظام پور مین کہ چھ کوس دولت آباد سے ہے گیا اور ملاقات کر کے چار دن اُس مقام مین قیام کیا اور جب جانا کہ حسن کانگوی بہمنی نے استقلال بدرجہ کمال پہونچایا ہے اور اُسکی بزرگی نے دلون مین قرار پکڑا ہے اور لوگ اُسکی بادشاہی کے نہایت راغب اور مائل ہین پیشدستی کر کے جمیع امرا کو حاضر کیا اور کہا کہ مین سزاوار اس امر عظیم کا نہین ہون اور کبرسنی اور فراغت و عشرت کی رغبت کے سبب سے ملکداری کی پروا نہین رکھتا ہون اور اول مین نے تمھارے مکلف ہونے سے اس امر خطیر کو قبول کیا تھا اب مجھے معاف رکھو اور یہ عمل جلیل تم دوسرے کی جانب رجوع کرو اُنھون نے جواب دیا کہ جس شخص کو آپ تجویز کر کے فرمائین اُسکا حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کر کے اُسے سریر سلطنت پر متمکن کرین ناصر الدین شاہ نے کہا کہ حسن کانگوی بہمن نژاد ہے اور آثار بزرگی اور شجاعت اُسکے ناصیہ سے ظاہر اور ہویدا ہین اور تاج و تخت کے لائق ہے القصہ یہ راے رزین خاص و عام کو پسند آئی اور سبھون نے اسپر اتفاق کیا اور تخت پر جلوس کی ساعت اختیار کرنے مین درمیان صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی کے کہ امراے صدہ دکن سے تھے اور علم نجوم اور ریاضی سے بہرہ وافر رکھتے تھے اور درمیان منجمان ہندی کے کہ اُس اردو مین حاضر تھے بہت گفتگو اور بحث واقع ہوئی اور جو منجمان برہمہ کثرت سے تھے ظفرخان نے اُنکی ساعت مجوزہ منظور کی اور بادشاہ قطب الدین کی مسجد مین بروز ہفتہ شہر ربیع الثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ سات سو اڑتالیس ہجری مین تاج شاہی اُسکے زیب سر کر کے چھتر سیاہ کہ نشان خلفاء عباسی ہے ثمینا اور تبرکا اُسکے سر پر پھرایا اور ممالک دکن کا خطبہ اُسکے نام پڑھا کر شاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی خطاب دیا اور شہر حسن آباد گلبرگہ کو فال مبارک سمجھ کر حسن آباد نام رکھ اور اُسی کو پایہ تخت اختیار کیا **ابیات** بنام حسن خسروی شد تمام ❊ جہان زیر فرمان او گشت رام ❊ براورنگ شاہی برآمد بگاه ❊ برآورد بر سر کیانی کلاه ❊ بشمشیر فرمانروائی گرفت ❊ بداد و دہش بادشاہی گرفت ❊ جہانرا از و شد عمارت پدید ❊ بہر مملکت نام نیکش رسید ❊ بہ آن شہر گلبرگہ تختگاه ❊ عمارت برآورد براوج ماه ❊

بنام حسن شہر شہرچون تمام ؛ بنہاد ندران حسن آباد نام ؛ اور ملّا داؤد بیدری نے کتاب تاریخ تحفۃ السلاطین مین کہ
بنام و القاب بادشاہ ہنرپرور فضیلت گستر فیروز شاہ بہمنی آراستہ کی ہے یون مرقوم کیا ہے کہ صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد
منجم بدخشی بارہا مجلسون مین متأسف ہوکر کہتے تھے کہ اگر سلطان علاء الدین اس ساعت مین جو ہم نے تجویز کی تھی مرتکب
امر سلطنت ہوکر خطبہ اور سکہ اپنے نام پڑھاتا بہتر تھا اور یہ خبر سلطان علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی تو متفکر
اور اندیشناک ہوا اور دونون فاضلون کو خلوت مین طلب کرکے اُنسے تاسف کا سبب استفسار فرمایا اسواسطے کہ اسکے
آئینہ خاطر مین توہم کی صورت عکس پذیر ہوئی تھی کہ شاید اس سبب سے دونون فاضلون کا تاسف ہو اس ساعت کی
تاثیر سے جو منجمان ہندی نے اختیار کی ہے کوئی نقص یا خلل میری سلطنت مین راہ پاویگا یعنی بادشاہی ملک دکن مجھپر قرار نہ پکڑیگی
بنابرین صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی نے اس معنی کو سمجھکر قسمین شدید کھائین اور کہنے لگے کہ جس امر نے خاطر شریف
مین خطور کیا ہے وہ نہین ہے ہمارے تاسف کا اور سبب ہے سلطان نے پوچھا وہ کیا ہے وہ عرض پیرا ہوے کہ ہمین وضاع اور
اشکال اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوا کہ جس ساعت مین آنحضرت تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوے ہین تاثیر اسکی سے عدد شاہان
اس دودمان کا بیس نفر کو نہ پہونچیگا اور عدد سال بھی دوسو کی مدت نہ کھینچیگا اور وہ ساعت کہ
ہم نے تجویز کی تھی اُس کے حسن اثر سے سات سو برس بادشاہی اس خاندان مین رہتی اور ڈیڑھ سو نفر
حضرت بادشاہ کشورگیر گیتی ستان کی اولاد و احفاد سے اورنگ سلطنت دکن پر جلوس کرتے سلطان
علاء الدین حسن اس کلام کے سننے سے مطمئن ہوا صدر الشریف سمرقندی کو بدستور قدیم منصب
صدارت پر اور میر محمد منجم بدخشی کو منصب قضاے عسکر پر سرفراز فرمایا مؤلف اس حکایت بو العجب کا کہتا
ہے کہ ایک سو ستر سال مین دولت آل بہمنیہ منقضی ہوئی اور عدد سلاطین بہمنیہ بھی بیس نفر تک
نہ پہونچا فضلا اور علما صاحب انصاف پر مصدق کلام اُن دونون بزرگوار کی اور مہارت اُنکی علم نجوم مین ظاہر ہے القصہ جب
سلطان علاء الدین حسن امر سلطنت مین مشغول ہوا اور جیسا کہ سزاوار اور لائق ہے سلطنت اور جہانداری کا کام
انجام دیا تو روز بروز دائرہ اُس کی مملکت کا عریض تر ہوا دریاے پونہ سے قلعہ ادونی کے اطراف تک۔ اور بندر
جیول اور دابل سے شہر احمد آباد بیدر تک اُس کے حوزۂ تصرف مین آیا اور کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین حسن نے
جسدم کہ تخت بادشاہی مملکت دکن پر قدم رکھا اول جو حکم کہ اُسکی زبان پر جاری ہوا تھا یہ ہے کہ پانچ من طلا اور دس
من نقرہ شیخ برہان الدین کی معرفت کہ دولت آباد مین رہتا تھا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ترویج روح کے
واسطے فقرا اور مساکین کو پہونچاؤ اور اسمٰعیل فتح افغان کو امیر الامرا خطاب دیکر سپہ سالار کیا اور خطاب ناصر الدین کا
اُس سے مسلوب کیا اور ملک سیف الدین غوری کو کہ نیک سرشت اور عقلمند اور سخن سنج اور مردم شناس اور
قدردان تھا اور حقوق سابقہ بھی بہت رکھتا تھا امورات بادشاہی کا وکیل مطلق کیا اور اُسکی بیٹی مسماۃ شاہ بیگم کو اپنے
بڑے بیٹے کے واسطے خواستگاری کی اور ہر ایک خدام بارگاہ گردون اشتباہ اپنے کو کہ اُسکی ہمراہی مین شریک رنج
و تعب اور یکدل تھے خطاب ہاے مناسب عنایت فرمائے اور جاگیرات لائق سے سرفراز فرمایا اور قلعہ دولت آباد کا
بہرام خان مازندرانی کے سپرد کرکے بآئین بادشاہان عالی قدر و خواقین کامگار نامدار شائق الفتح و الظفر ہوکر بلدہ
حسن آباد گلبرگہ مین توجہ فرمائی بسبب سعود دولت بر یمین و فتح و نصرت بر یسار بجاہ و حشمت ہمعنان بخت و دولت

ہم کا سبب ہے اور باوجود کم آبی اور بے صفائی کے چونکہ اس موضع کو اپنے اوپر مبارک اور فرخندہ جانتا تھا پایہ تخت کر کے حسن آباد نام رکھا اور ساتھ وعدہ کے وفا کر کے دفتر محاسبہ ممالک محروسہ اپنے کا کانگوی برہمن کے سپرد کیا جو اس عرصہ میں سلطان محمد تغلق شاہ کی ملازمت ترک کر کے دکن میں آیا تھا اور طغرائے فرامین اور نقش نگین میں اس کا اسم اس طور سے اپنا جزو اسم کیا کمترین بندہ حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانگوی بہمنی اور مشہور ہے کہ قبل اس کے برہمن بادشاہان اسلام کے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور تیرتھوں اور زاویوں اور شوالوں میں انواع علم کے تحصیل میں خاص علم نجوم کے کسب میں مشغول رہ کر متوکلانہ زندگی کرتے تھے اور نوکری اہل دنیا خاص مسلمانوں کی مزیل حسنات جانکر اور شقاوت ابدی تصور کر کے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً بعض ان میں سے بوسیلہ طبابت کے یا نجوم اور وعظ اور قصہ خوانی سے ارباب جاہ کی صحبت میں رہتے تو اُن کے انعام اور احسان سے مشکور اور محظوظ ہوتے تھے مگر گردن بند نوکری کا اپنی گردن میں نہ ڈالتے تھے اور اول جس شخص نے فرقہ برہمہ سے سلاطین اسلام کے دور میں نوکری قبول کی کانگو پنڈت تھا اور اب تک کہ سنہ ۱۰۱۶ ایک ہزار سولہ ہجری میں بخلاف سائر ممالک ہند کے دفتر بادشاہان دکن کا اور نویسندگی ولایات کا کام برہمنوں سے مرجوع ہے اور سلطان علاء الدین حسن نے حسن تدبیر اور رائے صائب اور ضرب شمشیر ثاقب سے تھوڑے عرصہ میں اس قدر ولایت دکن کہ اواخر عہد دولت بادشاہ محمد تغلق شاہ میں اسکے امرا کے تصرف میں تھی مسخر اور مفتوح کی سوائے قلعہ ادونی کے اور امرائے مغل اور افغان اور راجپوت کو جو سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے قلعہ بیدر اور قندھار میں تھے لطف اور ملائمت سے مطیع اور فرمانبردار کر کے دونوں حصار کو اپنے قبضہ میں لایا اور کولاس کو بھی مع مضافات کے راے ورنگل سے لیکر اس سے محبت کا طریق مسلوک رکھا اور مسجد جامع حسن آباد گلبرگہ اور اسکے قلعہ کو کہ مندرس ہوا تھا ایک روز میں بنیاد ڈالکر تھوڑے سے عرصہ میں اختتام کو پہونچایا اور سنہ ۷۵۲ھ سات سو باون ہجری میں جب سلطان محمد تغلق شاہ کی خبر فوت سُنی خاطر اس طرف سے مطمئن کر کے اپنی ترقی سلطنت کا زیادہ تر امیدوار ہوا اور قواعد دولت کے استحکام میں مشغول ہوا اور پہلے ملک سیف الدین کی بیٹی اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کے عقد نکاح میں لا کر پادشاہان کامگار کے دستور کے موافق اسکے سپرد کی اور کہتے ہیں کہ ایام جشن و طوی میں کہ عروسی کے واسطے ترتیب پایا تھا ایک دن شاہزادے کی والدہ المدعو بملکہ جہان نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اس وقت میں لازم ہے کہ میرے فرزند کی خالہ حاضر ہو کر جشن و طوی کی سیر کرے سلطان علاء الدین حسن نے پوچھا کہ اسکی خالہ کہاں ہے بولی ملتان میں سکونت پذیر ہے یہ سنکر بادشاہ نے کچھ نہ کہا اور مجلس سے اٹھا اور جیسا کہ کوئی شخص واقف نہووے ایک جماعت کو اس ضعیفہ کے لانے کے واسطے ملتان کی طرف بھیجا اور ارباب عمل کو حکم فرمایا کہ ایام جشن کو دراز کر کے جس قدر زر اخراجات طوی کے واسطے درکار ہو خزانہ سے ماہ بماہ ملک سیف الدین غوری کی سرکار میں پہونچاویں یہاں تک کہ ساتویں مہینے جماعت مرسولہ شاہزادہ کی خالہ کو ڈولی میں سوار کر کے حسن آباد گلبرگہ میں لائی اور سلطان علاء الدین حسن مسرور اور محظوظ ہو کر اسی بہانہ اور آوازہ سے کہ یہ ڈولی ملک سیف الدین کی ہے ملکہ جہان کے پاس بھیجی اور جب اس نے اپنی بہن کو دیکھا حیران ہوئی آخر الامر حقیقت احوال سے مطلع ہو کر شکر بادشاہ کی عنایت بے غایت کا بیش پہونچایا اور محمد شاہ صاحب مروت نے جشنہائے خوب عنبر مکرر کیے اور مجلسیں مرغوب اسکے واسطے برپا رکھکر اس کے روبرو عروس کا عقد باندھکر شاہزادہ کے سپرد کی بیت برسم کیان عقد فرزند شاہ ٭ بہ پیوستند با حور زیبا چو ماہ ٭ اور مدت بزم میں باوجہ عدم

امنہ اوایام بادشاہی دس ہزار قبا زر لفت ومخمل واطلس اور ایک ہزار گھوڑا عربی اور عراقی اور دو سو ٹنکہ اور خنجر اور
شمشیر مرصع مع جواہر قیمتی امرا اور منصبداروں اور بادشاہی غلاموں کو عطا فرماتے اور ایک برس تک سامان جشن
وعیش وسرور مہیا رہا شہر حسن آباد گلبرگہ میں چند مقام پر منجنیقیں نصب کرکے قسم قسم کے نقل اور میوہ جات جو ہندوستان
میں مشہور ہیں اس پر رکھکر اہل شہر کو لٹاتے تھے اور ہر روز شہر کے جمیع مساجد میں دیگیں رنگ برنگ اطعمہ کی لیجاکر
فقرا اور ضعفا پر تقسیم کرتے تھے اور یہ جشن روز جلوس یعنی ربیع الآخر کی چوبیسویں تاریخ کو شروع ہوا اور دوسرے
سال کی چوبیسویں ربیع الثانی کو ختم ہوا اور روز اختتام کو جمیع امرا اور ارکان دولت نے انواع تحف وہدایا اور جواہر ولعل
قیمتی اور نقود فراوان برسم پیشکش شاہ جمجاہ کے نظر فیض اثر سے گذران کر شرف قبول سے سرفراز ہوئے اور اس سبب سے
کہ ملک سیف الدین غوری کو ایک ایسی نسبت خاندان بادشاہی میں بہم پہونچی تھی تو بالضرور زیادہ تر مرتفع ہوا اور
روز نوروز میں کہ تمام علما اور فضلا اور صدور اور قضات اور اعیان درگاہ کے فراہم ہونے سے ایک مجلس منعقد ہوئی
تھی صدر الشریف سمرقندی اور سید احمد غزنوی مفتی نے بادشاہ کے اشارہ کے موافق ملک سیف الدین غوری
کا ہاتھ پکڑ کے بالائے دست اسمعیل فتح خان جگہ دی اور ترتیب اسمعیل فتح کا اُس درگاہ میں اس درجہ تھا کہ روز ہاے عید
اور ایام متبرکہ میں جب مجلس شاہ میں آتا تھا اُسکے واسطے قیام اور تعظیم کرکے چند قدم اپنی جگہ سے استقبال کرتا اور
اُسوقت دیوانخانہ میں جاکر تخت پر اجلاس کرتا اور خلائق درگاہ کو بار دیتا اسواسطے کہ اسمعیل فتح نے چند روز امرا بادشاہی میں
قیام کیا تھا اُس موقع پر اسکو تقدم ملک سیف الدین کا بہت دشوار اور نہایت گران معلوم ہوا الحنت کے قریب گیا اور لب شکایت میں
کھولے اور سرشک بیطاقتی سے صفحہ چہرہ پر روان کیے سلطان علاء الدین حسن نے فرمایا کہ تو منصب امیر الامرائی اور سپہسالاری
پر مخصوص ہی اور ملک سیف الدین غوری منصب وکالت اور نیابت پر منصوب ہی پس باوجود دیکھنے مجالس بادشاہان اور
جاننے قدر ومنزلت خداوند ہر منصب کے تلاش برتری کچھ معنی نہیں رکھتی اسمعیل فتح نے جب یہ جواب سنا تسلیم ورضا
کے سوا چارہ نہ پایا ناچار بحسب ظاہر اظہار اطاعت اور فرمانبرداری کی اور ہر روز حسب معمول بادشاہ کی مجلس میں حاضر ہوکر
بکمال بشاشت اور شگفتگی ملک سیف الدین غوری سے فروتر کھڑا رہتا لیکن باطناً بادشاہ کی نسبت دل دگرگون کرکے
قاصد اس امر کا ہوا کہ فرزندون اور خویشون کے اتفاق سے کہ سلک امرا میں منتظم تھے اور بعضے افغانان کبار کی اعانت سے کہ
ساتھ اسکے طریق اتحاد رکھتے تھے سلطان علاء الدین حسن کو فرصت کے وقت اثنائے سواری وشکار میں درمیان سے رفع کرے
اور بدستور قدیم امر بادشاہی کو انجام دے لیکن چونکہ تدبیر تقدیر کے موافق نہ تھی کعبتین مراد کی واژگون ہوئی یعنی بادشاہ نے اُسکے
اندیشۂ ناصواب پر آگاہی پائی اور مجلس عظیم ترتیب دیکر جمیع امرا اور منصبداران اور سادات اور قضاۃ اور علما اور مشائخ کو حاضر
کرکے اسمعیل فتح سے سبب غدر کے اندیشہ کا استفسار کیا اُسنے منکر ہوکر قسمیں شدید کھائیں شاہ علاء الدین حسن نے
حضار مجلس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا جو شخص کہ اسمعیل فتح افغان کے وسوسہ کے باعث راہ راست سے منحرف ہوکر اُس کی
بیعت میں آیا ہو وہ بخوف وہراس ادائے شہادت کرے اور جو کچھ اسمعیل فتح سے دیکھا اور سنا ہو بلا تامل اظہار کرے
اُسے پوشیدہ نرکھے کہ میں اُسے ماخوذ اور معتوب نکرونگا پس ایک جماعت امرا اور منصبداران شاہی نے کہ اسمعیل
فتح سے پوشیدہ دست بیعت دراز کیا تھا رہائی اپنی زندان ظلم بادشاہ سے راستی میں تصور کرکے جو کچھ بیان واقعی تھا
اسطرح سے مذکور کیا کہ سب کو یقین ہوا اور شک وشبہ مطلق باقی نرہا بادشاہ علاء الدین حسن نے اسمعیل فتح پر بعد ثبوت جرم

حاضران مجلس سے فتواے قتل حاصل کرکے آتش غضب افروختہ کی اور اُسی مجلس مین تیغ سیاست سے اسمعیل فتح کو مقتول
کیا اور قلم عفو اور ون کے جرائم اعمال پر کھینچا کسی وجہ سے اُنھین نستایا اور زبان انکے طعن مین نہ کھولی اور گناہ اسمعیل
فتح کے فرزندون اور عزیزون کا بھی دیدہ و دانستہ معاف فرمایا اور اُنھین حضور مین طلب کیا اور اُس کے فرزند
بہادر خان کو قائم مقام کرکے منصب اُس کا ارزانی رکھا اور اُس کے جمیع عزیز و اقارب کو لطف و عنایت خاص سے
مطمئن اور محظوظ کیا اور اسمعیل فتح پر سیاست اور جرم بخشی مردمان دیگر اور تعظیم و تکریم فرزندان اسمعیل فتح سے استقلال اور
غلبہ بادشاہ ایک درجہ سے ہزار درجہ ہوا اور محبت اُس کی خلق کے دلون مین جیسے کہ چاہیے ہے جا گزین ہوئی اور راے
تلنگ کہ مدت سے اُس زمانے تک مقام سرکشی اور تمرد مین تھا اور بادشاہ بسبب امداد سابق کے کہ اُس سے وقوع مین
آئی تھی اُس سے مدارا کرتا تھا آخر وہ بھی اخلاق بادشاہی سے شرمندہ ہوا اور اخلاص اور اطاعت اظہار کی اور باج و خراج
کہ ہمیشہ شاہ دہلی کو دیتا تھا اُسی قدر اپنے ذمہ واجب الادا سمجھ کر خزانۂ عامرہ مین داخل کیا اور جب سلطان علاء الدین حسن کا
کسی طرف کوئی دشمن اور بدخواہ باقی نہ رہا اُسوقت امرا اور ارکان دولت کو بلا کر ایک انجمن قرار دی اور فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ
جل شانہ نے مجھے دولت بیقیاس ارزانی فرمائی اور جیدہ اور خلاصہ لشکر دہلی کہ دکن کی حفاظت کے واسطے ہر طرف متعین
تھا عنایت یزدانی اور توفیق ربانی سے میری ظل رایت مین فراہم اور مجتمع ہوا ہے میرے دل مین یون آتا ہے کہ یہ جماعت ہمراہ
رکاب لیکر جس طرف کہ توجہ کرونگا افواج فتح اور فیروزی دو اسپہ میرے استقبال کو دوڑیگی اس صورت مین مناسب یہ ہے کہ پاے
استقامت رکاب عزیمت مین رکھ کر جہانگیری مین مشغول ہون اور حسن آباد گلبرگہ سے اسپ خوشخرام کو جولان کرکے
اودنی سے بیجانگر تک اور سیت بندرامیسر سے ولایت معبر تک اپنے قبض و تصرف مین لاؤن اور اُس کے بعد
گوالیار کی طرف رایات ظفر آیات کو حرکت مین لاکر عرصۂ مالوہ اور خطۂ گجرات کو اپنے خطبہ اور سکہ سے بلند مرتبہ کرون ملک
سیف الدین غوری نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر از روے دانش اور بینش عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار اور انہار
سے مملو اور پر ہے اور رطوبت بہت ہوا پر غلبہ رکھتی ہے خصوص موسم برسات مین گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور بیل اور
جمیع حیوانات ہمارے اُردو کے کہ ہواے ضد و مخالف اُس ولایت کی پرورش یافتہ ہین انکا اُس طرف مدتون رہنا
اور زندگانی بسر کرنا بہت دشوار ہے اور بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین دو تین مرتبہ
لشکر کشی دھور سمندر پر ہوئی تھی حیوانات صامت اور ناطق سے دس حصہ سے ایک حصہ سلامت نہ پھرے تھے
القصہ وہ ولایت اُسکے لائق نہین ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اُس طرف لشکر کشی کرے صلاح دولت اس مین ہے
کہ اول ایک جماعت کو کرناٹک کی سرحدون کی تسخیر کے واسطے کہ ہوا وہان کی اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ موافقت رکھتی
ہے روانہ فرمائین اور اُس حدود کے سرکش راجاؤن کو کہ اسوقت تک تحفے و ہدایا اور ایلچی درگاہ گیتی پناہ مین
روانہ نہین کیے اور رابطہ اخلاص اور یکجہتی کا بہم نہ پہونچایا ہے ضرب شمشیر غازیان اسلام سے مطیع اور فرمان بردار کرکے
باج و خراج گزینے لیکر خاطر اشرف اس طرف سے مطمئن فرماوین اور جو تختگاہ دہلی ان سنوات مین کمال بیرونقی رکھتا
ہے خود بدولت و اقبال و سعادت بعزم تسخیر مالوہ و گجرات و گوالیار کہ امراے صاحب وجود سے خالی ہے نہضت فرماکر
رایات جہانگیری اور اقلیم کشائی کے بلند کرین سلطان علاء الدین حسن کُن راے ملک سیف الدین پر آفرین خوان ہوا
اور عماد الملک تاشکندی اور مبارک خان لودھی کو جو امراے عظام سے تھے کرناٹک کی طرف تعین فرمایا اور انھون نے

آبادی کفار کو دریاے تاولی جبکری تک تاخت اور تاراج کیا اور آگ و غارت اس قوم کے منازل اور مساکن مین افروختہ کر کے دو لاکھ اشرفی طلائی کہ عبارت دو سو ہزار تولہ سے ہے اور جواہر و آلات وافر اور مروارید منکا شکر محاسب سریع الحساب اس کے شمار سے عاجز ہو اور دو سو فیل کوہ تمثیل اور ایک ہزار رقاص اور سازندہ وہان کے راجاؤن سے پیشکش لیے اور اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین کوئی دقیقہ لوازم عہد و پیمان سے باقی نرکھا پھر وہانکے راجاؤن کے ایلچیون کے اتفاق سے شروع موسم برسات مین سالماً غانماً معاودت کی اور سلطان اس لشکر ظفر پیکر کی مراجعت کے بعد ملک سیف الدین غوری کے استصواب سے سامان سفر درست کر کے ماہ شعبان ۷۵۸ھ سات سو اٹھاون ہجری مین حسن آباد گلبرگہ سے دولت آباد کی سمت روانہ ہوا اور جب بالاگھاٹ مین پہونچکر جائزہ فوج کا لیا پچاس ہزار سوار کہ اکثر انمین دلاور ان نیزہ گذار تھے قلم بند ہوے اور چاہا کہ ندربار اور سلطانپور کے راستہ سے ولایت مالوہ مین داخل ہون راے ہرلت کے ایلچیون نے کہ راے کرن گجراتی کے پوتون سے تھا اور سپاہ دکن کے خوف سے باوجود خلل گجرات بگلانہ مین مقیم تھا اور مملکت موروثی کی طرف توجہ نکرتا تھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہو کر اپنے موکل کی طرف سے عرض کی کہ جو درمیان رایان گجرات اور بادشاہان دکن کے ہمیشہ رسم اتحاد منظور اور ملحوظ ہے لہذا التماس کرتا ہون کہ اول گجرات کی طرف توجہ فرما کر اس خطہ بہشت منزلت کو کہ میرے آباو اجداد کا ملک ہے اور رعایا جاگیرداروں کے دست ظلم سے جان بہ تنگ آن کر خواہان ایسی عنایات کی رہتی ہے مسخر اور مفتوح کریں اور اس بندہ کو اعداد ملازمان خاص مین درلا کر خاطر جمع سے مالوہ کی طرف لشکر کھینچین اور متقارن اس حال کے باقی زمینداران گجرات نے بھی ایلچی بھیجکر التماس قدوم کی سلطان علاء الدین حسن نے انصار و اعوان سے قرعہ مشورت کا ڈالکر نرد وفا کی کھیلی اور خلاصہ مشورت نے یہ قرار پکڑا کہ جب مقابلہ اور مقاتلہ سلطان فیروز شاہ باربک شہریار دہلی کا اپنے اوپر قرار دیکر حسن آباد گلبرگہ کے تختگاہ سے نہضت کی ہے تو روانگی مالوہ اور گجرات کی علی السویہ ہے بلکہ جو رعایا گجرات کی راغب اور مائل قدوم میمنت لزوم ہے صلاح و سداد سے توجہ اس طرف کی بہت قریب اور مناسب ہے سلطان علاء الدین حسن نے سب کی رائے صواب جان کر شاہزادہ محمد کو مع بیس ہزار سوار برسم ہراول روانہ کیا اور خود بدولت نے بھی پیچھے سے باہستگی تمام رایت شوکت گجرات کی طرف بلند کیا لیکن شاہزادہ محمد جب قصبہ نوساری مین پہونچا اس حدود کو سب قسم کے جانوروں سے مملو دیکھکر شکار مین مشغول ہوا اور آدمی باپ کے پاس کہ شکار دوست تھا بھیجکر اس سرزمین کی کیفیت سے پیغام کیا بادشاہ بجناح تعجیل اس طرف سوار ہوا اور ایک مہینہ کامل صید و شکار مین مشغول رہا اس درمیان مین موافق اس امر کے مصرع قضاے آسمانست این و دیگرگون نخواہد شد؛ جو باعث احتراز سفر کرنا تک تھا پیش آیا شکارگاہ مین ہوا لگنے سے تپ محرق عارض ہوئی لیکن ذوق نشاط شکار سے اپنی محافظت مین نہ مشغول ہوا یعنی باوجود پیری اور وقت توبہ اور انابت کے جیسا کہ بادشاہان عیش پرور کا لازمہ ہے مجلس شراب صحراے شکار مین آراستہ کر کے گوشت شکار کے کباب کی رغبت کی اور ہیضہ ہونے سے ایکبارگی مزاج شریف اس کا مسلک اعتدال سے منحرف ہوا **نظم** تو اے رعنا چو گل تا چند و تا کے ؛ خوری از جام گلگون لالہ گون مے ؛ چو نرگس تا بہ کے ساغر پرستی ؛ قدح در دست و اسر در خواب مستی ؛ تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ ؛ سرت خالی ز سوداے پیالہ ؛ بسی خانہ خراب از مے شد آباد ؛ بسے خانہ کہ داوش بادہ برباد ؛ اور جب مرض کی شدت محسوس ہوئی ناچار قرین حسرت

وورد عازم مراجعت ہوکر بہ کوچ متواترہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف گیا اور علما اور مشائخ کو حاضر کرکے صدر الشریف سمرقندی کے ہاتھ پر تمام مناہی سے تائب ہوا اور اپنے تمام ممالک محروسہ کو موافق زمانۂ قتلغخان کے چار حصہ کیے حسن آباد گلبرگہ کو حدود ایل اور رایچور اور مدگل تک ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور دولت آباد اور جنیر اور جیول اور قصبۂ بیڑ اور مونگی پٹن کہ چیدہ اور خلاصہ ولایت مرہٹ سے ہے اپنے بھتیجے خان محمد بن علی شاہ کے تفویض فرمائی اور مملکت برار اور ماہور صفدر خان سیستانی کے سپرد کرکے مملکت بیدر اور قندھار اور اندور اور کولاس اور جس قدر ولایت تلنگ کی تصرف میں رکھتا تھا اعظم ہمایون فرزند ملک سیف الدین غوری کی طرف رجوع کرکے چھ مہینے تک فرش بیماری پر تکیہ کرکے قلعہ کے اندر اُس قصر میں کہ شرف کوچہ پر تھا اپنا مقام کیا اور صبح و شام بلکہ علی الدوام بارعام دیکر احوال خلائق میں مصروف رہتا اور مظلوموں اور ضعیفوں کی دادرسانی میں اشتغال فرماکر حکم کیا کہ تمام ممالک محروسہ کے زندانیوں کو آزاد کریں اور اگر کوئی گناہ عظیم کے سبب سے مقید اور محبوس ہو بقید غل و بتعجیل تمام حسن آباد گلبرگہ میں لاویں لہذا بموجب فرمان بادشاہی زندانیوں کو کہ جرائم عظیم کے سبب گرفتار تھے دارالخلافت میں لائے اور شاہ دادگستر نے اسی وقت اُنکے جرائم بوجہ احسن عفو فرماکر آزاد کیا مگر سات آدمی کو کہ صلاح ملک و دولت اُنکی آزادی میں نہ دیکھی تو شاہزادہ محمد کے سپرد کیا اور فرمایا کہ میرے بعد جس شکل میں اپنی صلاح دولت جانے اُن کے بارہ میں عمل میں لاوے اس عرصہ میں مرض نے اور بھی ترقی قبول کی ہرچند حکیم علیم الدین تبریزی اور حکیم نصیر الدین شیرازی اور بھی حکماء ہند نے اصلاح مزاج اقدس میں مساعی جمیلہ کی لیکن اس سبب سے کہ مرض طبیعت پر غالب ہوا تھا اور حرارت غریزی نے منہ نقصان کی طرف رکھا تھا کسی وجہ سے تداوی کا اثر اُسپر مترتب ہوا اور روز بروز ضعف و ناتوانی کے سبب سے مزاج اقدس زبون اور ضعیف تر ہوتا تھا یہانتک کہ بادشاہ کو یقین ہوا کہ ہنگام وداع ہے پھر معالجہ سے دست کش ہوکر منتظر ندائے رجعی کا ہوا اُسوقت اپنے چھوٹے بیٹے محمود کو کہ اُس سے محبت زیادہ رکھتا تھا جب اپنے روبرو نہ دیکھا پوچھا کہ وہ کہاں ہے جھوں نے عرض کی کہ مکتب میں سبق پڑھنے میں مشغول ہے پھر اُسے بلاکر استفسار کیا کہ کیا پڑھتا ہے عرض کی بوستان تصنیف شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کی سیر کرتا ہوں فرمایا آج کس حکایت کا سبق لیا ہے محمود عرض گذار ہوا کہ آج میں نے یہ حکایت پڑھی ہے حکایت شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت ٭ بسر چشمۂ بر بسنگی نوشت ٭ بدین چشمہ چون ما بسے دم زدند ٭ برفتند چون چشم برہم زدند ٭ گرفتند عالم بمردی و زور ٭ ولیکن نہ بردند با خود بگور ٭ بادشاہ علاء الدین حسن گانکوی بہمنی نے جب تیسری بیت سُنی ضبط نہ ہوسکا بے اختیار ہائے ہائے کا نعرہ بلند کرکے رویا اور فرزندوں یعنی محمد اور داؤد کو حاضر کرکے فرمایا کہ یہ نفس واپسین ہے تم سے کہتا ہوں کہ اگر اپنی بقاے دولت و سلطنت چاہتے ہو سب بھائی مقام موافقت میں رہو اور محمد کو میرا جانشین سمجھ کر اُسکی خدمت اور اطاعت دارین کی سرفرازی جانو پھر خزانچی کو طلب کرکے مبالغ کثیر نقد و جنس سے لیے اور محمد اور محمود اور داؤد کے تفویض کرکے فرمایا کہ مسجد جامع میں جاؤ اور یہ نذر مشائخ اور علما اور مستحقوں کو جو مذہب حنفی رکھتے ہوں تقسیم کرآؤ جب انھوں نے اپنے باپ کے فرمانے کے بموجب عمل کرکے بازگشت کی اور خدمت میں اپنے باپ کے عرض کی بآواز بلند الحمد للہ کہکر جان بحق تسلیم کی رباعی ہر روز یکے بروز بر آید کہ منم ٭ خود را بجہانیان نماید کہ منم ٭ چون کار جہان بر و قرارے گیرد ٭ ناگاہ

اجل زور در آید کر منہ پر گیارہ برس اور دو مہینے اور سات دن بادشاہی کی تھی جب غرہ ربیع الاول ۷۵۹ھ سات سو
اُنسٹھ نے منہ دکھایا تو مرگ کا فرمان اس کے پاس آیا مدت اُس کی عمر کی سڑسٹھ سال تھی البقاء للملک المعبود اور طبقات
شیخ عین الدین بیجاپوری میں مسطور ہے کہ سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی سے پوچھا کہا کہ بے گنج و لشکر تھوڑے
عرصہ میں ایسی دولت سُترگ کیونکر تجھے دستیاب ہوئی اور خلائق کو بے مشقت تو نے کیونکر اپنا مطیع اور
فرمانبردار کیا جواب دیا کہ باعث اس کی دو چیزیں تھیں اول یہ کہ مروت کو میں نے لازم پکڑا اور کسی حال میں میں
نے اُس سے تجاوز نہ کیا دوسرے یہ کہ میں نے دست سخاوت کھول کر دوست اور دشمن سے طریق احسان سلوک
رکھا پس مردم ان دو کار بزرگ کے سبب میرے خواہاں ہوے اور میری اطاعت میں بہ تن مصروف ہو کر مجھے دوست
سمجھے اور منجملہ علما و مشائخ کے جو معاصر سلطان علاء الدین حسن تھے ایک شیخ عین الدین بیجاپوری اور دوسرے
شیخ محمد سراج ہیں انشاء اللہ تعالی اُنکے حالات او مقالات عنقریب بمقام مناسب میں خامۂ اعجاز نشان کی صفحات سے
مبین ہونگے اور احوال سلاطین بہمنیہ کے ناظروں پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہے کہ صاحب تاریخ تحفۃ السلاطین اور سراج
التواریخ اور بہمن نامہ دکنی جس کو بعض لوگ شیخ آذری کی نظم لکھتے ہیں کسی نے اصل و نسب میں سلطان علاء الدین
حسن کانگوی بہمنی کے صریحا ایک حرف بیان نہیں کیا ہے لیکن ستائش کے وقت بعضے مقاموں میں شاہان کیان کی
طرف منسوب کر کے کہا ہے کہ کلاہ کیانی سر پر رکھا تخت کیانی پر بیٹھا اور امثال ذلک اور بعضے مقام میں اسکو بہمن
اور اسفندیار سے نسبت کر کے مدح کی ہے کہ شاہ بہمن نژاد اور فروزندۂ تاج بہمنی اور مثل اس کے اور عبارات جن سے
ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسفندیار کے نسل سے تھا ان دونوں کتاب میں بہت درج ہیں اور اگر یقین ہوتا کہ بہمن نامہ نتائج
طبع بے طمع اور عالم باعمل اور عاقل بے امل شیخ آذری کا ہے اس دعوی کی تصدیق کے واسطے ایک شاہد عادل ہوتا کس واسطے
کہ شیخ آذری جیسے بزرگ سے یہ امر بعید تھا کہ ایک چیز کو خوب تحقیق اور ثابت نہ کر کے مدعی اُسکا ہوتا اور شعر بہمن نامہ کے میں نے صحت کے
واسطے اس کتاب میں درج کیے ہیں بناءت سخن سنا دون کی میں لکھتے اور تخلص شاعر کا بھی اس کتاب میں فقیر کی نظر سے نہیں گذرا پس سخن مجہول
کو کیونکر باور کریں کہ یہ شعر شیخ آذری کے ہیں لیکن جس وقت مسودہ ان اوراق کا بلدۂ احمد نگر میں مرتضی نظام شاہ بحری کے سلاطین
میں مشغول تھا اُسکے کتب خانہ میں ایک رسالہ مشتمل بر تحقیق اصل و نسب سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی جسپر نام اُسکے
مصنف کا درج نہ تھا اس خاکسار بیمقدار کی نظر سے گذرا اور ماحصل رسالہ کا یہ ہے کہ سلطان علاء الدین کانگوی بہمنی نژاد بہرام گور
سے ہے اور اس نہج سے کہ سلطان علاء الدین حسن بن کیکاوس بن محمد بن علی بن حسن بن سام بن میمون بن سلام
بن ابراہیم بن نصیر بن منصور بن رستم بن کیقباد بن منوچہر بن نامدار بن اسفندیار بن کیومرث بن خورشید بن
صعصاسے بن ففغور بن فرخ بن شہریار بن جابر بن سعید بن ملک داؤد بن ہوشنگ بن نیک کردار
بن فیروز بخت بن نوح بن صانع اور نسبت صانع کی بچند وجوہ ساتھ بہرام گور کے پہونچتی ہے اور بہرام گور
ساسان کی نسل سے ہے اور ساسان بہمن بن اسفندیار کی نسل سے کہ جملہ بادشاہان کیان سے تھا اور سلطان
علاء الدین حسن اولاد عظیم الشان اُس کی کو اسی وجہ سے بہمنیہ کہتے ہیں جو کچھ خاطر ناقص میں جامع اس
اخبار کے پہونچا ہے یہ ہے کہ جب سے نام کانگوی بہمن کا جزو نام سلطان علاء الدین حسن کے ہوا اُس کو
بہمنی کہتے ہیں لیکن خوشامدی شاعروں و مورخوں کے ہاتھ میں اس سے دستاویز مل گئی کہ کانگوی بہمنی کی نسبت توڑ کر

بہمن بن اسفندیار کی طرف لگائی واللہ اعلم **تذکرہ آرایش پانا تخت و تاج سلطنت اور جہانبانی**
کا وجود باجود نوبادہ بوستان شاہی و کامرانی سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین
حسن کانگوی بہمنی نور اللہ مضجعہ بنور رحمتہ سے **نظم** گذارندۂ شرح معنی شناس * سخن را چنین می
نہد در قیاس * کہ بعد از حسن شاہ تخت دکن * نوی در گرفت از محمد حسن * سلطان محمد شاہ کہ وفور عقل و شجاعت و سخاوت
سے موصوف تھا سلیمان کے مانند چتر ہمایون کے سایہ مین درآیا اور اسباب تجمل اور آلات شوکت بادشاہی مین نہایت
کوشش کرکے چتر کے کلس کو جواہر آبدار سے آراستہ کیا اور ہمارے مرصع اُس قبہ پر نصب کرکے وہ یاقوت کہ راے بیجانگر
نے سلطان علاء الدین حسن کے واسطے بھیجا تھا اور جوہری اُسکی قیمت کی تشخیص سے عاجز تھے اُس طائر ہمایون کے
سر پر نصب کیا اور نواجیون اور پیادون کی کثرت مین سعی موفورہ کی اور امرا و منصبداران و دیگر جوانون کے واسطے چار
وقت قرار دیے اور ہر ایک کو ایک خدمت سے سرفرازی دیکر علیحدہ علیحدہ نام رکھے چنانچہ نواجیون کو احتساب لشکر اور یاوری خلائق
کی خدمت دی اور انھین بارداران کہتے تھے اور جو کہ اسلحہ خاص اُس زنگ گلشن اقبال کے از قسم شمشیر و سپر و نیزہ و علم یکہ جوانان
خاصہ کے حوالے تھی انھین اسلحہ داران کہتے تھے اور اعداد اُنکے اُسوقت مین دو سو مرد سے زیادہ نہ تھے اور یکہ جوانان
خاصہ کے چار ہزار تھے انھین خاصہ خیل کہتے تھے اور حکم فرمایا کہ ہر روز پچاس اسلحہ دار اور ایکہزار خاصہ خیل صبح کے وقت
دیوانخانہ کے دروازہ پر حاضر رہین اور دوسرے دن صبح کو جب اور نوبتی حاضر ہووین تو وہ اپنے منازل مین مراجعت
کرین اور ہر نوبت مین چار امرا اور منصبدار پایہ تخت مین حاضر ہون وہ بھی دیوانخانہ مین آنکر اسلحہ داران کے
ہمراہ چوکی دیوین اور ہر نوبت مین ایک کو بزرگ اور سردار کرکے اُسکا سرنوبت نام رکھا اور سرنوبت چوکی اول کو
بھی سرنوبت کہکر اور نوبتیون کے سر پر مرتبہ برتری کا بخشا اور اسی طرح سے ہر ایک طرفدار مملکت کے واسطے ایک
خطاب مقرر ہوا چنانچہ طرفدار دولت آباد مسند عالی و طرفدار برار مجلس عالی و طرفدار سید رہ تلنگ اعظم ہمایون و طرفدار
پایہ تخت حسن آباد گلبرگہ اور بیجاپور کہ منصب وکالت رکھتا ہو ملک نائب خطاب رکھا اور سپہ سالار جمیع ممالک
محروسہ کو امیر الامرا قرار دیا اور یہ مناصب اور خطاب اسوقت تک بلاد دکن مین شایع اور رائج ہین اور جمعہ کے
سوا اور دنون مین ایوان کے درمیان مین فرشہاے ابریشمین نہایت تکلف سے بچھا کر شامیانے مخمل زربفت اور
بھی اقمشہ نفیسہ آگے ایستادہ کرتے تھے اور تخت نقرہ سلطان علاء الدین حسن کا بچھاتے تھے اور سلطان محمد شاہ
ہر دن چڑھے تشریف لیجا کر اول تعظیماً تخت پدر کو سجدہ کرتا تھا اُس کے بعد تخت پر جلوہ گر ہو کر نہایت شوکت اور
صلابت سے بار عام دیتا تھا اور لوازم جہانداری مین مصروف ہوتا تھا اور پیشتر اس سے کہ موذن اذان ظہر دیتا تخت
سے برخاست کرکے مجلس دربار موقوف کرتا اور چونکہ طبیعت غیور رکھتا تھا تخت پدر کے سجدہ سے دلگیر رہتا
تھا بعد چندے راے تلنگ نے جیسا کہ بیان آویگا ایک تخت فیروزہ بھیجا سلطان محمد شاہ نے اُسے دولت شگرف
جانکر ایوان بار عام مین رکھا اور تخت نقرہ گوشہ مین رکھکر پھر اُسپر اجلاس نفرمایا اور سلطان فیروز شاہ بہمنی نے اپنے
عہد فرخندہ مین اُس تخت نقرہ کو مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھیجا تو اُسے توڑکر سادات پر قسمت
کرین اور ابتدا سے زمانہ مین سلطان علاء الدین حسن کے زمانہ کے موافق نواب ملک سیف الدین غوری کے
سوا کوئی شخص سلطان محمد شاہ کے دربار مین ہرگز بیٹھ نہ سکتا تھا چنانچہ اُسی عرصہ مین جب ملک سیف الدین غوری

نے دیکھا کہ دربار مین بیٹھنا سلطان محمد شاہ کے طبع غیور کے موافق نہین ہی عرض اقدس مین پہونچایا کہ جو خویشین واقارب حضرت کے اور دیگر امرا کہ حقوق خدمت اس دولتخانہ پر رکھتے ہین وہ سب بزرگوار خدمت مین ایستادہ رہتے ہین اس دولتخواہ کو بھی حکم ہو کہ مثل اُنکے پایۂ تخت مین ایستادہ رہے اور یہ عرض جو بادشاہ کی عین مدعا تھی پذیرا ہوئی وہ بھی مثل تمام مجرائیون کے خدمت مین مشغول رہتا تھا اور اسی طرح سے حکم فرمایا کہ سکہ زر پر مارین اور ہر روز پانچ مرتبہ نوبت شاہی بجاوین اور تمام آدمی بارعام کے وقت دوزانو ہو کر سر زمین پر رکھین اور بعد انقراض دولت بادشاہان بہمنیہ کے دکن مین چند فرقہ بہم پہونچے اور صاحب چتر و خطبہ ہوے لیکن ہرگز سکہ سونے پر نہ مارا اور پنج وقتی نوبت بادشاہی جو بادشاہونکا لازمہ ہی نہ بجائی سواے والیان تلنگ کے کہ مشہور قطب شاہیہ ہین اُنھون نے بھی اگرچہ پنج وقتی نوبت بادشاہی بطرز سلاطین بہمنیہ بجائی لیکن سکہ نہین پایا اور زر سلطان محمد شاہ بہمنی کا قسم طلا و نقرہ سے چہارگوشہ تھا یا وزن ان مختلفہ نہایت درجہ دو تولہ سے زیادہ نہین اور ربع تولہ سے کم نہین اور ایک طرف کلمہ طیبہ شہادت اور نام چار یار اور دوسری طرف پادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت نقش تھی اور صرافان کفرہ اپنے تعصب سے اور رایان بیجانگر و تلنگ کی تحریک کے باعث زر محمد شاہی کو کہ غل وغش سے بری تھا گداختہ کرتے اور چاہتے کہ بدستور سابق زر کفار بیجانگر اور تلنگ کا دکن مین رائج رہے سلطان محمد شاہ اس بات سے آگاہی پاکر چند مرتبہ ممالک محروسہ کے صرافون کو توڑنے اور جرخ دینے زر اسلام سے مانع آیا اور لوازم نصیحت کے بجالایا اور جب ممنوع نہوے اور نصیحت سود مند نہ آئی فرامین قتل اُس جماعت کے بارہ مین لکھ کر مردم معتبر اور دولتخواہ کے ہمراہ اطراف و جوانب مین ارسال فرماے کہ فلان تاریخ مین صرافون کے قتل مین اقدام کرین چنانچہ ماہ رجب سنہ ۷۶۷ سات سو سڑسٹھ ہجری مین کہ روز میعاد تھا یکبارگی تمام ولایت مین صرافان ہنود کا قتل شروع کرکے عرصۂ ملک بادشاہان بہمنیہ کا آلایش وجود اُس جماعت سے پاک کیا اور حکم کے موافق کھتریان کہ ہمراہ لشکر دہلی بسنوات سابقہ دکن مین آئے تھے صرافی کے شغل مین مشغول ہوے اور آخر عہد شاہان بہمنیہ تک زر اسلام رائج اور شائع تھا صرافان دکنی الاصل نے جب یہ امر شاہان اسلام سے مشاہدہ کیا سلطان فیروز شاہ بہمنی کے عہد مین اپنے آبا و اجداد کے اعمال ناپسندیدہ سے اظہار نفرت کرکے مبلغہاے کلی سرکار شاہی مین دیے اور امر صرافی مین اقدام کرکے گرد زر مسکوک کفار نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً کوئی شخص اُس زر سے اُنکے پاس لاتا تھا بقیمت طلا خرید کرکے دارالضرب مین لیجاتے تھے اور گداز کرتے تھے اور خرخشہ مردم بادشاہی کے سبب سے خاطر جمع کرتے تھے لیکن جب اواسط عہد سلطان محمود شاہ بہمنی مین آثار خلل بنیاد دولت اُس خاندان مین ظاہر ہونے لگے تب پھر اپنے کام مین مصروف ہوے یعنی چھ سات برس کے عرصہ مین زر اسلام سے کچھ اثر نہ چھوڑا اور زر مسکوک رایان بیجانگر اور تلنگ کو کہ ساتھ ہن اور پرتاب کے شہرت رکھتا ہی جمیع ملک اسلام مین رواج دیا اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایکہزار اور سولہ کو پہونچی ہی وہی زر کفار اہل اسلام کے درمیان مین شائع اور رائج ہی اور راقم اس حروف کا یاد رکھتا ہی کہ شاہ قلی صلابت خان ترک کی مجلس مین چند مرتبہ کہ باگ حل و عقد امور مرتضی نظام شاہ بحری کے قبضہ اختیار اُسکے مین تھی حکایت قتل عام صرافون کی عہد فرخندہ عہد سلطان محمد شاہ بہمنی مین مذکور ہوتی شاہ قلی صلابت خان ترک نے بہت سعی کا میان جان پر باندھ کر چاہا کہ مرتضی نظام شاہ بحری کے قلمرو مین بھی زر اسلام کو رواج دیکر زر کفار کو متروک کرے چنانچہ پانچ چار برس تکھنا کے اندر چند موضع مین دارالضرب یعنی ٹکسال بہم پہونچا کر وجوہ طلا اور نقرہ کو بنام نامی ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰة والسلام اور

اسم مبارک مرتضی نظام شاہ بحری کے زیب و زینت دیا لیکن امیرالامرائے مملکت برار یعنی سید مرتضی سمنانی جو شاہ قلی صلابت خان سے صفائی نرکھتا تھا نچاہا کہ مملکت برار مین ٹکسال بہم پہونچاکر زر اسلام شائع ہو اور اس بات نے صرافان احمدنگر کے دلمین کہ پائے تخت نظام شاہیہ مین تھے اثر کیا عمال سلطان محمد شاہ بہمنی کو موافق کرکے اپنے دکانون مین زر مسکوک اسلام کو توڑکر اسکی بے رواجی مین کوشش کرنے لگے اور ہرچند شاہ قلی صلابت خان صرافان مذکور کو عقوبات غیر مکرر اور گوناگون سے قتل کرتا تھا کچھ فائدہ اسپر مترتب نہوتا تھا اور اپنے عمل زشت سے باز نہ آتے تھے قضارا اسی عرصہ مین چند روز کے بعد شاہ قلی صلابت خان منصب وکالت سے معزول ہوکر محبوس ہوا اس صورت مین صرافان عنادپیشہ نے اس وجہ کا نشان نچھوڑا اور اسی طور سے برہان نظام شاہ بحری ثانی نے سنہ ۱۰۱۱ ایکہزار گیارہ ہجری مین بنام حضرات ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام زر سرخ کو مسکوک کرکے چاہا کہ زر کفار متروک کرون لیکن جو اکثر دنون مین اسکے طائر روح نے باغ بہشت کی طرف پرواز کیا اور احمدنگر مین ہرج و مرج ظاہر ہوا اس امر نے صورت نہ پائی اور معرض توقف مین رہا القصہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج مین نہایت درجہ کوشش کرکے زر کفار کو قلمرو اپنے سے مستاصل کیا رائے بیجانگر اور تلنگ اس کو صاحب داعیہ جانکر خائف اور ہراسان ہوئے اور دونون نے متفق ہوکر امرائے اسلام کو جو تمام نقود خزانہ ملکہ معظمہ کھینچنے کے سبب سے رنجیدہ خاطر ہوئے تھے جیسا کہ مذکور ہوگا تقویت کرکے سلطان محمد شاہ بہمنی کی مخالفت کے واسطے ترغیب و تحریص کی اور جب بعضے امرائے کبار باطنا انسے ہمزبان اور یکدل ہوئے رائے بیجانگر نے آدمی سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور اور مدکل مع مضافات اسکے کنارہ آب کشنہ تک تحت مین رایان بیجانگر کے رہا ہے اگر آپکو ہمسائگی ہماری اور اپنے بقائے سلطنت کی تمنا ہو مقام اتحاد مین ہوکر آب کشنہ کے ساحل تک قلعہ اور پرگنے ہمین واگذاشت کرین تو ممالک تمہارے سپاہ شاہ دہلی کے صدمہ اور میرے لشکر قہار کے آسیب سے محفوظ اور محروس ہون اور اسی طرح رائے تلنگ نے قلعہ کولاس جو سلطان علاء الدین حسن کو پیشکش کیا تھا اسوقت فرصت پاکر ایلچیون کے دار الملک بہمنیان مین روانہ کرکے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا ناگ دیو مجھسے مقام سرکشی مین ہے اور قلعہ کولاس اور اسکے مضافات کی تخلیص و استرداد کا عازم و جازم ہے صلاح دولت جناب یہی ہے کہ کار جنگ کو نہ پہونچکر اس محال کو اسطرف رجوع کرین تو جادۂ موافقت اور مرافقت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہوکر آپکے دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن رہون القصہ سلطان محمد شاہ نے نہایت دانائی اور عاقلی سے انکے ایلچیون کی تعظیم و تکریم فرماکر ڈیڑھ برس لیت و لعل اور حرف و صوت مین نگاہ رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے مکاتیب محبت نشان مرقوم کرکے مردم سخندان کی صحابت سے بیجانگر اور تلنگ مین روانہ کیے اور اس عرصہ مین تقریبات سے اٹھاکر ہر ایک امرا کو کہ جنسے متوہم تھا اور دشمنی کا گمان رکھتا تھا مستاصل کرکے دوسری جماعت کو کہ محل اعتماد رکھتے بزرگ اور صاحب دستگاہ کیا پھر بعد مراجعت ملکہ جہان کے سفر مبارک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے اور اطمینان خاطر سرکشی اور مخالفت مردم درگاہ سے بہم پہونچاکر بار عام دیا اور ایک مجلس کمال شوکت و صلابت سے آراستہ کی اور ایلچیون رائے بیجانگر اور تلنگ کو اس مجلس مین بلایا اور از روے قہر و غضب اور نہایت تسلط اور غایت استیلا سے کہا کہ ایک مدت ہوگئی کہ تخت فیروزبخت دکن نے فرق دوم سے میری رونق بہم پہونچائی ہے اور میرے اقبال کا پانون عرش فرسا ہوا ابتک رایان اطراف نے مجھے پیشکش اور ہدایا نبھیجے چاہیے کہ فلان کارآمدنی جسقدر

کہ اُنکی سرکار مین ہون مع زر و جواہر اور تمام امتعہ اور اقمشہ اُنکی پیٹھ پر لادکر بسبیل استعجال درگاہ مین روانہ کرین کہ نقود و
خزانہ عامرہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین صرف ہو اور زر کی احتیاج بہت ہے ایلچیون نے صورت مجلس کو دوسری طرز پر
دیکھکر زمین خدمت کو بوسہ دیکر اپنے منازل مین گئے اور قصہ طلب پیشکش کا مشروحاً اپنی عرضیون مین درج کرکے جلد
روانہ کیا اور حکایت روانگی ملکہ جہان بجانب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور خالی ہونا خزانہ طلا اور نقرہ مسکوک و غیر
مسکوک کا ساتھ اس طور کے ہے کہ سلطان علاء الدین حسن حبیب مثل اوروں کے اس جہان گذران سے درگذرا سلطان
محمد شاہ بہمنی مرسوم کے دن صبح کو جیسا کہ دأب سلاطین ہندوستان ہے زیارت قبر پدر کرکے لباس سوگ کا تبدیل فرمایا
اور دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ مین تخت فرمانروائی پر اجلاس کیا اور امور جہانداری کے عہدہ سے جیسا کہ واجب و لازم ہے بر آیا
اور کسی طرح کا نقص نہ کرکے فرامین استمالت اور خلعت ہاے فاخرہ از روے عنایت خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور
خواہین دولت آباد اور برار کے واسطے بھیجکر انکو مطمئن کیا اور ملک سیف الدین غوری اور اُسکے بیٹے ہمایون کو نوازش
اور تربیت خسروانہ فرماکر دولت و اقبال کے مراتب اعلی مین پہونچایا اور چھ مہینے کامل ہر شب جمعہ کو اپنے باپ کی تربت
پر کہ قلعہ حسن آباد گلبرگہ کے باہر واقع ہے جاکر فقرا اور مساکین اور زوارون کو بانعام و احسان محظوظ کرتا اور ایک گنبد عالی
اُسپر بناکرکے چند قصبہ اور قریہ وقف حظیرہ کرکے حکم دیا کہ ہمیشہ دو سو آدمی باپ کی قبر کے قریب تلاوت قرآن مجید مین مشغول
رہین اور ملکہ جہان نے کہ والدہ سلطان محمد شاہ کی تھی جمیع نقود و جواہر اور زر خاصہ اپنا ترویح روح شوہر کے واسطے صرف
کیا جب ایک سال اُسکے فوت سے گذرا اپنے بیٹے سے سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی رخصت حاصل کی اور سلطان
محمد شاہ مراسم عزت والدہ جس طرح کہ واجب ہے بجا لاتا تھا عازم جازم ہوا کہ تمام نقود و خزینہ کو کہ اُسکے باپ نے مصلحت دنیوی
کے واسطے جمع کیا تھا ہمراہ ملکہ جہان اماکن شریفہ کی طرف روانہ کرون کہ واسطے ترویح روح پدر فقرا اور مساکین پر صرف
کرے پھر خزانچی کو بلاکر حکم فرمایا کہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر مسکوک جو کچھ خزانہ مین ہو سب دربار مین حاضر کرو چنانچہ
خزانچی باطاعت تمام صندوق طلا اور نقرہ خالص سواے مرصع آلات کے جلہ ملاحظہ مین در لایا اور حکم کے موافق
معیار مین لاکر چار سو من طلا اور سات سو من چاندی بوزن دکن قلمبند ہوے اس درمیان مین بعضے امرا اور ارباب
دخل نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی یعنی ملک فیروز شاہ باربک اس مملکت کے انتزاع کی فکر مین ہے اور بادشاہون کو مصالح
لشکر اور حفظ مملکت مین خزانہ کے سوا چارہ نہین ہے صلاح دولت آئین دیکھتے ہین کہ بقدر کفاف مصحوب ملکہ جہان کرکے
باقی کو خزانہ مین داخل فرماوین تو ضرورت کے وقت امور سلطنت مین کام آوے سلطان محمد شاہ نے متفکر ہوکر سکوت اختیار کیا
سفارن اس حال کے ملک سیف الدین غوری دربار مین حاضر ہوا جب آثار تفکر سلطان کے چہرہ سے مشاہدہ ہوے اُس کا
سبب استفسار کیا سلطان محمد شاہ نے ارادہ اپنا اور مانع آنا دولتخواہون کا مع وجہ مذکور بیان فرمایا ملک نائب سیف الدین
غوری نے جواب دیا قبلۂ عالم و عالمیان سلامت ارکان دولت نے جو کچھ کہا ہے حق ہے اور بادشاہ جہاندار کو خزانہ و اموال
پر ضرور ہے لیکن جو نقود بقصد اس کے کہ راہ خدا مین صرف کیا جائے خزانہ سے بر آوردہ کرکے دربار فیض آثار مین
حاضر کیا ہے مناسب نہین دیکھتا کہ مرجع عزیمت کرکے پھر خزانچی کے سپرد فرماوین سلطان محمد شاہ کو یہ کلام طبیعت حق طویت
کے موافق آیا اُسوقت یہ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی جلشانہ نے میرے باپ کو بے مال و مملکت ایسی بادشاہی کرامت فرمائی
اگر اُسے میری سلطنت نگاہ رکھنی منظور ہوگی بے خزانہ نگاہ رکھے گا بالجملہ صدر الشریف اور دوسرے مردمان معتبر کو بلایا اور

چاندی سونا بے کم وکاست اُن کے حوالہ کیا اور معین خان خواجہ سرا کو مع چند خواجہ سرا دیگر خدمت کے واسطے تعین کر کے
اپنی والدہ کو اُس جماعت کے ہمراہ بندر دابل کی طرف روانہ کیا اور وہ عفیفہ صالحہ جمیع مہمات اپنے صدر الشریف
اور معین خان خواجہ سرا کے تفویض کر کے کشتی محمد شاہی میں کہ اُس جلدی میں مہیا کی تھی سوار ہوئی اور عزیزوں اقارب
اور ملوک اور خواتین کی عورتوں کے سوا آٹھ سو عورت بیوہ اور فقیرنی ساتھ اُسکے کشتی میں در آئیں اور صدر الشریف
ملکہ جہان کے اشارہ کے موافق غنی اور محتاج کے احوال پر تفقد اور عنایت فرماتا ہوا اور اُنسے کہا کہ سفر کے جانے اور آنے میں
تمام لوگ مہمان عزیز ملکہ جہان ہیں کوئی شخص مال خاص اپنے سے خرچ نہ کرے اور جس شخص کو جو شیء درکار ہو سرکار سے لیکر صرف کرے
اور تلخی طلب سے نہ اندیشہ کرے کہ یہ مال غنیمت ہے اور تعلق ساتھ تمہارے رکھتا ہے اور کشتی ملکہ جہان باد مراد کے سبب سے
اور سبب موج طوفان ایک مہینے اور سات روز کے عرصہ میں موسم حج میں بندر جدہ میں پہونچی جمیع کبیر اور مرد اور عورتیں طواف
خانۂ خدا سے مشرف ہوئے اُسکے بعد ملکہ جہان نے اُس ملک کے مستحقوں کو انعام اور احسان سے مسرور اور خوش کر کے ثواب بحساب
کا ذخیرہ کیا اور ہیئت مجموعی سے مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جا کر سید المرسلین کی زیارت سے مشرف یاب ہوئی اور
ایک سال اُس مقام مقدس میں مقام کیا اور چار ہزار سادات کے لڑکوں اور لڑکیوں کی عروسی اور دامادی کر کے زر خطیر
اُس کار خیر میں صرف کیا جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے تحفۃ السلاطین میں لکھا ہے کہ ملکہ جہان اکثر اوقات بقیع کی طرف جا کر
زیارت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا صلوۃ اللہ علیہا وعلی اولادہا المعصومین کی کر کے خیرات کثیر بنام چار یار اور فرزندان
جناب عصمت مآب بی بی کی کرتی تھی ایکدن صدر الشریف سے پوچھا کہ قبر سید الشہداء الامام حسین علیہ التحیۃ والثناء کہاں ہے
اُسنے عرض کی زمین کربلا معلیٰ میں واقع ہے ملکہ جہان نے فرمایا کہ قبر حضرت بی بی کی یہاں ہے اور قبر اُسکے فرزند دلبند
کی اُس مقام میں کس تقریب سے واقع ہوئی صدر الشریف نے قصۂ ظلم یزید پلید اور شہادت آنحضرت علیہ السلام کی
ظاہر کی ملکہ جہان نے نوحہ وزاری بہت کی اور فرمایا کہ بہت چھوٹا لڑکا اور بیٹیوں سے ماؤں کو بہت عزیز و مکرم ہوتا ہے
اگر میں زیارت اُس جناب سے شرف یاب نہ ہونگی معلوم نہیں کہ حضرت بی بی مجھ سے راضی اور خوشنود ہوں پھر عازم
جازم سفر کربلا معلیٰ ہو کر تہیہ اور سامان اُس سفر میں کوشش کی مقارن اُس حال کے ایک شب کو حضرت بی بی
علیہا السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتی ہیں میں تیرے حسن اعتقاد سے راضی ہوئی اور خدا اور رسول بھی تجھسے خوش ہیں
اس مقام سے اپنے مسکن کی طرف مراجعت کر کہ تیرے فرزند تیری ملاقات کے اشتیاق میں ہیں ملکہ جہان نے یہ خواب
صدر الشریف سے بیان فرمایا اور ایک مرد معتبر کو مع مال و اسباب فراوان بغداد کی طرف روانہ کیا کہ بنام شاہ مردان اور
مولا سے متقیان علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام اور فرزندان جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کہ اُس حدود
میں مدفون ہیں طعام دیکر باقی روپیہ سادات اور زائروں اور خادموں پر تقسیم کرے اور خود جدہ کے بندر سے دکن
کی طرف روانہ ہوئی جب بندر دابل میں پہونچی سلطان محمد شاہ نے بسبیل استعجال لوازم استقبال میں قیام
کیا اور قصبہ کلبرگہ میں بیٹے نے ماں کی زیارت کی اور ماں فرزند کے دیدار سے مسرور و محظوظ ہوئی اور ایک
دوسرے کی سلامتی پر شکر ایزدی بجا لائے اور ایک خلعت اور فرمان مشتمل بر تفویض بادشاہی دکن اور چار نشان خطبہ
اور سکہ کا ایک خلفا سے عباسی نے بھیجا تھا سلطان محمد شاہ نے باعزاز تمام اپنے چھپر سر پر رکھا اور اُنکے ایلچیوں سے نوازش
بہت فرمائی اور جامۂ کعبہ کہ اُسکی والدہ ماجدہ برسم تبرک لائی تھی وہ مشکی سیاہ کا تھا اُس کا چتر بنایا اور دو حصے

تاقصبہ کلہر مین جشن بزرگ کیے اُسکے بعد باتفاق ملکہ جہان بلدۂ حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور اُس شہر مین
بھی لوازم عیش و سرور بجالایا اور ملکہ جہان اپنے شوہر سلطان علاء الدین حسن کے مرقد کی زیارت کرکے صدقات اور
خیرات شوہر کی روح کی ترویح کے واسطے بجالائی اور پسر ارشد و اکبر سے رخصت لیکر شوہر کے حظیرہ کے قریب مکان
بنایا اور صبح و شام اُسکی قبر پہ جاتی تھی اور اُسکی مفارقت مین گریہ و زاری کرتی تھی یہانتک کہ سنہ ۷۶۳ سات سو تریسٹھ
ہجری مین مرغ روح اُسکا روضۂ رضوان کی طرف پرواز کر گیا اور شوہر کے پہلو مین مدفون ہوئی اور نقل ہی کہ ملکہ جہان
کے صدق اعتقاد کی برکت سے جس قدر آدمی کہ ہمراہ اُس کے کشتی مین سوار ہوکر یثرب اور بطحی کی طرف روانہ ہوے
تھے مرد اور عورت سب حافظ حقیقی کی حفظ و حمایت سے بصحت و سلامتی منزل مقصود مین پہونچے اور حرمین شریفین کی
زیارت سے مشرف ہوے اور بدون اسکے کہ کسی کو اُنمین اجل طبعی پہونچے تمام عازم مراجعت ہوکر قادر بیچون کی ضمانت مین
بلدۂ حسن آباد گلبرگہ مین پہونچے اور یہ امر عجائب اتفاق حسنہ سے ہی اور اُس ضعیفہ عفیفہ کے سوا دوسرے شخص کو یہ دولت
عظمی نصیب ہوئی ہوگی القصہ جب ایلچیون نے پیغام سلطان محمد شاہ کا اپنے حاکمون کو لکھا راے تلنگ نے اپنے
بڑے بیٹے ناگدیو کو ورنگل سے مع سوار و پیادہ بیشمار کولاس کی طرف روانہ کیا اور راے بیجانگر نے بھی راے تلنگ کی
مددگاری پیش نہاد ہمت کرکے بیس ہزار سوار اور پیادے ناگدیو کی مدد کو روانہ کیے اور سلطان محمد شاہ نے بہادر خان ولد اسمعیل
فتح کو کہ سپہ سالار کیا تھا حکم فرمایا کہ اعظم ہمایون اور صفدر خان سیستانی مع لشکر بیدر راہ برابر جو اُسکے ہمراہ کیا تھا دشمنون کے
دفع مین مشغول ہووین اور کسی حال مین اُسکے کہنے اور فرمانے سے تجاوز اور تخلف جائز نرکھین چنانچہ بہادر خان مع لشکر
باشوکت تمام فوج کفار کے مقابل آیا اور مابین الفریقین سخت معرکون کا اتفاق پڑا اور آخر کو سپاہ کفر کا نشان سرنگون ہوا
اور شکست فاحش کھا کر سر دست بحال ابتر اوراق گنجفہ کی طرح پریشان ہوکر اپنے ممالک کی طرف بھاگے اور بہادر خان نے
ورنگل تک تاخت لیجا کر وہانکے راجہ سے ایک لاکھ ہون اور پچیس ہاتھی تنومند ہیکل اور بھی تحف و ہدایاے نفیس
لیکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور آخر سنہ ۷۶۳ سات سو تریسٹھ ہجری مین جس وقت کہ سلطان محمد شاہ بہمنی کرسی
پر بیٹھکر وضو کرتا تھا عرض مین پہونچایا کہ ایک جماعت سوداگرون کی چند گھوڑے لائی ہی سلطان محمد شاہ جو کہ عاشق اور راغب
اسپ شائستہ رہوار رہتا تھا اور اسپان تازی نژاد سے ایک حظ وافر رکھتا تھا اُسی طرح کرسی پر بیٹھکر اُن سوداگرون کو
طلب کیا اس لحاظ سے کہ اگر اُنمین کوئی گھوڑا لائق سرکار اور قابل سواری ہو خریدا جاوے جو کہ اُس درمیان مین ایسا گھوڑا
نہ تھا سوداگرون سے فرمایا جو کہ تمھارے پاس گھوڑے قابل سواری بادشاہون کے نتھے ایک ملک سے دوسرے
ملک مین لاکر بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانا لائق نہ تھا یہ سنکر اُس جماعت نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر
عرض کیا کہ بندگان بادشاہی کے واسطے ہم گھوڑے خوب لائے تھے ناگدیو والی ویلم پٹن کہ اپنے باپ کی طرف سے
اُس حدود مین اقامت رکھتا ہی خواہ نخواہ گھوڑے چیدہ اور خلاصہ بہانے قلیل ہمسے لیے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ
تمنے کسواسطے اُس سے یہ نہ کہا کہ یہ گھوڑے ہم محمد شاہ بہمنی کے واسطے لیجائینگے انھون نے جواب دیا کہ ہمنے اُسسے بہت سمجھایا
اور اس بارہ مین نہایت مبالغہ کیا لیکن اُس بدبخت بدباطن کے دلمین ہمارا قول اثر پذیر نہوا سلطان محمد شاہ جو ناگدیو کی اوضاع
ناملائم سابق سے آزردہ خاطر تھا اس حرکت کو کدورت سابقہ کے علاوہ کرکے زیادہ تر آثار غضب کے ظاہر کیے اور عزیمت
ملوکانہ ناگدیو کے اخراج کے واسطے مصمم کی اور ابھی کرسی سے برخاست نہ کی تھی کہ دہلیز اور سراپردہ سپاہ باہر بھیجا اور

تختگاہ کو ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور شبدیز مشکی پر جو اکثر معرکون مین اپنے حق مین مبارک اور مسعود سمجھتا تھا کرسی کے قریب طلب کرکے سوار ہوا اور دس روز شہر کے باہر اور پھر سلطان پور کے متصل قیام کیا اور شیخ محمد سراج جنیدی سے التماس دعا کی اور گیارھوین دن فیل تختگاہ پر کہ عین مستی مین تھا سوار ہوکر تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور جب قلعہ کلبانی کے اطراف مین پہونچا اثناے سواری مین ایک ندیم گستاخ سے متوجہ ہوکر پوچھا کہ کتنے عرصہ مین ویلم پٹن مین داخل ہونگا ندیم نے عرض کی اگر حضرت اسی طور سے تشریف لیجاوینگے تو شاید دوسرے سال وہان نزول اجلال فرماوینگے سلطان محمد شاہ نے یہ جواب سنتے ہی ہاتھی کو ایستادہ کرکے فوراً چار ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ اپنے لشکر کے درمیان سے انتخاب کیے اور بہادر خان اعظم ہمایون کو باجماعت جوانان خاصہ ایک کوس اپنے تفاوت سے پیشتر روانہ کیا اور خود بدولت پاے ظفر رکاب توکل مین ڈالا اور اردو کو بھی بلدۂ احمد آباد بیدر مین چھوڑکر شبدیز مشکی کو ایسا تند اور سرپٹ پھینکا کہ ایک مہینے کا راستہ ہفتہ مین طے کرکے مع ایکہزار سوار ویلم پٹن مین پہونچے اور ایک جماعت جوانان افغان کو بہ لباس سوداگران غارت خوردہ پیشتر بھیجا کہ شہر مین جاکر جزع و فزع کرین اور مردم دروازہ کو اپنی باتون مین مشغول کرکے ایک لحظہ نگاہ رکھین جب بہ رسم سوداگران افغان تیر وکمان وشمشیر باندھکر شہر مین داخل ہوے دروازہ کے محافظ تمام اونپر ہجوم لائے اور متفحص انکے احوال کے ہوے انھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ تجارت پیشہ ہین اور بہت قماش سے جو کچھ ہمارے پاس تھا اس شہر کے اطراف مین چورون اور رہزنون نے دوچار ہوکر تاراج کیا اور ہم نے سلامتی کو غنیمت جانکر تیز قدمی سے آپکو شہر مین پہونچایا ہے اور اس شہر کے حاکم سے امیدوار ہین کہ ہماری فریاد کو پہونچکر داد مظلومون کی دیوے قصہ کوتاہ یہ لوگ یہان اس حرف وحکایت اور تضرع وزاری مین تھے کہ سلطان محمد شاہ ہزار سوار سے دروازہ پر پہونچا اور غوغا بلند ہوا اور دروازہ کے محافظ سمجھے کہ چور آپہونچے انکی مدافعت اور ممانعت کے واسطے اٹھے کہ دروازہ بند کرکے اس بلاے ناگہانی سے امن پاوین کہ یکبارگی وہ جماعت مزور دست بقبضہ ہوکر جنگ مین مشغول ہوئی اور انھین دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی اس درمیان مین سلطان محمد شاہ بفراغ خاطر شہر مین داخل ہوا اور دربانون اور محافظون کو علف تیغ خون آشام کیا اور بلا توقف قلعہ ارک کی طرف متوجہ ہوا اور کوچہ وبازار مین جو شخص سامنے نظر پڑا غازیون کی تیغ قہر سے بے سر ہوا اور رقم انکی ہستی کی دار فنا کے صفحہ سے زائل اور معدوم ہوئی اور ناگدیو کو اصلا اور مطلقاً خیال نہ تھا کہ بادشاہ اسلام اس طور سے تاخت کرکے اس حیلہ اور مکر سے شہر مین داخل ہوکر ایک جماعت قلیل سے مرتکب اس قسم کے امر خطیر کا ہوگا یہ خبر جانسوز سنتے ہی سراسیمہ و متحیر ہوا اس باغ سے کہ جہان عیش وعشرت مین مشغول تھا آپکو بصد محنت وہزار خواری قلعہ ارک مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ اس معنی کو قوت اپنے طالع کی تصور کرکے اسی وقت اس قلعہ کے محاصرہ مین کہ توپ تفنگ بلکہ تمام آلات حربی اور حصارداری سے عاری تھا مشغول ہوا اور جمیع ہنرمندان شہر کو گرفتار کرکے تھوڑے عرصہ مین بہت زینے چوبی اور اسباب قلعہ کشائی کے مہیا کیے اور قریب شام ناگدیو مضطرب ہوکر مثل مار سرکوفتہ پیچتاب کھاکر حرکت مذبوحی کرنے لگا اور جب سمجھا کہ تیر از شست جستہ اور کام از دست رفتہ مین سعی وکوشش فائدہ نہین بخشتی اور ترس خوف کفار کے دلون پر غالب ہے کسی طرف سے کمک نہ پہونچی دروازہ عقب قلعہ کو کہ جو شہر سے جدا تھا کھولا اور ہمراہ ایک جماعت مخصوص کے راہ فرار ناپی سلطان محمد شاہ نے اس حال سے واقف ہوکر تعاقب کیا ابھی شہر سے باہر نہ گیا تھا کہ

دستگیر کرکے قلعۂ ارک مین لائے اور خزینے اور دفینے پر ناگدیو کی ہدایت سے کہ طلسم گنج تھا متصرف ہوا دوسرے
دن ناگدیو کو اپنے روبرو بلا کر پوچھا کہ تو نے گھوڑے اُن سوداگرون کے جو میرے واسطے لائے تھے کس واسطے اُنسے
لیے اور کیون مرتکب ایسی جرأت نا ملائم اور جسارت نامناسب کا ہوا ناگدیو نے جو دہشت اور خوف اُسکے دل پر
غالب ہوا تھا سر رشتہ صلاح کا ہاتھ سے دیکر ازروے غرور اور جہالت جواب ناصواب دیا اور سلطان محمد شاہ جو انتقام
سے گذر کر عفو کا راغب تھا اُسکی گفتار ناہموار سے آتش غضب اُسکے دل مین افروختہ ہوئی فرمایا کہ ایک ہیزم جو قلعہ
کے مقابل بلند تھا اُسمین آگ روشن کرین اور ناگدیو کی زبان برآوردہ کرکے منجنیق مین بٹھا کر اُس آگ مین ڈالین اس سیاست
کے وقوع کے بعد کہ لائق حال کفار بے دین تھی اُس شہر مین پندرہ روز تک مجلس عشرت آراستہ کرکے تجرع اقداح
نشاط مین اشتغال کیا اور لشکر عقب ماندہ سے جو شخص پہونچتا تھا اُسے شہر کے باہر جگہ دیکر شہر مین دخل نکرتا تھا
اور ساکنان شہر تاجر اور غیر تاجر سے بہ نرمی اور سختی مال اور جواہر فراوان لیا اسواسطے کہ جانتا تھا کہ ضبط اس
ولایت کا نہوسکیگا مظفر اور منصور اپنے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور تلنگیون نے جب اس قضیہ سے کہ ہرگز
اُنکے خیال مین نہ تھا آگاہ ہوے مور و ملخ کے مانند ہجوم لا کر سلطان محمد شاہ کے لشکر کو پس و پیش سے گھیرا اور سلطان
نے مطلق ہراس کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور حکم دیا کہ کوئی شخص زر و جواہر کے سوا کچھ نہ اُٹھاوے تمام سپاہ خیمہ اور اسباب
چھوڑکر بارکشون کو کہ قسم خچر اور گاؤ سے جو گھوڑون کا ساتھ نہین دے سکتے صحرا مین چھوڑ دین اور گھوڑا دوڑی لے کر
آہستہ آہستہ صبح سے سہ پہر تک قطع مسافت کرین اور جس قریہ مین پہونچین غلہ اور چارا بقدر کفایت اُسدن کے اُٹھا کر صرف
کرین اور راتون کو جنگل مین فرش ہو کر زین گھوڑون کی پیٹھ سے جدا نکرین اور ہر شب ایک جماعت اپنے اپنے وقت معین
پر ہوشیاری اور بیداری مین قیام کرین لیکن باوصف اس انتظام کے باشندگان تلنگ جس مقام مین میدان پاتے تھے
دن کو خواہ رات کو درختون اور پشتون کی آڑ پکڑ کے تیر و تفنگ سے مسلمانون کو ضائع کرتے تھے جیسا کہ چار
ہزار سوارین سے ایکہزار اور پانسو سوار نے اپنے مکانون کی طرف مراجعت کی اور اثناے راہ مین چند مرتبہ
مسلمانون اور کافرون کے درمیان مین معرکۂ عظیم واقع ہوے تائید ربانی سے ہر بار فتح و نصرت غازیان اسلام کو
نصیب ہوئی اور نظر بد دفع ہونے کے واسطے ایک معرکہ مین گولی بندوق کا اوچھا زخم سلطان محمد شاہ کے بازو پر آیا کارگر
نہوا اور بادشاہ نے باوجود منزلون دھاوا کرنے اور ضعف کے ہرگز گھوڑے سے نہ اُترا اور نہ پالکی مین سوار ہوا بلکہ نہایت
شوکت و شان اور تمکین و وقار سے بلاد تلنگ کی مسافت طے کرکے اپنے ممالک کی سرحد پر داخل ہوا اور ماندگی اور کثرت تازدگی کے
سبب کولاس مین چند روز استراحت فرمائی ملک سیف الدین غوری نے اہل تلنگ کی خبر ہجوم سنکر چند نفر امرا کو پیشتر بسبیل
استقبال روانہ کیا تھا وہ بھی کولاس مین بساط بوسی کے شرف سے معزز ہوے اور فرمان واجب الاذعان کے
موافق بہت ممالک تلنگ کو تاخت و تاراج و خاک سیاہ کیا پھر اُس شاہ قضا قدرت سپہر منزلت کے ہمراہ رکاب ظفر
انتساب تختگاہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور سنہ ۷۶۴ھ سات سو چونسٹھ ہجری مین راے تلنگ کہ شکست سابق
اور قتل ہونے ناگدیو فرزند اور ولایت کے خراب ہونے سے نہایت محزون اور ملول تھا عرائض متواتر شاہ دہلی یعنی
ملک فیروز شاہ باربک کی بارگاہ مین ارسال کین سلطان محمد شاہ کے مخبرون نے بایں عبارت کیفیت لکھ بھیجی کہ
ان دنون مین عرضیان راے ورنگل کی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچین کہ بندہ جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری پر

ثابت قدم اور راسخ دم ہو اگر فرمان قضا جریان امرائے مالوہ اور گجرات کے نام نافذ ہووے تو ملک دکن کی استرداد کے واسطے متوجہ ہوویں یہ کمترین بھی رائے بیجانگر کے ہمراہ ٹیکا خدمت اور جانسپاری کا کمر جان پر باندھکر بندگان سکندر شان کی بندگی اور دولتخواہی میں قصور نکریگا اور عرصۂ قلیل میں اس خطہ کو مخالفان دولت کی تصرف سے برآوردہ کرکے مع تحف و ہدایا و پیشکش چندین سالہ پایہ بوسی میں مشرف ہوگا اور جو کہ مشہور ہوا تھا کہ بادشاہان دہلی کو دکن کا سفر ولشکر کشی مبارک اور مسعود نہیں ہے اس سبب سے ملک فیروز شاہ بار بار جواب عرائض پر متوجہ ہوا اور تغافل اور تساہل کو جائز رکھا اور سلطان محمد شاہ پھر ملک تلنگ کی تسخیر پر آمادہ اور مستعد ہوا اور اپنے چچیرے بھائی خان محمد کے نام فرمان صادر فرمایا کہ دولت آباد کا لشکر فراہم کرکے بالاگھاٹ میں دولت آباد کے کنارے حوض قتلغخان کے متصل مقیم ہو کر اُن سرحدوں کی محافظت میں ہمہ تن مصروف رہیں اور فرمان طلب صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کے نام بھیجا جب یہ دونوں افسر سپاہ مسلح اور مستعد لیکر حسن آباد گلبرگہ میں حاضر ہوئے اور لشکر کا جائزہ دیا سلطان محمد شاہ نے بدستور قدیم تختگاہ کو مع مضافات ملک نائب سیف الدین غوری کے سپرد فرمایا اور رایات کشور ستانی مرتفع کرکے کوچ متواترہ سے کولاس میں پہونچا اعظم ہمایون کو مع لشکر احمد آباد بیدر اور نالاہور اور اُس حدود کے گلکنڈہ کی طرف روانہ کیا اور صفدر خان سیستانی کو مع امرائے برار کے ورنگل پر مقرر کیا اور خود بانفاق بہادر خان کمال وقار اور آہستگی کے ساتھ پیچھے سے متوجہ ہوا اور جو کہ انہیں دنوں میں رائے بیجانگر نے بھی اجل طبعی سے حلت کی تھی اور اُس کا بھتیجا بجائے اُسکے راج پر قائم مقام ہوا تھا اس سبب سے رائے تلنگ اُس طرف کی کمک سے مایوس ہوا اور کسی طرح مقابلہ سپاہ اسلام اختیار نہ کیا اور بے اختیار جنگل اور پہاڑ کی طرف بھاگا اور بہت اپنے معتبرین اور معتمدین سے بہادر خان کے پاس بھیجے کہ سعی اور سفارش کرکے قواعد صلح درمیان میں لاوے سلطان محمد شاہ نے ابتدا میں مصالحہ سے انکار کیا کسی وجہ سے یہ عرض قبول نفرمائی اور رائے تلنگ نے جب مسلمانوں کا غلبہ حد سے زیادہ دیکھا اسکے سوا کچھ تدبیر نہ بن آئی کہ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی مع ایک امرائے معتبر دوبارہ اردوے سلطان میں بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ کمترین نے اپنے تئیں بادشاہ اسلام کے بندوں کی سلک میں منتظم اور منسلک کیا ہے حضرت کے ارشاد سے کبھی تجاوز نکریگا امیدوار ہوں کہ گناہ سابق کو کہ رائے بیجانگر کے اغواسے وقوع میں آیا تھا معاف فرماویں اور اس خاکسار کو بندگان درگاہ سے شمار کریں بہادر خان کے سوا اور بھی امرا نے جب قبول صلح اور عفو جرائم کے بارہ میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا سلطان محمد شاہ نے بہادر خان کو مختار کرکے فرمایا کہ جس طرح صلاح دولت دیکھے عمل میں لاوے غرض بعد گفتگوے دراز اس شرط پر صلح قبول کی کہ تین سو زنجیر فیل اور تیرہ لاکھ ہون اور دو سو گھوڑے درگاہ میں داخل کرکے شہر گلکنڈہ کو بھی مع مضافات اُسکے ملازمان بادشاہی کے پیشکش کرے چونکہ دو برس کے قریب لشکر سلطان محمد شاہ کے ممالک تلنگ پر تاخت و تاراج میں مشغول ہونے سے تلنگ کا تمام کارخانہ خراب و برباد ہو ا تھا رائے تلنگ نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا یہ امر مقرر پایا کہ سلطان محمد شاہ گلکنڈہ کے اطراف سے کوچ فرما کر عازم مراجعت ہو اور بہادر خان کولاس میں توقف کرکے جو کچھ والی تلنگ نے اقرار کیا ہے وصول کرے پھر سلطان محمد شاہ نے گلکنڈہ کو بھی اعظم ہمایون کے تفویض فرما کر رایات ظفر آیات معاودت کے واسطے برپا کیا اور اُسکے بعد احمد آباد بیدر میں نزول کرکے تین جمعے وہاں توقف فرمایا اور جمیع امرا اور سپاہ کو رخصت عطا کرکے ارشاد کیا کہ اپنی جاگیروں میں جا کر استراحت کریں اور جب ایلچی تلنگ کے

مع اشیاے معہودہ کو لاس مین آئے بہادر خان انھین ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایلچیان خراج مقررہ تمام وکمال بہادر خان کی معرفت آنحضرت کے ملاحظہ مین درلائے اور خلعتہاے فاخرہ اور اسپان تازی نژاد اور انعام وافر سے سرفراز ہوے اور بعد دو تین دن کے بذریعہ بہادر خان عرض کی کہ اگر قبلہ عالم ازروے تودد و التفات ایک فرمان عنایت فرماکر سرحدین تعیین فرماوین کہ اولاد و احفاد بھی آپکی اس طرف کے راجاؤن کو اپنا تصور کرکے نظر ترحم مبذول اور ملحوظ رکھین ہم اس عطیہ کے مقابل مین ایک تحفہ کہ لائق مجلس سلاطین کامگار کے ہو سلطان کی نظر اقدس مین گذرانینگے بہادر خان نے یہ التماس سمع مبارک مین پہونچائی اور جب اشتیاق اس تحفہ کی دید کا غالب آیا ایلچیون کو حکم کے موافق دربار عالی مین حاضر کرکے دوبارہ بادشاہ کے حضور انسے عہد و پیمان تازہ لیا اور سلطان محمد شاہ نے جب اضطرار انکا حد سے زیادہ دیکھا اپنے دست حق پرست سے اس مضمون کا فرمان مرقوم فرمایا کہ گولکنڈہ سرحد ہماری اور انکی ہے جبتک اہل تلنگ سے عہد شکنی واقع نہووے اولاد و احفاد ہمارے ہماری راے تلنگ اور اُسکے وارثون کو اپنے دولت خواہون سے تصور کرکے کسی وجہ سے اُنکے احوال سے مزاحم اور متعرض نہووین اور اس فرمان کے ناصیہ کو اپنی مہر خاص اور قاضیون اور امیرون اور اعیان دولت کے مواہیر اور گواہی سے مزین اور موشح کرکے اُنکے سپرد کیا اور ایلچیون نے مسرور ہوکر ایک تخت مرصع کہ راے تلنگ نے سلطان محمد تغلق شاہ کے واسطے تیار کرکے اپنی سرکار مین رکھ چھوڑا تھا حاضر کیا سلطان محمد شاہ اُسکے مشاہدہ سے نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور ایلچیون کو باعزاز و اکرام موفور رخصت معاودت کی فرمائی اور خود بدولت و اقبال بھی بتعجیل تمام دار السلطنت حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوے اور نوروز کو اُس شہر مین داخل ہوکر اُس تخت کا نام فیروزہ رکھا اور ساعت تحویل مین اُسپر جلوس فرمایا اور بہادرون اور غازیون کو کہ اُس یورش مین مکرر بہادری کے آثار ظہور مین پہونچائے تھے انواع لطف اور مرحمت سے سرفرازی بخشی نظم برادرنگ فیروز

نشست شاہ • بمجلس طرب راد می داد داد • نشستند گردان بگرد سریر • بشادی بزرگان روشن ضمیر •

اور تخت پدر کو کہ سجدہ و تعظیم اُسکی سے دلگیر تھا تبرک سمجھ کر خزانہ مین رکھا اور ایک جماعت کہن سالہ نے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین تخت فیروزہ دیکھا تھا اُنکی زبانی مین نے یون سنا ہے کہ وہ تخت تین گز طول اور ڈھائی گز عرض رکھتا تھا اور چوب آبنوس سے تیار کرکے اُسکے اوپر سونے کے پتر مرصع بجواہر قیمتی اس صنعت سے نصب کیے تھے کہ نقل و تحویل کے وقت تختہ ہاے مرصع کو آپس سے جدا کرکے لپیٹتے تھے اور صندوقون مین رکھتے تھے اور ہر ایک سلاطین بہمنیہ جو مالک تخت کا ہوتا تھا سلطان محمد شاہ کی سنت سنیہ پر عمل کرکے مثل ورثہ کا بالی جواہر و مروارید قیمتی اُسپر افزون کرتا تھا چنانچہ جب سلطان محمود شاہ کے عہد مین چاہتے تھے کہ اُسمین سے بعض جواہر نفیسہ برآوردہ کرکے مجلس شراب کی بساط مرصع مع صراحی اور پیالہ آراستہ کرین جوہریون اور مبصرون نے ایک کرور ہون کہ مرادف سولاکھ ہون سے ہے تخت فیروزہ کی قیمت کی القصہ حکایت اُس تخت کی جواہر برآوردہ کرنے کی اور مبارک نہ آنا اُس کام کا عنقریب مقام مناسب مین تحریر ہوگا اور مین نے ملا اسمعیل نوبتہ سے جسکے خاندان مین اس تخت کی حفاظت چلی آتی تھی وجہ تسمیہ تخت فیروزہ کی استفسار کی اُس نے جواب دیا کہ ابتدا مین جو پوشش اُس کی میناے فیروزہ رنگ سے تھی سلطان محمد شاہ بہمنی نے اُس کا تخت فیروزہ نام رکھا لیکن آخر مین مینا اُس کا زرو جواہر اور مروارید سے نیچے ایسا پوشیدہ ہوا کہ رنگ اصلی اُس کا ہرگز محسوس نہ ہوتا تھا اور سلطان محمد شاہ بہمنی نے جس سال کہ تخت فیروزہ کو اپنے

نیض قدوم سے رشک سپہر فیروزہ رنگ فرمایا چالیس دن وقت عیش و طرب کو درازی دیکر ایک مجلس بہار کی آراستہ
کی اور ریگ قلم تکلف شرعی اور عرفی کو درمیان سے اٹھا کر حکم کیا کہ ان دنوں میں تمام عوام الناس نفس امارہ کی ہوا و ہوس
کی راہ جاری کریں اور جمیع امرا و اعیان درگاہ الناس علی دین ملوکہم پر عمل کر کے اپنے مکانوں میں عیش و عشرت
کے لوازم میں مشغول ہوے اس درمیان میں ایک جماعت استادان موسیقی سے کہ عمل و صوت امیر خسرو اور امیر حسن
دہلوی سے خوب ماہر تھے مع تین سو قوال دہلی کی طرف سے حسن آباد گلبرگہ میں آئے اور سلطان محمد شاہ نے انکا موجود
ہونا ایسے وقت میں کہ ہنگام نشاط و مے نوشی تھا غنیمت جانکر انکی عزت میں کوشش کی اور روز آخر جشن میں ایک مجلس
مختصر ترتیب دیکر ملک نائب سیف الدین محمد غوری اور صدر الشریف کو اجازت دی کہ پاے تخت میں بیٹھیں اور
بہادر خان ولد اسمعیل فتح کو خطاب امیر الامرائی دیکر پایۂ اُس کی قدر و منزلت کا فرقدان سے گذرانا اور اُس کی دختر کو
شاہزادۂ مجاہد شاہ کے واسطے خواستگاری کر کے اُسی دن عقد باندھکر بآئین شاہان کا منگا اُس کے سپرد کی جیسا کہ ملا
داؤد بیدری کی کتاب تحفۃ السلاطین میں لکھا ہے کہ اُن دنوں میں بارہ برس کا تھا اور مہرداری کی خدمت میں سرفراز تھا
مجھے خوب یاد ہے کہ جس وقت سلطان محمد شاہ اپنے عکس رخسار سے بادۂ بہار مجلس کو ارغوان کرتا تھا ایک جماعت قوالوں سے
دو بیتیں امیر خسرو کی کہ مشتمل بادشاہوں کی مدح اور حسن خداداد کی تعریف میں تحسین نغمۂ روح افزا اور حسن صوت گاتے
تھے سلطان نے خوش وقت ہو کر ملک سیف الدین غوری سے فرمایا کہ یومیہ ان تین قوالوں کا جو دہلی سے آئے ہیں راے
بیجانگر کے خزانہ پر لکھ ملک نائب سیف الدین غوری نے اگرچہ اس حکم کو گمان شراب کے نشاء پر کیا لیکن باقتضاے
مجلس زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر یہ امر قبول کیا اور سلطان محمد شاہ نے مافی الضمیر ملک نائب کا سمجھکر اُس کو
کچھ نہ فرمایا دوسرے دن حالت ہوشیاری میں ملک نائب سیف الدین غوری سے پوچھا کہ وظیفہ قوالوں کا حصہ راے
بیجانگر کے خزانہ پر لکھا گیا ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا اب تحریر ہوگا سلطان محمد شاہ نے کہا اسوقت چرخ
نے سروری میری تسلیم کی اور زمانہ نے میری بندگی کا اقرار کیا حاشا کہ میری زبان پر کلمۂ لغو اور زائد جاری ہوے اور
میرا حکم قوالوں کے وظیفہ کے بارہ میں نہ از روے مستی اور بیخبری کے تھا میں اس مقدمہ میں عازم اور جازم ہوں فلان
ساعت میں سند زر وظیفہ قوالوں کی لکھ اور فقط اپنی مہر پر اکتفا کر کے راے بیجانگر کے پاس بھیج کہ بے تامل و تعلل
وجہ برات وظیفہ مرسول رکھے ملک نائب سیف الدین غوری کہ عزیمت سلطان محمد شاہ کے مثل ان امور کے واجبی جانتا تھا
سند وجہ بندر زر کی خزانہ بیجانگر پر لکھکر روانہ کی راے بیجانگر کہ بہت مغرور اور شجاع تھا اس مژدہ شارہ سے نہایت آزردہ ہوا
اور حامل سند کو گدھے پر سوار کر کے تمام شہر بیجانگر میں تشہیر کر کے نکالدیا اور بے تامل احضار لشکر کا حکم دیکر بقصد تسخیر ممالک
شاہان بہمنیہ تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ اور تین ہزار فیل کوہ تمثیل لیکر نہایت عظمت و استقلال اور غایت تکبر و تجبر سے
سرحد دکن کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ اودنی کے ظاہر میں لشکر گاہ کر کے آدمیوں کو ولایات مسلمانوں کی تاخت و تاراج
پر مقرر کیا اور سلطان محمد شاہ نے جب اس قضیہ پر اطلاع پائی اس سبب سے کہ لشکر بیدر اور برار دو برس کی محنت
سفر کھینچے ہوے تھا اور ابھی تک استراحت کی صورت نہ دیکھی تھی دونوں لشکر اپنے محال میں چھوڑ کر خان محمد کو مع لشکر
دولت آباد طلب فرمایا اور خمس غنائم و بیلم بٹن کو شاہزادۂ مجاہد شاہ کے ہمراہ شیخ محمد سراج کے پاس بھیجا کہ سادات
اور مستحقین پر تقسیم فرماوے اور غزاے کفار کی اجازت حاصل کر کے التماس دعاے خیر کرے اس صورت میں شیخ

محمد سراج نے مستحقین اس دیار کو عطایائے شاہی سے خوش دل کرکے جمعہ کے دن باتفاق مشائخ وعلما حسن آباد گلبرگہ
کی مسجد میں گیا اور بحضور قلب نماز ادا کی اور عساکر اسلام کی فتح و نصرت اور بادشاہ عالی مقام کی سلامتی کے واسطے
فاتحہ پڑھا اور سلطان محمد شاہ نے ساعت نیک اختیار فرماکر خیمہ اور بارگاہ باہر بھیجا اور رائے بیجانگر نے اس زعم پر کہ موسم
برسات تھا اور آب کشنہ طغیانی پر تھا نہایت اطمینان سے حصار مدکل کے قریب آنکر لوازم قلعہ گیری میں طاقت
بشری سے باہر سعی اور کوشش کی اور مردم اندرونی نے کہ آٹھ سو مسلمان جنگی اور بہادر تھے قلعہ کی حفاظت میں مساعی
جمیلہ مبذول رکھکر شرائط دولتخواہی میں کسی طرح سے کمی نہ کی لیکن قلعہ کا داروغہ کہ ملک سیف الدین غوری کے عزیزون
میں سے تھا اس نے اہل قلعہ سے بعضے معاملات میں سخت گیری کی اور وہ نفاق اور خلاف تک منجر ہوئے مردم معتبرونے
مراسم حراست اور ہوشیاری سے باز رہے اور قلعہ کو رائے بیجانگر نے مفتوح کیا اور کفار شدید العداوت نے
دست بشمشیر و خنجر ہوکر مسلمانون کو مع زن و فرزند بعقوبت و رسوائی تمام ہلاک کیا لیکن ایک مسلمان کہ ایک گوشہ
میں پوشیدہ ہوا تھا اور رات کے وقت تغیر لباس کرکے کنج اختفا سے باہر آیا اور ہمراہی پیادہ ہائے کفار قلعہ سے
برآمد ہوکر جلد آب کشنہ سے عبور کیا اور جلادِ اجل کی رہبری اور ہدایت سے بتعجیل تمام آپ کو تختگاہ حسن آباد گلبرگہ میں
پہونچایا اور سلطان محمد شاہ کی خدمت میں عرض گذار ہوا کہ رائے بیجانگر نے خیل وحشم کے نفاق کے سبب قلعہ
مدکل پر غالب ہوا اور میری کشتی حیات کے سوا کسی کی زندگانی کی ناؤ ساحل سلامتی پر نہ پہونچی سلطان محمد شاہ کہ
بادشاہ صاحب ناموس تھا یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مثل دریائے قہار سینہ اس کا جوش و خروش میں آیا دم
نہ مارا اور اسی وقت اس بیچارے کے قتل کے واسطے کہ بہ قدم سعی اور پائے دراز آیا تھا اشارہ فرمایا اور کہا کہ ایسے
شخص کو کہ اس قدر آدمیون کی موت دیکھی ہو اسکی صورت دیکھنی روا نہیں بیت آن قدر قدرت و قضا پیمان جوان
مالک سیرت و ملوک آثار جس دم کہ خبر موحش مسلمانون کی شہادت کی سنی جیسا کہ داب اسکا تھا انتظار وصول لشکر
نہ کھینچکر ماہ جمادی الاولی سنہ ۷۶۷ سات سو سرسٹھ ہجری میں رکاب شبدیز انتقام کو قدوم دولت پائدار سے گرانبار کیا
اور قسم کھائی کہ آٹھ سو مسلمانون کے عوض جبتک لاکھ ہنود کو تیغ انتقام سے قتل نکرونگا شمشیر جہاد میان میں نکرکے
ہاتھ قتل سے نہ کھینچونگا جب دریائے کشنہ کے ساحل پر پہونچا فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے پیدا کرکے مرتبہ
شاہی پر سرفراز کیا اس دریاچہ ہراس آگین کی بدخوئی اور مخالفان بیدین کے وسوسہ شوکت اور جنگجوئی سے
نہیں ڈرتا اس سپاہ رزمخواہ کے ساتھ بلا توقف اس دریا سے عبور کرکے بتوفیق ملک ظفر بخش ذی جلال رائے
بیجانگر کے قلب لشکر پر تاخت لاؤنگا اور اس کے سلک جمعیت کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کرکے ارواح
شہدائے مدکل کو شاد کرونگا پھر شاہزادہ مجاہد شاہ کو ولیعہد کیا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو ملک و مال
کا صاحب اختیار کرکے بیس زنجیر فیل مست کے سوا سب فیلان کوہ پیکر مجاہد شاہ کو دیکر لوازم وصیت بجا لایا اور
حسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ کیا اور خود بہ سعادت و اقبال انہیں دنون میں اس بحر زخار سے عبور فرمایا باتفاق جمیع
سورخان نو ہزار سوار کا جائزہ لیا اور بیجانگر کا راجہ باوجودیکہ تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے ہمراہ رکھتا تھا
جب خبر پائی کہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے دریائے زخار سے عبور کیا ہے سراسیمہ اور حیران ہوکر ایک رات کو کہ آدھی
اور ہو اٹھی رخت اور اسباب اور احمال اور اثقال اور خیل اور خزانہ بیجانگر کی طرف روانہ کیا اور خود جریدہ اس نیت ۸

سے رہا کہ جب شب پردہ ظلمانی روے آفاق سے اٹھاوے اور آفتاب دریچہ مغرب سے برآمد ہوکر زمانہ کو
روشن کرے جنگ اور بعدم جنگ مین جو کچھ سب کی صلاح ہوسا تھ اُس کے عمل کرے قضارا مردم اُردو بازار
کے اور ہاتھی اور تمام مرکوب اور بارکش نے کیچڑ اور باران کی کثرت سے اُس رات کو دو کوس بھی مسافت نہ
قطع کی چلنے سے عاجز آئے اور جس مقام مین پہونچے توقف کیا لیکن اُسی رات کو خبر کوچ کفار سلطان محمد شاہ
کے اُردو مین منتشر ہوئی بادشاہ اُردو بازار اور خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام مین چھوڑکر مع اسپ و فیل لشکر بیجانگر
کی طرف متوجہ ہوا اور صبح کے وقت اُنکے لشکر گاہ کے اطراف مین پہونچا راے شقاوت اثر اور جمیع مردم دیگر نے اپنی
سلامتی فرار پر منحصر جانی اموال اور اسباب اور اقبال سے قطع نظر کرکے قلعہ ادونی کا راستہ لیا اور سلطان محمد شاہ
اُس مقام مین کہ جہان اُردوے کفار تھا تاخت لاکر اثاثہ شوکت اُس خاندان قدیم کو بے زحمت و مشقت اپنے
تصرف مین لایا اور قتل عام کفار اُردو کا حکم صادر فرمایا غرض کہ عورت اور مرد اور جوان اور بوڑھے اور غلام اور
آزاد سے ستر ہزار آدمی قتل ہوے اور تحفۃ السلاطین کی روایت سے دو ہزار ہاتھی اور تین سو ارابہ توپ اور
ضربزن کی اور سات سو گھوڑے عربی اور ایک سنگاسن مرصع سرکار بادشاہی مین داخل ہوا باقی غنائم پر امرا اور
سپاہی متصرف ہوے سلطان محمد شاہ نے اس فتح کو مقدمہ دوسرے فتوحات کا سمجھکر موسم برسات کا قلعہ مدکل مین
بسر کیا اور اُس کے بعد کہ خان محمد مع لشکر دولت آباد بادشاہ کے لشکر مین شریک ہوا اور جمعیت عظیم بہم پہونچی
کوچ کرکے بقصد قتل کفار قلعہ ادونی کی طرف روانہ ہوا اور راے بیجانگر کہ آب تہنبدرہ سے عبور کرکے
ظاہر قلعہ ادونی مین اقامت رکھتا تھا اپنے بھانجے کو اُس کی حکومت دے کر ولایت کے درمیان در آیا اور لشکر
اطراف و جوانب کو فراہم کرکے خزانہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی بیجانگر سے طلب کیا اور سلطان محمد شاہ
خان محمد کی صلاح پر عمل کرکے تسخیر قلعہ کا عازم نہ ہوا اور فرمان مطاع تمام قلعون اور ممالک محروسہ مین ارسال کرکے
توپ اور گردہ بہت طلب کیے اور کارخانہ آتشبازی کا کہ پیشتر دکن کے درمیان مین شایع نہ تھا سرداری اُس کی
مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی کی طرف کہ امراے معتمد سے تھا رجوع فرمائی اور تمام رومی اور فرنگی کہ ملازم
اُس لشکر منصورہ کے تھے مقرب خان کے تابع ہوے اور توپخانہ عظیم آراستہ ہوا اور اس سبب سے کہ آدمی
زبان کے مشہور تھے کہ راتون کو چورون کی طرح دائرہ پر تاخت کرکے گھوڑے اور آدمی بہت ضائع
کرتے تھے اسواسطے مقرر ہوا کہ جمیع فیلان بیجانگر کو حسن آباد گلبرگہ مین لیجاوین اور امرا اور سپاہ اشیاے ضروری
فقط ہمراہ رکھین اور باقی کو پھیر دین اور طناب در طناب کھینچین اور لشکر کے دور مین ارابے توپخانہ زنجیر سے باندھکر
لوازم ہوشیاری اور بیداری مین کوشش کرین اُس کے بعد بادشاہ نے اس آئین اور ترتیب سے حوالی قلعہ ادونی
سے کوچ کرکے نہر تہنبدرہ سے عبور کیا اور ولایت بیجانگر مین داخل ہوا سلطان محمد شاہ وہ بادشاہ ہے کہ بنفس نفیس
بقصد غزا ولایت بیجانگر پر فوج کشی کرکے مظفر اور منصور مراجعت کی اور جب لعزیمت ثابت و راسخ اردوے
کشن راے کی طرف متوجہ ہو کر رایات اسلام اُس مملکت مین جلوہ گر کیے کشن راے نے اپنے بزرگان درگاہ کو جمع لاکر مسلمانون سے
میدان مین صف بستہ لڑنے کیواسطے لوازم مشورت پیش پہونچائے آخر یہ بات اسپر قرار پائی کہ بھوج مل راے کہ سپہسالار
کفار تھا اور اپنی مان کی طرف سے راے سے قرابت رکھتا تھا چیدہ اور خلاصہ لشکر لیکر افواج شاہی سے مقابل

ہو کر جنگ کرے اور راے بھوج مل نہایت غرور سے اُس خدمت کا متعہد ہو کر راجہ سے بولا کہ تیرا حکم ہو تو مین
مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ خدمت مین حاضر کرون یا اُسکا سر شمشیر کین سے جدا کر کے تیرے ملاحظہ سے
گذرانون کشن راے نے جواب دیا کہ دشمن کی زندگی کسی حال مین مطلوب نہین ہے اس کا مرنا ہر کیف بہتر اور انسب
ہے پھر بھوج مل راے خیل چشم کی دلجوئی اور تسلی کر کے چالیس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیادے سے بادشاہ کے
مقابلہ کو روانہ ہوا اور حکم کیا کہ ہر روز امرا اپنی مجلسون مین حکم کرین کہ علماے براہمہ اپنی کتب دینیہ پڑھ کر
مسلمانون کے قتل اور دفع کرنے کے ثواب کو خلائق کی خاطر نشان کرین اور جنگ پر اُس جماعت کی ترغیب و تحریص
کر کے اُنکے اعمال قسم ذبح مادہ گاو اور ہتک حرمت اصنام اور قتل کفار اور بت شکنی اور ما بعد من ہذا القبیل بیان کرین
اور جب اس طریق سے طے مسافت کر کے بین الفریقین بارہ کوس کا فاصلہ رہا سلطان محمد شاہ نے خان محمد اور سرنوبتیون
کو حکم فرمایا کہ نشان لشکر شمار کرین القصہ پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ زیر علم آئے ازانجملہ دس ہزار سوار اور بیس
ہزار پیادہ اور تمام کارخانہ آتشبازی کا خان محمد کے ہمراہ کر کے پیشتر روانہ کیا اور چوتھی تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکورہ کو نور و
ظلمت کا آپسمین سامنا ہوا اور صبح سے سہ پہر تک مانند سمندر کے متلاطم امواج کے جوش و خروش سے آپسمین مشغول
جنگ رہے اور طرفین کے آدمی بہت مقتول ہوے موسی خان اور عیسی خان افغان کہ میمنہ و میسرہ خان محمد کی اُن سے
قوی پشت تھی زخم تفنگ سے شربت شہادت کا چکھکر روضہ رضوان مین داخل ہوے اور اُن دونون سردار کی سپاہ متفرق
ہونے سے قریب تھا کہ چشم زخم افواج قاہرہ اسلام کو پہونچے کہ ناگاہ سلطان محمد شاہ تین ہزار سوار مکمل سے ایک فرسخ سے
جنگ گاہ پر تاخت لایا اور خان محمد بادشاہ کے پہونچنے سے مطمئن اور قوی دل ہوا اور لشکر پراگندہ بھی اطراف و جوانب سے
سمٹ آیا اور مقرب خان نے توپخانے کو آگے بڑھا کر لوازم آتشبازی مین کوتاہی نہ کی سوار اور پیادگان کفار کو ضرب توپ
و بندوق سے مضطرب اور سراسیمہ کیا اور خان محمد کو پیغام کہلا بھیجا کہ افواج کفار کے پریشان خاطر ہونے سے تزلزل نے
اُنکے احوال مین راہ پائی ہے اگر حکم ہووے اپنے کے پیچھے سے نکلکر مع بہادران جوانان خاصہ اُنپر حملہ آور ہون اور خان محمد
نے ایک جماعت امرا سے مقرب خان کی مدد کے واسطے بھیجکر اشارہ کیا کہ جنگ مین مشغول ہووے اور خود بھی پیچھے سے
روانہ ہوا اور یہ فتح کی طرح ایسا شد کیا کہ کفار کو فرصت استعمال آلات آتشبازی کی نرہی شمشیر و خنجر لے کر مقابل
آئے بیت چکاچاک خنجر ز میدان کین ٭ بہ ہفتم فلک شد ز روے زمین ٭ اس درمیان مین فیل خان محمد کا کہ شیر شکار
نام رکھتا تھا فیلبانون کے حکم سے سرکشی کر کے بھوج مل راے کی فوج پر حملہ آور ہوا اور بھوج مل راے کی فوج غالب
ابھی تک خوب جمی کھڑی تھی تفرقہ نے ان مین راہ نپائی تھی اور بھوج مل راے کے ہاتھیون نے اُسے کام سے باز رکھا اور
خان محمد اس مقدمہ سے واقف ہو کر اور طرفون سے منھ موڑ کر پانسو جوان ہمراہ لیکر بھوج مل راے کے قلب لشکر پر متوجہ
ہوا اور راے نے ہاتھی کو پا لیا اور ایسا عجیب و غریب قضیہ جو کبھی سننے مین نہ آیا تھا واقع ہوا وہ یہ ہے کہ فیل شیر شکار
نے کہ فیلبان اُس کا مقتول ہوا تھا اور کوئی اُس کی پیٹھ پر سوار بھی نہ تھا خان محمد کے پہونچتے ہی لشکر اسلام
کے پیش رو بنکر صفوف اعدا کو دم بھر مین زیر و زبر کیا بھوج مل راے زخم کاری اٹھا کر بھاگا اور امراے
دیگر کہ جنگ مین مشغول تھے افواج قلب کو منکسر دیکھکر اُنھون نے بھی راہ فرار پائی اور ابھی شمشیر غازیون
کی غلاف سے برآمد ہوئی تھی کہ چھتر اور رایات بادشاہ سکندر اقبال کے نمود ار ہوے اور حکم فرمایا کہ علت غائی جنگ

اور فتح کی مقتول ہونا کفار سے یہین کا ہے اس بارہ مین مساعی جمیلہ پیش پہونچاؤ پھر تو قتل کا بازار گرم ہو مسلمانون
نے اس قدر اس امر مین کوشش کی کہ عورتین و بچے بھی پامال ہو کر جا ضبرتہ ہوے اور سلطان محمد شاہ نے اس
فتح کے بعد ایک ہفتہ اُس مقام مین قیام کیا اور فتحنامے اطراف و جوانب مین ارسال فرمائے اور جو چاہتا تھا
کہ اپنے عہد و قسم کو وفا کرے کشن راے کے اُردو کے قتل پر متوجہ ہوا اور کشن راے نے سُنتے ہی تاب مقاومت کی
نہ لا کر خانمان صبر و شکیب کو برہم مارا اور باوجود کثرت خیل و حشم دشت ادبار مین آوارہ ہوا اور ننگ و ناموس
کا پاس مطلق نہ کیا بیت کس گرفتار نام و ننگ مباد ٭ کوچہ راہ و رسم تنگ مباد ٭ عاقبت الامر شاہ سکندر جاہ
سلطان محمد شاہ بہمنی قریب تین مہینے کے اُسکی جستجو مین متعاقب رہا جسوقت فرصت اور قابو پاتا تھا تیغ بیرانی سے
ہنود کی سرافشانی مین مشغول ہوتا تھا یہانتک کہ کشن راے عاجز ہو کر دار الملک بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور
وہانکے پہاڑون پر جا کر پناہ لی اور نو لاکھ پیادے راہ مداخل اور مخارج دشوار گزار مین مقرر کیے اور سلطان
محمد شاہ کسی وجہ اُسکے تعاقب سے باز نہ آیا اور بیجانگر کے نواح مین جھے اور خرگاہ ایستادہ کر کے تمام امیرون
کو مورچے تقسیم کیے اور ہر روز شہر کے گرد بنیاد جنگ کی ڈالتا تھا لیکن شب کو کفار اُس زمین مین آتے تھے اور دُشنام
دیتے تھے اور سلطان محمد شاہ قریب ایکماہ کے سعی موفورہ بجالایا کہ اُس شہر مین داخل ہو کر خواہش اور آرزو کے
موافق عمل کرے کسی وجہ سے میسر نہ ہوئی پھر مقام حیلہ مین ہو کر آپ کو بستر ناتوانی پر ڈالا اور اس راز سے خان محمد
اور مقرب خان کے سوا تیسرے کو واقف نہ کر کے طبل کوچ پر چوب ماری اور کشن راے مسلمانون کے قتل اور تلافی
خون ہنود کا عزم جزم کر کے دار الملک بیجانگر سے برآمد ہوا اور بنہایت جوش و خروش سے موکب منصورہ کے تعاقب
مین روانہ ہوا اور کفار ارباب اسلام کے اُردو کے پس و پیش تاخت کر کے ان لوگون کے کنارے جاتے تھے اور شور و
غوغا بلند کر کے کہتے تھے کہ تمہارا بادشاہ مردہ ہے ہمارے برہمنون کی دعا مستجاب ہوئی ہم تم مین سے ایک متنفس
کو نہ چھوڑین گے کہ وہ زندہ اپنے ملک مین پہونچیں اُن کی روحین وطن جانے کی آرزو مین اس میدان لق و دق مین
بھٹکتی پھرین گی اور اس سبب سے کہ بادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن مین استراحت فرما کر چادر سر پر ڈالتا
تھا اہل اُردو شاہ کی زندگی پر بدگمان اور تشکی ہو کر مضطرب ہوتے تھے اور خان محمد اور مقرب خان
خلائق کو دلجوئی اور دلاسا کر کے کوچ بر کوچ جاتے تھے یہانتک کہ آپ تمہندرہ سے عبور کر کے ایک
صحراے مسطح اور ہموار مین پہونچے اور وہان مقام کیا اور کشن راے بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اس
منزل مین پہونچکر فروکش ہوا اور سلطان محمد شاہ نے تدبیر کو تقدیر کے موافق دیکھا خلق کے دفع مظنہ کے واسطے
نماز عصر کے وقت کہ رحمت نازل ہوتی ہے بار عام دیا اور ایک لحظہ مجرائیون کے سلام مین مشغول ہوا اور پھر ضعف
کا بہانہ کر کے دربار برخاست کیا اور شب کو جمیع امرا کو خلوت مین بُلا کر حکم کیا کہ سپاہ کو مستعد اور مسلح کرین اور
فلان موضع مین بعنوان محافظت اُردو توقف کر کے منتظر قدوم ما بدولت رہین القصہ جب افسران سپاہ حکم
کے موافق کاربند ہوے سلطان محمد شاہ نے جنگی لباس زیب تن فرمایا اور آدھی رات کو فتح و نصرت کے شبدیز
پر سوار ہو کر صحراے موعود مین خرامان خرامان تشریف لے گئے اور ہر ایک کو ایک خدمت اور ایک سمت
مین رجوع کر کے بقصد شبخون روانہ ہوے اور کشن راے اور اُس کے ارکان دولت ابواب جنگ مسدود

ہوئے سے غنیم کی خستہ حالی اور زبونی کو یقین کرکے تمام رات مے نوشی اور رقاصی مین مشغول رہے اُس وقت خبردار ہوئے کہ صبح کے قریب اطراف وجوانب سے آواز جان خراش بگیر و بکش کی بلند ہوئی اور غازیون کی تکبیر صلوٰۃ کا غلغلہ گنبد افلاک مین پہونچا اُس کی برکت سے تمام کفار کا پاؤن قرار جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا نا بکشن راے تفرقہ اپنی جمعیت مین دیکھکر سمجھا کہ فراہم لانا خیل و حشم کا نہایت دشوار اور محال ہے وہ بھی حمیت اور غیرت کو پس پشت کرکے مفرورون پر سبقت کرکے ایسا بھاگا کہ بیجانگر تک کسی مقام مین باگ نہ موڑی اور سلطان محمد شاہ نے اُس کے تمام خزانہ اور اسباب شوکت پر متصرف ہوکر چند منزل تک پیچھا کیا اور دس ہزار کفار نا پاک باگ موڑنے مین فی النار کیے اور سیکڑون کو مجروح کرکے ہلاکی اُن کی ذاتون سے بہلایا اور ابھی تک آتش غضب کی حرارت اور غصہ کی شدت سے گھوڑے سے نہ اُترا بیجانگر کے تیس چالیس کوس تک جس مقام مین آدمی کا نام سنا ناشت کرکے زندون کو ہلاک کرکے شہر خموشان بنایا بیجانگر کے معتبرون اور نامدارون نے جب یہ حالت مشاہدہ کی کشن راے پر غیظ مین آکر سرزنش اور ملامت کی اور بولے کہ تیری راے اور حکومت سے پر شوم ہوئی تو نے مال و ناموس ہمارا برباد کردیا اور قریب دس ہزار کے برہمن مارے گئے رعیت کا نام و نشان باقی نہ رہا کشن راے نے جواب دیا کہ مین بے مشورہ اعیان ملک کے مرتکب کسی امر کا نہین ہوا اور اپنے طالع مین کسی طرح کا اختیار نہین اور اب جو تم کہو مین مطیع اور فرمان بردار ہون یہ بولے جیسا کہ تیرے باپ نے مسلمانان ترک سے لڑائی نہین کی بلکہ بادشاہ علاء الدین حسن کانگو بہمنی سے موافقت کی تھی لازم ہے کہ تو بھی مسلمانون سے مدارا کرے کشن راے نے یہ بات قبول کرکے ایلچیون کو سلطان محمد شاہ کے حضور بھیجکر اوضاع سابقہ سے اظہار ندامت کرکے صلح کا طلبگار ہوا سلطان محمد شاہ نے اس سے انکار کیا اور ایک ندیم بے گستاخ نے کہ اُس دربار مین حاضر تھا معروض رکھا کہ بادشاہ نے قسم کھائی ہے کہ ایک لاکھ مسلمان کے عوض لاکھ ہندو قتل کرونگا اور قسم نہین کھائی کہ ہندو کا تخم جہان سے اُٹھا دونگا سلطان محمد شاہ نے سنکر ارشاد کیا اگرچہ قسم کے دو چند ہندو کشی واقع ہوئی لیکن جبتک اہل بیجانگر ادا سے زر سازندیہ قوالان دہلی کا متعہد نہ ہوگا مین کفار بقیۃ السیف کے گناہ معاف نکرونگا چنانچہ ایلچی اسکے جواب مین مالک کی طرف سے وکیل مطلق تھے اُنھون نے قبول کیا اور اسی دربار مین وجہ برات نظیفہ ادا کیا سلطان محمد شاہ نے فرمایا وہ حرف کہ میری زبان پر جاری ہوا تھا نہین چاہتا تھا کہ لغو اور ضائع ہوکر صفحہ روزگار پر یادگار رہے الحمد للہ کہ جو کچھ مین نے اپنی زبان سے کہا تھا اُسے بجا لایا اور اپنا حکم جاری کیا اور قسم ہے خدا کی ایسا امر عجیب غریب بادشاہان سابق اور حال سے کبھی صادر نہوا اور عقلا جانتے ہین کہ نیشہ مراتب دشوار اور طرفہ تر و یلم بیٹین کے ایلچیا اور ناگدیو کے قتل ہونے سے تھا بیت مثال این غرائب وزین ہم غریب تر بسیار کردہ دولت این شاہ دادگر ایلچیون نے جب شاہ کو خوشوقت دیکھا عرض گزار ہوئے کہ ہم بادشاہ کو اسوقت نہایت مشفق اور مہربان پاتے ہین اگر حکم عالی ہووے راہ اخلاص سے دو کلمہ عرض کرین لہذا اُنھون نے اجازت پاکر عرض کیا کہ کسی دین مین روا نہین ہے کہ ایک بیگناہ کو ایک گنہگار کے عوض قتل کرین خصوص عورتون اور بچون کو اگر کشن راے سے مسلمانون کی نسبت قلعہ مدکل مین بے راہی واقع ہوئی ہو فرمایئے فقرا و مساکین کا کیا گناہ تھا سلطان محمد شاہ نے فرمایا قلم تقدیر سے یون ہی جاری ہوا تھا اور مجھے اسمین اختیار نہ تھا ایلچیون نے عرض کی کہ جو سابقہ عنایت مالک الملک نے بنسبت خلاصہ ممالک دکن کے آپ کو ارزانی

رکھا اور ممالک کرناٹک آپ کی مملکت کے جوار میں واقع ہوئے یقین ہے کہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو مدت ہاے مدید ہمسائگی اس سرزمین کی ہوگی اور دنیا داروں کے درمیان مثل اس قضیہ کے شاید دوسرا وقوع میں آوے پس حال خلائق کا کیونکر ہوگا خیر اندیشی اور صلاح حال رعایا یوں اقتضا کرتی ہے کہ طریقہ قتل فقرا اور مساکین کا درمیان میں نہ ہووے سلطان محمد شاہ نے متاثر ہو کر فرمایا کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ بعد فتح اور معرکہ گذاری کسی شخص کے قتل میں نہ پھرونگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اس شیوہ پسندیدہ پر عمل کریں چنانچہ اسی تاریخ سے دکن میں شائع ہوا کہ جو شخص جنگ کے بعد دستیاب ہو اسکے قتل اور ہلاک میں اقدام نکریں اور بے سبب رعایا اور ضعفا کے قتل عام میں نہ مشغول ہوویں اور جب ایلچیوں نے وجہ برات وظیفہ قوالان اداکی سلطان محمد شاہ نے گنجائش توقعات کی نہ دیکھکر از روے انصاف کوچ کر کے بلدۂ حسن آباد گلبرگہ میں آنکر پہلی اسی راہ سے منزل شیخ محمد سراج میں گیا اور کہا اسی توکل کی برکتوں سے کہ کارساز حقیقی کے لطف پر کرکے ابتداے سلطنت میں نقود خزانہ در راہ حق جلشانہ عظم سلطانہ میں نے صرف کیا تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے خزانے اور فتوح عظیم مجھے روزی کیے اور دعاے خیر حضرت عالی کی میرے حق میں مبارک آئی پھر شیخ کو رخصت کر کے دارالامارہ میں تشریف لے گیا اور پانچ روز سے زیادہ بستر استراحت پر تکیہ نہ فرمایا کہ رایات نصرت آیات اسکے دولت آباد کی طرف متحرک ہوے اور چونکہ اسی ہنگام میں سلطان نے آپ کو عمدا بیمار بنا رکھا تھا اور کفار نے اردوے عالی کا تعاقب کیا تھا جمیع ممالک محروسہ میں خبر اسکے فوت کی منتشر ہوئی بعض مقربان نے تھوڑے عرصہ میں طغیان اظہار کرکے نقارۂ عصیان پر چوب لگائی از انجملہ چونکہ ولایت دولت آباد امراے صاحب شان کے وجود سے خالی تھی اور تمام لشکر ولایت مرہٹ خان محمد کے ہمراہ بیجانگر کے سفر میں تھا بہرام خان مازندرانی نے کہ سلطان علاءالدین حسن کا نکو ہی تھی آنکو فرزند کہتا تھا لوجہ دیو مرہٹہ سردار پائیگان کے اغوا سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور بعضے امراے برار کہ اسکے قرب و جوار میں تھے انکو اپنے بھی اپنے آدمی اسکے پاس بھیجکر دم موافقت و مصادقت کا مارا اور بگلانہ کے راجہ نے بھی بحسب ظاہر پیغام محبت التیام بھیجکر امداد کی بشارت دی بہرام خان مازندرانی ان مقدمات خام پر فریفتہ ہوکر چند سالہ خراج خاصہ برار اور مرہٹ پر کہ سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق دولت آباد کے قلعہ میں جمع تھا متصرف ہوکر خیل و حشم کے فراہم کرنے میں مشغول ہوا اور اکثر پرگنات مرہٹ کے اپنے قبض تصرف میں لایا اور اعوان انصار پر تقسیم کیے اور سوار اور پیادہ سے بارہ ہزار آدمی فراہم کیے سلطان محمد شاہ نے بیجانگر کے اطراف میں یہ خبر سنی اور اسے اس مضمون سے لکھ بھیجا کہ جو خبر ہاے ناخوش تیرے گوش زد ہوئیں وسوسہ شیطانی غالب آیا اگر دا ایسے امر کے پھر اکہ اسکے پاس نہ پھرنا چاہیے تجھے مناسب ہے کہ اب بھی مقام استغفار اور ندامت میں ہوکر اپنے اعمال ناشائستہ سے پشیمان اور نادم ہو کہ میں بھی تیرے گناہ ہوں اور تیرے توابعین کے جرائم کو ناکردہ معلوم کر کے مواخذہ نکرونگا اور جرائم ولایت تیرے ساتھ عفو اور اغماض کے سلوک کرونگا اس نوشتہ کو بصحابت سید جلال جمید اور شاہ ملک کہ جو مقربان درگاہ سے تھے دولت آباد کی طرف بھیجا اور بہرام خان مازندرانی نے کو بجھد جیو سے اس امر میں مشورہ کر کے صلاح پوچھی اس نے جواب دیا کہ سلطان محمد شاہ ایک بادشاہ قہار اور غیور ہے اور بعد اس اعمال ناشائستہ کے کہ ہم سے سرزد ہوا کسی وجہ امن یقین ہو سکے اور دولت آباد کا قلعہ سنگین ہمارے تصرف میں ہے اور بگلانہ کا راجہ اور بعضے امراے معتبر برار کے ہم سے موافقت رکھتے ہیں اس

صورت مین مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ بحکم الشرع ملتزم پر عمل کرکے اس کار سے ہاتھ نہ اٹھاوین اور ہمت مصروف
رکھکر اس مہم کو بخوبی تمام انجام دیوین بہرام خان مازندرانی کو کونبھ دیو کے افسون نے ایسا شیشے مین اتار کر مبہوت
اور مغرور کیا کہ بادشاہ کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھکر حلقۂ نصیحت کو زیب گوش نہ کیا اور سرکشی سے نہ
اختیاری بلکہ زیادہ تر استعداد قوت مقابلہ اور مقاتلہ مین کوشش اور اہتمام کیا سید جلال حمید اور شاہ ملک نے معاودت
کرکے اطوار ناپسندیدہ انکے بادشاہ سے عرض کیے سنتے اس حرکات ناپسندیدہ کے بعد سلطان محمد شاہ کے دل مین آتش
غضب شعلہ زن ہوئی جب بیجانگر کے سفر سے دار السلطنت حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی مسند عالی خان محمد کو مقدمہ
لشکر مین روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے شکار کنان اس طرف متوجہ ہوا نظم روان میرانہ بگردان طرف شاہ * پی شکار پلنگ شکار افگن
دران راہ * جہان خالی شد از صید جزندہ * نماند اندر ہوا مرغ پرندہ * القصہ جب مسند عالی خان محمد کو بادشاہ نے
پیشتر لشکر ظفر پیکر سے مقرر فرمایا تھا بہرام خان اور کونبھ دیو اور بعضے متعلقان راجہ بگلانہ سے بقصد مدافعہ مسند عالی خان محمد
کے قصبۂ پٹن کے اطراف مین روانہ ہوے اور کف بذل کشادہ کرکے بہت سپاہی واقعہ طلب کو اپنے روبرو بلایا
اور مسند عالی خان محمد کہ سپاہی پرانا اور زمانہ کا گرم و سرد اور نشیب و فراز دیکھے بھالے تھا جنگ مین فائدہ نہ دیکھکر پٹن
قصبۂ شیوگانون مین فروکش ہوا اور بہرام خان مازندرانی اسی عرصہ مین بقصد شبخون مسند عالی خان محمد کے دائرۂ فوج پر
تاخت لیگیا اور جو کہ حریف ہوشیار اور واقف کار تھا کچھ کام نکر کے اپنے مقام مین پلٹ گیا اور مسند عالی خان محمد لشکر مخالف
کی کیفیت و حقیقت کم و بیش دریافت کرکے جنگ مین عازم اور جازم ہوا اور سلطان محمد شاہ کو کہ کوہستان ولایت بیرو
اسکے حدود مین شکار کے نشاط مین مشغول تھا پیغام دیا کہ اقبال شاہی اور خداوندی کی برکت سے جان نثار فلان تاریخ مین
مخالفون کے سر پر جاکر مصاف کریگا لیکن اگر سایۂ بلند پایہ بادشاہ اس احقر کے سر پر ہو بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے
شکار گاہ مین یہ خبر سنکر وصول لشکر اردو کی کہ صحراے قصبۂ گنج مین نزول کیا تھا انتظار نہ کھینچکر مع ایک جماعت مخصوصان
کہ عدد ان کے تین سو سے بھی کم تھے عازم ایلغار ہوا اور مقربان درگاہ نے بحر حیرت مین غرق ہوکر معروض کیا
کہ مسند عالی خان محمد کی عرضداشت سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ مخالفین کمال استقلال اور جمعیت سے ہین اگر بادشاہ عنان
توجہ دست مدارا مین سپرد کرکے باہستگی تمام قطع مسافت کرے تو امرا اور سپاہ پہونچکر مع کوکبہ و طنطنۂ بادشاہی دشمن
کی بیخ کنی مین متوجہ ہووین انسب اور بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے التماس انکی پذیرا نفرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ
مین چاہتا ہون آپکو روز میعاد مین مسند عالی خان محمد کے پاس پہونچاؤن اور جو کہ تم کہتے ہو اس ارادہ سے
مخالفت رکھتا ہے جس وقت ہزار سوار لیکر ممالک تلنگ مین کہ مسافت بعید رکھتی ہے جاکر اعدا کو سیاست پہونچائی اور
نو ہزار سوار سے راے بیجانگر کو کوہ و دشت مین مفرور کرکے آوارۂ ضلالت کیا اور شادکام مراجعت کی یہ تین سو
جوان دشمنان روباہ صفت کے دفع کے واسطے کافی ہونگے نظم مین از کجا تا کجا تاختم * بہ ویلم پٹن سر برافراختم *
پلنگون سپردم عنان بازچون * برآندم ز بیجانگر جوے خون * برآیم چو بر پشت اسپ سیاہ * بجوا ہر زمین کوہ
البرز راہ * یہ فرماکر شبدیز شیررنگ کو گرم عنان کیا جس وقت چار کوس چل کر قصبۂ پٹن مین پہونچا مسند عالی
خان محمد فوجین آراستہ کرکے بہرام خان مازندرانی کے مقابل ہوا تھا لیکن جیسے ہی خبر بادشاہ کے قریب پہونچنے
کی خلائق کے گوش زد ہوئی متعلقان راجہ بگلانہ مہمیز گریز اپنے مراکب ہامون نورد کو مارکر تارک رفاقت مخالفان ہوے

اور دوسرے سپاہیون نے راہ فرار کو قرار سے بہتر جانکر صرفہ جنگ مین نہ دیکھا بہرام خان مازندرانی اور کوبجھ دیو شطرنج
روزگار کے منصوبہ سے حیرت مین پڑکر بے اسکے کہ مرتکب قتال وجدال ہون یا دور سے مسند عالی خان محمد کے بہادرون
کی پشت کمان دیکھین رو بے معرکہ سے بھاگ کر بسرعت تجلی اور ہوا کے قلعہ دولت آباد مین پہونچے اور سلطان محمد شاہ
اُس وقت کہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہی مخالفون کے اُردو کی غارت مین مشغول تھے مع ایک سو سترہ جوان
کے وعدہ گاہ مین آیا دوست و دشمن اُس کی شجاعت اور جوانمردی پر آفرین خوان ہوے اور مسند عالی خان
محمد کے التماس کے بموجب وہ دن اور شب وہان قیام کرکے دوسرے دن صبح کو پھر تاخت کی اور شام کے
قریب دو کوس دولت آباد سے پہونچ کر قلعہ کے محاصرہ کی فکر مین ہوا بہرام خان مازندرانی اور کوبجھ دیو سر
خواب مستی اور غرور سے برآوردہ کرکے حیران اور عاجز ہوے اور اُسی شب کو تبدیل لباس کرکے شیخ زین الدین
سے کہ دولت آباد مین رہتے تھے جاکر عرض کی نظم کر اے از رخت راحت دل بدید ؛؛ زبان تو ہر مشکلی را کلید ؛؛ چہ تدبیر
کان شاہ گردن فراز ؛؛ بیاورد بر ما چنین ترکتاز ؛؛ اگر آپکا حکم ہو تو قلعہ مین داخل ہوکر اعلام مدافعہ بلند کرون اور اگر
دوسرا امر ہمارے حال کے سزاوار ہو ارشاد فرمائیے تو اُسکے انتخ عمل کرون شیخ نے فرمایا جو تم میرے پاس پناہ
لائے ہو اور مجھسے اپنی خوبی اور نیکی کے بارہ مین مشورہ کرتے ہو بمقتضاے المستشار موتمن جو کچھ بہبود تمھارے حق
مین ہی کہتا ہون قلعہ مین درآنا اور دروازہ اُس کا بند کرکے قلعہ بند ہونا احتیاط اور عاقبت اندیشی سے بہت بعید ہی
مناسب ہی کہ اپنے زن و فرزند ہمراہ لیکر مال و اسباب سے قطع نظر کرو اور توقف اور تامل کو لوازمہ ہلاکت کا جانکر اُسی
ساعت راستہ گجرات کا لو انھون نے شیخ کی منزل مین بیٹھکر آدمی اپنی زن و فرزند کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جریدہ بسبیل
استعجال آؤ تو شیخ کی زیارت سے مشرف ہوکر انکی انفاس مقدسہ سے طلب مدد ہمت کرکے پھر قلعہ مین داخل ہون متعلق اور
ملازم انکے جو محل اعتماد مین تھے اصل معاملہ سمجھکر اُسی وقت تمام گھوڑون کو ساز و یراق سفر سے درست کرکے اور
مردم ضروری کو سوار کرکے شیخ کے مکان مین لائے اور شیخ نے دست مبارک اپنا بہرام خان مازندرانی اور کوبجھ دیو
کی پیٹھ پر پھیرا اور یہ دعا دی کہ بتوفیق سبحانہ تعالی سلامتی تمھاری شامل حال ہوگی اور یہ گجرات کی طرف متوجہ ہوے اور
سلطان محمد شاہ اُنکے فرار سے آگاہ ہوا علی الصباح مسند عالی خان محمد نے چارسو جوان دو اسپہ اور سہ اسپہ ہمراہ رکاب
لے کر گجرات کی سرحد تک تاخت فرمائی جب مفرورون کے سر پر نہ پہونچا نہایت غضبناک اور خشمگین ہوکر دولت آباد
کی طرف بازگشت کی اور یہ مبحث رنجش اور کلفت سابقہ کی باعث ہوئی کسواسطے کہ قبل اسکے یعنی ابتدا سے
سلطنت مین تمام مشائخ دکن نے سلطان محمد شاہ سے حاضر اور غائب مین بیعت کی تھی مگر حضرت شیخ زین الدین نے
شرب خمر اور ارتکاب بعضے مناہی کے باعث بادشاہ سے بیعت نہ کی اور فرمایا کہ خلائق کی بادشاہی کے لائق وہ شخص ہی
کہ حفظ شعار ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوشش کرکے سرا اور علانیۃ مناہی کے گرد نہ پھرے بعد اسکی چند روز مین
سلطان محمد شاہ نے آدمی شیخ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میرے دربار مین حاضر ہو یا میری خلافت پر بیعت کرکے نوشتہ
اپنے خط خاص سے لکھ بھیج شیخ نے جواب دیا کہ ایک وقت کسی تقریب مین اتفاقات سے ایک دانشمند اور ایک
سید اور ایک بھٹیارا کفار کے دست تظلم مین گرفتار ہوے اور کفار نے پہلے تو انھین کو ان تینون شخصون کے حق مین
یہ حکم دیا کہ ان تینون کو بتخانہ مین لیجاؤ جو شخص بت کو سجدہ کرے اُسے جان کی امان دو اور جو شخص انکار کرے اُسکے تئین

پیش کرے فوراً تیغ ظلم سے اسکی گردن مارو دانشمند آیۂ کریمہ پر عمل کرکے بت کا سجدہ بجالایا اور سید نے بھی دانشمند کی روش
اختیار کرکے کفار کے فرمانے پر اقدام کیا لیکن جب ہیجڑے کی نوبت آئی بولا میں تمام عمر اعمال ناشائستہ میں مشغول رہا ہوں
نہ عالم ہوں اور نہ سید کہ پناہ میں ان دو امر کے ایسا کام کروں پھر قتل ہونا اپنا گوارا کرکے بت کا سجدہ نہ قبول کیا
اب پیر ابھی قصہ بعینہٖ اسی ہیجڑے کے قصہ کے موافق ہے کہ تیرے ظلموں کا متحمل ہونگا لیکن نہ تیری مجلس میں حاضر ہونگا
اور نہ تیری خلافت کا اقرار کرونگا سلطان محمد شاہ غضب میں آیا اور شیخ کو تکلیف دی کہ میرے شہر سے نکلجاوے چنانچہ
شیخ بلاتوقف دورنگ سے اپنا مصلے بدوش پر ڈالکر شیخ برہان الدین کے روضہ کی طرف متوجہ ہوا اور عصا اسکی مسند کے پیچھے
زمین میں گاڑکر مصلے بچھایا اور بیٹھا اور کہا اب دیکھوں کون مرد مجھے یہاں سے اٹھاتا ہے بادشاہ شیخ کے اصرار کو
مشاہدہ کرکے اس شدت سے کہ کبھی پشیمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے یہ مصرع لکھکر صدر الشریف کے ہاتھ شیخ کے پاس
بھیجا مصرع ع من نزان توام تو زان من باش ۞ شیخ نے کہا اگر سلطان محمد شاہ غازی حفظ مراتب اور مراسم شریعت
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوشش کرے اور شراب کی بھٹیاں ممالک محروسہ سے مسمار کرکے اپنے باپ کی سنت پر
عمل کرے اور خلائق کے روبرو شراب نہ پیے اور خاصوں اور عالموں اور صدور کو امر کرے کہ امر معروف ونہی منکر میں
چارہ جمیل کریں زین الدین فقیر سے زیادہ تر کوئی اسے دوست نرکھیگا اور یہ رباعی اپنے دست حق پرست سے تحریر
کی رباعی ۞ تا من ترسیم بجز نکوئی نکنم ۞ جز نیک دلی ونیک خوئی نکنم ۞ آنرا کہ بجاے ما بدیہا کردند ۞ تا دست رسد
بجز نکوئی نکنم ۞ سلطان محمد شاہ نے خطاب غازی سے کہ زبان اقدس شیخ پر جاری ہوا تھا نہایت شاد اور
خوشحال ہوکر حکم فرمایا کہ اسے میرے القاب پر افزون کریں اور بغیر اسکے کہ اسوقت میں درمیان انکے ملاقات واقع
ہووے حکومت مرہٹ کی مسند عالی خان محمد کو مسلم اور مفوض رکھکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لے گیا اور شراب
فروشی کی دوکانیں جمیع ولایت سے اپنے دور کرکے ترویج شریعت غرا میں مساعی جمیلہ مبذول رکھے اور
دکن کے چوروں اور مفسدوں کو جو مشہور تھے اور رہزنی اور ٹھگیبی کو اپنا شعار اور وثار کرکے مسافروں اور غافلوں
کو لوٹتے اور مار ڈالتے تھے ہمت انکے دفع کے واسطے مصروف کی اور چاروں سمت کے طرفداروں کے نام فرامین صادر
فرمائے کہ ہر ایک اپنے علاقہ اور حدود چوروں اور رہزنوں کی لوٹ سے پاک اور صاف کریں اور چھوٹے اور بڑے
کے سر عبرت اور مجرا سے خدمت کے واسطے حضور میں حاضر کریں اس بارہ میں تاکید مزید اور توعید شدید معلوم کرکے حسب
المسطور عمل میں لاویں چنانچہ چاروں طرفداروں نے حکم کے موافق بدمعاشوں کے مسکنوں میں جاکر چھ یا سات مہینے کی
مدت میں ایک شرذمہ گروہ وحسب القتل والدفع کا نچوڑا اور ملا داؤد بیدری کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ چھ مہینے
کے عرصہ میں بیس ہزار سر رہزنان خود سر اور چوروں اور بدمعاش کے تن ناپاک سے جدا کرکے اطراف وجوانب سے
حسن آباد گلبرگہ میں لائے اور شہر اور بیرونجات میں چاروں طرف چبوترہ سرہاے کا میں سے باندھکر سیاست اور ضبط محمد شاہی
جہانگیر کیا اور رعایا میں امن اور اہل اسلام کے دل راہزنوں کے دست برد سے مطمئن ہوے اور سلطان محمد شاہ غازی نے
جب ایسے کام محض شیخ زین الدین کی خوشنودی اور رضامندی کے واسطے ظہور میں پہونچائے اسوجہ سے ہمیشہ شیخ سے ابواب
مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھکر مصادقت اور مخالصت کے لوازم بجالاتا تھا اور شیخ بھی امر معروف ونہی منکر سے اسکی
خوشحال ہوکر ہموارہ مکاتبات دوستانہ تحریر فرماتے تھے اور شرائط پند و وعظ ونصیحت میں بھی دریغ نکرتے تھے اور اس سبب

سے کہ راے بیجانگر اور تلنگ اور تمام زمینداران دکن شاہراہ اطاعت اور فرمان برداری پر ثابت قدم و راسخ دم ہو کر مال مقرری کے ارسال مین تخلف اور تجاوز روا نہ رکھتے تھے ریاض ملک و ملت اور چمن دین و دولت خار و خاشاک دشمن اور معارض سے پاک ہوا اور سلطان محمد شاہ غازی لشکر کشی کو برطرف کر کے جہانداری مین مشغول ہوا لیکن ہر سال ایک سمت اطراف اربعہ مین سوار ہو کر تین چار مہینے اوقات شریف کو صرف شکار کرتا تھا اور جس طرف کہ شکار کے واسطے جاتا تھا سپہ سالار وہان کا تحفہ و ہدایا گذرانتا تھا اور بادشاہ کو دار الملک مین پہونچا کر معزز اور مکرم ہو کر بازگشت کرتا تھا اور خرد و بزرگ اور وضیع و شریف دکن اس بادشاہ کے عہد عدالت مہد مین امن و امان سے زندگانی کر کے عیش و کامرانی کے سوا کچھ کام نہ رکھتے تھے اور اسکے وجود باجود کو نعمت عظمیٰ جانکر شکر وہاب العطایا بپیش پہونچاتے تھے لیکن چونکہ دولت کا قاعدہ گرگ اجل کا ہر کہ ہر دم ایک یوسف کو پھاڑتا ہے اور ہر لحظہ ایک یعقوب کو حزن و ملال مین مبتلا کرتا ہے نتیجہ اُسکے صید حیات مین مارکر ذیقعدہ کی نوین تاریخ سنہ سات سو چھیاسٹھ ہجری مین عشرت سرائے جہان بیداد سے لے گیا اور اہل جہان کو چندروز بستر گریہ و زاری مین ڈالا اور رقم فراغت اور رفاہیت کی صفحہ احوال دکنیون سے ناخن قدر کی نوک سے حک کی اور اُس غفران پناہ کو باپ کے پہلو مین خاک عدم مین پیوند کیا زمانہ نے آیت یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اُسکی تربت پر لکھی نظم خوشا پادشاہی کہ چون او گذشت ٭ ازو باز ماند چنین سرگذشت ٭ در ایام دولت بود دوستکام ٭ بہنگام رحلت بود نیکنام ٭ سراج التواریخ کی روایت سے بمقتضا ے ورفعنا بعضہم فوق بعض جسقدر ہاتھی اور خزانہ کہ سرکار سلطان محمد شاہ غازی بہمنی مین جمع ہوا تھا اُسکے بعد کسی سرکار شاہان بہمنیہ مین بہم نہ پہونچا اس واسطے کہ اُسکے عہد مین سرکار خاصہ مین تمام قسم کے چھوٹے اور بڑے اور نر اور مادہ سے تین ہزار فیل شمار مین آئے اور زمانہ مین دوسرے بادشاہون کے ہرگز سرکار خاصہ مین دو ہزار ہاتھی سے زیادہ نہوئے اور اسی طرح اسقدر خزانہ کہ اُسکے عہد مین نشان دیتے ہین دوسرے زمانہ مین اُسکا نصف نہ تھا اور یہ بھی اُسی کتاب مین لکھا ہے کہ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ وغیرہ جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سے پیشتر اور اُس کے بعد اقلیم دکن پر فرمان روا ہوئے ایسی فتوحات راے کرناٹک کے سر پر نہین لائے اور معلوم نہین کہ اسکے بعد بھی ایسا تغلب حکام اُس ولایت کو پیش آوے تصہ کوتاہ جو ہاتھی کہ مقدار اور بزرگی اُس مملکت کے مدت دراز مین اقطار اور امصار ہندوستان سے بمساعی جمیلہ فراہم لائے تھے ایک قلم سلطان محمد شاہ بہمنی غازی صاحب طالع کی تصرف مین آئے اور اکثر خزائن اور اسباب مجموعہ سات سو برس اُس خاندان کا کہ سرکار سلاطین بزرگ مین شامل اُس کے بہت کم میسر آتا ہے لوٹ مین مسلمانون کے ہاتھ آیا اور اول سے آخر تک پانچ لاکھ کے قریب کفار رعیت اور سپاہی اور شہری اور دیہی اور مسافر اور مجاور اور مذکر اور مونث علف تیغ خون آشام غازیان عظام ہوئے اور مملکت کرناٹک نے ایسی صفت ویرانی کی قبول کی کہ مدتہا ے دراز مین حالت اصلی پر نہ آوے گی ایام سلطنت سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سترہ برس اور نو مہینے اور پانچ دن تھے ٹیکا مجاہدہ کا کمر پہ باندھنا قلم شکستن رخنہ کا بیان کیفیت احوال فرخندہ فال شاہ جم دستگاہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی کی بیت اور قتل ہونا اُسکا بیچا اور بیسنت ساود وسنت کے وقت آغاز جوانی مین مورخان دانشور نے بقلم مشکین اثر صفحہ بیاض زمانہ پر اس طرح سے نقش اور مرقوم کیا ہے کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی تو اسے

ملک سیف الدین غوری کا تھا اور باپ کے بعد تخت دکن پر جلوہ گر ہوا اور وہ خورشید رو اور قوی ہیکل اور تناسب اندام
مین اپنے تمام اقوام سے ممتاز و مستثنیٰ تھا اور قوی جثہ اور فربہ اور صاحب قوت تھا اور جلادت اور شجاعت مین عدیل
و نظیر نہ رکھتا تھا اور زبان ترکی خوب بولتا تھا اور مدار مصاحبت اور مجالست اُس کا ترکون اور پارسیون پر
تھا اور لڑکپن سے تیر و کمان کا شوق رکھتا تھا اور حرف اُس کا سوائے شمشیر و نیزہ و خنجر کے نہ تھا جیسا کہ ناظم بہمن نامہ
اُس کی مدح مین کہتا ہے **نظم** ز گہوارہ چون پا بیرون نہاد ٭ بہ تیر و کمان دست و بازو کشاد ٭ بسے تند
و گردن کش و پیل زور ٭ بکلک شکستہ گفت کسے وقت شور ٭ چنان بر سر کنگرہ میدوید ٭ کہ انگشت حیرت فلک
می گزید ٭ اور آوان کودکی مین ایک شب کو خزانہ پدر لوٹ کر چند بدرہ زر سرخ اور سفید اُٹھائے اور لڑکون کو جو
ساتھ کھیلتے تھے تقسیم کر کے اُنھین خوش کیا اور خزانچی نے صبح کو اس کی کیفیت سلطان محمد شاہ غازی سے اظہار کی
سلطان محمد شاہ اس جسارت اور بے ادبی سے نہایت آزردہ ہوا اور آثار غضب کے چہرہ پر ظاہر کر کے مبارک
تنبول دار یعنی گلوری ساز خاصہ کو اُس کے طلب مین بھیجا شاہزادہ حاضر ہوا باپ کا احوال دگرگون پایا جو کوئی علاج
نہ بن آتا تھا تسلیم کر کے باادب ایستادہ ہوا اور باپ نے قہر و غضب مین آ کر کئی چابک سے مارے کہ جسم نازنین اُس کا
مجروح ہوا سلطان مجاہد شاہ نے شکایت مبارک تنبولدار کی اپنی والدہ سے کر کے یہ تقریر کی کہ اگر وہ مجھے اس معاملہ
سے خبر کرتا مین آپ کو شفیع کر لاتا یا وہ وقت ٹال کر دوسرے وقت کہ حضرت ولی نعمی کی آتش غضب ساکن ہوتی
دربار مین حاضر ہوتا اُس نے جواب دیا کہ مبارک تنبول دار خاصہ کا اس امر مین کچھ گناہ نہین ہے بادشاہ کا حکم تھا
مجاہد شاہ نے جب یہ سنا خاموش ہوا بلکہ سکوت اختیار کر کے حرم سرا سے باہر آیا اور بغض کے آثار ہرگز ظاہر نہ کیے اور
مبارک تنبول دار خاص پر حسب ظاہر نظر عطوفت بدرجہ نہایت مبذول فرماتا تھا اور بعد ایک ہفتہ کے کوئی تقریب اُٹھا کر
غایت نرمی سے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ تو نہایت شہرہ ہے اور علم کشتی مین قوت اور مہارت تمام رکھتا ہے اور زبردست
پہلوانون کو کشتی مین زیر کرتا ہے آ ہم اور تو کشتی کرین مبارک تنبول دار جو اُس کی خفگی اور آزردگی سے خبر نہ رکھتا تھا اور
شاہزادہ کم سن چہاردہ سالہ اور یہ بیس برس کا جوان اپنی قوت پر مغرور تھا یہ امر قبول کیا اور تال ٹھوک کر اُس کے مقابل
ہوا شاہزادہ نے اُسے اُٹھا کر اس طرح سے زمین پر دے مارا کہ چنبر اُسکی گردن کا شکستہ ہوا اور لحظہ بھر مین مرغ روح اُسکا قفس
تن سے پھڑک کر دار البقا کے آشیانہ کی طرف پرواز کر گیا القصہ سلطان مجاہد شاہ تیس برس کے سن مین تخت دکن پر
اجلاس کر کے دولت آباد مین آیا اور شیخ برہان الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوا اور دست
ارادت شیخ زین الدین کے ہاتھ مین دے کر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور چونکہ مسند عالی خان محمد کے استقلال
سے متوہم تھا اعظم ہمایون کو طرفدار دولت آباد کر کے مسند عالی خان محمد کو معزول کیا اور کشن رائے والی بیجانگر کو لکھا کہ قلعے
اور بلاد مابین آب کشنہ اور آب تمندرہ ہمارے تمھارے درمیان مشترک ہین اس سبب سے بین الفریقین ہمیشہ نزاع
اور گفتگو واقع ہوتی ہے صلاح یہ ہے کہ آب تمندرہ کو سرحد کرین اور دریا کے اُس پار سے سیت بندر امیشور تک
تمھارے تصرف مین رہے اور اس پار سے ہمارے قبضہ مین ہووے اس صورت مین لازم ہے کہ قلعہ نکاپور اور بھی قلعے و بلاد
ہمارے ملازمان درگاہ کے سپرد کرو تو یہ نزاع زائل ہونے سے مخالصت اور موافقت کا طریق مسلوک ہووے کشن رائے نے
اُسکے درجواب لکھا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور اور مکل آب کشنہ کے ساحل تک رایان بیجانگر کے تحت مین تھا مناسب

یہ ہے کہ آب کشنہ کو حد کر کے قلاع مذکورہ کو ہمین واگذاشت کرین اور وہ ہاتھی کہ بعضے امراے کنہرہ کی زبونی سے سلطان
محمد شاہ غازی تصرف مین لایا تھا پھیر دین تو کدورت ہمارے آئینۂ قلب کی ساتھ صفائی کے مبدل ہو سلطان مجاہد شاہ
نے جب یہ جواب دور از کار سُنا نہایت ناراض ہوا اور ہاتھ باپ کے خزانہ مین دراز کر کے خیل و حشم کے فراہم کرنے مین
مشغول ہوا اور تختگاہ اور جمیع ممالک محروسہ کو ملک نائب سیف الدین غوری کو کہ جد مادری اُسکا تھا عہدہ ضبط کے واسطے
رجوع فرمایا اور بیجانگر کے سفر کی عزیمت کر کے احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اور جسوقت لشکر دولت آباد اور بیدر اور برار
حسن آباد گلبرگہ مین آنکر بساط بوس کے شرف سے معزز ہوا سلطان مجاہد شاہ پانسو فیل کوہ تمثیل اور تمام خزانہ ہمراہ
لیکر پایہ دولت رکاب سعادت مین لایا اور شکار کرتا ہوا آب تنبھدرہ سے عبور کر کے قلعہ اودنی مین پہونچا اور جو کہ وہ
قلعہ دکن مین عدیم المثال ہے اسکی تسخیر کا راغب ہوا صفدر خان سیستانی کو مع سپاہ برار اُسکے محاصرہ کے واسطے مقرر
کیا اور امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون کو مقدمہ پر روانہ فرمایا اور جو سُنا تھا کہ کشن راے پرگنہ گنگاولی مین آب تنبھدرہ
کے ساحل پر مقیم ہے خود بکمال آہستگی اور وقار پیچھے سے اُس طرف متوجہ ہوا اور کشن راے قرب پہونچنے امراے
ہراول اور بادشاہ کی روانگی سے آگاہ ہو کر قتال و جدال مین آمادہ ہوا اس درمیان مین بعضے زمینداروں کی زبانی یہ
خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ ایک شیر عظیم الجثہ کہ جسکی سختی اور دبدبہ سے شیر فلک بیشۂ آسمان مین قدم نہین رکھ سکتا اور
گاو سپہر مرغزار خضرا مین اُسکے پنجہ کی دہشت سے دم نہین مار سکتی فلان بیشہ مین مقام رکھتا ہے اُسکے شر سے اطراف و
نواحی ویران ہوا اور زمیندار اور مزارع اُس طرف کے تردد اور تخم ریزی سے باز رہے سلطان مجاہد شاہ اُس شیر کے شکار کو
بنفس نفیس اس بیشہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد قرب وصول کے حکم دیا کہ کوئی شخص بلا حکم اور بے رخصت ہمارے
بیشہ مین داخل نہووے اور خود سات پیادہ ہمراہ لیکر جب جنگل مین داخل ہوا شیر نے آدمیون کو نظر قہر سے دیکھ کر
نعرہ مارا اور جھپٹ کر انکی طرف متوجہ ہوا سلطان مجاہد شاہ نے ہمراہیون کو آلات خارجہ کے استعمال سے کہ [illegible]
اور کار بین جو تیر سے ہے منع کیا اور خود شیر کے روبرو گیا اور اول تیر چلہ کمان مین جوڑ کر مارا خطا نہ کی اُسکے پہلو مین
در آیا شیر فوراً تڑپ کر مر گیا اور مطلق اپنی جگہ سے نہ ہلا نظم کمان از کمین گاہ بازو کشید ٭ یکی تیر پہلوش از ہم درید ٭ سراسر
سپہ از یسار و یمین ٭ زبان برگشادند بر آفرین ٭ کہ گیتی ندیدہ چو تو شہریار ٭ پس از رستم و بعد اسفندیار ٭ سلطان مجاہد شاہ
نے فرمایا مین نے اپنے دل مین عہد کیا تھا کہ مین پہلے تیر اسپر پھینکون اگر اُسکے سبب سے نہ گرے تو شمشیر و خنجر سے اُسکا کام تمام
کرون اُسنے ایک تیر مین ہلکر پانی نہ پیا آیا تیر اُسکے کونسے عضو مین لگا کہ جسکے صدمہ سے اپنے مقام سے جنبش نہ کی فرمایا کہ
تیر کھینچکر اسکا شکم چاک کر کے دیکھو کہ تیر اسکے کونسے مقام اور جوڑ مین پیوست ہوا ہے اور جو کہ وہ امرا اُسنے [illegible]
اور بعضی مرغ کا بھی شکم شگاف کیا تھا متامل ہوے جب اُنسے توقف ظاہر ہوا سلطان مجاہد شاہ خود متوجہ کرکے آپ یہ
کام تکلیف ہوا اور طرفۃ العین مین شکم اُسکا پھاڑ کر بہ نظر غور دیکھا کہ حسب اتفاق تیر اُسکے دل اور جگر مین بیٹھا تھا قضارا ایسا ہوا
کہ اس خبر کی انتشار اور شیوع سے قلوب کفار بیجانگر ہراسان ہوے اور عجب رعب اور ہراس انکے دلون پر غالب ہوا
اور باوجود اسکے کہ لشکر وافر ترتیب جنگ کے واسطے بیجانگر سے پیشتر روانہ ہو چکا تھا اس ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ کوہستان
دور دراز مین بھاگ کر پناہ لین اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے پیادگان تو بھی اور بکمال مدارا سپاہ اسلام کے قتل
و ہلاک مین کوشش کرین پھر شہر بیجانگر بزرگان کفار کے حوالہ کر کے خود اُس شہر کے جنگل جنوبی کی طرف متوجہ ہوا و...

چونکہ سلطان مجاہد شاہ نے شہر بیجانگر کی بہت تعریف سنی تھی کوچ بر کوچ کر کے وہان گیا لیکن اسوجہ سے کہ اُس شہر کے درمیان
مین بہت پہاڑ واقع تھے اور مداخل اور مخارج کے راستے مستحکم کیے تھے اور اس شہر کے اطراف مین بھی پہاڑ اور راہین
دشوار گذار حد وحصر سے باہر تھین عازم اُسکی تسخیر اور تخریب کا نہوا کشن راے کا پیچھا کیا وہ بیراہہ اور جنگل کے درمیان
سے سیت بندرامیشر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مجاہد شاہ اُس کے نشان پر راہی ہوا جس مقام مین جنگل گنجان واقع
ہوتا تھا درختون کو کٹوا کر ایک شارع عام کہ اُسکا عرض سو گز سے کم نہو کھولتا تھا اور پانچ چھ مہینے کامل کشن راے کا تعاقب
کیا اور کشن راے جابجا نقل اور تحویل کر کے ہرگز مقابلہ سلطان کا نہ کرتا تھا ہرچند وزرا ولتخواہ اور مقربین سلطان سے
عرض کرتے تھے کہ اس تعاقب مین کچھ فائدہ نہ ہوگا سلطان نے مطلق اُنکی فہمائش گوش ارادت سے نہ سُنی اور اسی طرح
قطع اشجار اور تاراج وغارت مین کوشش کرتا رہا اور کشن راے کے تعاقب سے باز نہ آیا یہانتک کہ اُس کے اقبال نے
اپنا فروغ دکھایا اور کشن راے کے اکثر فرزند اور عزیز بیمار ہوے حکما کہتے تھے کہ یہ امراض درختون اور زیر اشجار
رہنے اور آب کی تاثیر سے ہین کشن راے نے کہا میرا گمان یہ تھا کہ جنگل کی آب وہوا کی ناموافقت سے سلطان مجاہد شاہ بھاگیگا
اب قضیہ برعکس ہوا مجھے راہ فرار نا پنا پڑا پس ناچار اور بے علاج ہوکر بیراہہ سے آپ کو بلدۂ بیجانگر مین پہونچایا
اور دستون کو محافظت سے مضبوط کر کے جمیع امرا اور سپاہ کو شہر مین درلایا اور خود ایک قلعہ مین کہ اُس شہر کے
قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور سلطان مجاہد شاہ جب سیت بندرامیشر کے نواح مین پہونچا جمیع امرا کو
کشن راے کے تعاقب کے واسطے شہر بیجانگر کی سمت روانہ کیا اور خود امیر الامرا بہادر خان اور پانچ ہزار سوار جریدہ
لیکر سیت بندرامیشر کی طرف کہ بیجانگر سے اس مقام تک چھ سو کوس کا راستہ ہے سیر وتماشا کی نیت سے متوجہ
ہوا اور منزل مقصود مین پہونچ کر اُس مسجد کو کہ امراے سلطان علاء الدین خلجی دہلوی نے بنا کی تھی اُس کی مرمت
مین مصروف ہوا اور تبخانون کو ویران اور مسمار کر کے بعجلت وسرعت تمام بلدۂ بیجانگر مین پہونچا اور اُس کے سوا ابتک
کسی بادشاہان اسلام نے ایسی خرابی نہ کی تھی اور جو شہر بیجانگر دو راستہ رکھتا تھا ایک اُن مین نہایت وسیع
لائق عبور لشکر کے اور دوسرا نہایت کوچک وتنگ اور راہ وسیع مین سرکوب یعنی دمدمہ اور کمین گاہین بہت
تھین اور بلندی بھی پہاڑون اور قلل یعنی چوٹیون پر پوشیدہ ہو کر کسی غنیم کو اس راستہ سے بفراغت شہر مین داخل
نہ ہونے دیتے تھے اس لیے سلطان مجاہد شاہ اردو یعنی لشکر کو باہر چھوڑ کر راہ تنگ سے کہ اُسکو سوورہ کہتے تھے بقصد
جہاد مع خیل وحشم جریدہ شہر مین درآیا اور سوورہ کے دہنہ کو مع چھ ہزار سوار اور پیادہ بیٹھا اپنے عم داود خان کے
سپرد کیا اور کشن راے سلطان مجاہد شاہ کی جرأت پر واقف ہو کر بحفظہ سوار وپیادہ ستون کا نزار لشکر اسلام
کے مدافعہ کے واسطے بھیجتا تھا اور سلطان مجاہد شاہ محلات کے انار گیا اور اُن محلون کو مسمار کر کے آگے بڑھا یہانتک
کہ اس ندی کے کنارے پہونچا جو فاصل تھی درمیان اُس قلعہ کے کہ راے مذکور اُس مقام مین رہتا تھا اور اُس ندی کے کنارے
پہاڑ کے اوپر ایک تبخانہ طلا کار مرصع بجواہر نفیسہ تھا کہ ہنود اُس کو تبرک کہتے تھے اور بہ اُس زبان کہتری مین عنبر چوپ
مرصع کو بولتے ہین اور جو وہ تبخانہ سراسر مرصع تھا اس سبب سے اُسے ساتھ اس نام کے موسوم کیا تھا سلطان
مجاہد شاہ اُسکا مسرتور ناچاہا اگرچہ ناکہ اُس پہاڑ پر برآمد ہوا اور اُسے مسمار کر کے اُسکے طلا اور جواہر پر متصرف ہوا اور
لشکر کفار نے جب تبخانہ مرصع کو اس حال پر انتقال سے دیکھا شور آہ وزاری کا نعرہ فلک تک پہونچا کر کشن راے کو

سوار کیا اور ہجوم عام لاکر فدائی طریقہ سے میدان قتال میں متوجہ ہوئے اور سلطان مجاہد شاہ نے جب انکی شدت سے آگاہی پائی مستعد قتال ہو کر صفیں آراستہ کیں اور اس سے پیشتر کہ تقارب فریقین کا واقع ہو چھترا اپنے فرق مبارک سے دور کیا اور ایک سلحدار کے ساتھ جسکو محمود افغان کہتے تھے دریا سے عبور کرکے دشمنوں کے ازدحام اور ہجوم کے تماشے میں مشغول ہوا ناگاہ اُس طرف سے ایک ہندو دیو صفت شیر نے سلطان مجاہد شاہ کا کہ شیر جنگ نام رکھتا تھا پہچانکر عازم ہوا کہ شاہ کو غافل کرکے اپنے تئیں حضرت کے قریب پہونچاکر انتقام بتخانہ اور ہیبت شکنی کا شمشیر تیز خونریز سے لیوے اور اُس مملکت میں اپنا نام بلند کرے غرض کفندرون کے بیچ سے ہوکر جس حیلہ سے کہ ہوسکا آپ کو سلطان مجاہد شاہ کے قریب پہونچا کر چاہا کہ اسپ کو جولان کرے دفعتہ بادشاہ اس امر سے واقف ہوا اور محمود افغان کی طرف نگاہ کی وہ غازی بے توقف گھوڑا میدان رزم میں گرم عنان کرکے اس کافر عفریت منظر کے مقابل آیا اور اثنا سے تلاش اسپ محمود افغان کا ٹھوکر کھاکر گرا اور وہ اُتر کر پیادہ ہوا اور اُس کافر نے فرصت پاکر چاہا کہ اُسے ہلاک کرے سلطان مجاہد شاہ نے چستی اور چالاکی سے مرکب اڑا کر بسرعت تمام برق و باد کے مانند اپنے کو محمود خان کے پاس پہونچایا اور ہندو نے پیشدستی کرکے شمشیر کا ایک وار سلطان کے فرق مبارک پر کیا اور از رو سے ذوق اور خوشحالی ایسا نعرہ مارا کہ تماشائیوں کو گمان ہوا کہ زخم کاری پڑا لیکن چونکہ بادشاہ کلاہ زرہ و خود زیب سر رکھتا تھا کارگر نہ آیا پھر تو سلطان نے طیش میں آنکر ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی ماری کہ اُس شانہ کا ٹکڑا زیر ناف اُتر آئی وہ گھوڑے سے خاک مذلت پر گرا اور مرغ روح اُسکا تڑپ کر دارالبوار کی طرف پرواز کر گیا سلطان مجاہد شاہ نے محمود افغان کو گھوڑے پر سوار کرکے خراماں خراماں مظفر و منصور آب سے عبور کرکے اپنے لشکر میں نزول اقبال فرمایا اور اُس شاہ بہمن نژاد کے زور بازو اور ہاتھ کے قوت ضرب پر دوست و دشمن یکبارگی آفرین خوان و دعاگو ہوئے اور جو کشن رائے دریا کے اُس پار ایستادہ ہوا جمیع سپاہ نے اُس کی دریا سے عبور کیا سلطان مجاہد شاہ نے میمنہ اور میسرہ کو کہ امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون سے تعلق رکھتے تھے جنگ کے واسطے تحریص اور ترغیب کی اور مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی نے کہ اُس کے حوالہ آتش خانہ تھا اراب آتشبازی کے آگے بڑھا کر ہنود کفار کو افروختہ کیا اور بعد حرب شدید اور سعی عظیم کے کفار مغلوب ہو کر منہزم ہوئے اور ابھی مسلمانوں نے استراحت اور آرام نہ کی تھی کہ کشن رائے کا بھائی آٹھ ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادہ جرار لیکر اپنی جاگیر سے شہر بیجانگر میں پہونچا اور سلطان مجاہد شاہ کے رزم کے واسطے جلکا مجاہدہ کا کمر جان پر باندھکر میدان جانفشان کی طرف متوجہ ہوا اور کشن رائے دوسری مرتبہ فوج ہزیمت زدہ کو جمع کرکے لشکرگاہ میں آیا اور مجدداً ایسی جنگ کہ کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی تھی واقع ہوئی اور چند مرتبہ منہزم ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور رسم قانون مبارزت تازہ کرکے داد مردی اور مردانگی کی چنانچہ طرفین سے ایک خلق بیشمار مقتول ہوئی مقرب خان اور بہت مردم عیان شربت شہادت چکھکر روضہ رضوان میں داخل ہوئے اور سلطان مجاہد شاہ اُس معرکہ میں بذات خود قتال میں مصروف ہوا اور جس طرف وہ شیر ژیان کی طرح حملہ آور ہوتا تھا افواج مخالف رمہ گوسفند کے مانند گرگ تیز چنگ کے صدمہ سے پراگندہ ہو متفرق اور پریشان ہوتی تھی نظم

بمیدان ہیجان خسرو شیر دل ... بپرداخت از خون شاہان خاک گل
بہ شبرنگ گلرنگ دادی عنان ... ہمی کشتی ہندو بزخم سنان

اور داؤد خان کہ دہنہ سودرہ کی محافظت میں قیام کرتا تھا جب سنا کہ صبح سے ظہر تک آتش جنگ سوزان ہے ابھی تک

ساکن اور افسردہ نہین ہوئی اور ہندوؤن کی طرف لحظہ بلحظہ لشکر تازہ زور مدد کے واسطے پہونچتا ہی بیتاب ہو کر راہ کوتاہ بینی اور ناعاقبت اندیشی سے دہنہ کو خالی کر کے سات ہزار سوار سے معرکہ کی طرف دوڑا اور آتے ہی جنگ مین مشغول ہوا الحق ایسے کارزار کی کہ تیغ بنہ گھوڑا اُسکا زخمی ہوا اور وہ پیادہ ہو کر تیر و نیزہ و شمشیر سے ہلاکی مخالفون سے بر لاکر کسی طرح تقصیر کی اس درمیان مین سلطان کی نظر داؤد خان کے نشان پر پڑی سراسیمہ ہوا لیکن اسقدر صبر کیا کہ شکست اعدا پر پڑی اور دوبارہ نسیم فتح و ظفر چہرۂ اقبال اہل اسلام پر چلی اُسوقت داؤد خان کو اپنے پاس بلا کر از روے آشفتگی دشنام دی اور فرمایا یہ کیا حرکت تھی کہ تو عمل مین لایا اور دہنہ کو خالی چھوڑا اگر وہ دہنہ کفار کے ہاتھ آوے کوئی مسلمان اس شہر سے جانبر ہووے پھر ایک جماعت امرا کو اس دہنہ کی محافظت کے واسطے کہ جو عاشق کے دل سے بھی زیادہ تنگ تھا بھیجا اور خود دریا کے کنارے سے استقامت فرمائی ہوا اسواسطے کہ کشن راے دریا کے اس طرف کھڑا تھا اور پھر سپاہ کے فراہم کرنے کی فکر مین تھا لیکن کفار نامرد سوورہ نے جب دہنہ خالی دیکھا فرصت پاکر اُسپر قابض ہوگئے اور جو امرا کہ اُسکی محافظت کے واسطے دوبارہ مامور ہوے تھے اُنکے دفع سے عاجز ہو کر سلطان کو حقیقت حال سے پیغام دیا سلطان مجاہد شاہ کہ چالیس ہزار کافر سوار و پیادہ کو اُس روز تہ تیغ بیدریغ کر چکا تھا اور اُسکے افواج کے آدمی بھی بہت ضائع ہوے تھے صلاح توقف مین نہ دیکھ کر دہنہ سوورہ کی طرف متوجہ ہوا اور کفار دہنہ سوورہ جو زبردستی اُس شیر خشمناک کی بطور راجبی جانتے تھے بمجرد اُسکی توجہ کے بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان ہو کر ایک گوشہ کی طرف بھاگے اور جو کشن راے نے تعاقب کیا تھا سلطان محمد شاہ مع فوج خاصہ خیلان دہنہ کے سر پر اسقدر ایستادہ رہا کہ صغیر و کبیر لشکر اسلام کے سلامت اُترے اور جس شخص نے اُس شہر و مملکت کو دیکھا جانتا ہی کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے اس سفر مین کیسے کیسے کارنمایان کیے ہین کہ فلک کے بر دست کے ہاتھ سے برنہ آوین القصہ ولایت کنہر کہ اُسکو کرناٹک بھی کہتے ہین طول اُسکا شمالاً و جنوباً نہر کشنہ کے کنارے سے سیت بندرامیشر تک چھ سو کوس ہی اور عرض اُسکا بحر عمان کے کنارے سے مملکت تلنگ تک غرباً و شرقاً تخمیناً ایکسو پچاس کوس ہوتا ہی اور ملک کرناٹک بہت سے جنگل اور قلعون سخت سے مملو ہی اور باشندگان اُس حدود کی کنہری زبان ہی اور بعضون کی تلنگی بات اور بہت شجاع اور مردانہ ہوتے ہین اور رزم کے روز بزم کی طرح تالیان بجاتے و ناچتے آتے ہین لیکن آخر کو پاے ثبات اپنے میدان کین مین نہین جماتے اور اہل اسلام کے غازیون کی شوکت و صلابت اُن کے دلون پر غالب ہی اس لیے سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ اُنسے غالبانہ ہیبت سے لڑائی کرتے تھے وگرنہ راے بیجانگر بحساب مملکت و سپاہ اُنسے کہین زیادہ تھا خصوصاً اُس وقت مین کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی ترکتاز مین اشتغال رکھتا تھا کس واسطے کہ مملکت تلنگ ابتک بالتمام تصرف بہمنیہ مین نہ آئی تھی اور بندر کووہ اور قلعہ بلگام وغیرہ جو کرناٹک مین داخل ہین ہنوز راے بیجانگر کے تحت مین تھا اور بہت ولایات تلنگ سے تغلب لیکر ایسے مملکت پر قابض تھا حسین باشی کا نام نہ تھا اور راے سیلان اور ملیبار اور حکام بنادر اور جزائر اپنے ایلچیون کو اُسکی درگاہ مین بھیجکر ارسال تحائف و ہدایا القصہ تعریف ہوتے تھے اور کشن راے کے آبا و اجداد اس مملکت مین سات سو برس سے بادشاہی کرتے چلے آتے تھے اور خزائن بھرے تھے کیونکہ اندوختہ ایک دوسرے کا صرف نہ کرتے تھے اور اس مدت مدید اور عرصہ دراز مین کسی طور کے حادثہ نے صورت نہ دکھائی تھی اس سبب سے خزانے اُس مملکت کے

راؤن کے تمام بادشاہان روے زمین سے برابری کرتے تھے اور بادشاہ علاء الدین خلجی دہلوی کے عہد مین کشن رائے
کے دادا نے جو بیجانگر کا بانی تھا اپنے باپ دادا کے خزانون کو بہ نیت ثواب و ذخیرہ آخرت جا بجا زمین مین مدفون
کرکے اُس کے اوپر بتخانہ تعمیر کیے تھے اور بعضے اُن خزانون مین سے جو سرزمین سیت بندرامیشر مین مدفون تھے
سلطان علاء الدین خلجی کے نصیب ہوے اور اُس ولایت کے نجومیون نے حکم کیا تھا کہ یہ تمام خزانے ایک بادشاہ
اسلام کے تصرف مین آوین گے چنانچہ اس کی کیفیت بتفصیل تمام اپنے مقام مین مذکور ہے القصہ سلطان مجاہد شاہ
نے جب جانا کہ بیجانگر آسانی سے فتح نہ ہوگا اُس شہر سے فوج برخاست کرکے مراجعت فرمائی اور اُس عہد کے
پاس و لحاظ سے جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی نے کیا تھا رعایا اور مساکین کے قتل مین قیام نہ کیا بلکہ ساٹھ یا ستر
ہزار لڑکیان اور لڑکے کافرون کے اسیر کر لیے چونکہ اُس کے ملازمان جان فشان قلعہ ادونی کو محاصرہ رکھتے تھے
اُس طرف جا کر نو مہینے اوقات شاہی قلیل البقا قلعہ گیری مین صرف کی اور آخری موسم گرما مین کفار نے بے آبی سے
عاجز ہو کر وہ قلعہ مسلمانون کو تسلیم کرنا چاہا تھا کہ ناگاہ پانی برسا اپنے فعل سے پشیمان ہوے اور سلطان کے لشکر مین
بھی آثار قحط غلہ ظاہر ہوے اور مرض اسہال اور پیچش کا شائع ہوا اور خلائق جان سے بہ تنگ ہو کر مراجعت کی
خواہان ہوئی ملک نائب سیف الدین غوری نے حسن آباد گلبرگہ مین جب یہ احوال دریافت کیا سلطان کو لکھا کہ دولتخواہ
خاص و عام کے افواہ سے تعریف قلعہ ادونی کی سنتا ہو اگر فرمان سریع النفاذ شرف صدور پاوے لشکر ظفر پیکر مین حاضر
ہو کر اس حصار کی سیر دیکھے مزید عنایات ہوگی سلطان مجاہد شاہ نے التماس اُس کی درجہ اجابت سے مقرون فرمائی
ملک نائب سیف الدین غوری بسبیل استعجال ملازمت اشرف مین مشرف ہوا اور خلوت مین یہ سمجھایا کہ یہ قلعہ حصار
گردون وقار کہ پندرہ قلعے گرد رکھتا ہو اور ایسے پہاڑ وسیع و رفیع پر واقع ہوا ہو جلد فتح نہوگا سزاوار کشورکشائی یہ ہو
کہ اول قلعہ اور گڑھیان جا مین وہ آب کشنی سپارکودہ اور بیگام سے بنکاپور تک تصرف مین لاوین اسکے بعد اس قلعہ کی
تسخیر کے واسطے عازم ہووین اور جب سلطان مجاہد شاہ مراجعت پر راضی ہوا ملک نائب سیف الدین غوری نے رایے بیجانگر
سے ایک طرح کی صلح کی اور سلطان نے اُسوقت عنان شبدیز عزیمت اپنی مملکت کی طرف منعطف فرمائی اور ملک نائب
سیف الدین غوری کو پیشتر حسن آباد گلبرگہ کو روانہ کیا اور رایات بادشاہی جب تنبہدرا سے عبور کرکے مدکل کے
حوالی مین پہونچے فلک شعبدہ باز نے مقدمات تمہید قتل سلطان مین کوشش کرکے ایسا کیا کہ خسرو شجاعت آئین نے
لشکر کو مدکل مین چھوڑ کر ایک جماعت مخصوصان اور ارباب عشرت سے کہ عدد اُنکے چارسو ہونگے ساتھ لیکر شکار مین مشغول
ہوا اور داؤد خان اور مسند عالی خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون سرجملہ اُس جماعت سے تھے اور سلطان
مجاہد شاہ گرم شکار ہو کر قلعہ رایچور کے اطراف کا رُخ کیا اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بادشاہ کی ہمسایگی اور بے پروائی
جانتے تھے تمام وقت لوازم ہوشیاری مین کوشش کرکے شرائط محافظت بجالاتے تھے اور اس سے کہ وہ جناب تمام
دن شکار مین مشغول ہو کر شب کو جس جنگل یا پہاڑ مین پہونچتا بے تکلفانہ بیخبر فرو کش ہوتا تھا اور داؤد خان کہ اُس کی
دشنام دہی سے آزردہ خاطر تھا بادشاہ کی فکر مین مبتلا ہو کر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور مسند عالی خان محمد کہ دولت آباد کے
عزل امارت اور اعظم ہمایون کے غلبے سے ہمیشہ محزون و ملال تھا اور مسعود خان و مبارک خان تنبولدار خاصہ جو کینہ اپنے
باپ کے قتل کا سینے مین رکھتا تھا داؤد خان سے شریک ہوگئے اور غدر کی گھات مین بیٹھے اور شکارگاہ مین ہر چند سعی کی

صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کی ہوشیاری کے سبب سے ہیولائی خیال انکا صورت پذیر ہنوا لیکن جو قلم تقدیر
اسپر جاری ہوا تھا اور قضا ے آسمانی دگرگون نہین ہوتی ہی اور یہ جگہ جسکو سراے فنا و قحبہ دنیا کہتے ہین کہ مشتی اور گنا ہشتی ہی
شعر اگر صد سیال مانی در یکے روز ہ بباید رفت زین کاخ دل افروز ہ الغرض سلطان مجاہد شاہ نے شکار سے فارغ ہوکر صفدر خان
سیستانی اور اعظم ہمایون کو خواہ مخواہ رخصت انصرافِ مملکت برار اور دولت آباد ارزانی فرمائی اور یہ ناچار اور
ناگوارہ اُس سے جدا ہوکر اپنی جاگیرون کی طرف روانہ ہوے سلطان مجاہد شاہ لشکر گاہ مین تشریف لے گیا اور اُس
جماعت کے ہمراہ جو شکار مین ہمراہ تھی حسن آباد گلبرگہ کی طرف توجہ فرمائی لیکن جسدم کہ نہر کشنہ سے عبور کیا ایک روز
اُس نہر کے کنارے مقام کرکے صید ماہی مین مصروف ہوا اور اُس روز چشم حق بین اُسکی آشوب کر آئین اور درد چشم کے
باعث شب کو سراپردہ مین رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور مسعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل و یکجہت ہوکر چوکی
پہرہ کے بہانہ سراپردہ شاہی کے قریب آنکر بیٹھے اور اُس کے بعد کہ زلف لیلاے لیل کمر تک پہونچی یعنی آدھی رات
گذری اور لوگ جا بجا متفرق ہوے اور اُن غدارون کے سوا اندر بار مین دوسرا شخص نرہا داؤد خان نے مستعد ہوکر
مسعود خان محمد کو مع چند کس باہر چھوڑا اور خود مع مسعود خان اور دو شخص دیگر ہمراہ لیکر سراپردہ مین داخل ہوا
سلطان مجاہد شاہ بہمنی کو بالاے پلنگ وسادہ ناز و نعم پر آرام خاص مین پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زادہ
حبشی کہ وہ دونون چپی یعنی مالش پا کرتے تھے انھون نے داؤد خان کو دست بخنجر دیکھکر شور و فریاد برپا کیا سلطان
مجاہد شاہ نے بیدار ہوکر ہر چند ہاتھ آنکھون پہ پھیرا اور سعی کی کہ دیدۂ رمد رسیدہ واہون فائدہ نہ بخشا داؤد خان جفا کار
فرصت پاکر برق کی طرح حضرت پر جا پڑا اور پیشدستی کرکے خنجر بیداد سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ آنتین
نکل پڑین سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب چشم کے نہایت مردانگی سے قاتل کی طرف ہاتھ
دراز کیا اتفاقات سے ہاتھ داؤد خان کا مع خنجر سلطان کے ہاتھ مین آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی باوفا نے
باوصف اس کے کہ تنہا تھا مسعود خان کو لپٹ گیا مسعود خان نے غلام زادہ حبشی کا ایک ضرب سے کام تمام کیا اور
بلا توقف تمضا اپنے شمشیر تیز خونریز کا اس طرح سے بناگوش شاہ پر مارا کہ وہ فقہ مرغ روح پر فتوح جنت الماویٰ کی طرف
پرواز کر گیا نظم اجل خانہ تن بہ پرداختش ہ پس از تخت بر تختہ انداختش ہ جہان کار نیکو نہ بسیار کرد ہ زمانہ
نخستین نہ این کار کرد ہ یکے راز زیر بسر افسر نہد ہ یکے را بخاک سیہ در نہد ہ داؤد خان سلطان مجاہد شاہ کے پنجہ انتقام سے
نجات پاکر سراپردہ کے باہر گیا اور اُسی دن تمام امرا اور ارلاد امرا کو کہ جریدہ ہمراہ تھے حاضر کرکے اپنی سلطنت کا
بہتی بجا اجو کہ وہ وارث ملک تھا اور سلطان مجاہد شاہ لا ولد تھا سبھون نے سر اطاعت کا زمین تسلیم پر رکھا اور داؤد خان نے
ہر ایک کو عنایت اور مرحمت سے ممتاز کرکے بوعدہاے مسرت افزا مسرور اور خوشنود کیا اور صبح کے وقت جنازہ اپنے بھتیجے
شہید کا حسن آباد گلبرگہ میں بھیجکر خود دو تین دن وہان متوقف ہوا پھر لشکر کو ہمراہ لیکر بشوکت و صولت بادشاہی دارالملک کی
طرف روانہ ہوا اور واقعہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کا ذی حجہ کے سترھوین شب ۷۷۹ سات سو انہتر ہجری مین واقع ہوا مدت
اُس کی سلطنت ... برس کا بھی عرصہ نہ کھینچا اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ مبارک نام ایک شخص
معتمد ... سے مرتبۂ قرب امارت مین پہونچا تھا اور خزانہ بھی اُس کے حوالہ تھا ایک رات کو دیکھا کہ سلطان
مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑ کر چند بدرہ برآوردہ کرکے اپنے اطفال ہمسال و ہمبازی پر قسمت کیا مبارک

[illegible]

گلوری بردار نے حقیقت حال سلطان محمد شاہ بہمنی غازی کے گوش زد کی سلطان محمد شاہ نے غضب میں آن کر چناں
چابک سلطان مجاہد شاہ کو مارے سلطان نے وہ کینہ اپنے دل میں رکھا اور مبارک تنبولدار کو رکابدار بعد وصول
دار الملک انتقام کھینچے پھر داؤد خان وغیرہ سے موافق ہو کر سلطان کو قتل کیا اور بعضے مورخوں نے یہ بھی تحریر کیا ہے
کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ سانحہ برپا کیا تھا واللہ اعلم بالصواب تذکرہ داؤد شاہ
بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے غدر اُٹھانے کا اور درگاہ منتقم حقیقی سے
جلد مکافات پر پہونچنے کا مورخین دکن نے تحریر کیا ہے کہ جب خبر شہادت سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے انتشار پایا
ہر طرف سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایوں کہ بیجاپور کے اطراف میں پہونچے تھے آپس میں
موافقت کر کے تہنیت کے واسطے حسن آباد گلبرگہ میں نہ گئے اور ہاتھی اور گھوڑے بادشاہی کہ بیجاپور میں تھے اپنے متصرف
ہو کر دولت آباد اور ایلچپور کی طرف روانہ ہوئے اور داؤد شاہ کو لکھ بھیجا کہ استراحت کے واسطے خیل و حشم اپنی ولایت کی طرف لیجا کر
چشم انتظار شاہراہ عنایت پر وار رکھتے ہیں جس وقت پیشگاہ جاہ و جلال اقبال سے فرامین طلب صادر ہونگے بارگاہ فلک بارگاہ
میں سر سے قدم کر کے بجناح استعجال روانہ ہونگے اسی طرح لشکر بیجانگر کہ محافظت کے واسطے اپنی سرحد میں اقامت رکھتا تھا
سلطان مجاہد شاہ کی خبر قتل سنکر بنہایت شاد ہوا بلکہ لوازم شادمانی اور خوشحالی بجا لائے اور آب کشتہ تک تاخت کر کے قلعہ رائچور
کا محاصرہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ کے باشندے بھی دو فرقہ ہوئے بعضے داؤد خان کے خواہان اور بعضے محمود شاہ کی سلطنت
کے راغب ہوئے اور محمود شاہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی کا چھوٹا بیٹا تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے حکم کے موافق
حسن آباد گلبرگہ میں اقامت رکھتا تھا اور ملک نائب سیف الدین غوری کہ مرد عاقل اور جہاندیدہ تھا اولاً آپ ہی
علامتیں باعث زوال دولت و مملکت ہیں اب کہ داؤد شاہ نے تاج شاہی سر پر رکھا ہے مناسب یہ ہے کہ
ہم سب اُس کا حلقۂ اطاعت اپنا آویزۂ گوش کر کے فتنہ اور فساد کے گرد نہ پھریں اور جو کہ ملک نائب سیف الدین غوری
اُس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا تختگاہ کے تمام آدمی یہانتک کہ خواتین حرم نے بھی اُسکے کہنے پر موافقت کی اگر سلطان
شہید کی خواہر اعیانی کہ ملک نائب سیف الدین غوری اُسکا نانا تھا سرزنش کر کے اضطراب اور بیتابی بہت کرتی تھی
لیکن مفید نہ پڑا اُس جناب وکالت دستگاہ نے خطبہ داؤد شاہ کے نام پڑھا اور اعیان اور مشائخ اور صدور کو لے کر
موکب داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کے واسطے گئے اور اُسے شہر میں داخل کر کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور خود منصب
وکالت سے استعفا طلب کیا اور داؤد شاہ نے بھی مبالغہ اُسکا اندازہ سے زیادہ دیکھ کر التماس اُس کی قبول کی اور
از روے استقلال مہمات سلطنت میں مشغول ہوا اور جمیع امرا اور ارکان دولت نے سر اُسکے خط فرمان پر رکھا لیکن
سلطان مجاہد شاہ کی بہن کہ روح پرور آغا نام رکھتی تھی اس کی عداوت میں ثابت قدم اور راسخ دم ہو کر [illegible]
اور ہر چند داؤد شاہ ملائمت کرتا تھا وہ اُس سے مطلق جواب نہ دیتی تھی اور وجود و عدم اُسکا یکساں [illegible]
کہ سلطان محمد شاہ کے عہد میں معزز اور مکرم ہو کر تمام اہل حرم پر فوقیت رکھتی تھی داؤد شاہ بھی اُس کی [illegible]
لحاظ ملحوظ رکھ کر باوصف ان دونوں کے تحمل اور برداشت کے سوا کچھ نہ کہتا تھا یہانتک [illegible]
انسان میں اور شجاعت کے سبب سلطان مجاہد شاہ کا مقرب ہو کر مرتبہ اعلیٰ کو پہونچا تھا [illegible]
سے اپنے جان سے ہاتھ دھو کر [illegible]

تیر قصد کمان توجہ مین لیس کیا قضارا انھین دنون مین بروز جمعہ ماہ محرم کی اکیسوین تاریخ سنہ سات سو اسی ہجری
مین داؤد شاہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہ ادا ے نماز کے واسطے مسجد جامع مین گیا اور بسبی پاکہ کرجوان سو راور باکھتا
داؤد شاہ کے عقب جاکر تکبیر تحریمہ کہکر نماز مین مشغول ہوا اور جب فرصت دیکھی بخبتی اور چالاکی صف اولی سے پانون
بڑھاکر تیغ انتقام میان سے کھینچی اور جب تک آدمی واقف ہون سجدے کے درمیان مین ایک ضرب شمشیر
ایسی پہونچائی کہ داؤد شاہ بہمنی نے ہلکر پانی نہ مانگا اسی مقام مین سرد ہو کر سر گریبان عدم مین کھینچا اور مسند عالی خان محمد
اپنے چچیرے بھائی کو مقتول دیکھ کر آنکھون مین خون بھر لایا اور اپنی جگہ سے جھپٹ کر قاتل کو بھاگنے کی فرصت
نہ دی اور سر اُسکا تن سے جدا کیا اور مضمون بشر القاتل بالقتل ظہور مین پہونچنے سے قدرت قادر حقیقی کی ظاہر اور
باہر ہوئی راز سلطنت اور حکومت داؤد شاہ بہمنی کا ایک مہینا اور پانچ روز تھا البقاء للملک المعبود اور یہ نکتہ اس کتاب کے
خارج بہ نظر فوائد تحریر ہوا انکتہ یہ نکتہ بھی سند اور براہین سے ثابت و محقق ہے کہ جسنے زاویۂ عدم سے صحراے
وجود مین قدم رکھا اُس نے موت کا ذائقہ بلا شک چکھا دار فنا سے گذرنا ہے حاصل جینے کا مرنا ہے جس شے کو زوال ہے اسکی
محبت بیہودہ خیال ہے راے سلیم یہ ہے کہ طریقہ مستقیم اختیار کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ رکھے اسکے کار کو بار سمجھے
انکار کرے مکھی کی طرح بیہ عسل کہ جسکی اصل سم ہے فقیر یعنی کم ہے نہ چاٹے رشتہ تعلقات مقراض توفیق سے کاٹے جب ان
بکھیڑون سے دور ہے تو قرین رحمت پروردگار ہے اس بحر زخار نا پیدا کنار سے بیڑا پار ہے من سر در السلطانی

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی طاب ثراہ کی سلطنت کا

حافظان فضائل صوری با قلام زبان معنی سنج داستان گذشتگان علی الخصوص فرمان روایان دکن صاحب قسمت شمشیر
صف شکن کی یون بیان فرماتے ہین کہ بعد قتل ہونے داؤد شاہ بہمنی کے مسند عالی خان محمد جازم ہوا کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو کہ
نو برس کا تھا باپ کا جانشین کرے اس لیے داؤد شاہ کی تجہیز و تکفین کچھ لوگون کے حوالہ کرکے خود قلعہ کی طرف متوجہ ہوا
اور روح پرور آغا نے اس حال سے آگاہ ہو کر دروازہ اس کے منھ پر بند کرکے کہا کہ خدا ایسا نہ کرے کہ فرزند ایسے
ناخدا ترس اظلم کا جس نے میرے بھائی کو ناحق قتل کیا ہے بادشاہ ہو ہان شائستہ خلافت محمود خان خلف سلطان علاء الدین
حسن کانگوی بہمنی ہے اور اسواسطے کہ سنجر ولد داؤد شاہ کو قلعہ کے اندر روح پرور آغا نے قید کیا تھا مسند عالی خان محمد
اپنے اعوان و انصار کو لے کر ملک نائب سیف الدین غوری کے مکان پر گیا اور سنجر ولد داؤد شاہ بہمنی کی سلطنت
کے بارہ مین دعوت کی ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ محمود خان اور محمد سنجر دونون قلعہ مین ہین
اور تمام قلعہ والے روح پرور آغا کی صلاح و صوابدید سے باہر نہین ہین مناسب یہ دیکھتا ہون کہ بساط منازعت
کو لپیٹ کر جلد جاکر مہم سلطنت کو اُس کے کف اختیار مین چھوڑین اور مسند عالی خان محمد جو جانتا تھا کہ ارکان دولت کا فر
اور مسلمان اور مرد و عورت ملک نائب سیف الدین غوری کے کہنے سے باہر نہ ہون گے اُسے مختار کیا اور ہمراہ
اُس کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے بعد گفتگوے دراز محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو نابینا اور محمود خان
کو بجاے برادر مقتول یعنے سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کے تخت فیروزہ پر ممکن کیا اور فتوح السلاطین کے ناظم نے
اس بادشاہ کے نام مین غلطی کی ہے وہ کہتا ہے کہ نام اُس بادشاہ کا محمد شاہ ہے اور اشعار مین ہر جگہ محمد شاہ مذکور کیا اور
اسی طرح بہت سے مورخین گجرات و دہلی خواہ اگلے ہون یا پچھلے ہون اس وجہ سے کہ تتبع حالات دکن کا ماحقہ نہ کیا تھا

واسامی شاہان بہمنیہ اور بہت سی حکایات میں غلطی کی اور سب نے قلم بے تحقیق رواں کیا القصہ سلطان محمود شاہ ایک بادشاہ سلیم النفس و کم آزار و خوش خلق و عدالت آثار تھا اور امور دنیوی میں بھی بہ نظر باریک غور و تامل سے عدل و داد میں کوشش کرتا تھا اور ابتدائے جلوس میں مسند عالی خان محمد کو خمیر مایۂ فساد جان کر قلعہ ساغر میں مقید کیا اور وہ اسی عرصہ میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ کو کہ سلطان مجاہد شاہ کے قتل میں شریک تھا مثلہ کیا یعنی ناک کان کاٹ کر بعقوبت تمام دار پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بہ مبالغہ اور استواری تمام پھر بہ نہج سابق خلعت وکالت اور پیشوائی اور طرفداری بالائے تخت پر مقرر کر کے اس کے بے مشورہ امور معظم کے گرد مطلقاً نہ پھرتا تھا اور یہ امر اُسے نہایت مبارک اور سعید ہوا اُس کی مدت سلطنت میں ہرگز کسی فتور اور قصور نے قواعد دولت میں راہ نہ پائی اس درمیان میں بہادر خان اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایوں نے اطاعت کی اور بہ سبیل سرعت دار الخلافت میں آنکر لوازم تہنیت بجا لائے اور رائے بیجانگر نے اس کے اقبال کا ستارہ بلند دیکھ کر اظہار اخلاص کر کے تلور ایچور کا محاصرہ ترک کیا اور سلطان محمد شاہ غازی کے عہد کے موافق پھر باج و خراج اپنی گردن پر رکھا اور کبھی حیطۂ فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھا اور سلطان محمود شاہ قرآن اچھا پڑھتا تھا اور خط خوب لکھتا اور طبع موزوں رکھتا تھا چنانچہ یہ بیت اُنہی کی طبع زاد ہیں۔ نظم

آنجا کہ لطف دوست دہد منصب مراد ۔ بخت سیاہ و طالع میمون برابرست ۔ ۵ عاقبت در سینۂ کار خون خاصہ
می کند خصمی ای دل کہ از الماس نشتر می خورم ۔ خضر بیہودہ است در تیغ متاع نامیت ۔ سے روم آتش میں
ساز عجب سے دیگری خورم ۔

اور علوم متداولہ سے باخبر تھا فارسی اور عربی فصیح بولتا تھا اور جس وقت نغمہ سے ہوتا تھا مسرت و انبساط اس پر غالب نہ ہوتی تھی اور جب کسی طرح کا صدمہ اُسے پہنچتا تھا تمگین اور محزون بھی نہ ہوتا تھا اور مدت عمر میں زن منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے کبھی ہمبستر نہ ہوا اور علما اور فضلا سے مجالست کر کے بہ تعظیم تمام پیش آکر رعایت حسب دلخواہ کرتا تھا اور عہد خجستہ مہد میں اُس کے شعرائے عرب و عجم دکن میں آن کر شریک جود و احسان اُس کے سے مستفید اور سیراب ہوتے تھے چنانچہ ایک شاعر نے عجم سے میر فضل اللہ انجو کے ذریعہ سے کہ صدر صدارت پر متمکن تھا دکن میں آیا اور ایک قصیدہ بہ رسم و عذر اس بارگاہ شاہی گذرانا مجلس اول میں ایک ہزار تنکہ طلائی کہ عبارت ہزار تولہ سے ہے صلہ پایا اور معزز اور مکرم اور فائز المرام ہو کر اپنے وطن میں گیا اور جب یہ صیت و آوازہ سخاوت اور مہر پروری اور قدرشناسی اس شاہ فرخندہ بخت کا عالمگیر ہوا خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بھی سفر دکن کے راغب ہوئے لیکن بعض موانع کے سبب آپ کی تشریف آوری میں دیر لگتی تھی اور جب یہ خبر میر فضل اللہ انجو کو پہونچی کچھ زاد راہ خواجہ کے واسطے شیراز میں بھیج کر پیغام دیا کہ اگر آپ اس طرف تشریف شریف ارزانی فرما کر ملک دکن کو اپنے وجود فیض بخش سے رشک روضۂ رضوان فرماویں اہالی اس دیار کے شکر قدوم میمنت لزوم بجا لاویں اور بعد حصول نقد مطالب و مقاصد آپ کو بخیر و سعادت شیراز کی طرف روانہ کریں گے خواجہ حافظ میر فضل اللہ انجو کی توجہ اور مہربانی موفورہ سے خطوط پڑھ کر سفر ہندوستان کے راغب ہوئے اور جو کچھ میر موصوف نے بھیجا تھا اس میں سے کچھ اپنے بھانجوں کو اور کچھ بیوہ عورتوں کو تقسیم کیا اور کچھ روپیہ ادائے قرض میں صرف کر کے سامان سفر درست کیا اور شیراز سے برآمد ہوئے جس وقت کہ قصبہ لار میں پہونچے مال دنیوی جو رکھتے تھے ایک آشنا محتاج اٹھے ہوئے کو

[illegible]

پیشکش کیا اور آپ تندرست ہوئے اور خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد گازرونی کہ تجار ان معتبر سے تھے اور
ہندوستان کی روانگی کا داعیہ رکھتے تھے خواجہ حافظ کے مصارف راہ کے متکفل اور متعہد ہوئے اور حافظ کو ہرموز
مین لائے اور بعضے امور مین کوتاہی کر کے خواجہ کو رنجیدہ کیا اور باوجود اس حال کے خواجہ باتفاق اُن کے
کشتی محمود شاہی مین جو دکن سے آئی تھی سوار ہوئے قضارا ابھی کشتی روانہ نہ ہوئی تھی کہ باد مخالف کے چلنے
سے دریا شورش اور تلاطم مین آیا خواجہ ایکبارگی اس سفر سے متنفر ہوئے اور اپنے یارون سے فرمایا کہ بعضے
دوستون کو جو ہرموز مین رہتے ہین دیکھ کر اُنسے رخصت ہو آؤن اس بہانہ سے جب کشتی سے برآمد ہوئے
یہ غزل موزون کر کے ایک آشنا کے ہاتھ میر فیض اللہ انجو کے پاس بھیجی اور خود خواجہ حافظ شیراز کی طرف
پلٹ گئے **غزل** دمی باغم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ٭ بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد ٭ بکوے
میفروشانش بجامی برنمیگیرند ٭ زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد ٭ رقیبم سرزنشہا کرد کز این خاک در
بگذر ٭ چہ افتاد این سر ما را کہ خاک در نمی ارزد ٭ بسے آسان نمود اول غم دریا ببوی سود ٭ غلط کردم کہ یک موجش
بصد من زر نمی ارزد ٭ شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درجست ٭ کلاہ دلکش ست اما بترک سر نمی ارزد ٭ بشو این
نقش دل تنگی کہ در بازار یکرنگی ٭ نہ بیتنہا سے گوناگون مو احمر نمی ارزد ٭ چو حافظ در قناعت کوش و از دنیاے دون
بگذر ٭ کہ ایک جو منت دونان جہان یکسر نمی ارزد ٭ اور جب یہ غزل میر فیض اللہ انجو کے پاس پہونچی ایک دن کسی تقریب
سے سلطان محمود شاہ کے دربار مین قصہ خواجہ کا ہرموز تک آنے کا اور سبب پلٹ جانے اور غزل بھیجنے کا بتفصیل گذارش کیا سلطان
محمود شاہ نے فرمایا جو خواجہ نے ہماری مجلس کے آنے کا قصد مصمم کر کے قدم رنجہ فرمایا تھا ہمیر بھی واجب فرض ہو کہ اُسکے
بحر فیض سے محروم نہ رکھین پھر ملا قاسم مشہدی کو کہ فضلاے حسن و لطافت سے تھا ہزار اشرفی سپرد کین کہ قسم قسم کے متعہ
ہند خرید کر کے خواجہ کے واسطے شیراز لیجاوے اور سلطان محمود شاہ سلطنت حاصل ہونے سے پیشتر لباس قیمتی نہایت پر تکلف
زیب تن کرتا تھا اور جب سلطان ہوا لباس بے تکلفانہ پہدار رکھا اور کہتا تھا کہ بادشاہ خزائن الٰہی کے امانت دار ہوتے ہین
قدر احتیاج سے زیادہ تصرف کرنا محض خیانت ہو اور جب اسکے عہد مین دکن مین قحط پڑا اوس ہزار بیل سرکاری کا پنجانہ کے
گجرات اور مالوہ مین بھیجکر غلہ منگاتا تھا اور بقیمت ارزان مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرتا تھا اور یتیم بچون کی تعلیم کے واسطے
گلبرگہ اور بیدر اور قندھار اور ایلچپور اور دولت آباد اور جیول اور دابل وغیرہ بڑے شہرون اور قصبون مین معلمون کو مقرر کر کے
اخراجات معین فرمائے اور محدثان اخبار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے شہرہاے وسیع مین
وظیفے مقرر کر کے اُنکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور نابینا ؤن کے احوال پراختلال پر نظر ترحم مبذول کر کے مشاہرہ
دیتا تھا یہانتک کہ آدمی آپ کو عمداً اندھا کر کے تنخواہ ماہ بماہ لیتے تھے اور بخلاف سلطان مجاہد شاہ کے قطب دوران
شیخ محمد سراج جنیدی سے سلوک ہو کر مرض الموت مین اُن کی عیادت کے واسطے گیا اور زیارت کے دن اُنکے
مزار پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھتا تھا اور خیرات و مبرات مین مشغول ہوتا تھا کہتے ہین کہ جب مالک الملک کی عنایت
سے سلطان محمود شاہ صاحب تخت و تاج ہوا ایوان بزم کو میدان رزم پر اختیار کر کے اوقات شاہی
بے درد سر نیزہ و شمشیر بسر لیجاتا تھا اور اٹھارہ برس اور نو مہینے اور چوبیس روز ایام سلطنت مین کسی طرف
فوج کشی نہوا عیش و عشرت مین گذرانی اسی واسطے دکن کے ظالم طریقون نے ازروے ظرافت اُس کا نام

ارسطو رکھا تھا نظم چو آن شہ بدولت جہان برگرفت ٭ لشا ہنشہی چتر برسر گرفت ٭ بسے سالہا در جہان کام یافت ٭ برادر نگ بے رزم آرام یافت ٭ اور نظر بد کی دفع کے واسطے اس کے آخر عہد مین چند ماہ آتش فتنہ شعلہ زن ہو کر ساکن ہوئی جس کا بیان یہ ہے کہ بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی منظور نظر عاطفت ہوا اور یگانہ داری اور حکومت ساغر پر سرفراز ہوا اور فرزند اُس کے ایک محمد اور دوسرا خواجہ دونوں نے مقرب درگاہ ہو کر مسند امارت پر قدم رکھا اور روز بروز شوکت و استقلال اُنکا بڑھتا گیا اور امثال و اقران نے اُنپر رشک و حسد کر کے زبان بدگوئی اور غیبت کھولی اور دونوں بھائیوں کو خیانت مین متہم کیا اور باوجود اسکے کہ سلطان محمود شاہ نے باور اور یقین نہ کر کے اُن باتون کو غرض اور دشمنی پر محمول کیا لیکن محمد اور خواجہ نے متوہم ہو کر نشان مخالفت اور طغیان کا بلند کیا اور ہزار سوار یکدل اور یکجہت ہمراہ لے کر ساغر کا راستہ لے کر اپنے باپ سے جا ملے اور وہ بیچارہ بھی فرزندون کے سبب باغی ہوا اور باتفاق اُنکے سوار اور پیادہ فراہم کرنے مین مصروف ہوا چنانچہ دو مرتبہ لشکر سلطان کو جو اُنپر تعین ہوا تھا شکست دیکر یراق و اسباب بہت بہم پہونچایا سلطان محمود شاہ نے تیسری مرتبہ یوسف اژدر کو جو اُس خاندان کے غلامان ترک سے تھا اُنکی تنبیہ و تادیب کے واسطے مقرر کر کے مع لشکر قوی ساغر کی طرف روانہ کیا اور اُسنے جاتے ہی دو مہینہ تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اکثر اوقات خواجہ جماعت بہادران سے مددہو کر مردمان بیرونی سے کہ مراد یوسف اژدر کے ہمراہیون سے ہے جنگ مردانہ کر کے اپنی رستمی دکھاتا تھا اور زمین و آسمان سے تحسین و آفرین سنتا تھا اور کبھی اُسکا بڑا بھائی نہایت جوش و خروش سے جلوہ گر ہو کر داد مردی و مردانگی دیتا تھا جب چار سو جوان زبردست و مردانہ اُنکے ہمراہ طریق یکجہتی پر مستحکم ہو کر تلوارین کھینچتے تھے اور بہیئت مجموعی قلب سپاہ سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہر چند یوسف اژدر سعی کرتا تھا کہ یہ مغلوب ہون مگر میسر نہ ہوتا تھا یہانتک کہ ایک دن سید محمد الملقب بکالا پہاڑ کہ منصب داران جید سے تھا اور مشہور بہادران شاہی کی سلک مین منتظم اور منسلک تھا معرکہ مین محمد سے مقابل ہو گیا اور شمشیر آبدار سر و بال پر ایک دوسرے کے مارنے لگے اور جو جنگ مغلوبہ تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ پہونچا اور ایک ہاتھ اُسکا سید محمد کالا پہاڑ کی ضربت شمشیر سے سر بند سے مقطوع ہوا باوجود ایسے حال کے فتح محمد کی طرف سے ہوئی اور وہ اُسی طرح پشت اسپ سے نہ اترا تھا کہ یہ خبر خواجہ کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ اور واقع ہوئی اور ساتھ قائمی کے ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور اُس شب کو دونون بھائی خلاف عادت خندق کے کنارے فروکش ہوئے اور جرح شدید بانہ کی بازی سے غافل ہوئے اور مردم درونی نے فرصت پا کر آدمی یوسف اژدر کے پاس بھیجے کہ ہم تنخواہ بادشاہی مین ضرورت کے سبب سے مخالفون سے موافق ہوئے تھے آجکی رات میدان قلعہ دونون بھائیون سے خالی ہے ہم غلامان قدیم بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کر کے قلعہ کا فلان دروازہ کھولین گے مناسب یہ ہے کہ ایک جماعت جوانان در کی مستعد و مہیا ہو کر مین فرصت مین رہین کہ بمجرد دروازہ کھولنے کے قلعہ مین در آوین القصہ یوسف اژدر نے دو سو جوان نامی مسلح اور مکمل کر کے کہا اگر مردم حصاری اس بات مین صادق ہونگے تو سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر تمہارے پاس بھیجین گے تو تم قلعہ مین داخل ہو کر متصرف ہونا ورنہ قلعہ کے ادخال سے مجتنب ہو کر مراجعت کرنا غرضکہ جب جماعت مذکور میعاد گاہ مین پہونچی مردم حصار نے سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر قلعہ سے پھینک دیا

اور یہ لوگ نہایت اطمینان سے قلعہ مین داخل ہوئے اور اوپر سے نقارہ شادیانہ کا بجایا جس سے تفرقہ دونون بھائیون کی جماعت مین پڑا اور سفیدہ صبح تک قلیل سپاہ اُنکے پاس باقی رہی اور اسواسطے کہ راہ گریز مسدود تھی دونون بھائی مع سپاہیان وفادار قلعہ پر یوسف اژدر کے دوڑے اور اسقدر ہتھیار کیا کہ شربت فنا چکھ کر لحد کے نہانخانہ مین منزل قبول کی اور یہ شمشیر الدین دآخرین تھی جو سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین غلاف سے برآمد ہو کر لوازم سیاست بجا لائی تھی اور سلطان بھی تھوڑے دن بعد اس فتح کے ماہ رجب کی اکیسوین تاریخ سنہ ۷۹۹ سات سو ننانوے ہجری مین تپ محرق مین مبتلا ہو کر فوت ہوا اور دوسرے دن ملک نائب سیف الدین غوری بھی جو رکن عظیم خاندان بہمنیہ تھا ایک سو سات برس عمر پوری کر کے شربت ممات چکھ کر سکوت کیا اور لوگون نے حسب وصیت سلطان علاء الدین حسن بہمنی کے گنبد کے قریب مدفون کیا اور چبوترہ گچ و سنگ سے اُسکی تربت پر تعمیر کیا اور منقول ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی اس قدر شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقید تھا کہ کسی شخص پر اجراے حد شرعی مین تخلف نہ کرتا اور کسی مسئلہ مین ہرگز توقف روا نہ رکھتا تھا ایک دفعہ اُس کی عہد سلطنت مین ایک عورت کو فعل قبیح زنا مین ماخوذ کر کے اجراے حد شرعی کے واسطے دار القضا مین لے گئے جب محکمہ مین حاضر ہوئی قاضی نے اُس سے سبب مبادرت اس فعل شنیع سے سوال کیا اُس نے جواب دیا کہ ایہا القاضی مین نہین جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہے اور گمان مجکو یہ تھا کہ جس طرح سے ایک مرد کو چار عورتین حلال ہین عورتون کو بھی چار مرد روا ہونگے اس اشتباہ سے مین مرتکب اس امر ناشائستہ کی ہوئی اب مین حرمت پر اُس کی آگاہ ہوئی گرد اس کے نہ پھرونگی اور اُس مکارہ بدکارہ نے اس حیلہ کے باعث حد شرعی سے رہائی پائی اور مضمون اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ نے وضوح تمام پیدا کیا القصہ مدت سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی کی انیس برس اور نو مہینے اور چوبیس روز تھی **ذکر سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت اور جہانداری کا** جب مملکت دکن شاہ عدالت گستر سلطان محمود شاہ بہمنی کے وجود سے خالی ہوئی اُسکا بڑا بیٹا شاہ غیاث الدین سترہ برس کی عمر مین تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا اور جمیع امور مین باپ کے رسوم و قواعد کو منظور رکھ کر خاص و عام کے ساتھ سلوک پسندیدہ آغاز کیا اور علاوہ مواجب اور تنخواہون قدیم پر طریق رفق و مدارا جاری کر کے ہر ایک کو بنوازش و لطف بیکران سرفراز کیا چنانچہ جب انہین دنون مین صفدر خان سیستانی کی وفات کی خبر پہونچی اُس کے فرزند صلابت خان کو جو اُسکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا تھا اور ایک مکتب مین ہم سبق تھا مجلس عالی کا خطاب دیکر اُس کے باپ کا مقام ارزانی رکھا اور بشوکت تمام اور عظمت لاکلام ولایت برار کی طرف روانہ کیا اور احمد بیگ تبریزی کو پیشوائی کا عہدہ اور محمد خان ولد اعظم ہمایون کو خدمت سرنوبتی دیکر اُن کی تعظیم و توقیر مین کوشش کی یہ امر تغلچین کو ناگوار ہوا جو سلطان محمود شاہ کے غلامان ترک معتبر سے تھا اور درپے اُس کے ضائع کرنے کے ہوا کس واسطے کہ اُس کا ارادہ یہ تھا کہ منصب وکالت میرے سپرد کر کے میرے فرزند حسین خان کو سرنوبت کرے چونکہ تغلچین کا مدعا حاصل نہوا کینہ اوسکی بڑھتا تھا سلطان غیاث الدین غائبانہ اور حاضرانہ ایسی تقریر زبان پر لاتا تھا کہ آدمیون کے نزدیک بہت قبیح تھی یعنے غلامون کو خلائق کے سر پر کہ اُس کے درمیان مین ایک جماعت کثیر اولاد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونگے حاکم کرنا اور اپنے آبا اور اجداد کے خلاف اختیار کرنا اور تغلچین کہ امراے بزرگ سے تھا اور پایہ مددگار بہت رکھتا تھا بادشاہ کا کینہ اپنے

سینہ میں جاگزین کر کے تمام ہمت اُس کے عزل پر مصروف رکھتا تھا اور اُسکی ایک بیٹی حسن و جمال کی صفت میں
موصوف تھی اور علم موسیقی ہندی میں بھی وقوف اور مہارت تمام رکھتی تھی اور حسن و صورت میں اپنا عدیل و نظیر نرکھتی تھی
سلطان غیاث الدین راغب اُس کا ہوکر غائبانہ اظہار محبت کرتا تھا قضارا تغلچین نے اس عرصہ میں اسباب ضیافت کا اپنے
مکان میں ترتیب دیکر شاہ سے التماس قدوم کی سلطان اس امید پر کہ شاید یہ اپنی بیٹی میرے پیشکش کریگا ذوق و شوق
سے اُس کے مکان پر تشریف لے گیا اور تغلچین نے مہمانداری کے لوازم حسب دلخواہ بجا لا کر مجلس بزم آراستہ کی اور جب
شراب کے نشہ نے شاہ کو خوشوقت اور مسرور کیا تغلچین نے تدبیر مجلس خالی کرنے کی مردان نامحرم سے کی اور غیاث الدین شاہ
نے کہ اُسکی لڑکی کے وصال کا مشتاق تھا غرق لجۂ شہوت ہوکر لوازم احتیاط کو کام نہ فرمایا اور بلا تامل اپنے جمیع متعلقین
اور توابعین کو حکم فرمایا کہ باہر جاویں اور تغلچین بہروت نے ایک خواجہ سرا کو جو کہ اُسکے غلامان قدیم سے
تھا شاہ کا ساقی بنا کر اس کو اشارہ کیا کہ چند ساغر مے دیکر بادشاہ کو بیخود کرے اور خود لڑکی کے لانے کے بہانہ
سے محل سرا کے اندر گیا اور بعد ایک لحظہ کے خنجر کھینچکر باہر آیا سلطان غیاث الدین نے نشہ کے عالم میں وہ حالت دیکھ
فرمائی باوجودیکہ اپنے پاس حربہ نہ رکھتا تھا ہمت تغلچین کے دفع پر تعین کی لیکن حریف شراب نے اُسے پاؤں سے
کمزور کیا تھا کھڑے ہونے کے وقت لغزش سے گر پڑا پھر اپنے تئیں تغلچین نے اُسکے پاس پہونچایا بادشاہ غیاث الدین
نے اس حیلہ سے کہ ممکن ہو افغان و خیران زینہ کی طرف دوڑا کوٹھے پر چڑھ کر آپکو زمین پر گرادے تغلچین اس کا پیچھا
کر کے آخر زینہ پر اُسکے پاس پہونچا اور بادشاہ کے سر مبارک کے بال کھینچکر زینہ سے اُتار لایا اور باطمینان تمام بادشاہ
کے دونوں دست حق پرست خواجہ کے اتفاق سے پیچھے پر باندھے اور بلا توقف اُس کو رمک نے خنجر کی نوک سے آنکھیں
بادشاہ کی نکال کر نابینا کیا اور جو تین آدمی اپنے متعلقین کو مسلح و مکمل کر کے طرب خواجہ سرا کو لحظہ بلحظہ باہر بھیجتا تھا
تو ایک ایک سفر لون اور دو لشکرواہوت کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ طلب کرتا ہے اندر لا کر مقتول کرے چنانچہ اسی تیغ سے
چوبیس سردار معروف تیغ ہلاکت ہوئے اور دو لشکرواہان بزرگ میں سے ایک باقی نہ رہا اُس وقت اُس کے چھوٹے بھائی
سلطان شمس الدین بہمنی کو بنام سلطان اُسی طلب کیا جب سلطان شمس الدین قریب آیا تغلچین نے شتہ آئین سے اپنے جوانان
خاصہ اور ہمراہ اردو کو لے کر بطریق استقبال اور پیشوائی کی باہر جا کر سلطنت کی مبارکباد دکھی اور قلعہ میں لیجا کر جمیع مردم کو
حاضر کر کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور ہر ایک اعوان و انصار کو مناصب عالی اور جاگیرات لائق سے سرفراز کیا اور سلطان
غیاث الدین کو قلعہ ساغر میں بھیجکر دو مہینے محبوس کیا اور یہ واقعہ سترھویں رمضان سنہ ۷۹۹ سات سو ننانوے ہجری میں وقوع
میں آیا تھا اور مدت سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی کی شاہنشاہ ابدی الحکم کے حکم سے ایک مہینا اور بیس دن سے
زیادہ نہ تھی

ذکر سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا بیان

داستان سرایان گلستان سے اس طرح سلک بیان میں منتظم ہوئی ہے کہ سلطان بہمنی پندرہ برس کے سن میں بعد معزولی و قید
برادر کے مسند خلافت پر متصرف ہوا اور چونکہ سلطان غیاث الدین کی سبب تکبر کے جو رکھتا تھا برائے نام سلطنت پر شاہ
محمود میں شکر قناعت کی تغلچین غلام ترک نژاد کو بخطاب ملک نائب امیر منصب امارت سے ممتاز کر کے خلعت و انعام
منزلت کے موافق مرحمت فرمایا اور جو ارکان سلطنت اُس شقی کے دشمن ہو رہے تھے قتل کیا اور بقیۃ السیف بھی انکھوں سے
بھی اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا مگر اُسکے خدا مرو نہی پر رکھا اور سلطان شمس الدین جو سلطان غیاث الدین کی والدہ کی

لونڈی تھی مخدومہ جہان مشہور ہوئی اور ہر ایک بات مین تغلچین کا پاس و لحاظ رکھتی تھی اور اُسکی اعانت و امداد مین ساعی رہکر فرزند کو نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ای فرزند دلبند تو تغلچین کی حسن و سعی سے مرتبہ بلند شاہی پر فائز ہوا ہی مثل اُسکے تیرا کوئی دولتخواہ نہین ہی تجھے بھی لازم ہی کہ اُسکے کہنے سے تجاوز اور تخالف نہ کرے اور ارباب غرض کے سخن اُس کے حق مین نہ سنے اور تغلچین بھی ہر روز اور ہر ساعت تحفہ و ہدایا غیر مکرر مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر آپ کو اُسکے دل مین شیرین کرتا تھا اور سلطان داؤد شاہ بہمنی مقتول کے تین فرزند تھے ایک محمد سنجر جس کا ذکر ہو چکا روح پرور آغا خواہر سلطان مجاہد شاہ نے اُسے مکحول کیا دوسرا فیروز خان تیسرا احمد خان اور یہ دونون بھائی ایک مان سے تھے اور اپنے باپ کے عہد قتل مین چھ سات برس سے زیادہ نہ تھے اور انکا عم سلطان محمود شاہ بہمنی اُنکی تربیت مین مشغول رہتا تھا جو فن لائق حال شاہزادون کے ہین تیراندازی اور چوگان بازی اور پڑھنا لکھنا کھلاتا تھا اور میر فضل اللہ انجو صدر جو سادات عظیم المرتبہ شیراز اور ملا سعد الدین تفتازانی کے تلامذہ سے تھا سلطان محمود شاہ کے حسب الحکم اُن کی تعلیم و تربیت مین سعی موفورہ پیش پہونچاتا تھا اور اس سبب سے کہ اسوقت تک سلطان محمود شاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا دونون بھتیجون کو بیٹی دے کر اکثر اوقات ارشاد فرماتے تھے کہ فیروز خان مہر و سعید ہوا اور بعضے وقت اُسے اپنے پاس تخت پر بٹھا کر کہتا تھا کہ ہمارے خاندان مین اس سے رشید زیادہ نہ ہوا ہی اور نہ ہوگا اور جب حق سبحانہ تعالی نے اُسے فرزند کرامت فرمایا سلطان غیاث الدین کو ولیعہد کر کے مرتے وقت فیروز خان اور احمد خان کو غیاث الدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اُنھون نے بھی لوازم صداقت اور اخلاص مین تقصیر نہ کی پٹکا موافقت کا اپنی کمر جان پر باندھا اور جب تغلچین نے اُسے نابینا کیا فیروز خان اور احمد خان کی بیبیون نے جو سگی بہنین سلطان غیاث الدین کی تھین اپنے شوہرون کو انتقام پر تحریض و ترغیب کی پھر دونون بھائی یہ امر قبول کر کے اُسکے دفع کے درپے ہوے اور تغلچین اس راز سے آگاہ ہو کر باتین وحشت آمیز سلطان شمس الدین بہمنی کے گوش زد کرتا تھا اور مرکب بدگوئی کو جولان کر کے عنان بیان غیبت و خیانت کی طرف پھیرتا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر طور سے آثار ناراضی اور رنجیدگی کے اُسکے دفتر ضمیر پر ثبت کر کے حکم قید اور حبس کا حاصل کرے لیکن سلطان شمس الدین باوجود صغر سن یقین نہ کر کے وہ امر جو اُنکی رنجش کا باعث ہو تجویز نہ فرماتا تھا یہانتک کہ خلوت مین مخدومہ جہان کو تمام وجوہ سے فہمائش کر کے فرمایا کہ ان دو تین دن مین اگر تم ان دونون بھائیون کی فکر نہ کروگی آپ کے فرزند کو تخت سے اُٹھا دینگے اور آپ کو بھی کہ میری دوستی مین متہم ہین انواع فساد ظہور مین پہونچائینگے القصہ مخدومہ جہان نے جس طور سے ممکن ہو سکا سلطان شمس الدین کو اپنے چچا کے بیٹون کے قتل پر راغب و مائل کیا اور جب فیروز خان اور احمد خان نے اس معاملہ پر اطلاع بہم پہونچائی ساغر کی طرف بھاگے اور سدھو نام شہر کے حاکم نے جو غلامان اُس خاندان سے تھا اور مرتبہ کمال شوکت و حشمت امتیاز رکھتا تھا اُنھین قلعہ مین لیگیا اور اُنکی اعانت پر آمادہ ہوا اور سامان شاہی جسقدر اُسسے بہم پہونچا موجود کر کے پٹکا خدمتگاری اور جانسپاری کا کمر ہمت پر باندھا

قطعہ

چنین گفت سالار فیروز خان * ندارم دریغ از تو مال و روان
بکوشم کہ اورنگ کیخسروی * ز فر کلاہ تو گردد قوی

اس صورت مین فیروز خان اور احمد خان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحریر کیا کہ سفہا بہادر تغلچین زشت آئین کا دفع کرنا ہر کہ اعمال ناشائستہ اُسکے مثل نابینا کرنا سلطان غیاث الدین اور

بھی اشیا کا جو محل ناموس میں خلائق پر واضح اور لائح ہیں اگر آپ اُسے جزا اور سزا کو پہونچا دیں تو ہم جادہ مصادقت
میں مستقیم اور راسخ ہو کر سلطان شمس الدین کو اپنا شاہ بلکہ شہنشاہ جانیں گے اور جو نہیں یقین سمجھیں کہ جو کچھ ہم سے
بن آوے گا اُسمیں کوتاہی اور تقصیر نکرینگے سلطان شمس الدین نے تغلچین اور مخدومہ جہان کی صلاح و
مشورہ سے ایسا جواب کہ جس کے باعث نائرہ فساد و شعلہ زن ہو قلمی کر کے اُنھیں اپنی دشمنی میں تیز کیا پھر دونون
بھائیون نے ساجھو کی حسن تدبیر سے تین ہزار سوار اور پیادے بہم پہونچائے اور اس گمان سے کہ لشکر
سلطانی ہم سے ملحق ہوگا حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوے اور برخلاف قرارداد اپنے کے جب بھیمرہ سے
عبور کیا اور مردم شاہی سے ایک شخص بھی انکے پاس نہ آیا اُس مقام میں مقیم ہو کر کہنے لگے کہ فکر اصل پر نظر کر کے قدم آگے
بڑھانا چاہیے پھر چتر شاہی فیروز خان کے سر پر لگا کے احمد خان بہ منصب امیر الامرائی اور سید ... بہ منصب سر نوبتی
اور میر فضل اللہ انجو بہ منصب وکالت نامزد ہوے اور اسی طرح سے ہر ایک آدمی کو جو ہمراہ تھے مناصب مناسب کی
بشارت دیکر آب بھیمرہ کے ساحل سے آگے بڑھے اور جس وقت حسن آباد گلبرگہ سے چار کوس ادھر پہونچے تغلچین نے زر
وافر اور خزانہ متکاثر نکال کر امرا اور سپاہ تقسیم کیا اور سلطان شمس الدین کو ساتھ لیکر فیروز خان کے مقابلہ
کو روانہ ہوا اور قصبہ مرتول کے اطراف میں صفوف رزم آراستہ ہو کر طرفین کا مقابلہ ہوا بیت جو شیران بکشتی
درآویختند ۔ ز تیغ ماہی جوے خون ریختند ۔ الغرض بعد حرب شدید اور جنگ عظیم کے فیروز خان اور احمد خان نے شکست
کھائی اور مع اعوان و انصار ساغر کی طرف متوجہ ہوے اور مخدومہ جہان اور تغلچین کا استقلال بدرجہ اعلی پہونچا لیکن
خلائق درگاہ کی طبیعت اُنسے نہایت متنفر ہوئی تھی اور اکثر بندگان شاہی نے فیروز خان کی طرف راغب ہو کر
پیغام دیا کہ صلاح دولت اسمین ہے کہ عہدنامہ سلطان شمس الدین سے حاصل کر کے حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لائیے
اور فرصت کے وقت اپنا کام سنوار لیجیے چنانچہ فیروز خان نے مردمان تختگاہ کو اپنا یکدل اور یکجہت جانکر میر غیاث الدین
ولد میر فضل اللہ انجو اور سید کمال الدین طویل القد اور بھی بعضے سادات و علما کو مخدومہ جہان اور تغلچین کے پاس بھیجکر
یہ پیغام دیا کہ ہم بعضے آدمیوں کے کہنے سے متوہم ہو کر اس امر کے مرتکب ہوے تھے اب اُس سے نادم اور پشیمان ہیں اگر
آپ سلطان سے امان نامہ حاصل کریں تو ہم دونون بھائی دار الخلافت میں آنکر ظل عاطفت شاہانہ میں زندگی کریں
نہایت اشفاق ہوگا مخدومہ جہان اور تغلچین اس معذرت سے نہایت راضی و خوش ہوے اور فوراً استمالت نامہ
مشتمل عہود و مواثیق کے بھیجا اور دونون بھائی دار الخلافت کی روانگی میں متفکر ہو کر بام رفیع پر بیٹھے تھے کہ ایک کشمیری
دیوانہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف سے پہونچا اور باواز بلند پکار کے کہا اے فیروز خان روز افزون میں آیا ہوں کہ تجھے حسن آباد
گلبرگہ میں لیجا کر بادشاہ بناؤں دونون بھائی وہ فال نیک سمجھ کر اُسی وقت حسن آباد گلبرگہ میں داخل ہوے اور بعد حصول
شرف ملازمت مقبول طبع خاص و عام ہو کر تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہوے لیکن تغلچین اور فیروز خان ایک دوسرے
سے ہراسان ہو کر دونون اپنی ہوشیاری میں رہتے تھے یہانتک کہ بعد دو ہفتہ پنجشنبہ کے دن ماہ صفر کی تیئیسویں
تاریخ سنہ آٹھسو ہجری میں فیروز خان بارہ مرد ہتھیار بند اپنے ہمراہ لیکر دربار میں داخل ہوا اور اُسکے بعد تین سو
جوان بہادر جو اُس سے یکدل و یکزبان تھے وعدہ کے موافق ایک ایک دو دو کر کے قلعہ میں فراہم ہوے جسوقت
فیروز خان نے آدمی احمد خان کے بلانے کو بھیجا اور جب وہ بجلی برق کے مانند حاضر ہوا فیروز خان نے تغلچین سے کہا دو تین

شخص میرے قرابتی میری جاگیر سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادہ سے آئے ہیں اگر حکم ہوئے دربار میں آکر بادشاہ کی تسلیم سے مشرف ہوں تغلچین یہ امر قبول کرکے بادشاہ شمس الدین کی خدمت میں عرض پیرا ہوا فوراً حکم عالی نے اس مضمون سے شرف نفاذ پایا کہ جس شخص کو فیروز خان طلب کرے پردہ دار مزاحم اور متعرض نہ ہوں فیروز خان نے تغلچین کو حرف و حکایات میں مشغول کرکے احمد خان کو بھیجا تو اُن دو تین آدمیوں کو دربار میں لاوے احمد خان نے بارہ جوانوں کو جو اُنکے ہمراہ آئے تھے دروازے کے قریب لاکر چاہا کہ دربار خاص میں داخل کرے پردہ داروں نے اُنھیں مع شمشیر و یراق دیکھ کر مزاحم ہوئے اور احمد خان نے جب دیکھا کہ کام دست اختیار سے نکل گیا اور طشت بام سے گرا بالاتفاق ان بارہ دلاوران نبرد آزما اور بہادران خشمگین ہژبر آسا کے گروہ سنان و شمشیر و خنجر جانستان لیکر پردہ داران سے غٹ پٹ ہوگیا چند پردہ داران کو قتل کرکے بلاتوقف دربار میں داخل ہوا تغلچین کے بیٹوں کو گھیر کر تیغ یمانی سے اُن کے سر تن سے جدا کیے اور جمیع مقرب جو فیروز خان سے ہمزبان تھے طرح دیگر ایک گوشہ اور حجرے میں بھاگ گئے اور سلطان شمس الدین بھی یہ صحبت مشاہدہ کرکے توشخانہ کی طرف کہ اُس مکان کے قریب تھا بھاگ کے پوشیدہ ہوا اور بیس سپاہی جو باہر تھے انھوں نے بھی اقرار کے موافق تغلچین کے متعلقوں کے ساتھ جو دیوانخانہ میں تھے پیشدستی کرکے کلک شمشیر آبدار سے اُن کی رقم حیات کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح نیست و نابود کیا اور اُسی وقت فیروز خان کے حکم سے سلطان شمس الدین اور تغلچین کو طوق و زنجیر میں مسلسل کرکے اُس زیرخانے میں محبوس کیا پھر فیروز خان باتفاق ارکان دولت دیوانخانہ میں رونق افزا ہو کر ایک مجلس آراستہ کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور تہنیت اور تبرک کے واسطے جیسا کہ شیخی دیوانہ کی زبان پر جاری ہوا تھا آپ کو ملقب بروز افزون شاہ کیا اور شمشیر سلطان علاء الدین حسن کانگو بہمنی کی اپنی زیب کمر کرکے لی چند روز بعد مہمات سلطنت نے ایک قرار و بہبود پیدا کیا سلطان شمس الدین کو مکحول کرکے قلعہ بیدر میں بھیجا اور سلطان غیاث الدین کو ساغر سے لاکر تغلچین بد آئین کو اُن کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اپنا انتقام اُس کوردنمک بدانجام سے لیجیے سلطان غیاث الدین نے باوجود نابینائی اُسکو اپنے مقابل ایستادہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے اُسکے سر و تن میں جدائی کی اور مخدومہ جہان اور سلطان شمس الدین سلطان فیروز شاہ الملقب بروز افزون شاہ سے باخراج و مایحتاج رخصت زیارت مکہ معظمہ کی حاصل کرکے بندر چیول سے اُس مکان مقدس کی طرف روانہ ہوئے اور مدت عمر وہاں بسر کی سلطان ہر سال پانچ ہزار اشرفی فیروز شاہی مع تحفہ ہند بھیجتا تھا یہانتک کہ سلطان شمس الدین سنہ آٹھ سو سولہ ہجری میں مدینہ منورہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فوت ہوا اور وہ شاہ عاقبت بخیر اُس سرزمین عنبر آگین میں مدفون ہوا سلطان شمس الدین بہمنی کی مدت سلطنت ستاون دن تھی کہ حساب سے ایک مہینا اور ستائیس روز ہوتے ہیں

ذکر آرائش پایا چمن روزگار کا بہار سلطنت و اقبال ابو المظفر الغازی سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بروز افزون شاہ بن داؤد شاہ بہمنی

نظم

چو فیروز شاہ آن شہ راستین ⁂ برآورد تاج و تخت و نگین ⁂ بتائید یزدان و نیروی بخت ⁂ خداوند کشور شد تاج و تخت ⁂ بروز خجستہ تر از مہر و ماہ ⁂ بسر بنہادان کیانی کلاہ ⁂ در گنج بکشاد لشکر بخواند ⁂ براستی زر و سیم بگنجور شاہ ⁂ سوخ آثار ملک ذری الاقتدار بہ ہمی خامہ مشکین نگار اوراق لیل و نہار پر یوں رقم

کرتا ہی کہ بہمن نامہ دکنی اور فتوح السلاطین منظوم سے معلوم ہوتا ہی کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی شوکت عظمت مین
اور بادشاہان بہمنیہ سے امتیاز تمام رکھتا تھا اور وہ خاندان عالی اُس کے سبب سے بلند آوازہ ہوا اُس سلطان
نوجوان کے قدم سے بڑی رونق ہوئی سلطنت از سر نو چمک گئی اُس شاہ فیروز بخت نے تخت پر بیٹھکر یہ کام کیا کہ رایان
بیجانگر سے کہ کسی کشور کشا کو اپنے ابناے جنس کے سوا بیٹی نہ دیتے تھے دختر لی اور تالیف قلوب کرکے سب کو رام
بندۂ بیدام کیا نظم بگسترد اندر جہان داد و راہ بکند از زمان بیخ بیداد و راہ بہر جاے ویرانی آباد کرد دل اہل
عالم زغم شاد کرد چونکہ اُس کے سوا لوازم غزا اور جہاد مین بھی آپ سے ساتھ کسی تقصیر کے راضی نہوا اپنے
عہد دولت مین چوبیس بار کارزار کی اُس کے عہد مین فضاے مملکت بہمنیہ وسیع تر ہوئی قلعہ بنکاپور اور خلاصہ مملکت
تلنگ ارباب اسلام نے مسخر اور مفتوح کیا سچ تو یہ ہی کہ یہ شاہ شاہان دکن کا طرہ تھا اور یہ وہ شخص ہی کہ جسنے اپنی
چیرہ دستی سے گنبد دوار کے نیچے علم خرد کی پٹی پڑھانے سے تاج مرصع بصورت دستار بناکر زیب فرق کیا اور
سخاوت مین کہ جس سے بہتر بادشاہون کو اور خوشتر کوئی صفت نہین ہی اپنی کوشش سے نام نیک یادگار کے واسطے صفحہ
دنیا مین چھوڑا اور محرمات مین سے چند سے طبیعت شاہ کی استماع راگ و رنگ اور میخوشی پنہانی کی طرف مائل رہی اسکے
سوا مرتکب اور محرمات اور منہیات کا نہ ہوتا تھا اور اکثر روزہاے متبرکہ مین کہ عبارت ماہ صیام سے ہی صوم و صلوۃ مین
اوقات صرف کرکے کوئی فریضہ اُس سے فوت نہوتا تھا اور ہمیشہ فرماتا تھا کہ مین ارتکاب ان دو منہی شرعی سے نہایت
دلگیر اور آزردہ رہتا ہون لیکن جو نغمہ مجھے ذکر حق مین مشغول کرتا ہی اور وہ دوسرا امیرے نفس کو شر انگیزی سے
باز رکھتا ہی درگاہ غفار ستار سے امیدوار ہون کہ مجھے ان دو امر کے سبب یعنی میخوشی سے مواخذہ و معاقب نہ فرماوے اور چونکہ
رغبت تمام عورتون کے فراہم لانے کی رکھتا تھا علما اور فضلا کو بلاکر استفسار کیا کہ مرد چار عورت اصل کے سوا عقد نہین
کرسکتا ہی اس کی تدبیر کیا ہی بعضے کہنے لگے ہمیشہ چار عورت منکوحہ سے ایک کو صیغہ طلاق کہکر دوسری عورت کو شوق
سے اپنے عقد مین لاوے اور بعضون نے اور طریقہ ہدایت کیا کوئی بات شاہ اسلام پناہ کی طبیعت کے موافق نہ آئی پھر وکالت پناہ
میر فضل اللہ سے پوچھا کہ علاج اُس کا کیا ہی میر فضل اللہ نے جواب دیا کہ متعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
عہد رسالت اور خلیفہ اول کے عہد خلافت مین مروج تھا اور خلیفہ دوم کے عہد مین برطرف ہوا باوجود اسکے مذہب امامیہ
مین کہ ایک فرقہ اسلام سے ہی مباح ہی اگر بادشاہ متعہ مین منعہ کرکے نگاہ رکھے بہتر ہی مگر علماء اہلسنت کے درمیان اس امر مین
بہت گفتگو واقع ہوئی اور جب صحیح مسلم و بخاری اور مشکوۃ شریف سے حدیث درمیان مین لائے معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ہوا ہی اس سبب سے شاہ فیروز شاہ نے طائفہ امامیہ کے شعار پر عمل کیا اور ایکدن آٹھ سو
عورت سے متعہ پڑھا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ متشرع ہر روز ربع جزو کلام مجید
لکھتا تھا اور روزگار شریف کو خالق کی پرستش کے بعد پرسش احوال مخلوق مین صرف کرتا تھا اور راتون کو دو پہر اور سہ پہر
تک علما اور مشائخ اور شعرا اور قصہ خوانان اور افسانہ گویان اور ندیمان اور خوش طبعان کی صحبت سے اپنی طبیعت
شگفتہ رکھتا تھا اور مرتبہ شاہی کو ملحوظ اور منظور رکھکر جماعت مذکورہ کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اکثر فرماتا تھا کہ
دیوان داری کے وقت جب تخت پر متمکن ہوتا ہون شاہ ہوتا ہون ناچار خلق سے شاہانہ سلوک کرتا ہون تاکہ شوکت و
صلابت فرمانروائی لوگون مین جاگزین ہو اور مہمات سلطنت بے نظام نہو اور دوسرے وقت جب تم سے صحبت رکھتا ہون اگر کبھی سل

تمھارے سمجھتا ہوں جیسا کہ تم لوگ آپس میں بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور گفتگو کرتے ہو میرے ساتھ بھی وہ طریق جاری رکھو
تو بادشاہی اور مقصد وری کے حظ اور لذت سے بہرہ یاب ہوں اور ان لوگوں سے کہ جن کا مذکور ہوا تکلف برطرف
کر کے فرماتا تھا کہ شب کی دربارداری اور ہمنشینی کے وقت جب چاہو آؤ اور جس وقت چاہو برخاست کرو اور مجلس
میں ماکول و مشروب سے جو کچھ ارادہ کرو ملازمان درگاہ بے تامل حاضر کریں اور دو چیز کے سوا جو چاہو کہو اور سنو ایک
یہ کہ کاروبار دنیوی کا تذکرہ نہ کرو محکمے کے اجلاس کے وقت معروض کرو اور دوسرے ہر کسی کی بدگوئی اور غیبت سے باز رہو ایک
دن ملا اسحٰق سرہندی نے جو مرد دانشمند اور اہل طبع تھا بادشاہ سے معروض کیا کہ سلطان اہل مجلس کو تکلیف دیتا ہے کہ بے تکلفانہ
مجھ سے گفتگو کریں یہ امر دستور سلطانی کے خلاف ہے اور بادشاہان عالی مقدار کے شایان اور مزاج کے موافق نہیں ہے اور حکایات
سلطان محمود سبکتگین اور حکیم ابوریحان منجم کے مصدق اور مقوی میرے کلام کی ہیں سلطان فیروز شاہ نے پوچھا کہ شرح
اس حکایت کی کیونکر ہے ملا اسحٰق نے تفصیل بیان کی سلطان فیروز شاہ نے متبسم ہو کر یہ فرمایا جو بادشاہ کہ علم و فضل و انصاف
میں موصوف نہیں ہیں ان سے ایسے امور سرزد ہوتے ہیں خدا نہ کرے کہ یہ صفت میری طبیعت میں مرکوز ہو اور مردم آگاہ
جنھیں ملوک کی خدمت میں رسائی اور روشناسی ہے اور تاجداران نازک مزاج کی مجلس میں آمد و شد رکھتے ہیں جانتے ہیں کہ
سلطان فیروز شاہ بہمنی اگر اس صفت میں دعوی اعجاز کرتا بجا تھا اور اگر آپ کو سرآمد ملوک نامدار فرض کرتا زیبا تھا اور
مثل اسکے ملا داؤد بیدری نے اپنی تاریخ میں سلطان فیروز شاہ کے قضیے بہت تحریر کیے ہیں جو کہ موجب تطویل کلام
اور کذب پر محمول ہوتا تھا اس کی تفصیل سے محترز ہوا اور جو کہ حکایت سلطان محمود و حکیم ابوریحان کی درمیان میں آئی
اس جملہ معترضہ کی تفصیل واجب جانکر جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے مذکور کیا ہے اس نسخہ میں مرقوم کرتا ہوں منقول
ہے کہ حکیم ابوریحان منجم نوادر روزگار سے تھا اور احکام عجیب اس سے واقع ہوتے تھے اور بسبب وفور مہارت
علم نجوم اور بے تکلفی کے سلطان محمود سے استغنا قبول کرتا تھا اور وہ اس سبب سے ناراض اور رنجیدہ رہتا تھا
ایک وقت سلطان محمود قلعہ غزنین میں بام کوشک پر باغ ہزار درخت کے مقابل بیٹھا تھا حکیم ابوریحان منجم سلطان
کے پاس حاضر ہوا سلطان نے اس سے متوجہ ہو کر فرمایا حکم کر کہ اس قلعہ کے چار دروازہ ہیں میں کون سے دروازے
سے باہر جاؤں گا منجم نے اصطرلاب طلب کر کے بلند کیا اور طالع درست کر کے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور بادشاہ کے
سرہانے رکھا اس کے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ دیوار شرقی قلعہ کی کھودیں جب وہ مسمار ہو گئی اس طرف سے نکل گیا
بعدہ کاغذ کو برآورد کر کے دیکھا اسمیں تحریر تھا کہ ان چاروں دروازے سے باہر نہ جاوے گا دیوار شرقی کھود کر
برآمد ہو گا سلطان اس حکم سے حیران ہوا اور فرمایا کہ حکیم کو بام کوشک سے نیچے گرا دیں اور ظاہرا اس مقام میں
ایک جال مثل مچھلی کے باندھا تھا کہ اس پر آن کر آہستہ زمین پر پہونچے چنانچہ اس تدبیر کی وجہ سے کسی طور
کا صدمہ اس کو نہ پہونچا سلطان نے فرمایا اس کو بھی دیکھا تھا بولا ہاں تقویم اپنے غلام کے ہاتھ سے لیکر سلطان کے
حوالہ کی اور عرض کی دیکھئے چنانچہ اس دن حکم میں نے لکھا تھا کہ آج مجھے جائے بلند سے گراوے گا لیکن میں
زمین پر سلامت اترونگا چنانچہ یہ حکم بھی بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہ آیا اسے قید کیا اور جب چھ مہینے کی مدت
تمام ہوئی حکیم کا غلام ایک دن بازار میں جاتا تھا ایک فال دیکھنے والے نے اسے بلایا اور غلام سے کہا کہ میں تیرے
طالع میں چند چیز دیکھتا ہوں کچھ میری تواضع کر تو کہوں غلام نے دو درم حوالہ کیے فال دیکھکر اسنے کہا اے شخص جو کہ

تیرا مالک ہی اور رنج مین ہی آج کے تیسرے دن اُس محنت سے نجات پاویگا اور خلعت فاخرہ پہنے گا غلام نے بر سبیل بشارت یہ فال اپنے مالک کو پہونچائی وہ ہنسا اور کہا افسوس ہی کہ تو میرا غلام ہوکر ایسے آدمیون کے قول کا اعتبار کرے قضا را تیسرے دن احمد بن حسن میمندی کہ فرصت کا جویا تھا شکارگاہ مین موقع دیکھکر سخن نجوم درمیان مین لایا اور کہا بیچارہ حکیم ابوریحان منجم نے ایسے دو حکم اس خوبی سے بیان کیے اور خلعت و تشریف کے عوض مین قید ہوا سلطان نے فرمایا جو کچھ مین جانتا ہون تو نہین جانتا اس شخص کا علم نجوم مین ثانی نہین ہی لیکن حکیم کا قاعدہ ہی کہ مزاجدان ہو سواسطے کے جمع ملوک کے مزاج لڑکون کے مانند ہین بات اُنکی طبیعت کے موافق کہنا چاہیے تو اُنسے بہرہ مند ہون چنانچہ اس روز دونون حکم مین سے ایک عمداً غلط کرنا چاہیے تھا پھر اُسے حکم نجات حاصل ہوا جیسا کہ فال بین نے کہا تھا اور حکیم ابوریحان منجم نے اول فال بین سے جو سرراہ تھا ملاقات کی اور جو عزہ کہ علم نجوم کا دماغ مین رکھتا تھا دفع کیا اور جب مجلس سلطان مین حاضر ہوا گھوڑا اور خلعت اور ہزار دینار اور ایک کنیز پائی اور سلطان نے عذر کرکے فرمایا اگر تو مجھے چاہتا ہی بات میرے مزاج کے موافق کہہ نہ وسعت علم پر کہ یہ امر بھی ایک شرائط خدمت سے ہی نظم سخن بہ کہ با صاحب تاج و تخت ٭ بہ گوہند سخنہ مگو بند سخت ٭ سخن کان بابرد برآرد گرہ ٭ اگر آفرین ست ناگفتہ بہ ٭ اور سلطان فیروز شاہ ہرسال بندر گووہ اور دابل اور چیول سے چند جہاز اطراف و اکناف مین بھیجتا تھا کہ تحفہ و نادرہ ہر ولایت کی لاوین اور یہ بھی فرماتا تھا کہ بہترین تحفہ ہر مملکت سے مردم صاحب کمال اُس ملک کا ہی بادشاہون کو واجب و لازم ہی کہ آدمی ہر ایک ولایت کے اپنی سرکار مین فراہم کرین اور ساتھ اُن کے محشور ہوکر یہ خیال کرین کہ سیر عالم کی اور ربع مسکون کو دیکھا اس سبب سے چیدہ اور خلاصہ اہل عالم اُسکی خدمت مین مجتمع ہوے اور اُسکے فیض عام سے بہرہ یاب ہوتے تھے نظم

فیض نعمش چو چشمہ در جوش ٭ صیت کرمش چو نغمہ در گوش ٭ طبع کرمش چو مہر انور ٭ خلق نفسش چو عود مجمر ٭ در انجمن عجم بساطش ٭ در بادیہ عرب سماطش ٭ خلقش بہ بہار خوے کردہ ٭ طبعش ز نسیم گوی بردہ ٭ یک خندہ بہار از نگاہش ٭ یک گوشہ سپہر از کلاہش ٭ ہم عشق پسند و ہم خرد دوست ٭ او مغز و جہان و نہ فلک پوست ٭

اور وہ اورنگ نشین دکن اکثر زبانون کو یاد کرکے ہر ولایت کے آدمیون سے ہمکلام ہوتا تھا اور قوت حافظہ سے بھی نہایت ممتاز تھا اور جو بات کہ فی الجملہ ایکبار یا دوبار سنتا تھا پھر اُسکے دل سے نقش کالحجر کے مانند محو نہوتی تھی اور متقدمین کے اشعار خوب سمجھتا تھا اور کبھی آپ بھی شعر کہتا تھا اور گاہے عروضی اور کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا اور بادشاہت کے واسطے تھوڑے سے اشعار اُسکے اس داستان کی ذیل مین تحریر ہوئنگے اور ملا داؤد بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین اُسکے نام تحریر کی ہی اور اکثر علوم مین خصوصاً تفسیر اور حکمت طبیعی اور نظری مین مہارت تمام رکھتا تھا اور اصطلاحات صوفیہ سے بھی باخبر تھا اور ہفتہ مین تین دن یعنی شنبہ اور دو شنبہ اور چہارشنبہ کو التفصیل سے درس دیتا تھا زاہدی اور شرح تذکرہ ریاضی مین اور شرح مقاصد کلام مین اور تحریر اقلیدس ہندسہ مین اور مطول ملا سعد الدین علم معانی اور بیان مین اور اگر احیاناً دن کو فرصت نہوتی تو شب کو طالب علمون کو حاضر کرکے درس اور فائدہ رسانی مین مشغول ہوتا تھا اور میر فضل اللہ انجو کی برکت سے کہ شاگردان خوب ملا سعد الدین تفتازانی سے تھا اُس شہنشاہ بے نظیر نے یہ تمام حیثیت اور فضیلت حاصل کی تھی اور قیاساً ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ دانش اُسکی زیادہ بادشاہ محمد تغلق شاہ کی دانش سے تھی اور اول وہ شخص کہ جس نے سادات انجو سے وصلت کرکے دختر دی

اور اُنسے اپنے فرزندون کے واسطے بیٹی لی سلطان فیروزشاہ بہمنی کا چنانچہ ملک نائب میر فضل اللہ انجو کی صاحبزادی شاہزادہ حسن خان کے عقد نکاح مین لایا اور ایک اپنی بیٹیون مین سے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی دختر سے پیدا ہوئی تھی صدر جہان کے بیٹے الموسوم بہ میر شمس الدین محمد انجو کو تجویز فرمائی اور دولت آباد کا طرفدار کیا اور سلطان فیروزشاہ جو عورتون پری پیکر طاؤس زیب سے رغبت تمام رکھتا تھا ایک شہر نہر بھیورہ کے کنارہ موسوم بہ فیروزآباد بنا کر اپنا تختگاہ مقرر کیا اور بازار اور دوکانین نہایت پاکیزہ اور مطبوع اور سڑکین نہایت وسیع اور سیدھی تیار کرکے ایک قلعہ کہ ایک ضلع اُس کا پانی سے متصل ہی پختہ اور پتھر سے احداث فرما کر آب بھیورہ کو کاٹ کر قلعہ مین لایا اور پانی کی نہرین اور کوشک ہائے عالی تعمیر کروا کے ہر ایک حرم کو عنایت فرمائی اور عورتون کے ازدحام اور کثرت سے اندیشہ کر کے ضابطے مقرر کیے کہ مادام الحیات اُس سے تجاوز نہ ہو چنانچہ قوانین مین سے ایک یہ ہی کہ جس محل مین عورت حاجیہ نگاہ رکھتا تھا اُس مین ہر ایک کو تین پرستار سے زیادہ جو اُن کی ہم زبان تھین نہ دیتا تھا اور جو کلام عربی کی طرف میل وافر رکھتا تھا عربی محل کو بعد محل دکنی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی صاحبزادی تھی جگہ دی تھی اور عرب کی نو عورتین جنھون نے حجاز اور مکہ اور اُس اطراف مین نشوونما پائی تھی اور کمال فصاحت اور بلاغت رکھتی تھین عربی محل مین نگاہ رکھتا تھا اور اُنکے خدمتگار اور پرستارین تمام حبشی اور حبشیہ خوش شکل اور عربی زبان تھین اُس محل مین وہ عورت کہ لغت عربی نہین جانتی تھی آمد و شد نکرتی تھی کہ مبادا اُنکی زبان ضائع ہووے یعنی دوسرے کلام مین مخلوط ہووے اور اس امر کے واسطے وکیل اُسکے ہمیشہ عرب مین آمد و شد رکھتے تھے کہ جس وقت ان عورتون یا خدمتگارون مین سے کوئی ایک فوت ہوتی یا سلطان رنجیدہ ہو کر ایک کو محل سے باہر کرتا اُسکے عوض عرب سے اور لاتے تھے اور علی ہذا القیاس زنان عجم سے بھی نو بیبیان رکھتا تھا اور خدمتگار اُنکے چرکس اور ترک اور روس اور گرجی اور فارسی زبان تھے اور اسی قبیل سے زنان ترک اور فرنگ اور خطائی اور افغان اور راجپوت اور بنگالی اور گجراتی اور تلنگی اور کنھڑی اور مرہٹی اور سوائے اسکے اور بھی اسی نہج پر تھین اور بولی اُنکی خوب جانتا تھا اور ہر روز ایک محل مین ان محلون سے بجا کر حیات مستعار عیش و عشرت مین اسطرح بسر کرتا تھا کہ ہر ایک عورت محل کی دعوی کرتی تھی کہ بادشاہ ہم کو زیادہ تر دوست رکھتا ہی اور کتاب توریت و انجیل کو پڑھ سکتا تھا اور علماء ہر ملت کو مقرر کرکے اُنکی روش کی خبر لیتا تھا اور کہتا تھا سبحان اللہ جیسا کہ ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگترین اور بہترین انبیا سے ہی دین و شریعت بھی اُسکا بہترین اور خوشترین ادیان سے ہی اور کسی دین مین عورتین اجنبی مردون سے منھ نہ چھپاتی تھین اور شراب کہ ام الفساد ہی حرام نہ تھی الحمد للہ کہ یہ دونون امر سلطان الانبیا اور اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین برطرف ہووے اور سلطان فیروزشاہ نے جب خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی اپنے فرق مبارک پر لگایا اپنے بھائی احمد خان کو خطاب خانخانان سے مخاطب فرما کر امیرالامرا کیا اور اپنے اُستاد میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کہ اُس سید بزرگوار کے مساعی سے قابلیت اور کمال حاصل کیا تھا سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نائب خطاب دیا اور بہت برہمنہ کو بھی صاحب دخل کرکے امیر بزرگ کیا اور مورخین کا اتفاق ہی کہ چونتیس برس اُس سلطان نوجوان نے کفار سے غزا کی اور ملا داؤد بیدری اور صاحب سراج التواریخ وغیرہ نے چند جنگ مشروحاً مرقوم کیے ہین اور باقی سے ساکت ہوے از انجملہ ایک یہ ہی کہ سنہ آٹھ سو ایک ہجری مین دیو رائے والی بیجانگر [illegible]

اور نو لاکھ پیادے اور کماندار اور برق انداز لیکر بقصد تسخیر ملک کل و ررائچور اور بعضے پرگنات اور قصبات مابین دو آب بلاد اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر فیروز شاہ بہمنی کے سمع مبارک مین پہونچی سراپردہ باہر کر کے دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ سے نہضت فرمائی اور شہر ساغر مین پہونچکر لشکر کا جائزہ لیا بارہ ہزار سوار قلمبند ہوے پہلے ایک زمیندار ن ساغر سے کو کافر بیباک اور شر انگیز تھا آٹھ سات ہزار اپنے ہی سے کہ کوئی بھٹے دستیاب کر کے تہ تیغ اور پائمال کیا اور خاطر فیض مقاطر انکی طرف سے مطمئن کر کے جب لشکر برار اور دولت آباد ولایت مین آکے جمع ہوے چاہتا تھا کہ کوچ کر کے دیورا ے کے مدافعہ کے واسطے متوجہ ہو ناگاہ خبر پہونچی کہ نرسنگھ والی قلعہ کھرلہ نے حکام مندو اور آسیر کی حمایت اور مدد اور راے بیجانگر کی تحریص ترغیب کے سبب مملکت برار مین آکر حوالی قلعہ ماہور تک تاخت و تاراج کیا ہے اور بہت اہل اسلام کی ایذا اور اہانت مین مشغول ہو کر لوازم شناعت اور بیدادی سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اس سبب سے تمام لشکر برار اور دولت آباد کا دفع اس فساد کے واسطے مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال بارہ ہزار سوار پاے تخت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر دیورا ے کی تنبیہ کے واسطے عازم ہوا اور جو موسم برسات کے باعث آب کشنہ طغیانی پر تھا بہت اطمینان سے دیورا ے اس طرف دریا کے خیمہ اور خرگاہ ایستادہ کر کے لشکر اسلام کے عبور کا مانع ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے مشورہ کیا کسی نے ایسا جواب کہ سلطان کے خاطر عاطر کی تسلی کا سبب ہو نہ دیا مگر ایک نامور ان مجلس نے کہ نام نامی اسکا قاضی سراج تھا اور امیرون کے سلک مین منتظم تھا جب آثار کلفت سلطان کے چہرہ انور سے مشاہدہ کیے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر وفور اخلاص سے معروض کیا کہ اگر حکم ہو یہ بندہ سراج کہ دولتخواہی اور جانفشانی کے مقام پر ثابت قدم ہے مع بعضے اپنے اقارب کے جو محل اعتماد ہین آب دریا سے عبور کر کے جس حیلہ سے کہ ممکن ہو سکیگا اپنے آپ کو رات کے وقت دیورا ے یا اس کے بیٹے کے دربار مین پہونچا کر اسکی شمع حیات کو گلگیر خنجر و کٹار سے قطع کر کے بجھاؤنگا بشرط اس کے کہ جب لشکر کفار مین شور و غوغا بلند ہو چار پانچ ہزار سوار بخاطر جمع آب سے عبور کر کے نہر کو کفار کے تصرف سے بر آوردہ کرین اسوقت شاہ بھی بفراغت تمام دریا سے عبور کر کے ہلاکی کفار مین سعی فرماوے سلطان فیروز شاہ نے اس معنی کو تجویز کر کے تھوڑے عرصہ مین دو سو سپر کہ مردم دکن کی اصطلاح مین ٹوکرہ کہتے ہین چرم گاؤ سے مڑھکر مہیا کیے اور قاضی سراج سات جوان یکدل و یکزبان کے ہمراہ فقیرون اور مجنونون کے لباس مین پایاب آب سے اتر کر اردوے دیورا ے مین آیا اور خرابات خانہ مین فروکش ہو کر ایک قحبہ پر عشوہ و کرشمہ کے ساتھ بنیاد عاشقی کی ڈالی اور آپ کو عاشق و شیدا ظاہر کر کے اسکی ناز برداری اور اپنی مجنون سازی مین کوتاہی نہ کی قضارا اسی دن شام کے قریب وہ قحبہ بن ٹھن کر ڈولی پر سوار ہوئی قاضی جیسا کہ شیوہ عاشقی اور بے صبری کا ہے اندرہ سے مضطرب اس کے روبرو گئے اور یہ کلام کیا کہ ای محبوب جفا کار کہانکا ارادہ ہے اور اپنے قدم سے کس گھر کا اجالا کرے گی اور اپنی جدائی کے نشتر سے کیون میری رگ جان کو قطع کرتی ہے اس نے جواب دیا کہ راے کے فرزند نے ایک جشن عالی ترتیب دیکر شب کو میرے احضار کا حکم دیا ہے ناچار اس محفل مین جاکر ناچ اور گانے مین مصروف ہونگی قاضی نے کہا حیف صد حیف مین تیرے فراق مین کیونکر زندہ رہونگا مناسب ہے کہ تو مجھے بھی اپنے ہمراہ اس محفل مین لے چل

ارباب نشاط نے جواب دیا کہ اُس محفل میں اہل طرب و نغمہ کے سوا دوسرے کی رسائی نہیں تو اس خیال محال سے درگذر اور تو اس سے بے بہرہ ہے قاضی نے کہا اے پری شمائل تیری صحبت کی تاثیر سے میں بھی آئین عاری نہیں ہوں بجو باورے کی طرح مال سے واقف ہوں بعضی چیزیں دیورائے کو سنا کر اپنے علم کے کمال سے شیشہ میں اُتاروں گا قحبہ تمسخر سے مندل اُس کے آگے پھینک کر بولی کہ اس کو بجا قاضی صاحب مندل چھیڑ کر سرود گانے میں مصروف ہوئے اس طرح سے دُھرپد خیال ٹپا گایا کہ کبھی اُس کے وہم و خیال میں نہ آیا تھا سنتے ہی وجد میں آنکر بولی کہ تیری ہمراہی ہماری عزت و حرمت کا موجب ہے اس حیلہ سے قاضی صاحب مع یار و انصار قحبہ کے ہمراہ رائے زادہ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوکر محفل عیش و سرور میں داخل ہوئے

نظم

بدیا بند بزمی چو باغ بہشت ٭ سراپردہ زیبائی سرشت ٭ بہان رائے زادہ برادر نگ زر ٭ سراسر برآمودہ در د گہر ٭ ز سرتا قدم زیور ہندوی ٭ بہ بخشیدہ زو چشمہا را نوی ٭ زہر دو طرف مہتران کشمیر ٭ بزیور درخشان کمر در کمر ٭

اور جس طرح کہ رسم دکن ہے ارباب نشاط جوق جوق آنکر رقص میں مصروف ہوئیں اور ہر ایک نے اپنے سحر و نیرنگیاں دکھانے لگی تو لی چرخ اثیر فدا ہونے لگی اور جب نوبت بازیگروں کی پہونچی قحبہ بازی روزگار سے غافل ہوکر قاضی کو مع اُسکے ایک یار کے کہ وہ بھی مسخرون کے لباس میں تھا اجازت حاصل کرکے مجلس میں لائی وہ آپ کو بصورت زنان آراستہ کرکے کرشمہ کنان جلوہ گری کے ساتھ آئے اور مندل نوازی اور مسخرگی اور نقش و صورت اور حرکات و سکنات کہ جس کو سحر و کرامات کہا چاہیے ظاہری کرکے رائے زادہ کو اپنے تماشہ کا فریفتہ کیا اُس کے بعد جیسا کہ اُس ملک کے مسخروں کا دستور ہے کہ دو کٹار برہنہ ہاتھ میں لیکر بازی کنان رائے زادہ کے قریب پہنچے دونوں نے ایکبارگی چابکدستی کرکے کٹار رائے زادہ کے سینہ پر کہ دیورائے کا ولیعہد اور مدارالیہ تھا مارکر کام تمام کیا پھر اوروں کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ پانچ نفر جو سراپردہ کے باہر ایستادہ اور گوش برآواز تھے سراپردہ چیر کر بسرعت تمام بزور آسا خیمہ میں داخل ہوئے اور ہنود کو کہ اکثر ان میں متوالے اور بیخود تھے مجروح کرکے چراغ و مشعل جو کہ اس محفل میں تھے گل کرکے سراپردہ کے شگاف سے نکل گئے اور آپ کو ایک گوشہ عافیت میں پہونچا کر منتظر عبور لشکر اسلام ہوئے

نظم

جو امرد و قاضی جو غرندہ شیر ٭ سوئے رائے زادہ درآمد دلیر ٭ درآلشت و بردیگران حملہ کرد ٭ دمار از ہنودان برآورد گرد ٭

اور اہل مجلس جو اکثر مے نوشی میں مشغول تھے اور ہوش و حواس بجا نہ رکھتے تھے سراسیمہ اور حیران ہوئے اور غلغلہ اور آشوب معسکر کا اوج افلاک پر پہونچا اور وہ رات کہ دل عشاق ہجران سے تاریکتر بلکہ اودھا دھند تھی آوازیں مختلف لشکرگاہ میں گوش زد ہوتی تھیں بعضے کہتے تھے کہ مسلمانوں کا بادشاہ دس بارہ ہزار سوار لیکر آب کشنہ سے عبور کر آیا اور دیورائے اور اُس کے فرزند کو تیغ کے گھاٹ اُتارا ہے اور بعضوں کا یہ قول تھا کہ مسلمان لشکر سے جدا ہوکر دریا سے اُتر کر شبخون لائے ہیں القصہ جو وہ شب شب دیجور اور ہولناک تھی اور اردوے کفار کا عرض و طول پانچ فرسنگ سے زیادہ تھا اور امرا و سپاہ اپنے اپنے مقام میں مستعد ہوکر کسی طرح خیموں سے برآمد نہ ہوئے یہانتک کہ تین چار ہزار سوار اہل اسلام اُن ٹوکروں چرمینہ پر جو اسی دن کے واسطے تیار کیے تھے جا بیٹھے اور گھوڑوں کے زیر بہ کاٹ کر دریا میں شنا کے واسطے چھوڑ کر دریا کے پار ہوئے اور وہ پیادے جو ساحل کے کنارے ہوشیاری اور محافظت میں مصروف تھے لشکر اسلام کے

عبور اور اردو کے شور و غوغا سے بے دست و پا ہو کر بھاگ گئے اور سحر کے وقت سلطان فیروز شاہ بھی بقیہ
لشکر ہمراہ لے کر باطمینان تمام آب سے عبور کر کے سپیدہ صبح کے قریب اردوے کفار پر تاخت لایا اور چونکہ دیوراے
کا لشکر غول بیابانی کی طرح جابجا متفرق تھا اور دلبند کے مقتول ہونے سے اُسکے ہوش و حواس بجا نہ تھے
اپنے فرزند کی لاش اٹھا کر طلوع آفتاب سے پیشتر بھاگا اور سلطان نے غنائم بیشمار دستیاب کر کے بیجانگر کے
اطراف تک تعاقب کیا اور چند مقام مین مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا اور ہر مرتبہ تائید ربانی اور میر فضل اللہ
انجو کی بیامن سعی اور نیکو خدمتی سے نسیم فتح و ظفر سلطان فیروز شاہ کے پرچم پر چلی گشتہ کا گشتہ نمود ہوا و ذالک فضل اللہ یوتیہ
من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اس کے بعد دیوراے کہ سلطان کی ہیبت اُس کے دل مین تھی لڑنے کی تاب نہ لایا
قلعہ بیجانگر مین متحصن ہو کر صف جنگ سے روگردان ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو
شیرازی کو کفار کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے واسطے کہ نہایت آباد اور معمور تھی رخصت فرمایا اور قاضی
سراج کو ساتھ ایسے منصب کے کہ لائق اس خدمت اور جانسپاری کے تھا سرفراز کر کے تمام لشکر امراے صاحب
شکوہ کیا اور خانخانان کے ہمراہ تعین فرمایا انھون نے حکم کے موافق نہب و غارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا اور لڑکے اور لڑکیان بیشمار اسیر کر کے مراجعت کی اور جو اولاد براہمہ سے ہزار عورت دو ہزار آدمی
مسلمانون کے ہاتھ گرفتار ہوے تھے برہمنان صاحب اعتبار بیجانگر نے دیوراے سے عرض کی کہ رعیت
تمام ممالک کی اور ہم اتفاق کر کے جس قدر زر کہ حکم ہووے داخل کرین چاہیے کہ راے بھی جستہ للہ
کارسازی مین مصروف ہو کر مسلمانون سے موافقت کرے اور تمام قیدیون کو رہائی بخشے دیوراے نے یہ التماس
پذیرا کر کے اپنے ارکان دولت کو تاکید کی کہ جسقدر روپیہ ممکن ہو مسلمانون کو دیکر اپنے اسیرون کو رہا کرین الغرض
بعد آمد و شد اور گفتگو کے بسیار امیر فضل اللہ انجو شیرازی سے یہ اقرار کیا کہ ہم دس لاکھ ہون خزانہ عامرہ مین داخل کر کے
لاکھ ہون آپ کو حق السعی پیش کرتے ہین آپ ہمارے بندیون کو رہا کرین پھر چھ لاکھ ہون براہمہ اور رعایا نے اور
پانچ لاکھ ہون دیوراے نے میر فضل اللہ کے پاس بھیجے میر معزی الیہ نے ازروے اخلاص تمام و کمال سلطان کے ملاحظہ
مین پیش کیا اور مصدر تحسین و آفرین ہوا اور طرفین سے جیسا کہ دستور ہے صلح کے بعد لازمہ عہد و میثاق ظہور مین آیا اور
یہ اقرار ہوا کہ بموجب عہدنامہ قدیم عمل کر کے رعایا اور ممالک ایک دوسرے سے مزاحم اور متعرض نہ ہووین الغرض
سلطان بہ صلح واقع ہونے کے بعد قیدیون کو لشکر سے رہا کر کے عازم مراجعت ہوا اور جب آب تمندرہ سے عبور کیا
پولاد خان ولد صفدر خان سیستانی کو مابین دو آب کے انتظام کے واسطے مامور کیا اور بسبیل استعجال احسن آباد گلبرگہ
کی طرف متوجہ ہوا اور نزول اجلال سے دو تین مہینے کے بعد کہ تعب سفر سے آسایش ہوئی اوائل سنہ ۸۰۲ آٹھ
سو دو ہجری مین نرسنگھ کی گوشمالی پر قاصد ہو کر برار کی طرف روانہ ہوا اور لشکر کشان جب ماہور پہونچا
مقدم وہان کا جسنے نرسنگھ شیطان کے بہکانے سے گمراہ ہو کر سرکشی اختیار کی تھی پھر مقربان درگاہ کے
ذریعہ سے امان خواہ ہو کر پابوس سے مشرف ہوا اور پیشکش نمایان گذران کر مع فرزندون کے
ملازم رکاب ہوا اور سلطان نے ایک مہینا اور پانچ دن ماہور مین استقامت فرمائی پھر وہان سے کوچ
کیا جب قلعہ کھرلہ کے اطراف مین وارد ہوا نرسنگھ کافر نے جو صاحب سامان اور اہل دستگاہ تھا گونڈواری کے

تمام کوہستان گونڈوارہ اور اُسکے اطراف کا بہت علاقہ اسکے متعلق تھا پھر اسنے ایلچی حکام خاندیس اور مالوہ کے
پاس بھیجکر مدد طلب کی اور اُن حاکمون نے اول مرتبہ نرسنگھ کا غلبہ ملاحظہ کرکے کمک بھیجی تھی ان دونون اسکی ذلت و
خواری کے خدا سے خواہان ہوے اور مدد کے بارہ مین جواب صاف دیا لیکن نرسنگھ نے باوجود اس حال کے سلطان
فیروزشاہ کے مقابلہ پر آمادہ ہوکر لشکر آراستہ کیا اور کھرلہ سے دو منزل آگے بڑھکر بناے جنگ ڈالی سلطان
فیروزشاہ کو منظور تھا کہ خود سوار ہوکر جنگ پر آمادہ ہو لیکن خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی نے عرض کیا
کہ اگر یہ خدمت بندگان درگاہ کی جانب رجوع ہو تو تائید ربانی اور توفیق یزدانی سے اس کافر شرانگیز کا شر خوب ہی
وجہ سے دفع کرین سلطان نے یہ ملتمس پذیرا کرکے دونون کو اُس خدمت پر مامور کیا اور اُنھون نے اتمام حجت کے
لیے نرسنگھ کو پہلے اطاعت اور قبول باج و خراج اور اجتناب جنگ کے بارہ مین بتاکید و مبالغہ تمام نامہ
تحریر کیا نرسنگھ نے کثرت فوج پر مغرور ہوکر نافرمانی کی اور جنگ سے باز نہ آیا صفوف حرب آراستہ کین اور خانخانان
اور میر انجو بھی بعد ترتیب افواج سپاہ غنیم پر حملہ آور ہوے جنگ سخت ہوئی شجاعت خان اور دلاور خان
اور رستم خان اور بہادر خان جو امراے معتبر سے تھے درجہ شہادت کو پہونچے اور کفار کے غلبہ سے لشکر
اسلام کے بہادر متفرق ہوے اور خانخانان کہ میمنہ مین تھا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی میسرہ مین یہ دونون
جماعت قلیل سے معرکہ مین ایستادہ اور حیران تھے کہ اس عرصہ مین میر فضل اللہ انجو کو خبر پہونچی کہ خانخانان بھی
درجہ شہادت مین فائز ہوا میر فضل اللہ نے اس سانحہ کے اخفا کے بارہ مین حکم کیا اور دو سو جوان آگے بڑھا کر
کہا کہ شادیانہ کے نقارہ پر چوب مارین اور مشہور کرین کہ سلطان فیروزشاہ خود بنفس نفیس کمک کے واسطے
آپہونچے خلاصہ یہ کہ اس بشارت منیف اشارت سے جو جوان پراگندہ ہوے تھے فوج فوج میر فضل اللہ انجو سے ملحق
ہوے اور میر فضل اللہ نے اُن کفار کو جو مقابل تھے منہزم کیا چونکہ خبر خانخانان کے قتل ہونے کی غلط تھی بلا توقف
اپنے تئین اُسکے پاس پہونچایا پھر دونون نے اتفاق کرکے کوسل راے ولد نرسنگھ راے کو جو معرکہ مین ایستادہ تھا مقہور
و مغلوب کرکے گرفتار کیا اور کفار کو قلعہ کھترلہ تک پیچھا کیا اور کسی پر رحم نکرکے دس ہزار نفر ہندو سوار اور پیادہ سے
قتل کیے اور نرسنگھ نے ہزار محنت سے آپکو قلعہ مین پہونچایا اور لشکر اسلام نے محاصرہ کیا اور بعد دو مہینے کے
اہالیان قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی خانخانان اور میر فضل اللہ انجو نے جواب دیا کہ ہمکو اس بارہ مین کچھ اختیار نہین ہے
اور بدون اسکے کہ نرسنگھ سلطان کے بساط بوسی سے مشرف ہووے یہ امر صورت نہ باندھے گا پھر نرسنگھ اور اُسکے عزیزون
نے ایلچپور مین کہ سلطان فیروزشاہ کا لشکرگاہ تھا جاکر فریاد و زاری کی کہ ہم بادشاہ کے غلام ہین اور از روے جہل
جو جسارت کہ ہمسے واقع ہوئی نادم و پشیمان ہین اگر حکم ہووے قلعہ خانخانان اور میر فضل اللہ انجو کے سپرد کرین اور
جو سلطان اپنے باج گزارون کے سلک مین شمار کرکے قلم عفو ہمارے جرائم پر کھینچے گا سلطان علاء الدین حسن کانگوی
بہمنی کے عہد کے موافق ہر سال اداے باج و خراج کرکے جادۂ عبودیت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہونگے سلطان
فیروزشاہ نے نرسنگھ کو خلعت اور کلاہ زردوزی کی کہ خلعت عنایت سلاطین بہمنیہ تھی امداد فرمائی اُسکے بیٹے کو حسب
الالتماس اُسکے سلک خدمتگاران خاصہ مین جگہ دیکر چالیس ہاتھی نامی اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی اور بھی تحف
و نفائس دیگر لیکر قلعہ کھترلہ کی تسخیر سے درگذرا اور جب خانخانان اور میر فضل اللہ انجو لشکر بزرگ مین ملحق ہوے

نرسنگھ کو رخصت دیکر مظفر و منصور مع غنائم موفور دارالملک حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی اور چونکہ وہ فتح میر فضل اللہ انجو شیرازی کے نام ہوئی تھی مراتب عالی سے سرفراز ہوکر سرلشکری بدار پر مخصوص و ممتاز ہوا اور سنہ آٹھ سو چار ہجری میں امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ سے اخبار متواترہ پہونچے کہ وہ حضرت چاہتے ہیں کہ تختگاہ دہلی کو ایک اولاد بزرگ کو دیکر تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کریں اور اگر حاجت اور ضرورت ہووے ایکبار خود بنفس نفیس پھر ہندوستان میں در آویں اس سبب سے سلطان فیروز شاہ نے از روے احتیاط اور پیش بینی کے میر نقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو کو مع مولانا لطف اللہ سبزواری کے کہ فضلاے پاے تخت بہمنیہ سے تھا مع تحف و ہدایاے فراوان اور ایک محبت نامہ مشعر اتحاد و اخلاص بے پایان دریا کے راستہ سے امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ میں بھیجا اور رجب آستان بوسی اُس شہنشاہ جہان پناہ سے مشرف ہوے مورد اکرام و اعزاز بے پایان ہوکر چھ مہینے آنحضرت کی ملازمت میں بسر لے گئے جسوقت کہ پیشکش مع اسباب گران بہا و نقد و جنس کثیر درجۂ قبولیت میں پہونچا شہنشاہ عالم پناہ بمرتبۂ اتم مسرور ہوا صاحب ایلچیون نے التفات حد سے زیادہ مشاہدہ کیے بعض مقربان بساط خلافت کے ذریعہ سے عرض اقدس میں پہونچایا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی یکجہتان درگاہ عالم پناہ سے ہے اور اپنے تئین سلک دولتخواہان مخلص سے شمار کرکے ارادہ مصمم رکھتا ہے کہ جسوقت حضرت دار الخلافت دہلی کی طرف عنان توجہ منعطف فرماوین اور کسی بادشاہزادہ عظام کو اس دیار میں نامزد کریں میں بھی اُسکا خدمت کا کمر جان پر باندھکر دکن سے دہلی کی طرف عازم ہوں اور خدمت شایستہ بیش پہونچاکر حضرت کی عنایت سے سرفراز ہون امیر تیمور صاحبقران بھی سلطان فیروز شاہ کے حسن اعتقاد اور خلاص سے باوجود بعد مسافت محظوظ اور خوشوقت ہوے اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ ہمنے دکن اور گجرات و مالوہ کی شاہی فیروز شاہ کو عنایت کرکے اجازت چتر اور جمیع لوازم سلطنت کی فرمائی اور اس مضمون سے فرمان سعادت نشان سلطان فیروز شاہ کے نام صادر فرمایا اور اُسے فرزند خیرخواہ لکھا اور ایلچیون کی رخصت کے وقت اُسکے واسطے پٹکا اور شمشیر آبدار مرصع کار اور چہار قبۂ ملوکانہ اور ایک غلام ترک اور چار گھوڑے نامی کہ ویسے گھوڑے کبھی دکن میں نہ آئے تھے مرسول فرمائے اور شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس کہ ابتک اپنی بادشاہی میں استقلال تمام پہونچاکر مستقل نہ ہوے تھے سلطان فیروز شاہ کے داعیہ اور پیش بینی سے متفکر ہوے اور ایلچی اُسکی درگاہ میں بھیجکر پیغام دیا کہ ہم سب بھائی ہیں چاہیے کہ سب باتفاق رہیں تو بادشاہ دہلی کے صدمۂ سپاہ سے مصئون اور محروس رہیں اور کسی طرح کا صدمہ اور آسیب نہ پہونچے اور بیجانگر کے ساتھ بھی بنیاد آشنائی اور خصوصیت کی ڈالکر مخفی پیغام دیا کہ جسوقت تم کو کمک کی احتیاج پڑے اطلاع کرو تو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجالاوینگے اس سبب سے راے بیجانگر نے سلطان فیروز شاہ کی نسبت تغیر سلوک کرکے تین چار برس تک باج و خراج مقرری ادا نہ کیا اور شاہان مالوہ اور گجرات اگرچہ ظاہر میں ملائمت کرتے تھے لیکن دل سے رنجیدہ ہوکر مقام پرخاش میں تھے سلطان فیروز شاہ صلاح وقت دیکھکر باج وخراج کی طلب میں شدت نہ کرتا تھا عمداً تساہل اور تغافل کرکے فرصت اور قابو کا جویا رہتا تھا کہ اس عرصہ میں ایک سنار کی لڑکی نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور سلطان فیروز شاہ مقصود حاصل کرکے کامروا ہوا چنانچہ ملا حیدری نے شرح اس داستان کی یون مرقوم کی ہے کہ اُن دنون میں حسن اتفاق سے کہ عبارت موافقت اجرام علوی اور سفلی سے ہے ولایت مدکل میں حق سبحانہ تعالی نے ایک زرگر کو جو نہایت مفلس تھا کہ ہمسایہ کے لوگ

بھی اُسے نہین پہچانتے تھے ایک دختر رشک شمس و قمر عطا کی ماں باپ نے پربھاول اسکا نام رکھا نقاش قدرت نے اس کی لطافت ترکیب اور آرایش صورت مین کمال صنعت ظاہر فرمائی تھی نظم پری پیکر نگار سرو قدے ۞ کہ حسن از روے او سرمایہ بردے ۞ ز عکس عارضش رضوان جنت ۞ ز مہر حوریان پیرایہ بردے ۞ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ دست مشاطہ صنع یزدانی نے صاحب نظرون کی تفریح کے واسطے اُسکے رخسارۂ دلفریب کو زیب و زینت کے ابٹنے سے آراستہ کیا اور صیقلی ازل نے صاحبدلون کے نظارہ کے واسطے اُسکے آئینۂ عارض کو مصقل عنایت سے روشن کیا خورشید تابان اُسکے جمال جہان آرا کے مشاہدہ سے عرق خجالت مین غرق اور مشک خطا اُس کی زلف عنبرین بو سے آتش غیرت مین جلتا تھا نظم لب لعلش نگین خاتم جم ۞ دہان از حلقۂ انگشتری کم ۞ ز رنگ عارضش روے ہوا نعل ۞ ز تم زلفش در آتش کردہ صد نعل ۞ عذارش قبلۂ آتش پرستان ۞ دہانش آرزوے تنگدستان ۞ اور باوصف ایسے حسن و جمال اور تناسب اعضا کے واہب بے منت نے حسن سیرت و خوش آوازی اور شیرین کلامی اور جادو بیانی بھی اس کو عنایت فرمائی تھی مصرع گل بود و بسبزہ نیز آراستہ شد ۞ اور ماں باپ اُس کے جس طرح کہ رسم ہندوون کی ہے چاہتے تھے کہ اُسکی شادی صغر سن مین کسی برادری کے لڑکے سے کرین لڑکی اسکے قبول سے سرتاب ہو کر بولی کہ ہرچند والدین کی اطاعت فرزندون پر واجب و لازم ہے لیکن عطوفت جبلی پر اعتماد کر کے عرض گذار ہوتی ہون کہ جوہر گران بہا اور گوہر شاہوار ہر گوش کے لائق نہین ہوتا اور عنبر سارا اور مشک خطا ہر مشام کے سزاوار نہین کس واسطے کہ گوبریلے کو طبلۂ عطار سے کیا نسبت اور خرمہرہ کو درج جواہر سے کیا کام پس تم کو باوجود نسبت پدری و مادری کے اس فکر مین پڑنا اور پیوند کی تلاش مین پھرنا بہت نامناسب دیکھتی ہون الحاصل جس قادر مطلق نے مجھے اس عطیہ کے سبب دوسرون پر امتیاز بخشا ہے وہی میرا نگہدار ہے تمہین لازم ہے کہ مجھے اُسکے لطف و احسان اور حفظ و حمایت مین چھوڑ دو اور اپنے تئین فکر بیہودہ و محنت بیجا مین نہ مبتلا کرو یہ سنکر ماں باپ کو مجال کلام نہ رہی خاموش ہوے اس عرصہ مین ایک برہمن کہن سال کہ بیجانگر سے کاشی یعنی بنارس مین جا کر پھرتا ہوا اُس قریہ مین پہونچا اور جیسا کہ مسافرون کا دستور ہے اُس زرگر کے مکان مین فروکش ہوا اور اُس مکان کے تمام مکین سواے اُس دختر ماہ پیکر کے برہمن کی زیارت اور قدمبوسی سے مشرف ہوے اور خدمات شائستہ بجا لائے اور اُس زہرہ جبین ماہ سیما کے واسطے التماس دعاے خیر کی برہمن نے پوچھا کہ وہ کیبان کہان ہے بولے کہ وہ شمع شبستان پس پردہ جلوہ گر ہے چونکہ عموماً ہندوون کا قاعدہ نہین ہے کہ بہو بیٹیاں مرد بیگانہ سے روپوش ہوین خصوصاً برہمنون سے اس وجہ سے برہمن متعجب ہوا اور پردہ نشینی کا سبب استفسار کیا ماں باپ نے مشروحاً احوال اُس پری گل اندام فتنہ خرام کے حسن و جمال کا اظہار کر کے اپنے درد دل اور حزن و ملال سے اُسے آگاہی بخشی برہمن اُس غیرت مہتاب کے دیدار کا مشتاق ہوا اور باواز بلند پکارا کہ اے بچی مین تجھے فرزند صلبی سے ہزار درجہ بہتر اور برتر جانتا ہون متوقع ہون کہ چندرما کی طرح سحاب پردہ سے نکل آ کہ میرے نین تیرے جمال کے درشن سے روشن ہون الغرض بعد مبالغہ بسیار وہ زہرہ جبین برہمن کی پابوسی سے سرفراز ہو کر پاے ادب سے ایستادہ ہوئی نظم جادو نگہے صنم فریبے ۞ نگذاشتہ در جہان شکیبے ۞ صد برہمنش بخون نشستہ ۞ در بتکدہ بت بہ بت شکستہ ۞ مشتاق بے نیاز رستہ ۞ صد دیدہ سہی و گلاب شستہ ۞ در پردۂ دیدہ جلوہ گاہش ۞ در خانۂ پا بفرق ماہش ۞ الماس تراد غمزہ اش تیر ۞ ہم بستہ نشان و ہم نگر تیز ۞ مالیدہ چو گل بجاے غازہ ۞ صد صندل تر بخون تازہ ۞ پیچیدہ بحلقۂ عنبرین مار ۞ از ہر خم مو

ہزار زنار ⁂ وان طرہ وآن عذار مہوش ⁂ مویین وامی بدست آتش ⁂ آنرا کہ بزخم غمزہ دلسوخت ⁂ زابریشم طرہ زخم او دوخت ⁂ چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ ⁂ صد دشنہ در آستین نہفتہ ⁂ از شرم فگندہ پردہ در پیش ⁂ در روز ندیدہ سایۂ خویش ⁂ در پردہ بصد ہزار بازی ⁂ در پردہ دری و پردہ سازی ⁂ جز آئینہ کس ندیدہ دستش ⁂ جز سرمہ ندیدہ چشم مستش ⁂ پیشانی غمزہ ناز در نازہ ⁂ ابرو بکرشمہ راز در راز ⁂ بودند قبیلہ و تبارش ⁂ حیرت زدگان کار و بارش ⁂ برہمن نے پرتھال کو بدیدۂ بصیرت دیکھکر کہا اے فرزند حسن تیرا حیرت بخش بینندہ ہے اخلاق خوب اور اطوار مرغوب تجھسے ظاہر اور ہویدا ہوتے ہین اور یہ احوال دلالت تیرے نیک عاقبت پر رکھتا ہے

بیت ⁂ می شنیدم کہ جان جانانے ⁂ چون بدیدم ہزار چندانے ⁂ اور چونکہ برہمن علم موسیقی مین مہارت تمام رکھتا تھا اور اکثر سازون کو خوب بجاتا تھا اُس زہرہ جبین کو اپنے پاس بٹھا کر جنتر اور سرمندل بجایا جو کہ وہ سرمایۂ حسن و دلبری اس فن کی طرف رغبت تمام رکھتی تھی اُس کے حسن سلوک اور اختلاط سے نہایت محظوظ ہوئی سچ ہے جو گانے والے شہرۂ آفاق گانے کے مشاق خوش آواز نغمہ پرداز ہوتے ہین جن و انس کے ہوش و حواس کھوتے ہین قصہ کوتاہ برہمن پرفن ایک سال زرگر کے مکان مین مقیم رہا اور اُس غنچہ دہن غرق دریاے حیا ہمہ تن کے لوازم تعلیم مین تقصیر نہ کی اور پرتھال بھی جیسا کہ شیوۂ شاگردان نیک نہاد کا ہے از روے اخلاص و اعتقاد اُس کی پرستاری مین کہ ایک تو برہمن اور دوسرے استاد تھا حاضر رہ کر پورا کمال حاصل کیا اور برہمن پرتھال کو علم موسیقی مین صاحب کمال دیکھکر رخصت ہوا اور بیجانگر کی طرف جا کر پرتھال کے حسن و جمال کا افسانہ ہر ایک امیر کے سامنے بیان کرنے لگا ناگاہ یہ خبر دیورا ے نے سنی برہمن کو بلا کر داستان اُس برہمن شیرازۂ ایمان کی کی برہمن نے آشنا دیکھکر اس طور سے بیان حالات و کیفیات کیا کہ آتش عشق دیورا ے کے مجمر سینہ مین افروختہ ہوئی صبر و قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینہ سے دور ہوا مے الفت کے نشہ مین چور ہوا صورت تصویر وہ دام الفت کا اسیر ہو سکتے کے عالم مین رہ گیا برہمن کو آغوش محبت مین کھینچکر بعواطف بزرگانہ نوازش فرمائی اور برہمن کے ہاتھ پدک مرصع اور نقود فراوان کہ کسی کو اُس سے خبر نہ تھی مدگل کی طرف روانہ کیا اور برہمن کو فہمائش کی کہ حسن حیلہ سے ممکن ہو اُس پری پیکر کے ماں باپ کو اشیا و نقود آدم فریب سے خوشنود کر کے اور وعدہ خطاب امانی اور بزرگی کا اُس خانہ زاد دولت امن و امان کی گوش زد کر کے پدک مرصع یعنے مالا اُسکی گردن مین ڈال اور بیجانگر کے تنجانون کے تبرک کے بہانے سے اُس عالم آراے کی بارگاہ مین پہونچا برہمن اس خدمت کو ترقی درجات کا سبب جانکر بجناح استعجال اُس طرف روانہ ہوا اور ہر ایک قدم مین ہزارون جال خیال کے اور لاکھون فسانہ افسون حصول مقصد کے واسطے درست کرتا تھا یہانتک کہ اُس طاؤس طنار کے باغ قیام مین پہونچ گیا اور اول اپنا آنا دوستون اور آشناؤن کے اشتیاق دیدار کا بہانہ بتلایا اور پھر دو تین دن کے بعد مقدمہ فریب کو ترتیب دیکر اُس کام مین سحرکاری کی اور پرتھال کے ماں باپ اُسے صاحب اقبال کے پیغام سے آپ کو ہفت خرگاہ پر معباہی دیکھکر شادان اور نازان ہوے اور اس معنی کو قبول کیا اُسکے بعد برہمن نے بامید داری تمام پدک مرصع اسباب کے درمیان سے برآوردہ کر کے ماں باپ کی تجویز سے چاہا کہ لڑکی کی گردن مین ڈالے مگر لڑکی نے اُسکے قبول سے سخت تنفر و انکار کیا اور اُسکی طرف جھلا خیال نکر کے پہلے تو ماں باپ کو اسطرح سمجھایا کہ راے بیجانگر کا دستور ہے کہ جس لڑکی کو اپنے حرم سرا مین جگہ دیتا ہے دوسری مرتبہ ماں باپ اور عزیز و اقارب کی

ملاقات کے واسطے رخصت نہین دیتا بلکہ دیدار وعدۂ قیامت پر ڈالتا ہی پھر اگر تم مجھسے بیزار ہو اور مجھے اس حقیر متاع دنیوی کے عوض فروخت کرنے پر راضی ہو تو مین تمسے بیزار نہین ہون اور یہ بھی نہین چاہتی کہ راے بیجانگر کے مجلس مین قید ہوکر تمھاری ملاقات سے محروم مطلق ہون اور جب مان باپ اور اُستاد نے اُس کے بیاہ کرنے مین نہایت الحاح حد سے زیادہ کر کے بہت فریب دیے تو آخر اس لڑکی نے ناچار ہوکر سچ بات کہدی کہ مجھے سروش اقبال اور مخبر بخت نے صبح خواب مین یہ بشارت فیض شارت دی ہی کہ اپنے پرایے کی بے محنت و مشقت شرف اسلام سے مشرف ہوکر اہی دیار مین ایام عسرت عشرت سے مبدل ہونگے لازم ہی کہ تم بھی پانون دامن صبر مین کھینچکر منتظر لطیفۂ غیبی اور فیوضات لاریبی ہو اور راے بیجانگر کے اس متاع فرستادہ پر کہ فی الحقیقت مایۂ غم و الم ہی نظر التفات نہ اٹھاتین اور مجھے بلا مین مبتلا نکرو یہ سنکر برہمن خاک نا امیدی اپنے چہرۂ بخت پر ڈالکر بیجانگر کی طرف راہی ہوا اور راے دیو کے حضور مین حاضر ہوکر قصہ مان باپ کی رضامندی اور لڑکی کے انکار کا کہہ سنایا دیو راے قانون طرب کو ساز امید سے چھینا کرنے بیقراری کو وہم آتشین سے بجانے لگا اور حیات مستعار سے سیر ہوکر آب خوشگوار زندگانی کو مذاق جان مین تلخ کیا اور جہان کو آتشکدہ سمجھکر قرین سوز و گداز ہوا

نظم

درعشق بجز گداختن نیست ٭ این سوختن ست ساختن نیست ٭ این عشق کہ ہست بیخود از خویش ٭ نی شاہ شناسد و نہ درویش ٭ با ہست بحمد بلند و پستی ٭ ہان پایہ نہ لغزوت زمستی ٭

القصہ جب خار عشق ناشکیبائی دیو راے کے سینۂ عاقبت مین چبھا سر رشتۂ حزم و ہوشیاری کا اُسکے ہاتھ سے گیا اور دفتر عہد و پیمان سابق کا آب نسیان سے دھویا اور فرش آسودگی اور امان کا لپیٹا یعنی اسی عرصہ مین سیر و شکار کے بہانہ بیجانگر سے مع فوج دریا موج برآمد ہوا جب تمندرہ کے ساحل پر پہونچا عنان عقل جنون کے ہاتھ مین دیکر انجام نہ سوچا ہر چند مصاحبان گستاخ مانع آئے فائدہ نہ بخشا مع پانچہزار سوار اور پیادوے جرار بیشمار کے آب تمندرہ سے عبور کرکے حکم دیا کہ کسی امر کی طرف توجہ نکرکے شب و روز قطع مسافت اور سرعت سے کام رکھو اور ولایت مدکل مین پہونچکر قریہ پرتھال کو محاصرہ کرکے اُس آہوے وحشی یعنی پرتھال کو دستیاب کرکے مراجعت کرو اور جو کہ رشتۂ عقل ہاتھ سے دیا تھا یہ نہ کیا کہ برہمن کو پیشتر روانہ کرکے پرتھال کے مان باپ کو مخفی حقیقت حال سے مطلع کرتا تو لشکر کے پہونچنے سے کسی طرح کے ہراس کو اپنے دلمین راہ نہ دیتے اور امیدوار ہوکر اُس مقام مین مقیم رہتے نتیجہ یہ ہوا کہ اُس لشکر بیدادگر کے پہونچنے سے ایکدن پیشتر یہ خبر اُس ولایت کے باشندون کے گوش زد ہوئی تھی مان باپ پرتھال کے بالاتفاق دختر و ہانکے تمام آدمیون کو لیکر جلے وہ دست مین بھاگ گئے تھے اور محروم دیو راے وہ اجاڑ بستی مشاہدہ کرکے نومیدی کی خاک اپنے سرون پر اڑانے لگے

بیت

البیت زبخت بدنمونہ ٭ فریاد زبخت واژگونہ ٭

اور مراجعت کے وقت جیسا کہ رسم سپاہ ہی سلطان فیروزشاہ کی مملکت مین بیجا دست اندازی کرکے بہت سے قریہ اور قصبہ تاخت و تاراج سے خاک سیاہ کیے اور فولاد خان وہانکے ناظم نے اس معاملہ سے خبردار ہوکر فوج قلیل ان کے تعاقب مین روانہ کی اور وہ تعاقب کرنے والون کی قلت پر نظر کرکے آب تمندرہ کے اطراف مین مشغول کارزار و سرگرم پیکار ہوے اور فوج فولاد خان کو پیچھے ہٹا کر درہم و برہم کیا لیکن فولاد خان دوسرے ہفتہ مین فوج جمع کرکے اُن کے کوچ کے وقت تاخت لایا اس سبب سے کہ پریشان حالت تھے شکست فاش پائی دو ہزار ہندو قتل ہوے اور جب اخبار نویسون نے یہ خبر سلطان فیروزشاہ کو پہونچائی اُسی وقت حضار لشکر اطراف کا حکم دیا پھر تو افسرون اور غازیون نے عین ملک فیروز آباد مین خیمہ و خرگاہ برپا کرکے فیروز آباد کو نگارچین کا نمونہ بلکہ اُس سے

دو نا ہمایا اور سلطان فیروز شاہ بساعت سعید اوائل موسم زمستان سنہ ۸۰۶ آٹھ سو چھ ہجری مین بعظمت و شوکت بادشاہانہ
ذوی الاقتدار باے فتح و نصرت رکاب مین لایا بیت ز ہے بگرفتہ از مہ تا بماہی ، بسپاہ دولت فیروز شاہی ،
اور یلغار کر کے بیجانگر پہونچ گیا چونکہ دیو راے وہان کے قلعہ مین قلعہ بند ہوا تھا چاہا کہ بجبر و قہر اس شہر مین داخل
ہو کر مسخر اور مفتوح کرے دیو راے مقام مدافعہ مین ہوا کرناٹکیون نے اس کوہستانی مقامات مین راستے
گھیر کر اہل اسلام کے سنگ راہ ہو کر مزاحمت پہونچائی اُس وقت تمام مسلمان شہر سے برآمد ہو کر باہر
آ گئے دیو راے کہ صولت و شوکت اپنے باپ سے افزون رکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہو کر حصار کی بناء
مین ایستادہ ہوا اور طرفین سے افواج آراستہ ہو کر تیر اندازی اور برق اندازی مین مشغول ہوئی اور لشکر اسلام
اس سبب سے کہ اپنے گھوڑے بیجانگر کے سنگ لاخ اور نشیب و فراز کے باعث بفراغت تمام جولان نکر سکتے
تھے آثار عجز اُنکے چہرۂ حال سے مشاہدہ ہوئے کہ ناگاہ ایک تیر سلطان فیروز شاہ کے دست حق پرست مین در آیا
اور حضرت نے اضطراب نکر کے تیر اپنے ہاتھ سے نکالا اور تیور پر بل نہ آیا اور باطمینان تمام خانۂ زین پہ زخم کو باندھ کر
اسکے اخفا کے واسطے اپنے مقربون کو نصیحت کی اور احمد خان خانخانان اس روز بزور بازو برابر کی لڑائی کر کے
رات کو صحراے ہموار اور مسطح مین فروکش ہوا اور اسقدر قیام کیا کہ زخمداران معرکہ شاہ و سپاہ سے
صحیح و سالم ہوئے اُسوقت تسخیر بیجانگر سے قطع نظر کر کے امیر الامرا احمد خان خانخانان کو ہمراہ میان سدھو سر نوبت مع
دس ہزار سوار ممالک جنوبی بیجانگر کے تاخت و تاراج کے واسطے تعین کیا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو مع لشکر
برار قلعہ بنکاپور کے محاصرہ کو جو قلاع مشہورہ کرناٹک سے ہے مامور کیا اور خود عرادہاے اور ضربزن دو لشکر مین
کھینچکر کمال ہوشیاری سے دیو راے کے مقابل بیٹھا اور اس عرصہ مین لشکر اسلام اور کفار کے درمیان اس جنگ مذکورہ کے
علاوہ آٹھ معرکہ اور وقوع مین آئے اور تائید ایزدی سے تمام معرکون مین فتح و فیروزی سلطان فیروز شاہ کے
شامل حال تھی اس سبب سے دیو راے نے شاہان گجرات کے پاس ایلچی بھیجکر مدد طلب کی اور چار مہینے کے عرصہ تک
سلطان دیو راے کے مقابل رہا اور احمد خان خانخانان بلاد کرناٹک کی تاخت و خرابی مین مشغول تھا اور میر فضل اللہ انجو
نے فرصت پا کر بخاطر جمع قلعہ بنکاپور کو مع توابع اور مضافات بجبر و قہر مسخر اور مفتوح کیا اور حکم کے موافق وہ قلعہ میان سدھو کو
جو وہان سے قریب پہونچا تھا سپرد کر کے خود مع خیل و حشم سلطان کی ملازمت مین حاضر آیا اور احمد خان خانخانان بھی
اکثر ممالک کو خراب کر کے ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیان ہنود کی اسیر کر کے مع غنیمت بسیار بھائی کی خدمت مین مشرف ہوا
اور اس خدمت کے صلہ مین سب فراخور حال نوازش پاکر خوشنود اور خرسند ہوے اور چونکہ اس فتوح کے واسطے
ایک جشن عظیم ترتیب ہوا تھا سلطان فیروز شاہ نے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت سے مشورہ طلب کیا بعد
گفتگوے دراز یہ تجویز ہوئی کہ احمد خان خانخانان دیو راے کے مقابل سرگرم وغا رہے اور سلطان مع میر فضل اللہ
و دیگر امرا قلعہ ادونی کی تسخیر کرین کہ ملاذ و ملجاے کرناٹکیان تھا اور اوس قلعہ سے سکین اور محکم زیادہ نہ رکھتے تھے اور
جب یہ خبر وحشت اثر دیو راے کے گوش زد ہوئی اور وہ مدد پہونچنے شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس سے ناامید اور
مایوس ہوا تھا دریاے حیرت مین غرق ہوا لیکن ارکان دولت کی ہدایت سے قبل اسکے کہ سلطان فیروز شاہ کوچ کر کے
ادونی کی طرف توجہ کرے ایک جماعت اپنے معتمدین سے مسلمانون کے اردو مین بھیجی اور وہ میر فضل اللہ انجو کے ذریعہ سے سلطان کی

پابوسی سے مشرف ہوئی اور صلح کی درخواست کی لیکن پہلے معرض قبول مین نہ پڑی آخر میر فضل اللہ انجو کی سفارش سے بشرائط ذیل پذیرا ہوئی کہ دیورا ے اپنی دختر سلطان بابند اختر کو نذر کرے اور دس لاکھ ہون اور پانچ من مروارید اور پچاس زنجیر فیل خاص نامی اور دو ہزار کنیز و غلام خوانندہ اور سازندہ اور رقاص بطور پیشکش دے اور قلعہ بنکاپور باوجود اسکے کہ اہل ایمان کے تصرف مین ہو اسکو اشیاے جہیز عروسی مین حساب کرے تاکہ دوبارہ اس قلعہ کے بابت گفتگو نہو وے چونکہ اس زمانہ تک کسی راجہ کرناٹک نے بیٹی اپنی ابناے جنس کے سوا دوسرے کو نہ دی تھی یہ امر نہایت کراہت دینے والا انکی طبیعت کا ہوتا تھا لیکن ارکان دولت نے سمجھایا کہ بادشاہون مین اس سے بہتر کہان ملے گا اور دوسرے راجاؤن نے رشتہ داری مین پھل پایا ہے آخر دیورا ے نے قبول کیا اور طرفین لوازم جشن وطوی مین مشغول ہوئے اور چالیس دن بیجانگر سے اردوے سلطان تک کہ سات فرسخ تھا راستہ کے دو طرفہ دوکانین آراستہ ہین ہنرمندان ہندو و مسلمان اُس مسافت مین قسم قسم کی نعمتین ظہور مین لائے اور ارباب نشاط اور بازیگرون نے اپنے ہنر کے ظاہر کرنے مین تقصیر نہ کی اور احمد خان خانخانان اور میر فضل اللہ انجو جو کچھ قاعدہ اور لازمہ دامادی کا ہے بیجانگر کی طرف لے گئے بعد ایک ہفتہ کے عروس مع جہیز فراوان و دیگر لوازمات اردو مین پیشکش پہونچایا اور سلطان فیروزشاہ نے شیرین کام اور خوشدل ہو کر دروازہ گنج مقصود کا کھولا اور حظ نفسانی و لطف زندگانی کا مزا اٹھایا دیورا ے نے ابواب خصوصیت اور اتحاد اپنے زمانہ کے منھ پر مفتوح دیکھ کر تمہید مقدمات ملاقات کی اور سلطان فیروزشاہ نے جرأت کر کے اردو کا انتظام احمد خان خانخانان کے سپرد کیا اور خود وقت سحر بشہر کرو فر باتفاق عروس شہر بیجانگر کی طرف متوجہ ہوا دیورا ے لوازم استقبال اور مراسم پیشوائی بجا لایا اور شہر کے دروازہ سے دارالامارۃ تک کہ تین فرسخ کے قریب تھا مخمل اور اطلس اور مشجر اور اقمشہ نفیسہ کے پا انداز بچھائے اور وہ دونون بادشاہ عنان در عنان جب شہر مین داخل ہوئے دو طرفہ عورتون اور لڑکون صاحب حسن و جمال نے راے کی طرف سے طبقہا ے گل طلا و نقرہ کے نثار کیے اور اسکے بعد بیجانگری رعیت اور سپاہ زن و مرد سب سیر و تماشے کے واسطے ہجوم کر کے اپنے بقدر استطاعت و مقدرت لوازم تصدقات بجا لائے اور جب اُس میدان سے کہ شہر کے وسط حقیقی مین واقع تھا طے کر کے دارالامارۃ کی طرف متوجہ ہوئے دیورا ے کے قرابتی اور اعزا فوج فوج دونون طرف سے کوچہ و بازار مین رسوم نثار بجا لاتے تھے اور پیادہ پا جلو مین جاتے تھے جب دارالامارۃ کے دروازہ تک پہونچے اور وہان دونون صاحب اقبال خانہ زین سے اُترے پالکی مرصع بجواہر نفیسہ دیورا ے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروزشاہ کو اُسپر سوار کر کے اُس مقام تک کہ عروس و داماد کے واسطے آراستہ تھا اسی طرح سے لے گئے اور دیورا ے اسواسطے کہ دولہا اور دولھن ایک مجلس مین صحبت رکھین سلطان فیروزشاہ کو وداع کر کے اپنے محل مین گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروزشاہ عازم مراجعت ہوا دیورا ے تکلف شاہانہ درمیان مین لایا اور اسقدر اشیاے نفیسہ پیشکش کیے کہ جہیز ہاے اول سے مضاعف ہوئین اور مشایعت کے طریق چار فرسخ اسکے ہمراہ گیا اثناے سواری مین کچھ بھی اور موافقت کے بارہ مین کنھری بولی مین جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب رخصت حاصل ہوئی پلٹ گیا سلطان فیروزشاہ اس امر سے رنجیدہ خاطر ہوا اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ شرط یہ تھی کہ دیورا ے ما بدولت و اقبال کو لشکرگاہ تک پہونچا کر معاودت کرتا انشاء اللہ تعالیٰ اسکا انتقام اُس سے لونگا اور یہ خبر دیورا ے کو پہونچی وہ بھی حرف ناخوش زبان پر لایا القصہ باوصف اس پیوند و نسبت کے غبار ملال سلطان کے آئینہ دل سے

دور ہوا اور صفائی بہم نہ پہونچی سلطان فیروز آباد کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ ایک جماعت مدگل مین جاکر پرتھال کو مع اسکے
مان باپ کے درگاہ مین حاضر کرین اور بعد احضار اُس دختر کو بصفات مذکورہ دیکھکر زبان اسکی تعریف و توصیف
مین کھولی اور از روے انصاف فرمایا مین عمر مین زیادہ ہون اور یہ دختر نوجوان مناسب یہ ہیکہ اسے اپنے بڑے بیٹے
حسن خان کو ارزانی رکھون کہ اسکا بھی آغاز شباب جوانی ہے پھر اُسکے مان باپ کو بنقود فراوان او تفویض قریہ سے کہ
مسکن اُنکا تھا مسرور اور مبتہج کیا اور پرتھال کو اپنی پھوپھی کے سپرد کر کے اسباب جشن وطوی اور جمیع لوازم عروسی کے
سامان کا حکم دیا پھر باآئین دختران شاہان اس کا عقد باندھکر سر جملۂ زوجات حسن خان سے کیا او علو ہمت پرتھال
نے اپنا کام کیا کہ ایسے احسن وجہ سے اپنے مطلب کو پہونچے اور ۸۱۰ھ آٹھ سو دس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے جو علم
ریاضی اور ہندسہ سے وقوف تمام رکھتا تھا اور سر آمد علماے زمانہ اسکے دربار مین جمع تھے حکم فرمایا کہ بالا گھاٹ دولت آباد
مین رصد تیار کرین اس صورت مین حکیم حسن گیلانی اور سید محمد گازرونی کہ مزید دانش او امتیاز رکھتے تھے باتفاق جمیع
علما رصد کی تیاری مین مشغول ہوے لیکن بسبب موانع کے کہ ایک اسمین سے وفات حکیم حسن گیلانی کی ہوئی رصد تمام
نہوئی وہ کام ناتمام رہا اور ۸۱۵ھ آٹھ سو پندرہ ہجری مین سلطان نے شکار کے بہانے ولایت گوندوارہ مین جاکر تین سو
ہاتھی لیے اور اس مملکت کی تاراجی اور پائمالی کے بعد لوازم جہاد بجا لایا اور پھر مرکز دولت کی طرف مراجعت کی اُنھین
سنوات مین مخبران سعادت نشان نے فیروز آباد مین سمع مبارک مین پہونچایا کہ دہلی کی طرف سے ایک سید عالی مقام
عرش احترام میر سید محمد گیسو دراز دکن مین رونق افزا ہوکر حسن آباد گلبرگہ کے اطراف مین پہونچے ہین بیت چراغی
زشمع نبی تافتہ ٭ کہ خورشید و مہ نور ازو یافتہ ٭ سلطان فیروز شاہ کہ ہمیشہ سے مردم عزیز کا خواہان تھا اس بشارت
سے نہایت شاد ہوا اور فیروز آباد سے حسن آباد گلبرگہ مین آیا جمیع امرا اور ارکان دولت اور اولاد کو استقبال کے
واسطے بھیجا اور باعزاز و اکرام تمام شہر مین لائے لیکن سلطان فیروز شاہ حکیم طبیعت تھا جب سید محمد گیسو دراز کو علم
ظاہری مین خصوصاً معقولات سے خالی دیکھا اسقدر توجہ نہ کی مگر احمد خان خانخانان نے بھائی کے برخلاف اعتقاد
تمام سید سے پیدا کیا اور ایک خانقاہ یہان اُنکے واسطے زر کثیر صرف کر کے تیار کی اور اکثر اوقات اُنکی مجلس شریف مین
حاضر ہوکر اُنکے سخنان متصوفانہ سے محظوظ اور بہرہ مند ہوتا تھا اور جسوقت کہ محفل سماع یعنے راگ کی ہوتی تھی حاضر ہوکر
درویشان خانقاہ کو اقسام احسان سے سرفراز کرتا تھا غرضکہ ۸۱۸ھ آٹھ سو اٹھارہ ہجری مین سلطان نے اپنے بڑے بیٹے
حسن خان کو جو شاہزادہ عیاش اور خفیف العقل تھا ولیعہد کر کے تاج اور ٹیکا شاہانہ اور چتر اور سراپردہ سیاہ اور ہاتھی
اور تخت عنایت فرمایا اور عظماے درگاہ سے اُسکی بیعت لیکر آدمی سید محمد گیسو دراز کے پاس بھیجا کہ اسکے حق مین دعاے
خیر کرے اور فاتحہ پڑھے سید نے جواب دیا کہ جب ملتے شاہی اُسے دی ہے فقیر کی دعا اور فاتحہ کی کیا حاجت ہے سلطان
فیروز شاہ نے دوبارہ آدمی بھیجکر اس بارہ مین الحاح یعنے مبالغہ کیا سید نے فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے بعد تیرے
بھائی احمد خان خانخانان کے نامزد ہوا ہے اس بارہ مین کوشش کرنی بیفائدہ ہے سلطان اس بات سے بہت رنجیدہ و متألم
ہوا اور آثار رنجش کے ظاہر کیے اور یہ پیغام دیا کہ تمھاری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہے اور ازدحام خلق کا ہوتا ہے شہر سے
باہر تشریف لیجایئے سید محمد گیسو دراز ناچار ہوکر مع اپنے اہل و عیال بلدۂ حسن آباد گلبرگہ سے برآمد ہوے اور شہر کے کنارے
اُس مقام پر کہ بالفعل مزار اُنکا ہے فروکش ہوے اور اُنکے مریدون نے ہجوم کر کے ایک مکان نہایت پر تکلف

اور معقول اُنکے واسطے تعمیر کیا اور سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے ایلچی راے تلنگ کے پاس بھیجکر باج وخراج چند سالہ طلب کیا اور اسنے اطاعت کرکے زر نقد وجنس اسقدر ارسال رکھا کہ باعث تسلی خاطر اشرف ہمایون ہوا اور وسط سال مذکور مین قلعہ پانگل کی تسخیر کے واسطے کہ ان دنون مین ساتھ ناگکنڈہ کے شہرت رکھتا ہی اور قلعہ اودنی سے اُس مقام تک اسی فرسخ کی مسافت ہی قاصد ہو کر اُس طرف فوج کش ہوا اور خویشی اور قرابت کو ایک طرف رکھکر کوچ بر کوچ جاکر اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور دو برس تک محاصرہ نے امتداد پیدا کیا جو ارادہ سبحانی اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے متعلق نہ تھا اس سبب سے سلطان کے اُردو مین وبا یعنی مری بہم پہونچی انسان اور حیوان بہت تلف ہوے اور بہت سے لشکری وقت بیوقت اپنی جاگیرون مین بھاگ گیے نظم شہنشہ در آن ناحیہ چند سال ÷ تہی کرد گنجینہ از زر و مال ÷ ز آب و ہوا لیش دران سال و ماہ ÷ چہ اسپ و چہ آدم بسی شد تباہ ÷ ز دشواری رنج آن کارزار ÷ پراگندہ شد لشکر شہریار ÷ اُسوقت مین دیورائے نے موقع دیکھکر سوار و پیادے بیشمار اطراف ممالک سے جمع کیے اور تمام راجاؤن کو یہانتک کے تلنگ کے راجہ کو بھی مدد کے واسطے طلب کیا وہ بھی مثل نہنگ مع فوج جرار و پہلوانان نامدار سلطان کے مقابل آ پہونچا اور بادشاہ اگرچہ جانتا تھا کہ حریف اس معرکہ کا نہین ہی لیکن غیرت شاہی کی دامنگیر ہونے سے وہ بھی مصاف مین آیا اور ہرچند میر فضل اللہ انجو اور بھی اعیان و اشراف نے منع کیا فائدہ نہ بخشا بے محابا آتش جنگ فروختہ کی اور میر فضل اللہ انجو نے جو سپہ سالار لشکر اسلام تھا حملہا ے مردانہ کرکے کفار کے طلیعہ کو متفرق اور پریشان کیا اور اُنکے میمنہ کی طرف متوجہ ہوا قریب تھا کہ اس مقام مین گل فتح شگفتہ ہو چرخ نے یہ نیرنگی دکھائی کہ کفار کنہرہ مین سے ایک برہمن جو میر فضل اللہ انجو کے سلک ملازمون مین انتظام رکھتا تھا اور برسون اُسکے سبب کی بدولت عیش و کامرانی کی تھی اس کور نمک محسن کش نے بوعدہ امارت دیورائے سے فریب کھا کر عین معرکہ کی گرما گرمی مین کہ تنور حرب شعلہ زن تھا ایکبارگی تلوار برق کردار اس سردار کے فرق مبارک پر مارا کہ شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان مین داخل ہوا جب میر فضل اللہ انجو کہ عمدہ ارکان لشکر تھا شہید ہوا اور امراے میسرہ بھی اکثر شہید ہوے بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی پہلوانون کا دل ٹوٹ گیا میر فضل اللہ کے مرنے سے جی چھوٹ گیا سلطان فیروز شاہ منہزم ہوا احمد خان خانخانان اپنی قوت بازو کے سبب تھوڑے لشکر مجروح خستہ سے ساحل نجات پر پہونچا اور کفار اہل اسلام کے قتل عام مین مصروف ہوئے اُن سنگدلون نے غازیون کے بےقدر سرتن نازنین سے جدا کیے کہ جنگ گاہ مین اُن کے سرون کے چبوترہ باندھے جب مسلمانون کی شکست فاش ہوئی اسپر بھی اکتفا نہ کی سلطان کے متلاشی ہو کر اسکے تعاقب مین روانہ ہوئے اور اکثر ممالک اُسکے اپنے تصرف مین لائے اور مساجد کے مسمار کرنے اور غارت و قتل عام ارباب اسلام مین تقصیر اور مضائقہ نہ کیا اور برسون کا کینہ اپنے سینہ سے نکالا اور سلطان فیروز شاہ نے عاجز ہو کر میر غیاث الدین ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجکر کمک طلب کی جو احمد شاہ گجراتی اسی عرصہ مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا تھا اور اُسکے مہمات شاہی نے انتظام اور قیام نہ قبول کیا تھا وہ پیغام اثر پذیر نہوا آخر کار احمد خان خانخانان نے دروازہ خزانہ کا کھولا اور فوج جمع کرکے دیورائے کو ملکات شاہ سے باہر کیا اور حسن آباد گلبرگہ مین اپنے بھائی کی خدمت مین مشرف ہو کر تشریفات فاخرہ سے ممتاز و سرفراز ہوا اور سلطان فیروز شاہ اور افسران سپاہ اور رئیس شہر جو حسن وتخانہ کے خیر سگال تھے انتقام کی فکر مین ہو کر کلہم آئین سامان سپاہ مین مشغول ہوے لیکن سلطان فیروز شاہ کو بڑھاپے مین ایسی شکست اسے پہونچی بار رنج والم سے پشت اسکی خمیدہ ہوئی اور غم و غصہ کی شدت سے بیمار ہوا

نظم بسے غصہ می خورد و شوریدہ وار ، بہ پیچید بر خویش چون روزگار ، بہ تدبیر آن بود شاہ جہان ، کہ تا برکشد کینہ از ہندوان ، پس از چندگاہ آن کیانی نژاد ، ز خستہ دلے سر بہ بالین نہاد ، اور جب ایام مرض نے درازی پیدا کی زمام مہام انام دو غلام کے قبضہ اختیار مین کہ ایک کا نام ہشیار عین الملک اور دوسرے کا بیدار نظام الملک تھا سپرد کرکے ہاتھ انکا امور سلطنت مین قوی کیا اور انھون نے اوضاع احمد خان خانخانان سے استنباط دعوی سلطنت کرکے سلطان سے معروض کیا کہ وارائی ملک دکن کی اسوقت آپ کے فرزند حسن خان کے نام قرار پکڑے گی کہ میدان ملک کا آپ کے بھائی احمد خان خانخانان کی شوکت سے خالی ہو یہ سنکر سلطان کو سید محمد گیسو دراز کا کلام یاد آیا اور یہ عزم مصمم کیا کہ کل احمد خان خانخانان کی آنکھین بمصلحت دینوی کی لیے حلیہ نور سے بے بہرہ کرے اور احمد خان بادشاہ کے اس ارادہ سے واقف ہوا اور نظر بخدا کرکے شب تیرہ و تار مین باتفاق اپنے نور چشم علاء الدین کے سید محمد گیسو دراز کے مکان پر جاکے بعد مشورہ اور اعلام احوال التماس دعا کی سید محمد گیسو دراز نے اپنی دستار دو پارچہ کرکے اپنے دست حق پرست سے باپ اور بیٹے کے سر پر باندھی اور پھر دونون کو مژدہ سلطنت دیکر فاتحہ خیر پڑھا اور مبارکی اور شگون کے واسطے ماحضر خوان فیض پر چنانکہ تینون صاحبون نے ایک طباق مین تناول فرمایا اور احمد خان خانخانان اپنے مکان پر جاکر تمام رات فرار کے تہیہ مین آمادہ رہا اور صبح ہوتے چارسو جوان مسلح اور جرار جنگ آزمودہ خنجر گذار کہ تمام معرکون مین نام جوانمردی اور بہادری کا روشن کیا تھا ہمراہ لیکر مکان سے برآمد ہوا اس درمیان مین ایک تاجر موسوم و معروف بخلف حسن بصری نے جو آشنائے قدیم احمد خان خانخانان کا تھا اور اس کے ارادے سے واقف ہوکر اپنے دروازہ کے باہر ایستادہ تھا رو برو آنکر اس روش سے کہ بادشاہون کو تسلیم کرتے ہین سلام کیا اور احمد خان نے اسے فال سعد اور شگون نیک سمجھکر اس سے فرمایا کہ تو بسرعت تمام اپنے مکان پر جا مبادا میری دوستی کے سبب تیرے دشمنون کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے خلف حسن بصری نے جواب دیا کہ فراغت و آسایش مین جلیس و ندیم رہنا اور محنت و تعب مین خاک بیوفائی مردمک دیدہ مین چھڑکنا ارباب وفا کے مذہب مین پسندیدہ نہین ہے جبتک جان تن مین اور ایک رمق بدن مین ہے خدا کی قسم تیری رکاب ظفر انتساب سے منھ نہ موڑونگا بیت سری کہ از تو بہ پیچد بریدہ باد چو زلف ، دلے کہ از تو بگردد سیاہ باد چو خال ، دوسرے یہ کہ جسطرح بادشاہون کو ملازمان بزرگ کی احتیاج ہے ویسے ہی بندگان حقیر کی بھی ضرورت رہتی ہے کس واسطے کہ جو کام سوزن رکیا سے برآوے نیزہ بلند اس سے قاصر آوے اور جو مہم قلمتراش نحیف سر کرے شمشیر برق کردار اسکے اہتمام مین عاجز ہووے اگر خداوند نعمت اس کمترین کو سلک بندون مین منسلک کرکے نظر عنایت ملحوظ فرماوین امید ہے کہ خدمات شائستہ اس خاکسار دیرینہ سے ظہور مین آوین بیت من ہمچو خاک و خادم و تو آفتاب و ابر ، گلہا و لالہا دہم ار تربیت کنی ، احمد خان خانخانان کو اخلاص و یکجہتی اسکی پسند آئی اسے اپنے ہمراہ لیا اور یہ فرمایا کہ اگر زمام شاہی میرے ہاتھ آئیگی تو بھی ہمارا سہیم و شریک ہوگا یہ کہکر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا اس دن قصبہ خان پور مین مقام کیا اور یہ منت کی کہ اگر خدا مجھے سلطنت عطا فرماویگا مین اس قصبہ کا رسول آباد نام رکھکر سادات مکہ و مدینہ و کربلائے معلی و نجف اشرف کو وقف کرونگا اور جب ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک خواب غفلت سے چونکے اور احمد خان خانخانان کی خبر فرار سنی مضطرب ہوکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حقیقت حال عرض کرکے رخصت تعاقب

حاصل کی اور تین چار ہزار سوار اور کئی فیل نامی جنگی لیکر احمد خان کے سراغ میں سرگرم عنان ہوئے اور احمد خان رفقا کی قلت اور اعدا کی کثرت سے چاہتا تھا کہ ولایت کے درمیان داخل ہو کر بعضے امرا کو ساتھ اپنے متفق کرے خلف حسن بصری مانع آیا اور چتر سیاہ اُسکے فرق مبارک پر لگایا اور آدمی حسن آباد گلبرگہ اور بیدر اور کلیانی میں بھیجکر ایک جماعت ملازمان شاہ او باش اور بیکار کو بوعدہ ہائے دلفریب احمد خان کی ظل رایت میں لایا اور اُنکی دلداری اور ساز و سامان سے مددگاری کی لیکن احمد خان اُس وقت جنگ سے پہلوتہی کر کے حسن آباد گلبرگہ کے اطراف و اکناف میں جا بجا پھرتا تھا اور جب زیادہ کمک دار الخلافت سے ہوشیار اور بیدار کے پاس پہونچی اُنھون نے چارون طرف سے ہجوم کر کے احمد خان کو گھیرا کسواسطے کہ اُنکے پاس آٹھ ہزار فوج سلطانی تھی اور احمد خان کی کل ایک ہزار قفارا چند بنجارے دو ہزار بیل غلہ سے محمول ولایت برار کی طرف سے آنکر کلیانی کے حوالی میں فروکش ہوئے اور اسی طور سے تین سو گھوڑے سوداگرون نے لاہور سے لاکر آشوب راہ کے سبب کلیانی میں مقام کیا خلف حسن بصری جو جنگ کے بارے میں ساعی تھا اُسنے احمد خان سے کہا کہ مین صلاح کار یہ دیکھتا ہون کہ یہ گھوڑے سوداگرون سے بقیمت اور بیل بنجارون سے بعاریت لیجئے اور بدستور دکن بیرقین زنگار رنگ بانس کی چھڑون میں باندھکر پیادون کے حوالے کر کے ہر ایک کو ایک بیل پر سوار کرین اور سوداگرون کے گھوڑون پر بھی اسی طریق سے پیادون کو سوار کر کے فوج اعدا کے مقابل جاوین اور بنیاد جنگ قائم کر کے ہنگامہ فوج کی عین گرمی میں بیلون کو اُردو کے ایک طرف سے نمایان کرین اور آواز بلند مخالفون کو سناوین کہ امرا جو اپنی جاگیرون میں تھے ہماری کمک کو آتے ہین شاید توفیق سبحانی سے ایک ہراس ان غلامون کے دل پر غالب ہو خائف ہو کر راہ فرار لین احمد خان اس بات کو خرافات سمجھ کر اس امر پر ہرگز رضامند نہوا اور جب افواج شاہی بہت قریب آئی کوچ کر کے بعین طے مسافت میں متحیر اور محزون ایک درخت کے سایہ میں اُتر کر سو گیا عالم رویا میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار خرقہ درویشون کا پہنے ہوئے اور ایک تاج سبز بارہ ترک کا ہاتھ میں لیے ہوئے اُس کی طرف تشریف لاتے ہین احمد خان نے اُنکا استقبال کر کے سلام کیا اور وہ درویش شرائط تہنیت بجا لائے اور وہ تاج سبز اُسکے زیب سر کر کے فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے ایک مشائخ گوشہ نشین اور متوکل نے تیرے واسطے بھیجا ہے احمد خان بستر خواب سے نہایت محظوظ ہو کر اُٹھا خلف حسن بصری کو طلب کر کے صورت خواب اُس سے نقل کی پھر یہ فرمایا کہ اس مدت میں جنگ کے بارہ میں متردد تھا اب جو ایسی بشارت محض اشارت غیب سے پہونچی حرب کی طرف عازم ہوتا ہون چاہیے کہ تو وہ تدبیر جو تو نے سوچی ہے لطیفہ غیبی جانکر وقوع مین لا خلف حسن بصری زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر دو سو بہادر ہمراہ لیکر کلیانی کی طرف روانہ ہوا اور بشیرین زبانی اور لطایف کے ساتھ گھوڑے اور بیل اُنکے مالکون سے لیکر بازگشت کی اور رات کو بیرقین رنگین درست کین اور یہ مقدمہ کسی پر اظہار نہ کیا دوسرے دن صبح کے وقت کوچ کے نقارے پر چوٹ رہی اور میمنہ اور میسرہ اور قلب آراستہ کر کے با آہستگی و اطمینان تمام افواج شاہی کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور مشہور کیا کہ جمیع امرا جن کے یہ نام ہیں احمد خان سے بدل و دل یکجان ہو کر مع فوج کثیر اُسکی کمک کے آتے ہین اور دو تین کوس پر آپہونچے احمد خان کے ہمراہی یہ نوید سنکر قوی پشت ہوئے اور کمال مضبوطی سے میدان میں جولانی کرنے لگے اور باوجود اپنی قلت فوج کثرت اعدا سے اندیشہ نکرکے

جنگ کے حصہ بعض ہوئے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک اگرچہ یہ خبر سنکر ہوش بجا نہ رکھتے تھے لیکن سپاہگری
کی راہ سے صفیں آراستہ کین اور میدان جنگ مین آئے جب طرفین کا مقابلہ ہوا خلف حسن بصری نے تین سو سوار سپاہان تجار
پر سوار کرکے ساتھ حسن وجہ کے ایک جانب معرکہ سے کہ صحرا مسطح تھا نمودار کیے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک
کو یقین ہوا کہ امرا ملک کو آپہونچے شکستہ خاطر ہوگئے اور اسوقت احمد خان ایک ہزار جوان یکدل اور یکرو ہمراہ لیکر
نہایت سرور سے افواج مخالفین کے قلب پر حملہ آور ہوا ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک جو قلب مین تھے جب دیکھا
کہ امراے میمنہ و میسرہ پسپا ہوکر بھاگے خود کچھ دیر تک حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے آخر کو انکا بھی پانون جگہ سے ہل گیا
طریق فرار پائی نظم چو شد روبرو ہر دو قلب سپاه * کشیدند شمشیر در رزمگاہ * دو لشکر در آمیخت با تیغ و تیر * بگردون برآمد
ز گیتی نفیر * چو فیروز شد خانخانان بجنگ * ز شادی برخسارہ آورد رنگ * احمد خان خانخانان نے مظفر و منصور
ہوکر مفروروں کا پیچھا کیا اور ہاتھی اور گھوڑے اور غنیمت بیشمار دستیاب ہوئی اور اسکے بعد حسن آباد گلبرگہ کے چند
کوس ادھر نزول کیا اور بہت لشکر حسن آباد گلبرگہ کا اُس سے ملحق ہوا سلطان فیروز شاہ باوجود ضعف و بیماری ہشیار
عین الملک اور بیدار نظام الملک کی صلاح سے حسن خان شہزادہ کے سر پر چتر لگا کر خود پالکی مین سوار ہوا اور قلعہ معتمد
کے سپرد کرکے مع گروہ امرا اور تین چار ہزار سوار خاصہ خیل اور توپخانہ اور فیل بسیار احمد خان خانخانان کے استیصال
کو روانہ ہوا اور جب یہ خبر احمد خان کو پہونچی بسرعت تمام پیشقدمی کرکے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا حسن آباد گلبرگہ سے
تین کوس پر طرفین صف آرا ہوے اور جو تقدیر الٰہی مین یہ تھا کہ احمد خان خانخانان تاج شاہی سے مشرف ہو اسوقت
سلطان فیروز شاہ پر اسقدر ضعف غالب ہوا کہ بیہوش ہوگیا اور خبر اسکی فوت کی منتشر ہوئی خرد و بزرگ ترک
رفاقت کرکے فورًا احمد خان سے جا ملے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نہایت مضطرب و ہراسان ہوکر
بادشاہ کو پالکی مین اٹھا کر بسرعت تمام قلعہ کی طرف روانہ ہوے جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچے سلطان ہوش مین آیا اور
زمانہ کی بازی سے متعجب ہوا اور احمد خان خانخانان نے رعایت ادب کرکے تعاقب نہ کیا اُسکے بعد قلعہ مین داخل ہوکر
دار الملک کی سمت متوجہ ہوا احمد خان نے قلعہ کے گرد استقامت کی ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک باتفاق
حسن خان بالاے برج آئے اور دونون توپ اور بندوق سر کرنے لگے حسب اتفاق ایک گولہ توپ کا احمد خان
کے خیمہ پر آیا جس سے کچھ لوگ ضائع ہوئے اسواسطے احمد خان وہانسے کوچ کرکے اُس سے کچھ دور عقب
پر فروکش ہوا اور یہ خبر گوش حق نیوش سلطان مین پہونچی حسن خان ولیعہد سے فرمایا بادشاہی باتفاق لشکر و رعیت ہوا
سران سپاہ و بیان خیرخواہ ہی جبکہ تمام خلائق درگاہ ارکان دولت اور وزیر و امیر بادل ناشاد تیرے شریک ہوت
صلاح ملک اسمین ہی کہ فرش نزاع کو کہ موجب خرابی و فنا ہی لپیٹ اور احمد خان کی اطاعت کے لیے جا کر سلام
کر اور اپنے ساتھ قلعہ مین لاکر نزاع دور کر اسنے یہی کیا اور احمد خان خانخانان مع جماعت معتمدان قلعہ مین داخل
ہوا اور اپنے بھائی کے سرہانے جا کر سر قدمون پر رکھکر زار زار رونے لگا اور یہ دو بیت پڑھیں ابیات از زین
سرنوشتہ پر سود و زیان * فلک راہبانہ منم درمیان * ازینش ستاند بآتش دہد * کند ہر چہ خواہد بما بر نہد * اور فیروز شاہ
نے اظہار بشاشت کرکے کہا الحمد للہ کہ مین نے تجھے اپنی حین حیات مین شاہ دیکھا واللہ تو شایان سلطنت اور
سزاوار مملکت ہی اور استحقاق اسکا تجھے پہونچتا ہی ہان اتنی بات ضرور ہوئی کہ شفقت پدری کے باعث حسن خان کی

ولیعہدی میں حتی المقدور سعی کرتا تھا اب بتقیین خدا کو اور حسن خان کو تیرے سپرد کیا اٹھ مہمات سلطنت میں مشغول ہو
اور میں جو چند روز کا مہمان ہوں میرے احوال سے غافل نہ رہنا احمد خان اسی روز کہ شہر شوال کی پانچویں تاریخ سنہ ۸۲۵
آٹھ سو پچیس ہجری تھی تاج بھائی کا عطا کیا ہوا زیب سر کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام احمد شاہ بہمنی رکھا
خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام پر جاری کیا اور جب سلطان فیروز شاہ نے روز دوشنبہ پندرھویں ماہ مذکور کو نقد
جان خازن بہشت کے سپرد کی پھر بآئین سلاطین غسل و کفن دیکر لاش اسکی تابوت صندلی میں اٹھاکر باپ اور دادا کے
پہلو میں مدفون کی مدت اسکی جہانبانی کی پچیس برس اور سات مہینے اور پندرہ دن مورخ نشان دیتے ہیں اور بعضے
کتب میں تحریر ہے کہ احمد شاہ نے اپنے بھانجے شیر خان کے وسوسہ اور تحریک کے سبب سلطان فیروز شاہ کو
گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ملا داؤد بیدری نے سلطان فیروز شاہ کا تخلص کبھی فیروزی
اور گاہے عروجی لکھا ہے اور یہ اشعار غزلیات اس سے نقل کیے غزل بران شاہ پر زخم دستبرد ستم تنگ است ٭ کہ دل بہ
لذت سودا سے عشق در جنگ است ٭ گل امید شگفت از نسیم وعدہ و لی ٭ ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است قطع راہ محبت
مجوز نیک امید ٭ کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگ است ٭ بجز بمہر و محبت نگو زہر مہ نا ہے ٭ کہ ہر چہ خارج این پردہ تنگ
آہنگ است ٭ دلی لبسینہ لبالب ز درد و مستی دارم ٭ کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است ٭ دماغ طبع عروجی چہ دلکشا ہے
چمن مگو سے کہ آن آسمان فرہنگ است **ایضاً** کرشمہ جنبش آموزست مژگان دراز ش راہم کردست و اجب ہر زمان
تعلیم نازش را ٭ محبت چاک بر دل میزند ہر گہ کہ در بزمے ٭ بخود مخصوص میبیند تغافلہای نازش را ٭ صبا و آسیب
نقصان یابد از سوز دلم تارے ٭ بدل چون رہ نیم اندیشہ زلف درازش را ٭ بیا بد لذتے زاہد ز وصلت از منا ہے
خلد ٭ بہان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را ٭ فروزی قامت و خسار آن خورشید تا بانرا ٭ بشر والا ہمی سنجد کہ بیند
امتیازش را ٭ رباعی در آتش ہر زہ فکر زائل نکنی ٭ اندیشہ ہر خیال باطل نکنی ٭ این نقد عزیز را کہ ناست بگوش تا صرف بجنبہا باطل نکنی

تذکرہ سلطنت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد شاہ بہمنی نور اللہ مضجعہ کا

سلطان احمد شاہ قوانین لشکر کشی اور آئین فرمانروائی خوب جانتا تھا اور اپنے بھائی کی پیروی کرکے سادات
و علماء اور مشائخ کی تعظیم و تکریم میں حتی الامکان تقصیر نہ کرتا تھا اور ابتدائے سلطنت سے بسبب اُس کرامات کے جو اسکے
حق میں ظاہر ہوئی تھی سید محمد گیسو دراز کی عزت و توقیر بہت کرتا تھا اور بمقتضائے الناس علیٰ دین ملوکہم خلائق
دکن بھی اس خلاصہ مشائخ کی طرف رجوع ہوئی اور آستان فیض نشان اسکا مطاف جہانیان ہوا اور سلطان
احمد شاہ بخلاف سلاطین ماضیہ شیخ محمد سراج کے خاندان کے شمع ارادت کو خاموش کرکے سید محمد گیسو دراز کا
مرید ہوا اور چند قصبہ اور قریہ سرکار حسن آباد گلبرگہ بشمول دیگر پرگنات انھیں وقف کیے اور ایک مکان نہایت وسیع
اور پاکیزہ شہر کے متصل انکے واسطے ترتیب کیا چنانچہ اس وقت تک کہ سلطنت حسن آباد گلبرگہ نے ہمیشہ کے لیے بیدر شاہ
کی طرف انتقال پایا ہے اکثر قریات اور قصبات عمل درآمد قدیم کے موافق اُن سید والا نژاد کی اولاد امجاد
کے تصرف میں ہیں اور آدمی دکن کے سید ممدوح سے حد سے زیادہ اعتقاد رکھتے ہیں یہانتک کہ ایک شخص نے ایک
مرد دکنی سے پوچھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں یا سید محمد گیسو دراز اُسنے جواب دیا کہ حضرت
محمد رسول اللہ اگرچہ پیغمبر خدا اور خاتم الانبیاء ہیں لیکن سبحان اللہ مخدوم سید محمد گیسو دراز چیز دیگر ہیں درایں قول سے مقصود

اور اخلاص اہالی دکن کا نسبت اُن سید محدوم اور اُنکے خانوادہ کے قیاس کرنا چاہیے القصہ جب سلطان احمد شاہ
بہمنی شاہ ہوا تمام ہمت سلطان کی جبر شکست اور دیو راے کے انتقام مین مصروف رکھکر ساز و سامان مین مشغول
ہوا اور خلف حسن بصری کو وکیل امور سلطنت کرکے ہزار و دو صدی کا منصب عطا کیا اور چونکہ وہ سابق مین
تجارت پیشہ تھا ملک التجار خطاب دیا اور وہ خطاب دکن مین شائع ہوا اور حالت تحریر ان سطور تک جاری ہی اور
خلف حسن نے دفا اور دو لتخواہی منظور رکھکر ہمیشہ عین الملک کو امیر الامرا خطاب یکہزار و پانصدی کیا اور بیدار
نظام الملک کو دولت آباد کی سرلشکری تفویض فرماکر دو ہزاری کیا اور ثقات سے سُنا گیا کہ سلاطین بہمنیہ کی درگاہ مین
ہر ایک لشکر یان اطراف اربعہ منصب دو ہزاری رکھتے تھے اور امیر الامرا ہزار و پانصدی اور وکیل سلطنت ہزار و دو صدی
اور باقی امرا و منصبدار ہزاری سے زیادہ اور صدی سے کم نہ تھے اور جو امراے ہزاری ہو تا تھا طوق و علم و نقارہ
پاتا تھا اور حسن خانؑ لد سلطان فیروز شاہ جو کہ وہ رشد ملک تھا جمیع ارکان دولت اُسکے قتل و حبس و کور کرنے کی سلطان
کو صلاح دیتے تھے اور سلطان احمد شاہ نے اُنکی تجویز کے برخلاف عمل کرکے اُسکو پانصدی کیا اور چونکہ وہ عیاش تھا
اُسکے سوا دوسرے کام سے رغبت چندان نرکھتا تھا فیروز آباد اُسکی جاگیر مقرر کی کہ وہان جاکر قلعہ بھیمندرہ کے کنارے
عیش و عشرت مین مشغول ہووے اور جسوقت چاہے فیروز آباد مین چار کوس تک سیر و شکار کے واسطے سوار ہووے
دور بے فرمان شاہ چار کوس سے زیادہ تر قدم آگے نہ بڑھاوے حسن خان شہزادہ اس حالت کو مراتب شاہی سے
بہتر اور افضل سمجھا اور جبتک اُسکا عمر برگوار زندہ رہا بفراغت تمام بسر کی اور کبھی ایسا نہ کیا کہ غبار کلفت اُسکے دل
صفا منزل مین پہونچے لیکن چچا کے بعد معزول ہوکر فیروز آباد کے قلعہ مین محبوس ہوا اور اس مقام مین لقدحیات خزینہ دار
جنت کے سپرد کی غرضکہ مختصر سلطان احمد شاہ نے اخلاق خجستہ کے سبب خاص و عام کو مطیع اور فرمانبردار کیا پھر گجرات
کی سرحد امراے معتبر کے سپرد کرکے باطمینان تمام چالیس ہزار سوار جرار نامدار خنجر گذار ہمراہ رکاب لیکر ناگمک کی طرف متوجہ
ہوا دیو راے نے اس واقعہ کو واقعہ اول خیال کرکے احضار لشکر کا حکم دیا اور راے ورنگل کو بھی اپنی کمک کے واسطے طلب
کیا اور لشکر بیشمار مور و ملخ سے افزون کہ کوہ و ہامون اُس سے عاجز آتے تھے ہمراہ لیکر ارباب اسلام کے استیصال کے واسطے
روان ہوا اور آب بھیمندرہ کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور سلطان احمد شاہ نے بعد قطع مراحل اور طے منازل مع جوانان تہمتن و
پہلوانان صف شکن آب بھیمندرہ کی ساحل پر دیو راے کے مقابل نزول اقبال و حلول اجلال فرمایا اور جو لشکر غنیم مین دس لاکھ
پیادے توپچی اور کماندار تھے اور رانون کو بدمعاشون اور چورون کی طرح بہت خرابی کرنے تھے یعنی گھوڑے اور سر اڑا لیا
کرتے تھے سلطان احمد شاہ نے بطریق روم ارابہ کے آتشخانہ کہ عدد اُسکے قریب دو ہزار تھے لشکر کے گرد کھینچکر چالیس روز
تک قیام کیا اور تاخت و غارت سے اُس طرف کی تمام ولایت جو دیو راے کے تصرف مین تھی خاک سیاہ کی اور ہر چند مساعی
جمیلہ چاہتا تھا کہ کسی ڈھب سے کفار آب بھیمندرہ سے عبور کرکے مصاف کرین لیکن یہ مطلب حصول ہوا آخر سلطان نے
جمیع امرا اور منصبدارون کو طلب کرکے عبور آب کے بارہ مین کہا یہ تھا اور جنگ کے مقدمہ مین مشورہ کیا غرضکہ
بعد مشورہ و گفتگو سب جنگ کرنے اور پانی سے عبور کرنے پر متفق اللفظ ہوئے اور بعضون نے کیدل اور یکزبان ہوکر
مصحف مجید کی قسم کھاکر اقرار کیا کہ کل صبح کے وقت ہم افواج آراستہ کیے ہمراہ عبور کرکے جنگ مین مصروف ہونگے
لیکن جب یہ خبر دوسرے کفار مین منتشر ہوئی اول شب کو راے ورنگل نے مع لشکر تلنگ کوچ کرکے اپنی ولایت کا

ع اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ روایت کہ بھائی کو گلا گھونٹ کے مار ڈالا تھا محض تہمت ہی واللہ اعلم ۱۲ امیر علی

راستہ لیا اور دیوراے سحر کے وقت افواج کو آراستہ کر کے جدال و قتال پر مستعد ہوا اس درمیان مین عالم خان اور لودھی خان اور دلاور خان افغان کہ باپ اور دادا سے امراے اس خاندان سے تھے بالاے آب سے مع دس ہزار سوار عبور کر کے علی الصباح لشکر کفار کے حوالی مین پہونچے اور حسب اتفاق دیوراے مع ایک جماعت افواج سے جدا ہو کر باغ نیشکر کے کنارے سوتا تھا اور مسلمان نیشکر کی تاراج کے واسطے اس طرف متوجہ ہوے اور دیوراے بخیال اسکے کہ دیدہ و دانستہ سر پر چڑھے آتے ہین مضطرب ہو کر باغ نیشکر کی طرف بھاگا اور تاراجیون نے مور و ملخ کی طرح اس باغ مین داخل ہو کر اُسے ایسا اُجاڑا کہ گویا سبزی کا اثر نہ تھا آخرش چند سپاہی دیوراے سے دوچار ہوے اُسے باغبان تصور کر کے نیشکر کا پشتارہ اُسکے دوش پر رکھ کر جلو مین ڈالا دیوراے نے حیات کو غنیمت جانکر کچھ نہ کہا جب قدرے راہ طے کی سلطان احمد شاہ کے عبور کا غلغلہ اور دیوراے کے گم ہونے کی افواہ خاص و عام مین مشہور ہوئی ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیوراے کی سپاہ متفرق ہوئی اور لشکر سلطانی غارت مین مشغول ہوا کہ شیرین تر نیشکر سے تھا دیوراے فرصت پا کر تمام مفروروں کی طرح بھاگا اور ظہر کے وقت اپنے ایک امراے مقرب کے پاس پہونچکر چتر سر پر لگایا اور اس خبر کے مشہور ہوتے سے اُسکے امرا اور جمیع سپاہ فراہم ہوئی لیکن دیوراے نے اس امر کو شگون بد سمجھکر عزیمت قتال فسخ کی اور بیجانگر مین جا کر قلعہ بند ہوا اور سلطان احمد شاہ نے بیجانگر کی طرف سے عنان منعطف فرمائی و لایت کفار کے درمیان مین داخل ہوا اور جس مقام مین پہونچا تھا زن و فرزند اُنکے اسیر کر کے سلطان محمد شاہ غازی کے خلاف قرارداد رسم و شفقت کو یکسو چھوڑ کر کفار کو نہ تیغ بیدریغ رکھتا تھا جسوقت کہ بیس ہزار ہندو قتل ہونے تھے قلم بند کرتا تھا اور تین روز مقام کر کے جشن ہاے عظیم ترتیب دیتا تھا اور شادیانی کے نقارے بجا کر بتخانون کو توڑتا تھا اور معابد آتش پرستون کے ویران کر کے گاؤکشی مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور جاہرت برنجی حسن آباد گلبرگہ کی طرف بھیجے کہ سید محمد گیسودراز کے مکان کے آستانہ کے آگے ڈالین تو زائرون کے لگدکوب ہون کہتے ہین جن دنون کہ سلطان بتخانون کی تخریب اور گاؤکشی مین مشغول تھا ایام نوروز پہونچنے سے ایک حوض بزرگ کے کنارے مقام کیا اور اس درمیان اتفاقات سے ایک دن سلطان بہ قصد شکار لشکرگاہ سے برآمد ہوا اور ذوق شکار مین ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا سرپٹ پھینکا یہانتک کہ اُردو سے چھ کوس پر جا پڑا اس صورت مین کفار نابکار جو پانچ چھ ہزار سوار کے قریب آپس مین ہم عہد تھے کہ آپ کو فدائی بنا کر سلطان پر پہونچا کر ہلاک کرین اور اس ظلم و جور کا انتقام لین بہ کھکر گھوڑون پا و یا عالم پیادہ سوار ہو کر سلطان کے سراغ مین روانہ ہوتے اور ایسے وقت اُسکے قریب پہونچے کہ تیرانداز ان مغل قریب دو سو کے جانوران راندہ کے پیچھے گئے تھے کچھ دو تین ساتھ تھے سلطان متحیر ہوا دور سے ایک چار دیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ اور گوسفند کے رہنے کو صحرا مین بادی سے دور بنائی تھی نظر آئی سلطان بتعجیل تمام اُس طرف متوجہ ہوا اور کفار عاصی نے گھوڑے اُٹھا کر نہایت فور و غضب سے تعاقب کیا اور ابھی چار دیواری مین نہ پہونچا تھا کہ ایک شکستہ نالہ حائل ہوا اور اُسکے عبور کے وقت کفار نے پہونچکر تخمیناً دو سو دو کئی تیرون سے مقتول کیے اور قریب تھا کہ سلطان بھی ضائع ہووے کہ ناگاہ وہ تیرانداز کہ جانوران شکاری کے تعاقب مین گئے تھے آ پہونچے اور تیراندازی مین مشغول ہوے اور کفار کو گونہ توقف واقع ہوا سلطان اُس شکستہ آب سے گھوڑا اُڑا کر برآمد ہوا اور ہزار مشقت و محنت سے آپکو چار دیواری مین پہونچایا بعدہ بہادران تیرانداز دیوارون پر چڑھ کر جنگ مین مشغول ہوتے اور سب نے دل مرگ پر رکھکر کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا اور سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی

اور میر علی کرد اور عبداللہ کابلی اور خسرو اوزبک اور خواجہ حسن اردستانی اور خواجہ قلندر بیگ اور قاسم بیگ صف شکن نے اس روز داد مردی اور مردانگی کی ظہور میں پہونچائی اور سلطان کی زبان مبارک سے تحسین و آفرین کی صدا سنتے تھے اور کافرون نے ضرب بندوق سے چند بہادران تیرانداز کو شہید کرکے دیوار پر سے گرا دیا پھر پانچ چھ ہزار کافر بوسیرت عفریت منظر ضرب شمشیر و نیزہ و خنجر سے چہار دیواری کے کھودتے اور گرانے میں مشغول ہوئے اور سلطان نے چند تیراندازون سے اس چہار دیواری میں مضطرب اور حیران ہوکر رضا بالقضا دی لیکن چونکہ عنایت سبحانی شامل حال تھی سردار ملحداران عبدالقادر بن محمد عیسی بن محمود بن عماد الملک کہ دو صدی منصب رکھتا تھا اسکے دل میں یہ اندیشہ گذرا کہ بادشاہ چند مردم خاصہ سے شکار کو گیا ہے ایسا نہ ہو کہ دشمن قابو پاکر اسیر تاخت لاوین پھر اسی وقت دو تین ہزار خاصہ فیل شاہی ہمراہ لیکر بطور ایلغار روانہ ہوا اور ایسے وقت سلطان کی خدمت میں جا پہونچا کہ کفار پانچ چھ گز دیوار مسمار کرکے جنگ میں مشغول تھے عبدالقادر افواج ترتیب دیکر فدایان کفار پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی افضال الٰہی اور اقبال بادشاہی سے غالب آیا اور ہزار سردار کفار نامی تھا رسکے کہ فلک اُنکے قتل سے عاجز تھا علف تیغ اسلام ہوئے اور غازیان اسلام میں سے پانچ سو نے شربت شہادت چکھا اور سلطان نے تائید ایزدی اور عبدالقادر کے حزم و ہوشیاری سے اُس بلیہ سے نجات پائی اور دوبارہ تخت شاہی میسر ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اور عجائب روزگار سے ہے کہ سلطان عظیم الشان مالک تین ہزار خیل و حشم کا ساتھ ایسی محنتون کے کہ بادشاہون کو کم وقوع میں آتی ہو گرفتار ہوا تھا عاقبت بخیر گذری سلطان احمد شاہ نے اُسی دن عبدالقادر کو بالقاب برادر جان بخش و یار حق گذار اور خطاب خانجہان اور منصب دو ہزاری سے سرفراز فرماکر سپہ سالار لشکر تلنگ کیا اور خانجہان نے چالیس برس از روے استقلال برار کی حکومت کی اور فتح اللہ عماد الملک جو آخر میں بادشاہ برار کا ہوا جسکا تذکرہ عنقریب ہوگا وہ خانجہان کے غلامون سے تھا غرضکہ اسی طرح سے سلطان احمد شاہ نے ہر ایک تیرانداز کو خلعت ہاے فاخرہ اور خطاب ہاے لائقہ اور منصب ہاے مناسب سے نوازش فرمائی اور لوازم عنایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی اور حسن خان اور فرخ خان اور علیخان ہر ایک ایک صدی ہوئے اور قاسم بیگ صف شکن نے منصب پانصدی پر ممتاز ہوکر کلہر کی جاگیر پائی اور خواجہ بیگ نے خطاب قلندر خان اور منصب دو صدی پایا اور حسن آباد گلبرگہ کی داروغگی پر مامور ہوا اور میر علی کرد نے ایک کفار بیجانگر کو ضرب بندوق سے ہلاک کیا تھا کافر کش کا لقب پایا اور ہزاری میں منتظم ہوا اور عبداللہ کابلی نے منصبداران صدہ سے ہوکر بلدہ جنیر کی حکومت پائی اور خواجہ حسن اردستانی اور خسرو بیگ اوزبک بھی امیران صدہ سے ہوکر دونون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کو آداب تیراندازی سکھاوین اور خلف حسن بصری المخاطب بملک التجار نایب کو حکم ہوا کہ عراقی اور خراسانی اور ماوراء النہری اور رومی اور عرب کے تین ہزار تیرانداز ملازم رکھیں اور اسی طرح سے جمیع امرا کو حکم ہوا کہ تیراندازی کی تربیت میں کوشش کرین اور اپنی اولاد کو بھی رسوم تیراندازی تعلیم دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان نے کوچ کیا اور بیجانگر میں آکر تسخیر کی تدبیر کی اور محصورون کی تضییق میں کوشش کی آخر کو دیو راے نے نجات عاجزی میں دیکھکر طالب صلح ہوا اور سلطان نے یہ شرط کی کہ اگر خراج چند سالہ فیلان خاصہ کی پشت پر بار کرکے اپنے فرزند کے ہمراہ مع نقارہ اور سرنا اور نفیر و بیرغو بھیجے البتہ صلح قبول ہوگی دیو راے نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بیٹے کو جو نہایت شیرین زبان اور لسان تھا باتحائف فراوان

اور بہت سا نقد و جنس اور اقمشہ نفیسہ بتیس ہاتھی کوہ پیکر خاصہ کی پشت پر کہ انھین اپنے محلات خاصہ مین باندھتا
تھا اور خود بہرور ونڑا انکا اہتمام کرتا تھا روانہ کیا اور سلطان کے حکم کے موافق امرانے استقبال کرکے اردو بازار کے
درمیان سے نقارہ بجاتے شور و خروش کرتے سلطان کے ملاحظہ مین درلائے اور سلطان دیورائے کی بیٹے سے
بغلگیر ہوا اور اپنے تخت کے قریب جگہ دی اور خلعت فاخرہ پٹکا کمر و خنجر مرصع وغیرہ سے سرفراز کرکے بیس گھوڑے
عراقی اور عربی اور بیس گھوڑے راہوار ترکی اور بدخشی اور پانچ فیل اور پانچ چیتے اور نو تازی شکاری اور تین باز
کہ ہرگز ناٹکیون نے مثل انکے نہ دیکھے تھے عنایت فرمائے پھر وہانسے کوچ کرکے آب گشنہ کے کنارے سے اسے
رخصت کیا اور خود بدولت و اقبال دارالملک حسن آباد گلبرگہ تشریف لایا اور اس سال امساک باران کے سبب سے قحط
عظیم واقع ہوا تھا اور نہرین اور کنوئین اکثر ممالک دکن کے خشک ہو گئے تھے چنانچہ اکثر چارپائے اور جانور صحرائی بے آبی
سے مر گئے اور سلطان احمد شاہ نے دروازہ خزانہ کا کھولکر سپاہ پر تقسیم کیا اور غلہ شاہی کے کھتے کھولکر غربا اور مساکین
کو بانٹا جب ایک سال اس طرح پر گذرا اور دوسرے سال بھی آثار نزول فیوض آسمانی کا ظہور نہوا سلطان احمد شاہ نے
مضطرب ہوکر علما اور مشائخ اور زہاد کو نماز استسقا کی تکلیف دی لیکن اسپر بھی اثر مترتب نہوا اعیان سلطنت اسکے
شوم جانکر کلمات ناخوش اور حرف بیجا کہتے تھے آخر کو سلطان خود متاثر اور محزون ہوکر بنفس نفیس صحرا کی طرف
گیا اور تنہا ایک بلندی پر چڑھکر چند رکعت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے سر زمین پر رکھکر اسقدر زاری
اور بیقراری کی کہ خدا کی قدرت سے اسیدم ایک ابر عظیم آسمان پر نمودار ہوکر برسنے لگا اور سلطان نے محظوظ ہوکر
عرض کی کہ مین فیض سبحانی اور رحمت ربانی سے نہ بھاگونگا اور اسقدر توقف کرونگا کہ باران تھم جاوے نظم
برآمد یکے میغ از تیغ کوہ ٭ لبزید بغریدن باشکوہ ٭ ببارید باران و خندید باغ ٭ جہان گشت از سر چو روشن
چراغ ٭ ہمہ شہر ویرانہ آباد شد ٭ دل شاہ از خرمی شاد شد ٭ اور جو لوگ کہ سلطان کے ہمراہ آئے تھے سب شدت ہوا
اور باران سے کانپنے لگے اور بہیئت مجموعی صغیر و کبیر جوش و خروش مین آکر کہنے لگے کہ اے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی
ولایت تیری معلوم ہوئی اب شہر کی طرف مراجعت فرما تو خلق آسودہ ہووے اور جو سلطان خود بھی پانی کے تر ہونے
سے بہانہ طلب تھا عین بارش مین دارالامارہ مین آیا اور اسی دن سے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ملقب اور مشہور ہوا اور
چونکہ رائے بیجانگر کے ساتھ رائے ورنکل کے متفق ہونے سے بادشاہ رائے ورنکل سے بہت ناخوش تھا سنہ ۸۲۴ آٹھسو
چوبیس ہجری مین عزم تسخیر ورنکل اور سائر بلاد تلنگ کا مصمم کرکے سوار ہوا جس دم گلکنڈہ مین پہونچا خان اعظم عبداللطیف
کو مع امرا اس حدود کی طرف برسم ہراولی پیشتر روانہ کیا اور خود بھی ایک مہینے اور بیس دن کے بعد قدم رکاب ظفر مین
لایا اسی درمیان مین فتحنامہ ورنکل کا پہونچا اور اس فتح کا باعث یہ تھا کہ خان اعظم جب ورنکل کے اطراف مین پہونچا رائے تلنگ
نے لشکر اطراف و اکناف سے بہم پہونچا کر فرصت غنیمت جانی کیونکہ ابھی سلطان نے معرکہ جدال قتال مین نزول نہ فرمایا تھا
الغرض صف جنگ آراستہ کرکے لڑا اور بتایید یزدانی رائے ورنکل مع سات ہزار تلنگہ سوار و پیادہ کے مقتول ہوا
اور ورنکل اولیاے سلطانی کے تصرف مین آیا اور سلطان باطمینان تمام ورنکل مین داخل ہوکر جمیع خزینے اور
دفینے پر کہ راجہ کے آبا اور اجداد نے بہزار محنت و مشقت دست برد نہب و غارت سلطان محمد تغلق شاہ سے
گوشہ محفوظ مین نگاہ رکھا تھا سہل ترین وجوہ سے متصرف ہوا اور خان اعظم عبداللطیف کو دس ہاتھی بزرگ نامی

اور بیس ہاتھی کو چک اور ایک مالا مرصع اور چار سمرن مروارید اور چالیس ہزار ہُون نقد عنایت فرمائے اور پھر
باقی بلاد تلنگ کے لینے کے واسطے تعین کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ مین اکثر بلاد تلنگ کو مسخر کرکے جابجا تھانہ
بٹھا کر بادشاہ کی ملازمت سے ورنگل مین مشرف ہوا سلطان والا دودمان قدردان بہت خوش ہوا گلے سے
لگایا پھر دوبارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کرکے اور زیادہ اقتدار کیا پھر بعضے وارثان مملکات تلنگ کے قلع قمع کے
واسطے کہ قلاع متین مین متحصن ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود قرین فتح و فیروزی دار الملک
حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرما ہوکر مع الخیر پہونچا اور وہ آرزو کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ کے حاصل نہ کی تھی اُسے
نصیب ہوئی اور سنہ ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین قلعہ ماہور پر جو کسی تقریب کے سبب سلاطین بہمنیہ کے تصرف سے
برآوردہ ہوکر ایک زمیندار کفار کے ہاتھ آیا تھا چڑھائی کی اور باوصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح و امان سے لیا
لیکن نقض عہد کرکے اُس زمیندار کو مع پانچ چھ ہزار ہنود تہ تیغ کیا اور اُنکی آل اولاد کو قید کر لایا اور حصار کلم کو
فتح کرکے معدن الماس کو کہ حاکم گونڈوارہ کے تحت مین تھی اپنے قبض و تصرف مین لایا اور بہت بتخانے شکست
و مسمار کرکے اُن مقامون پر مسجدین تعمیر کین اور موذن اور خادم اور روغن چراغ مقرر کیا اور سال بہوالمحبور مین
مقام کرکے قلعہ کاویل کو احداث کیا اور قلعہ ترنالہ کی مرمت کرکے مراجعت کی اور غرض اسکے بنانے سے یہ تھی
کہ مملکات خاندیس مالوہ اور گجرات جو صاحبقران امیر تیمور گورگان نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت فرمائی تھی المحبور
مین اقامت کرکے آہستگی اور تدبیر سے اُسپر متصرف ہو اُسکے بعد بیجانگر کی تسخیر کے واسطے عنان عزیمت معطوف کرے اور جب یہ
راز ہوشنگ شاہ والی شادی آباد مندو کو دریافت ہوا اُسنے نرسنگھ حاکم قلعہ کھیرلہ کو جو باج گذار بہمنیان تھا اپنی متابعت
اور موافقت کی ہدایت کی نرسنگھ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی صلاح سے دو مرتبہ لشکر اُس کی
ولایت پر بھیجا اور ہر بار اُسکے لشکر نے شکست پاکر بحال ابتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر و غضب مین آکر تیسری بار
ایک جماعت معتمد کو اُس ولایت پر روانہ کیا اور انھون نے سرزمین اُس ولایت مین پہونچکر بہت خرابیان اُٹھائین یعنی لوٹ مال
کے سوا باغ ویران کیے زراعت پامال کی کھیت میدان کیے بہرکیف الغرض کے بعضے پرگنات پر اُسکے قابض اور متصرف
ہوئے اور نرسنگھ جب لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اُس طرف کی عزیمت کی اور سفر کے سامان مین مصروف
ہوا اور نرسنگھ نے بیتاب و مضطرب ہوکر سنہ ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس ہجری مین ایلچی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت
مین روانہ کیا کہ ان دنون مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دولتخواہ قدیم
کی مملکت کا قصد رکھتا ہے اور اس زمانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرامگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش مین
اور زین پوش اُسکی اطاعت کا اپنے دوش پر ڈالا ہے حکام اطراف کمترین کو اُس درگاہ کے منسوبون سے جانتے
ہین حاشا کہ بندگان دارا دربان اپنے بندگان قدیمی کی امداد و معاونت مین تساہل روا رکھین اور جلد فریاد کو
پہونچین سلطان نے فرمان اسی وقت عبد القادر المخاطب بخانجہان کے نام جو کہ حاکم برار تھا بھیجا کہ بمجرد وصول فرمان
قضا جریان لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگھ کی کمک کو روانہ ہو دے اور پیچھے سے خود بھی چھ ہزار سوار شمشیر گذار ہمراہ
لیکر شکار کے بہانہ سوار ہوا اور شکار کنان المحبور مین داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ ابھی اپنی ولایت مین تھا کہ سلطان
احمد شاہ شکار قمرغہ مین مصروف ہوکر دو مہینہ اُس شکار مین مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اُسکی

نربونی پر کر کے بطریق ایلغار کھترلہ کے اطراف مین آیا اور بعد تاراج و غارت کے قلعہ کو محاصرہ کر کے زبان لاف و گزاف مین
کھولی اور سلطان احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کھترلہ کی سمت متوجہ ہوا اس عرصہ مین ملا عبد الغنی صدر اور نجم الدین مفتی
اور بھی علما سلطان سے کہنے لگے کہ اب تک کبھی ایسا اتفاق نہین پڑا کہ شاہان بہمنیہ مسلمانون سے لڑے ہون اس
صورت مین حضرت کو بدنامی سے پرہیز لازم ہے خصوصًا اس مقدمہ مین کہ تمام خلقت کہے گی سلطان کفار کی حمایت
کر کے اہل اسلام سے محاربہ کرتا ہے اور سلطان کہ ہوشنگ شاہ کے لشکر سے بیس کوس ادھر پہونچا تھا اس کلام سے متاثر
ہو کر آدمی اسکے پاس بھیجا کہ نرسنگھ اس سرکار کے متعلقون سے ہے شایان محبت وہ ہے کہ آپ اپنی ولایت کی طرف
کوچ کر جائین کہ ہم بھی علماے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی التماس کے موافق اپنی ولایت کی طرف متوجہ
ہین اور ابھی مالوہیان کے اُردو مین نہ پہونچا تھا کہ دکنیون نے کوچ کیا اور ہوشنگ شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ
اور آشفتہ ہوا اور بسبب اس غرور کے کہ سلطان کے ہمراہ رکاب پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے اور آپ تیس ہزار سوار
رکھتا تھا بتعجیل تمام شاہ کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ جس منزل سے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کوچ کرتا تھا وہ اس مقام مین فروکش
ہوتا تھا جب تجاوز اسکی حد سے گذری سلطان نے عالمون کو طلب فرمایا اور کہا جو کچھ تمنے فرمایا تھا اور تعمیل اسکی واجب تھی
مین بجا لایا اور یہ بے ناموسی برداشت کی کل بہانے سے کوچ کر کے حمال و اثقال روانہ کرونگا اور فلان دریا کے کنارے
کہ میری مملکت سے ہے مقیم ہونگا اس حالت مین جو شخص کہ میرے مقابل آویگا اس سے لڑونگا اور ایسی حالت مین حدیث
کے بموجب وبال شامل حال اسکے ہوگا اور علما نے اسکو جائز رکھا چنانچہ دوسرے دن اس نیت سے افواج آراستہ کر کے
چار سو ہاتھی جنگی کہ اُن مین سے اکثر مست تھے جابجا لگا رکھے اور میمنہ عبد القادر خانجہان اور میسرہ عبد اللہ خان نبیرہ
اسمعیل فتح سے آراستہ کی اور چتر سیاہ شاہزادہ علاء الدین کے سر پر لگا کر قلب کو اسکے سپرد کیا اور خود مع دو ہزار
سوار انتخابی اور بارہ فیل جنگی دست چپ کی طرف کمینگاہ مین بیٹھا ہوشنگ شاہ نے اُس دن کو بھی اور روزون
کی طرح قیاس کر کے بے تامل تعاقب کیا اور بروایت صحیح مع ستر ہزار فوج کے فوج دکن کے مقابل پہونچا جب
فرصت لشکر جمع کرنے کی نہوئی جنگ مین مشغول ہوا اور بازار گیرودار گرم ہوا ہر ایک جوان شیر نیستان پیل تن اہل مالوہ
اور دکن نے کہ سالہا سے دراز سے آرزومند جنگ یک دیگر تھے ہنرہاے ذاتی عیان کیے نظم دو لشکر کشیدند فوج
دو دریاے آتش برآورد موج ‖ شد از ہر دو سو لشکر آراستہ ‖ قیامت ز روے زمین خاستہ ‖ نمودند شیران صفدر سواد
بمیدان یکے با یکے کارزار ‖ چو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب ‖ ز دیدہ نہان شد بروز آفتاب ‖ جب طرفین نے سپرین
سنبھالکر تلوارون پر ہاتھ ڈالا اس چابک سے لڑنے لگے کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ یہ حال دیکھ کر کمینگاہ
سے برآمد ہوا اور بہ نفس نفیس شیر ژیان اور پیل دمان کی طرح لشکر ہوشنگ کی صف پر حملہ کیا اور لشکر ہوشنگ
اسکے حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلا فوج دکن نے دست بہ نیزہ و شمشیر ہو کر تعاقب کیا اور دو ہزار مرد اہل تیرہ
غنیم کے قتل ہوئے ساز و سلب و احمال و اثقال اُنکا تاراج ہوا اور ہوشنگ شاہ کے حرم اور دو دختر اور
دو سو فیل دستگیر ہوئے ناگاہ اس حال کی خبر نرسنگھ کو پہونچی وہ بھی ضیق محاصرہ سے برآمد ہو کر سد راہ
مثل مار دُم بریدہ بر خود پیچیدہ ہوا جو مسلمان اُس کے ہاتھ آیا اسے قتل کیا اور بہت اہل اسلام اُس کے
ہاتھ سے شہید ہوئے سلطان احمد شاہ یہ سنکر نہایت متاسف ہوا اور ہوشنگ شاہ کے اہل و عیال

کو بہت اعزاز اور اکرام سے تسکین تشفی دیکر جاے بیخوف مین بٹھایا اور خلعت و انعام دیکر مردم معتبر اور چند خواجہ سرا ہمراہ کرکے مالوہ کی طرف روانہ کیا اور نرسنگھ اپنے بیٹون کو لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلطان کو کھرلہ مین لیجا کر ضیافتون مین مشغول ہوا اور پیشکشہاے لائق گذرانی از انجملہ ایک من الماس اور یاقوت اور مروارید صدف تھا اور سردارون اور نامدارون کی بھی خدمت ہاے لائقہ سے لوازم تعظیم وتکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بادشاہ کی مشایعت مین باتفاق فرزندان قصبہ ماہور تک آیا اور مخلع اور معزز ہوکر وہانسے باخاطر شگفتہ اپنے شہر کی طرف راہی ہوا اور تاریخ مالوہ مین مسطور ہے کہ سلطان احمد شاہ جب عازم تسخیر کھرلہ ہوا اور راے کھرلہ نے ہوشنگ شاہ سے مدد طلب کی وہ فوج لیکر مدد کو آیا لہذا اس معاملہ پر ان دونون بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی واللہ اعلم بالصواب اور سلطان احمد شاہ اُسی یورش مین جب حصار بیدر کے حوالی مین پہونچا عزم شکار مین معہ فرزندان و مقربان لشکر سے جدا ہوکر مانند فلک دوار کے سوار ہوا نظم نبالیدن در آمد طبل باز * در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز * زیکسو چرہ بازان سبکخیز * بچون صید کردہ پنجہ تیز * وز انسو دگر شاہین بہ پرواز * ربودہ نقد جان از کبک و دراز * اور اثناے سیر مین نظر خجستہ اثر اُسکی ایک صحرا پر جا پڑی کہ وسعت و خضرت مین گویا سپہر اخضر اور لطافت و صفا مین چشمہ خورشید کو تھا اُسکا صحن زمین مثل بہشت برین اقسام ریاحین سے آراستہ اور رنگ برنگ نباتات اور رستنی سے پیراستہ تھا اور ہر طرف اُسکے سبزہ زار تھا بلغ سے زیادہ پر بہار تھا چشمہاے سرد و شیرین روان تھے جانوران آبی قاز و قرقرے و مرغابی پران تھے کہین نیل گاے پہاڑی ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے تھے اور کبھی پھولون کی مہک سے مست ہوہوکر گرتے تھے مجاوران شام و سحر اُسکی خاکپا کے تئین طبلہ عنبر اشہب کھولے ہوئے اور مسافران صبا و شمال اُسکی ہواے فیض بخش مین نافہ مشک و فر رکھے ہوے تھے نظم بہر سو چشمہ چون آب حیوان * چراغ لالہ ہر جانب فروزان * شقایق رستہ و سبزہ دمیدہ * نسیم صبح جیب گل دریدہ * ناگاہ اُس صحرا کے پر فضا مین ایک لومڑی نظر آئی کہ مکر و فریب و خدع کے مکتب مین بیٹھکر شیطان کو درس دیتی تھی اور نیرنگ سازی اور شعبدہ بازی مین ساحر تو کیا فلک شعبدہ باز کو بازی دیتی تھی صیادون کا فریب بہت دیکھے ہوئی تھی کبھی اپنے تئین بطمع خام گرفتار دام نہ کیا نظم روبہکے چست و دغا پیشہ بود * مایہ تمغاچے آن پیشہ بود * لعبت و بازیگر صحرا ودہ * دزد دگان پردہ ببازی فرو ہم دو صحر الفنجان بود از و * ہم سگ دہ نرہ زنان بود از و * در رہ جستن شدہ از وہم گم * صحن فلک رفتہ بجاروب دُم * بالمقصود وہ حیلہ گر دغا پیشہ صحرا و بیشہ مین پھرا کرتی تھی اور نشاط و انبساط سے جست کرتی تھی اور بلطائف الحیل سے آپکو سگان تیز دندان کی نظر سے پوشیدہ رکھتی تھی اُسکی حرکتین دیکھکر سلطان احمد شاہ نے تفریح کے واسطے حکم فرمایا کہ چیتا فالوہ سگان شیر چنگال اُس محتال کے دنبال چھوڑین تو اس صحراے پر فضا اور دشت پر بہار مین کہ نہایت وسیع اور ہموار ہے حیلہ گری نیرنگسازی سے ابتہاج و سرور حاصل ہووے میر شکار نے چند تازی شیر صولت اُسکے تعاقب مین چھوڑے اور وہ لومڑی کی جو مین اپنے نظر پڑی شعبدہ بازی کرکے ہر چند چاہا کہ بحیلہ و نیرنگ انکے چنگ و دندان سے آپکو بار کرکے کسی سوراخ مین در آوے میسر نہوا اور جب کتون نے جولانی مین سبقت کرکے چاہا کہ اُس تک آپکو پہونچا دین عاجز ہوکر دست بپا عمل کیا بیت وقت ضرورت چو نماند گریز * دست بگیرد سر شمشیر تیز * بعزم ستیز وا آوپر پلٹ کر تازیون پر حملہ آور ہوئی اژدہا کردون وفا رانگشت دندان مین داب کر اُسکی جرأت سے حیران ہوا اور اُسکے خداوند ملکوت ناظرین پر خطرہ گذرا کہ ایام اس سرزمین جنت تزئین کی آب و ہوا کی تاثیر سے ہو مناسب ہے کہ اس مقام کو نشین کرکے دار الملک گردانون پھر اپنا

ما فی الضمیر مقربان درگاہ اور بزرگان بارگاہ سے تقریر کیا نظم شہنشہ بہ پیران سخن بر کشاد ؞ کہ ایک بروبوم فرخ نہاد ؞ لبسازم من اینجا یکے خوب جا ؞ کہ باشد بشادی مرا رہنما ؞ برآرم یکی قلعہ از سنگ لاخ ؞ بود اندرش باغ و ایوان و کاخ ؞ بہشتستن گشے برفرازم چو ماہ ؞ چنان کو بود در خور تاج و گاہ ؞ یکے شہر سازم بدینجا یمن ؞ کہ چہرہ باند در و انجمن ؞ القصہ سبھون نے زبان بدعا و ثنا کھولی اور یہ بیت پڑھی بیت اے شہنشاہ مبارک رو کہ حاصل میکنیت ؞ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ؞ چونکہ مرنے خاطر اقدس میرکی مہبط انوار ربانی اور مورد الہامات غیبی ہی پرتو ڈالا ہی صلاح دولت ابد پیوند ہی کس واسطے کہ یہ مکان ممالکت دکن کے وسط حقیقی مین واقع ہوا ہی اور آب و ہوا بہت زمین یہانکی بہنر اماکن ہندوستان سے ہی او مسوّدان اوراق کا کہنا ہی کہ مین نے بلاد معظم ہندوستان کو دیکھا لطافت و خوبی مین مانند اس مملکت کے نظر آیا زمین اسکی شنجرف سودہ کی طرح سرخ ہی اور ایام برسات مین کہ خوبتر مین فصلہاے ہندوستان سے ہی کیچڑ مطلق نہین ہوتی ہی کسواسطے کہ اطراف شہر مین دس سنگ تک جو اکثر زمین سرخ ہی اور سپید گی نہین رکھتی سیر و شکار کے وقت ساون بھادون مین نہ گھوڑا تشویش کھینچتا ہی نہ آدمی کیونکہ گھوڑون کا سم اور آدمیون کا قدم گل آلود نہین ہوتا کیچڑ کا چھینٹا سر پر نہین پہونچتا پاؤن نہین پھسلتا ہاتھ مین جوتیان اور پائینچا چڑھانیکی نوبت نہین آتی دو شبیہ برسا اور پانی جا بجا بہ گیا شہر کا گلی کوچہ صاف رہ گیا اور علاوہ اسکے بیتکلف ہی کہ جامہ اور بدن سرخ نہین ہوتا اور اکثر میوہ خراسان اور عراق کا وہان پیدا ہوتا ہی اور خواجہ محمود گاوان الملقب بخواجہ جہان نے زعفران اور امرود اور قسم قسم کے انگور اسی زمین مین سے حاصل کیے مگر اسوقت مین کوئی مالک و مرزبان نہین رکھتی اور نشیمن گاہ شاہان صاحب اقتدار نہین ہی لیکن وہ سرزمین ابتک پر میوہ تر دوسرے مقامون سے ہی القصہ جب بزرگان صاحب جدان ارادہ سلطان سے واقف ہوئے نجومیون اور اختر شناسون کو بلایا اور تحقیق فرمایا کہ حصار بیدر کے نزدیک یہ شہر احداث کرنا اور دار الخلافت بنانا بحسب اجرام علوی اور سفلی کیا صورت رکھتا ہی نظم ز اختر شناسان بپرسید شاہ ؞ کہ گر سازم اینجا یکے جایگاہ ؞ از و فرخنم لبسامان بود ؞ دیا کار با جنگ سازان بود ؞ بگفتند کا یشاہ گزین ؞ کہ خوب ست و فرخندہ انجام این ؞ جب نجومیون نے یہ مژدہ جان بخش سنا یا مہندسان اقلیدس شعار اور طراحان مانی آثار کہ ہر ایک علم ریاضی اور ہندسہ مین بقراط سقراط و جالینوس زمان تھے اور مختلف امصار اور اقطار سے شاہی سریر ثریا نظیر کے خدام مین منسلک اور منتظم ہوے تھے کلک بصارت سے صورت شہر و عمارت کو لوح مہارت پر لکھا اور سلطان کے نظر مبارک مین پہونچایا اور جس ساعت مین کیوان بلند ایوان نے اپنے بیت الشرف کو مشرف کیا تھا اور ناہید عیش گستر برج ثور مین جلوہ گر اور قمر سریع السیر فلک برج اسد مین کہ خورشید کا آشیانہ ہی اپنی منزل گاہ کیے ہوئے اور مشتری سعادت اثر اپنے جلوہ گاہ مین رحل اقامت ڈالے ہوئے تھی بناے شہر اختیار کی اور ہزار ہا روپیہ صرف کرکے کاریگر ایک سے ایک جلد دست بنا اور معمار و الشور ہنر پرور تلاش کرکے آئے وہ اپنے کام مین مشغول ہوئے اور اس مقام مین کہ قدیم الایام مین حصار بیدر تھا دار الامارہ خاطر خواہ تیار کی اور تھوڑے عرصہ مین محل شاہانہ اور منازل خسروانہ تعمیر کیے پھر امرا اور اعیان درگاہ اور تمام سپاہ نے دور عمارت شاہی مین طرح منازل و مساکن ڈالا کر اس شہر کا نام احمدآباد بیدر موسوم کیا اور کتب ہند کہ اس سے پانچ ہزار سال پیشتر تصنیف ہوئین ان مین لکھا ہی کہ قدیم الایام مین شہر بیدر راجایان دکن کا تختگاہ تھا اور جو راجہ کہ اس شہر کے تخت پر جلوس کرتا تھا مملکت مرہٹ اور تلنگ اسکے زیر نگین رہتی تھی اور راجہ بھیم سین جو نہایت عادل اور

احمدآباد بیدر

عاقل اور شجاع اور سخی تھا وہ بھی شہر بیدر کے رایان مشہور سے ہے اور راجہ نل شاہ مالوہی غائبانہ راجہ بھیم سین کی دختر پر کہ دمن نام رکھتی تھی عاشق ہوا اور انکی عاشقی اور معشوقی کا قصہ ہندوستان مین معروف ہے اور شیخ فیضی شاعر نے جلال الدین محمد اکبر شاہ کے حکم کے بموجب انکی داستان سلک نظم مین منتظم کر کے اسکا نام نل دمن رکھا اگر کسی کو رغبت انکے عشق و محبت پر اطلاع کی ہووے اس کتاب کو معائنہ کرے القصہ سالک مسالک طریقت شیخ آذری اسفراینی کہ ان دنون مین سلطان احمد شاہ کا ملازم رکاب تھا قصیدے مدح شاہ اور تعریف شہر و عمارات مین موزون کیے اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانکر صلہ لائق اور خلائق پایا اور سلطان کے حکم کے موافق بہمن نامہ کہنا شروع کیا جب اس شہریار کی داستان انجام کی کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین درلایا اور ولایت کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فرمایا مجھے سید محمد گیسو دراز کی فوت سے ایک کلفت عظیم کا سامنا ہے اور تیرا وصال رفع کرنے والا اموا غم و الم ہے ایسا نہ کر کہ تیرے فراق مین مبتلا ہون شیخ نے جب اس قسم کے التفات سلطان سے معائنہ کیے ہندوستان کی سکونت اختیار کر کے اپنے فرزندون کو ولایت سے طلب کیا چنانچہ ان دنون مین قصر دار الامارہ بخوبی تمام تیار ہوا اور شیخ نے یہ ابیات موزون کین **ابیات** حبذا قصر مشید کہ ز فرط عظمت ۞ آسمان سدۂ از پایۂ این درگاہ است ۞ آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک ادب است ۞ قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ است ۞ اور ملا شرف الدین مازندرانی نے کہ شاہ نعمت اللہ کے مریدان اور خوشنویسی مین معروف و مشہور جہان تھے ان بیتون کو بخط جلی لکھکر سنگتراشان تلنگی کو جو تقلید مین سحر آفرین تھے حوالہ کین انھون نے اس کو سنگ نفیس و کلان پر کندہ کر کے دروازہ پر چسپان کیا ایک دن سلطان کی نظر اسپر پڑی شہزادہ علاء الدین سے پوچھا کہ یہ کسکے اشعار ہین عرض کی شیخ آذری کے نتائج طبع سے ہین شاہ محظوظ ہوا شہزادہ نے فرصت اور عرض کا موقع پاکر گذارش کی کہ شیخ بمقتضاے حب الوطن من الایمان کے ارادہ روانگی ولایت رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ حضرت اگر رخصت عطا فرماوین حج اکبر کا نصف ثواب جو مجھے نصیب ہوا ہے پیشکش کرونگا بادشاہ اس امر سے زیادہ تر شگفتہ ہوا اسی وقت شیخ کے احضار کا حکم دیا اور شاہ نے خزانچی سے چالیس ہزار روپیہ منگوا کر شیخ کے روبرو رکھے شیخ کی جب نظر اس زر خطیر پر پڑی بادشاہ سے کہا لا تکل عطایا کم الا مطایا کم بادشاہ یہ جملہ سنکر متبسم ہوا اور فرمایا کہ بیس ہزار روپیہ خرچ راہ اور وجہ کرایہ کے واسطے حاضر کرو اور جو ساعت نیک پہونچی تھی اسی مجلس مین خلعت خاصہ اور پانچ غلام ہندی عطا فرماکر رخصت معاودت ولایت ارزانی رکھی اور گویا یہ رباعی اسی شاہ کی شان مین کسی شاعر نے موزون کی ہے **رباعی** صواب کردہ کہ پیدا نکرد ہر دو جہان ۞ یگانہ داور دادار بے نظیر و ہمال ۞ وگرنہ ہر دو بہ بخشیدی او بوقت کرم ۞ امید بندہ نماندی بایزد متعال ۞ اور شیخ آذری نے بڑکر رخصت کے وقت بادشاہ کے حضور مین عہد کیا تھا کہ مادام الحیات بہمن نامہ کے لکھنے مین مصروف رہونگا اسواسطے جبتک خراسان مین زندہ رہا اکثر اوقات شریف بہمن نامہ کی تالیف مین صرف کرتا تھا اور سال بھر کے عرصہ مین جو کچھ نظم ہوتا تھا اسے دار الخلافت دکن مین بھیجتا تھا القصہ بہمن نامہ داستان ہمایون شاہ بہمنی تک شیخ کے نتائج فکر سے ہے اور اس کے بعد ملا نظیری اور ملا سامعی اور بھی شعرانے دولت بہمنیہ کے انقراض تک ہر ایک نے جو کچھ کہ توفیق پائی داستان اور حکایات شاہان دیگر کو لاحق کر کے سلک نظم مین کھینچکر ملحقات بہمن نامہ شیخ آذری کیا بلکہ بعضے بے انصافون نے اکثر ابیات خطبہ کو تغیر دے کر وہ تمام کتاب اپنے نام کر لی لیکن اختلاف رتبۂ شعرا سے جان سکتے ہین

کہ وہ تمام کتاب ایک شاعر سے نہیں ہے اور جب کلام اس مقام میں پہونچا لازم ہوا کہ کچھ احوال شیخ آذری کا اس کتاب میں ثبت اور درج کرے وہ یہ ہے کہ وہ مشاہیر شعرائے اپنے زمانے سے تھا حدت فہم وجودت ذکا میں شہرت رکھتا تھا چنانچہ ایک وقت باتفاق شیخ صدرالدین رواسی مشہد مقدس رضویہ علی مشرفہ آلاف الثناء والتحیۃ میں الغ بیگ میرزا کی ملاقات کو گیا میرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچھا کہ آپ رواسی ہیں یا رواث شیار ہیں شیخ نے جواب دیا میں رواسی بصاد ہوں میرزا نے فرمایا کہ آپ وہ بھی نہیں ہیں کس واسطے کہ رواس کلام عرب میں نہیں آیا اسکے بعد شیخ آذری سے استفسار کیا کہ آذری تخلص رکھنے کا کیا باعث ہے شیخ نے کہا فقیر ماہ آذر میں متولد ہوا تھا اس واسطے آذری تخلص کیا ہے میرزا نے فرمایا تم شاعر پیشہ نہیں ہو وہ آذر بضم ذال ہے نہ بفتح شیخ نے برجستہ جواب دیا کہ ذال ماہ آذر نے بہت برس ذل و خواری میں گذرانی اور پشت اسکی دوتا ہوئی اور ساتھ اسکے نزدیک ہوا تھا کہ ذکر اسکی پشت کا واقع ہووے لیکن مقام شعور اور ادراک میں آکر قائم ہوا اور پیٹھ اسکی سیدھی ہوئی میرزا طبع بلند دیکھکر خوشوقت ہوکر شیخ کی صحبت غنیمت سمجھا اور انعام وافر عطا فرما کر مشتاق اسکی مصاحبت کا ہوا اور شیخ سن کہولیت میں درویشی طریق کی طرف مائل ہوا اسفرائن سے حجاز گیا اور حج اکبر اور طواف روضۂ منورہ خیر الانام علیہ آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کرکے عنان عزیمت ہندوستان کی طرف منعطف کی اور سلطان احمد شاہ بہمنی کی خدمت میں پہونچکر قصائد غرا کہے اور انعام وافر اور تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہوکر بخطاب ملک الشعرائی مخاطب ہوا جب ایک مدت کے بعد حب وطن اسے جوش و خروش میں لائی پھر شہزادۂ علاء الدین کے ساتھ جمیل اور امداد موفورہ سے خراسان کی طرف مراجعت کی اور رخصت کے وقت یہ بیت کہی بیت من ترک ہند و جنید و جیپال گفتہ ام ؛ یاد بروت چونہ بیگ جونکی حرم ؛ اور شیخ دکن سے جب اسفرائین پہونچا اس حدود میں خیرات مبرات بہت کرکے بقاع و رباط حسب استطاعت تیار کیے اور طاعات و عبادات کی بجا آوری میں مشغول ہوا اور سنہ ۸۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری میں برحمت ایزدی واصل ہوا یعنی اس سرائے فانی سے کوچ کرکے دار البقا کی راہ لی اور یہ غزل اسی کے نتائج افکار سے یادگار ہے غزل

مجلسی کہ دور و گنج کبریا بخشند ؛ ہزار افسر شاہی بیک گدا بخشند ؛ ولا بمیکدہ ہر روز و شب گدائی کن ؛ بود کہ دردکشان جرعہ بما بخشند ؛ شنیدہ ایم کہ بر عصیان و چشم آن داریم ؛ کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند ؛ غلام ہمت آن عارفان باکرم کہ یک صواب بہ بینند و صد خطا بخشند ؛ بکوی میکدہ از مفلسی چہ غم دارم ؛ کہ ساقیان ہمہ جام جہان نما بخشند بہ نیم ساعت ہجر آذری عمی ارزد ؛ ہزار سال گرش در جہان بقا بخشند ؛

القصہ سلطان احمد شاہ نے عادت بہمنی ترک کے شاہان مالوہ کی برخلاف داعیہ کیا کہ نصیر خان حاکم آسیر سے جو اپنے تئیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے منسوب کرتا تھا اس کی بیٹی ہمشاد قامت لالہ رخسار کی اپنے شہزادۂ علاء الدین کے واسطے خواستگاری کرے پھر عزیز خان نامے کو جو مقربوں سے تھا نصیر خان کے پاس بھیجکر طالب پیوند ہوا اور وہ ہمیشہ شاہان گجرات سے متزلزل خاطر ہوکر یہ خوف رکھتا تھا کہ مبادا ولایت خاندیس کو میرے تصرف سے برآورد کریں سلطان احمد بہمنی کے ارادہ کو ایک نعمت شگرف تصور کرکے برضا و رغبت پیغام قبول کیا اور جشن عظیم اور طوی بزرگ ترتیب دیکر بطریق شاہان روزگار بعد فراغ رسم شادی اپنی بیٹی مع ساز و سامان و اسباب نقد و جنس و کنیزان حوروش و غلامان زرین کمر جہیز میں دیکر دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور اس بار سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل

کی سلطان احمد شاہ نے اس عروس کو ایک باغ مین جو شہر کے کنارے تھا ایک بارہ دری عالیشان مین فروکش کیا اور شہر مین آئینہ بندی کرکے دو مہینے تک لوازم جشن و طوی قائم رکھا اور ایسی ساعت مین کہ شناسندگان علوی و سفلی نے تجویز کی تھی اُس زہرہ جبین گوہر درج عصمت بحر شرافت کو شہر مین لاکر شاہزادہ مشتری خصائل کے ساتھ ہمقران کیا اور اس جشن کے بعد سلطان احمد شاہ نے چند ممالک اپنے فرزندون پر تقسیم کیے ولایت رام گڑھ اور ماھور اور کلم مع برخے مملکت برار شاہزادہ محمود خان کے سپرد کرکے اُس طرف روانہ کیا اور شاہزادہ داؤد خان کو اثاثہ شاہی دیکر اور امراے قدیمی معتبر اُسکے ہمراہ کرکے تلنگ کی حکومت عنایت فرمائی اور شاہزادہ علاء الدین والاشان کو کہ خلف الصدق تھا ولیعہد کرکے اُسکے چھوٹے بھائی شاہزادہ محمد خان کو جو سب شاہزادون سے چھوٹا تھا شریک شاہی کیا اور موافقت اور عدم مخالفت کے بارہ مین بھائیون سے قسم لی اور وہ کام جو کبھی پیش نہین جاتا ہی اُسکے انجام مین مصروف ہوا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو دو ہزاری کرکے دولت آباد کا سپہ سالار کیا اور اواخر ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری مین اُسے باعظمت و شوکت تمام اُس طرف روانہ کیا اور حکم فرمایا کہ کوکن زمین کو جو دریاے عمان کے سواحل پر واقع ہی باغی او طاغی کے خار وجود سے مصفا اور پاک کرے اور اُن راجاؤن کو کہ قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھکر مصدر فساد ہوے ہین قلع اور قمع کرے اور خلف حسن بصری ملک التجار سلطان احمد شاہ کے حکم کے موافق کاربند ہوا اور اقبال عدو مال سلطانی کی برکت سے تھوڑے عرصہ مین جمیع متمردان و مفسدان کو بانواع اکثر علاج کرکے مملکت کو غل غش سے بری کیا اور اُسکے گرد نواح مین جتنے قلعے اور قلب مکان مسکن سرکشان تھے سب فتح کیے اور زر سرخ و سفید فیلون پر بار کرکے بارگاہ مین ارسال کیا سلطان احمد شاہ نے مسرور ہوکر خلعت خاصہ کمر بند و شمشیر مرصع اور بھی عنایات سے کہ اس سے پیشتر کوئی ملازم اُس خاندان کا اس قسم کے الطاف و نوازش سے ممتاز نہوا تھا سرفراز فرمایا اور خلف حسن بصری نے وفور اخلاص و اعتقاد کے اظہار کے واسطے جزیرہ مہایم کو جو شاہان گجرات کے ضبط مین تھا مفتوح کیا اور باب فتنہ جو مدت سے بند تھا کھولا اور سلطان احمد شاہ گجراتی نے یہ خبر سنکر اپنے فرزند ظفر خان کو بالشکر گجرات بقصد استرداد جزیرہ مہایم مقرر فرمایا اور شاہ دکن نے بھی اپنے شاہزادہ علاء الدین کو خلف حسن بصری کی مدد کے واسطے تعین کیا چنانچہ دونون شاہزادے خلیج کے کنارے کہ ولایت مہایم مین ہی فروکش ہوئے دونون مین کوئی جرأت عبور نہ کرتا تھا جب مدت مقابلہ کی دراز ہوئی شہزادہ علاء الدین آب و ہواے کوکن کی بے اعتدالی سے علیل ہوکر چند منزل سے پلٹ آیا اور شاہزادہ ظفر خان فرصت پاکر خلف حسن بصری سے ہم مصاف ہوا جنگ عظیم ہوئی فی الجملہ دونون طرف کے بہادران صف شکن کہ ہمیشہ مشتاق جنگ یکدیگر تھے اور ترشح جو اُسکے سبب ایک دوسرے کو خیال مین نہین لاتا تھا ہی شوکت دکھاتا تھا کہ آج زمانہ لڑائی اور طالع آزمائی کا ہی ایسا جوہر جوانی دکھائیے کہ نام صفحۂ روزگار پر یادگار رہے اُس روز ہزارہا جوان سر میدان مردانگی و جوانمردی کرکے ایسے لڑے کہ بہت سے گھر خالی ہوگئے اور دو ہزار مرد نے نقد جان دیکر راہ عدم لی اور اسی دار وگیر مین خلف حسن بصری کا بھائی حسن بن حسن کہ سردار عمدہ تھا گجراتیون مین دستگیر ہوا اور دو سردار دکنی ضرب تیر سے مقتول ہوے اُنکے مرتے ہی سپاہ دکن کو شکست نصیب ہوئی حال اسباب زر و سلب بسیار و بہت فیل ماشیا گجراتیون کے تصرف مین آیا اور تاریخ محمود شاہی مین نظر سے گذرا کہ شاہزادہ علاء الدین نے بھی اُس معرکہ مین حملہ ہاے مردانہ کیے لیکن جو فتح کوشش سے بہتر نہین ہوتی مجروح

اور شکستہ و خستہ ہو کر خلف حسن بصری کے ہمراہ منہزم ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان احمد شاہ کے گوش زد ہوئی آتش
خشم و غضب کا اُن سینہ مین مشتعل ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جا بجا فوج کو نامہ لکھے اور لشکر کثیر و جم غفیر فراہم لا کر
گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان احمد شاہ اپنے ممالک سے سپاہ جمع کرکے مقابلہ کے واسطے گرم عنان ہوا
دکھنیون نے قلعہ مہیول کو کہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے متعلقون کے تعلق اور تصرف مین تھا محاصرہ کیا جب سلطان
احمد شاہ گجراتی بعظمت و استیلائے تمام اُس نواح مین پہونچا سلطان بہمن نژاد نے محاصرہ سے دست کش ہو کر پیشقدمی
کی اور مدت مدید ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ برپا کرکے جنگ مین سبقت نکرتے تھے یہانتک کہ طرفین کے
علما و فضلائے درمیان آنکر نائرہ منازعت کو آب زلال موعظت سے بجھایا اور یہ مقرر ہوا کہ قدیم الایام سے جو قلعے
اور پرگنے تمھارے زیر نگین اور تصرف مین ہے ہر مین اُسپر اکتفا کرو اور ایک دوسرے کی ملک لینے کی طمع نکرو صلح
پر راضی ہوا فراموش حال ماضی ہوا اور تاریخ الفی مین مذکور ہے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی گجراتیون کی تکرمین اور دکھنیون کی شکست
سے کہ جزیرہ مہایم مین کھائی تھی مار دم بریدہ کی طرح پیچ و تاب کرتا تھا یہانتک کہ ۸۳۵ آٹھ سو پینتیس ہجری مین خبر پہونچی کہ
محمود خان حاکم گجرات کسی تقریب کے سبب ایت ندربار مین مقام رکھتا ہے سلطان بہمن نژاد فرصت غنیمت جانکر
اُسپر فوج کش ہوا اور کوچ متواتر سے اُس حدود مین پہونچا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی بھی بطور تاخت متوجہ ہوا دکھنیون
نے صلاح مراجعت مین دیکھی اور چار منزل سے پلٹ آئے اور گجراتیون نے بھی معاودت کی عزیمت کی اور آب
تاپتی کے کنارے فروکش ہوئے اور جاسوسون اور مخبرون نے دوبارہ جاکر خبر پہونچائی کہ دکھنیون نے عود کرکے قلعہ مہیول
کو محاصرہ کیا ہے گجراتی بھی پلٹ کر قلعہ مہیول کی طرف متوجہ ہوئے دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہو کر ایک
دن صبح سے شام تک جنگ مین مصروف رہے جب دن تمام ہوا شام ہو گئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اُسی شب کو چہ
کہ دونون حاکم مبادا جی طلب کتھے بغیر اسکے کہ حرف مصالحہ درمیان مین آوے کوچ کرکے اپنے ممالک کی طرف متوجہ
ہوئے اور بعضے مورخین نے قلعہ مہیول کے واقعہ کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہے اس سے احتراز کرکے شہور
پر اختصار کیا اور سنہ مذکور مین حصار ارک احمد آباد بیدر کہ گچ و سنگ سے تعمیر کرتے تھے انجام کو پہونچا سلطان
لوازم شکر بجا لایا اور اسی سال شیر خان اپنے بھائی کو کہ جسکی ہدایت سے سلطان فیروز شاہ کو شدت مرض مین
گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا اُسکے وجود کو سبب عدم حصول سلطنت اپنے فرزندون کی نسبت جانتا تھا ایک گناہ
مین مواخذہ کرکے قتل کیا اور ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس ہجری مین ہوشنگ شاہ مالوہی نے اُس خلاف کے سبب کہ
درمیان دکھنیون اور گجراتیون کے ظاہر ہوا تھا فرصت پاکر ولایت نرسنگھ پر لشکر کھینچا اور نرسنگھ لڑائی مین
مارا گیا قلعہ کھرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی کے تصرف مین در آیا اور جب سلطان احمد شاہ اس طرف لشکر کش ہوا
نصیر خان والی اسیر مانع آیا اور اُسنے نہ چاہا کہ دونون بادشاہون مین گفتگو بڑھے نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر
آئے بندگان خدا کی سلطنت مین جان جائے اور بعد گفت و شنود بسیار مقرر ہوا کہ قلعہ کھرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی
اور ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی کے مدام قبضہ قدرت مین رہے اس نہج پر دونون شاہون کے درمیان مین عہد
و پیمان ہو کر عہد لیکر و سوگند مغلظہ دیکر ہر ایک کو دار الامارۃ کی طرف رخصت کیا اور اُسی چند روز مین سلطان
احمد شاہ نے ممالک تلنگ مین جاکر بعضے زمینداروں کو کہ شاہزادہ داؤد خان سے سرکشی کرتے تھے قتل کرکے

مراجعت فرمائی اور قریب ایک منزل احمد آباد بیدر مین پہونچکر ناصر الدین کربلائی کو کہ سلطان احمد شاہ نے پیغمبر آخر الزمان کو خواب مین اُنکی صورت مین دیکھا تھا اور شیخ آذری نے اُنکی سفارش لکھی تھی پانچہزار روپیہ خاص کر اُسکو دیے اور قریب تیس ہزار روپیہ کے سادات کربلائے معلی علے مشرفہا آلاف التحیۃ والثناء کے واسطے اُسکے ہاتھ ارسال کیے اور اُسی روز سید ناصر الدین کا گذر ایک مقام مین ہوا کہ شیر ملک اُس مقام مین اپنے خواص سے بیٹھا تھا سید نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار اُسکے سامنے سے گذرے شیر ملک کہ امرائے نامدار سے تھا یہ ادا سید کی اُسے نہایت ناگوار اور دشوار ہوئی فرمایا کہ سید کو خانہ زین سے کھینچو سید غضبناک ہوکر سلطان کے پاس گیے اور شیر ملک کی بے ادبی گذارش کی سلطان نے دلاسا دیکر فرمایا کہ خدا و رسول کے حوالہ کر کہ سزا اُسکی دیگا اور جب موکب شاہی احمد آباد بیدر مین پہونچا ایک دن تخت پر اجلاس کر کے ہر ایک امرا کو مخلع کر کے جاگیر کی طرف رخصت کیا جب شیر ملک اُسکے روبرو آیا اور وہ بے ادبی کہ سید کربلائی سے کی تھی اُسی یاد آئی سلطان نے فیل قصاب نام کو طلب کر کے شیر ملک کو اُسکے پاؤن کے نیچے ڈالکر پامال کیا قطعہ ندید ایکس از خویش و از اجنبی ٭ گرامی تر از اہلبیت نبی ٭ بجان معتقد باش سادات را ٭ ہمان اہل تقوے و طاعات را ٭ کیفیتش توی بود و دینش درست ٭ بجز دوستداری از کس نجست ٭ اور جب بارہ برس اور دو مہینے اُسکی جہانداری کے منقضی ہوئے ماہ رجب کی اٹھائیسوین[28] تاریخ سنہ ۸۳۸ اٹھسو اڑتیس ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی کہتے ہین سلطان احمد شاہ بہمنی اپنے عہد مین مشائخ اور درویشان صاحب حال سے خوب سلوک کرتا تھا اور ہمیشہ اس طائفہ کا طالب رہا اور چونکہ ان دنون مین آوازہ ارشاد شاہ نعمت اللہ ولی کا اور مقامات و کرامات اُنکے عالمگیر ہوگے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو جو اُنکے خاندان کے مریدون سے تھے باتفاق میر شمس الدین قمی اور ایک جماعت اہل دل سے باتحف و ہدایاے وافرہ کرمان بھیجا تاکہ سلطان کی طرف سے وکیل ہوکر دست ارادت اُس قطب زمان کے دامن مین مارکر التماس دعا کی اور شاہ نعمت اللہ ولی نے اس جماعت کا اعزاز و اکرام کر کے ملا قطب الدین کرمانی کو جو ایک دانشمند ژندہ پوش تھا اور اُن کے مریدون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا دکن کی طرف روانہ کیا اور تاج سبز دوازدہ ترک صندوق مین رکھکر ملا قطب الدین کرمانی کے سپرد کیا کہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہے اُسی پہونچانا اور جب ملا قطب الدین دکن مین آیا اور اتفاقاً دور سے سلطان کی نظر اُسپر پڑی بے اختیار آواز بلند کی کہ وہی فقیر ہے جسنے خواب مین اُسدن اس درخت کے نیچے جب لشکر سلطان فیروز شاہ سے جنگ مین متحیر و متردد تھا تاج سبز دوازدہ ترک مجھے دیا تھا اور مین نے کیفیت اور چگونگی تاج کسی سے نہ کہی اگر اس قسم کا تاج اس مرد کے پاس ہے تعبیر اس خواب کی یہی ہوگی جب ملا قطب الدین نے سلطان کے قریب جاکر سلام کیا اور شاہ نعمت اللہ ولی کی طرف سے دعا دی اور کہا شاہ نے فرمایا ہے کہ فلان تاریخ سے اتبک اس تاج کو مین نے برسم امانت نگاہ رکھا تھا جو لیبیا امر کہ سبب اُسکے بھیجنے کا ہو وقوع مین نہین آتا تھا اُسوقت تک امانت داری کی اب کہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آیا اور ایک تقریب پیدا ہوئی واجب ہوا کہ تمھاری امانت تمھارے پاس پہونچاؤن اور سلطان احمد شاہ سے منقول ہے کہ جس وقت ملا قطب الدین کرمانی نے یہ تذکرہ کیا مین نے ایک حالت عجیب مشاہدہ کی و سراپا حیرت ہوکر اپنے دلمین کہنے لگا کہ اگر یہ تاج سبز دوازدہ ترک ہو تو پھر شک نہ رہیگا ملا قطب الدین نے عالم کشف مین دریافت کر کے کہا کہ اے شاہ دغدغہ اپنے دلمین نہ لا کہ تاج سبز دوازدہ ترک ہے اور مین وہی شخص ہون کہ شاہ ولایت پناہ کے حکم کے بموجب فلان روز عالم رویا

مین آپ کے ملاحظہ مین آیا تھا اسمین بے اختیار مولانا سے بغلگیر ہوا اور اپنے پہلو مین جگہ دیکر صندوق کھولا اور تاج کو بصفات
مذکورہ دیکھکر اپنے سر پر رکھا بیت شاہ ورہند و شیخ ورماہان ٭ تاج بخشی چنین کنند شہان ٭ اور جو شاہ نعمت اللہ ولی نے
اُس شہنشاہ کو اپنے دستی مکتوب مین اعظم الشہان شہاب الدین احمد شاہ ولی لکھا تھا اسواسطے حکم کیا کہ منبرون پر اور فرامین
شاہی مین اسی عبارت سے میرا نام مذکور کرین اور اُسی سال خواجہ جمال الدین سمنانی اور سیف اللہ حسن آبادی کو نعمت اللہ
شاہ ولی کی خدمت مین بھیجکر التماس ارسال ایک اولاد امجاد سے کی لیکن چونکہ آنجناب کا سواے ایک فرزند موسوم شاہ
خلیل اللہ کے باغ زندگانی مین اور ثمرہ نہ تھا اُسکی جدائی اپنے اوپر شاق جانکر اپنے پوتے میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ کو
دکن کی طرف روانہ فرمایا اور جب خبر اُنکے نزول کی بندر چیول مین پہونچی سلطان نے خاص پالکی اُنکی سواری کے واسطے
مع سید محمد صدر میر ابوالقاسم جرجانی کے بھیجی اور جبکہ دار الخلافت کی اطراف مین پہونچے سلطان خود مع جمیع شاہزادون
و امرا اُنکی پیشوائی کو تشریف لے گیا اور باعزاز و اکرام تمام شہر احمد آباد بیدر مین لایا اور جاے ملاقات مین قریہ اور مسجد تعمیر
کرکے نعمت آباد نام رکھا اور میر نور اللہ کو ملک المشائخ خطاب فرما کر جمیع مشائخ بلکہ اولاد امجاد سید محمد گیسو دراز پر مقدم
بٹھایا اور اپنی ایک دختر اُنکے حبالۂ نکاح مین لاکر اپنی دامادی سے معزز اور مقرب کیا اور جب کاشف اسرار ازلی شاہ نعمت اللہ
ولی ۸۳۴ھ آٹھ سو چونتیس ہجری مین قریہ ماہان مین ودیعت حیات سپرد کرکے حظائر قدس مین تشریف فرما ہوئے
شاہ خلیل اللہ بھی مع مخدوم زادون شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ محب اللہ کے دکن مین رونق افزا ہوئے اور اسکے
بعد شاہ حبیب اللہ نے سلطان احمد شاہ کی دامادی سے اختصاص پایا شاہ محب اللہ بھی شاہزادہ علاء الدین کی دامادی
سے معزز ہوئے اور شاہ خلیل اللہ مسرور انعام و احسان فراوان ہوکر دستکام اور فائز المرام وطن مالوف کی طرف روانہ
ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ نوبت روانگی نہ آئی بلکہ خاک دامن گیر دکن مین فوت ہوئے بہرحال اس وصلت کے سبب
اولاد شاہ خلیل اللہ کی اعلیٰ مراتب دنیوی پر فائز ہوکر صاحب اعتبار رہوئی اور شاہ حبیب اللہ کہ امرا کی سلک مین منتظم ہوئے
تھے قصبہ بیر جاگیر پائی چنانچہ ایک خانقاہ کہ اس قصبہ کے باہر ہے بعضون کا اعتقاد یہ ہے کہ اُسکے بھائی محب اللہ نے بنائی اور جو
چند معرکون مین افواج کفار پر تاخت کرکے جہاد اور غزا مین سعی کی تھی سلطان احمد شاہ سے غازی لقب پایا اور سلطان احمد شاہ
کے عہد معدلت مہد مین ایک شخص باشندہ احمد آباد بیدر نے ایک کتا پالا تھا وفاداری اور حق شناسی مین مشہور و معروف تھا
قضارا ایک قضیہ اُسکو پیش آیا کہ وہ شخص بہت روپیہ کا محتاج ہوا اُس سگ وفادار کو ایک شخص کے پاس رہن رکھکر مقصد اپنا
یعنی قرضہ حاصل کیا اور وہ مرتہن اُس کتے کو ہمراہ لیکر قصبہ گنجولی کی طرف روانہ ہوا لیکن اثناے راہ مین ایک دشمن سے دوچار
ہوا جسنے فرصت پاکر تلوار کھینچکر دو چار زخم اسکے مارے اور اس خیال سے کہ کام اسکا تمام کرچکا بذوق و شوق تمام راہی
ہوا سگ وفادار دور سے اس امر سے واقف ہوکر دوڑا اور دشمن کے دار بچا کر پس و پیش سے دشمن پر حملہ کرکے جس طور سے ہوسکا
بزخم دندان و پنجہ شیر کی کہ رکھتا تھا اُسکو مار کر خاک مذلت پر ڈالا اور پلٹ کر مرتہن کے سرہانے آکر سونگھنے لگا اور ایک رمق
جان اُسمین پاکر اپنا سر اُسکے پاؤن پر ملنے لگا ایسی حرکات جنسے نہایت حزن و ملال ظاہر تھا ظہور مین پہونچائین اُس نے
جب جانا کہ میرے دشمن کو اسنے ہلاک کیا ہوگا کتے پر نہایت مہربان ہوا اور ایک قریہ مین کہ وہانسے قریب تھا جاکر زخمون کے
ٹانکا دینے کے لیے توقف کیا جب چند روز کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ان زخمون سے جانبر نہونگا اور حال روز بروز بدتر
ہوتا جاتا ہو اُس نے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھا کہ اس کتے نے مجھ سے ایسی ایسی وفاداری اور جانفشانی کی اور

میرے دشمن کو میرے انتقام مین اس طریق سے ہلاک کیا جو حق بذمہ تیرے تھا مجھے پہونچا اور مجھے تیری نسبت کسی طرح کا دعوے اور مطالبہ نہین ہو سکتے گو برضا و رغبت مین نے رخصت کیا مناسب کہ اسے ہزار دوست سے بہتر جانکر اُس کے احوال سے غافل نہ رہے اور اس نوشتہ کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر اُسکی گردن مین ڈال کر رخصت کیا اور کتا اپنے مالک کے پاس پہونچا لیکن اُسکی نظر جوہین اُسپر پڑی با آواز بلند اُسے ٹھوکر کر آثار قہر و غضب ظاہر کیے اور کفش اُٹھا کر ماری اور کہا کہ تو نے مجھے آدمیون مین بے اعتبار کیا اُس بے زبان نے بیتاب ہوکر فریاد کی اور زمین پر گر کر مر گیا اُس کے مالک نے اُسکی گردن پر کچھ بندھا دیکھا اور کھولکر رقعہ پڑھا جب حقیقت حال پر مطلع ہوا تو اُس کے فوت پر نہایت متاسف ہوا اور اُسے شہر کے باہر مدفون کیا اور اُس روپیہ سے جو قرض لیے تھے ایک گنبد عالی اُسکی قبر پر تیار کیا اور اپنے پاس سے بھی مبالغ کثیر اُسمین صرف کیے کہ وہ گنبد اب تک موجود ہے **تذکرہ سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے دارائی کا** جب سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے احمد آباد بیدر کے تخت پر اجلاس کیا اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان کی خاطرداری اور رعایت مین دریغ نفرمایا گھوڑے ہاتھی اور جاگیر خوب زر ریز عنایت فرمائی اور دلاور خان افغان کو کہ دولتخانہ کے امرا سے تھا وکیل سلطنت اور خواجہ جہان استر آبادی کو وزیر کل کر کے امور مملکت مین قوی دست کیا اور عماد الملک غوری کو جو مرد کہن سال تھا اور عمر اپنی خدمت سلاطین بہمنیہ مین بدولت و حشمت بسر کی تھی امیر الامرا کر کے باتفاق شاہزادہ محمد خان و خواجہ جہان لشکوکت و تجمل تمام کفار بیجانگر کے سر پر کہ پانچ برس کا خراج خزانہ عامرہ مین داخل نہ کیا تھا اور اُسکی بیباقی مین دلیل بیجا اُٹھاتا تھا مقرر کیا اور یہ فوج سلطانی جب ولایت کنہرہ مین داخل ہوکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوتی راے بیجانگر نے سراسیمہ و مضطرب ہوکر بیس ہاتھی اور آٹھ لاکھ ہون نقد اور دو سو گانے والیان رقاصہ و ہنرمند اور علاوہ اُسکے اور بھی چیزین عمدہ اور نفیس شاہزادہ محمد خان کے پیشکش کر کے واپس کیا اور جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے اطراف مین پہونچا بعضے فتنہ پردازان دکن نے کہ مشہور آفاق تھے اُسکی سمع مبارک مین پہونچایا کہ سلطان احمد شاہ نے آپکو سلطنت مین شریک کیا تھا مناسب یہ ہے کہ سلطان علاء الدین شاہ اُن دو امر سے ایک اختیار کرین یا آپ کو مسند فرمانروائی پر اپنے پہلو مین جلوہ گر کرین اور باتفاق امور سلطنت کو انجام دین یا ممالک محروسہ کے دو حصہ کر کے ایک پر آپ متصرف ہون اور دوسرا آپ کے قبضہ مین واگذار کرین اب صلاح وقت یہی کہ اس مقام مین آپ مقیم ہوکر نصف ملک کو اپنے قبضہ اقتدار مین لاوین شاہزادہ محمد خان نے فریب کھا کر عماد الملک غوری اور خواجہ جہان کو اپنے موافقت کے بارہ مین ترغیب بہت کی اور جب اُنھون نے اُسکے ارادے سے واقف ہوکر انکار کیا فتنہ انگیزون کی ہدایت سے دونون کو قتل کیا اور بیجانگر کے روپیہ سے قوی پشت ہوکر فوج کثیر جمع کی مدکل اور رائچور اور شولاپور اور نلدرگ کو ملازمان سلطانی کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور سلطان علاء الدین عماد الملک غوری کے قتل سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا وہ خدمت ہمارے باپ اور دادا کی بجا لایا تھا اور وہ ہمارے بجاے جد و پدر تھا ایسے شخص کی ہلاکت نتیجہ خوب نہ بخشیگی یہ کہکر سر و فیلون اور خزانون کا کھولا اور سامان فوج درست کر کے سرکش بھائی کے رام کرنے کی عزیمت کر کے دار الملک سے نہضت فرمائی اور مقابلہ کے وقت ایسی حالت اُن دو برادر نامدار کا مکار کے مابین واقع ہوئی کہ نزک جنگجوے فلک کا دل معرکہ کے مقتولون پر جلتا تھا اور اس کیفیت سے قتال و جدال کا سانحہ وقوع مین آیا کہ اسکی شعلہ زنی سے خورشید آسمان کا چہرہ تمتما یا لیکن نسیم مراد نے گلشن فتح سے پرچم رایات سلطان علاء الدین شاہ

پرجلوہ کیا چنانچہ اکثر اُن امرا سے جو مصدر اس فتنہ و فساد کے ہوے تھے دستگیر ہوئے اور شاہزادہ محمد خان کوہ و
دشت دور دست مین چند خواص خاص سے مفرور ہوا اور سلطان نے احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور اُس
جماعت کی تقصیر معاف فرما کے زندان سیاست سے رہائی بخشی اور مکتوب نصیحت آمیز بھائی کو لکھکر جسطور سے ممکن ہوسکا
اپنے پاس بلایا اور مشمول عواطف فراوان کیا اور چہ دوسرا بھائی سلطان کا شہزادہ داؤد خان مملکت تلنگ مین تنگاہ
عالم آخرت کی طرف خرامان ہوا انچپور کو جو چار سمالک تلنگ سے ہے شاہزادہ محمد خان کی جاگیر کے واسطے مقرر کر کے مع
تجمل شاہی اس طرف روانہ فرمایا اور گذشتے مدت مدید اُس مقام مین استقامت کر کے اپنی اوقات بعشرت و نشاط بسر کی اور
دلاور خان کو بروز نوروز آٹھ سو چالیس ہجری مین مخلع کر کے رایان کوکن کی تنبیہ و تدارک کو کہ عجب ایک جماعت سرکش
تھی تعین فرمایا اور راجہ اسے قلعہ رائیل اور سنگیسر نے جب بار جزیہ اور خراج کا اپنی گردن پر رکھا دلاور خان نے راے سنگیسر کی
بیٹی سلطان کے واسطے لیکر مع خزاین چند سالہ دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی سلطان علاءالدین اول
اُسکی خدمت سے خوش ہوا اور سنگیسر راے کی دختر ماہ پیکر زہرہ خصائل کو کہ حسن صورت اور خوش شکلی اور موسیقی دانی
بے نظیر تھی منظور نظر التفات کر کے بنام زیبا چہرہ ممتاز کیا چنانچہ آوازہ اُسکی عاشقی اور معشوقی کا منتشر ہوا لیکن آخر مین
اس وجہ سے کہ دلاور خان نے مال وافر رایان کوکن سے رشوت لیکر اُس جماعت کے قلع اور استیصال مین عمداً تساہل و تغافل
کیا تھا اس امر سے سلطان کا دل صفا منزل اُس سے دگرگون ہوا اور اُسنے اس امر کو دریافت کر کے مہر وکالت شاہ کے
حضور بھیجی و بتضرع وزارت سے مستعفی ہو کر اس مہلکہ سے نجات پائی پھر وہ منصب ایک خواجہ سرا کی نسبت کہ دستور الملک نام رکھتا تھا
رجوع ہوا اخلاق اسکی بدخلقی سے تنگ آئی اور ہر چند اُسکی شکایت شاہ کی خدمت مین معروض رکھی دشمنی پر محمول ہو کر اثر پذیر
نہ ہوئی روز بروز اُس کی عزت افزون ہوتی تھی یہانتک کہ شاہزادہ ہمایون بڑے بیٹے سلطان علاءالدین شاہ
نے ایک دن اُس سے کہا کہ فلان معاملہ کا سرانجام کر اُسنے جواب دیا کہ آج مین اسکی طرف نہین مشغول ہوسکتا ہون
دوسرے وقت بجا لاؤنگا شہزادہ نے بعد دو تین دن کی آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک وہ مہم مشخص نہین ہوئی ہے اگر تم
اسکو انجام کرو تو بہتر ہوگا خواجہ سرا خون گرفتہ نے اس مرتبہ یہ جواب دیا کہ یہ امور مجھ سے تعلق رکھتے ہین آپ کو
اسمین سعی کرنا مناسب نہین ہے شہزادہ کہ نہایت تند مزاج تھا یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا اور بیتاب ہو کر ایک سلحدار شاہی کو
طلب کر کے فرمایا جسوقت دستور الملک دیوانخانہ سے نکلے اُسے قتل کر کے میرے ملازمون کے پاس پناہ لینا کہ وہ
تیری محافظت مین تقصیر نہ کرینگے اور سلحدار نے بھی جو اُس لعین کے ہاتھ سے آزردہ خاطر تھا اُسی دن کسی عرض
حال کے بہانہ اُسکے روبرو جا کر اک ضرب خنجر تشنہ خون سے اُسکا کام تمام کیا اور شہزادہ کے آدمیون نے
جو وہان حاضر تھے شہزادہ کے حکم کے موافق اُسکی حمایت کی و کسی طور کا صدمہ اُسپر پہونچنے نہ دیا اور دربار شاہی مین
عجب شور بلند ہوا شہزادہ ہمایون کہ اپنے والد ماجد کے روبرو بیٹھا تھا حکم کے موافق تفتیش حال کے واسطے باہر آیا اور
اُس معاملہ کو باور کر کے عرض عالی مین پہونچایا کہ فلان سلاحدار نے کہ خدمتگار قدیم ہے اور حقوق خدمت بہت رکھتا ہے
دستور الملک کو جو اُسکے احوال پر بے توجہی کر کے اکثر اُسے دشنام فحش دیتا تھا اُسکے دست ظلم سے بہ تنگ
آ کر آج اُسے ہلاک کیا اور میرے سپاہیون نے کہ اُس مقام مین حاضر تھے اُسے گرفتار کر کے مقید کیا ہے اب اس بارہ
مین کیا ارشاد ہوتا ہے سلطان نے اس سبب سے کہ اوائل مین ایک تو کسی کے قتل کے واسطے حکم صادر نفرمایا تھا دوسرے

شاہزادے کے طرز کلام سے بھی شفاعت اور وجاہت اُسکی مفہوم ہوتی تھی قاتل کے حبس کا حکم فرمایا اور مقتول کا منصب میاں من اللہ دکنی کو جو دانشمند اُس عصر کا تھا اور خصائل حسنہ کی صفت میں معروف تھا رجوع فرمایا اور سنہ ۸۴۱ آٹھ سو اکتالیس ہجری میں زوجۂ سلطان مسماۃ آغا زینت مخاطب بہ ملکۂ جہان نے اپنے باپ نصیر خان سے زیبا چہرہ کے غلبہ اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے تسخیر ممالکات برار کا عازم ہوا اور آدمی پوشیدہ امراے برار کے پاس بھیجکر بطمع فراوان اپنی اطاعت کی ترغیب کی اور اُنھون نے متفق اللفظ والمعنی اقرار کیا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے اگر اُسکی نوکری اختیار کر کے اُسکے مخالفون کو شمشیر سے مارینگے غازی ہونگے پھر ایک عریضہ مشعر فور اخلاص عقیدت اور التماس قدوم نصیر خان کی درگاہ مین ارسال کیا اور وہ بے توقف مع لشکر خاندیس اور دو ہزار سوار اور پیادہ بیشمار کہ راجہ گونڈواڑہ نے اُسکی مدد کے واسطے روانہ کیے تھے ولایت برار مین در آیا اور امراے نمکحرام نے چاہا کہ اپنے سپہ سالار خان جہان کو کہ فدویان شاہان بہمنیہ سے تھا مقید کر کے نصیر خان کے روبرو لیجاوین خانجہان اُنکے ارادہ سے مطلع ہوکر قلعہ نرنالہ مین جاکر متحصن ہوا اور حقیقت حال سلطان علاء الدین شاہ کی خدمت مین اس مضمون سے تحریر کی کہ اس ولایت کے امرا نصیر خان کے شریک ہوکر بے ملاحظہ اُسکا خطبہ پڑھتے ہین اور فلدوی قلعہ کو محاصرہ کرنے کے اندیشہ مین پڑے ہین اسلیے سلطان علاء الدین شاہ نے جمیع امرا اور ارکان دولت کو طلب کر کے مجلس مشورہ کی منعقد کی اُسوقت اُمراے معتبر دکنی عرض گذار ہوئے کہ علاج اس امر کا شاہ کی توجہ پر منحصر ہے کسواسطے کہ جسوقت ہم اُس طرف لشکرکش ہونگے شاہان گجرات اور مندو اور رایان گونڈواڑہ اُسکی مدد کو آوینگے سلطان نے اس بات سے رائحہ نفاق سونگھکر اُس مجلس مین خلف حسن بصری ملک التجار سپہ سالار دولت آباد کو اُس یورش کی تکلیف دی اور اُسنے بعد تسلیم عرض کیا کہ ہم بندون کو اطاعت اور جانسپاری کے سوا چارہ نہین ہے لیکن خلائق درگاہ پر روشن اور ہویدا ہے کہ شکست جزیرۂ مہایم کی امراے دکنی اور حبشی کے نفاق سے واقع ہوئی اس لیے کہ یہ لوگ رشک و حسد سے نہین چاہتے کہ میرے ابناے جنس سے کہ اُنھین پردیسی کہتے ہین خدمات شائستہ ظہور مین پہونچین اگر سلطان جمیع امراے مغل کو مع خیل خاصہ بندہ کے ہمراہ کرے اور کسی دکنی اور حبشی کو اس کام مین دخل نہ فرماوے امید کہ توفیق صمدی اور میامن اقبال خداوندی سے اس معاملہ کو نباہ سکین وجہ سے انجام دون اُسکے بعد سلطان نے امراے دکنی اور حبشی سے فرمایا کہ اس مقدمہ مین مصلحت کیا ہے میاں من اللہ اور خان زمان بولے کہ یہ مصلحت بزرگ ہے چاہیے کہ آزمائش کے واسطے تمام غریبون کو برسم مقدمہ روانہ فرمایئے اگر یہ غالب آئین فہو المراد وگرنہ سلطان کے ہمراہ رکاب روانہ ہونا چاہیے سلطان علاء الدین نے پانسو پیدل کی اور تین ہزار مغل تیرانداز کہ تمام خاصہ خیل سے تھے یکقلم ہمراہ اُنکے تعین فرمایا اور اسی طریق سے امراے عرب کو کہ بعضے پرورش یافتہ سلطان فیروز شاہ اور اکثر تربیت کیے ہوئے سلطان احمد شاہ کے تھے اُس خدمت پر مامور کیا اور اسم نویسی اُس جماعت کی یہ ہے قاسم خان صف شکن قراخان کرد علیخان سیستانی میر علی کاشغری افتخار الملک ہمدانی احمد بیگ تازرستم خان مازندرانی حسین خان بدخشی خسرو خان اوزبک بہادر خان اوزبک مجنون سلطان شاہ قلی سلطان کہ دونون شاہزادہ چنگیزی تھے القصہ خلف حسن بصری اول جماعت کے ہمراہ دولت آباد گیا اور جمیع امراے دکنی اور حبشی کو اُس جا وہین جابجا سرحد کی محافظت کے واسطے بتخصیص سرحد گجرات اور

سنرو کے واسطے تعین کرکے سات ہزار عرب مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر بنہایت شان و تجمل سے برار کی طرف متوجہ ہوا اور خان جہان فرصت پاکر قلعہ ترنالہ سے برآمد ہوا اور خلف حسن بصری کے استقبال کے واسطے جاکر قصبہ مہکر مین ملاقات کی اور خلف حسن بصری نے خان جہان کو مع بعضے امراے دکنی کے کہ اسکے ہمراہ تھے ایلچپور اور بالاپور کی طرف بھیجا کہ اُس طرف جاکر پایان گوند طوارہ کا سد راہ ہو تاکہ وہ نصیر خان کی مدد سے باز رہین اور خود بکوچ متواتر اور ببسبیل استعجال پرگنہ روہنکھیر کی سمت جو لشکرگاہ نصیر خان کا تھا روانہ ہوا اور روہنکھیر کے گھاٹ پر خاندیسیون سے جنگ ہوئی اور غریبون کو خدا نے ظفریاب کیا اور نصیر خان شکست پاکے اور سوم جاکر روہنکھیر سے کوچ کرکے بتعجیل تمام برہان پور گیا اور لشکر کے فراہم لانے مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری وہ حدود نصیر خان کے تصرف سے برآورده کرکے اسکے تعاقب مین برہانپور گیا اور نصیر خان تاب نہ لاکر قلعہ للنگ مین بھاگا اور خلف حسن بصری نے شہر کو غارت کرکے وہانکے کفار متمول سے زر جواہر اور اقمشہ وافر لیا پھر ولایت خاندیس کے نہب و غارت کے واسطے روانہ ہوا اور اپنا کام کرکے پھر شہر برہانپور مین آیا اور عمارات شاہی کو مسمار اور آگ سے جلا کے خاک سیاہ کیا اور مراجعت دکن کا آوازہ بلند کیا لیکن سہ پہر رات گئے کوچ کرکے دفعتہً للنگ کی طرف تاخت لے گیا اور چار ہزار سوار سے وہان کے اطراف مین پہونچا نصیر خان قلت اور کوفتگی اور ماندگی غنیم کی تصور کرکے بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار سے مقابلہ کو دوڑا اور قلعہ کے دو کوس پر فریقین کا سامنا ہوا اور ہتھیار خوب چلا لیکن خاندیس والون کا پاے ثبات میدان کین سے ہل گیا راہ فرار پائی اور نصیر خان کے بہت مردم معتبر اور برار کے امراے باغی مقتول ہوئے اور خلف حسن بصری نے شتر فیل اور توپخانہ کثیر دستیاب کرکے مظفر و منصور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان کہ قدرشناس اور خلق و مروت و ہمت و شجاعت مین وحید تھا شاہزادہ ہمایون کو مع جمیع امرا اور ارکان دولت چار کوس آگے استقبال کے واسطے بھیجکر شہر مین لایا اور خلعت فاخرہ اور چند زنجیر فیل و شمشیر اور پٹکا مرصع نوازش فرماکر دولت آباد کی رخصت دی اور تمام غریبون پر قسم قسم کی التفات اور عنایت مبذول فرماکر زیادتی مناسب اور جاگیر سے خوشدل کیا اور شاہ قلی سلطان کو کہ شجاعت وافر ظہور مین پہونچائی تھی دختر دیکر اپنی دامادی مین معزز کیا اور مقرر کیا کہ مجلس اور سواری مین اپنی طرف پردیسی غریب دربائین جانب دکنی اور حبشی حاضر رہین اور اس التفات کے سبب اس تاریخ سے ابتک دکن فتنہ خیز مین دکنیون اور غریبون کے درمیان عداوت قائم ہے جسوقت دکنیون نے قابو پایا غریب کشی کی جیسا کہ اسکے لیے مقامات مناسب مین مفصل تحریر ہوگا اور ان سنوات مین ایک روز سلطان عالم پناہ نے ارکان دولت اور بہت براہمہ معتبر کو طلب کرکے استفسار کیا کہ ممالکت کرناٹک باعتبار طول و عرض محصول کے ممالکت شاہان بہمنیہ سے زیادہ ہے اور اسی طور سے ہماری فواج بھی انکی جمعیت سے زیادتی رکھتی ہے کیا سبب ہے کہ اکثر اوقات غلبہ مسلمانون کی طرف سے ہوتا ہے اور ہم انکے باج گذار رہتے ہین بعضے بولے کہ حق سبحانہ تعالی نے مسلمانون کو تیس ہزار سال تک بادشاہ زادہ ہندوؤن پر بزرگی اور غلبہ عنایت فرمایا ہے اور یہ امر ہماری کتب مین مشرح اور تفصیلاً لکھا ہے اس سبب سے اکثر اوقات ہنود مغلوب ہوتے ہین اور بعضون نے جواب دیا کہ مسلمانون مین دو چیز بہتر اور افضل ہین کہ انکی فتح کی باعث ہوتی ہین اول یہ کہ گھوڑے انکے بہتر اور چالاک اور کلان ہین اور ہمارے گھوڑے بالوا اور کم قوت اور لاغر ہین دوسرے یہ کہ لشکر بہمنیہ مین تیرانداز بہت ہین اور ہمارے لشکر مین کم اسواسطے دیو راے نے حکم کیا کہ

مسلمانون کو نوکر رکھین اور جاگیرین خوب دین اور بیجانگر مین مسجد تعمیر کرکے سلام کے طریقہ مین کوئی شخص مزاحم نہووے اور مصحف اقدس رحل پر رکھکر اپنے روبرو رکھین تاکہ سلام کرتے وقت مسلمان اسکی تعظیم وتکریم بجالاوین اور ہندؤن کو بھی تیراندازی سکھاوین چنانچہ اسکے اعیان دولت نے آپسمین تدبیرین کرکے یہ مقرر کیا کہ اب دو لاکھ سوار اور اٹھارہ لاکھ پیادہ ہین بجاے ستر ہزار سوار اور تین لاکھ پیادہ رکھ کے ایسا کرین کہ تنخواہ سپاہی کی زیادہ تر ہووے تو ساز و یراق اور گھوڑے خوب بہم پہونچا سکین اور بموجب اہالی سرکار نے دس ہزار سوار مسلمان اور ساٹھ ہزار سوار کافر جو علم تیراندازی جانتے تھے اور تین لاکھ پیادہ ترتیب دے کر دیوراے کی نظر مین لائے اس وقت اس نے ہوس تسخیر ممالک شاہان بہمنیہ کی اور سنہ ۸۴۷ آٹھ سو سنتالیس ہجری مین بجوش وخروش تمام لشکر کثیر لیکر ان کی ولایت پر فوج کشی ہوا اور آب تنگبھدرہ سے عبور کرکے بجبر وقہر تمام تھوڑے عرصہ مین قلعہ مدکل کو فتح کیا اور اپنے بیٹون کو قلعہ رایچور اور بنکاپور کے محاصرہ کے واسطے مامور کرکے خود آب کشنہ کے کنارے مقام کیا اور ساغر اور بیجاپور مین اسکے آدمیون نے تاخت لیجاکر آتش ظلم و بیداد شعلہ زن کی سلطان علاء الدین نے اس خبر کے سنتے ہی عزم انتقام کرکے لشکر برار اور دولت آباد اور بیجاپور کے احضار کے واسطے حکم دیا اور بموجب چارون طرف کے طرفدار احمد آباد مین پہونچے اور پچاس ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیادہ فراہم ہوئے سلطان علاء الدین نے ساعت سعید مین مع توپخانہ اور بھی آلات واسباب حرب وضرب سے باعظمت وشوکت فراوان نہضت فرمائی اور دیوراے اس حدود سے کوچ کرکے قلعہ مدکل مین گھس آیا اور افواج کو سلطان کی جنگ کے واسطے تعین کرکے سوار اور پیادہ کی دلجوئی مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور سلطان نے مدکل سے چھ کوس ادھر مقام کیا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو مع لشکر دولت آباد دیوراے کے فرزندون کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے بھیجا اور خان زمان سپہسالار لشکر بیجاپور کو اور خان اعظم سپہسالار فوج برار اور تلنگ کو دیوراے کے سر پر مقرر کیا اور خلف حسن بصری نے اول قلعہ رایچور کی طرف جاکر دیوراے کے بڑے بیٹے سے مقابلہ ومقاتلہ کیا اور اسے مجروح کرکے معرکہ سے پسپا اور مفرور کرکے بنکاپور کی طرف متوجہ ہوا ابھی وہانتک نہ پہونچا تھا کہ دیوراے کے چھوٹے بیٹے نے ترک محاصرہ کرکے اپنے تئین باپ کے پاس پہونچایا اور دو مہینے کے عرصہ مین تین مرتبہ سپاہ کفار سے ظاہر قلعہ مدکل مین صف جنگ شدت سے واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اول مرتبہ کفار کا غلبہ رہا مسلمانون پر محنت ومشقت نے ظہور کیا اور دوسری مرتبہ مسلمان ایسے غالب ہوئے کہ کفار بالکل شکستہ ہوگئے کس واسطے کہ دوسری مرتبہ دیوراے کا بڑا بیٹا جو زخمی ہوکر خلف حسن بصری کے معرکے سے بھاگا تھا اب کی مرتبہ خان زمان کے نیزۂ جانستان کی ضرب سے مارا گیا اور کفار سراسیمہ و بدحواس ہوکر اسکی لاش پاش پاش اٹھاکر قلعہ کی طرف راہی ہوئے بیت

فتادند از کافران بیشمار * گریزان بقلعہ اندر حصار

اور فخر الملک دہلوی اور اسکا بھائی کہ دونون جملہ امرا سے تھے شمشیر وگرز وخنجر دیکھ بھال کر ڈھالون کی اوجھل مین ہوکر مفرورون کے تعاقب مین روانہ ہوئے جو کہ میدان جنگ نے گرمی پکڑی تھی اسی گرم خیزی مین سروتن مین جدائی کرنے لگے اور اسی طرح سے شمشیر مارتے ہوئے مدبرون کو خاک مذلت پر ڈالتے ہوئے کفار کے عقب مین قلعہ مین داخل ہوئے اور کفار نے جو یہ جرأت ان دونون بلند ہمت سے مشاہدہ کی انھین زندہ دستگیر کیا اور دیوراے کے پاس لے گئے دیوراے نے انھین قید کرکے اپنے بیٹے کے سوگ مین جامۂ ماتم پہنا اور گریہ وزاری اور بیقراری بہت کی اسکے بعد سلطان علاء الدین نے یہ پیغام دیا کہ یہ دونون بہادر شیر نیستان شجاعت وپلنگان اژدر دربیشۂ شوکت جو کہ قلعہ مین آگئے ہین

ہر ایک کو بروز کارزار ہر سوار کے برابر فرض کرتا ہون اور رایان بیجانگر اور شاہان بہمنیہ مین مقرر ہوا کہ عوض ایک
مسلمان کے لاکھ ہندو قتل کرین اور اگر تم انھین آزار جانی پہونچاؤ گے یقین جاننا کہ مین ہر ایک کے عوض لاکھ ہندو
قتل کرونگا اور دست تعرض اُس ملک کے دامن سے نہ اُٹھاؤنگا اور دیورائے جو تعصب بہمنیہ سے خوف و ہراس دل
پر مستولی رکھتا تھا گھبرایا اور ایک جماعت معتبر شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ جواب دیا کہ اگر سلطان عہد کرے اور دوبارہ میری
ولایت پر لشکر نہ کھینچے تو مین بھی متعہد ہوتا ہون کہ ہر سال پیشکش لائق بھیجکر فخر الملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو تسلیم کرونگا
اور من بعد قدم دائرۂ اطاعت اور جادۂ فرمانبرداری سے باہر نہ رکھونگا سلطان نے اُسکے التماس کے موافق عہدنامہ ترتیب
کرکے ارسال فرمایا اور دیورائے نے فخر الملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو مع چالیس ہاتھی جنگی اور اقسام پیشکش ہائے لائق اور
باج چند سالہ خدمت شاہ مین ارسال رکھا اور سلطان نے بھی خلعت شاہانہ اور گھوڑے تازی بازین و لجام مرصع اُسکے واسطے
بھیجکر علم مراجعت بلند کیا اور جبتک مسند دکن اُسکے وجود سے مشرف اور زینت پذیر رہی دیورائے نے ہر سال پیشکش بھیجکر
دروازے مصادقت کے مفتوح رکھے اور اُسنے بھی اپنے عہد پر وفا کرکے کبھی ولایت کرناٹک پر چڑھائی نہ کی اور کہتے ہین کہ
سلطان علاء الدین نے اپنے عہد سلطنت مین احمد آباد بیدر مین ایک دار الشفا نہایت لطافت اور صفائی سے بنا کرکے چند قریہ
وقف فرمائے تھے تاکہ زر حاصل اُسکا صرف ادویہ اور اشربہ ہوکر اطبائے مسلمان و ہنود بیمارون کے معالجہ مین مشغول رہین اور قضات
امانت دار اور محتسبان خدا ترس کو شہر و ولایت مین مقرر فرمایا اور باوجودیکہ خود بدولت مے نوشی کرتا تھا حکم کیا کہ کوئی شخص شراب
نہ پیئے اور جوا نہ کھیلے اور قلندران اوباش دریوزہ خوار کو طوق آہنین مین مطوق کرکے شارع عام صاف کرنے و خاکروبی اور
تمام اعمال شاقہ عمل مین لانے سے تعذیب فرماتا تھا تو متنبہ ہوکر کسب معیشت مین مشغول ہووین یا قلمرو سے باہر جاوین اور اگر
احیاناً کوئی آدمی باوجود اس انتظام اور گرفتگی کے بیباکی کرتا شرب خمر یا کسی اور مسکر مین اقدام کرتا تھا سیسہ گھلا کر اُسکے
حلق مین ڈالتے تھے اور یہ حکم عام و خاص پر جاری تھا کسی کو اس سے مفر نہ تھا چنانچہ سید محمد گیسو دراز کے ایک
نواسہ نے ایک فاحشہ سے اختلاط بہم پہونچایا اور ایک رات کو شراب پیکر حالت مستی مین اُسکے سر کے بال تراش کر خوب
زد و کوب کی جب یہ خبر کوتوال کو پہونچی اُسی شب مخدوم زادہ اور قحبہ کو قید کر لیا دوسرے دن بوقت فرصت یہ خبر
بادشاہ کے گوش زد کی بادشاہ نے غضبناک ہوکر حکم کیا کہ مخدوم زادہ کو مسند و مین لیجا کر سر بازار کہ تمام خلقت دیکھکر
عبرت پذیر ہو دو سو تازیانہ ہاتھ اور پانوٴن مین مارین اور قسم دلوین کہ پھر شراب نہ پیئے اور قحبہ کو گدھے پر چڑھا کے
شہر مین تشہیر کرکے شہر بدر کرین منقول ہے کہ جب ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم سلطان علاء الدین پر مقرر ہوئی
اسقدر سخاوت اور عدالت کا فرش بچھایا کہ احسان فریدون کا چرچا اور معدلت نوشیروان کا شہرہ اسکے زمانہ مین نرہا
اور جمعہ کی نمازون اور عیدین کے دوگانہ مین منبر کے قریب حاضر ہوکر وعظ سُنتا تھا اور خونریزی اور ظلم و تعدی اور
تشویش بندگان سے راضی نہ تھا اور آتش پرستون کے معابد اور بتخانہ قدیم توڑکر مسجدین بجائے اُنکے احداث کین اور
نصارا اور برہمن وغیرہ سے کلام نہ کرتا اور جہات دیوانی مین دخل نہ دیتا تھا لیکن جب بیجانگر کی یورش سے فارغ ہوکر
مراجعت کی عیش و عشرت اُسکی دامنگیر ہوئی جزوی اور کلی امور ملکی اور مالی کو امرائے درگاہ کے سپرد کرکے ایکہزار عورت
جمیلہ سراپردہ شاہی مین جمع لاکر نعمت آباد کی نہر کے کنارے ایک باغ نمونہ روضۂ رضوان اور ایک قصر مانند
قصر فلک درخشان بنیاد رکھا اور اُستادان خطہ کون و فساد نے اُس باغ اور عمارت کا نظیر روئے زمین پر بنیاد

نہ ڈالا تھا اکثر اوقات اُس باغ مین بادۂ گلفام کے تجرع اور لعل لب دلبران سیم اندام کے تلذذ اور استماع نغمہ ہاے مطربان شیرین آواز مین مشغول ہوتا تھا اور بہایت خوشتن داری اور غایت کم آزاری سے نظام امور اور مصالح جمہور مین التفات فرماتا تھا اور حکیم ارزقی نے اُس شاہ کی عمارت کے وصف مین خوب کہا ہے بیت گوئی کہ ماہ و مشتری از برج آسمان ؛ تحویل کردہ اند بباغ خدایگان ؛ آور جن دنون مین سلطان نشاط مین مشغول تھا چار یا پانچ مہینے کے بعد ایک مرتبہ سلام عام لیتا تھا اور اس حالت مین دکنی اسکے گرد محیط تھے اور میان من اللہ دکنی بالاستقلال بادشاہی وکیل ہوگیا اُسکے بعد سلطان نے قصد کیا کہ قلاع سواحل دریا کو فتح کرے چنانچہ خلف حسن بصری ملک التجار کو مع سات ہزار سوار دکنی اور تین ہزار سوار غریب کے اس خدمت پر مامور فرمایا اور خلف حسن بصری نے قصبۂ چاکنہ مین جو شہر جنیر کے قریب ہے استقامت کرکے اُس کا قلعہ تعمیر کیا اور دفعہ بدفعہ لشکر کو کوکن مین بھیجتا تھا اور اس طرف کے راجاؤن کو مغلوب کرتا یہان تک کہ اجل متقاضی ہوئی خود اُس طرف متوجہ ہوا اور ایک حصار اُس حدود کو جو ایک کافر مسمی سرکہ کے تصرف مین تھا محاصرہ کرکے بجبر و قہر مفتوح کیا اور سرکہ کو اطلاع اس امر کی دی کہ حوزۂ اسلام مین در آوے یا گردن تیغ سیاست کے نیچے رکھے سرکہ نے طریقہ مکر و فریب کا اختیار کرکے معروض رکھا کہ میرے اور راے سنگیسر کے جو حوالی قلعہ کندھانہ مین ہے ہمسری ہے اگر مین حلقۂ اسلام مین داخل ہونگا اور وہ اسی طور اپنی مقر دولت مین متمکن رہیگا آپ کی مراجعت کے بعد زبان طعن دراز کرکے عشایر و قبائل کو مجھ سے منحرف کریگا اور ملک استحقاق کا کہ میرے باپ اور دادا سے موروثی چلا آتا ہے اُسپر متصرف ہوگا اگر آپ عنان عزیمت اس طرف معطوف فرماوین تھوڑی سی توجہ مین اُسے بھی دستیاب کرکے اس حدود کو بھی بندہ سے رجوع فرماوین یا اُسکا سر تن سے جدا کرکے اس مملکت کو ایک امرا کے سپرد کرین بندہ کلمۂ طیبۂ توحید پڑھ کر غلامان شاہ اسلام مین منتظم ہوگا اور ہر سال اسقدر مال خزانہ عامرہ مین داخل کریگا اور اُسکے بعد اس اطراف مین اگر کوئی تمردی اور سرکشی سے اداے زر واجب سرکار مین تغافل یا تعلل کریگا یہ کمینہ اُس کا جواب دہ ہوگا خلف حسن بصری نے کہا کہ مین نے سنا ہے راستہ مداخل اور مخارج اُسکا بہت تنگ ہے اور وہان پہونچنا نہایت دشوار اور پر اشکال ہے سرکہ نے جواب دیا جسوقت کہ مجھسا دولتخواہ مقدمۃ الجیش ہوگا راستہ طے کرے گا اور اُس جنگل کے خار سے کسی سوار کے دامن کو آزار نہ پہونچیگا اور بے مشقت کل مقصود ہاتھ آوے گا چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت مین جاری ہوا تھا اسواسطے دشمن کے قول پر اعتماد کرکے سنہ ۸۵۰ آٹھسو پچاس ہجری مین اُس طرف عازم ہوا چنانچہ اکثر دکنی اور حبشی نفاق کرکے جدا ہوگئے اور خلف حسن بصری کے ہمراہ بیشہ مین نہ آئے اور خلف حسن بصری تغلیب مین مبتلا ہوکر خود روانہ ہوا اور سرکہ نے دو دن راستہ کشادہ اور خوب کہ اُسکو کسی شخص نے نہ دیکھا تھا طے کیا اور چھوٹے بڑے اُس سے خوش ہوئے لیکن تیسرے دن وہ گمراہ ایسی راہ لیگیا مصرع کہ از ہول او شیر نر مادہ بود ؛ اور بلکہ پر پیچ تاب زیادہ زلف خوبان اور باریک تر عاشقون کی آہ سے تھا القصہ ایسی راہ تھی کہ دیو اُس کا نشیب و فراز دیکھکر آسیب زدہ ہوتا تھا اور غول بیابانی اُسکا ٹیلا بلند دیکھکر دہشت کھاتا تھا قطعہ نہ خورشید کردی رسوش مساحت ؛ نہ تقدیر کردی حدودش مقدر ؛ گیاہش از درشتی چو دندان افعی ؛ ہواش از عفونت چو کام غضنفر ؛ ز آبش اجل رستہ و نبا و پیکان ؛ ز خاکش خنک رستہ و ز خار خنجر ؛ نشیبش ز الماس گستردہ مفرش ؛ فرازش ز آتش بپوشیدہ چادر ؛ رہ پیچ پیچش چو زنار راہب ؛ فرو ہشتہ ز اطراف محراب و منبر ؛ اور جب اُفتان و خیزان مسافت طے کی ایک ایسے جنگل مین پہونچے کہ ہوا کو اُسکے مسالک و دراق سے گذر دشوار

تھا اور بائین طرف اُسکے پہاڑ سر کشیدہ تا فلک دوار تھا اور اُن پہاڑون مین ایسے دّرے واقع ہوئے تھے کہ اُن کا
تعلق تحت الثرےٰ پہونچنے سے گنج قارون اور پشت گاؤ ماہی نمایان تھی اور ایک طرف اُسکے خلیج سمندر سے
آکر جنگل اور پہاڑ اور غار سے پیوستہ تھا اور اُس راستہ کے سوا جس سے آئے تھے دوسرا راستہ تھا نظم کسے ندیدہ فرازش
مگر بچشم ضمیر ٭ کسی فرقہ نشیبش مگر بپاے گمان ٭ کسے بروز سفید و شب سیاہ درو ٭ بجز کبودی گردون ندید
ہیچ نشان ٭ اور خلف حسن بصری جو اُن دنون اسہال خونی مین گرفتار تھا رات دن مین چالیس مرتبہ پاخانہ
جاتا تھا اور ہر چند کوشش کی کہ آدمی ترتیب و قاعدہ سے نزدیک فروکش ہون سودمند نہ ہوا اول یہ کہ فوج
خود خستہ اور ماندہ نماز شام تک آتی تھی اور درختون کے نیچے جہان پہونچتی تھی نزول کرتی تھی یہ کہ اُس جنگل مین
ایسا مقام میسر نہ تھا کہ دو آدمی پہلو مین خیمہ ایستادہ کرکے شب کو بسر کرین اُس وقت کہ آدمی اپنے حال مین گرفتار
تھے سرلہ کافر سرلہ فروشی کرکے پہاڑ کے درون مین سیماب کی طرح نایاب ہوا اور راے سنگیسر کو پیغام دیا کہ ایسا شکار تیرے
واسطے لایا ہون اور پھر منصوبہ اس سے بہتر نہین پڑیگا پس جو کچھ تجھسے ہو سکے بجا لا اور تقصیر نکر غرضکہ راے سنگیسر تیس ہزار
پیادہ توپچی اور کماندار و خنجر گذار سب طرف سے فراہم لایا اور سرلہ بھی اپنی جمعیت سے اُسکا شریک ہوا جب آدھی رات
آئی اطراف و جوانب سے درون اور جنگل سے درآئے اور خنجر اور چھُری کی دھار سے آٹھ سات ہزار آدمی درختون کے
نیچے بطریق گوسفندون کے ذبح کیے کسواسطے کہ باد تند و تیز کے چلنے اور برگ درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے مقتولون کی فریاد
ایک دوسرے کے گوش زد ہوتی تھی اور ہمسایہ ہمسایہ کے احوال سے خبردار ہوتا تھا اور رات تاریک اسقدر تھی کہ راستہ نہین
سوجھتا تھا اور اُس تاریکی و ہیبت اور وحشت اور ظلمت سے زبان ناطقہ تکلم فراموش کرتی تھی اور جب وہ کفار اطراف کے
مردمان کے قتل سے فارغ ہوئے اور دیکھا کہ کوئی شخص کسیکی فریاد کو نہین پہونچتا ہے باطمینان تمام خلف حسن بصری ملک التجار
کے سر پر تاخت لائے اور سہل ترین وجہ سے اُسکو مع پانسو سید بنی حسن کہ اُنمین مدنی اور کربلائی اور نجفی وغیرہ بھی تھے شہید کیا
نظم شب تیرہ بود و گذرگاہ تنگ ٭ کہ دشمن سو جنگ یازید جنگ ٭ درخشیدن تیغ افراشتہ ٭ چراغی براہ اجل داشتہ ٭
برون جستہ تیر از کمین و کمان ٭ شدہ مرگ را راہبر سے جان ٭ جہانی شدہ آغشتہ در خاک و خون ٭ یکے سر فگندہ دگر سر
نگون ٭ ازان جنگجویان سواری نماند ٭ وزان سرکشان نامداری نماند ٭ ہر آن کو نشد کشتہ بگریختہ ٭ بیکبار از ہم فرو ریختہ ٭
برفتہ بد انگونہ ہر کس کہ زیست ٭ کہ بر زندگی شان بباید گریست ٭ القصہ اُس لشکر کے بقیۃ السیف کہ حسب تقدیر زندہ
رہے تھے بمشقت بسیار اُس جنگل سے برآمد ہوئے اور ہمراہ اُس جماعت امراے دکنی کے کہ خلف حسن بصری کے ساتھ نفاق
کرکے اُس جنگل مین نہ گئے تھے ملحق ہوئے اور اُنھون نے اُن سے یہ بات کہی کہ تمھارا حال نہایت پریشان ہے مناسب
یہ ہے کہ اپنی جاگیرون میں جاؤ اور جلد سامان درست کرکے پھر آؤ پھر جمیع دکنی اور حبشی غارت خوردہ اپنی جاگیرون کی طرف راہی
ہوئے اور مغلون نے یہ بات کہی کہ ہماری جاگیرین دور تر واقع ہین ہم سلطان کے بدون حکم نجا سکینگے یا ان قصبہ چاکنہ
جو خلف حسن بصری کا نشیمن گاہ اور بہت نزدیک ہے وہان جاکر بغرض دوام سامان اپنا درست کرکے جلد آتے ہین
اور جب امراے مذکورہ نے یہ امر تجویز کیا چاکنہ کی سمت روانہ ہوئے اُس وقت یعنی مغلان نا عاقبت اندیش یہ بھی
زبان پر لائے کہ ان امرا کے نفاق کے سبب خلف حسن بصری ملک التجار اور سادات وغیرہ قتل ہوگئے ہم قصبہ چاکنہ مین
پہونچتے ہی ایک عرضداشت مشتمل حقیقت حال درگاہ مین بھیجتے ہین اور جب یہ خبر دکنیون نے سنی ہراسان ہوئے

اور سبقت کرکے از راہ مکر و حیلہ بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ خلف حسن بصری ایک مبتدا ہے کہ نام کی ہدایت اور سادات
اور مغلون کی ترغیب سے فلان بیشہ مین در آیا اور ہرچند ہم خیرخواہان قباحت اس امر کی بہ لطائف الحیل چاہتے تھے
کہ اسکے دل نشین کرین جو پردہ تقدیر کا اسکی آنکھ پر چھایا تھا دولتخواہون کی بات پر ہرگز التفات نہ کی اور انھین وہ
پہونچا جو کہ پہونچنا تھا اور خلف حسن بصری کے سانحہ کے بعد ہرچند ہمنے امرائے مغل اور سادات و خاصہ خیل کو سمجھایا کہ
مناسب دولتخواہی کی یہ ہو کہ بادشاہ سے سپہ سالار طلب کرین اور اتفاق کرکے سرکار و رائے شکلیسر سے انتقام لین یہ امر بھی قبول
نہ کیا اور سرکشی کی اور کلام سخت زبان پر لائے اور قصبہ چاکنہ کی طرف روانہ ہوئے اور انکے اوضاع سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ قلعہ چاکنہ مین متحصن ہوکر کوکن کے رائون سے موافقت کرین اور علم مخالفت بلند کرکے فتنہ قوی برپا کرین اور عریضہ مشیر الملک
دکنی کے پاس جو مغلون کا دشمن جانی تھا اور بادشاہ کے پاس قرب و منزلت بہت رکھتا تھا بھیجا اور اسنے عین بدگمانی
مین عریضہ سلطان کی نظر سے گذران کر خلف حسن بصری کے قتل ہونے کا اور غریبون کے تمرد کا ساتھ ایسی قبیح صورت
کی تقریر کی کہ سلطان نہایت آزردہ ہوا اور حالت غضب اور غفلت سے معاملے کے کنہ مین نہ پہونچا مشیر الملک دکنی اور
نظام الملک بن عماد الملک غوری کو جو مغلون کے خون کے پیاسے تھے اور انکے تفوق و غلبہ سے ایذا اٹھاتے تھے
امرائے چاکنہ کے قتل کے واسطے تعیین فرمایا اور مثل عبید اللہ زیاد و شمر ذی الجوشن عداوت اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے درپے ہوکر مع لشکر کثیر اس طرف متوجہ ہوئے اور سادات عرب و عجم امرا وغیرہ نے یہ خبر سنکر اتفاق کیا اور قلعہ قصبہ چاکنہ مین
متحصن ہوکر قصبہ کو مستحکم کیا اور ایک عرضداشت مبنی بر کیفیت امور اور اظہار اخلاص و یکجہتی احمد آباد بیدر کی طرف روانہ
کی لیکن جو عرضداشت انکی اثنائے راہ مین مشیر الملک دکنی کے ہاتھ آتی تھی وہ چاک کرکے پرزے پرزے کرتا تھا اور اسکے
منظور نہ تھا کہ یہ دار الخلافت مین پہونچے اور غریبون نے اس حال پر اطلاع پاکر دو قطعہ عرضداشت اور تحریر کین اور جو
اپنے جنس کے ہاتھ بھیجنا متعذر تھا ہندوستانی نفرون کے ہاتھ جو مدت سے انکے پروردہ نعمت تھے دیکر ہر ایک کو ایک
راستہ سے روانہ کیا اور ان بدبختان روسیاہ نے بھی عداوت جبلی کو کام فرمایا دونون عرضداشت مشیر الملک دکنی کو پہونچائین
اور اسنے نفرون کو خلعت و اسپ و خرچ دیکر اپنے سے قوی پشت کیا اور دونون عرضداشت بدستور سابق چاک کین اور
راستون کے انتظام مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اسی صورت مین سادات مثل اپنے جد امجد امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے اپنے کام مین حیران اور پریشان ہوکر رضائے الٰہی پر شاکر ہوئے اور خاص امرائے غریب باتفاق باہم غلہ و آذوقہ بقدر
امکان قلعہ مین فراہم کرکے مقام مدافعت پر ہوئے اور جب یہ خبر مشیر الملک دکنی کو پہونچی اور سے دکنی کو جو کوکن مین تھے
اور بیخ فساد انھین کی ذات سے برپا ہوا تھا اپنی مدد کے واسطے طلب کیا اور جمیع اور تش نواح سے بھی پیادہ جمع کیا اور
جمع کرکے قصبہ چاکنہ کی طرف آئے اور اسے محاصرہ کرکے محصورون کی تنبیہ مین کوشش کرتے تھے اور قریب دو مہینے
کے آتش جنگ مشتعل رہی ہمیشہ دکنیون کی عرائض اس مضمون کی سلطان کو پہونچتی تھین کہ غریب لوگ باغی ہوگئے ہین اور علم مخالفت اور
حرامخوری برافراشتہ اور ثابت قدم ہین اور سلطان گجرات سے مدد طلب کرکے چاہتے ہین کہ قلعہ اسکے سپرد کرین اور دکنی
صاحب دخل جو ہمارا مرد دولتخواہ تھے عرائض حسب مدعا سلطان کی نظر سے گذرانتے اور اسکے جواب مین فرامین اس عبارت کے
متواتر و متوالی بھیجے تھے کہ جماعت غریبان طاغی اور باغی کی قلع قمع مین کوشش کرکے قتل و سیاست مین ایسی مساعی
جمیلہ ظہور مین پہونچا دین کہ دوسرون کو عبرت ہو [illegible] اور عرائض غریبون کی اگر بمشقت تمام دار الخلافت مین پہونچی

تھی دکنی بادشاہ کے مزاج مین ایسے دخیل ہوئے تھے کہ اُن دنون مین مخصوصان دکنی کے سوا کوئی بادشاہ کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا یہ لوگ عرائض غریبون کے متعلقون سے لیکر بادشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرانتے تھے اور انھین یہ جواب دیتے تھے کہ ہم عرائض بادشاہ کے پاس پہونچاتے ہین اور آنحضرت قہر و غضب کی شدت سے جواب کی طرف توجہ نہین فرماتے اور بیچارے غریبون نے دولتخانہ کا یہ احوال سنکر یہ تجویز کی کہ آذوقہ و بانحطاط اور کمی لایا ہو اپنے زن و فرزند کو مع ایک جماعت مردم جنگی سے قلعہ کے اندر چھوڑین اور خود بالاتفاق تمام برآمد ہوکر بسبیل استعجال احمد آباد بیدر کی طرف جا کر سلطان سے عرض حال کرین شیر الملک دکنی اور نظام الملک اور بھی دیگر دکنی اُنکے ارادہ اور تنکرہ سے واقف ہوکر کہنے لگے کہ اگر غریب ایسا کرینگے ہم بھی اُنکے تعاقب مین روانہ ہونگے اور جبتک ہم مین سے ایک جماعت کثیر قتل نہ ہوگی اُنپر غالب نہ ہونگے اور صحرا مین کہ مقصد ہمارا اُس جماعت کے قتل عام سے ہے عمل مین نہ آوے گا پھر بھی دام نفاق حیلہ اور دغا مین ہوکر پیغام دیا کہ ہم جو امت پیغمبر آخر الزمان اور دعوی اسلام کرتے ہین تمپر اور تمھارے فرزندون کی بیکسی اور عاجزی پر کہ انمین اکثر سادات عظام ہین ترحم کرکے سلطان سے تمھارے عفو جرائم کے مستدعی ہوئے اور حضرت نے یہ ملتمس قبول فرماکر حکم کیا ہے کہ آزار جانی اور مالی سے انھین محفوظ رکھکر مطلق العنان کرو کہ وہ جس طرف چاہین چلے جائین اور اُسکے بعد حکم مذکور اپنے قول کے موافق انھین سنایا پھر دونون سردار یزید صفت نے بصیغہ واللہ باللہ تاللہ اور مصحف اقدس اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھاکر عہد کیا کہ ہم انھین آزار جانی اور مالی نہ پہونچاوینگے اُن بزرگوارون نے اُن مفتریون کے قول پر کہ عدد انکے دو ہزار اور پانسو تھے اعتماد کیا اور انمین ایک ہزار دو سو مرد سادات صحیح النسب سے تھے مع اہل و عیال اور مال قلعہ سے برآمد ہوکے اپنے اہل و عیال اسباب کے واسطے چوبکپ اور بارکش بہم رکھتے تھے اُسکے سامان کے واسطے قلعہ کے میدان مین فروکش ہوکے شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری قلعہ مین داخل ہوئے اور تین دن اپنے عہد کا پاس کرکے کسی نہج کا صدمہ انھین نہ پہونچایا اور چوتھے دن اُس جماعت کے امیرون اور رئیسون کو برسم ضیافت قلعہ مین طلب کیا چنانچہ قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز کے سوا جمیع امرائے مشاہیر غریبان قریب تین سو مرد کے قلعہ مین حاضر ہوئے اور جسوقت مائدہ طعام پر بیٹھے اور کھانا تناول کرنے مین مشغول ہوئے ایک جماعت دکنیون کی مسلح ہوکر جو پایہ وقت تھی اُن دونون عہد شکن کے اشارہ کے موافق گوشہ اور کنارہ سے شمشیرین برہنہ کرکے سادات مظلوم پر حملہ آور ہوئی اور ضیافت کو طاق نسیان پر رکھکر سب غریبون کو بجائے آب شربت شہادت چکھاکر روضہ رضوان کی طرف راہی کیا اور چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ جابجا ایستادہ ہوکر منتظر غدر رہتے تھے بہیئت مجموعی غریبون کے خیمہ اور خرگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور سادات صحیح النسب کے قتل و غارت مین مصروف ہوئے اور قسم مرد سے ایک سال کے بچہ سے سو برس کے بوڑھے تک کو شہید کیا چنانچہ ایکہزار سید سندی اور ہزار مغل اور پانچ چھ ہزار بچہ معصوم نے اُس روز ازدست ظالمان دکن نہالہ تن کو نقد روح سے خالی کیا اور حشرات دکن نے اس ظلم پر بھی اکتفا نہ کرکے بعد قتل و تاراج کے اُنکی عورتون اور لڑکیون پر دست اندازی کی کسی عہد مین بعد واقعہ جناب امام حسین علیہ السلام ایسی مصیبت سادات پر نہ پڑی تھی حیف اُس بیحیا قوم پر کہ یہ محض افترا و تہمت اپنے پیغمبر کی اولاد امجاد کو اس وضع سے شہید کیا اور آپکو اس سلطان کی بارگاہ نبوت کی امت سے جانتے ہین مصرع زہے تصور باطل زہے خیال محال ؛ اور مغلون کے گروہ سے قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز جو اُردو سے

غریبون سے ایک کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے دکنیون کے آشوب سے واقف ہوکر جبہ پہنے اور اپنی عورتون کو پوشاک مردانہ پہنا کر احمدآباد بیدر کی طرف متوجہ ہوئے اس صورت مین شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری نے دو ہزار سوار بسرداری داؤد خان اُنکے تعاقب کے واسطے تعین کرکے رعایا اور جاگیرداران سرراہ کو لکھا کہ یہ جماعت حرامخوار ہین اور باوصف اسکے سلطان کی دولتخواہی اور اخلاص کا دم مارتے ہین لازم کہ انکے قتل و غارت مین اقدام کرکے گھوڑے اور ساز و یراق اُنکے تاراج کرین اور کسی مقام مین اُنھین آرام اور قرار نہ دین قاسم بیگ صف شکن اور بھی امرا مع تین سو مرد سر جھکائے ہوئے جاتے تھے اور جس مقام مین دکنی اُن کے مقابلہ کو پہونچتے تھے پلٹ کر جنگ کرتے تھے اور اعدا کو ضرب تیر سے متفرق کرکے آگے بڑھتے تھے اور رات کو صحرا مین وارد ہوتے تھے اور جب قصبہ بیر کے اطراف مین پہونچے داؤد خان انکا سدراہ ہوا حسن خان جاگیردار بیر کو جو امراے بزرگ دکنی سے تھا پیغام دیا کہ مناسب ہے تو بھی اس طرف مع لشکر ہمراہی ان سلطانی حرامخورون کے دفع کے واسطے متوجہ ہو تو باتفاق باہم ان حرامخورون کے سرتن سے جدا کرکے درگاہ مین روانہ کرین چونکہ قاسم بیگ صف شکن حسن خان سے سابقہ آشنائی کا رکھتا تھا اور اُسنے بیجانگر کے معرکہ مین اُسکی کمک کرکے غنیم کے دست تعدی سے نجات بخشی تھی حسن خان نے اُسکا پاس اور لحاظ رکھکر جواب دیا کہ اگر یہ جماعت حرامخور ہوتی کیون اپنے تئین سرحد گجرات مین نہ پہونچاتے کہ وہان سے تین دن کی مسافت سے زیادہ نہ تھی پھر داؤد خان حسن خان کی اعانت سے مایوس ہوا اور تمام لشکر سپاہ زدہ اُس کا شریک ہوا اور دو ہزار پانسو سوار نے صفوف حرب آراستہ کین اور قاسم بیگ صف شکن اور اُسکے جمیع یارون نے ہاتھ جان سے دھوکر دل جنگ پر رکھا اور اعدا کے مقابل آنکر حرب مین مشغول ہوئے قضارا حملہ اول مین دو تیر قضاے مبرم کی طرح داؤد خان کے مقتل پر آئے اور ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اور دکنی یہ حال مشاہدہ کرکے اُس جماعت کے قتل مین زیادہ کوشش کرنے لگے اور کام ابتر و تنگ کیا اس درمیان مین حسن خان اپنی جماعت سے نمودار ہوا غریبون نے گمان کیا کہ دوسری بلا کا سامنا ہوا ناگاہ حسن خان کے آدمیون نے پہونچکر خبر پہونچائی کہ بیدل نہو جنگ مین ثابت قدم رہو کہ اب ہم تمھاری کمک کو آپہونچے قاسم بیگ اور تمام غریب شکر خدا بجا لاتے اپنی بقاے حیات کے امیدوار ہوئے اور حسن خان جب آنکر اعدا کے مقابلہ اور مدافعہ مین مصروف ہوا دکنی داؤد خان کا جنازہ اٹھاکر قصبہ جاکنہ کی طرف راہی ہوئے اور قاسم بیگ قصبہ بیر کے باہر فروکش ہوا اور حسن خان کی معرفت عرضداشت درگاہ مین روانہ کی جبکہ مضمون عرضداشت کا معلوم ہوا فرمان بہ طلب قاسم بیگ صف شکن کے پہونچا غریبان بقیۃ السیف با جماعت درگاہ کی طرف متوجہ ہوئے سلطان علاءالدین اُنھین اپنے حضور طلب کرکے تفتیش حال مین مصروف ہوا اس معاملہ کے انکشاف کے بعد مصطفٰے خان سرآمد کار ملکی کو کہ جو غریبون کے عرائض مخفی رکھکر سلطان کے ملاحظہ مین نہین پہونچاتا تھا اُسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اُس کی لاش کو چوبازار مین پھرائی اور قاسم بیگ صف شکن کو خلف حسن بصری ملک التجار کے منصب پر منصوب فرماکر سپہ سالار دولت آباد اور جنیر کیا اور قزاغان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز کو بھی منصب ہزاری دیکر اور بھی نوازشات سے سرفراز فرمایا اور غریبان رنج رسیدہ و مصیبت دیدہ کو شاد اور مسرور کرکے دوبارہ پرورش و پرداخت مین مہربانی زیادہ کی اور اُن مین سے بہت آدمیون کو عہدہ و شغل دیا اور مکانات شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری کے ضبط کیے اور فرمایا تو اُنھین مع امراے

دکن جو باعث اس فساد کے تھے طوق و زنجیر اُنکی گردن مین ڈالکر پیادہ پا قصبۂ جاکنہ سے دار الخلافت مین لائے اور
اُن لوگون کو کہ اول مرتبہ عرضداشت افترا اور تہمت کی بھیجی تھی بعقوبت تمام ہلاک کیا اور اُنکے باز ماندگان کو نان
یکروزہ کا محتاج کیا اور طبقات محمد شاہی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری اُسی
برس برص کی علت مین گرفتار ہوا اُنکے اور لڑکیان اُنکی بطور شاہدان بازاری گشت کرتے تھے اور ۸۵۵ھ آٹھ سو
پچپن ہجری مین شیخ آذری نے جو سلطان کا معتقد تھا اور ایام شاہزادگی مین اُنسے الفت بہت رکھتا تھا خراسان سے
عریضہ طولانی مشتمل اقسام سخنان موثر ابلاغ رکھا اور سلطان اُسکے مطالعہ سے متاثر ہوا اور شراب سے توبۂ نصوح فرمائی
اور مجدداً ایک جماعت دکنیون کو کہ غریب کُشی کی علت مین مقید اور محبوس تھے بسیاست تمام قتل کیا اور اپنے ہاتھ سے
جواب عریضہ شیخ آذری لکھکر مع مبالغ خطیر خراسان کی طرف بھیجا اور بعد اسکے بطریق سلطان احمد شاہ بہمنی کے ہر روز
خود مہات سلطنت مین پہونچکر دکنیون کو خدمات بزرگ دولتخانہ سے معزول کیا اور ۸۵۷ھ آٹھ سو ستاون ہجری مین اُسکے
پانوُن کی ہنڈلی مجروح ہوئی ہرچند معالجہ مین کوشش کی اثر پذیر نہوا اس سبب سے مکان سے کمتر برآمد ہوتا تھا اور اکثر
اوقات خبر اُسکے فوت کی منتشر ہوتی تھی یہانتک کہ جلال خان داماد سلطان احمد شاہ بہمنی کہ اولاد سید جلال
بخاری سے تھا اور تلنگ مین سرکار تلکندہ کی جاگیر رکھتا تھا اُسکے فوت کا یقین کرکے بہت علاقہ اُس طرح کا اپنے
تصرف مین لایا اور اپنے بیٹے سکندر خان کو کہ نواسہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا تھا تقویت کرکے اُس ولایت پر مسلط کیا اور اس سبب سے
کہ خان اعظم اس عہد مین فوت ہوا تھا تلنگ مین کوئی صاحب جود نہ تھا اکثر امرائے تلنگ سکندر خان سے متفق ہوکر چاہتے تھے
کہ اُسکو اس مملکت کا شاہ بناوین سلطان علاء الدین باوجود علالت حضار لشکر کا حکم دیکر لشکرکشی کا عازم ہوا اور
جلال خان نے سلطان کی حیات اور اُسکی آمدگی سے آگاہی پاکر اپنے مدبرون سے شورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ جلال خان
تلنگ مین رہے اور سکندر خان ماہور کی طرف جاوے سلطان جس طرف کو توجہ کرے دوسری طرف خلل عظیم بہم پہونچاکر ایک
دوسرے کی کمک پر مستعد ہووین الغرض سکندر خان نے ماہور کی طرف کہ مابین تلنگ و برار واقع ہے جاکر جمعیت کی اور
ہرچند سلطان قول نامہ بھیجتا تھا موثر نہین ہوتا تھا کس واسطے کہ سکندر خان شہزادہ محمد خان کی بغاوت مین دخل عظیم رکھتا
تھا اور یہ مخالفت بھی مزید علت ہوئی سلطان سے کسی وجہ مطمئن نہوتا تھا یہانتک کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی کو پیغام
دیا کہ سلطان علاء الدین شاہ بیمار رہا اور چند مدت ہوئی کہ اس عالم فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور حامیان درگاہ
اُسکی موت کو اپنے مقصد کے واسطے پوشیدہ رکھ کر چاہتے ہین کہ وارثان مملکت کو تاج اور تخت سے باز رکھین اگر وہ خداگان
عنان عزیمت اس طرف معطوف کرین مملکت برار و تلنگ کی بے نزاع و جنگ حوزۂ دیوان مین آوے گی سلطان محمود شاہ
خلجی مالوہی یقین کرکے بمشورہ والی آسیر و برہان پور سفر دکن کا عازم ہوا اور ۸۶۰ھ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین باستعداد و
شوکت تمام روانہ ہوا اور سکندر خان مع ایک ہزار سوار چند منزل استقبال کرکے اُس سے جاملا اور سلطان علاء الدین
نے فسخ عزیمت یورش تلنگ کرکے خواجہ محمد گیلانی المشہور بگاوان کو منصب ہزاری دیکر مع بعضے امرا جلال خان کے
سر پر تعین فرمایا اور لشکر برار کو حاکم برہان پور پر کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی سے متفق ہوا تھا مقرر کیا اور خاص بیگ
صف شکن سر لشکر دولت آباد کو بہ رسم پیشوائی روانہ کرکے خود پانچ کوس کے فاصلہ پر مع لشکر پہونچا پورا اور خاصہ پیل پالکی مین
بیٹھکر بعزم رزم سلطان محمود شاہ خلجی کے کہ صحرا سے ماہور مین نزول کیا تھا متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ نے جب جانا

کہ شاہ دکن زندہ ہے اور لشکر جرار لیکر جنگ پر متوجہ ہے آدھی رات کو کوچ کر کے اپنی مملکت کی طرف پلٹ گیا اور ایک امراے عالیشان کو مدد کے بہانہ سکندر خان کے ہمراہ کر کے تاکید کی کہ اگر یہ پھر دکینون سے ملحق ہو کر صلح کرے تو تم تمام گھوڑے اور ہاتھی اور جمیع اثاثہ شوکت اس کا لیکر مندو مین حاضر ہو سکندر خان اس بات کو سمجھکر مالوہیان کے داہنی طرف سے جدا ہو کر مع دو ہزار آدمی کہ اکثر افغان اور راجپوت تھے تلنگانہ کی طرف روانہ ہوا جو اُس وقت خواجہ محمود گاوان نے قلعہ تلنگانہ کو محاصرہ کیا تھا جس حیلہ سے کہ ممکن تھا اُسکو قلعہ بیدر مین پہونچایا اور خواجہ نے اس امر کو خدا سے استدعا کر کے زیادہ تر کام متحصنون پر تنگ کیا چنانچہ انھین دنون مین باپ اور بیٹے نے بذریعہ خواجہ کے سلطان سے امان نامہ حاصل کر کے قلعہ کو سپرد کیا اور خواجہ کے وسیلہ سے شاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر تلنگانہ کی جاگیر پہ سرفراز ہوا اور سلطان نے ماہور کی حکومت بدستور قدیم فخر الملک ترک کو عطا کی اور فرخ الملک تھانہ دار ایلچپور پر بھی نوازش فرما کر دار السلطنت کی طرف متوجہ ہوا اور سنہ ۸۶۲ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین سلطان علاء الدین شاہ بہمنی اُسی درد ساق پا کے سبب فوت ہوا تیئیس برس اور نو مہینے اور بیس دن حکومت کر کے دنیا سے رحلت کی کہتے ہین سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا اور فارسی خوب جانتا تھا اور فی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی اور کبھی کبھی روز جمعہ اور عیدین کو مسجد جامع مین جا کر منبر کے اوپر خطبہ پڑھتا تھا اور اپنے تئین ساتھ اس القاب کے تعریف کرتا تھا السلطان العادل الکریم الحلیم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ ولی بہمنی القصہ ایک دن ایک سوداگر عرب نے گھوڑے لحسائی اُسکے اہالیون کے ہاتھ فروخت کیے تھے اور وہ لوگ اُسے زر ثمن مین تعلل و تساہل کرتے تھے اور تاجر سادات وغیرہ کے قتل ہونے سے بھی آزردہ تھا منبر کے قریب حاضر ہوا جب سلطان یہ کلمات زبان پر لایا بیتحاشا صلہ ایک عرب ایستادہ ہوا اور بولا لا واللہ لا عادل ولا کریم ولا حلیم ولا رؤف ایہا الظالم الکذاب لقتل الذریۃ الطاہرۃ وتتکلم بہذہ الکلمات علی منابر المسلمین شاہ متاثر ہو کر زار زار رویا اور گھوڑون کا زر ثمن اُسیوقت بیباق کر کے فرمایا آتش غضب الٰہی سے وہ لوگ نجات نپاوین جنھون نے مجھے مثل یزید دنیا و آخرت مین بدنام کیا اور مکان مین جا کر پھر برآمد نہ ہوا یہانتک کہ جنازہ اُس کا نکالا گیا اور سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کے عہد مین شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ ولی اور میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ برحمت ایزدی واصل ہوئے اور شاہ خلیل اللہ سے دو صاحبزادے رہے ایک شاہ حبیب اللہ داماد سلطان احمد شاہ اور دوسرے شاہ محب اللہ داماد سلطان علاء الدین شاہ اور شاہ حبیب اللہ باوصف اس کے کہ بڑے بھائی تھے لیکن سپاہ گری کی طرف غلبہ رکھتے تھے سجادہ نشینی اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ سے رجوع کر کے خود امارات مین اشتغال رکھتے تھے مورخان واقعہ نگار یون بیان کرتے ہین کہ جب سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی نزع روان کا وقت قریب پہونچا امرا اور وزرا نے بخلاف توقع ہمایون شاہ ظالم کو کہ خلائق اُس کے اوضاع سے متنفر تھی ولیعہد کیا اور قبل اس کے کہ داعی اجل کو لبیک کہے نظام الملک دولت آبادی کہ انھین دنون مین وکیل سلطنت ہوا تھا اور صفت تعقل اور کاردانی مین موصوف تھا چاہا کہ اپنے فرزند کے پاس کہ بعد فوت قاسم بیگ صف شکن کے خطاب ملک التجاری پایا تھا اور صوبہ دار دولت آباد اور جنیر ہوا تھا چلا گیا اور جبکہ راستہ تک خبر فوت سلطان علاء الدین شاہ نہ پہونچی تھی باپ اور بیٹا دونون اتفاق کر کے گجرات کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ کے ظلم کے دفعیہ سے نجات پائی

ذکر ہمایون شاہ بہمنی المشہور بہ ظالم ولد سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جسوقت سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے تختہ کو تخت پر اختیار کیا بڑا بیٹا اُسکا ہمایون شاہ بہمنی المشہور بظالم اپنے مکان
مین تھا سیف خان اور ملو خان نے کہ امراے معتبر سے تھے وفات اُسکی مخفی رکھی اور رہے توقف اُسکے چھوٹے بھائی حسن خان
کو تخت پر بٹھایا اور شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ اور بعضے امراے دیگر اُسکے جلوس کو مغتنمات شگرف سے
جان کر شکر یزدان بجالائے ہون تے اُسکے واسطے دست دعا بلند کرکے سر جھکائے اور خلائق لقصد تاراج خانۂ
ہمایون شاہ اور اُس کے قتل پر روانہ ہوئی اور شور و غوغا عجیب برپا کیا اور ہمایون شاہ مع اسی سوار جبہ پوش کہ
سکندر خان اور اُسکے بھائی از انجملہ تھے برآمد ہوکر جنگ پر آمادہ ہوا اور لوٹیرے شکست کھاکر حسن خان کے پاس
پناہ لے گئیے ہمایون شاہ اُنکے تعاقب مین روانہ ہوا اور دربار شاہی کی طرف متوجہ ہوا اور راہ مین اہل حشم سے جس نے
ہمایون کو دیکھا اُس کی خدمت مین حاضر ہوا اس سبب سے ہمایون شاہ باجم غفیر خلقت کثیر دیوانخانہ مین آیا اور
چھوٹے بھائی کو کہ عشرہ اُسپر مستولی ہوا تھا تخت سے اُتار کر نظربند کیا اور سیف خان کو جو فتنہ و فساد کا بانی تھا
ہاتھی کے پانوٗن مین باندھکر شہر و بازار مین تشہیر کرکے قتل کیا اور شاہ حبیب اللہ اور بھی اعیان مقید اور محبوس ہوئے
اور ملو خان جنگ کنان شہر سے باہر نکل گیا اور سرحد کرناٹک مین دم لیا اور ہمایون شاہ بہمنی تخت پر متمکن ہوکر باستقلال
تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور اپنے والد مرحوم کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو کہ حاجی محمد
قندھاری کی روایت سے وہ بھی خاندان سلاطین سے تھا خطاب ملک التجاری عنایت کرکے وکیل شاہی اور
طرفدار بیجاپور کیا اور ملک شاہ نامی کو کہ بزرگ زادگان مغل سے تھا اور بعضے اولاد سلاطین چنگیزیہ سے اُسے
منسوب کرتے ہین خطاب خواجہ جہان دیکر طرفدار تلنگ کیا اور بھتیجے عماد الملک غوری کو کہ جوان قابل اور مردانہ
تھا بخطاب نظام الملک اور منصب ہزاری دیکر صاحب جاہ کیا اور تلنگ کی جاگیر سے بھی خصوصیت بخشی اور
سکندر خان بن جلال خان کہ جو ایام شاہزادگی مین اُس کا مصاحب تھا اور تلنگ کی سپہسالاری کا منتظر تھا اس امر
سے نہایت دلگیر ہوکر شاہ کی بلا رخصت اپنے باپ کے پاس تلکنڈہ مین گیا اور جلال خان نے بیٹے کے سبب لاچار
ہوکر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سلطان نے یہ حال سنکر خان جہان حاکم برار کو جو مبارکباد
کے واسطے دار الخلافت مین آیا تھا اُن کے دفع کے واسطے مقرر کیا اور سکندر خان فوج جرار اور پہلوان نامدار لیکر
آپہونچا باہم لڑائی ہوئی سکندر خان فتحیاب ہوا اور ہمایون شاہ نے اس فساد کا دفع کرنا اپنی توجہ پر منحصر جانکر سنہ جلوس مین
اُس طرف لشکر کھینچا اور بعد قطع منازل و مراحل تلکنڈہ مین نزول فرماکر منتظر تھا کہ جلال خان اور سکندر خان امان
خواہ ہوکر ملازمت مین حاضر ہون کہ ناگاہ سکندر خان لشکر سلطان پر شبخون لاکر مزاحم ہوا اور سلطان علی الصباح
افواج آراستہ لیکر قلعہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور سکندر خان کہ اپنی سپاہ پر اعتماد تمام رکھتا تھا میمنہ اور میسرہ درست
کرکے مع سات یا آٹھ ہزار سوار افغان اور راجپوت و دکنی شاہ کے مقابل آیا اور ہمایون شاہ نے اُسے پیغام
دیا کہ ولی نعمت سے لڑنا مبارک نہین ہے اور تجھ ایسے بہادر کا کہ فن سپہ گری اور سررشتہ رزم مین ورلوالعزم ہے بلکہ یکتا ہے
ضائع ہونا بھی حیف ہے تیرا گناہ بخشتا ہون ولایت دولت آباد بن جس پرگنہ کی تجھے تمنا ہو تیری جاگیر مقرر کرون
سکندر خان نے جواب دیا کہ تو اگر احمد شاہ کا پوتا ہے مین بھی نواسہ ہون اور سلطنت مین تیرا شریک ہون حکومت تلنگ مجھے تفویض

فرمایا جنگ پر آمادہ ہو ہمایون شاہ یہ سنکر غضب مین آیا اور نقارۂ جنگ پر چوب ماری اور سکندر خان بھی علم
جسارت بلند کرکے بے ادبانہ گھوڑے کو کاوہ دے کر سر میدان آیا اور چونکہ پرانا سپاہی اور آداب دان
تھا ہمایون شاہ کے حملون کو ہر مرتبہ نئے انداز سے رد کرکے صدائے تحسین و آفرین زمین و زمان سے
سنتا تھا اور قریب تھا کہ اُس روز بقائی جنگ ایک دوسرے سے جدا ہوکر نبردگاہ سے اپنے اپنے خیمہ مین آرام
کرین اور دم سحر پھر جنگ کا سر انجام کرین کہ ناگاہ ملک التجار کاوان مع لشکر بیجاپور اور خواجہ جہان ترک با لشکر
تلنگ میمنہ اور میسرہ سے حملہ مردانہ لائے اور بہت سے جوانان اور پہلوانان سکندر خان کے تیغ آبدار کے
گھاٹ اُتارے اور ہمایون شاہ نے فرصت پاکر پانسو جوان تیرانداز اور پانسو بہادر نیزہ گذار قلب لشکر سے
جدا کرکے مع ایک فیل مست سکندر خان کی فوج خاص پر روانہ کیے بہادران تیرانداز وغیرہ اپنے کام مین مشغول
ہوئے اور رستخیز کے آثار ظاہر کیے پیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا لے کر نبردگاہ مین آیا ملک الموت
کی گرم بازاری نقد جان کی خریداری ہوئی القصہ اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین مین سخت معرکہ ہوا اور سکندر خان
نے مثل شیر شرزہ اعلام مدافعہ بلند کرکے آن واحد مین مبارزان سلطانی کو منہزم کیا لیکن چونکہ سلطان کا
خدا حامی اور کفیل تھا ایک فیل شاہی معرکہ مین گشت کرکے بہت غنیم کے بہادران نامی کو ہلاک کرتا تھا سکندر خان
نے نیزہ ہاتھ مین لیکر چاہا کہ بنفسہ اُسکا بھی شر دفع کرے فیل مست نے فیلبانون کی تحریک وسعی سے سکندر خان
کو خرطوم مین لپیٹ کر خانہ زین سے اُٹھا کر زمین پر پٹک دیا اُسکے قالب بیجان اور پیکر خاکی کو فرش زمین پر آغشتہ
بخاک و خون کردیا پھر اورون کی سمت متوجہ ہوا اور سکندر خان کے سپاہی کہ گھوڑے اُنکی لاش کی تلاش مین دوڑاتے
تھے نادانستہ گھوڑے اُسکے جسد پاش پاش پر دوڑتے تھے کہ صندوق سینہ اُسکا مرکبون کے سُم سے شکستہ اور ریزہ ریزہ
ہوا کفران نعمت نے اپنا کام کیا اور ہمایون شاہ نے ایک جماعت منہزمون کی تعاقب مین روانہ فرمائی اُنمین کے بھی
بہت قتل اور دستگیر ہوئے نظم جوانان زکینہ کشیدند تیغ * بہ قتل گریزندگان بیدریغ * چو خان سکندر درآمد زین *
شد آلودہ از خون تن نازنین * چنان کوفتہ پشت و پہلو و دوش * کہ مغزش برون آمد از راہ گوش * ہمین بود مالو دگر دو
سپہر * گئے کینہ در مار دوگاہ مہر * دوسرے دن ملک التجار کاوان اور خواجہ جہان ترک سلطان کے حکم کے موافق قلعہ
تلنگنڈہ کے محاصرہ کے واسطے مشغول ہوئے اور قہر و غضب سے اُسکی تسخیر مین مصروف ہوگئے اور جلال خان نے جس کا
فرزند سکندر خان اس معرکہ مین قتل ہوا تھا امان سے بہتر کوئی فریاد رس اپنا نہ پایا زنہار خواہی مین در آیا اور دو
بزرگوار کے ذریعہ سے امان پائی اور مال وافر اور نفائس جو چالیس یا پچاس برس کی امارت مین فراہم کیا تھا شاہ
کی پابوسی مین پہنچایا اور اگرچہ محبوس ہوا لیکن حیات چند روزہ کو غنیمت سمجھا اور ہمایون شاہ جب اس مہم سے فارغ
ہوا قلعہ دیورکنڈہ کی تسخیر کی ہوس دامنگیر ہوئی اور وہ قلعہ زمیندار تلنگی کے تصرف مین تھا اور وہ بانکے اہالی اور
ارکان سکندر خان سے موافقت رکھتے تھے اور سلطان خود دیکل کی طرف سوار ہوا اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک
غوری کو قلعہ دیورکنڈہ کی جانب تعین کیا تلنگیون نے چند مرتبہ جنگ مین قیام کیا اور ہر دفعہ شکست پائی اور خواجہ جہان
ترک مظفر و منصور ہوا اور جب محصنین تاب مقاومت [illegible] قلعہ مین متحصن ہوگئے اور خواجہ جہان ترک نے بہادرون پر
خیمہ و خرگاہ برپا کرکے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور محصورین کی تضییق مین کوشش کی نظم * نہ دیکھا ان قلعہ بانکو

سراپردہ برزد بالائے کوہ چو شب و روز می شد بسے کارزار چو زبیرون آن قلعۂ استوار چو اور اُسکے بعد مردم تلنگ
پتنگ آئے رائے اوڈیسہ اور دوسرے راؤن کے پاس جو بہ عظمت و شوکت ممتاز تھے ایلچی بھیجکر زر خطیر قبول کر کے
کمک طلب کی اور اُنھون نے لشکر بیشمار مع چند حلقہ فیل جنگی اُنکی مدد کے واسطے بھیجے اور اپنے آنے کی نوید سے بھی
مسرور کیا اور تلنگی اس امر سے قوی پشت ہو کر جنگ کے عازم ہوئے اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری
نے یہ خبر سنکر مشورہ کیا نظام الملک نے یہ تجویز کی کہ افواج کی کمک پہونچنے تک قلعہ کے اطراف سے برخاست ہونا چاہیے
اور راستے تنگ سے میدان وسیع کی طرف جا کر وہان بنیاد جنگ ڈالنا چاہیے لیکن یہ رائے خواجہ جہان ترک کے طبیعت
کے موافق نہ آئی بولا کہ اگر ہم یہان سے کوچ کرینگے کفار ہمارے ضعف اور زبونی کا گمان کر کے تعاقب کرینگے بہتر یہ ہے کہ اسی
مقام مین آتش حرب کو شعلہ زن کرین نظام الملک غوری نے لاعلاج ہو کر سکوت اختیار کیا دوسرے دن جب خورشید جہان تاب
افق سے برآمد ہوا ایک طرف سے لشکر رائے اوڈیسہ اور بیا اور دوسری طرف سے لشکر تلنگ قلعہ سامان جنگ بڑے کرو
فر سے درست کر کے خواجہ جہان ترک پر حملہ آور ہوئے اور اُس جائے تنگ مین کہ مجال گھوڑے جولان کرنے کی نہ تھی بہت
لشکر اسلام پر پڑی مرد اہل نبرد بہت کام آئے خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری بحال پریشان زیست سے مایوس
ہو کر اپنے گھوڑے ہیجان باہر لے گئے اور تعاقب کفار سے کسی جگہ مجال توقف اور قیام نہ پا کر اسی کوس بھاگے اور ورنگل مین جا کر سلطان
ہمایون شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شاہ نے اس شکست فاحش کی پرسش کی چنانچہ خواجہ جہان ترک جان کے
خوف سے دروغ کو اپنے اوپر مصلحت جانکر عرض پیرا ہوا کہ یہ حادثہ نظام الملک غوری کی ذات سے ظہور مین آیا ہمایون شاہ نے
اُسی وقت بلا ثبوت حقیقت حال و اثبات جرم اس شیر بیشۂ شجاعت کے قتل کا اشارہ کیا اور اقارب و عشائر
اُسکے اس ظلم صریح کے باعث ناراض ہو کر محمود شاہ خلجی مالوی کی پاس حاضر ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ نے
خواجہ جہان ترک کو مخاطب اور معاتب کر کے قلعہ مین محبوس کیا اور بعضون کا یہ قول ہے کہ نظام الملک خود بادل ناشاد
بھاگ کر محمود شاہ خلجی سے ملحق ہوا سلطان ہمایون شاہ درپے انتقام ہو کر چاہتا تھا کہ دوبارہ لشکر دیلورکنڈہ پر بھیجے کہ
ناگاہ احمدآباد بیدر سے مخبرون نے آکر خبر پہونچائی کہ یوسف ترک چکل شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو زندان ستم سے آزاد
کر کے قصبہ بیر کی طرف لے گیا ہمایون شاہ نے ملک صبر کی دست استقلال سے دیکر ملک التجار کاوان کو تلنگ کے انتظام کے
واسطے چھوڑا اور خود بنفس نفیس ماہ جمادی الاول سنہ ٨٦٤ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین بتعجیل تمام دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا
اور آتش ظلم کی افروختہ کر کے جو چاہا عمل مین لایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شاہ حبیب اللہ تھا شہزادہ حسن خان کی دوستی
کے سبب ہمایون شاہ کے زندان مین محبوس تھا اور جب شہ تلنگانہ کی طرف فوج کشی کر کے سکندر خان کو قتل کیا اور
اُس حدود کے قلعجات کے لینے مین مشغول ہوا سات شخص حبیب اللہ کے مریدون مین سے اتفاق کر کے اپنے مرشد کی
کی رہائی کی فکر مین برآمد ہوئے اور یوسف ترک چکل نے جو سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کا غلام تھا اور امانت و دیانت
اور صلاح و تقوی مین شہرت رکھتا تھا پناہ اُس سے لیکر یہ پردہ چہرۂ مقصود سے اُٹھایا طلب امداد کی اور یوسف
ترک چکل بھی جو اُس خاندان عالی شان کے مریدان مخلص سے تھا اُنسے یکدل و یکزبان ہوا اور بعضے کوتوال اور
محافظون کو اپنا ہمدم و معاون کر کے جملہ بارہ سوار جرار اور پچاس پیادہ فدائی دستیاب کیے اور باوصف اُسکے کہ تین ہزار
پیادہ دار الخلافت کی محافظت کے واسطے مقرر تھے یوسف ترک چکل نے قدم بادیہ توکل مین رکھا اور شام کے قریب

کہ آفتاب غروب ہونے پر بتقاضائے یاران فدائی محل بادشاہی کے نزدیک جہان محبس تھا آیا اور چونکہ اکثر محافظ اپنے حوائج
ضروری کے واسطے گئے تھے اور قلیل دربان کہ وہان حاضر تھے بہ ممانعت پیش آئے یوسف ترک بچل نے کہا مجھے حکم شاہی
پہونچا ہے کہ قید خانے میں جا کر فلان فلان مجرم کی آنکھیں نکالو اور اس بارہ میں ایک فرمان جعلی بہ مہر و طغرا سے شرح جیسا
کہ رسم شاہان بہمنیہ تھی ترتیب دیکر ہمراہ رکھا تھا فی الفور بغل سے برآوردہ کرکے انھیں دکھایا انھوں نے سکوت
اختیار کیا اور یوسف ترک بچل زندان کے دروازۂ اول میں در آیا جب دوسرے دروازہ پر پہونچا دربان اُس
کے واسطے پیش آئے اور اُسنے فرمان جعلی دکھایا انھوں نے قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ ہم کو پروانہ کوتوال شہر
کا چاہیے ہے یوسف ترک بچل لاچار ہوا اور اُس جماعت کے سردار کا سر تیغ بے دریغ سے جدا کرکے قلعہ میں در آیا اور
شور مردم درونی سے برپا ہوا اور یوسف پہلے جہان اسکے احباب قید تھے گیا اور پہلے شاہ حبیب اللہ کی زنجیر کاٹی
یہ حال دیکھتے ہی شاہزادہ حسن خان اور یحیی خان بن سلطان علاء الدین اور جلال خان بخاری نے بتضرع و زاری کہا
کہ ہم نے قید کی ایذا بہت اُٹھائی ہے برائے خدا ہماری بھی زنجیر توڑ کر اپنے ہمراہ لیجیے یوسف ترک بچل نے یہ امر قبول کیا اور
اُنکی بھی زنجیر کاٹی اور تمام قید خانوں میں جو دار الامارۃ کے قریب تھے جا کر یہ بات کہی کہ جس شخص کو ہماری رفاقت منظور
ہو زنجیر توڑ کر باہر آوے اور تختگاہ کے دروازہ پر آپکو پہونچاوے یہ کہکر یوسف ترک بچل ہنگام شب شہزادہ حسن خان اور
تمام اعیان محبس کو ہمراہ لیکر تختگاہ کے دروازے کے قریب پہر بھر ایستادہ رہا اور قیدی کہ اعداد اونکے سادات اور فضلا
اور فقرا اور اوسط الناس سے سات ہزار کو پہونچے تھے اُسے فوز عظیم جانکر محافظون کی گردن میں ہاتھ دے کر باہر
کرتے تھے اور نہایت ذوق و شوق سے زنجیر کاٹ کر اور طوق توڑ کر فوج فوج یوسف ترک کے پاس فراہم ہوتے تھے الغرض
یہ لوگ بعضے چوب دستی ہاتھ میں لیکر اور بعضے پتھر دامن میں بھر کر مستعد جنگ ہوئے اس درمیان میں کوتوال شہر اس معاملہ سے واقف
ہو کر محل شاہی کی طرف متوجہ ہوا ازبسکہ انھوں نے فدویانہ سلوک کرکے اُسے ضرب سنگ و چوب سے منہزم کیا اور ہر ایک
گوشہ کی طرف راہی ہوئے لیکن جلال خان بخاری اسی برس کی عمر رکھتا تھا اور شہزادہ یحیی خان بن سلطان علاء الدین یہ
دونوں اُسی شب کوتوال شہر کے ہاتھ گرفتار ہو کر بذلت و خواری قتل ہوئے اور شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ
ایک حجام کے مکان میں جو شاہ حبیب اللہ کا خدمتگار تھا در آئے اور قلندرانہ لباس پہنا اور شاہ حبیب اللہ چاہتا تھا کہ
گوشہ میں پاؤن دامن قناعت میں کھینچیں شہزادہ حسن خان نے کہا کہ مردم شہر و سپاہ دست ظلم و تعدی ہمایون شاہ سے جان بلب
اور میرے خواہان ہیں اور جو میرے بازوئے دولت نے جناح اقبال کھولے یقین ہے کہ آشیانہ سلطنت پر رسا ہو کر [illegible]
پاسے شکستہ کے بے رنج و تعب اپنے قبضہ میں لاؤنگا اور امیرزادہ جو ہمیشہ کلاہ [illegible] رکھتا تھا فسخ عزیمت کی
اور شہزادہ حسن خان کے ساتھ عہد و پیمان کرکے دونون متفق ہو کر قلندرون کی جماعت کے ہمراہ شہر سے باہر گئے
اور لشکر فوج فوج انکی طرف متوجہ ہوا اور یوسف ترک بچل بھی شہزادہ حسن خان سے ملحق ہوا اُسکے بعد جب سات روز
[illegible] میں کہ احمد آباد بیدر سے تین کوس ہے مقیم ہوا اُسکے پاس تین ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ مستعد قتال [illegible] قلعہ
کو محاصرہ کیا اور جب دیکھا کہ یہ قلعہ آسانی سے سر نہ ہوگا اور محصورین برج و بارہ کو مستحکم کرکے مدافعت اور مقاومت
میں ہمت مصروف رکھتے ہیں اسلیے اُس کی فتح سے مایوس ہو کر قصبہ بیر کی طرف روانہ ہوئے اور اُس ولایت کو تصرف
میں لائے اس صورت میں یوسف ترک بچل منصب امیر الامرائی اور شاہ حبیب اللہ منصب وزارت اور وکالت پا کر

لشکر فراہم لانے مین مشغول ہوئے لیکن ہمایون شاہ بہمنی کہ کج خلقی اور تندمزاجی اور قہاری مملکت دکن مین ضرب المثل
خاص و عام تھا مملکت تلنگ مین یہ خبر سُنکر احمد آباد بیدر کی طرف بطور ایلغار روانہ ہوا پہلے تین ہزار پیادہ کو جو شہر
کی محافظت مین مقرر تھے بانواع سیاست قتل کیا اور کوتوال کو قفس آہنی مین بند کر کے ہر روز ایک عضو اُس کا
کاٹتا تھا اور اُسی کو کھلاتا تھا اور شہر مین پھراتا تھا یہانتک کہ اُسی قفس مین فوت ہوا اور اُس کے بعد آٹھ ہزار
سوار اور پیادہ ہشیار بھائی کے دفع کے واسطے تعین کیے چنانچہ صحراے بیر مین خانقاہ کے نزدیک جنگ واقع
ہوئی چنانچہ تائید ایزدی اور شاہ حبیب اللہ اور جلال الملک کی سعی سے شہزادہ حسن خان فتحیاب ہوا ہمایون شاہ کا
غضب جبلی جوش مین آیا جمیع امرا اور سلحداران کو جو تلنگ کے یورش مین ہمراہ تھے باخزانہ و فیلان جنگی قصبہ بیر کی طرف
روانہ کیا اور اُنکے زن و فرزند کو موکلون کی حوالات مین کیا کہ مبادا بادشاہ سے روگردان ہوکر شہزادہ حسن خان کے
شریک ہون اور اس مرتبہ شہزادہ حسن خان جنگ صعب کے بعد معرکہ سے عنان تاب ہوا اور اثاثہ شاہی اپنا چھوڑکر
بیجانگر کی طرف روانہ ہوا شہزادہ اُس خسرو سنگدل اظلم کے وتشنہ ظلم کے خوف سے فرہاد نمط بے نیل مرام جان شیرین
تلخکامی سے بچاکر بادل خستہ و جان برشتہ سات سو یا آٹھ سو سوار ہمراہ لیکر اطراف بیجاپور مین پہونچا سراج خان جنیدی
نے جو تھانہ دار وہان کا تھا اور آخر مین بادشاہ کا نوکر ہوکر خواجہ معظم خان خطاب پایا تھا مقام مکر و دغا مین ہوکر پیغام
دیا کہ یہ مملکت کتنے علاقہ رکھتی ہے جو طرف اور اس طرف کا خواجہ جہان کاوان تلنگ مین ہے اور یہ مملکت خالی ہے اگر اس
دیار مین آپ نزول فرماوین بندہ متعہد ہوتا ہے کہ سپاہ اور رعایا بیجاپور اور رائچور اور مدکل کے سر خط فرمان پر رکھ کر
مطیع اور منقاد ہوگی شہزادہ حسن خان نے بتجویز شاہ حبیب اللہ اور یوسف ترک کچل اور سات نفر مخلص کے یہ امر
قبول کر کے قلعہ بیجاپور مین کہ دیوار گلی رکھتا تھا وارد ہوا سراج خان جنیدی نے لوازم ضیافت اور اظہار اخلاص مین
تقصیر نکر کے اُنھین غافل کیا اور سر شام مع حشم سلام چراغ کے بہانہ قلعہ مین درآیا اور اُس قصر کو کہ یہ حضرات جس مین
تھے محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب ارادہ کیا کہ اُنھین گرفتار کر کے ہمایون شاہ کے پاس بھیجوں اتنے مین شاہ حبیب اللہ
اسباب حرب و جنگ درست کر کے مرنے پر لیس ہوا کمان چڑھاکر ترکش اور نیزہ سنبھال کر اعدا کے مقابل ہوکر اس قدر
لڑا کہ شہد شہادت چکھ کر روضۂ رضوان مین سدھارا اُسکے بعد سراج خان جنیدی شہزادہ حسن خان اور یوسف ترک
کچل اور بھی اُسکے مخلصان اور منسوبان کو یہانتک کہ فراش اور سقہ اور خاکروب کو بھی مقید کر کے دار السلطنت احمد آباد
بیدر مین روانہ کیا اور ہمایون شاہ بازار سیاست گرم کر کے بحر غضب کو جوش مین لایا اور احمد آباد بیدر کے بازار مین صد ہا
دار اور حلقے نصب کروائے اور بہت فیلان مست اور سباع درندہ ہر قسم سے ایستادہ کیے اور چند مقامون مین دیگین
اور کڑاہے آب گرم اور روغن سے جوش کر کے مہیا کین اور خود دیوانخانے کے قصر پر بیٹھا اول شاہزادہ حسن خان کو
شیر گرسنہ کے روبرو ڈالا اُس نے آن واحد مین پھاڑ کر اُسکے وجود سے ایک نشان نہ چھوڑا اُسکے بعد یوسف ترک کچل اور
اُس کے سات یار موافق کے سر تن نازنین سے جدا کروائے اور اُنکی مستورات اور فرزندان بیگناہ کو بدترین صورت
سے مکانون سے باہر کھینچکر اُس بارگاہ مین کہ انبوہ کثیر اور جم غفیر مین باقسام فضائح اور شنائع کہ تصریح اُسکی حسن ادب
سے دور ہے تعذیب کی اور شکنجون اور عذابون مین کہ اُسکے مخترعات سے تھے ڈالا اور مرد اور عورت اور صغیر اور کبیر قتل
کیا اور وہ کام جو ضحاک بیدین بدکیش اور حجاج ظالم خطا اندیش سے سرزد ہوتے تھے اُس سے وقوع مین آئے اور

مین بعد شاہزادہ کے متعلقون اور منسوبون وغیرہم کو کہ سات سو نفر ہوتے تھے اور اس معاملہ سے ہرگز خبر نہ رکھتے تھے یہانتک کہ باورچی اور طبقچی اور جو ایک شخص کو شاہ بازار مین بھیجا تو بعضون کو دار پر اور بعضون کو شیر گرسنہ اور فیل مست کے روبرو ڈالا اور انمین سے چند کو دیگون مین جوش کیا اور بعضون کے دشنہ اور چھری اور تبر سے بند بند جدا کیے اور یہ واقعہ ماہ شعبان سنہ مذکور مین واقع ہوا اور سید طاہر استرآبادی نے شاہ حبیب اللہ مرحوم کی شہادت کی یہ تاریخ موزون کی رباعی مہ شعبان شہادت یافت و رہند * حبیب اللہ غازی طاب مثواہ * روان طاہرش تاریخ بہجست * برآمد روح پاک المت اللہ * اور صاحب تاریخ محمود شاہی کہتا ہے کہ مین نے ہمایون شاہ کے نزدیکون سے سنا ہے کہ اس زمانہ مین جب ورنگل مین شہزادہ حسن خان کے خروج کی خبر پہونچی اسقدر غضب ہمایون شاہ پر مستولی ہوا تھا کہ شدت طیش سے پیراہن پھاڑتا تھا اور کبھی زمین اور فرش دانتون سے کاٹتا تھا کہ لب و دندان اسکے مجروح اور پرخون ہوتے تھے اور جب وہ ظالم الظلم احمدآباد بیدر مین پہونچا اساس ظلم و جور برپا کیا اور رعیت اور سپاہ کو سفاک نے ہلاک کیا وہ جور و جفا اور بدعت اور غریب آزاری اور ناحق کی خونریزی جو سابق زمانہ کے ظالمون سے کسی سے وقوع مین نہ آئی تھی اور کسی نے اس طرح تیغ آشنا اور بیگانہ پر نہ کھینچی تھی اس سے ظہور مین آیا حتی کہ حجاج ظالم کو اسکے مقابلہ مین نوشیروان عادل کہنا بیجا نہین ہے اور قہر و غضب شہزادہ حسن خان کی وجہ سے اکثر شاہزادون اور وارثان مملکت کو کہ قلعہ اور گوشہ اور کنارے مین فقر و فاقہ سے قناعت کرکے اپنے حال مین مصروف تھے سب کو دستیاب کرکے قتل کیا اور باوجود اس سیاست کے تمام خلائق سے بدگمان ہوکر ظلم مین ہرگز تخفیف نہ کرتا تھا اور ہمیشہ اس کے غضب کا شعلہ مسلم اور غیر مسلم کو ایک سیخ پر جلاتا تھا اور دلال قہر اسکا مجرم اور بیجرم کو ایک بھاؤ بیچتا تھا اور حیلہ و سیاست اس کا ایک جریمہ کی پاداش مین تمام قبیلہ کو قتل کرتا تھا اور آتش خشم اس کی تر و خشک کو نہ چھوڑتی تھی اور ہاتھ خلق کے زن و فرزند پر دراز کرکے نفس امارہ کا اسیر ہوا اور کبھی وہ نامرد عروس کو آشنا سے راہ سے گرفتار کراکے حرم سرا مین لاتا تھا اور بعد ازالہ بکارت اسکے شوہر کے گھر بھیجتا تھا اور کبھی اپنی اہل حرم کو بُری طرح سے قتل کرتا تھا اور ارکان دولت اور اعیان مملکت جب اس ظالم پر آفت کے سلام اور مجرے کو دربار مین جاتے تھے اس کی شمشیر ظلم کے خوف سے اپنے زن و فرزند کو وداع کرکے وصیت ضروری بجا لاتے تھے جب اس نے کوئی دقیقہ بدعت اور طریق آزاری کا اٹھا نہ رکھا آخرکار سہ آہ
در وقت سحر با مظلوم کند * بخدا اگر اثر خنجر مسموم کند * حق سبحانہ تعالی کہ ارحم الراحمین اور غیاث المستغیثین ہے خلائق کی فریاد کو پہونچا ناگاہ وہ ظالم الظلم بیمار ہوا جب دن بدن مرض نے ترقی اور طاقت نے تنزل کیا سمجھا کہ مرض الموت ہے پھر اپنے بڑے بیٹے نظام شاہ بہمنی کو کہ آٹھ برس کا تھا ولیعہد کیا اور خواجہ جہان ترک کو قلعہ بیدر اور ملک التجار کو تلنگ سے طلب کرکے لوازم وصیت بجا لایا اور خواجہ جہان ترک کو کہ اس سے کوئی بزرگتر اور معتبرتر نہ تھا وکیل السلطنت کیا اور ملک التجار کو منصب وزارت پر منصوب کرکے شاہزادہ کے مہمات اسکے رجوع کیے اور کہا کہ شاہزادہ کی ارادہ کے بغیر دو کسی امر کے مرتکب نہ ہونا پھر اٹھائیسوین ذیقعدہ ۸۶۵ آٹھ سو پینسٹھ ہجری مین اسکا رشتہ حیات اجل طبیعی کی مقراض سے کاٹا گیا اور خلائق نے اسکے چنگ عذاب سے نجات پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ہمایون شاہ کو وصیت مبارک ہوئی اس مرض سے شفا پائی چونکہ طبیعت اس کی ظلم و ستم پر مائل تھی رعایا اور برایا کے اہل و عیال کا قصد کرتا تھا

اور خدمتگاران حرم سے بھی نہایت بدسلوکی کرتا تھا اس سبب سے مردم درونی اور بیرونی اسکے مکائد ظلم سے تنگ آ گئے اور شہاب خان خواجہ سرا جو حرم سرا کا نواب ناظر تھا اُسنے ایک جماعت کنیزان حبشیہ سے یکدل و یکزبان ہوکر ہمایون شاہ کے قتل کا بیڑا اُٹھایا ایک رات کو کہ وہ شراب پیکر بدمست ہوکر فرش استراحت پر سوتا تھا ایک کنیز حبشیہ نے قابو پاکر ایسی چوب اُسکے سر پر ماری کہ خواب مرگ سے پھر نہ چونکا اور ملا نظیری شاعر جسنے ملک التجار کی سعی اور پرورش سے خطاب ملک الشعرائی پایا تھا اور شاہ حبیب اللہ کے ساتھ زندان مین قید تھا اور یوسف ترک کچیل کی حسن سعی سے رہا ہوکر گوشۂ تنہائی مین بیٹھا تا تھا اُسکے حق مین یہ قطعہ نظم کیا قطعہ ہمایون ظالم از آمد دل شب خیبر تیر بس ٭ وزنفس بدشوم شر انگیز تیر بس ٭ تڑگان هم آورده مظلوم به بین ٭ وز خنجر آبدار خونریز تیر بس ٭ اور یہ تاریخ وفات بھی شاعر نظیر کے نتائج طبع سے ہے قطعہ ہمایون شاہ مرد و رست عالم ٭ تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون ٭ جہان ذوق شد تاریخ فوتش ٭ ہم از ذوق جہان آرید بیرون ٭ مدت سلطنت پر شور و شر اُسکی تین برس اور چھ مہینے چھ دن تھی

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی ظالم کا-

جب ہمایون شاہ خلائق پر ترحم کرکے فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی کہ حسن و صباحت مین شیرین سے عزیز بہتر تھی کہ تھا آٹھ برس کی عمر مین تخت دکن پر جلوس کیا اور اُسکی والدہ کہ عاقلہ تھی ہمایون شاہ کی وصیت کے موافق معاملات ملکی اور مالی سے واقف ہوکر خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان کے بے مشورہ کوئی کام جاری نہین کرتی تھی اور مہمات شاہی بحسن تدبیر سے جیسا کہ چاہیے شروع کرکے کمال عقل و دانائی سے اُن دو شخص کے سوا دوسرے کو دخل نہین دیتی تھی القصہ ملک التجار گاوان کو جملۃ الملک و وزیر کل اور طرفدار بیجاپور کرکے خواجہ جہان ترک کو منصب وکالت اور طرفداری تلنگ پر سرفراز کیا اور ہر روز علی الصباح وہ دونون عزیز باتفاق دربار مین آتے تھے اور عرض احوال سپہ بیجا کر مہمات کو بذریعہ ایک عورت کے کہ ماہ بانو نام رکھتی تھی معروض کرتے تھے اور بعد گفت و شنفت اور قرار و مدار کے شاہزادہ کو حرم سرا سے برآوردہ کرکے تخت فیروزہ پر بٹھاتے تھے اور دست راست کی طرف خواجہ جہان ترک اور دست چپ کی سمت ملک التجار محمود گاوان ایستادہ ہوتا تھا اور جو کچھ ملکہ جہان کے مشورہ سے مقرر ہوتا تھا بے کم و کاست پیش پہونچاتے تھے یہانتک کہ ان تین شخصون کے حسن اہتمام سے کاروبار بوجہ احسن صورت پذیر ہوا فی الجملہ تدارک اور تلافی ہمایون شاہ کے جور و ستم کا ظہور مین پہونچاتے تھے لیکن حکام اطراف کافر اور مسلمان نے جب سنا کہ ایک لڑکے نے تختگاہ دکن پر تاج شاہی سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ظلم و ستم کے ارتکاب سے سپاہ و امرا کا دل خستہ و مجروح اصلاح پر نہین آتا ہے لہذا طمع اُسکے ملک کی کرکے اول رائے مملکت اوڑیسہ اور ہا باتفاق زمینداران تلنگ راجمہندری کے راستہ سے ممالک دکن کی تسخیر کے واسطے عازم ہوئے اور بشوکت و حشمت تمام ولایت اسلام کی طرف متوجہ ہوکر جا بجا غارت سے رفت روب کی اور ولایت کولاس تک آبادی کا نشان نہ چھوڑا اور والدہ نظام شاہ اور خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نے اُسکے دفع اور رفع پر ہمت باندھکر اضطراب اور تزلزل کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور فرمان سپاہ جرار اور توپخانہ مستقل کی طلب مین جا بجا بھیجکر چالیس ہزار دار الخلافت مین فراہم کیئے اور ساتھ ایسے تجمل اور شان کے کہ عہد شاہان ماضیہ مین کسی کو میسر نہ تھا نظام شاہ بہمنی کو سوار کرکے راے اوڑیسہ اور رایان کے اردو کی طرف روانہ ہوئے اور رائے دریا اور اوڑیسہ ۲۰

نے استقبال کر کے احمد آباد بیدر کے دس کوس پر جب با طرفین کا تقارب ہوا اور ایک دوسرے کے مقابل فروکش
ہوئے اور رائے اوڈیسہ اور اوریا کے ذہن نشین اور مد نظر یہ تھا کہ ممالک مسلمانون کے قبضہ سے برآوردہ کر کے بادشاہ دکن
سے خراج و باج لیکر مراجعت کریں لیکن ابھی یہ اظہار نہ کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے ایلچی بھیجکر انھین یہ پیغام دیا کہ
یہ شاہ جوان بخت چاہتا تھا کہ دیار جاجنگر اور اوڈیسہ اور اوریا پر فوج کشی ہوکر بزور شمشیر مسخر اور مفتوح کرے اب کہ تم
کام آسان کر کے اس طرف آگئے بہت خوب ہوا پس اس صورت مین جانو اور خبردار رہو کہ جبتک تم خراج نہ قبول کرو گے
اور جو روپیہ اور زر کہ بلاد اسلام سے تمنے لیا ہے واپس نہ دو گے تم مین سے ایک بھی شخص زندہ اور سلامت پلٹ کر اپنے
وطن نہ جاسکیگا محاذی اس پیغام کے شاہ محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ جو جہاد کے ارادہ سے ہمراہ ہو لئے تھے مع ایک
سو اور ساٹھ سوار مسلح اور مردانہ نظام شاہ کے لشکر سے جدا ہوکر آگے بڑھے اور رائے اوڈیسہ و راوریا کے مقدمہ پر کہ دس
ہزار پیادہ اور چار سو سوار تھے تاخت لائے اور صبح سے دو پہر تک داد مردی و مردانگی دی آخر الامر نسیم فتح و نصرت
غازیون کے پرچم علم پر چلی رائے اوڈیسہ و راوریا نے بھاگ کر اپنے لشکر مین دم لیا رائے اوڈیسہ اور اوریا غرض شطرنج اور
ہمنشین الم ہوکر احمال و اثقال زیادہ کو اپنے لشکر گاہ مین چھوڑ کر جریدہ اور تنہا رات کے وقت براہ فرار کی آگے لی اور
خواجہ جہان ترک نے رائے اوڈیسہ و راوریا کا پیچھا کیا اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب باہستگی تمام پیچھے سے
روانہ ہوا رائے اوڈیسہ و راوریا نے جب دیکھا کہ خواجہ جہان ترک نے تعاقب کیا ہے اور کوچ کے دنون مین دو تین ہزار آدمی
مارے گئے اور یہ خرابی اور غارت مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکریگا لہذا ایک [illegible] کی پناہ مین توقف کر کے ایلچی ملک التجار
محمود گاوان کے پاس بھیجا اور منت و سماجت کے دروازے مفتوح کیے اور دو ہاتھی اور [illegible] پیشکش کیا اور ایلچیون
کی آمد و شد ہونا اترہ کے بعد پانچ لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ مین ارسال کیے اور بذلت و خواری رائے اوڈیسہ اور اوریا کی طرف
راہی ہوئے نظام شاہ نے مظفر و منصور سالماً غانماً احمد آباد بیدر کی سمت مراجعت فرمائی و امرا اور فوج کے افسرون کو خلعتہاے
فاخرہ اور اسپان تازی اور پٹکہ مرصع سے سرفراز کر کے رخصت جاگیر عنایت فرمائی اور انھین دنون مین سلطان محمود خلجی
سلطان مندو نے نظام الملک غوری کے اغوا سے اور بروایت دیگر انکے عزیز و اقارب کے [illegible] سے اٹھائیس
ہزار سوار لیکر ممالک دکن کی تسخیر کی عزیمت کی اور خاندیس کے رستے سے ممالک محروسہ مین داخل ہوا [illegible] بیخبر منتشر ہوئی کہ
اوڈیسہ و راوریا اور راجایان تلنگانہ نے باہم اتفاق کر کے بہ ارادہ تسخیر مسلمانون کی ولایت پر چڑھ آئے اور ارکان دولت نظامیہ
نے بھی ہمت دونون کے فساد کے دفع پر تعین کر کے سپاہ تلنگ کو اوڈیسہ وغیرہ کے دفع کو انکے مقابلہ مین چھوڑا
اور خود مع لشکر بیجاپور اور دولت آباد اور برار بعزم رزم سلطان محمود خلجی نظام شاہ کی رکاب مین روانہ ہوئے
اور قلعہ قندھار کے حوالی مین طرفین بہم پہونچکر بقصد جنگ و جدال صف آرا ہوئے اور نظام شاہ کہ خورشید و ماہ جمال
جسکے سے شرمندہ تھے اور باوجود خورد سالی ترکش نہ بیچ کر کے شمشیر حمائل کی اور ہاتھی پر سوار ہو کر [illegible] سپاہ
آراستہ کرنے مین مشغول ہوا اور ملک التجار محمود گاوان کو مع دس ہزار سوار [illegible] مقرر کیا اور نظام الملک ترک اور
دوسرے امرا کو میسرہ پر تعین کیا اور خود بالاتفاق خواجہ جہان و [illegible] کہ [illegible] ہمراہ تھا مع گیارہ ہزار
سوار اور سو زنجیر فیل کو بہ تشکیل قلب مین ٹھہرا اور اس طرف سلطان محمود خلجی نے بھی صفوف کی آراستگی مین متوجہ ہو کر میمنہ
اپنے فرزند غیاث الدین کو تفویض کی اور میسرہ کو مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک کے سپرد فرمائی

اور خود مع لشکر انتخابی اور جنگجو اور رزم خواہ قلب مین مستحکم ہوا نظم دو لشکر ز ہند و دگر از دکن ٭ دو خسرو یکے
طفل و دیگر کہن ٭ بہ جنبش درآمد بہ میدان دو کوہ بہ زمین از ایشان بوے مثال شد ستوہ ٭ القصہ تمام آدمیون
سے بیشتر کہ ابھی چوب نقارہ جنگ پر نہ پڑی تھی ملک التجار محمود گاوان میمنہ سے کف شجاعت لب پر لا کر اور
ہاتھ تیغ آتشبار کے قبضہ پر رکھکر مع لشکر بیجاپور میسرہ خلجیہ پر حملہ آور ہوا اور مہابت خان اور ظہیر الملک
اگرچہ بقدم جلادت پیش آئے اور کر و فر کیا لیکن آخر کو تاب مقابلہ نہ لا کر راہ فرار پائی اور مارے گئے اور
نظام الملک ترک بھی شیر خشمگین کے مانند میسرہ سے نعرہ مردانہ مارتا ہوا شہزادہ غیاث الدین کی طرف متوجہ
ہوا اور وہ کہ آپ کو روز بیرو پانسو مرد کے برابر شمار کرتا تھا اور اکثر معرکون مین دشمن پر غالب آ کر ہندوستان مین
نام پیدا کیا تھا بحسب اتفاق عین حرب و ضرب اور دار و گیر مین نظام الملک سے دوچار ہوا اور وہ دو بہمن
رویین تن بے اسکے کہ ایک دوسرے کو پہچانے شمشیر پال اور گو پال اور سر پر ایک دوسرے کو لائے اور شمشیر
نظام الملک کی ٹوٹ گئی اور اُس کا قبضہ ہاتھ مین رہ گیا لیکن بچستی و چالاکی قبضہ کو اُسکے چہرہ پر مارا قضارا
شہزادہ کی آنکھ پر لگا اور خون جاری ہوا نظام الملک ترک اُسے گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر لایا اور چاہتا تھا کہ
گھوڑے کو جولان دیکر اُسے پامال کرے کہ ایک جماعت جو اُنکی کمک پہونچی اور اُسے اُٹھالے گیے اور مفرور
ہوئے اور دکنیون نے تعاقب کرکے دو کوس راہ کشتہ سے پشتہ کی اور ہندو کے اُردو کو غارت کیا اور پچاس
ہاتھی لے گئے سلطان محمود نے اپنے جناحین یعنی میمنہ و میسرہ کو شکستہ دیکھکر ہزیمت کا ارادہ کیا کہ راہ مفر کی قطع
کرے ایک مقرب مانع آیا اور ثابت قدمی کی ترغیب کی اُسوقت نظام شاہ نے بھی بسبب شجاعت ذاتی ارادہ کیا کہ خود
سلطان محمود کی فوج خاص پر حملہ کرے خواجہ جہان نے التماس توقف کرکے خود دس ہزار سوار اور چند فیل نامدار لیکر جگہ سے
جنبش کی اور سلطان محمود کی فوج سے کہ بارہ ہزار سوار رکھتے مقابل ہوا اور سلطان محمود عین حرب مین کمان زہ کرکے
ایک ایسا تیر پیشانی فیل سکندر خان غلام ترک پہ جو ہمراہ خواجہ جہان تھا مارا کہ وہ سراسیمہ ہو کر پھرا اور اپنی طرف کے بہت
آدمیون کو خستہ و خراب کیا اور قریب تھا کہ نظام شاہ کو بھی ایک آسیب پہونچے کہ سکندر خان ترک نے مقتضائے اعتماد سے
کہ خواجہ جہان سے رکھتا آدمیون کو امر جنگ کیا اور نظام شاہ کو خواہ مخواہ اپنا ردیف کرکے معرکہ سے باہر لے گیا اور لشکر کے
پیچھے تھوڑے فاصلہ پر ایستادہ ہوا لیکن امرا اور خاصہ خیل دکن جب غلام خاص شاہی کو اپنے مقام مین نہ دیکھے پروا سے
جنگ نہ کی اور ایک نے دوسرے کے بعد معرکہ سے منھ پھیرا اور نظام شاہ کو جو گوشہ مین ایستادہ تھا ہمراہ لیکر شہر بیدر تک
کہین توقف نہ کیا ٭ بیت ٭ سپاہ ارچہ باشد بکے کوہ قاف ٭ نماند بجاے بے شاہ در مصاف ٭ خواجہ جہان نے جب دیکھا کہ
سپاہ دکن بمیمنہ و میسرہ سے بخیال فتح اور بگمان نصرت کرکے تاراج مین مشغول ہین اور چتر بادشاہی بھی معرکہ مین نہ تھا
لشکر قول بھی بھاگنے پر آمادہ ہے خود بھی باگ پھیرنے کی فکر مین ہوا اور بحکمت و تدبیر افواج دشمن سے کنارہ کرکے آپ
فیل شاہی سلامت نکال لایا اور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک التجار محمود گاوان اور بھی امراے ترکی اور
حبشی فلک کے شعبدہ بازی سے واقف ہو کر اُنھون نے بھی مع اسباب فتح راہ فرار پائی اور بعد وصول منزل مقصود سکندر خان
غلام ترک نے نظام شاہ کو مع چالیس سوار اور تین سو جوان اُسکی والدہ کے پاس پہونچا کر ساتھ تحسین و آفرین کے خلعت خاص
پایا پھر خواجہ جہان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور خواجہ جہان نے اس سبب سے کہ وہ بے وقت نظام شاہ کو معرکہ

سے باہر لیگیا تھا اُسے مقید کیا اور بذلت وخواری اپنے مکان سے برآوردہ کرکے موکلون کے سپرد کیا اسواسطے غلامان ترک شاہی نے اتفاق کرکے مخدومہ جہان سے عرض کی کہ اتنے جیش ہمارے سے دولتخواہی کے سوا کوئی امر سرزد نہین ہوا شرح اُس کی یہ ہے کہ افواج میمنہ اور میسرہ تاراج کو گئی کوئی بادشاہ کے ہمراہ نرہا سکندر خان نے تمھارے فرزند کو معرکہ سے سلامت باہر لاکر آپ کے سپرد کیا اور جو کہ وہ بادشاہ کا کوکہ ہے اس ذلت وخواری سے اس مقبل کے ہاتھ گرفتار رہنا معنی نہین رکھتا ہے وہ آپکے ساتھ اخلاص سے پیش آیا آپ نے اسکے صلہ مین سزا دی اور جو کہ اہالی دکن کو غلامون کے ساتھ محبت ہوتی ہے مخدومہ جہان اشک گہر رشک آنکھون مین بھر لائین اور اُنسے فرمایا کہ اب وقت مقتضی نہین ہے کہ مین اس بارہ مین حرف زبان پر لاؤن انشاء اللہ تعالی اسکی تلافی کرونگی خواجہ جہان نے اس ماجرے سے مطلع ہوکر سکندر خان کو مخدومۂ جہان کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی اور سلطان محمود خلجی خواجہ جہان پر مخدومہ جہان کی آزردگی سے خبردار ہوا اور دوبارہ احمد آباد بیدر کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور مخدومہ جہان کہ مکروعذر خواجہ جہان سے واقفیت رکھتی تھی اور شکست اسکی عدم ثبات قدم سے جانتی تھی بہ مشورہ ملک التجار محمود گاوان قلعہ ارک احمد آباد بیدر کی حراست ملوخان دکنی کے سپرد کی اور خود مع جمیع خزائن اور عورات حرم نظام شاہ ملک التجار محمود گاوان کے ہمراہ فیروز آباد کی طرف متوجہ ہوئی سلطان محمود خلجی نے بخاطر جمع شہر کو محاصرہ کیا اور سترہ دن کی مدت مین فتح کرکے قلعہ مین قیام کیا اور اکثر ممالک برار اور بیر اور دولت آباد پر قابض ہوکر رعیت کو مطیع اور فرمانبردار کیا اور خلائق دکن نے انتقال دولت بہمنیہ سلسلہ خلجیہ مالوہ مین جزم کیا کہ دفعتہً رایات اجلال محمود شاہ گجراتی کہ وہ بھی صغرسن تھا سرحد گجرات سے طالع ہوئے اسواسطے کہ نظام شاہ اُس زمانہ مین جب جنگ کے واسطے جاتا تھا بہ مشورہ ملک التجار محمود گاوان حقیقت واقعہ صحیفہ اخلاص مین مرقوم کرکے محمود شاہ گجراتی کے پاس بھیجتا تھا اور جب فیروز آباد مین وہ لینے کو ٹھہرا اور آدمی بھاگے ہوئے اُسکے پاس جمع ہوئے خواجہ جہان کو مع لشکر انبوہ سلطان محمود خلجی کے مدافعہ کے واسطے بھیجا مقارن اس حال کے خبر پہونچی کہ محمود شاہ گجراتی اسی ہزار سوار لیکر دکن کی سرحد پر پہونچا مخدومہ جہان نے یہ خبر سنکر ملک التجار محمود گاوان کو کہ سپاہ ورعیت اُسکے حسن سلوک سے حلقہ بگوش تھی سپہ سالار کرکے مع پانچ چھ ہزار سوار بیر کے راستہ سے شاہ گجرات کی خدمت مین بھیجا محمود شاہ گجراتی نے اپنے اکثر امراے معتبرہ کو مع بیس ہزار سوار اور استعداد بیشمار ہمراہ ملک التجار محمود گاوان کرکے دشمن کے مدافعہ کے واسطے اشارہ فرمایا ملک التجار محمود گاوان نے آدمی دکن کے اطراف وجوانب مین بھیجے اور تھوڑے عرصہ مین لشکر فراہم کرکے مع چالیس ہزار سوار دکنی اور گجراتی دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی شہر کے اندر فروکش ہوکر قلعہ ارک لینے کے واسطے سعی کرتا تھا اور دمدمہ بنانے مین مشغول تھا اور ہر روز ملوخان بنیاد جنگ کی اٹھاتا تھا ملک التجار محمود گاوان کی خبر توجہ سننے سے مضطرب ہوا بے تامل وہ مرغ کی طرح کہ قفس سے برآمد ہوکر بجناح استعجال پرواز کرے حصار احمد آباد بیدر سے نکلکر مندو کی طرف راہی ہوا ملک التجار نے دس ہزار سوار دکنی برار کی طرف روانہ کیے کہ سدراہ ہوکر راستہ دخول وخروج کے مالوہیون پر دشوار کرین اور خود بھی دس ہزار سوار دکنی اور بیس ہزار سوار گجراتی لیکر بائین قندھار اور بیر اور دو سے سلطان مندو مین پہونچ کر چارطرف سے گھیرا اور اُسکے لشکر پر تاخت کرکے ہر طرف سے باب دخول غلہ اور آذوقہ اس دانا نے مسدود کیا کہ کسی سمت سے غلہ کا ایک دانہ نہ پہونچ سکتا تھا سلطان محمود خلجی بروایت صحیح تیس ہزار سوار رکھتا تھا عازم جنگ ہوا اور ملک التجار محاصرہ کے سوا جنگ پر آمادہ ہوا اپنے کام مین مشغول ہوا

یہاں تک کہ آثار قحط غلہ اُردوے مخالف میں ظاہر ہوا اور تمام ہندوی شدت گرسنگی اور بینوائی سے دن کو قرص خورشید تاباں سے آنکھیں سینکتے تھے اور رات کو کلیجہ ماہ تاباں سے دل ٹھنڈا کرتے تھے جب اسپر بھی سیری نہوئی الجوع الجوع کی فریاد بلند کی آہ و نالہ میں مشغول ہوئے سلطان محمود خلجی نے ناچار ہو کر ان ہاتھیوں کو جو ہمراہی نکر سکتے تھے آنکھیں اندھا کیا اور اشیاے سنگین کو آتش دیکر سبکبار ہوا پھر مسلح اور جریدہ ہو کر جان سے ہاتھ دھویا اور جو کہ ہندو کے راستے سیدھے مسدود تھے اس سبب سے گونڈوارہ کی طرف راہی ہوا اور جب ملک التجار محمود گاوان متعاقب ہوا دکنیوں نے مالوہیوں کا اسباب تاراج کیا سلطان محمود خلجی نے گونڈوارہ کے مقدم کو جو اسکا ملازم رکاب تھا پیغام دیا کہ جس طریق سے ممکن ہو راہ ہمارے لشکر کے عبور کے واسطے تجویز کر کہ دست تعرض دکنیوں کا مالوہیوں کے دامن سے کوتاہ ہووے اور تو بھی آشنائی اور ہمسائگی کا حق بجالاوے مقدم مذکور جو درپے انتقام تھا بولا کہ تو ابع میں ایسی راہ وسیع کہ سپاہ اور رجال لشکر بفراغت تمام عبور کریں نہیں ہے مگر فلاں راستہ کہ وہ مثل صحرا چاہ ہاروت و ماروت کم آب بلکہ بے آب ہے بیت نہ بینی زگوگرد بے آب تر ✽ ہوائی زدوزخ جگر تاب تر ✽ سلطان محمود خلجی ملک التجار محمود گاوان کے تعاقب سے ناچار ہو کر اُس راستہ کو جو ایلچپور اور اکل کوٹ کی طرف تھا اختیار کیا اور یہ فرمایا کہ راستہ کی دشواری مجھے آسان تر ہے اُس سے کہ آپ کو عمداً دریاے بلا اور کام نہنگ فنا میں ڈالوں اور صحراے عنا میں بجنگ پلنگ جفا گرفتار ہوں القصہ روز اول حرارت ہوا اور کمی آب اور مشقت راہ پیچ در پیچ سے فوج کا زہرہ آب ہوا پانچ چھ ہزار مرد تشنہ لب اور خستہ جگر کا سفینہ حیات گرداب ہلاکت میں غرق ہوا اور دوسرے دن گونڈوں ساکنان کوہستان نے جب عاجزی ان لوگوں کی دریافت کی چپ و راست سے ہجوم لا کر اُنھوں نے بھی خشک سالی میں طوفان تازہ برپا کیا مال کی طمع سے پیاسوں کو خنجر آبدار سے قتل کرنا اور موج کمند کے حلقہ میں ڈالکر باندھنا شروع کیا لوگوں نے مال و اسباب کو دشمن جان سمجھکر اُسکی طمع دل سے دور کر کے کوہ و دشت میں رہزنوں کے روبرو ڈالا اور جان بچانے کے واسطے ایک قدح پانی کا ایک روپیہ اور دو روپیہ کو خرید کرتے تھے اور نہیں پاتے تھے خلاصہ یہ کہ سلطان محمود خلجی نالان و گریان اور بمشقت فراوان اُس صحراے ہولناک سے با دل کباب و چشم پُر آب باہر آیا اور ہجوم چوروں کا اور پوشیدہ کرنا چاہ ہاے پر آب کا مقدم گونڈوارہ کی تحریر سے جانکر حکم اُسکے قتل کا جاری کیا اُسنے زبان دشنام سلطان میں کھولی اور یہ جواب دیا کہ میں نے اپنا انتقام لیا اگر اتنے ہزار آدمیوں کی عوض مجھے ہلاک کرو گے کیا ہوگا سر میرے فرزندوں کا سلامت ہے میں عنقریب سلک میں اپنی کسی اولاد کے موجود ہونگا اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گونڈوارہ کے کفار بھی مثل تمام کفار کے تناسخی ہیں اور اسی سبب سے قتل ہونے سے ہراس نہ رکھکر کہتے ہیں کہ مرنے سے عدم لازم نہیں آتی ہے ہم کل پھر سلک موجودات میں جلوہ گر ہونگے اور ہمارا احوال اس سے بہتر ہوگا منقول ہے کہ جن دنوں سلطان محمود خلجی نے شہر احمد آباد بیدر کو محاصرہ کر کے مفتوح کیا عمارات کو جلا کر اور آدمیوں کو غارت کر کے قسم قسم کی خرابی پہنچائی اور جب کشور دکن کا عازم تسخیر ہوا ظلم و تعدی سے دست کش ہو کر رعیت کی استمالت اور آبادی ولایت میں مصروف ہوا اور اُسکا قاعدہ یہ تھا کہ اکل و شرب اور پوشاک اپنی وجہ حلال سے کھاتا تھا اور ترتیب دیتا تھا اور برنج اور گندم اور جامہ وجہ حلال سے ہر سفر میں ہمراہ رکھتا تھا اور قسم قسم کی ترکاری تختوں کے اوپر بو کر ہمراہ لیجاتا تھا اور جب ایک مدت تک دار الخلافت احمد آباد بیدر میں توقف واقع ہوا مولانا شمس الدین حق گو سے کرمانی کو کہ شاہ خلیل اللہ کے مقبرہ پر تھا طلب کر کے فرمایا کہ ترکاری اور بقول کی طرف سے

فکرمند رہتا ہون اور تخون پر اسقدر ترکاری کہ باورچیخانہ کو کفایت کرے ہم نہین پہونچتی ہے اگر کوئی شخص زمین حلال تصرف مین رکھتا ہو اور وہان ترکاری بوئی جاتی ہو ہمین ہدایت کرو تو وہان جاکر وجہ حلال سے بقیمت اعلی خرید کرکے ترکاری اُسکی باورچیخانہ مین داخل کیا کرین مولانا شمس الدین حق گو نے کہا ای سلطان ایسی بات نہ کہ جو موجب ضحک اور استہزا ہو کسواسطے کہ مسلمانون کی ولایت پر آنا اور مساکن و منازل اُنکے ویران کرنا اور مال و اسباب لوٹنا اور کھانے پینے اور ترکاری مین شرع کا مقید ہونا عقل سے دور اور خدا ترسی سے بعید ہے یہ سنکر سلطان اشک ندامت آنکھون مین بھر لایا اور فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے لیکن جہان گیری بغیر اسکے میسر نہین ہوتی اور اس حکایت کے موافق فتوحات اور دوسری کتاب مین مؤلف کی نظر مین در آیا کہ بلاد عرب مین ایک بادشاہ تھا اُسے یحیی بن نعمان کہتے تھے اُسکے عہد مین ایک شیخ عبداللہ نام تھا کہ خلائق سے متنفر اور آیندہ و روندہ کا دروازہ بند کرکے گوشۂ قناعت مین بیٹھا تھا ایک دن یحیی بن نعمان ایک راستہ سے سوار جاتا تھا اور شیخ عبداللہ مع مریدان اُس سے دو چار ہوے سلطان کو سلام کیا اور سلطان نے جواب سلام دیکر استفسار کیا کہ ساتھ اس لباس ریشمی کے جو پہنے ہون نماز درست ہے یا نہین شیخ نے مسکرا کہ فرمایا کہ تیرا حال اُس شخص کے مانند ہے کہ وہ سر سے پاؤن تک آلودہ نجاست ہو کر موت کی چھینٹ سے پرہیز کرے اول تو شکم تیرا حرام سے مملو ہے اور دوسرے مظالم عباد اپنی گردن پر رکھتا ہے اور باوصف اس جرائم کے مسئلہ حریر اور صحت صلوٰۃ سے سوال کرتا ہے یحیی بن نعمان رو دیا اور گھوڑے سے اُتر کر یا تھ شیخ کے دامن مین ڈالا اور سلطنت چھوڑکر اپنی زیست شیخ کی خدمت مین بسر کی القصہ بعد مراجعت سلطان محمود خلجی نظام شاہ نے ایک مکتوب محمود شاہ گجراتی کو تحریر کیا اور تحف و ہدایا اور ہاتھی اور گھوڑے بہت اپنے معتمدون کی معرفت درگاہ مین بھیجکر تصدیعات سے معذرت چاہی پھر محمود شاہ گجراتی احمد آباد گجرات کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ بہمنی بھی احمد آباد بیدر مین آیا اور تعمیر شہر و بازار مین کوشش کرکے چند عرصہ مین بدستور اول تیار اور آباد کیا اور سلطان محمود خلجی کو ملک التجار محمود گاوان کی طرف سے دل مین رنجش رکھتا تھا سنہ ۸۶۷ آٹھسو سڑسٹھ ہجری مین بروایت نظام الدین احمد نوے ہزار سوار لے کر پھر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور دولت آباد کی اطراف مین سامان جنگ درست کیا اور نظام شاہ بھی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور دوبارہ محمود شاہ گجراتی سے کمک طلب کی اور محمود شاہ نے بلاتوقف لشکر آراستہ کرکے سلطان پور کی طرف نہضت فرمائی اور سلطان محمود خلجی کا سد راہ ہوا پھر سلطان محمود خلجی گونڈواڑہ کے راستہ سے مندو کی طرف راہی ہوا اور ان دو بادشاہ خورشید طلعت یوسف چہرہ نے ایک دوسرے کو غائبانہ وداع کرکے آپس مین تحف و ہدایا بھیجے اور اپنی اپنی دارالخلافت مین معاودت فرمائی اور جو قاعدہ اور داب شاہان بہمنیہ کا تھا کہ زوجہ اولی ملکہ جہان خطاب پاتی تھی درحالیکہ وہ خاندان بہمنیہ سے ہو اسواسطے مخدومہ جہان نے ایک دختر اپنے اقارب سے نظام کے واسطے خواستگاری کی اور جشن شادی شاہانہ کہ شرح اُسکی احاطۂ تحریر سے باہر ہے ترتیب دیا اور اُس شب کو کہ مجلس زفاف آراستہ ہوئی تھی اور بزم عیش و عشرت ترتیب ہوئے سے ایک جہان شادی و خرمی مین مشغول تھا قضا را آدھی رات کے بعد ناگہ وزرا کی سے شور برپا ہوا کہ نظام شاہ بہمنی نے اس جہان سے رحلت کی اور اپنی جگہ اور دن کے واسطے چھوڑی نظم گلے ناشگفتہ از گلبانی دہشت ﴿ بہکا یک فرو ریخت از باد سخت ﴿ خط حسن ہرگل نہ انگیختہ ﴿ اجل خاک بروے فرو ریختہ ﴿ اور یہ واقعہ اجلاس کے دو برس اور

سلہ الطائی رح نے حضرت ابراہیم ادہم کے ساتھ نواح جنوب شام کے ایک امیر کا قصہ اسی طرح نقل کیا ہے واللہ اعلم ۱۲ امیر علی عفی عنہ

ایک مہینے بعد یعنی شب سیزدہم ذیقعد سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سڑسٹھ ہجری مین واقع ہوا ذکر شمس الدنیا والدین
ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی کا مورخین نے لکھا ہے کہ سلطان ہمایون شاہ بہمنی کے لبطن مخدومۂ جہان
سے تین فرزند بہ جبین تھے نظام شاہ محمد شاہ احمد شاہ اور جب نہال حیات نظام شاہ آغاز نشو و نما مین صرصر
حوادث سے اکھڑ گیا محمد شاہ نو برس کے سن مین تاج زر زیب سر کرکے سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اور سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا
انتظام بخوبی تمام کرنے لگا اور ابتدائے سلطنت مین خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے زمانہ مین بمشورہ
مخدومۂ جہان امور سلطنت کو آغاز کرکے انجام دیتے تھے اور احمد شاہ جو سب بھائیون سے چھوٹا اور بڑا لیاقتدار اور خوش
اطوار تھا جاگیر لائق پاکر محمد شاہ کا انیس و جلیس ہوا پھر خواجہ جہان نے محمد شاہ کی تربیت کیواسطے مخدومۂ جہان کے حکم سے صدر جہان
شوستری کو جو افضل فضلا اور اصلح صلحا تھا مقرر کیا اور محمد شاہ کتب علمی کے پڑھنے اور کمال حاصل کرنے مین مشغول ہوا اور تھوڑے
عرصہ مین کتب درسیہ سے مفروغ ہو کر صاحب حیثیت ہوا اور خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا اور سلطان فیروز شاہ کے بعد خاندان
بہمنیہ مین حسن و قابلیت مین اس سے بہتر مسند فرمانروائی اور سروری پر کسی نے قدم نرکھا بیت
ارسطو سخندان دیوان او ۞ بلیناس طفل سبق خوان او ۞ اور خواجۂ جہان ترک بکمال استقلال و عظمت
مہمات مین مشغول ہو کر کسی کو خیال مین نہ لاتا تھا اور اکثر امرائے قدیم کو علاقون سے معزول کرکے اپنی طرف
سے امرائے جدید نصب کرتا تھا اور دست تغلب و تصرف خزانون مین دراز کرکے ملک التجار محمود گاوان کو کہ جو بعد
اخراج سلطان محمود خلجی دکنی کے صاحب شان و اعتبار ہوا تھا ہمیشہ سرحد کی خدمتون پر بھیجتا تھا اور مہمات شاہی مین چندان
دخل نہ دیتا تھا اور جو مخدومۂ جہان زن عاقلہ اور دوراندیش تھی خواجۂ جہان ترک کے اوضاع اور اطوار سے متوہم ہوئی
اور اس کی مفسدی محمد شاہ کے ذہن نشین کرکے اسے آمادہ کیا کہ کل فجر کو جب خواجہ جہان ترک دربار مین آوے
اور مین کسی کو تیرے پاس بھیجون اُسے بے تامل تہ تیغ بیدریغ کرنا دوسرے دن کہ سنہ ۸۷۰ آٹھ سو ستر ہجری تھے
خواجۂ جہان ترک بغفلت تمام دیوانخانہ مین آیا اور نظام الملک کو خلاف عادت مع جماعت جوانان مستعد
دیوان دیکھ کر متفکر ہوا اور چونکہ لاعلاج اور مجبور تھا محمود شاہ کی دیوانداری مین مشغول ہوا کہ قضارا ضعیفہ محلسرا
سے آنکر سلطان محمد شاہ سے باواز بلند عرض پرداز ہوئی کہ ساتھ اُس امر کے جو قرار پایا تھا مشغول ہونا چاہیے
سلطان محمد شاہ نے نظام الملک کی طرف متوجہ ہو کر یہ فرمایا کہ یہ مرد حرامخور ہے اسکی گردن مار اور نظام الملک کہ متضمن جانفی
اُس کا تھا بے تامل خواجۂ جہان کا ہاتھ پکڑ کر دیوان عام سے باہر لے گیا اور ضربات متعددۂ تیغ آبدار سے اُسے شاہ
کے روبرو ہلاک کیا نظم بہ تدبیر زان پس خردمند زن ۞ بفرمان خود ساخت ملک کہن ۞ جہانی ز حد لیش آسودگی ۞
رخ دہر شستہ ز آلودگی ۞ اور بعد چند روز کے سلطان محمد شاہ نے مخدومۂ جہان کی صلاح سے ملک التجار محمود گاوان
کو خلعت فاخرہ دیکر بخواجۂ جہان مخاطب فرمایا اور منصب امیر الامرائی اور وکالت امور شاہی کو اُسکے مناصب
سابق کا ضمیمہ کیا اور بموجب اس مصرع کے مصرع ہر کرا پنجروز نوبت اوست ۞ ملک التجار محمود گاوان المخاطب
بخواجۂ جہان نے مراتب دینوی پر فائز ہو کر نقارہ اپنے دبدبہ کا بلند آوازہ کیا اور ابتدا مین القاب اُسکا یون
لکھتے تھے مخدوم جہانیان معتمد درگاہ سلطان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم خواجۂ جہان اور جب محمد شاہ
ماہ ذوالقعدہ کو ہدایت کامل درجوانون مین شامل ہوا مخدومۂ جہان نے ایک لڑکی حسین زہرہ جبین خاندان بہمنیہ سے اُس کے

واسطے خواستگاری کی اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کے اہتمام سے جشن شادی خسروانہ کہ صفت
اُسکی تحریر و تقریر سے مبرا ہی ترتیب پکر اُسکے عقد ازدواج مین کھینچی اور مہمات سلطنت اپنے فرزند دلبند کو
تفویض فرما کر خود صلواۃ و صوم اور قرآن مجید کی تلاوت مین مشغول ہوئی لیکن سلطان محمد شاہ امور معظمات اُسکے
بے مشورہ شروع نہ کرتا تھا اور اُسکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرکے ہر روز سلام کو جاتا تھا
اور جب سلطان محمد شاہ نے عروس حجلہ ناز کو بغل مین لیا اُسوقت یہ فکر ہوئی کہ اعدا سے انتقام لیجیے خورد و خواب
اسکا حرام کرکے عروس مملکت تازہ تر سے ہمکنار ہو جیسے بوستان خزان دیدہ سلطنت کو شاداب آب تاب
کیجیے اسواسطے نظام الملک کو سپہ سالار لشکر برار کرکے دلاوری کے ساز و سامان سے مددگاری کی بیچ سنہ آٹھ
سو بہتر ہجری مین لشکر عظیم الشان تبجیاب کہ اُسمین ہر ایک جوان جنگ دیدہ ہنر آزمودہ انتخاب تھا فراہم کرکے
قلعہ کھترلہ کی تسخیر کے واسطے جو سلطان مالوہ کے تصرف مین تھا روانہ کیا اور اُسنے اُس طرف جاکر قلعہ مسطورہ کو
محاصرہ کیا اور چند مرتبہ لشکر والی مندو کو جو محصورین کی مدد کے واسطے آیا تھا شکست دیکر متفرق کیا آخر مرتبہ
شاہ مالوہ کا سردار بارہ ہزار سوار راجپوت اور افغان وغیرہ لیکر بجوش و خروش تمام نظام الملک کے دفع
کے واسطے متوجہ ہوا جس دم ظاہر قلعہ مین مقابلہ ہوا اور صف کارزار تیار ہوئی جنگ عظیم فوج غنیم سے
وقوع مین آئی جماعت کثیر و انبوہ غفیر نے طرفین سے قالب تن ارواح سے خالی کیا عرصہ جنگ کشتون
کے اجساد سے بھر گیا تائید ربانی سے مالوہیون کو شکست فاش نصیب ہوئی اور ایک جماعت کہ قلعہ سے آکر
ہوکر اُنکی شریک ہوئی تھی بعد انہزام قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور نظام الملک اور تھوڑے سے بہمنیان دکن سپر تیغ
سر پر رکھکر اور تلوارین علم کرکے اُنکے تعاقب مین گئے اور مردم قلعہ نے اُنھین اپنی فوج تصور کرکے قلعہ کا دروازہ
کھول دیا دکنی بھی مالوہیون سے مخلوط ہوکر قریب شام قلعہ مین درآگئے اور قلعہ پر متصرف ہوے اور ایک روایت مین
یہ بھی تحریر ہی کہ جب مفرور جاکر قلعہ مین متحصن ہوے دکنیون نے قلعہ کو بدستور سابق محاصرہ کیا اور اہل قلعہ نے
عاجز ہوکر امان طلب کرکے قلعہ سپرد کیا بہرتقدیر بہمنیان نے اہالی قلعہ کو ضرر جانی نہ پہونچایا تکلیف قلعہ سے نکلجانے کی
دی اس عرصہ مین اجلاف دکن حسب دستور زبان طعن دراز کرکے مالوہیون کو حرفہا سے ناخوش کہنے لگے اور جماعتہا
راجپوت سے جو قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دو شخص متفق ہوکر عازم ہوے کہ ہم اپنی شجاعت اور مردانگی کی کیفیت
کو دکھاوین پس جسوقت اُردو عام کم ہوا اور مالوہی زن و فرزند لیکر تمام باہر نکل گئے اُن دونون راجپوت نے
نظام الملک کے مجمع کی طرف متوجہ ہوکر باواز بلند پکارا کہ ہم نے اپنی عمر سپاہ گری مین صرف کی ہر اور مثل تیرے
بھی بہتے رستم و بہادر نہین دیکھا اگر حکم ہو ہم بھی آنکر تیرا قدم چوم کر نکلجاوین نظام الملک نے جب اُنھین بغیر مسلح
دیکھا اپنے روبرو طلب کیا اور اُنھون نے آتے ہی بطور پابوسی کے قدم آگے بڑھایا اور ایک جماعت کہ
نظام الملک کے قریب ایستادہ تھی بہ جستی و چالاکی تمام خنجر و شمشیر اُنکے کھینچکر دونون نے تلوارون کے وار
سے نظام الملک کا کام تمام کیا اور پھر اورون کی طرف متوجہ ہوکر ایسا لڑے کہ دونون ہلاک ہوے اور نظام الملک کے
دو پسر اور ظریفیت تھے ایک یوسف عادل خان سوائی جو شاہان عادل شاہیہ کا جد تھا دوسرا دریا خان ترک کہ مردمی اور
مردانگی مین ضرب المثل تھا دونون نے اس امر کا ارتکاب بزرگان قلعہ کی تحریک سے گمان کیا اور ایک جماعت کو اُن کے

تعاقب مین بھیجا اور وہ کمال غفلت سے ایک کوس پر فروکش ہوئے تھے پہونچکر تمام صغیر وکبیر کو قتل کیا اور بخت بلند کی ہدایت سے دو لنتخواہی مین کمر باندھکر قلعہ کو مضبوط کیا اور سوار و پیادہ سے ایک جماعت کثیر کو وہان چھوڑکر نظام الملک کا جنازہ اور غنائم موفورہ لیکر درگاہ کی طرف روانہ ہوے اور احمد آباد بیدر مین پہونچکر غنائم بادشاہ کے ملاحظہ مین درلائے اور اس حسن خدمت سے بادشاہ خوش ہوا اور ہر ایک کو ہزاری کیا اور کھڑلہ کی امارت بھی عنایت فرماکر امرائے مقرب کی سلک مین منتظم کیا اور جب والی مندو نے دکینون کی پرخاش ملاحظہ کی تو محبت اور اخلاص اظہار کرنے کو شریف الملک نامے ایک شخص کو مع تحف وہدایائے نفیسہ سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی اور سلطان ہوشنگ کے لوازم عہود و مواثیق درمیان مین لاکر مقرر کیا تھا کہ ولایت برار بادشاہ دکن کے زیرنگین اور قلعہ کھڑلہ مع مضافات اسکے والی مندو کے تعلق رکھکر دوبارہ کسی بارہ مین منازعت نہ ڈھونڈھین اب امرائے سلطان قلعہ کھڑلہ پر متصرف ہوکر مقام شرارت و پرخاش مین رہتے ہین اب آپ ایسا کرین کہ نقض عہد نہووے اور مسلمان درمیان مین تلف نہووین کمال دینداری اور برادری سے بعید نہ ہوگا سلطان نے شیخ احمد صدر کو کہ مرد دانشمند اور فہمیدہ اور سلامت نفسی مین مشہور تھا شریف الملک کے ہمراہ مندو مین بھیجکر پیغام کیا کہ ہم جادۂ محبت و اتحاد پر ثابت اور راسخ ہین باوجودیکہ مملکت کرناٹک کہ ہر گوشہ مین کتنے قلعہ مثل کھڑلہ کے رکھتی ہے اور کفار بیدین کے تصرف مین ہے ہمین احتیاج قلعہ کھڑلہ کی نہین اور الحمد للہ کہ نقض عہد خاندان بہمنیہ کی طرف سے واقع نہوا اسواسطے کہ میرے بھائی کے عہد مین کہ صغیر تھا اور ملازم آپسمین مقام نفاق مین تھے تمنے لشکر اس دیار پر کھینچا اور وہ خرابی کہ افواج چنگیزیہ نے بھی بلاد اسلام مین نہ کی تھی بجالائے قتل و غارت مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا عفی اللہ عما سلف گذشتہ کو صلوات کہکر اس کا تذکرہ اس سے زیادہ نہین کرتے آیندہ جو کچھ صدارت پناہ شیخ احمد صدر جو خیرخواہ عام مسلمانان ہے قول و قرار کریگا ہمین قبول و منظور ہے اس سے تجاوز نہوگا اور جب شیخ احمد صدر مندو کے اطراف مین پہونچا اعیان کا خلجیہ استقبال کرکے نہایت اعزاز و اکرام سے اُسے شہر مین لے گیے اور اُسنے سلطان محمود کی ملازمت مین مشرف ہوکر اداے رسالت کی اور جمیع علما اور فضلاے مندو کہ دربار مین حاضر تھے اُسے تصدیق کرکے مقر ہوے کہ فی الواقع نقض عہد ہماری طرف سے ہوا اس صورت مین امید ہے کہ ارحم الراحمین بفضل کاملہ ہمین ساتھ اسکے مواخذہ نہ کرے اور سلطان محمود نے بھی کہا اگر از روے وساوس شیطانی کوئی امر غیر مرضی سرزد ہوا ہو اُسے منظور نہ رکھو اور اسکے بعد ایسا کرو کہ ہماری اولاد اور بہمنیہ کی اولاد مین کوئی امر کبھی خلاف شریعت اور مروت سرزد نہووے پھر شیخ احمد صدر سلطان محمد شاہ بہمنی کی سمت سے اور سید العلما سید سلام اللہ وحدی سلطان محمود خلجی کی طرف سے وکیل ہوے پھر دونون میثاق موکد اور سوگند مغلظہ درمیان مین لائے اور عہدنامۂ علما اور مشائخ اور امراکی مُہر سے مزین کرکے ہر ایک نے دونون بادشاہون سے حاشیہ پر یہ عبارت تحریر کی کہ جو شخص اس نوشتہ سے تجاوز کرے لعنت خدا اور نفرین رسول خدا مین گرفتار ہو اور خلاصہ عہدنامون کا یہ تھا کہ طرفین دست تعرض ملک ایک دوسرے سے کوتاہ رکھین اور جیسا کہ عہد فرخندہ عہد سلطان احمد شاہ بہمنی مین مقرر ہوا تھا اُسپر عمل کرکے قلعہ کھڑلہ تصرف سلاطین خلجیہ مین چھوڑین اور ممالک اطراف کہ کفار سے تعلق رکھتے ہین جس شخص کو کہ حق سبحانہ تعالی توفیق کرامت فرماوے بزور تیغ جہاد اپنی ولایت مین داخل کرے اُسکا وہ مالک اور مختار ہووے دوسرا اُسکی طمع نہ کرے اور بعد دو تین مہینے کے جب عہدنامے درست ہوے شیخ احمد

صدر نے اُن امرا کو جو قلعہ کھنزلہ مین تھے لکھا کہ حکم سلطان محمد شاہ یہ ہے کہ قلعہ خالی کر کے مالوہیون کے سپرد کرین اور جو انکے نام بھی فرمان صادر ہوا تھا کہ شیخ احمد صدر کی تحریر و تقریر سے خلاف نکرین اور اُسکا حکم ہمارا حکم جانین اسواسطے اُنھون نے قلعہ خالی کر کے سلطان محمود کے ملازمون کے تفویض کیا اور شیخ احمد صدر نے فائز المرام ہو کر دکن کی طرف معاودت کی اور پھر اس خاندان کے درمیان نزاع واقع ہوئی اور ابتدا سنہ ۸۷۴ آٹھسو چوہتر ہجری مین ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان نہایت شوکت و حشمت سے لشکر بیجاپور ہمراہ لیکر راے سنگیسر و کھینہ کی تادیب اور بھی قلاع کوکن کی تسخیر کو سلطان خداشناس مطیع اسلام کے پاس سے روانہ ہوا اور لشکر جنیر و چاکنہ و کلہر و ال و جیول و باہین وغیرہ اُسکے ہمراہ تعین ہوا اور راے کھینہ اور راے سنگیسر علی الدوام تین سو کشتی مسلمانون کی قتل اور اُن کے اموال کے نہب و غارت کے واسطے دریا کے سطح آب پر طیار اور مترددر کھتے تھے اور خشکی مین بھی انواع فساد ظہور مین لاکر مسلمانون کو ایذا اور مضرت پہونچاتے تھے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کی خبر توجہ سنکر آپسمین عہد و پیمان کیے اور مسلمانون کے قتل کو دخول بہشت کا موجب جان کر نہایت غلظت اور عجب و تکبر سے سر گھاٹ کا مسدود کیا ملک التجار محمود گاوان نے تعجیل نکر کے پایہ گھاٹ مین کہ عبارت پشتہ زمین سے ہے مع افواج وارد ہوا اور چندے توقف کر کے حسن تدبیر سے آہستگی گھاٹ کو کفار ناہنجار کے تصرف سے برآورد کیا جب دیکھا کہ سوار وہان کام نہین کر سکتا وہ لشکر کہ دار السلطنت سے ہمراہ لایا تھا اُسے رخصت دیکر تختگاہ کی طرف روانہ کیا اور سعید خان گیلانی کو کہ اُس کا ہم قوم تھا مع لشکر جنیر اور اپنے غلام خوش قدم کو والی اسکر و ابل اور کلہر طلب کر کے اُنکی یا اتفاقی اور سپاہ کثیر بہم پہونچا کر تھوڑے عرصہ مین کھینہ کے جنگل کو کہ عبور اُس سے دشوار تھا تبرداروں سے قطع کروایا اور تھوڑے دنون میں آگ دیکر صحرا کے مسطح بنایا اور پانچ مہینے کھینہ کو محاصرہ رکھا جب موسم برشکال آیا اور فتح میسر نہوئی سر گھاٹ کا دس ہزار پیادہ توپچی اور کماندار کے سپرد کر کے خود آسایش خیل و حشم کے واسطے گھاٹی سے اُتر کر پرگنہ کھولاپور مین چھاؤنی کی اور مرمت قلعی کی بنوائی موسم برسات مین وہان استقامت کی اور وہان بھی بیکار نہ رہا بلکہ قلعہ رانگنہ کو جس طرح ممکن ہوا چند عرصہ مین قبضہ مین لایا بعد برسات کے پھر گھاٹی کے اوپر برآمد ہو کر اس مرتبہ بہت تدبیر و حیلہ اور زر خطیر صرف کر کے قلعہ کھینہ کو جو کسی زمانہ مین خسروان رفیع الشان کی کمند اسکے تسخیر کے کنگرہ پر نہ پڑی تھی مسخر کیا اور جب موسم برسات پہونچا بطریق سال گذشتہ قلعہ اور گھاٹی پیادگان سخت جان کے کہ کوکن کی آب و ہوا سے خوف نہین رکھتے تھے سپرد کیا اور خود مع سوارون کے سر گھاٹ سے نیچے اُترا اور چار مہینے بارش کے آخر کر کے ولایت سنگیسر کی طرف متوجہ ہوا اور بسہلترین وجوہ سے اُس حدود کو بھی فتح کر کے ملک التجار خلف حسن بصری کا انتقام زمینداران سے لیکر رعیت کو مطیع و منقاد کیا اور مردم کار آمد ہوشیار کے سپرد کیا اور خود جزیرہ گووہ کی طرف جو بنادر مشہورہ راے بیجانگر سے تھا روانہ ہوا اور ایک سو بیس جہاز پر جوانان سلحشور صف شکن کو سوار کر کے دریا کی طرف سے بھیجکر خود خشکی کے راستہ سے مع عساکر نصرت مآثر وہان پہونچا اور جنگ مین مشغول ہوا اور جب تک یہ خبر راے بیجانگر کے گوش زد ہو کر وہ اُسکے مدد پہونچے بوستان الحمد للہ الذی نصر عبدہ و اعز جندہ سے گل مراد چیدہ اور فتح جزیرہ کی بھی تمام جہان مین مشہور ہوئی اور سلطان محمد شاہ یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت خوش ہوا اور طبل شادی بجایا اور ملک التجار محمود گاوان نے جزیرہ گووہ کو امراے معتمد صاحب شوکت کے تفویض کیا اور جنیرہ اور رسم باب تعہد داری کا مہیا کر کے تین برس کے بعد دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور سلطان محمد شاہ اُسکے مکان پر رونق افروز ہو کر

ایک ہفتہ وہان عیش و عشرت مین مشغول رہا اور ملک التجار محمود گاوان کے قامت قابلیت کو خلعت فاخرہ سے زیب و زینت بخشی اور مخدومۂ جہان نے بھی اُس سے صیغۂ اخوت پڑھکر اُسے اپنا بھائی کہا اور سلطان نے یہ فقرے اُسکے القاب مین ایزاد فرمائے اور منشیان درگاہ و طغرانویسان بارگاہ فرامین[1] و مناشیر[2] اس عبارت سے تحریر کرتے تھے حضرت مجلس کریم سید عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف والقلم مخدوم جہانیان معتمد درگاہ شاہان آصف جم بشان امیر الامرا نائب مخدوم ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان اور اُسی ہفتہ مین اُس کے غلام خوش قدم نام کو کہ اُس پرورش مین تین برس خدمات شائستہ مین اقدام کیا تھا بخطاب کشور خان سرفراز کرکے امراے عظیم الشان مین داخل کیا اور قلعہ کووہ اور بیدرہ اور کوندوال اور کولاپور کو بطور اضافہ اُسکی جاگیر قدیم مین کرکے نوازشہاے موفورہ مبذول فرمائین منقول ہی کہ جب سلطان محمد شاہ بعد ایک ہفتہ کے خواجہ کے مکان سے اپنے دولتخانہ مین تشریف لایا اور خواجہ اپنی دولتسرا کے حجرہ مین داخل ہوا اور دروازہ بند کرکے جامہاے فاخرہ نفیس تبدیل کیے اور گریہ و زاری و بیقراری مین مصروف ہوکر اپنے تئین زمین پر گرایا اور اسقدر تضرع و تخشع کی کہ رخسار شریف اُسکے خاک آلود ہوگئے اور جب حجرہ سے برآمد ہوا درویشانہ لباس پہنا اور جمیع علما اور فضلا اور سادات احمد آباد بیدر کو جو استحقاق رکھتے تھے طلب کیا اور نقد و جنس جواہر اور متاع نفیسہ سے جو کچھ اپنی ملکیت رکھتا تھا اور اس مدت دراز مین کہ مراد ایام تجارت و ایام امارت سے ہی فراہم اور اندوختہ کیا تھا فیل اور اسپ اور کتب کے سوا سب اُنپر تقسیم کیا اور کہا الحمد للہ علی احسانہ کہ مین نے نفس امارہ کے ہاتھ سے رہائی اور اُسکے وسوسہ سے نجات پائی اور ایک عالم ملا شمس الدین محمد نام کہ اعیان جرجان سے تھے اور خواجہ کی مصاحبت مین رہتے تھے اُنھون نے سوال کیا کہ اسمین کیا بھید ہی کہ تو نے تمام مالوف اپنا کہ مراد مال دنیوی سے ہی آدمیون پر تقسیم کیا اور گھوڑے اور ہاتھی اور کتب کو نگاہ رکھا جواب دیا کہ جسوقت سلطان محمد شاہ میرے مکان مین تشریف لایا اور مخدومۂ جہان نے مجھے بھائی کہا نفس امارہ کی سرکشی اور تنگ ظرفی سے یکایک بادۂ نخوت کا جوش دماغ مین دفعۃً ہوا خود فراموش ہوا پھر توفیق ایزدی سے اُسی محفل مین اپنی طرف مصروف ہوکر نفس کی تنبیہ و تادیب مین مشغول ہوا اور بادشاہ کے مکالمہ سے باز رہا سلطان نے اثر تغیر کا میرے چہرۂ حال سے مشاہدہ کرکے استفسار کیا کہ حال کیا ہی مین نے عرض کیا میرے دل مین درد ہی علامت خفقان کی پاتا ہون سلطان نے اس امر کو عوارض جسمانی پر گمان کرکے مجھے استراحت کا حکم دیا اور خود بدولت و اقبال اپنے دولتخانہ کو تشریف فرما ہوے اس سبب سے مین نے جمیع اسباب تجمل کو کہ عجب و نخوت کا باعث ہوا اپنے پاس سے مسلوب کیا اور تمام کتابین طالبعلمون کے واسطے وقف ہین میری ملک نہین اور گھوڑے اور ہاتھی سلطان سے تعلق رکھتے ہین چندروز عاریۃً میرے پاس ہین آخر اُنھین سرکار مین لیجادینگے الغرض ملک التجار کا اُس دن سے ہمیشہ لباس بے تکلفانہ پہنتا تھا جب مہمات مملکت سے فارغ ہوتا تھا اپنی مسجد اور مدرسہ مین جاتا تھا اور فقرا و صاحبدلون سے صحبت رکھتا تھا اور اُنکے احوال مین مشغول ہوکر اُنکی غمخواری مین تقصیر نہ کرتا تھا اور شب جمعہ اور شبہاے متبرکہ مین کیسے زر سرخ اور سفید ہمراہ لیکر محتاجون کے لباس مین تمام شہر کے محلہ بمحلہ پھرتا تھا اور بیکسون اور عاجزون کی اعانت کرتا تھا اور کہتا تھا یہ عطیہ شاہ ہی اُس کے لیے ادعیہ و البقاے جاہ و جلال مین مشغول رہو الغرض باوجود ایسے اخلاص اور اعتقاد کے مردم فتنہ انگیز دشمن

[1] جمع فرمان ۱۲ [2] جمع منشور ۱۲

نے اُس جناب کو حرامخوری مین منسوب کرکے درجۂ شہادت مین پہونچایا اُسکی تفصیل عنقریب مرقوم خامۂ لطائف نگار ہوگی اور سنہ آٹھ سو چھتر ہجری مین خبر پہونچی کہ راجہ اوریا کا مرض الموت مین مبتلا ہو کر اس جہان فانی سے سفری ہوا نظم پسر خوانده داشت نزار وار ٭ برآمد بہ اورنگ گوہر نگار ٭ عموزاده دو اشت ہمبر بنام ٭ بمردانگی بود و مردی تمام ٭ درمیان مین اُن کے رد و بدل اور تکرار ہوئی بلکہ نوبت ہتھیار کی آئی چونکہ خزانہ اور تخت راے اوریا کے پسر خوانده کے قبضہ مین تھا غالب آیا ہمبر کو ہزیمت دے کر کوہستان اور جنگل کی طرف مفرور کیا اور ہمبر چچیرے بھائی راے اوریا نے اس مضمون کا عریضہ سلطان محمد شاہ کو لکہا کہ راے اوریا فوت ہوا اور اُس کے پسر خوانده منگل راے خودرائی سے تخت و تاج پر متصرف ہو کر آپ کو راے اوریا کہتا ہے امیدوار ہون کہ لشکر بھیجکر اس ولایت کو اُسکے قبضہ سے برآورده کرکے خیرسگال کے سپرد فرما دین اور وہ دو لکھ روپیہ ہر سال بقدر مال برسم باج و خراج خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے گا اور سلطان محمد شاہ جو ہمیشہ سے ملک اوریا اور راجمندری اور کندبیر کی تسخیر کی فکر مین رہتا تھا یہ منصوبہ اپنے حسب دلخواه تصور کرکے ملک التجار محمود گاوان کی صلاح سے ملک حسن بحری کو جو شاہان احمد نگر کا جد تھا اور شاہان بہمنیہ کے غلامون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا نظام الملک خطاب دے کر مع لشکر جرار اُس طرف تعین کیا اور جب وہ راے اوریا کی سرحد پر پہونچا ہمبر ملک حسن نظام الملک بحری کے استقبال کے واسطے آکر مقدمۃ الجیش ہوا اور منگل راے لشکر کثیر فراہم لاکر میدان کی طرف روانہ ہوا جب صفین آراستہ ہوچکین بہادران طرفین اور مبارزان جانبین شمشیر میان سے کھینچکر جنگ مین مشغول ہوے اور بعد کوشش اور کشش فراوان لشکر ہنود شکست کھا کر بھاگا اور ہمبر راے تاج و تخت اوریا کو بزور شمشیر سلطانی دستیاب کرکے مملکت موروثی پر متصرف ہوا اور انھین دنون مین ملک حسن نظام الملک بحری ہمبر کی رہبری اور ہمراہی سے ممالک راجمندری اور کندبیر کی طرف روانہ ہوا اور بروایت صحیح دونون مملکت کو مسخر اور مفتوح کیا اور ملک بحساب قبضہ مین آیا اور سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق ممالک مفتوحہ کو اُمراے صاحب اعتبار کے سپرد کرکے ہمبر کو اُس کے مقر کی طرف روانہ کیا اور خود مع غنیمت وافر و پیشکش لائق و متکاثر سلطان کی ملازمت سے مشرف ہوا اور پھر مخدومۂ جہان کی توجہ اور آصف زمان کی پرورش سے خلعت خاص سے سرفراز اور لشکر تلنگ کی سرداری سے ممتاز ہوا کسواسطے کہ شاہان بہمنیہ کا داب تھا کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص سے سرفراز نفرماتے تھے اور انھین سنوات مین فتح اللہ عماد الملک کہ شاہان عماد شاہیہ کا جد تھا اور خانجہان ترک کے تمام متوسلون سے عقیل اور فہیم تھا خواجہ کے التفات سے لشکر برار کی افسری پاکر معزز اور مکرم ہوا اور بعد دو مہینے کے یوسف عادل خان سوائی بھی کہ خواجہ اُسے اپنے فرزندون سے شمار کرتا تھا بخلعت سپہ سالاری دولت آباد کہ اُس خاندان مین اُس سے عمدہ تر کوئی خدمت نہ تھی مشرف ہوا اور دریا خان اور اکثر غلامان ترک کہ مسند امارت پر متمکن تھے اُسکے تابع ہوے جاگیر انکی اُس طرف قرار پائی اور قاسم بیگ والد قاسم بیگ صف شکن اور شاہ قلی سلطان اور دوسرے اُمراے مغل کہ جنیر اور جاکنہ مین جاگیردار تھے وہ بھی یوسف عادل خان کے توابعین سے ہوے اور یوسف عادل خواجہ کی عنایت کے سبب تمام طرفدارون سے قوی تر ہوا اور سلطان محمد شاہ نے جب اُسے

قابل التفات اور شائستہ عنایات دیکھا مورد عنایات گوناگون کرکے دوسرون سے امتیاز بخشا اور قلعہ دیرہ کہرہ کی تسخیر اور قلعہ انتور کے استخلاص کے واسطے کہ لودھیون کے عہد مین ایک مرہٹہ کے تصرف مین درآگئے تھے اور وہ جادۂ اطاعت مین قدم نہ دھرتا تھا بھیجا اور یوسف عادل خان جب دولت آباد مین پہونچا تو قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرے کے واسطے مقرر کرکے دریا خان اپنے منھ بولے بھائی کو دیرہ کہرہ کی طرف بھیجا اور جو ہنود کہ قلعۂ انتور مین تھا جنگ و نزاع سے امان طلب کرکے قلعہ قاسم بیگ صف شکن کے سپرد کیا اور راجہ دیرہ کہرہ نے جسکا نام جینک رائے تھا باوجود اسکے کہ پانچ چھ مہینے علم مدافعہ بلند کرکے جنگ ہائے مردانہ کی تھین آثار ضعف اپنے ناصیۂ حال سے مشاہدہ کرکے ایلچی یوسف عادل خان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ میرا گناہ معاف فرماکر جان کی امان دیوین تو جو کچھ کہ مین اپنے قبضہ مین رکھتا ہون پیشکش کرکے مع اہل و عیال جریدہ قلعہ سے نکل جاؤن نظم بزنہار خواہی کشادہ زبان ٭ رسولے فرستاد بر مرزبان ٭ کہ ما بندگانیم و فرمان تراست ٭ چہ باشد ہمہ چیز چون جان تراست ٭ یوسف عادل خان نے بشرط یکہ امان دیکر دریا خان اپنے منھ بولے بھائی کو حکم کیا کہ اہل قلعہ کی جان و عرض و ناموس سے مزاحمت نہ پہونچاکر اُنھین مطلق العنان کرین کہ جہان چاہین جاوین دریا خان برادر خواندہ نے اطاعت کی اور مع لشکر خود سوار ہوکر ظاہر قلعہ مین ایستادہ ہوا اور یہ حکم کیا کہ جینک رائے با اہل و عیال حصار سے جریدہ نکل جاوے اور وہ بیچارہ اپنے باپ دادا کا وطن مع خزانہ موروثی اور ملکیت چھوڑکر باہر نکل گیا اور یوسف عادل خان بھی کوچ کرکے بطور رجعت وہان پہونچا تھا قلعہ مین داخل ہوا اور خزائن اور دفائن اور تحف نفیسہ پر متصرف ہوا اور اُس ولایت کے زمیندار اور مقدمون پر بہت استمالت اور نوازش فرماکر قلعۂ لانجی کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کے رائے زادہ نے بھی کہ اُسکا باپ اُسی عرصہ مین فوت ہوا تھا عاجز ہوکر جان کی امان چاہی اور قلعہ مع لوازم حشمت اُسکے سپرد کرکے نکل گیا یوسف عادل خان نے اُس مال و اسباب مین سے جو لائق سرکار تھا لیا اور رائے زادہ کو اُمرائے شاہی کی سلک مین منتظم کرکے وہ قلعہ مع ولایت اُسکی جاگیر مین مقرر رکھا اور خود سالمًا و غانمًا دار الخلافت احمد آباد بیدر کیطرف راہی ہوا اور اسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور زر و نقد و جواہر اور بھی اسباب نفیسہ بادشاہ کے پیشکش کیا کہ رحمہ دری اور کسیکے غنائم اُسکے مقابل ایک حقیر چیز تھی اسواسطے بادشاہ نے اُسے انواع لطف و عنایت سے نوازش فرماکر یہ ارشاد کیا کہ جو شخص خواجہ کے مانند بدرہ رکھتا ہو یقین کہ اُس سے ایسی خدمتین واقع ہون گی پھر حکم کیا کہ خواجہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لیجاکر ایک ہفتہ ضیافت کرے کوئی دقیقہ فروگذاشت ہونے اور تکلفات رسمیہ اور عرفیہ مین بدرجہ نہایت کوشش کرے خواجہ نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض پرداز ہوا کہ یہ امر سلطان کے بدون رونق افزا ہوئے صورت پذیر نہو گا بادشاہ نے اُسکا مقصد اور مطلب سمجھکر فرمایا کہ ضیافت مشترک کچھ مزہ اور لطف نہین رکھتی اول ایک ہفتہ یوسف عادل خان کی ضیافت مین سرگرم ہو اُسکے بعد ہماری مہمانی کے لوازم دوسرے ہفتہ مین بجالائے خواجہ سر انقیاد زمین اخلاص پر رکھکر یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے گیا اور ایک ہفتہ اُسکی ضیافت مین مشغول ہوا اور دنیا دارون کی تمام رسمین پیش پہونچائین پھر خواجہ باتفاق یوسف عادل خان شاہ کی مہمانی کا سامان

درست کرنے لگا اور مکان نگارخانہ چین کی طرح آراستہ کیا اور آٹھوین دن فجر کے وقت سلطان محمد شاہ بہمنی
خورشید انور کے مانند سایۂ التفات خواجہ کے سر پہ ڈال کر اُس مکان مینو نشان مین رونق افزا ہوا فیض قدوم
شاہانہ اور عاطفت خسروانہ سے اُسے سعادت دارین حاصل ہوئی امرائے نامدار سپہ سالار اپنے اپنے
مرتبے کے موافق بادشاہ کے گرد بیٹھے مجلس شراب آراستہ ہوئی یوسف عادلخان کو اپنا ہم کاسہ کیا اور ساقیان سیمین ساق عشوہ و
کرشمہ مین طاق جام زرین صراحی بلورین در دست نشاء حسن سے مست حاضر ہوے دور ساغر مثل چرخ اخضر
چلنے لگا نشاء اور سرور سے ہر ایک جھوم جھوم کر آنکھین ملنے لگا علاوہ اسکے خواجہ نے اور بھی تکلفات
رسمی مین کوشش کی یعنی تحف دھرا یا ہفت اقلیم کا اسقدر سلطان کے ملاحظہ مین دلایا کہ ناظرین دکن
اُسکے مشاہدے سے متحیر ہوے از انجملہ پچاس طبق طلا مع سرپوش بہلے مرصع تھے اور ہر ایک طباق ایسا وسیع تھا
کہ اُسمین برہ گوسفند بریان بخوبی سماتا تھا اور سو غلام چرکس اور حبشی اور دکنی کہ اُنمین اکثر خوانندہ اور سازندہ
اور صاحب حیثیت تھے اور ایک سو گھوڑے عراقی اور عربی اور ترکی مع ایک سو صحن اور کاسہ فغفوری
جو بادشاہون کی سرکار مین بہم نہین پہونچتے تھے مع تفصیل نقد و جنس جو کچھ اُسکی سرکار مین تھا بادشاہ کی
نظر سے گذرانا پھر جمیع شاہزادون اور اُمرا اور ارکان دولت کو بھی تحفہ ہائے لائق دیکر بادشاہ سے
معروض کیا کہ یہ تمام دولت و حشمت شاہ کی دولت سے بہم پہونچی ہے حضرت اسکے مالک و مختار ہین جسے ارشاد ہو
اُسکے سپرد کرون بادشاہ اُسکے حسن اعتقاد اور اخلاص سے نہایت محظوظ ہوا اور فرمایا ہم نے سب کو قبول کیا
اور پھر تجھے بخشا پھر تو خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کا افتخار اسدرجۂ اعلی کو پہونچا کہ دونون محسود
امثال و اقران ہوے اور دکنی دیو صفت و دیو سیرت مثل مار دم بریدہ و سر کوفتہ بر خود پیچیدہ ہوے اور ایکا
عناد کا کمر پہ باندھا اور سنہ آٹھ سو ستتر ہجری مین پرکتیہ رائے قلعہ بلگوان کا مالک اجی رائے فرماندہ بیجانگر کی
تحریک سے عازم تسخیر جزیرہ گوہ ہوا اور سپہ سالار قلعہ بنکاپور بھی اجی رائے کے حکم سے لشکر مور و ملخ سے زیادہ تر
ہمراہ لیکر اس بندر کی طرف متوجہ ہو کر سنگ راہ ہوا اور دخول و خروج کا راستہ مسدود کیا سلطان محمد شاہ یہ خبر سن کر
پریشان ہوا اور طیش مین آکر افسران سپاہ کے احضار کا حکم دیا بیت سران سپہ خواند ز اطراف دہر * برآراست لشکر
بسان سپہر * پھر سلطان خداشناس مطیع اسلام صید افگنان اور شکار رکنان اُسکی گوشمالی کو بلگوان کی طرف روانہ ہوئے
پرکیتہ رائے جو مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت نرکھتا تھا بادشاہ کی خبر ہیبت لشکر قلعہ بند ہوا اور نشان مدافعہ کا
بلند کیا اور بلگوان ایک قلعہ نہایت سنگین ہے اور گچ و پتھر سے اُسکے گرداگرد خندق پر آب تھے اور دو دیوارین
مقابل ایک دوسرے کے کھینچکر دا ہین ایسی محکم کی تھین کہ پرندہ پر نہین مار سکتا تھا انسان کا آسانی گذر محال تھا
سلطان محمد شاہ وہان پہونچا اور قلعہ کو محاصرہ کیا اور رائے پرکتیہ نے دوراندیشی اور مآل بینی سے آصف جم نشان
اور بھی مقربون کے پاس ایلچی بھیجکر امان چاہی نظم بداندیش ترسید زان داوری * چند بر جست از خرد یاوری *
شہانگہ بخاصان شاہ جہان * بہ تلبیس درساخت اندر نہان * بگفتا کہ من بندہ پر گناہ * در آیم بدرگاہ چون عذر خواہ *
خواجہ جہان اور دوسرے مقربون نے رائے بلگوان کی عذر خواہی اور امان طلبی بادشاہ کے سمع مبارک مین
پہونچائی اور سلطان محمد شاہ نے اُس طرف کے راجاؤن پر اظہار قدرت اور عبرت کے واسطے یہ امر قبول فرمایا

اور چاہا کہ اُس قلعہ کو بجبر و قہر مسخر کرین پھر آتش بازون کو اپنے روبرو طلب کر کے اُن سے یہ فرمایا کہ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو تمھین لازم ہی کہ دو ہفتہ مین اِس قلعہ کے برج اور دیوارون کو سرنگ وغیرہ سے اُڑا کر بہادرون کے جانے کا راستہ پیدا کرو اور خواجہ کو یہ تاکید کی کہ خندق کو خاک ریز کر کے پاٹنا تجھسے تعلق رکھتا ہی اور جس روز کہ اہل ہنر یعنی گولہ انداز دیوار قلعہ کی توپ اور ضرب زن سے گراوین چاہیے کہ خندق پٹ جاوے تو لشکر بفراغت تمام اُس سے عبور کر کے رخنہ سے قلعہ مین درآوین خواجہ ہرچند دن کو چوب و سنگ و خاک خندق مین گراتا تھا مردم حصاری رات کو برآوردہ کر کے خندق بدستور اول صاف کرتے تھے اسواسطے خواجہ نے سد مداخل اور مخارج کے واسطے ایک دیوار کھینچکر اُس مین عمارت تعمیر کر کے مورچے قسمت کیے اور دمدمہ اور نقب کی تیاری کے واسطے کہ اُس زمانہ تک دکن مین اُس کا چرچا نہ تھا حکم کیا اور ہنرمند اپنے کام مین مشغول ہوے اور پرکتیہ خندق پُر آب کے باعث پہونچنا نقب کا برج اور قلعہ کے نیچے دشوار سمجھ کر باطمینان تمام مقیم تھا کہ ناگاہ نقب زنون نے سر نقب کا خواجہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے مورچے سے قلعہ کے نیچے پہونچا کر باروت سے پُر کیا اور ایکبارگی آگ دے کر قلعے مین رخنے ڈالے اور رائے پرکتیہ کی فوج رخنون پر آن کر جنگ پر آمادہ ہوئی کچھ دیر تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور دو ہزار آدمی تخمیناً سلطان کی طرف کے مارے گئے اور قریب تھا کہ رخنون کو جسپر مردم قلعہ کا تصرف تھا سنگ و چوب سے مسدود کرین ناگاہ سلطان محمد شاہ خود بنفس نفیس تیغ ہندی حمائل کر کے سوار ہو کر تاخت لایا اور خندق سے کہ جسے خاک سے پاٹا تھا عبور کر کے رخنون کو مردم قلعہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور قلعہ اول پر متصرف ہو کر حصار ثانی کے لینے مین مشغول ہوا اور رائے پرکتیہ کے شاہ کی جرأت دیکھکر ہوش و حواس باختہ ہوے بید کی طرح کانپنے لگا آخر کو رائے مذکور نے یہ تدبیر کی کہ لباس بدل کر بعینہ نامہ بر کی صورت بنا کر قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان محمد شاہ کے مورچال مین جا کر یہ اظہار کیا کہ رائے پرکتیہ نے سلطان کی خدمت مین بھیجا ہے اور پیغام زبانی میرے عرض کیا ہی مقربون نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی پرکتیہ نے احضار کی اجازت پائی اول زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیا پھر پگڑی گردن مین ڈال کر دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ رائے پرکتیہ یہ خاکسار ہی بندہ زادون کو لیکر خاک بوسی کو حاضر ہوا ہی جرم بخشی اور گردن زدنی کا اختیار شاہ کو ہی سلطان محمد شاہ کو اُسکی عاجزی اور فروتنی پر رحم آیا جان کی امان دی اور بعضی کتب مین مسطور ہی کہ رائے پرکتیہ نے جب دیکھا کہ حصار اول مفتوح ہو گیا اور سلطان اعیان سلطنت کے ذریعہ سے میرا گناہ نہین معاف کرتا اپنے تئین برج کی ایک لکڑی مین باندھ کر گریہ وزاری کرنے لگا اور جان کی امان چاہی شاہ نے اسکا حال پُر اختلال بنظر ترحم مشاہدہ فرمایا جان کی امان دے کر سلک امرا مین منتظم کیا اور اُس کی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور اُسی دن سلطان محمد شاہ سوار ہو کر قلعہ مین داخل ہوا اور شکر الٰہی بجا لایا اور اپنا لشکری لقب کیا اور قلعہ کلگوان کو مع مضافات خواجہ کے شامل محال کر کے اپنی دار الخلافت کی طرف مراجعت فرمائی اور اُسی عرصہ مین اُسکی والدہ مخدومہ جہان کہ اُس یورش مین ہمراہ تھی اور کار و بار شاہی اُس سے رونق تمام رکھتا تھا فوت ہوئی اور سلطان نے اُسکا جنازہ دار السلطنت احمد آباد بیدر مین بھیجا اور

جب لشکر ظفر پیکر بیجاپور مین پہونچا حسب التماس خواجہ کہ وہ شہر اُسکی جاگیر مین تھا کلفت رفع ہونے کے واسطے وہان مقام کرکے عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور خواجہ اقسام ضیافت ومہمانی کہ مزاد شراب وکباب ورقص و سرود اور تحفہ تحفہ کھانے سے ہر سب سامان مہیا کرکے شرط مہمان نوازی بجالایا اور سلطان کو بیجاپور کی ہوا پسند آئی اکثر کالاپاٹ مین جو خواجہ کا بنایا ہوا تھا اوقات مہام بادشاہی کے سرانجام مین صرف کرتا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ موسم برسات وہان بسر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہو کہ قضارا اُس سال تمام دکن اور بیجاپور مین امساک باران ہوا اور تالاب اور کنوئین بیجاپور کے خشک ہوے اس سبب سے سلطان نے لاعلاج ہوکر آپ کو دارالخلافت احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور وہ قحط بلقحط بیجاپور مشہور ہوا منقول ہو کہ دوسرے سال بھی پانی نہ برسا اور قصبہ اور شہر اور موضع مین اثر آبادی کا نہ رہا اکثر آدمی مرگئے اور جو زندہ رہے ولایت مالوہ اور گجرات اور جاج نگر مین پناہ لے گئے اور تلنگ اور مالوہ اور مرہٹ بلکہ جمیع قلمرو بہمنیہ مین دو برس تک زمین تخم ریزی سے اُفتادہ رہی اور تیسرے برس نسیم عنایت ایزدی چلی اور باران ہوا لیکن کوئی باقی نتھا کہ کشت وکار مین مشغول ہووے نظم ازان بس جہان را اگرچہ یہ حال ہو کہ قطعاً نبارید باران دو سال ہو برآمد یکے ہاے وہوے ز دہر ہو زمردم تہی ماند بازار وشہر ہو اور بہمن نامہ مین مسطور ہے کہ جب آدمی قحط سے چھوٹے اور اثر آبادی کا دکن مین ظاہر ہوا خبر پہونچی کہ اہل قلعہ کندبیر نے اپنے حاکم کو کہ ظالم اور فاسق تھا اور آدمیون کے مال اور آبروریزی کا ارادہ رکھتا تھا قتل کرکے نشان مخالفت بلند کیا ہوا اور قلعہ کہمبر اور رایکے تصرف مین جو سلطان کا دست گرفتہ ہو چھوڑا اور کہمبر اور رایانے آدمی معتبر اپنے اوڈیسہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جو تم ہمیشہ ملکت تلنگ کے استرداد کی فکر مین رہتے ہو اور چاہتے ہو کہ ملک موروثی وارثان کے تصرف مین آوے اب فرصت اور موقع ہو بندہ نوازی اور حق ہمسائگی اداکرکے اس طرف نہضت فرمایئے کسواسطے کہ دکن مین دو برس کے قحط کے سبب لشکر باقی نہین رہا ملکت تلنگ کو بسہلترین وجہ لیکر اس مخلص کے سپرد کیجیے اور حق السعی مین قلعہ کندبیر اور دیگر مضافات پر اُسکے متصرف ہوجیے راے اوڈیسہ نے فریب کھاکر پاؤن اپنی حد سے آگے بڑھایا دس ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادہ جمع کیے اور جاج نگر کے راجاؤن کو بھی بطور کمک ہمراہ لیکر ملکت تلنگانہ مین در آیا اور نظام الملک بحری حاکم راجمندری اُس جماعت کے مقابلہ کی تاب نہ لایا قلعہ بند ہوا اور عرضداشت مشتمل کیفیت اور چگونگی حالات درگاہ مین ارسال کی اور سلطان محمد شاہ نے خواجہ کی تجویز اور ہدایت کے باعث اپنی ذات سے اُس سفر کا متصدی اور عازم وجازم ہوکر خزانہ کا دروازہ کھولا اور تنخواہ ایک سال کی فوج وحشم کو دیکر بہ سبیل استعجال اُس طرف نہضت فرمائی بیت تہمتن بشورید زان آگہی ہو بجنبانید دیہیم شاہنشہی ہو اور جب لشکر تلنگ کے اطراف مین پہونچا مخالفون نے آپسمین مشورہ کیا جنگ مین صلاح نہ دیکھی کہمبر اور رایا قلعہ کندبیر مین داخل ہوکر حصاری ہوا اور راے اوڈیسہ آب راجمندری سے عبور کرکے دریا کے اس پار اپنی ولایت مین اُترا اور دریا کے کنارے مع فوج استقامت کی سلطان محمد شاہ راجمندری مین پہونچا اور نظام الملک بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور چونکہ کشتی اور ٹیلی راے اوڈیسہ کے تصرف مین تھی اور اُن دنون مین دریا پایاب نہ تھا سلطان

محمد شاہ نے پانی کے کنارے خیمے اور خرگاہ برپا کیے اور دریا سے جلدی عبور نکر سکا اُس کے بعد عبور کے
سامان مین ہو کر چاہتا تھا کہ کشتی اور سبد سے عبور کرے رائے اوڈیسہ کوچ کر کے اپنی دار الملک مین چلدیا
اور سلطان محمد شاہ جو اُسکے اوضاع و اطوار سے نہایت آزردہ تھا شاہزادہ محمود خان کو مع خواجہ جہان کی
مین چھوڑ کر خود بیس ہزار سوار جو نامدار اور خنجر گذار تھے اُس کافر اکفر کی تادیب اور گوشمالی کے واسطے آخر سنہ
آٹھ سو بیاسی ہجری مین آب سے عبور کر کے دار الملک اوڈیسہ مین گیا اور کفار کے قتل و غارت اور خرابی
ملک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو کہ رائے اوڈیسہ اپنی ولایت خالی کر کے ولایت دور دراز مین
بھاگ گیا تھا سلطان محمد شاہ نے باطمینان تمام اس ملک مین چھ مہینے توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے
بقدر امکان باستمالت و عقوبت زر خطیر تحصیل کیا اور سلطان چاہتا تھا کہ شاہزادہ اور خواجہ کو طلب کر کے
وہ حدود اُنکے سپرد کرے رائے اوڈیسہ نے یہ خبر سُن کر ایلچی متواتر با تحف دوڑایا اور فیل بسیار شاہ کی
خدمت مین بھیجکر دروازے معذرت کے مفتوح کر کے یہ پیغام دیا کہ مین عہد اور شرط کرتا ہون کہ دوبارہ
زمینداران تلنگ کی امداد اور کمک نکرونگا اور سلطان کے جادۂ موافقت اور متابعت سے کبھی
انحراف نکر کے ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہونگا سلطان نے فرمایا کہ رائے اوڈیسہ ان ہاتھیونکے علاوہ
پچیس ہاتھی اور اپنے باپ کے فیل خانہ خاص سے اگر بھیجے تو التماس اُس کی قبول فرماؤن اور رائے
اگرچہ اُن فیلون کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا لیکن مجبور اور ناچار ہو کر اُنھین بھی با جھول اطلس و
مخمل و زربفت و سقرلات اور مع زنجیرہاے طلاء و نقرہ ارسال کیے اور سلطان محمد شاہ نے عازم مراجعت
ہو کر کوچ کیا اور اثناے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اُس اطراف مین ایک قلعہ کوہ پر اُسے نظر پڑا
اور ایک جماعت بہادران اپنے ہمراہ لے کر اُس قلعہ کی سیر کو تشریف لے گیا اور اُس جماعت سے
جو وہان مقیم تھی پوچھا کہ یہ قلعہ ہمبرادریا سے تعلق رکھتا ہے یا نہین مردم اوڈیسہ نے جواب دیا کہ یہ قلعہ رائے
اوڈیسہ کا ہے اور کسی کو یارا نہین کہ بنظر تصرف اُسپر نگاہ کرے سلطان محمد شاہ طیش مین آیا اور اُس پہاڑ کے
دامن مین نزول فرمایا دوسرے دن جب خورشید عالم افروز تابان ہو کر سر دریچۂ زمردی سے برآیا جنگ پر
آمادہ ہو کر اُس حصار کی طرف متوجہ ہوا نظم چہ گویم کہ آن قلعہ در برتری ٭ کند با فلک دعوے ہمسری ٭
ز موزونی قد بالاے اُو ٭ زند سے تیر صد بوسہ برپاے اُو ٭ اور ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہو کر
ممانعت کے واسطے آگے بڑھی اور اکثر اُنھین کے غازیان اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اور نقد حیات
گرہ سے کھو بیٹھے راجہ اوڈیسہ نے اس حال سے مطلع ہو کر ایلچی سلطان کی خدمت مین بھیجے اور یہ
گذارش کی کہ یہ جماعت صحرائی ہے انکی بے ادبی اس دولتخواہ کے سبب معاف فرماوین اور یہ تصور فرماوین
کہ یہ قلعہ مفتوح کر کے اپنے ایک سپاہی کے سپرد کیا سلطان کو اُسکا حسن پیام پسند آیا پھر ڈیڑھ مہینے کے بعد
وہان سے کوچ کیا اور کندبیر کی طرف عنان عزیمت منعطف کر کے اُسے محاصرہ کیا ہمبرادریا جو بانی فساد تھا
پانچ مہینے مین عاجز ہوا اور حالت اضطرار مین ایک جماعت کو درمیان ڈالکر بمشقت تمام امان پائی اور
شہر ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور سلطان نے سوار ہو کر تمام شہر اور قلعہ کی سیر کی وہان ایک بڑا بتخانہ تھا

اُسے مسمار اور خراب کر کے چند نفر براہمہ اور خادمان بتخانہ کی بہ نیت جہاد و قصد ثواب گردن ماری اور
یہ حکم دیا کہ اس مقام مین مسجد تعمیر کرین اور معمارون نے اُسی دن بنیاد مسجد ڈال کر عمارت بنانی شروع کی
اور سلطان محمد شاہ نے ایک منبر چوبی تیار کر کے اُسپر جاکر بانگ اذان محمدی کہی اور دو رکعت نماز پڑھکر
شکر بجا لایا اور زر کثیر مستحقین کو دے کر خطیب کو اشارہ کیا کہ خطبہ میرے نام پڑھے خواجہ نے اُس وقت
یہ عرض کی کہ بادشاہ نے جو بقصد غزا اتنے برہمن کو مقتول کیا ہی مناسب یہ ہی کہ آنحضرت کو اسکے بعد
غازی کہین سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خطیب نے لفظ غازی اُس کے القاب مین اضافہ کی القصہ محمد شاہ
پہلا وہ شخص شاہان بہمنیہ سے ہی کہ جسنے اپنے ہاتھ سے برہمن قتل کیے کسواسطے کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے
اس مدت مین برہمن کے قتل کا حکم بہت کم کیا ہی چہ جائیکہ اُنکی اپنے ہاتھ سے گردن مارین اور یہ ہمنو کا عقیدۂ
فاسد یہ ہی کہ برہمن کُشی اُن کو مبارک نہوئی خلل اُنکی مملکت مین ظاہر ہوا اُسکے بعد سلطان محمد شاہ نے
خواجہ کے التماس کے موافق تین برس راجمہندری اور اُس حدود مین استقامت کر کے سرحدون کو مضبوط کیا
اور بہت زمیندارون کو زیر کر کے تلنگ کا بخوبی تمام انتظام کیا پھر ولایت نرسنگہ کے تسخیر کی فکر مین پڑا
اور خواجہ سے استفسار کیا کہ ایسا شخص جو راجمہندری اور تمام بلاد اور اس مملکت کے سب قلعو نکا بندوبست
بخوبی کر سکے کون ہی خواجہ نے جواب دیا کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے سوا کوئی اس کام کے سزاوار
نہین ہی یہ امر سلطان کی رائے کے موافق ہوا اسواسطے بدستور سابق فرمان طرف راجمہندری اور کندیر
اور بہت ممالک کا اُسکے نام لکھا اور حکومت ورنگل اور باقی ممالک تلنگ اعظم خان بن سکندر خان بن جلال
خان کے تفویض فرمائی اور خود ولایت نرسنگہ کی عزیمت کر کے سوار ہوا اور ملک حسن نظام الملک
بحری اعظم خان کے ولایت تلنگ مین شریک ہونے سے آزردہ خاطر ہوا اور سلطان سے عرض کیا کہ مین
انتظام اس حدود کا اپنے ایک فرزند سے رجوع کرتا ہون اور جو کہ مدت سے اس عہد تک حضرت کی خدمت مین
حاضر رہا ہون رکاب ظفر انتساب سے دوری گوارا نہین ہی سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد اس
حدود کے ضبط سے ہی جس طرح میسر ہو بہتر ہی کہتے ہین کہ خواجہ چونکہ نظام الملک بحری کو صاحب داعیہ
سمجھتا تھا اور اُسکے بیٹے ملک احمد کو جسنے ایک حرم سرا کی عورت سے نکاح کیا تھا اور باپ سے رشید تر اور
شجاع تر تھا نہین چاہتا تھا کہ دونون ایک طرف کے جاگیر دار ہون اسواسطے کہ سنوات سابق مین جس وقت
کہ ملک حسن نظام الملک بحری کو راجمہندری کی سپہسالاری پر مقرر کرتے تھے ملک احمد کو سلطان سے کہکر
خداوند خان حبشی کی توابع کر کے منصب سہ صدی دے کر جاگیر اُس کی ماہور مین مقرر کی تھی اور ملک
نظام الملک بحری اس امر سے بھی آزردہ خاطر رہتا تھا التماس کی کہ ملک احمد کو اپنے توابع مین منسلک کر کے
جاگیر اُسکو تلنگ مین عنایت فرماوین سلطان نے اُسکی عرض پذیرائی کی اور خواجہ کو یہ دانگی دی اور خواجہ
جو لاعلاج تھا فرمان طلب اُسکے نام صادر فرمایا اور ملک احمد نے بہ سرعت تمام راجمہندری کی چار منزل
اُردوے شاہی مین پہونچکر منصب ہزاری پایا اور باپ کی طرف سے راجمہندری کی حکومت پر روانہ ہوا
اور سلطان محمد شاہ نرسنگہ کی تسخیر مین ساعی ہو کر اُس طرف متوجہ ہوا اور یہ نرسنگہ ایک راجہ قوی ہیکل اور

عظیم الجثہ تھا اور کثرت مال اور وفور افواج مین موصوف اور ولایت کرناٹک اور تلنگ کے درمیان
مقام رکھتا تھا اور سواحل سمندر کے بہت مین تک اُسکے تحت حکومت تھے اور اس عرصہ مین قابو پاکر بہت ممالک
رائے بیجانگر کے بزور شمشیر اپنے ممالک مین شامل کیے تھے اور بہت قلعے سنگین اور مستحکم بہم پہونچا کر اکثر اوقات
زمیندار ونکو جنگ پر مستعد اور آمادہ کرکے اور خود اُنکا مددگار ہو کر شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا برپا کرتا تھا
اور امرائے سرحد جو اُسکا مقابلہ نکرسکتے تھے ہمیشہ اُسکی شکایت درگاہ مین تحریر کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ نے
اثنائے طے مسافت مین ایک قلعہ بالائے کوہ اُجاڑ اور خراب دیکھا جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بادشاہان
دہلی کے آثار سے تھا کہ اُس حدود کے انتظام کے واسطے تیار کیا تھا سلطان نے وہان مقام کرکے فرمایا کہ معمار
جلد اسکی تعمیر مین مشغول ہون اور اہتمام اُسکا خواجہ سے رجوع ہوا اُسنے سعی بلیغ کرکے وہ کام کہ دو برس کے
عرصہ مین انجام ہوتا چھ مہینے مین تمام کیا اور غلہ اور آذوقہ اور توپ اور ضرب زن اور جمیع آلات قلعہ داری
مہیا کرکے مردم معتبر کے سپرد کیا اور سلطان کو اس قلعہ مین لیجا کر تمام چیزین اور سامان جو موجود کیا تھا ملاحظہ
کروایا سلطان نے تحسین و آفرین فرماکر ارشاد کیا حق سبحانہ تعالیٰ کا ہمپر بڑا فضل و کرم ہے ایک شاہی اور
ریاست خلق اور دوسرے ملازم تجھسا خواجہ اور یہ کہکر پوشاک خاص جو زیب بدن تھی اُتار کر خواجہ کو پہنائی
اور جو لباس کہ خواجہ پہنے تھا وہ برآوردہ کرکے آپ پہنا اور آجتک کسی کتاب مین نظر نہین آیا کہ کسی بادشاہ نے
ذکرسے ایسا سلوک کیا ہو لیکن جو مرتبہ خواجہ کا کمال کو پہونچ چکا تھا اور کمال علامت زوال ہے اثر اُسکا جیسا کہ
مذکور ہوگا اُنھین دنون مین ظہور پاکر دوسرون کی عبرت کا سبب ہوا الغرض سلطان محمد شاہ نے بعد تیاری قلعہ
دو تین ہزار سوار ایک آدمی معتبر کی سرداری مین محافظت کے واسطے وہان چھوڑے اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا
اور جس مقام مین پہونچتا تھا لوازم قتل و غارت بجا لاکر ہلاکی اس طرف کے باشندون سے برلاتا تھا اور
جب کوندپور مین پہونچا ایک جماعت وہان کے متوطن نے معروض کیا کہ یہان سے دس منزل پر ایک بتخانہ ہے
کہ کنچی نام رکھتا ہے اور در و دیوار اور سقف اُسکی زیور جواہر سے آراستہ اور لآلی و گوہر نفیسہ سے پیراستہ
اور آج تک کسی شاہان اسلام نے اُس کو نہین دیکھا بلکہ نام بھی اُس کا نہین سُنا سلطان محمد شاہ چھ ہزار سوار
منتخب لشکر سے جدا کرکے بطور یلغار اُس طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ محمود خان اور خواجہ کو حکم کیا کہ کوندپور
ہی مین رہین اور مورخین کا اتفاق ہے کہ سلطان محمد شاہ نے ایسا گھوڑا سرپٹ دوڑایا کہ چالیس سوار سے زیادہ
اُسکی ہمراہی نہ کرسکے اور یوسف عادل خان اور ملک حسن نظام الملک بحری اور تفرسجان ترک انہا جملہ تھے
اور جب حوالی بتخانہ مین پہونچا چند ہنود عفریت منظر برآمد ہوئے اس درمیان سے ایک ہندو سیاہ فام
دیو نژاد ایک گھوڑے قوی ہیکل پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار ہندی ہاتھ مین لیکر ایک لحظہ میدان مین ایستادہ ہو کر
نگاہ تیز سے دیکھا کہ محمد شاہ کے مانند دوسرا سوار میدان مین نہین ہے اُسکی طرف متوجہ ہو کر گھوڑے کو جولان کیا
اور سر پر سپر کھینچکر تلوار کا ایک وار سلطان پر کیا محمد شاہ غازی نے اوہم پایا کو چابک سے چستی اور چالاکی سے
اُس کے وار کو رد کرکے اپنا سپر وار کیا مگر اوچھا پڑا ہندو پھر سلطان کے مقابل آیا اور رخش کو ٹھہرا کر چاہا کہ
دست برد کرے محمد شاہ نے تلوار برق کی طرح چمکا کے ایسی ضرب اُس خود سر کے فرق پر لگائی کہ آہستہ سے

خیار کی طرح دو نیم کرکے خانہ زین پر اُتر آئی بیت دو نیمہ بگردش بیک زخم تیز پر آورد از ہندوان رستخیز اس درمیان مین ایک اور ہندو کالا بھجنگا مُہیب تر مقابل آیا اور چونکہ ساتھی چالیس سوار کفار کی جنگ مین مشغول تھے کوئی اسکو دفع نہ کرسکتا تھا سلطان بہ نفس نفیس اُسکے دفع مین مشغول ہوا اور شیر گرسنہ کیطرح حملہ کرکے نعرہ مارا کہ اے بزدل سنبھل جا یہ کہکر شمشیر خارا شگاف برق کی طرح چمکا کے مثل اجل اُسکے سر پر آیا اور بسرعت تمام تر اُسے بھی آن واحد مین تہ تیغ کرکے دار البوار پہونچایا پھر تو اس شہسوار جہان پناہ یعنی سلطان محمد شاہ کی ضرب سے باقی ہندوؤن پر ایسا خوف چھایا کوئی مقابلہ کو نہ آیا سب لڑتے بھڑتے میدان خالی ہوگیا بھاگ کر بتخانہ مین در آئے اس عرصہ مین فوج باز ماندہ آپہونچی اور سلطان محمد شاہ بجبر و قہر تمام بتخانہ مین داخل ہوا اور لوٹنے اور قتل کرنے اور باندھنے مین مشغول ہوا نظم ہمہ خانہا گوہر و گنج پر ز زرین بتان ہم آسودہ دُر بہر یک صنم خانہ دلپذیر پر از شنبدان گہر کاید اندر ضمیر ز صنم خانہا جملہ گشتہ خراب ز غنیمت چنان کس ندیدہ بخواب بجز زیور و گوہر و گنج زر ز ہاتھی بر دکس ہیچ چیزے دگر اور سلطان محمد شاہ تاراج کرکے شہر کنچی مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ استراحت اور آرام فرماکے علم مراجعت بلند کیا اور ملک حسن نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان اور فخر الملک کے بمشورہ بہت اُمرائے غریب کو مع لشکر دولت آباد و جنیر کہ قریب پندرہ ہزار سوار کے تھے نہایت سامان اور شوکت وصولت سے نرسنگھ کی تادیب کو مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال مع افواج ظفر امواج مچھلی پٹن کی طرف کہ وہ بھی ممالک نرسنگھ سے تھے جاکر اس حدود کو بھی مسخر اور مفتوح کیا پھر مظفر و منصور کند پلی کی طرف عنان عزیمت منعطف فرمائی اور حریفان کمین نشین ملک حسن نظام الملک اور ظریف الملک وغیرہ نے بعضے غلامان حضور کو جو نہایت تقرب رکھتے تھے روکش کرکے تحریک اور ترغیب کرتے تھے کہ وقت بوقت باتین وحشت انگیز خواجہ کی نسبت مجلس سلطان مین ذکر کرتے رہین اور جماعت ناعاقبت اندیش اُس بزرگوار کی غیبت اور خیانت مین عنان زبان معطوف رکھکر اُسکی خیانت و بدگوئی مین تقصیر نہ کرتی تھی یہانتک کہ کند پلی مین اُس جناب کو بہتان عظیم گرفتار کرکے بے جرم و قصور قتل کروایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد مین دائرہ مملکت بہت وسیع تر ہوا اُس صاحب خواجہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ سلطان علاء الدین گانگوی بہمنی کے ضوابط مین کچھ تصرف کرکے پھر سلطان محمد شاہ سے عرض کرکے معقول دلائل سے اُسکے ذہن نشین اور خاطر گزین کیا اور عمل مین لایا از انجملہ ایک یہ ہے کہ مملکت کے پہلے چار حصے تھے پھر آٹھ حصے کیے اور آٹھ سر لشکر کہ اُنکی اصلاح مین طرفدار کہتے ہین بہم پہونچائے اس طریق سے کہ مملکت برار کی دو قسمت کرکے گاویل فتح اللہ عماد الملک کو دیا اور ماہور خداوند خان حبشی کے سپرد کیا دولت آباد یوسف عادل خان کو دیا اور جنیر مع دیگر محال اندا پور و مابین وہان دبھول و بندر گوہ و ٹلگوان کے فخر الملک کو کہ خواجہ جہان ترک کے عزیزون سے تھا رجوع کیا اور بیجاپور اور بہت ممالک اُسکے آب بھیورا اور سادیورا اور کل تک آنسوست جو اقتدار خواجہ جہان کاوان کو ارزانی رکھا اور حسن آباد گلبرگہ اور ساغر ونلدرگ اور شولاپور تک بدستور دینار کو جو خواجہ سرا آپ کی تھا حوالہ کیا اور مملکت تلنگ تمام جو ملک حسن نظام الملک بحری کے ضبط مین تھی اُسکے بھی دو قسمت کی راجمندری

اور نلکنڈہ اور مچھلی بندر اور اوریا اور بھی مواضع کثیر نظام الملک کو دیگر حکومت ورنگل کی اعظم خان ولد سکندر خان
بن جلال کے نام مقرر کی اور ہر اطراف ثانیہ سے بہت قصبات اور پرگنات کو خاصہ کرکے خزانہ بادشاہی کے
تحت و تصرف مین قرار دیے اور دوسرے یہ کہ سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے عہد مین یہ دستور تھا
کہ جو شخص مملکت کا حاکم اور سردار ہوتا تھا وہی اُس اطراف کے تمام قلعے اپنے تصرف مین رکھتا تھا اور وہ
جس شخص کے واسطے مناسب دیکھتا تھا حوالہ کرتا تھا اسی وجہ سے بعض طرفدار مثل کوندویا اور بہرام خان اور
سکندر خان قلعہ متین اور سنگین کے سبب کبھی کبھی داعیہ سرکشی کرتے تھے اسواسطے آصف جم اقتدار نے یہ امر شرط
احتیاط سے بعید جان کر مقرر کیا کہ ایک قلعہ سرلشکر کے قبضہ مین چھوڑ کر باقی اس طرف کے اُمرا اور منصبداران
معتبر کو بادشاہ کی جانب سے حوالہ کرین چنانچہ قلعہ دولت آباد و جنیر اور بیجاپور اور حسن آباد گلبرگہ اور ماہور اور
کاویل اور ورنگل اور راجمہندری طرفدارون کے سپرد ہوئے اور باقی قلعے حضور سے مردم معتبر کے تفویض ہوئے
اور تیسرے تصرفات خواجہ سے ضوابط سلطان علاء الدین شاہ بہمنی مین یہ ہو کہ ایام سابق مین جب
مملکت تلنگ شاہان بہمنیہ کے حوزۂ تصرف مین نہ آئی تھی یون مقرر کیا تھا کہ پانصدی کو ایک لاکھ ہون
اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانۂ عامرہ یا جاگیر سے وصول ہوا کرین اور بعد تسخیر تمامی مملکت تلنگ
نظر عطوفت حال سپاہ پر مبذول فرماکر یہ مقرر کیا کہ امرائے پانصدی کو ایک لاکھ اور پچیس ہزار ہون اور ہزاری کو
دو لاکھ اور پچاس ہزار ہون پہونچا کرین اور جاگیر اس صورت سے دیتے تھے کہ اگر پانصدی کی جاگیر کا ایک لاکھ
ہون سے کمتر حاصل ہوتا بقیہ غلامان خزانۂ شاہی سے وصول کیا کرین اور اسی طور سے اگر امرا صدہ مقرری سے
ایک سپاہی کم ملازم رکھتے تھے اہالی دفتر اُسکی بازیافت اور پرسش کرتے تھے چنانچہ ان کامون کے سبب
ضبط لشکر و ولایت اور رفاہیت خلائق جیسا کہ چاہیے ظہور مین پہونچی اور رونق عظیم اُمور سلطنت مین ظاہر ہوئی
لیکن یہ امر ایک جماعت صاحب داعیہ کے موافق مزاج نہ آیا خواجہ کی نسبت پٹکا عداوت کا کمر جان پر باندھا
اور خواجہ بھی اُسے سمجھا لیکن چونکہ تمام ہمت اُسکی اپنے مالک کی دولتخواہی مین مصروف تھی اُنسے کچھ پروا نہ کرتا تھا
اور جو درمیان خواجہ اور یوسف عادل خان کے نسبت پدری اور فرزندی کی تھی آپسمین نہایت اخلاص رکھتے تھے
ہر ایک مقدمہ مین دونون ہوشیار رہتے تھے اور اس مدت دراز مین کسی طرح کا صدمہ اور گزند اُس بزرگ صوری
اور معنوی کے وجود باجود پر نہ پہونچا سکے اب اس عرصہ مین جب یوسف عادل خان نرسنگھ کی سرحد پر
متعین تھا ایک جماعت دکنی اور حبشی نے جو خواجہ کی دستگیری اور میامن التفات کے باعث مراتب اعلیٰ کو
پہونچکر مشاہیر درگاہ سے ہوئی تھی مانند ظریف الملک دکنی اور مفتاح حبشی کے کہ ملک حسن نظام الملک بحری کیساتھ
اتفاق کیا تھا کہنے لگے کہ اسوقت یوسف عادل خان حاضر نہین ہو فرصت غنیمت ہو خواجہ کے دفع مین کوشش
کرنی چاہیے پھر ظریف الملک اور مفتاح حبشی اور غلامان ہندی مقرب نے خواجہ کے ایک غلام حبشی سے جو اُسکا
مُہردار تھا دوستی اور خصوصیت پیدا کرکے بذل نقود و اجر جواہر اور امتعۂ نفیسہ اور اقسام اسپان تازی وغیرہ سے
اُسے شرمندہ بلکہ بندہ اپنے احسان کا کیا ایک روز مجلس شراب مین کہ وہ بدمست تھا ظریف الملک اور مفتاح حبشی
ایک کاغذ سفید پیچیدہ اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگے کہ یہ کاغذ وظیفہ ہمارے فلان آشنا کا ہو اور اُسپر مہر اکثر اہل قری

ہو چکی ہے اگر تم ازراہ مراحم قلبی اور اتحاد دلی کے اُسپر مُہر خواجہ کی ثبت کرکے ہمین اپنا رہین منت کروگے
بعید نہوگا غلام نے بیعقلی سے اُنکے کلام کو یقین کرکے جس مقام مین اُنھون نے کاغذ کھول کر دکھایا بنفسہ
دیکھے بھالے خواجہ کی مُہر چھاپ دی ظریف الملک اور مفتاح حبشی تدبیر کو موافق دیکھکر رات کے وقت ملک حسن
نظام الملک بحری کے مکان پر گئے اور حقیقت حال معروض رکھی اور سب نے متفق ہو کر خواجہ کی زبانی براسے
اوڈیسہ کو اس کاغذ مین لکھا کہ ہم سلطان محمد شاہ کی بیہوشی اور اُسکے ظلم سے متنفر ہوے ہین اور اونکی توجہ سے
دکن مسخر ہوگا اسلیے کہ راجہمندری اور اُس سرحد مین کوئی سردار سلیقہ شعار اور جرار نہین ہے تم اپنا لشکر ہمراہ لیکر
بلا توقف ولایت دکن مین چلے آؤ جو اکثر اُمرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین ہر ایک طرف سے نشان دشمنی کا
بلند کرونگا اور شاہ کے دفعہ کے بعد مملکت دکن علی السویہ تقسیم کر لینگے اور ظریف الملک اور مفتاح حبشی اُسوقت کہ
ملک حسن نظام الملک بحری حاضر تھا کتابت مزور یعنی جعلی کاغذ کو سلطان محمد شاہ کے ملاحظہ مین در لائے اور
سلطان جو کہ مُہر خواجہ پہچانتا تھا مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری نے فرصت پاکر
کلام وحشت انگیز سے اُسکی آتش قہر کو اسطرح افروختہ کیا کہ عنان اختیار اُسکے دست اقتدار سے چھوٹ گئی
اور بدون استفسار اور دریافت حقیقت حال کے آدمی خواجہ کی طلب کو بھیجا اور خواجہ کے متوسلین نے
طلب کے سبب پر مطلع ہوکر خواجہ کو آگاہ کیا اور عرض کی کہ اگر آپ آج بہانہ سے دربار کا جانا ملتوی رکھین
بہتر ہوگا خواجہ نے یہ بیت کہ اُندنون اکثر اُسکے ورد زبان رہتی تھی پڑھی بیت چون شہید عشق در دنیا و
عقبی سرخرو ست ۞ خوش دمی باشد کہ بار آکشتہ زین میدان برند ۞ اور فرمایا کہ یہ محاسن جو ہمایون شاہ
کیخدمت مین سفید ہوئی اگر اُسکے فرزند کی بدولت خون سے مخضب اور رنگین ہوئے سرخروی کا سبب ہے
آئندہ خوف خدا بشر کو ضرور ہے برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہے سرنوشت سے احتراز نہین کر سکتا قضا سے
سر نہین پھیر سکتا جیسا کہ کسی شاعر نے اس بارہ مین خوب کہا ہے بیت زندہ کنی عطاے تو ور بکشی فداے تو ۞
دل شدہ مبتلاے تو ہرچہ کنی رضاے تو ۞ اس درمیان مین چند شخص اُمراے کبار سے کہ اُسکے تابع سے تھے
آدمی معتمد خواجہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ ہم دربار مین باتین متوحش اور جانکاہ سُنتے ہین ہزار سوار جرار آپکے پاس
حاضر ہین آپ اُنھین ہمراہ لیکر گجرات کی طرف تشریف لیجائین ہم بھی جلو مین فدویت کے مانند ہمراہ رکاب
قدم بقدم چلینگے خواجہ نے جواب دیا کہ مین سالہاے دراز سے اس خاندان عالی شان کا نمکخوار ہون اور کسی طرح کی
تقصیر مجھسے وقوع مین نہ آئی اور شاہ بھی دفعۃً دشمنون کی تہمت سے بلا تحقیقات مجھے ساتھ بیوفائی کے منسوب نفرماویگا
اور اگر سیاست بھی کریگا بہتر نمک حرامی سے ہے پھر اُسی وقت شاہ کے دربار مین گیا سلطان محمد شاہ نے پوچھا
کہ اگر کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے بوجہ حرام خوری کرے اور اُسکا یقین ہو جاوے اُسکی سزا کیا ہے خواجہ نے کہا
اُس بدبخت کے واسطے جو اپنے مالک کے ساتھ درپے غدر رہے اور غداری اُسکی پایہ اثبات کو پہونچے
اُسکی سزا تیغ آبدار کے سوا دوسری نہین ہے یہ سُنکر سلطان نے وہ مکتوب خواجہ کو دکھایا خواجہ نے آیۂ سبحانک ہذا
بہتان عظیم پڑھکر جواب دیا کہ مہر کمترین کی ہے لیکن میرا خط نہین اور مین اس امر سے مطلق آگاہی نہین رکھتا اور
قسم کھاکر مضمون اس مقال کا گذارش کیا قطعہ بخدا کہ جو ہر امر ش ۞ اہل معنی بخون دل سفتند ۞ کہ چو بہتان

یوسف و گرگ است ٭ آنچہ از بند دشمنان گفتند ٭ ہرچند خواجہ نے اسطور کی باتین عرض کین سلطان جو شراب پیے ہوا اور قہر و غضب کی شدت سے مبہوت ہو گیا تھا دوسرے یہ کہ زوال اُس خاندان کا بھی نزدیک پہونچا تھا مقام تجسس اور تفحص مین نہو کر دربار سے اُٹھا اور جوہر نام حبشی کو اُسکے قتل کا حکم دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اس پیرانہ سالی مین میرا قتل نہایت سہل اور آسان ہو لیکن تیرے ملک کی خرابی اور بدنامی کا باعث ہوگا سلطان نے کوتہ اندیشی سے اُسکی بات گوش ارادت سے نہ سُنی اور محلسرا کی طرف متوجہ ہوا اور جوہر حبشی شمشیر میان سے کھینچکر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور خواجہ نے دوزانو قبلہ رو بیٹھکر کلمہ طیب لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور جب ضربت تلوار اسکی گردن پر لگی الحمد للہ علی نعمۃ الشہادہ کہکر جان بحق تسلیم کی اور اس درمیان مین سعید خان گیلانی کہ اُسکا ہمقوم تھا اور اُمرا ے کبار کی سلک مین انتظام رکھتا تھا بحسب اتفاق دیوانخانہ مین آیا اور جو غلام گرم سیاست تھے بحکم اُسے بھی تہ تیغ کیا اور خواجہ کی عمر اٹھتر برس کی تھی اور شہادت سے چند روز پیشتر ایک قصیدہ سلطان محمد شاہ بہمنی کی مدح مین موزون کیا تھا اُسمین سے دو بیت یہ ہین ابیات
ہیکل ضربت تیغت بدو دوش جان حائل ٭ ہیکل زحرز سیفی دانگہ مراس اہو دل ٭ تیغ تو آب حیوان مردم زحسرت آن ٭ آبرسے بہمدمن شد آب حیات قاتل ٭ اور یہ واقعہ ہائلہ اور سانحہ جانکاہ ماہ صفر کی پانچوین تاریخ ۸۸۶ آٹھ سو چھیاسی ہجری مین واقع ہوا تھا ملا عبد الکریم ہمدانی صاحب تاریخ محمد شاہی جو تلامذہ بلکہ خواجہ کے مریدو نمین سے تھا اُسنے یہ قطعہ اُسکی شہادت کا کہا قطعہ شہید بیگنہ مخدوم مطلق ٭ کہ عالم راز جودش بود رونق ٭ وگر خواہی تو تاریخ وفاتش ٭ فرو خوان قصۂ قتل بناحق ٭ اور دوسری تاریخ یہ کہی بیت سال فوتش گر کسی پرسد بگوے ٭ بیگنہ محمود گاوان شد شہید ٭ ملا سامی کہ مداح اور نوکر اور ندیم اُسکا تھا یہ قطعہ تاریخ اُس کا لیکر ادا ہو قطعہ چون خواجہ جہان را ہرگز حرام خواری ٭ در دل نبود و میکرد پیوستہ جان سپاری ٭ گشتہ و شہید مظلوم را ہو سامی بہ تحقیق ٭ تاریخ کشتن او جو از حلال خواری ٭ آثار جمیلہ اس خواجہ آصف شعار کے زمین پر فتن دکن مین بہت ہین خصوصاً وہ مدرسہ کہ معارعمت اُسکی نے شہادت سے دو برس پیشتر شہر خیر اثر احمد آباد بیدر مین اتمام کو پہونچایا تھا اور حسن قبول سے رتبہ تقبل منا اسکی تاریخ ہوئی جیسا کہ سامی نے قطعہ تاریخ کہا ہو گوش ارادت سے سنو قطعہ این مدرسہ رفیع محمود بنا ٭ چون کعبہ شدہ است قبلہ اہل صفا ٭ آثار قبول بین کہ شد تاریخش ٭ از آیت ربنا تقبل منا ٭ اور وقت تحریر اس حکایت تک کہ ۱۰۲۳ ایک ہزار اور تئیس ہجری ہین اُسکی وہ عمارت اور مسجد اور چار طاق دیوار بزرگ باقی ہو اور اُسکی لطافت و پاکیزگی سے ایسا دریافت اور مشاہدہ ہوتا ہو کہ ابھی معماران چابک دست نے اُسکی تعمیر سے ہاتھ کھینچا ہو اور ذات شریف اُس آصف جاہ کی انواع علوم عقلیہ و نقلیہ خصوصاً ریاضی اور طب مین اقتدار رکھتی تھی اور فن نظم و نثر اور انشا اور حساب مین بھی اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا اور رسالہ روضۃ الانشاء اور دیوان اشعار اُسکا ابھی بعضے مرد صاحب حیثیت کے پاس بہم پہونچتا ہو اور ہمیشہ لیئے افاضل عصر کے واسطے خراسان اور عراق مین تحفہ اور ہدایا بھیجتا تھا اور سلاطین خراسان اور عراق کے غائبانہ اُس سے التفات فرماتے تھے اور مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ مکاتیب اُسکو بھیجتے تھے اور اظہار نیاز کرتے تھے

اور حضرت مخدوم بھی نظر اُسکے عقیدہ اور اخلاص پر رکھکر مفاوضات مرسول لکھتے تھے جیسا کہ اُسکی انشا و
یعنی منشات مین موجود ہی اور قصائد مولانا جامی کے درمیان ایک قصیدہ ہی کہ مخصوص بنام اُسکے لکھا ہی اور
مطلع اُسکا یہ ہی مطلع مرحبا ای قاصد ملک معانی مرحبا ۞ الصلا کہ جان و دل نزل تو کردم الصلا ۞ اور اس
قصیدہ مین یہ بھی بیت ہی بیت ہم جہان را خواجہ و ہم فقر را دیبا چہ او ست ۞ آیت الفقر لکن تحت استار
الغنا ۞ اور دوسرے قطعہ مین فرمایا ہی ۞ قطعہ جامی اشعار دلاویز تو بسکہ ست لطیف ۞ پو دش از حسن بود
لطف معانی تارش ۞ ہمرہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد ۞ شرف عز و قبول از ملک التجارش ۞ اور ملا عبد الکریم
ہمدانی نے ایک کتاب مشتمل اُسکے حالات کی زمانہ ولادت سے آوان شہادت تک تحریر کی اور راقم
اس تاریخ کا خلاصہ اسکا کہ لائق کتب تاریخ ہی درج کرتا ہی واضح ہو کہ آبا اور اجداد اُسکے ایام سوابق مین
وزرائے شاہان گیلان کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور ہمیشہ معزز اور مکرم رہتے اور بخت روز افزونکی
اعانت کے باعث ایک اُنمین سے تخت صوبہ رشت پر متمکن ہو کر صاحب خطبہ ہوا اور بروایت حاجی محمد قندھاری
کے عہد شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تک خاندان رشت کی حکومت نے امتداد پیدا کیا پھر شاہ
طہماسپ کی عہد سے جاتی رہی اور جب اولاد بادشاہان رشت سے خواجہ عماد الدین محمود نے قدم اقلیم
وجود مین رکھا تو بعد کسب علوم اور تحصیل کمالات کے رشک و حسد ابنائے جنس ملوک سے خائف ہو کر انہی بلاد کی
تکلیف سے کہ وہ بھی خاندان مشائخ بزرگ سے تھی جلائے وطن ہوا اور بادشاہان عراق و خراسان نے تقریبات
اُٹھا کر منصب وزارت کی ہر چند تکلیف فرمائی علو ہمت سے قبول نہ کر کے برسم تجارت ربع مسکون کی سیر مین
مشغول ہوا اس درمیان مین علما اور مشائخ عصر سے صحبت رکھتا اور اُنکے فیض نظر سے صاحب خوارق عادات ہوا
جسوقت کہ تینتالیس مرحلہ اُسکے مراحل عمر سے طے ہوے دکن مین تجارت کے ذریعہ سے بقصد زیارت
شاہ محب اللہ اور دیگر مشائخ کے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور بعد حصول مقصود چاہا کہ اُسی لباس مین
مشائخ دہلی اور اُس حدود کے فقرا کی زیارت سے مشرف ہوں سلطان علاء الدین بہمنی مانع آیا اور اُس قدوۂ
ارباب صفا کو اپنی صف اکابر و اعیان مین بتکلیف تمام منتظم کیا اور ہمایون شاہ ظالم کے عہد مین بخطاب
ملک التجار کہ اُس دو تخانہ مین اس سے بزرگ تر کوئی خطاب نہ تھا ملقب ہو کر تمام ارکین سلطنت سے ممتاز ہو کر
وزیرا ور جملۃ الملک ہوا اور خدمات شائستہ کے ظہور سے سلطان محمد شاہ کے دور مین کتنے منصب اور اُسپر
اضافہ ہوے اور بخواجہ جہان مخاطب ہوا اور دو ہزار سوار مغل سب قسم سے نوکر خاص اُسکے اور دو ہزار
اور سلطان کی طرف سے اُسکے تابع تھے اور ولادت اُس بزرگوار کی قریہ قاوان من اعمال گیلان مین ہوئی
لیکن شہرت اُسکی اقالیم سبعہ مین بکاوان ہی نہ قاوان ایک دن خواجہ قصر ارک احمد آباد بیدر پر سلطان محمد شاہ کے
دربار مین بیٹھا تھا ناگاہ ایک گائے یا بیل نے پائین قصر سے فریاد کی ایک حضار مجلس نے خواجہ سے پوچھا
کہ یہ بیل کیا کہتا ہی فرمایا کہتا ہی کہ تو ہماری جنس سے ہی انجمن شاہ مین کیا کرتا ہی سلطان محمد شاہ نہایت شگفتہ
اور خندان ہوا اُس جواب سے آثار کدورت اصلا ناصیۂ حال پر ظاہر نفرمائے اور اسقدر اوصاف حمیدہ
خواجہ اور شکر الٰہی بجالایا کہ مزید اُس سے متصور نہ تھا اور اُسی مجلس مین فرمایا کہ مجھے شاہان بہمنیہ ماضیہ پر

تھا خرچ کیونکہ مین مثل خواجہ کے نوکر رکھتا ہون اُنھین ایسا شخص کہ خاصیت عنقا کی رکھتا ہے میسر نہ ہوا اور اُس
عرصہ مین سلطان حسین میرزا بادشاہ دار الملک ہرات نے مولانا سید کاظم کو برسم رسالت قندھار اور لاہور
کے رستہ سے خواجہ عماد الدین محمود کے پاس بھیجا اور بوعدہ ہاے شاہانہ خواجہ کی ملاقات کا شائق ہوا اور
خواجہ ہرچند جانتا تھا کہ مجھے سلطان سے رخصت نہ ملے گی لیکن سید محمد کاظم کے آنے کا سبب سلطان محمد شاہ کی
عرض مین پہونچایا اور جب اُسنے رخصت معاودت ایران نفرمائی خواجہ نے ناچار ہوکر سید کاظم کو باعزاز و
اکرام فراوان مع تحف و ہدایاے بسیار شاہ خراسان کی درگاہ کی طرف روانہ کیا اور ایک عریضہ تحریر کرکے
معذرت خواہ ہوا لیکن سید محمد کاظم وقت مراجعت دریا کے رستہ سے فارس کی طرف گیا اور شیراز مین
رحل اقامت ڈالی اور اُسی ولایت مین سفر آخرت کا عازم ہوا اور خانۂ تن مہمان روح سے خالی کیا اور وہ تحف و
ہدایا مقام مقصد مین نہ پہونچے درمیان مین ضائع ہوے اور ایک قصیدہ شہر آشوب مشہور نتائج طبع سید کاظم سے ہے
اور یہ مطلع اُس کا ہے مطلع قصیدہ شکر خدا کہ قاضی شہر ہست نیم رُخ در سلک آدمی صفتا نم خرے نیم رُخ القصہ
اُسکے بعد خواجہ عماد الدین محمود بخطاب خواجہ جہان مخاطب ہوا اکثر فرماتا تھا کہ یہ خطاب اُس دولتخانہ مین
مین نہین رکھتا اول وہ شخص جو سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ کے عہد مین ساتھ اس خطاب کے معزز
اور مخاطب ہوا خواجہ مظفر علی استر آبادی تھا اور اُس مظلوم نے ابھی بوستان دولت دکن سے ایک پھول
نہ چنا تھا کہ خواجہ محمد خان کی شمشیر خونریز سے دو نیم ہوا اور دوسرا خواجہ جہان ترک ساتھ اس حال کے پہونچا اب مین
نہین جانتا کہ میرے سر پہ کیا آفت آوے گی اور وہ بہت پاک دین اور پاک اعتقاد تھا اور شیخین کو ساتھ بزرگی
اور تکریم اور تعظیم کے یاد کرتا تھا اور اخلاص تمام سلطان محمد شاہ بہمنی سے رکھتا تھا آوازہ اُسکی سخاوت کا عالمگیر
ہوا کوئی شہر اور قریہ ربع مسکون مین ایسا نہ تھا کہ انعام اُسکا وہان کے اہل اللہ کو نہ پہونچا ہو اور حسن خلق کے ساتھ
لوگون مین زندگانی کرتا تھا اور کمال شگفتگی و اخلاق سے سلوک کرتا تھا منقول ہے کہ سلطان محمد شاہ نے بعد قتل خواجہ
حرم سرا سے برآمد ہوکر حکم فرمایا کہ منادی کردو کہ لشکر اور بازاری سے جو شخص کہ چاہے اُردو سے خواجہ کو خزانہ اور
اسپ و فیل و اسباب خاص کے سوا تمام تاراج کرے غریبان نوکر خواجہ کہ متوہم ہوکر منتظر خبر تھے ہجوم عام دیکھ کر
اسپان باد پا پر سوار ہوکر بطور تاخت و عجلت تمام یوسف عادل خان کے پاس روانہ ہوے اور اپنے تئین حوادث کے
دست برد سے نجات دی اور امراے تابع باوجود اسکے کہ نوکر شاہ تھے سوار ہوکر خیمہ اور خرگاہ سے باہر گئے اور
افواج ہشیار آراستہ کرکے ایستادہ ہوے اس درمیان مین اُنھین خبر پہونچی کہ اتفاق کرنا تمھارا خواجہ سے
بقصد روانگی گجرات شاہ کے گوش زد ہوا ہے اسواسطے تمھین بھی تیغ بیدریغ سے قتل کریگا یہ سنکر وہ بھی خائف
اور ہراسان ہوکر اکثر نے آپکو یوسف عادل خان کے پاس پہونچایا اور بعضے اور طرف روانہ ہوے پھر تاراجیون نے
اُس بیچارہ کے اُردو کو ایک ساعت مین تاراج اور غارت کرکے اُسکا اثر باقی نہ رکھا اور جو سلطان محمد شاہ نے
خواجہ کے زر و جواہر کی بہت تعریف سُنی تھی اُسکے خزانچی نظام الدین حسن گیلانی کو کہ جسنے خواجہ کی خدمت مین
ایک عمر صرف کی تھی بلاکر نقود اور جواہر طلب کیا خزانچی نے حیران ہوکر عرض کی کہ اگر جان کی امان ہو تو بندہ
راست راست عرض کرے سلطان نے سمجھا کہ شاید اس نے کچھ خزانہ چُرایا ہے اب حاضر کرنا چاہتا ہے اسکے لیے معافی

یعنی عنقا کی خاصیت [illegible]

مانگتا ہو لہذا خوشی سے اُسے جان کی امان دے کر قسم کھائی کہ اگر تو جو کچھ ہو پوشیدہ نہ رکھے گا تو مین تجھے نوازش خسروانہ سے سرفراز کرونگا خزانچی نے عرض کی کہ اے سلطان میرا مالک دو خزانہ رکھتا تھا ایک کو خزانہ شاہ موسوم کر کے اُسکا روپیہ دواب اور باورچیخانہ اور سپاہیون کے مصارف مین خرچ کرتا تھا اور اُسمین ہزار لاری اور تین ہزار ہون موجود ہین اور دوسرے خزانہ کا نام خزانہ درویشان رکھکر فقرا اور مساکین کا اُسمین حصہ تھا اُس خزانہ مین تین سو لاری اُسکے بُہر موجود ہین شاہ نے فرمایا یہ کیا بات ہو کہ خزانہ خواجہ جو شاہان اطراف کا ہمسر تھا اسقدر قلیل کہ کچھ چیز نہین ہو خزانچی نے جواب دیا کہ جسوقت زر اُسکے جاگیر سے پہونچتا تھا ایک مہینے کا خرچ اسپ و فیل و سپاہ کا جدا کر کے خزانہ شاہی مین بھیجتا تھا اور باقی خدا کی راہ مین فقرا اور مستحقین کو دیتا تھا اور اُسمین سے ایک حبہ اپنے خرچ خاص مین صرف نہ کرتا تھا اور مبلغ چالیس ہزار لاری کہ برسم تجارت ایران سے ہندوستان مین لایا تھا ہر سال مملکت دکن سے متاع خرید کر کے ایک جماعت معتمد کی مصاحبت سے اطراف و جوانب کے بنادر مین بھیجتا تھا اور جو کچھ فروخت کر کے لاتے تھے راس المال کو جدا کر کے ہر روز بارہ لاری اپنے خرچ خواص مین اُٹھاتا تھا اور اپنے کھانے پینے مین صرف کرتا تھا اور اُسمین سے نصف خزانہ بحق درویشان نگاہ رکھتا تھا اور اپنی والدہ اور عزیزون اور اکناف عالم کے گوشہ نشینون اور متوکلون کو جو ہنگام تجارت اُس سے آشنائی رکھتے تھے اور ہندوستان مین نہ آتے تھے اُنھین اُسمین سے بھیجتا تھا سلطان متعجب ہوا اور دشمنون نے فرصت پائی اور کہنے لگے کہ خواجہ مرد عاقل تھا اور جانتا تھا کہ تجارت سے میرا خرچ بہم پہونچنے کا سبب احمد آباد بیدر مین چھوڑ کر نکل آیا خزانچی نے جواب دیا ان دو خزانون مین سے یہان اسقدر روپیہ بھی برآمد ہوا ہو اگر وہانسے ایک لاری بھی برآمد ہوئے غلام کے سو ٹکڑے کرین سلطان نے خواجہ کے تمام کارخانے کے لوگون کو طلب کر کے تحقیقات کی پہلے میر فراش نے کہا جو فرش کہ خواجہ رکھتا تھا اس سفر مین ہمراہ ہو اور شہر مین چند چٹائی اور بوریے کے سوا کہ وہ بھی مسجد اور مدرسہ مین بچھے ہین دوسرا فرش موجود نہین ہو اور ہمیشہ خواجہ بوریے پر استراحت فرماتا تھا پھر چاشنی گیر کہ مراد بکاول سے ہو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر یہ گذارش کی کہ دیگ اور طباق اور ظروف مسینہ جو کچھ مال خواجہ کا تھا تمام اس سفر مین حاضر ہو اور خواجہ کے واسطے خاصہ دیگ گلی مین پکاتے تھے اس گفتگو کے بعد کتب خانہ کے داروغہ نے بادشاہ کے روبرو جا کر سمع اقدس تک پہونچایا کہ تین ہزار جلدین کتب خانہ مین حاضر ہین لیکن تمام کتب طلبا پر وقف ہین اور جب سلسلہ کلام کا یہانتک پہونچا شاہ متفکر ہوا اور خزانچی نے موقع وقت کا پایا اور زبان مظلومانہ کھولی پہلے یہ دعا دی اور کہا اے سلطان محمود کا دان اور مثل اُسکے سو ہزار تجھپر فدا ہون تو کسواسطے اُسکا حقوق خدمات منظور نہین رکھتا کہ جو شخص حامل مکتوب تھا یعنی نوشتہ رلانے اوڈیسہ کے پاس لیجاتا تھا اُسے طلب نہین کرتا تاکہ تجھپر اور تمام خلائق پر اُسکی حرامخوری ظاہر ہوئے شاہ اس کلام کے سُننے سے متنبہ ہو کر خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہوا اور خواجہ کے دشمنون کو حکم دیا کہ اُس کاغذ کے دارندہ کو حاضر کرو اور یہ کہکر لرزان لرزان دربار سے برخاست کر کے حرم سرا مین گیا اور وہ ماجرا تمام اپنی بڑی بہن حمیدہ سلطان جو مخدومۂ جہان کے بطن سے تھی بیان کیا اور اپنے حکم بیجا سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اور خواجہ کا جنازہ احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور روز سوم کو جمیع اُمرا اور ارکان دولت کو

شاہزادہ محمود خان کے ہمراہ اُسکی زیارت کو بھیجا اور دوسرے دن کوچ کیا چاہتا تھا قضارا اُس شب کو فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر برار اور ماہور کوچ کر کے لشکرگاہ سے دو فرسنگ پر فروکش ہوے سلطان نے کوچ کو ملتوی اور موقوف رکھا علی الصباح آدمی اُن کے پاس بھیجا اور نہ آنیکا سبب استفسار کیا اُنھون نے جواب دیا کہ مقربان درگاہ نے افترا اور بہتان کر کے خواجہ جہان سے شخص کو قتل کروایا اگر ہمین بھی کسی تہمت مین مبتلا کرین کیا عجب ہے شاہ نے مخفی اُنکے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم باطمینان تمام حضور مین حاضر ہو تو اہم مشورت بجا لاکر خواجہ کے دشمنون کو سزا دون اُنھون نے معذرت کے بعد گذارش کی کہ جسوقت یوسف عادل خان آویگا ہم اُسکے باتفاق پا بوسی کو حاضر ہونگے سلطان نے مدارا اور مدارا کے سوا علاج نہ دیکھکر فرمان طلب یوسف عادل خان کے نام بسرعت تمام روانہ کیا اور یوسف عادل خان بسبیل استعجال کو ند پور پلٹی مین آیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس نزول کیا اور سب نے صاحب ارادہ ہوکر اپنے جمیع مدعیات حسب دلخواہ بنلئے اور خواجہ کی جاگیر بیجاپور وغیرہ تمام و کمال یوسف عادل خان کے مفوض ہوئی طرفدار اس حدود کا ہوا اور دریا خان اور فخر الملک اور ملو خان اور اکثر امراے مغل اور ترک اُسکے تابع ہوے اور ممالک بیجاپور سے جاگیر پائی ملک حسن نظام الملک بحری نائب اور پیشوا ہوا اور نظام الملک دکنی نے دولت آباد کی طرفداری پائی اور عماد الملک اور خداوند خان حبشی بھی فائز المرام ہوکر اپنی جاگیر قدیم پر معزز ہوے اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر کہ غلامان ترک سے تھے اور ملک حسن نظام الملک سے اتفاق رکھتے تھے ورنگل اور راجمندری کے سرِشکر ہوکر اُنھون نے سلطان کے ہمراہ رکاب کوچ کیا اور جب یہ سلطان کے ہمراہ باحتیاط تمام احمد آباد مین پہونچے یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان شہر مین نہ آئے بیرون شہر وارد ہوے اور سلطان محمد شاہ نے جب جانا کہ کام ہاتھ سے گیا ستیزہ مناسب نہ جانکر اُنسے کچھ نہ کہا اور رخصت جاگیر دیکر جوش صبر گلے مین ڈالا اور اس گمان سے کہ ملک حسن بحری خواجہ کی طرح ضبط لشکر کریگا یا یہ اُسکے مرتبہ کا روز بروز بلند تر کیا اور نہایت التفات اُسکی نسبت ظاہر کی اور یہ امر زیادہ تر نفرت طبائع کا موجب ہوکر کام ضائع تر ہوا اور بعد چند ماہ سا تھ اندیشہ کے کہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کو دام مین لاکر انتقام کھینچے سیر کے بہانہ قلعہ ملگوان اور دریا بار کے احمد آباد بیدر سے نہضت کی اور حکم کے موافق یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر ہاے آراستہ اُس سے ملحق ہوے لیکن اپنی قدیم روش پر عمل کر کے لشکرگاہ سے دور فروکش ہوتے تھے اور کوچ کے وقت سر راہ ایستادہ ہوکر دور سے سلام کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ ایک ساعت مین ہزار مرتبہ خواجہ کو یاد کر کے اُسکے قتل ہونے پر تاسف کھاتا تھا اور جوکہ خود کردہ کا علاج نہین ہو صبر کر کے طیش کھاتا تھا بہانہ کہ ملگوان مین پہونچکر سر نو شہر اور قلعہ کی سیر کی ہر چند امرا کو تکلیف سیر بندر گوہ اور کوکن کی دی اُنھون نے قبول نہ کی اس سبب سے نہایت رنجیدہ اور محزون ہوکر عازم مراجعت ہوا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ شیو رائے حاکم بیجانگر لشکر عظیم بندر گوہ پر تعین کر کے جنگ پر آمادہ ہے سلطان نے یوسف عادل خان کو مع لشکر بیجاپور غریب و ترک اور دکنی کے ہمراہ کر کے کفار کے مدافعہ کو بھیجا اور خود کوچ متواترہ کر کے فیروز آباد گیا لیکن فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی بلا اجازت برار کی طرف روانہ ہوے

اور سلطان محمد شاہ خوب جانتا تھا کہ کار جنگ ساختہ نہو گا اور خرابی کے سوا دوسرا امر ظہور مین نہ آوے گا سکوت اختیار کیا اور دو تین مہینے فیروزآباد مین بسبب ظاہر لوگون کے دکھانیکو عیش و نشاط مین مشغول ہوا اور دور ساغر کا خوب چلا اور باطن مین اندوہ و غم کے غلبے سے روز بروز طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اس واسطے شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد کرکے ملک حسن نظام الملک بحری کو اُسکا وکیل سلطنت کیا اور اُس بارہ مین ایک محضر لکھکر اکابر و علما اور قضات کے دستخط اور مہر سے مزین اور مسجل کیا اور اُن دنون مین سلطان اکثر زبان پر لاتا تھا کہ ظاہرا یہ دولت زوال پر ہے کس واسطے کہ اُمرا مجھ ایسے بادشاہ کی کہ سالہا سال بادشاہی کی ہے اور ضرب شمشیر سے اتنے ملک فتح کیے اطاعت نہین کرتے میرے بعد میرے لڑکے کی کیونکر اطاعت کرینگے پھر رفتہ رفتہ ضعف نے ترقی اور قوت نے تنزل کیا لیکن شافی مطلق کے فضل سے دار الملک احمد آباد بیدر مین جاکر صحت پائی اور اس بیت کے مضمون پر عمل کیا بیت باز اعتدال یافت مزاج شہنشہی * بار روز نشاط آمد و بگذشت شام غم * اور ابھی ایام نقاہت باقی تھے کہ شراب عرقی جو ہندوستان مین ہوتی ہے بافراط پی اور جماع کرکے سو گیا حرارت حرکت جماع اور شراب اور خواب کی دلکی طرف متوجہ ہوئی شاہ بدحواس اور سراسیمہ خواب سے اُٹھا اور شرف جہان طبیب نے عرق بید مشک سردیانی مین شریک کرکے پلایا کچھ افاقہ ہوا حکیم اپنے مکان گیا اور سلطان نے اُسکی غیبت مین اس غلط مشہور سے کہ شراب زدہ کی علاج شراب ہے فریب کھاکر مقربان بیوقت کی تجویز سے چند پیالے شراب کے نوش کیے کام این دآن سے درگذرا پھر طپش دل سے اُلجھنے اور دم ٹوٹنے لگا اور حالت سکرات و بحالت جانکنی جسوقت ہوش مین آتا تھا یہ کلمہ زبان پر لاتا تھا کہ پوشیدہ خواجہ مجھے کھینچتا ہے اور غرہ صفر سنہ آٹھسو ستاسی ہجری مین قدم اقلیم عدم مین رکھکر خرخشہ جہان سے چھوٹا اور سامی نے اُسکی تاریخ وفات مین یہ قطعہ موزون کیا قطعہ شہنشاہ جہان شاہ محمد * کہ در ہجر فشاناگہ فرو شد * دکن چون شد خراب از رفتن او * خرابی دکن تاریخ او شد * اور سلطان محمد شاہ نے بیس برس بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد دی آخر رحلت کی

البقاء للملک المعبود

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس کا اور بیان اُسکے واقعات کثیر الاختلال کا

ناظم مناظم اخبار اعاظم جواہر سخن کو رشتہ بیان مین یون منتظم کرتا ہے کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر مین مسند عالیہ شاہی کو لشکر و شکوہ اپنے سے زینت بخشی اور اعیان سلطنت اور ارکان مملکت مثل حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور قاسم برید ترک سر نوبت جو حاضر تھے اُنسے بیعت کی لیکن صورت جلوس کی اسطور سے واقع ہوئی کہ تخت بہمنیہ جو موسوم بتخت فیروزہ تھا ابتداے آفرینش سے اُسوقت تک اُس نفاست کا تخت سوائے کم نشان دیتے تھے قصر تختگاہ مین لیجاکر اُسکے دو طرفہ دو کرسی نقرہ رکھیں پھر شاہ محب اللہ اور سید حبیب اللہ نے کہ افضل اور اصلح مشائخ اُس زمانہ کے تھے فاتحہ خیر پڑھکر تاج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے سر پر رکھا اور دست راست پکڑ کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور شاہ محب اللہ داہنی طرف کرسی پر بیٹھے اور سید حبیب اللہ بائین طرف کرسی پر متمکن ہوے پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر و صغیر اور قاسم برید نے شاہ کے

روبرو آنکر مبارکباد کہی اور اپنے مقام پر ایستادہ ہوے اور جمیع اُمرا اور ملوک اور سلحدار جو شہر مین حاضر تھے
شرف تسلیم سے مشرف ہوے اور اُسی دربار مین بعضون نے مذکور کیا کہ مجلس رفیع مین یوسف عادل خان سوائی
اور دریا خان اور ملو خان اور فخر الملک کہ اُمراے کبار ترک سے ہین حاضر نہین اُنکی غیبت مین کیون اجلاس کیا
ملک حسن نظام الملک بحری نے کہا مہم سلطنت کو معطل رکھنا موجب فساد ہی جسوقت وہ بزرگوار کوکن سے
آوینگے ایکبار اور اجلاس کرکے مناصب اور خطاب ایک دوسرے کے درمیان قسمت کیجینگے اور ملا عبد الکریم ہمدانی
جو اُس مجلس مین حاضر تھا لکھتا ہی کہ اہل معارفت یہ گفتگو روز اول جلوس کو شگون بد سمجھے اور آخر کو وہی ہوا
اگرچہ اوقات شاہی سلطان نے امتداد پیدا کیا لیکن تمام عمر جنگ وجدل ونزاع وکلفت مین گذری اور سلطنت
خاندان بہمنیہ سے منتقل ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب سلطان محمد شاہ صغر سن مین تخت دکن پر متمکن ہوا
اُمراے درگاہ کو داعیہ شاہی اور سروری کا پیدا ہوا لیکن مخدومہ جہان اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب
بخواجہ جہان کے ضبط حراست کی برکت سے اُس آرزو کا کانٹا اُنکے دلمین چھپا اپنا ارادہ کسی سے اظہار
نہ کرسکتے تھے اور جب سلطان محمد شاہ سن رشد اور تمیز کو پہونچا اور اپنی والدہ اور خواجہ کی تاثیر تربیت سے وقوف
تمام مہمات شاہی مین پیدا کیا اور اُس جماعت کو باہستگی اور مرور اوج عزت سے شیب ذلت مین ڈالا اور غلامونکی
پرورش و پرداخت مین مشغول ہوکر دو ہزار غلام گرجی اور چرکس اور قلماق وغیرہ بہم پہونچائے اور دو ہزار غلام
حبشی اور ہندی جمع کرکے غلامان ترک سے نظام الملک کو کہ جو کھترلہ مین قتل ہوا تھا بزرگ کیا اور غلامان حبشی سے
دستور دینار خواجہ سرا کو اور جماعت ہندی سے ملک الحسن کو کہ آخر مین خطاب نظام الملک بحری پایا تھا منظور نظر
عنایت کرکے سر افتخار اُنکا اوج فلک اعظم پر پہونچایا اور اس سبب سے کہ ملک حسن نظام الملک بحری سلطان محمد شاہ کو
بایام طفلی آغوش مین لیتا تھا اور کاکا تھا امراے کلان سے ہوا اور شوکت اور استقلال اسکا اس نہایت کو پہونچا
کہ سلطان نے اپنی خاص بحری جسکو کل جانوران شکاری سے انتخاب کرکے منصب ہزاری اور نقارہ اور علم دیا تھا اور
اہتمام تمام اُسکے حال پر رکھتا تھا نظام الملک کے حوالہ کی اور اس تقریب سے ملک نظام الملک بحری نے عزت کلام
بہم پہونچائی اور مشہور بہ بحری ہوا اور جو صاحب داعیہ تھا ایک جماعت کثیر غلامان ہندی کا دستگیر ہوکر اُنکو بزرگ کیا چنانچہ
بعضون کو منصب دیا اور بعضون کو سلک امرا مین منسلک کیا چنانچہ جسوقت کہ سلطان محمد شاہ نے اُسکو تلنگ کی طرفداری
عنایت فرمائی تو اُس تمام ملک مین غلامان ہندی کے سوا کوئی صاحب جاگیر نتھا اور خواجہ اُسکے حرکات اور سکنات سے
رائحہ مخالفت اور بغاوت سونگھکر ہمیشہ اُس سے ہوشیار اور خبردار رہتا تھا اور اسکے مقابلہ مین یوسف عادل خان
سوائی کو کہ اُسنے کسی تقریب سے آپ کو غلامان ترک مین منتظم کیا تھا بعد فتح قلعہ کھترلہ اُسکی دستگیری کرکے بزرگ کیا
اسی طرح سے بہت غلامان اتراک کو مثل قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور فرہاد الملک کوتوال اور دریا خان اور
تغر شخان کو امراے عظام کے گروہ مین شامل کیا اور اُنکے واسطے درگاہ بہم پہونچائی اور دستور دینار حبشی کی بھی دستگیری
کرکے صاحب اعتبار کیا اور اسیطرح سے اپنے ابناے جنس کی پرورش اور پرداخت مین کوشش کرکے سعید خان گیلانی
اور زین الدین علی اور ایک جماعت امراے مغل کو مسند دولت وعزت پر متمکن کیا اور اپنے غلام مشہور بہ کشور خان کو
امراے بزرگ مین منخرط کرکے قوی کیا چنانچہ چار فرقہ بہم پہونچے مغل اور ترک اور حبشی اور دکھنی لیکن حبشی

باوصف اسکے کہ خواجہ کے سرکشیدہ اور پرورش یافتہ تھے بتقریبات چند غلامان دکنی سے ایک دل اور یکجہت ہوے اور ملک حسن نظام الملک بحری سے دم اتحاد و اتفاق کا مارا اور تمام ترک اول سے آخر تک خواجہ کے ساتھ مقام اخلاص مین ہوکر ہوا خواہ رہے اور چونکہ خواجہ چاہتا تھا کہ اتراک دکھنیون پر تسلط تمام رکھتے رہین اول یوسف عادل خان کو دولت آباد کا طرفدار کرکے شاہان گجرات اور مندو پر مقرر کیا اور حسن تدبیر سے جمیع امراے اتراک کو اُسکے سپرد کرکے دربار شاہ مین ملک حسن نظام الملک بحری سے بالادست ایستادہ کیا اور ملک حسن اس سبب سے اور دیگر وجوہ سے نار سرکوفتہ کے مانند پیچتاب کرکے ہمیشہ باتین وحشت انگیز اُس دو گروہ کی نسبت سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتا تھا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوتا تھا اور خواجہ اور یوسف عادل خان کی روز بروز حرمت اور شوکت بڑھتی جاتی تھی لیکن جب وقت موعود اُسکا آپہونچا جیسا کہ مذکور ہوا ملک حسن نظام الملک بحری نے بادری کو پیش لیجاکر خواجہ کو شطرنج بلا اور خانہ و خانمان غرق کرکے شہمات کیا اور یوسف عادل خان طالع کی قوت اور برکت سے باوجود ایسے دشمن قوی مثل ملک حسن نظام الملک بحری کے بیجاپور کی حکومت پر فائز ہوا اور صولت اور شوکت اُسکی اول سے نہایت درجہ زیادہ تر ہوئی اور جب سلطان محمد شاہ فوت ہوا یوسف عادلخان اور جمیع امراے مغل اور ترک اور دکنی جو کوکن کی یورش مین اسکے ہمراہ تھے مشورہ کرکے اور سب یکدل اور یکجہت ہوکر بہ تجمل و شوکت جلوس کی مبارکبادی کے واسطے دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوے اور شہر کے باہر استقامت کی یوسف عادل خان اور دریا خان اور فخر الملک اور تفرش خان اور ملو خان ولد قاسم بیگ صف شکن اور اژدر خان اور غضنفر خان ہزار جوان چیدہ مغل اور ترک ہمراہ لیکر شاہ کی ملازمت کے واسطے شہر مین داخل ہوے اور جبدم قلعہ ارک مین پہونچے باوجود اسکے کہ رسم نہ تھی کہ امرا اپنے نوکرون کو دار الامارت کے اندر لیجاوین لیکن ملک حسن نظام الملک بحری کے غدر کے ملاحظے سے دوسو جوان مسلح اور مردانہ دار الامارت کے اندر ہمراہ لیگئے ملک حسن نظام الملک بحری بھی دور اندیشی کرکے امرا منصبداران اور خاصہ خیل قریب پانسو جوان کے مع تمام یراق یوسف عادل خان کے دفع کے واسطے قلعہ مین بلا لایا تھا لیکن یوسف عادل خان جب اس حالت سے مطلع ہوا اسوقت کی صلاح نہ دیکھی اور خدا پر توکل کرکے مع اس جماعت یکدل و یکزبان کے تلوارین ہاتھون میں لیکے قصر تختگاہ پہ جا پہونچا اور چارناچار ملک حسن نظام الملک بحری اور امیر قاسم بریدنے پیشوائی کرکے اُنھین سلطان محمود شاہ کی شرف تسلیم سے مشرف کیا اور یوسف عادل خان مبارکباد کہکر بروش قدیم سب سے بالادست ایستادہ ہوا اور دریا خان ملک حسن نظام الملک بحری کے زیر دست کھڑا ہوا اس صورت مین درمیان اُسکے اور ملک احمد اُسکے فرزند کے فاصلہ ہوا کہ اگر اعوان و انصار ملک حسن نظام الملک بحری کے انکا قصد کرین اول اپنا انتقام ملک حسن اور ملک احمد سے لیوین اور بعد اسکے جو ہونیوالا ہو وہ ہو ملک احمد نے اس سبب سے آزردہ خاطر ہوکر چاہا کہ دریا خان کو اپنے اور اپنے باپ کے درمیان سے باہر کرے ملک حسن واقف ہوکر مانع آیا اور فتنہ و فساد کے دفع کے بارے مین اُسی وقت بادشاہ سے عرض کی اور بعد اختصاص خلعتہاے فاخرہ اُنھین رخصت انصراف دی یوسف عادل خان کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے فساد سے ایمن نہ تھا ملک حسن کا ہاتھ پکڑکے حرف و حکایت کے بہانہ قلعہ کے باہر لایا اور جب اپنے خیل و حشم مین پہونچا دوستی اور یکجہتی اظہار کرکے نہایت تواضع سے

اُس سے جدا ہوا اور ہزار مرد کار آمدنی کے ہمراہ اپنے مکان مین شہر کے اندر فروکش ہوا اور دریا خان کو حکم کیا
کہ باتفاق اُمرائے دیگر بنہایت ہوشیاری اور احتیاط سے شہر کے باہر اقامت کرے دوسرے دن ملک حسن
نظام الملک بحری نے مع قوام الملک کبیر و صغیر کے یوسف عادل خان کے مکان پر جاکر یہ بات کہی کہ مناسب یہ ہے
کہ تم اور جمیع امرائے ترک ہماری طرح شہر مین جلد تو ہر فجر کو باتفاق دربار مین جاکر دولتخانہ کا بندوبست کرین اور آپس مین
اختلاط اور ارتباط کرکے دوست کے دوست دشمن کے دشمن رہین یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ تم جو کچھ دوستی
اور اتحاد کے بارہ مین کہتے ہو عین مدعا ہے لیکن میرا ہر روز دربار مین آنا مناسب نہین کسواسطے کہ ہم لوگ
لشکر کے ساتھ رہتے ہین اور مہمات مالی اور ملکی مین وقوف نہین رکھتے اور جس طریق سے کہ شاہ مرحوم نے وصیت
کرکے مقرر کیا تھا تم اپنے کام مین مشغول رہو اور ہم اپنے کام مین اور علاوہ اسکے امرائے ترک کا شہر کے باہر رہنا
بہتر ہے کسواسطے کہ وہ جماعت جاہل ہے شاید انکے اور دکنیون اور حبشیون کے درمیان شہر کے کوچہ و بازار مین
گفتگو اور ردوبدل ہو جس سے آتش فساد افروختہ ہو پھر اُسی مجلس مین یون مقرر ہوا کہ نظام الملک بدستور قدیم
وکیل السلطنت ہو اور منصب وزارت اور امیر جملگی اور اشرافت و نظارت کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین اُس سے
تعلق رکھتے تھے دوسرے پر رجوع کرے اسواسطے آپس مین مشورہ کرکے وزارت کل قوام الملک کبیر سرلشکر
ورنگل کو اور مشرقی قوام الملک صغیر سرلشکر راجمندری کو اور نظارت دلاور خان حبشی کو جو امرائے کبار سے تھا
مقرر ہوئی اور اسی طرح مناصب اور خدمات آپس مین صلاح کرکے لوگونکے نامزد کیے اُسکے بعد باتفاق دولتخانہ
شاہی مین گئے اور سلطان محمود شاہ کے حضور سب کو خلعت دیا پھر یوسف عادل خان اپنے مکان مین آیا اور
دوسرے اُمور بادشاہی مین مطلق دخل نہ دیا اور تین مہینے تک مغل اور ترک اور دکنی اور حبشی مہر بلے عاج اور
آبنوس کے مانند آمیختہ اور مانوس رہے لیکن ملک حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر نقض عہد کرکے
اس فکر مین ہوے کہ یوسف عادل خان ترک کو کسی ڈھب سے دفع کیجیے اور عادل خان دکنی کو جو امرائے عمدہ
اس خاندان سے تھا اور قوام الملک کبیر کی طرف سے ورنگل مین مقیم ہوکر اس طرف کے مہمات کو سرانجام کرتا تھا
اسکی جگہ نصب کرین اسواسطے فرامین طلب بنام عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک صادر ہوے کہ تم باتفاق امرا
اس حدود کے افواج کو لیکر جلوس شاہ کے مبارکباد کو آؤ پھر عادل خان دکنی اور فتح اللہ عماد الملک مع لشکر آراستہ
دارالخلافت مین آنکر شہر کے باہر وارد ہوے اور جریدہ شہر مین جاکر لوازم مبارکباد اور پیشکش بجا لائے
اور دربار سے خلعت اور مسرور ہوکر بازگشت کی اور جب دو تین ہفتہ اس نہج پر گذرے ملک حسن نظام الملک بحری
جو سررشتہ ملک کا اپنے ہاتھ مین لاکر قوام الملک کبیر سادہ لوح کو غافل نگاہ رکھتا تھا اُس سے یہ بات کہی کہ مین چاہتا ہون
کہ آج امرائے دکنی کو بلاکر یوسف عادل خان کو درمیان سے دور کرون اور ہم تم اُسکے دغدغہ سے خاطر جمع کرکے
اور امرا کو جو اُس سے متفق ہین تھانون کی طرف رخصت کرین لیکن فتح اللہ عماد الملک اور امرائے دکنی بوجہ خوف کے
جو امرائے ترک سے اُنکے دلمین جاگزین ہے گھر سے باہر نہین آسکتے ہین اگر صلاح وقت ہو امرائے ترک چند روز اپنے
اپنے مکانون ہی مین رہین قوام الملک کبیر نے یہ امر قبول کیا دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری نے شاہ کو قلعہ ارک
مین بٹھا کر یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک دکنی کو پیغام دیا کہ اپنا لشکر آراستہ کرکے شاہ کے ملازمین

دلاوین تو خلعت پہنکر مراجعت جاگیر کی رخصت پاوین فرہاد الملک کوتوال نے اس امر سے واقف ہوکر قوام الملک کو خبر بھیجی کہ ملک حسن نظام الملک تجھسے اور جمیع ترکون سے مقام غدر اور عداوت مین ہوا اور یوسف عادل خان کے دفع کے واسطے بہانہ کیا ہے ایسے وقتون مین امرائے ترک کو اپنے مکانون مین غافل بیٹھنا عقل سے بعید ہے قوام الملک کبیر جو یوسف عادل خان کی عداوت مین مصر تھا ملک حسن نظام الملک کی دوستی پر اُسنے کمال اعتقاد کیا چونکہ اُسکی قضا کا زمانہ قریب پہونچا تھا قبول نکیا اور عادل خان دکنی کہ اس مقدمہ سے باخبر تھا ملک حسن نظام الملک کے اشارہ کے بموجب مسلح اور مکمل ہوکر مع لشکر تلنگ شہر مین درآیا اور اسی طرح سے فتح اللہ عماد الملک سپاہ کاویل لیکر داخل ہوا اور شاہ کے مجرے سے اختصاص پایا اور سلطان محمود شاہ جو حریفون کا دست خوش بلکہ موم کی ناک تھا ملک حسن نظام الملک وغیرہ کی تکلیف سے دونون سرلشکر کو برنج کے اوپر طلب کرکے فرمایا کہ غلامان ترک جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھکر بے اندامی بہت کرتے ہین مناسب ہے تم انکی تادیب اور تنبیہ کرو اور چونکہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل خان سے رابطہ خصوصیت اور مصادقت رکھتا تھا اسکو اسی مجلس مین نگاہ رکھا اور لشکر کو مع عادل خان دکنی کہ شرکت خطاب پر یوسف عادل خان سے کمال عداوت رکھتا تھا ترکونکے قتل پر مامور کیا عادل خان دکنی نے پہلے قوام الملک کبیر کو قتل کرکے فرہاد الملک کوتوال کو مقید کیا اور قلعہ کے دروازے بند کرکے ترکونکے قتل مین کہ نہایت غافل تھے مشغول ہوا اور تفرشخان اور قدم خان اور بھی امرائے ترک جو یوسف عادل خان کے طفیل سے شہر مین تھے جنگ کنان و مردافگنان دروازہ شہر کی طرف متوجہ ہوئے اور اُسے توڑ ڈالا اور دریا خان کو کہ خبر غوغا شہر مین سنکر فوجین آراستہ کی تھین بقوت بیس ہزار سوار اور پیادہ اسکے دس ہزار سوار سے شہر مین در لائے اور منقول ہے کہ بیس روز تک بین الفریقین آتش حرب مشتعل رہی اور چند جنگ درمیان یوسف عادل خان اور ملک احمد ولد حسن نظام الملک کے محاربات عظیم اور معرکہ ہائے شدید واقع ہوئے اور تین چار ہزار مرد طرفین کے مارے گئے اور معاملہ فیصل نہ ہوتا تھا آخر علما اور صلحا درمیان مین آئے اور حرف صلح مذکور کیا چونکہ بہت ترک معتبر مقتول ہوئے تھے یوسف عادل خان صلح پر راضی ہوا بعد چند روز کے باتفاق اپنے اعیان و انصار کے شہر سے برآمد ہوکر بیجاپور گیا اور ملک حسن نظام الملک نے غلبہ تمام پایا اور ملک احمد کو جاگیر سرداور دھارور اور اُس طرف کے بہت پرگنات سے امتیاز اور اختصاص بخشا اور فخر الملک دکنی غلام زادہ ملک التجار محمود گاوان الملقب بخواجہ جہان کو کہ مرد شجاع اور فاضل تھا امرائے ہزاری مین داخل کیا اور اُسکے فرزندونکو بھی منصب دیکر بخواجہ جہان مخاطب کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو منصب وزارت اور مہر جملگی دیکر اُسکے بیٹے شیخ علاء الدین کو باپ کی طرف سے برار کی سرلشکری پر بھیجا اور اُنھین اپنے انصارون مین شمار کیا اور قاسم برید کو جو اسکا انصار تھا اور ایام ترک کشی مین تقصیر نہ کی تھی شہر کی کوتوالی دیکر سرنوبت کیا اور قوام الملک صغیر کو جاگیر تلنگ کی رخصت دی اور چار برس تک ملک حسن نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک ہر روز بلاناغہ والدہ سلطان محمود شاہ کے پاس جاکر اُسکے مشورہ سے اُمور مالی اور ملکی کو انجام دیتے تھے لیکن دلاور خان حبشی نے اُنپر حسد کرکے شاہ سے عرض کی کہ فلان فلان شاہ کو حساب اور شمار مین نہین لاتے اور آپکی والدہ کے پاس خلوت مین بیٹھکر اُمور ملکی اور مالی کو اجرا کرتے ہین اور ابتک حضرت کو طفل صغیر تصور کرتے ہین اسبات سے

بادشاہ کے دلمین اثر کیا اور دلاور خان حبشی کو حکم اُنکے قتل کا دیا اتفاقاً ایک رات دونون وزیر امور ملکی اور
مالی کے سرانجام کو اُسکی والدہ کے پاس گئے تھے دلاور خان حبشی اور دوسرا اور شخص تلوار کھینچکر سر راہ جا بیٹھے
جب دونون آئے ہر ایک نے ضربت شمشیر رسید کی اس درمیان مین ملک حسن نظام الملک بحری مجروح ہوا لیکن
چونکہ دونون تلوار باندھے تھے اور شمشیر بازی مین بے نظیر اُن دونون کو مغلوب کرکے بزور بازو راہ راست
قلعہ سے باہر نکل گئے اور ملک قاسم برید جو باوجود سرلوبتی کے تھانہ دار شہر بھی کیا گیا تھا اُسکو آگاہ کیا کہ بادشاہ
تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہے اپنی محافظت مین قیام کر پھر دونون مع لشکر سوار ہوکر شہر سے نکل گئے اور قاسم برید
دروازہاے قلعہ ارک بند کرکے آدمیونکو بادشاہ کے پاس آنے جانے سے مانع ہوا اور سلطان عاجز و حیران ہوکر
اپنے فرمان سے نادم و پشیمان ہوا **بیت** طریق عشق پر آشوب و آفت است اے دل ❊ بیفتد آنکہ درین راہ
باشتاب رود ❊ بادشاہ نے ناچار ہوکر آدمی اُن کے پاس عذر خواہی کو بھیجا اور فتنہ کنانہ کے اطراف مین ساٹھ آٹھ ہزار
سوار سے فرد کش تھے اُنھون نے دلاور خان حبشی کے قتل کا اشارہ کیا اور دلاور خان یہ خبر سنکر مع اپنے لشکر
ولایت اسیر اور برہانپور کی طرف مفرور ہوا اور ملک حسن نظام الملک اور اُسکا بیٹا ملک احمد شہر مین آئے اور
فتح اللہ عماد الملک ولایت برار کی طرف گیا اور اُنھین دنون مین ملک حسن کہ شعبدہ بازی چرخ دوار سے
واقف تھا اپنے دولت کے استحکام کی فکر مین ہوا اور ملک وحید اور ملک اشرف دکنی کو جو پیشتر ملک التجار محمود
گاوان کے نوکر تھے اور اُسکے بعد سلحداران سلطانی مین انتظام رکھتے تھے تربیت کرکے دونون کو درجہ امارت پر
پہونچایا اور ملک وحید کو سرلشکر دولت آباد کرکے ملک اشرف کو اُسکا تابع اور ماتحت کیا اور اپنے بیٹے ملک احمد سے
موافقت اور اتحاد کے بارہ مین سوگند اور عہد لیکر دولت آباد کی سمت روانہ کیا اور اُسی طریق سے فخر الملک دکنی
الملقب بخواجہ جہان کو جاگیر پرینڈہ اور شولہ پور دیکر اُس سے بھی اس بارہ مین قسمین مغلظہ لین اُسکے بعد قلعہ پرندہ مین بھیجا
اور بعد دو مہینے کے سلطان سے رخصت حاصل کرکے اپنے فرزند ملک احمد کو مع سو فیل اور جمیع اموال و اسباب
اپنی نیابت کے واسطے جنیر کی طرف روانہ کیا اور جب سنہ ۸۹۱ھ آٹھ سو اکانوے ہجری مین عادلخان حاکم ورنگل
قضاے الٰہی سے مرگیا اور قوام الملک صغیر راجمندری سے بطور یلغار ورنگل مین آیا اور علم بغاوت بلند کرکے
کُل ولایت تلنگ پر متصرف ہوا ملک حسن نظام الملک سلطان کو اُبھار کر ورنگل کیطرف متوجہ ہوا اور قوام الملک
صغیر نے راجمندری مین معاودت کرکے پوشیدہ شکایت ملک حسن کے غلبہ کی شاہ کو لکھی اور سلطان جو امرا سے
زبون ہو گیا تھا اُسکے جواب مین ملتفت نہوا ترس و خوف سے حامل عریضہ کو ملک حسن نظام الملک کے پاس بھیجا
اور جب لشکر سلطانی ورنگل مین پہونچا ملک احمد کا نوشتہ جنیر سے ملک حسن کے پاس اس مضمون کا آیا کہ بندر گوہ جو
سلطان محمد شاہ کے عہد مین کشور خان غلام ملک التجار محمود گاوان کو جاگیر مین دیا گیا تھا اور اُسنے نجم الدین گیلانی کو
اپنا نائب کرکے لتنے عرصہ تک بندر گوہ کو نگاہ رکھتا تھا اسوقت مین جب نجم الدین گیلانی فوت ہوا بہادر گیلانی
کہ اسکا نوکر تھا سر گریبان بہادری سے برآوردہ کرکے بندر گوہ اور بندر دابل اور کھولاپور اور کلہر اور
پرنالہ تک متصرف ہوا ہے اور یوسف عادل خان کی تحریک سے روز بروز قدم جرأت کا بڑھاتا ہے اور بندر جیول
اور میری جاگیر ونکو مزاحمت پہونچاتا ہے اور اسی طریق سے زین الدین علی جاگیر دار چاکنہ باوجود قرب و جوار کے

میری اطاعت نہین کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جسوقت سلطان دولت وسعادت سے مستقل ہوکر مہمات سلطنت مین
بنفسہ مشغول ہوگا مین اطاعت کرونگا اس بارہ مین جیسا حکم ہو عمل مین لاؤن ملک حسن نے جواب مین لکھا کہ
اول زین الدین علی کو دفع کر دبعدہ اورون کے دفع اور تدارک مین مصروف ہو اور فخرالملک دکنی اور
خواجہ جہان حاکم پرندہ اور ملک وجیہ سرلشکر دولت آباد کو اپنے بیٹے ملک احمد کی کمک اور امداد کے مقدمہ مین
مکتوب روانہ کیے اور زین الدین علی نے عریضہ لکھکر بیجاپور یوسف عادل خان کے پاس اس عبارت سے بھیجا
کہ آپ مجھے اپنے خدمتگاران کی سلک مین جگہ دیکر ملک احمد کے آسیب ومضرت سے محفوظ رکھیے یوسف
عادل خان نے رابطۂ آشنائی کے سبب کہ خواجہ شہید سے رکھتا تھا زین الدین کے درپے معاونت ہوکر
اول پانچ چھ ہزار سوار اُسکی مدد کو بھیجے اور اُنھین حکم کیا کہ تم ظاہر قلعہ اندا پور مین فروکش ہوا اور جسوقت
ملک احمد جنیر کی طرف سے زین الدین علی کے استیصال کے واسطے جاکنہ کی سمت توجہ کرے تم اُس حدود مین جاکر
مانع آؤ اور جب یہ خبر ورنگل مین خلائق نے سُنی ملک حسن نظام الملک کی شوکت وعظمت نے نقصان قبول کیا
اور مثل اول کے بادشاہ اور اُسکے مقربون کی نظر مین وقار اور اعتبار نہ رہا چنانچہ قاسم برید اور دستور دینار حبشی
خواجہ سرا اور تمام اُمرائے حبشی نے جو سلطان کی ملازمت مین تھے اُس سے برگشتہ ہوکر باتین وحشت آمیز
شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائین اور شاہ جو اس منصوبہ کی تمنا رکھتا تھا اُنکے روبرو اظہار رنجش ملک حسن
نظام الملک سے کرکے حکم دیا کہ جسوقت فرصت پاوین اُسے قتل کرین ملک حسن نے اس ماجرے پر اطلاع پائی
اور آدھی رات کو اُردوے شاہی سے بھاگ گیا اور چونکہ پیمانہ اُسکی حیات کا آب بقا سے لبریز ہو گیا تھا اپنے فرزند
کے پاس جنیر مین نہ گیا اور خزانہ اور تختگاہ کے تصرف کی طمع مین احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور دلپسند خان
دکنی نے جو اُسکی پرورش اور دستگیری کے باعث حضیض مذلت سے اوج امارت پر پہونچکر شہر کی محافظت مین
قیام کرتا تھا اُسے شہر مین لاکر اطاعت کی اور ملک حسن نے آدمی اپنے فرزند ملک احمد اور لشکر کی طلب مین جنیر بھیجا
اور سر گنج سلاطین بہمنیہ کھول کر دلپسند خان دکنی کے باتفاق خیل وحشم کے جمع کرنے مین مشغول ہوا اور ایکبارگی
طبل مخالفت پر چوب ماری سلطان محمود شاہ نے یہ خبر سُنکر قطب الملک دکنی کو تلنگ کا طرفدار کیا اور اُمرائے
اُس حدود کے ہمراہ بسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسن نے قوت مقاومت اپنے سے
مفقود دیکھکر چاہا کہ خزانہ بادشاہی کو اُٹھاکر اپنے فرزند سے ملحق ہو دلپسند خان مانع آیا اور شاہ کو پوشیدہ پیغام دیا کہ
بندہ مطیع اور فرمانبردار ہے اور از روے دولتخواہی ملک حسن کو آج تک نگاہ رکھکر انتظار وصول موکب ہمایون
کھینچتا ہے سلطان محمود شاہ نے جواب دیا کہ جو تو اُس بات مین صادق اور راستگو ہے تو اُسکا سر کاٹ کر ہماری درگاہ مین
بھیج کہ دولتخواہی اور یکرنگی تیری ظاہر ہووے دلپسند خان ملک حسن کے حقوق نمک کو طاق نسیان پر رکھکر
پانسو جوان مردانہ لیکر اُسکے پاس کہ قلعہ ارک مین تھا گیا اور یہ پیغام دیا کہ مین تجھسے ایک مشورہ کیا چاہتا ہون
اور کچھ باتین ضروری تخلیہ مین کہونگا ملک حسن اُسی وقت اُسکا ہاتھ پکڑ کر حجرہ مین آیا اور دلپسند خان نے جو قوی ہاتھ
ہاتھ ملک حسن کے گلے پر کہ پیر وضعیف ہوا تھا رکھکر ایسا گھونٹا کہ مرغ روح اُسکا قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اُسکے بعد
سر اُسکا جدا کرکے اور ہاتھ مین لیکر حجرہ سے برآمد ہوا اور حضار مجلس سے کہا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کرے

اُسکی سزا یہی ہے پھر وہ سر ایک جماعت کو دے کر بتعجیل تمام اُردوے شاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے شہر مین داخل ہوکر
دلپسند خان دکنی اور مغلون اور ترکونکو اپنا انیس اور جلیس کیا اور اُسے مہمات شاہی کا مدار الیہ کیا لیکن بمقتضاے
جوانی شرب شراب اور استماع نغمہ چنگ و رباب اور اختلاط پریرویان و مسازمین مشغول ہوا اور یہ علت
اپنی طبیعت پر چھوڑ کر سو مزاج ملک کے معالجہ مین نہ مصروف ہوا اور اپنے حظ نفس کے واسطے بہت جواہر
تخت فیروزہ سے برآوردہ کرکے کئی صراحی اور پیالہ مرصع تیار کرائے اور بساط شراب اور تنبور خاص کو بھی
تخت فیروزہ کے جواہر سے مرصع کیا اور ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین آگ رشک و حسد کی مغلون اور ترکون
اور حبشیون اور دکنیون کے دلون مین مشتعل ہوئی ہرچند سعی اور تدبیر کی کہ سلطان اُنھین نظر عنایت سے گرادے
مفید نہ آئی اس سبب سے دلپسند خان اور تمام دکنیون اور حبشیون نے اتفاق کیا کہ سلطان محمود شاہ کو قتل کرکے
دوسرے شخص کو اولاد خاندان بہمنیہ سے تخت دکن پر بٹھاوین اسواسطے تمام اہل قلعہ ارک یعنی فیلبان اور چوبدار اور
دربان اور کوتوال اور پردہ داران وغیرہم کو ساتھ اپنے متفق کیا پس جس وقت کہ لشکر ہندو روم پر تاخت لا یعنی
دن گذر رات ہوئی اور نیر اعظم یعنے آفتاب جہانتاب نے جو فلک چہارم پر ساکن ہے اپنی غیبت سے جہان کو
تیرہ و تار کیا اُن کافر نعمتون محسن کش نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور مکمل ہوکر اُس رات کو کہ اکیسوین
شہر ذیقعدہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری تھی دفعۃً آپ کو قلعہ ارک مین جو سلطان محمود شاہ کا نشیمن تھا پہونچایا
اور قلعہ کے اندر جاکر اس خوف سے کہ مبادا مغل اور ترک اُسکی مدد کو آوین دروازونکو اندر سے بند کرکے
محکم کیا اور عمارت شاہی کی طرف متوجہ ہوے سلطان محمود شاہ کہ اُسوقت بساط نشاط بچھاے ہوے تھا غوغاے
عظیم سے ایستادہ ہوا اتنے مین ایک جماعت دکنیان اور حبشیان غدار پردہ دارون کی ہدایت سے وہان پہونچی
عزیز خان ترک اور بھی چار غلامان ترک اور حسن علیخان سبزواری اور سید میرزا الی مشہدی الملقب بلو خان کہ
مردی اور شجاعت مین موصوف تھے اور باوصف اسکے کہ خالی ہاتھ تھے اسلحہ کی قسم سے کچھ پاس نہ رکھتے تھے
سلطان اور غدارونکے درمیان مین آکر اپنی جان عزیز اپنے ولی نعمت پر نثار کی اور سلطان نے فرصت پاکر
اپنے تئین بام قصر پر پہونچایا اور سوا حرم سرا اور شاہ برج کے تمام قلعہ مفسدون کے قبضہ اختیار مین تھا انھون نے
شاہ برج پر لڑائی ڈالی اور سلطان ان دروازے چار دیواری قصر کے بند کرکے باتفاق چند نفر مغلون اور ترکونکے
جو ہمیشہ ہم کاسہ اور ہم صحبت رہتے تھے اُنکے دافعہ مین مشغول ہوا چنانچہ بعضے تیر و کمان اور بعضے پتھر اور ڈھیلے سے
اُن شیاطین روسیاہ کو رجم کرتے تھے اس درمیان مین سلطان محمود شاہ نے بعجب حیلہ سے کہ ممکن تھا ایک شخص کو
باہر بھیجکر مغلون اور ترکونکو اس واقعہ سے خبردار کیا اس صورت مین فرہاد خان شیرین مقال اور شیر خان الہدستانی
اور محمود خان گیلانی اور کشور خان غلام خواجہ شہید تین سو یا چار سو ترک اور مغل ترکش بند لیکر قلعہ کی طرف
متوجہ ہوے اور جب دروازہ مسدود پایا شاہ برج کے کنگرون پر کمندین ڈال کر لاکھ محنت و مشقت سے
آٹھ آدمی چڑھے اور دار و گیر کی فریاد برپا کی الغرض بعضے مردم دکنی اور حبشی بخیال اسکے کہ لشکر مغل اور ترک کا
تمام قلعہ مین داخل ہوا بزدلی کرکے بھاگے اور بحالت اضطراب و اضطرار مین دروازہ کھولکر چاہتے تھے کہ باہر نکلجاوین
اس درمیان مین جو مرضی الٰہی کہ شاہ کی قصے سے متعلق تھی پچیس جوان سبزواری جو سلک سلحداران سلطانی مین انتظام

رکھتے تھے اور ہر معرکہ مین اُن سے مردانگی وقوع مین آتی تھی دروازہ کے قریب پہونچکر بعضون نے تیر اور بعضون نے شمشیر لیکر اُس جماعت پر حملہ کیا اور پھر پلٹ کر پھر قلعہ مین داخل ہوے اور ارادہ کیا کہ دروازہ بند کرین جوانان سبزواری نے فرصت نہ دی خود بھی اُن کے پیچھے در آئے اور مخالف اور موافق کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی ایک دوسرے کو کبھی اسطرف اور گاہے اُسطرف دوڑاتے تھے کہ ناگاہ شیر بیشۂ شجاعت کشور خان یہ خبر سُن کر سو جوان مسلح سے برج کے نیچے آپہونچا اور مخالفونکو زیر کرکے اُس عمارت کی طرف کہ جسکو نگینہ محل کہتے تھے پسپا کرکے مفرور کیا اور اُس رات کو شہر مین غوغاے عظیم ہوا چونکہ کوئی شخص حقیقت حال سے مطلع نہ تھا اجلاف دکن ہجوم کرکے بہت مردم مغل اور ترک کے مکانون کو تاراج کر لے گئے اور جب آدھی رات گذری اور ماہ عالم آرا نے زمانہ کی سیاہ روئی کو صیقل عکس سے صاف کیا اور جاروب دار اور فراش اور بعض شاگرد پیشہ نے جو ابتدا مین مخالفون سے ایک ہو کر اُنھین دولتخانہ کے اندر لائے تھے اُس وقت اظہار دولتخواہی اور اخلاص کرکے اشیاے علفی کو آگ دی کہ خانہاے تاریک کو کہ جنمین مخالف پوشیدہ ہوے تھے روز سے روشن ترکرکے اُن کو باہر لاتے تھے اور اُنکی حیات کا بیڑا تیغ کے گھاٹ سے پار اُتارتے تھے اس عرصہ مین دریافت ہوا کہ دساے دکن مع تین سو سوار بعضے محال قلعہ مین مسلح اور مکمل ایستادہ ہو کر انتظار کرتے ہین کہ جب روز روشن ہووے بہیئت مجموعی دروازہ پر حملہ لاکر اور اُسے کھول کر باہر نکلجاوین سلطان نے جہانگیر خان ترک کو کہ ساتھ ملک الموت کے ملقب تھا قلعہ کے دروازہ کی محافظت کو مقرر کیا اور خان جہان ترک کو مع اپنے آدمیون کے شہر اور بازار کی محافظت کو بھیجا اور بہت سے تازی نژاد جو اصطبل مین پرورش پاتے تھے لوگونکو تقسیم کیے تو سوار ہو کر ہلاکی روزنگار تیرہ بختان قلعہ سے باہر لاوین اور جب شاہ خاور نے تیغ زرانود نیام سیاہ فام سے کھینچی اور جنود نامعدود شب کو متفرق اور پریشان کیا سلطان محمود شاہ نے تخت پر اجلاس کرکے جمیع مغل ترکون کو حکم کیا کہ حرامخوران دکنی اور حبشی کے مکانون پر جا کر جسے پاؤ قتل کرو اور مال و اسباب اُن کا غارت اور تاراج کرو منقول ہے کہ تین روز تک اُس شہر مین قتل و غارت کی آگ روشن اور افروختہ رہی اور کوئی شخص شاہ سے التماس عفو نکر سکتا تھا آخر کو شاہ محب اللہ کے فرزند نے شاہ سے اُن کی سفارش کی تو آتش غضب اُسکی فی الجملہ ساکن ہوئی اور قتل و غارت اور تاراج نے تخفیف پائی اور بعد اس واقعہ کے سلطان محمود شاہ شہر و قلعہ کو آئینہ بندی کرکے چار دن عیش و عشرت مین مشغول رہا اور محفل نشاط اس طرح آراستہ کی کہ خورشید عالم افروز ہزارون آنکھ فلک سے قرض لیکر اُسکے تماشہ کو دوڑا اور بادشاہ نے شاہ برج کے قریب کہ اپنے اوپر مبارک اور سعید جانتا تھا ایک قصر رفیع اور وسیع کی بنیاد ڈالی اور ہمت شاہانہ اُس قصر رفیع کی تعمیر مین مصروف فرماکر چند عرصہ مین سقف بلند اُسکی ایوان کیوان سے گذرائی اور زمانہ اُسکی صفت مین یہ اشعار پڑھکر مترنم ہوا نظم این گلستان است یا صحن ارم یا بوستان ٭ این شبستان ست یا بیت الحرم یا آسمان ٭ آسمانست این ولیکن آسمان بر قرار ٭ بوستانست این ولیکن بوستان بیخزان ٭ چون سموات البروج وچون ارم ذات العماد ٭ چون جنان ذات السرور و چون حرم دار الامان ٭ اور بعد از تمام اُس قصر مشتری مقام کے خسرو سپہر احتشام بام سے شام تک شرب مدام مین دوستکام اور عیش و عشرت مین

بر دوام قیام اور اقدام کرتا تھا اور عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور لاہور اور دہلی بلکہ ہر مقام سے ارباب نشاط
ہمیشہ اور سازندہ یہ خبر سن کر دکن کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی طریق سے قصہ خوان اور شاعران اور ندیم اطراف
جہان کے اُسکی درگاہ مین جمع ہوئے احمد آباد بیدر رشک ایران و توران ہوا اور دار الخلافت کی خلقت خرد و بزرگ
بمقتضائے الناس علی دین ملوکہم اسی کام مین مشغول ہوئی پیران خانقاہ جبہ اور خرقہ رہن کرتے تھے اور تسبیح
پڑھنے والے سجادہ نشین معتکف خرابات ہو کر پیر خمخانہ بنیٹھے اور حکام اطراف صورت حال حسب دلخواہ دیکھکر
اپنے استحکام کی کوشش مین پڑے جو امرائے شاہی یا جو شخص باوصف سرداری سلطنت طرفدارون کا شریک اور
موافق ہوا معزز ہوا اور جسنے مخالفت کیا رقم عزل اپنے چہرۂ حال پر کشیدہ دیکھی اور تھوڑے عرصہ مین بادشاہ کے
تصرف مین مملکت تلنگانہ اور حوالی اور حواشی احمد آباد بیدر کے سوا کوئی مملکت نہ رہی لیکن تمام طرفدار ملک احمد
بحری کے سوا مدت دراز تک بسبب ظاہر اطاعت کرتے تھے اور اطاعت انکی منحصر اسپر تھی کہ اگر سلطان قاسم برید
ترک کی تکلیف کے سبب لشکر کسی طرف کھینچا تھا اور یہ صرف ہمراہی مین رکھتے تھے مع افواج اپنے کمال عظمت اور
شوکت سے کہ شاہ کا تجمل اسکے مقابل کچھ دکھائی نہ دیتا تھا رفاقت کرتے تھے اور جب بادشاہ عازم مراجعت ہوتا تھا
انتہائے راہ سے جدا ہو کر ہر ایک اپنی ولایت کی طرف رجوع ہوتا تھا اور سفر مین بھی بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوتے
اس وجہ سے کہ بادشاہ کے دربار مین بطریق سابق سلام کرنے کا اتفاق ہوگا اور ملک احمد بحری کہ لشکر شاہ کو متواتر
شکست دینے سے تمام جہان مین بدنام تھا کسی سفر مین ہمراہی نکرتا تھا شہر احمدنگر مین بنیاد استقامت کی ڈالکر
طریق شاہانہ اور رسم خسروانہ اختیار کی تھی اور ایلچی یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس بھیجکر
خطبہ اور لوازم پادشاہی مین مبالغہ کرکے ایسا مقرر کیا کہ تینون شخص بالاتفاق اظہار شعار پادشاہی مین مشغول
ہوئے مین اور پردہ حجاب سے برآمد ہو کر علانیہ پنج وقت نوبت بادشاہی پر چوب مارین اسواسطے حضرات مذکور نے
سنہ ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے ہجری مین نام سلطان محمود شاہ کا خطبہ موقوف کرکے اپنے نام کیا اور ۸۹۶ھ آٹھ سو
چھیانوے ہجری مین قاسم برید ترک سرنوبت نے خواہی نخواہی منصب وکالت اور طرفداری اطراف اور اکناف
تلنگانہ کا دستیاب کرکے قصبہ قندھار اور اودگیر اور کلیان اپنی جاگیر مقرر کی اور چاہتا تھا کہ جو قلعے
ان پرگنون مین واقع ہین اُنکو بھی قبضہ مین در لاؤن لیکن محافظان قلعہ نے انکار کرکے نہ دیا اور قاسم برید نے
یہ امر شاہ کی تحریک سے تصور کرکے سر حلقۂ اطاعت ظاہری سے باہر کھینچا اور ایکبارگی پردہ حجاب منہ سے اٹھایا
اور اعوان و انصار اپنے ہمراہ لیکر قلعون کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور دو تین مرتبہ لشکر سلطان محمود شاہ کو شکست دیکر
اسکے دفع مین آمادہ ہوا اور قریب تھا کہ شاہ کو شہر بیدر سے باہر کرے ناگاہ دلاور خان حبشی جو ملک حسن
نظام الملک بحری کے خوف سے برہانپور کی طرف روانہ ہوا تھا مع لشکر مستعد دار الخلافت مین آیا اور حکم کے موافق
قاسم برید کی دفع اور تنبیہ مین روانہ ہوا اور جنگ عظیم دونون سردارون کے درمیان واقع ہوئی اور قاسم برید
شکست پاکر گلکنڈہ کی طرف راہی ہوا اور دلاور خان حبشی نے طالع کی نحوست سے اسکا تعاقب کرکے چاہا کہ
یکبارگی اُسکی سلک جمعیت کو درہم و برہم کرے کہ ناگاہ شطرنجیان کارخانۂ تقدیر نے ایک منصوبہ تازہ ظاہر کیا
کہ ایک فیل کنارہ سے عرصۂ مسابقہ پر دوڑا کر حریف کو مغلوب کیا بیان اس اجمال کا یہ ہے کہ حوالی کولاس مین طے مسافت کے

درمیان ایک فیل مست دلاور خان حبشی کے لشکر سے سر فیلبان کی کجک سے کھینچکر اپنی فوج پر دوڑا اور بہت سپاہیونکو ہلاک کرکے اصلاح پر شہ آتا تھا اسواسطے دلاور خان نیزہ ہاتھ مین لیکر مع جماعت جوانان کے فیل کی طرف متوجہ ہوا اور فیل اُسپر حملہ آور ہوا اور سپاہی بھاگ گئے اور دلاور خان اُسکے خرطوم اژدہا مثال مین گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور قاسم برید اس مہربانی غیبی سے اطلاع پاکر اپنی بخت بلندی کا آشنا سمجھا اور اُسی وقت معاودت کرکے تمام ساز و سیاق اور اثاثہ شوکت پر اُسکے متصرف ہوا اور اسی طرح عصابۂ عصیان ناصیہ طغیان پر باندھکر پہلے سے زیادہ نشان غرور کا بلند کیا اور سلطان محمود شاہ نے اقتضاے وقت کے موافق صلاح مصلحت مین دیکھکر قولنامہ کہ رسم دکن ہی مشعر عفو گناہ اور تفویض منصب وکالت اُسکے پاس بھیجا اور قاسم برید مع جماعت خوب دارالخلافت کی طرف متوجہ ہوا اور مسند امیر جملگی پر جلوہ گر ہو کر ایسا مستقل ہوا کہ سلطان نام کو بادشاہ رہا اور مورخین سلطنت بریدیہ کو اُسی سال سے حساب کرتے ہین اور جب روز بروز اُسکا استقلال زیادہ تر ہوا بطریق سابق امرا آپکو عمدہ مروم دکن سے جانتا تھا اور نامہ رای بیجانگر کو لکھا کہ یوسف عادل خان نے بادشاہ سے مخالفت کی اور خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا ہو اگر آپ مددمعاون ہو کر لشکر اُس مملکت پر کھینچین اور شر اُسکا دور کرین مدکل اور رایچور آپسے متعلق رہیگا رای بیجانگر نے کہ طفل خردسال تھا اپنے وکیل تمراج کو مع لشکر کثیر یوسف عادل خان کی ولایت پر بھیجکر انواع خرابی ظہور مین پہونچائین اور قلعہ رایچور اور مدکل پر متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کہ طاقت مقابلہ لشکر بیجانگر سے نرکھتا تھا اُنسے صلح کرکے بقصد تادیب قاسم برید روانہ ہوا اور اُسنے ناچار ہو کر ملک احمد نظام الملک بحری کو پیغام دیا کہ یوسف عادلخان میرے اخراج کے واسطے متوجہ ہوا ہی اگر دو خداوند نعمت کمک کرین اور بہترین وجہ اُسے درمیان سے دفع کرین تو قلعہ کوہ اور کوکن اور پنالہ اور کھلنا جو بہادر گیلانی کے تصرف مین ہی آپسے رجوع کردونگا ملک احمد نظام الملک بحری اُسکی مدد پر مستعد ہوا اور باتفاق فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی زین خان کے باشوکت تمام احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور اُسکے قریب پہونچنے سے قاسم برید قوی پشت ہوا اور شاہ کو جو کسی امر مین اختیار نہ رکھتا تھا ہمراہ لیکر صفوف جنگ کی آراستگی مین مشغول ہوا اور سلطان محمود شاہ کو قلب لشکر مین جگہ دیکر خود ہراول ہوا اور میمنہ پر ملک احمد کو اور میسرہ پر فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی کو مقرر رکھا اور اپنے فرزند کو ایک ہزار سوار سے مدد کے لیے ایک طرف کیا اور یوسف عادل خان بھی ساتھ اُس ترتیب کے کہ مذکور ہوگا افواج آراستہ کرکے سیف دستان کے استعمال مین مصروف ہوا اور بعد کوشش اور کشش فراوان سلطان اور قاسم برید اور فخر الملک دکنی منہزم ہو کر احمد آباد بیدر کی طرف متفرق ہوے اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری معرکہ مین مقیم رہکر بمساعدت بخت بلند کے سبب کوئی کسی پر حملہ آور نہوا اور اُسی طرح آپسمین ایلچی بھیجکر موافقت اور اتحاد کے بارہ مین گفتگو کرکے ہر ایک نے جنگ گاہ سے اپنے مکان کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین سلطان محمود شاہ گجراتی نے ہاشم تبریزی کو جو اُسکے متعلقین سے تھا بزم رسالت سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ بہادر گیلانی نے جو تمہارے امرا کی سلک مین منتظم ہوا اور ساحل دریا پر تصرف رکھتا ہی چند جہاز بنادر گجرات کے جو مال تجارت سے مملو تھے غارت کیے ہین اور اُسپر بھی اکتفا نکرکے یاقوت حبشی کو مع دو سو جہاز مشحون مردان کار سے

مہایم مین بھیجکر بہت مصاحف اور مساجد مین آگ لگاکر خاک سیاہ کیا اور قتل و غارت مین بدرجہ نہایت کوشش کرکے مصدر اعمال شنیعہ ہوا اور اُسکے بعد داعیہ رکھتا ہی کہ دریا کے راستہ سے بندر سورت پر لشکر بھیجکر اُسکی خرابی مین کوشش کرے اور لشکر گجرات کا خشکی کے راستہ سے جاکر جبتک بارہ ولایت دکن سے خراب اور پامال نکرے بہادر کے مسکن تک نہین پہونچ سکتا اور لشکر عظیم دریا کے راستہ سے بھیجنا بھی متعذر اب مناسب یہ ہے کہ آپ اُسکے دفع اور منع مین کوشش فرماوین اور جو عاجز ہووین اعلام بخشین تو دوستان قدیمی جسطور سے کہ ممکن ہو اُسکا علاج ظہور مین پہونچاوین سلطان محمود شاہ اس پیغام سے نہایت مسرور ہوا اور ہمراہ قاسم بیگ کے بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے لشکر روانہ کیا اور جب حکام دکن سے امداد طلب کی یوسف عادل خان نے اپنے سرنوبت کمال خان دکنی کو پانچ ہزار سوار ہمراہ کرکے اُسکی خدمت مین بھیجا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے مبارز خان ولد خواجہ جہان ترک کو جسنے اُسکی ملازمت اختیار کی تھی اور احمد نگر مین رہتا تھا اسیقدر سپاہ سے اُردوے شاہ مین روانہ کیا اور اسی طرح سے فتح اللہ عماد الملک نے بھی اپنے ایک معتمد درگاہ کو مع لشکر قلیل شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور بہادر گیلانی جیسا کہ مذکور ہوا مخدوم خواجہ شہید کی سلک ملازمون مین سرفراز تھا اور اُسکے بعد شہادت کے نجم الدین گیلانی کا نوکر ہوا اور اُسوقت نجم الدین گیلانی بندر گووہ مین کشور خان غلام خواجہ شہید کی طرف سے بندر گووہ کے انتظام مین قیام کرتا تھا وہ اُس شہر کی کوتوالی کے سبب شجاعت اور مردانگی مین مشہور ہوا قضارا نجم الدین گیلانی بندر گووہ مین فوت ہوا اور بہادر کے دل مین مخالفت کی ہوس جاگزین ہوئی اور ۸۹۸ھ آٹھسو اٹھانوے ہجری مین بندر گووہ کے بندوبست مین مشغول ہوکر کشور خان کے تمام علاقہ پر متصرف ہوا اور چند روز مین وائل اور چیول اور کلہرا اور پٹالہ اور کولاپورا اور سروالہ اورنگاون اور مرج کو اپنے قبضہ مین لایا اور بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بہم پہونچائے اور جزیرۂ مہایم کو جو شاہان گجرات سے تعلق رکھتا تھا لیا اور کمال خان اور صفدر خان جو شاہ گجرات کی طرف سے مع لشکر جرار دریا کے راستہ سے آئے تھے اُنسے لڑا اور اُنھین گرفتار کرکے مقید کیا اور اُنکا اثاثہ شاہی غارت کرکے اپنے اسباب شوکت مین شامل کیا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان سوائی کے ساتھ لڑنے بھڑنے مین برابر رہتا سر نہ جھکاتا تھا بلکہ قلعہ جام کھنڈے جو یوسف عادل خان کے وسط ولایت مین تھا حسن تدبیر سے اُسے بھی اُسکے آدمیون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اس فکر مین ہوا کہ ملسے بھی بیجاپور سے بیجاکرے اور چونکہ دفع اُسکا بآسانی میسر نہ تھا دونون بزرگوار اُس سے طریق مدارا اور ہوا سا مسلوک رکھتے تھے یہانتک کہ سلطان خود بنفس نفیس اُسکے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری دونون نے اس امر کو اپنے اقبال سے تصور کیا اور جیسا گذرا سلطان کی مدد کے واسطے روانہ ہوے سلطان محمود شاہ نے اول بہادر گیلانی کو فرمان بھیجکر سلطان گجرات کے نوشتہ سے اعلام کیا اور لکھا کہ کمال خان اور صفدر خان کو مع اُن اشیا کے جو جہازون مین تھی شاہ گجرات کی درگاہ مین بھیج بہادر گیلانی نے جب سُنا کہ خدمتگار سلطان کا فرمان لاتا ہی اپنے راہدارون اور محافظون کو لکھا کہ اُسے قصبۂ مرج سے آگے نہ بڑھنے دینا اور زبان جرأت کی لاف وگذاف مین کھولی اور جب یہ خبر سلطان کے سمع مبارک مین پہونچی اور افواج ملکی بھی سب جمع ہوئی

بکوچ متواتر اُسکی دفع مین متوجہ ہوا اور بعد قطع مراحل وطے منازل جب قلعہ جام کھنڈے مین پہونچا قطب الملک دکنی کو جو طرفدار تلنگ تھا اُسکی فتح کے واسطے مامور کیا اور جماعت گیلانی جو بہادر گیلانی کی طرف سے اس قلعہ مین تھی بالاے برج آن کر جنگ مین مشغول ہوئی ناگاہ ایک تیر قطب الملک دکنی کے سینہ پر لگا اور آن واحد مین اُسے بیجان کر کے مقابل سے نکل گیا سلطان نے اسکا جنازہ دار السلطنت کیطرف روانہ فرمایا اور سلطان قلی خواص ہمدانی کو قطب الملک خطاب دیکر قصبہ کوتگرا اور درکی اور بعضے اور ممالک تلنگ سے اُسے جاگیر عنایت فرمائی اور چند روز مین اس قلعہ کو امان دیکر مفتوح کیا اور یوسف عادل خان کے متعلقون کو سپرد کر کے منگلبیر کی طرف جہان یوسف عادل خان کی مزاحمت کے خوف سے بہادر خود مقیم تھا متوجہ ہوا لیکن ابھی فوج سلطانی قلعہ پر نہ پہونچی تھی کہ بہادر نے وہان سے راہ فرار ناپی اور سلطان نے اُس قلعہ کو کہ بہادر گیلانی اُسکا بانی تھا اور اُسی عرصہ مین اسکی عمارت اتمام کو پہونچائی تھی تین روز مین فتح کیا اور قاسم کی صلاح سے مرج کی طرف روانہ ہوا اور بعضے سردار بہادر گیلانی کے کہ اُس تین روز مین قلعہ مین آکر متحصن ہوے تھے پھر قاسم برید کے مدافعہ مین مشغول ہوے اور وہان کے حاکم نے میدان مین آکر آتش جنگ کو مشتعل کیا اور ان مین کے اکثر مقتول ہوے اور بقیۃ السیف سانپ کے مانند سوراخ قلعہ مین داخل ہوے اس صورت مین قاسم برید اور تمام امرا نے یہ صلاح کی کہ مورچے قسمت کر کے اطراف سے چند سرنگ قلعہ کے اندر لیجاوین تو قلعہ کا پانی خندق مین در آوے اور بے آبی سے حصاری ہلاک ہووین اور ہر برج کے مقابل ایک برج باہر تیار کرین تو راہ فرار مسدود ہو آخر قلعہ دار نے حیران ہو کر امان طلب کی اور سلطان نے قاسم برید کی استرضا سے امان دی اور دو سو گھوڑے عراقی اور عربی بہادر گیلانی کے نائب کے مع اسلحہ فراوان دستیاب ہوے اور بہادر کے سپاہیون کو آگاہ کیا کہ جو نوکر ہووے اُسے اہلکار وظیفہ اور جاگیر دیوین اور جو کہ بہادر گیلانی کے پاس جاوے راہدار اُسکے گھوڑے اور اسباب سے متعرض نہووین مقلون نے عرض کی کہ ہم کیونکر بہادر گیلانی کے روبرو جاوین گھوڑے اور ہتھیار ہمارے ضائع ہوے اور قلعہ ہمارے قبضہ سے نکل گیا اس زیست سے مرنا بہتر ہی اگر سلطان ہمارے قتل کا حکم کرے بہترین عنایت ہوگی سلطان کو اُس جماعت کا اخلاص پسند آیا اور محظوظ ہو کر فرمایا کہ تمام گھوڑے اور ہتھیار اُن کے سپرد کر کے بہادر گیلانی کے پاس بھیجین اور اُسی عرصہ مین مرج سے کوچ کر کے بیجاپور کی طرف سوار ہوا اس وقت بہادر گیلانی کے دوستون مین سے ایک جماعت نے جو اُردوے سلطانی مین تھی اُسے یہ پیغام دیا کہ سلطان تیرے اوپر نظر عنایت مبذول رکھتا ہی اگر پیشکش بھیجکر ابواب معذرت مفتوح کرے یقین ہی کہ یہ ممالک پھر تجھے ارزانی کر کے مراجعت فرماوے بہادر گیلانی نے اول نصیحت دوستون پر عمل کر کے خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو جو مرد مشار الیہ تھا اظہار بندگی اور اخلاص کے واسطے اُردوے سلطانی مین روانہ کیا اتفاقاً جس روز کہ خواجہ نعمت اللہ آستان بوسی سے شرفیاب ہو کر حق رسالت بجالایا بخشندہ بے منت نے اُسی دن کہ ستائیسوین ماہ رجب سنہ مذکور کی تھی شاہ کو فرزند موسوم باحمد کرامت فرمایا اور اُس خسرو با اقتدار نے تاج لپنے نور بصر کے زیب فرق کر کے جشن کی بزم آراستہ کی اور قاسم برید کی صوابدید سے خواجہ نعمت اللہ کی میمنت قدوم کا بہانہ کر کے بہادر گیلانی کی تقصیرات معاف کین اور یہ ارشاد کیا کہ وہ اگر

ہماری ملازمت کو حاضر ہووے اور دو زنجیر فیل اور مال مقرری ہماری کچہری تحصیلی مین پہونچاوے قلعہ اور
آبادی اُسکے جو اُسکے تصرف سے برآوردہ ہوئے ہین پھر ساتھ اُسکے مقرر اور مفوض رکھون خواجہ نعمت اللہ نے
یہ مژدہ سُنکر بہادر کو خط لکھا کہ تو خط ہذا پڑھتے ہی آپ کو جلد شاہ کی خدمت مین پہونچا تو تیرے ملتمسات
درجہ قبولیت کو پہونچین جب مکتوب خواجہ کا اُسے پہونچا پھر زاغ غرور نے بیضۂ عجب وپندار کا اُس کے
کلاخ دماغ مین رکھا اور اس معنی کو شاہ اور قاسم برید کے عجز و زبونی پر گمان کرکے پیغام دیا کہ مین چاہتا ہون
کہ امسال خطبا بنام شہر احمد آباد بیدر مین پڑھون اور سال آیندہ احمد آباد گجرات مین اور حالانکہ قاسم برید کا خیال
فقط یہ تھا کہ اگر بہادر کو مستاصل کریگا یوسف عادل خان بعد مراجعت شاہ اس ولایت پر بزور خود متصرف
ہوگا الغرض شاہ یہ خبر سُنکر پیادہ سے کلہر کی طرف آیا اور قلعہ کلہر کہ وہ بھی بہادر گیلانی کے آثار سے تھا
مفتوح کیا اور قصبہ کو غارت کرکے اسکے اخراج مین راسخ اور جازم ہوا اور بہادر گیلانی قلعہ مرچ اور کلہر کی
فتح سے متحیر ہوا اور سمجھا کہ قلت تدبیر سے امر خطیر کا ارتکاب کیا ہوا اور اس درمیان مین ملک شمس الدین ملازمی
جو بہادر گیلانی کی طرف سے حاکم و اہل کار تھا قصبہ کلہر کی غارت کا سُن کر باتفاق زمینداران اُس حدود کے
سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور بہادر گیلانی زیادہ تر ورطۂ اضطراب مین پڑکر قلعہ پنالہ مین کہ اس
حدود مین اس قلعہ سے محکم تر نہین ہی در آیا چونکہ وہ جلد مفتوح نہین ہوسکتا تھا اسواسطے سلطان کولاپور کی طرف
متوجہ ہوا کہ وہانسے دریاے بندر دابل کے تماشا کو روانہ ہووے بہادر گیلانی نے بتصور باطل قلعہ پنالہ سے
برآمد ہوکر بسبیل استعجال اپنے تئین کولاپور پہونچایا کہ سلطان کا سدراہ ہوکر شور حرب گرم کرون اور آخر کو
صولت شاہی سے ہراسان ہوکر بھاگا اور بہت آدمی اُس سے کنارہ کش ہوے اور کچھ اُسمین سے شاہ کی
ملازمت مین حاضر ہوے اور بعضے یوسف عادل خان کے پاس گئے اور بادشاہ نے قاسم برید کی صلاح سے
فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو کہ اس سفر مین ہمراہ رکاب تھا مع عین الملک و میمنہ خان
لشکر احمد نظام الملک بحری کو قلعہ پنالہ اور اُس نواح کے ضبط اور سرانجام کے واسطے بھیجا تاکہ بہادر گیلانی قلعہ
پنالہ مین آپ کو نہ پہونچا سکے اور سلطان خود کولاپور مین پہونچا جو موسم برسات تھا وہان مقام فرمایا اور بہادر گیلانی نے
جب اس ارادہ سے اطلاع پائی اوج استکبار سے افتقار کے گڈھے مین گرا اور پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور
خواجہ مجد الدین کے بذریعہ عریضہ بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سلطان قولنامہ اپنی مہر اقدس اور ملک قاسم برید اور
اعیان درگاہ کے دستخط اور گواہی سے صادر فرماوے باطمینان تمام حاضر حضور ہوکر باقی عمر جادۂ اخلاص سے
تجاوز نکریگا شاہ نے نائرۂ فساد کی تسکین کے واسطے اس مرتبہ بھی اُس کی استدعا قبول کی اور موافق مدعا
قولنامہ بھیجا بلکہ حسب التماس خواجہ نعمت اللہ تبریزی کے زیادتی اطمینان کے واسطے شرف الملک صدر جہان
اور زین الدین حسن قاضی کو بھی ہمراہ کیا اور یہ جماعت ساحل آب پر کہ حائل تھا پہونچی خواجہ نعمت اللہ پیشتر پانی سے
عبور کرکے بہادر گیلانی کے پاس گیا اور شاہ کے الطاف اور آنے شرفا اور اعیان سے اطلاع بخشی پھر اُس
تیرہ بخت کی بلاے برگشتہ ہوئی اور نچاہا کہ قدم صواب کا بادیہ توفیق مین رکھے آخر خواجہ نے اُن کے ہمراہیون نے
آنکر کیفیت راست براست بیان کی اس عرصہ مین قدم خان اور قطب الملک نے بھی آب سے عبور کرکے

آپ کو بہادر کے پاس پہونچایا اور بہادر گیلانی اُن کے آنے سے خوش ہوا اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا لیکن
دل زنگ خوردہ اُس کا مصقل پند و نصیحت سے پاک نہوا اور کسی کا ارشاد کام نہ آیا جب یہ بھی پلٹ آئے
مشرف الملک صدر جہان اور قاضی زین الدین نے بھی جاکر دُرِ نصائح اُس سے دریغ نرکھے اور بہت فہمائش کی
لیکن جو وہ راہ حق سے بہت دور تھا اور لشکر اقبال نے مساعدت نکی دفع الوقتی مین مشغول ہوکر بولا کہ اگر
بادشاہ قلعہ مرج کی طرف معاودت فرماوے اور خواجہ پاے قلعہ پنالہ سے برخاستہ کرے بندہ وہان آنکر ملازمت
کریگا سلطان محمود شاہ نے ناچار بعد مراجعت مخادیم فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان کو قلعہ پنالہ سے طلب کیا
اور بہ خلعت خاص اور پٹکہ مرصع اختصاص دیکر بہادر گیلانی کے واسطے مامور فرمایا اور خواجہ قطب الملک
اُن اُمرا کے باتفاق جو مہم قلعہ پنالہ مین اُس کے ہمراہ تھے روانہ ہوا اور شاہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا بہادر آپکو
پنالہ مین پہونچادے اور محنت ورانہ ہو قطب الملک کو قلعہ پنالہ کے محاصرہ کے واسطے روانہ کیا لیکن
جب خواجہ بہادر گیلانی کے قریب پہونچا دوسرے دن فوج آراستہ کرکے اُسکی جنگ مین مشغول ہوا اور بہادر بھی
نہایت غرور اور استکبار سے دو ہزار سوار کہ اُنمین اکثر گیلانی اور مازندرانی اور عراقی اور خراسانی تھے اور
پندرہ ہزار پیادہ اور توپ اور تفنگ بسیار سے مقابل ہوکر نہایت شدت سے جنگ مین مصروف ہوا ناگاہ
ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر اُسکے پہلو پر پہونچا کہ مرغ نیم بسمل کی طرح پھڑک کر سرد ہوا اس درمیان مین
زنبخان خواجہ کا بھائی اور بقولے مینہ خان سپہ سالار ملک احمد نظام الملک بحری نے بضرب نیزہ اُسکو
خانہ زین سے جدا کرکے خاک مذلت پر ڈالا اور خواجہ نے سر پُر غرور اُسکا کاٹ کر مظفر و منصور ہوکر علم مراجعت
بلند کیا اور شاہ نے اُسنے دوبارہ خلعت خاص اور کمربند مرصع اور اسپ تازی اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا
اور لفظ مخدوم اُسکے خطاب مین زیادہ کی اور بعد دو تین دن کے قلعہ پنالہ مین گیا اور تماشا کرکے عین الملک کنعانی کو
بندر کووہ کی طرف بھیجا تو اُسکے بھائی ملک سعید کو دلاسا کرکے مع مال اور جہات حضور مین لاوے اور قاسم بریدترک کی صلاح سے جاگیر بہادر گیلانی کی ملک عین الملک کنعانی کے تفویض کرکے ایک جماعت مخصوصوں کے
کہ قاسم برید بھی ازانجملہ تھا بندر دابل کی طرف سوار ہوا اور سواحل دریا کا تماشا کرکے عازم مراجعت ہوا اثناے راہ مین
جب اطراف بیجاپور مین پہونچا یوسف عادل خان نے ایلچی بھیجکر قدوم میمنت لزوم کی التماس کی اور سلطان نے
اُردو کو دار الملک کی طرف روانہ کیا اور خود مع قاسم برید اور ایک جماعت مخصوصون سے بیجاپور مین آیا
اور کالا باغ مین جو ساختہ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان تھا نزول کیا اور عیش و عشرت مین
مشغول ہوا اور خان معزی الیہ نے پیشکش گذرانے اور لوازم ضیافت مین نہایت کوشش کی اور سلطان بعد
دو ہفتے کے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور قاسم برید کی صلاح سے سلطان محمود شاہ گجراتی کو گھوڑے تازی
اور نقد یعنی زر سرخ اور سفید مرحمت فرمایا اور مورخین کا اتفاق ہی کہ پانچ من مروارید یونزن دہلی اور پانچ
زنجیر فیل اور ایک خنجر مرصع برسم سوغات سلطان محمود شاہ گجراتی کے واسطے گجرات بھیجا اور کمال خان اور
صفدر خان اور تمام مردم گجراتی کو جو بہادر گیلانی کے محبس مین تھے مع بیس جہاز کہ بہادر مذکور نے
غارت کیے تھے شاہ گجرات کے متعلقون کے سپرد کیے اور سنہ ۹۰۱ نوسو ایک ہجری مین ملک قطب الملک

بہمانی کو جو سلاطین قطب شاہیہ کا جد ہے تمام ممالک تلنگ کا طرفدار کر کے گلکنڈہ اور ورنگل کو
اُسکے جاگیر قدیم پر افزون کیا اور دستور دینار حبشی جو قطب الملک دکنی کے مقتول ہونے کے بعد ورنگل کا
طرفدار ہوا تھا معزول ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد کے موافق حسن آباد گلبرگہ اور ساغر مع مضافات
اُسکے جاگیر پائی اور جو یہ مقدمہ شاہ کے سمع مبارک مین پہونچا یا تھا کہ منصب دار اُمرائے کبار کی تقویت
کے سبب باغیگری کے باعث ہوتے ہین قاسم برید کی تحریک سے اُمرا کے سوا تمام منصب دار دنکو جو دستور
دینار حبشی کی جماعت مین داخل ہوئے تھے اُس سے جدا کر کے خاصۂ خیل مین جمع کیا اور اُسوقت سے اب تک
منصب داران دکن داخل اُمرا نہوئے مثل سلحدارون کے سلک لشکر خاصہ شاہی مین رہتے ہین اور انھین سرگروہ
اور حوالہ دار کہتے ہین اور سید اشرف دکنی سے کہ جسنے سلطان محمود شاہ کی خدمت کی تھی مین نے سُنا ہے
کہ بیستی سے پانصدی تک کو منصب دار کہتے تھے اور پانصدی سے جو بالاتر ہوتا تھا اُسے اُمرا کے
زمرہ مین شمار کرتے تھے القصہ دستور دینار حبشی منصب دارون کے جدا کرنے سے دلگیر و ناراض ہوا اور
باتفاق عزیز الملک دکنی کے علم مخالفت کا بلند کیا اور سات آٹھ ہزار حبشی اور دکنی فراہم لا کر بہت مملکت تلنگ
کو ولایت گلبرگہ کے نزدیک تھی شاہ کے بلا حکم متصرف ہوا اور شاہ نے قاسم برید کی صلاح اور ہدایت سے
یوسف عادل خان سے کمک طلب کی اور یوسف عادل خان نے اُس طرف لشکر بھیجا اور شاہ اور قاسم بریدبھی
اُس سے ملحق ہوئے اور دستور دینار حبشی اور عزیز الملک باتفاق جمیع اُمرائے دکنی اور حبشی قصبہ منہدری
کے قریب صفوف حرب آراستہ کر کے شاہ کے مقابل آئے **بیت** دو لشکر بہم برکشیدند کوس ؛ چو شطرنجے
از عاج وز آبنوس ؛ اُس کے بعد طرفین حرب و ضرب مین مشغول ہوئے لیکن بمضمون الجمع دیولون الدبر کا
مضمون حبشیون نکے چہرۂ احوال پر چمکا یوسف عادل خان کے ترددہائے مردانہ کی برکت سے کہ سردار میمنہ تھا
باغیون پر شکست پڑی اور دستور دینار حبشی زندہ اسیر ہوا اور شاہ نے اُسکے قتل کا حکم صادر فرمایا واٰخر کو
یوسف عادل خان کی سفارش سے اُسکی جان بخشی ہوئی اور پھر اقطاع حسن آباد گلبرگہ اور ساغر وانند و غیرہ
نوازش فرمائی اور اموال اُسکے سے جو کچھ سرکار مین لائے تھے واپس دیکر قلعہ ساغر کی طرف روانہ کیا
لیکن چونکہ بعض سرداران معرکہ نے بھاگ کر اُس قلعہ مین پناہ لیکر متحصن ہوئے تھے اُنھین محاصرہ کیا
چنانچہ جوانان پیکار طلب نے حملۂ اول مین حصار اولین کو فتح کیا پھر متحصنون نے آپ کو حصار بالا مین کھینچا لیکن
تاب مقاومت اپنی سے مفقود دیکھکر بعد چندروز کے امان طلب کی اور قلعہ کو سپرد کیا اور شاہ اُسے
یوسف عادل خان کے تفویض کر کے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین یوسف غلام دکنی
اور میرزا شمس الدین اور نعمت آلہی اور تفرش خان دکنی اور ایک جماعت جو سلطان کی ملازمت مین قرب اور
منزلت رکھتے تھے درمیان مین ایک دوسرے کے اور اتراک دولتخانہ کی بیعت کی اور قاسم برید اور دوسرے
ترک نے اُنکی کیفیت اتفاق پر اطلاع حاصل کی اور علاج واقعے کے وقوع سے پیشتر کر کے میرزا شمس الدین
اور تفرش خان دکنی اور یوسف غلام دکنی کو مع تمامی معاونین مقتول کیا اور پھر دوسرے ترکون اور دکنیون کے
قتل مین جو اس معاملہ مین شریک تھے مشغول ہوئے اور شاہ نے خود سوار ہو کر آتش نہب غارت و قتل عام کو

ساکن فرمایا اور اس صحبت کے باعث اتراک سے رنجیدہ ہو کر ایک مہینے کامل اُنکا سلام نہ لیا اور آخر شاہ محب اللہ
کے وسیلہ سے پابوسی کو حاضر ہوے اور معذرت کی اور شاہ نے جبراً اور کرہاً اُن کا جرم معاف کیا اور
لوازم غفلت اور بیخبری مین کہ مراد شرب اور استماع نغمات اور معاشرت پریرویان سرو قد سے ہو مشغول ہوا
اور ایکبارگی اُسکا رعب اور دبدبہ تمام ادنیٰ اور اعلیٰ کے دلون سے دور ہوا اور ۹۰۳ نوسوتین ہجری مین سلطان
محمود شاہ نے ارادہ کیا کہ بی بی ستی دختر یکسالہ یوسف عادل خان کو شاہزادہ احمد کے واسطے جو چار برس کا تھا
خواستگاری کیجے اور بعد کہنے سننے اور آمد و شد مردمان جانبین کے یہ مقرر ہوا کہ حسن آباد گلبرگہ مین جشن شادی
طوی مرتب کرکے قواعد عقد وقوع مین آوین اس واسطے شاہ بجاہ اور وہ خان والاشان گلبرگہ مین آن کر
اسباب مہمانی کے تہیہ مین مشغول ہوے اور اثناے جشن وسرور مین قاسم برید اوڈلیسہ اور اودگیر سے اور
فخرالملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان قلعہ پرندہ سے شاہ کی بساط بوسی سے فائز ہوے اور اُن کے روبرو
قاضی عبدالسمیع عسکر نے عقد مناکحت باندھی اور یون مُعین ہوا کہ جب عروس دس برس کی ہو شاہزادہ کے
سپرد کرین اور ابھی لوازم جشن وطوی درمیان مین تھے کہ دستور دینار اور یوسف عادل خان نے اقطاع گلبرگہ پر
نزاع کی کسواسطے کہ مقصود یوسف عادلخان کا یہ تھا کہ حسن آباد گلبرگہ والند اور گنجوتی اور کلیان اسکے قبضہ مین
رہے تاکہ اُسکی ولایت اور سلطان سے فاصلہ اجنبی نہ رہے اور دستور دینار کا ارادہ یہ تھا کہ بیجاپور سے آب بہورہ
کے کنارے تک یوسف عادل خان کے تصرف مین رہے اور حسن آباد گلبرگہ اور انکیر تلنگ کی سرحد تک
میرے قبضہ مین رہے اور جو شاہ کو اس قسم کے اُمور مین دخل مطلق نہ تھا اسواسطے دستور دینار قاسم برید کے پاس
پناہ لیگیا اور صحبت طولانی ہوئی اور قاسم برید اور یوسف عادلخان کے درمیان خشونت اور نزاع واقع ہوئی
ملک قطب الملک ہمدانی نے اتحاد مذہبی کے سبب یوسف عادل خان کی طرف میل کیا اور قاسم برید متوہم ہوکے اپنے
بیٹے جہانگیر خان اور دستور دینار اور خواجہ جہان کے ہمراہ بالند کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادلخان
اور ملک قطب الملک ہمدانی اور ملک الیاس اور عین الملک بساط جشن وطوی تہ کرکے شاہ کی ملازمت مین
حاضر ہوکر اُس جماعت کی تادیب اور گوشمال مین متوجہ ہوے اور گنجوتی کے اطراف مین فریقین کے درمیان
جنگ واقع ہوئی اگرچہ ملک الیاس اور عین الملک نے درجہ شہادت پایا لیکن قاسم برید اور فخرالملک دکنی
المخاطب بخواجہ جہان منکسر اور منہزم ہوکر اوڈلیسہ اور ندیرہ کی طرف راہی ہوے اور یوسف عادل خان کا تسلط
اور استقلال افزون ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شاہ اُسکے روبرو تخت پر اجلاس نفرماتا تھا اور
میان محمد بڑا بیٹا عین الملک مقتول کا یوسف عادل خان کے التماس سے موافق جاگیر پدر پر سرفراز ہوا اور ایک نے
سلطان اور خان سے رخصت لیکر اپنے مستقر آسائش کی طرف معاودت کی اور قاسم برید پھر فرصت پاکر شاہ کی خدمت مین
حاضر ہوا اور امر وکالت مین بدستور قدیم مشغول ہوا اس مرتبہ ایسا کیا کہ شاہ کو تشنگی کے وقت پانی بغیر اذن اُسکے
میسر ہوتا تھا اور ۹۰۴ نوسو چار ہجری مین عادل خان لشکر دستور دینار کے سر پر لیگیا اور وہ حسن آباد گلبرگہ سے بھاگ
اور قاسم برید کی تجویز سے آپ کو ملک احمد نظام الملک کے پاس پہونچایا اور جو ملک احمد نے اُس کی امداد اور
اعانت کی یوسف عادل خان تاب مقاومت نہ لایا دارالسلطنت بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور شاہ نے آدھی ملک

نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر اعانت سے منع فرمایا اور اُسنے رعایت ادب شاہ کرکے دست تعرض ولایت
یوسف عادل خان سے کوتاہ کیا اور ایک عرضداشت پایہ سریر خلافت مین اس مضمون سے مرسول رکھی کہ
دستور دینار از مقطع حسن آباد و غلام قدیم اُس آستان سے ہو اور یوسف عادلخان اُس سے ہمیشہ مقام مناقشت
اور مخاصمت مین رہتا ہو اگر امر عالی نفاذ پاوے کہ من بعد غبار فساد کا برپا نکرے عواطف شاہنشاہی اور ذرہ
پروری سے بعید نہ ہوگا اور یوسف عادل خان نے سلطان کے اشارہ کے بموجب اُس سال دستور دینار کو
جان کی امان دی اور سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین قاسم برید فوت ہوا اور اُسکا بیٹا امیر برید اُسکا قائم مقام ہوا اور
باپ سے سو درجہ زیادہ سلطان کی مہمات مین مشغول ہوا اور سلطان کو بیدخل مطلق کیا اور اس سال یوسف عادلخان
فرصت پاکر میان محمد خلف الصدق عین الملک کے ہمراہ گلبرگہ مین گیا اور دستور دینار سے جنگ کرکے
اُسے قتل کیا اور اُسکی جاگیر پر متصرف ہو کر بیجاپور مین خطبہ مذہب امامیہ کا پڑھا اور وہ امر کہ ابتدائے ظہور اسلام سے
اُس روز تک ہندوستان مین واقع نہوا تھا سرزد کیا اسواسطے اہالی دکن اُس سے متنفر ہوئے اور سلطان محمود شاہ نے
امیر برید کی تکلیف سے ملک قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی کو لکھا کہ اس وقت
یوسف عادل خان کسی وجہ سے جادۂ اطاعت مین قدم نہین رکھتا اور نشان خصومت کے بلند کیے ہین اور طریقہ
رفض بدعت کو بلاد اسلام مین ظاہر کیا ہو چاہیے کہ بر فور ورود فرمان سعادت نشان درگاہ کی طرف متوجہ ہووین
اور ہر ایک فرمان کے حاشیہ پر بخط نستعلیق بقلم جلی یہ بیت مرقوم فرمائی **بیت** باسباب شوکت چنان غرہ شد ؎
کہ خورشید در چشم او ذرہ شد ؎ اور ملک قطب الملک ہمدانی مع جمیع امرائے تلنگ درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور فتح اللہ
عماد الملک اور خداوند خان حبشی تساہل اور توقف کرکے عذرخواہ ہوئے سلطان اور امیر برید مضطرب ہوئے اور
ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر مدد کے طالب ہوئے اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی
الملقب بخواجہ جہان مع جمعیت عظیم بسرعت تمام احمد آباد و بیدر کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان سے جاملے
اور یوسف عادل خان نے صلاح اُنکی جنگ مین نہ دیکھی ساغر اور حسن آباد و لشکر کو دریا خان اور فخر الملک ترک کے
سپرد کرکے اپنے فرزند اسمعیل کو جو طفل شیرخوارہ تھا ہمراہ کمال خان سرنوبت اور امرائے معتمد کے مع فیل و خزانہ
بیجاپور کی طرف بھیجا تو قلعہ مین داخل ہو کر ضبط ممالک مین کوشش کرین اور خود پانچ ہزار سوار برید اور کار آمد
ہمراہ لیکر برار کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ اور امیر برید اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی
اور قطب الملک ہمدانی اُسکے تعاقب مین مصروف ہوئے جس مقام سے کہ یوسف عادل خان کوچ کرتا تھا یہ اس مقام مین
قیام کرتے تھے یہانتک کہ کاویل مین جو مضرب خیام فتح اللہ عماد الملک تھا پہونچے اور فتح اللہ عماد الملک نے اُسوقت
صلاح یوسف عادلخان کی حمایت مین نہ دیکھی بولا جو سلطان ہمراہ ہو اسکی جنگ مین اقدام کرنا حسن ادب سے
بعید معلوم ہوتا ہو بہتر یہ ہو کہ تم چند روز برہانپور مین اقامت کرو تو ہم اس بحث کی ایک صورت نکالین
یوسف عادلخان یہ امر قبول کرکے برہانپور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے آدمی احمد نظام الملک بحری اور
قطب الملک ہمدانی وغیرہ کے پاس بھیجا پیغام دیا کہ امیر برید کو پہچاننے والے اُسکو روباہ دکن جانتے ہین
چاہتا ہو کہ یوسف عادل خان کو درمیان سے دفع کرکے اقطاع بیجاپور پر خود متصرف ہو اور وہ جسوقت قوی ہوگا

اور شاہ اُسکے قبضہ اختیار مین ہی نتیجہ خوب نہ ہوگا اور عنقریب اُسکا ضرر دوسرونکو پہونچیگا صلاح یہ ہے کہ
تم سب اپنی اپنی مملکت کی طرف بازگشت کرو تو مین شاہ کو مرکز شاہی کی طرف پھیرون ملک احمد نظام الملک بحری اور
قطب الملک ہمدانی نے فتح اللہ عماد الملک کے مشورہ پر عمل کرکے کوچ کیا اور شاہ کی بلا اجازت اپنے ممالک کیطرف
راہی ہوے اور علی الصباح فتح اللہ عماد الملک نے عریضہ شاہ کو لکھا کہ صلاح دولت یہ ہے کہ شاہ مستقر الخلافت
کی طرف مراجعت فرماوے اور یوسف عادل خان کے جرائم پر قلم عفو کھینچے اور شاہ نے امیر برید کے اغوا سے
یہ امر قبول نہ کیا اور چاہا کہ امیر برید کے اتفاق سے بیجاپور پر چڑھائی کرکے یوسف عادل خان کے تصرف سے
برآوردہ کرے یوسف عادل خان نے خبر مراجعت ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ سُنکر
بسرعت تمام آپکو برہانپور سے فتح اللہ عماد الملک کے پاس پہونچایا اور دونون باتفاق افواج آراستہ کرکے
بقصد جنگ اُردوے شاہ کی طرف متوجہ ہوے اور امیر برید نے طاقت مقابلہ اپنے مین نہ دیکھکر مال و اسباب
اُس مقام مین چھوڑا اور سلامتی کو غنیمت جانکر شاہ کے ہمراہ رکاب احمدآباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور یوسف
عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور فخر الملک دکنی الملقب بخواجہ جہان ۹۱۶ھ نو سو سولہ ہجری مین قضاے
الٰہی سے فوت ہوے اور اولاد اُنکی ساتھ اُس تفصیل کے کہ مشروحاً گذارش ہوگی مسند کامروائی پر جلوہ گر ہوئی
اور امیر برید حکومت بیجاپور کو اپنی تصور کرکے اُسکے تسخیر مین زیادہ ساعی ہوا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوا دولت و سلطنت
اُس خاندان کی اسوقت تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور تئیس ۱۰۲۳ ہے تائید آسمانی سے صفت دوام اور بقا کی رکھتی ہے
اور ۹۱۸ھ نو سو اٹھارہ ہجری مین قطب الملک ہمدانی بھی سلطنت کی فکر مین پڑا نام بادشاہ کا خطبہ سے گرا کر
نوبت شاہی پنج وقتی بجانے لگا اور شاہ کے واسطے ہر مہینے مین پانچ ہزار ہون نقدی بھیجتا تھا اور ۹۲۰ھ نو سو بیس
ہجری مین امیر برید فکر محال مین پڑا اور فتح اللہ عماد الملک اور قطب الملک ہمدانی کو فریب دیکر دروازہ خزانہ
بہمنیہ کا کھولا اور جمعیت فراوان بہم پہونچاکر شاہ کے ہمراہ دار السلطنت سے برآمد ہوا اور دستور دینار کے متبنٰی
مسمی جہانگیر خان کو دستور الممالک خطاب دیکر حسن آباد گلبرگہ کو کہ اسمعیل عادل خان کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا
اُسے جاگیر دیا اور وہ تھوڑے عرصہ مین دو تین ہزار دکنی اور حبشی فراہم لاکر آب بھیورا کے اُس پار کے قلعونکو
سواے ساغر کے نلدرگ تک اپنے ضبط مین لایا اور اُسی یورش مین شاہ اور امیر برید نے برہان نظام الملک بحری
اور قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی اور بیس ہزار آدمی لیکر آب بھیورہ سے عبور کرکے کوچ بہ کوچ
کرتے ہوے بیجاپور مین آئے اور اسمعیل عادل خان صحراے قصبہ الن پور مین کہ شہر بیجاپور کے کنارے واقع ہے
لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مصروف ہوا اور امیر برید کو بحال ابتر میدان قتال سے ہزیمت دی اور سلطان
محمود شاہ کہ گھوڑے سے گرکر مجروح ہوا تھا مع شاہزادہ احمد معرکہ مین رہا اور اسمعیل عادل خان وہ تعظیم اور تکریم
جو بادشاہون کے لائق ہے بجا لایا اور چاہا کہ بادشاہ کو بیجاپور لیجاوے شاہ کمال انفعال سے انکار کرکے
قصبۂ الندپور مین فروکش ہوا اور میرزا لطف اللہ ولد شاہ محب اللہ اُسکے زخمون کی اصلاح مین مشغول ہوے
اور وفاداری اور خدمات شائستہ مین کچھ کمی نہ کی اور شاہ بعد چند روز کے اسمعیل عادل خان کے ہمراہ حسن آباد
گلبرگہ مین گیا جشن طوی عظیم فرمایا اور بی بی ستی خواہر اسمعیل عادل خان کو کہ شاہزادہ کے عقد مین تھی اُسکے سپرد کیا

اور چار پانچ ہزار سوار مغل اسمعیل عادل خان سے کمک لیکر احمد آباد بیدر کی سمت توجہ فرمائی امیر برید شہر خالی کرکے
قلعہ اوڈیسہ مین گیا اور شاہ نے بخاطر جمع اپنے مرکز کی طرف قرار پکڑا اور امرائے اسمعیل عادل خان نے جب سُنا کہ
امیر برید برہان نظام الملک بحری سے ملتجی ہوکر مع لشکر عظیم شہر بیدر کی طرف متوجہ ہوا ہے مصلحۃً توقف مین نہ دیکھی
جلد مراجعت کی اور امیر برید نے بسبیل استعجال احمد آباد بیدر مین آکر بدستور سابق شاہ کو نگاہ رکھا اور اسمعیل
عادل خان کی خویشی کے سبب اُسکی ہوشیاری اور محافظت اور سخت گیری مین نہایت کوشش کرتا تھا یہانتک کہ
شاہ دل تنگ ہوکر احمد آباد بیدر سے بھاگا اور آپ کو کاویل مین علاء الدین عماد الملک کے پاس پہونچا کر اعانت
طلب کی اور علاء الدین عماد الملک اسکا اعزاز بہت کرکے اُسکے ہمراہ امیر برید کے دفع کرنے کے واسطے روانہ ہوا
اور [illegible] کے حوالی مین پہونچا امیر برید قلعہ بند ہوا اور کمک کے واسطے آدمی برہان نظام الملک بحری کے پاس
بھیجے اور اسنے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان کو اُسکی مدد کے واسطے روانہ کیا اور امیر برید اُس سے جاملا
اور باتفاق افواج آراستہ کرکے سلطان اور علاء الدین عماد الملک کی جنگ مین متوجہ ہوئے اور عماد الملک بھی
خیل وحشم کی ترتیب مین مشغول ہوکر عازم مصاف ہوا لیکن صف آرائی کے وقت سلطان غسل مین مصروف تھا
اور عماد الملک نے اپنے ایک معتمد کو شاہ کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آتش جنگ افروختہ ہوا چاہتی ہے
آپ بھی تشریف لائیے ایلچی نے جب شاہ کو غسل مین مشغول پایا از روے اعتراض بولا جو بادشاہ کہ بوقت جنگ
غسل مین مصروف ہووے یقین کہ امرا کا دست فشان اور دست نگر ہوگا بیت ہر کہ با اہمل و کاہلی پیوست شد
پایش از کار رفت و کار از دست ۃ جب یہ کلام شاہ کے گوش زد ہوا نہایت طیش آیا اور حالت غضب مین
فی الفور گھوڑے پر سوار ہوا جب صف کے قریب پہونچا گھوڑے کو تازیانہ مارکر امیر برید کی صف مین ملحق ہوا
اور عماد الملک جب اس قضیہ پر مطلع ہوا اپنی ولایت کی طرف بھاگ گیا اور امیر برید فائز المرام ہوکر باطمینان تمام
شہر مین داخل ہوا اور بادشاہ کی محافظت اس طور سے کی کہ دوبارہ اُسے مجال فرار نہ رہی اور آن حضرت
دل مال و ملک سے اُٹھا کر سلطان سنجر کی طرح کہ اتراک کے ہاتھ مین گرفتار تھا امیر برید کے ہاتھ مین اسیر ہوئے
نہ مُردون مین تھے نہ زندون مین تھے کسواسطے کہ تمام کوتوال اور محافظ امیر برید کی طرف اُنکی حفاظت کے واسطے
اور تھے قصبہ کھنانہ کے سوا جو شہر سے دو فرسخ پر واقع ہے باقی امیر برید اپنے تصرف مین لیکر اکثر اوقات
قندھار اور اوڈیسہ کی حکومت پر اشتغال کرتا تھا اور کبھی کبھی تختگاہ مین آکر شاہ کو دیکھتا تھا اور اگر کبھی
شاہ تنگی معاش سے شکایت کرتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا کہ وزرا اطراف کے کہ اصطلاح دکن مین اُنھین امرا
کہتے ہین چار طرف سے دار السلطنت کے پانچ چھ کوس اُدھر تک متصرف ہین اور قدر سے علاقہ
جو میرے تصرف مین ہے زر حاصل اسکا خیل وحشم اور فیلان خاصہ کو کفایت نہین کرتا ہے اور اس سبب سے
کہ سلطان محمود شاہ اور اسکا بیٹا شاہزادہ احمد دونون بے رشد اور پست فطرت اور خفیف العقل و عیش دوست
اور فراغت طلب تھے کوئی انکو ایک لحظہ ہوشیار نہ پاتا آخر اُنھون نے شراب و کباب اور معشوق اور ساقی اور تختگاہ اور
قصر پر قناعت کی اور ۹۲۳ھ نو سو تیئس ہجری مین فرزند خداوند خان حبشی جو ماہور کا علاقہ رکھتا تھا جب اسنے
چند مرتبہ قندھار اور اودگیر کو تاخت و تاراج کیا امیر برید سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ماہور کی طرف گیا اور

خداوند خان حبشی کا بڑا بیٹا شرزہ خان جنگ مین مارا گیا امیر برید غالب آیا اور اُسکے بعد علاء الدین عماد الملک نے لشکر فراہم لاکر ولایت ماہور کی استخلاص کے لیے امیر برید سے جنگ کا عزم کیا تو شاہ نے ماہور کو غالب خان بن خداوند خان حبشی پر مسلم رکھکر توابع علاء الدین عماد الملک سے کر کے مراجعت کی اور ماہ ذی الحجۃ الحرام کی چوتھی تاریخ سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین منشور شاہی مین سلطان محمود شاہ بہمنی کا کشتی تقدیر کے ہاتھ مین پیچیدہ ہوا یعنی جام کامرانی عمر بادۂ بقا سے لبریز ہو کر دست اجل سے ٹوٹا و امد الباقی ولیس کمثلہ شی مدت اُسکی بادشاہی کی ساتھ لیے تزلزل اور انقلاب کے سینتیس برس اور بیس روز تھی اور یہ بیت اُسکے نتائج طبع سے ہے بیت در بحر غم فتادم و امواج چیند

تا چند دست و پا بزنم یا علی مدد

ذکر احمد شاہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

امیر برید جو مملکت قلیل تصرف مین رکھتا تھا اور عدد اُسکے نوکرون کے تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف کے خوف سے کہ مبادا طمع احمد آباد بیدر مین کرین ناچار ہوا اور سلطان احمد شاہ ولد سلطان محمود شاہ بہمنی کو تخت احمد آباد بیدر پر متمکن کر کے خطبہ اُسکے نام پڑھایا اور احمد شاہ نے روش اپنے باپ کی اختیار کی نرگس اور لالہ کی طرح بے قدح پیالہ بسر نہین لیجاتا تھا اور امیر برید نے نام سلطنت کا اسپر اطلاق کر کے ایک مکان بعبارات شاہانہ اور آب روان اور درختان موزون و دلکش اُس کے رہنے کے واسطے مقرر کیا اور تاج مرصع بہمنیہ و طنبور اور بساط صراحی اور قدح سلطان محمود شاہ کے کہ تمام مرصع تھے اُسکے پاس رکھکر معین کیا کہ ہر روز اسباب عیش و ابتہاج بقدر احتیاج اُسکے پاس مہیا کرین اور ایک جماعت کو اُس پر تعینات کر کے حکم کیا کہ اور آدمیون کو اُس کے پاس جانے نہ دینا اور سلطان سیر و گشت کے واسطے برآمد نہ ہونے پاوے اور جو وظیفہ کہ امیر برید نے اُسکے واسطے معین کیا تھا کفایت نکرتا تھا اور قطب الملک ہمدانی نے بھی جو کچھ کہ ہر سال سلطان محمود شاہ کے واسطے بھیجتا تھا ہاتھ اُس سے کھینچا تھا اس واسطے تاج بہمنیہ کو کہ چار لاکھ ہون مبصر اُس کی قیمت لگاتے تھے پوشیدہ توڑ کر بتدریج وہ مروارید اور یاقوت و الماس وغیرہ کلاوتون کی جماعت کو کہ اُس کے پاس آمد و شد رکھتے تھے دیتا تھا کہ بیچکر عیش و عشرت کے مصالح مین صرف کرین امیر برید نے اس احوال سے مطلع ہو کر بہت کلاوت بچون کو قتل کیا اور ہر چند سعی کی کہ جواہر دستیاب کرے کچھ اثر اُسپر مرتب نہوا اور سبب اُسکے نہ ملنے کا یہ تھا کہ وہ جواہر جو شخص خریدتا تھا اُس صحبت کے خوف سے بعجلت تمام بیجانگر کی طرف بھاگ جاتا تھا اور سلطان احمد شاہ نے مخفی آدمی اسمعیل عادل خان کے پاس بھیجکر امیر برید کی سخت گیری کی شکایت کی اسمعیل عادل خان نے ایلچی مع تحف و ہدایا احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کر کے زبانی چند پیغام بھیجے لیکن ہنوز ایلچی دار السلطنت مین نہ پہونچا تھا کہ سلطان احمد شاہ بعد دو برس اور ایک مہینے کے یعنی سنہ ۹۲۷ نوسو ستائیس مین بمرض اسہال فوت ہوا

ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے جلوس کا

جب احمد شاہ بہمنی اس تیرہ خاکدان فانی سے وداع ہو کر سرائے جاودانی کی طرف متوجہ ہوا امیر برید نے بحسب ظاہر

لوازم عزاداری و ماتم ادا کیا اور پندرہ روز کے قریب مہمات سلطنت کو ملتوی اور معطل رکھا اور بعد تفکر بسیار -
اُسی لحاظ سے کہ مذکور ہوا خود قدم تخت پر نہ رکھا علاء الدین شاہ کو اپنی صلاح دولت کے واسطے نام کو
شاہ بنایا منقول ہے کہ علاء الدین شاہ سلطان عاقل اور خردمند اور شجاع تھا اور آثار رشد اور اطوار ادراک اسکے
اوضاع سے ظاہر اور باہر ہوتے تھے اور جانتا تھا کہ باپ اور دادا میرے خراب کردہ شراب اور سلطنت باختہ
عیش و عشرت ہوئے شرب شراب اور اکل کباب سے احتراز کر کے امیر برید اور تمام حکام کے دفع پر کہ جنھوں نے
ملک موروثی اسکا تغلب سے لیا تھا ہمت مصروف رکھی اور بمقتضائے الاہم فالاہم دشمن خانگی کا دفع واجب
جانکر بعلامت اور تملق بہت امیر برید سے یہ فرمایا کہ میرے باپ اور دادا ایک لحظہ کبھی ہوشیار نہ رہتے تھے اور
عالم بیخبری میں سخن چینوں کی بات گوش کر کے تیری اور قاسم برید کی قدر نہیں جانتے تھے اسواسطے ضرور ہوا کہ
تم ایسے دو خیرخواہ اُنکی حفظ دولت کے واسطے محافظت اور نگہبانی میں کوشش کریں اور میں ہرگز گرد شراب و مستی کے
نہ پھرونگا اور قدر تجھ ایسے نوکر کی پہچانتا ہوں موکلوں کے سپرد کرنا معنی نہیں رکھتا ہے اگر قدم تیرا درمیان میں نہو
یقین کہ حکام اطراف ہجوم لاکر تھوڑے عرصہ میں دار الملک پر بھی متصرف ہوں اور اسکے قطع نظر اگر خاطر تمہاری
میری طرف سے مطمئن نہیں ہوسکے مجھے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کر کے بفراغ بال زندگانی بسر کرو امیر برید نے باوجود
روباہ بازی فریب کھا کر موکلوں کو دور کیا اور شاہ نے چند روز نہایت طاعت اور فروتنی کی روش رکھی تا کسی کو
وہ امر عمل میں نہ لایا کہ صاحب داعیہ ہونا اُس سے ظاہر ہووے آخر کو حسن تدبیر اور نہایت عقلمندی سے جیسا کہ کوئی
شخص اُسپر مطلع نہ ہووے امیر برید اور اُسکے فرزندوں کے قتل میں ایک جماعت کو متفق کر کے اُنھیں چاند رات کو
اپنے محل میں در لایا اور امیر برید کہ ہر غرہ کو اُسکے سلام کو آتا تھا علی الصباح بطریق عادت برائے سلام و مبارکباد
ماہ نو دربار میں آیا اور ایک پیرزال کہ اس معاملہ سے اصلا خبر نہ رکھتی تھی اذن دخول کے واسطے باہر آئی اور
امیر برید کو اُس مقام میں کہ نشیمن گاہ سلطان علاء الدین تھا تکلیف دی اور وہ مع تین چار فرزندوں اور قرابتیوں کے
عمارت کے قریب گیا اس درمیان میں چھینک نے ایک مردمان مخفی پر غلبہ کیا ہر چند اُسنے روکا نہ رکی اور اُسنے
بزور عطسہ کیا اور آواز اُسکی امیر برید کے گوش زد ہوئی سمجھا کہ یہ چھینک مرد اجنبی کی ہے فوراً پلٹ کر بہت جلد باہر آیا
اور اُس پیرزال کو طلب کر کے استفسار کیا کہ یہ چھینک بادشاہ کی نہ تھی سچ بتا کون چھینکا تھا اور اندر کون ہے
پیرزال نے جواب دیا مجھے اصلا خبر نہیں ہے امیر برید نے ایک جماعت خواجہ سراؤں کی محلسرا میں بھیجکر حقیقت حال
دریافت کی اور اُس جماعت کو اپنے روبرو پکڑ بلوایا اور ہر ایک کو عذاب طیر مکر سے ہلاک کیا اور شاہ علاء الدین کو
اُسکے بعد کہ دو برس اور تین مہینے شاہی کی تھی معزول اور محبوس کر کے عرصہ قلیل میں ہلاک کیا اور عارفان معاملہ شناس
پر روشن اور ہویدا ہے کہ اس بادشاہ سے حسن تدبیر میں کوئی تقصیر واقع نہوئی آخر کو طالع کی زبونی نے کام اُس
انتہا کو پہونچایا کہ لنگر دولت اُسکی کشتی حیات کا بحر فنا میں غرق ہوا بیت جہان گشتم و دردا بہیچ شہر و دیار نیافتم کہ فروشند
بخت در بازار اور امیر برید نے من بعد اسم شاہی ولی اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ پر اطلاق کر کے خطبہ سلطنت کا اُسکے نام پڑھا

ذکر شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جب شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین برس امیر برید کا دست نگر ہو کر روٹی اور کپڑے پر قناعت کرتا رہا اور آخر کو

اُسنے بھی اپنے استخلاص مین کوشش کی امیر برید نے اس حال سے واقف ہو کر اُسے بھی حرم سرا مین قید کیا اور اُسکی منکوحہ سے میل کر کے شاہ کے قالب عنصری کو خنجر ظلم سے شکستہ کیا اور اُسکے نہال قامت کو تیشۂ اجل سے کہ جو بہار اقبال پر سربلند ہوا تھا بُن سے کچل دیا اور اُسکی منکوحہ پر متصرف ہوا رباعی گل صبحدمی بخود برآشفت و بریخت × با باد صبا حکایتے گفت و بریخت × بد عہدی دہر بین کہ گل در دہ روز × سر برزد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت × اور بعد اس واقعہ کے اُسکا چھوٹا بھائی شاہ کلیم اللہ بہمنی جو یوسف عادل خان کا نواسہ تھا نام کو بادشاہ ہوا

ذکر شاہ کلیم اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس اور خاتمہ کار بہمنیہ کا

اور جب وہ تخت پر بیٹھا شاہی کے نام کے سوا اور کچھ اپنے نصیب مین نہ دیکھکر خانہ نشین ہوا اور مجلس سے بھی برآمد نہوتا تھا یہانتک کہ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین بابر بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر دہلی کو اپنے قبضہ مین درلایا اور دبدبہ اُسکی بادشاہی کا عالمگیر ہوا اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری و سلطان قلی قطب شاہ نے عرائض اخلاص آمیز درگاہ مین ارسال کین اور شاہ کلیم اللہ نے بھی یہ اخبار سنکر ایک اپنے معتبر کے تغیر لباس کر کے مع عریضہ بابر بادشاہ کے پاس بھیجا اور خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ تقدیر کے موافق یا عدم تدبیر سے ملازمان قدیمی دکن کے اطراف و جوانب کو غصباً لیکر اس دولتخواہ کو محبوس رکھتے ہین اگر وہ حضرت سمند عزیمت اسطرف معطوف فرماوین اور بندۂ با اخلاص کو اس گرفتاری سے نجات بخشین مملکت برار اور دولت آباد بندگان درگاہ کی تسلیم کرونگا اور بابر بادشاہ نے بوا ابھی استقلال تمام بہم نہ پہونچایا تھا اور شاہان ہند اور گجرات بھی فاصلہ پر تھے کچھ اثر اُس پر مترتب نہوا اور یہ خبر فاش ہوئی اور شاہ کلیم اللہ محافظت سے جان بچا کر سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری مین بیجاپور کی طرف گیا جب اُسکے ماموں اسمعیل عادل شاہ نے قصد اُس کی گرفتاری کا کیا وہ مع اٹھارہ سوار وہان سے بھی احمدنگر کی طرف بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری لوازم استقبال بجا لا کر باعزاز و اکرام تمام اُسے شہر مین لایا تاکہ اس تقریب سے اُس کو دستکش کر کے احمد آباد بیدر کو مسخر کرے جسوقت شاہ کلیم اللہ اُسکے دربار مین رونق افزا ہوتا تھا ہاتھ باندھکر اُسکے روبرو قیام کرتا تھا جب چند دن اس وتیرہ پر گذرے شاہ طاہر علیہ الرحمہ اُسے مانع ہوے اور سرزنش اور ملامت کر کے کہا کہ باقتضاے زمان اور مضمون مصرع ہر کسے پنجروزہ نوبت اوست جو قبل اسکے اگر کسی نہج کی صاحبی و نفری درمیان مین تھی اب وہ برطرف ہو پس خطبہ اپنے نام پڑھنا اور پہلے وارث ملک کے سامنے کھڑا ہونا حزم و ہوشیاری سے بہت بعید ہے احتمال کلی رکھتا ہو کہ اکثر امرا بادشاہ کلیم اللہ کے دولتخانہ کے متفق ہو کر وہ امر کہ تدارک اُسکا محال ہو ظہور مین لاوین برہان الملک یہ سنکر متنبہ ہوا اور دوبارہ شاہ کلیم اللہ کو اپنے دربار مین طلب نہ کیا اور جو وہ اُسی سنوات مین نہ بہت باقتضاے الٰہی سے احمدنگر مین فوت ہوا اُسکا تابوت احمد آباد بیدر کی طرف لے گئے قطعہ بد ہست و نیست مرنجان ضمیر و دل خوش دار × کہ نیستی ست سرانجام ہر کمال کہ ہست × ازین رباط دو در چون ضرورت ست رحیل × رواق طاق معیشت چہ سربلند و چہ پست × اور شاہ کلیم اللہ بہمنی کے بعد کسی شخص کو خاندان بہمنیہ سے اسم شاہی نصیب ہوا اُنکی دولت نے خالق انس و جان کے حکم سے انقراض قبول کیا اور پانچ فرقون کے نشان سلطنت خلائق کی نظر مین

جلوہ گر ہے تقسیم انکے یہ ہین عادل شاہیہ نظام شاہیہ قطب شاہیہ عماد شاہیہ بریدشاہیہ انشاء اللہ تعالی اس تاریخ کی جلد ثانی مین احوال ان کا مفصل ناظرین پُرتمکین کو معلوم اور مفہوم ہوگا فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنہ کہ صحیفہ یادگار زمانہ یعنی ترجمۂ تاریخ فرشتہ اُردو جلد اول جسمین حالات سلاطین دہلی بانی اسلام اور حالات شاہان دکن تا سلاطین بہمنیہ بڑی شرح و بسط سے مذکور ہین جسکا ترجمہ از جانب کارخانۂ ہذا بصرف زرخطیر بنظر افادۂ عام زبان اُردو عام فہم مین ہوا چونکہ سابق مین مترجم کے سہو یا کسی دوسری وجہ سے اکثر مقام پر ترجمہ مین چوک ہوئی تھی اور بعضے بادشاہون کے حالات کلی یا جزوی کسی سہو اندیشی سے ساقط تھے اس مرتبہ نہایت خوبی سے اصل تاریخ فرشتہ سے مقابلہ کرکے اول سے آخر تک ترجمہ بالکل صحیح و معتمد کر دیا گیا اور جن بادشاہون کے حالات ساقط ہوگئے تھے وہ مکمل کر دیے گئے اب یہ ترجمہ نہایت مکمل و معتمد درست ہوکر بار چہارم مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بطلوہمت جناب راے بہادر منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا حق سبحانہ تعالی اس کتاب برکت انتساب کو مقبول خاص و عام کرے۔

اعلان

قیمت	نام کتاب
مر پ	...ہرگذشت ولیم رووارو... ...پ مولوی نذیر احمد کاغذ سفید
	...رڈ لارنس مرحوم سابق ...ہند مع پولیٹکل کارروائیان ...م غدر مین پنجاب کی ...مار سورتھ صاحب بہادر ...ب اے جی لارنس ...رالہ آباد مطبع نے اسکا ...ذ سفید دو قسم-
ے ر پ	...لد چرمی-
صہ ر پ	بلا جلد-
	...روس یعنی اردو ترجمہ تاریخ ...الکزمیکنزی والس پریوٹ ...مارڈ ڈفرن صاحب بہادر ...سوشل حالات تاریخی ...اور تبدلات روسیونکا علم ...ز تمدن ونظم ونسق ملکی بنایا ...باہمی تعلقات جنگ کریمیا ...خاندان جنگ روم و ...ملک کیتھرائن سے امور رفاہ ...رج ہین باجازت مصنف ...ی عالیجناب سرالفرڈ لائیل ...نٹ گورنر سابق ہے بنظر ترجمہ ...میل ذیل-
ے ر پ / ے پ	
	...مر ملقب بہ تحفۂ مصریہ- ...بازمانۂ بغاوت عربی پاشا

قیمت	نام کتاب
	از سر ڈی میکنزی والس صاحب بہادر مصنف تاریخ روسیہ ترجمہ سید ابوالحسن صاحب منیجر مطبع اودھ اخبار کاغذ سفید مجلد-
عہ ر پ	
عہ ر پ	ایضاً- غیر مجلد حسب مراتب بالا-
عہ ر پ	تواریخ سلاطین اودھ وقیصر التواریخ- دو جلد مین کامل مع تصاویر شاہان و ارکین سلطنت اودھ مؤلفہ مولوی سید کمال الدین حیدر- کاغذ خشائی-
ا ر	کچھ حال- جناب سر ہنری کارٹکر صاحب بہادر سی بی کا جو سابق مین کمشنر بنارس ولائحنٹ گورنر جنرل تھے مصنفہ راجہ شیو پرشاد صاحب سی- ایس- آئی- فیلو یونیورسٹی کلکتہ- و الہ آباد- کاغذ سفید-
عہ ر	ترجمہ منتخب التواریخ- مترجمہ مولوی احتشام الدین صاحب-
مہ ر	تاریخ جدولیہ- حضرت آدم علیہ السلام سے تا اینندم جملہ انبیا و ائمہ وصحابہ و تمام سلاطین منتخب از تواریخ بطور جدول مؤلفہ منشی خادم حسین اکبر آبادی-
۱ ر ۲	تاریخ راجپوتانہ ستی- کا رناما سے راناؤن اودیپور راجپوتانہ جس کو جبکہ ایس بروس صاحب بہادر بندوبست جادوورا نے ترجمہ کیا- کاغذ سفید وخشائی-
۲ پائی پ	جیون چرتر منشی نولکشور صاحب سی- آئی- ای مترجمہ منشی لال جی-
۳ ر پ	سوانح کبیر داس- مترجمہ منشی لال جی-
۲ ر پ	سوانح عمری- مہاراجہ گنپت رائے وکالی پرشاد کایستھ مترجمہ منشی لال جی-

نام کتاب	قیمت
فسانۂ برطانیہ یعنی ہردو ہسٹری آف انگلینڈ	
جسمیں علاوہ مضامین تاریخی از اول تاحال	
انگلش سوشل پولیٹکل لائف مع دیگر حالات	
متعلقہ انگلینڈ و لندن وغیرہ افسانہ کے	
پیرایہ میں درج کی گئی ہے مصنفہ منشی گنگا پرشاد	
صاحب طپش سابق ہیڈ ماسٹر سنٹرل کالج پٹیالہ	[illegible] روپیہ
راجپوتانہ و اورنگ زیب مع مختصر تاریخی حالات مترجمہ	
منشی دیبی پرشاد صاحب۔	۵ روپیہ
اکبرنامہ اردو ناگری۔ مترجمہ منشی دیبی پرشاد	
صاحب مورخ راجپوتانہ و مصنف راجہ جودھپور	
جس میں اکبر شاہ کی ۵۱ سالہ سلطنت کا پورا حال	
ہے جو کہ اکبرنامہ و اقبال نامہ جہانگیری و	
منتخب التواریخ و طبقات اکبری و آئین اکبری	
وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے۔	[illegible] روپیہ
جہانگیر نامہ۔ اردو ناگری با تصویر	
منشی دیبی پرشاد صاحب ورسہ مجلد	[illegible] روپیہ
تزک ہشتہ یعنی راجا بیربل کے بعد	
مختصر تاریخ مصنفہ منشی دیبی پرشاد صاحب	۲ روپیہ
تاریخ بیربلی۔ اردو ناگری راجہ بیربل	
صاحب کی سوانح و راجہ بیربل مولفہ منشی	
[illegible] صاحب۔	
رسالہ۔ راجاؤں اور بادشاہوں کے	۱۲ روپیہ
[illegible] مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب	۵ روپیہ
[illegible] تاریخ مشاہیر حکما و علما	
[illegible] مترجمہ ان سے [illegible]	
[illegible] التواریخ۔ یعنی تذکرہ حکمائے قدیم	۸ روپیہ
[illegible] وغیرہ جسکو منشی	
صاحب مورخ راجپوتانہ نے کتاب	

نام کتا[ب]	قیمت
ناسخ التواریخ ایران	
میں ترجمہ کیا۔	
کتب تواریخ شاہا[ن]	
تاریخ فرشتہ۔ مترجمہ	
تا زمانۂ سلطان اکبر	
طبقات اکبری۔ ا[ردو]	
منتخب التواریخ۔ مولا[نا]	
ابتدائے اسلام سے	
ترجمہ تاریخ طبری۔	
عباسی تک۔	
شاہنامہ فردوسی۔	
چو مصرعہ با تصویر	
شاہنامہ مترجمہ کنہیا	
سیر المتاخرین۔ در سہ	
غلام حسین خان صاحب	
ترجمہ فارسی تاریخ ارد[و]	
مصنفہ ڈاکٹر میکنزی و	
دیو مجس سابق تحصیلدار	
جیسے نفیس و عجیب حالا[ت]	
بیان ہوئے و سیاحی سایہ	
ہو وصف سے تعلق رکھتا ہے	
حسب تفصیل ذیل۔	
(۱) مجلد۔	
(۲) غیر مجلد۔	
خصائل السعادت	
سعادت خان تحقیق نسبہ	